طلسم ہوش رُبا

جلد اوّل

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری۔ پٹنہ

طلسم ہوش ربا

جلد اوّل

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ

تقسیم کار :

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی 110025

صدر دفتر :

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی 110025

شاخیں :

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی 110006
مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، پرنس بلڈنگ، بمبئی 110003
مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، یونیورسٹی مارکٹ، علیگڑھ 202001

اشاعت : ۱۹۸۸ء
قیمت : سو روپے

برٹی آرٹس پریس (پروپرائٹر مکتبہ جامعہ لمیٹڈ) پٹودی ہاؤس نئی دہلی سے طبع ہوا

پیشگفتار

داستان امیر حمزہ صاحبقران،
جس کے آٹھ دفتر ہیں۔ دفتر پنجم
طلسم ہوشربا
جو کل داستان امیر حمزہ کی جان ہے
اور، جس کی سات جلدیں ہیں
اس کی اوّل چار جلدوں کا ترجمہ منشی محمد حسین جاہؔ مرحوم نے
اور آخری تین جلدوں کا ترجمہ منشی احمد حسین قمرؔ نے فرمایا
———— طلسم ہوشربا (طبع سوم)، ۵/۱، 'خاتمۃ الطبع' از جانب مطبع/۶۶۲

آٹھ دفتروں کی چھیالیس جلدوں پر مشتمل تقریباً پچاس ہزار صفحات پر پھیلی داستان امیر حمزہ کا یہ پانچواں دفتر 'طلسم ہوشربا' جو قریب دس ہزار صفحات پر پھیلا ہوا اردو زبان کا طویل ترین نثری شاہکار ہے۔ جسے اردو کی اپنی چیز اور خالص تصنیف ہونے کے باوجود اس کے لکھنے والے (کبھی کبھی بہک جانے کی بات اور ہے!) خاکساری اور انکساری سے ترجمہ ہی کہتے رہے!! اور جو ۱۹ ویں صدی میں اس طویل داستانی سلسلے کی شائع ہو کر منظر عام پر آنے والی پہلی کتاب ہے' پیش خدمت ہے۔

طلسم ہوشربا' جس کا محض نام ہی ہمیں یکایک ایک طلسمی دنیا میں لے جاتا ہے' اس معنی میں اردو نثر کا شاہکار ہے کہ اردو میں اتنے وسیع اور متنوع پیمانہ پر نثر کا استعمال کسی دوسری جگہ نہیں ملتا ———— اور نہ اتنے بڑے پیمانے پر رزم (= حمزہ وغیرہ) بزم (= عاشقی وغیرہ) اور عیاریاں (= عمرو وغیرہ) کہیں اور مل سکیں گی۔

آٹھ دفتری داستان امیر حمزہ کے اس پانچویں دفتر یعنی 'طلسم ہوشربا' کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ داستان کے بقیہ سات دفتروں کی تو تھوڑی بہت 'فارسی بنیادیں مل جاتی ہیں ———— لیکن دفتر پنجم یعنی طلسم ہوشربا خالص ہندستانی تخلیق ٹھہرتی ہے' اور اس لحاظ سے ہندستان کو اردو زبان کا ایک نادر تحفہ جس کا پہلا ڈھانچہ سن ستاون سے قبل رام پور میں میر احمد علی نے کھڑا کیا' اور جسے ان کے بعد اگلی پیڑھی کے انبا پرشاد (شاگرد میر احمد علی) نے (اس سماعی روایت کو) اور مضبوط کیا اور پھر ان کے بیٹے غلام رضا نے 'سمع' کو 'بصر' میں ڈھال کے سنی جانے والی داستان کو پڑھی جانے والی کتاب میں ڈھال دیا جو چودہ جلدوں میں 'غیر مطبوعہ' رضا لائبریری رام پور میں موجود ہے۔

طلسم ہوشربا اصلاً سات بلکہ آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے (کہ جلد ۵ کے ۲ حصے ہیں) اور ۲ جلدیں مزید 'بقیہ طلسم ہوشربا

کی آئیں، اس طرح اس کی کُل دس جلدیں ہوتی ہیں۔ گویا پوری ۴۶ جلدی داستان حمزہ کی ضخیم ایک چوتھائی سے کچھ ہی کم حصے پر ہوشربا حاوی ہے۔ یہ دو داستان گویوں کا کارنامہ ہے: محمد حسین جاہ نے اولیں چار جلدیں لکھیں احمد حسین قمر نے بقیہ ساری جلدیں تمام کیں۔

یہ داستانیں لکھی بعد میں گئیں، سنائی پہلے! اس لیے لکھت میں آنے سے قبل ہی مشہور ہو جاتیں، اور لکھ جانے کے بعد بھی سنا جانے میں زیادہ فرق نہیں آیا۔ داستان امیر حمزہ، اور اس داستانی سلسلے کی اہم ترین کڑی طلسم ہوشربا کو، اردو میں جتنا پڑھا گیا، اور جتنا سنا گیا، اردو کی کوئی اور تخیل تخلیق، اس اعتبار سے، اس کے نصف قد کو بھی نہیں پہنچتی۔ عوام الناس سے لیکر نوابوں اور بادشاہوں تک، غربا سے امرا تک، شہزادہ بانکے (مرزا غالب بھی!)، سب اس کی زلف کے اسیر تھے! پہلی جنگ اور پھر دوسری جنگ عظیم تک یہ محیط کُل کی روایت کسی نہ کسی طرح جاری رہی اگرچہ پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے درمیانی عرصے میں گھٹیا درجہ پر ندیم صہبائی فیروزپوری، ادنیٰ درجہ پر ظفر عمر (بہرام کی گرفتاری، نیلی چھتری وغیرہ) اور خالص ترجمے کے درجہ پر تیرتھ رام فیروزپوری خاموشی سے طلسم کی جگہ لیتے چلے گئے! فرصت اور مہلت کے اوقات سکڑ رہے تھے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سننے سنانے سے زیادہ اب پڑھنے کا دور حاوی آ چکا تھا۔

تاہم وہ کرشمہ زائیاں اور سحر طرازیاں، وہ تخیل کی آزاد اڑان، وہ نیکی اور بدی سے ملی جلی زندگی کا تنوع اور اس میں ہیرو کی حیرت ناک غیر معمولی بہادری اور ذہانت اور ان کے بل بر اعلیٰ ترین کامرانی —— اس سب کو دیکھنے کی خو تھی ہی، وہ داستان امیر حمزہ نہ سہی تیرتھ رام فیروزپوری کے اسرار دربار لندن اور گردش آفاق کا مترجم سلسلہ سہی! بہرام کے کارنامے ہی سہی! وقت سکڑ رہا تھا اس کے ساتھ حجم بھی سکڑتا رہا۔ یہاں تک کہ آزادی کے بعد وہ سیل بیکراں 'جاسوسی دنیا' اور 'طلسمی دنیا' جیسی جوئے کم آب میں سمٹ آیا۔ 'طلسمی دنیا' مقبول نہ ہو سکا کہ وقت جو بدل چکا تھا اس کا اندازہ اس کے سنبھالکوں کو نہ ہو سکا۔ 'جاسوسی دنیا' البتہ اتنا ہی مقبول رہا جیسا اپنے زمانے میں طلسم ہوشربا تھا، اور یہ مقبولیت اس درجہ پر رہی کہ ابن صفی کے انتقال کو کئی سال گزر گئے لیکن پھر بھی 'جاسوسی دنیا' ابھی ایک دو سال قبل تک اسی پابندی کے ساتھ ماہنامہ کی شکل میں پرانے شماروں کو چھاپتا اور دھوم دھام سے فروخت ہوتا رہا ہے ——

اور سر حد پار متعدد مقبول ڈائجسٹ 'جاسوسی دنیا' کی پوری پوری کہانیاں اپنے یہاں تمام و کمال یا قسطوار دیتے رہتے ہیں۔ کسی نہ کسی طور تحیر زائی اور اس میں انسانی دلچسپی اسی طرح نئے نئے نقش بناتی رہی ہے!

ہندیرانی کلچر کی جو باقیات۔ بیسویں صدی کے اوائل تک جتنی اور جس حد تک محفوظ رہ گئی تھیں، ہوشربا میں اس کلچر کے تقریباً ہر پہلو کی جھلکیاں مل جاتی ہیں۔ یہ کلچر جو ہند آریائی تہذیب کے دو دھاروں ملن تھا۔ عیسیٰ سے گیارہ بارہ سو سال پہلے کا دھارا اور عیسیٰ سے گیارہ بارہ سو سال بعد کا دھارا: جس میں دونوں نے اپنی اپنی حسین ترین روایتوں کو ہم آمیز کر کے دنیا کے ایک شکیل ترین تہذیبی آمیزہ کو جنم دیا ہوشربا میں عالمی تاریخ و تہذیب کی اس خوبصورت یادگار کو بڑی تفصیل سے دیکھا جا سکتا ہے۔ اس دور کی تہذیب، سماج، اور زبان، ان تینوں کے مطالعہ کے لیے ہوشربا ایک قیمتی خزانہ ہے۔

O

طلسم ہوشربا کا رشتہ اردو داستان کے رشتے سے فارسی داستانِ امیر حمزہ صاحبقران (= قصۂ امیر حمزہ = حمزہ نامہ = رموز حمزہ = اسمار الحمزہ) سے جوڑا جاتا ہے۔ جو روایتہً "توفیضی کی طرف منسوب کی جاتی رہی ہے لیکن جو واقعتہً" فیضی سے قبل ہمایوں ام ۹۶۳ھ کے عہد میں بھی موجود تھی اور اس دھوم دھام سے موجود تھی کہ ہمایوں نے اس عہد کے بہترین ایرانی فنکاروں کو اُسے مصوّر کرنے پر مقرر کیا' اور پھر اکبر کے عہد میں یہ کام انجام کو پہنچا (اس مصوّر حمزہ نامہ کے منتشر اوراق چند سال قبل آسٹریا سے طبع ہو چکے ہیں۔ یہ اشاعت صرف تصاویر پر مشتمل ہے اور متن سے عاری ہے) (مصوری پر جو مواد سامنے آیا ہے اس میں آسانی سے یہ تذکرہ مل جاتا ہے۔ اکبر کے عہد میں مغل مصوری اپنے عروج کو پہنچی ہوئی تھی ہندستانی اور ایرانی مصوروں کر فنِ مصوری نے جو شاہ کار تخلیق کر رہے تھے ان میں حمزہ نامہ بھی شامل ہے۔ اور ان میں خدا بخش لائبریری کا تاریخ خاندانِ تیموریہ کا مصوّر نسخہ بھی شامل ہے جو مصوری کی دنیا کا تاج محل کہلاتا ہے ——— یعنی قدیم زمانے کے حمزہ نامہ کو اکبر کے عہد میں بس مصور کیا گیا! اور یہ جو فیضی کا نام بار بار اس کے مصنّف کی حیثیت سے آ رہا ہے تو عین ممکن ہے کہ جس طرح تاریخ خاندانِ تیموریہ میں قدیم تر تاریخوں سے مدد لیکر تاریخی متن بھی شامل رکھا گیا اسی طرح حمزہ نامہ کو دوبارہ لکھا گیا ہو اور لکھنے میں فیضی شامل رہے ہوں) اتنی اہمیت جس داستان کو عہد ہمایوں میں حاصل ہو جائے، تو وہ جو ایک دوسری روایت کے مطابق اسے عہد تغلق کی چیز کہا گیا ہے' اور ایک تیسری روایت کے مطابق عہد غزنوی کی چیز ——— تو کوئی عجب نہیں کہ یہ سچ مچ اتنی ہی قدیم رہی ہو۔ فی الحال تو بس اتنا ہی کہا جا سکتا ہے کہ خدا بخش لائبریری میں ایک داستان فارسی میں زبدۃ الرموز کے نام سے موجود ہے جس کے مولف حاجی قصہ خوان ہمدانی نے ۱۰۲۲ھ/۱۶۱۳ء میں ——— حیدرآباد پہنچ کر اسے عبداللہ قطب شاہ کے لیے لکھا ——— لکھتے وقت ہمدانی کے پاس داستان حمزہ کے کئی نسخے تھے جن میں ابوالمعالی نیشاپوری' جلال بلخی' اور سلطان حسین تشاقی کے فارسی ورژن قابل ذکر ہیں۔ یعنی داستان کے متعدد نسخے ۱۶۱۲ء سے قبل بھی موجود تھے۔

داستانِ امیر حمزہ فارسی میں جو بھی تھی ہے' ایک جلد میں یا چھوٹی چھوٹی دو جلدوں میں دستیاب ہے[1]۔ اردو میں بھی یہ داستان فورٹ ولیم کالج کے توسط سے' خلیل علی خاں اشک کے قلم سے (۱۸۰۱ء)' ایک ہی حصہ میں آگئی۔ نصف صدی بعد امان علی خاں غالب لکھنوی نے (۱۸۵۵ء میں) اپنا ورژن اردو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اس آخر الذکر کو یا دونوں ورژنوں کو سامنے رکھ کر مطبع نولکشور نے عبداللہ بلگرامی کے قلم سے تیسرا ورژن (۱۸۷۱ء) پیش کیا جو معمولی ترمیموں کے ساتھ پہلے سید تصدق حسین

۱۔ رموز حمزہ تہران سے بھی شائع ہوئی اور نولکشور سے بھی۔ حال ہی میں تہران سے 'قصہ حمزہ یا حمزہ نامہ' بھی (مرتبہ جعفر شعار) معمولی ضخامت کی دو جلدوں میں شائع ہوا ہے' جو ایک قول کے مطابق' تہران سے ۱۲۷۴ھ میں سات جلدوں میں چھپا (خدا بخش کیٹلاگ ۸/۱۸۱) خدا بخش کیٹلاگ کو غلط فہمی ہوئی یہ سات جلدیں نہیں سات حصّے تھے جو دو جلدوں میں سما گئے ہیں۔

رضوی ایڈیشن (۱۸۸۷ء) کی شکل میں، اور پھر آخری بار عبدالباری آسی (م ۱۹۴۵ء) ایڈیشن کی صورت میں سامنے آیا۔

پنچ تنتر/کلیلہ و دمنہ/انوار سہیلی اور الف لیلیٰ کے نمونے سامنے تھے ہی؛ کہانی میں کہانی سننے کے لیے داستان طرازی کا مزاج کافی تھا۔ محلوں کے تھکے ہارے مکینوں کو اپنی آنکھیں تھکانے اور اپنا ذہن خرچنے کی کیا ضرورت، جب وہ کسی دوسرے کی زبان اور ذہن کچھ دیر کے لیے خرید کے ایک داستان سن کے خوابِ خرگوش میں چلے جاتے تھے۔ محلوں سے ہوتی یہ داستانیں شدہ شدہ گلیوں اور گھروں تک پہنچتی گئیں، اور داستان گو اعلیٰ اور ادنیٰ دونوں طبقوں کے مذاق کا خیال رکھتا ہوا کلی پھندنے لگاتا چلا گیا، تاہم یہ کہنے اور سننے کی حد تک محدود داستان سننے سنانے میں ایک محلّے یا ایک شہر تک کی محدود رہتی! مطبع والوں نے اندازہ لگا لیا کہ انھیں چھاپ دیا جائے تو اس میں دلچسپی لینے والوں کا جو وسیع تر متوقع حلقہ موجود ہے اُسے اس کی من چاہی چیز ملے گی تو وہ اس کا بہتر بدل دے گا (جس پر دنیا چل رہی ہے یعنی مالی منفعت!)۔ چنانچہ داستان گویوں کو داستان نویسوں میں تبدیل کر دیا گیا اور داستان امیر حمزہ کی مختصر سی ایک جلد ۴۶ ضخیم جلدوں میں ڈھلتی چلی گئی۔ داستان گو (جو اب داستان نویس تھے) اُسے ترجمہ بھی کہتے رہے (کہ رشتہ ماضی سے رکھنا اس عہد کا شیوہ تھا) تصنیف بھی (کہ واقعتہً تو یہ تصنیف ہی تھی!)۔

○

طلسم ہوشربا تصنیف ہے ترجمہ نہیں! طلسم ہوشربا، داستان امیر حمزہ کا ایک حصّہ بتایا جاتا ہے۔ اور خود داستان ——— ایک قدیم تر فارسی قصّہ داستان امیر حمزہ سے ماخوذ بتائی جاتی رہی جبکہ ——— کوئی ایسی قدیم فارسی داستان امیر حمزہ دستیاب نہیں! موجودہ ضخیم داستان امیر حمزہ اردو جس کا ترجمہ قرار دی جا سکے ——— اور کوئی فارسی یا اردو داستان امیر حمزہ ایسی موجود نہیں کہ طلسم ہوشربا جس کا ترجمہ کہی جا سکے! بجز اس کے کہ داستان امیر حمزہ اردو اس نام کی قدیم فارسی داستان کا چربہ ہے یا اسے اپنا سرچشمہ بنایا ہے ——— اور طلسم ہوشربا قدیم داستان یا اردو داستان سے مستفاد ہے تو محض اس حد تک کہ ناموں میں خاصا اشتراک ہے اور کارناموں میں بھی جا بجا اشتراک ہے۔

دراصل اردو والوں نے عظیم تر ادبیات فارسی سے ناتا جوڑنے کی کوشش میں یہ کہنے میں فخر محسوس کیا کہ وہ طلسم خود تصنیف نہیں کر رہے، بلکہ داستان کے ایک اسی نام کے حصّے کا ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔ تاہم چونکہ یہ امر خلافِ واقع تھا اس لیے ایک ہی سانس میں اسے ترجمے کے ساتھ تصنیف بھی قرار دیتے رہے۔ اس میں ان طلسم کاروں کے ساتھ مطبع کے کارپردازوں اور مالکوں کو بھی برابر کا یا کچھ زیادہ ہی دخل رہا جنھوں نے اسے بھی اپنی بزنس یا تجارتی گُر کا حصّہ جانا کہ فارسی والوں سے رشتہ ظاہر کیا جاتا رہے کہ انیسویں صدی کے اواخر تک تنہا اردو میں وہ عظمت نہیں تھی جو فارسی کے نام سے وابستگی میں پیدا ہو جاتی تھی۔ ورنہ یہ سب کیا تھا کہ تسلسل

پانچ

کے ساتھ، بلکہ یعنی اصطلاح میں تواتر کے ساتھ، یہ روایت لکھنؤ اور دہلی دونوں میں عام ہے کہ بڑے داستان گو لکھتے نہیں تھے سناتے تھے ——— لکھنے والے 'کاتب' اسے سن کے لکھتے جاتے تھے۔ اور پھر، جب یہی کچھ چھپ کر آتا تھا تو مصنف پوری خاکساری سے اور طابع پوری تاجرانہ دانشوری کے ساتھ اس کارنامے کو تصنیف کے ساتھ ساتھ 'ترجمہ' بھی لکھ دیتا تھا۔

تصنیف کو ترجمہ کہہ کر پچھلوں سے رشتہ جوڑنے کی کوشش دراصل اس وقت کی ایک اہم قدر کا شریفانہ اظہار تھی کہ کسی سے کچھ لو تو احسان کا تقاضا ہے اس سے زیادہ بتاؤ جتنا اس کا حق ہے۔ اگر پچھلوں نے کوئی طلسم ہوشربا لکھی تھی تو وہ اگلوں کے لیے انسپریشن تو بہرحال بنی: اس کے کردار لیے، اس کے عیار لیے، اور بھی کچھ باتیں آٹے میں نمک کے طور سے لے لیں۔ اب اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ وہ اصل ۲۵ صفحے کی داستان ترجمے میں نو دس ہزار صفحوں پر پھیل گئی۔ اگر خیال اصلاً پیشرو کا ہے تو اس پر چاہے ایک پوری عمارت کی تعمیر ہو جائے، عمارت کا نام اس خیال آفریں کے نام پر ہی رہے: ایسی قدریں، اب اس عہد میں، جب پیشرو دوں کے پورے پورے افکار بس روا اپنے ناموں میں ٹانک لیتے ہیں، سمجھ میں آ بھی تو نہیں سکتیں!

جن پیشرو داستان نویسوں کے نام طلسم ہوشربا کے 'مترجم مصنفوں' نے لکھے ہیں وہ پرانے زمانے کے فیضی اور نئے عہد کے انبہ پرشاد، غلام رضا اور میر احمد علی ہیں۔ یہ بھی صحیح ہے کہ میر احمد علی اور انبہ پرشاد کی روایت سے انبہ پرشاد کے بیٹے غلام رضا کی تصنیف کردہ طلسم ہوشربا چودہ جلدوں میں 'طلسم باطن ہوشربا اور طلسم ہوشربا سے باطن' کے نام سے رام پور میں **مخطوطہ** کی صورت میں محفوظ ہے۔ **یعنی** اردو میں یہ داستان ایسی ہی ضخامت کے ساتھ قبلاً وجود میں آ چکی تھی۔ لیکن جس طرح ان لوگوں نے بھی 'اصل فارسی' کو اپنا سرچشمہ بنایا تھا، **مطبوعہ** طلسم ہوشربا کے مصنفوں نے بھی 'اصل فارسی' کو اپنا ماخذ قرار دیا، یہ اور بات ہے کہ دونوں کا سرچشمہ یا ماخذ محض ایک خیالی وجود ہے 'اقلیدس کا ایک فرضی نقطہ' جو زیادہ سے زیادہ پھیل سکا تو نیشنل لائبریری کے بوہار کلیکشن کے 'قصہ فیلسوف' تک، جسے فہرست نگار (عبدالمقتدر) نے ہوشربا والا قصہ ٹھہرایا، جو صحیح بات نہیں!

داستان امیر حمزہ، رموز حمزہ، قصۂ امیر حمزہ، اسمار الحمزہ، حمزہ نامہ، زبدۃ الرموز کہیں بھی طلسم ہوشربا کا نشان نہیں ملتا۔ دراصل یہ فارسی میں تھی ہی نہیں۔ اسے تو میر احمد علی اور میر قاسم علی اور ان کے شاگردوں نے اردو ہی میں لکھا۔ یہ اس کا پہلا نقش تھا اور رام پور میں یہ داستانیں ۱۸۴۰ اور ۱۸۶۵ کے درمیان لکھی گئیں، جو نولکشور سے قبل کی بات ہے۔ خود احمد حسین قمر نے اس کا اعتراف کیا ہے (ہوشربا ۵: ۲/ ۶۲۷) کہ مصنف اول احمد علی ہیں۔

○

وہ مشہور روسی حکایت آپ تک بھی پہنچی ہو گی جس میں مہم جو جب ساری منزلیں سر کر کے اس چٹان تک پہنچ جاتا ہے جہاں

اب وہ بسہولت اپنا نام لکھ کر بقائے دوام کی ضمانت حاصل کر سکتا ہے تو اُسے وہاں یہ لکھا ہوا نظر آتا ہے کہ ناموں کے لیے مخصوص ساری جگہ بھر چکی ہے' اب مزید گنجائش نہیں۔ لکھنا چاہو تو بیشک لکھ سکتے ہو لیکن بس آخری نام کھرچ کے! اس ہدایت نامہ میں یہ بات محذوف بھی کہ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا کہ تمہارے بعد آنیوالا بالکل اسی طرح تمہارا نام کھرچ کے اپنا نام لکھتا جائے گا اور اس کے بعد اس کا نام کوئی اور کھرچے گا اور اس کے بعد ... ۔

ہماری اقدار ایک ایک کر کے ریزہ ریزہ بکھر رہی ہیں ۔ ایک اعلیٰ قدر کبھی یہ بھی رہی تھی کہ گزرے ہوؤں کے نیک نام کو ضائع نہ کرو۔ 'نام نیک رفتگاں ضائع مکن'، شعر کے دوسرے حصّہ میں ایک لالچ بھی دیا گیا ہے (کاش نہ دیا گیا ہوتا!) کہ جانے والوں کا نام قائم رکھو گے تو آنے والے تمہارا نام بھی بچالیں گے "تا بماند نام نیکت برقرار"۔ اقوام متحدہ کے سربراہ اور عظیم صوفی ہیمرشیلڈ کی وہ دلدوز چیخ آج بھی کانوں میں گونج رہی ہے کہ آخر نام میں کیا رکھا ہے! آخر ہم سب کی یہ کوشش کیا ہے؟ کہ جب ہم دنیا سے گزر جائیں تو زندوں کے خیالات باربار ہمارے نام کے گرد گھومتے رہیں! ہمارا نام! بے نام ابدیت سے تو ہم بچ بھی نہیں سکتے۔ ہماری زندگی اور ہمارے اعمال کے نتائج کھرچے تو نہیں جاسکتے! نہ انھیں امتیاز یا انشانات ملنے سے روکا جاسکتا ہے!! وہ عزت کا باعث ہوں یا شرمندگی کا!!!

کسی گزرے ہوئے کا نام ضائع مت کرو، کوئی پچھلا نام کھرچو مت، مت کھرچو' کہ تمہارا نام وہاں آجائے! بالآخر تو تم بھی کھرچ دیے جاؤ گے!!

کتنے ہی معاملوں میں ہمارے پیشرو ہم سے بہت بڑے تھے' زیادہ خوش نصیب تھے' (مثلاً یہی کہ ان کے پاس وقت بہت تھا) طلسم ہوشربا کا خصوصاً اور داستان امیر حمزہ اور بوستان خیال وغیرہ کا عموماً جیسا تفصیلی مطالعہ ان لوگوں نے کیا اور اپنے مطالعہ کے جو نتائج قلمبند کیے وہ آج بھی اہمیت رکھتے ہیں۔

ان داستانوں کا دور بظاہر گزر چکا۔ ہمارے ہمعصروں میں بس شاید دس پندرہ لکھنے والوں نے یہ داستانیں الف سے یے تک پڑھی ہوں! اتنا ہی بہت ہے ہمارے لیے کہ کسی نے بھی 'ادب دوستی میں' اتنی فرصت تو نکالی! اور، شکرگزار ہونا چاہیے ہمیں ان محسنوں کا' جنھوں نے ہم پر روشن کیا کہ چالیس پچاس ہزار صفحات پر پھیلے ہوئے ان 'خاکساران جہاں' فنکاروں کو حقارت سے نہ دیکھیں، کون جانے کب اس گرد میں سے کسی سواد کسی 'شہسوار' کا چہرہ چمک اٹھے!

قبلاً' کوئی کسی موضوع پر اچھا کام کر چکا ہو تو اس سے بہتر خراج تحسین اور کوئی ہے بھی نہیں جس کی طرح ہم نے ڈالی ہے! اس طور پر کہ پیشروؤں نے فن داستان گوئی پر' داستان امیر حمزہ پر اور خصوصاً طلسم ہوشربا پر جو کچھ لکھا ہے اس کا متعلقہ حصہ طلسم ہوشربا کے اس خدابخش ایڈیشن کے ساتھ اقتباساً یکجا کر دیا جائے: پہلے تنقیدی اور تحسینی تحریریں ہوں جس سے

قاری موضوع سے قریب ہوتا چلا جائے، درمیان میں 'برزخی' تحریریں ہوں، جن میں تحسین کے ساتھ تحقیق بھی جڑی ہوئی ہے اور آخر میں خالص تحقیقی تحریریں!

سو، یہ تحسینی، تنقیدی اور تحقیقی تحریریں مصنفوں کے لیے شکر گزاری کے ساتھ **مقدمہ طلسم ہوشربا** کے طور پر پیش کی جا رہی ہیں۔

○

تہذیب سماج اور زبان ــــ تینوں کے مطالعہ کے لیے طلسم ہوشربا ایک اہم ماخذ ہے۔ تہذیب اور سماج کو کچھ آپ خود تلاش کر لیں، کچھ ہم مدد کرتے ہیں!

زبان ایک سماجی عمل بھی ہے، تہذیبی وسیلۂ اظہار بھی۔ اس کے پیش نظر لفظیات کی شکل میں بازیافت کی ایک کوشش کی گئی ہے: یہ فرہنگ نہیں، یہ فرہنگ کا بدل بھی نہیں ہے۔ یہ صرف جاتے ہوئے زمانے کو لفظوں کے واسطے سے اسیر کرنے کی ایک آرزو ہے جسے صفحہ صفحہ اور سطر سطر تلاش کر کے یکجا کر دیا گیا ہے کہ ان لفظوں، محاوروں، اصطلاحوں اور استعمالوں کے آئینہ میں بیسویں صدی کے اوائل تک کا رواجِ عام اور اس کے توسط سے، ممکن حد تک، وہ تہذیب اور سماج سامنے آ جائے جسے تاریخ سے زیادہ معتبر اور بے بیل صورت میں ادب محفوظ رکھتا جاتا ہے! **لفظیاتِ طلسم ہوشربا کو مقدمہ طلسم ہوشربا** کی مانند مستقل بالذات الگ جلد کی صورت میں شائع کیا جا رہا ہے اس امید کے ساتھ کہ یہ دونوں ساتھی جلدیں اپنی حقیر جسامت کے باوجود متن کی دیو قامت جلدوں کے مطالعہ کی راہیں روشن کرنے میں معاون ہوں گی۔

ــــــــ عابد رضا بیدار

یعنی چمن پیرائی حمیستان کون و مکان کا فرماں روائی شاہان کا

افسانۂ دلپذیر و قصۂ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر و ہوش ربائے جادو تقریر
نو عروس کلام زیبا و نو طرز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزا یعنے

جلد اول

طلسم ہوش ربا

ترجمہ داستان

امیر حمزہ صاحبقران

بار ہشتم

تصنیف ناظم و نثار زمان داستان گوئے شیریں بیان سخن سنج معنی خوان
پسندیدۂ مجالس امیران و رئیسان سرآمد اہل فن رشک اہل ہنر جناب منشی محمد حسین تخلص جاہ

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں حلیۂ طبع سے محلی ہوئی

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیحد و ثناے لاتعد اُس ساقی ازل کو سزاوار ہی کہ جس نے خراب آباد گیتی کو بعد اے مستانہ کن فیکون آرایش دی اور نعت مع تحفہ درود اُس مست پیمانۂ الست کی ہر جرعہ نوش جام خرد کو درکار ہی کہ جس نے سرمستان خمخانہ کفر و ضلالت کی بیک ساغر ظہور خمار شکنی فرمائی صلے اللہ علیہ و آلہ العظام و اصحابہ الکرام زان بعد خوشہ چین خرمن ارباب علم و ہنر و رمز شناسان دقائق معانی پرور عالی پایگاہ خاک راہ سید محمد حسین جاہ بگوش ہوش سخندان ذی ہوش خطاپوش عرض رسا ہی کہ داستان امیر حمزہ فسانۂ دلکش و مرغوب پسندیدہ ہر طالب و مطلوب ہو زہے گوہر دریاے خوش بیانی زہے آفتاب سپہر زور زبانی کہ زبان توصیف و بیان تعریف نسبت اُسکے قاصر ہی بجملہ اُس کے ایک طلسم حیرت زا مسمی بہ طلسم ہوش رُبا نہایت نادر ہو لہذا اُس شاہد دلربائے رعنائی و محبوب خوش اداے زیبائی کو چاہا کہ زبان اُردو میں بطرز فصیح و محاورت صحیح جلوہ گاہ تحریر میں لائے اور مشتاقان ادائے محبوب قصص کو اُسکی کرشمہ سنجی پر بٹھائے بفضلہ و کرمہ و منہ التوفیق و ہو الرفیق الاعلے۔

التماس مترجم بخدمت ناظرین والا تمکین فسانۂ ہذا

واضح ہو کہ داستان امیر حمزہ کے سات دفتر ہین اور بغیر ملاحظہ دفاتر مذکور کے دشوار ہی کہ امیر اور عمرو اور زمرد شاہ اور بختیارک اور افراسیاب جادو وغیرہ کے نام سمجھ مین آئین بایں خیال گزارش ہی کہ امیر حمزہ پسر سید خواجہ عبد المطلب سردار خانہ کعبہ کے ہین اور عمرو اُن کا عیار ہی اور امیر حمزہ نے اپنے پوتے کو بادشاہ لشکر کیا ہی کہ نام اُسکا سعد بن قباد ہی اور آپ سپہ سالاری لشکر کی کرتے ہین اور جتنے بیٹے امیر حمزہ کے ہین وہ سب مطیع اُسی پوتے کے ہین جو بادشاہ ہی اور بادشاہ روئے زمین بہت سے کہ جنکا ذکر اِس قصہ مین آئیگا وہ سب ہمراہ لشکر کے اپنی اپنی فوج لیے رہتے ہین اور امیر حمزہ ایک بادشاہ جلیل القدر زمرد شاہ باختری

سے کہ جسکو لقا بھی کہتے ہین اور اُس نے دعوے خدائی کا کیا ہو لڑ رہے ہین اس لیے کہ وہ دعویٰ باطل سے باز آے اور امیر کے ہاتھ سے جس ملک مین لقا بھاگ کر جاتا ہی وہان کا بادشاہ اور رعایا سب اُسکو اپنا خدا سمجھکر اطاعت کرتے ہین اور بنابر اسکے حکم کے امیر سے لڑتے ہین اور لقا کے ساتھ بیٹا نوشیروان کا فرامرز بن نوشیروان بھی ہی کہ اُس نے امیر سے پہلے لڑ چکے ہین اب اُسنے لقا کا ساتھ کیا ہی اور وزیر فرامرز کا بختیارک بن بختگ شیطان درگاہ لقا بنایا گیا ہی کس لیے کہ خدائی مین کوئی شیطان بھی چاہیے غرض لقا نے پہلے جاکر طلسم ہزار شکل مین پناہ لی تھی جب وہ امیر نے فتح کرلیا تو لقا کوہستان کی طرف آیا ہی طلسم ہزار شکل کا ذکر پہلے اسم طلسم لکھا ہی بوجہ اس کے کہ طلسم ہوشربا کا قصہ کو بیان کرنا منظور رہا اس لحاظ سے اُس طلسم کو ترک کیا کہ باعث طوالت افسانہ نہ ہو۔

آغاز داستان حیرت بیان طلسم ہوش رُبا اور داخلہ لشکر لقا کوہستان مین نظم

مغنی نوائے کہ آمد بجان ❊ درین زیر پردہ آسمان ❊ وزین دور دوار ظالم چونے ❊ بہ احوال جم یا باحوال کے

فرد نگار مدہ نقاش معنی فریب		عروس سخن را چنین دادہ زیب

ساقیان میخانہ اسمار و جرعہ نوشان جام افکار بادہ ارغوانی تحریر سے ساغر قرطاس کو یا اسطرح مملو کرتے ہین کر جب زمرد شاہ باختری نے طلسم ہزار شکل سے رہائی پائی اُسکے وزیر بد تدبیر نے صلاح جتائی کہ ملک کوہ عقیق گلزار سلیمانی کا بادشاہ عالیجاہ فوج بیکران دہیلوانان ذوی الزن رکھتا ہی اور اُسی ملک سے ڈانڈا طلسم ہوشربا کا ملا ہی حاکم طلسم افراسیاب جادو شہنشاہ ساحران نہایت زور آور ہی کہ نہیب شمشیر سے اُس کے سرکشان دہر کانپتے اور تھراتے ہین اور سحر آزمائی سے سامری عہد و جمشید روزگار کان پکڑتے ہین ابیات خداوند اورنگ چتر و کلاہ ❊ کہ ازو ہی اوسکہ زر تا بہ ماہ ❊ بدینگونہ آرایش تاج داد ❊ کہ دوران زبخشش باو باج داد ❊ فی الجملہ بصلاح وزیر زشت شیر زمرد شاہ سمت کوہ عقیق روانہ ہوا اور بعد قطع منازل وطے مراحل جب قریب اُس ملک کے پہونچا ہرکاروں نے خبر آمد زمرد شاہ کوہ عقیق کے بادشاہ سلیمان عنبر مو کوہی کو دی وہ کشتیان زر و جواہر کی نذر کے لیے تیار کر کے مع ارکان سلطنت شہر کے باہر آیا اور شہر کو واسطے آراستگی کے حکم دیا تمام شہر آئینہ بند ہوا الحاصل استقبال کر کے لقا کو داخل شہر کیا اور دار العمارۃ شاہی مین پہونچایا یہان امرا و وزرا و ارکین سلطنت اور شیران بہت حاضر تھے اُنکا مجرا اور سلام ہوا مقام صدر مین تخت شاہی بچھا تھا اُسمین جواہر اعلیٰ و بیش قیمت جڑا تھا اُسپر لقا نے آکر جلوہ فرما ہوا ارباب نشاط و ساقیان سیمین ساق مطربان خوش آواز و با مذاق حاضر تھے اُنھون نے اپنی خوش الحانی سے ہر شخص کو اپنا محو دیدار بنایا دور جام مے گلفام بے دغدغہ نیرنگی ایام چلنے لگا یہان کا بادشاہ دو سپہ سالار رکھتا ہی کہ ایک کا نام منظور زاغ چشم کوہی اور دوسرے کا نام ناظر زاغ چشم کوہی ہی

ور یہ دونون بھانجے بادشاہ کے ہین کئی لاکھ سپاہ اپنے ماتحت رکھتے ہین اور سب کا سردار ایک بہادر ہی کہ نام اسکا لالان لال قبا ہی فن سپاہگری مین یکتا ہی غرض ان بھون نے آکر لقا کو سجدہ کیا اور عرض کی کہ ہم سب جانبازی وجان نثاری کو حاضر ہین آپ اطمینان سے اس جگہ تشریف رکھیے لقا کو ان کلمات سے تسکین ہوئی اور جائے سکونت دہین مقرر کی سلیمان عنبر بن مو بادشاہ نے دعوت کا سامان مہیا کیا سر انقیاد و اطاعت لقا مین جھکایا راوی کہتا ہی کہ جب لقا ہزار شکل سے بھاگا تھا زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان نے لشکر ظفر پیکر سے اپنے چار ہرکارے صبا دم تیز رفتار کہ نام اُن کے نامیان خیبری و تومیان خیبری و مہرہنگ مکی و ابوطاہر خونریز ہین لقا بے بقا کے ہمراہ روانہ فرمائے تھے کہ جس جگہ یہ برگشتہ نجبت بآرام تمام مسکن گزین ہو اور جو اسے پناہ دے اُس بادشاہ کی حقیقت سے اور اُس ملک و سپاہ کی کیفیت سے ملازمان عالی اور بندگان حضرت تندر قدرت شاہنشاہی کو اطلاع دین وہ ہرکارے ہمراہی لقا یہان تک آئے تھے اور باشکال مختلفہ دربار مین سلیمان عنبر بن مو کے موجود تھے اُنھون نے بیان سپہ سالاران سلیمان سب سنا اور حال فوج اور ملک کا سب دریافت کر کے خدمت امیر کشور گیر مین چلنے کا ارادہ کیا القصہ قلعہ سے نکل کر مثل برق اور مانند صرصر کے روانہ ہوے یہان امیر حمزہ بعد فتح طلسم ہزار شکل بارگاہ سلیمانی مین دنگل نا و عنبر تکین تھے اور بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد تخت سلیمانی پر جلوہ فرما تھے سراپچے بارگاہ کے اٹھوا دیے تھے سیر و کیفیت صحرا کی ملاحظہ فرماتے تھے کہ یکایک ہرکارے دوان دوان خدمت سلطان عالیشان مین آکر پہونچے اور اس قدر بہ تعجیل تمام آئے تھے کہ پنڈریان ہونٹھون پر بندھی تھین کلیجا اُنکی تھمین انھون نے آکر مجرا گاہ درست شہنشاہ عالیجاہ کو مجرا کیا اور زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا اور ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنائے شہریاری بجا لائے اور یون عرض کرتے تھے کہ اے بادشاہ عالی تبار نصفت نشان قطعہ

تا سر زند آفتاب مشرق باشی
تا صبح دمد ہمدم ساغر باشی
تا تاج حیات بر سر خضر بود
در خانہ اقبال سکندر باشی

عدوے برگشتہ طالع جو سامنے سے لشکر نصرت اثر کے روبفرار لایا بادیہ ضلالت کو وہ خرس تبہ ہلاکت طے کر کے کوہ عقیق گلزار سلیمانی مین پہونچا اور وہان سکونت ٹھہرائی ہی بادشاہ نے وہان کے اعانت کرنے کا وعدہ کیا ہی تسلیین دی باقی اور جو احوال کہ ہرکارون نے دیکھا تھا وہ سب من و عن و مفصلاً گزارش خدمت سلطان عالیشان کیا بادشاہ نے اپنے سپہ سالار حمزہ صاحبقران کی جانب دیکھا صاحبقران نے عمرو بن امیہ سے حکم دیا کہ پہلوان دوران عادی کو بلاؤ اور پیشخیمہ طرف کوہ عقیق کے روانہ کرو حسب ارشاد فیض بنیاد امیر با توقیر کوس رحیل لشکر ظفر قرین بجا اور ہر بہادر نے سامان روانگی کیا فرو لد اپنے خیمہ بعد سوم دو کہل جل پڑی بر سر دم و شام + پلٹنین اور رسالے بہ گروہ فرمکیب ہائے تازی پر سوار پیادے بے شمار بعد عیسے

و داب کوچ کرنے لگے بازارین لشکر کی روانہ ہوئین خیمہ خرگاہ بالائی بارگاہ کے اشتر و قاطر دن پر بار ہوئے دلاور
مسلح و مکمل ہو کر چلنے پر تیار ہوئے بادشاہ معہ سرداران گرامی کے اور صاحبقران معہ عیاران نامی کے سوار ہو کر
بہ رہبری اہلکاران کے اسی طرف چل نکلے ؎ ہوئے دشت شہ کی سواری چلی ۔ کہے تو کہ باد بہاری چلی ۔
قصہ کوتاہ بعد کوچ و مقام و شام و پگاہ لشکر جلالت پژوہ نے قریب کوہ عقیق نزول اجلال ورود اقبال
فرمایا بارگاہ فلک پایگاہ نصب ہوئی بازارین لشکر مین کھل گئین پلٹنین مسل در مسل بآراستگی تمام صحرائے پاکیزہ
اور مقام عمدہ مین اوترنے لگین طبل نقارے داخلہ لشکر مخالفون کے ہوش مثل طائر پریدہ اوڑے سلیمان نے
آمد فوج کی خبر سنکر حکم ربط ضبط ملک فوج کو اپنی دیا اور در قلعہ بند کیا توپین برجون و آہنی ڈھلی ہوئی لگائین
برج و بارے و کنگرے و فصیلین درست ہوئین الغرض یہان تو یہ تیاری شروع ہوئی اور صاحبقران منتظر مقابلہ
عدو سامنے قلعہ کے فروکش ہوئے مگر فرزند رشید حمزہ صاحبقران ؎ مہ برج خوبی شہ انجمن ۔ بدیع الزمان
گرد لشکر شکن ۔ کو ہوائے خوش اور صحرائے سبزہ زار دیکھکر شکار کھیلنے کی ہوس ہوئی امیر سے اجازت چاہی
امیر خاموش ہو رہے بدیع الزمان اپنی والدہ ملکہ گردیہ بانو شہزادی ملک اردبیل کے پاس گئے اور
گزارش کیا کہ آپ مجھے والد ماجد سے اجازت شکار کے لیے جانے کی لادین ملکہ نے منظور کیا اور جب امیر بارگاہ
مین ملکہ کی تشریف لائے ملکہ نے شاہزادے کی سفارش کی امیر نے بناچاری رخصت دی مگر فرمایا کہ یہ صحرا تمام
ساحران جہان کا مسکن ہے اسلیے مین اجازت نہین دیتا تھا کہ شاہزادہ کسی آفت مین مبتلا نہو لیکن تمہارے
کہنے سے ایک روز کی اجازت دیتا ہون کہ بعد ایک روز کے پھر آئین زیادہ عرصہ نہ لگائین بدیع الزمان
نے ارشاد صاحبقران قبول کیا اور سامان شکار کھیلنے کا رات بھر درست ہوتا رہا جسوقت صیاد فلک دام شعاع
بردوش کاشانۂ مشرق سے بسبزہ زار فلک پر صید افگن ثوابت و سیارگان ہوا وہ آفتاب عالمتاب سپہر
صاحبقرانی کوکب خجستہ بہجت افروز فلک کامرانی یعنی بدیع الزمان عالی شان بہر شکار عازم میدان ہوا
نور کا تڑکا نسیم سحر کا چلنا شمعون کا جھلملانا غنچون کا مسکرانا بلبلان شوریدہ کا شور جنگل مین رقصان مور
طائرون کا اپنے اپنے کاشانون اور آشیانون سے تلاش آب و دانہ مین تال مارکر اوڑنا یاد صانع عالم مین
ہر ذی روح مصروف ہر قلب ذکر حق سے مالوف مؤذن قمری منبر سرو پر خطبہ خوان حق سرہ گویان بیت
ہر گیاہے کہ از زمین روید ۔ وحدہ لاشریک لہ گوید ۔ خلاصہ مرام شاہزادہ عالی مقام با حشم و خدم صحرا مین
صید افگن تھا اور ہر طرف فضائے نزہت انتمائے دشت و کوہ دیکھتا جاتا تھا سامنے کچھار سے ایک آہو
مشغول شوخی طناز سراپا ناز اٹھکھیلیان کرتا طرارے بھرتا پیدا ہوا ابیات جل زر لفت پشت کے اوپر ۔ واہ رے
آہوے پری پیکر ۔ رم محبوب اس سے عاری تھا ۔ دل کے رمنے کا وہ شکاری تھا ۔ بدیع الزمان اسکی

رعنائی اور زیبائی دیکھکر شیفتہ اور فریفتہ ہوئے سرداران کو اپنے حکم دیا کہ اسکو زندہ گرفتار کر و خبردار جانے نہ دو
بمجرد حکم ہمراہیون نے حلقہ باندھکر اُسے گھیرا مگر ہرن سنبھلکر کنوتیان بدلکر طرارہ بھر سر پر سے شاہزادہ کے
نکلکر چلا بدیع الزمان نے اُسکے پیچھے گھوڑا اُٹھایا اور کہی کوس نکل آیا سب ساتھی چھٹ گئے اور یہ اکیلے رہے
اُس وقت کہ جب ہرن پر دسترس نہ پہونچا اور وہ زندہ گرفتار نہوا فوراً ترکش سے تیر مار دہ شست عقاب پر
شستہ سوفار بہر کمان مین پیوستہ کرکے لگایا **ع** قضا گفت گیر و قدر گفت دہ ٭ فلک گفت احسن
ملک گفت زہ ٭ تیر اُسکے دوسار ہوا وہ ہرن زمین پر گرا شاہزادے نے مرکب سے کودکر اُسے ذبح کیا جیسے ہی
وہ ہرن ہلاک ہوا ایک صدائے مہیب پیدا ہوئی کہ جس سے دل ثور فلک کا ہلگیا اور ماہ و ماہی تک زلزلہ
پڑگیا کہ ای فرزند حمزہ تونے بڑا غضب کیا کہ قتل کیا غزال جادو کو یہ سرحد طلسم ہوشربا ہی یہان سے بچکر جانا
اب دشوار ہی جو ہو وہ تھوڑا ہی شاہزادہ نے دیکھا کہ تمام صحرا گرد و غبار سے تاریک ہی آندھیون کا طوفان
برپا ہی بعد لمحہ کے شاہزادے پر بیہوشی طاری ہوئی پھر جو آنکھ کھلی اپنے کو قید گران مین قید پایا سر زانوے
تفکر پر جھکایا اور یہان اُمیہ بن عمرو نامدار عیار شاہزادے کا سنگار جب آیا دشت کو تیرہ و تار پایا قیامت کا
آثار دیکھا یہ بھی جاننا چاہیے کہ عمرو عیار کے بیٹے امیر حمزہ کے بیٹون کے عیار ہین کیونکہ امیر کے یہان لڑکا
جب شاہزادی سے ہوتا ہی اُسکی وزیرزادی سے عمرو کے یہان لڑکا ہوتا ہی اور اس شاہزادے کا وہی عیار
ہوتا ہی غرض اُمیہ عیار نے دیکھا کہ جب وہ تاریکی دور ہوئی لاش بدیع الزمان کی خاک پر پڑی ہی وہ
چاند سی صورت خون مین بھری ہی واضح ہو کہ شاہزادہ جب سرحد طلسم پر پہونچا خبر مالک طلسم **افراسیاب**
کو ہوئی اُسنے محافظ طلسم **ملکہ شرارہ** جادو سے حکم دیا کہ شاہزادے کو گرفتار کرے اور اُسکی صورت کا پتلا بزور
سحر بناکر ڈالدے اسلیے کہ دوسرون کو عبرت ہو اور طلسم کے اندر آنے کی جرأت نہ کرین الغرض عیار شہزادے
نام والی لاش سے لپٹ کر رونے لگا اور گریبان اپنا چاک کیا خاک سر پر اوڑاتا لاشے کو گھوڑے پر ڈالکر
لشکر صاحبقران کی طرف چلا راہ مین ہمراہی اور رفیق شاہزادہ کے ملے انھین جو یہ ماجرا غم انگیز نظر آیا
فرط الم سے کلیجہ منھ کو آیا روتے پیٹتے خاک اوڑاتے خدمت امیر مین آئے جب اہل لشکر اور امیر نامور نے یہ سانحہ
جانگزا ملاحظہ فرمایا بے تامل نالہ و شیون کیا سارے لشکر اور محلات عظمی مین شور گریہ و بکا بلند تھا ملکہ گردیہ
بانو مان شہزادہ کی پچھاڑین کھاتی تھی اور زبان حال سے سُناتی تھی **بیت** اے راحت جان و دل ہمارے
تنہا ہمین چھوڑکر سدھارے ٭ بلکہ فرد رفتی و مرا خبر نہ کردی ٭ بر بکسیم نظر نہ کردی ٭ یہان تو یہ شور و
نوحہ و زاری برپا تھا مگر عمرو سے امیر نے فرمایا کہ جلد مرکب اشقر دیوزاد کو تیار کرے لاکہ مین تلاش قاتل شہزادے
کے لیے جاؤن اور اُسے قتل کرکے اُسکا بھی سر لاؤن عمرو نے عرض کی کہ ای شہریار گردون وقار مین نے سُنا ہی

کہ شاہزادے کو کسی انسان نے نہین شہید کیا ہی بلکہ صحرا تاریک ہوگیا کچھ معلوم نہوا سواے اُسکے یہ کہ لاشہٴ
بے سر ملا امیر نے فرمایا کہ واللہ اسمین کچھ اسرار ہی اس حال سے آگاہ پروردگار ہے بلاؤ فرزندان خواجہ
بزرجمہر وزیر نوشیروان کو کہ یہ امیر سے نہایت محبت رکھتے ہین اپنے لڑکون کو لشکر امیر کے ساتھ کر دیا ہی
کہ وہ بطور ملازمون کے ہر وقت مستعد رہتے ہین حال خواجہ بزرجمہر اور امیر اول کے دفترون مین مذکور
ہو یہان برائے تفہیم ناظرین فسانہ اسی قدر کافی ہی الحاصل حسب ارشاد امیر فرزندان خواجہ بزرجمہر کو
بلایا اور بارگاہ مین باعزاز تمام صدر عزت پر بٹھایا شاہزادے کا حال پوچھا خواجہ بزرگ امید اور
خواجہ سیاوش اور خواجہ دریادل فرزندان خواجہ بزرجمہر نے تختہ تفکر پر قرعہ تعقل کو پھینکا اور زائچہ
کھینچکر نظرات سال کان بروج و اشکال رمل سب ملاحظہ کرکے بعد خوض و غور بسیار سر اُٹھا کر فرمایا کہ
ای شہریار ذیوقار شہزادہ صحیح و سالم ہی مگر قید شدید مین ساحرون کی گرفتار بیکس و ناچار ہی اور یہ جو لاش
آپ کے سامنے آئی ہی ماش کے آٹے کی تصویر بنائی ہی آپ اسم اعظم پڑھکر پانی پر پھونکیے اور اس لاش پر
چھڑک دیجیے پھر قدرت خالق کا تماشا دیکھیے امیر نے اسم اعظم پانی پر دم کرکے لاش پر چھڑکا وہ لاش ماش
کے آٹے کی تصویر نظر آئی امیر نے گردن پئے سجدہ باری جھکائی کہ شکر ہی تیرا کہ تو نے خبر حیات فرزند سنائی خواجہ
زادون کو خلعت فاخرہ دیکر رخصت فرمایا اور لاش کو پھکوا دیا لشکر مین شور و فریاد جو بلند تھا موقوف
ہوا سب نے جان تازہ پائی زندہ رہنے کی شاہزادے کی خوشی منائی امیر نے عمرو کو بلایا اور بہت کچھ زر و جواہر
دیکر واسطے خبرگیری شاہزادہ نامور کے مامور کیا عمرو نے باسباب عیاری سے اپنے جسم کو آراستہ کیا زنبیل اور
جال الیاسی اور گلیم عیاری اور رمنہ آصفی اور دیو جامہ اور قنطوری تپیا دستے منڈھی دانیالی
وغیرہ کو سنبھالا اور سب تحفہ اور تبرک جو کوہ سراندیپ پر تھے ساتھ لیے راوی کہتا ہی کہ جب لشکر امیر حمزہ
ہندوستان کو تسخیر کرنے گیا تھا اسی زمانے مین عمرو نے مزار انبیا علیہم السّلام کی زیارت کی اور وہان عمرو
کو ایک غنودگی آئی عالم خواب مین جمال باکمال چند انبیا کا دیکھا اور عمرو سے اُنھون نے فرمایا کہ ہمارے
مزار کے روضہ مین زنبیل وغیرہ اشیائے عیاری رکھے ہین تمھین کے لیے زنبیل ایک کیسہ ہی کہ علاوہ اس
دُنیا کے ایک عالم اسمین بھی آباد ہی جب تم چاہو گے اسمین سے ہر چیز جو مانگو گے نکلے گی اور جو جا ہو گے
وہ اسمین رکھلو گے گلیم عیاری ایسی ہی کہ جب تم اُسے اوڑھ لو گے تم سب کو دیکھو گے اور تمھین کوئی نہ دیکھیگا
اور جال الیاسی یہ صفت رکھتا ہی کہ اگر کرورون من کے وزن کی چیز ہو مگر جب تم جال پھینکو گے وہ سوا سیر
کی ہوکر اسمین آجائیگی اور جہان کہین منڈھی کھڑی کروگے اور اُسکے نیچے بیٹھو گے کوئی گرفتار نہ کرسکیگا جو
اُسکے اندر آئیگا اُلٹا ہوکر لٹک جائیگا اور رمنہ آصفی کو پھینک کر جتنا کہوگے گھٹ جائیگی اور بڑھنے کو

ہو گے بڑھ جائیگی اور کسی چیز سے وہ نہ کٹے گی نہ ٹوٹے گی اور دیو جامہ جب پہنوگے سات رنگ بدلے گا کبھی
سبز ہو جائیگا اور کبھی سرخ کبھی زرد وغیرہ اس طرح سے جتنی چیزیں ہیں سب کرامت رکھتی ہیں عمرو کو جب یہ
بشارت ہوئی ان اشیا کو لے لیا ذکر اسکا دفتر اول میں ہو گیا خلاصہ ناظرین فسانہ ان اشیا کا جہاں
ذکر آوے تو اسی مضمون سے اُسے سمجھ لیں اور اُنھیں اشیا کو عمرو نے درست کر کے واسطے تلاش کرنے بدیع الزمان
کے راستہ لیا اور بسرعت تمام صحرا کی طرف روانہ ہوا کہ ؎ چنان می دوید از نشیب و فراز ✦ کہ گردش ندید
شاہین و باد جوہ سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری بعد طے مراحل جب اُس جگہ جہاں بدیع الزمان
گرفتار سحر ہوئے تھے پہونچا صحرا میں سبزہ زار اور نزہت افزاے فردوس ایک مرغزار دیکھا فرد ہوا سبزہ ہمہ
گوہر بستہ ✦ زمرد را بمروارید بستہ بیت ہر گلے گونہ گونہ از رنگے ✦ بوے از گل مے رسید فرسنگے عمرو سیر کنان
سراغ مطلب کے لیے ہر طرف روانہ تھا کہ یکایک سامنے سے ایک غول عورتوں کا پیدا ہوا عمرو ایک
جھاڑی میں چھپ رہا دیکھا کہ کئی سوارنیاں مہ جبین و مہ جبیناں مہر تمکین فردبرس پندرہ یا کہ سولہ کا سن
جوانی کی راتیں مرادوں کے دن ✦ چلی آتی ہیں اور انکے بیچ میں ایک شاہزادی غیرت بخش مہر جبین غزال
صحراے رعنائی طاؤس مست گلشن زیبائی پوشاک نفیس زیب جسم کیے جواہر کا زیور پہنے خواصوں کے کاندھے
پر ہاتھ رکھے ؎ جیسے گل بلبلوں میں بیچ میں شاہ ✦ شمع فانوس میں ستاروں میں ماہ ✦ خراماں خراماں ریحان جہاں
جنگل کی کیفیت دیکھتی ہوئی روانہ ہے عمرو بیٹھا ہوا یہ کیفیت دیکھ رہا تھا کہ یکایک ان عورتوں میں سے ایک
عورت کو رفع احتیاج کی ضرورت ہوئی وہ سب سے علیحدہ ایک جھاڑی میں پیشاب کرنے بیٹھ گئی اور ساتھ کی
سب عورتیں شاہزادی کے ہمراہ آگے بڑھ گئیں عمرو نے خیال کیا کہ اگر ان عورتوں کے ساتھ چلو گے یقین ہے
کہ کچھ مطلب برآری ہوگی یہ تصور کر کے جھاڑی سے نکلکر اُس عورت کو کہ پیشاب کر رہی تھی کمند ماری اُس نے
غل مچایا عمرو نے گیند عیاری کا اُسکے منھ میں ڈالدیا اور تھوڑی بیہوشی اُسکے منھ پر ملدی وہ بیہوش ہو گئی اسے
ایک درخت سے باندھا اور آئینہ نکال اپنے سامنے رکھا رنگ و روغن عیاری کا اپنے منھ میں لگایا اور
اُسکی صورت دیکھکر ویسی ہی صورت بنائی اور پوشاک اُسکی اُتار کر آپ پہنی اور اُسے چھوڑ کر آپ بجلدی تمام
ان عورتوں میں جا کر جو آگے جاتی تھیں ملگیا انھوں نے اُسے اپنے ساتھ والی سمجھکر کہا اے شگوفہ تو بڑی
دیر میں آئی وہاں کیا کرتی تھی عمرو سمجھا کہ جسے تو بیہوش کر آیا ہے اُسکا نام شگوفہ ہے کہا تجھے ایسی دیر تو نہیں ہوئی
غرض باتیں کرتی ہوئی وہ سب عورتیں ایک باغ کے قریب پہونچیں عمرو نے دیکھا کہ دروازہ باغ کا
مثل چشم انتظار عاشق کھلا ہے ہواے سرو مسیح دم عیسیٰ نفس وزاں ہے وہ نازنین اندر باغ کے آئیں
عجب تیاری کا باغ ہے عمرو نے دیکھا کہ وہ گلشن نگارین گویا ریاض فردوس برین تھا ابیات

باغ کا درمیان دیدہ وا اُس گلستان روح افزا کا	محو نظارہ گل رعنا باغبان ازل چمن آرا	جتنے گل تھے جہان کے اندر زمین و آسمان بحر و بر گل	سب تھے اس بوستان کے اندر نماندہ در جہان گوئی بجز گل

اگر فردوس بر روے زمین ست * ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست + روش پٹری سے درست ہر روش
پر بجاے سُرخی کے جواہرات کو ٹکڑے ڈالا ہی درختون کو بادلے سے منڈھا ہی مہندی کی ٹٹیان اور تاک انگور لہک
آراستہ و پیراستہ گرد سبزۂ نوخاستہ باد صبا مستانہ وار آتی ہی سر ہینلاے شجر سے ٹکراتی ہی کٹورے پھولون کے
شراب تراوٹ و نزہت سے لبریز ہین گل ہر ایک عنبر بیز ہین وسط باغ مین چبوترہ سنگ مرمر کا بنا ہی سوگز
تک کا مربع اُسپر فرش ملوکانہ بچھا ہی مسند مغرق جواہر نگار شاہانہ آراستہ ہی نگیرہ باسلک مروارید استادہ ہی
اور مسند پر ایک عورت ادھیڑ پوشاک نفیس پہنے قریب پچاس برس کے اُسکا سن تکیہ پر کہنی دھرے
بصد شان و شوکت بیٹھی ہی عطر دان پاندان چوگھڑے چنگیر رکھے ہین جیسے ہی یہ شاہزادی کہ جسکے
ساتھ عمرو آیا ہی وہان پہونچی وہ عورت مسند سے اُٹھی اور ہنستی ہوئی اُسے لینے چلی اُسنے بھی آگے بڑھکر
باادب تمام سلام کیا اور سب خواصین بھی باعزاز و نیاز دست بستہ مجرا کر کے پیچھے ہٹین وہ ضعیفہ کہ اُس کا
نام شطارہ جادو ہی کہ جسنے بدیع الزمان کو کشتۂ سحر کر کے مقید کیا ہی اور یہ شاہزادی جو اُسکے پاس
آئی ہی بیٹی ملکہ حیرت جادو زوجہ بادشاہ طلسم افراسیاب جادو کی ہی اور اُسکی بھانجی ہوتی ہی الجملہ
شطارہ نے ملکہ تصویر جادو دختر حیرت جادو کی بلائین لین اور پیار کر کے مسند پر بٹھایا پھر رقاصان
طلعت کو حکم دیا کہ حاضر ہون اور سامنے آکر مجرا کرین غرض ناچ ہونے لگا اور جام شراب چلنے لگا اُسی
جلسۂ نشاط مین تصویر جادو نے شطارہ سے پوچھا کہ اے فرزند یون پاپیادہ سرشام صحرا مین کس
باعث سے نکلکر آئین اُس نازنین نے گزارش کیا کہ اے مادر گرامی قدر خالہ جان مین نے سنا ہی کہ آپ نے
کسی بیٹے کو صاحبقران کے گرفتار کیا ہی اور مجھے مسلمانون کے دیکھنے کا کمال اشتیاق ہی کیونکہ یہ لوگ
ایسے زبردست ہین کہ جنھون نے خداوند لقا کو عاجز کر رکھا ہی اور خداوندان لوگون کے ہاتھ سے
دیار بدیار بھاگتے پھرتے ہین اور سنا ہی کہ ان لوگون نے سیکڑون ملکون کو تہ تیغ کیا ہی اور صدہا طلسمات
کو خاک سیاہ و برباد کر دیا ہی لہذا مجھے بھی آرزو ہوئی کہ اُنکی صورت دیکھون کہ کیسی توانائی اور طاقت
خداوند لقا نے اُنکو دی ہی اور کیسی شوکت عطا فرمائی ہی شطارہ نے یہ بیان سُنکر ہنس دیا اور
حسب خواہش ملکہ تصویر حکم دیا کہ قیدی کو سامنے لاؤ اور اُسکا حال ملکہ کو دکھاؤ کچھ جادوگرنیان بموجب
حکم کے چلین اور باغ کے اندر بارہ دری اور عمارات عالی کئی کوس تک تعمیر ہی اُسی عمارت کے ایک
حجرے مین بدیع الزمان کو قید کیا ہی یہان بھی ساحرنیون کا پہرہ ہی اُن کنیزون نے پہرہ والیون کو

حکم شہرارہ جادو پہونچایا اور بدیع الزمان کو بزور سحر غل و زنجیر مین گرفتار رہا تھون مین ہتھکڑیان اور پانون
مین بیڑیان بغلون مین خاردار لٹو رانون مین جوڑے فولاد کے چڑھوے کمر کی زنجیر کو جادوگرنیان تھامے
سامنے شہرارہ اور ملکہ تصویر کے لائین اور تصویر نے صورت زیبا اور طلعت جہان آرا کو شہزادہ والا تبار
کی دیکھا کہ ایک نوجوان حسین جمیل آفتاب عالمتاب سپہر زیبائی گوہر آبدار محیط خوش ادائی ابیات
جانی دیداز حد بشر دور ✤ ندیدہ از پری نشنیدہ از حور ✤ جوانی اردی نیکش آفتابی ✤ کہ از نظارہ در دل اضطرابی ✤
زباغ نوجوانی سر بسر حسن ✤ بہار بر بہار و حسن بر حسن ✤ کمل نرگسش از سرمۂ ناز ✤ زمژگان بر جگر ہا ناوک انداز ✤
مقوس ابروان محراب پاکان ✤ معنبر سائبان بر خواب تاکان ✤ یہ دیکھتے ہی ایک خانۂ ابرو سے کمان شاہزادے
کے تیر عشق جو رہا ہوا ملکہ تصویر کے سینہ سے پار گزرا جینا دشوار ہوا نظم تھی نظر یا کہ جی کی آفت تھی ✤
وہ نظر ہی وداع طاقت تھی ✤ ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ ✤ صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ ✤
ملکہ مسند پر سر رکھکر بیہوش ہو گئی شہرارہ جادو نے گلاب کیوڑہ بید مشک رخسار پر چھڑکا اور ہنگامہ ہوا
شہزادے نے بھی ملکہ کو دیکھا کہ ایک نازنین غش سے فرصت پاکر میری طرف بنظر حسرت نگران ہے عجب
صورت زیبا اور طلعت جہان آرا ہے کہ مصور آفرینش نے تمثال بہتمثال اسکی بنائی ہے شاہزادے کا دل مضطر
باوجود اس قید گران کے بیقرار ہوکر اُسکے گیسوے طرۂ تابدار مین اسیر ہوا فی الحقیقت اگرچہ تمام نامی اُس
غیرت وہ نگارخانہ مانی کا ملکہ تصویر جادو تھا مگر نظارۂ جمال عدیم المثال بے اُسکے انسان شکل تصویر بحیس
وصورت آئینہ حیران ہوتا تھا سکتہ ہو جاتا تھا نظم

مانی چو نقش آن بت بدست می کشد	چون می رسد بسا عدا و دست می کشد
نقاش چون شمائل آن ماہ می کشد	نوبت بزلف او چو رسد آہ می کشد

کاتب ندرت طراز قدرت نے دل فریبی اسکی لوح زیبائی پر قلم رعنائی سے آپ لکھی تھی ورنہ مرقع دہر مین ایسی صورت
زیبا دوسری خلق ہوئی تھی شاہزادہ دیکھتے ہی ایک جان کیا بلکہ ہزار جان سے اسیر و شیدا ہوا صبر کا یارا نرہا ابیات

صدا دل نے دی اشتیاق اشتیاق	کہا صبر نے الفراق الفراق	تخبط حواسون نے پیدا کیا
جنون کا علم دل نے برپا کیا	سرکنے لگا پاس ناموس و ننگ	لگی عقل اور عشق مین ہونے جنگ

طرح اپنے تئین سنبھالا اور خیال کیا کہ ایک قید شدید مین تو مبتلا ہوا اگر یہ راز عشق فاش ہوگا ہر ایک اس طلسم مین
دشمن جان دکھائی دیگا جینا دشوار ہو جائیگا ضبط کرکے خاموش ہو رہا مگر ملکہ شہرارہ نے جب ملکہ تصویر کا حال ابتر
دیکھا خواصون کو حکم دیا کہ اس قیدی کو یہان سے لیجاؤ کہ میری لڑکی نے کبھی کسی کو ایسے رنج و مصیبت مین نہ دیکھا
تھا آج اسکو دیکھکر اُسے غش آگیا ابھی نام خدا کنوارا بندا ہے خون جسم کا بہت ہلکا ہے یہ حکم سنکر جادوگرنیان

شاہزادہ کو ایک حجرۂ باغ مین لائین اور بند کر کے چلی گئین شاہزادے کو اپنی قید کی مصیبت اسکے عشق مین سب بھولی اداسی کی یاد و دل حزین کو بیتاب کرنے لگی بزبان حال اس قید مین یہ ورد تھا **نظم**

عالم کا ترے جہان جہان ہو | بیتابی دل وہان وہان ہو
زنجیر جنون کڑی نہ پڑیو | دیوانے کا پانون درمیان ہو

اور یہ خیال آتا تھا کہ لے بدیع الزمان بھلا وہ مغرور حسن و جمال کا ہے کو تمھارا خیال رکھتی ہوگی اگر تم اب اس قید سے رہائی پاؤگے تو یقین ہو کہ تڑپ تڑپ کر مرجاؤگے قید عشق مین ؎ مدت قیداسیران محن کیا کہیے + گل کے سو بار گرے تختۂ زندان سر پر + خلاصہ یہان تو شاہزادے کی یہ کیفیت ہو مگر وہان تصویر جادو نے جب سامنے اپنے مطلوب کو نہ دیکھا آنکھین پھاڑ پھاڑ کر اُس باغ مین گل خوبی کو تلاش کیا جب نظر نہ آیا ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور انجام کے خیال سے کچھ سوچکر خاموش ہو رہی شرارہ نے پوچھا کہ کیون بیٹی مزاج تمھارا کیسا ہو کہا خالہ جان کیا کہون جی بیٹھا جاتا ہو دل مین ہول سمایا ہو کہ ایسی مصیبت بھی لوگ سہتے ہین یون گرفتار رہتے ہین شرارہ نے کہا کہ ای فرزند تم تو نام خدا شاہزادی ہو تمھین ایسی وحشت نہ چاہیے شاہان روزگار کے یہان گنہگار و امیدوار بھی ہوتے ہین کوئی سُولی دیا جاتا ہو گردن مارا جاتا ہو کوئی نوازش خسروانہ سے خلعت و زر پاتا ہو یہ شخص فرزند حمزہ دشمن ساحران ہو افراسیاب جادو نے اسے قید کیا ہو چھوٹنا اسکا بہت دشوار ہو اگر کوئی اور قیدی ہوتا تو مین تمھاری خاطر سے اُسے رہا کر دیتی بلکہ مال و زر دیتی اب تم جاؤ اپنے باغ مین جاکر غنچۂ خاطر شگفتہ کرو ایسے خیال لاطائل دل سے نکال ڈالو تمھارا حال مین اور کچھ دیکھتی ہون کہ ماتھے پر پسینہ ہو اتنک وہی خوف و وہم کا قرینہ ہے اگر یہان ٹھہروگی وہی حال پیش نظر رہیگا اس سے بہتر ہو کہ اپنے مقام پر جاکر ہمرازون کے ساتھ دل بہلاؤ اور کچھ اس قیدی کی فکر نہ کرنا یہ باتین شرارہ کی سُنکر تصویر جادو وہان سے اُٹھی اور جی مین کہتی تھی کہ چلو اچھا ہو کہ اسنے آپ سے مجھے رخصت کر دیا اگر یہان ٹھہرتی کوئی کلمۂ درد و غم مُنھ سے نکلتا تاراز عشق کھلتا اب اپنے باغ مین چلکر غم سے دلکو خالی کرینگے اور جی کھولکر خوب روئینگے غرض شرارہ کو اُس ماہ کامل نے بہ شکل ہلال خم ہو کر سلام کیا اُسنے بلائین لین اور دعا دیکر رخصت کیا سب کنیزین کہ باغ مین سیر کر رہی تھین ملکہ کے جانے کی خبر سُنکر حاضر ہوئین عمرو بھی کہ بشکل کنیز تھا اپنے دل مین سوچا کہ ملکہ چلی جائیگی اسکے ساتھ خدا معلوم کہان جانا ہو تمھارا شاہزادہ اسی جا قید ہو اس حرامزادی شرارہ جادو کو قتل کرو اور بدیع الزمان کو چھوڑاؤ یہ خیال کر کے ملکہ شرارہ جادو کے سامنے آیا اور دست بستہ عرض کیا لونڈی کو یہ مقام اور باغ بہت پسند آیا ہو آج یہان جی نہین چاہتا ہو کہ آپ کے قدمون سے جدا ہون اور دوسرے مین نے علم موسیقی کو خوب حاصل کیا ہو اور آج آپ ایسا قدردان مجھے ملا ہو چاہتی ہون کہ شب بھر رہ کر

وہ سب کمال آپ کو دکھاؤن اور اُس کے عوض انعام پاؤن ثمرارہ نے کہا اے شگوفہ جیسے تصویر کا مکان ویسے یہ جگہ ہم وہ کہین الگ ہین جہان تیرا جی چاہے بآرام تمام ایک دن دو دن جتنے دن جی مین آئے رہ اور اے فرزند ملکہ تصویر اے یہین چھوڑتی جاؤ تصویر نے کہا بہت اچھا غرض تصویر جادو تو رخصت ہو کر چلی اور شگوفہ جادو یعنے عمرو بن اُمیہ یہین ٹھہر گئے لیکن تصویر جادو کا یہ حال ہی کہ بیر کہین ڈالتی ہو اور پڑتا کہین ہی فرط رنج سے جی نڈھال ہی اس سوچ مین چلی جاتی ہی کہ ای ملکہ دل بھی آیا تو کس شخص پر کہ جو دشمن جان و ایمان اور کشندۂ ساحران ہی اس قید سے اُسکا چھوٹنا دشوار ہی افسوس مفت جان گئی یہ باتین کرتی دل سے روانہ تھی کہ یکایک سامنے سے اُسکی کنیز شگوفہ بدن سے ننگی روتی ہوئی آکر پہونچی تصویر حیران ہوئی کہ شگوفہ ابھی تو ثمرارہ کے یہان رہ گئی تھی اور ابھی یہان آپہونچی اور کپڑے اُسکے کس نے اتار لیے اس عرصہ مین شگوفہ شاہزادی کے پانون پر آکر گری اور عرض کیا کہ ای ملکہ مین آپ کے ساتھ چلی آتی تھی راہ مین رفع احتیاج کو گئی ایک جھاڑی مین سے ایک شخص نکلا اور اُسنے نہین معلوم کیا کیا مین بیہوش ہو گئی وہ مجھے ننگا کر کے ایک درخت سے باندھکر چلا گیا جب مجھے ہوش آیا آیندہ و روندہ کو منت کر کے بلایا اور اپنے تئین رہا کرا کر آپکی خدمت مین چلی تھی شکر خدا کا پھر حضور کی صورت نظر آئی واضح ہو کہ یہ وہ شگوفہ ہی جس کی صورت عمرو بنکر ملکہ کے ساتھ گیا تھا غرض ملکہ کو اس ماجرے کے سننے سے حیرت ہوئی اور دل مین کہا کہ اس ماجرے کو مخفی کرو شاید کوئی دوست شاہزادہ بدیع الزمان کا اُسکی شکل بنکر اُنکی رہائی کی فکر مین وہان ٹھہرا ہی معلوم ہوتا کہ وہ شگوفہ نہین ہی کوئی اور ہی اور اگر اس حال کا چرچا کروگی ثمرارہ آگاہ ہو گی وہ بیچارہ بھی گرفتار ہو گا غرض شاہزادے کی محبت سے کچھ خالہ کا بھی ملکہ نے پاس نہ کیا اور کنیزون کو بلا کر شگوفہ کو اور کپڑے دلوائے اور کہا دیکھو یہ مستانی میرے ساتھ سے ملکہ ثمرارہ پاس رہ گئی تھی اسلیے کہ ملکہ کو جانے دو تو مین اکیلی جو جی مین آئے وہ کرون آخر نہین معلوم کہان گئی تھی کہ اپنے کپڑے بھی چھنوا آئی ہر چند شگوفہ نے کہا واری مجھ پر یہ سانحہ گذرا ملکہ نے کہا چل چھوٹی مجھے کب یقین آتا ہی قسم ہی سامری کی اب جو مجھسے ایسی باتین کریگی سزا دلواؤنگی غرض اُسکو دھمکا دیا کہ یہ بار بار اپنی کیفیت بیان نہ کرے اور اس امر کا چرچا نہو اور ملکہ آپ نظر بہ کریم کارساز مسبب الاسباب کر کے یقین ہی کہ اب کوئی صورت بدیع الزمان کی رہائی کی نکل آئیگی اپنے باغ کی طرف متوجہ ہوئی اور جب داخل باغ ہوئی بغیر اپنے گلعذار کے وہ گلشن سراسر نظرون مین خار تھا بقول شاعر نظم

بن ترے سیر چمن خوش نہ کیا ای سرو ناز	پھول جو ہی میری نظرون مین برنگ خار ہی
جو چمیدہ گل کی گھٹنی ہو وہ مشکل کہان	شعلۂ وکی موج بوئے گل جگر کے پار ہو

لالہ وار دل غم عشق سے داغ دار نرگس آسا چشم براہ انتظار سنبل نمط پریشان و زار ملکہ تصویر جادو بیاد شہزادہ
والا تبار مین دہان فروکش ہوئی مگر بیتاب و بیقرار ہو اب حال ریش تراشندہ کافران دسر بُرندۂ جادوگران
خنجر گزار خواجہ عمرو نامدار کا سُنیئے کہ یہ جو باغ مین ملکہ شرارہ کے پاس ٹھہرے شام تک تو بارہ دری مین
شرارہ کی خواصون کے ساتھ خوش فعلی اور مذاق کرتے رہے کسی کے چٹکی لی کسی کے گال پر گال رکھدیا آنکھ
بچا کر جیسکا جو مال پایا زنبیل مین رکھ لیا اب کسی کا پاندان ندارد کسی کا سفابہ غائب ایک ہنگامہ ہے نہین معلوم
ہوتا کون لیگیا غرض اسی ہنگامہ مین شام ہوئی تو شرارہ نے کھانا شراب کباب سب نعمتین اپنے خاصے پر کھین
جب سب ضروریات سے فراغت ہوئی چبوترہ بلورین پر شرارہ فرش بچھوا کر بیٹھی باغ مین روشنی ہوئی قندیلین
مثل قبہ ہائے نور ہر درخت مین آویزان ہوئین بارہ دری مین ہانڈیان جھاڑ کنول جملہ شیشہ آلات
فراشون نے خوب درست کرکے روشن کیے سبحان اللہ ایسی جگہ کا کیا کہنا ؎ آئینہ کا تھا باغ جو ہر تھا ✤
بے تکلف دل سکندر تھا ✤ زر دیوار گیریون مین بہار ✤ کہیے پستان شاہد گلنار ✤ طرفہ فرشی کنول بھا جو بہ
بہار و نور ایکجا یہ تھے روشن ✤ فوارون کے خزانے مین بادلہ کتر کر ڈالدیا نہرون کا پانی جھلکایا گیا القصہ جب
آراستگی ہوچکی اسوقت ارباب نشاط کی طلب ہوئی شرارہ نے کہا شگوفہ کو بلاؤ بمجرد حکم شگوفہ حاضر ہوئی اور
پیشواز منگا کر پہنی چوراسی گھونگھرو پانؤن مین باندھے سازندون اور گائیون سے جو ملازم شرارہ تھیں
حکم دیا کہ ساز اپنے اپنے ملائین اور عمرو نے جوڑی نے کی اپنے پاس سے نکالی جاننا چاہیے کہ عمرو کو کوہ ابوقبیس
پر امیر کے ساتھ حضرت جبرئیلؑ نے شاگرد کیا ہے اور تین دانے انگور کے کھلائے ہین کہ ایک دانہ کی خاصیت
یہ ہے کہ عمرو خوش الحان ہے اور لحن داؤدی رکھتا ہے اور دوسرے دانے کی تاثیر سے بہتر صورتین بدل سکتا ہے
جس صورت کا خیال لائے بقدرت خدا وہی بنجائے اور تیسرے دانے کے سبب عمرو زبان ہر قوم کی سمجھتا
ہے اور انھین کے محاورے مین گفتگو کرتا ہے الحاصل عمرو نے بانسری نکالکر لبون سے لگائی اور تھوڑے سے
موتی پھانک لیے اور تار بر نجی انگوٹھے مین پانؤن کے باندھا اور دوسرا سرا لبون سے دبایا اور گلابی شراب
کی بغل مین دبائی اور پیمانہ ہاتھ مین لیا گت ناچنا شروع کیا اس طرح کہ جب چاہا ایک گھنگرو بجا اور جب چاہا
سب بجے اور جب چاہا ایک نہ بجا منھ سے موتی ہر تال اور گت مین نکلکر تار زمین پر روتے جاتے تھے اور پیمانہ مین
شراب ہر بار بھرتا تھا اور اہل انجمن کو پلاتا تھا ناچ مین چھلبل اور ادا دکھاتا تھا کہ ہر طرف سے تحسین
و آفرین کی صدا بلند تھی کہ نظم

وہ گھٹنا وہ بڑھنا اداؤن کے ساتھ
نظر سے کبھی دیکھنا بھالنا

دکھانا وہ رکھ رکھ کے چھاتی پہ ہاتھ
دوپٹے کو کرنا کبھی منھ کی اوٹ

کبھی دل کو پانؤن سے مل ڈالنا
کہ پردہ مین ہوجائے دل لوٹ پوٹ

شرارہ کو ایک عالم حیرت ہو کہ یہ انسان ہی یا شعلہ ہی یا شرارہ عجب طلسم کا ناچ ہی بانسری مین گت کا ٹھیکہ بج رہا موتیون کا تسلسل جاری ہی شراب برابر اہل مجلس کو پہونچتی ہی ملکہ شرارہ نے تعریف کی اور مالہ اوتار کر دیا عمرو نے سلام کیا ناچتے ہوئے جا کر سر سامنے کر دیا شرارہ نے گلے مین پہنا دیا اب گت موقوف کر کے عمرو نے گانا شروع کیا کہ صداے دل چسپ اور نغمۂ دل کش سے ہر ایک کو غش آگیا اور شرارہ پر عالم وجد طاری ہوا کہ مثنوی۔ ہوا بند ہوگئی اس گھڑی اس اصول + بسیرا گئے جا لوز اپنا بھول + درختون سے مل مل کے باد صبا + لگی وجد مین بولنے واہ واہ + جب شرارہ حالت ذوق مین آکر رونے لگی عمرو نے گانا موقوف کیا شرارہ نے کہا اری بسمل کیون چھوڑتی ہو ذبح کیا ہی تو دم نکلجانے دے شگوفہ نے عرض کیا ہی ملکہ حال اپنا مین غزل مین بیان کرتی ہون

غزل

آنکھون کو جانتی ہون پیالہ شراب کا
مستون کو فرض عین ہی پینا شراب کا

سیرا خمیر بادۂ انگور سے بنا
گھٹی مین مل گیا مری قطرا شراب کا

خمخانۂ جہان مین وہ علامۂ دہر ہون
دیتا ہی مجتہد مجھے فتوے شراب کا

جب یہ اشعار شرارہ نے سنے سمجھی کہ یہ طالب شراب ہی لحاظ سے مانگ نہین سکتی بڑی تمیزدار ہی کہ اس نے اہل محفل کو شراب پلائی اور آپ نہین پی بس فوراً حکم دیا کہ میخانے کا اسباب حاضر کرو کنیزین دوڑین اور کشتیان شراب کی اور شاغر و کنٹر و گلابیان سب لاکر موجود کر دین شرارہ نے کہا ای شگوفہ آج تو نے مجھے محظوظ کیا مین نے تجکو اپنا مقرب بنایا اور اپنی انیسون مین داخل کیا آج ساقی گری ہماری صحبت مین کر ہمین بھی شراب پلا عمرو یعنی شگوفہ نے بڑھکر پانچ اشرفیان نذر دین کہ عہدہ ملا شرارہ نے خلعت فاخرہ دیا خلعت پہنکر میخانہ کو شگوفہ نقلی نے آراستہ کیا کنٹر اور شیشہ کو شراب کے جہان جہان جھاڑ روشن تھے وہان مثل گلدستہ کے آراستہ کیا سبز کنٹر اور شیشہ کو سرخ کے برابر رکھا اور اس طرح جھاڑ کے مقابل کیا کہ اسکی روشنی اسپر پڑے فرش پر گلدستہ رکھے ہوئے معلوم ہون اس طرح کے پھیر بدل کرنے سے غرض یہ تھی کہ جلدی تمام شراب مین بیہوشی آغشتہ کرے غرض آنکھ سب کی بچا کر سب شراب کو آغشتہ بدارو بیہوشی کر دیا اور پھر اسی طرح ناچنا شروع کیا اور گلابی شراب کی بغل مین دابکر شراب پیالے مین بھر کر ناچتا ہوا ملکہ شرارہ کے قریب آیا اور جام کو سامنے کر کے عرض کیا کہ سہ بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند + چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند + شرارہ جادو نے ہاتھ بڑھایا کہ جام لیکر پیے شگوفہ نے اُس جام کو اچھال دیا اور اسے سر پر روکا لیکن ایک قطرہ شراب کا چھلک کر نہ گرا اور سر کو سامنے لیجا کر جھکایا اور عرض کیا کہ ای ملکہ افسرون اور سردارون کو سر سے خراب

پلاتے ہین شرارہ جادو کو اُسکے ہنرہاے شایستہ پر ایک حیرت طاری ہوئی ہوالغرض جام شراب اُسنے
لیکر چاہا کہ پی جائے وہ شراب جب اُسکے مُنھ کے قریب آئی اور سانس لی ہوا شرارہ کی اُسکو لگی وہ شراب
شعلہ ہوکر اوڑی اور جام خالی رہ گیا اب شرارہ کو ہوش آیا کہ یہ کیا ماجرا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص کوئی
عیار ہے فوراً کچھ سحر پڑھا اور عمرو پر کہ جو شگوفہ بنا ہوا ساقی گری کر رہا تھا پھونکا عمرو کا رنگ اور وہ
روغن جو عیاری کے لیے لگایا تھا کچھ نرہا اور صورت اصلی عمرو کی ظاہر ہوئی شرارہ نے جادوگرنیون کو
حکم دیا کہ اسے گرفتار کرو اُنھون نے عمرو کی مشکین باندھ لین شرارہ نے کہا او موئے تو نے مجھے مار ہی ڈالا
ہوتا دیکھ تو تجھے کس حال زار سے قتل کرتی ہون عمرو نے کہا او قحبہ اب کیا بچ جائیگی ماید ولت جہان تشریف
لاتے ہین بے نیل مقصود پھر کے نہین جاتے ہین دیکھ تھوڑے عرصہ مین تجھے واصل جہنم کرتا ہون شرارہ
کو یہ کلمات سُنکر غصہ آیا اور وہ کہتا ہے کہ جب بدیع الزمان کو شرارہ نے مقید کیا ہے سحر کے بیر مقرر کر دیے
کہ اگر کوئی عیار شاہزادہ نامدار کو چھوڑانے آئے تو مجھے خبر ہو جائے یہ باعث تھا کہ شراب شعلہ
بنکر اوڑی اور عمرو کو اس نے گرفتار کر لیا فی الجملہ کلمات درشت عمرو سے سُنکر عمرو کو ایک درخت سے
بندھوایا اور سحر کا حصار کر دیا کہ اب کوئی شخص باہر نہ نکل سکے اور ایک عرضی مالک طلسم افراسیاب
کو مشتمل حالات عمرو تحریر کی کہ مین نے اُسے گرفتار کیا ہے اگر حکم ہو سر اسکا کاٹکر بھیجدون اور اگر ارشاد ہو زندہ
روانہ کر دون اور یہ عرضی اپنی ایک کنیز شعلہ رخسار نامی کو دی کہ خدمت شہنشاہ ساحران مین
جاکر پہونچاے شعلہ عرضی لیکر چلی لیکن اب حال افراسیاب جادو و مالک طلسم سنیے کہ اُسکی عملداری
مین ساٹھ ہزار ملک جادوگر اور جادوگرنیون سے آباد ہین اور انکے بادشاہ سب اُسکے مطیع و منقاد
ہین اور اس طلسم مین تین مقام ہین ایک پردہ ظلمات ایک طلسم باطن ایک طلسم ظاہر
پردہ ظلمات مین بزرگ افراسیاب کے مثل ماہی زمردرنگ و آفات چہاردست
وغیرہ رہتے ہین کہ ذکر انکا وقت فتح طلسم آئیگا اور طلسم باطن مین وزرا امرا مقربان شاہ یعنی افراسیاب
کے رہتے ہین مثل ملکہ حیرت وغیرہ اور طلسم ظاہر مین رعایا اور اکابران شہر ساکن ہین اور ظاہر و باطن طلسم
کے درمیان ایک دریاے سحر بنایا ہے کہ نام اُسکا دریاے خون ہے اور اُسپر ایک پل دھوین کا بنا ہے اور دو
شیر دھوین کے اندر پل پر کھڑے ہین اور ایک عمارت پل کے اوپر تین درجہ کی بنی ہے اول درجے مین اُسکے
پریزادین شہنائیان اور قرنا مُنھ سے لگاے ہین اور دوسرے درجہ مین پریان موتی جھولی مین بھرے
ہوے کھڑی اوچھالتی ہین کہ موتی دریا مین گرتے اور دریا کی مچھلیان ان موتیون کو مُنھ مین لیے تیرتی پھرتی
ہین اور تیسرے درجے مین بڑے بڑے قد آور جوان قوم کے حبشی ہین کہ وہ دو صفین باندھے ہوئے با شمشیر برہنہ

کھڑے ہین اور آپس مین لڑ رہے ہین اور خون انکے جسم سے بہکر دریا مین گرتا ہی کہ پانی اسکا وہی خون ہوا ہی
سے نام اسکا دریائے خون روان اور نام پل کا پل پرزادان ہی افراسیاب ہر جگہ سیر کرتا پھرتا ہی اور ہر
مقام مین باغ اور عمارتین اور سیرگاہین اور مکانات افراسیاب کے تعمیر ہین کہ ذکر انکا بروقت داخلہ عمرو لعد
طلسم کشا شاہزادہ اسد کے بیان ہوگا غرض یہ ساحرہ فرستادہ شرارہ بزور سحر اوڑکر روانہ ہوئی اور
دریائے خون روان کے کنارے پر پہونچکر پکاری کہ ای شہنشاہ ساحران مین فرستادہ شرارہ جادو کی
حضور پرنور کی خدمت مین حاضر ہون افراسیاب اندر طلسم باطن کے ایک باغ ہی کہ نام اسکا باغ سیب
ہی وہان ارکان سلطنت کے ساتھ جلوہ فرما تھا کہ یکایک شعلہ رخسار کے آنے کی خبر اس کے جادو نے
پہونچائی راوی کہتا ہی کہ افراسیاب اتنا بڑا ساحر ہی کہ اندر طلسم کے جو اسے پکارتا ہی سحر اسے خبر دیتا ہی
اور ایک کتاب اسکے پاس ہی کہ نام اسکا کتاب سامری ہی اسمین سب حال ہر ایک کا معلوم ہوتا ہی اور
بہت سے پتلے کہ بعضے فولاد کے اور بعضے مٹی کے ہین کہ وہ حکم سے افراسیاب کے لڑتے ہین اور سب کام
کرتے ہین اور جسکو حکم ہوتا ہی پنجہ کی صورت ہوکر اسکو اٹھا لیجاتے ہین خلاصہ کلام جب شعلہ کے آنے کی
خبر بذریعہ سحر معلوم ہوئی افراسیاب نے ایک پنجہ سحر کا بھیجا کہ وہ اگر شعلہ کو اٹھا لیگیا اور سامنے افراسیاب
کے پہونچا کر پنجہ تو غائب ہوگیا مگر شعلہ نے دیکھا کہ باغ کی بارہ دری مین کئی ہزار دنگل اور کرسیان یاقوت احمر
کی بچھی ہین اور دنگلون کے پنچے پائے شیر و ہاتھی اور فیل چہرہ لگے ہین اور منھ سے ان چہرون کے شعلہ آگ
کے نکلتے ہین اور کرسیون اور دنگلون پر معززان طلسم اور ساحران نامی بہ لباس فاخرہ بیٹھے ہین مثل ملکہ
بہار جادو و ناقرمان جادو و زعفران جادو و طاوس جادو و مشکین موے کاکل کشا و نجم رخ
سرخ چشم وغیرہ کہ نام اور دن کے وقت پر تحریر ہونگے اور ملکہ حیرت جادو زوجہ افراسیاب تخت پر
پہلوئے افراسیاب مین جلوہ گر ہی وہ تخت مقام صدر مین آراستہ ہی جواہرات بیش بہا جڑا ہی اور
سامنے ملکہ حیرت کے پانچ عیار بچیان کہ نام انکے صرصر شمشیر زن و صبا رفتار و شمیمہ نقب زن و
غزالہ کمند انداز و تیز نگاہ خنجر زن ہین حاضر ہین صرصر شاہزادی ہی اور چار عیار بچیان صرصر کی
مصاحبین ہین اور دو وزیرزادیان کہ نام انکے یاقوت جادو اور زمرد جادو ہین ملکہ حیرت کے
سر پر رومال سے مگس رانی کر رہی ہین حضار دربار رعب و داب شاہی سے دست بستہ خاموش بیٹھے
ہین اور چار وزیر افراسیاب جادو کے کہ نام انکے باغبان قدرت و صنعت سحر ساز و ابرق
کوہ شگاف و سرطان برق انداز ہین سر پر شہنشاہ جادوان افراسیاب کے مروحہ جنبانی
کر رہے ہین الحاصل شعلہ فرستادہ شرارہ کی جب سامنے آئی مجرا کرکے عرضی پیش کی افراسیاب نے

بعد ملاخطہ جواب لکھدیا کہ عمرو کو قتل کرو شعلہ جواب لے کر رخصت ہوئی افراسیاب نے سحر کا پنجہ بلا کر
دریاے خون رواں کے پار اُسے بھجوادیا یہ وہان سے شرارہ کے پاس چلی مگر یہان سے شرارہ کے باغ
کا فاصلہ ہے یہ تو دوسرے روز پہونچیگی مگر اب حال عمرو کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ بلبل شاخسار گلشن عیاری ایک درخت
سے بندھے ہین کہ اسی ہنگام مین جب زیادہ رات گئی شرارہ جاکر بارہ دری مین سورہی عمرو نے دل مین فکر
کی کہ کسی تدبیر سے رہا ہون اور شرارہ کو قتل کرون اسی تدبیر مین تھا کہ اتفاق سے ایک کنیز شرارہ اُدھر
آنکلی کہ جدہر یہ بندھے ہوے تھے اُسے دیکھکر اشارے سے اپنے پاس بلایا اور کہا اے بندی لقا کی
ذرا دو باتین میری سُن لے جب وہ کنیز قریب آئی عمرو نے رونا شروع کیا اور کہا کہ مین صبح کو تم جانتی ہو
کہ گردن مارا جاؤنگا اور جلاد وغیرہ جو کچھ مال ہے لیگا اسلیے چاہتا ہون کہ تجھے مال اپنا سپرد کرون اگر تو
میری وصیت سُنے اور کہنا میرا قبول کرے اور یہ بھی تجھے معلوم ہے کہ مین عیار حمزہ صاحبقران ہون جواہر
و در و گوہر بے انتہا اپنے پاس رکھتا ہون یہ کنیز کہ نام اسکا سمن عذار ہے مال کا نام سُنکر لالچ مین آئی اور پاس
عمرو کے بیٹھ گئی اور کہا بیان کرو کیا وصیت ہے اور کس قدر مال ہے عمرو نے کہا مال تو بہت ہے مگر پہلے وصیت
سُن لو اور وہ یہ ہے کہ جب مین قتل ہو جاؤن تو کچھ مال صرف کر کے شرارہ سے لاش میری مانگ لینا اور اسے
کفن دے کر دفن کر دینا اور لشکر صاحبقران مین جاکر نصف مال میرا میری اولاد کو اور بی بی کو دینا اور باقی
تم صرف کرنا سمن عذار نے کہا اچھا وہ مال کیا ہے عمرو نے کہا ایک ہاتھ میرا کھول دو تاکہ وہ سب مال نکال کر
مین تمھین دیدون سمن عذار نے عمرو کا ہاتھ کھولدیا عمرو نے کسوت عیاری نکال کر زمین پر رکھدی اور کہا میرا
دوسرا ہاتھ بندھا ہے تم اسے کھولدو اور جو جو مین کہون اور دون لیلو اُسنے وہ کسوت کھولی اُسمین سے اسباب
عیاری کرنے کا نکلنے لگا کہین زنانی پوشاک کوئی مردانی پوشاک کچھ مٹھائی کچھ رنگ وروغن وغیرہ برآمد ہوا عمرو
بتلاتا جاتا ہے کہ یہ سب عیاری کرنے کے اشیا ہین اس طرح ہم عورت کی شکل بنتے ہین اور یون فقیر بنتے ہین یون
بادشاہ بنتے ہین اس مٹھائی مین بیہوشی ملی ہے یہ میوے آغشتہ بدار وے بیہوشی ہین غرض ایک کیسہ زر بھی ان سب
چیزون کے بعد نکلا کہ اسمین جواہرات اور اشرفیان تھین عمرو نے کہا یہ تھیلی لے لو سمن عذار بہت خوش
ہوئی اور وہ روپیہ لے لیا پھر اس کسوت کو تلاش کرنے لگی اب کی بار ایک ڈبیہ یاقوت احمر کی نہایت سبک
ترشی ہوئی کہ جسکی ہوے وہ جگہ تمام منور اور روشن ہوگئی اُسمین سے نکلی عمرو نے وہ درج جلدی سے اُٹھایا
سمن عذار نے کہا اس مین کیا ہے کہا اسمین میری جان ہے جو کچھ مین نے کمایا ہے سب اسمین رکھا ہے کنیز نے
کہا یہ بھی مجھے دے دو عمرو نے کہا یہ اپنی قبر مین ساتھ لے جاؤنگا سمن عذار نے کہا اچھا بتلا اس ڈبیا مین
کیا چیز ہے عمرو نے کہا اسمین ایک گوہر بے بہا ہے کہ جسکی قیمت اگر ہفت اقلیم کی سلطنت بھی ملے جب بھی کم ہے

سمن عذار نے کہا اے عمرو آخر تو مارا ہی جائیگا یہ بھی مجھے دیدے تیرے عیال و اطفال کے ساتھ کمال سلوک کرونگی عمرو نے کہا خیر تو بھی کیا یاد کرے گی اسے لے لیکن ایکبار مجھے یہ ڈبیا کھول کر پھر دکھادے سمن عذار نے عمرو سے وہ ڈبیا لیکر چاہا کہ اُسے کھولے وہ کھل نسکی عمرو نے کہا سینے کے برابر رکھکر دونون ہاتھون سے زور کرکے کھولو اُسنے قریب سینے کے لاکر زور کیا وہ ڈبیا کھلی اور اُسمین سے غبار بیہوشی اوڑا اور اُسکے منہ پر پڑا کہ ایک چھینک آئی اور بیہوش ہو گئی عمرو کا ایک ہاتھ تو کھلا ہوا تھا دوسرا بھی اسنے کھول لیا اور سمن عذار کو اُٹھا کر علیحدہ لاکر ایک گوشہ باغ مین رنگ و روغن عیاری لگاکر اُسکو اپنی صورت بنایا اور آپ اُسکی شکل بنا اور اسکی زبان مین ایک روغن ایسا لگایا کہ زبان اُسکی مُنھ مین پھول گئی اور کلام کرنے سے معذور ہوئی اُسے لاکر اسی درخت سے اپنی جگہ باندھ دیا اور سب اسباب اپنا کسوت عیاری مین باندھکر وہان آیا کہ جہان سمن عذار سویا کرتی تھی کس لئے کہ جب عمرو شگوفہ بنا ہوا تھا تو سب کنیزون کے رہنے کی جگہ اُنکے ساتھ رہکر دیکھ لی تھی غرض اُسکے پلنگ پر آکر عمرو لیٹ رہا یہان تک کہ زندانی فلک قید خانہ سے مشرق کے زنجیر شعاع مین مسلسل میدان چرخ مین آیا اور خسرو انجم سپاہ نے دربار سیارگان برخاست کیا

ابیات

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت	خروس صبحدم آواز برداشت	عنادل لحن دلکش بر کشیدند
لحاف غنچہ از رخ در کشیدند	سمن از آب شبنم روے خود شست	بنفشہ جعد عنبر بوی خود شست

دم سحر شرارہ جادو خواب غفلت سے بیدار ہوئی اور کنیزین بھی سب اُٹھین بعد فراغ امور ضروری شرارہ بارہ دری کے چبوترہ پر فرش بچھوا کر بیٹھی اور سب خواصین مع عمرو کے کہ جو بشکل سمن عذار تھا اُسکی خدمت مین حاضر ہوئین کہ اس عرصہ مین شعلہ رخسار جواب لیے ہوئے عرضی کا افراسیاب کے پاس سے پہونچی اور شرارہ کو وہ تحریر افراسیاب کی دی اُسنے حکم دیا کہ عمرو کو درخت سے کھول کر لاؤ اور قلماقنی سے کہا کہ سر اُسکا کاٹ کنیزین جاکر سمن عذار کو جو بشکل عمرو تھی سامنے شرارہ کے لائین اور قلماقنی خنجر لیکر سر کاٹنے پر مستعد ہوئی سمن عذار بسبب روغن لگا دینے خواجہ کے مُنھ سے بولتی نہین ہر چند رو رو کر اشارے کیا کئی مگر کوئی نسمجھا ایک ہی ہاتھ مین قلماقنی نے سر اُسکا بحکم شرارہ جدا کیا وہ ساحرہ تھی اُسکے مرتے ہی شور بلند ہوا اور اُسکے ہیبت سے غل مچا کہ افسوس کشتی سمن عذار جادو اور ایک تاریکی چھاگئی عمرو جو اسکی شکل بنا ہوا تھا اُسی اندھیرے مین بھاگ کر ایک گوشہ باغ مین جا چھپا اور شرارہ سیہ بخت یہ تاریکی دیکھکر اور شور و غوغا سنکر گھبرائی کہ سمن عذار کا نخل ہستی برباد ہوا اور عمرو نے بفن مکاری خار دیا اور آپ چھوٹ گیا کنیزون سے کہا کہ سمن عذار کی جگہ دیکھو کر وہ باغی وہان بیٹھا ہے کنیزین تسیم اُسکا برائے تعمیل چلین اور سمن عذار کی جگہ پر جاکر دیکھا کسی کو نہ پایا شرارہ کو مطلع کیا کہ وہان کوئی نہین ہے اُسنے

اچھا صندوقچہ سحر کا جو بارہ دری کے بیچ کے طاق مین رکھا ہے اُٹھا لاؤ مین نے رات کو حصار سحر کردیا تھا
کہ کوئی باغ کے باہر نکل کر نہ جا سکے یقین ہے کہ وہ دزد تم کنیزون مین ملا ہی مین اُس صندوقچہ سے دریافت
کرلونگی یہ حکم کرتے ہی وہ صندوقچہ سحر اُسکے سامنے حاضر کیا تو شرارہ نے اُسکا پڑا اُٹھایا اُسمین سے ایک
کڑا مثل حلقے کے بیچ مین لگا تھا اُسنے حکم دیا کہ اس حلقے مین سب ہاتھ ڈالو جو عمرو ہوگا اُسکا ہاتھ اُسمین
سے نکل نہ سکیگا سب نے ہاتھ حلقے مین ڈالا مگر کسی کا ہاتھ نہ پھنسا شرارہ نے کہا جاؤ صندوقچہ رکھ آؤ
تم مین کوئی عمرو نہین ہی اب مین رات کو اپنا سحر جگا کر دریافت کرونگی کہ عمرو کہان ہی کنیزین صندوقچہ رکھ
آئین لیکن یہ حال عمرو نے گوشہ باغ سے دیکھا خاموش ہو رہا چار طرف نگاہ کی ایک طرف کو ایک جھونپڑی
باغبانون کے رہنے کی معلوم دی عمرو درختون کی آڑ مین چھپتا ہوا اُس درخت کے قریب آیا دیکھا کہ
ایک بڑھیا اسی جگہ لیٹی ہی عمرو نے اس سے پوچھا تو کون ہی کہا گلشن باغبانی کی مان ہون میرا نام چمپا ہی
عمرو نے ایک بیضہ بیہوشی اُسکے منھ پر مارکر اور اُسے بیہوش کرکے زنبیل مین ڈالا اُسکی صورت بنکر لکڑی ہاتھ مین لیے
سامنے شرارہ کے آیا اور اُسکی بلائین لین گرد پھرا شرارہ نے کہا کیون چمپا آج کیا ہے گزارش کی قربان جاؤن
مین نے آج سنا ہی کہ کوئی چور آپکا بھاگا ہی اور آپ نے جو جو باغ مین رہتے ہین سب کا امتحان کیا ہی لونڈی
بھی حاضر ہوئی کہ میرا بھی امتحان لیجیے شرارہ نے کہا ای چمپا تیرے امتحان کی کیا ضرورت ہی مین آج رات
کو سحر تیار کرونگی جہان عمرو ہوگا وہان سے خود چلا آئیگا چمپا نے کہا واری جاؤن کل کی بات کل کے ہاتھ
ہو آج جو سب کے ساتھ کیا ہی وہی میرے ساتھ کیجیے شرارہ نے کہا اچھا صندوقچہ سحر کا اُٹھا لا چمپا نے کہا حضور مین لاتی
ہون تبلایے کہان رکھا ہی کہا بیچ طاق مین بارہ دری کے چمپا لاٹھی پکڑے چلین اور اندر بارہ دری کے جاکر صندوقچہ
کو کھولا سب تو باہر ہی تھا کیلے قابو پاکر بیہوشی کا غبار سب اُسمین لگ سے کہ کڑے مین ہاتھ نہ گھسنے پائے بھر دیا اور پٹا بند کرکے
صندوقچہ لیکر آہستہ آہستہ چلی شرارہ نے کنیزون سے کہا ارے وہ بڑھیا ہی تم جاکر اُس سے لیلو غرض ہاتھون ہاتھ صندوقچہ شرارہ کے
پاس آیا اور عمرو بھی چمپا کی شکل بنا ہوا قریب شرارہ کے آکر کھڑا ہوا شرارہ نے جونہین اُسکا پٹ اُٹھایا ایک
لکہ بیہوشی کا دھوئین کی طرح نکلا گرد کی خو اُسمین اور شرارہ جادو چھینک مارکر بیہوش ہوئین عمرو نے
جیسے ہی شرارہ بیہوش ہوئی خنجر مارا کہ سر اُسکا کٹ گیا اور قیامت کا سامان برپا ہوا ابر قبلی اور سنگباری
بزور سحر ہونے لگی بیرون نے غل مچائی مگر اس ہنگام مین عمرو نے گلیم عیاری اوڑھ لی اور نظر مردم سے نہان ہوکر
سفید مہرہ جس کی صدا سے دیو ناچنے لگتا ہی اور مثل اور اشیا کے ایک یہ بھی ہی نکالا سینے اُس آفت مین سُنا کہ
کوئی کہتا ہی جلدی یہان سے بھاگو ورنہ تم سب مارے جاؤگے ایک صدائے مہیب کے سنتے ہی باقی کنیزین اور
ملازم شرارہ کے باہر باغ کے بھاگے اور عمرو نے جو کنیزین کہ بیہوش ہوگئی تھین اُن سبکے سر کاٹ لیے بڑی

دیر تک شور و غل اور تاریکی رہی آخر وہ ہنگامہ موقوف ہوا عمرو نے دیکھا کہ لاشین جادوگرنیون کی پڑی
ہین اور باغ مین جو درخت اور مکانات سحر سے بنے ہوے تھے وہ غائب ہوگئے ہین اصلی درخت اور
مکان رہ گئے اور بدیع الزمان چھوٹے ہوے ایک درخت کے نیچے کھڑے ہوئے عمرو کا تماشہ
دیکھ رہے ہین عمرو نے جب شاہزادے کی جانب دیکھا اُسوقت شاہزادے نے سلام کیا عمرو نے کہا اے
فرزند تم کیونکر رہا ہوے عرض کیا شرارہ ساحرہ کے سحر کی ہتھکڑیان بیڑیان بھین جبکہ واصل جہنم ہوئی وہ سب قید
دفع ہوئی اور حجرہ کھل گیا مین باہر نکل آیا عمرو یہ باتین بدیع الزمان سے کر رہا تھا کہ یکایک ہوا تیز و تند
چلی اور لونڈے اُٹھنے لگے اور کچھ بگولے پیچ و تاب کھاتے ہوئے شرارہ کی لاش کے گرداگرد چکر مارنے لگے
اور لاش کو چکر دیتے ہوئے زمین سے اڑا کر ایک سمت کو لیکر چلے عمرو نے کہا ای بدیع الزمان اب یہان
سے جلدی چلو معلوم ہوتا ہو کہ اُسکی لاش شرارہ کی مالک طلسم کے پاس جائیگی اور کوئی لمحہ مین آفت آجائیگی شاہزادے
نے کہا کوئی مرکب اگر ہوتا تو راستہ جلدی چلا جاتا عمرو نے کہا گھوڑا تو ایک جگہ بکاؤ ہو مگر روپیہ درکار ہی
بدیع الزمان نے لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کیا عمرو نے زنبیل سے قلم و دوات کاغذ نکالا کہ
لکھدو تم نوجوان ہو شاید نہ دو تو مین نالش کر کے لونگا بدیع الزمان بہت ہنسے اور رقعہ
لاکھ روپیہ کا لکھدیا کہ لشکر مین چلکر ادا دونگا عمرو نے رقعہ لیکر زنبیل مین رکھا اور باہر باغ کے جاکر
زنبیل سے گھوڑا نکالا اور ساز و یراق نکال کر اُسے کسا اور سامنے بدیع الزمان کے لایا اور کہا
کہ ایک سوداگر سے جاکر ابھی مین نے مول لیا ہے بدیع الزمان نے کہا اچھا تھا کہ دروازے پر
گھوڑا لیے منتظر آپکا ایسی آفت مین کھڑا تھا عمرو نے کہا ای فرزند حمزہ تجھے سوائے تقریر کے اور
کچھ بھی آتا ہو جلد یہان سے چل ایسا نہو کوئی آفت آتی ہو غرض بدیع الزمان سوار ہوے
اور عمرو ہمراہ ہوا دونون باغ سے نکلکر چلے راہ مین عمرو سے بدیع الزمان نے کہا ای عم نامدار
معلوم ہو کہ عمرو دودھ شریک بھائی حمزہ صاحبقران کا ہی اس وجہ سے بیٹے امیر حمزہ کے اسکو چچا
کہتے ہین اور تعظیم کرتے ہین الحاصل شاہزادے نے کہا کہ چچا جان میرا جانا یہان سے لشکر مین
میرے لیئے ننگ و عار ہی کس لیے کہ مین ملکہ تصویر جادو پر عاشق ہون وہ سُنے گی تو کہیگی
کہ فرزند حمزہ میرا جویا تھا اور جان بچاکر اپنے لشکر کو چلا گیا عمرو نے یہ باتین جب سنین بنگاہ
غضب بدیع الزمان کو گھورا اور کہا اوے ناشدنی عمرو ایک آفت سے تو مرمرکے
ہوا تھا جینا ✤ پڑ گئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی ✤ ہنوز زخم جگر آلے ہین طلسم مین خار و گل سب
آفت کے پرکالے ہین ابھی لشکر تک مین پہونچے نہین کہ آپ نیا راگ لائے جلدی یہان

سے چل ورنہ قسم ہو اسی حمزہ صاحبقران کی مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا بدیع الزمان نے
کہا مین آپ کو یہ بازوبند قیمتی کئی لاکھ روپیہ کا دیتا ہون اگر کوئی تدبیر کرکے میری معشوق کو مجھسے
ملا دیجیے میرا یہ حال ہی بیت یا تن رسد بجانان یا جان زتن برآید ٭ دست از طلب ندارم تا کار من
برآید ٭ عمرو نے جب نام بازوبند کا سُنا ایکبار خفا ہوکر کہا تونے کوئی مجکو قرم ساق مقرر کیا ہی لونڈیان
ملوانا مین کیا جانون مگر ہان ملکہ تصویر شاہزادی ہی اسکی نسبت البتہ کوشش کرونگا لاوہ بازوبند
مجھے دے بدیع الزمان نے بازوبند عمرو کو دیا عمرو بدیع الزمان کو لیکر اس طرف چلا کہ جدھر
سے تصویر کو آتے دیکھا تھا سمجھا کہ اسی طرف اسکے رہنے کا مقام ہوگا جب وہان پہونچا کہ جس جگہ
جھاڑی مین شگوفہ کو بیہوش کیا تھا اور اسکی شکل عمرو بنا تھا وہ مقام بدیع الزمان کو دکھایا اور
سارا حال سُنایا بدیع الزمان ہنسے اور آگے چلے اب ملکہ تصویر کا ماجرا سُنیے کہ عشق بادشاہزادہ
عالی تبار مین بیتاب و بیقرار شرارہ کے پاس آتی تھی اُس روز سے یہ حال تھا بیت دن کٹا فریاد
سے اور رات زاری سے کٹی ٭ عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری سے کٹی ٭ تصویر خیالی شاہزادے کے
لوح سینہ پر کندہ تھی نام کی بدیع الزمان کی رٹ دلکو لگی تھی بیت ہون تصور مین تری صورت تصویر
لگی ٭ جسم بیجان ہی مرا پیکر بیجان کی طرح ٭ جب یہ حال ملکہ کا کنیزون انیسون جلیسون نے دیکھا باصرار
ماجرای عشق استفسار کیا کہ واری کہان دل لگا یا کس ظالم جفا کار نے حضور کا یہ حال بنایا آنکھون کو
تری حواس مین ابتری روز بروز بدتری ہی ہم سے تو بتلائیے کہ اسکی تدبیر کرین اور اسکو آپ تک
پہونچائین ملکہ نے کہا درد اپنا دوا ہی اُس کے علاج مین بیکار مسیحا ہی قطعہ

ہم تو کہتے تھے کہ نادان ہو جو دلکو دیوے ٭ دیکھیں تو چھین لے دل ہمسے وہ کون ایسا ہی
اب اسی شخص کے ہی زیر قدم سر اپنا ٭ سچ کہا ہی کہ بڑے بول کا سر نیچا ہی

انیسون نے کہا اے ملکہ عالم قربانت شویم اب جا ہے خوش ہون یا ناراض مگر حضور نے سچ تو یہ ہی کہ
جبسے اُس قیدی کو دیکھا ہی حال اپنا غیر کیا ہی ایک بولی کہ بوا وہ مردوا بھی ایسا سجدار نکیلا حسین جبین
ہی کہ ملکہ پر کیا موقوف میرا بھی اپنے دیدہ دل کی قسم عجب حال ہی جب سے اُسے دیکھا ہی اُسکی زلف گرہ گیر
مین دل اُلجھا ہوا ہی سودا سا ہو گیا ہی راتون کو نیند نہین آتی ہی نہ ہی صورت دیکھنے کو طبیعت چاہتی
ہی جب تصویر نے یہ کلمات محبت آمیز انیسون اور کنیزون سے سُنے اسوقت اپنے حال سے اُنھین
آگاہ کیا اور حکم دیا کہ تم بزور سحر کبوتر اور فاختہ کی شکل بنکر جاؤ شرارہ کے باغ کے گرد ٹھہرو اور جو کیفیت
وہان گزرے اس سے مطلع کرو غرض ایک روز کنیزون نے آکر عمرو کی خبر سنائی کہ بی بی عمرو جو شگوفہ

بنا ہوا تھا وہ پکڑ لیا گیا ملکہ نے کمال حال اپنا تباہ کیا اس رنج مین تھی کہ دوسرے دن خبر مرگ شرارہ کی پہونچی اُس وقت وہ لالہ رو گل کی طرح کھلکھلا کر ہنسی اور کنیزون سے کہا کہ اب شاہزادہ چھوٹ کر لشکر مین جائیگا تم جا کر اُسے یہان لے آؤ طالب کو مطلوب سے ملاؤ کنیزین اُسطرف سے چلین اور عمرو اُسطرف سے لیے ہوئے بدیع الزمان کو آتا تھا کہ یکایک دیکھا پانچ چار عورتین کمسن سراپا غرق دریاے جواہر مانگ مین سر کے سیندور بھرا ستارہ نہین ہر مانگ مین سیندور کی یہ سیدھی لکیر ہے سر پہ رکھی ہی قاتل نے خون بھری شمشیر نازنینان حور مثال پری تمثال آپس مین خوش فعلیان کرتین ناز و انداز سے قدم دھرتی آتی ہین ابیات

ایک ایک اُنمین شوخ دیدہ تھی — پردہ ناموس کا دریدہ تھی
ایسی بے چین و ایسی گرما گرم — برق و سیماب کو بھی آئے شرم

قریب مرکب شاہزادہ عالی وقار آ کر دست ادب باندھکر تسلیم ادب بجا لائین اور عرض کیا ہماری شہزادی یعنی ملکہ تصویر جادو نے بعد سلام شوق عرض کیا ہی کہ اگر ہرج کار تصور نہو تو دو گھڑی کے لیے ہمارے باغ مین قدم رنجہ فرمائیے یہان تشریف لا کر دل بہلائیے بعد لمحہ کے چلے جائیے عمرو نے یہ سنکر تجاہل کر کے کہا کہ ہم جادوگرنیون کو مُنھ نہین لگاتے اور اُنکے لوٹا بھی نہین اُٹھواتے اُن عورتون نے عمرو کی طرف بھیانک ہو کر دیکھا کہ ایک شخص دُبلا پتلا سوکھا یہ کلام کرتا ہی وہ شوخ مزاج تھین عمرو پر پھبتیان کہنا شروع کین ایک نے کہا کہ بوا یہ تو مرجیا جن ہی دوسری بولی مٹھیا دیو معلوم ہوتا ہی تیسری نے کہا مین تو جانتی ہون نہانس ہی عمرو نے کہا مین وہ مرجیا جن ہون کہ سب کو تیتا کا ناچ نچاؤنگا بدیع الزمان نے کہا خواجہ کیا ہرج ہی چلو یہان بھی ہوتے چلین اور اُس شاہزادی سے ملاقات کرلین عمرو نے کہا جہان تونے کسی رنڈی کا پیام سُنا بس ریجھ کر لٹو ا دیکھ تو چل کے حمزہ سے کیسا ٹھیک بنواتا ہون غرض یہ باتین کرتے ہوئے اُن کنیزون کے ساتھ چلے اور قریب باغ تصویر پہونچے ایک عورت نے اُنمین سے بڑھکر ملکہ کو شاہزادے کے آنے کی خبر پہونچائی تصویر نے حکم دیا کہ باغ کو آراستہ کرو سامان عیش و عشرت مہیا کرو بس جلد جلد فراشون نے مکان مین فرش قاقم دو بیا بچھایا اور سب طرح اسباب ملوکانہ عیش و راحت کا موجود کیا ملکہ در باغ پر انتظار مین شاہزادے کے آ کر کھڑی ہوئی کہ سامنے سے سواری اس نہال حدیقہ صاحبقرانی کی پیدا ہوئی اور تصویر جادو کو دیکھکر شاہزادہ گھوڑے سے اُترا کنیزان ملکہ نے گھوڑا لیجا کر ایک جگہ بندھوا دیا عمرو بھی ساتھ ہو بدیع الزمان جب قریب دروازۂ باغ کے آیا تصویر جادو کو نرگس آسا چشم براہ انتظار پایا اُسوقت عجب تجمل و شان سے ملکہ تھی آنچل پلو کا دوپٹہ پاجامہ بوٹے دار اطلس کا پہنے ندو زیور سے آراستہ نظم

بت مین اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھا
وہ تجلی تھی کہ موسی کے بھی اُڑ جائین ہوش

غرق دریائے جواہر مین قدم سے تا فرق
زیور نور صفا زیب بدن گوہر پوش

وہ جبین جسکی محبت مین دل بدر مین داغ
خم ابرو وہ کہ جس کا مہ نو حلقہ بگوش

حلقۂ چشم سیہ یا ورِ میخانۂ ناز
مردمک آنکھ مین یا مغبچۂ بادہ فروش

کان کی بجلیون مین تابش برق سر طور
اختر نور صبیحان تھا کہ نجم در گوش

روی تابان تھا کہ میری شب امید کی صبح
میرے طالع کی رسائی تھی کہ گیسو سر دوش

حور آئینہ قمر طلعت و آئینہ جمال
نسترن پیکر و شمشاد قد و گلگون پوش

کبھی غمزہ کبھی عشوہ کبھی شوخی کبھی شرم
بیحجابانہ گہے جلوہ نما گہ روپوش

جنبش لب کا ارادہ تھا کہ کچھ بات کرے
ناز کی کا یہ اشارہ تھا کہ بس بس خاموش

بس وہ نازنین خواصون کے کاندھے پر ہاتھ رکھے آگے بڑھی اور مسکرا کر بدیع الزمان کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا اور منت عرض کیا کہ ای شاہزادہ کامگار آپنے اس کنیز بے تمیز کو سرفراز کیا زہے فخر و افتخار میرا کہ آپ تشریف لائے ؎

از آمدنت اگر خبر داشتمے
در رہگذرت گل و سمن کاشتمے

نگذاشتمی کہ پاے بر خاک نہی
خاک قدمش ز دیدہ بر داشتمے

شہزادہ نے کہا کہ ای ملکہ میرا بھی تمھاری محبت مین یہ حال ہی بیت مارا ز خاک کویت پیراہنست بر تن ✤ آنہم ز اشک حسرت صد چاک تا بدامن ✤ اس جامع المتفرقین نے تمسے مجھے ملا دیا یہ باتین کرتے ہوئے وہ گل و بلبل داخل باغ ہوے شہزادے نے دیکھا کہ یہ گلشن نگارین رشک وہ ریاض رضوان ہی نہایت سرسبز و شاداب گلستان ہی درختون کی سبزی و شادابی سنبلہ چرخ اخضر پر طعنہ زن ہی سبزہ غیرت بخش سبزہ گوش شاہدان پر فن ہی جوش و بہار سے یہ حال ہی کہ نظم

عجب نہین جو اسیوقت ہو زمزمہ سنج
شبیہ مرغ چمن گر کشند بر دیوار

چمن کو دیکھ کے دیکھو اگر بدن اپنا
نظر پڑین پر طاؤس کے سے نقش و نگار

ہوائے قوت بالید گی یہ نجبشی ہی
کہ نخل یک شبہ پہونچے ہی تا سر دیوار

ہر اک شگوفہ نے ہی اپنا عطر دان کھولا
شمیم گل کا ہی دوش نسیم پر انبار

اگرچہ سرو روانہ نہین ہی گلشن مین
پر اسکا عکس تو آب روان پہ ہی سیار

ہی نہر مین جلتی آئینہ کی خاصیت
سو دیکھتے ہین جو آتا ن باغ اپنا غدار

گل و ثمر سے درختون کو دیکھکر سرسبز
کیے ہی پنجۂ دست دعا اٹھا کے چنار

انکی حرمت فیض ہوا و فصل بہار	مین بے ثمر ہون مجھے بھی ثمر عطا کیجیے

ہر درخت اصلی کے مقابل درخت جواہر کا نقلی صناعان چابک دست نے بنا کر لگایا ہی اور اسی درخت کا عطر اسکے خوشے
مین داخل کیا ہی کہ جب نسیم عنبر شمیم چلتی ہی دماغ جان معطر و معنبر کرتی ہی الحاصل یہ کیفیت بہار دیکھتے ہوے دونون
شیدا باہم بارہ دری مین آئے یہان سب طرح کا سامان عشرت مہیا تھا ایک طرف جو کی پچھی کشتی شراب کی اوسپر لگی ایک
سمت سنہری جواہر نگار ایک طرف چھپر کھٹ مرصع پاؤن کا طرحدار خیشنہ آلات فرش شجر سے مکان
پیراستہ کرے ؎ لطیف و دلکش و آب و ہوائے + مبارک منزل و فرخندہ جائے + ملکہ یہان کی کیفیت دکھا کر
لب نہر جو بنگلہ تھا شاہزادے کو وہان لائی یہان بھی سب سامان نشاط و طرب موجود تھا مسند شاہانہ بچھا تھا مثل
عروس شب اول کے وہ بنگلہ سجا تھا دونون عاشق معشوق لب نہر فرش تکلف پر جلوہ گر ہوئے کشتیان شراب کی
حاضر ہوئین ارباب نشاط گانیین ناہید طلعت بلائی گئیین ملکہ پہلو مین اور عمرو روبرو بدیع الزمان کے
دونون بیٹھے عمرو نے مضحکہ کرنا شروع کیا کہ اے بدیع الزمان یہ عورت دیکھ تو کیسی بدصورت ہی کہ آنکھوں مین بامھنی اور
سر مین بال خورہ رکھتی ہی تصویر یہ باتین سنکر کھسیانی ہوئی بدیع الزمان نے کہا ای ملکہ یہ مرد صاحب طمع ہی اگر
اسکو کچھ انعام دو تو ابھی یہ تمھاری تعریف کرنے لگے ملکہ نے ایک صندوقچہ پر از زر و گوہر عمرو کو دیا عمرو نے کہا
ای بدیع الزمان کیون سنو آخر پھر یہ شاہزادی ہی کیا تو خوش قسمت ہی کہ ایک مجاور خانہ کعبہ کا لڑکا
ہوکر اسکا ہم پہلو ہی بدیع الزمان نے کہا کیون ملکہ دیکھا اب میری مذمت اسنے شروع کی سب عمرو
کی باتون پر ہنسنے لگے اور ملکہ نے جام شراب سے بھر کر شاہزادے کو دیا اور کہا کہ ای شہریار یہ بادہ محبت ہی
اسے نوش فرمائیے ؎ الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا + کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا +
شاہزادے نے کہا ای بلبل گلستان خوبی تم ساحرہ ہو اور مین مسلمان مصرعہ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ
کجاست + میرے آپکے صحبت برآری مشکل ہی اگر سحر سے توبہ کرو تو البتہ شریک بزم ہون اور تمھاری
اطاعت مین تمام عمر بسر کرون ملکہ نے کہا ای شہریار مین سحر نہین جانتی ہون کس لیے کہ ابھی کمسن ہون سیکھا
نہین ناز و نعم مین اوقات صرف کی ہی مگر اب آپکے دین کو اختیار کرتی ہون میرا تو یہ مقولہ ہی ؎
کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست + ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست + الحاصل ملکہ نے اسلام قبول
کیا پھر تو دور جام دمادم اور پے در پے چلنے لگا ہر دم زبان پر یہ جاری تھا ؎ ساقیا برخیز و درده جام را +
خاک بر سر کن غم ایام را + رقاصون نے مجرا کرنا شروع کیا بیت مغنی چنگ عشرت ساز کردہ + نوائے
خرمی آغاز کردہ + عمرو نے تسخیر کرنا آغاز کیا مقراض زنبیل سے نکالکر دو انگلیون مین اسطرح چھپائی کہ ثابت نہ تھا
اور رقاصہ کے پیچھے جاکر اس چابکی سے پیشواز کاٹ لی کہ معلوم نہ ہوا جب رقاصہ نے ہنگام رقص گردش کی

پیچھے سے بالکل برہنہ تھی اہل محفل نے ہنسنا شروع کیا وہ رقاصہ گھبرائی عمرو نے بجا لا کی دوسری بار آگے سے
بھی پیشواز کاٹ لی اب آگے پیچھے سب طرف ننگی تھی شاہزادے نے کہا اری کمبخت ننگی ناچتی ہو اُسنے جو کچھ
دیکھا شرم کے مارے بیٹھ گئی سب نے قہقہہ مارا بدیع الزمان نے کہا یہ کام عمرو کا ہو ملکہ بہت ہنسی وہ رقاصہ
عمرو کو گالیاں دینے لگی خلاصہ کلام اسی طرح شاہزادہ عالیمقام ہمراہ ملکہ مصروف بعیش و آرام تھا کہ فلک تفرقہ
پرداز و گردون شعبدہ باز کو اس صحبت پر رشک آیا ؎ یہ دو دل کو اکجا بٹھاتا نہیں ✤ کسی کا اسے میل
بھاتا نہیں ✤ یکایک سامنے جو نہر موجزن تھی اُسکے پانی نے جوش کھایا اور ایک شور و غل پیدا ہوا کہ
ہر ایک گھبرایا بعد لمحہ کے سب نے دیکھا کہ پانی کے اندر سے ایک دیو شکل مہیب نکلا ہاتھ مین چقماق چادر
لیے تھا اُس ناپاک نے بدیع الزمان کو للکارا کہ باش باش ای پسر حمزہ کے گزاریم کہ از دست من زندہ
و سلامت بدر روی بدیع الزمان نے ملکہ کو اپنی پشت پر کر لیا اور آپ سینہ سپر ہو کر اٹھ کھڑا اُٹھا کہ اونابکار
ادھر آ تو پیر اُسکا رہا اس دیو نے چقماق چادر چرخ دیکر سر پر شہزادے کے لگائی شہزادے نے بیتاب ہو کر خالی دیا
اور ایک ہاتھ تیغ کا مارا کہ وہ دیو دو ٹکڑے ہوا لیکن جب وہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا وہ دونوں ٹکڑے اسکے
جسم کے تڑپ کر اُسی نہر مین جا گرے اور ایک ساعت کے بعد وہی دیو پھر زندہ ہو کر نکلا اور بدیع الزمان پر
حملہ آور ہوا بدیع الزمان نے اُسکے حملے کو رد کر کے پھر تلوار سے دو ٹکڑے کیا پھر وہ تڑپ کر دونوں ٹکڑے نہر مین
جا گرے اور دیو زندہ ہو کر باہر آیا اور اُسنے بدیع الزمان کا مقابلہ کیا جب یہ ہنگامہ ملکہ کی وزیرزادی
نیرنگ جادو نے دیکھا ملکہ تصویر جادو سے کہا واری جاؤن یہ دیو سات بار اس طرح نکلے گا اور قتل ہوگا
اور آٹھوین مرتبہ جو زندہ ہو کر نکلے گا پھر قتل نہو سکے گا اور شہزادہ کے دشمنون کو پکڑ لیگا ملکہ نے کہا اے
نیرنگ تجھے اسکے قتل ہونے کی تدبیر معلوم ہو تو تبلا دے نیرنگ جادو نے کہا مین اتنا جانتی ہون کہ اس دیو
کو شرارہ جادو نے آپکی حفاظت کے لیے یہان معین کیا تھا اور اسکے مرنے کے لیے ایک کمان اور تیر سحر سے بنا کر
اسی باغ کی ایک کوٹھری مین رکھ دیے تھے پس اگر اس کمان مین وہی تیر پیوستہ کر کے کوئی اُسپر لگائے اگر وہ
تیر اسپر پڑیگا مارا جائیگا اور اگر تیر نہ پڑے دوسرا لگائے دوسرا نہ پڑے تیسرا لگائے کہ یہ ہلاک ہوا اور اگر تینون تیر خالی
جائینگے تو یہ پھر کسی طرح مارا نجائیگا یہ باتین سنکر ملکہ نے کہا وہ کوٹھری کہان ہی نیرنگ جادو نے کہا شرارہ نے اس
کوٹھری کو سحر کر کے نظر مردم سے پوشیدہ کر دیا تھا مگر اب شرارہ جادو مر گئی ہو اُسکا سحر بھی دور ہو گیا ہوگا۔
یقین ہی کہ وہ کوٹھری دکھلائی دے حضور اندر بارہ دری کے میرے ساتھ چلیے کہ مین تلاش کرون
تصویر جادو ہمراہ نیرنگ جادو کے بارہ دری مین آئی دیکھا تو حقیقت مین وہ کوٹھری جسکو کہ
کبھی نہ دیکھا تھا یہان موجود ہی خوش ہو کر اسکو کھولا اور اندر جا کر دیکھا تو ایک کمان اور تین تیر

رکھے ہین اُس کمان اور تیرون کو ملکہ لیکر دوڑی یہان بدیع الزمان پانچوین بار ہو کہ اُس دیو سے مقابل ہو کر اُسے قتل کر چکا ہے اور ٹکڑے اُسکے بدن کے نہر مین گر چکے تھے ابھی پھر زندہ ہو کر نہر سے باہر نہ نکلا تھا کہ تصویر جادو نے وہ کمان اور تیر لا کر دیے اور کہا اب جو وہ دیو نکلے تو انسے اُسے قتل کرنا بدیع الزمان تیر کمان مین پیوستہ کر کے منتظر نکلنے اُس دیو کا ہوا کہ پھر وہ دیو حوض سے باہر آیا اور شاہزادے کی طرف لپکا بدیع الزمان نے تیر سینہ پر اُسکے تاک کر مارا بقدرت قادر بیچون پہلا ہی تیر ہدف مراد پر بیٹھا اور اُسکے تودہ پشت سے پار گزرا کہ چکر کھا کر زمین پر گرا اور جہان تیر جسم پر لگا تھا وہان سے ایک شعلۂ آتش نکلا کہ اُسکے سارے بدن کو جلا کر راکھ کر دیا ایک شور و غوغا برپا ہوا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی محافظ جادو را اُسوقت بدیع الزمان نے سجدۂ شکر بدرگاہ قاضی الحاجات ادا کیا اور ملکہ کو تسکین اور دلاسا دیا مگر عمرو نے جسوقت سے کہ وہ دیو نکلا تھا گلیم عیاری کو اوڑھ لیا تھا اور اپنے تیئن پوشیدہ کیا تھا کہ ای عمرو بدیع الزمان جانے اور ملکہ جانے یہ کمبخت آپ سے آ کر اس بلا مین گرفتار ہوا اور نہ مین چھڑا کر اب تک لشکر مین بھی پہونچا دیتا اب جا کر حمزہ سے کہدینا کہ لونڈا تیرا خراب ہو گیا اور سب حال بیان کرنا غرض جب وہ دیو مارا گیا عمرو نے اپنے تیئن ظاہر کیا اور کہا او ناخلف خبردار اب یہان نہ ٹھہرنا جلدی چل ورنہ کوئی اور آفت آیا چاہتی ہی بدیع الزمان نے کہا ای تصویر اب مین رخصت ہوتا ہون تصویر جادو نے کہا مین بھی آپ کے ساتھ چلتی ہون یہان رہ کر کیا کرونگی یہ سب خبرین جب افراسیاب کو آپ کے حالات کی پہونچینگی تو مین مار ڈالی جاؤنگی اُسوقت بدیع الزمان نے خواصون سے اپنا گھوڑا منگایا اور اسپر ملکہ کو بھی سوار کیا اور خود بھی سوار ہوا اور خواصون سے کہا کہ تم ملازم ہو تم سے کوئی مزاحم نہ ہو گا بعد ہمارے چلے جانے کے تمھارا جدھر جی چاہے چلے جانا یا ہمارے لشکر مین کوہ عقیق گلزار سلیمانی کی طرف آنا یہ کہکر مع عمرو باغ سے نکلکر لشکر اسلام کی طرف کا راستہ لیا اب ذرا احوال افراسیاب سنیئے کہ باغ سیب مین منتظر بیٹھا تھا کہ سر عمرو کا خمارہ جادو کے پاس سے آتا ہوگا کہ یکایک بگولے لاش کو خمارہ کی چکر دیتے ہوئے باغ سیب مین لائے اور ہیرون نے اسکے صدا دی کہ ای شہنشاہ ساحران خمارہ ماری گئی افراسیاب یہ سنتے ہی غضبناک ہوا اور کتاب سامری کو اُٹھا کر دیکھا کہ خمارہ کا قاتل اب کہان ہے اور بدیع الزمان جو قید مین خمارہ کے تھا چھوٹ کر کدھر گیا اُس کتاب مین معلوم ہوا کہ عمرو نے خمارہ کو مارا اور بدیع الزمان اور عمرو دونون باغ مین تصویر کے پہونچے اور بدیع الزمان نے محافظ جادو کو مارا اب مع تصویر کے اپنے لشکر کی طرف جاتا ہی بس یہ معلوم کر کے افراسیاب نے کچھ سحر پڑھکر دستک دی ایک ساحر زمین کے اندر سے پیدا ہوا کہ اُسکے منھ اور ناک کان سے شعلے آگ کے نکلتے تھے

گھور چندن کے تمام جسم مین لگے تھے بت کہنی سے شانے تک بندھے تھے اس نے افراسیاب کو سلام کیا
افراسیاب نے کہا ای اژدر جلد جا بدیع الزمان اور تصویر جادو مع عمرو کے دونون لشکر اسلام کی
کی طرف جاتے ہین انھین گرفتار کرکے زیر تہ خانہ طلسم مین لیجاکر مقید کر اور عمرو کو نہ گرفتار کرنا کہ وہ جاکر حمزہ
کو اس حال کی خبر دیگا اور حمزہ ڈر کے ادھر آنے کا ارادہ نکریگا بمجرد حکم افراسیاب اسی وقت اژدر چلا یہان
بدیع الزمان کئی کوس باغ سے تصویر جادو کے دور نکل آئے تھے کہ ایکبار جھاڑی کے اندر سے ایک
اژدہے نے سر نکالا اور بدیع الزمان کا سد راہ ہوا عمرو نے تو فوراً گلیم اوڑھلی اور غائب ہو گیا مگر
بدیع الزمان گھوڑا بڑھا کر اُسکے سامنے آئے اور تیر کمان مین جوڑ کر اژدہے پر لگایا وہ تیر جب قریب اژدہے
کے پہونچا اُسنے شعلۂ آتش مُنھ سے چھوڑا کہ تیر جل گیا اسی طرح بہت سے تیر لگائے سب تیر جل گئے اور اژدہے
نے اپنا دم اوپر کو کھینچا بدیع الزمان اور تصویر جادو کو نگل گیا عمرو نے اُسوقت پتھر فلاخن مین رکھکر مارے
وہ پتھر سب خالی گئے اور اژدر نے پکار کر صدا دی کہ ای عمرو جاکر حمزہ سے یہ ماجرا کہدینا کہ یہ صحراے
طلسم ہوش رُبا ہی خبردار یہان کوئی آنے کا قصد نہ کرے اب بدیع الزمان کا رہا ہونا دشوار ہی حمزہ
اس فرزند سے اپنے صبر کرے کس لیے کہ جو یہان اُسکے چھوڑانے کو آئیگا گرفتار بلا ہوگا اور مارا جائیگا تجھے
گرفتار کرنے کا حکم نہ تھا ورنہ اے عمرو تیرا بھی بچکر جانا نہوتا یہ کہکر وہ اژدر نظر سے غائب ہو گیا اور عمرو گریان
و نالان گریبان چاک سر پر خاک اڑاتا لشکر امیر کی طرف چلا اور بعد قطع منازل لشکر مین داخل ہوا
بارگاہ مین صاحبقران تشریف فرما تھے کہ عمرو نے سلام کیا اور کرسی پر متمکن ہوا صاحبقران
اور بادشاہ لشکر اور سب سردارون نے پوچھا کہ خواجہ مزاج تو تمھارا اچھا ہی عمرو نے بعد اداے دعا و
ثناے بادشاہی کے سب ماجرا بدیع الزمان اور تصویر کا خدمت امیر مین عرض کیا حمزہ صاحبقران
نے فرمایا کہ شکر ہی خداوند عالم کا کہ فرزند میرا زندہ ہی اب تدبیر فتح طلسم کرنا چاہیے مگر سلیمان عنبرین مو
کوہی سے فی الحال مقابلہ در پیش ہی کچھ انتظام جنگ کرلون تو فتاحی طلسم کے لیے کسی کو بھیجون یہ فرماکر امیر
تدبیر جنگ مین مشغول ہوتے ہین لیکن اب حال سلیمان عنبرین مو کے سُنیئے کہ اسنے لقا کو اپنے یہان اُتارا
ہی اور لشکر حمزہ صاحبقران سے مقابلہ کرنے کا وعدہ کیا ہو کہ مین لڑون گا

داستان نامہ لکھنا سلیمان عنبرین مو کا افراسیاب جادو بادشاہ طلسم کو واسطے کمک کرنے لقا کے اور آنا افراسیاب کی طرف سے اجلال جادو کا مع چالیس ہزار ساحرون کے واسطے مقابلہ صاحبقران کے اور عیاری کرکے پکڑ لینا اجلال جادو کو عمرو کا منہ لمولفہ

دو اک جام سے ساقی تند خو	مدد کر ذرا بادہ خوارون کی تو

کہان تک پئین خون دل بادہ خوار — مئے ارغوانی کی دکھلا بہار
وہ جادو بھری آنکھ دکھلا ذرا — کہ ہر معرکہ ساحرون سے پڑا
کسی کا فسون مجھپہ کیا چل سکے — کہ مین تیری آنکھین ہون دیکھے ہوئے
پلا مجکو وہ جام افسون گری — مرے دم سے شیشے مین اترے پری
سخن سنج و غواص دریائے ہوش — چنین ریخت گوہر بدامان گوش

جادو طرازان دفتر فصاحت و منشیان بدائع نگار دیوان کدۂ بلاغت سحر سازی خامۂ سامری کیش سے
نیرنگی تحریر حکایت یون دکھاتے ہین کہ جب لشکر ظفر اثر صاحبقران بتعاقب زمرد شاہ بے ایمان
داخل کوہ عقیق ہوا سلیمان نے کثرت فوج اور حشم و خدم امیر کا دیکھکر اپنے دل سے خیال کیا کہ مین
مقابلہ اتنے بڑے لشکر سے نہ کرسکونگا یہ سوچکر اپنے اطراف و جوانب مین اپنے ملک کے بادشاہون
کو نامے تحریر کیے اور یہ مضمون ان مین مندرج کیا کہ خداوند لقا ہاتھ سے حمزہ صاحبقران کے
شکست کھاکر میرے ملک مین تشریف لائے ہین بنا بر اسکے کہ وہ تم سب کے خدا ہین کچھ میرا پاس
نکرو بلکہ اپنے خداوند کی آکر مدد کرو اور اُن کے مخالفون کو قتل کرو اور خداوند کو اُن کے ملک یا ختر
مین بیجا کر پھر تخت خدائی پر بٹھاؤ اور اگر اس مرقومہ کی نسبت غفلت کروگے خداوند تم سب سے ناراض
ہوکر اپنے قدرت غضب سے تمھین غارت کردینگے اور یہ خداوند کی رحم دلی ہو کہ ان کے بندے
انھین عاجز کر رہے ہین اور خداوند انکو ہلاک نہین کرتے ہین بلکہ فرماتے ہین کہ وہ بندے ہین مین نے
عالم خواب مین یا موقت مین کہ جب مین مست نشۂ شراب تھا پیدا کیے ہین اسی وجہ سے کہ ہنگام
مستی مین غافل تھا قلم تقدیر میں ان بندون کو سرکش اور مغرور لکھ گیا اور اب وہ تحریر مٹ نہین سکتی یہی باعث
ہو کہ خداوند ان بندون کو غارت کرنے سے مجبور ہین اور ایسے انسے خفا ہین کہ وہ بندے توبہ قبول کرانے
کے لیے زبردستی کرتے ہین مگر خداوند توبہ بھی انکی قبول نہین فرماتے بلکہ بھاگتے پھرتے ہین اور وہ لوگ
کہتے ہین کہ توبہ ہماری قبول نہیں ہوتی اب خداوند سے سرکشی جہان تک ہوسکے کرین فی الجملہ مناسب
ہو کہ جلد آکر شریک خداوند ہو غرض یہ لکھکر سب کوہستان کی سرحد کے بادشاہون کو بھیجا کہ تمام ان
بادشاہون کے بروقت انکے آنے کے مدد کرنے کو بیان ہونگے منجملہ انکے ایک عرضی سلیمان نے افراسیاب
مالک طلسم کو بھی لکھی اور اسکے ملک کی سرحد پر ایک پہاڑ ہو کہ وہین سے طلسم شروع ہو اور اس کوہ پر ایک
نقارہ اور چوب رکھی ہو جو کچھ سلیمان کو نامہ و پیام کرنا منظور ہوتا ہو اس کوہ پر لکھکر رکھدیتا ہو اور نقارہ
بجادیتا ہو وہ نقارہ سحر کا ہو اُسکی آواز افراسیاب کے کان مین ہو نچتی ہو وہ پنجہ سحر کا بھیجکر نامہ منگالیتا ہو

الحاصل جب عرضی سلیمان نے لکھی اور نقارہ بجایا افراسیاب نے پنجے کو بھیجکر عرضی منگا کر پڑھی اور جواب لکھا کہ زہے فخر میرا کہ مین اور خداوند کی مدد کرون معلوم ہوا کہ خداوند کو اپنے بندون کی عزت افزائی منظور ہے اسی وجہ سے خود اپنے بندگان مخالف کو غارت نہین کرتے بلکہ چاہتے ہین کہ کوئی بندہ میرا انھین برباد کرے اور اس بندے کو خداوند بدلے اس کام کے سرافراز کرین پس جو خداوند کی مشیت مین گذرا ہے بہت مناسب ہے کیا حقیقت ہے حمزہ کی اور اُسکے لشکر کی مین ایک ساحر زبردست مع چالیس ہزار فوج ساحران کے روانہ خدمت خداوند کرتا ہون وہ پہونچکر کل لشکر حمزہ کو ایک دن مین تباہ و برباد کردیگا یہ جواب عرضی کا لکھکر اسی کوہ پر پنجے سے پھکوا دیا سلیمان کا ایک ملازم منتظر جواب بیٹھا ہوا تھا اس نامے کو لیکر سلیمان کے پاس آیا یہ اسے پڑھکر بہت خوش ہوا اور تیاری حرب و ضرب کی شروع کی لیکن افراسیاب نے بعد جواب بھیجنے عرضی کے کچھ سحر پڑھکر دستک دی اُسوقت ایک ٹکڑا ابر بروے ہوا پیدا ہوا اور زمین پر اتر آیا اُسپر ایک ساحر کہ نام اُسکا اجلال جادو ہے سوار تھا اُسنے اترکر افراسیاب کو تسلیم کی اور کہا سرکار نے مجھے کیون یاد فرمایا افراسیاب نے کہا خداوند لقا قلعہ کوہ عقیق گلزار سلیمانی مین تشریف لائے ہین اور انکو کچھ بندگان مغضوب درگاہ خداوندی نے ستایا ہے ان بندون کو تو جاکر ہلاک کرکے خداوند کو انکے شر سے بچا اجلال جادو نے عرض کیا بہت اچھا اور اسی ابر پر سوار ہوکر اپنی جگہ پر آیا چالیس ہزار ساحر کی جمعیت اپنے پاس رکھتا ہے اور طلسم کے متعلق جو ساٹھ ملک ہین انمین سے ایک ملک کا یہ بھی بادشاہ ہے غرض اس چالیس ہزار فوج کو اُسنے حکم تیاری کا دیا اور خود بھی سامان سفر اور رزم درست کرکے ایک اژدہے پر سوار ہوا پھر تو سب ساحر سحر کے جانورون پر کہ جو کاغذ کے اور آرد ماش کے بزور سحر بنائے ہین مثل بط اور قرقرے اور ہنس اور طاؤس اور اژدر وغیرہ پر سوار ہوے ترسول اور تیسول ہاتھ مین لیے منقلہاے آتشین برہم گراتے گوگل سلگاتے گلون مین جھولیان بادلے کی ڈالے کہ ان جھولیون مین اسباب سحر کرنے کا رہتا ہے لیکر بڑے کر و فر سے طرف کوہ عقیق کے چلے یہان زمرد شاہ اور سلیمان دار العمارۃ شاہی مین بیٹھے تھے کہ یکایک ابر تیرہ و تار اُٹھا اور آندھی بڑے زور شور سے آئی برفباری اور سنگباری ہونے لگی سلیمان کہ یہان کا رہنے والا ہے سمجھ گیا کہ کوئی ساحر آیا ہے فوراً مع امراے نامدار استقبال کے لیے چلا اور در قلعہ پر جب پہونچا اجلال جادو کو چالیس ہزار ساحرون سے آتے دیکھا کہ سب ساحر دھوتیان تہمبری باندھے اور دونے مروے کے تیے آگ اور دھتورے کے پھل کمر مین رکھے سحر آزمائیان کرتے آتے ہین سلیمان استقبال کرکے ان سب کو لیے ہوئے داخل قلعہ ہوا لقا تخت پر بیٹھا تھا اجلال اور اُسکے ہمراہیون نے سجدہ کیا اور نذر روی دنگل تخت کے داہنی طرف بچھا تھا وہان بیٹھا سلیمان نے اسکے لشکر کو ایک مقام

عمدہ مین اتارا اور ایک باغ ایوان شاہی کے متصل خالی کرکے اجلال کی دعوت کا سامان وہان موجود کیا وہ باغ نہایت آراستہ و پیراستہ ہوا ساقیان خوش ادا و مغنیان زہرہ لقا لولیان قمر پیکر و رامشگران سیمبر حاضر ہوئے دربار لقا نے برخاست کرکے مع اجلال اسی باغ مین آکر صحبت عیش کو برپا کیا یہ سب خبرین جاسوسان لشکر اسلام نے صاحبقران کی خدمت مین عرض کین امیر واسطے رہائی بدیع الزمان کے تدبیر فتح طلسم مین تھے اس خبر کو سُنکر فرمایا کہ خداوند وحدہ لاشریک ہمارا نگہبان ہو عمرو بارگاہ مین حاضر تھا کہنے لگا یا امیر مین جب سے یہان آیا ہون قلعہ کوہ عقیق کے اندر نہین گیا فی الحال جی چاہتا ہو کہ جاکر قلعہ کی سیر کرون اور اجلال کی دعوت کا تماشا دیکھون امیر نے فرمایا کہ اے عمرو وہ سب ساحر ہین ایسا نہو تمھین کوئی پہچان لے اور گرفتار کرے عمرو نے کہا ہرچہ بادا باد مین قلعہ مین جاکر دو چار کوڑیون کا روزگار کرونگا امیر نے فرمایا تو بسم اللہ تمھین تجارت کرنے کو ایسی جگہ کون روکتا ہو خیر جایئے عمرو بانہ ہاے عیاری سے آراستہ ہوکر طرف کوہ عقیق کے روانہ ہوا جب قریب دروازے کے پہونچا یہان کچھ افسران فوج سلیمان کی طرف سے حفاظت کو مقرر ہین انکو دیکھکر عمرو ایک ساحر کی قطع بنا جھولی گلے مین ڈالے دھوتی تہبری باندھے بت گھنی سے شانے تک باندھکر کھڑاؤن پانون مین پہنکر قریب دروازے کے آیا جسنے عمرو کو دیکھا معلوم کیا کہ کوئی ساحر ہمراہیان اجلال جادو سے ہو یہ سمجھکر مزاحم نہ ہوئے عمرو نے اندر شہر کے آکر دیکھا کہ کٹورا کھنک رہا ہو گرم بازاری ہر طرف ہو کرسی دکانون کی برابر دونون طرف بیچ مین پختہ پتھر کی سڑک درخت مولسری کے سایہ دار کنارے سڑک کے لگے ہین خریدار بیوپاری سیاح ہر قسم کے لوگ خوشحال و دلشاد ہر طرف لین دین کرتے پھرتے ہین سقون کے کٹورون کی جھنکار دلالون کی بول چال ہر سمت دھوم دھام خلقت کا اژدحام عمارتین گچ اور پختہ تعمیر کمرے نفیس و خوش قطع و دلپذیر عمرو سیر کنان قریب دارالامارہ شاہی کے پہونچا یہان سے اہل عملہ کو اسی باغ کی طرف کہ جہان سامان دعوت اجلال ہوا ہو جاتے دیکھا عمرو بھی اُنھین کے ساتھ ساتھ اس باغ مین آیا یہان بڑا سامان اور تجمل شاہانہ دیکھا کہ باغ سرسبز و شاداب آبیاری رحمت نخلبند حقیقی سے سیراب ہو طائران خوش الحان زمزمہ سرا گلشن گلہاے

زنگارنگ سے پھولا پھلا
آن پراز لالہ ہاے زنگارنگ
گسترانیدہ فرشش بوقلمون

روفتہ ما رنہرہا سلسال
دین پراز میوہاے گوناگون

ودحتہ بیجع طیرہا موزون
باد درسایۂ درختانش

صحن باغ لب نہر سرو چراغان رشک دہ داغہاے خاطر عاشقان

ہو فرش مکلف بچھا ہو اجلال مسند پر بیٹھا ہو سامنے ناچ ہو رہا ہو سلیمان خاطرداری مین مصروف ہی عجب طرح کا سمان بندھا ہو جام شراب چل رہا ہو نظم

روش باغ تھی یا خطِ رہِ کاہکشان　　جا کے طوبےٰ سے ملا تھل کا شجرِ رضوان
خوشۂ تاک پہ تھا خوشۂ پروین کا گمان　　تھا مکان نور محل باغ تھا گر نور فشان

تھا ٹھٹھ سے شیش محل نور کا کاشانہ تھا
یا پہ پریون کے جھرمٹ سے پریخانہ تھا

سنتے مردنگ تو کر دبی بھی ہو جاتے دنگ　　در با طبلون کے پرتو کا عجب روپ لیے رنگ
اور تا لون سے ملایک پہ ہوا عرصہ تنگ　　دل کھچا راگ کی تاثیر سے پانی تھا سنگ

خیال وہ گائے کہ جو خیال مین آئین نہ کبھو
وادرے وادرے گر سنتے تو گرتے بیجو

خلاصۂ کلام عمرو یہ تماشا دیکھتا ہوا اجلال جادو کی پشت پر جا کر کھڑا ہوا ساحر کی صورت بنا ہوا ہی اجلال جہان بیٹھا ہی اسکے سامنے ایک مکان معلوم ہوتا ہی اور اُسکے دروازہ پر پردہ پڑا ہی وہ پردہ بار بار اُٹھا کر ایک زن حسینہ و جمیلہ اجلال کو دیکھتی ہی اور یہ بھی اسی طرف نگران ہی اہل محفل تو ناچ دیکھ رہے ہین کوئی اجلال کے ادھر دیکھنے کا خیال بھی نہین رکھتا ہی عمرو نے جو یہ ماجرا دیکھا معلوم کیا کہ یہ باغ شاید محلات شاہ سلیمان سے ملا ہوا ہی اور عورتین بھی محلات کی در و بام پر سے ناچ دیکھ رہی ہین اور جس طرف کہ اجلال دیکھ رہا ہی اور وہ عورت جھانکتی ہی یہ بھی سلیمان کی کوئی زوجہ یا دختر ہی بس عمرو یہ خیال کر کے اسی پردہ کی جانب آیا اور ٹھہر رہا کہ ایک کہاری وہان سے کسی کام کو باہر نکلی عمرو نے اُس سے کہا کہ ہماری بی بی بادشاہ کی بی بی پاس ملازم ہی ذرا انھین بلا دو کہاری نے کہا اس پردے مین شاہزادی نسرین عنبرین موئے دختر بادشاہ ناچ دیکھنے آئی ہین اور بی بی بادشاہ کی علٰحدہ دوسرے کمرے مین ہین وہان مین نہین جا سکتی تم وہ جو سامنے داہنی طرف کو کمرہ بنا ہی وہان جا کر اپنی زوجہ کو دریافت کرو عمرو نے کہا اچھا اور وہان سے علٰحدہ ہوا اور سمجھ گیا کہ اس پردے مین دختر شاہ ہی کہ جسکو اجلال دیکھتا ہی غرض کچھ عیاری تجویز کر کے عمرو گوشۂ باغ مین گیا اور ایک مرد پیر کی صورت بنا شملہ نما پگڑی سر پر باندھی چیکن کھڑیا کی ہوئی پہنی تمغہ پگڑی مین لگا یا عصا سونے اور چاندی کا گنگا جمنی ہاتھ مین لیا اور داڑھی سینے تک سفید درست کر کے قریب اُس پردہ کے آیا اور کونا پردے کا اپنی پشت کے نیچے لیکر دیوار سے تکیہ کر کے کھڑا ہوا یہان نسرین نے جو پردہ اُٹھایا کونا دبا پایا چاہا کہ پردے کو چھوڑ دے مگر عمرو نے کہا اب ہی شرط بادشاہ سے کہدون کہ یہان جو عورتین ہین وہ اجلال جادو سے اشارے کرتی ہین ملکہ یہ سُنکر دم بخود ہو گئی کہ معلوم ہوتا ہی اس مرد پیر نے مجھے اشارے کرتے دیکھ لیا ایسا نہو کہ میرے باپ سے کہدے یہ سوچکر جھانکنا موقوف کیا

ادھر اجلال نے جب دیکھا کہ جہان سے وہ نازنین جھانکتی ہے اب اُسجگہ ایک چوبدار بوڑھا کھڑا ہے اسکا دل بیقرار
ہوا چاہا کہ چوبدار کو ہٹوا دے مگر کچھ بس نہ چلا کیونکہ سمجھا اگر سلیمان سُننے گا تو آزردہ ہوگا کہ زنانی ڈیوڑھی
سے کیا کام تھا جو چوبدار کو ہٹا دیا یہ خیال کرکے خاموش ہو رہا مگر دل بیقرار تھا دمبدم عمرو کو دیکھتا تھا عمرو
نے اجلال کے دیکھنے پر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ الگ اٹھکر چلو تو تمسے کچھ کہون اجلال سمجھا کہ چوبدار اس نازنین کا جو
مجھسے نظارہ بازی کرتی تھی محرم راز ہے اسی کا کچھ پیام دیگا یہ سمجھکر مسند پر سے اُٹھا سلیمان سمجھا کہ رفع احتیاج
کو جائیگا لیکن اجلال نے کسی ملازم تک کو بھی اپنے ساتھ نہ لیا اور الگ آکر عمرو کو اشارہ سے بلایا عمرو
پاس آیا اجلال چمنستان مین باغ کے لیجا کر عمرو کو کہنے لگا میان مرد ہے آپنے مجھے کیون اشارے سے
بلایا ہے عمرو نے دعا دینا شروع کی اور کہا اے بادشاہ عالیجاہ فدوی غلام داد ملکہ نسرین عنبر مو کا ہے
اور ملکہ کو مین نے گودیون مین پالا ہے اور اب ملکہ مجھسے کوئی امر پوشیدہ نہین کرتی ہین اور ملکہ آپ پر
فریفتہ ہوئی ہین اور کہلا بھیجا ہے کہ اگر آپ میرے عاشق ہین تو ایک مکان میرے باپ سے کہکر الگ خالی
کر لیجیے اور وہان آپ ہون اور وہ ساحر جو بڑے معتبر اور آپ کے خیر خواہ ہوئین وہ ہون اور کوئی
نہو پس ان ساحرون کو بھیجیے کہ بزور سحر اُڑتے ہوئے آئین اور مین کوٹھے پر اسی مکان کے سوتی ہونگی
میرا پلنگ اُٹھا لیجائین رات بھر مین تمھارے پاس رہون اور صبح ہوتے پھر میرا پلنگ اسی جگہ
پہونچا دین یہی باتین کہنے کو مین نے آپ کو بلایا تھا اب فرمایئے کہ کب ملکہ کو بلوایئے گا مین ملکہ سے
بیان کرون کہ اس دن وہ کوٹھے پر سوئین اجلال جادو یہ پیام سُنکر ایسا خوش ہوا کہ گلے سے اپنے
مالا موتیون کا اُتار کر مردہے کو دیا اور کہا مین تجھے مالا مال کرونگا تو ملکہ سے کہدینا کہ میرا بھی تمھاری
توقع مین حال غیر ہے مین آج مکان خالی کرا لونگا اور کل ملکہ کوٹھے پر آرام کرین مین بلوا لونگا یہ وعدہ جب
ہو گیا عمرو نے کہا اچھا جایئے اور مکان خالی کرانے کی تدبیر کیجیے اجلال نہایت مسرور ہو کر پھر ا اور
محفل مین آکر ناچ دیکھنے لگا لیکن عمرو وہان سے پھر کر اُسی پردے کے پاس آیا اور گلیم عیاری اُوڑھ کر
اندر پردے کے گیا وہان دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین یعنی ملکہ نسرین عنبر مو مع اپنی چند خواصون
کے کرسی پر بیٹھی ناچ دیکھتی ہے عمرو نے یہ دیکھکر گلیم سے اپنے سیر اور دونون ہاتھ اور دونون پاؤن کو کھول
دیا اب سارا جسم تو دکھائی نہین دیتا فقط سر اور دست و پا ظاہر ہین اس طرح سے ملکہ کے سامنے آیا اور
کہا مین بے دھڑ کا شہید ہون تم سب کو کھا لونگا ملکہ اور خواصون نے جو یہ صدا سُنی اور دیکھا کہ ایک
سر اور ہاتھ پاؤن کٹے ہوئے چلے آتے ہین مارے ڈر کے اوندھے مُنھ زمین پر گر پڑین عمرو نے غبار بیہوشی
سب کے مُنھ پر مل دیا کہ سب بیہوش ہوئین اور جلدی اندر اور باہر سب طرف کے دروازے اُس

کمرے کے بند کر کے اسی جگہ بیٹھکر ملکہ کی صورت دیکھ دیکھ کے ویسی ہی اپنی صورت بنائی اور ملکہ کے کپڑے اُتار کر آپ پہنے اور ملکہ کو
اٹھا کر زنبیل مین رکھ لیا جب اسطرح سے عمرو درست ہو چکا اسوقت خواصون کو فتیلہ دفع بیہوشی سونگھا کر ہوشیار کیا
جب وہ ہوش مین آئین ملکہ کو دیکھا کہ فتیلہ سونگھا رہی ہین غرض جب سب کے ہوش درست ہوئے کہنے لگین کہ اے ملکہ عالم واسطہ
خداوند لقا کا جلد یہان سے تشریف لیجلیے ورنہ وہ بلا کھا جائیگی عمرو جو ملکہ کی شکل بنا ہوا تھا کہنے لگا کہ دیوانیو تم سب سے تو
مین ہی مضبوط ہون کہ تم سب بیہوش ہوگئین اور مین ہوشیار ہی رہی سب نے کہا واری جاے کچھ ہی ہو مگر ہم آپ کو
یہان نہ ٹھہرنے دینگے غرض وہ سب عمرو کو ملکہ کے شبہ سے اسطرف کا دروازہ کھولکر اندر ایوان شاہی کے
لائین عمرو نے دیکھا کہ مکان نہایت آراستہ ہو جا بجا کمرے اور شہ نشین تعمیر ہین بارہ دری سراسر خوبی سے بھری پردہ
رنگ برنگ کے ہر دالان کے سرے پر آویزان ہین اسباب شاہانہ ہر جگہ مہیا خوش قطع چلمنین پڑی ہوا گیر بیان ہین لمؤلفہ
قصر ایسے اسجگہ تعمیر تھے ۔ بہ چرخ چنبر برج کرتا تھا شان ۔ خم ہون ابروے حسینان جہان ۔ اسطرح کے طاق تھے مہرابدار
خلاصۂ کلام عمرو نے وہان آکر حکم دیا کہ پلنگ میرا آراستہ کرو اور مسند مُزر بچھاؤ کنیزین جہان نسترن رہتی تھی اس مقام کو
آراستہ کرنے لگین عمرو پہچان گیا کہ ملکہ جسکی تم صورت بنے ہو اسکی یہ خوابگاہ ہے بس اسجگہ جا کر باآرام تمام مقیم ہوا کہ کل رات
کو حسب وعدۂ اجلال بالاے بام جا کر آرام کرونگا اب یہ تو یہان ٹھہرتے ہین لیکن حال ذرا اجلال جادو کا سُنو
کہ جب یہ وعدہ کر کے چوبدار سے محفل مین آیا سلیمان سے اسنے کہا کہ مین حمزہ سے لڑنے کے لیے سحر اپنا جگاؤنگا
مجھے ایک مکان کنارے شہر کے آبادی سے الگ خالی کر دیجیے سلیمان نے کہا بہت اچھا اور اسی وقت حکم
دیا کہ ایک خانہ باغ باغہاے شاہی سے خالی کر کے آراستہ کیا جائے ملازمان شاہی حکم پاتے ہی سرگرم انتظام ہوے
اور ایک خانہ باغ کنارے شہر کے خالی کرایا اور اسباب بادشاہ کے یہان سے عیش و آرام کا وہان جانے لگا
اتفاقاً بیٹا عمرو کا چالاک بن عمرو واسطے سیر کرنے اس قلعہ کے صورت بدلکر آیا تھا کس لیے کہ جب عمرو امیر سے
واسطے سیر کرنے اس قلعہ کے رخصت ہوا تھا تو چالاک بھی عمرو کے پیچھے چلا کہ مبادا اگر والد کہین گرفتار ہو جائین
تو مین عیاری کر کے رہا کرون بایں خیال یہان آکر سیر کر رہا تھا کہ ملازمان سلیمان واسطے اسباب لیجانے
کے اس باغ مین جو اجلال کے لیے خالی ہوا تھا مزدور ڈھونڈتے تھے چالاک ایک مزدور کی شکل بنکر حاضر ہوا
دیکھا کہ نمگیرے باسلک مروارید قناتین چھت پردے اور دیگر ضروریات کی چیزین مزدورون کے سر پر اور چھکڑون
پر بار کر کے بھیجی جاتی ہین چالاک کو بھی ایک شطرنجی دی کہ اسے پہونچا دے یہ اسے لیے ہوئے اسی خانہ
باغ مین آیا اور دری ملازمون کے حوالے کر کے ان سے کہا کہ اور بھی کوئی کام ہو تو مجھے بتلاؤ کہ پوری مزدوری
میری ہو جائے انھون نے کہا ٹھہر رہو اور آپ جا کر اجلال سے عرض کیا کہ مکان علیحدہ حسب
الارشاد حاضر ہے جہان ارشاد کیجیے وہان پلنگ حضور کا آراستہ کیا جائے

اجلال نے کہا کوٹھے پر ملازمون نے آکر چند مزدورون کو مع چالاک کے حکم دیا کہ فرش پلنگ نگیرہ وغیرہ کوٹھے پر لیچلو چالاک مزدورون کے ہمراہ بالاے بام اسباب لانے لگا اب کوٹھے پر فرش مکلف بچھایا نگیرہ استادہ کیا ایک جانب چھپر کھٹ جواہر نگار لگایا اسکے نیچے مسند مغرق فرش پر بچھائی ایک طرف بیخانہ سجا ایک جانب آبدار خانہ مقرر کیا جب یہ سب سامان درست ہوچکا اور ملازم نیچے کوٹھے کے اُتر گئے مگر چالاک سبکی نگاہ بچاکر پلنگ کے نیچے جاکر چھپ رہا اور فرش کا کونا اوڑھکر اپنے تئین اسنے مخفی کیا ملازمون نے مزدورون کو اُجرت دیکر رخصت کیا اور کہا کہ ایک مزدور اور چاہیے پھر آپ ہی کہا کہ مزدوری لینے خود آئیگا الحاصل اجلال سے جاکر عرض کیا کہ حضور سب سامان تیار ہے اس عرصہ مین نیم بھی ہوگئی تھی اور سلیمان نے جو جلسۂ دعوت کیا تھا وہ برخاست ہوا اجلال رخصت ہوکر اُسی خانہ باغ کی طرف چلا اور اپنے افسران فوج کو بلاکر حکم دیا کہ مین نیا سحر تیار کرنے جاتا ہون تم جب تک مین نہ بلاؤن میرے پاس نہ آنا یہ کہکر دو رفیقون کو اپنے کہ ایک کا نام انتظام جادو اور دوسرے کا نام منصرم جادو تھا ہمراہ لیا اور اس باغ مین آیا دیکھا کہ یہ مختصر سا باغ نہایت درجہ بہار آگین رشک دہ فردوس برین ہے ہر شجر فیض باغبان قدرت سے نہال ہے گل ہر ایک زر سے مالا مال ہے کہ ابیات

چمن آتش گل سے دہکا ہوا ÷ ہوا کے سبب باغ مہکا ہوا ÷ درختون نے برگون کے کھولے ورق ÷ کہ لین طوطیان بوستان کا سبق ÷

حاصل کلام اجلال بالاے بام آکر رات بھر کا جاگا تھا پلنگ پر سو رہا وہ دونون رفیق اسکے باغ مین سیر کرنے لگے اسی طرح وہ دن تمام ہوا اور ادھر عمرو بشکل ملکہ نسرین تھا اس روز محل مین کنیزون سے پوشاک اور زیور ملکہ نسرین کے پہننے کا منگا کر دن بھر آرایش و زیبایش مین مصروف رہا چار گھڑی دن رہے حکم دیا کہ پلنگ ہمارا بالاے بام بچھاؤ کہ چاندنی کی کیفیت دیکھین گے اور وہین آرام کرینگے بموجب حکم پلنگ کوٹھے پر آراستہ ہوا اور لوٹ پھولونکے کھڑے کر دیے گلاب اور کیوڑے کے قرابون کے اور عطر کے شیشون کے مُنھ کھولکر رکھدیے گلدستہ جا بجا چن دیے غرضکہ جملہ طرح کا سامان عیش نشاط مہیا کر دیا اور کنیزون نے عرض کیا کہ واری خوابگاہ حضور کی درست ہے اسوقت ملکہ یعنی عمرو ہمراہ کنیزان ماہ پیکر کوٹھے پر آیا اور وہین کنیزون سے کچھ میوہ منگا کر کھایا اور مسند پر بیٹھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ بیت وہ زکوۂ حسن شب دیتا تھا بیٹھا بام پر ماہ بھی سائل کھڑا تھا چرخ نیلی فام پر ÷ وہ چاندنی کی سیر ملکہ کے حسن کی بہار ہاتھ پاؤن مین مہندی لگی مانگ موتیون سے بھری عجب عالم دکھاتی تھی جادہ کہکشان کو راستہ بناتی تھی کنیزین چکور کی طرح اس ماہ تابان سپہر خوبی کے تصدق تھین اسی طرح پہر رات تک مصروف لہو ولعب رہین جب زیادہ رات گئی ملکہ اپنے پلنگ پر جا لیٹی اور کنیزین گرد نیچے پلنگ کے سوئین لیکن ملکہ یعنی عمرو نے دوپٹہ منھ پر ڈالکر سونے کے بہانے جاگنا شروع کیا اور منتظر قدرت نمائی خدائی کا ہوا کہ دیکھیے پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے مگر اب اجلال

نے پہر رات گئے انتظام اور منصرم اپنے دونون رفیقون سے کہا کہ مین تم سے ایک بات کہتا ہون اگر کسی سے نہ کہو گے
اور میرا کام کر دو گے تو مال دنیا سے غنی کر دونگا اور کل لشکر کا اپنے سپہ سالار بناؤنگا اُنھون نے کہا کہ اگر ارشاد کیجیے تو ہم
اپنا سر کاٹ کر حضور کے قدم پر نثار کرین آپ کو جو کچھ ارشاد کرنا ہو فرمایئے کہ غلام اُسے بجا لاوین اور یہ راز ہماری
زبان سے ہمارے کان تک نہ پہنچنے پائیگا اجلال نے کہا مرحبا یہی چاہیے تو سنو وہ بات یہ ہے کہ مین سلیمان عنبرین مو
کی دختر ملکہ نسرین عنبرین مو پر عاشق ہون اور وہ بھی مجھ پر فریفتہ ہے اور اُسنے مجھسے وعدہ کیا ہے کہ الگ مکان
مین ساحرون کو بھیجکر مجھے بلا لو چنانچہ وہ اب کوٹھے پر مکان کے جہان دعوت میری ہوئی تھی اور ناچ ہوا
تھا سوتی ہوگی تم جاکر پلنگ اُسکا اُٹھا لاؤ اور اُس کوٹھے پر اور جو عورتین سوتی ہون اُنکو سحر کرکے بیہوش
کر دینا کہ بعد اٹھا لانے ملکہ کے کسی کی آنکھ نہ کھلے اور ملکہ کا کوئی متلاشی نہو انتظام اور منصرم نے عرض
کیا حضور یہ کتنی بڑی بات ہے اسیوقت غلام بجا آوری حکم کرتے ہین یہ کہکر دونون سحر پڑھکے اوڑے ملکہ
نسرین کے کوٹھے کے قریب پہونچے دیکھا کہ ملکہ خواب ناز مین ہے ایک پائجا پرانون تک چڑھا ہے
دوسرا پلنگ کے نیچے لٹک رہا ہے سراپا غرق دریائے جواہر ہے کرتی سوتے مین اوپر چڑھ گئی ہے
شکم لوح سیمین کی طرح چمکتا ہے جوڑا بالون کا کھلا ہے زلف چلیپا کمر سے لپٹ گئی ہے ہاتھ کہین ہے پانون
کسی جا ہے جوانی کی نیند مین کچھ خبر نہین کہ کیا کھلا ہے انتظام اور منصرم دونون نے دور سے سحر پڑھا کنیزین
جو پلنگ کے پاس سوتی تھین اُنپر بیہوشی طاری ہوئی اور ایسی ہوا ٹھنڈی چلی کہ جو جاگتی تھین وہ بھی سو گئین
اسوقت وہ دونون ساحر کوٹھے پر سے اُترے اور ملکہ کے پلنگ کو دو طرف سے دونون نے اُٹھایا عمرو
کہ باطن مین بیدار تھا سمجھ گیا کہ اب اجلال نے بلایا دیکھئے اب کیا گذرتی ہے غرض نظر بہ فضل کردگار کر کے
خاموش ہو رہا اور ساحر پلنگ لیے ہوے ایک لحظہ مین پاس اجلال کے حاضر ہوے اور پلنگ فرش پر لاکر
رکھدیا اجلال چشم براہ انتظار رکھتا تھا انھین دیکھکر بہت خوش ہوا اور کہا اب تم دونون جاکر نیچے کوٹھے کے
آرام کرو اور خبردار کسی کو یہان آنے ندینا اور تم بھی بغیر میرے بلائے یہان نہ آنا وہ دونون یہ حکم سُنکر نیچے
کوٹھے کے اُتر گئے اور آپسمین مشورہ کیا کہ شاید کسی کام کو اجلال طلب کرے تو اسلیے ایک شخص آرام کرے
اور ایک جاگتا رہے غرض ایسا ہی کیا اور باری آپسمین مقرر کی لیکن اجلال یہان ملکہ کے قریب آیا اور وہ چہرہ رخ روشن سے سرکایا
شعلہ برق حسن کی چمک سے نظر اسکی خیرہ ہوئی عجب حسن خداداد نظر آیا کہ پیر فلک نے بھی کسی ایسے نوجوان کو با اینہمہ کہن
سالی نہ دیکھا ہوگا اور گوش روزگار نے کسی کے حسن زیبا کا ایسا تذکرہ خوبی نہ سنا ہوگا۔ سراپا

وہ ماہ جبین تھی رشک زہرہ	وہ حسن پری کہ جسکا شہرہ
سانچے مین ڈھلا تھا جسم پر نور	شعلہ کہون یا کہ جلوۂ طور

تھا خرمن حسن دانۂ خال — دو کھیت تھے چاندنی کے دو گال
بالون کا وہ پیچ و تاب سر پر — شب کو لیے آفتاب سر پر
نازک تھے جو برگ گل سے وہ گوش — اُڑتے تھے صدف کے دیکھکر ہوش
پر نور گلے کی تھی صفائی — مہتاب کی جیسے رو نمائی
محرم کی بھی وہ غضب کساوٹ — سینے سے کیے ہوئے لگاوٹ
کرتی بھی نفیس ایک پر زر — پہنے ہوئے ناز سے وہ دلبر
لیٹی ہوئی چست و تنگ بر مین — تھا نور بھرا ہوا قمر مین
کیا اسمین کرون شکم کا اظہار — مہ برج سے نور کے نمودار
ظاہر وہ کمر نہ تھی سر مو — تھا اُسکو وبال بار گیسو
کچھ وصف بیان ہو نہانی — رندون کو ہو جس سے شادمانی
بیجا ہو جو دو ہلال کہیے — لازم ہو کہ لا مثال کہیے
جوبن سے بھری ہوئی وہ رانین — قربان ہزار دل سے جانین
گلبرگ سے نرم تر کف پا — کانٹون سے زیادہ فرش گل کا
ہر دل کو عزیز جان سے تھی — نازک بھی وہ پھول پان سے تھی

اجلال کو صورت دیکھکر بیہوشی طاری ہوئی مگر اپنے تئین سنبھال کر لگا پانون ملکہ کے دبانے کہ ایکبار عمر و کروٹ لیکر بیدار ہوا اور کنیزون کا نام لیکر پکارا اجلال نے سر اپنا قدم پر رکھدیا اور عرض کیا کہ کنیزین تو یہان نہین ہین مگر یہ غلام تازہ حضور کا حاضر ہی ؎ چہ نامیکہ مولا ے نام تو ام ٭ بدرم ناخریدہ غلام تو ام ٭ ملکہ نے ایکبار تیوری چڑھا کر اجلال کی طرف دیکھا اور دوپٹہ سنبھال کر اُٹھی اور بال بکھرے ہوئے سمیٹ کر جوڑا باندھا اور دونون پانون کو پلنگ سے لٹکا دیا اجلال کی جانب سے مُنھ پھیر لیا اس اداے معشوقانہ کو اجلال دیکھکر مر گیا اور پروانہ وار گرد اس شمع کے پھرا ملکہ نے کہا آخر یہ کیا ماجرا ہی تم کوئی جن ہو یا آسیب ہو کون ہو مجھے یہان کون لایا ہی یہ مکان کس کا ہی اجلال نے یہ باتین سنکر عرض کیا کہ ای جانجہان والے آرام دل مشتاقان جیسا آپ کے دادا جی نے مجھے فرمایا ویسا حسب الارشاد حضور یہ غلام عمل مین لایا اور سب ماجرا چوبدار کی گفتگو کا بیان کیا ملکہ یہ حال سُنکر مسکرائی اور دامن کو جھٹک کر اُٹھی اور کہا ای نابکار ساحر غدار مین اسی طرح پیادہ پا اپنے گھر جاتی ہون اور اس موے بڈھے چوبدار کو جس نے مجھ پر یہ طوفان جوڑا ہی اور تیری عاشقی کا الزام مجھ پر لگایا ہی دیکھ تو کیسی سزا دلواتی ہون کہ وہ بھی یاد کرے اور اس امر کی

خبر اپنے باپ سے کرکے **افراسیاب** کو نامہ لکھاتی ہون کہ مونڈی کاٹے تجھے وہ ذلیل کرکے طلسم سے نکالدے اسی طرح تو تنگ و موس مین بادشاہون کے دراندازی کرتا ہے اور پرائی بہو بیٹیون کا ستیاناس کھوتا ہے **اجلال** یہ باتین غصہ ناک سنکر ڈرا اور منتین کرنے لگا کہ اے ملکہ عالم حضور ایک لمحہ یہان تشریف فرماہون تاکہ مین شرط خدمت بجالاؤن اور پھر حضور کو خوابگاہ کی جانب پہونچادون ملکہ نے کہا خدمت تو جاکر اپنی والدہ یا ہمشیرہ کی کرنا خبردار مجھے ایسے کلام زبان پر لائیگا تو سزا پائیگا **اجلال** نے پھر دست بستہ کہا کہ اے ملکہ آپ تھوڑی دیر مسند پر جلوہ افگن ہون مین نظارۂ گلشن جمال کرون اور گلچینی باغ حسن کی کرکے دامن نظارہ بھرون مجھے سوائے آپ کی صورت دیکھنے کے اور کچھ کام نہین ہے گر بسرو چشم من نشینی بہ نازت بکشم کہ نازنینی ✣ اے مونس جان عاشقان وائے شہنشاہ خوبان مین تیرا ایک ادنیٰ غلام ہون یہ کہکر قدم پر گرا اور ملکہ اسکی منت دیکھکر خرامان خرامان کہ **بیت** چال چلتے ہین وہ اس انداز سے ✣ مردے جیتے ہین خرام ناز سے ✣ آکر مسند پر بیٹھی اور **اجلال** سامنے مودب بیٹھ گیا اب یہ کیفیت ہے کہ **ع** چو خانہ خالی و معشوق مست ناز بود ✣ تو انگریست بر آنکس کہ پاکباز بود ✣ **اجلال** جب دست ہوس بڑھاتا ہے ملکہ کبھی تیوریان چڑھاتی ہے کبھی روکھی صورت بناتی ہے کبھی سسکی بھرتی ہے کبھی مسکرا کر اسکے خرمن جانپر برق آفت گراتی ہے خنجر موج تبسم کا زخمی بناتی ہے ہنگامۂ راز و نیاز گرم ہے ادھر شوق اُدھر شرم ہے جب زیادہ الحاح و زاری **اجلال** نے کی ملکہ نے کہا کہ تو بھی بڑا بیوقوف کاٹھ کا الو ہے پہلے غمزے کرتا ہے اور خوان دعوت کو بے تکلف رکھتا ہے نہ شراب نہ کباب اور پھر یہ اضطراب مہمان کو یون ہی بلاتے ہین خالی اپنا مطلب جتاتے ہین سچ ہے ہم مردوے بھی کتنے خود غرض ہوتے ہین اور تجھ مین تو بوے محبت ذرا نہین سوائے اپنے مطلب کے دوسرے کی پروا نہین **اجلال** یہ باتین سنکر شرمندہ ہوا اور دل مین سوچا کہ ملکہ سچ کہتی ہے شراب دافع حجاب ہے دو ایک جام پیکر یہ مست ہوجائیگی اور تیری آرزو برآئیگی اب بخت خفتہ بیدار ہے کوئی دم مین ہم پہلو یہ دلدار ہے بس اُسی وقت میخانے سے اٹھکر کشتیان شراب کی اور قابین گزک کے لئے کباب کی لایا اور گلابی اٹھاکر جام جواہر نگین مین شراب ارغوانی لبریز کی اور ساغر ہاتھ پر رکھکر سامنے ملکہ کے پیشکش کیا کہ یہ بادۂ محبت حاضر ہے اسے نوش کیجئے اور داد عیش و خرمی دیجئے کہ **ابیات**

خلوت ما را فروغ از عکس جام بادہ باد	زانکہ گنج اہل دل باید کہ نورانی بود
بے چراغ جام در خلوت نمی آدم نشست	وقت گل مستوری مستان ز نادانی بود
مجلس دانش بہار و بحث عشق آمد میان	جام مے نگرفتن از جانان گرانجانی بود

ملکہ نے وہ جام دست نازک مین لیا اور منھ پھیر کر تیوری چڑھاکر سسکی بھر کر لبون سے لگایا اور اپنا منھ بنا کر ساری شراب **اجلال** پر پھینکدی اور کہا یہ شراب میرے کام کی نہین افسوس ہے کہ تو بادشاہ کہلاتا ہے مگر ٹلے کا ٹھرا پیتا ہے

بلکہ وہ بھی اس سے اچھا ہوتا ہی اجلال نے عرض کیا کہ ای ملکہ یہان پیر ملک مال نہین آپ ہی کے باپ کا جو میخانہ بھجوادیا ہے وہی تصرف مین ہی ملکہ نے کہا کہ بادشاہون کو سب جگہ ہمہ نعمت مہیا ہی ع منعم بکوہ و دشت و بیابان غریب نیست ✦ اگر تو میرے آنے کے لیے اہتمام کر کے عمدہ شراب کیفیتی کھینچا رکھتا تو لطف کی بات تھا مگر تجھے سوائے اپنے مطلب کے کسی بات کا کب خیال تھا خیر اب تو آ پھنسی جو کچھ تقدیر دکھائیگی دیکھین گے یہ کہکر ایک قلم شراب کی اپنی محرم سے نکال اور جام شراب سے بھر کر اُس قلم سے چند قطرے ساغر مین ڈالے کہ رنگ شراب کا گلنار ہو گیا اور اُس جام کو بہ نجہ نگارین خورشید نما پر اپنے رکھکر سامنے اجلال کے ہاتھ بڑھایا اور کہا اوبیمروت ساقی گری کرنا ہمارا کام ہی یہ جام عنایت ہمارے ہاتھ سے نوش کر ؎ یکی پیر مغان مین کہ چو ما بدمستان ✦ ہر چہ کردیم بچشم کرمش زیبا بود ✦ اجلال یہ چشم عنایت اپنے ساقی کی دیکھ کر ممنون منت ہوا اور جام اس گلفام کے ہاتھ سے لیکر پی گیا معاذ اللہ وہ قطرے جو قلم سے جام مین ٹپکائے تھے وہ بیہوشی قاتل تھی جو عمرو نے ملادی تھی یکایک اجلال کو چکر آیا اور کہا ای ملکہ بڑی تیز و تند شراب پیتی ہو کہ مجھے تو اسنے ایک ہی چلو مین اُلو بنایا ملکہ نے کہا ذرا ٹھکر ٹہلو فرحت حاصل ہوگی اور عجب مزا یہ شراب دکھائیگی اجلال اُٹھا اور دو قدم چلا تھا کہ ہوا مُنھ پر جو لگی بیہوش ہو کر گرا عمرو نے خنجر زنبیل سے نکالکر چاہا کہ اسے ذبح کرے اُسوقت چالاک بن عمرو جو نیچے پلنگ کے چھپا ہوا تھا اور یہ ماجرا دیکھکر حیران ہو رہا تھا کہ یہ کون شاہزادی ہی مگر اب جو دیکھا کہ اسنے اجلال کو بیہوش کیا اور قتل کیا چاہتی ہی سمجھ گیا کہ والد ماجد ہین شاہزادی بنکر یہان آئے ہین دل سے کہا کہ واہ واہ کیا عیاری پاکیزہ فرمائی ہی مگر اب قتل کرنا اجلال کا بُرا ہی یہ سوچکر پلنگ کے نیچے سے نکلا عمرو اجلال کو قتل کیا چاہتا تھا کہ چالاک پر جا پڑا اسنے خنجر کو خالی دیا اور کہا مین ہون فرزند آپکا چالاک عمرو نے ہاتھ روکا اور کہا او نالائق کیون یہان آیا اور کس لیے اس ساحر دشمن صاحبقران کو قتل کرنے سے منع کرتا ہی چالاک نے کہا ای والد ماجد ساحر کا قاعدہ ہی کہ جب مرتا ہی پیر اسکے غل مچاتے ہین اگر اسکو آپ ذبح کرتے اور شور و غل ہوتا تھیچے کو مغے کے انتظام اور منصرم جو پلنگ آپکا لائے ہین موجود تھے فوراً صد اشکر دوڑے آتے اور گرفتار کر لیتے عمرو نے کہا تو سچ کہتا ہی مگر پھر کیا کرون چالاک نے کہا مین ملکہ کی شکل بنتا ہون یعنی جو آپ بنے ہوئے ہین اور آپ اب اجلال کی صورت بنیے اور مین شکل ملکہ پلنگ پر جا کر لیٹا ہون حضور انتظام اور منصرم کو بلا کر حکم دین کہ پلنگ ملکہ کا تم پہونچا آؤ اور اجلال کو زنبیل مین ڈال لیجیے اور اس طرح یہان سے بچاؤ کر کے چلیے آئندہ جو کچھ اور عیاری کیجیے گا بن پڑیگی عمرو کو یہ تدبیر پسند آئی اور آپ اجلال کی صورت بنا اور چالاک کو ملکہ بنا کر پلنگ پر سُلا کر اجلال کو زنبیل مین ڈال لیا اور دونون ساحرون کو بلا کر حکم دیا کہ پلنگ ملکہ کا پہونچا آؤ وہ بزور سحر پلنگ لیکر اُڑے اور ملکہ کے کوٹھے پر جہان پہلے پلنگ بچھا تھا وہین لاکر رکھا اور آپ وہان سے علٰحدہ ہو کر سحر پڑھا کہ خواصون کو پہلے جو بیہوش کر گئے تھے

وہ ہوشیار ہوئین یہ دونون تو خدمت اجلال مین جو عمرِ دہر آئے اور وہان خواصون نے دیکھا کہ صبح قریب ہے
ملکہ اسی طرح سو رہی ہے غرض سب اپنے اپنے عہدہ پر سرگرم کار ہوئین اور جالاک بھی تھوڑی دیر کے بعد انگڑائی لیکر
اُٹھا اور عمرو نے سب نام خواصون کے اور رہنے کی جگہ ملکہ کی بتادی ہو اسی دستور کے موافق ہمراہ کنیزون کے
نیچے کوٹھے سے اُتر آیا اور جہان کا خواجہ نے پتا بتلا دیا تھا اسی جگہ آکر آرام و عیش مین مصروف ہوا اگرچہ عمرو بشکل جلال
صبح کو مع اپنے رفیقون کے سوار ہو کر دربار مین سلیمان کے آیا سب نے تعظیم کی یہ دنگل پر بیٹھا اور کہا یا خداوند آپ لشکر
لے کر باہر قلعے کے چلیے تاکہ مین لشکر حمزہ کو غارت کرون اور خدمت شہنشاہ افراسیاب مین جاؤن لقا نے سلیمان
کو حکم دیا کہ افسران فوج اور سپہ سالاران لشکر درست ہو کر بیرون قلعہ جائین اور مقابلہ لشکر حمزہ سے کرین بمجرد حکم خیمے
و خرگاہ مین بارگاہین لدنے لگین اور متوجہ جنگ صاحبقران ہوئے یہان امیر نامدار بیٹھے تھے کہ ہلکارے جو باہر جاسوسی
پر مقرر ہین دوڑے آئے اور بعد دعا و ثنا کے عرض پیرا ہوئے کہ آج غلامان جانباز بشکل مسیدل دربار مین سلیمان
کی حاضر تھے کہ اجلال نے تہیہ جنگ کیا اور لشکر لقا کا مع لشکر ساحرون کے اور لشکر سلیمان کا مع کوہیون کے قلعے کے
باہر آتا ہے امیر مع سردارون کے واسطے دیکھنے آمد لشکر کے دربارگاہ پر آ کر ٹھہرے کہ یکایک دروازہ کوہ عقیق کا کھلا
اور نشان فوج کے ہاتھیون پر ظاہر ہوئے انکے بعد ساٹھ ہزار سوار حلقہ پوش چار آئینہ بند دوش بدوش پرے سے پرا
ملائے مرکب ہلائے دور کابہ پر سوار گزرے کہ اسلحے کے چقا چاق سے گنبد گردان مین غلغلہ پڑ گیا پھر انکے پیچھے ستر ہزار پیادے
کمانین پشت پر ترکش خنل طاؤس پہلو کے برابر دلائیتیان کمر سے باندھے بانے جنگ کے آراستہ کیے بر آمد ہوئے بعد انکے
فوج ساحران پیدا ہوئی کہ ساحر اژدہون اور شیرون پر سوار منار رہے کانون مین جڑے کنڈل امید حلقے ڈالے
بے سامری و جمشید کی بولتے سحر کی نیرنگیان دکھاتے نکل گئے لیکن عمرو کہ جو فی الحال اجلال بنا ہوا اسنے ظلام
اور منصرم سے حکم دیا ہے کہ بابدولت کے لیے ایک اژدہا تم اپنے سحر سے بنا لاؤ کہ اسپر کاٹھ اکھنچا ہو مین سحر اپنا میدان
رزم مین دکھاؤنگا یہ کام تمھارے سپرد کرتا ہون وہ ساحر حسب الحکم ایک اژدہا بنا کر لائے عمرو اُس اژدہے پر
سوار ہوا انھون نے رکاب لی اور سحر کرتے آگ اور پتھر برساتے چلے اور عمرو اب آگے آگے فوج ساحران کے
جھولی سحر کی گلے مین ڈالے تاج بادشاہی سر پر قبائے فرمانروائی پہنے بازوون پر تعویذ باندھے نکلا اسکے بعد دیکھا
کہ چالیس ہاتھی زنجیر بند کیے ہین اور اسپر تخت مرصع کھنچا ہے موتیون کا بنگلہ انباری کے عوض تخت پر چھایا ہے اور
اس تخت پر لقا بیٹھا ہے برابر اسکے بیٹا اسکا یاقوت شاہ اور فرامرز بیٹا نوشیروان کا ہے خواصی مین خواجہ
گرازالدین ملک بختیارک نشوم کا فرزند بیٹھا ہوا رومال سر پر لقا کے جھل رہا ہے اور گرد سواری لقا کے
کلکال خون آشام اور طائر عاد کرسی نشین اور ضیغم قدرت اور زنکال خون آشام اور بہت سے سردار
سنجانی باختری مشتری حصاری اور سالار فوج مرکھا کے پری پیکر پر سوار گردنکش و تاجدار بر آمد ہوئے پھر کئی

لاکھ کا لشکر ذامر زر کے سپہ سالار قارون رزم زن اور قارن فیل مین بداغ لاہوت و جم زرین کلاہ لیے ہوئے اور لشکر سلیمان سب کے بعد آیا کہ اس لشکر کے سردار ناظر زاغ چشم و منظور زاغ چشم و لالان لال قبا ہیں الغرض امیر نے یہ لشکر فراوان ملاحظہ فرما کر خدا کو یاد کیا کہ الٰہی تو قادر و توانا ہے اور یہ لشکر مثل مور و ملخ کے میدان جنگ کا فاصلہ لشکر امیر سے دیکر اُتر گئے اور دہل اور دمامے طبل رزمی بر وقت داخلہ لشکر بجنے لگے ابیات

برآمد شدہ لشکر بے قیاس
حفیض زمین چون فلک اوج بود

زمین در تزلزل فلک در ہراس
سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود

خیمہ ہائے عالیشان استادہ ہونے لگے گندے سراپچے چوبے قبے سے سجے سائبان کی قنات تنی بارگاہ مین مسل مسل پائین چھولداریان نمگیرے کھڑے ہوئے سردارون کے لیے بارگاہین سوارون کے لیے طلبو استادہ تھے لشکر جب اتر چکا اسوقت بازاری بیوپاری لنجڑے قصائی نانبائی کونڈے ہر جگہ لیجا کر آباد کرنے لگے بازار کے لیے ہر جگہ کوتوال اہلکار محافظ ہوا لشکر میں ایک شہر کی کیفیت حاصل تھی دوکانین کھلی ہوئین خرید فروخت ہوتی تھی کہ شام آئی اسد دور ہی چوکی میں گلاس روشن ہوئے دوکانون مین چراغ جلنے لگے مردان لشکر پھرنے لگے چار سپہ سالار لشکر کئی کئی ہزار سوار لیکر لشکر کے گرد طلایہ پر مقرر ہوئے کوتوال گشت کو اُٹھے زنگے بھنکے بدمعاش گھرنے لگے بیدار باش خبردار باش کی صدا بلند ہوئی اور ادھر لشکر صاحبقران مین بھی اہتمام تھا طلایہ پھر رہا تھا الحاصل دونون لشکر اسی طرح ہوشیاری ایک دن اور رات مقابلے میں اترے رہے جب دوسرا دن ہوا قریب شام اجلال جادو نے ساحرون کو طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اور سلیمان اور لقا اور جتنے بادشاہ موجود تھے سب نے اپنی اپنی فوج کو ایسا ہی حکم سنایا دلاوران روز ہیجا اور شیران بیشہ وغا نے نقارخانون مین جا کر نقارہ رزم پر چوب لگائی دشت قتال گونج گیا طاس فلک مین بجتا تھا ہوا یہ خبر ہرکارے لشکر اسلام کے خدمت صاحبقران مین لائے اور مجرا گاہ پر ٹھہر کر بعد ادائے آداب یون عرض کیا نظم

الٰہی تا جہان باشد تو باشے
رہین اسد رہیں ہر دم مثل دربان

جہان را تا نشان باشد تو باشے
شہ روم و عجم اور چین کا خاقان

عمر و دولت شہنشاہ خضر سے اور خزانہ خسرو سے افزون ہو دشمن تیرہ روز گار زار و زبون ہو آج لشکر ضلالت اثر عدو مین طبل جنگ بجا ہے ہر ایک نامرد آمادہ کارزار ہوا ہے یقین ہے کہ کل میدان رزم مین آکر آتش عناد و فساد کو مشتعل کرے باقی خیریت ہے امیر نے یہ خبر سنکر طرف بادشاہ لشکر اسلام دیکھا بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ یا امیر آپ بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی حکم دیجیے کہ ہمارے لشکر مین بھی بمدد خدائے پاک طبل جنگ بجے اور نقارۂ سکندری پر چوب پڑے کس لیے کہ جیسا کچھ نقاش ازل نے اور کاتب قسمت نے ہماری پیشانی

مین تحریر فرمایا ہو وہی پیش آئی ہی عیاران لشکر اسلام بہ کلام شادمانی لشکر بایہ صاحبقران نامور نقارخانہ سلیمانی اور سکندری مین آکے داروغہ نقارخانہ قلابہ جینی اور کبابہ جینی شاہزادگان چین اور ماچین نے طبل سکندر کو سینک کر درست کر رکھا تھا غاشیہ لپیر سے اُٹھالیا تھا اور صدائے نقارۂ رزم لشکر مخالف منتظر حکم بادشاہ تھے کہ عیارون نے آکر حکم شاہ سُنایا اُنھون نے عوض عمرو کے طبل جنگ بجایا واضح ہو کہ طبل رزم سوائے عمرو کے کوئی نہین بجاتا ہی منصب عمرو کا ہی اور اگر عمرو نہ ہو تو آسکے بدلے بیٹے عمرو کے یا داروغہ نقارخانہ کے تعمیل حکم شاہ کرتے ہین الحاصل طبل جنگ جب بجا زمین و زمان مین زلزلہ پڑ گیا یہ وہ طبل سکندری ہی کہ جب صاحبقران نے ہندوستان مین دریا کے اندر میل سکندری پر پایا تھا اور عمرو جال الیاسی مین باندھکر اسے لایا تھا ذکر اسکا دفتر اول مین مذکور ہی جو منسٹھ کوس اس طبل کی صدا جانے کا دستور ہی غرض یہ معلوم ہوا کہ طبل جنگ بجا نسر طائر اسکی صدا سے فلک پر پھڑکنے لگا اور گاؤ زمین کا کلیجہ دہل گیا کوہ دشت ہلگیا نظم

چو بر تخت اسکندر آمد زوال
سرافیل صور قیامت دمید

زناہید مریخ کرد این سوال
بگفتا کہ نہ طبل اسکندر ست

جہان زان مگر شور آخر رسید
ز آوازہ او گوش گردون کر است

سب لشکر خبردار چھوٹا بڑا بہادر و نامدار ہوشیار ہوا کہ دم سحر ملک الموت کی گرم بازاری ہی نقد جان کی خریداری ہی سر تن سے جدا ہونگے ہار زخمون کے بٹین گے آج بادشاہ نے سویرے سے دربار برخاست فرمایا ہر ایک سردار اپنی اپنی بارگاہ مین آیا تیاری حرب و ضرب کی شروع ہوئی تلوارین صیقل و مصقل ہونے لگین کمانین سینک کر درست کی جانے لگین بہادر رزم پیکار کی تدبیر سوچتے تھے بزدلے گھبرائے ہوئے منہ نوچتے تھے منچلے جو تھے مشتاقانہ سورمون کو غور کر کے ہنس ہنس کر رزمگاہ کو دیکھتے پھرتے نامرد لیے ہونے کا طور سوچتے جرار زرہ جامہ خود و بکتر درست کرتے تھے چہرون پر سُرخی چھائی تھی نامردون کے منہ پر ہوائی تھی لشکر مخالف مین اجلال کے ساحر سحرا تیار کرتے تھے دھڑ دھڑ بجتا تھا جو کے خون خوک سے دیے گئے تھے مرچین جلتی تھین گوگل سلگتا تھا کلوا بیرون اور نارون پکارا جاتا تھا دو پہر رات سے دونون لشکرون کے نقیب نکلکر شجاعون کو ترغیب جنگ لاتے تھے کہ سے جوانان جوان بخت ہشیار ہو۔ سلاحون سے اپنے خبردار ہو۔ غرضکہ چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا آخرکار وہ وقت آیا کہ ارکیہ آرائے زنگاری مشرق یکرہ فرنمودار ہوا ظلمت شب رو بفرار لائی سفیدۂ صبح آشکارا ہوا اشعار

علم آفتاب نکلا جب
رونق تخت لاجورد ہوا

فوج انجم ہوئی گریزان سب
ہوا میدان چرخ پر اکبار

شہ خاور سپہر گرد ہوا
شہ انجم سیاہ رو بفرار

دم سحر لشکر جانبین سے خیل خیل ذیل ذیل گروہ گروہ فشون فشون میدان کارزار مین مسلح و مکمل آنے لگے اور امیر باتوقیر مسجد کرباس مین تشریف لائے فریضۂ نماز سحر ادا کر کے درود وظائف مین مشغول ہوئے اور

دست دعا اُٹھاکر دعای فتح وظفر درگاہ رب الاکبر مین کرتے تھے کہ ای قادر و توانا تو مجکو اس لشکر اشقیا پر فتحیاب فرمانا۔

ای آنکہ بملک خویش پایندہ توئی — وز دامن شب صبح نمایندہ توئی
کار من بیچارہ قوی بستہ شدہ — بکشای خدایا کہ کشایندہ توئی

امیر یہ دعا کر رہے تھے کہ مقبل وفادار تیرانداز ون کا سپہ سالار غلام امیر باوقار حاضر ہوا آمین کہی امیر نے مقبل کو دیکھکر ارشاد کیا کہ لشکر کا کیا حال ہی مقبل نے عرض کیا ؎ دو لشکر رسید ند جاے مصاف + دو پرکالہ بستند چون کوہ قاف + امید وار قدوم میمنت لزوم صاحبقران ہین امیر نے فرمایا کہ صندوق اسلحہ کا لاؤ مقبل نے صندوق اسلحہ سجنگ رکھنے کا حاضر کیا امیر نے تمام تبرکات جو مزار انبیا علیہم السلام پر سے جہان سے عمرو کو تبرکات ملا ہی اور اسکا مذکور قبل ہو چکا ہی پایا ہی اور وہ خود ہودؑ اور زرہ داودؑ اور کمان صالحؑ اور نیزہ سام بن نوح اور موزے راگے چار آئینے وغیرہ ہین اُن سب تبرکات کو ذات بابرکات پر اپنے آراستہ کیا اور تیغہ صمصام اور قمقام کہ باغ ابراہیمی سے ملے ہین اور ذکر انکا دفتر اول مین ہی اور شمشیر عقرب سلیمانی اور نیمچہ سہراب اور سپر گرشاپ یہ سب بردہ قاف مین پائی ہین غرض ان اسلحہ کو زیب جسم فرماکر مسجد سے صاحبقران برآمد ہوے دروازے پر مسجد کے دیوانہ بن قندس دیوانہ اشقر بن دیوار نائیس کہ ساز و یراق سے درست کرکے کھڑا تھا امیر کو دیکھکر اسنے تسلیم کی اور گھوڑا حاضر کیا مرکب راکب کو دیکھکر فر فر کرنے لگا امیر نے گردن توسن پر انگشت شہادت سے یا علی لکھکر حلقۂ رکاب مین کہ ہمہ تن منتظر قدم سعادت توام امیر تھا پانون رکھکر ایال پر ہاتھ ڈالکر گھوڑے کی پیٹھ پر جلوہ فرما ہوے جلوہ دار نے دامن قبا درست کیا بسم اللہ کا شور بلند ہوا غرض دست راست مین نیزہ دو سر اژدہا پیکر بائین مین عنان مرکب رشک صرصر لیکر ناد علی پڑھا گھوڑے کو مہمیز کیا سب سردار بھی شل کریت سپر گردان نعمان بن منظر شاہ یمنی و عامر رود باری و سیف ذوالیدین و ابو العدن گرد و طوق حرانگر داور فرزندان امیر علم شاہ رومی و ملک قاسم بن علمشاہ اسفندیار شاہ گیلانی و داراب کشورکشا و ایرج بن قاسم و خورشید بن ہاشم و ہاشم تیغزن بن حمزہ و کرب دلاور و اسد بن کرب لندھور بن سعدان جانشین حمزہ و مالک اژدر جانشین حمزہ وغیرہ بکر و فر اپنی فوج میدان رزمگاہ کی طرف بھیجکر امیر کی خدمت مین حاضر ہوئے یہ سب پانسو پچپن سردار ہین کہ انھین لیکر امیر در دولت آستان بارگاہ ظل اللہ جہان پناہ مالک اورنگ سلیمانی سلطان سریر آتو قیر شاہ سعد بن قباد بن صاحبقران پر حاضر ہوئے اور منتظر آمد سلطانی جلوہ خانہ مین ٹھہرے کہ یکایک عیش محل ڈیوڑھی کا پردہ زنبوری چرخی پر کھنچا صدا غرانچے کی بلند ہوئی اور انتظام آمد بادشاہ ہونے لگا اول بارہ ہزار طفلان ماہ پیکر لباس عمدہ پر زر پہنے ہوئے ہاتھون مین

کرتے سونے کے پڑے لوٹتے نکلے کے لیے عود و عنبر انپر چھوڑکتے نکلے پھر ہزار ہا پنجشانے والیان طلائی و نقرئی پنجشاخے
لیے وردیان سُرخ سُرخ زیب جسم کیے نکلے پھر کنول برداریان کنول بلورین منقش لیے پیدا ہوئین پھر ہزار ہا
نواب ناظر خواجہ سرا انتظام کرتے گزرے اور تخت شاہی کو خادمان محل گھیرے بادشاہ تخت پر سوار کہاریان
بیاریان چیاریان لہنگے قیمت کے مہنگے پہنے ہاتھون مین کڑے مگر دہان پڑے کانون مین بالے ناز و انداز ہر ایک
کے نرالے جسم گدرایا شباب چھایا تمغے اور مچھلیان سرون پر لگائے تخت کو اٹھائے ظاہر ہوئین مرحبا بسلم فتداخرہٗ کہکر
پکارے امیر اور سب سردار مجرا گاہ پر جاکر کھڑے ہوئے ادہر شاہ کی صورت زیبا نظر آئی ادہر سب نے گردن پئے تسلیم
جھکائی مرحبا پکارا بادشاہ مہابلی سلطان جہان نگاہ روبرو حمزہ صاحبقران بادشاہ نے نگاہ اٹھا کر دیکھا
صاحبقران نے فراشی مجرا کیا شاہ نے ہاتھ اپنے سینے پر رکھا کہ جگہ تمھاری دل مین ہے امیر تسلیم کر کے بیٹھے پھر سب
سردارون کا مجرا اور سلام ہوا جمہور جہانسوز طرطوس تبرزن اور فرامرز عاد مغربی وغیرہ اور سردار علٰحدہ
بالا ہر ایک نے بعد سلام وہبرے کے پایہ تخت بادشاہ کو بوسہ دیا بادشاہ نے حکم سوار ہونے کا کیا سب سردار
سوار ہو کر تخت شاہی کو مانند دل قلب مین قائم کر کے گرد حلقہ کیے ہوئے طرف دادگاہ مصاف کے لیکر چلے
ڈنکے پر چوب پڑی بیت ز نقارہ آواز آمد عجیب ٭ کہ نصر من اللہ فتح قریب ٭ نقیب کڑکا کہتے ہین وہ نور کا تڑکا
نسیم عنبر شمیم وزان بڑے بڑے تارے فلک پر ظاہر چھوٹے پوشیدہ تھے آگے بادبہاری غرضکہ بڑی تیاری
سے بادشاہ عالی تبار وارد دشت مصاف ہوئے یہان ایک جانب کو فوج سلیمان نے پرا جمایا اور لقا اور
فرامرز کا لشکر نظر آیا کہ جوڑے جوڑے تیغے گردنون مین گینڈون پر پہلوان سردار گرز بر دوش با تیغ تو تیغ صاحب
سطوت در وربیشا نیون پر شکن ڈالے نیزون کو سنبھالے حریف کے لشکر کو دیکھ رہے تھے اسی ہنگام مین میدان نبرد
آتش فشان ہوا برق شعلہ بار چمکنے لگی ابر تیرہ و تار گھر آیا ساحرون کا لشکر اجلال جادو یعنے عمرو لیکر اسی طرف اژدہا
سحر پر سوار آیا انتظام اور منصرم رکاب پکڑے سحر کی نیرنگی دکھاتے اور چالیس ہزار ساحر بجلیان چمکاتے پتھر برساتے
ترئی پھکتے نرسنگا بجتا گھنٹے اور ناقوس کی صدا بلند آکر ایک سمت ٹھہرے کہ آنے سے دونون لشکرون کے کرۂ ہوا
کرۂ خاک بنا گاؤزمین کا اس ہلچل سے سینہ چاک تھا طائر آشیانہ بھولے صحرائے رزم مین خوف سے ہر ایک کے
ہاتھ پاؤن بھولے روئے آئینہ سپہر مکدر نظر آیا چشمہ خورشید غبار زمین سے گدہا ہوا کہ ؎

	زمین شش شد و آسمان گشت ہشت		ز سم ستوران دران پہن دشت	

آخر کار بیلچہ کار ہوشیار نکلے اور میدان کا رزار پست و بلند و ہموار کرنے لگے کنکر پتھر خس و خار چنکر جدا انبار لگایا
کہین نقب اور کہین کمینگاہ کو درست کیا جھنڈی جھاڑی درخت کاٹکر زمین آئینہ سان صاف بنائی پھر سقون کے
آبپاشی کی باری آئی ہر ایک سقہ خواجہ خضر کا دم بھرتا لنگیان باندے اور کھاروے کی باندھے وردیان پہنے

گھوڑے کمر سے لگائے تسمے گلون مین اسنکے آبشار سنبھالے ہزاری کے فوارے دہانے پر شگون کے چڑھائے چھڑکاؤ کرنے نکلے کہ انکے آبشار نے ساون بھادون کی گھٹا کو شرما دیا سب گرد و غبار کو بٹھا دیا مبارزون کو صورت بہادرون کی نظر آئی سب فوج دریاے آہن مین ڈوبی دکھائی دی کہ ہر ایک از سرتا پا غرق بحر آہن تھا سوا لوہے کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا ع چنان مرد خود را در آہن گرفت * کہ مژگان او شکل سوزن گرفت * صف آرائی شروع ہوئی میمنہ و میسرہ و قلب و جناح و ساقہ و کمینگاہ چودہ صفین مثل سد سکندر کے آراستہ ہوئین سوارون کے آگے پیادے جنگ کے آمادے دیوار فوج تھے سوار دریاے لشکر مین موج در موج تھے گھوڑے برابر برابر تھوتنی سے تھوتنی پٹھے سے پٹھا دم سے دم سم سے سم ملائے تھے نقیب جو آگے بڑھ آتا تھا اسے پیچھے کو ہٹاتے تھے گھٹے ہوئے کو آگے بڑھاتے تھے دمبدم باجے رزمی بجتے تھے مرکب الف ہوتے تھے کہ یکایک نقیباے خوش آواز اور گویئے کے لڑکے سرود نواز کہ لٹ پٹی دستارین باندھے تھے رنگین لباس زیب قامت کیے انھون نے بالحان دلکش سرود بجا کر مذمت دنیاے دنی گائی یہ صدا بہادرون کو سنائی کہ ع

ای مقیمان تہ سقف سپہر غدار
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
اس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا
رات دن جہلین ہا کرتی تھین سیر دار و نمین
بار وان تھا نہ خزان کو تو کسی موسم مین
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ
جن پہ پڑتا تھا پر دار و گے جھومر کا عکس
گھونسلے سقف مین ہین لاکھون ابابیلونکے
چیلین منڈلاتی ہین آڑتے ہین بگولے ہر سمت
قصر کو جایند و باخند ون کو آنکے دیکھو
سینہ لبریز تمنا و لب مہر سکوت
نہ وہ جہلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہی

تا بکے حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گذار
جلوہ فرما تھا وہان خسرو با عز و وقار
عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
کبھی گل مہندی کا عالم کبھی لالے کی بہار
واہ ری تیری تنکظرفی باین عز و وقار
آجکل وہ لب جو جغد کے ہین آئینہ دار
مسکن فاختہ ہی قصر کا ہر نقش و نگار
ہی نہ بیابان مین پر زاغ و زغن کے انبار
تکیۂ گور و گوزن آج ہی ہر اک کا مزار
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
کنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہی

اے بہادران نریمان ہو نہ سام ہو نہ صفحہ ہستی پر نشان زال خون آشام ہی برزو رہا نہ بیژن ہی نہ اس بلندی و پستی پر اسفندیار روئین تن ہی کیسے بہادر صف شکن تہمتن نوجوان رستم دستان پیر فلک نے بچشم زدن تہ خاک کیے مگر جرأت سے نام باقی ہی ہر ایک کا ذکر شجاعت کافی ہی لڑائی حسن اتفاق ہی کس لیے ع دور مجنون گذشت

ولو بت ماست + ہر کرا بجز و ز نوبت او ست + تلوار کی آنچ مشہور ہو گیلے سو کھے دونون جلتے ہین سر و گردن
مین لاگ ہی یہی غضب کی آگ ہے زندگی دونون کے نام ہی نام کرلو اے نوجوانو لڑو بھڑ کر سرخرو ہو جس کا قدم ڈگمگا گیا
وہ پھر کہین آبرو نہ پائیگا دوہرہ لوہا لوہا سب کہین اور لوہا بری بلاے + پگ آگے پت رہے اور پگ پاچھے پت
جاے + غرض یہ کہکر نقیب میدان سے نکلے اور یہ صدا دلیرون نیستان شجاعت کے شیرون کو شراب رنگالی
ہوئی بہادری کا نشہ آگیا آنکھین ہرایک کی لال ہوئین قبضہ ہاے شمشیر چومنے لگے مرکب پرست ہو کر جھومنے لگے
کہ یکایک اجلال جادو نے انتظام اور منصرم سے حکم دیا کہ میرے اژدر کو بزور سحر میدان مین پہونچاؤ انھون
نے سحر پڑھکر دستک دی اژدہا بیچ میدان مین اوڑاکر آیا اجلال نے پکارکر نعرہ مارا کہ یا حمزہ صاحبقران
خداوند لقا سامنے موجود ہین جلد انکی خدمت مین حاضر ہوکر سجدہ کرو اور در صورت گردن تابی مین تیری
سرکوبی کو آیا ہون میدان مین آ تمنا دلی بر لا امیر نے یہ سنکر اشقر دیوزاد کو تخت شاہی کی طرف پھیرا اور بوالحسن
گرد نے علم اژدہا پیکر کو جلوہ دیا کلہ اژدر کی طرح کے اسمین چھتیس شقہ ہین جب انکو جنبش ہوئی صدا انین سے
یا صاحبقران یا صاحبقران کی پیدا ہوئی یہ علم خواجہ بزرجمہر حکیم نے اژدہے کے پوست کا بنایا ہی اور چھتیس
شقہ اسمین کلہ اژدر کی صورت رکھکر ایسے مخرج بنائے ہین کہ جب انمین ہوا بھرتی ہی مشک و عنبر کی بو اُن سے
آتی ہی اور یا صاحبقران یا صاحبقران کی صدا سنائی دیتی ہی الحاصل میدان مین قرق ہوا کہ اور کوئی سردار
سواے امیر کے لڑنے نہ نکلے سب سردار سپہ سالار پیادہ ہوے اور لشکر تمام جلوہ گری پر آئے امیر سامنے تخت بادشاہ
کے آکر گھوڑے سے اتر کر دست بستہ اجازت خواہ ہوئے شاہ نے جام کلہ عفریت پُر از شربت قند و نبات عنایت
فرمایا امیر نے اسکو نوش کرکے پہلوان عادی ورگ سالار لشکر کو دیا یہ جام دیو عفریت کو قتل کرکے امیر نے اسکے
کلے کی صورت بنایا ہی کہ روز جنگ جیسے مرحمت خسروانہ بادشاہ فرماتے ہین تو اس جام مین اُسے شربت دیتے
ہین ذکر اسکا دفتر اول مین ہی غرض جام عنایت بادشاہ سے سیر ہوکر اور اجازت حرب لیکر خلعت سے مخلع ہوکر
امیر نے دوبارہ خانۂ زین کو مثل آفتاب منور و روشن فرمایا کہ چو خیر یکہ گیر و برآمد کمین + بجست از زمین بر آمد بزین +
سب سردار صف کارزار مین رخصت ہوکر ٹھہرے اور امیر گھوڑے کو جولان کرکے طرف نادر دگاہ کے چلے
مرکب بمگدری تر طرارے بھرتا کلائیان تیر کی طرح مارتا روانہ تھا کہ ابیات

دے چو مرکب کہ برق یا بادے　　طرفہ دیوانہ یا پریزادے
تیز گامے زباد چابک تر　　خوش خرامے زآب نازک تر
زبرے گوشش زرمی کاکل　　سنبلے دمیدہ دستہ سنبل

غرض کہ وہ مرکب تین طرارون مین مقابل اجلال جادو پہونچا اجلال نے بعد گفت و شنید بسیار ایک
ناریل چوٹی دار اپنی جھولے سے نکالکر اُسپر کچھ افسون پڑھا مگر وہ افسون نہ تھا بلکہ زبان جمی تھی کس لیے کہ جب

امیر و عمرو پردۂ قاف گئے تھے تو زبان جنون کی یاد کر آئے تھے ذکر پردۂ قاف دفتر اول مین ہے فی الجملہ عمرو نے
بحیلہ افسون پڑھنے کے امیر سے کہا کہ مین ساحر نہین ہون آپکا غلام عمرو ہون آپ مجھے اسم پڑھکر گرفتار کیجیے
مگر اس طرح گرفتار نہ کرنا کہ مجھ دبلے سوکھے آدمی کو آپ ایسے موٹے کھنگے سے ضرر پہونچے اور کوئی عضو میرا بیکار
ہو جائے امیر نے جب یہ باتین سنین بغور عمرو کی طرف دیکھا عمرو نے بائین آنکھ کا تل دکھایا اور واضح ہو کہ خواجہ
عمرو کی آنکھ مین تل ہے کہ اس نشان سے عمرو پہچانا جاتا ہے امیر کو خواجہ کی عیاری پر ایک حیرت ہوئی اور عمرو نے
ایک ناریل پڑھکر امیر پر مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ ناریل زمین پر گر پڑا اور امیر نے گھوڑا بڑھا کر اسم اعظم عمرو پر
پھونکا تو سواری کا اژدر ماش کے آٹے کا ہوگیا اور سب نے دیکھا کہ اجلال پیادہ ہوا اور ترسول لیکر امیر پر حملہ کیا
امیر نے گھوڑے سے کود اور ترسول خالی دیکر اجلال کی کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور نعرہ کیا کہ اے لشکر ساحران
مین نے تمھارے افسر کو گرفتار کیا لشکر یہ ماجرا دیکھکر چار طرف سے لینا لینا کہکر دوڑا امیر نے اجلال یعنی عمرو کو جو
عیار کے ساتھ تھا اُسے حوالے کیا اُسنے بظاہر مقید کیا اور لشکر امیر جہان اُترا تھا وہان لے گیا اور امیر اسم اعظم
پڑھتے ہوے لشکر مخالف پر آگرے پھر تو فرامرز اور سلیمان نے فوج کے افسرون کو للکارا ادھر سے شاہ اسلام
نے نعرہ مارا ابر سیاہ چار سمت سے گھر آیا اور برق شمشیر چمکنے لگی دونون لشکر آپس مین ملگئے کہ بیت دو لشکر ز لشکر
در آمیختہ + قیامت ز گیتی برانگیختہ + اسی گرمی جنگ مین اجلال کے دونون رفیقون انتظام اور متصرم
نے ساحرون کے افسرون کو بلاکر یہ سمجھایا کہ مالک ہمارا گرفتار ہو گیا ہو نہین معلوم وہ اطاعت امیر کی کرے یا
نہ کرے لہذا ہمین لڑنا مناسب نہین ہی چاہیے کہ الگ ٹھہرین اور جب لڑائی یکسو ہو اسوقت اپنے مالک کا
ساتھ دین غرضکہ سب ساحر ایک طرف ہوے اور لقا اور سلیمان دونون کی فوج نے حملے کیے لشکر اسلام
مین نعرے سردارون کے بلند ہوئے زیر تیغ بڑے بڑے خود پسند ہوے ایک طرف امیر کا نعرہ تھا ؎
امیر عرب حمزۂ شیر دل + کز و گشتہ سہراب و رستم خجل + کسی سمت لندھور پکارتا تھا ؎ منم صاحب عمود
و جانشین حمزہ در گردان + فسہ ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان + ایک جانب مالک اژدر
صاحب نیزہ دو سر غلام نبی و صاحب حیدر نعرہ زن تھے ؎ منم مالک اژدر خشمگین + سپہدار در لشکر اہل دین
ایسی جم کر تلوار چلی تھی کہ ہر طرف لوہا برستا تھا زخمی پانی کیا بلکہ پناہ پانے کو ترستا تھا صاعقۂ شمشیر اور باران تیر
اور ایک ہنگامہ دار و گیر تھا سر اولے کی طرح گرتے تھے دریاے خون رنگ کمیت مین موج مارتے کشتے بے گور و
کفن کہین سر اور کہین بدن تھے شپا شپ تلوارون کے شور شن شن کا لطف تھا تیرون کی بوچھار زخمون
کے ہار تیرون کے گھاؤ سوراخ دار سہرے جوانون کے چہرے مرد و نامرد دولہا دلہن کا لطف تھا
اور بقول اس نظم کے کہ نظم

زچشم زرہ خون روان ہر کنار
خدنگِ جگر وار پر خندہ لب
پراگندہ شد اہل جمع عناد
بدنبال کین پردران تاختند
چہ گویم چہ آمد دران انجمن
نہ دل ماند با کینہ جویان نہ ہوش

زخود کردہ قطع نظر روزگار
زخون بردہ تیغ ہلالے گرد
زہامون چو خار رخش و تند باد
پلنگ دلاور زخون سیر نیست
زتیغ دلیران لشکر شکن

کمانہا زبس کشمکش در تعب
زرنگین کمانہا فلک تو بہ تو
دلیران دین خنجر افراختند
بہ نخچیر کس مانع شیر نیست
زفوج ستمگر برآمد خروش

خلاصہ کلام لشکرِ اسلام نے وہ داد شجاعت دی کہ لقا اور سلیمان کے لشکر کو شکست ہوئی حریف پسپا ہوے اور تاب جنگ نہ لا سکے بختیارک نے دیکھا کہ اس ملک سے بھی بھاگنا پڑیگا پھر کچھ قابو نہ چلے گا یہ سوچکر طبل بازگشت بجنے کا حکم دیا اور نقارۂ امان بجا کہ لشکر جانبین سے جدا ہوے ادھر کے پہلوان بفتح و نصرت اُدھر برگشتہ بخت بصد خفت و ذلت اپنے اپنے ڈیرے خیمے کی طرف چلے امیر نے کشتون کو میدان سے اٹھوایا تین ہزار آدمی لشکر امیر سے اور تین لاکھ فوج شریر سے کام آیا کشتے لشکرِ اسلام کے دفن ہوے لشکرِ مخالف کے تو پھکیئے الگ زخمیون کی زخم دوزی ہوئی پٹیان زخمون پر چڑھین امیر نے اسدن تو دربار موقوف رکھا دوسرے دن اجلال کو سامنے بلایا اور ارشاد فرمایا کہ شناخت مین خداے دوجہان کے کیا کہتا ہی اجلال کہ اصل مین عمرو تھا عرض کیا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم امیر نے یہ سُنکر خلعت دیا اجلال اُسوقت سوار ہوکر اپنے لشکر مین آیا اور اہل لشکر کو بلواکر سمجھایا کہ مین نے اطاعت حمزہ کی اختیار کی ہی تمھین بھی لازم ہی کہ میرے ساتھ رہو اور میری مخالفت نکرو اسوقت کچھ ساحر جو بڑے سیہ قلب تھے وہ تو طرف طلسم کے پاس افراسیاب کے چلے اور باقی مطیع ہوکر ہمراہ اجلال خدمت امیر مین آگئے امیر نے سب کو خلعت دیا اسوقت عمرو نے زنبیل سے اجلال کو نکالا اور ستون بارگاہ حشامی سے باندھا جاننا چاہیے کہ امیر کے بیٹھنے کی تین بارگاہ ہین ایک بارگاہ دانیالی دوسری بارگاہ حشامی کہ اس بارگاہ کو خزانہ نوشیروان صرف کرکے حشام پہلوان نے بنایا تھا اور ایک نقارہ بھی درست کیا تھا کہ صدا اسکی بارہ کوس تک جاتی تھی ان دونون چیزون کو امیر نے قتل کرکے حشام کو حاصل کیا اور تیسری بارگاہ سلیمانی ہی کہ ملکہ آسمان پری نے بھیجی ہی اور اس بارگاہ سے یہ کرامت ظاہر ہوتی ہی کہ جب اسمین کوئی ساحر آتا ہی جلجاتا ہی اور اسمین کوئی عیار نقب لگاکر نہین آسکتا کس لیے کہ سراپچے بارگاہ کے جسقدر زمین کھدتی ہی اسیقدر نیچے ہوجاتے ہین اور سراپچے اور پردہ اور کوئی چیز اس بارگاہ کی خنجر و تلوار کسی اسلحہ سے چاک نہین ہوتی اور کوئی عیار سراپچہ قنات کو اس بارگاہ کی پھاند کر نہین آسکتا کیونکہ جسقدر انسان جست کرکے بلند ہوا اسیقدر سراپچہ بارگاہ بلند ہوجاتا ہی غرض اس لحاظ سے کہ ساحر اس بارگاہ مین جلجاتا ہی اسیر و بیچارے

ساحر کی بارگاہ خشامی مین فرماتے ہین فی الجملہ عمرو نے اجلال کو باندھکر پھر فتیلہ دافع بیہوشی سنگھانے وقت زبان
اسکے منھ سے کھینچکر سوزن سے چھید دی تاکہ سحر نہ کرے پھر ہوشیار کیا جب آنکھ اجلال کی کھلی اپنے تئین گرفتار
دیکھا اور سامنے اپنی صورت کا دوسرا اجلال پایا حیرت ناک ہوکر گھبرایا عمرو نے کہا ذرا ای اجلال جادو چشم خود را
واکن و حال خود را تماشا کن منم سرہنگ سرہنگان عالم مولاے ملوک العرب والعجم دوندہ بیدرنگ
صاحب قنطورہ زرنگ مردان سرہنگ و نامرداز ابیش ہن پالنگ منم جناب فطرت مآب حضرت شیخ الاصحاب
مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار پیکر طراز خواجہ عمرو بن امیہ نامدار دیکھا تو نے قدرت
خدا کو کہ مین نے تجھے کیونکر گرفتار کیا وہ دختر سلیمان نہ تھی جسے کو تجھے بر بلایا تھا وہ یہ عبد ذلیل خدا تھا جو
تجھے پکڑ لیا اور لشکر تیرا مطیع ہوکر داخل ملازمان صاحب قران ہوا اور ملکہ یعنی معشوقہ تیری میرے پاس
گرفتار ہی اگر تو اطاعت کرے معشوق ملے جان بچے اور اگر ملک کا اپنے خیال ہی کہ افراسیاب ضبط کرلےگا
تو حمزہ ایک ملک کے بدلے چار ملک دیگا اجلال نے جب یہ کیفیت دیکھی اور جملہ مضمون پر مطلع ہوا دل سے
یقین کیا کہ لقا جھوٹا ہی اگر وہ خدا ہوتا اس حال کو نہ پہونچتا اور عمرو کے ہاتھ سے ذلت اُسکا کوئی دوست
بناتا الحاصل اجلال نے اشارے سے کہا مین اطاعت کرتا ہون عمرو نے سوزن زبان سے نکالا اور کھولدیا
اجلال دوڑ کر امیر کے قدم پر آگرا صاحبقران نے خلعت دیکر اپنے سردارون مین داخل کیا اور بارگاہ مین
چہل ستون کے باہر دنگل بیٹھنے کو ملا واضح ہو کہ اندر چہل ستون بارگاہ تخت شاہی بچھا ہی اور برابر اسکے دنگل
امیر کا ہی اور دنگل امیر کے بعد بیٹے اور پوتے اور جانشین امیر و عمرو کے بیٹھنے کی جگہ ہی باقی سردار تاجدار عیار
بیرون چہل ستون دست راست اور دست چپ ہین صاحبقران کے بیٹھتے اور وہ جانشین امیر کے ہین
کہ ایک دست راست کے سردارون کا ہی افسر اور نام اُسکا لندھور ہی اور دست چپ کے سردارون کا جو
افسر ہی نام اسکا مالک اژدر ہی اور جو سردار دست راست کے ہین وہ چاہتے ہین کہ ہم زیادہ بہادری کھائین
اور دست چپ چاہتے ہین کہ ہم اپنی شوکت جتائین اسوجہ سے آپسمین چشمک رہتی ہی اور ایک دوسرے
سے دست راست اور دست چپ کے سردار سے چوٹ چلتی ہی اور اسی طرح جو عیار دست راست کے
سردارون کے ہین وہ دست چپ کے بہادرون کے عیارون سے چشمک رکھتے ہین اگرچہ سب شاگرد
اور بیٹے عمرو کے ہین اور یہ سب عیار ایک لاکھ چوراسی ہزار ہین اور ان سب عیارون مین چودہ افسر
ہین اور ان افسرون کے چار شخص افسر ہین اور ان چار افسرون کا ایک شخص افسر ہی اور اس افسر کا ایک
استاد اور مالک عمرو ہی اور بعد عمرو کے جو ان سب کا افسر ہی بجاے خلیفہ عیاران لشکر ہی نام اُسکا مہتر قران
ہی اور یہ نظر کردہ حضرت امیرالمومنین ہی کبھی عورت کی صورت بضرورت بنتا ہی اور نہ کبھی یہ عیار لشکر مخالف

کے سردار اور عیار کے ہاتھ سے گرفتار ہوتا ہو غرض بعد قران کے جو چار افسر ہین نام اُنکے مہتر برق فرنگی اور چالاک
بن عمرو اور مہتر بزرگ ختائی اور ابو الفتح اصفہانی ہین اور اُنکے چودہ افسر ہین وہ گلباد عراقی و سمک
یلطاقی و عمران ختائی و سیارہ بن عمرو و قولہ سمرقندی و مہتر سنجر بلخی و مہتر کجبر و اصفہانی و امید
بن عمرو و فرخ بن عمرو و ابو شہاب خرقہ پوش و ابو سعید لنگری و ضرغام شیر دل ہین حال انکے
چشمک کا خالی لطف سے نہین ہو کسی جگہ بیان ہوگا آمدم بر سر مطلب اجلال جادو سے امیر نے فرمایا کہ تمھین جس صفت
مین بیٹھنا منظور ہو وہان بیٹھو اور یہان کا یہی دستور ہو کہ جسجگہ سردار بیٹھنا پسند کرتا ہو وہان بیٹھتا ہو اجلال کو دست چپ
کے سردارون سے الفت پیدا ہوئی اور بائین طرف ذنگی بچھوایا مالک نے کمال تنظیم کی اور محبت ظاہر فرمائی امیر نے
فرمایا کہ ای اجلال ساحری سے توبہ کرو کہ یہ شیوہ ہم لوگون کا سحر کرلے کا نہین ہم مین ہر ایک شمشیر کا دھنی ہے اُسنے
حسب ارشاد امیر سحر کرنے سے توبہ کی اور لقا پرستی ترک کرکے وہ مسلمان ہوا امیر نے حکم جشن کرنے کا دیا عشرت کا سامان
مرتب ہوا ساقیان خوش ادا پیمانہ شراب ہوش رُبا لیکر حاضر ہوئے جام مے ارغوانی گردش مین آیا صدائے مستانہ
ہوشا ہوش اور نوشا نوش کی بلند ہوئی ۵ ہر طرف ایک جوش مستی شور مستانہ رہا ✤ خوب ہی اُنکی برس اور دن
پہ میخانہ رہا ✤ امیر نے سب کے ساتھ شراب نوشی کی ناچ سامنے ہونے لگا اور ہر ایک مصروف عیش و طرب
اُسوقت تھا کہ یکایک پردہ بارگاہ کا اُٹھا اور ایک عورت نازنین مہ جبین زہرہ تمکین لباس عمدہ پہنے بارگاہ
مین آئی اور امیر کو آکر تسلیم کی اجلال نے پہچانا کہ میری معشوقہ ملکہ نسرین عنبرین مو دختر سلیمان ہی یہ گھبرایا
کہ محفل مین ایسی بیغیرت ہو گئی جو چلی آئی مگر ذکر سُنیے کہ چالاک نے جو محل مین ملکہ کی شکل بنا ہوا تھا جب دیکھا
کہ خواجہ چلے گئے اور لشکر مین امیر کے پہونچے اور سلیمان طبل بازگشت بجواکر پھر آیا اسوقت قلعہ سے اس حیلہ سے سوار
ہوا کہ مین اپنے باپ کو دیکھ آؤن جب سواری باہر قلعے کے آئی چالاک محافے سے نکلکر جست و خیز کرتا ہوا لشکر امیر
کی طرف چلا خواصین اور اہل عملہ سوار یکے لوگ حیران ہوکر ملکہ کو پکڑنے دوڑے مگر کب پاتے ہین یہ کود پھاند کر
عیاری سے نکل گیا اور امیر کے پاس آیا وہان ملازمون نے سلیمان سے جاکر عرض کیا کہ صاحبزادی تمھاری نکل
گئین سلیمان تلوار پکڑ کر چلا کہ مین حمزہ کے لشکر مین جاکر اُسے قتل کرونگا لیکن بختیارک نے دامن پکڑا کہ کہان
جاتے ہو ایسے سانحے تم پر کیا موقوف ہین ہمارے خداوند لقا پر جو گذرے ہین گذرے ہین دو صاحبزادیان اُنکی ایک
ملکہ جہان افروز اور دوسری ملکہ گیتی افروز پسران حمزہ کے ساتھ نکل گئین سلیمان یہ کلام سُنکر ٹھہر گیا اور خداوند
لقا نے بختیارک سے کہا ارے حرامزادے شیطان میری لڑکیون کا کیون ذکر کرتا ہو آسنے کہا خداوند مین دنیا کی مثل
کہتا ہون کچھ برا نہ مانیے غرض وہ بات تو ہنسی مین ٹلگئی اور یہان امیر ملکہ کو دیکھکر حیران تھے کہ اُسنے عرض کیا یا امیر
مین چالاک بن عمرو ہون اور سب ماجرا گذارش کیا اجلال کو عیاری کا حال سُنکر بڑی حیرت ہوئی کہ اللہ کیا کیا

عیار ہین یون محل مین رہے اور کوئی پہچان نہ سکا ادھر جو اسیس لشکر کفار بشکل سبدل بارگاہ مین حاضر تھے اُنھون
نے یہ خبر جاکر سلیمان سے کہی کہ وہ دختر آپ کی نہ تھی چالاک عیار تھا اور سارا ماجرا بیان کیا بختیارک یہ حال
سنکر بہت ہنسا اور کہا واہ اے سلیمان میان اجلال جادو طلسم سے آئے مگر پیر دم شد یعنی عمرو نے لڑنے بھی نہ پایا
اور پکڑے گئے تمھین اپنے گھر کا بھی کچھ حال نہ معلوم ہوا بھلا تم انتظام سلطنت اور فوج کا کیا کرو گے اور کیونکر امیر
سے بہادر اور ہوشیار سے لڑو گے سلیمان نے کہا ملک جی مین دوسری عرضی خدمت افراسیاب مین بھیجتا ہون
اور مدد طلب کرتا ہون اور اب کی بار بنہایت ہوشیاری سے مقابلہ کرونگا یہ کہکر دوسری عرضی افراسیاب کو لکھی اور
سارا حال اجلال کا لکھا اور یہ بھی تحریر کیا کہ بہت جلد کسی ساحر زبردست کو بھیجیے کہ وہ آکر خداوند کی مدد کرے اس
عرضی کو بنا بر دستور کے جیسا اوپر بیان ہو چکا اُسی پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا افراسیاب کو خبر ہوئی پنجہ روانہ
کیا اور عرضی کو منگا یا پڑھا اور غصہ ناک ہو کر اپنے اہل دربار سے کہا کہ سنا تم نے اجلال جادو نمک حرام ہو گیا
اور خداوند کا دین ترک کر کے مطیع دشمنان خداوند ہوا لہذا چاہتا ہون کہ تم مین سے ایک ساحر یا ساحرہ خداوند کی
خدمت مین جائے اور حمزہ کے لشکر کو غارت کر کے اجلال کور نمک کو باندھکر میرے پاس لائے جب افراسیاب
نے یہ کلام تمام کیا دربار مین اسکے ایک ساحرہ نام حسینہ جادو و نجملہ اور جادوگرون کے کرسی پر شکن تھی حکم خداہ سنکر
اُٹھی اور عرض کیا کنیز اس جنگ کے لیے جائیگی افراسیاب نے خلعت دیا اور کہا عیارون سے بہت احتیاط رکھنا
جا ؤ خداوند سامری اور جمشید کے سپرد کیا ملکہ حسینہ جادو دربار سے رخصت ہو کر جس ملک کی طلسم مین حاکم ہی
وہان آئی اور بیس ہزار اور جادوگرنیون کو حکم دیا کہ سامان روانگی پئے جنگ وجدال درست کرو اور بہت
کوہ عقیق میرے ہمراہ چلو غرض یہ سب تیاری چلنے کی کرتے ہین لیکن افراسیاب نے جواب عرضی لکھکر پہاڑ
پر پنجے سے بھجوا دیا ملازم سلیمان اُٹھا لیگئے سلیمان کو جاکر دیا اُسنے پڑھا۔ لکھا تھا ملکہ حسینہ جادو وہان آتی
ہین کل لشکر حمزہ کو برباد کر دیگی تم اطمینان رکھو یہ مضمون پڑھکر سلیمان بہت خوش ہوا یہ سب خبر ین جاسوسان
لشکر امیر سے جاکر کہین کہ سلیمان نے مدد طلسم سے طلب کی اور جواب بھی عرضی کا آگیا اسے پڑھکر سلیمان خوش ہوا
معلوم ہوتا ہو کہ کوئی ساحر مدد کو آیا چاہتا ہو امیر نے یہ خبر سُنکر ارشاد کیا کہ جبتک طلسم فتح نہ ہو گا اسی طرح ساحرون
کی آمد رہیگی اور بدیع الزمان میرے فرزند کی بھی رہائی نہ ہو گی لہذا اے عمرو پہلے ملکہ نسرین دختر سلیمان کو
زنبیل سے نکالکر محلات مین داخل کر دو اور اجلال کے ساتھ نکاح کر دو اور ہمارے خزانے سے جمیع مصارف ملکہ
مقرر ہو بشرطیکہ دین اسلام قبول کرے اور لقا پرستی سے باز آئے عمرو نے کہا مین زنبیل سے ملکہ کو جب نکالونگا
جب کچھ ملے گا ورنہ زنبیل داخل کرنے روپیہ کے لیے ہو نکالنے کے لیے نہین ہو زنبیل کے اندر جو چیز جاتی ہو اُسکا
یہ حال ہو کہ ہر چیز کہ در کان نمک رفت نمک شد امیر خواجہ کی باتون پر بہت ہنسے اور کئی لاکھ روپیہ عنایت

فرمایا عمرو نے جاکر روپیہ خزانچی سے وصول کیا اور ملکہ نسرین کو زنبیل سے نکالکر اپنے خیمے مین بٹھایا امیر نے پوشاک بھی ملکہ نے پہنی اور حیران تھی کہ یہ کیا ماجرا ہوا اور مین کہان آئی ہون اسی ہنگامہ مین امیر خود خیمے مین تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ ای ملکہ اس طرح عیار میرا تمھین یہان لایا ہی اور سارا حال عمرو کا بیان کیا اور کہا کہ عاشق تمھارا یہان اجلال جادو موجود ہی اب تمکو اختیار ہی چاہو یہان رہکر اپنے عاشق سے نکاح کرو اور اگر یہ منظور نہو تو مین تمھین تمھارے باپ کے پاس بھیجدون ملکہ نے امیر کی مروت دیکھکر عرض کیا کہ مین آپکا دین اختیار کرتی ہون غرض امیر نے برضامندی ملکہ اجلال جادو سے نکاح کر دیا اور ملک و مال ان دونون کو بہت کچھ دیا بعد فراغت اس امر کے حکم کیا کہ پسران خواجہ بزرجمہر کو بلاؤ حسب ارشاد خواجہ زادے حاضر ہوئے امیر نے تنظیم کی اور بعزت تمام بٹھایا اور فرمایا کہ آپ ملاحظہ کرین قرعہ پھینک کر کہ طلسم ہوشربا کون فتح کریگا اور افراسیاب کس بہادر کے ہاتھ سے مارا جائیگا خواجہ زادون نے موافق سوال امیر کے قرعہ پھینکا اور زائچہ کھینچا اور بڑی فکر کر کے حال اشکال رمل کی سعادت و نحوست کا دریافت فرماکر کہا کہ یا صاحبقران علم غیب سوائے خدا کے کوئی نہین جانتا لیکن ہم از روے قواعد رمل کے عرض کرتے ہین کہ اس طلسم کے فتح کرنے کو کوا سا آپ کا شاہزادہ اسد بن کرب غازی تشریف لیجائے اور اسکے ساتھ پانچ عیار بھی ہون کہ ایک ان مین مہتر قران نظر کردہ مولانا علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہو اور دوسرا برق فرنگی تیسرا عیار شہزادہ اسد کا کہ خود اپنے آقا کے ساتھ جائیگا اور وہ ضرغام شیر دل ہو اور چوتھا عیار جب جانا چاہیے وہ جانسوز بن قران ہو اور پانچوین عیار کا نام ہم نہین عرض کر سکتے مگر سر نام پر اسکے حرف عین ہی عمرو سمجھ گیا کہ مجھے کہتے ہین بول اٹھا کہ یا امیر ایک حکیم زادہ بھی طلسم مین جائے خالی عیارون سے مطلب برآری ہوگی خواجہ زادون نے کہا کہ دیکھیے ہمنے اسی وجہ سے نام نہین بتلایا کہ آخر انھون نے ہمپر اعتراض جمایا خلاصہ آپ جانیے عیار جانین ہم نے صرف بتا دیا امیر نے کہا خواجہ تمھارا نام نکلتا ہی تمکو جانا پڑیگا عمرو نے کہا مین ہرگز نہ جاؤنگا امیر نے خواجہ زادون کو تو رخصت کیا عذر حوصلہ انعام و خلعت دیا بعد اسکے شاہزادہ اسد بن کرب غازی سے ارشاد کیا کہ ای فرزند طیاری سفر کرو اور واسطے فتح کرنے طلسم کے روانہ ہو اسد اپنے دنگل پر سے اٹھا اور آداب بجا لاکر بارگاہ مین آیا اور مصروف انتظام روانگی ہوا پھر صاحبقران نے دس لاکھ روپیہ منگواکر پانچ لاکھ اسمین سے واسطے زاد راہ کے چارون عیار کو جن کا بھیجنا منظور رہی عنایت کیے اور پانچ لاکھ جو باقی رہے وہ عمرو سے کہا تم لیکر طرف طلسم کے جاؤ عمرو نے جب روپیہ کثیر دیکھا کہ ملتا ہی کہا یا صاحبقران کچھ روپے پیسے کی مجھے خواہش نہین اور مین ہرگز طلسم مین نہ جاتا مگر کیا کرون کہ فرزند آپ کا گرفتار ہی اس سبب سے مجھے جار و ناچار جانا پڑا لیکن آپ میرے شاگردون کو روپیہ دیکر خراب کیا چاہتے ہین یہ کہکر ان چارون عیارون سے کہا کہ ادناست دینو تم یہ

پانچ لاکھ روپیہ لیکر سب برباد کروگے لاؤ مجکو دو مین رکھ چھوڑون تمھارے وقت پر کام آئیگا اور تم عیاری کیا
خاک کروگے اپنے پاس کا روپیہ صرف کرکے طلسم مین جاؤگے چاہیے کہ وہان سے اور پیدا کرکے لاؤ نہ کہ یہان سے
لیجاؤ اور مین نے جو روپیہ لیا تو میرا خرچ بہت ہے وہ عیار سمجھے کہ استاد یہ روپیہ دیکھ چکے ہین چھوڑینگے نہین غرض
انھون نے وہ پانچ لاکھ روپیہ بھی عمرو کی نذر کیا اُنھون نے سب روپیہ زنبیل مین داخل کیا اور بارگاہ سے
اپنے خیمے مین آیا اور تیاری سفر کرنے لگا اُدھر وہ چارون عیار بھی درستی سامان سفر مین مصروف ہوے امیر
نے اُنکو عمرو سے مخفی بہت سا روپیہ دیا

روانہ ہونا شیر بیشہ شجاعت وجلاوت و بہادری شاہزادہ اسد بن کرب غازی کا مع خواجہ عمرو اور مہتر قران اور برق فرنگی اور جانسوز بن قران اور ضرغام شیر دل کے واسطے فتح کرنے طلسم ہوش رُبا کے اور ہر ایک کا داخل ہونا طلسم مین علیحدہ علیحدہ اور مقابلہ ہونا ساحرون سے۔ لمؤلفہ

ترے در پہ ای ساقی لالہ فام
کہ سر بادہ خوارونکے پھرنے لگے
وہ ساغر پلا جو روانی دکھائے
دکھاؤن وہ نیرنگ عالم تمام
روان صفحے پر ہو قلم اس طرح
کہ ہو دنگ زیر زمین سامری

ہوے جمع پھر آکے میکش تمام
شہا گردش بخت فرخندہ خو
طبیعت کی میرے گرانی دکھاے
جو اک جام مے اور مین پاؤنگا
چلے جھومتا بادہ کش جس طرح
مرصع خیال سخن آفرین

طلب جام مے تجھسے یا تنک کیے
اٹھا دور مین مجکو رندونکے تو
بدولت ترے ساقی نیکنام
طلسمات کی سیر کر آؤنگا
دکھاؤن قلم کی وہ جادوگری
سخن را اگر ہست نشانہ اینچنین

رہروان جادۂ اقلیم جانی وفتاحان طلسم خوش بیانی سیاران منازل غرائب ونادرات طرازان حکایات
عجائب طلسم مضامین بدیع کو بدستیاری لوح میدان قلم یون فتح کرتے ہین اور عالم خیال مین نیرنجیب
تفکر ہوکر اس طرح قدم دھرتے ہین کہ اسد دلاور نے اپنی جگہ پر آکر چالیس ہزار سواران جرار کو حکم دیا
کہ طیار ہوکر واسطے فتح کرنے طلسم کے چلین بموجب حکم شاہزادہ گردون وقار بارگاہین اور خیمے چھکڑون
پہ بار ہوئے اور بہادر افسران فوج مسلح مکمل ہوکر چلنے پر تیار ہوے اسد محلات عظمی مین آیا اور پائے
ادب کو اپنی مادر مہربان دختر صاحبقران ملکہ زبیدہ شیر گیر کے بوسے دیکر آنکھون سے لگایا اور عرض کیا
کہ ای دادہ ماجدہ یہ غلام آپکا طرف طلسم کے واسطے رہائی ماموں جان شاہزادہ بدیع الزمان کے
جاتا ہے آپ بھی بدل مجھے رخصت فرمایئے اور معاف کیجئے جو کچھ مجھسے عمداً یا سہواً ہوئی ہون اُنکو معاف
فرمایئے ملکہ زبیدہ شیر گیر ایک تو بھائی کے غم مین مبتلا تھی اب فرزند کے جانے سے آنسو آنکھون مین بھر لائی

اور اسد کو گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا یہ خبر تمام محلات مین ہوگئی کہ شاہزادہ اسد چھوڑانے بدیع الزمان کو
جاتے ہین اسوقت سب بیبیون نے صاحبقران کی آکر اسد کی بلائین لین اور نذر امام ضامن مانین اشرفیان
بازو پر باندھین ملکہ گردیہ بانو کہ اسد کی حقیقی نانی ہین مفارقت سے اسد کی بے قرار ہو کر خوب روئین آخر
سب نے دعاے حرز جان پڑھ کر شاہزادے پر دم کی اور دعا دیکر رخصت کیا اسد نے وہان سے آکر اسلحہ خانہ
کھلوایا اور اسلحہ طلسم فیروزہ جمشیدی کہ جو انھون نے فتح کیا ہے اور ذکر اسکا دفتر ایرج نامہ مین ہے نکلوایا
چالیس ہزار خفتان فیروزی نگار اور تیغ ہاے شرربار لیکر اپنے لشکر مین تقسیم فرمائین اور کئی ہزار جوڑیان نقرئی
اور طلائی نقارون کی شتر اور ہاتھیون پر بار کرائین اور عرابے زر سُرخ و سفید کے ہمراہ لیے اور ایک روز لشکر
مین ٹھہر کر سب سردارون سے رخصت ہوا سب امیر الامرا صاحبقران خیمے مین اسد کے آئے اور
سب نے گلے لگایا اور رخصت کیا ایک رات اور ایک دن یہی ہنگامہ رہا جب دوسرے روز مسافر مغرب
دولتسراے مشرق سے بعزم طے منازل بروج آسمان برآمد ہوا شاہزادہ اسد کے لشکر مین کوس سفر بجا اور
شاہزادہ بعد اداے فریضہ نماز سحر سوار ہوا ڈنکے پر چوب پڑی نوبت و نقارہ کی صدا بلند ہوئی امیر مسجد مین
مع سردارانِ نماز پڑھتے تھے بعد فراغ نماز پوچھا کہ یہ نقارے کیسے بجتے ہین لوگون نے عرض کیا کہ شاہزادہ اسد
جاتے ہین صاحبقران نے فرمایا چلو ہم سواری کا سامان دیکھین اور ایکبار وقت رخصت پھر اپنے فرزند کے
دیدار سے مسرور ہون یہ فرماکر مسجد سے برآمد ہوے اور ایک مقام بلند پر سر راہ جاکر ٹھہرے سب سردار ساتھ
تھے یکایک ہاتھی سامنے سے نمودار ہوے مستکون پر انکے آئینے نصب تھے جھولین زربفتی پڑی تھین علم دار
علمون کو جلوے دیتے تھے پھریرون پر تعریف خداے لایزال تحریر یہ رقم پر ہر ایک کے سورہ انا فتحنا کی تفسیر
انکے بعد گنجبال شتر نال دامی اور نقارے نقرئی و طلائی ہاتھیون اور اشترون پر نقارچی بادلہ پوش پگڑیان
گلنار باندھے چپکنین کمخواب کی پہنے دوال مرصع لیے نقارون پر چوب لگاتے دمامے رعد آسا گڑگڑاتے
تجمل و شان دکھاتے نکلے پھر بانون کی قینچیان اونٹون پر خنگے چھڑیان جواہر کار مرصع پوش طرحدار اونٹون
کے غور بند مقیشی ہر ایک گنگا جمنی گلے مین پڑے اپنی سج دھج دکھاتے آگے بڑھے برابر انکے ہزارہا آدمی پیادہ
جنگ پر آمادہ باہم تجمل باندھے گروہ کیے تعداد مین پانچ ہزار لاکھون کے غول کا انبوہ کیے شفتالوی
پگڑیان سر پر انگرکھے چست ڈاٹے جوتے خرد نوکے پاؤن مین پہنے خواصیان شیر دہان کاندھے پر سنبھالے
جس پر غلاف زربفتی چڑھے ایک طرف روانہ تھے اور چار ہزار مرکب کوتل جنکا ساز و یراق مرصع کندہ کے
کرتے ہیکلین پہنے کلغیان دُہری ایک سر پر اور دوسرے کنوتی کے بیچ مین لگائے پاکھر ایک کے پڑی
کھنڈیان پٹھون پر چڑھین سائیس نگس رانی کرتے پیدا ہوئے پھر کئی ہزار سقہ کھاروے کی لنگیان باندھے

ور دیان زربفت کی پہنے گلاب کیوڑا بید مشک کا چھڑکاؤ کرتے گرد و غبار بٹھاتے ساتھ ساتھ اُنکے بیلدار
کنکر چنتے چلے گئے پھر طفلان ماہ طلعت منقلین سونے اور چاندی کی لیے عود بر کی کا بگٹا ڈالتے جنگل کو رشک
تاتار یا غیرت دہ طبلہ عطار بناتے اپنی سج دہج دکھاتے لباس رنگین پہنے جواہر کے مکڑے ہاتھون مین
پڑے ہر ایک شعلہ رخسار ماہ جبین وطرحدار گزر گئے بعد اُن کے مردے عصا ہاے نقرئی وطلائی لیے
ادب وتفاوت پکارتے ۵

نقیب اور جلودار اور چوبدار
دو جانب سے باگین لیے آئیو
بڑھے جاؤ آگے سے چلنا قدم
یہ آپس مین کہتے تھے ہر دم پکار
اُسی اپنے معمول و دستور سے
بڑھے عمرو دولت قدم با قدم
بلانون جو انوبڑھے جائیو
ادب سے تفاوت سے اور دور سے
علم شیر پیکر کا پھریرا کھلا اُسکے

سایے مین گھوڑا شاہزادہ تہمتن وصف شکن مرد میدان دلاور نبیرہ حمزہ حجازی اسد بن کرب غازی
کا شاہزادہ اسلحہ طلسم جمشیدی لگائی زرہ فیروزہ نگار پہنے ارابے زر سرخ وسفید کے لدے شاہزادہ کے
سر پر زر نثار کرتے نقارے کئی ہزار ایک ساتھ بجتے پس پشت چالیس ہزار سوار جرار جلتہ پوش چار آئینہ بند
شجاعت کا ہر ایک کو جوش گھوڑے سے گھوڑا ملاے باگین اُٹھائے برچھی کنوتیون پر مرکب کے رکھے
دلاتیان کمر سے لگائے گرز گران بار لئے ارابے ساتھ بڑے حشم وخدم سے ظاہر ہوئے اور امیر کو اسد نے
کھڑے دیکھکر مجرا کیا گھوڑے سے اتر کر خدمت مین حاضر ہوا صاحبقران نے گلے سے لگایا اور دعاے
فتح وظفر دی دل بھر آیا اسد نے عرض کیا کہ نانا جان آپ کو حفظ وحمایت خداے پاک مین مین نے دیا
امیر نے قبول فرمایا سب سردار گلے سے لپٹ گئے اور ہر ایک نے تنگا تنگ بغل گیر کیا پھر اسد نے کہا
۵ یا امیری وانت مولائی ✤ بسفر رفتنم چہ فرمائی ✤ صاحبقران نے فرمایا ۵ بسفر رفتنت مبارک باد
بسلامت روے و باز آئی ✤ ای فرزند پروردگار عالم جلد تر تمھاری صورت پھر ہمین دکھائے اور طلسم مین
دشمن پر مظفر ومنصور فرمائے تو سدھارو قادر وتوانا خداے دو جہان کے سپرد کیا اسد قدم کو اپنے نانا کے
بوسہ دیکر پھر اُور مرکب پر سوار ہوا سواری بڑے عظم وشان سے مثل باد بہاری آگے بڑھی امیر ادھر پھرے
سردار رونے لگے محلات مین گریہ وزاری کی صدا بلند تھی امیر کے پھرتے وقت شاہزادہ کے بھیر و بنگاہ
کے لوگ خیمے ڈیرے بارگاہین گردون پر لدین جملہ سامان کوچ ومقام شکار کا اسباب سامان جلسہ ارباب
نشاط چنگ ورباب لیے جاتے تھے امیر بارگاہ تک نہ پہونچے تھے کہ یکایک آواز زنگولون کی آئی نگاہ
اُٹھا کر دیکھا سامنے سے شاہ عیاران عمرو بن امیہ حامد آتے ہین چارون عیار ہمراہ ہین لباس عیاری
اور کلاہ سرداری پہنے بانے عیاری کے جسم پر لگائے کمند ہر ایک کے سر سے بندھے گوپھن بازو پر لپٹی

پتھرون کا توبڑا گلے مین ڈالے قنطورہ زربفتی اور تپیادے سقرلاتی جیلہائے جسم نا حق باد مین بھرتی چست و چالاک بنے ہوئے کسوت عیاری و مکاری زیب قد کیے ہوئے امیر کے قدم سے آکر لپٹ گئے امیر نے ہر ایک کو گلے لگایا اور امیر کی مفارقت یاد کرکے ہر ایک بے اختیار رو دیا عمرو نے عرض کیا کہ ای آقاے نامدار واے مولاے قدر شناس اس ساتھ کے کھیلے کو فراموش خاطر عاطر نہ فرمائیے گا اور حقوق دیرینہ خدمتگزاری کے عوض دعاے خیر کیجیے گا اس سفر مین دیکھیے کیا ہوگا مقابلہ شہنشاہ ساحران افراسیاب سے ہی طلسم مین جاتا ہون دیکھیے کیا پیش آتا ہی یا امیر اپنی جگہ پر اپنے فرزند کو سردار عیاران کیے جاتا ہون اسکو میری جگہ پر بٹھائیے گا اور جو مجھسے خدمت لیتے تھے اس سے اس کام کو فرمائیے گا امید ہی کہ وہ یہ منصب ادا کرے اور وہ چالاک بن عمرو ہوا امیر نے منظور فرمایا چالاک اور سب عیار پہونچانے ساتھ آئے تھے انکو یہ حکم بنا بر وصیت خواجہ سنایا سب نے بدل قبول کیا اور چالاک کو اپنا امیر بنایا الحاصل عمرو بھی رخصت ہوکر آگے بڑھے اور تھوڑی دور جاکر ان چارون عیارون سے کہا ای برادران شل شہود ہو کہ اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ الگ الگ صحراے طلسم طی کرکے طلسم مین داخل ہون اور علیحدہ چلنے مین فائدہ یہ بھی متصور ہی کہ اگر کسی جگہ پر کسی کو ضرر ہوگا اور کوئی گرفتار ہوگا تو ایک دوسرے کا وقت پڑے پر کام آوے گا اور جو سب ساتھ چلین گے ایکبارگی گرفتار ہو جائینگے عمرو کے کہنے سے عیار علیحدہ ہوے مہتر قران کسی سمت برق فرنگی ایک جانب ضرغام کسی طرف جانسوز کسی راہ سب الگ الگ چلے اور عمرو جست و خیز کرتا اس راہ کو چھوڑ کر کہ جدھر سواری شاہزادہ اسد کی جاتی تھی ایک طرف کو چلا مگر اب اول حال شاہزادہ کامگار اسد شہسوار کا ذکر کیا جاتا ہی کہ یہ با حشم و خدم قلعہ کوہ عقیق کی سرحد سے گزر کر وہ راہ طی کرکے اس مقام پر کہ جہان نقارہ اور چوب پہاڑ پر رکھی رہتی ہی اور سلیمان اسکے ذریعے سے نامہ و پیام افراسیاب سے کرتا ہی پہونچے اس کوہ بلند کو دیکھا کہ ایک کوہ کہ منزلون تک بلندی اسکی تا فلک ہی کمند فکر کی رسائی محال طائر وہم پہونچے کیا مجال ہے

یکے کوہ بود و بغایت بلند
برفعت زدہ طعنہ برچرخ پیر

برو کہکشان گشتہ گونہ کمند
ز سنگش رخ ماہ گشتہ زریر

شاہزادہ والا گہر وہان پہونچکر ایک لحظہ ٹھہرا اور اس کوہ کو اس حق پرور نے ملاحظہ کیا قلہ کوہ سے پائین کوہ تک کوہ رشک لالہ و نرگستان کواکب کھلا تھا بہار شل گلدستے کے بنا تھا گھاٹیون سے آبشار ہو رہا تھا جھرنا جھڑتا تھا تدرو کہساری کے قہقہے تھے بلبل شوریدہ کے چہچہے تھے سر کوہ پر نقارہ رکھا تھا اور ایک پیر صد سالہ بیٹھا تھا جب اسد عازم داخلہ در کوہ ہوا وہ پیر پکارا کہ ہان ہان

نوجوان کیا غضب کرتا ہی دانستہ دہن اژدر مین قدم دھرتا ہی اس پہاڑ کے ادھر طلسمات ہی بلا کی جگہہ ہی دہان کا
گیا ہوا پھر انہین ملک عدم کے سوا راستہ ملا نہین اپنی جوانی پر رحم کر پھر جا ورنہ تو کجا اور زندگی کجا اسد یہ
کلام سُنکر للکارا کہ باش او پیر نابالغ جوانمرد کہین مرنے سے ڈرتے ہین قدم ہمت بڑھا کر پیچھے کب پھرتے ہین
منم درہم کنندۂ طلسمات سیارۂ عجائبات نبیرۂ حمزہ حجازی شہزادہ اسد بن کرب غازی تیرے رو کے
سے کب رکتا ہون جان بیچکر طلسم مین چلا ہون اُس پیر نے جب نام نامی شہزادہ گرامی سُنا پکار کر کہا کہ اگر یہ
ارادہ ہی اور فتح طلسم کا تہیہ کیا ہی تو بسم اللہ کون روک سکتا ہی تشریف لیجائیے جو قصد ہو پورا کیجیے شاہزادہ
نے گھوڑا آگے بڑھایا اور مع لشکر داخل درۂ کوہ ہوا پہاڑ پر یہان طائران طلسمی اڑے اور نقارہ بجنے لگا
طائرون نے جا کر افراسیاب کو خبر دی کہ بارادۂ فتح طلسم نبیرۂ حمزہ اسد نام اس قدر فوج سے داخل
سرحد طلسم ہوا افراسیاب نے یہ خبر سنکر فی الفور سرحدداران طلسم کو نامے لکھے کہ اسد نامے
شہزادہ حمزہ کا نواسا داخل طلسم ہوا ہی جہان پانا فوراً گرفتار کر لینا ہر ایک ساحر طلسم آمد شاہزادہ
والاتبار سے آگاہ ہوا اور فکر گرفتاری کرنے لگا لیکن شہزادہ نے درۂ کوہ طی کر کے جب سر بدر کیا تو
ایک صحرائے سبزہ زار نواح دلکشا مین گزر ہوا کوسون تک سبزہ لہلہاتا تھا گل خودرو کی خوشبو سے جنگل
بسا تھا اگر کہین خار تھا وہ بھی گل کے گلے کا ہار تھا جھاڑیان زلف معشوق کو شرماتی تھین دریا کی لہرین
رفتار جانان یاد دلا کر دل بیتاب کو لہراتین سبزہ چرخ اخضر کا سبزلہ تھا خلاصہ یہ جنگل ہرا بھرا تھا

سبزہ ایسا تھا دل فریبندہ — مردہ ہو جس کو دیکھکر زندہ
سوئے اس سبزے پر اگر بیمار — تندرستی کے ساتھ ہو بیدار
یہ ہوائے خوش اس سے آتی تھی — روح بالیدگی سی پاتی تھی
بس نظر کرتی تھی جہانتک کام — مخمل سبز ہی بچھا تھا تمام
کف پا جس نے اُس مین پہ دھری — چڑھ گئی بس دماغ کو سردی
دل شبنم یہ چاہتا تھا وہان — ہون اسی سبزہ زار پر غلطان
اک طرف کو وہ سبزۂ نوخیز — اک طرف تھی نسیم عنبر بیز

شاہزادۂ عالی صفات ہمراہ رفیقان نیکذات سیر گلزار کرتا دشت کو رشک آباد کرتا ایک طرف روانہ تھا کہ
سامنے ایک باغ نظر آیا سب نے عرض کی کہ حضور اس باغ پر بہار مین تشریف لے چلین اور نظارہ گل و ریاحین فرمائین
اسد اسی طرف چلا اور قریب باغ پہونچا دیکھا دروازہ باغ کا کاریگرون نے پتھر کا مع چوکھٹ بازو بنایا ہے
سنگ موسیٰ اور سماق اور معدنیات کو تراش کر مثل آئینہ صاف کیا ہے در باغ مثل آغوش تمنا نے عاشق وا

ہو نہ کوئی باسبان نہ کوئی چوکیدار نہ کہ منتظم وہانکی بہار تہی شہزادہ اندر باغ کے آیا اہل لشکر کو بھی لایا ہر طرح کے گل شگفتہ
تھے نہرین جاری تھین فوارہ چھوٹتے تھے متصل نہر کے انگور کی تاک تھی ہر شجر کی اسپر تاک تھی جواہر نگار ستون
کھپانچ کے بدلے سنہری بتیان خاتم بندی کا کام خوشون پر زر بفت کی تھیلیان مستانہ وار ہر شجر کا جھومنا وجد
مین خوشہ کو خوشے سے چومنا چمن کی روش پٹری خوش قطع ڈالی ہر درخت کی ہموار کم و بیش چھانٹ ڈالی
تھی نئی نئی روش نکالی تھی نہرون کے گرد پٹریان بلور کی قریب اُسکے ہری ہری گھانس زمرد کو شرماتی تھی
نہرون مین فوارے چڑھے بلبل کی روح بلبلائے دردو پڑھے پانی کی شفافی پر جان لہراتی نسیم صبا و عنبر فشان
گویا یہ باغ وہ روضۂ رضوان تھا ہر گل و غنچہ نہال فیض نسیم سے مالا مال سے ؎

کیوڑا اور چنبا گل پا چین گڑھل　　لالۂ وصد برگ نافرمان کنول
منہدی اور بیلا و نرگس جعفری　　کررہے تھے سارے گل جلوہ گری
ہو تی داؤدی و بابونہ کنار　　ہو گرا شبو سبھی تھے بے شمار
سنبل و ریحان صنوبر یاسمن　　سیکڑون ہر قسم کے دیکھے چمن
کیا درخت بے ثمر کیا میوہ دار　　اپنے اپنے موقع پر سب کی بہار
چادرین تھین چھوٹتی لاکھون وہان　　حوض تھے لبریز نہرین تھین روان
چھوٹتے فوارے یون تھے بیشمار　　جسطرح ساون مین پڑتی ہو پھوہار
تھا وہ فرحت بخش دل ایسا مکان　　جس کو کہیے ثانی باغ جنان

لیکن اُس باغ مین سناٹے کا عالم سنسان پایا کوئی انسان نہ حیوان بیچ چمنستان مین ایک چبوترہ سو گز
سے سو گز تک مربع سو گز کا مرتفع بنا تھا گرد اُسکے جا بجا چمن ہر ایک مین لالہ پھولا تھا چبوترہ پر جو بنگلہ پڑا
تھا اسمین آکر شاہزادہ ٹھہرا اور لشکر گرد چبوترہ کے اُترا کہ یکایک صدا قہقہے کی آئی اور لالہ کا تختہ جو لگا تھا
پھول اُسکے کھل گئے اور پھولون کے اندر سے اژدہون کے منہ ہزارون پیدا ہوئے قد ہائے آتش چھوڑ
کے دم جو اژدھون نے کھینچے شاہزادہ کا سارا لشکر مع خیمہ و خرگاہ و بارگاہ اُنکے منہ مین چلا گیا اور اسد تنہا
رہ گیا چبوترہ سے اُترکر اپنے رفیقون کی طرف دوڑا پھر ایک آواز تڑاقے کی آئی پیچھے پھرکر جو دیکھا تو
جس گھوڑے پر سوار تھا اُسکے پر نکل آئے ہین اُڑکر ایک طرف چلا جاتا ہے شاہزادہ اُس ہنگامہ مین حیران
تھا کہ لمحہ بھر مین پھر اسی طرح وہ باغ نظر آنے لگا اور ویسا ہی لالے کا تختہ ہو گیا شاہزادہ یاد مین اپنے رفیقون
کے خوب رویا اور پکارا کہ اے گردون ناہنجار و اے فلک کج رفتار تجکو اتنی صحبت پسند نہ آئی مجھسے تنہا
بیابان کی خاک چھنوائی اور بیتابی مین یہ شعر پڑھا ؎ تو مہربان قافلہ سے کہیو اے صبا * ایسے ہی

گر تمھارے قدم ہین تو ہم رہے ÷ کبھی تلوار پکڑ کر اُٹھتا تھا لیکن کسی کو نہ پاتا کہ اسپر وار کرے اور دل کی بھڑاس نکالے وہ باغ نظر مین خار ہوا اور وہ آسیب یہ و بجا کہ وہ بھی نظر آئی نہ کسی رفیق کی صورت دکھائی دی چار ہوکر اس چبوترے پر بیٹھا خیال مین آیا کہ ای اسد یہ مقام طلسم ہے ابھی ایسے ایسے معرکے بہت پیش آئینگے ساحران طلسم کیا کیا نہ دکھائینگے اس پہلی ہی منزل مین گھبرا یون بلبلانا نچاہیئے قدم ہمت آگے بڑھاؤ اور یکہ و تنہا راہ منزل مقصد چلکر تلاش کرو یہ سوچکر اس باغ مین سب طرف پھرا ایک طرف کو دوسرا دروازہ اور دکھائی دیا اسی دروازے سے نکلکر راستہ لیا سفر پیادہ پائی نصیب ہوا ہر گام پر چھالے لب پر آہ و نالے طلسم کا صحرا جہان کا پھول بھی اُنکے حق مین کانٹے ہوتا شاہزادہ یہ شعر ورد زبان فرماتا چلاجاتا تھا

بیت مدد ای خضر بیابان بلا ÷ نہین کٹتا ہی یہ میدان بلا ÷ اسی طرح تین شبانہ روز راہ طی کی اور کوئی جاے سکونت و آسائش نظر نہ آئی تیسرے روز ایک سواد شہر دکھائی دیا شاہزادہ افتان و خیزان وہان پہونچا دیکھا حصار شہر بلور کا ہی سر بسر نور کا ہے دیوار مین نقش و نگار تصویرین شاہ و شہریار کی بنائی ہین تسکار گاہین صحرا کوہ و دریا کی صورتین اصل کر دکھائین در شہر وا ہی پھاٹک فیل مست کی طرح جھوم رہا ہی ہزار ہا ساحر کھوپڑی پر چندن لگائے صورت مہیب بنائے ماتھون تلک دیے گرلے فولادی ہاتھ مین لیے کسی کا سر انسان کا دھڑ حیوان کا کسی چہرہ حیوان کا جسم انسان کا کوئی فیل سر کوئی اژدر صورت کوئی ببر صورت ہر قسم کی شکلین سحر سے بنائے کھڑے ہین سامنے ان کے آگ کے لکڑ سلگتے ہین ہوم ہو رہے ہین دروازے کے قریب قلعہ ہی ہزار ہا برج اسمین بنا ہی ساحر دیئن تن فیل بدن برج مین بیٹھا ہی گھنٹے اور ناقوس بجتے ہین بھجن سامری و جمشید کی تعریف مین گا رہے ہین شاہزادہ یہ ماجرا ملاحظہ کرتا داخل شہر ہوا کسی نے منع نہ کیا جب اندر شہر کے آیا ملک کو آباد پایا گلی کوچے صاف دل عاشق کی طرح دکانین ستھری اور شفاف ہر طرف اکابر شہر اور اشراف سر گرم کاروبار لین دین اور بیوار جاری ہر سکان دوکان کی تیاری بڑی ایک طرف صرافہ دوسری طرف بزازہ چار طرف صراف چادرین بچھائے کوڑی پیسے اور درم دینار کا ڈھیر لگائے بزاز اطلس و گلبدن کے تھان کھولے بیٹھے ہین خریدار پھرتے ہین کسی سمت حلوائی تھال سونے چاندی کے لگائے جنمین مٹھائی انواع و اقسام کی لذیذ و عمدہ چنی ہوئی بیچ رہے ہین کہین نانبائی ہین کسی طرف کنجڑے اور قصائی ہین کہین بساط خانہ کی سجاوٹ ہی کہین گل فروشون کی بہار کسی طرف ساقنون کی بناوٹ ہی رنڈیان طرحدار جابجا چوک مین آباد تماشا بین دل شاد عورتین جوان لنگے زر لفت کے دھوتی کے انداز پر کسے ساریان آدھی اوڑھے اور آدھی باندھے بعض کسوہ وٹنہ مین پچکا ٹکا کرن لگی اُسکی گاتی سورج سے زیادہ جگمگاتی سب گوکھرو کی انگیا کچھی وضع دار کچونکا دو بہار جوبن کا عالم

کرتے ہاتھون مین کڑے پاؤن مین تین تین سونے کے چھڑے نازوانداز دکھاتی عاشقون کو لبھاتی تھین کہین
کنجڑنین سنگترینن سونے چاندی کی ترازو مین میوے تولتین عاشق تنون کو نارپستان دسیب زنخدانکی بہار
دکھاتین کہ ؎ سدا اپنے عاشق سے یون نعرہ زن ÷ کہ لے نارپستان دسیب ذقن ÷ شاہزادہ اسد شہر
کی سیر دیکھتا پھرتا اور ازبسکہ بھوکا تھا ایک حلوائی کی دوکان کے پاس آیا مشت زر جیب سے نکالکر اسکے
حوالہ کیا کہ تھال مٹھائی کا میرے واسطے لگاکر بھیجے اور آپ ارادہ کیا کہ الگ جاکر ٹھہرے حلوائی نے وہ زر
جو اسد نے دیا اسکو پھینکدیا اور کہا اے شخص یہ زر اپنا لے ہمین یہ روپیہ نہین چاہیے اسد نے وہ روپیہ
لے لیا اور فرمایا کہ بھائی اسمین کیا برائی ہی اُس نے کہا ایسے روپے میرے یہان انبار لگے ہین بلکہ لڑکے بجائے
کنکر ٹھیکرے انھین اشرفیان روپے سے کھیلتے ہین یہ کہکر اپنے ایک ملازم کو حکم دیا کہ جاکر تھوڑا سا زر و جواہر
دامن مین بھر لائے اور اس مرد اجنبی کو دکھائے وہ گیا اور جھولی بھر کر جواہر لایا اسد کو دکھایا شاہزادے
نے کہا پھر یہان خرید و فروخت کی کیا صورت ہی کہا سکہ رائج الوقت ہمین دو اور جو چیز جی چاہے مول لو شہزادہ
نے کہا یہان کس کا سکہ چلتا ہی کہا افراسیاب کا اسد نے کہا اس شہر کا کیا نام ہی کہا شہر ناپرسان
اسے کہتے ہین اور کاغذ کے روپے چلتے ہین یہ کہکر اُسنے اپنے غلے سے ایک روپیہ نکالکر دکھایا کہ یہ سکہ یہان
چلتا ہی شاہزادہ نے دیکھا کہ کاغذ کے پرچے پر تصویر ایک بادشاہ کی ہی دوسری طرف کاغذ کے کچھ نقش
و نگار ہین حلوائی نے کہا ایسا ہی روپیہ دو تو سودا ملے ورنہ اپنا راستہ لو اسد نے جب یہ کلام سنا وہان سے
دوسری دوکان پر آیا اور چاہا کہ اس سے کچھ سودا لے وہان بھی یہی جواب پایا اسد بھوکا تھا از حد غصہ مین
آیا اور کہا آخر تو اس شہر کو ناپرسان کہتے ہین کوئی پوچھنے والا نہین تم بھی بازار لوٹ لو تمام شہر مین غدر
کردو یہ سوچکر ایک حلوائی کی دوکان سے تھال اُٹھایا اُسنے چور چور کہکر غل مچایا لوگ دوڑے اسد
نے جو قریب آیا گردن پکڑ کے ایک کا دوسرے سے سر لڑایا اور دو ایک کو جہنم مین بھیجا ایک غلغلہ ہوا
کوتوال شہر دوڑا اسد نے تلوار کھینچی اور دو ایک کو زخمی کیا اور دوکان پر حلوائی کی چڑھ گیا اور اسکے بیٹھنے
کی چوکی بیچ سڑک پر بچھائی تھال مٹھائی کا آگے رکھ لیا اور کھانا شروع کیا اور جو پاس آیا اُسے مارا دوکاندار
بھاگ کے حاکم پاس گئے راوی کہتا ہی افراسیاب نے اپنی زوجہ ملکہ حیرت جادو کے لیے یہ شہر آباد
کیا ہی اور حاکم یہان کی حیرت ہی اور اسجگہ ایک گنبد بنا ہی کہ نام اُسکا گنبد بے نور ہی اور اسمین تین درجے
ہین ایک درجے مین بارہ ہزار ساحر رہتے ہین اور دوسرے مین کئی ہزار گھنٹے ٹنگے ہین ناقوس رکھے
ہین اگر وہ بجین تمام ساکنان طلسم بیہوش ہو جائین اور تیسرے درجے مین حیرت جادو بیٹھکر سیر طلسم
کرتی ہی یہان سے طلسم کی سب کیفیت دور تک دکھائی دیتی ہی اور اُسکے ایک طرف طلسم گلشن ہے

ملکہ حیرت کا خاص مسکن ہی عجب دلچسپ جگہ ہی طلسم ظاہر مین یہ مکان بنا ہی اور یہ شہر اسی لیے آباد ہوا ہی تاکہ ملکہ
جب گنبد کی سیر کو آئے کسی چیز کی تکلیف نہو سب چیزین یہان پائے فی الجملہ اُسوقت ملکہ حیرت اسی گنبد
مین جلوہ گر ہی طلسم کی سیر دیکھنا مد نظر ہی ناچ سامنے ہو رہا ہی سترہ سو کنیز زیور سے آراستہ دست بستہ
سامنے کھڑی ہین کہ یکایک فریاد ہی کا غل سُنا زمرد جادو اپنی وزیرزادی سے حکم دیا کہ دیکھو یہ کون استغاثہ
کرتا ہی کس نے ظلم کیا ہی یہ کیا ماجرا ہی زمرد جادو نے جاکر حال دریافت کیا اور فریادیون کو سامنے گنبد کے لائی
ملکہ نے ماجرا پوچھا رعایا نے اسد کے ظلم کی کیفیت سنائی ملکہ نے ایک خواص گلشن جادو نام سے حکم
دیا کہ جاکر اس لیٹرے کو پکڑ لائے تاکہ سزا دی جائے گلشن جادو بموجب حکم کے ہمراہ فریادیون کے چلی
اور قریب شاہزادے کے آئی دیکھا کہ ایک جوان رعنا رشک مہ پیر کنعان تخت پر بازار مین بیٹھا ہی
تلوار ہاتھ مین ہی مٹھائی کھا رہا ہی لیکن شعشہ نور حُسن سے اُسکے وہ بازار تمام منور اور روشن ہی گلی کوچہ
رشک وہ وادی ایمن ہی ایسا حسن کبھی دیکھا نہ سُنا کہ ؎ سُنا یوسف کو حسینان جہان بھی دیکھے +
ایسا بیمثل طرحدار نہ دیکھا نہ سُنا + گلشن جادو دیکھتے ہی اسد کو فریفتہ ہوئی اور پکاری کہ کیون صاحب
تم کون ہو جو ہماری ملکہ کی رعیت پر اسطرح کا ظلم کرتے ہو اور چیزین چھین کر کھاتے ہو اسد نے اُسکی صدا
سُنکر سر اُٹھایا دیکھا ایک ساحرہ ماتھے پر ٹیکا سینہ درکا لگائے ساری باندھے جھولی گلے مین سحر کی ڈالے
چلی آتی ہی دل مین خیال کیا کہ مقرر یہ تجھ پر سحر کریگی اور پکڑ لیجائیگی پھر ساری شیخی کرکری ہو جائیگی کچھ کر کے
اور اس حرامزادی کو سزا دیجیے یہ سوچکر پکارا کہ ذرا ہمارے پاس آؤ تو اپنا حال سُنائین اور تمھارے ساتھ
تمھاری ملکہ کے پاس چلین گلشن جادو قریب اسد کے آئی اسد نے آنکھ سے اشارہ کیا گلشن سمجھی کہ یہ
مرد امجھپر ریجھا فوراً آکر اسد کے ہاتھ مین ہاتھ ڈال لیا اور کہا چلو ملکہ کے پاس لیچلون اور دل مین یہ ہی کہ
ملکہ سے مانگ کر مزے اڑاؤن اپنے گھر لیجاؤن اسد نے جب ہاتھ اسکا پایا ایک جھٹکا دیا کہ یہ گری اسکی
گردن پکڑ کے کپڑا اپنا پیرہن پھاڑ کر اسکے منھ مین ٹھونسا کہ سحر نکرے اور اسی کے دوپٹہ سے مشکین باندھکر
ایک دوکان کے ستون سے باندھ دیا اور پانچ چار کوڑے مارے کہ بلبلا گئی اسد نے پھر بیٹھکر مٹھائی کھانا
شروع کی دوکاندار یہ حال دیکھکر دور سے غل مچاتے ہین اسد کو دھمکاتے ہین مگر کوئی پاس نہین آتا ہی
اسد مٹھائی کھائے جاتا ہی آخر پھر جاکر ملکہ حیرت سے کہا حیرت نے یہ سُنکر ہنس دیا اور اپنی وزیرزادی
زمرد جادو سے کہا جاکر اس موے کو پکڑ لا اور گلشن کو چھڑا اُسے لاکر یہان پہونچادے وزیرزادی یہ سُنکر
سحر کرکے اُڑی اور آکر اسد پر سحر کیا کہ ہاتھ پاؤن کی طاقت جاتی رہی گلشن کو کھولدیا اور اسد کی گردن
مین پنجہ ڈالکر لے کر اُڑی گلشن بھی ساتھ ہوئی اسد کو ملکہ حیرت کے سامنے لاکر ڈالدیا اسد نے دیکھا کہ ایک

زن حسینہ لباس پرزر پہنے مسند پہ بیٹھی ہی ستر سو عورت سامنے ہاتھ باندھ کھڑی ہی اسد نے منھ اس کی جانب سے پھیر لیا لیکن حیرت صورت اسد کی دیکھکر حیرت مین آگئی اور پوچھا کہ اے گرفتار رنج والم تو گل کسکے گلستان کا ہی بیان کیونکر آیا شاہزادے نے فرمایا کہ نواسا حمزہ صاحبقران کا ہون واسطے فتح کرنے طلسم کے آیا ہون ملکہ حیرت نے جب نام صاحبقران کا سنا فرط حیرت سے سر دھنا اور گھبرا کر خواصون سے کہا میرا صندوقچہ اٹھا لاؤ وہ گئین صندوقچہ جا کر لے آئین ملکہ نے صندوقچہ کھولکر ایک تصویر نکالی اور شاہزادہ اسد کی صورت سے ملائی بعینہ مطابق پائی اسد سے پوچھا کہ نام تیرا کیا اسد ہی فرمایا ہان اسد ہی عبد ذلیل خداے صمد ہی حیرت نے خواصون سے کہا یہ بیشک طلسم کشا ہی تصویر مطابق ہی نام سے نشان اور پتہ ملتا ہی اسے صحراے طلسم مین پھینکدو اگر طلسم کشا ہی از خود طلسم سے نکل جائیگا اور اگر کوئی دوسرا ہی تو صحرا مین سرگردان ہوکر جان دیگا یہ حکم سنکر جادوگرنیون نے کچھ سحر پڑھا شاہزادہ اسد بیہوش ہوگیا وہ اٹھا کر صحراے طلسم مین لائین اور چھوڑ کر چلی گئین بعد لمحہ کے شاہزادہ کی آنکھ کھلی ایک صحراے سبزہ زار مین اپنے تئین پایا اٹھکر ایک طرف روانہ ہوا دیکھا کہ یہ صحرا نزہت آگین نمونہ بہشت برین ہی ؏ ہر نخل کی شان جیسے طوبےٰ ✤ سبزے سے تھا دشت چرخ خضرا ✤ سرو شمشاد وقمری و فاختہ کی فریاد تھی بلبل کی زبان پر گل کی شکایت حد سے زیادہ تھی ؏

سنبل مین تھا طرز ذو ذوانب — شبنم مین تھا جلوۂ کواکب
مانند شفق وہ پھول رنگین — تھا رشک نجوم لطف نسرین

کنوئین جا بجا پختہ بنے جنکی چاہ مین باؤلی دوانی ہو شیار ڈالو ان ڈول پھرے پڑیان حکمت کی ایسی تحفہ کہ انگور کی تاک جو انھین چھا نکے تو شرمائے ہر طرف نہرین اور چشمہ جاری لب گردا نون پر انکے گلکاری درخت گلدار بیلا موتیا نسترن جوہی شبو چنبیلی نرگس یاسمن کسی جگہ لالیکے پیالے یاقوت رنگ کسی طرف گل فرنگ کہین نیبو نارنگی ترنجا وے کی مٹھی مٹھی اور بھینی بھینی خوشبو کہین سنبل با زلف پریشان کہین سوسن سو زبان سے باغبان قدرت کا مدح خوان ہر تختہ مین باد بہاری مستانہ وار لڑکھڑاتی پھولون کے پھولنے سے اتراتی ؏ ہر خیابان مین دوڑتی تھی نسیم ✤ لیسے کاندھے پہ اپنے بار شمیم ؏

نہرین تھین لطیف مثل کوثر — لہرین تھین تمام سلک گوہر
پانی تھا اثر مین آب حیوان — نظارہ تھا جس کا مایۂ جان

چھلین لہراتین رفتار معشوق کی ادا دکھاتین گھانس کوسون تک ہری ہری اگی ہوئی تازگی اور سرسبزی بھری ہوئی ہرن بارہ سنگھے چیتل پھرتے دریائی جانور کلیلین کرتے دعا دان کوکلا ہریل بد اکوئل پپیہا

درختون پر جھولا جھولتے نہال نہال ہوکر جھومتے نہرون کے کنارہ قازلیط و مرغابی قرقرے پانی مین منقارین ڈالکر پرون کو بھگوتے اور صاف کرتے پھُریریان لیتے پرون کو اپنے پھر پھراتے ؎

چه دشتے رنگ فردوس برین بود　　خیابان در خیابان حور عین بود

مثال خط خوبان سبزه در گل　　چو زلف از ہر طرف پیچیده سنبل

زفیض باغبان گردیده گل ہا　　چو چشم مے پرستان مست شہلا

اسد یہ کیفیت بہار دیکھتا ایک مقام پر آیا کہ وہان چمنستان مین بہت آدمیون کو گلچینی کرتے پایا پوچھا کہ اے برادران یہ کون مقام ہے اور تمھارا کیا نام ہے گلچینی کرنے سے کیا کام ہے انھون نے کہا کہ حال ہمارا ایک بڑی داستان ہے مگر مختصر سا یہ بیان ہے کہ ہم سب اپنے ملک کے شہزادے ہین بہر شکار نکلے تھے اس صحرا مین آکر پہونچے اس سے پھر کے جا نہ سکے کس لیے کہ جب جاتے ہین راستہ نہین پاتے ہین آخر بناچاری اسی جگہ بود و باش اختیار کی ہے یہان ایک شاہزادی رہتی ہے ہر روز گہنا پھولون کا پہنتی ہے اسکے لیے ہم پھول چنکر گہنا بناتے ہین خواص اسکی آکر سر شام گہنا لیجاتی ہے ہمین اسکے بدلے مین کھانا دے جاتی ہے نظر بفضل خدا رکھتے ہین اور وہی کھانا کھا کر عمر عزیز بسر کرتے ہین اب تم بھی اس صحرا سے نکل نہ سکوگے ہمارے ساتھ رہو اور پھول چنکر گہنا بناؤ اسی طرح یہان زندگی ہوگی اور روٹی ملے گی اسد نے کہا استغفر اللہ مجکو مالی پن نہین آتا یہ تمھین کو مبارک رہے انھون نے کہا ابھی تازہ وارد ہو پیٹ بھرا ہے موٹے تازے بنے ہو جب کچھ دن رہوگے چربی گھلے گی فاقہ کروگے آپ ہی بناؤگے اسد یہ باتین سُنکر اُنسے ہمکلام نہ ہوا اور الگ جا بیٹھا قصد کیا درختون سے کچھ میوہ توڑکر کھائے اور چشمے سے پانی پیکر پیاس بجھائے یہ سوچکر شاخ درخت پر ہاتھ ڈالا وہ ہاتھ مین نہ آئی اونچی ہوگئی اور جو میوہ کہ گرا پڑا تھا وہ بھی نظر سے غائب ہوگیا جب درخت پر چڑھنے کا قصد کیا چڑھا نہ گیا اور پانی چشمون کا بھی ہاتھ نہ آیا جب پانی مین ہاتھ ڈالا دیکھا پانی نہین ریگ ہے ناچار بیٹھ رہا یہانتک کہ وہ دن تمام ہوا اور قریب شام چند کنیزان ماہ تمام مزدورنیون کے سر پر خوان کھانے کے رکھوائے آئین اور پکارین کہ لے معتقدان طلسم کھانا لو اور گہنا دو سب آدمی دوڑے گہنا لیکر حوالے کیا اور کھانا لیا کنیزین چلی گئین اور وہ سب کھانا کھانے لگے اسد بیچارے دور سے بیٹھے دیکھا کیے یہانتک کہ اُنھون نے سب کھانا کھالیا اور انھین ایک نوالہ بھی نہ دیا اسد اُس رات کو بھوکا پیاسا سو رہا جس دم مرغ زرین بال فلک آشیانہ مشرق سے چراگاہ فلک مین آیا ابیات

تاگه از جیب افق خضر صبح　　بر تن شب کسوت ظلمت درید

تاکه کند زنده دل مرده را　　صبح چون عیسے نفسے بر کشید

	راس فلک دستہ ریحان رود		سرخ گل از دستہ گردون دمید	

وہ سب قیدی پھول چننے مین مصروف ہوے اور شہزادے نے اٹھکر فریضہ نماز سحر ادا کیا پھر قیدیون نے
آکر سمجھایا کہ اے گل نورستہ حدیقہ جوانی واے زیب و زینت باغ کامرانی کیون اپنی بہار زندگی پر خزان
لاتا ہی یہ پھول سا چہرہ گل کی طرح کمہلایا جاتا ہی آج ہمارے ساتھ چلکر گہنا بنا شام کو باسایش تمام کھانا
کھا ورنہ صحراے طلسم مین بھوکا پیاسا مرجائیگا پانی ملے گا نہ دانہ پائیگا شہزادے نے کہا تم جاکر اپنے کام مین
مشغول ہو میرے سمجھانے سے باز آؤ وہ سب جاکر پھول چننے لگے اور اسد بیٹھا رہا آخر وہ دن بھی تمام ہوا
شام کو خواصین کھانا لیکر آئین شہزادے نے اپنی جگہ سے اٹھکر عورتون کو ڈانٹا کہ سب کھانا رکھدو
اور تم چلی جاؤ ان عورتو(ن) نے جب اسے برسر پرخاش دیکھا قیدیون کو پکارا کہ جلد آؤ یہ موا سنڈا تمھارا
کھانا چھینے لیتا ہی وہ سب دوڑے اسد نے دو ایک کے سر قبضہ شمشیر مار کر پھوڑے خواصون کو طمانچے لگا
مزہ در ٹیکولاتین مارین سب کھانا چھین لیا اور کپڑے اتروالیے آپ بیٹھکر ان قیدیون کو دکھا دکھا کر کھانا
شروع کیا اور خواصین روتی پیٹتی برہنہ پاس اپنے مالک کے آئین ملکہ مہ جبین الماس پوش بھانجی
افراسیاب جادو مالک طلسم کی ہی کہ افراسیاب نے اسکو اپنی بیٹی کیا ہی اور طلسم کی سلطنت کا مختار
بنایا ہی روز نوروز تخت پر ملکہ کو بٹھاتا ہی اور جشن کرتا ہی اس جشن مین اٹھارہ ہزار شہزادیان اور
بادشاہ مالکان ممالک طلسم ظاہر و باطن و ظلمات سب ملکہ مہ جبین کو نذر دیتے ہین اور سلام
کرتے ہین چنانچہ ملکہ کو طلسم مین یہ صحرا پسند آیا ہی اسجگہ افراسیاب نے ایک مکان اسکے رہنے کو بنایا ہی ملکہ
یہان رہتی ہی اور صندل جادو بہن افراسیاب کی رہکر ہمراہ اسکی حفاظت کرتی ہی اتفاق سے
اسوقت صندل جادو دربار افراسیاب مین گئی تھی کہ خواصین روتی ہوئی آئین ملکہ نے کہا خیر
تو ہی کہا حضور ایک قیدی نیا آیا ہی کہ وہ نہ پھول چنتا ہی نہ گہنا بناتا ہی زبردستی دکھاتا ہی چنانچہ
اسوقت اسنے سب قیدیون کو اور ہمین مارا اور کھانا چھین لیا ملکہ نے کہا ابکی بار تم نہ جاؤ محلدار اور کہاریان
قیدیون کو کھانا پہونچا آئین بموجب ارشاد ملکہ محلدار عصا گنگا جمنی لیے کہاریون کے سر پر خوان
کھانے کے رکھوا کر چلین جب قریب اسد کے پہونچی کہا او موے قیدی کیون تیری شامتین آئی ہین
قضا سر پر کھیلتی ہی کہ تو نے سرکاری آدمیون کو مار کر کھانا چھین لیا اور دیکھو تو موا کس ڈھٹائی سے
بیٹھا زہر مار کر رہا ہی جیسے اسی نے پکوایا ہی اسد کو یہ باتین سنکر غصہ آیا اور دل سے کہا کہ تم بھی بہت
دق ہوے ہو انکو بھی مارو اٹھکر محلدار کو مارنا شروع کیا اور دو لتہ اور عصا اور ہاتھون سے کوڑے
سب چھین لیے کہاریان خوان چھوڑ کر بھاگین اور قیدی سب جابجا چھپ رہے اور اسد کہاریون کے

پیچھے دوڑا ہنگامۂ عظیم برپا ہوا ملکہ غل سنکر باہر مکان کے نکل آئی دیکھا کہ ایک نوجوان حسین کمسن آفتاب روخال ہندو چشم یوسف ثانی اٹھتی جوانی ہو نشہ شراب مین چور ابیات

دو چشمش دو آہوے مردم شکار / دو ابرو دو سر فتنۂ روزگار
بہر خندہ کز لب بر انگیختے / نمک بر دل خستگان ریختے

کہاریون کے پیچھے چلا آتا ہو رفتار مستانہ سے خفتگان کو جگاتا ہو دیکھتا تھا کہ ملکہ اسد پر شیفتہ اور فریفتہ ہوئی اور پکارا ہان ہان ای نوجوان یہ کیا کرتا ہو شہزادے نے نگاہ اٹھاکر جو دیکھا ایک معشوق پری پیکر سامنے نظر آیا جسنے اپنے تیر نگاہ کا دل کو صید بنایا عجب نہر درخشان سپہر خوبی و گوہر بے بہا درج محبوبی کو جلوہ گر دیکھا کہ جسکی زلف شبگون ظلمات پر طعنہ زن اور مانگ سے اسکی جادۂ کہکشان فلک کو راستی کا چلن سکھاتی جبین نور آگین مانند حوصلہ والا ہمتون کے بلند پشت جسکے روبرو خود پسند ابرو کمان نار پستان سیب زنخدان نازنینی نازکبدنی یاقوت لب صبحنے کبک رفتاری طوطی گفتاری شمشاد قدی ماہ رخساری شمس سپہر رعنائی و زیبائی سے

دو زلفش منزل لہاے آگاہ / دران منزل ہزاران خضر گمراہ
ز رویش گر عرق بر گل چکیدے / ازان گل تا ابد بیلے دمیدے
دو ابرو بر بیاض گردن حور / چو بسم اللہ بر سر سورۂ نور
جفا پروردہ چشم سیاہش / اجل صیقل گر تیر نگاہش
پریشان گیسوان آن پری زاد / چو سنبل ریختہ بر فرق شمشاد
فتادی سایہ گر بر رخ ز مویش / نشستی چون رگ گوہر برویش
دہان او شکر ریز تبسم / چو غنچہ گشتہ لبریز تبسم
ز دندانش سخن ناگفتن اولے / در شاداب را ناسفتن اولے
لب لعلش بر بہناے کمیدن / ذقن چون آب در عین چکیدن
قدش سروے کہ چشم بلا زود ور / بیاض گردنش فوارۂ نور
بلا مشغول چشم نیم مستش / شکست بندی دہا بد ستش
رعونت با خرام او ہم آغوش / ہر آنکس دید او رفت از ہوش
سخن کوتہ کنم با وصف آن حور / ز سرتاپاے او نور علی نور

اسد دیکھتے ہی اس سرا پا نور کو نقد حال کھو بیٹھا زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا وہ نازنین بھی مسکرائی اور

اسد کے پاس آئی کہا ای شخص لیٹرا ئین کرنا اچھا نہین اپنا مطلب دلی ہم سے بیان کر اس لوٹ مار سے کیا فائدہ
ہو شہزادہ اسکی گہر ریزی کلام سے مالامال ہوکر گویا ہوا کہ ای پری دلنواز وای مایۂ ناز مین اپنی جان سے تنگ تھا
جب باعث اس تنگ کا ہوا کئی فاقہ گزرے تھے کہ مین نے کھانا چھینا ملکہ نے کہا فاقہ مستی تمھاری ظاہر ہوا سے
مین کیا کرون کہین اپنا ٹھکانا کرو کوئی اور گھر دیکھو شاہزادے نے کہا ای ملکہ ہم تشنہ دیدار تمھارے ہین زکوۃ
حسن تمسے مانگتے ہین ملکہ نے کہا بیغیرتی کا خدا بھلا کرے سوال دیگر جواب دیگر مین کچھ کہتی ہون تم اور سنتے ہو
جلو اپنا راستہ لو اسد نے کہا ؎ خاک ہی اپنی اٹھے تو اس مکان سے اٹھ سکے ✣ ہم جہان چون نقش پا بیٹھے نہ وان
سے اٹھ سکے ✣ ای ملکہ ہم کہان جائینگے تمھارا سنگ آستان ہمارا سر ہی محبت سے مجبور ہر لشہرا ہو یہ باتین
صحرا مین ہو رہی تھین کہ خواصون نے عرض کیا ای شہزادی یہ راستہ کا مقدمہ ہی یہان نہ ٹھہرئیے انکو بھی
گھر لیچلیے ایسا نہو کوئی آجائے دشمنون کو خبر پہونچ جائے الزام دے بدنام کرے ملکہ نے یہ سنکر شہزادے سے کہا اگر
ایسے ہی آپ بھوکے ہین میرے غریب خانہ مین تشریف لیچلیے کھانا نوش فرمائیے دل بہلائیے شہزادہ ہنسکر
ملکہ کے ساتھ ہوا ملکہ انھین لیے ہوئے قریب اس مکان کے آئی اسد نے اس مکان رشک دہ گلستان کو دیکھا کہ
چار دیواری پر اسکے مصقلہ کیا ہوا ہی جواہر کی پچی کاری ہی مذہب مطلا ہی در و دیوار کی صفا کے روبرو آئینہ
سکندر کو زنگ غیرت حاصل اور حوالی زنگین کے مقابل فغفور چین کا آتش حسرت پر دل کمرے گرداگرد
تعمیر نشیمن سراپا پری کی تصویر بلند قصر تا اوج فلک منارون کی چمک ؎

طیور وہم بر عمرے پریدہ	بہ دیوارے حصارش نارسیدہ
زسنگ اندازا و سنگے کہ جستے	پس از فرقے سر کیوان شکستی

ملکہ مہ جبین شاہزادے کو دروازے پر چھوڑکر ایک کمرے پر چڑھ گئی کنیزون کو حکم اہتمام کرنے کا دیا مسند بزر
بچھوائی لیکن یہان اسد نے بیتابی کرکے چاہا کہ کمرے کے زینے پر چڑھ جاؤن جیسے ہی دو تین سیڑھی پر قدم
رکھا کسی نے اٹھاکر نیچے پھینکدیا پھر قصد کیا ایسا ہی ہوا دو تین بار اسی طرح اسد نے ٹھنی کھائی لیکن کمرے
پر جانہ سکا اس عرصہ مین ملکہ اوتر کر آئی کیفیت شہزادے کی دیکھی تو ہنسی اور کہا پرائے مکان مین آپنے چلے آنا
کھیل سمجھ لیا یہ کہکر اپنی وزیرزادی ملکہ دل آرام جادو سے کہا کہ پھوپھی صاحبہ یعنی صندل جادو
اس جگہ حصار سحر کا باندھ گئی ہین کہ کوئی غیر آدمی مکان مین جانہ سکے اسوقت تو کوئی ایسا سحر کر کہ راستہ ہو جائے
اور مین اسد کو مکان کے اندر لیجاؤن دلارام نے افسون پڑھکر دستک دی راہ کھل گئی ملکہ مہ جبین شہزادے
کو لیکر کوٹھے پر آئی اور مسند پر لاکر بٹھادیا خواصون کو حکم دیا دسترخوان چنو خاصہ حاضر کرو بجبر دار شاد ملکہ فی الفور
اغذیۂ لطیف گونا گون اور طعامہاے لذیذ بوقلمون انھون نے حاضر کیا ملکہ نے اسد سے کہا بسم اللہ نوش فرمائیے

اور بعد فراغ تشریف لیجایئے اسد نے کہا ای جانجان تیرے سیب ذقن کو دیکھکر میری پیاس بھوک گئی اب
کھانے کو ہمین لخت دل اور پینے کو خون جگر ہی تمھارا دیدار مد نظر ہی اگر ہمین کھانا کھلانا منظور ہو گلشن اسلام
کی سیر کرو خارستان ضلالت سے نکلکر سحر کرنے سے تائب ہو ملکہ یہ سوال شاہزادہ کا سنکر دم بخود ہوئی اور کچھ سوچکر
جواب دیا کہ سحر کرنا مجھے نہین آتا مگر دین سامری اور خداوند لقا کے ترک کرنے مین کلام ہی کس لیے کہ ان خداوند لقا
کا بڑا نام ہی اسد نے کہا ای ملکہ اگر لقا سچا ہوتا تو میرے نانا حمزہ صاحبقران سے بھاگتا نہ پھرتا ملکہ نے
جب نام امیر کا سنا سمجھی کہ یہ شخص عالی نسب والا حسب ہی بہت خوش ہوئی اور اسد کے سمجھانے سے لقا
پرستی کو ترک کیا شہزادہ اور ملکہ دونون کھانا کھانے مین مصروف ہوے باتین محبت کی کرتے جاتے تھے کہ
یکایک آندھی تیرہ و تار اٹھی اور برق شعلہ بار چمکنے لگی شہزادہ گھبرایا دد سے پناہ مانگنے لگا دیکھا ایک ساحرہ
اژدہے پر سوار ڈروانی صورت بنائے پیرزالہ نیلا قصابہ باندھے کالی پھریا اوڑھے بالون کی جٹا مین لٹکائے
مٹی تھوپے ہڈیون کھوپڑیون کے ہار گلے مین ڈالے آپہونچی ملکہ اور اسد کو بیٹھے دیکھکر پکاری او شوخ دیدہ
ننگ خاندان یہ کون ہی جسے تو لیے بیٹھی ہی ملکہ یہ سنکر کھڑی ہو گئی اور کہا ای پھوپھی یہ مقید طلسم بھوکا پیاسا
یہان انکلا تھا مین نے رحم کھا کر بلا لیا اور کھانا کھلایا اب یہ چلا جائیگا وہ ساحرہ کہ نام اسی کا صندل
جادو ہی یہ باتین سنکر اسوقت تو خاموش ہو رہی مگر دل مین سوچی کہ یہ قیدی گنہگار افراسیاب ہی
اب ہی قتل ہو جائے گا لیکن ملکہ کو یہان سے لے چل اب یہان رکھنا اچھا نہین ابھی خیر ہی ورنہ خراب
ہو جائیگی یہ سوچکر وہ بھی اسباب پر آمادہ ہو گئی کہ اسکو لیکر وہان سے کسی طرح چلدے بس دیکھتے ہی
شیدا ہوئی اور خیال کیا کہ تو بڑھیا ہی طلسم مین تجھے کوئی پوچھتا نہین یہ قیدی اپنا جان بچنا غنیمت جانے گا
اسے تو افراسیاب سے مانگ لینا اور مزے اوڑانا فی الحال اس سے سوال وصل کر ایسی فکر کرکے ملکہ سے
کہا کہ مین سامنے جو کمرہ ہی اسمین جا کر ٹھہرتی ہون تو اس جوان کو میری صحبت کے لیے راضی کرکے وہان
بھیجدے مین خطا تیری معاف کردونگی ورنہ تجھے اسکے پاس بیٹھنے کی سزا دونگی یہ کہکر اسد کے پاس
آئی کہا اے شخص لیت و لعل کرنا اچھا نہین صورت پندرہ برس کی حسینہ و جمیلہ جیسی کوئی عورت ہو ایسی بنائی
کہ اب جو کوئی اسے دیکھے اسکے جمال پر فریفتہ ہوئے اور یہان ملکہ نے اسد سے کہا لو صاحب مبارک ہو
تمکو بھی جان تمپر عاشق ہوئین اب ہمین آپ کیون پوچھین گے کیونکہ خدا نے ایسی معشوق طرحدار کہ
جسکا سن سات سو برس کا ہوگا عنایت فرمائی جایئے اسکے ساتھ مزے اوڑائیے اسد نے ان باتون کا
ملکہ کو جواب نہ دیا اور اٹھکر صندل جادو کے پاس چلا مہجبین نے آبدیدہ ہو کر دامن پکڑ لیا اور
کہا کیون صاحب اتنی ہی دیر مین آپ نے ہماری محبت دل سے بھلا دی جیسے ان تلون مین تیل ہی نہ تھا

اسد نے ملکہ کو گلے لگایا آنسو پونچھے تسکین دی کہ جانی مین تیرا غلام ہون دیکھنا کہ مین اس قحبہ کے پاس
جا کر کیا کام کرتا ہون الغرض ملکہ تو روتی رہی اور اسد دامن چھڑا کر کمرے مین صندل جادو کے گیا
دیکھا کہ وہ ایک عورت خوبصورت بنی ہوئی بصد انداز مسند ناز پر بیٹھی ہی سامنے کشتی شراب کی لگی ہی پلنگڑی
جواہر کے پایون کی بچھی ہی اسد جا کر برابر بیٹھ گیا اُسنے پہلے تو اغماض جتایا پھر جام شراب بھر کر دیا اسد
نے جام لیکر کہا کہ ای جان من اپنی جھوٹی شراب مجھے دے کہ پیون اور دل مضطر کو اپنے تسکین دون اور مین
تو تیرا تشنہ آب زلال وصال ہون یہ کہکر گود مین اُٹھا لیا صندل جادو غمزہ کی وجہ سے نہین نہین
کیا کی لیکن اسد نے پلنگڑی پر لٹا یا اور ایک ہاتھ گردن پر رکھا اور دونون ٹانگون کو بالون سے گانٹھا
صندل جادو سمجھی کہ یہ پیار کرتا ہو اب مطلب تیرا حاصل ہوا چاہتا ہی مگر اسد نے اس طرح گلے
کو دبایا کہ نفس جسد مین پیچیدہ ہوا گلا اسد دبائے تھا سحر بھی نہ ہو سکا لاکھ تڑپی مگر پنجہ مین شیر کے آچکی
تھی کب چھوٹ سکتی تھی آخر کو طائر روح نے قفس تن سے پرواز کی اُسوقت وہ صدائے مہیب
آئی کہ معلوم ہوا آسمان پھٹ پڑا اسد کود کر الگ جا کھڑا ہوا اور مہ جبین روزن در سے اختلاط اسد
کا دیکھ دیکھ کر جل رہی تھی اور دل سے کہتی تھی کہ ہم سے تو کیا کہکر آیا تھا یہان یہ مردوا اس بڑھیا پر ریجھ کر
کیا کیا دارومدار کر رہا ہی اس عرصہ مین صدا دار و گیر کی بلند ہوئی تاریکی عالم مین چھا گئی آندھیان اُٹھنے
لگین پتھر پڑنے لگے آگ برسنے لگی بعد تھمے کے صدا آئی کہ مارا مجھے دغا سے نام میرا صندل جادو تھا
افسوس ہو کہ سات سو برس کی عمر مین کوئی پھول باغ جوانی سے نہ چنا تھا کہ صرصر اجل نے گل حیات
کو پژمردہ کیا ملکہ یہ سُنتے ہی گھبرائی اور دل آرام جادو سے کہا بڑا غضب ہوا پھوپھی جان کو انھون
نے مار ڈالا دلارام نے کہا واری آپ کی محبت مین شہزادے نے اپنی جان کا کچھ خیال نہ کیا اور
اُسے ہلاک کیا ذرا چلیے جا کر دیکھئے تو حال کیا ہی اور کیا گزری ہے ملکہ مع دلارام کے اندر کمرے کے
آئی اسوقت وہ تاریکی بھی دور ہو چکی تھی لاش صندل جادو کی برہنہ پڑی تھی اور اسد ایک جانب
کھڑا ہنس رہا تھا کہ ملکہ روتی ہوئی آئی اور کہا واہ واصاحب تمنے میری پھوپھی کو مار ڈالا اسد نے
کہا کیون ملکہ کیا مین نے اسے جلد جہنم واصل کیا مہ جبین نے کہا سبحان اللہ کیا کہنا ڈریے آپ کے دیدے
سے کہ ایسی چاہنے والی پر کچھ رحم نہ کیا دوسرے یہ کہ میری ہی پھوپھی کو مارا اور مجھی سے تعریف کرایا چاہتے
ہو اسد نے گلے مین ملکہ کے ہاتھ ڈالدیے پیار کیا ملکہ نے ہاتھ جھٹک کر کہا کیا میرا بھی گلا گھونٹ دوگے
اسد نے کہا میری جان تجھپر قربان اگر مین تیرا گلا گھونٹ دون تو پھر مین بھلا کب زندہ بچون یہ باتین
ہو رہی تھین کہ یکایک صندل جادو کی کھوپڑی چٹخی اور ایک طائر خوشرنگ اُسمین سے نکلا اور

افسوس افسوس کہتا ہوا اڑا دلارام نے کہا اے ملکہ یہ طائر نہین ہے یہ سحر جو صندل جادو کے جسم ناپاک
مین تمام عمر کا سمایا تھا وہ نکلا ہے افراسیاب پاس جاکر اسکے مرنے کا حال کہیگا آپ کے بھی دشمن شکل
ماکہ تصویر جادو اور شاہزادہ بدیع الزمان کے گرفتار ہو جائینگے مہ جبین نے گھبرا کر کہا پھر مین
کیا کرون دلارام جادو نے کہا اسد کو لیکر بھاگیے اور طلسم سے باہر نکل جایئے اسد نے کہا مین
واسطے فتح کرنے طلسم کے آیا ہون بغیر قتل کیے افراسیاب کو طلسم سے نجاؤنگا مہ جبین نے منت
کرکے کہا اے دلارام مجکو سحر نہین آتا اگر تجھسے ہو سکے ہم دونون کو بھگا لے چل دلارام جادو نے
عرض کیا اے ملکہ مین ایسی ساحرہ نہین کہ کسی ملازم افراسیاب سے مقابلہ کر سکون یا طلسم کے باہر
آپ کو لیجاؤن مگر آپ کے کہنے سے مین کمرے کے نیچے اوترکر ایک پہاڑ کی صورت بزور سحر بنتی ہون آپ شاہزادہ
کو لیکر آیئے اور اس پہاڑ کی کسی گھاٹی مین مع اسد کے چھپ رہیئے مین آپ کو لیکر اس شکل سے بھاگون
ملکہ نے کہا اچھا دلارام جادو نیچے کمرے کے جاکر زمین پر غلطک مارکر ایک پہاڑ بنگئی اور مہ جبین اسد کو
لیکر نیچے کمرے کے اوتری اور پہاڑ پر جاکر ایک جگہ پوشیدہ ہوئی اسوقت وہ پہاڑ اپنی جگہ سے اکھڑکر چلا
اور جتنی کنیزین انیسین جلیسین ملکہ کی تھین وہ یہ ماجرا دیکھکر رونے لگین مگر دلارام نے کچھ خیال نہ کیا
اور انھین روتا ہوا چھوڑکر ملکہ اور شاہزادے کو لیکر روانہ ہوئی اُدھر وہ طائر جو کہ صندل جادو کے
سر سے نکلا تھا پاس افراسیاب کے باغ سیب مین پہونچا افراسیاب تخت سلطنت پر متمکن تھا ارکان
دولت وزرا امرا حاضر تھے ناچ ہو رہا تھا کہ یہ طائر سامنے تخت کے جاکر گرا اور پکارا کہ اے شہنشاہ ساحران
صندل جادو کو اسد نے قتل کیا یہ کہکر اُس جانور کے مُنھ سے ایک شعلۂ آتش نکلا اور پردون مین
ساری آگ لگی جلکر خاک ہو گیا افراسیاب یہ خبر سنکر رونے لگا اور سب اہل دربار کو سیاہ پوش ہونے کا
حکم دیا اور ملکہ حیرت جادو کو شہر ناپرسان سے بلوایا اُس سے سب حال کہا وہ بھی رونے لگی
افراسیاب مع تمام ارکان سلطنت واکابران طلسم جہان صندل جادو کی لاش پڑی تھی آیا کنیزین
مہ جبین کی حاضر تھین آکر قدم پر گرین کہا ہم بے قصور ہین افراسیاب نے پوچھا کہ مہ جبین کہان گئی
کنیزون نے سب ماجرا مفصلاً اسد اور ملکہ کا عرض کیا افراسیاب نے کہا باہر طلسم کے کیا مجال جو جا سکے
اب پہلے مین لاش صندل جادو کی اُٹھوا لون بعد اُسکے اس گیسو بریدہ کو سزا دون یہ کہکر حکم دیا کہ
تجمل و جلوس طلسمی حاضر ہو بمجرد حکم گھنٹے اور ناقوس بجانے والے نام سامری و جمشید کا لینے والے حاضر ہوے
فولاد کے سواران طلسمی پتلے ہین بانیان طلسم نے بنائے ہین جلوس طلسم کا لیکر آئے تمام اکابران طلسم جمع
ہوئے اور لاش صندل جادو کی بڑی دھوم سے بنا بر آئین دین جمشیدی اُٹھائی الغرض جب

افراسیاب نے اسکام سے فرصت پائی بادل ملول باغ سیب مین آکر فرمان واجب الاذعان بنام
شاہان ممالک طلسم اس مضمون کے لکھکر روانہ کیے کہ دلارام جادو و مہ جبین نبیرہ حمزہ اسد کو
لیکر بھاگی ہین انکو جہان پانا حضور مین گرفتار کرکے لانا اور منجملہ اُن فرمانون کے ایک حکم نامہ بنام ملکہ
مہرخ جادو لکھا مہرخ جادو مہ جبین الماس پوش کی نانی ہی کاہنہ بے بدل ہی ساحری اور منجمی مین
بھی لاثانی ہی افراسیاب کی رشتہ دار ہی ذی لیاقت وہوشیار ہی پہلے طلسم باطن مین رہتی تھی لیکن جب سے
بیٹیا اسکا شکیل جادو ملکہ خوبصورت جادو دختر حیرت جادو پر عاشق ہوا مہرخ سحر چشم بخوف
افراسیاب طلسم ظاہر مین چلی آئی اور شہر رنگین حصار ایک طلسم ہی طلسم ظاہر مین بود وباش اختیار کی
افراسیاب جب حال عشق خوبصورت سے آگاہ ہوا اُسے گرفتار کرکے سحر کرکے ہنڈولے پر بٹھادیا
دریاے خون رواں کے اُس طرف ایک بیابان سبزہ زار ہی کہ وہاں خوبصورت ہنڈولے پر جھولا
کرتی ہی اور ترنا اُسپر سے ممکن نہین ہی اور شکیل جادو کو افراسیاب نے بپاس خاطر مہرخ سحر چشم چھوڑدیا
ہی اس سے کسی طرح کا تعرض نہ کیا ہی اسلیے کہ مہرخ سحر چشم معززان طلسم سے ہی اور راز طلسم جانتی ہی بارہ ہزار
ساحر اسکے مطیع ومنقاد ہین شہر رنگین حصار مین آباد ہی یہ اُنکی حاکم ہی افراسیاب خوفناک رہتا ہی بظاہر
خاطر داری کرتا ہی اور باطن مین عداوت رکھتا ہی فی الحال اُسنے یہ خیال کیا کہ اگر مین مہ جبین کو مثل
تصویر جادو کے گرفتار کرونگا مہرخ سحر چشم کہ نانی اسکی ہی برا مانیگی ایسا نہو فتور کرے اور طلسم کشا سے ملجائے
بدین لحاظ پہلے نامہ اسی کو تحریر کیا کہ اے ملکہ مہرخ نواسی تمہاری ہمراہ اسد کے بھاگی ہی باوجود اسکے کہ مین نے
اسے بادشاہ طلسم بنایا مرتبہ بڑھایا لیکن اُسنے کچھ میرا خیال نہ کیا ننگ وناموس سے ہاتھ دھویا چاہیے
کہ بمجرد دیکھنے نامے کے مہ جبین کو تلاش کرکے حاضر حضور کرو تاکہ تمہاری خاطر سے ملکہ کو چشم نمائی کرکے
چھوڑ دون اور طلسم کشا کو قتل کرون اگر تمکو اس حکم کی تعمیل مین کچھ عذر ہوگا ملک ومال ضبط کرکے قتل
کی جاؤگی سرکار کی باغی کہلاؤگی یہ مضمون عتاب مشحون ضبط تحریر مین لاکر زنار جادو نام اپنے ملازم والا
احترام کو دیا کہ مہرخ کے پاس لیجائے اور جواب باصواب لائے زنار جادو نامہ لیکر بعد قطع مسافت راہ شہر
رنگین حصار مین پہونچا خبر اُسکے آنے کی مہرخ سحر چشم کو ہوئی اُسنے استقبال کرایا دار العمارۃ مین لائی سامان
دعوت مہیا کیا ناچ راگ ورنگ کا جلسہ ہوا بعد فراغ امورات مہمانداری باعث تشریف آوری پوچھا کہ
کس سبب سے آپ نے کلبۂ احزان کو اس عاجزہ کے سرفراز فرمایا زنار جادو نے نامہ افراسیاب کا دیا
مہرخ نے جب مضمون نامہ پر اطلاع پائی چونکہ عقیلہ وفہیمہ ہی آہستہ یہ زبان پر لائی کہ اے زنار جادو آپ
ٹھہرے رہین مین جواب نامہ سمجھکر دیتی ہون اپنے مشیرون سے صلاح لیتی ہون زنار جادو مقیم رہا اور

مہرخ وہان سے اُٹھکر الگ مکان مین آئی ازبسکہ علم کہانت مین دخل تمام رکھتی ہو زائچہ کھینچا اور اسد اور
افراسیاب کے طالع کا حال دریافت کیا تو ثابت ہوا کہ اسد شہسوار عالیجناب قاتل افراسیاب ہو طلسم کو
فتح کریگا جو اُسکا شریک ہوگا وہ عزت پائیگا جان بچے گی آبرو ملے گی جو اُس سے مخالفت کریگا مارا جائیگا
گھر برباد ہوگا کہین ٹھکانا نہ پائیگا غرض جب یہ اُسے علم سماوی سے ظاہر ہوگیا دل سے کہا مہ جبین
تیری نورنظر ہو اُسکی شراکت کر افراسیاب نمکحرام ہو اُس سے کنارہ کرنا بہتر ہو کس لیے کہ لاچین جادو
جو پہلے بادشاہ اس طلسم کا تھا اسکو اُسنے قید کیا ہو اور تیرے فرزند شکیل جادو سے بسبب عشق خوبصورت
جادو عداوت رکھتا ہو اور اسکی معشوقہ کو طرح طرح کی تکلیف دیتا ہو عجب نہین جو فرزند تیرا اس غم مین
مرجائے دنیا سے گزر جائے چاہیے کہ بیٹے اور نواسی کی جان بچاؤن افراسیاب سے لڑکر دل کی لگی بجھاؤن
اسوقت سے بہتر پھر کوئی زمانہ نہ ملے گا فال بھی نیک ہو طلسم کشا بھی آیا ہو فی الجملہ یہ سوچکر نامے کے جواب
مین عرضی افراسیاب کو لکھی جسکی عبارت یہ تھی ای شاہ جادوان واے شہنشاہ ساحران ایک توقیع
وقیع جہان مطاع نے اس نحیفہ کے ورود فرمایا سر احقر خاکسار کو تا باوج آسمان پہونچایا جو کچھ کہ نسبت
میری نواسی کے عتاب ظاہر ہوا ہی جان نثار دن کو بڑا استعجاب ہوتا ہو یون تو کمترینہ ہمیشہ سے معتوب
درگاہ ہو کوئی نہ کوئی الزام ضرور رہا ہی چشم ترحم اور نظر مکرمت میری طرف مدت سے نہین ہو دورافتادہ
بساط عزت خانہ نشین ہو مگر اس امر خاص مین سراسر بقصور ہی محبت سے بشر مجبور ہو کوئی بشر اپنے نورنظر
کو زیر تیغ نہ رکھے گا خود مریگا لیکن اُسکا مرنا گوارا نہ کرے گا خلاصہ یہ کہ اس حقیرہ سے ممکن نہین کہ مہ جبین
کو ڈھونڈھکر گرفتار کرے اور اسکی گردن زیر تیغ بیدریغ دھرے حضور مالک ہین چاہے مجکو سرفراز
کرین خواہ اُسکے عوض سزا دین جو کچھ ہو سکے میرے حق مین قصور و کوتاہی نکرین مجھے نہ آپ سے کچھ سرکار
ہو نہ مہ جبین کی ذلت درکار ہو زیادہ حد ادب عرضی تیار ہوئی زنار جادو کے حوالے کی وہ لیکر طرف
افراسیاب کے روانہ ہوا اور ادھر مہرخ نے اپنے بارہ ہزار ساحرون کو حکم تیار ہونے کا دیا وہ سب
مسلح و مکمل ہو کر حاضر ہوئے خیمے ڈیرے لدے مہرخ نے اپنی مان ملکہ ماہ جادو کو بھی ساتھ لیا اور ایک
نامہ اپنے بیٹے شکیل جادو کو لکھا بیٹا اُسکا کوہستان مین بسبب عشق ملکہ خوبصورت کے رہتا ہو صحرا پسند ہی
گھر بُرا معلوم ہوتا ہو بارہ ہزار ساحر اُسکے ساتھ بہر حفاظت مہرخ نے کر دیے ہین وہ بھی صحرا مین رہتے ہین غرض
اسکو اطلاع دی کہ ای فرزند ہم سے اور افراسیاب سے بگڑ گئی تمہین لازم ہی کہ ہم تک آؤ اور فوج کو بھی اپنے
ساتھ لاؤ جب نامہ شکیل کے پاس پہونچا بہت خوش ہوا کہ اب یا تو افراسیاب کے ہاتھ سے مارے جائینگے یا اپنی
معشوقہ ملکہ خوبصورت کو پائینگے ؎ یا تو سر دیتے ہین یا لیتے ہین دلبر اپنا + آج جھگڑا ہی چکا لیتے چلکر اپنا + انتہی

وقت بارہ ہزار کا لشکر لیکر پنی مان کے پاس آیا مہرخ چوبیس ہزار کی جمعیت سے واسطے ڈھونڈھنے مہ جبین کے روانہ ہوئی لیکن زنار جادو نے جاکر جواب مین نامہ کے عرضی مہرخ کی افراسیاب کو دی یہ ناری آتش غضب سے جلا جب عرضی پڑھی فوراً چند ساحرون کو حکم دیا کہ مہ جبین کو گرفتار کرلاؤ اور جو اُسکی حمایت کرے اُسے بھی سزا دو اور مین لشکرکشی کیا ایک عورت پر کرون تم چند ساحر مہرخ کی فوج کے لیے کافی ہو بمجرد حکم دینے کے ساحر بہر گرفتاری مہ جبین و اسد روانہ ہوے نام اُنکے وقت پر بیان ہونگے مگر اب حال ان دونون شیدائے یکدیگر یعنی اسد و مہ جبین کا سنیے کہ دلارام جادو اسی طرح پہاڑ بنی ہوئی پانچسو کوس نکلگئی مگر سرحد طلسم سے باہر نہ جا سکی کہین کوہ چینی نظر آیا کسی طرف کوہ لاجورد دکھائی دیا طلسم کے عجائبات و غرائبات نظر آئے کہین خارستان نظر آیا کہین گلزار دکھائی دیے اسیطرح کوہستان اور دریاے ذخار سب مقام طے کیے جب بہت دور اپنی دانست مین نکل آئی اُسوقت ایک جگہ ٹھہری اسد و مہ جبین سے کہا کہ پہاڑ پر سے اوتر آؤ وہ اوترے آپ بصورت اصلی بنی اور براہ پوشیدہ پھر ان دونون کو لیکے چلی تھوڑی دور پر ایک صحراے سبزہ زار ملا کہ جہان ہر سمت پھولون کا انبار تھا درخت گنجان سایہ دار لگے تھے نیچے اُسکے چشمے پانی کے بہتے تھے نظم تڑپی آبجو ہر طرف کو بہے ✦ کہین سرو بر قمریان چہچہے ✦ کھڑے شاخ در شاخ باہم نہال ✦ رہین ہاتھ جون مست گردن مین ڈال ✦ ملکہ نے کہا ای دلارام اِس جنگل مین کچھ دل آرام پاتا ہی بھوکے پیاسے بھی ہین دل بیٹھا جاتا ہی ذرا ایک لمحہ ٹھہر کر کسل راہ سے آسودہ ہون کچھ ممکن ہو تو کھاؤن دلارام کو حال پر شہزادی کے رونا آیا کہ افسوس یہ وہ شہزادی عالیجاہ ہی کہ جسکے ہوادار کا پایہ پکڑ کر ستر ہزار بادشاہزادیان چلتی تھین جادہ اطاعت سے قدم باہر نہ دھرتی تھین آج وہی بسیر پا صحرا مین روان دوان ہی نہ ڈنکا نہ تخت نہ چتر شاہی سچ ہی کہ بادشاہ عشق کی بارگاہ رفیع مین رتبہ شاہ و گدا یکسان ہی اور پہر بھی دیکھیے جو جان بچے کس جا امان ملے زمین و آسمان دشمن ہی ہزار طرح کا درپیش رنج و محن ہی افراسیاب جو یان ہوگا ہزارہا ساحر بھیجا ہوگا کوئی دم مین آفت آیا چاہتی ہی آئینہ خیال مین جلوہ عروس مرگ دکھائی ہی مگر خیر یہ شاہزادی تھک گئی ہی ذرا ٹھہر جاؤ دیکھو کیا ہوتا ہی اور مقدر کیا دکھاتا ہی یہ سوچکر دلارام اُس بیشۂ فرحناک مین قریب ایک پہاڑ کے ٹھہری لیکن ملکہ اپنے حال پر فریاد آسا سر پیٹ کر رونے لگی اسد نے اُس شیرین ادا کی دلداری کی ملکہ نے کہا ای بیوفا ہم نے تیرے لیے کیا کیا نہ رنج مول لیا قطعہ

اگرچہ تجھ مین تخم الفت کا ای ستمگر ہم اپنا بوتے
نہ ایسی گلیون مین تیری خاطر کیے ہین نالے بھرے ہین روتے
تو تھا یقینا کہ اسکے نیچے کبھی تو روتے کبھی تو سوتے
خراب و خستہ ذلیل و رسوا نہ تمسے ملتے نہ ایسے ہوتے

خیر اسکا کیا گلہ ہی یہی قسمت کا لکھا ہی مگر اسوقت کچھ غذا ممکن ہو تو کہین سے بہم پہونچاؤ تاکہ شدت گرسنگی دور ہو اسد نے کہا ای ملکہ تم یہان ٹھہرو مین کوئی آہو شکار کرلاؤن اور اُسکے کباب لگا کر کھلاؤن یہ کہکر تیر و کمان لیکر اسد روانہ ہوا اور دلارام کو ملکہ پاس چھوڑا پہاڑ سے دور جاکر ہرن ملا نہ بکہ بیدل تھا اُسکے تعاقب مین دور نکل گیا اور یہان

جب شاہزادہ کو عرصہ ہوا دلارام نے کہا مین جاکر شہزادہ کو بلا لاؤن ایسا نہو کوئی ساحر ملجائے اور انکے دشمنون کو
گرفتار کرے یہ کہکر روانہ ہوئی تو مہ جبین اکیلی رہی اور شہزادے کی تنہائی مین اپنے حال زار پر روتی تھی اور کہتی تھی
ای فلک کبتک مجھے دربدر پھرائیگا ؎

وادی غربت مین پھری پھرون ہمین وحشت لیے
کیا کیا نہ داغ اس زندگی مین چشم عبرت نے دیے
غربت مین جا نکلے تھے کل اک شہر ویرانکی طرف

ہردم غم واندوہ سے سو بار مر کر جیے
کر یاد با فتندون کی ہم وانکے بہت رویا کیے

اس سوچ مین تھی کہ وہ ساحر جو افراسیاب نے
روانہ کیے تھے انمین ظلمات جادو نام ایک ساحر ادھر نکلا مہ جبین کو بیٹھے دیکھکر دل سے خیال کیا کہ ایسی حسینہ وجمیلہ
زر و زیور سے آراستہ ہو اور شاہ نے حکم اُسکے قتل کرنے کا دیا ہو اسے دھوکے سے اپنے گھر مین لیجاکر سوال وصول کر
اگر منظور کرے تو عورت بھی شکیلہ ہو اور مال و زر بھی رکھتی ہو بڑی آسائش سے بسر ہوگی اس ہنگامہ مین یہ کوئی گمان نکریگا
کہ مہ جبین تیرے یہان ہو ملکہ یہ سمجھین گے کہ اسد بھگا لے گیا غرض یہ امور سوچکر قریب ملکہ کے آیا اور سلام کیا ملکہ اسے بیچا کو
دیکھکر دل مین ڈری کہ یہ مجھے گرفتار کر لیجائیگا لیکن اسنے کہا ای ملکہ مین آپکا دوست ہون شہزادہ اسد اور دلارام جادو
کیون آپ سے جدا ہوے ملکہ نے کہا واسطے تلاش آب دوانے کے گئے ہین ظلمات نے صرف حال دریافت کرنے کو پوچھا
تھا جب دلارام و اسد کی کیفیت معلوم کرچکا اسی وقت مکاری سے کہا ای ملکہ شاہزادہ اسد میرے باغ مین تشریف
لیگئے اور مجھے اپنا مطیع کیا اب اسی جگہ بیٹھے ہین اور مجھے آپ کی بلانے کو بھیجا ہو ملکہ نے کہا دلارام آئے تو مین چلون اُسنے کہا
مین آپکو پہونچاکر اُسے بھی ڈھونڈھ لاؤنگا ملکہ اُسکے کہنے سے اُٹھکر ہمراہ ہوئی یہ ملکہ کو لیکر اپنے باغ مین آیا ملکہ نے اس باغ کو
نہایت سرسبز پایا درخت گلدار لگے تھے چمن نسیم عطر آگین سے بسے تھے خلاصہ کلام ملکہ آکر بارہ دری مین باغ کی ایک کرسی
جواہر نگار پر بیٹھی کہا اسد کس مقام پر ہین اُنھین بلادو ظلمات نے کہا مہ جبین اب نام اسد کا نہ لو مین تمپر فریفتہ ہون فقط دھوکا
دیکر یہان لایا ہون تم میرا وصل منظور کرو تمھاری جان بچے گی یہان بحفاظت تمام بیٹھی رہو گی جب اسد قتل ہو جائیگا اور
شہنشاہ کا غصہ کم ہوگا اسوقت اپنے گھر چلی جانا ملکہ جب اس مضمون سے آگاہ ہوئی گھبرا گئی اور کہا ای ظلمات اتنا سمجھ
بیٹا کہ اگر میری آبرو مین کچھ فرق آیا مین فوراً اپنے تئین ہلاک کرونگی اور انگشتری الماس چبا لونگی ظلمات منت
کرنے لگا قدم پر سر دھرنے لگا ملکہ نے نمانا اسوقت یہ دھمکانے لگا زبردستی دکھانے لگا ملکہ نے استغاثہ درگاہ خدا مین
کیا کہ ای خدائے دو جہان وارث مظلومان مجھ مظلومہ کی آبرو اس ظالم کے ہاتھ سے بچا اسوقت قدرت خدا سے ایک
ساحر دخان جادو نام متلاشی ملکہ نا کام اُدھر آنکلا اور آواز ملکہ کی سنکر اندر باغ کے آیا ظلمات کو ملکہ کے ساتھ دست اندازی
کرتے دیکھا اُسنے ڈانٹا کہ او بیحیا کیا کرتا ہو ظلمات اُسے دیکھکر سمجھا کہ راز تیرا افشا ہوگیا یہ جاکر افراسیاب
سے کہیگا وہ تجھے اس حرکت ناشایستہ کی سزا دیگا لازم ہو کہ اسے مار ڈالون اور ملکہ کے ساتھ

زبردستی وصل کرون یہ سوچکر دخان پر ایک گولا فولادی سحر کر کے مارا کہ وہ پھٹا اسمین سے دھوان نکلا سارے
باغ مین تاریکی ہوگئی دخان نے یہ سحر اُسکا دیکھکر فوراً ایک شکیزہ اپنے جھولے سے نکالا اور اُسمین سے
پانی لیکر اور اُسپر پڑھکر اُس تاریکی کی طرف اُچھال دیا وہ سیاہی دھوان ہوکر ایک طرف سمٹکر ہو گئی اُسنے
پھر دوسرا چھینٹا پانی کا مارا کہ وہ ظلمات پر پڑا اور قطرے پانی کے چنگاریان بنکر اُسکے جسم کو جلانے لگین
آخر سارے جسم سے ظلمات کے شعلے نکلنے لگے اور جلکر خاک ہوگیا صدا ہائے مہیب پیدا ہوئین غلغلہ عظیم
برپا ہوا بعد کچھ عرصہ کے وہ آفت مٹی اور صدا آئی کہ کشتی مرا نام من ظلمات جادو بود دخان اُسے قتل کر کے
ملکہ کے پاس آیا اُس شعلہ رو کے جمال سے وہ جگہ منور پائی اُسکے دل مین بھی بُرائی آئی ملکہ پر بہزار جان سے شیفتہ
ہوا اور دست بستہ ملکہ سے عرض کیا کہ اے شہ خوبان اگر تو میرے یہان رہنا گوارا کرے تو مین تمام عمر گردن تابی نکرون
اور شہنشاہ سے عرض کر کے خطا تیری معاف کرا دون اور مقربان شہنشاہ سے مین ہون کوئی ایسا ویسا نہین ہون
ملکہ نے جب یہ کلام اُس نا فرجام سے سنے کہا اے دخان جادو تیری تو وہ مثل ہوئی سے ❊ کرازچنگال گرگم در ربودے ❊
چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی ❊ اس خیال خام کو اپنے دل سے دور کر جو میری عصمت مین فرق لائیگا تو پھر مجکو
زندہ نپائیگا دخان سمجھا کہ یہ عاشق طلسم کشا کی ہے تجھسے راضی نہوگی یہ تصور کر کے سحر پڑھکر ملکہ پر پھونکا کہ ملکہ
خود اُسپر فریفتہ ہوئی اور کہا مجھے تیرے کہنے سے انکار نہین ہے دخان نے خیال کیا کہ یہ مکان پرایا ہے اور مالک
مکان کو تو قتل بھی کر چکا ایسا نہو کہ کوئی وارث آجائے یا کوئی فرستادہ افراسیاب ادھر آنکلے تو پھر قباحت ہوگی
جان بھی جائیگی اور ملکہ بھی چھن جائیگی یہ سوچکر وہان سے اُٹھکر چلا کہ ملکہ سحر کے زور سے اُسپر شیدا ہے یہ بھی اُٹھکر چلی
دونون باغ سے نکلکر صحرا مین روانہ ہوے اور دخان اپنے گھر ملکہ کو لیچلا اتفاقاً اسد ہرن کو شکار کر کے وہان
گیا تو ملکہ کو جہان چھوڑ آیا تھا جب اس جگہ ملکہ نہ ملی ڈھونڈھتا ہوا ادھر آنکلا کہ دخان ملکہ کو لیے جاتا تھا اسد نے
دور سے دیکھا کہ ایک ساحر کے پیچھے ملکہ دوڑی چلی جاتی ہے سمجھا معلوم ہوتا ہے کہ ملکہ سحر مین مبتلا ہے بس ایک
تیر جو تاک کر مارا دخان غافل تھا کہ تیر سینے پر پڑا پشت کو توڑ گیا قلابازی کھا کر گرا اور مر گیا غل اور شور اُسکے مرنے
کا بھی پیدا ہوا اسد پاس ملکہ کے آیا ملکہ اُسکے مرنے سے ہوش مین آچکی تھی اسد سے لپٹ گئی اور رو کر سب
ماجرا کہا اسد ملکہ کو لیکر ایک درۂ کوہ مین آیا اور کمر سے دوشالہ کھولکر بچھایا اور لکڑیان جنگل کی جمع کر کے اپنی تلوار
کو پہاڑ کے پتھر سے رگڑا شرارہ پیدا ہوا آگ نکلی ہرن جو شکار کر کے لایا تھا اُسکے کباب لگائے آپ بھی
کھائے اور ملکہ کو بھی کھلائے پانی چشمے سے لاکر پلایا اور شکر خدا کا کیا ہنوز آسودہ
نہوے تھے کہ یکایک بجلی چمکی اور رعد بڑے زور شور سے گرجا ایک ساحر سیاہ رو تیرہ درون فرستادہ
افراسیاب سے آکر پہونچا اسد اور مہ جبین کو دیکھکر للکارا کہ اب کہان جاؤگے تم شعلہ جادو یہ نعرہ

اسد جُھنکر تلوار پکڑ کر دوڑا اس ساحر نے سحر پڑھکر دستک دی کہ زمین مین اسکا نصف جسم غرق ہوگیا اُسوقت حسب اتفاق دلارام جو اسد کو ڈھونڈھنے نکلی تھی یہان آکر پہونچی اور اس ساحر کو دیکھکر ایک ناریل بڑی دار سحر کا مارا شعلہ جادو نے پھر کچھ افسون پڑھا کہ سحر دلارام جادو کا رد ہوگیا اور پھر آپ ایسا سحر کیا کہ شعلہ بنکر اسد اور دلارام اور مہ جبین کے لپٹ گیا اور اُڑا کر لیچلا راہ مین اسنے خیال کیا کہ مبادا کوئی مددگار انکا ملجائے اور تجھسے چھین لے اس سے بہتر ہے کہ انکے سر کاٹ کر پاس افراسیاب کے لیچلون اور انعام مین ملک و مال لون یہ سوچکر ایک جگہ ٹھہرا اور ارادہ انکے قتل کرنے کا کیا اُسوقت مہ جبین نے رو کر کہا او ظالم پہلے میرا سر تن سے جدا کرنا کہ اپنے مطلوب کو یہان نہ دیکھون خاک و خون مین غلطان نہ دیکھون یہ نابکار ملکہ کا سر کاٹنے چلا اُسوقت اسد نے پکار کر کہا اے نامرد ازلی و ابدی پیشتر مجکو ہلاک کر کب جائز ہے کہ مرد زندہ رہے اور عورت اُسکے سامنے قتل کیجاے یہ ساحر ملکہ کی طرف سے شاہزادہ کی طرف پھرا اسوقت دلارام نے للکارا کہ اے بانی جفا کہان زیبا ہے کہ کنیز زندہ رہے اور مالک اسکے ہلاک ہون قبل انکے قتل کرنے کے میرا کام تمام کر شعلہ انکے کلام سے حیرت مین تھا کہ پہلے کسے قتل کرون لیکن اس حال مین اسد نے رجوع قلب سے درگاہ دادرس غریبان مین بلبلا کر دعا کی کہ اے پروردگار ہمکو شر سے اس ظالم اظلم کے بچا

ابیات

عاجز نواز دوسرا تجھسا کوئی نہین
رنجور کا انیس ہے ہمدم علیل کا

باغ و بہار آتش نمرود کو کیا
مشکل کے وقت حامی ہوا تو خلیل کا

موسی کو تیرے حکم سے دریا نے راہ دی
فرعون کو تو نے غرق کیا رود نیل کا

طوفان مین ناخدا کے کشتی ہے نوح کی
حقا جواب ہی نہین تجھسے جلیل کا

آوازہ تیرے عدل کا ہے بسکہ گوش زد
پشّے سے زور چل نہین سکتا ہے فیل کا

خداوند ایسا سبب ظاہر کر کہ یہ کافر واصل جہنم ہو شہزادہ کا دعا کرنا تھا کہ دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا اور خدا نے ایک دیو کو اس ظالم پر مسلط فرمایا ملکہ آسمان پری زوجہ صاحبقران والی ملک کوہ قاف کبھی کبھی خیریت اپنے شوہر کی منگاتی ہے اسوقت بھی ایک دیو خیریت نامہ لیے طرف لشکر حمزہ کے قاف سے اُڑا ہوا جاتا تھا شور گریہ و زاری سنکر متوجہ زمین کا ہوا اسد کو گرفتار دیکھا اور ایک ساحر کو در پے قتل پایا از بسکہ اسد کو یہ دیو پہچانتا تھا فوراً اُسنے گردن شعلہ جادو کی پکڑ کر بسبب عفا کے تو دہ طور لقمہ بنا کر منہ مین ڈال لیا اور نگل گیا پیٹ مین جاتا تھا کہ معلوم ہوا دم نکلا دوڑنے لگا کہ کمبخت یہ لقمہ کیسا تھا جسنے معدہ مین جاکر یہ آفت برپا کی آخر خدا خدا کرکے وہ شور موقوف ہوا اسد نے رہائی پائی

دیو نے آکر سلام کیا اور حال پوچھا اسد نے کہا تو کون ہے دیو نے کہا آپ کی نانی ملکہ آسمان پری کا بھیجا ہوا پاس امیر کے جاتا ہون اسد نے کہا میری بھی تسلیم نانا جان سے کہدینا اور سب سرداروں کو بھی سلام کہنا اور جو حال کہ اب تک گزرا تھا وہ سب بیان کر کے کہا امیر سے کہدینا اور تو نے بہت برا کیا کہ جو اس ساحر کو مار ڈالا ہم لوگ اگر چاہین تو سارے عالم کے ساحرون کو دیوون سے کھلوا دین اور ہلاک کرا دین لیکن ہمت مردان روزگار سے بعید ہے کہ جو انسان کو جنون سے لڑائین کس لیے کہ جو فعل انسان کر سکتا ہے اُس سے جن بری ہے پھر جنون سے ہنگام جنگ مدد لینا نامردی ہے اگر میری حیات خدا کو رکھنا ہوتی کوئی اور صورت اس ساحر کے مرنے کی نکلتی بس یہ کیا کم ہے کہ ساحر سحر کرتے ہین اور ہم اُنکو عیاری سے ہلاک کراتے ہین سحر کا معاوضہ مکاری کر کے لیتے ہین دوسرے جنگ مبنی بر خدع ہے جنگ مین دھوکا دینا خدا اور رسول نے نہین منع فرمایا ہے اب تو جا لیکن دوبارہ ایسا نہ کرنا دیو سلام کر کے اوڑ کر چلا اور اسد ملکہ کو لیکر ایک صحرا مین آیا تینون درہ مین چھپکر بیٹھے افراسیاب اُنکا متلاشی ہے اور مہرخ سحر چشم ڈھونڈھنے نکلی ہے ساحر ہر طرف فکر مین تینون کی پھرتے ہین غرض انکو تو اس حال مین رکھیے اب ذکر خواجہ عمرو اور چارون عیارون کا سُنیے

داخل ہونا خضر دشت طراری رہبر بادیہ مکاری سالک مسالک جادۂ عیاری خواجہ عمرو ابن امیہ ضمری کا طلسم مین مع چارون عیاران نامدار کے براہ مختلف اور قتل کرنا ساحرون کو اور پہونچنا پاس اسد اور مہ جبین کے اور ملاقات ہونا مہرخ سحر چشم سے لموٗلفہٖ

وہ دارو پلا ساقی سے پرست
کہ جو ایک ہی جام مین کر دے مست

بہانہ نہ کر بادہ خوارون سے تو
حوالے کر اب ساغر مشک بو

پھرین مست بڑ مارتے ہر طرف
چلین رند بنکارتے ہر طرف

ترے فیض سے ہون مین جادو کلام
فسونساز مشہور ہو میرا نام

وہ فقرے دون مین زاہد خشک کو
چلے بیکدے کی طرف مست ہو

سکھا مجھکو ساقی وہ عیاریان
کرون جاکے واعظ سے مکاریان

ہو حرمت دختِ رز کا خیال
بنے رند کا قول سحر حلال

ذرا جاہ پھر بیکدے کو چلو
کہ راہ طلسمات دریافت ہو

بہ بزم سخن طوطی خوش نوا | بدین زمزمہ شد ترنم سرا

سخن سازان معانی دلفریب و رمز شناسان کلام بے ریو و ریب جادو بیانی سے تسخیر طلسم ضمیر تدبیر معجز نمایان اسطرح فرماتے ہین و بنظر دور اندیشی جادہ خطرناک کی طرف سر بچکے یون قدم اٹھاتے ہین کہ جب عیار بینظیر والا تدبیر ہنر پرور خواجہ عمرو اور چارون عیار نامور جنکے نام پہلے بیان ہوئے الگ الگ طلسم کی جانب چلے جاتے تھے براہ مختلف صحرا کو طے کرکے سرحد طلسم مین آئے لیکن ایک دوسرے کا حال جو یان رہا ساحرون کی صورت بناکر چار طرف طلسم مین پھرنا شروع کیا کہین صحرائے سر سبز دیکھا کسی طرف دریائے زخار موجزن پایا پہاڑون کی وانگ طلسم پر کے نئے نئے سوانگ ہر طرف بنگلے ساحرون کے بنے چوکیان جادوگرون کی بحکم افراسیاب بیٹھین ساحر سحر کرتے آگ اور پتھر برستے الغرض عیار علیحدہ علیحدہ سب کیفیت دیکھتے چلے جاتے ہین کہ ایک مقام پر جو عمرو آکر پہونچا صحرائے عجیب وہان دیکھا کہ گھانس کے بدلے کوسون تک مقیش اُگا ہے جنگل سارا چاندی کا ہے عمرو نے اپنے دل سے کہا یہ سارا جنگل ممکن ہوتا تو مین زنبیل مین رکھ لیتا ہاے کیا کرون کچھ بس نہین کیونکر اسے اُٹھاؤن اسی فکر مین تصور کیا کہ جہانتک ہوسکے گھانس یہان کی کاٹ لون بس ہنسیا زنبیل سے نکالکر گھانس کاٹنے لگا مگر ہر طرف پھر پھر کر دیکھتا جاتا کہ ایسا نہو کوئی آجائے اور جلدی جلدی کاٹے جاتا تھا کچھ تھوڑی گھانس کاٹی تھی کہ یکایک صدا آئی باش اے دزد مکار مین تیرے تلاش مین تھا اب کہان جائیگا عمرو نے یہ آواز سنکر گردن اُٹھائی اور کہا افسوس کیا تقدیر بُری ہے ناچار اُٹھکر جو نگاہ کی تو سامنے سے ایک ساحر کو آتے دیکھا کہ سارا بدن اُسکا چاندی کا ہے بال سر کے مقیش کے ہین اسباب سحر کا لیے کالے سانپ سر سے لپیٹے للکارتا ہے عمرو اُسے دیکھکر بھاگا اُسنے سحر پڑھکر دستک جو دی پاؤن عمرو کے زمین مین چمٹ گئے آگے نجا سکا وہ ساحر تلوار کھینچکر قریب آیا اور کہا تیرا ہی نام عمرو ہے افراسیاب کو حکم تیری بیشتر ہے مین نے تیری گرفتاری کو یہ جنگل بزور سحر چاندی کا بنایا ہے آخر تجھے پایا اب شہنشاہ کے پاس سر تیرا کاٹ کر لیجاؤنگا انعام پاؤنگا عمرو نے کہا مین عمرو نہین ہون گھسیارا ہون مصیبت کا مارا ہون اُسنے کہا تو مجھسے مکاری کرتا ہے افراسیاب پہلے ہی خبر تیری دے چکا ہے یہ باتین ہوتی تھین کہ اور عیار جو الگ ہین اُن مین سے مہتر قران نے ایک بلندی پر سے یہ سب ماجرا دیکھا اور ایک عیاری سوچکر روانہ ہوا یہان یہ ساحر کہ نام اُسکا مقرنس جادو ہے عمرو کو قتل کیا چاہتا تھا کہ ایک سمت سے صدا آئی بھائی ذرا ٹھہرنا مقرنس نے

جو دیکھا ایک ساحر جسکے گلے مین سانپ پلٹے ہین ترسول لیے ہے مندرے کان مین پہنے ہے پکارتا
چلا آتا ہے مقرنس ٹھہر گیا وہ ساحر قریب آیا اور کہا اس چور سے جب تک مال میرا نہ قبول کرا لیجے
اسوقت تک قتل نہ فرمایئے یہ میرے گھر سے سارا اسباب اُٹھا لایا خبردار اسباب تو درکنار دیکھیے یہ
موتی اکیلا رہگیا اسکی جوڑی کا یہ چورا لایا یہ کہکر ایک موتی برابر بیضہ مرغ کے نکالکر مقرنس کو دکھایا
یہ دیکھتے ہی فریفتہ ہوا اور کہا بھائی یہ تمنے نایاب چیز پائی ہے ذرا مجھے دو تو اچھی طرح دیکھون یہ تم
کہان سے لائے اُس ساحر نے کہا مین کوہ مروارید پہ رہتا ہون اور وہان گوہر قدرت سے سامری
کی زمین مین پیدا ہوتے ہین یہ اُنھین موتیون مین سے مین نے دو چھانٹ کر رکھے تھے ایک یہ
چورا لایا دوسرا میرے پاس ہے لو دیکھو یہ کہکر مقرنس کو موتی دیا اُسنے لیکر سب طرح سے دیکھا اور
بڑی تعریف کی اُس ساحر نے کہا بھائی اسکو ذرا منھ کی بھاپ دے لو پھر اسکی چمک اور آب وتاب دیکھو مقرنس
نے اُس موتی کو دہن کے قریب لاکر منھ کی ہوا دینا شروع کی وہ موتی شق ہو گیا اور جیسے پھلجھڑی چھوٹتی ہے اس
طرح سے دھوان اُس مین سے نکلا مقرنس کے دماغ مین منھ اور ناک کی راہ سے جاکر پیچیدہ ہوا اور وہ چکر
کھاکر زمین پر گرا اور بیہوش ہو گیا اُس ساحر نے کہ جو موتی لیکر آیا تھا ایک نعرہ کیا نعرہ قران سریع السیر چون باد
بہاری ◆ جہان سر بہنگ در خنجر گزاری ◆ بہ میدان اژدر آتش فشانم ◆ منم مہتر قران شیر زبانم ◆ یہ نعرہ کرکے
ایک بغدہ مارا کہ مقرنس جادو کا سر پھٹ گیا ایک ہنگامہ عظیم برپا ہوا وہ جنگل چاندی کا سب مٹگیا بیابان
ہول خیز دکھائی دیا عمرو نے رہائی پائی قران کو گلے سے لگایا اور عیاری کی تعریف کی قران نے کہا یہ سب
حضور ہی کی تربیت کا اثر ہے اب فرمایئے کیا ارادہ ہے چلنے کا قصد کدھر ہے عمرو نے کہا بیٹا الگ الگ چلنا
صلاح ہے تم اپنی راہ لو خدا حافظ جاؤ قران سلام کرکے روانہ ہوا اور عمرو ایک طرف چلا لیکن خبر مرگ
مقرنس جادو سحر کے طائرون نے افراسیاب کو پہونچائی اُسنے فی الفور دستک دی ایک پتلا فولاد کا پیدا
ہوا اُس سے کہا یہ نامہ میر امہتاب جادو کے پاس بیابان زخشان مین لیجا پتلا نامہ لیکر چلا اور بیابان
زخشان مین پاس مہتاب کے آیا نامہ دیا اُسنے پڑھا لکھا تھا اے مہتاب جادو عمرو اور چار عیار مقرنس
کو مار کر تمھارے جنگل کی سرحد مین آئے ہین اُنکو گرفتار کرنا خبردار غافل نہ ہونا پتلا تو نامہ دے کر چلا گیا لیکن
افراسیاب نے مقرنس کے چند عزیز ساحرون کو حکم دیا کہ جاکر لاش مقرنس کی اُٹھاؤ اور قاتل
کی اُسکے تلاش کرو وہ لوگ بھی روانہ ہوئے اور بعد لاش اُٹھانے کے فکر گرفتاری عیاران کرنے لگے مہتاب
جادو کو جو پتلا نامہ دے گیا ہے اُسنے بنا بر احتیاط ایک مکان وسط صحرا مین بزور سحر بنایا اور اسے خوب آراستہ کیا
فرش مکلف بچھوایا پلنگ مرصع فرش پر لگایا کوئی سامان راحت ایسا نہ تھا جو وہان موجود نہ کیا چند ساحر

دروازے پر پہرا دینے بیٹھے اور ایک جا تہ کاغذ کا کنگرہ دروازے پر اُس مکان کے لگا دیا اور کچھ ایسا سحر پڑھا کہ چاند
ماہ فلک کی طرح روشن ہوا مہتاب کمرہ میں مکان کے بیٹھکر مے نوشی کرنے لگا پھر اُسکے خیال مین آیا کہ عیار
بشکل مبدل آتے ہین پہچانے نہین جاتے ہین اس سے بہتر ہے کہ وہ تدبیر کرون کہ جس طرح کی صورت بنکر عیار
آئین پہچان لیے جائین یہ سوچکر کچھ کاغذ کی چڑیان کترین اور ایسا سحر پڑھا کہ وہ سب زندہ ہوکر اوڑین اور کمرے
کی کانس پر جا بیٹھین خاصیت انمین یہ رکھی کہ جب عمرو آئے ایک چڑیا کانس سے اُڑکر زمین پر گرے اور پکار کر
کہے عمرو آیا اور چڑیا جلجائے پھر جب اور کوئی آئے دوسری چڑیا گرے اور اُسکا نام بتائے اور جلجائے اسی طرح اب
جو غیر شخص آئیگا چڑیان اُسکا نام بتلا دینگی یہ سحر بناکر مہتاب جادو باطمینان تمام بیٹھکر تماشا دیکھنے لگا کہ عمرو اور
قران وغیرہ عیار جنگل مقرنس جادو کاٹ کر کے اُسکے صحرا مین آئے اور عمرو نے دور سے دیکھا کہ بیچ جنگل مین
ایک مکان بنا ہے اور چاند بڑا سا نکلا ہوا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے آسمان کا چاند ہے بلکہ وہ بھی مقابل اُسکے
ماند ہے دروازے پر ساحر بیٹھے ہین کرتھا دھڑ ٹھے ہین پکوان پکتا ہے ساحر ڈفلیان بجاتے ہین بھجن سامری کی توصیف
مین گاتے ہین عمرو نے یہ ماجرا دیکھکر تصور کیا کہ یہ حرامزادے مزے سے بیٹھے ہین انکو چلکر ہلاک کر اس صحرا کو اُنکے
جسد ناپاک سے پاک کر یہ سوچکر ایک ساحر کی صورت اپنی بنائی اور روانہ ہوا جب قریب اُس مکان کے پہونچا
ساحرون کے گانے کی تعریف کی اُنھون نے پوچھا کہ تم کہان رہتے ہو کیا نام رکھتے ہو عمرو نے کہا مجھے نواز جادو کہتے ہین
اور کوہ قلماق کا رہنے والا ہون ساحرون نے کہا اچھا بیٹھو اور کچھ گانا سناؤ عمرو بیٹھ گیا اور اسطرح بلحن دلکش
ایک تان لگائی کہ مہتاب اندر کمرے کے بیقرار ہو گیا اور دروازے سے کمرے کے سر نکالکر ساحرون سے کہا کہ اس گانے
والے کو یہان لے آؤ ساحر عمرو کو اندر مکان کے لائے جب عمرو نے قدم اندر کمرے کے رکھا ایک چڑیا کانس سے
گری اور پکاری عمرو آیا عمرو نے جو سُنا کہ چڑیا نے نام میرا بتا دیا فوراً گلیم اوڑھکر نظر سے غائب ہو گیا مہتاب نے
دیکھا کہ اب وہ گویا نہین ہے ساحرون سے کہا وہ گویا نہ تھا عمرو تھا چڑیا کو بولتے سُنکر چھپ گیا تم سب جاکر بہت
ہوشیاری سے باہر بیٹھو ساحر یہ کیفیت دیکھکر حیران ہوئے اور باہر آکر باہم مشورہ کیا کہ اب کوئی شخص آئے
اُسے گرفتار کر لین گے خلاصہ کلام یہ سب بہوشیاری تمام بیٹھے اور عمرو یہان کی سب حقیقت دریافت کر کے اس
جگہ سے دور جنگل مین نکل گیا اور زنبیل عیاری بجائی عیار جو جابجا منتشر تھے اُنمین سے برق فرنگی نے زنبیل کی
صدا سنکر آپ کو پاس عمرو کے پہونچایا اور کہا استاد خیریت تو ہے عمرو نے کہا اے فرزند مین مناسب جانتا
ہون کہ تم اپنی صورت میری شکل کی طرح بناؤ اور یہ سامنے مکان بنا ہے ساحرون کا مجمع ہے اس طرف جاؤ
وہ لوگ تمھین عمرو سمجھکر گرفتار کرینگے کس لئے کہ وہان سحر کی چڑیان بولتی ہین اور اپنے جانے کا سب حال کہا اور
کہا جب تم پکڑ لیے جاؤ گے ساحرون کو اطمینان ہو جائیگا کہ عمرو کو ہمنے گرفتار کر لیا ہے پھر مین جاکر عیاری کرونگا

اورتمھین چھوڑاونگا برق نے کہا بہت خوب اور اسیوقت اپنی صورت کو عمرو کی طرح بنایا اور ساحرون کیطرف روانہ ہو جب
قریب اُنکے پہونچا وہ تو شورہ کرہی چکے تھے کہ اب جو آئیگا اُسے گرفتار کرینگے برق کو عمرو سمجھکر قید کرلیا اور شور وغل جو اُسکے قید کرنے سے
ہوا مہتاب نے کمرے پر سے پوچھا کہ کسے گرفتار کیا ساحرون نے کہا آپ پہچانئے کون ہے ہم تو جانتے ہین عمرو ہے مہتاب نے کہا یہان لاؤ
مین پہچانونگی برق کو سامنے اُسکے لیگئے جیسے ہی برق نے قدم اندر کمرے کے رکھا چڑیا گرکر پکاری کہ برق آیا اور جل گئی مہتاب نے کہا کیون
عیار تیرا نام برق ہے اُسنے کہا نہین میرا نام عمرو ہے ساحر نے جوابدیا کہ میری چڑیا جھوٹی نہین ہے برق نے کہا بھلا میرا
نام برق ہوتا او مین اپنے تئین عمرو بتلاکر کیون بتلاکرتا کیا مین نہین جانتا کہ عمرو کے سب طلسم مین
دشمن ہین اچھا اگر آپ مجھے عمرو نہین جانتے نہ سہی مہتاب دل مین سوچا کہ یہ بھی سچ کہتا ہے کوئی
اتنے بڑے مجرم کے نام سے اگر بری ہوتا ہوگا تو وہ اور اپنے تئین بچائیگا نہ کہ اور گنہگار بنائیگا یہ خیال کرکے
کہا اچھا اے عمرو تو نے اپنے تئین چھپایا کیون نہین کہدیا ہوتا کہ مین برق ہون اُسنے کہا میرے کہنے سے کیا
ہوتا آپ سحر سے دریافت کرلیتے آپ کو سب طرح کی سحر سے قدرت حاصل ہے مہتاب نے کہا
تقریر تیری سچی ہے مگر میرے سحر نے جو نام تیرا اخلاف بتلایا شاید تیرا نام علاوہ عمرو کے برق بھی ہو برق
نے کہا میرا اصلی نام برق ہے اور مشہور عمرو ہے مہتاب نے کہا کیون مین نہ کہتا تھا کہ سحر میرا غلط نہین
اب ظاہر ہوا کہ تو بھی سچا ہے اور سحر بھی درست ہے مگر ایک امتحان اور کرلون کہ تصویر عمرو کی میرے
پاس شہنشاہ نے بھیجی ہے اُس سے تیری صورت ملالون یہ کہکر صندوقچہ سے تصویر نکالکر مطابق کی
کچھ سر مو عمرو کی صورت مین اور اُس قیدی کی شکل مین فرق نپایا یقین کامل ہوا کہ یہ عمرو ہے بہت
خوش ہوکر ایک طرف بندھوادیا لیکن اب حال عمرو کا سُنئے کہ جب برق گرفتار ہو چکا اور اُنھون نے
دور سے یہ سب ماجرا دیکھا پس اپنی صورت ایک زن حسینہ جمیلہ کی بنائی کہ جسکے جمال جہان آرا کو دیکھکر
فرط حجاب و ندامت سے بدر کامل بھی گھٹکر ہلال ہو جائے سراسر شعلہ نور قدرت خدا کا ظہور حور و پری
کہنا خطا حسن ایسا کسی نے دیکھا نہ سنا شوخی و کرشمہ ناز و ادا ہر ایک اپنے اپنے موقع پر خوشنما پیشانی
چودھوین رات کا چاند تھی بلکہ چاند کی بھی روشنی اُسکے آگے ماند تھی چشم غزالین سرمہ آگین آہوے رم خوردہ
کشور چین سے چشم تو بجادوست یا آہوست یا صیاد خلق ٭ یا دو بادام سیہ یا نرگس شہلاست این ٭ لب
لعلین درج یاقوت رخسار تابناک آئینہ اسکندری دندان سلک گوہر سے تیرے دندان لب نے کردیا
بیقدر عالم مین ٭ گہر کو لعل کو یاقوت کو ہیرے کو مرجان کو ٭ بازو قوت بازوے ناز و ادا کلائی بلورین جسکے
دیکھنے سے عشاق کو کل آئی جب آستین سے باہر آئی گویا شمع فانوس سے نکل آئی سے یہ آنکھے ہے
ساعد کا عالم کہ جسنے دیکھا ہوا وہ بیدم ٭ نیام تیغ قضاے مبرم لقب ہے قاتل کی آستین کا ٭ سینہ

گنجینہ نور شکم تختہ بلور چھاتیان انمول ؎ سوہنا موہن من ہرن کنچن برن اڈول ٭ کڑے کرارے چکنے اونچے گورے گول ٭ بلکہ فرد حسن روز افزون نے گنجائش نیائی سینے مین ٭ بنگیا انگیا کے پردے مین سمٹکر چھاتیان ٭ اور ناف کا شکم مین یہ عالم ہے بیت ہے نور کا دریا شکم صاف نہین ہے ٭ گرداب یم حسن مین ہو ناف نہین ہے ٭ ساق پا کا وہ نورانی عالم کہ بیدل جسکی یاد مین سرنرانو رہین لاکھ فکر کرین مگر اُسے نپائین ؎ لے سہرے تا بناف تو تھا نور کا بدن ٭ رانین بنائین گوندھ کے میدا شہاب مین ٭ پائے نازک کی صفت کیا بیان ہو معلوم ہوتا تھا ؎ صانع عالم نے جب تیرا بنایا کالبد ٭ پاؤن صندل کے بنائے اور اگر کی ایڑیان ٭ الغرض اس حسن وجمال سے اپنی صورت کو آراستہ وپیراستہ کیا ؎ زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مینگرم ٭ کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست ٭ لباس سرخ سونے کا زیور اپنے قد زیبا پہ مزین ومجلی کیا کنگنا کلائی مین باندھا اور پیراہن کو تا بدامن چاک کیا زلف مشکفام رخ انور پہ بکھیر کر گھونگھٹ بنایا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ماہ تابان ابر سیہ مین آگیا ہے اس صورت سے زار زار مانند ابر نوبہار کے روتا ہوا عمرو روانہ ہوا اور جہان مہتاب جادو کمرے مین بیٹھا جنگل کی کیفیت دیکھ رہا تھا اُسکے سامنے کی جھاڑیون مین رونا شروع کیا اور شور وفریاد بلند کر کے شکوہ فلک بے مہر اور مذمت دنیائے فانی کرنے لگا

نظم

ہان دلا کر نظر بدیدۂ غور
نہین دنیا مقام آسائش
کہین جو تھی ہے اور چالا ہے
اور کہین شور مرگ فرزندان

دیکھ دنیائے بے ثبات کا طور
کوئی بزم طرب کا بانی ہے
کہین افضال حق تعالیٰ ہے
ہے یہ دنیائے دون کا سررشتہ

بھول مت دیکھ دیکھ آرایش
کہین ماتم ہے نوحہ خوانی ہے
ہے کہین شادی حنا بندان
نوش اسکا ہے نیش آغشتہ

کیون اے چرخ کج مدار واے گردون ناہنجار یہ تو تبا کہ مین نے تیری کیا خطا کی تھی کہ جسکے بدلے اور پاداش مین تو نے مجھکو یہ سزا دی ہے افسوس صد ہزار افسوس ؎ جو گل نہ کھلنے پائے تھے پھول انکے ہوگئے ٭ مسند سے وہ اٹھتے ہی تکیہ مین سو گئے ٭ اسطرح پر تڑپکر اور بلبلا کر عمرو رویا کہ دل سنگ آب ہوگیا اور شور واصیبتا کان مین مہتاب جادو کے نیو نچا اُسنے جھاڑی کیطرف جو بغور دیکھا ایک حورِ شب اوّل کو کہ ماہ تابندہ فلک حسن ہے خسوف کے رنج ومحن مین مبتلا پایا لباس سارے جسم کا تار تار ہے دشنۂ غم سے سینہ فگار ہے سر کے بال پریشان ہین تنہائی کے عالم مین اپنے حال پر گریان ونالان ہے مہتاب اُسے دیکھکر درپے حقیقت ہوا اور ساحرون کو حکم دیا کہ اس عورت کو بدلداری تمام بلاؤ ساحر حکم سنکر چلے جب قریب پہونچے وہ نازک اندام ساحرونکو دیکھکر گرتی پڑتی اور طرف چلی ہر چند منت سے کہا کہ ہمارے مالک تمھین بلاتے ہین مگر اُسنے کچھ جواب نہ دیا ساحرون نے اگر مہتاب سے اسکے سماعت نکرنے کی حقیقت کہی یہ اُس رشک وہ خورشید خاوری کو دیکھکر بیقرار ہوا تھا خود اُٹھکر چلا اور جھاڑی کے پاس جب آیا پھر وہ گلفام افتان وخیزان بھاگی اُسنے بڑھکر ہاتھ پکڑلیا اور اُسکے روئے زیبا وسراپائے خوش ادا کو

بنظر غور دیکھا شعاع تنویر حسن کی چمک سے نظر خیرہ ہوئی ابیات

وہ صبح جبین تھی صبح جنت
بینی کے قریب کب تھے ابرو
آنکھین اُستاد سامری تھین
دنبالہ کب اُن مین سرمے کا تھا

ہر چین بنی تھی موجۂ لطافت
شہباز نے وا کیئے تھے بازو
نشے مین شراب کے بھری تھین
بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا

دیکھتے ہی دست و پا کی قوت جاتی رہی جی سنسنا گیا قریب تھا کہ غش آجائے لیکن اپنے تئین سنبھالا اور کہا اے غیرت وہ بتان آذری واسطہ خداوند سامری کا اپنے حال پر ملال سے مجھے آگاہ کر کہ تو کس قلزم حسن کی گوہر ہے اور کس درج گران بہا کی جوہر ہے اسطرح کیون زار و نزار ہے کیا تجھے آزار ہے اس زہرہ جبین نے یہ کلام سُنکر ایک آہ سرد دل پر درد سے بھری اور اس طرح پھوٹ کر روئی کہ مہتاب جادو کا دل بھر آیا اور تسکین کرنے لگا اسوقت اُس عاقلہ نے کہا کہ مین کیا اپنا حال زار بتاؤن اور کس کس رنج کا اظہار کرون ؎ چہ گویم از سر و سامان خود عمریست چون کاکل ٭ سیہ بختم پریشان روزگارم خانہ بر دوشم ٭ جنکے ہم طالب دیدار ہین انکی صورت زیبا ملک عدم مین جا کر دیکھین گے ہائے وہ ہمین چھوڑ کر پیوند خاک ہوے مین اُنھین اچھی طرح جی بھر کر دیکھنے بھی نپائی کہ وہ دنیا سے چل بسے بیت انکو روتا ہون جو تھے اپنے ہنسانیوالے ٭ گور مین سوتے ہین پہلو کے سُلانیوالے ٭ یقین ہے کہ ہماری قبر پہ بس مردن نرگس آگے گی پتہ کشتۂ انتظار کا بتائیگی غزل

ہماری قبر پہ کہتی تھی کل یہ بلبل زار
پڑھون غزل وہ جنون خیز جسکے سننے سے
پڑھون مین قصۂ لیلی کو کیا ببانگ بلند
بقول شاعر شیرین کلام سُن اک نقل
ٹھہر ٹھہر کے ہر ایک آشنا کی تربت پر
سوال اُس سے کیا مین نے ایک گل نرگس
تب اُسنے ہو متبسم جواب مجکو دیا
کہ کام ہے گل نرگس کا نرگستان مین
مین اُسکی آنکھین ہون جس شخص کا یہ مرقد ہے

اُٹھو اُٹھو کہ پھر آئی چمن مین فصل بہار
رہے نہ ایک گریبان مین کسی کے تار
عدم کے خواب سے مجنون نہو کہین بیدار
ہوا جو شہر خموشان کی سمت میرا گذار
جو دیکھتا ہون کہ اک سمت کو ہے نرگس زار
تو سر نگون ہے بھلا کس لیے بخاک مزار
عزیز مجکو تو نرگس نہ جانیو زنہار
سوا اُسکا گورغریبان مین کسلیے ہو گذار
کہ زیر خاک بھی ابتک ہے حسرت دیدار

اے عزیز مین ایک ساحر جلیل القدر کی بیٹی ہون کہ نام اُسکا عیب جادو تھا ہمیشہ سے پیشہ تجارت کرتا تھا مین اپنے چچا کے لڑکے پر عاشق ہوئی کہ نام اُسکا ماہ سیما جادو تھا ابھی ہنوز سبزہ بھی رخسار پر آغاز نہ ہوا تھا

عین شباب وجوانی کے دن تھے مرنوالے بہت کمسن تھے جب میرے باپ نے ماجرائے محبت میرا نسبت اُسکے سنا مجھے
اُسکے ساتھ منسوب کرکے شادی کی فکر کی خلاصہ کلام جس روز میری برات تھی اُس روز ایک زنگی کہ مجھپر ایک مدت
سے فریفتہ تھا اور مین اُسکے قبضہ مین نہ آتی تھی میری شادی کی خبر سُنکر رات کو مع دس بیس قزاقون کے آکر
کودا میرے شوہر کو کہ ہنوز اُسنے شربت وصل نہ پیا تھا کہ ذائقہ تلخی مرگ کا چکھایا اور میرے والدین اور چچا سب کو
قتل کیا مین اُسی ہنگامہ آفت زا مین بھاگ کر صحرا نورد ہوئی یہ کہانی میری ہے اب کچھ عرصے کی اس جہان فانی مین
مین بھی مہمان ہون اس غم سے جان دونگی مہتاب جادو یہ قصہ جانکاہ سُنکر رونے لگا اور اپنی زبان کو بہر تسکین
اُس غنچہ دہان کے کھولا کہ اے معشوق سراپا ناز جو مر گئے اُنکا غم تا کجا ؎ کسی کی مرگ پر اے دل نکیجے چشم تر ہرگز ؛
بہت سا روئیے اُنپر جو اس جینے پہ مرتے ہین ؛ اب تجھین لازم ہو کہ میرے کلبۂ احزانکو اپنے قدوم مسرت لزوم سے
چلکر آباد کرو اور عمر عزیز بمصاحبت مجھ ایسے عاشق جانباز کے بسر بخاطر شاد کرو بیت وگرنہ تو بھی کُڑھ کُڑھ کے مرجائیگی ؛
اسی طرح جی سے گذر جائیگی ؛ مین بھی افراسیاب کا مصاحب ہون ملک طلسم صاحب طاقت ہر قسم ہون تمام عمر غلامی کرونگا اور اچھی طرح
رکھونگا ورنہ ؎ یہ حسن وجوانی اور اُسپر یہ غم ؛ ستم ہے ستم ہے ستم ہے ستم ؛ اُس نازک بدن نے یہ باتین سُنکر کہا
کہ مین شوریدہ سر و بخت کسیکے یہان رہنے کے قابل ہون فرد در محفل خود راہ مدہ ہمچو منی را ؛ افسردہ دل افسردہ کند انجمنی را ؛
مہتاب جادو نے بہت قسمین دین اور پاؤن پر سر رکھا منتین کین اُس سراپا ناز نے کہا بھلا صاحب تمہارا نام
کیا ہے کیا پیشہ کرتے ہو کام کیا ہے اُسنے کہا مہتاب جادو مجھے کہتے ہین یہان سے سرحد کوہ لاجورد تک کے ساحر
میری اطاعت کرتے ہین اس قمر پیکر نے جب نام اُسکا سُنا کانون پر ہاتھ رکھے کہا مین ساحر کے نام سے ڈرتی ہون
کارخانہ سحر کا دیکھکر میرے دم پر بنتی ہے ساحر ہزار ہزار برس کا سن رکھتے ہین جب چاہتے ہین فوراً عورت بنجاتے ہین جب
جی چاہتا ہے مرد بنجاتے ہین مہتاب نے یہ کلام سُنکر دل سے کہا تو نے ناحق اپنے تئین ساحر اظہار کیا اب مطلب
سارا فوت ہو گیا کہا اے دلدار مین تیرے نثار کبھی تیرے روبرو سحر نہ کرونگا اور مین ابھی کمسن ہون تین سو پچیس برس
کا سن رکھتا ہون اس غارتگر ایمان نے کہا قسم کھاؤ کہ کبھی مین ساحری نہ کرونگا مہتاب نے قسم جمشید کی کھائی کہ کبھی
اس قول سے نہ پھرونگا اُسوقت یہ محبوبہ مہتاب کے ساتھ ہوئی اور وہ لیے ہوئے اُسی مکان مین آیا جیسے ہی اس گلفام
نے اندر کمرے کے قدم رکھا کانس سے ایک چڑیا اُڑی اور زمین پر گر کر پکاری عمرو آیا اور جلگئی مہتاب نے اپنے دلمین
کہا مین عمرو کو ایکبار قید کر چکا ہون تصویر ملائی وہ بھی مطابق پائی تھی اب یہ چڑیا جھوٹی ہے ادھر تو اسنے یہ خیال کیا اُدھر
اُس معشوقہ نے کہا اسی باتون سے مین نہ آتی تھی لو اب جاتی ہون سحر کے سبب سے میری جان جائیگی مہتاب تو فریفتہ
ہو رہا تھا کہنے لگا اے جانمن یہان عیار آتے ہین مین نے اپنی حفاظت کو یہ چڑیان تیار کی ہین کہ مجھے خبر دیتی ہین اسنے
کہا تو مین باز آئی یہ چڑیا مجھی کو عیار بناتی ہے اب تم مجھسے پرہیز کرو مین عیار ہون ایسا نہ ہو مین تمھین مار ڈالون یہ کہکر

اٹھکر چلی مہتاب اُٹھکر لپٹ گیا اور خوشامد کرکے پھر اندر کمرے کے لایا ایک چڑیا گری اور پکاری کہ عمرو آیا اُس نازنین
نے کہا اے مہتاب اب کون شخص غیر آیا جو اس چڑیا نے تجھے آگاہ کیا مہتاب نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ سحر مین کچھ فرق
پڑگیا اور دوسرے یہ کہ تم ڈرتی بھی ہو مین اس سحر کو مٹائے دیتا ہون یہ کہکر کچھ افسون پڑھکر دستک دی کہ سب چڑیان زمین پر
گرکر جل گیئن کہا لو اب بیخوف ہوکر بیٹھو عمرو مسند زرین پر بیٹھا سامنے برق فرنگی بندھا ہے کہ آنکھ سے آنکھ ملی برق
نے پہچانا کہ یہ عورت نہین ہے اُستاد ہین لیکن یہان عمرو کے لیے مہتاب نے کھانا منگایا اور کہا تم بھوکی ہو کھانا کھالو بعد
اُسکے پھر ہم تم داد عیش دین اور آرام کرین اس غنچہ دہن نے کہا مین نے کئی دن سے شراب نہین پی حواس میرے
درست نہین ہین اب نہ مجھے بھوک ہے اور نہ پیاس ہے شراب کی تلاش ہے اپنا یہ تکلف دعوت موقوف رکھو اور ایک
جام شراب مجھے دو قطعہ نہ مجھے تخت چتر و افسر دے ٭ نہ مجھے دولت سکندر دے ٭ جام جم رکھدے طاقت کسرے پر ٭
میرا چلو شراب سے بھردے ٭ مہتاب نے اُسیوقت کشتی شراب کی سامنے لاکر رکھی کہ لو جس قدر دل چاہے پیو اس
گل اندام نے جام مے ارغوانی لبریز کرکے اُسے دیا مہتاب نے کہا تمنے بڑے عرصے سے نہین پی پہلے تم پیو اُسنے کہا
مین بھی پیتی ہون تم تو تو سہی یہ باتین ہوتی تھین کہ وہان افراسیاب کو خیال آیا مہتاب کو مین نے لکھا تھا
اُسکا کچھ حال نہ معلوم ہوا عمرو کو اُسنے گرفتار اتبک نہین کیا یہ کیا سبب ہے لاؤ کتاب جمشید و سامری دیکھکر اُسکی
کیفیت دریافت کرون بس کتاب اُسنے دیکھی تو ظاہر ہوا عمرو عورت بنا ہوا پاس مہتاب کے بیٹھا ہے اُسے
قتل کیا چاہتا ہے یہ دیکھکر اُسنے کچھ سحر پڑھا ایک پتلا زمین سے نکلا اُس سے کہا جلد جاکر مہتاب سے کہدے
کہ یہ عورت جو تیرے پاس بیٹھی ہے عمرو ہے اور جو بندھا ہے وہ برق عیار ہے دونون کو پکڑ کر کہنا کہ میرے
پاس لائے پتلا یہ حکم سُنکر چلا اور یہان عمرو نے مہتاب کی آنکھ بچاکر تھوڑا سا سفوف بیہوشی منھ مین رکھ لیا تھا اور
جام شراب مین بھی بیہوشی ملائی اور اسے دیا ابھی مہتاب نے جام نہ پیا تھا کہ زمین تھرائی عمرو سمجھ گیا کہ کچھ آفت
آئی اس عرصہ مین پتلا زمین سے فرستادۂ افراسیاب نکلا عمرو اُسے دیکھکر مہتاب کے ادہی کہکر لپٹ گیا اُسنے
کہا ڈرو نہین مگر عمرو نے رخسار پر رخسار رکھکر منھ سے سفوف بیہوشی جو پھونکا اُسکی ناک مین وہ گیا چھینک آئی اور
مہتاب بیہوش ہوگیا ادھر پتلے نے کہا اے مہتاب یہ عمرو ہے حکم شہنشاہ ہے اسے گرفتار کرے ہرچند پتلا پکارا
کیا مگر مہتاب بیہوش ہوچکا تھا سُنتا کون ناچار پتلا بڑھا کہ مین مہتاب کے قریب جاکر حکم شہنشاہ ادا کرون عمرو
نے پتلے کو آتے دیکھکر جال الیاسی اسپر مارا کہ پتلا جال مین پھنسا عمرو نے جال سے ایک جگہہ پتلے کو باندھ دیا اور برق کو
کھولدیا اور مہتاب کو مار ڈالا آواز دارو گیر آنے لگی غل ہنگامہ اور شور بلند ہوا تاریکی ہوگئی ملازم مہتاب کے جو چند
ساحر باہر بیٹھے تھے وہ دوڑے اس اندھیرے مین جسنے قدم کمرے مین رکھا عمرو اور برق نے نیمچے ارے کہ گردن کٹ
گئی اور زیادہ شعلے اُٹھنے لگے بہت سے جل گئے جو دو ایک بچے وہ مارے ڈر کے باہر ہی سے باہر بھاگ گئے کہ نہین معلوم

اندر کیا آفت ہے الغرض بعد کچھ دیر کے وہ آفت دور ہوئی عمرو نے پتلے کو جال سے نکالکر چھوڑ دیا اور کہا جاکر اُس مسخرے افراسیاب سے کہدینا کہ ما بدولت واقبال تجھے عنقریب قتل کیا چاہتے ہین پتلا یہ حال سُنکر جال سے چھوٹتے ہی بھاگا اور عمرو نے جو کچھ مہتاب کا مال واسباب تھا وہ لوٹ کر داخل زنبیل کیا برق کو لیکر صحرا مین آیا برق نے کہا اُستاد فرمایئے کیا قصد ہے کہا بیٹا اپنی راہ لو الگ الگ چلو وقت پر آنا برق سلام کرکے ایک سمت جست وخیز کرتا ہوا روانہ ہوا اور عمرو ایک طرف کو چلا لیکن پتلے نے خبر مرگ مہتاب جادو افراسیاب سے جاکر کہی اور اپنا جال مین گرفتار ہونا جو کچھ گذرا تھا سب بیان کیا افراسیاب کو یہ حال سُنکر غیظ وغضب طاری ہوا اور خود قصد کیا کہ جاکر عمرو کو پکڑ لاوے اہل دربار نے دست بستہ عرض کیا کہ اے شہنشاہ ساحران ایک متنفس شاطر حمزہ کو گرفتار کرنے جانا حضور کو مناسب نہین بہت بندگان حضور ایسے ہین کہ حمزہ تک کی گرفتاری کو کافی ہین چہ جاے کہ ایک عیار اُسکی کیا حقیقت ہے آپ ایک طلسم مین کسی ملازم کو اپنے ایک سحر ایسا تعلیم فرماکر ہر گرفتاری عمرو روانہ فرمایئے کہ عیار جس رنگ وقطع سے سامنے آئین وہ پہچان لے اور گرفتار کرکے حاضر حضور کرے افراسیاب عرض اُنکی سُنکر سمجھا کہ یہ لوگ سچ کہتے ہین اور بنگاہ غضب باغ کے ایک چمن کی طرف دیکھا وہ چمن اُسکی گرمی آتش نگاہ سے جلنے لگا اور خود بھی شعلہ بنکر اُس آگ کے اندر غائب ہوا بعد لمحہ کے جو برآمد ہوا سب نے دیکھا کہ ایک تختی جواہر کی ہاتھ مین تھی اُس تختی پر ایک تصویر زن حسینہ کی کھنچی تھی کہ

اے چہرۂ زیباے تو رشک بتان آذری ٭ ہر چند وصفت میکنم در حسن زان زیباتری ٭ افراسیاب نے دستک دی زمین شق ہوئی اور ایک ساحر نکلا نہایت کریہ منظر بدہیئت تھا اُسنے وہ تختی اُس ساحر کو دیکر حکم دیا کہ اے آذر جادو جلد روانہ ہو عمرو عیار مہتاب کو قتل کرکے ہنوز اسی جنگل مین ہے اُسے تلاش کرکے گرفتار کر لا اور اُسکے پہچاننے کو یہ تصویر دیجاتی ہے جو شخص تجھے راہ مین ملے پہلے تو اس تصویر کو دیکھ لینا یہ تصویر گو کہ عورت کی ہے مگر جو شکل عیار تبدیل کرکے آئیگا اور اُسکی جو صورت کہ اصل مین ہوگی ویسے ہی یہ تصویر ہوجائیگی اور اگر وہ عیار نہوگا تو یہ تصویر جیسی اسوقت عورت کی ہے ویسی ہی رہیگی الغرض آذر جادو وہ تختی تصویر کی لیکر روانہ ہوا اور مہتاب کے جنگل مین پہونچکر چار طرف عمرو کو ڈھونڈھنے لگا لیکن عمرو بھی اُسی جنگل مین ایک مقام پر بیٹھا دل سے کہہ رہا تھا کہ اے عمرو دیکھیے انجام کار یہان آنے کا کیا ہوتا ہے لاکھون ساحر موجود ہین کہانتک قتل ہو سکین گے مقدمہ طلسم ہے نہین معلوم لوح طلسم کہان ہے خدا جانے اسد پر کیا گذری کدھر گیا ہے زندہ ہے یا مر گیا اسی سوچ مین عمرو بیٹھا تھا کہ ایک ساحر کو ہر طرف تجسس کنان دیکھا کہ جیسے کسی کو ڈھونڈھ رہا ہے عمرو نے دل سے خیال کیا کہ اس حرامزادے کو بھی مارنا چاہیئے جو ساحر کم ہو وہی سہی یہ سوچکر ایک ساحر کی صورت بناکر چلا اور آذر جادو نے دیکھا کہ ایک جادوگر مہیب صورت کہ جسکے کان آنکھ ناک سے شعلہ آگ کے نکلتے ہین چلا آتا ہے آذر جادو خود قریب اسکے آگیا اور پوچھا تم کون ہو عمرو نے کہا اپنا نام بتایئے آذر نے نام اپنا بتادیا اور کہا عمرو کو ڈھونڈھنے آیا ہون عمرو نے کہا مین بھی اسی فکر مین ہون مہتاب جادو کا عزیز ہون جیسے خبر اُسکے مرنے کی سُنی ہے تلاش عمرو کی کرتا ہون آذر

بولا کہ چلو ہم تم چلکر فکر کرین عمرو اُسکے ساتھ ہوا اور اس فکر مین تھا کہ قابو پاؤن تو قتل کرون لیکن آذر جادو کو خیال
آیا کہ شہنشاہ نے کہدیا تھا کہ جو راہ مین ملے پہلے تو تصویر کو دیکھ لینا یہ سوچکر اُسنے تصویر کو دیکھا تصویر نے صورت
اصلی عمرو کی پیدا کی تھی کہ تو ٹری سا سر زیرہ سی آنکھین خوبانی سے کان کلیجہ کیطرح گال تاگا سی گردن رسی کیطرح
ہاتھ پانؤن نیچے کا جسم چھ گز کا اوپر کا تین گز کا یہ حلیہ مبارک دیکھکر آذر جادو گھبرایا اور سمجھا کہ کوئی عیار ہی کہ مکاری
سے صورت اُسنے جادوگر کی بنائی ورنہ اصل صورت اُسکی ایسی ہی ہے جیسی اس تصویر نے صورت بدلی ہے بس یہ دیکھکر
اُسنے کچھ سحر پڑھا کہ عمرو کے دست و پا کی قوت جاتی رہی اور ایک زنجیر جھولی سے اپنی نکالکر عمرو کے ہاتھ باندھے اور
لے کر چلا عمرو نے ہر چند کہا کہ اے برادر مجکو کیون بلا سبب آزار دیتے ہو آذر نے کہا او مکار تو مجھسے عیاری
کرتا ہے تیرا ہی نام عمرو ہے مجھے تیرے حال کی خبر ہے عمرو کو غصہ آیا کہا بچا اب بچتے نہین معلوم ہوتے کوئی دم مین
جہنم رسید ہوا چاہتے ہو ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار داخل طلسم ہوا ہی کوئی نہ کوئی آکر قتل کریگا آذر نے کہا مین
سبکو قتل کرونگا تیرے دھمکانے سے نہ ڈرونگا غرض عمرو کو لیکر چلا دور سے ضرغام شیر دل نے دیکھا کہ استاد کو کوئی
ساحر پکڑے لیئے جاتا ہے یہ چھڑانے کی فکر مین کوس بھر آگے نکل گیا ایک جگہ اہیر گائے بھینس چرا رہا تھا اُسکے سامنے
صورت بدلکر آیا اور کہا دیکھو جھاڑی مین بھیڑیا بیٹھا تیری گائے کو تاک رہا ہے اہیر گھبرا کر جھاڑی کیطرف دوڑا
ضرغام نے پشت کیطرف سے کمند ماری حلقے کمند کے گردن مین پڑے ہوئے مُنھ سے بھی بولا نہ گیا ضرغام نے زمین مین
گرا کر بیہوشی منھ پر ملدی اہیر بیہوش ہو گیا کپڑے اُسکے اُتار کر آپ پہنے انگوچھا سر پر باندھا اور دھوتی باندھکر نرنائی
پہنکر اُسکی شکل دیکھکر ویسی ہی اپنی صورت بنائی اور لکڑی لیکر گاؤ وغیرہ چرانے لگا اہیر کو جھاڑی مین چھپا دیا اس
عرصہ مین آذر جادو مع عمرو یہان آکر پہونچا چونکہ دھوپ بھی تھی اور دور کا چلا ہوا آتا تھا اہیر کو دیکھکر کہا اگر تیرے پاس
لوٹیا اور دوڑی ہو تو پانی لاکر مجکو پلا دے اہیر نے کہا گسیان تم گھام سے چلے آتے ہو کہو تو دودھ دوہکر لاؤن وہ
پیو جل نہ پیو آذر نے کہا اچھا لے آ اہیر نے ایک گائے کو چمکار کر پاس بلایا اور دودھ دوہا اور پیتل کی لٹیا مین بھر کر بیہوشی
ملاکر آذر کو دیا اُسنے چاہا کہ پیون مگر خیال مین آیا کہ مہتاب کو دو عیارون نے ملکر مارا ہے ایسا نہو کہ یہ بھی عیار ہو تصویر کو
دیکھ لو یہ سوچکر تصویر کو دیکھا اُسکی صورت بصورت اصل ضرغام ہو گئی تھی اُسنے فوراً ضرغام کو سحر پڑھکر قید کر لیا
ہر چند ضرغام نے کہا کہ مین اہیر ہون مجھپر کیون ظلم کرتا ہے نیکی کا عوض یہی ہے اُسنے کہا او نالائق تو بڑا مکار ہے مین خوب
پہچانتا ہون یہ کہکر جس زنجیر مین عمرو بندھا تھا اُسمین اُسے بھی باندھکر آگے بڑھا عمرو نے کہا مین کہتا نہ تھا کہ ہزارون
عیار طلسم مین آئے ہین اب ہم دو کو گرفتار کیا تو کیا کوئی دم مین تو ہلاک ہوا چاہتا ہے مناسب ہے کہ ہماری اطاعت کر
آذر جادو دل مین ڈرا کہ یہ سچ کہتا ہے عیار سب طرف پھیلے ہین دیکھیے کیونکر طلسم باطن مین پاس شہنشاہ کے پہونچتا
ہون لازم ہے کہ اب جو راہ مین ملے بغیر تصویر دیکھے اس سے بات نہ کرون یہ تہیہ کر کے آگے روانہ ہوا لیکن عیار جو سب

مستغرق ہین اور وہ ہمدم مقام بلند پر جاکر ایک دوسرے کے حال کو دریافت کرلیتا ہو انہین سے برق نے ایک جگہ دور سے دیکھا کر ایک ساحر دو عیار گرفتار کیے لیے جاتا ہی دیکھکر پہاڑ کے ودے مین بیٹھکر لنگا پھریا اور سب سامان عیاری کسوت سے نکالکر صورت اپنی زن مہ جمال کی بنائی ہاتھ پاؤن مہاور سے رنگے پور پور چھلے پہنے سے ہاتھون مین وہ پور پور چھلے تھے جیسے بجون طلپان مچلے ٭ لنگا لنگام کا بنا چھری سرخ رنگی اوڑھنی سپید در مانگ مین بھر اٹپیان پار کے کاجل آنکھون مین لگایا بندیا اور جھمکا ماتھے پر لگایا جھلے اور ترکیان کانون مین پہنین ہاتھون مین پہونچیان اور پاؤن مین کڑے اور دسون پیر کی انگلیون مین انوٹ بچھوے پہنکر بوتل شراب کی آغشتہ بدارو بیہوشی ہاتھ مین لی ایسی صورت بدلی کہ جیسے کلوارن ہوتی ہی مگر وہ حسن وجمال رنگ و روغن عیاری سے درست کیا **کبت** سندر روپ سروپ مہا من یون لکھیے جیسے آنکھون مین لیجے ٭ جیون مور سو جیون کے چھب دیکھے دکھی چھب دیکھے ہی چھیجے ٭ پان کھوات سہارا و سارس چاہے تو جند رکو ندیجے ٭ اٹک اور بناؤ بنے نہ بنے ٹھک بیٹھے ہی کمہ کو دیکھا ہی کیجے ٭ الحاصل وہ دلفریب گھونگھٹ نکالے ہاتھ مین بوتل شراب کی لیے اٹکھیلیان کرتی طرف آذر جادو کے چلی سے وہ اس طرح سے اچپلی آتی تھی ٭ قیامت جلو مین چلی آتی تھی ٭ آذر جادو کے سامنے جب ہوکر نکلی اسنے دیکھا ایک مہ پارہ حسین شوخی و ناز و ادا بھری ہے رشک وہ حور و پری ہے مستانہ چال چلتی دل عاشق کو پاؤن سے ملتی آتی ہے سے

ہے نام خدا ادا چھرے کچھ زور تماشا
گات ایسی چھبن تھر چھبن اور جھمکڑا
جادو ہی نگہ چھب ہی غضب تو ہی مکھڑا
غارتگر دین وہ بت کافر ہے سراپا

یہ آپ کی رنگت
اور اسپہ ملاحت
اور قد ہی قیامت
اللہ کی قدرت

دیکھتے ہی آذر جادو مائل ہوا اور کہا بی کلوارن ذرا ادھر آؤ تھوڑی شراب دیتی جاؤ اس نازنین نے ذرا سا گھونگھٹ ہٹا کر مسکرا کر اسکی طرف دیکھا اور کہا یہ شراب بکاؤ نہین ہے آذر جادو نے جب اسکے رخ زیبا کو دیکھا عقل و ہوش کھویا کہ مطلع ۔ چشمم بتو افتاد وجودم حک شد ٭ ہر چیز کہ در کان نمک رفت نمک شد ٭ آذر جادو قریب گیا اور کہا کہان جاتی ہو اس غنچہ لب نے متبسم ہوکر کہا جہان میرا جی چاہتا ہے تم پوچھنے والے کون ہو کوئی کوتوال ہو آذر جادو نے دیکھا کہ یہ ہنس ہنسکر باتین کرتی ہو معلوم ہوتا ہے کہ راضی ہے یہ سمجھکر ہاتھ پکڑ لیا اسنے ہان ہان کرکے کہا دیکھو کوئی آجائیگا مین بدنام ہون گی تمھارا کچھ نہ جائیگا آذر جادو نے کہا

ذرا چلکر سامنے درخت سایہ دار کے نیچے ہم تم دونون بیٹھین شراب پئین دو دو باتین
کرین پھر چلی جانا جلدی کیا ہے ہمارے تمھارے ملاقات ہو جایگی ہمیشہ اطاعت کرونگا جو کچھ
کہاؤن گا وہ دون گا وہ نازنین کھلکھلا کر ہنسی اور کہا ملاقات اپنے گھر والون سے کرو کیا
میرے خاوند نہین ہے مین ایسے راہ گیرون سے بات نہین کرتی آذر منتین کرنے لگا پانؤن پر
سر دھرنے لگا کہا مین اسی طلسم مین رہتا ہون مسافر نہین ہون مصاحب افراسیاب
ہون اس مہوش نے کہا تم کوئی ہو مین ایسی شوخ دیدہ نہین ہون جو یکایک مردون کے
دم پر چڑھ جاؤن آذر سمجھا کہ یہ ناز معشوقانہ کرتی ہے جس زنجیر مین عمرو اور
ضرغام بندھے تھے اُسے اپنی کمر سے باندھا اور کلوارن کو گود مین اُٹھا کر چلا
وہ نہین نہین کیا کی اُسنے درخت کے نیچے لاکر اُتارا اور کمر سے اپنی چادر کھولکر بچھائی
عمرو اور ضرغام کو درخت سے باندھا اُس معشوقہ کو بٹھایا اور کہا
میری جان تجھپر جاتی ہے تو میرے پہلو مین بیٹھکر دل غمگین کو شاد کر اُس ماہ پیکر
نے ٹھنڈھی سانس بھر کر یہ شعر پڑھا کہ شعر ہم آزما چکے ہین بہت سرد و گرم عشق ٭
اسکو فریب دو کہ جو ناکردہ کار ہو ٭ آذر جادو نے گلے لگایا اور بوسہ لینے کو
منھ بڑھایا اُسنے ہاتھ سے منھ ہٹا دیا کہا بس بس مجھ سے ایسی باتین نکرو
یہ منھ دیکھے کی محبت ہے مردون کی ذات بیمروت ہے خیر اگر مجھ سے دار و مدار
منظور ہے قسم سامری کی کھاؤ کہ کسی عورت سے سوا تیرے بات نکرونگا
آذر جادو نے قسم کھائی کلوارن نے جام شراب سے بھر کر دیا
اُسنے جب جام ہاتھ مین لیا خیال آیا کہ تو نے تصویر کو نہین دیکھا
لازم ہے کہ بنا بر احتیاط تصویر دیکھ لے پھر اس محبوبہ سے داد عیش وخرمی
دے یہ سوچکر تصویر دیکھی اسنے صورت اصلی برق کی پیدا کی تھی آذر
جادو نے کچھ سحر پڑھکر کلوارن پر پھونکا کہ رنگ و روغن عیاری اُڑ گیا
اور برق کی صورت اصلی ہو گئی اُسنے اسکو بھی زنجیر سے باندھ لیا اور کہا
عیارون نے تار باندھا ہے کہ قدم قدم پر آکر دھوکا دیتے ہین عمرو نے
کہا او حرامزادے اب کیا بچ بھی جائیگا کوئی آن مین قتل ہوا چاہتا ہے
آذر خوفناک ہوا مگر ان تینون عیارون کو لیکر چلا دور سے جانسوز نے دیکھا

پیچھے پیچھے چلا اتفاقاً ایک جگہ جنگل مین کسی ساحر کا باغ بنا تھا نہایت سرسبز و آراستہ پھولونسے بھرا ہوا

عجب باغ تھا رشک مینو سواد ۔ اگر دیکھے رضوان تو ہو شاد شاد
کرے یاد جنت کی کم ایک بار ۔ کہ دیکھی نہین خلد مین یہ بہار

آذر جادو ازبسکہ تھکا ماندہ تھا اس باغ کے اندر آیا اور ایک چمن مین ٹھہرا جانسوز نے اسے باغ مین جاتے دیکھکر اپنی صورت مالی کی بنائی بیلچہ ہاتھ مین لیا قینچی درختون کی سرتراشی کرنیکی کمر مین گھڑسی پھول جھولی مین بھرے اور باغ مین آیا جنگل سے ایک درخت کھودتا لایا اسے چمن مین بویا آذر جادو سمجھا کہ یہ اس باغ کا باغبان ہے درخت لینے گیا تھا اب آیا ہے پاس جاکر کہا اے مالی یہ باغ کسکا ہے جانسوز نے نام بناکر کہدیا کہ ملکہ بنفشہ جادو کا آذر سمجھا کہ طلسم مین ہزارہا ساحرہ رہتا ہے کوئی بنفشہ بھی ہوگا یہ سوچکر خاموش ہو رہا لیکن مالی نے دو ایک گلدستے اور گجرے بناکر ٹوکری مین لگائے بیچ مین اُسکے میوہ رکھا اور سامنے آذر کے ڈالی لگائی اُسنے کچھ روپیہ انعام دیا ڈالی سے میوہ نکالکر چاہا کھاؤن پھر یاد آیا کہ تصویر دیکھون تصویر جو دیکھی وہ بشکل اصل جانسوز بنگئی تھی اُسنے کہا او نابکار باغبان تو مجھے فریب دیتا ہے معلوم ہوا کہ تو عیار ہے جانسوز نے چاہا کہ بھاگ جاؤن لیکن اُسنے سحر کرکے اُسے بھی گرفتار کیا اور اُسی بچھر سے باندھکر مارے خوف کے اُس باغ مین نہ ٹھہرا ان سب کو لیکر چلا جب کچھ راہ طے کی خیال کیا کہ مین کہین مخفی ہوکر بیٹھون اور عرضی شہنشاہ کو لکھون کہ مجھے عیارون نے گھیرا ہے چار کو تو مین نے گرفتار کیا ہے لیکن ابھی معلوم ہوتا ہے کہ بہت ہین حضور ساحرون کو میری مدد کے لیے بھیجین اور اُن قیدیون کو منگوا لین کہ مین انکے سبب سے اُٹھکر نہین چلسکتا اگر اکیلا ہون تو اُڑکر بنعہ سحر آپ کی خدمت مین آؤن بس یہ تصور کرکے چلا کہ کوئی جگہ عافیت کی ملے تو ٹھہرون لیکن ابھی بار نظر کردہ شاہ مردان اعنی مہتر قران نے دور سے دیکھا کہ ایک ساحر اُستاد کو مع تین عیارون کے گرفتار کیے لیے جاتا ہے بحر عیاری مین غوطہ زن ہوا اور گوہر مقصد حاصل کیا کہ اے قران جاریہ عیار پے درپے واسطے قتل اس نابکار کے گئے کیا سبب ہوا جو گرفتار ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ اسکے پاس ایسا سحر ہے کہ جو اُسکے سامنے جاتا ہے پہچان لیتا ہے ایسی کوئی فکر کرو کہ نہ منھ سے بولو نہ اُسکے پاس جاؤ اور مار ڈالو یہ سوچکر گلشن مکاری کی سیر کرنے لگا آخر گل مراد سے دامن بھر کر اُسکے آگے راہ تجویز کرکے کم ادھر ہی سے آیگا جاکر ٹھہرا اور جنگل سے لکڑیان جلدی جلدی کاٹ کر چارطرف ستون بنائے اور چھت پر پتیان بچھادین اور ساری چھت پر بلید اور درخت کی بیل چھادی یہ معلوم ہوتا تھا کہ منڈھی کسی فقیر کی ہے غرض اس منڈھی کے دروازے پر سیلی تاگے لٹکنے منکے سے درست ہوکر تہمد باندھکر الف آزادی قشقہ کی طرح ماتھے سے ناک تک کھینچکر تلک پیشانی پر دیکر بیٹھا ایک ٹھیک آگے رکھی گرم اپنے لکڑیان بڑی بڑی سلگادین اور دوا دافع بیہوشی روئی بن بھرکر نتھنون مین رکھی کہ دھوان تاثیر نہ کرے سیر دن بیہوشی لکڑیون پر ڈالی کہ دھوان چارطرف پھیلا بیچ مین لکڑیون کے آپ بیٹھا کہ بعد تھوڑے عرصے کے آذر

جادو چارون عیارون کو لیے اگر پہونچا دیکھا ایک فقیر بیٹھا اپنی موج مین جھوم رہا ہی ٹھیک رکھی ہی دھونی رمائے
ہی دو سینا ٹیک مین گھر سا ہو مند لبھی کی ایک طرف تلسی کا پیڑ لگا ہی آسنی بچھی ہی سامنے چلم گانجہ پینے کی رکھی ہی
نرمل دھرا ہی تپسی معلوم ہوتا ہی آذر جادو نے یہ دیکھکر آگے بڑھ کے پالاگن کی ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا کہا باباجی
کچھ اشیس دیجیے عیار میرے فراق مین پھرتے ہین مین کھیم کسل سے افراسیاب کے پاس پہونچ جاؤن
اس فقیر نے یہ باتین سُنکر اُسکی طرف بنگاہ قہر گھورا آذر نے دیکھا کہ آنکھین لال لال ہین مارے خوف
کے بیٹھ گیا یہان تک کہ خوب دھوان بیہوشی کا اسکے دماغ مین پہونچا اُسوقت فقیر نے کہا او ناکس مین
بھی عیار ہون تجھے قتل کرنے یہان بیٹھا ہون آذر یہ کلام سُنکر گھبرایا اور چاہا کہ اُٹھکر پکڑ لون بیہوشی دماغ
مین پہونچ چکی تھی اُٹھتے ہی گرا قران نے اُٹھکے بغدا مارا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوے برفباری سنگباری
ہونے لگی ہول خیز صدائین آنے لگین بعد لمحہ کے آواز آئی کہ کشتہ مرا نام من آذر جادو بود سر سے
اُسکے ایک طائر خوش رنگ نکلا افسوس افسوس کہتا طرف افراسیاب کے چلا اور عمرو اور تینون عیار
رہا ہوے قران نے تسلیم کی عمرو نے شاباش کہی اور سب عیارون کو رخصت کیا ہر ایک الگ الگ
روانہ ہوا اور صحرا مین جا کر ایک دوسرے کی نظر سے چھپ گیا اور عمرو بھی بطور مخفی چلا اس عرصہ مین
رات ہو گئی کہ مسافر چرخ سرائے مغرب مین جا کر فروکش ہوا اور سیار دشت فلک رفقائے ثوابت انجمن
سپہر مین رونق بخش ہوا جانوران صحرائی آرام پذیر ہوے طائران دشت بسیرا درختون پر لینے لگے ابیات

شب چو سراپردہ ظلمت کشید — مہر فلک شد ز جہان ناپدید
زنگی شب برمہ و بر اختران — خندہ زنان دست بدندان کشید
از چمن طائر نیلو فرے — نسترن و نرگس و گل بشگفید

عیار سب درہ ہاے کوہ مین استقامت پذیر ہوے کسو تہائے عیاری سے روٹی نکالکر کھائی جھرنون
سے پانی پیا شکر رزاق عالم کیا سو رہے لیکن عمرو نہین فاقہ سے درہ کوہ مین بیٹھا دل سے کہا
زنبیل سے روٹی نہ نکالونگا حمزہ کی نوکری مین یہی نقصان عظیم ہو کہ اپنے پاس سے کھانا پڑتا ہی رات کا
وقت ہی کہین جا بھی نہین سکتا دن بھر کمبخت آذر نے قید رکھا خیر اب صبر کرون بھوکا سو رہون غرض
ایک جگہ پتھر کی چٹان پر لیٹا جب بہت بھوک نے غلبہ کیا اُٹھکر درختون کے پھل توڑے اور کھائے
زنبیل سے بہت افسوس کرکے سوکھے ٹکڑے روٹی کے نکالے بھوک کو دور کیا اور لیٹ رہا مگر وہ طائر جو
سر سے آذر کے نکلا تھا باغ سیب مین پاس افراسیاب کے آیا اور بآواز بلند پکار کر کہا کہ اے بادشاہ
طلسم آذر جادو مارا گیا افراسیاب یہ خبر سُنکر تھرانے لگا مارے غصہ کے ہونٹھ چبانے لگا اور ایک ساحر

ارماق جادو سے کہا کہ تم جاکر فلان صحرا مین لاش آذر کی پڑی ہی اُٹھا کر دفن کر دینا اور جو تصویر زمین نے اُسے دی تھی واسطے گرفتار کرنے عیارون کے وہ اُسکے پاس ہوگی اُسے لاکر مجھے دینا مین صبح کو ایک ایسے ساحر کو بھیجونگا کہ وہ سب عیارون کو گرفتار کر لائیگا اسوقت رات ہوگئی ہی تم بھی جنگل مین نہ ٹھہرنا تصویر لیکر لاش دفن کر کے چلے آنا یہ کہکر افراسیاب مشغول عیش وآرام ہوا اور ارماق وہان سے جہان آذر مارا گیا تھا آیا لاش اُسکی دفن کی اور تصویر لیکر پھر گیا جاکر افراسیاب کو دی اس عرصے مین رات تمام ہوئی سلطان مشرق جھومی زند شعاع کی لیے چرخ شعبدہ باز پر آیا نظم

صبح کہ قندیل زر آفتاب — شعلہ زد از گنبد نیلے قباب
مہرۂ مہر از دل صندوق چرخ — یافت ز انوار فلک انقلاب
صنعتِ مشاطۂ صبح سفید — باز کشود از رخ زنگی نقاب
جوہری چرخ جواہر فروش — کرد عیان دانۂ در خوش آب

دم سحر عیاران نامور نے اطاعت خدا مین گردن جھکائی جب فارغ ہوے کمر ہمت چست باندھکر اپنی اپنی جگہ سے آگے راہ لی افراسیاب بھی خواب نوشین سے بیدار ہوا اور باغ سیب مین جاکر سریر جہانبانی پر بیٹھا ارکان سلطنت حاضر ہوے ناچ سامنے ہونے لگا دور جام شراب چلنے لگا جب دماغ افراسیاب کا بادۂ ناب سے گرم ہوا چند ساحرون کو حکم دیا کہ عمرو اور چار عیار طلسم مین آئے ہین اور ساحرون کو قتل کرتے ہوے قریب دریاے خونروان پہونچ چکے ہین اور مہرخ صحراے نرگس زار تک اسد اور بہ جبین کو ڈھونڈھتی ہوئی جاتی ہی اور اسد وغیرہ بھی درہ کوہ مین چھپے بیٹھے ہین لہذا تم لوگ اب عیارون کے فراق مین نہ جاؤ بلکہ جہان اسد بیٹھا ہی اسطرف جاؤ کہ وہین مہرخ بھی آتی ہی اور عیار بھی آتے ہین سبکو سب کو گرفتار کرنا یہ کہکر تھوڑی سی خاک اُن ساحرون کو دی کہ یہ مٹی قبر سامری و جمشید کی ہی جس ساحر پر تھوڑی سی خاک ڈالدوگے گو کہ کیسا ہی زبردست ہوگا مگر بیہوش ہوجائیگا وہ ساحر کہ نام اُنکے بروقت مقابلہ مہرخ بیان ہونگے خاک لیکر روانہ ہوے لیکن حال عیاران سُنیے کہ کوہ و دشت طلسم طی کرتے چست و چالاک اپنے اپنے سایہ سے رم کرتے چلے جاتے ہین اور سب الگ الگ ہین عمرو دانا ئے عجم کا بھوکا پیاسا یہ سوچتا چلا جاتا ہی کہ کوئی گانون یا شہر ملے تو عیاری کرکے صبح کا وقت ہی بھُنی کرونگا در رودی کھاؤن اسی سوچ مین کچھ دور چلا تھا کہ سامنے ایک سواد شہر دکھائی دیا یہ جلد راہ طی کرکے قریب حصار شہر آیا دیکھا چار دیواری اُسکی سنگ مرمر کی بنی ہی منقش و رنگین ہی دروازہ فولادی لگا ہی مثل چشم انتظار عاشق کھلا ہی کوئی دربان نہین ہی بلکہ یہان کوئی انسان نہین ہی عمرو اندر شہر کے

گیا یہان دکانین آراستہ تھین جا بجا اشیاے نفیسہ و اقمشہ و اجناس لطیفہ کا ڈھیر لگا تھا لیکن کسی دکاندار کا پتہ نہ تھا کسی سمت جوہری کی دوکان کہین بزازہ کسی طرف صرافہ تھا مگر کوئی نظر نہ آتا تھا عمارتین مرتفع و بلند جگہ دلپسند مکانات شہر کے خالی نہ کوئی انکا وارث نہ والی عمرو سیر کرتا ہوا ہر طرف شہر مین پھرا ایک سمت میدان دیکھا وہان قلعہ مستحکم اور نہایت استوار بنا تھا تا سقف سپہر دوار بلند و مرتفع تھا کہ نظم

یکے قلعہ دیدگزا محکمی ۔ کزو خیرہ گشتہ سر آدمی
زبامش سر چرخ کوتاہ دست ۔ سپہر بلند از بلندیش پست
سر بر جہان بر کشیدہ بجاہ ۔ دران قلعہ ہمچون ستارہ بماہ
فلک نقشی از طاق ایوان او ۔ مہ و مہر و بہرام دربان او

دروازہ اس قلعہ کا بھی کھلا تھا کوئی روکنے والا نہ تھا عمرو اندر گیا دیکھا ایوان شاہی بنا ہو تخت جواہر کار بچھا ہو گرد اگرد تخت کے کرسیان اور دنگل آراستہ ہین چار کرسیان قریب تخت بچھی ہین اُنپر پتلیان کاغذ کی بیٹھی ہین عمرو جب اور آگے بڑھا پتلیون نے کہا کیون موے تو یہان بھی آیا عمرو پتلیون کو بولتے دیکھکر حیران ہوا خیال کیا کہ مقام طلسم ہو ایسی باتون کا کچھ تصور نکرو اور یہان سے نکل چلو یہ سوچکر قلعہ سے باہر نکلا شہر مین آکر دوکانین خالی ہا لک سے پاکر کچھ چیزین اُٹھا کر چاہا کہ زنبیل مین رکھلون کہ یکایک زمین شق ہوئی انھین چار پتلیون مین سے جو قلعہ مین تھین ایک پتلی نے زمین سے نکلکر عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا موڈی کاٹے چوٹٹے خیریت اسی مین ہو کہ جو چیز اُٹھائی ہو رکھدے عمرو نے جو اُٹھایا تھا جلدی سے رکھدیا پتلی نے ہاتھ چھوڑ دیا اور زمین مین سما گئی عمرو آگے چلا پھر لالچ آیا کہ افسوس یہ سب چیزین مفت جاتی ہین پھر ایک جگہ سے کچھ اسباب اُٹھایا فوراً زمین خشق ہوئی عمرو سمجھا کہ پتلی آئی وہ چیزین لیکر بھاگا اور بہت دور جا کر ایک گلی مین ٹھہرا جیسے ہی پاؤن لگے تھے کہ پتلی نے زمین سے نکلکر ہاتھ پکڑ لیا اور کھینچتی ہوئی وہین لائی جہان سے عمرو نے وہ چیز اُٹھائی تھی عمرو کا کچھ بس نہ چلا ناچار جو کچھ لیا تھا وہ سب رکھدیا پتلی غائب ہوگئی اور عمرو نے مجبوری وہان سے آگے کی راہ لی دل مین کہتا تھا کہ کل سے آج تک دو کوڑیان بھی نصیب نہ ہوئین کیا بدقسمتی ہو آخر لاچار ہو کر اس شہر سے باہر نکلا اور جنگل کا راستہ لیا یہانتک کہ بعد قطع منازل دریاے خونزوان پر پہونچا دیکھا کہ بحر زخار ہو مواج تہا رہو نہنگان خون آشام و سبدم سر پانی سے نکا لتے ہین غوطہ مارتے ہین سہ سہمگین آبے کہ مرغابی درو ایمن نبود ٭ کمترین موج آسیا سنگ از کنارش در ربود ٭ بلکہ اشعار

آب تھا یا کہ بحر تھا زخار ۔ جس کا ہر قطرہ موج تھا تہ دار

موج کا ہر کنارہ طوفان پر
مارے چشمک حباب عمان پر
گذرا آب جب نہ تب دیکھا
ساحل اُسکا نہ خشک لب دیکھا

بیچ دریا پر پل بنا ہی لیکن وہ دھوئین کا ہی تین درجے پل کے ہین اوپر کے درجہ مین ہزارہا برج نبے ہین پریان اور دیو بوقین اور شہنا مُنھ سے لگائے کھڑے ہین اگر ایک بوق بجے سارے طلسم کے ساکن بیہوش ہو جائین بریزادین برج کے اندر موتی جھولیون مین بھرے اچھالتی ہین ایک درجے مین زنگی لڑ رہے ہین سر کٹکر گر رہے ہین خون زخمون کا اُنکے بہکر دریا مین جاتا ہی بجائے پانی کے خون بہتا ہی ہر چند عمرو نے کوشش کی کہ دریا کے پار جاؤن کسی طرح ممکن نہوا کس لیے کہ حد طلسم ظاہر اور باطن کے درمیان مین یہ دریا واقع ہوا ہی اور اُس طرف طلسم باطن ہی بغیر حکم افراسیاب کوئی وہان نہین جا سکتا ہی ساحران نامی کے رہنے کی جگہ ہی ناچار جب عمرو نہ جا سکا روغن و رنگ عیاری لیکر ایک گوشہ مین بیٹھکر صورت اپنی پندرہ سولہ برس کے نوجوان کی بنائی ڈاڑھی مونچھ کپڑے سے باندھکر اسپر رنگ ایسا لگایا کہ چہرہ بھولا بھولا بچون کی طرح معلوم ہونے لگا آنکھون مین سرمہ کا دنبالہ دیا ہاتھون کو حنا آلودہ کیا انگرکھا بسنتی رنگا ہوا پہنا گلبدن کا پائجامہ زیب تن کرکے کنگنا کلائی مین باندھا بھاری اودگی مقیش کی پھندنے لگے موتی اُسمین ٹکے پاؤن مین پہنکر زنبیل سے لٹیا اور ڈور نکالکر دریا مین شست پھینکی اور کنارے ڈور پکڑکر آپ بیٹھا اتفاقاً خمار جادو بہن مخمور سرخ چشم کی کہ یہ دونون معشوقۂ افراسیاب کی ہین اور بڑی زبردست ساحرہ ہین طلسم باطن مین رہتی ہین اُسوقت خمار جادو کسی کام کو گئی تھی پھری ہوئی اپنے گھر جاتی تھی جب قریب دریا کے پہونچی دیکھا ایک نوجوان کہ ہنوز سبزہ بھی اُسکے رخسار تابان پر آغاز نہین ہوا ہی سرو قامت سہی بالا ہی بحر حسن و جمال کا گوہر یکتا ہی ابرو ہلال فلک ہین بدر سیما ہی کہ قطعہ

سُنتے ہین کہ تھا حسن کا بانی یوسف
رکھتا تھا کہان یہ نوجوانی یوسف
سب کہنے کی ہی بات کہ یون تھا وون تھا
ہرگز بھی نہ ہوگا اسکا ثانی یوسف

شست ہاتھ مین لیے کھڑا ہی خمار جادو کو بڑا تعجب ہوا کہ یہ شخص ایسا نادان ہی جو اتنا نہین جانتا کہ دریائے سحر ہی اسمین مچھلیان کہان یہان بھی شکار کھیلتا ہی لاؤ اسے سمجھاؤن اور شفقت بیفائدہ سے بچاؤن یہ سوچکر اپنے اژدہے پر سے اُتری اور قریب عمرو کے آئی کہا میان صاحبزادے یہ کیا سودا ہی کہ دریائے سحر سے مچھلیان شکار کرنا چاہتے ہو عمرو نے اسکے پکارنے سے نگاہ اُٹھاکر دیکھا کہ ایک ساحرہ غیرت ماہ و مہر منیر کسن لباس اور زیور سے آراستہ مالے مروارید کے گلے مین پڑے بال بال موتی

پروے کہ ابیات

لٹیں منھ پہ چھوٹی ہوئیں سر بسر
کہ بدلی ہو جوں مہ کے ادھر ادھر

وہ بن پونچھی ہونٹوں کی مسی غضب
کہ منھ پر تھی گویا قیامت کی شب

فقط کان میں ایک بالا پڑا
کہے تو کہ تھا مہ کے ہالا پڑا

وہ پشواز اگری وہ نرگس کے ہار
وہ کمخواب کی بند رومی ازار

بندھا سر پہ جوڑا پڑی زرد شال
کمر کی لچک اور جھمک کی وہ چال

وہ شبنم کی انگیا بنی تنگ و چست
کناروں پہ مینا بنت کی درست

وہ اٹھتی ہوئی چین پشواز کی
وہ مسکی ہوئی چولی انداز کی

وہ مستی کا عالم وہ توڑے چھڑے
وہ پاؤں میں سونے کے دو دو کڑے

دیکھتے ہی عمرو کے منھ میں پانی بھر آیا کہ فاقے سے تھے دو روز گزرے خدا نے شکار خوب فربہ بھیجا اس ساحرہ کو قتل کر کے زیور و لباس اوتار لو خیر کچھ قرض ادا ہو جائیگا یہ خیال کر کے اسکی جانب مسکرا کر دیکھا اور پوچھا کہ تم کیا کہتی ہو میں نے سنا نہیں خمار جادو نے کہا میں یہ سمجھاتی ہوں کہ یہ دریا اصلی نہیں ہی بلکہ سحر سے بنا ہوا ہے اسمیں شکار ماہی کرنا سراسر حماقت ہے اس رنج و تعب سے باز آؤ اور اپنے گھر جا عمرو نے کہا واہ ہم کئی مچھلیاں شکار کر چکے کباب بھی لگائے اب دو ایک اور شکار کر لیں تو جائیں اور اپنی بی بی کو کباب کھلا کر راضی کریں خمار جادو نے جب سنا کہ مچھلیاں یہ شکار کر چکا بحر حیرت میں غرق ہوئی اور کہا ایعزیز تو کہاں رہتا ہے اور بی بی کا ذکر کیا کرتا ہے عمرو نے کہا ہماری شادی کل ہوئی تھی جب ہم بی بی سے اختلاط کرنے لگے اسنے کہا ہم دریائے خونروان کی مچھلیوں کے کباب کھائینگے تو تمسے بات کرینگے ورنہ منھ سے نہ بولینگے یہ سنکر ہم مچھلیاں پکڑ کر لیے جاتے ہیں خمار اسکی بھولی بھولی باتیں سنکر مارے ہنسی کے لوٹ گئی اور کہا او سورکہ نامردن جورو تیری فاحشہ ہے تجھے اسنے خراب کیا ہے کہ دریائے سحر پہ جا کر کچھ بے ادبی کرے تاکہ مارا جائے اور میں مزے اوڑاؤں خبردار اب ایسی حرکت نہ کرنا میرے ساتھ چل تجھے چاند کی صورت کی جورو دلادوں ایسی قحبہ عورت سے ہاتھ اُٹھا عمرو نے یہ بات سُنکر کہا خراب اور فاحشہ تو آپ ہوگی چل اپنا کام کر میری جان اپنی بی بی پر قربان ہے خمار جادو نے یہ خیال کیا کہ یہ ابھی بالکل بے سمجھ معلوم ہوتا ہے اور بچہ کمسن ہے کسی سے پھنسا نہیں تو عیش وصل فصل کا مزا چکھا نہیں اس وجہ سے اپنی بی بی پر فریفتہ ہے اگر ہو سکے تو ایسے کمسن کو اپنے پاس رکھو اور اسکی رعنائی و زیبائی کی بہار لوٹو اب اس سے گفتگو سخت نہ کر کچھ لگاوٹ کی باتیں کر یہ منصوبہ کر کے قریب عمرو کے آئی اور کہا اے رشک قمر کس منزل میں تم رہتے ہو

عمرو نے کہا کہ تمھارے دل مین رہتے ہین خمار جادو نے ہنسکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا لاؤ ہمین بھی اس مچھلی کے کباب
جو تمنے شکار کی ہی کھلاؤ عمرو نے کہا خوب اگر ہم تمھین کباب کھلا دین تو اپنی بی بی کے لیے کیا لیجائین خمار جادو
نے اسے گلے سے لگا یا اور کہا ہم تمھاری بی بی نبین گے عمرو نے کہا سچ کہو تم ہماری بی بی نبوگی اسنے کہا ہان
عمرو نے اسکو لپیٹ کر خوب پیار کیا اور کہا ہمین جورو سے مطلب ہی خواہ تم ہو یا کوئی ہو چلو الگ چلکر بیٹھین
اور کباب کھلائین خمار جادو کنارے دریا کے ایک درخت کے نیچے آکر ٹھہری عمرو نے چادر کمر سے کھولکر بچھائی
اور اُسے بٹھایا اور جیب سے کباب ماہی نکالکر سامنے رکھے خمار جادو نے کہا اگر شراب بھی ہوتی تو لطف تھا عمرو
نے کہا میرا گھر یہان سے قریب ہی ابھی لایا اور پھر کر کے بہت جلد آؤنگا مگر تمھین نہین لیجا سکتا کس لیے کہ زوجہ
میری غل مچا ئیگی یہ کہکر اُٹھا اور گلیم عیاری اوڑھکر غائب ہوگیا خمار جادو سمجھی کہ بڑا ساحر ہی جب تو نظر سے
پوشیدہ ہوگیا الحاصل عمرو نے بعد لمحہ کے زنبیل سے گلابی شراب کی نکالکر آغشتہ بدارو ے بیہوشی کی
اور گلیم اُتار کر ظاہر ہوا اور سامنے خمار جادو کے شراب حاضر کی اُسنے جام بھر کر عمرو کو دیا عمرو نے گلے مین ہاتھ
ڈالکر کہا جان جہان پہلے تم پیو اور لبون سے جام لگا دیا خمار جادو کو اسکا اُٹھلانا بہت پسند آیا اور مُنھ
اپنا کھول دیا عمرو نے سارا جام حلق مین اونڈیل دیا حلق کے نیچے شراب کا اوترنا تھا کہ ایک چھینک آئی
اور چکر کھا کر زمین پر خمار گری اور بیہوش ہوگئی عمرو نے زیور اور لباس اوتار لیا اور اُسکے بالون مین موتی
پروئے تھے عمرو نے استرا نکالکر سارا سر مونڈ لیا کہ اب کون ایک ایک موتی نکالے اور خنجر لیکر چاہتا تھا کہ اسے
ذبح کرے کہ یکایک دریا مین تلاطم ہوا اور نگہبان دریاے خونزوان کے دوڑے عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور
غائب ہوگیا لیکن پاسبان دریا خمار کو اُٹھا کر پاس افراسیاب کے لیگئے اُسنے معشوق کا یہ حال دیکھکر افسوس کیا
اور لباس پنہایا ہوشیار کیا حال پوچھا خمار جادو نے کہا ایک شخص دریاے خونزوان پر مچھلیان پکڑ رہا
تھا مین نے منع کیا اسنے کہا مین شکار کر کے کباب بھی لگا چکا ہون تو تم بھی کباب کھاؤ مین نے تعجب کر کے
ایک کباب کھایا بیہوش ہوگئی یہ سب کہا مگر اپنا فریفتہ ہونا نہ کہا افراسیاب نے کہا وہ عیار ہوگا ای ملکہ طلسم
مین عیار آئے ہین اب تم جہان کہین جانا کسی کے فریب مین نہ آنا ورنہ عیار قتل کر ڈالین گے بڑے دمباز اور
چلباز ہین مین نے ساحرون کو بھیجا ہی وہ آلین تو ملکہ حیرت جادو کو مع لشکر ساحران بہر جنگ مہرخ روانہ
کرین اور اسد کو قتل کراؤن یہ کہکر دستک دی کہ حیدر ساحر خوشرنگ درختان باغ سے اڑکر پاس آئے اُسنے
حکم کیا کہ جاکر جہان اسد اور مہرخ بیٹھے ہون وہان کے درختون پر بیٹھو اور جو کچھ مشورہ وہ کرین وہ سب
حال سنو اور مجھے آکر اطلاع دو طائر یہ حکم سنکر اوڑ گئے اور اسد کی طرف چلے مگر عمرو دریا کے کنارے
پھر روانہ ہوا اور اُس پار نہ جاسکا آخر کچھ عرصے کے بعد ایک پہاڑ کے قریب پہونچا دیکھا کہ یہ کوہ پُرشکوہ

زیور سے گلون کے مثل عروس شب اوّل کے آراستہ ہی دامن کوہ مانند قلب پاکدامنون کے مصفا ہی کوسون
تک زعفران کے کھیت ہین گلہاے زرد سے صحرا بسنتی ہی ۵

زردی گلون پہ چھائی تو ظاہر ہوا بسنت	دیکھو اگر تو رنگ یہ فصل خزان پہ ہی

بلکہ بیت پسند دلکو مرے چھاؤن ہی ببولونکی ٭ عجب بہار ہی ان روزون زرد پھولونکی ٭ پہاڑ سے آبشار ہو رہا
ہی اوپر کوہ کے گانا ناچ ہوتا تھا صدا اُسکی سُنکر عمرو گھاٹیون کو طی کرکے سرکوہ پر آیا یہان عجب جلسہ نظر آیا دس
بیس نازنین ماہ پیکر لباس زعفرانی اور ارغوانی زیب تن کیے بیٹھی ہین فرش طلوکا نہ بچھا ہی ناچ ہو رہا ہی
درخت مین جھولا پڑا ہی کچھ عورتین جھولتی ہین تھوڑی سی کھڑی پینگ دیکر جھلا رہی ہین جب پینگ بڑھتا
ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ ان کافرون کا ارادہ آسمان چھو لینے کا ہی ہر ایک مثل طاؤس مست جھولتی ہے
جھولے پر دہ غرور حسن ہی کہ ہوا سے باتین کرتی ہی عمرو نے اُنھین دیکھکر چاہا کہ کسی درخت کی آڑ مین بیٹھکر
شکل اپنی تبدیل کرون اور ان مہجبینون مین جا کر ملون لیکن اُنھون نے جیسے ہی عمرو نے پہاڑ پر قدم
اپنا رکھا ویسے ہی غل مچایا کہ عمرو آیا عمرو کو کچھ بن نہ آیا اور گلیم اوڑھکر غائب ہو گیا اور خیال کیا کہ یہ مرحلے
طلسم کے ہین بغیر طلسم کشا کے فتح نہونگے ان عورتون پاس جانا بیکار ہی معلوم ہوتا ہی کہ یہ پتلیان بانیان
طلسم نے علم نیرنج سے بنالی ہین ان سب کا حال لوح طلسم بتائیگی یہ سوچکر پہاڑ کے نیچے اُترا اور آگے
کا راستہ لیا یہانتک کہ بعد قطع منازل اُس طرف آنکلا کہ جہان درۂ کوہ مین ایک ساحرہ کھڑی ہی اور
اسد بیٹھا ہی ایک نازنین حور تمثال پہلو مین جلوہ گر ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ وہ کوہ نہین ہی بلکہ برج حمل مین
قران شمس و قمر ہی عمرو نے پکار کر کہا کیون ای چھوکرے خوب واسطے فتح کرنے طلسم کے تو آیا تھا کہ
رنڈی بازی مین پڑ گیا اسد نے آواز عمرو کی پہچانی نگاہ اُٹھا کر دیکھا اور عمرو کو پہچانکر اُٹھ کھڑا ہوا کہا دادا
آیئے واضح ہو کہ عمرو نے اسد کے باپ یعنی گرب کو اپنا بیٹا کیا ہی اس وجہ سے اسد اُنھین دادا
کہتا ہی غرضکہ اسد نے تسلیم کی عمرو نے گلے لگایا دعاے جان درازی دی اور آکر درہ مین بیٹھا اور بیٹھا پیک
ہو کر ملکہ مہ جبین کو دیکھا اور کہا ای اسد یہ کس بدقطع بدصورت عورت کو تو نے ہم پہلو کیا ہی لا حول
ولا قوۃ کیا تیری بھی نیت ہی ملکہ یہ کلام سُنکر کٹی پڑی اور شرمندہ ہوئی اسد نے کان مین کہا ای
ملکہ یہ لالچی بہت ہین اگر اُنھین کچھ دو تو ابھی تمھاری تعریف کرنے لگین انکے بُرا کہنے کا کچھ خیال نہ کرو
ملکہ نے کڑے جواہر کے ہاتھ سے اُتار کر عمرو کو دیے عمرو نے کہا ای ملکہ تیرے لائق یہ نواسا حمزہ عرب کا
کب ہی تو وہ شاہزادی عالیوقار ہی کہ تیرے ہم رتبہ بڑے بڑے شاہان روے زمین نہین اسد
اور دلارام اور ملکہ سب عمرو کی باتون پر ہنسنے لگے عمرو نے کہا خدا تمھین ہنستا ہی رکھے اسد نے کہا ای

ملکہ طلسم فتح ہوجائیگا دادا جان آگئے کیا غم ہے انشاء اللہ پہلوانون کو مین مارونگا اور ساحرون کو یہ فی النار کرینگے
ملکہ یہ باتین سُنکر خوش ہوئی لیکن حال سُنیئے کہ مہرخ جو چوبیس ہزار ساحر کا لشکر لیکر چلی تھی اسد کو ڈھونڈھتی
لشکر سے آگے اکیلی بڑھ آئی اور شکیل جادو سے کہا کہ تم لشکر عقب مین لیکر آؤ غرضکہ مہرخ بھی آکر قریب
اسی درہ کوہ کے پہونچی جہان اسد وغیرہ تھے دلارام جو پہرے پر کھڑی تھی اُسنے مہ جبین کو خبر دی
کہ نانی جان آپکی آتی ہین یہ سنتے ہی ملکہ سمجھی کہ ہم سبکو گرفتار کرنے کو آتی ہے کہا اب بڑا غضب ہوا اسد
نے کہا مین جاکر قتل کرتا ہون اور تلوار لیکر اُٹھا اور عمرو گلیم اوڑھکر پوشیدہ ہوگیا کہ مبادا گرفتار ہوجاؤن
تو کچھ نہو سکے گا لیکن جب اسد تلوار لیے سامنے مہرخ کے آیا اُسنے کہا کہ اے شاہزادہ عالی تبار یہ کس لیے آپ
مع شمشیر برہنہ تشریف لائے ہین مین آپکی دوست ہون اور اطاعت کرنے آئی ہون مہ جبین کی نانی ہون
میری بچی کہان ہے یہ باتین سُنکر مہ جبین اُٹھکر دوڑی اور مہرخ کے قدم پر گری اُسنے سر اُسکا سینے سے
لگایا اور کہا اے فرزند دیکھیے انجام ہمارا اور تمھارا کیا ہوا افراسیاب بڑا زبردست ہے مین بگڑکر چلی تو آئی
ہون لیکن مقابلہ شہنشاہ نہین کرسکتی وہ چاہے گا تو ایک آن مین ہم سبکو برباد کردیگا اسد نے کہا وہ
کیا گیدی ہے جو برباد کردیگا خدا ہمارا حافظ و نگہبان ہے تم باطمینان تمام یہان بیٹھو ہم جانبازی و سرفروشی
کو حاضر ہین اگر تم ہماری شریک ہوئی ہو تو خدا کی رحمت پر تکیہ و بھروسا کرو مہرخ نے کہا یہ سب جو تم نے
کہا سچ ہے مگر ظاہر ابھی کچھ نہ دیکھا جاتا ہے اسد بولا کہ ریش تراشندہ سُنکر ان دس بزدہ جادوگران یہان
تشریف لائے ہین ایک دن افراسیاب کو بھی مثل سگ نجس کے مار ڈالینگے مہرخ نے کہا سب کو
دیکھا ہے افراسیاب ایسا زبردست ہے کہ کوئی مقابلہ نہین کرسکتا لیکن مین جو آئی ہون تو کیا اب پھر تھوڑی
جاؤنگی جا ہے جان رہے یا نہ رہے مقابلہ کرونگی اُسوقت دلارام نے کچھ فرش بچھایا سب بیٹھے لیکن عمرو
ظاہر نہوا کہ شاید یہ باتین اُسکی ازراہ مکاری ہون اور چاہتی ہو کہ جب سب جمع ہولین اُسوقت گرفتار
کرون غرضکہ جب سب بیٹھے پھر مہرخ نے کہا اے شاہزادے مین نے نجوم مین دیکھا ہے کہ تو قاتل بادشاہ طلسم
ہے اسوقت صفت اور شوکت افراسیاب بیان کرکے تیری شجاعت کا امتحان کرتی تھی بارے الحمد للہ کہ
تو قوی دل اور مرد مردانہ و شیر بیشہ جلادت ہے ع اینکار از تو آید و مردان چنین کنند * الحاصل یہ آپسمین
سب بیٹھے گرم سخن تھے کہ فرستادگان افراسیاب مین سے راہدار جادو آکر پہونچا اور مہرخ کو بیٹھے
دیکھکر للکارا کہ باش او نمکحرام مثل مشہور ہے کہ دریا مین رہنا اور مگر سے بیر شہنشاہ سے بچکر کہان جائیگی مہرخ
نے اس ساحر کو آتے دیکھکر اپنے جھولے سے سحر کا گولا فولادی نکالا اور سحر پڑھکر مارا کہ وہ گولا قریب راہدار
کے جاکر پھٹا اور اُسمین سے ہزارہا پرکالے آتش کے مثل تیر شہاب کے نکلے اور راہدار پر چلے اسکے پاس

خاک قبر جمشید ہی ایک چٹکی خاک اُسنے اوڑائی وہ پرکالے آتش کے دور ہوے اور پیشقدمی کر کے دوسری
چٹکی خاک کی مہرخ اور دلارام پر ڈالی کہ یہ دونون بیہوش ہوگیئن اُسوقت اسد نے اُٹھکر تلوار ماری
راہدار نے سحر پڑھکر جو پھونکا اسد بحیس و حرکت ہوگیا اُسنے مع سہ جبین سبکی مشکین باندھ لین اور لیکر چلا
عمرو نے جو یہ ماجرا دیکھا گلیم اُتار کر ظاہر ہوا اور کلہ فلاخن مین تیھر ساڑھے پانچ سیر کا بلورین ہشت پہل تراشا
ہوا رکھکر پکارا کہ ای راہدار جادو ذرا ٹھہرنا راہدار آواز سُنکر رکا کہ اتنے عرصے مین نشانہ عمرو کا بندھ گیا اور
ایسا تاک کر تیھر مارا کہ کاسئہ سر ترش کر دور جا گرا صداہاے مہیب پیدا ہوئین اور مہرخ ہوشیار ہوئی
دیکھا سنے کہ آندھیان اُٹھ رہی ہین اور شور بگیر بگیر کا بلند ہی یہ دیکھکر اُسنے سحر کیا کہ وہ آفت تو موقوف
ہوئی اور لاش راہدار جادو کی پڑی دیکھی اور ایک عجیب الخلقت انسان یعنی عمرو کو کھڑا دیکھا ازبسکہ
عمرو کو پہچانتی نہ تھی چاہا کہ سحر کر کے گرفتار کر لون یہ بھی کوئی ساحر ہی عمرو اُسکے ارادہ پر مطلع ہوا اور فوراً
حباب بیہوشی مارا کہ مُنھ پر پڑا پھٹا اور بیہوشی آمیز پانی ناک مین مہرخ کے گیا کہ یہ بیہوش ہوگئی اور عمرو گلیم اوڑھکر
پھر چھپ گیا لیکن دلارام اور اسد وغیرہ کہ سب رہا ہو چکے تھے اُنھون نے مہرخ کو پھر ہوشیار کیا اُسنے
پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہی اسد نے کہا کہ دادا جان نے راہدار کو مار کر ہم آپ کو چھوڑایا اور آپ نے اُنکو گرفتار
کرنا چاہا اُنھون نے پھر آپ کو بیہوش کردیا اور یہان سے چلے گئے مہرخ نے کہا پھر اُنکو بلاؤ اسد نے
کہا آپ ہی بلایئے اُسنے باواز بلند کہا ای شہنشاہ عیاران مین آپ کی بہت مشتاق ہون صورت مبارک
اپنی دکھایئے کیا مین قابل ملاقات نہین ہون جو مجھے آپ دیکھکر چھپ جاتے ہین عمرو نے کہا رونمائی
چاہیے اگر کچھ مُنھ دکھائی دو تو صورت دکھاؤن اسد اور سب ہنسنے لگے اور مہرخ نے زیور اپنا اُتار کر رکھا
اور کہا لیجیے رونمائی حاضر ہی عمرو روپیہ دیکھکر ظاہر ہوا اور وہ زیور لیکر داخل زنبیل کیا مہرخ نے جو صورت
عمرو کی دیکھی جیسی کہ سابق مین ذکر ہوگی نہایت حقیر پائی سمجھی کہ یہ کیا کسی سے مقابلہ کریگا خواجہ نے اُسکی
نگاہ پہچانی کہ مجھے بنظر حقارت دیکھتی ہی کہا تم جانتی ہو کہ یہ دبلا پتلا آدمی کیا کر سکیگا کسی سے کیونکر لڑیگا
مہرخ نے کہا تو بڑا فہیم ہی جو میرے دل مین آیا وہ پہچان گیا عمرو نے کہا مین پیشانی پر جو شکن پڑتی ہی اُسکی
سطر بنا کر پڑھتا ہون جو کسی آدمی کے دل مین آئے وہ بتلا دیتا ہون یہ باتین ہو رہی تھین کہ دوسرا
ساحر فرستادۂ افراسیاب فولاد جادو نام آکر پہونچا اور عمرو نے اُسکو دیکھکر کہا ای مہرخ تم بڑی ساحرہ
ہو دیکھین اس سے کیونکر لڑتی ہو کیونکہ فولاد نے آتے ہی پہلے ان سبکو دور ہی سے ڈانٹا تھا کہ خبردار ای
باغیان مین آپہونچا اب کہان بچکر جاؤگے مہرخ نے کہا ای عمرو پہلی بار تو مین بیہوش ہوگئی تھی مین نے
نہین دیکھا کہ تم نے کیونکر راہدار جادو کو مارا اسوقت دیکھون کہ اسے کیونکر قتل کرتے ہو عمرو نے کہا مثل سگ

نجس کے اسے مارے ڈالتا ہون یہ کہکر بصورت اصل جس طرح بیٹھا تھا اُسی طرح اُٹھکر سامنے فولاد جادو کے آیا
اور للکارا کہ او بیحیا کیا بکتا ہوا اور جھک مارتا ہوا ادھر آ کہ تو میرا شکار ہی فولاد جادو نے ایک نارئیل جھولی سے
نکالکر سحر پڑھنا شروع کیا عمرو نے بھی ایک ترنج نکالا اور کچھ بدبدانے لگا فولاد سمجھا کہ یہ بھی ساحر زبردست
ہی غرضکہ عمرو نے کہا ای نالائق تو پرائے بھروسے پر لڑنے آیا ہی بس پشت تیرے اور ایک جادوگر آتا ہی فولاد
نے یہ سُنکر پیچھے پھر کر دیکھا عمرو نے اتنی دیر مین جست کر کے اسکے قریب اپنے تئین پہونچایا اور جب اسنے ادھر
دیکھا کہ کوئی بھی نہین عمرو جھوٹا ہی دھوکا دیتا ہی بس عمرو کی طرف پھرا عمرو نے حباب بیہوشی منہ پر مارا
کہ چھینک آئی اور چکر کھا کر گرنے لگا عمرو نے گرتے گرتے اسکے خنجر مارا کہ سر کٹکر دور گرا شور نشور قیامت آسا
بلند ہوا اندھیرا ہوگیا مہرخ نے سحر پڑھکر دستک دی کہ وہ سیاہی موقوف ہوئی عمرو کو دیکھا کہ تسبیح لیے
الگ کھڑے یا حافظ یا حافظ پڑھ رہے ہین کہ خداوندا بچانا مجھکو مہرخ پاس آئی اور کہا ای شہنشاہ عیاران
سبحان اللہ کیا کہنا کتنا جلد اسکو آپنے جہنم واصل کیا مین آپ کی کنیز ہون آئیے بیٹھیے یہ کلام ہو رہے
تھے کہ سامنے سے گرد اڑی اور نقارون کے بجنے کی صدا آئی دیکھا تو آگے آگے نقارچی زری پوش
بادلے کی پوشاک پہنے دمامے شتری اور فیل بجاتے جنکی صدا سے کوہ و دشت تھراتے ہین پیدا ہوے اور
ساحرونکی سواریان ظاہر ہوئین اژدہو نپر کاٹھے کھینچے مُنہ سے انکے شعلے آگ کے نکلتے ساحر بزور سحر صورتین
مہیب بنائے اسباب سحر کرنے کا لیے نمودار ہوئے اور یکایک اس دشت مین آگ اور پتھر برسنے لگے
اور ایک ہنس پر جسکا جسم مثل آگ کے روشن اور چمکتا تھا شکیل جادو بیٹا مہرخ کا اسپر سوار اور چالیس ہزار
ساحر پرا باندھے اور آتش کے جانورون پر مثل طاؤس آتشین اور فیل آتشین وغیرہ پر بیٹھے چلے آتے ہین
اور ماہ جادو اور مہرخ تخت پر سوار اژدہے اُٹھائے لیکر آئے لشکر چوبیس ہزار کا بڑے کروفر سے
آیا خیمے اور بارگاہین جملہ سامان حرب و ضرب شکیل اپنے ہمراہ لایا اسکی سواری کا اسوقت یہ جلوس
تھا کہ شہزادہ اسد دیکھکر فرمانے لگا کہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ جیسے لشکر امیر کا کوئی سردار آتا ہی نظم۔

زبس تھا سواری کا ایسا ہجوم — ہوا جب کہ ڈنکا پڑی ایک دھوم
برابر برابر کھڑے تھے سوار — ہزارون ہی عقین ہاتھیونکی قطار
سنہری رو پہلی وہ عماریان — شب و روز کی سی طرح داریان
وہ ماہی مراتب وہ تخت روان — وہ نوبت کہ دولہا کا جیسے مکان
سوار و پیادے صغیر و کبیر — جلو مین تمامی امیر و وزیر
سجے اور سجائے سبھی خاص و عام — لباس زری مین ملبس تمام

طرق کے طرق اور پرے کے پرے
کچھ ایدھر اودھر اُس سرے اس سرے
چلی پایۂ تخت کے ہو قریب
بدستور شاہانہ بنتی جریب

مہرخ نے کہا اے شاہزادہ اسد آپکا غلام شکیل جادو میرا فرزند آتا ہے حضور دست مرحمت اسکے سر پر رکھیں اور تسکین دیں اس عرصہ مین شکیل شاہزادے کو اور اپنی مان کو سامنے کھڑا دیکھکر ہنس سے اُتر کر حاضر ہوا اور اسد اور عمرو کو تسلیم کی اسد نے بغلگیر کیا عمرو نے تسکین دی مہرخ نے حکم کیا کہ لشکر اپنی جگہ اُترے بمجرد ارشاد اُسی وقت بیلدار نکلے اور جنگل کی جھاڑیان جھنڈیان کاٹکر میدان کو صاف کرنے لگے سطح صحرا کو شفاف صورت آئینہ کر دیا خیام ذوی الاحترام نصب ہونے لگے رن گڈھ بننے لگا دمدمے تیار ہوے کہین نقب لگائی کسی جا سرنگ کا ڈھنگ کیا کہین مورچہ کشادہ بنایا کہین تنگ کیا جنگی سامان درست ہو گیا بیچ لشکر مین چشمۂ آب کے قریب بارگاہ فلک فرسا نصب ہوئی منڈیون اور گنج کے جھنڈے گڑ گئے چوپڑ کا بازار سجا گیا دکانون کے نشان ڈالے گئے خیام شاہی کے روبرو اردوے معلی کا طور مقرر ہوا اسکین بے چوبے کنڈلیان راوٹیان استادہ ہوئین لشکر اُترا عیش محل کی زنانی بارگاہ علحدہ استادہ ہوئی در دولت مقرر کی سردارون اور شاہ کے جلوس کے لیے وسط لشکر کی بارگاہ ٹھہرائی پھر تخت طاؤسی مقام صدر مین آراستہ ہوا چار طرف دنگل کرسیان بچھ گئین سامان راحت جملہ درست ہوا کسی طرف باورچیخانہ بنایا کہین آبدار خانہ مقرر کیا ایک سمت میخانہ سجا گیا لشکر مین بازار مین کھل گئین کٹورا کھنکنے لگا مہرخ بارگاہ مین داخل ہوئی اور اسد سے عرض کیا کہ بسم اللہ تخت سلطنت حاضر ہے جلوس کیجے شاہزادے نے کہا مجھے دعوی سلطنت کا نہین مین نواسا سپہ سالار بادشاہ لشکر اسلام کا ہون دعوی سپاہگری کا رکھتا ہون یہ بادشاہت شہنشاہ لشکر اسلام کی ہے اسکی حکومت ملکہ مہ جبین کریگی اور چند حقہ زرین تحفہ جات انواع واقسام کے خدمت شاہ اسلام مین بطور خراج ہر سال بھیجا کریگی یہ کہکر عمرو سے کہا آپ منجم ہین ساعت سعید تبلایے کہ ملکہ کا جلوس میمنت مانوس اورنگ شاہی پر ہو عمرو اور مہرخ نے کہ دونون بے بدل علم سماوی جانتے ہین زمان عشرت اقتران اور آوان سعادت توامان مین ملکہ مہ جبین کا ہاتھ پکڑکر تخت سلطنت پر جلوہ گر کیا تاج شاہی سر پر رکھا اسد اور مہرخ وغیرہ اور سب امرا و رؤسا نے نذرین دین صداے مبارک باد بلند ہوئی رقاصان زہرہ جبین و مہرخان مہر تمکین حاضر ہوئین تھاپ طبلے پر پڑی ناچ ہونے لگا ساقیان حور پیکر جام و صراحی بادہ احمر لیکر آئے اہل انجمن داد عشرت دینے لگے صداے نوشا نوش بلند ہوئی ہر طرف میکشون کی زبان پر جاری تھا کہ اے ساقی خوش ادا اسد ایترا دور رہے عیش ونشاط کا یہی طور رہے بیت پر کن زیادہ جام

دو رہا دم بگوش ہوش ٭ بشنو از و حکایت جمشید و کیقباد ٭ عہدون کے خلعت بٹنے لگے ملکہ مہرخ کو وزارت
کا خلعت ملا دلارام کو مصاحب خاص بادشاہ کیا اسد نے لشکر کی سپہ سالاری اختیار کی عمرو کو خزان
سلطنت مین داخل کیا اور یہ رتبہ دیا کہ جو خواجہ مشورہ دین اُسے بادشاہ لشکر ضرور منظور کرے اور خواجہ
عمرو کے حکم سے گردن تابی نکرے اور اگر خواجہ بادشاہ سے ناراض ہون تو اُسے سلطنت سے معزول کردین
غرضکہ کچہری وزارت مقرر ہوئی مہرخ آکر بیٹھی انتظام ہونے لگا پہلے جو خزانہ اپنی فوج کے ہمراہ لائی تھی
اُسے منگوا کر میر بخشی کے حوالہ کیا اور حکم دیا کہ ڈھنڈورا پیٹے اور قریب قریب جو اس جنگل کے گانون
قصبہ واقع ہوے ہین وہان جاکر منادی ندا کرے کہ جس کسی کو نوکری کرنا ہو وہ آئے اور ملازمت کرے
اور فوج ساحران وغیر ساحران یعنی سپاہی و پہلوان وغیرہ بھرتی کیے جائین لام بندھے یہ ارشاد سنکر ملازم
بہر تعمیل حکم روانہ ہوئے ڈہل زنی شروع ہوئی لوگ آنے لگے وزیر اعظم کو نذر دیکر عہدے پانے لگے کسی کو
کمیدانی کا خلعت ملا کوئی رسالہ دار مقرر ہوا اُسوقت عیار جو الگ دور عمرو سے چلے آتے ہین انمین
سے ضرغام شیر دل اور مہتر قران اور جانسوز قریب اس صحرا کے پہونچے اور آواز ڈھنڈورے کی
سنکر ساحرون کی صورت بنا کر لشکر مین آئے حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ عمرو اور اسد کا لشکر ہے اور
انکی جانب سے فوج بھرتی ہوتی ہے یہ عیار بھی نذر لیکر بارگاہ مین آئے وزیر اعظم مہرخ کو نذر دی اُسنے
پوچھا تم کون ہو عیارون نے کہا شہر عجائب کے رہنے والے ہین جادو جانتے ہین نوکری کرنے آئے
ہین وزیر نے پوچھا کہ کیا تنخواہ لوگے کہا ہزار ہزار روپیہ ماہواری وزیر نے کہا اچھا تمھارا سحر دیکھین
کہ کیسے ساحر ہو عیار بولے بہت خوب اور قران نے ایک ناریل جھولی سے نکالکر سب کے دکھانے کو
کچھ افسون پڑھا اور مہرخ کے مُنھ پر مارا ہر چند اُسنے دستک دی اور رد سحر کیا مگر وہ ناریل مُنھ پر پڑکر پھٹا اور دھوان
اسمین سے نکلا کہ مہرخ بیہوش ہوگئی حاضران دربار ساحر جتنے تھے اُنھون نے سحر پڑھکر چاہا ہوش مین
لائین وہ تو بیہوشی سے بیہوش تھی کسی طرح سے ہوشیار نہوئی سب نے کہا یہ بڑے زبردست ساحر
ہین کہ انکا سحر کسی سے رد نہین ہوسکتا عیارون سے کہا بس امتحان ہوچکا آپ سحر اپنا اوتار دیجیے
قران نے تھوڑا پانی منگا کر رد سحر بظاہر پڑھا اور مہرخ کے مُنھ پر چھینٹا دیا وہ فوراً ہوشیار ہوگئی عیارون
نے کہا آپ نے ہمارا سحر دیکھا کہا ہان بڑا زبردست سحر ہے اچھا ہزار ہزار روپیہ کی تنخواہ ہر ایک کی ہم نے
مقرر کی عیارون نے کہا ایک شرط یہ بھی ہے کہ ہم ایک مہینے کی پیشگی لینگے اور عمرو عیار کے برابر بارگاہ
مین بیٹھین گے مہرخ نے ایک مہینے کی تنخواہ پیشگی منگوا دی اور کہا خواجہ کے برابر بیٹھنے کے لیے چلو مین اُنسے
اجازت دلا دون انھین لیکر پاس عمرو کے اندر بارگاہ سلطانی کے آئی عیارون نے دیکھا تخت شاہی

آراستہ ہی چار دن گوشون پر تخت کے طاؤسان زمردین بال جواہر کے کھڑے ہین اور دُمین اُنکی بلند اور
کشادہ ہوکر سر بادشاہ پر چتر ہوگئی ہین مہ جبین الماس پوش بڑے کروفر سے جلوہ گر ہی تاج لعل و یاقوت
کا سر پر ہی قباے قلم کار جواہر و زر پہنے ہی چار قب شہنشاہی در بر ہی ٹیکا بیش بہا کمر سے بندھا ہی ہار
نوکھا گلے مین پڑا ہی دلارام سر پر مور چھل بال ہما کا لیے مگس رانی کر رہی ہی سامنے دست ادب باندھے
ہزارہا ساحر کھڑے ہین شاہزادہ اسد دنگل پر قریب تخت بیٹھے ہین خواجہ عمرو کرسی جواہر پر متمکن ہین عیارون
نے وہ تینون توڑے جو تنخواہ مین ملے تھے خواجہ کو نذر دیے عمرو نے آنکھ چار ہوتے ہی پہچانا کہ میرے
ساتھ کے عیار ہین اُٹھکر ہر ایک کو گلے لگایا مہرخ نے حیران ہوکر پوچھا کہ خواجہ آپ انکو کیا جانتے ہین عمرو
نے کہا ای ملکہ یہ عیاران لشکر اسلام ہین اور جانسوز و ضرغام و قران انکے نام ہین انمین قران میرا
شاگرد رشید نظر کردہ شاہ مردان اسد اللہ الغالب علیہ السلام ہی ہر جگہ اگر قید اعدا سے مجھے چھڑاتا ہی اور
کبھی گرفتار نہین ہوتا ہی اور ایک شاگرد میرا اور برق فرنگی طلسم مین آیا ہی نہین معلوم کہان ہی یقین ہی کہ عنقریب
ملے الغرض مہرخ عیارون سے ملی اور بہت خوش ہوئی اور قریب بارگاہ شاہی چار خیمہ بلند استادہ کرائے
پلنگ اور فرش میز کرسی دنگل اور جملہ سامان راحت و آرام انمین موجود کردیے اور عیارون سے کہا
خیمے مین چلکر آرام فرمائیے قرآن نے کہا مین کبھی خیمہ مین نہین رہتا پہاڑون کے درے اور غار میرے خیمے
ہین مین نظر کردہ شیر خدا ہون ہمیشہ صحرا مین رہتا ہون یہ کہکر بغدا ٹیک کر جست کی سراچہ بارگاہ
پھاند گیا اور جنگل کا راستہ لیا وہ دو عیار جو باقی رہے انسے عمرو نے کہا تم خیمون مین فروکش ہو اور
لشکر کی حفاظت کرو اور اندر خیمہ کے اس طرح رہنا کہ اگر کوئی تمکو ڈھونڈھے تو نپائے عیارون نے
کہا بہت خوب اور خیمون مین آکر بہو نچے ہاتھ منھ دھویا کسل سفر سے آسودہ ہوے کھانے کی قسم
سے جملہ نعمتین موجود تھین نوش کرکے دربار مین آکر ناچ دیکھنے لگے لیکن حال برق فرنگی کا سنیے کہ یہ
بھی صحرا نورد طلسم ہوا تھا اور سیر کرتا ہوا سب عیارون کی خبر لیتا ہوا چلا آتا تھا کہ ایک مقام بلند پر
سے کھڑے ہوکر جو دیکھا تو صحرا مین لشکر کثیر اُترا نظر آیا برق ساحر بنکر لشکر کے اندر آیا حال پوچھا ایک
آدمی نے کہا یہ لشکر اسد اور عمرو کا ہی اور سارا حال بیان کیا برق نے دل سے تجویز کیا کہ اب استاد اور
سب ساتھی تو بآسائش ایک جگہ مقیم ہین تو چلکر کوئی کار نمایان کر اسکے بعد لشکر مین چلا آ یہ تصور
کرکے صحرا مین چلا گیا اور ہر طرف صید مطلب کا جویا ہوا یہانتک کہ ایک جگہ کنوان پختہ جنگل
مین بنا دیکھا اور گذرگاہ خلائق اس مقام کو پایا جی مین کہا ای برق یہ کنوان ایسی جگہ واقع ہوا ہی کہ ضرور
ساکنان طلسم مسافر وغیرہ ادھر سے گذرتے ہونگے اور پانی پیتے ہونگے ایسا سوچکر برہمن کی صورت آپ

بنا زنار گلے مین ڈالا قشقہ لگاتا تھے پر دیا دھوتی زانوون تک کی باندھکر ڈول اور رسی لیکر کنوئین کے چبوترے
پر بیٹھا بعد تھوڑے عرصہ کے پچاس ساحر ایک ملک کے مالک طلسم سے لاکھ روپیہ خراج کے لیے
افراسیاب کے پاس جاتے تھے کنوئین پاس ٹھہرے اور برہمن سے کہا ہمین پانی بھرکر پلادے برہمن
نے پانی پلایا اور کہا میرے پاس ستو بھی ہین تمھارا جی چاہے تو لو بہت سستے دام کے ہین ساحرون
نے کہا کتنے سیر ہین برہمن نے کہا چار پیسے ان سب نے لالچ مین آکر مول لیا اور تھالیان اپنی نکالکر
تنک سے گھولکر کھاتے ہی بیہوش ہوگئے برق نے سب کے سر کاٹ ڈالے ایک حشر برپا ہوا بعد تھوڑی
دیر کے وہ آفت دور ہوئی برق نے دو لاکھ روپیہ ایک درخت کے نیچے خنجر سے گڈھا کھودکر دفن
کردیا اور وہان سے پاس عمرو کے چلا اور لشکر مین ساحر کی صورت بنکر داخل ہوا اور دربارگاہ پر آکر
ملازمون سے کہا کہ ہماری خبر شہنشاہ عیاران سے کردو کہ جان نثار جادو حاضر ہے خادمون نے جاکر
عمرو سے عرض کیا عمرو حیران ہوا کہ یہ کون آیا غرض حکم دیا کہ بارگاہ مین آیند و ملازم برق کو سامنے
لائے برق نے بھی سامان دربار دیکھا بہت خوش ہوا اسد اور مہ جبین اور عمرو کو سلام کیا اور ایک
رقعہ ہاتھ پر رکھکر عمرو کو نذر دی اس رقعہ کو عمرو نے لیکر پڑھا لکھا تھا کہ لاکھ روپیہ مین آپکی نذر کے لیے
فلان صحرا مین درخت کے نیچے دفن کرآیا ہون چلکر وصول کیجیے عمرو نے پڑھکر بنگاہ غور برق کو
دیکھا اور پہچانکر گلے لگایا اور کہا ای ملکہ مہرخ اسی عیار کا ذکر مین کرتا تھا یہی برق فرنگی ہے الغرض اسکے
لیے بھی خیمہ نہایت عمدہ اور اسباب راحت مقرر کیا کہ یہ خیمے مین آیا اور غسل کیا رنج راہ سے آسودہ
ہوا کھانا تناول کیا اور سو رہا لیکن عمرو بارگاہ سے نکلکر بموجب نشان بتلانے برق کے اس کنوئین
کے قریب پہونچا اور درخت کے نیچے سے لاکھ روپیہ کھودکر داخل زنبیل کیا اور دل سے کہا ایک
اس بیچارے شاگرد نے تمھاری پریشانی کا خیال کیا ورنہ اور سب تو بالکل نالائق ہین یہ باتین دل
سے کرتا ہوا پھر لشکر مین آیا اور بآرام تمام مسکن گزین ہوا لیکن اس عرصہ مین وہ طائر خوشرنگ جو
افراسیاب نے واسطے خبرگیری اسد اور مہرخ کے مقرر کیے تھے وہ اس جنگل کے درختون پر بیٹھے یہ سب
ماجرا یعنی آنا مہرخ کا اور مارا جانا راہدار اور فولاد کا پھر جمعیت لشکر ہونا آپس کا پتاک فوج بھرتی
کرنے کے لیے منادی کا نہ کرنا دیکھکر پاس افراسیاب کے آئے اور جملہ کیفیت بیان کی افراسیاب کو غصہ
آیا اور اسیوقت ایک نامہ ملکہ حیرت اپنی زوجہ کو لکھا کہ بمجرد دیکھنے نامہ کے ای ملکہ شہر ناپرسان سے
تم میرے پاس آؤ مجھے کچھ مشورہ کرنا ہے یہ نامہ ایک پتلے کو دیا اسنے حیرت پاس پہونچایا وہ تخت بلور پر سوار ہوکر
مع کنیزون وانیسون جلیسون کے پاس افراسیاب کے آئی اسنے کہا ای ملکہ حیرت تمنے ان نمک حرام مہرخ کو دیکھا

کہ مجھپر جمعیت کی ہی اور فوج نوکر رکھتی ہی طلسم کشا کی شریک ہوئی ہی ای بابا ے خود اگر دریاے خونزوان کی ایک پری کو حکم دون اور ایک بوق اگر بجادے تو ساری خلقت بیہوش ہو جائے مجھے ہنسی آتی ہی مہرخ اور مجھسے مقابلہ حیرت نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ مین مہرخ کو بلوا کر سمجھاتی ہون اسکی کیا مجال ہی جو آپ سے مقابلہ کر سکے افراسیاب نے کہا اچھا بلواؤ اور سمجھاؤ تمھاری عزیز بھی ہی اور اسی باعث سے مین بھی تامل کرتا ہون اور دوسرے اپنی پرورش اور اوسکے ملازم ہونے کا خیال ہی اور بانیان طلسم لکھ گئے ہین کہ بادشاہ طلسم سے ایک زمانہ ایسا ہوگا کہ رعیت اور ملازم اسکے منحرف ہوکر آمادۂ جدال و قتال ہونگے اسوقت شاہ طلسم اپنے لطف و مدارا کرے اور جنگ نہ کرے درحالت رزم و پیکار نقصان بادشاہ طلسم ہی ای حیرت قسم ہی سامری کی اگر یہ امور مانع حرب و ضرب نہوتے تو ایک چشم زدن مین مانند حرف غلط کے ان باغیون کا نقش ہستی مٹا دیتا حیرت نے عرض کیا اسمین کیا شک ہی مگر اسی سے ہی کہ بموجب ؎ پشہ چو پر شد بزند پیل را ✽ باہمہ تندی و صلابت کہ اوست ✽ الحاصل اسنے ایک نامہ مہرخ کو لکھا کہ ای ملکہ تمھین مناسب ہی کہ جسکا نمک تمام عمر کھایا اور جسکے سایۂ عاطفت مین تمام عمر پلی ہو اسکے ساتھ آمادۂ رزم و پیکار ہو لہذا ازراہ پرورش مالکانہ و مرحمت خسروانہ تمھین اطلاع دیجاتی ہی کہ بمجرد دیکھنے منشور گرامی کے کمر خدمتگاری باندھکر میرے پاس مثل کنیزون حلقہ بگوش کے اپنے تئین پہونچاؤ کہ خطا تمھاری شاہ طلسم سے اجازت لے کر معاف کر دون درصورت انحراف ورزی بادشاہ طلسم کا تو بڑا مرتبہ ہی مین ایک کنیز ناچیز اسکی اس طرح تمھین ہلاک کرونگی جس طرح مور ضعیف کو مار ڈالتے ہین اگر اپنا بھلا چاہتی ہو تو تھوڑے لکھنے کو بہت جانکر فوراً تعمیل حکم کرنا ؎ اگر صلح خواہی نخواہیم جنگ ✽ اگر جنگجوئی نباید درنگ ✽ نامہ تمام والسلام ایک طائر کو دیا کہ جاکر مہرخ کو پہونچا دے اور جواب لا دے وہ طائر منقار مین نامہ لیے بارگاہ مہرخ مین آیا اور آغوش مین اسکے بیٹھ گیا مہرخ نے نامہ منقار سے لیکر پوچھا کہ ای طائر تجھے کس نے بھیجا ہی طائر نے کہا ملکہ حیرت جادو نے مہرخ نے نامہ پڑھا بروقت آگاہ ہونے مضمون مندرجہ رنگت چہرے کی متغیر ہو گئی اور مارے خوف کے کانپنے لگی عمرو نے جو یہ حال دیکھا نامہ آپ اسکے ہاتھ سے لیکر پڑھا اور نامے کو مارے غصہ کے چاک کر ڈالا اور یہ جواب اسکا ایک تختہ کاغذ پر اس طرح لکھا کہ حمد و نعت سے ابتدا کی ظاہر ہو کہ یہ قصہ پہلے جناب رسول کے گزرا ہی مگر ہر پیغمبر نے خبر جناب پیغمبر کی دی تھی تو عمرو وغیرہ اعتقاد رکھتے ہین لہذا لکھا نظم

خداوندی کہ لطفش بیقیاس است — زقہرش ہر دو عالم در ہراس است
محمدؐ آنکہ چون نورش علم زد — قلم بر صفحۂ ہستی رقم زد
زلطفش روضۂ رضوان گلستان — زقہرش آتش دوزخ فروزان

	مس ایجاد را گو گر د احمر		علی شیر خدا دست ہمیشہ	

پس از حمد و نعت بدان و آگاہ باش ای ملکہ حیرت وافراسیاب منم ریش تراشندہ ساحران و سر برندۂ جادوگران میرے ہی خنجر جانستان نے دمامہ جادو جو پوتی سامری کی تھی اسکی گردن کاٹی اور مین نے ہی ساحر مشمش کی جو دریا مین مسکن گزین تھا اور ساحران روزگار کا استاد کہلاتا تھا جان لی مین وہ ہون کہ خداوند دم خبیثہ کو جسنے جہنم واصل کیا کشمیر و کاشغر و ام ابجال کے ساحران نامی کو مارا عظمی آباد مین مالک بن زر دہشت کا سر اوتارا غرض کس کسکا نام لون کہ جسے مین نے مارا ہی بلکہ شاہان روے زمین کو جنکا کلمہ گوشہ گوشہ تا بفر قدان پہونچا تھا تخت سے اتار کر تختۂ تابوت پر سلایا نظم

آن منم بادشاہ عیاران — کہ ستانیم باج از شاہان
بر زبان کسان چو مہر مبین — نام من روشن ست وان توقیین
ہر زمان صورت دگر دارم — از ضمیر کسان خبر دارم
از قدم آتشین عالم سوز — اگر کنم عزم یوبہ اول روز
ہمراہی من نکرد گاہے نسیم — کہ بمغرب رسیم و بر گردیم
نالۂ ما نکرہ ہر کہ شنود — در ہما ندم وداع عمر نمود
مے کنم نعل از خر مردہ — بارہا از اجل گرد بردہ
باوجود حقارت تن من — نتوان بود غافل از فن من
ہر کس از من گرفت جہ یافت — کرد قطع امید خود ز حیات
آفت روزگار مردو د نم — ملک الموت وقت خویشتنم

لائق و لازم یہ ہی کہ ملکہ تصویر جادو اور شاہزادہ بدیع الزمان کو اپنے ہمراہ لیکر آستان عالیجاہ ملکہ مہ جبین الماس پوش پر تم دونون حاضر ہو کہ فی الحال ملکہ موصوف بادشاہ طلسم ہی خطا تمہاری صاحبقران سے معاف کرادیگی در صورت انکار اس تحریر کے اگر ناک تمہاری کٹواکر گدھے پر روسیاہ کرکے نہ چڑھایا اور تشہیر نہ کرایا تو نام اپنا عمرو نہ پایا ہوگا یہ مضمون لکھکر طائر کے حوالہ کیا اور زبانی بھی کہدیا کہ اس غیبانی چڑ و حیرت سے کہدینا کہ مالزادی تیرا اب عنقریب سر مونڈونگا تو ہی کس بھروسے پر جو کچھ تجھسے ہو سکے قصور و کوتاہی نکرنا خدا مالک ہی یہ کہکر طائر کو رخصت کیا وہ اڑتا ہوا پاس حیرت کے آیا اور نامہ دیا اور زبانی پیام عمرو کا حرف بحرف کہا کہ مورخ ملکہ تو نامہ پڑھکر کانپنے لگی تھی مگر ایک دبلا سوکھا آدمی بیٹھا تھا اسنے نامہ کو آپ کے چاک کر ڈالا اور جواب نامہ لکھا اور بہت کچھ برا اپ کو کہا حیرت یہ ماجرا

سنکر نامہ لیے افراسیاب کے پاس آئی اور کہا ای شہنشاہ آپ سچ فرماتے ہین کہ یہ لوگ بغیر سزا دیے نہ مانینگے دیکھیے یہ میرے نامہ کا جواب دیا ہو اور اُس عیار وزد نے بہت نا سزا آپکو اور مجھے کہا ہی افراسیاب نے نامہ لیکر پڑھا اور ایسا غصہ مین آیا کہ ہونٹھ چبانے لگا لال ہو گیا اور کہا جب چیونٹی کے پر نکلتے ہین تب ہی قضا آتی ہی اب مہرخ حرامزادی کی شامت آئی ہی راوی کہتا ہی کہ ادھر تو افراسیاب لشکر کشی کی فکر مین ہی اور اُدھر مہرخ نے عمرو سے بعد چلے جانے طائر سحر کے کہا کہ خواجہ تمنے بڑا غضب کیا کہ حیرت کو گالیان دین اب کوئی لحہ مین آفت آیا چاہتی ہی ہم تم سب مارے جاوینگے عمرو نے کہا ای ملکہ تم بڑی بودی ہو حیرت تجا پہلے نجوم کے علم سے دریافت کر چکی ہو کہ شہزادہ کی فتح ہو گی اور پھر گھبرائی جاتی ہو مین نے نامہ دیکھا کہ تم پڑھکر بدحواس ہو گئی تھین افسران فوج جو حاضر بارگاہ تھے اُنکی دل شکنی کا احتمال تھا جب مالک دل ہار دیگا تو فوج کیا لڑیگی اسلیے مین نے یہ کلمات کہے کہ سب شیر دل سمجھین کہ کچھ تو یہ بھی قوت رکھتے ہین جب تو ایسے کلام مقابل میرے تنے بڑے اولوالعزم کے کرتے ہین تمہین چاہیے کہ دلکو مضبوط کرو اور ذرا سی بات مین گھبرا نہ جایا کرو دیکھو تو وہ قادر مطلق کیا کرتا ہو وہی معین ہلیکسان ہو مہرخ نے فرمانا عمرو کا بدل قبول کیا لہذا یہ لوگ تو حالت امید و بیم مین ہین مگر افراسیاب کا ذکر سنو

داستان لشکر کشی کرنا افراسیاب جادو کی عمرو اور مہرخ پر اور بھیجنا تین سرداروں کو مع ساٹھ ہزار فوج ساحران کے اور عیاریان کرنا عیارون کا اور مقابلہ دو لشکرون سے اور بعد جنگ عظیم کے شکست کھانا فوج افراسیاب کا اور مارا جانا ساحرون کا للمؤلفہ

کدھر ہی تو اے ساقی ہوشمند　　وہ مے دے کہ جو نشہ کردے دو چند
غضب مین ہی رندونکی جان حزین　　سبو ہی کہین اور خم ہی کہین
ادھر آمد محتسب کی خبر　　ہر پیر مغان کے بھی غصہ کا ڈر
اُدھر رند بگڑے ہین بیحساب　　ادھر عزم ہی میکدہ ہو خراب
پھر ایسا رندون سے گردون دون　　ہے گا عبث دختر رز کا خون
خرابی یہ انجام کے ہی نظر　　دل میکشان کو ہی خوف و خطر
دل بادہ خواران نہ توڑے کوئی　　نہ شیشے کی گردن مروڑے کوئی
پلا رندکو وہ شجاعت کا جام　　کہ زاہد کی ساقی ہو قلیا تمام
رحیق شجاعت کا یہ نشہ ہو　　جو اک وار مین محتسب ہوے دو

تکلم محتسب کا ہی شل سبو		عوض مے کے بہ جائے اسکا لہو	
مسلح مکمل ذرا جاہ ہو		روان تیغ افسانہ گوئی کرد	
تہمتن توان رستم این داستان		چنین داد رخش سخن را عنان	

دلاوران رزمگاہ معانی و شجاعان عرصۂ سخندانی پرچم کشایان لوائے نصرت انتمائے عسکر مضامین و رایت افزایان لشکر بیان ظفر قرین بصد تمکین اشہب تیزگام زبان کو میدان تقریر مین اسطرح جولان گر فرماتے ہین اور تیغ تیز بیان کے جوہر معرکۂ تحریر مین یون دکھاتے ہین کہ جب افراسیاب اور حیرت کو آئینہ ضمیر مہر منیر مہرخ نیک تقریر خالی از صفا و مکدر از غبار رنج دعنا ظاہر ہوا سوائے پیکار کے اور کوئی صورت دیکھی اور خود حیرت بہر مقابلہ عازم ہوئی افراسیاب مانع ہوا کہ ایک کنیز سے بھی جو نا چیز ہو اُسکے مقابلہ کو شاہزادی طلسم اور زوجہ بادشاہ طلسم کا جانا مناسب نہین کیا اور کوئی ملازم باقی اب نہین یہ کہکر کچھ افسون پڑھکر دستک دی کہ ابر چارطرف سے گھر آیا اور ہزارون بجلیان سنہری روپہلی رنگ کی چمکنے لگین بعدہٗ آتشباری ہونے لگی اور سنگباری دیر تک رہی پھر وہ ابر شق ہو گیا اور تین تخت ظاہر ہوئے کہ ساحر انپر سوار تھے نہایت کریہ منظر بد قطع و نابکار تھے اُنھون نے افراسیاب کو مجرا کیا اور پایۂ تخت کو بوسہ دیکر عرض کیا کہ شہنشاہ نے غلامون کو کس لیے طلب فرمایا ہے افراسیاب نے حال مہرخ سے فساد ہونے کا اور اسد وغیرہ کا بیان کر کے کہا کہ تم تینون ساحر ساٹھ ہزار فوج ساحران لیکر جاؤ اور ان باغیون کو باندھکر حاضر حضور کرو وہ تینون ساحر کہ نام جاموش جادو و شہباز جادو و کوہان جادو کو وہ بیکر رکھتے ہین یہ حکم پاکر مستعد روانگی ہوئے اور اپنے مقام پر پھر آکر ساٹھ ہزار لشکر کے سردارون کو بلا کر حکم افراسیاب سے خبردار کیا طبل سفر بجا خیمے ڈیرے اژدرون پر لد گئے اور ساحر سحر کے جانورون پر سوار ہو کر سحر کی نیرنگیان دکھاتے روانہ ہوئے اور دریائے خونروان سے گذر کر قریب لشکر مہرخ پہونچے یہان مہ جبین اور اسد وغیرہ بیٹھے ہوئے تھے کہ میدان سے صدا ئین ہولناک رعد آسا آنے لگین مہرخ نے کہا خواجہ فوج آتی ہے عیار یہ کلمہ سنتے ہی بارگاہ سے نکل کے جست و خیز کرتے جنگل کی طرف چلے گئے اور سواریان ساحرون کی نمودار ہوئین مہرخ نے سحر پڑھنا شروع کیا اور جتنے ساحر یہان تھے سب رد سحر پڑھنے لگے اسلیے کہ وہ فوج جو آتی ہے آگ پتھر برساتی ہے ایسا نہو کہ ہمین کچھ مضرت پہونچے الحاصل بڑے کر و فر سے لشکر ساحران غدار کا داخل ہوا اور میدان رزم کیلئے جگہ چھوڑ کر لشکر مہرخ کے مقابل اُترے خیمے نصب ہوئے بارگاہین استادہ ہوئین بازارین کھل گئین جاموش وغیرہ اپنی اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھے طائر بزور سحر بنا کر خبر کیواسطے بھیجے ہر طرف ایک ہنگامہ قیامت زا برپا ہوا ساحر ہجوم کرنے لگے جاموش نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے ملازمون نے حکم کی تعمیل کی اور نفیر سحر کو دم دیا نقارہ سحر کا بجنے لگا گوش فلک

تک اُسکی صدا سے کرہ ہوا طائران سحر خبر لیکر بارگاہ مین مہرخ کے آئے اور بزبان عجز ثناے ملکہ مہ جبین بادشاہ لشکر بجا لائے کہ قطعہ

بادشاہا بارگاہت چون فلک پر نور باد — داد عدلت در سراے آخرت معمور باد
از فریدون ہمت و رستم دل و جمشید فر — تیغ تو بر فرق دشمن ناصر و منصور باد

بعد دعا کے عرض کیا کہ لشکر حریف مین طبل رزم بجا ہر ایک آمادہ حرب ہوا ہے یہ کہکر طائر اُڑ گئے لیکن مہ جبین نے شہزادہ اسد کی طرف دیکھا اسد نے مہرخ کو حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی مددگار قہار کے بھروسے پر طبل جنگ بجے اور نفیر سحر کو دم ملے بموجب ارشاد ملازم دوڑے اور نقارہ حربی پر چوب لگا مہرخ اور شکیل نے نفیر سحر بجائی کہ گنبد گردون تک صدا اُسکی گئی زمین ہلنے لگی ہر ایک آگاہ ہوا کہ کل مقابلہ ہوگا گرم بازار قضا ہوگا نظم

ز غرّیدن کوس روئینہ تاس — نیوشندہ را داد بر جان ہراس
تبیرہ بغرید چون تند شیر — برقص آمد آن اژدہاے دلیر

اس ہنگام مین وہ دن تمام ہوا اور وقت شام دونون لشکرون کے طلایہ دار نکلے حفاظت کرنے لگے جادر آلات حرب و ضرب کی درستی مین مشغول ہوے اور انتظار سحر جدال و قتال کرتے تھے نظم

چون بعد شاہ زنگ برآمد ز کوہسار — تاریک گشت دیدۂ بیناے روزگار
شد از براے لشکر شب بر فلک عیان — چندین ہزار مشعل فانوس روزگار
پروین روانہ گشت براے ہراولی — جاسوس گشت زہرہ و مرشد طلایہ دار
بر خندق سپہر فگندند تخت پل — تا شاہ زنگبار از انجا کند گذار

طرفین کے ساحر تیاری سحر کی کرتے تھے جاموش جادو نے خون خوک سے زمین کو لیپا اور دھرو بجانے لگا کچھ گولے فولاد کے پتلے اژدہا آتش کے تیار کیے سینکڑون کے تیر بنائے افسون پڑھکر دم کیا پیر جتنے قابو مین تھے سب کو جھنڈ دیکر جگایا گوگل سلگایا اور اسطرح مہرخ نے جوت کھرتسی کی اگیار کیا شراب کی لوتلون کو آگ پر لنڈھایا اور ایک پتلی موم کی بنائی جسکی وضع اور شکل ایک خوبصورت عورت کی تھی اُسکو زیور تنکون کا پہنایا اور اگیار مین ڈالدیا سحر پڑھکر دستک دی کہ اسوقت اے زن سحر جا وقت پر آمادہ پتلی آگ مین پگھل گئی اور آپ آرام گاہ مین جاکر استراحت پذیر ہوئی مگر عیار جو جنگل مین لشکر حریف کو دیکھ کر چلے گئے تھے انمین سے برق فرنگی اور ضرغام شیر دل واسطے عیاری کے چلے برق نے اپنے تئین ایک بڑھیا بنایا بال سر کے اور پلکین بھوین سب سفید سر ہلتا ہوا لکڑی ہاتھ مین لیے بر کے پائچون کا پائجامہ پہنے چادر اوڑھے پٹاری بغل مین دبائے کوہان کے خیمے کی طرف چلا اور ضرغام خدمتگار بنکر پیٹی پگڑی باندھکر چادر سے کسکر بیچ پاک کمر سے لگا کمنی پر شالی رومال تہ کیا ہوا ڈالکر ہر طرف لشکر مین پھرنے لگا اتفاقاً

کوہان کا ملازم ایک ساقی خیمے سے نکل کر کسی کام کو بازار مین آیا ضرغام اُسکے پاس گیا سلام کیا اسنے کہا بھائی
مزاج اچھا ہی کہا جی خیریت ہی آپ سے کچھ کہنا ہی اگر نہ سُنیئے گا آپ کے لیے سخت قباحت ہی ساقی گھبرایا کہ
یہ خدمتگار کسی رئیس کا لشکر مین ہی شاید اسنے کوئی خبر بد تیری نسبت سُنی ہی یہ سوچکر کہا اے برادر کہو کیا ہی اُسنے
کہا الگ تنہائی مین چلو وہ ساتھ ہو لیا ایک گوشہ مین لایا اور کہا دیکھو تمھارے پیچھے کون آتا ہی ساقی نے پیچھے
پھر کر دیکھا ضرغام نے کمند ماری کہ گلے مین کمند پھنسی ہوئی مُنھ سے بولا نہ گیا اُسنے بیہوشی سُنگھا کر بیہوش کر کے کپڑے
اُسکے اُتار کر پہنے اور اُسکی صورت بنکر خیمہ مین جہان اہل عملہ کوہان کے اُترے ہین آیا اور منتظر اسکا ہوا کہ جس کام کو
مجھ سے حکم ہوگا مین سمجھ جاؤنگا کہ جسکی صورت مین بنا ہون وہ اسی کام پر مامور تھا اسی فکر مین تھا کہ ایک شخص
نے کہا میان ساقی میخانہ درست کر رکھو شاید حضور شراب مانگین ضرغام سمجھا کہ تو ساقی کی شکل بنا ہی بس فوراً
گلابیان شراب کی درست کرنے لگا لیکن برق بڑھیا بنا ہوا تھا قریب خیمہ کوہان آکر رونے لگا اور فریاد کا غل مچایا
کوہان خیمے سے نکل آیا اور بڑھیا سے پوچھا کہ تو کون ہی اُسنے کہا بیٹا اپنا حال کیا بیان کرون یہان قریب ایک
گانون ہی وہان رہتی ہون جب سے لشکر صرصر آیا ہی سارا گھر لُٹ گیا مین فریاد لیکر آئی ہون گردون کی ستائی
ہون کوہان نے کہا تو چلکے میرے خیمے مین بیٹھ صبح کو مین سب نمکحرامون کو قتل کرونگا جتنا مال تیرا گیا اسکا دونا
تجھے ملجائیگا بڑھیا دعا دیتی ہوئی اُسکے ساتھ خیمے مین آئی اسنے دیکھا کہ ایک پٹاری بڑھیا کے پاس ہی کہا کہ بڑی بی
اس پٹاری مین کیا ہی بڑھیا نے کہا بیٹا تم سے تو کچھ پردہ نہین البتہ اور لوگ جو یہان ہین اگر انھین ہٹا دو تو اس
پٹاری کو دکھاؤ کوہان نے سب اپنے ملازمون کو خیمے سے باہر کر دیا بڑھیا نے پٹاری دی کہ لیجیے دیکھیے آپ کو خود ہی
معلوم ہو جائیگا جو کچھ اسمین ہی اُسنے پٹاری لیکر ڈھکنا اُٹھایا غبار بیہوشی کا بلقا ایسا اُڑا کہ کوہان چھینک مار کر
بیہوش ہوا برق خنجر کھینچکر اسکی چھاتی پر چڑھا کہ ذبح کرے لیکن کوہان نے ایک مٹی کی پتلی حفاظت کیواسطے
خیمے کے گوشے مین کھڑی کر دی تھی اور سحر کیا تھا کہ جو کوئی آفت مجھپر آئے تو یہ پتلی بچائے پس جیسے ہی برق
سینہ پر سوار ہوا پتلی دوڑی اور لپٹ گئی اور زمین پر گرا کر مشکین باندھلین کوہان پر پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور
کہا یہ بڑھیا نہین ہی عیار ہی تمھین قتل کرتا تھا کوہان نے کہا کیون او نابکار تو نے غضب کیا تھا کہ مجھے مار ہی ڈالا تھا
صبح کو تیرے حمایتیون کو بھی گرفتار کرون تو تجھے قتل کرون یہ کہکر ستون سے اُسے باندھ دیا خدمتگار کو پکارا اور
کہا ساقی سے کہو کہ میخانہ حاضر کرے دو ایک جام شراب پیکر سو رہون کہ صبح کو مقابلہ کرنا ہی خدمتگار نے
ساقی کو پکارا کہ صراحیان شراب کی حاضر کرو ضرغام صراحی و جام لیکر حاضر ہوا اور شراب آغشتہ بدارو
بیہوشی کوہان کو پلائی یہ پیتے ہی بیہوش ہوا اُسنے بھی چاہا کہ اسکو ہلاک کرون وہی پتلی دوڑی اور
ضرغام سے لپٹ گئی اسے بھی گرفتار کیا اور کوہان کو پانی چھڑک کر ہوشیار کر دیا اور کہا یہ بھی

عیار ہی تجھے قتل کرتا تھا اسنے اسے بھی باندھ دیا یہان تک کہ آثار سحر ظاہر ہوے اور آمد شاہ خاور کی بارگاہ زنگاری چرخ مین مشتہر ہوئی کہ نظم

سپیدہ دوم کہ ازین صحن نغشت نیلی فام — شدند منہدم از تیغ صبح لشکر شام
رخ زمانہ شد از نور مہر کافوری — بسان مہر تبان گرچہ بود عنبر فام
زبیم رو بہزیمت نہاد زنگی شب — کہ ترک روز عیان شد بکف گرفتہ حسام
شدند فیل کنیز حبش پس دیوار — چو نو عروس ختن پا نہاد بر سر بام

وقت سحر کوہان کوہ پیکر ساحرون کا لشکر لیکر سوار ہوا ایک طرف سے جاموش و رشہبانہ کا لشکر آمادہ کارزار ہوا یہ تینون بجرے کر و فر سے میدان مصاف مین آئے اِدھر مہرخ اور فیکیل بمدد خداے جلیل فوج لیکر چلے تیس چالیس ہزار ساحر اور جو لوگ نئے ملازم ہوے ہین سب ساتھ تھے شاہزادہ اسد بیدار ہوا وضو کر کے طاعت رب العزت بجالایا اور مسلح اور مکمل ہوکر در دولت پر آیا ملکہ مہ جبین کا تخت لیکر کہاریان عیش محل سے نکلین ہر ایک سوار نے مجرا کیا نوبت و نقارے بجے یساول اور چوبدار دورباش پکارتے تھے علمون کے پھجے سلامی کے لیے جھکنے لگے قلب لشکر مین تخت شاہی قایم ہوا دلآرام طاؤس سحر پر سوار برابر تخت کے خدمتگاری ملکہ کی کرتی ہوئی ساتھ ساتھ باحشم و خدم داخل میدان مصاف ہوئی میدان جنگی جانبین کے ساحرون نے درست کیا کسی نے سحر کر کے بجلیان گرائین کہ جو درخت اور جھاڑیان میدان مین تھین وہ جل گئین کسی ساحر کے سحر سے ابر گھر آیا اور بارش ہوئی گرد و غبار دفع ہوا دشت نبرد صاف ہوگیا پر اجمنے لگا نارنج ترنج اچھلنے لگا برنجی تھالیان چلنے لگین سامری و جمشید کی جے بولنے کی صدا بلند ہوئی سحر کے بیرون کا شور مچا تا سنائی دیا میمنہ میسرہ صفوف کارزار آراستہ ہوئین دونون لشکرون کے نقیب نکلے اور پکارے کہ کہان ہین سامری و جمشید و زردہشت سب اپنی نیرنگیان دکھا کر اس دُنیا سے روپوش خمخانہ عدم کے جرعہ نوش ہوے ساحران نامی آج دن معرکہ کا ہی نام کرلو خوب جی کھولکر لڑ بھڑ لو ابیات

نقیبون نے دی یک بیک یہ صدا — کہ دُنیا جگہ خوف و عبرت کی ہے
ہوے زر کے خاطر تو منعم خراب — بڑی فکر انھین مال و دولت کی ہے
عمارات عالی بناتے ہین کیون — یہ دُنیا سرا رنج و آفت کی ہے
لحد کوئی اپنی بناتا نہین — جگہ جو کہ عقبےٰ مین راحت کی ہے
سکندر نہ باقی رہا دہر مین — یہ آئینہ ہے بات حیرت کی ہے
شجاعو یہ میدان جنگگاہ ہے — جگہ امتحان اور جرأت کی ہے

بڑھاکر قدم پھر نہ پیچھے ہٹے
سمجھ لو کہ یہ بات غیرت کی ہے

جب نقیب لقابت کر گئے میدان جنگ سے کنارے ہوئے بہادر چلتے تھے وہ فرط شجاعت اور نشہ جرأت سے
جھومنے لگے اور شہباز جادو نے اپنے اژدر سحر کو میدان میں پہونچایا نیرنگیاں سحر کی دکھائیں پھر للکارا کہ اے نمکحرام
مہرخ آمیرے مقابلہ کو ؎ ببینیم تا سربلندی کراست * درین کار فیروزمندی کراست * مہرخ نے نعرہ حریف
سنکر اپنے تخت سحر کو آگے بڑھایا ہر ایک اہل لشکر دعائے فتح و ظفر مانگنے لگا یہ سامنے شہباز کے پہونچی اُسنے
ایک تیر سحر کا مارا مہرخ نے افسون پڑھکر دستک دی کہ تیر اُلٹا پھر گیا شہباز نے فولاد کا گولا سحر پڑھکر مارا مہرخ نے
تخت سے پرواز کی گولا تخت پر پڑا کہ اُسے توڑ گیا لیکن مہرخ بلندی سے تلوار بنکر جو گری شہباز مع اژدر کے دو ٹکڑے
ہوا پتھر اور آگ برسنے لگی صدائے ہولناک آئی ساحر مطیع شہباز دوڑے رائی بنولے سرسون کے دانے منقلہائے
آتشین پر جلنے لگے ہار مرچون کے ساحرون نے توڑ کر گلون سے مارے وہ اژدہے بنکر مہرخ پر چلے ادھر شکیل نے
ساحرون کو حکم دیا انھون نے سحر پڑھکر دستک دی کہ زمین میں زلزلہ آیا ابر گھر آیا برق چمکنے لگی پانی برسنے لگا
لشکر حریف میں جسکے سر پر بوند اُس پانی کی پڑی بیہوش ہو گیا یہ معاملہ دیکھکر جاموش میدان نبرد میں نکلا اور
ایک آفتاب کاغذ کا کتر کر ہاتھ پر رکھکر سحر پڑھا کہ وہ سورج اُڑکر بلند ہوا اور دھوپ ہر طرف پھیل گئی ابر سحر
جو چھایا تھا کھل گیا اور لشکر مہرخ میں جسپر دھوپ پڑی وہ پتھر ہو گیا کوہان اور جاموش لشکر پر ترسول پکڑ کر
آگرے ہزارہا ساحر مارے گئے نارنج اور ترنج اور ناریل سحر کے چلنے لگے اُسوقت اسد کا جی جنگ مغلوبہ دیکھکر
بیچین ہوا ملکہ سے کہا میں بھی تلوار کھینچتا ہون مہ جبین نے بظاہر کہا بسم اللہ اسد نے گھوڑا اُٹھایا اور چلا کہ
مہ جبین نے دلآرام سے کہا شاہزادہ سحر نہیں جانتا ہے اس جگہ لڑنا اسکا مناسب نہیں گرفتار ہو جائے گا
دلآرام نے یہ کلام سنکر دستک دی کہ گھوڑا شاہزادے کا ہنوز صف دشمن تک نہ پہونچا تھا کہ پر پیدا کر کے اُڑ گیا
ہر چند اُس شہسوار نے روکا تازیانے لگائے مگر مرکب معلق درمیان ہوا کے جا کر ٹھہرا اسد ناچار اوپر سے سامان لڑائی
کا دیکھتا تھا اور پشت دست کاٹتا تھا مگر دلآرام دمبدم شاہزادے کو دیکھ لیتی تھی کہ مبادا وہان کچھ آفت نہ آئے
اور کوئی ساحر گرفتار نہ کرلیجائے الحاصل لشکر میں ایک تلاطم برپا تھا جاموش لڑتا ہوا قریب مہرخ کے آیا اور
سحر پڑھکر کچھا سوئیون کا مارا مہرخ تخت سے گر کر زمین میں غرق ہوئی اور وہان سے طبقہ زمین توڑ کر پشت پر
جاموش کے نکلی اور للکار کر ایک تیر جو مارا سینہ کے پار نکل گیا یہ مرکر گرا ہزارون آوازین ہولخیز آئین اور آفتاب
جو اُسنے بنایا تھا وہ کاغذ ہو کر گر پڑا دھوپ ڈھل گئی ساحر جو پتھر کے ہو گئے تھے وہ بہیئت اصلی ہوئے اور لڑنے
لگے کوہان نے جو یہ ماجرا دیکھا فوراً اپنی ران کو چاک کیا اور خون ٹپکا لیکر چند سنگریزون پر چھڑک کر سحر دم کر کے چار
طرف پھینک دیے ایک آندھی تاریک آئی اور سب کی آنکھیں بند ہو گئیں بعد لمحہ کے جو آنکھ کھلی سب نے دیکھا

کہ بڑے بڑے پہاڑ عظیم الشان زمین سے اُکھڑے ہوئے لشکر مہرخ پر گرا چاہتے ہین یہ دیکھکر فوج شکیل کی بھاگی اُسوقت مہرخ نے کچھ افسون پڑھکر دستک دی کہ اے زن سحر آؤ واضح ہوکہ پہلے ذکر کیا گیا کہ ایک پتلی مہرخ نے موم کی بنا کر شب جنگ آگ مین ڈالدی تھی اور کہا تھا کہ اِسوقت اے زن سحر جاؤ وقت پڑا تا لہذا اسوقت اُسی کو طلب کیا دستک کا دینا تھا کہ ایک برق چمکی اور صدا چھم چھم کی آئی اور ایک عورت تخت پر سوار گہنا پہنے پوشاک نفیس زیب جسم کیے ظاہر ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس نازنین کو سراپا حور کہنا عقل کا قصور ہے بلکہ

مثنوی

وہ مکھڑے کا عالم وہ کنگھی کا رنگ — شب ماہ ہو دیکھکر جسکو دنگ
وہ مسی اور اُسکے لب لعل فام — سواد دیار بدخشان کی شام
ستم اُسپہ سرمے کی تحریر سے — کھنچے ہاتھ کافر کی شمشیر سے

بلکہ آنکھون کا یہ عالم تھا کہ کبدت بڑے بڑے نینن لال لال ڈورا و رکارے کارے بھونرا تا مین نبکو منات ہمی ترس چتر ائن تمائی چنچل سی چاہ دیکھے مین مرگ کھجن لجاتہ ہی ٭ دامنی سی کوندے تائی سو وہونہار وجات کو اکبار دیکھو تو پرانن اگھات ہی ٭ یا ہی کے کاسے کہون یا ہوتے ہوئے چپ رہون لاج کے جہاج مین مانو موتی بھرے جات ہی ٭ وہ جوبن کا عالم وہ اُبھری ہوئی گات وہ چھاتیان کہ نظم -

ٹھٹی اس کی ترکیب اور وہ بدن — وہ پوشاک وزیور کی اُسپہ پھبن
وہ چھب تختی اُس کی نزاکت نژاد — چمن زار قدرت کی نخل مراد
لگا پاسے وہ نازنین تا بہ فرق — سراپا جواہر کے دریا مین غرق

میدان مین آکر ٹھہری کوہان جب لڑتا ہوا اُسکی طرف آیا اس مہوش نے پکار کر کہا کہ اے کوہان ہم تمھارے واسطے یہان آئے اور تم ہمسے مخاطب بھی نہین ہوتے لو ہم جلتے ہین یہ صدا کوہان نے جو سُنی اس پری تمثال کے روے زیبا کو دیکھ خنجر ناز کا اسکے زخمی ہوا اور قریب اُسکے آیا اُس پریزاد نے کہا کہو کیا ارادہ ہے اُسنے کہا تیرا عاشق وشیدا ہون جان ودل سے تجھپر فریفتہ وشیفتہ ہون پریوش نے کہا میرا ہاتھ آنا بہت دشوار ہی یہ کہکر کھینچا اُس نازنین کے ہاتھ مین جواہر آگئین تھی وہ کوہان کے جبلی ہوا جو اُسکے لگی کوہان شعر عاشقانہ پڑھنے لگا مگر وہ زن حسینہ تخت اُڑا کر چلی کوہان نے پکار کر کہا سے مراکشتی وتکبیرے نگفتی ٭ عجب سنگین دلی اللہ اکبر ٭ اور منت کرکے بلایا سر پائون پر رکھدیا ایسا مبہوت ہوا کہ لڑنا بھولا اس حور نژاد نے کہا کہ مین کنیز ملکہ مہرخ کی ہون اور تو میری ملکہ سے لڑتا ہی کیسا تو میرا عاشق ہو فوج کو اپنی منع کر سحر اپنا دفع کر کوہان نے یہ سُنکر سحر پڑھا کہ وہ پہاڑ جو گھیرے تھے کنکر ہوکر گرے اور فوج کو منع کیا کہ لڑنے سے رُکی اور جب جنگ سے لشکر نے فرصت پائی سب محو دیدار اس کبک رفتار کے ہوے

اور ہر ایک نے عقل و ہوش کھوئے ادھر کوہان نے منت کرنا شروع کیا پری نے کہا مین نے سُنا ہی کہ تو نے عیارون
کو گرفتار کیا ہی اُنکو بلا دے اُسنے اُسی وقت عیارون کو حاضر کیا ملکہ نے خلعت وزر دیا ضرغام اور برق چھوٹ کے
اپنے لشکر مین گئے ہر ایک سے ملکر بطرف جنگل کے روانہ ہوئے بعد رہائی عیارون کے اُس ترک ستمگر نے کہا کہ اے
کوہان اگر تو میرا عاشق صادق ہی تو اپنے ہاتھ سے گردن اپنی قلم کر کوہان یہ حکم پاکر مستعد ہوا اور خنجر کھینچکر اپنی گردن
پر رکھا اور پکارا کہ بیت یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جاے ہی * سر بوقت ذبح اپنا اُس کے زیر پاے ہی * چاہتا ہی
کہ گردن اپنی جدا کرے اُس غارتگر جان نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور کہا اگر تو مرجائیگا تو ہمارے حسن کی بہار کو کون
دیکھے گا کہ بیت نہ عاشق تو معشوقون کو پوچھے کون دنیا مین * جہان مین قدر ہی گل کی فقط عشق عنادل سے *
خیر ہم بھی تیرا ساتھ دینگے مگر ایک شرط سے کہ اگر تو حیرت کا سر لاکر ملکہ مہرخ کو نذر دے تو ذائقہ شربت وصل کا میرے
چکھے اُدھر تو اُسنے کوہان سے یہ شرط کی اور اِدھر سارا لشکر کوہان کا جو اُسپر عاشق ہو رہا تھا کہ گویا مصرعہ خلقے بمنت
یک طرف آن شوخ تنہا یک طرف * اُن سب نے پکار کر کہا کہ اے عاشقان ثابت قدم جاؤ اور حیرت حرامزادی
کے جھونٹے پکڑ کے کھینچتے ہوے لاؤ اور یا سر اُسکا حاضر کرو کوہان اور کل لشکر یہ صدا سُنکر گریبان پھاڑ کر لینا لینا کہتے
خیمے خرگاہ سب سامان چھوڑ کر طرف طلسم باطن کے چلے اور دریاے خون رواں سے گذر کر قریب باغ سیب کے
پہونچے یہان ہزارون ساحر ملازم افراسیاب تھے انھون نے روکا انھون نے قتل و غارت شروع کی لاش پر لاش
گرادی شور عظیم بلند ہوا حیرت اور افراسیاب غلغلہ سُنکر باہر باغ کے آکے دیکھا کوہان لڑتا ہوا آتا ہی افراسیاب نے
کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ تیلی سحر کی خاک جمشیدی سے مہرخ نے بنائی ہی اور اُسپر یہ ساحر فریفتہ ہو گئے ہین اب یہ
ہوشیار نہونگے یہ دیکھکر اُسنے گولا سحر کا پڑھکر کوہان کے سینے پر مارا کہ پشت سے گذر گیا اور ہزار در ہزار برق سحر کر کے
گرائین فوج ہمراہی کوہان کی سب جل گئی اُدھر وہ سب جل مرکر گرے یہان تیلی سحر کی یعنی وہی عورت جسپر یہ سب
فریفتہ ہوے تھے میدان رزمگاہ مین کھڑے کھڑے جلگئی مہرخ نے کہا افراسیاب نے معلوم ہوتا ہی کوہان اور اُسکے ساتھیون
کو مارا کہ تیلی سحر کی انھین کے لیے بنی تھی وہ مرے یہ بھی جل گئی غرض نقارے فتح کے بجے اور خیمے ڈیرے لشکر حریف کے
لوٹ لیے گئے اور جہان بارگاہ کوہان کی تھی وہان لشکر اپنا اتارا آگے بڑھکر کئی کوس پہلی جگہ سے بارگہ مہ جبین کی استادہ
ہوئی اسد کو ہوا سے اُتارا داخل بارگاہ کیا سب سردار زیب دہ کرسی و دنگل ہوے ناچ ہونے لگا جام شراب
گردش مین آیا اسد نے پوچھا کہ اے ملکہ مہرخ مجھے گھوڑا کیون اُڑا لے گیا تھا اُسنے کہا اے شہزادۂ عالی وقار آپ
سحر نہین جانتے ہین بدین لحاظ کہ ساحرون سے کچھ دشمنان حضور کو گزند پہونچے دلآرام نے سحر کر کے
وہان بھیجدیا اسد نے کہا آپ لوگون نے مجکو بزدل مقرر کیا ہی اے بابا یہان خود اگر بار دیگر کوئی ساحر ایسی
حرکت کریگا تو مین اُسکو قتل کر دونگا اے ملکہ جہان کہین ہم لوگ ہوتے ہین پہلے آپ سینہ سپر کرتے ہین

ہمارے لیے بڑا ننگ ہو کہ جان اپنی بر وز نبرد بجا مین مہرخ نے عرض کیا کہ بہت خوب ایسا ہی ہوگا یہ باتین کر کے مصروف عیش ہوے لیکن عیار جو بوقت جنگ جنگل مین چلے گئے تھے اُن مین سے چار عیار لشکر مین آئے قران نہ آیا یہ سب تو بعشرت بھرے ہین لیکن افراسیاب نے حیرت سے کہا کیا بُرا وقت ہو کہ اپنے نوکرون اور مطیعون کو اپنے ہاتھ سے قتل کرنا پڑا اور ساٹھ ہزار کا لشکر ایک آن مین مع تین سردارون کے مارا گیا بانیان طلسم سچ لکھ گئے ہین کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ ادنی ملازم شاہ طلسم سے مقابلہ کرینگے اور بادشاہ اگر طرح نہ دیگا تو نشانی اُسکے ادبار کی ہوگی فی الجملہ یہ وہی آثار ہین اور وہی زمانہ ہو لیکن ای ملکہ میرے لیے چاہیے کچھ ہو طلسم رہے یا نہ رہے جان بچے یا نہ بچے گوشمالی سے اس فرقۂ شریر نمکحرام کی مین باز نہ آؤنگا کیا یا کون کی جوتی سر پر چڑھاؤنگا الغرض اسی طرح کے کلام افراسیاب کر رہا تھا کہ یکایک آگ اور پانی ایک ساتھ برسنا شروع ہوا افراسیاب نے کہا کوئی معزز ساحر آتا ہو اہل دربار مین چند ساحران گرامی کو حکم دیا کہ بہر استقبال جائین ساحر لینے چلے بعد کچھ عرصہ کے نوبت و نقارے مابین ارض و سما بجتے ہوے سنائی دیے اور ایک ساحر شیر پر سوار تصویرین سامری و جمشید کی گلے مین پہنے صورت مہیب بنائے بارہ ہزار ساحر ہمراہ لیے در باغ سیب پر آ کر اترا فوج کو باہر ٹھہرایا آپ اندر ون باغ آیا افراسیاب اور حیرت کو تسلیم کی حیرت نے پہچانا کہ میرا بھانجا ہو ہبران شیر سوار جادو لیس پہچانکر اُٹھ کے گلے لگایا پاس اپنے برابر بیٹھایا پوچھا کہ ای فرزند کس وجہ سے آئے ہو اُسنے کہا مین نے سُنا ہو کہ چند ملازم خالوجان سے منحرف ہو گئے ہین اور آمادہ لفساد ہین لہذا اُنکی سرکوبی کو حاضر ہوا ہون مجھے رخصت فرمایئے کہ جاکر سزائے معقول دون حیرت نے کہا بیٹا اور ملازم اُنکی سزا دہی کو موجود ہین اُن باغیون کی حقیقت کیا ہو تمھارا جانا مناسب نہین کچھ عیار لشکر حمزہ سے داخل طلسم ہوے ہین وہ فریب دیکر ساحر کو قتل کر ڈالتے ہین اسوجہ سے ابتک وہ مفسد بچے ہین ورنہ مدت ہوئی ہوتی کہ ہلاک ہو گئے ہوتے ہبران نے اصرار کیا کہ مین ضرور جاؤنگا اور عیاران اور سرداران لشکر حریف کا کام تمام کرونگا خلاصہ یہ کہ بدقت تمام اُسنے اجازت جنگ پائی اور افراسیاب نے اپنے یہان سے فوج بیکران اُسکے ساتھ کی ایک غلغلہ طلسم باطن مین پڑ گیا کہ بھانجا حیرت کا لڑنے جاتا ہو بڑے بڑے ساحر نامی گرامی واسطے رخصت کے آئے اور ہبران سے ملے حیرت نے افراسیاب سے کہا ای شہنشاہ حضور بھی چلکر گنبد نور پر کہ وہان سے حال طلسم معلوم ہوتا ہو بیٹھیے اور تماشا جنگ کا دیکھیے اور ہبران سے کہا ای فرزند تم قریب دریاے خون بہتا اترنا کہ وہان سے منزل بھر پر لشکر مہرخ کا ہو اور لشتہ رنگین حصار وہان سے قریب ہو غرض ہبران نے یہ سب منظور کیا اور فوج کو حکم کمربندی کا دیا کہ نظم

بغرمود زین را بکیران نهند که برباد تخت سلیمان نهند
هواهای گردن کشان شد بلند علم شد علم هم سنان شد بلند
ز غریدن کوس و فریاد نای ندانست سر چرخ گردون ز پای
بزیر نشستند گردان بزین که برکند از نقش خود دل نگین
زمین یک قلم از سم بادپا تو گفتی روان شد بسیر هوا
چو اخگر قبا کرد خاکستری دران ورطه نیلوفر خاوری

غرض لشکر کثیر لیے دریاے خون رواں سے بہران گزر کر قریب پشتہ رنگین حصار آکر پہونچا اور فوج کو اترنیکا حکم دیا بارگاہ استادہ ہوئی سارا لشکر مقیم ہوا طائران سحر ملکہ حیرت نے طبل و نقارہ کی آواز سنکر روانہ کیے کہ دیکھو یہ دہل دمامے کیسے بجتے ہیں طائر اڑے اور آکر لشکر پر مطلع ہو گئے یہان مہ جبین دراسد و عمرو وغیرہ بارگاہ میں مصروف عیش تھے کہ طائران سحر نے آکر عرض کیا ۔

شہا باد بکام تو چرخ کبود رنگ صد ملک زیر حکم تو باشد چه روم و زنگ
لطافت بدوستان تو باشد به بزم عیش قهرت بدشمنان تو نازل بروز جنگ

لشکر حریف خود سر قریب دریا آکر اترا ہے بحر ہستی سے کنارا چاہتا ہے باقی خیریت ہے یہ خبر عیار سنکر بیرون بارگاہ سے نکل گئے اور صحرا میں مخفی ہوئے حیرت نے کہا لشکر ہمارا ابھی کچھ آگے بڑھکر اترے بمجرد حکم فوج نے کوچ کیا سامان جنگ ساتھ لیا ساحر تخت مہ جبین کو گھیرے بڑی چمک دمک سے چلے نظم

پس از چند روزے بصحرا رسید که همسنگ آن چشم گردون ندید
فرو خیمه بر دامن پهن دشت طناب خود از تیه اش پاره گشت
شد از مجمر آسمان چون سپند بلند این ندا بهر دفع گزند
جهان داد را چشم بد باد دور ز اصحاب دین تا بیوم نشور

فی الجملہ دونوں لشکر میدان سہر جنگ چھوڑ کر مقابلہ میں آئے بہران نے اس روز لڑنے سے تامل کیا اور بارہ سو ساحران کا طلایہ گرد لشکر کے مقرر فرمایا اور اپنی بارگاہ کے گرد ایک سو ساحروں کو بٹھایا حکم ایسے کر دیا کہ کوئی عورت مرد اپنے یا پرائے لشکر کا اندر بارگاہ کے نہ آئے کس لیے کہ عیار بصورت میدا آکر قتل کر ڈالتے ہیں اور سب دربار گاہ پر نہایت ہوشیار رہیں کسی کو اپنے پاس آنے نہ دیں سب نے کہا ایسا ہی ہوگا اور آکر دروازے بارگاہ کے بیٹھے پہرا دینے لگے اس اثنا میں وہ باقی دن تمام ہوا اور ستاروں کی فوج کا میدان فلک میں آمادہ ہونے لگا ترک خنجر دار گردون بہر طلایہ گرد چرخ کے مقرر ہوا ۔

خالی زرخ جہان زشب عنبرین نہاد — درمخزن انچہ داشت فلک بر زمین نہاد
ہندوے شب و رویہ عیان شد عروس چرخ — بر روے شرم کاہکشان آستین نہاد
آورد سر فرود ز رفتن شہ نجوم — انگشت از ہلال فلک بر جبین نہاد

سرشام بعد انتظام لشکری مصروف استراحت وآرام ہوئے لیکن عیار جو صحرا مین گئے تھے انمین سے برق نے
ارادہ عیاری کرنے کا کیا اور درے مین پہاڑ کے ٹھہر کر درویش تارک الدنیا کی صورت اپنی بنائی تہمد کمر سے
زانو تک باندھی جسم سارا خاک آلود کیا بال سر پہ بڑے بڑے لگا کر زانو تک لٹکائے ناخن برابر ایک بالشت
کے انگلیون مین لگائے ایک ہاتھ سیدھا کرکے اس طرح کرخت کیا کہ معلوم ہو خشک ہوگیا ہے اور دوسرے
ہاتھ سے گھڑا شراب سے بھرا بیہوشی آمیز کمر پر رکھا اور وہان سے سامنے بارگاہ ہیران کے آیا وہ سو آدمی
جو پہرے پر تھے انکی طرف سے کترا کر نکلا ان سب نے اسکو تپشی جانکر مودب ہوکر سلام کیا مگر برق نے کسی
کو جواب ندیا اور انکے روبرو سے بھاگا انھون نے آپسمین کہا یہ فقیر صاحب کمال معلوم ہوتا ہے اسکے پیچھے چلو
اور ہوسکے تو اسے ٹھہرا کر کچھ اپنے حق مین پوچھو یہ خیال کرکے اُٹھے اور فقیر کے پیچھے چلے درویش انھین آتے دیکھکر
ایک جگہ بیٹھ گیا اور زمین مین لکیرین کرنے لگا جب یہ قریب پہونچے پھر اُٹھکر چلا اور اب کی بار دور جا کر ٹھہرا
مشت خاک اُٹھا کر آسمان کی طرف پھینکی منھ سے بُڑبُڑانے لگا جب یہ لوگ پھر پاس آئے فقیر بھاگ کر دوسری
طرف جا کر چکر کرنے لگا خوب گھوما یہ سب کھڑے دیکھا کیے بعد لمحہ کے فقیر پھر بھاگا اب کی دفعہ لوگ بھی پیچھے دوڑے
فقیر ان سبکو لشکر سے دور لگا لایا اور گھڑا شراب کا زمین پر رکھکر آپ بھاگ کر جھاڑی مین چھپ رہا ساحرون
نے کہا یہ فقیر خدا رسیدہ تھا دُنیا دارون سے ملوث نہ ہوا جب ہم سب نے اسے بہت گھیرا تو وہ ہمارے لیے یہ
گھڑا چھوڑ گیا دیکھین اسمین کیا ہے لیکن آگے جا کر اس سبو کو دیکھا ایک آبخورہ اسپر ڈھکا تھا اسکو جو اُٹھایا
شراب سے گھڑے کو مملو پایا آپسمین کہا کہ اس شراب کے پینے سے کہ ایسے عارف تپشی کے پینے کی ہے دین ودنیا
کا فائدہ ہوگا کسی نے کہا یقین ہے کہ کوئی بیماری تمام عمر نہوگی کسی نے کہا بیماری کیسی عمر بڑھا دیگی غرض سب جگہ
بیٹھ گئے اور ایک ایک آبخورہ شراب کا سب نے پیا اور اُٹھکر بارگاہ ہیران کی طرف چلے فقیر کے غائب ہونیکا
تاسف کرتے جاتے تھے تھوڑی ہی دور گئے ہونگے کہ ہوا سر دصحرا کی جو لگی بیہوشی نے تاثیر کی سر نیچے ٹانگین اوپر
اوندھے منھ زمین پر گر رہے تن بدن کی خبر نرہی بیہوش ہوگئے برق جھاڑی مین چھپا بیٹھا تھا خنجر لیے نکلا اور
آکر قتل کرنا شروع کیا جلد جلد پچاس ساحرونکے سر کاٹ ڈالے ایک ہنگامہ عظیم برپا ہوا ابر فباری ہونے لگی اور
برق شعلہ بار چمکنے لگی پتھر کی سلین برسنے لگین ہیرون نے غل مچایا جنکی گردنین قلم ہوئی تھین انکی لاشین اُڑکر
بارگاہ ہیران مین گئین ہیران باطمینان مشغول مے نوشی تھا لاشین دیکھکر باہر نکل آیا ساحر دوڑے سب نے دیکھا کہ

آندھیان اُٹھ رہی ہین ایک حشر برپا ہی ساحر بیہوش پڑے ہین ایک شخص خنجر لیے گردنین کاٹتا پھرتا ہی ہبران نے
سحر پڑھکر دستک دی کہ برق کے پانؤن زمین نے پکڑ لیے بعد لمحہ کے جب وہ شور و غل و تاریکی دور ہوئی ہبران
گرفتار کر کے برق کو اندر بارگاہ کے لایا اور کہا او نالائق سچ بتا کہ تو کون ہی برق نے کہا کہ مین ملک الموت جان
ساحران ہون تجھے قتل کرنے آیا ہون مجھے معلوم نہ تھا کہ ان ساحرون کی گردن کاٹنے سے یہ آفت آئیگی ہاتھین اندر
بارگاہ کے جاتینگی ورنہ گڑھا کھود کے توپ دیتا سب کو زندہ در گور کرتا اور ابھی کیا گیا ہی عنقریب تجھے واصل جہنم کرونگا
بیک لحظہ بیک ساعت بیکدم ٭ دگرگون شود احوال عالم ٭ گھڑی مین کچھ ہی لمحہ مین کچھ ہی ابھی ہم رہا تھے ابھی
قید ہوئے اب پھر رہائی ہوگی مصرعہ چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند ٭ تجھے قتل کر کے لشکر مہرخ مین صحیح
و سلامت جائینگے ہبران کا برق کی باتین سُنکر جی چھوٹ گیا کہ بل بے تیری جرأت اور حوصلہ سچ کہا تھا
حیرت نے کہ عیار پرکالۂ آفت ہین غرض دل قوی کر کے کہا ای برق لاکھ تو مجھے دھمکائے مگر مین تجھے صبح کو
قتل کرونگا ابھی اسلیے ہلاک نہین کرتا کہ شاید کوئی اور عیار تیرے رہا کرنے کو آئے تو اسے بھی گرفتار کرون برق
نے کہا یہ غنیمت ہی ابکی بار جو آئیگا تمھارا فیصلہ کردیگا الحاصل برق کو مقید کر کے ہبران نے حصار کر دیا کہ اندر
بارگاہ کے جو کوئی آئے پھر نکلکر نجائے یہ سحر کر کے پلنگ پر لیٹ رہا برق کے پانؤن زمین پکڑے ہی یہان تو
یہ حال ہی لیکن جب برق نے ساحرون کو قتل کیا تھا اور غل ہوا تھا تو دور سے قران نے دیکھا تھا برق اسے
گرفتار ہوتے دیکھا ساحر کی صورت بنکر لشکر ہبران مین آیا چاہا اندر بارگاہ کے جاؤن پھر خیال آیا کہ اگر حصار
سحر کا ہوگا تو نکلنا دشوار ہوگا اس خیال سے رات بھر گردش لشکر کے گرد کی مگر کچھ نہو سکا آخر گریبان سحر غم
مین برق کے چاک ہوا اور جلاد فلک با تیغ تیز قتل گاہ سپہر مین داخل ہوا ابیات

چو گلعذار فلک نرگس خمار آلود
بصد کرشمہ ز خواب سحرگہی بکشود

تبرک روز ندائے سحرگہی برسید
کہ سر ز خواب برآور کہ چشم شب لغنود

دواج زرد بپوشید ترک یغمائی
پرند کحلی گردون ز پشت شب بربود

لوائے شاہ سحر از افق علم برزد
ز چین فتاد بہندوستان درخش کبود

صبح کو ہبران نے بیدار ہوکر چند جام مے گلفام کے پیے اور باہر بارگاہ کے برآمد ہوا برق کو اُسی طرح قید رکھا باہر آکر
ساحرون کو حکم دیا کہ سواری حاضر کرو مین ہوا کھانے جب آؤنگا تو اس بے ادب عیار کو قتل کرونگا ساحرون
نے شیر لاکر حاضر کیا ہبران سوار ہوکر صحرا کو چلا قران نے اسے جاتے دیکھکر صحرا کا راستہ لیا اور کچھار مین جاکر شیر کی
تلاش کی ایک جگہ شیر بیٹھا تھا از بسکہ نظر کردہ اسد اللہ الغالب ہی سامنے شیر کے جاکر بید دھڑک للکارا شیر پھیر
اٹھا کر چلا قران نے تھپڑ خالی دیکر دونون کلائیان پکڑ کر گھونسا مارا کہ شیر لیٹ ہوکر زمین پر گرا قران نے

کسوت عیاری سے ویسا ہی زین اور ساز جیسا بران کے شیر کا دیکھا تھا نکالکر شیر کو آراستہ کرکے بران کی صورت بنکر
سوار ہوا اور لشکر کی طرف چلا جب قریب بارگاہ پہونچا ساحر خدمت مین اپنا مالک جانکر حاضر ہوئے قران نے
انسے کہا کہ اندر بارگاہ کے جاکر اس عیار کو بلا سحر اتار کے لے آؤ کہ سامنے لشکر مہرخ کے لیجاکر قتل کرون اور فارغ ہوکر
ایک ہی بار سواری سے اُترون جب ساحر حسب الحکم سحر دفع کرکے برق کو لائے قران اُسے لیکر لشکر کے کنارے لایا اور اپنا
نام برق سے جاکر کہا جاؤ سمجھ بوجھکر عیاری کرنا برق شیر پر سوار دیکھکر حیرت مین آگیا اور کہا اے خلیفہ یہ شرف خدا نے
آپ ہی کو عنایت کیا ہے کہ جیتا شیر جنگل سے پکڑ لائے الحاصل دونون جنگل مین آئے قران نے شیر پر سے زین وغیرہ اُتار کر
چھوڑ دیا کہ جاؤ اب تمھارا کام نہین شیر بھاگ گیا اور برق بصورت بدلکر لشکر مین بے فصل بران آیا ہر طرف
پھرنے لگا لیکن بران جو ہوا کھا کر آیا ساحرون نے دیکھا سمجھے کہ عیار کو قتل کر آیا سب حاضر خدمت ہوئے یہ اُتر کر
بارگاہ مین جب پہونچا دیکھا عیار قیدی نہین ہے ساحرون سے کہا وہ عیار کہان گیا سب نے عرض کیا کہ آپ
ہی ابھی آکر اسے اپنے ہمراہ لے گئے تھے بران نے کہا تم کچھ سودائی ہو مین جب کا گیا اب آیا ہون مین کب اُسے
لیگیا وہ سب قسمین کھانے لگے اور سب حال بیان کیا بران کی عقل دنگ ہوگئی کہ کیا زبردست عیار ہین کہ میری
صورت بنکر کیا جلد آکر اپنا کام کر گئے اور سب تو سب یہ کمبخت شیر کہان سے لائے دل سے کہا اب جان بچنا مشکل
ہے ساحرون کو بلا کر حکم دیا کہ اگر حیرت اور افراسیاب بھی آئین تو بغیر میری اطلاع بارگاہ مین نہ آنے دینا اور گرفتار کر لینا
یہ حکم دیکر مشغول مے نوشی ہوا اور قصد کیا کہ آج شام کو طبل جنگ بجوا کر کل مہرخ اور اسکے لشکر سے مقابلہ کرون اور
سب کو قتل کرکے بازگشت کر جاؤن یہ تو اس فکر مین ٹھہرا ہے مگر وہان حیرت اور افراسیاب شہر ناپرسان مین آکر
گنبد نور مین بیٹھے ہین باہم اختلاط کر رہے ہین کہ حیرت نے کہا اے شہنشاہ میرا بھانجا دور و سے لڑنے گیا ہے
نہین معلوم کیا کیفیت گزری آپ کتاب سامری دیکھکر خیریت اسکی بتلایئے میرا جی لگا ہے افراسیاب نے کتاب
دیکھکر حال برق اور قران کی عیاری کا بیان کیا حیرت بدحواس ہوگئی اور کہا ایسا نہو عیار اُسے قتل کر ڈالین
موئے حرامزادے ہین کہ جیتا شیر جنگل سے پکڑ لائے بس سنے اپنی وزیرزادی زمرد جادو سے کہا تم میرا نامہ
پاس بران کے لیجاؤ اور کہنا تمھین بلایا ہے اور نامہ لکھا کہ اے بران تم میرے پاس آؤ مجھے تم سے ایک کام ضروری
ہے اکیلے آنا لشکر کو ساتھ نہ لانا حیرت نے قصد کیا ہے کہ بران کو بلا لون اور کسی افسر کو فوج مین بھیجدون غرضکہ نامہ
لیکر زمرد جادو بزور سحر اُڑی اور لشکر کی طرف روانہ ہوئی یہ ساحرہ بہت خوبصورت تھی چہرہ مانند ماہ تابان ہے زلف
عنبر فام دراز مثل شب ہجر عاشقان سینہ ابھرا ہوا گات خوشنما سارا بدن نور کے سانچے مین ڈھلا لب لعلین
مسی آلود تمام بدخشان کی کیفیت دکھاتی تھی دندان سلک گوہر کی آبرو مٹاتے تھے چاہ زنخدان مین
ہزارون دل ڈوب جاتے تھے نظم

جعد وہ جعد کہ کھٹنے مین ہو جسکے ہر لہر
پھیرے مین ایسی ہی گرمی کہ شب روز جسے
زلفین بکھری ہوئین یون چہرہ اوپر ناگنین تھی دل

گھر ڈوبا دینے کو عشاق کے دریائے اشک
یاد کرتی ہی رہے دامن مژگان کی جھپک
جس طرح ایک کھلونے پہ ہٹین دو بالک

نباز داد امہ پارہ نامہ حیرت کا لیے پران پران لشکر ہبران مین پہونچی جب اندر بارگاہ کے جانے لگی ساحرون
نے آکر گھیرا اور محاصرہ کرکے قید کیا ہبران سے جاکر کہا کہ زمرد جادو آئی ہین لیکن ہمنے آنے نہین دیا قید
کر لیا ہی ہبران نے کہا مین ہوشیار ہون تم اندر بھیجدو شاید عیار نہو ساحرون نے آکر اسے اجازت دی زمرد
جادو اندر بارگاہ کے آئی ہبران نے انگوٹھی اپنے ہاتھ سے اتار کر سحر کرکے پھینکدی اور کہا اے زمرد جادو
یہ انگشتری اٹھاتی لاؤ اور آکر بیٹھو اگر تم اصل مین زمرد جادو ہوگی تو اسے اٹھا لوگی ورنہ ہاتھ جلے گا اور انگوٹھی
نہ اٹھیگی زمرد نے کہا اول تو جب مین لشکر مین آئی بے عزت ہوئی کہ ساحرون نے گرفتار کیا اب تم یہ ڈھکوسلا
بتلاتے ہو یہ کہکر اسنے سحر پڑھکر انگوٹھی اٹھالی اور آکر مسند پر بیٹھی ہبران نے جام شراب دیا مگر اسنے کہا چلو ہٹو مین
ایسے بودے سے بات نہین کرتی ایسا ہی اگر عیارون کا ڈر تھا تو لڑنے کو کیون آئے تھے ہبران نے تنہائی
مین جو ایسی حسینہ عورت کو ناز کرتے پایا فریفتہ ہو کر چاہا کہ سوال وصل کرے گال پر ہاتھ رکھکر کہا اے ملکہ اسقدر خفا نہو
اچھا ہم بودے سہی تو شراب پیو زمرد جادو اسکا ارادہ سمجھ گئی اور گردن نیچی کرکے شرما کر کہا تم مجھ سے ایسی باتین
نہ کرو نہین مین تمھاری خالہ سے کہدونگی ہبران خاموش ہو رہا اسنے نامہ دیا پڑھا کہا مین شام کو اونگا سپہر کو
یہان سے چلونگا زمرد پیام لیکر چلی مگر ہبران اسکے عشق مین مبتلا ہوا بستر غم پر تڑپنے لگا اور زمرد جادو بھی پھر پھر
کے دیکھتی جاتی تھی غرض نامہ لیے کنارے لشکر کے پہونچی برق گرد لشکر کے عیاری کرنے کی فکر مین تھا اسنے
زمرد جادو کو جاتے دیکھا اسکے ساتھ ہوا مگر زمرد جب کنارے لشکر کے پہونچی بزور سحر اڑکر روانہ ہوئی برق
حیران رہگیا آخر کچھ عیاری سوچکر درہ مین پہاڑ کے بیٹھکر دھانی جوڑا کہ سراسر جوہر دلستانی تھا زیب قد کرکے صورت
کو متمثل بشکل زمرد جادو کیا لباس اور زیور زمردین سے جسم کو مزین کرکے گلزار دہر کو رشک سے خار دیا چشم غزالین
سرمہ آگین سرمستان خمخانہ عشق کے لیے میخانہ تھین دیا بیخودی کی راہ بتاتی تھین بہت سی ارادہ ہی ان کالی کالی
آنکھون کا ÷ شکار شیر نہ کھیلین تو ہم غزال نہین ÷ رخسار تابناک غیرت خورشید بلکہ ۵ مہ کامل جو انسے لڑ جائے
صاف منھ پر طمانچہ پڑ جائے۔ دہن تنگ نکتہ انتخاب غنچہ کا سامنے اسکے دل خون لب نازک مسیحائی پر آمادہ گلوے
نازک صراحی بادہ

نظم

وہ گلا یار کا صراحی دار
وہ سینہ حسینون کی مد نظر

پتلی پتلی رگون کا اس سے ابھار
کہ ابھرے ہوئے دو تھے انپر ثمر

ہاتھ آئین کہین جو عاشق کے　　تو لگائے وہ اپنے سینے سے

وصف موئے کمر ہی حد سے فزون　　ورد سر ہو جو موشگافی کرون

وہم روشن نے کچھ لگا کے پتا　　تار خط شعاع مہر کہا

طبع نازک نے بھید یہ پایا　　آئینے مین شکم کے بال آیا

آگے جگہ حیا کی ہے لب بند چاہیے　　باہم شگاف کلک کہین پیوند چاہیے

ساق پا مین تو نور کا تھا ظہور　　یا تراشی ہوئی تھی شاخ بلور

پائجامے مین یون تھی عکس فگن　　شمع فانوس مین ہو جیون روشن

لال مہندی سے دونون تھے کف پا　　ہاتھ ملتا تھا جسپہ دزد حنا

قد کی تعریف مین ہے حیرانی　　کلک قدرت کہو کہ سرو سہی

سر پہ آنچل پڑا دوپٹے کا　　پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا

صراحی شراب ناب کی آغشتہ بلا روے بیہوشی کر کے جام ہاتھ مین لیکر مقام سبزہ زار دیکھکر برق شکل دلربائی اور خوش ادائی بیٹھکر شعر عاشقانہ پڑھنے لگا اور دل سے کہتا تھا کہ جو کوئی ساحر اسطرف آئیگا وہ تیرے حصہ کا ہے قتل کر ڈالنا اس عرصہ مین دن ڈھلا اور بہران آج کے دن بھی جنگ موقوف کر کے ساحرون کو لشکر کی حفاظت کیلیے تاکید کر کے حیرت کے پاس چلا اور اڑتا ہوا اسی گلزار پر بہار مین پہونچا کہ جہان برق بصورت زمرد بیٹھا تھا اسنے اسے دیکھکر یہ پکار کر پڑھا کہ بیت فاتحہ قبر پہ پڑھ بیٹھ کے جانے والے ✤ کبھی ہم بھی تھے ترے ناز اٹھانے والے ✤ بہران نے صدا سنکر طرف پستی کے نگاہ کی زمرد جادو کو دیکھا کہ صحرا مین بیٹھی ہے وہین سے پکار کر پوچھا کہ اے ملکہ زمرد خیر تو ہے کیون یہان بیٹھی ہو کیا ابھی خالا پاس نہین گئین زمرد نے یہ سنکر ٹھنڈی سانس بھری اور کہا تمھین کیا آوارگان دشت محبت کا پوچھنا کیا جہان جی لگا وہین بیٹھکر روز بہجر کو شام کیا ابیات

غلام نرگس مست تو تاجدارانند　　خراب بادۂ لعل تو ہوشیارانند

گذار کن چو صبا بر بنفشہ زار بہ بین　　کہ از تطاول زلفت چہ سوگوارانند

بہران بھجا کہ بارگاہ مین تو نے اسے چھیڑا تھا یہ بوجہ اسکے کہ سارا لشکر وہان موجود تھا راضی نہوئی مگر تو نے جو وعدہ شام کے قریب جانے کا کیا تھا اسلیے اسنے راہ مین ٹھہر کر تیرا انتظار کیا ہے یہ بھی تجھپر فریفتہ ہے یہ سوچکر بروے زمین اترا اور قریب جب گئے زمرد نے اسکے آنے سے یہ شعر پڑھا شعر اے اوج سعادت بدام ما افتد ✤ اگر ترا گذری بر مقام ما افتد ✤ بہران نے ہنسکر ہاتھ پکڑ لیا اور یہ شعر پڑھا کہ للمولفہ استقدر تاثیر دی حق نے ہماری آہ کو ✤ آپ سے بچپن دیکھا اس بت گمراہ کو ✤ یہ کہکر پاس اس نازنین کے بیٹھا اور چاہا بوسہ اسکے لب شیرین کا لے زمرد نے کہا بس پرا الگ رہو ایسے بیمروت دنیا مین دیکھے نہ سنے ہم دن بھر

ہوا ہی کہ فرہاد کا سا جان شیرین فراق مین برباد کر رہے ہین اور کوہ و دشت مین سر ٹکراتے ہین آپ اب محبت جتلانے آئے ہین
ای بہران جب روز سے تجھے دربار مین ہمنے دیکھا ہی اسی دن سے اس کمبخت دل کا برا ہو کہ مبتلا ہوا تمہارے رسوا ہوا خراب ہوا
مبتلا ہوا ✣ کیا جانیے کہ دیکھتے ہی تجھکو کیا ہوا ✣ بہران نے کہا ای جان جان میری بھی تجھپر جان جاتی ہی قطعہ

ایذا ہین اُٹھائے ہوئے دکھ پائے ہوئے ہین
اب تک تو غضب کرتا ہوا اپنا دل بیتاب
ہم دل سے بہ تنگ آئے ہین اکتائے ہوئے ہین
روکے ہوئے ڈانٹے ہوئے دھمکائے ہوئے ہین

جان من تمھین بتاؤ کہ مین کیا کرتا مجبور و ناچار تھا کہ ع تا نہ ہو دلبر کی جانب سے کشش ✣ عاشق بیچارہ کہہ کیا کر سکے ✣
تمہارے رعب حسن سے ای شہنشاہ خوبان لب سوال خاموش تھے ہم خود بیقرار و مدہوش تھے بارے ع للہ الحمد
ہر آن چیز کہ خاطر میخواست ✣ آمد آخر ز پس پردۂ تقدیر پدید ✣ اب ہم تم داد عیش دین اور غم ایام ماضی فراموش کرین
زمرد نے کہا اے بہران ہمارا تو یہ حال ہی ع

تم سے دو بول کہہ کے ہارے ہین
تم ہمارے ہو ہم تمہارے ہین

یہ کہکر رخسار پر رخسار رکھ دیا باہین گلے مین ڈالین بہران کو محبت نے یہ کہکے یقین تھا کہ شادی مرگ ہو جائے جوش تمنا
کا و فور حسرت دل ناصبور نے ہاتھ پاؤن نکالے تاب ضبط نہ رہی گلے سے لگایا خواہان وصل ہوا زمرد نے کہا ٹھہرو شراب
پی لین تو مزا اُڑائین یہ کہکر صراحی سے شراب جام مین نکالی اور کہا لو یہ بادۂ محبت ہے نوش کرو اس نے چاہا کہ جام
پیے مگر حال سنیے کہ حیرت کے پاس زمرد اصلی جاکر پہونچی اور کہا بہران نے شام کے قریب آنے کو کہا ہی جب دن کم رہا
حیرت نے افراسیاب سے کہا ہو شہنشاہ کتاب دیکھیے کہ میرا بھانجا ابتک نہین آیا افراسیاب نے کتاب دیکھکر سر پیٹ
لیا کہا ای حیرت اسے برق عیار زمرد کی شکل بنکر قتل کیا چاہتا ہو اور فلان صحرا مین قریب بہار کے بیٹھا ہی حیرت
نے کہا ای زمرد جلد جا اور بہران کو آگاہ کر دے مین بلکہ سحر تیرے ساتھ کیے دیتی ہون اور خاک جمشیدی دیتی ہون کہ
بہران کو بیہوش کرکے اُٹھا لا زمرد خاک جمشید لیکر چلی اور قریب صحرا کے پہونچکر پکاری کہ ای بہران کیا غضب کرتا ہی اپنی
قضا اپنے ہاتھ بلاتا ہی یہ جو تیرے پاس بیٹھا ہی جلد اسے گرفتار کر لے کہ یہ عیار ہی برق یہ صدا سنکر گھبرایا اور زمرد
کو آتے دیکھکر کہا اے بہران فلک کو منظور نہین کہ ہم تم ایک جگہ بیٹھین دیکھو کوئی عیار
میری شکل بنکر تمھین دھوکا دینے آتا ہی بہران ایسا مزے مین تھا کہ اسکو آنا زمرد کا بہت ناگوار ہوا
اور یقین ہو گیا کہ بیشک یہ عیار ہی جو پکارتا آتا ہی زمرد جو وہان تھی اُس سے کہا چھپ جاؤ مین اس زمرد
کو جو آتی ہی پکڑے لیتا ہون برق اُٹھکر ایک جھاڑی مین چھپ گیا اور بہران کھڑا ہو گیا اس عرصہ مین
زمرد قریب پہونچی اور کہا ای بہران وہ عیار جو تمہارے پاس بیٹھا تھا کہان گیا اسنے کہا اے ملکہ
تمھین دیکھکر بھاگ گیا یہ کہکر قریب زمرد آکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے نابکار تو مجھے بھکانے آیا

ہے اس ہنگام مین برق بھی زمرد بنا ہوا جھاڑی سے نکلا اور پکارا اے بہران نہ چھوڑنا اس نابکار کو بہران نے ایک تھپیڑ زمرد اصلی کے سحر پڑھ کر مارا زمرد ونذیذ اوی حیرت کی ہی بڑی معززہ اور زبردست ساحرہ ہے آسنے بزور سحر رخسار اپنا سخت مانند پتھر کے کرلیا ورنہ سر اسکا تن پر سے اڑجاتا اور غصہ مین آکر خاک کو شیشہ بہران پر چھڑک دی کہ یہ بیہوش ہوکر گرا برق یہ ماجرا دیکھکر گھبرایا مگر زمرد جادو نے سحر پڑھکر کہا گیر زمین نے پاؤن برق کے پکڑ لیے زمرد نے دو پنجہ کاغذ کے کاٹکر سحر پڑھا کر وہ پنجہ مثل پنجہ انسان کے ہوگئے آسنے حکم دیا اے پنجہ سحران دونون کو اٹھا کر طرف گنبد نور کے چلو پنجے جھلکر مثل برق کے گئے اور بہران اور برق کو اٹھا کرلے چلے زمرد بھی اڑتی ہوئی پیچھے پیچھے پنجون نے چلی اور گنبد نور پر آئی اور حیرت سے کہا واہ واہ بی بی بھانجی آپ کے اپنا پرایا نہیں پہچانتے ایسی مستی مین آگئے دو دن مین چربی چھا گئی تھی کہ مجھے تھپیڑ سحر کا مارا اگر میرے مقام پر کوئی اور ساحرہ ہوتی تو یقین تھا کر مرجاتی بیچے یہ وہ ہین بھانجے آپ کے اور یہ وہ عیار ہے جسے بغل مین لیے بیٹھے تھے مگر مین آپ کی نوکری نہین کرتی مار پیٹ کی مجھے عادت نہین حیرت نے زمرد کی دلداری کی اور بہران کو ہوشیار کیا جب اسکی آنکھ کھلی حیرت اور افراسیاب کو بیٹھے دیکھا اٹھکر سلام کیا حیرت نے کہا عیار کو بغل مین لیے بیٹھے تھے اور زمرد کو تمنے تھپیڑ مارا کچھ میرا بھی پاس نہ کیا اتنا نہ ہوا کہ دوست دشمن کو پہچانتے بہران نے کہا مجھے تصور ہوا اور بہت نادم ہون حیرت نے برق کی طرف دیکھکر کہا کہ کیا موے نے صورت بنائی ہے کیون بی زمرد دھوکا کیونکر بہران نہ کھاتا بھلا کچھ بھی فرق تمھاری شکل مین اور اس موڈی کاٹے جوانا مرگ کی صورت مین ہے بی بی بگڑے نکی جگہ نہین رنڈی مرد مین جب ساتھ ہوتا ہے طبیعت آپ مین بڑے بڑے کی نہین رہتی یہ کہکر سحر پڑھا کہ برق کی صورت اصلی ظاہر ہوئی اور رنگ روغن عیاری کا چھوٹ گیا کہا اے برق مین تجھے چھوڑے دیتی ہون جاکر مہرخ سے کہدینا کہ کیون قضا آئی ہے وہ مہجبین کو لے کر چلی آئے مین شہنشاہ سے خطا معاف کرادونگی برق نے کہا اپنی جگہ پر بیٹھکر قحبہ باتین کیسی بناتی ہے یہ خبر نہین کہ کچھ دن جو زندگی ہے غنیمت ہے ورنہ لاش چیل اور کوے کھائینگے اور مہرخ انکے باپ کی نوکر ہے جو دوڑی چلی آئیگی حیرت نے یہ باتین سنکر ایک ساحر کو حکم دیا کہ سر اس بے ادب کا کاٹ ڈالے برق نے جب یہ سانحہ دیکھا رجوع قلب بدرگاہ خدا مین استغاثہ کیا کہ۔

ہر کس بکسے نالد و ما را تو بسے
من پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے

تو گوئی ہر آنکس کہ دارد رنج و تاب
دعا ے کند من کنم مستجاب

چو عاجز بخوانند دانم ترا
درین عاجزی چون نخوانم ترا

تیر دعا ہدف اجابت سے مقرون ہوا بہران نے کہا خالہ جان اس عیار کے ہاتھ سے مجھے ذلت ہوئی ہے اسے میرے

حوالے کیجیے کہ لشکر مہرخ کے سامنے لیجاکر قتل کرون تاکہ سب کو عبرت ہو اور اسکا حال خراب دیکھین حیرت
نے کہا اے فرزند مین اب تمکو نہ جانے دونگی ہبران نے کہا مجھے سب کے سامنے ذلت ہوئی ہے اپنا گلا کاٹ ڈالونگا
جو مجھے جانے نہ دیجیے گا یہ کہکر خنجر کھینچکر اپنے گلے پر رکھا حیرت نے ہاتھ اسکا پکڑا اور بہت فہمایش کی مگر اسنے نمانا حیرت
نے مجبوراً اجازت دی اور کہا جلد جاکر اس عیار کو قتل کرکے لشکر حریف کا بھی خاتمہ کرنا مین ساحران نامی تمھاری
مدکو ضرور بھیجونگی ہبران نے ایک شیر کاغذ کا کترکر سحر کیا کہ وہ زندہ ہوا اسپر برق کو بٹھاکر پیچھے آپ بھی
سوار ہوا اور وہان سے طرف اپنے لشکر کے چلا لیکن یہان قران نے جب برق کو رہا کیا تھا اسوقت سے متفکر حال
برق تھا اور ہر جگہ ڈھونڈھتا پھرتا تھا وہ تھوڑا سا دن تلاش مین گذرا اور اب وہ وقت آیا کہ مشاطہ روزگار
نے شاہد شب کی آرایش ستارون کے زیور سے کی اور پیشانی سپہر پر چاندبیکی قمر کی لگائی عالم ظلماتی نورانی
ہوا کہ فرد نکھری عروس زلف کی زلف سیاہ تھی ؎ روشن فلک پہ ہر جگہ قندیل ماہ تھی ؎ قران پھرتا ہوا
اس صحرا مین پہونچا کہ جہان برق گرفتار ہوا تھا اور زمرد پکڑ لیگئی تھی الغرض وہان لمحہ بھر ٹھہرا تھا کہ سامنے سے
ہبران کو دیکھا کہ شیر پر سوار برق کو آگے بٹھائے آتا ہے سمجھا کہ گرفتار ہوگیا ہے بس ایک کاغذ خط کی طرح لپیٹ کر
اسپر لفافہ کیا اور اندر لفافہ کے غبار بیہوشی بھرا کاغذ اسطرح اندر لفافہ کے رکھا کہ اگر اسکو کوئی نکالے تو جب تک
زور سے نہ کھینچے کاغذ نہ نکلے اور مہر لفافہ پر ملکہ حیرت کی کرکے صورت اپنی ساحر کی بناکہ ہبران کو پکارتا ہوا چلا
ہبران دور نکل گیا تھا قران کی آواز سنکر ٹھہرا قران قریب پہونچا اسنے پوچھا تو کون ہے قران نے کہا کہ فرستادۂ
حیرت اسنے کہا ابھی مین انکے پاس سے آتا ہون تجھے مین نے وہان نہین دیکھا اور دوسرے ابھی مین آیا ابھی
انھون نے آدمی بھیجا قران کو یہ حال کچھ معلوم نہ تھا جواب کیا دیتا مگر تیوری چڑھاکر کہا یہین کچھ نہین جانتا یہ خط
دیا ہے اسے پڑھو جو لکھا ہو اسکا جوابدو اور اے ہبران کیا تو کہ ہر وقت حیرت کی چھاتی پر چڑھے رہتے ہین
جو تم کہتے ہو کہ مین نے تجھے وہان نہین دیکھا مین اپنی جگہ پر تھا مجھے بلاکر نامہ دیا کہ ہبران کو دے آؤ مین لیکر
آیا تم میرے ساتھ ہندی کی چندی کرتے ہو ہبران نے یہ باتین سنکر نامہ لیا اور کہا رات کا وقت ہے لشکر مین
چلو تو پڑھکر جواب دون قران نے کہا تو کسی کے ہاتھ جواب بھیجدینا مین جاتا ہون ورنہ تم ساحر ہو تو سحر کی مشعل
روشن کرکے خط پڑھکر جواب دیدو اگر برا نہ مانو تو مین روشنی کر دون ہبران کو غیرت آئی ایک تنکا فوراً
زمین سے اٹھاکر سحر کیا کہ مشعل سا جلنے لگا اسے قران کے ہاتھ مین دیا کہ لیے رہو مین خط پڑھون قران
نے مشعل ہاتھ مین لی اور وہ خط کھولنے لگا قران نے غبار بیہوشی کا مشعل پر ڈال لیا ہبران کے
منھ مین لگا دی اسنے منھ اپنا ہٹایا مگر دھوان سب ناک کی راہ سے دماغ مین پیچیدہ ہوا
اور منھ بھی جل گیا چکر کھاکر زمین پر گرا قران نے بغدہ مارا کہ سر پھٹ گیا تڑپ کر ہلاک۔

ہوا آفت برپا ہوئی صدائین مہیب آنے لگین برق چھوٹکر بھاگا قران جنگل مین چلا گیا شبخون اسکے لشکر پر گرا شکیل نے نفیر سحر بجائی مگر برق نے لشکر مین جاکر شکیل اور مہرخ سے کہا کہ جلد لشکر تیار کرو بہران مارا گیا شکیل نے نفیر سحر بجائی فوج مین کمربندی ہوئی ساحر اژدر اور طاؤس پر سوار ہوے مہرخ اور شکیل مع چالیس ہزار سحران نامی کے آکر فوج پر گرے گولے فولادی بار فلفل کے اور گچھے پیکان کے سوئیان سحر کی برسنے لگین فوج بہران کی غافل اتری ہوئی تھی ایک دم مین ہزارون ساحر مارے گئے آندھیان بلند ہوگئین بجلیان چمک کر گرنے لگین نارنج اور ترنج اور ناریل چلنے لگا دریاے خون ہر طرف جاری ہوا عمرو جنگل مین تھا صدا گیرودار کی سنکر دوڑا دیکھا لشکر بہران کا قتل ہورہا ہے عمرو نے بھی خنجر کھینچا اور گلیم عیاری کندھے پر رکھی کہ اگر ساحرون کے نرغہ مین پھنس جاؤنگا تو گلیم اوڑھ لونگا الحاصل لڑنا شروع کیا کہ جب غلطک ماری چھ چھ آدمی کے پاؤن کاٹے جب جست کی شانے پر ساحر کے پاؤن رکھے اسنے چاہا کہ پاؤن پکڑلون خواجہ نے خنجر مارا کہ سر قلم کیا پھر وہان سے دوسرے کے شانے پر پہونچا جو ساحر مر کر گرتا ہے اسکی ہمیانی کاٹ لیتے ہین جبکہ قریب خیمہ پہونچے جال الیاسی مارکر مع فرش خیمہ وغیرہ نذر زنبیل کیا اُدھر اسد غل شنکر سوار ہوا مہ جبین کا تخت دلارام نے حاضر کیا نقارے بجنے لگے تخت شاہی روانہ ہوا اسد کی حفاظت کے لیے پچاس ساحر ملکہ نے مقرر کیے کہ ساحرون کے حربے سحر شہزادے کے اوپر نہ آنے دین وہ ساحر مخفی نگاہ اسد سے رو سحر پڑھتے چلے اور اسد تلوار کھینچکر لشکر ساحران پر گرا کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگادیے ہر بار نعرہ بلند تھا نظم

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ
بدرم دل شیر و چرم پلنگ

اسد شہنشاہ نام آور و کامران
اسد شیردل ابن صاحبقران

ایک طرف سے تخت مہ جبین کے ہمراہ دلارام سحر کرکے آگ اور پانی برساتی چلی آتی ہے آخرش شمشیر زنی ہوئی کہ لشکر حریف مین بھگدڑ پڑ گئی لیکن بہادر جو تھے وہ سینہ سپر کیے جنگ پر تلے ہین ذرا ابرو اس نہین مرکر گر رہے ہین اسد نے مارے تلوارون کے تہلکہ ڈالدیا ہے ہزارہا کو مارا ہے نظم

شنیدم ہمی راند آن ناخدا
بہ دریاے خون کشتئ ناخدا

زنوک سنانش فلک بستہ خاک
و مادم نم از خنجرش بردہ خاک

زشستش خدنگ آنچنان جست صاف
کہ سیمرغ و عنقا پر و پشت قاف

چو خط شعاعی نجم کمند
کشیدہ سر آفتاب بلند

ہم از سایۂ گرز او چرخ پیر
سر افگندہ تا روز محشر بزیر

عنان را دلیران رہا ساختند　　بیکبارہ بر دشمنان تاختند
ز لعل سمندان آتش نژاد　　بدریا بہ تپ لرزہ ماہی فتاد
زمین دید پا بر ہوا جائے خویش　　فلک راند انگشت از پائے خویش
بیکدم شد آئینۂ روزگار　　ز گرد سپہ صورت زنگبار
ز گرد سپہ نوک رخشان سنان　　نمایان چو شب انجم از آسمان
ز بس برق تیغ آتش افروختہ　　ہوا خرمن کہکشان سوختہ

آخرکار ساحران غدار نالان و گریان دریائے خونزوان سے اُتر کر بھاگے ہوئے گنبد نور پر آئے اور افراسیاب اور حیرت کو خبر ہوئی کہ فوج بہران کی بھاگ آئی حیرت نے گھبرا کر کہا ارے لوگو میرے بچے کی تو خیر ہے لوگوں نے عرض کیا کہ وہ تو خدمت سامری میں گئے پہلے ہی عیاروں نے مار ڈالا یہ سنکر حیرت نے سر پیٹ لیا کہا کہ ہے میرا فرزند ہے ہے میرا نوجوان آخر موذی کاٹے عیاروں نے نچھوڑا خلاصہ کیا ایک ماتم گنبد نور میں برپا ہوا افراسیاب نے کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ بگولے اور آندھی پیدا ہوئی اور لاش بہران اُڑا کر گنبد نور پر لے گئے تمام ساحران نامی سیہ پوش ہوئے اور لاش اُٹھانے کا انتظام کرنے لگے لیکن مہرخ وغیرہ نے اسباب خیمہ بارگاہ لشکر حریف کا لوٹ لیا نوبت و نقارے فتح کے بجے جہان لشکر بہران تھا وہاں لشکر کو اپنے اُتارا یہان سے دریائے خونزوان سامنے نظر آتا ہے اور قلعہ پشتہ زنگین حصار قریب ہے جب لشکر اُتر چکا عیار بھی لشکر میں آئے بارگاہ میں مہ جبین کو نذر فتح دی خلعت ملے ارباب نشاط حاضر ہوئے ناچ ہونے لگا اس اثنا میں صبح ہوئی کہ خسرو انجم سپاہ شکست کھاکر میدان فلک سے رو بفرار لایا اور علم زرین شاہ خاور کے پرچم کو نسیم دولت سحر نصرت نے اُڑایا سواد سلطان سیارگان کی تجمل داخل دشت ہوئی ع

دم صبح کاین قاتل بیدرنغ　　زمشرق برآمد چو با طشت و تیغ
رخ از آتش کینہ افروختہ　　کہ گردو جہانے ازان سوختہ

صبح کو لاش بہران کی بڑی دھوم سے افراسیاب نے اُٹھائی جب فراغت پائی حیرت نے کہا اے شہنشاہ مجھے رخصت فرمائیے کہ جا کر ان گمراہوں کو قتل کروں افراسیاب نے کہا اب کی ایسے شخص کو بھیجتا ہوں کہ جو پہلے عیاروں کو قتل کرے نہ اسے بیہوشی تاثیر کرے نہ کسی حربے سے مرے یہ کہکر سحر پڑھا اور پکارا کہ اے فولاد بیہوشی خوار جلد حاضر ہو پکارتا تھا کہ ایک ساحر گینڈے پر آگ کے سوار طویل قامت زشت چنگال ہوا سے اُترا اور افراسیاب کو تسلیم کی اسنے کہا کہ تم جلد بارہ ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہو عیار طلسم میں آئے ہیں اندھیر ہوتا ہے بہران مارا گیا ہے اب تک میں نے طرح دی کہ اب بھی راہ پر یہ باغی آئیں اور جس طرح مطیع و فرمانبردار تھے ویسے ہی رہیں

مگر انکی قضا آئی ہے مین بارہ پتلے فولادی تمھارے ساتھ کیے دیتا ہون وہ نہ بیہوش ہونگے نہ کوئی انھین قتل کر سکیگا سب کو باندھکر وہ تمھارے حوالے کر دینگے یہ کہکر دستک دی کہ بارہ پتلے رویین تن ہاتھ مین تلوارین لیے زمین سے نکلے انکو حکم دیا کہ تم فولاد کے ہمراہ جاؤ اور انکا حکم بجا لاؤ فولاد نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ پتلون کی کیا ضرورت ہے مین اکیلا کافی ہون بیہوشی سیر دن شراب مین ڈالکر پیتا ہون جب مجھے نشہ ہوتا ہے حربہ کوئی مجھپر اثر نہین کرتا نہ میرا کچھ عیار کر سکتے ہین نہ ساحر اور پہلوان مجھسے لڑ سکتے ہین افراسیاب نے کہا براہ احتیاط کیا ہے انکو لیتے جاؤ اور کار سرکار بجا لاؤ فولاد سلام کرکے بارہ ہزار ساحر لیکر مع خیمہ و خرگاہ روانہ ہوا بارہ پتلے ہمراہ رکاب چلے چاؤش لشکر ادب دہ تفاوت وہ دور باش کی صدا دینے لگے بڑے عظمت و شان سے **نظم**

روانہ ہوا لشکر کینہ جو — تھے آراستہ ساحر زشت خو
پے سحر کرنے کا اسباب تھے — پے جنگ دل انکے بیتاب تھے

بعد قطع منازل و طے مراحل دریا سے گذر کر قریب لشکر مہرخ آکر پہونچے نقارون کی صدا گونج دلاوران حق خیوش مین آئی مہرخ نے طائران سحر بہر خبر روانہ کیے طائر اوڑے اور لشکر حریف کی جاکر خبر دریافت کرکے حاضر خدمت ہوے اور زبان وصف بیان سے تعریف بادشاہی کرنے لگے **نظم**

ای بہر کارے رفیقت قل ہو اللہ احد — دے نگہدار تن و جان تو اللہ الصمد
لم یلد یارب ولم یولد ہمہ جا دستگیر — دافع غم لم یکن مونس لہ کفوا احد

شہریار کی عمر دراز رہے دشمن کمبخت کا مزاج ناساز رہے فولاد بیہوشی خوار نام ایک ساحر ناکام فوج لیکر آتا ہے اور ملازمان حضور پرنور سے عزم گردن تابی و سرکشی رکھتا ہے طائر خبر عرض کرکے پھر چلے گئے اور جویائے خبر لشکر حریف ہوے بیان مہرخ نے نام فولاد کا سنکر عمرو سے کہا خواجہ انا للہ وانا الیہ راجعون یہ حرامزادہ نہ مارے مرتا ہے نہ کاٹے کٹتا ہے سیر دن بیہوشی پی جاتا ہے سحر اسپر اثر نہین کرتا کوئی حربہ جسم پر اسکے کارگر نہین عیار عمرو نے کہا اے ملکہ خداوند عالم کی مدد چاہیے بڑے بڑے سرکش جنھون نے یہ بندوبست کیا تھا کہ جب ہم اپنی موت آپ طلب کرین اسوقت مرین اور قضا ہماری نہ دن کو آئے نہ رات کو اور اسوقت موت آئے کہ نہ ہم کھڑے ہون نہ بیٹھین نہ لیٹین یہ سب امر ارحم الراحمین نے اپنی شان قہاری دکھانے کو منظور فرمائے اور اس نافرمان کو اطمینان ہوگیا کہ مین کبھی نہ مرونگا پھر آخر فنا ہوے ذکر شداد بد سیر سنا ہوگا کہ کس طرح پر حسرت و ارمان ہلاک ہوا کہ بہشت مین بھی داخل نہوا تھا گھوڑے کی رکاب سے پاؤن نکل کے زمین تک بھی نہ پہونچا تھا کہ جان کے خواہان آگئے نہ دن تھا نہ رات تھی ہنگام صبح صادق تھا کہ وہ کاذب در بہشت پر واصل جہنم ہوا یہ فولاد مسخرا کیا لیاقت اور حقیقت رکھتا ہے اور وہ مالک اسکا

افراسیاب کیا ہے بلکہ وہ حرامزادہ لقا کیا بیہودہ ہے اے ملکہ ع عزیز یکہ از در گہش سیر تبافت
بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت ٭ جس نے پروردگار حقیقی سے انحراف کرکے اپنے تئین خدا بنایا خسرالدنیا
والآخرۃ ہوا کہیں ٹھکانا نہ پایا دیکھو لقا ہاتھ سے حمزہ صاحبقران کے کیسا در بدر خاک بسر بھاگتا
پھرتا ہے اے ملکہ تم نظر بفضل کریم کارساز رکھو اگر کوئی آفت مین پھنس بھی جاؤ تو اپنے اعتقاد مین فرق نہ
لاؤ مین جاتا ہون اور اس فولاد بے حیا کو قتل کرتا ہون یہ کہکر عمرو بارگاہ سے نکلکر روانہ ہوا لشکر کی خبر لشکر
عیار پہلے ہی چلے گئے تھے اور تدبیر مین مشغول تھے قران جنگل مین تھا اور جب سے فوج حریف کی آئی تھی اسوقت
سے یہ بھی بہ ہوشیاری فکر عیاری کر رہا تھا مگر اب اونکا حال عمرو اور ضرغام اور جانسوز کا بیان ہوتا ہے کہ
یہ تینون عیار صورت ساحرون کی بناکر لشکر فولاد مین آئے اور عمرو نے دربارگاہ پر آکر چوبدارون سے کہا ہماری
خبر جاکر عرض کرو کہ موت جادو نام آپکی ملاقات کو آئے ہین چوبدار نے جاکر عرض کیا فولاد نے اذن باریابی
عمرو سے چوبدار نے آکر کہا تشریف لیجائیے بلاتے ہین عمرو بارگاہ مین گیا دیکھا فولاد دنگل پہ بیٹھا ہے ہزارہا
شعلہ آگ کا دنگل سے نکلتا ہے سر پر تاج رکھا ہے کہ جو آگ کی طرح دہکتا ہے کمر سے زنجیر آتشین باندھے ہے
صدہا ساحر گرد و پیش بشکل مہیب کرسیون پر بیٹھا ہے بارہ پتلے فولادی تلوارین لیے ٹہل رہے ہین جب کلام
کرتے ہین چنگاریان آگ کی منھ سے گرتی ہین نقیب اور چوبدار مجرا گاہ پر حاضر ہین عمرو نے بھی آکر تسلیم کی
مرد ما پکار اٹھاکہ روبرو فولاد نے نگاہ اٹھاکر اشارے سے سلام کیا اور دیکھا کہ ساحر زبردست معلوم ہوتا ہے
کالے سانپ سر سے لپیٹے ہین ہر بار زبانین نکالتے ہین موتی کے مالے گلے مین ڈالے ہی زنجیر سونے کی کمر مین بندھی
ہے جھولی سحر کی اسباب رکھنے کی بادلے کی ہے فولاد نے معزز جان کر قریب اپنے طلب کیا اور فرنگل بیٹھنے کو دیا
عمرو بیٹھا فولاد نے حال پوچھا کہ آپ کون ہین باعث تشریف آوری کیا ہے عمرو نے کہا مین قلعہ رنگین حصار
کا رہنے والا ہون میرا گھر بار سب مہرخ نے چھین لیا ہے مدت سے اسکی بربادی کی دعا کرتا تھا ناب مقاو
اس سے نہ رکھتا تھا حضور کے تشریف لانے کا حال سنکر کمال خوشی حاصل ہوئی مین بھی حاضر ہوا فولاد
نے کہا آپ نے بہت خوب کیا جو آپ چلے آئے یہ آپ کا گھر ہے مین ان نمک حرامون کو قتل کرکے انکا اسباب
وہاں شہنشاہ سے تمھین دلادونگا یہ کہکر خلعت منگوا کر عمرو کو دیا انے نذر دی مقرب خاص بنا ادھر
ضرغام اور جانسوز بھی لشکر مین پھر رہے تھے اور چاہتے تھے فولاد تک پہونچین کہ انھون نے
دیکھا کہ دو خدمتگار بارگاہ سے نکلکر ایک طرف کو جاتے ہین عیارون نے تعاقب کیا اور جہان تنہائی
دیکھی پکارے کہ بھائی ٹھہرنا وہ دونون ٹھہرے عیار قریب پہونچے اور کہا ہم تھوڑا عطر لیکر آئے تھے
کہ یہان فروخت کرینگے مگر رسائی نہین ہوتی تم اپنی معرفت بکوادو خدمتگارون نے کہا ہم دیکھین کیسا عطر

ہے عیارون نے دو شیشے عطر کے کمر سے نکال کر دیے خدمتگار عطر سونگھکر بیہوش ہوئے انھون نے کپڑے
اتار کر دونون کو گوشے مین ڈالدیا اور روغن عیاری نکال کر انھین دونون کی صورت بنکر یہ بھی دونون عیار بارگاہ
مین آئے اور پس پشت فولاد کے آکر کھڑے ہوے اس عرصہ مین عمرو نے جو موت جادو بنا ہوا بیٹھا تھا جام شراب
سے بھر کر فولاد کو دیا اور کچھ شقال بیہوشی قاتل شراب مین ملادی فولاد جام لے کر بے اندیشہ انجام پی گیا کچھ بیہوشی
نے تاثیر نہ کی اور فولاد مزے سے شراب کے پہچان گیا کہ اس شراب مین بیہوشی تھی معلوم ہوتا ہے کہ موت جادو کوئی
عیار ہے بس یہ سوچکر کچھ افسون پڑھکر آہستہ موت جادو کی طرف پھونکا کہ عمرو دغل سے جھٹ گیا فولاد نے کہا
اے عیار جانا مین نے کہ تو میرے قتل کو آیا ہے لاجنی چاہے بیہوشی مجھے پلاوے یہ کلام سُنکر ضرغام اور جانسوز
جو پیچھے کھڑے تھے آپسمین کہنے لگے کہ اگر یہ بیہوش نہ ہوا تو اسے خنجر سے ہلاک کرین یہی نہ کہ پکڑ لیے جائینگے خدا مالک ہے بس
دونون نے دہنی اور بائین جانب سے خنجر آبدار مارے کہ فولاد کے جسم پر پڑے جھنجھناتا ہوا اور خنجر ٹوٹ گئے عیار بھاگے
فولاد نے سحر پڑھکر دستک دی کہ دونون منھ کے بل گر پڑے اپنے حکم دیا ساحرون نے آکر مع عمرو اور دونون عیارون
کے گرفتار کر کے لاکر حاضر کیا فولاد نے سحر کی قید انکو پہنا کر حکم کیا کہ میری بارگاہ سے ملا کر ایک خیمہ ایستادہ کرو اور انکو وہان
رکھو بمجرد حکم خیمہ استادہ کر کے عیارون کو لیجا کر قید کیا فولاد نے ایک افسون پڑھا گرد خیمہ مقیدان حصار آتش کا
ہوگیا اور کہا کیا اقبال شہنشاہ ہے کہ عنایت سے سامری کی پہلے عیار ہی گرفتار ہوے بس اب طبل جنگ بجے تاکہ
مہرخ کا بھی خاتمہ کردن اسکے کہنے کے بموجب لشکریون نے نفیر سحر کو دم دیا اور قرنا ے
جنگی بجایا سارا لشکر خبردار ہوا کہ کل مقابلہ لشکر حریف سے ہوگا طائران سحر مہرخ کے دربار
مین آئے اور بعد ادا ے دعا وثنا حال گرفتاری عیاران اور بجنا نقارہ رزمی کا گزارش
کر کے پھر بہر تجسس خبر روانہ ہوے یہان مہرخ کو ہراس ہوا اور کہا اے ملکہ مہ جبین
آپ نے سُنا کہ عیار گرفتار ہوگئے ہم مین سے کوئی مقابلہ فولاد سے نہین کرسکتا اگر تمھاری
راے مین آئے تو آج رات کو بھاگ کر کہین چھپ رہین ورنہ سب مارے جائینگے مجھے راہ
طلسم سے باہر جانے کی معلوم ہے تم سب کو پاس صاحبقران کے لے چلون وہ
خود تشریف لائینگے تو البتہ مقابلہ شاہ طلسم سے ہو سکے گا اسد نے یہ کلام سُنکر کہا
اے ملکہ عمرو عیار ہزار بار قید ہوے ہین اور چھوٹے ہین کچھ اسکی فکر نہ کرو اور
تم بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دو بھاگنا غلامان صاحبقران کے لیے بڑا ننگ ہے
اگر بھاگ کر ہم لوگ لشکر امیر مین جائینگے تو وہ نکلوا دینگے اور کہینگے جان زندگی بھاگ کیون آئے
تمھارا میرے پاس کچھ کام نہین اے ملکہ تمھارا جی چاہے جاؤ تمھین عورت جانکر امیر پناہ دینگے لیکن

مین ہرگز نجاؤنگا مہرخ نے کہا ہم آپ کے ساتھ ہین اگر یہ مرضی ہے تو بسم اللہ حکم طبل جنگ بجنے کا دیجیے اسد نے ساحران لشکر اور سپہ سالاران فوج سے ارشاد کیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی دنا بیدمانی طبل رزم بجے ملازم حکم شاہزادہ والا شیم بجا لاتے ڈنکے پر چوب پڑی فوج جان دینے پر اڑی اس اثنا مین سلطان نور ریز نے چرخ سے نیزہ خطوط شعاعی کے پرچم کو لپیٹ کر راہ گریز اختیار کی اور آمد زنگبار کی ہوئی ابیات

شاہ خاور چلا سما پر سے
اور انجم بھی نکلے اندر سے
ماہ نے موتیون کو راکھہ کیا
اور بھبوت اسکا اپنے منھ پہ ملا
تاج نورانی رکھ کے سر اوپر
ہوا تخت فلک پہ جلوہ گر

بہادرون نے اسباب جنگ کو درست کرنا شروع کیا ہر ایک آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہوا مہرخ و شکیل نے چار سو ساحر زبردست بلاکر ہوم کیا گرد اگیار کے ڈھیر و بجنے لگا موم کے اژدہے بناکر آگ مین ڈالے انسے وعدہ لیا کہ جب تمھین بلائین حاضر ہونا بیرون کو بھینٹ دیکر اقرار لیا لشکر کے ساحر اپنا اپنا سحر جگاتے تھے بھینٹ مین بھیجتے اور چیلین چڑھاتے تھے مرچین جلتی تھین گوگل سلگاتے تھے ہر جگہ بھبکے ہوتے تھے ادھر اسد نے اپنی فوج کو حکم آراستگی دیا جو لوگ سحر نہین جانتے ہین انھون نے تلوار و خنجر کو صیقل کرنا شروع کیا غرضکہ چار پہر رات دونون لشکرون مین تیاری رہی طلایہ پھرا کیا باجا جنگی بجا کیا یہانتک کہ ہندوے دل شب کی تاریکی دعاے سحری سلیمان روزگار سے برطرف ہوئی اور زبان ہدایت نشان شاہد صبح سورۂ نور اور والشمس کی تلاوت کرنے لگی زمانہ مین دھوم آمد خورشید ہوئی نظم

بر تخت مرصع نشست شاہ طمع بدن
جیب مرقع درید شاہد گل پیرہن
ساقی سیمین شکست ساقی زرین قدح
پیکر پروانہ سوخت شمع قمر و لگن
خاتم زرین کرو از دست سلیمان بباد
صبح بہ صحرا فتاد از دہن اہرمن
آتش موسے نمود از کمر کوہسار
دامن گردون گرفت آہ دل کوہکن
بیضۂ زرین نہاد طائر مشکین جناح
جلوۂ طاؤس کرد طوطی شکر شکن

صبح کو اسد دلاور بعد فراغ نماز سحر مسلح و مکمل ہوکر دولت بر مہ جبین کے حاضر ہوا مہرخ اور شکیل نے افسران فوج کے ہمراہ لشکر طوق ملہ دو اللہ ہو حق جو ق دشت مصاف کی طرف روانہ کیا اور خود جلوہ خانۂ شہنشاہی مین آئے مہجبین بہ تجمل تمام برآمد ہوئی ہر ایک کا مجرا اسلام ہوا تخت ملکہ کا ولا رام لے بعد سحر آرایا اور تخت کے ساتھ کل سرداران لشکر مع اسد نامور کے داد گاہ کی جانب چلے نقیب ابطال دلاوران بادو تفاوت پکارتے تھے صد ہا طرق المسند تحتی نقارے بجتے تھے کہ نظم

علمداران علم بالا کشیدند
دلبران رخت بہ صحرا کشیدند
خروش کوس بانگ و نائے برخاست
زمین چون آسمان از جاے برخاست

یہ سب دشت قتال مین داخل ہوے ادھر فولاد رات بھر سحر کرنے مین مصروف تھا صبح کو اپنے گینڈے
پر سوار ہوا بارہ ہزار ساحرون کو ہمراہ لیا بارہ پتلے تلوارین برہنہ کیے ساتھ چلے تر ہیان بجو کنے لگے گھنٹے اور ناقوس بجنے
لگے گینڈا اسکا طرارے بھرتا چلا کہ بیت کرگدنے کز سم خارا شگاف ❊ رخنہ فگندے بدل کوہ قاف ❊ بڑے
جوش وخروش سے لشکر حریف بھی میدان کارزار مین آیا ساحرون نے ابر برسا کے بجلیان سحر کی گرا کے میدان
جنگی کو صاف کیا صف آراؤن نے صفوف کارزار کو ترتیب دیا نقیب نکل کے نقابت کرنے لگے کہ اے نامورو
نام رستم کا شادو آج ہی وہ معرکہ ❊ بھول سو نگھو ڈھال کا اور کھاؤ پھل تلوار کا ❊ اے مردان بکوشید تا جاودانہ زنان عیش جید
سب روز جنگ ست جنگ باید کرد ❊ کوشش نام و ننگ باید کرد ❊ جب صدا دیکر نقیب کنارے ہوے فولاد
نے گینڈا اڑایا اور میدان مین آکر للکارا کہ اے فرقہ لنگر ام عازم دشت قتال ہو آمادہ جنگ وجدال ہو اسے لاف
زنی کرتے دیکھکر شکیل جادو نے مرکب سے اترکر دست بستہ سامنے تخت مہ جبین کے آکر اجازت حرب لی اور
سامنے فولاد کے آیا اُسنے کہا لا ضرب کیا حربہ چاہتا ہی شکیل نے سحر پڑھکر دستک دی کہ گرد فولاد کے تاریکی ہو گئی
اور اس اندھیرے مین کچھ پنجے پیدا ہوے اور نیزہ و تیر و شمشیر فولاد پر لگانے لگے فولاد نے گینڈے کو بڑھا کر مشت
خاک اُٹھا کر سحر کر کے طرف فلک کے اڑا دی وہ تاریکی دفع ہوئی اور پنجون کی ہستی مٹا دی اور ایک گولا افسون
پڑھکر مارا کہ شکیل کے گرد دھوان ہو گیا اور اسکی بو سے شکیل بیہوش ہو کے گرا فولاد نے پتلے سے کہا جاکر
اٹھا لا پتلا گیا اور شکیل باندھ کرکے آیا یہ حال دیکھکر ساحر اجازت لیکر مہ جبین سے فرداً فرداً مقابلے کو نکلے مگر جو آیا
فولاد نے ناریل مارا کہ اسمین سے دھوان نکلا اور سب آنے والے کو بیہوش کر دیا پتلا آیا اور باندھکر لے گیا یہان تک کہ ملکہ
مہرخ مقابلے کو نکلی اور ایسا سحر کیا کہ چار طرف سے آندھی آئی اور جو دھوان کہ فولاد نے بزور سحر پیدا کیا
تھا اسے اس آندھی نے پراگندہ کر دیا اور مہرخ نے ناریخ سحر زمین پر مارا کہ وہ پھٹا اور ایک اژدھا
ہوا قلعہ آتشین منھ سے چھوڑکر اس نے دم اوپر کو جو کھینچا فولاد کھنچتا ہوا اسکے منھ کی طرف چلا اور
پکارا کہ پتلا ہاے طلسم بچا ناکر مجھے اس قحبہ مہرخ نے بڑے غضب کا سحر کیا ہی پتلے اژدر کے لپٹ گئے
اور اسے چیر پھاڑ ڈالا پھر ادھر سے پھر کے پتلے مہرخ کو لپٹ گئے مہرخ نے بہت سحر کیے اور پنجے
سحر کے مارے مگر پتلون پر کچھ تاثیر نہوئی اُسوقت مہ جبین نے فوج سے حکم دیا کہ جاکر مہرخ کو بچاؤ
فوج ہر طرف سے لینا لینا کہکر چلی ساحر سحر کرنے لگے بجلیان چمکنے لگین صدائین مہیب پیدا ہوئین یہ
ماجرا دیکھ کر فولاد نے چار ناریل میدان جدال کے چارون کونون پر مارے کہ دو ناریل زمین مین غرق
ہو گئے اور زمین سے شعلے آگ کے نکلکر ایسے بلند ہوے کہ چار طرف لشکر مہ جبین کے
دیوار آگ کی ہو گئی اور دھوان اس آگ سے نکلکر لشکر پر مثل سرپوش کے ڈھک گیا

اب ہر طرف دیواریں ہیں اور اُوپر دھوان ہے جو ساحر نکلنے کا قصد کرتا ہے دیوار سے آگ بڑھکر جلادیتی
ہے جو اثر جاتا ہے دھوان بیہوش کرتا ہے فوج تو اس آفت میں پھنسی مگر ملکہ مہرخ کو جو پتلے لپٹ گئے ہیں ہر چند
لگنے جا با کر انکے ہاتھ سے مین بچون مگر رہائی نہوئی اور پتلے باندھکر سامنے فولاد کے لائے فولاد نے
قید سحر کی ہتھکڑیاں بیڑیاں آگ کی شکیل اور مہرخ کو پہنا کر اژدہے پر بٹھایا اور اپنے لشکر کو کوچ
کرنے کا حکم دیا اُسی وقت خیمہ ڈیرہ اکھڑا کوس سفر پر چوب پڑی لشکر نے کوچ کیا عمرو اور ضرغام اور جانسوز
جنکو پہلے گرفتار کیا تھا انکو بھی قیدی بناکر ہمراہ لیا اور سحر پڑھا وہ شکل دی کہ وہ حصار آتش جو گرد لشکر ملکہ مہ جبین
تھا از خود روانہ ہوا اسد اور دلارام اور ساری فوج نے حصار کو اپنے قریب آتے دیکھکر بناچاری خود بھی راہ
اختیار کی کس لیے کہ اگر ٹھہرین تو دیوارین آتش سحر کی جلادین لشکری نالان و گریان یا رب المستغیث پکارتے چلے
اور فولاد اسکے حال پر قہقہہ لگاتا اپنی فوج کے سرداروں کو اولوالعزمی دکھاتا روانہ ہوا اس حال حیرت اشتمال کو
دور سے قران اور برق کیونکہ یہی گرفتار ہونے سے باقی ہیں اور سب فوج کے عیار و سردار حتی کہ سگان لشکر
تک اندر حصار کے مقید ہیں برق یہ کیفیت مصیبت کی دیکھکر رونے لگا اور قران سے کہا کہ خلیفہ میں جاتا ہوں
اس حرامزادے فولاد کو مارے خنجروں کے ٹکڑے ٹکڑے کیے ڈالتا ہوں اور یا اپنی جان دیتا ہوں قران نے کہا اے
برادر بھلا تمہارے جانے سے کیا مطلب نکلے گا اس ساحر پر نہ کوئی حربہ کارگر ہوتا ہے نہ بیہوشی تاثیر کرتی ہے عیمر
عیاری اسپر کیا ہوسکے خدا کو یاد کرو اور اسکے ساتھ چلو جہان کہین منزل پر یہ ٹھہرے وہان کچھ فکر کرو الغرض
قران اور برق اسکے لشکر کے ساتھ الگ الگ بطور مخفی چلے لیکن گنبد نور پر افراسیاب نے کتاب
سامری دیکھی کہ فولاد پر دیکھوں کیا گذری کتاب مین معلوم ہوا کہ سب کو حصار آتش مین گرفتار کیے فولاد
لاتا ہے یہ دیکھتے ہی اپنے تاج کو براہ نخوت کج کیا اور کہا اے حیرت دیکھا تمنے ثمرہ بغاوت کا کہ اس طرح
حال زار سے سب قید ہوئے حیرت نے کہا اے شہنشاہ سب نمک حراموں کو دار پر کھینچیے افراسیاب نے چند
ساحروں کو حکم دیا کہ خلعت گرانبہا اسکے فولاد کے بیجاؤ اور ایک نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے سپہ سالار من
کیا کہنا مرحبا صد مرحبا کیا جلدی تمنے اس جنگ کا خاتمہ کیا ہمنے یہ خلعت محض روانہ کیا ہے اور علاوہ اسکے بھی امیدوار الطاف
خسروانہ رہو دمبدم عنایت شاہانہ تمہارے حال پر افزون ہوگی ان قیدیوں کو لیکر باغ عشرت مین
جو قریب شہر نافرمانیہ ہے اور اسی بار دریائے خونروان کے طلسم ظاہر مین واقع ہوا ہے آؤ ہم بھی
وہین آتے ہیں سب کو سزا دینگے کیا ضرور ہے کہ اس طرف دریا کے سب قیدیوں کو لاؤ
اور تکلیف بیفائدہ اٹھاؤ یہ نامہ ساحروں کو دیکر مع خلعت فاخرہ کے روانہ کیا ساحر پاس فولاد
کے آئے نامہ دیا خلعت پہنایا فولاد بہت خوش ہوا اور ساحروں کو رخصت کرکے راہ

گنبد نور کی چھوڑکر طرف باغ عشرت کے چلا اور **افراسیاب ملکہ حیرت** کو اور ساحران نامی کو لیکر بعد بھیجنے نامے کے بحشم وخدم باغ عشرت مین داخل ہوا اور باغ کے سامنے جو میدان اور صحرا واقع ہوا تھا اس مین وارین استادہ کرائین اور جلادون کو طلب کیا کئی ہزار جلاد تیغے باندھے ہار انسان کی ناک وکان کٹے کا پہنے لنگ باندھے صافی تیغہ صاف کرنے کی جس سے خون تازہ کی بھبک پیدا کاندھے پر ڈالے حاضر ہوے اور پکارے **بیت** سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست + مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست + کس کا پیمانہ عمر لبریز ہوا ہے اور سررشتہ حیات منقطع شہنشاہ کو کون سے گنہگارون کا قتل کرانا منظور ہے **افراسیاب** کا حکم ہوا کہ تم سب مستعد رہو گنہگار آتے ہین کل یا پرسون میرا سپہ سالار لیکر حاضر ہوگا جلادون نے زیر دار بستر لگائے اور حکم شاہ سے انعام بیکران پانے کے امیدوار ہوئے **افراسیاب** اندر باغ کے صحبت آرا ہوا ناچ ہونے لگا قانون اور بین اور چنگ ورباب بجنے لگا درخت باغ کے بادلے سے منڈھے گئے نہرین چھلکائی گئین اور فوارے چھوٹنے لگے یہان تو یہ سامان عشرت رہا ہے مگر **فولاد** قیدیون کو لئے برسم یلغز کہین نہ ٹھہرا یہانتک کہ شہر نافرمانیہ کے قریب پہونچا دیکھا کہ حصار شہر سونے کا ہے دشہر پناہ پر قلعہ بنا ہے ہزارون ساحر مختلف صورتین بزور سحر بنائے اترے ہین لکڑ سلگتے ہین ہوم کررہے ہین قلعے کے کوسون تک تختہ لالہ و نافرمان کے ہین پھول انکے کھلے ہین مالک اس قلعہ کی ملکہ **نافرمان جادو افراسیاب** کی طرف سے ہے ساحرہ زبردست اور معزز ہے حسن وجمال بھی رکھتی ہے ملک ومال بھی رکھتی ہے اسے طائران سحر نے خبر پہونچائی کہ **فولاد بہوشی خوار جادو** سپہ سالار شاہ طلسم گنہگاران شاہ کو لیے آپ کی سرحد مین داخل ہوا ہے طرف باغ عشرت کے جاتا ہی **نافرمان** یہ خبر سنکر تخت سے اٹھی اور طاؤس سحر پر سوار ہوکر مع تحفہ وتحائف کے واسطے ملاقات کے چلی اور قلعہ سے جب باہر آئی حصار آتش کوسون تک دیکھا اور اندرون حصار قیدیون کے رونے کی صدا سنی **فولاد** کو بارہ پتلون سمیت اور فوج ساحرون کے ایک طرف جاتے پایا طاؤس آگے بڑھا کر پکاری کہ اے بہادر زبردست کیا کہنا واہ واذرا ٹھہر **فولاد** اسے دیکھکر ٹھہرا فوج بھی رکی سحر کیا کہ حصار بھی ٹھہرا **نافرمان** قریب پہونچی اور کہا میرے قلعے مین تشریف لیچلیے ایک جرعہ آشکا نیار کردن نوش فرمالیجیے تو جایئے **فولاد** بھی سوچا کہ مین دور سے چلا آتا ہون کہین ٹھہرا نہین آج یہ جگہ آسایش اور حفاظت کی ہے ٹھہر جاؤن یہ خیال کرکے کہا مجھے جانا ضرور ہے گنہگار ساتھ ہین مگر آپ کے فرمانے سے مجبور ہون اچھا تشریف لیچلیے مین حاضر ہوتا ہون **نافرمان** وعدہ مستحکم لیکر پھری اور شہر مین آکر حکم آرایش ملک دیا تمام شہر آئین بند ہوا دکانین آراستہ ہوئین دکاندار پوشاکین نفیس پر زر پہنکر بیٹھے **نافرمان** نے

باغ پُر بہار مع عمارت دلکشا و فرح افزا کے خالی کرایا فرش شاہانہ بچھوایا سامان دعوت مہیا کیا جب درستی ہو چکی ارکان دولت واعیان سلطنت کو ہمراہ لیکر **فولاد** کے استقبال کو باہر قلعے کے نکلی **فولاد** بیرون قلعہ فوج کو گرد حصار قیدیون کے اُتار کر بارہ تیلیون کو اور سردارون کو ہمراہ لیکر شہر کیطرف چلا تھا کہ راہ مین ملکہ **نافرمان** ملی اسکے ساتھ اندر شہر کے داخل ہوا دیکھا کہ ملک نہایت آباد ہر رعیت دلشاد ہے کہ **ابیات**

سب رعیت تھی چاردہ سالہ — ہر جوان غیرتِ گل لالہ
کیا عمارات شہر کا ہو بیان — چشم بد دور نور کے تھے مکان
جو مکان تھا بلند ایسا تھا — صاف آتی تھی قدسیون کی صدا
تھا جو بازار اس مین چوپڑ کا — چار رکن جہان سے بڑھ کر تھا
قصر فردوس چوک کے کمرے — جھمکھٹے اُن مین لالہ رویون کے
قصر لیلےٰ سے ہر مکان بڑھ کر — چشم مجنون ہر ایک روزن در
دونون جانب وہ نور کا بازار — بیچ مین اسکے اک سڑک ہموار
تھی ریاضِ جنان ہر ایک دُکان — در نہایت تھے اسکے عالیشان
خوبصورت تھا وہ خم محراب — کہیے قوس قزح کا اِس کو جواب
تھے دوکاندار خوبرو سارے — فلک حسن کے وہ تھے تارے
بیچتے تھے وہ جنس حُسن ادا — ماہ ہوتا تھا مشتری اُنکا

فولاد تماشائے شہر دیکھتا ہمراہ **نافرمان** اسجگہ پہونچا کہ جو باغ اسکے لیے خالی کیا گیا ہے سبحان اللہ جو شہر ایسا آراستہ ہو وہان کے باغ کا کہنا کیا جوڑی دروازے کی ہاتھی دانت کی خوبصورت ترشی ہوئی لگی سر دروازہ پر کلس سونے کے چڑھے اُنپر سورج مکھی یاقوت کی بنا کر لگائی تھی کہ سورج کو شرماتی تھی طاؤس جواہر کے زمردین بال کلس پر جڑے تھے منقار مین مالے گوہر کے لیے تھے چاردیواری باغ کی برنج تھی طلائی احمر کا مصقلہ کیا ہوا تھا جواہر موقع اور مناسب جگہ پر جڑا تھا **فولاد** اندر باغ کے آیا اسے نہایت سرسبز پایا چمن بندی معقول طور سے کی تھی روشین درست و نہرین لطیف پٹریون پر سُرخی یاقوت احمر کی کُٹی تھی درخت پر بہار مہندی کی ٹٹیان اور تاک انگور آراستہ پانی نہر کا ہر خیابان مین روان چشمہ ہر ایک قلب صافی و الاق مصفا ہر شجر پر طائرون کا ہجوم آمد بہار کی دھوم بلبل کا شور قمری نعرہ زن جوش پُر بہار گلشن ہر سمت گلہائے رنگا رنگ غیرت دہ نگارخانہ ارژنگ ہیچ تو یہ ہے

نظم

سبز سبزے سے ہر روش پٹری — لعل و یاقوت کی کُٹی سُرخی
روشون پر ستارے چھڑکے تھے — زردون کی طرح وہ چمکتے تھے
جو شجر تھا پھلا تھا پھولا تھا — رشک جنت جو کہیے تو ہے بجا

تھے جواہر کے جس جگہ اشجار / لایق دید تھی وہان کی بہار
صحن گلشن تھا آسمان کا جواب / پھول سب غیرتِ گل مہتاب
چہچہے بلبلون کے تھے ہر سو / قمریون کی وہ سرو پر کو کو
کہین کویل شجر پہ کوکتی تھی / کہہ رہا تھا پپیہا پی پی پی

ایک بارہ دری سراسر خوبی سے بھری بیچ مین چمنستان کے بنی تھی فرش ملوکانہ اور مسند شاہانہ سے آراستہ تھی اسباب عیش و راحت مہیا تھا شیشہ آلات سجا تھا **فولاد** وہان آکر مسند پر بیٹھا بارہ تیلے و سردار گرد بیٹھیں بادب تمام بیٹھے ملکہ **نافرمان** نے حکم دیا ناچ ہونے لگا ساقی زیبا طلعت پیمانہ جواہر آگین مین شراب ارغوانی پر نگالی کرکے دینے لگے ہر ایک بادہ پرست مست ہوکر ساقی سے خطاب کرتا تھا **نظم**

مین کب سے تھا ترا اشتیاقی ساقی / مدت مین ہوا ہے تو ملاقی ساقی
جانے نہ یہ دور جلد بھر دے مجھکو / شیشے مین جو کچھ رہی ہو باقی ساقی

نافرمان ہر سمت انتظام کرتی پھرتی تھی اشیاء ضروری اہل انجمن کو پہونچاتی تھی چاندنی رات کا عالم نسیم کا فرحت چلنا خوش گلوؤن کی آواز کا سنا تھا خلاصہ کلام یہان تو یہ جلسہ ہے دھوم دھام ہے خلقت کا اژدہام ہے کہ اہل محفل مصروف وجد و سماع ہین ہر تان پر روئین کھڑے ہوے ہین مگر حال **قران** اور **برق** کا سنیے کہ لشکر **فولاد** کے ہمراہ زار و نالان تدبیر رسائی لشکر **مہرخ** مین فکر کرتے چلے جاتے تھے جب انھون نے دیکھا کہ لشکر **فولاد** ٹھہرا صورتین ساحرون کی طرح پر بنا کے لشکر مین داخل ہوے اور **نافرمان** کا آنا دعوت کا کرنا سب حال دریافت کرکے یہ بھی ساتھ ساتھ **فولاد** کے شہر **نافرمانیہ** تک آئے **فولاد** تو جاکر باغ مین مصروف عیش و نشاط ہوا لیکن دونون عیار شہر پناہ پر ٹھہرے اور **برق** سے **قران** نے کہا تم مزدور کی صورت بناؤ اسنے فوراً دھوتی باندھ ننگے سر ننگے پاؤن انڈوا سر پر رکھکر مزدور اپنے تئین بنایا اور **قران** نے اپنی شکل باورچی کی بنائی میلے کچیلے کپڑے پہنے جسمین ہلدی اور گھی کے دھبے تھے کمر مین چھریان ترکاری چھیلنے کی رکھین اور صافی گھی اور مصالہ چھاننے کی کندھے پر ڈال کے لشکر **فولاد** مین آیا اور کئی من ترکاری آلو اور اروی وغیرہ خرید کرکے ٹوکرا سر پر **برق** کے رکھوا کر طرف شہر کے چلا اور دروازہ شہر پناہ پر پہونچا چاہا کہ داخل قلعہ ہون حاجب اور دربان مانع ہوئے کہ بغیر حکم کے ہم جانے نہ دینگے **قران** نے کہا ہم سرکاری باورچی ہین لشکر **فولاد** سے حسب الحکم ملکہ **نافرمان** ترکاری لیئے جاتے ہین دربانون نے کہا ذرا ٹھہرو ہم اجازت تمھارے لیے منگالین **قران** نے کہا اگر دعوت مین کھانا دیر کو تیار ہوا جواب تم دے لینا اچھا ہم پھرے جاتے ہین اور یہ ترکاری سرکار نے منگوائی تھی تمھین پہونچا دینا یہ کہکر ٹوکرا ترکاری کا اونڈیل دیا اور آگے کا راستہ لیا جو بدار نے دیکھکر آپسمین کہا کہ ایسا نہ ہو کہ کھانا پکنے مین دیر ہو خاصے کا وقت ٹلجاوے **فولاد** بھوکا رہے باورچی سے پرسش ہو وہ کہے دربان نے مجھے آنے نہ دیا تو ایسی آفت آئیگی کہ نوکری جانا کیا

جان بھی جائیگی اس باورچی کو جانے دو یہ سوچکر پکارے کہ میان صاحب اجی باورچی صاحب جائیے آپ کو کوئی
روکتا نہین قران نے کہا اب کچھ ضرور نہین ہم نہین جاتے یہ کہکر آگے چلا سپاہی دوڑے اور آکر ہاتھ پکڑ لیا کہا
خفا نہو جیے جائیے قران نے کہا مین اب جا کے کیا بناؤن تمھاری جھنجھٹ مین اتنی دیر ہوئی اب تم گفتگو
کر لینا مین نہ جاؤنگا سپاہی لگے منتین کرنے قران نے انکار کرنا شروع کیا یہانتک کہ جتنے سپاہی تھے سبنے
اپنے پاس سے کچھ روپیہ جمع کر کے دیے کہ باورچی صاحب اسکی مٹھائی کھائیے گا اور خفا نہو جیے ہم بھی حکم کے
تابعدار ہین آپ شوق سے جائیے ہمنے پہچانا نہ تھا قران نے وہ روپے لیے اور ترکاری ٹوکرے مین بھر کر برق
کے سر پر رکھا اور اندر شہر کے آیا دیکھا بازارین ہر قسم کے اشیا کی آراستہ ہین وضیع و شریف شہر کے خرید و
فروخت مین مصروف ہین قران نے ترہ فروشون کی بازار مین آکر ایک کبڑیے سے کہا یہ ترکاری
باورچی خانے سے ہمکو ملی ہے کس لیے کہ جو بچ رہتی ہے وہ ہم لوگون کا حق ہے غرض ہم اسے بیچتے ہین تم اپنا
نفع رکھ کرے لو کبڑیے نے اُن سے کہا چلو تولو ہین دو روپیہ دیتے ہین قران نے قیمت لے لی
اور آگے بڑھ کر دونون صورت خدمتگار کی بنے اور آکر اُس باغ مین پہونچے کہ جہان فولاد
کی دعوت ہے باغ اور عمارت کو نہایت دلچسپ پایا سامنے فولاد کو مسند پر جلوہ گر دیکھا
کسی سمت میخانہ سجا تھا کہین آبدار خانہ ارباب نشاط کے بستر کسی چمن مین نونہالان باغ حسن
کے جگمگاتے تھے فولاد رقص و سرود کی کیفیت دیکھنے مین معروف تھا کہ برق نے قران سے کہا
کسی طرح اسکو ہلاک کرو یہ رات گذرنے ندو اگر صبح ہو گئی تو لشکر مہرخ ہلاک ہوگا اسکی ابھی صبح ہو جائیگی
کیونکہ فولاد یہان سے جو چلے گا افراسیاب پاس پہونچے گا پھر وہان کچھ نہو سکے گا برق نے کہا اے خلیفہ
میری عقل کچھ کام نہین کرتی کیا کرون اگر عیاری کر کے اسکے پاس بھی پہونچون تو کیا کرونگا نہ یہ
بیہوش ہوگا نہ یہ مارا جائیگا قران نے کہا دیکھو یہ جو فولاد کے پہلو مین ساحرہ بیٹھا ہے اسکی صورت بخوبی
غور کر لو اور اسکی صورت بنکر ملکہ نافرمان کو پکڑ لو اور اُسکی شکل بنو تو مین ایک تدبیر کرون برق نے کہا
بہت خوب اور ایک گوشۂ باغ مین بیٹھکر برق مصاحب فولاد کی شکل کہ نام اِسکا مریخ جادو تھا
بنا اور قران نے ایک فانوس روشن کر لی اب آگے آگے قران روشنی دکھاتا ہوا اور پیچھے برق
دونون باغ سے باہر نکلے اور دار العمارۂ شاہی کے پاس آکر دریافت کیا کہ ملکہ نافرمان کہان ہین ملازمون
نے کہا دولتسرا مین مصروف انتظام دعوت ہین اُنھون نے کہا جا کر عرض کر دو کہ ایک صاحب
فولاد کے پاس سے آئے ہین ملازمون نے جا کر اُن کے آنے کی اطلاع دی نافرمان اسیوقت
باہر نکل آئی دیکھا مریخ جادو ہے کہا کیون آپ باغ سے تشریف لائے مجھے بلا لیا

ہوتا مریخ نے کہا آپ ذرا تکلیف فرماکر تنہا میرے ساتھ چلیے فولاد نے جس کام کو کہا ہے اُسے مین اور آپ
انجام دون نافرمان نے کہا اچھا چلیے غرض سب ملازمون کو چھوڑکر آپ تنہا مریخ کے ساتھ ہوئی یہان
تک کہ برق اسکو لیے ہوے ایسی جگہ لایا کہ جہان راستہ نہ تھا اور کوئی ادھر آتا نہ تھا گوشہ تنہائی تھا
بیابان تو چلا ہی آتا تھا ایک حباب بیہوشی مارا کہ نافرمان کے منھ پر وہ پڑا بیہوشی اسمین سے اُڑی یہ
بیہوش ہوگئی اسکو برق نے اور زیادہ بیہوش کرکے زبان اسکی سوزن سے چھید دی تاکہ شاید ہوشیار
ہوجائے سحر نہ کرسکے اور کپڑے اُسکے اُتار لیے قران نے اُٹھاکر ایک مقام پر درخت تجویز کرکے نافرمان
کو اوپر درخت کے چڑھ کر باندھا اور پتّون مین چھپادیا اور برق ملکہ نافرمان کی صورت بنا اور قران
نے کہا اے برق تم جاکر در باغ پر ٹھہرو مین بھی آتا ہون غرض برق یہان سے روانہ ہوا اور نافرمان
کی صورت بنا ہوا در باغ پر آیا جتنے ملازم اور ارکان سلطنت تھے اپنا مالک سمجھ کر حاضر ہوے اور دست بستہ
سامنے کھڑے تھے کہ اس اثنا مین ایک شخص میلے کپڑے پہنے کچھ پھلجھڑیان اور مہتابین ہاتھ مین لیے حاضر
ہوا اور نافرمان کو سلام کیا اسنے پہچانا کہ قران ہے اور وضع آتشباز کی بنائی ہے برق سمجھا کہ اس سے
آتشبازی کی نسبت کچھ پوچھون تو معلوم ہو کہ کیا عیاری خلیفہ نے سوچی ہے یہ سوچکر کہا اے آتشباز کتنے وزن تیرے
پاس تیار ہین اور کتنے اسوقت تیار کرسکتا ہے قران نے کہا حضور آتشبازی تیار کرسکتا ہون برق نے کہا
اچھا کیا لیگا اسنے کہا لاکھ روپیہ برق نے کہا اتنا روپیہ بہت ہے آتشباز نے کہا آپ روپیہ نہ دیجیے بارود دلوا دیجیے جتنی
صرف ہوگی آپ کے سامنے ہوگی مین گھر نہ لیجاؤنگا مزدوری میری دلوا دیجیے گا برق نے پوچھا کتنی بارود چاہیے آتشباز
نے کہا پچیس کپّے برق نے کپتان کو طلب کرکے حکم دیا کہ پچیس کپّے بارود کے حاضر کرو اسی وقت بارود کے چھکڑے
لدے ہوے آئے آتشباز نے کہا کہ پشت باغ پر یہ بارود رکھوا دیجیے اور ایک قنات گھروا دیجیے کہ مین اکیلا آتشبازی
بناؤنگا ایسا نسخہ یہی کسی کو یاد نہوگا کہ اکیلے اتنی بارود دم بھر مین صرف کرے اور آتشبازی بنائے یہ کلام آتشباز
کا سنکر نافرمان یعنی برق سمجھ گیا کہ خلیفہ یقین ہے فولاد کو جلادینگے پس بموجب انکی درخواست
کے قنات باغ کی پشت پر دور تک گھروا دی اور بارود رکھوا دی سبکو منع کردیا کہ کوئی اُدھر نہ جائے آتشباز یعنی
قران نے وہان آکر جوڑی خنجر کی لیکر نیچے باغ کے جہان تک بارہ دری تھی اور فولاد مع اپنے سرداران اور
تلون کے بیٹھا ناچ دیکھ رہا تھا سرنگ کھودی اور از بسکہ جوان زبردست قوم کا حبشی ہے اور نظر کردہ بھی
ایک پہر کے عرصہ مین مشرق کی سمت سے مغرب کے جانب تک اور جنوب سے شمال کی حد باغ تک نقب لگا کے
اپنے چادرے کے دو فتیلے لمبے لمبے بنائے بارود سب نقب مین بچھائی پچیسون کپّے ڈالدیے فتیلے دہنی
نقب مین سے لگا کے قنات سے باہر نکلا برق در باغ پر کرسی بچھائے انتظار مین بیٹھا

جھاکر دیکھون خلیفہ کیا کرتے ہین اُسوقت آتشباز نے آکر کہا حضور آتشبازی تیار ہے ذرا میرے ساتھ
آیئے تو مین اپنی استادی آپ کو بے چلکر دکھاؤن مگر کسی کو ساتھ نہ لائے برق نے ملازمون ارکان
سلطنت وغیرہ سے کہا ٹھہرو ہم بلائین گے اور آپ آتشباز کے ہمراہ باغ کی پشت پر آیا قران نے کہا
اے برق مین نے نقب لگائی ہے تم جاؤ اور درخت پر سے ملکہ نافرمان جو بندھی ہے اُسے کھولکر
ہوشیار کرو مین آگ نقب مین دیتا ہون یہ طبقہ اُڑکر طرف فلک کے جائیگا ذرا نافرمان بھی حال خراب
فولاد کا دیکھے اور اشک حسرت بہائے کیونکہ زبان اسکی سوزن سے چھدی ہے کچھ کہہ نہ سکیگی مجبوری سے
سب کچھ دیکھے گی برق بموجب ارشاد قران گرم رفتار ہوا اور درخت پر جاکر چڑھا نافرمان کو کھولا ہوشیار
کیا جو آنکھ کھلی اپنے تئین ایک عذاب الیم مین بالاے شجر گرفتار پایا اس عرصہ مین قران نے نقب کے فتیلون مین آگ لگائی
اور بھاگ کر دور نکل گیا فتیلے سلگتے ہوے جب سرنگ مین پہونچے عیاذاً باللہ وہ صداے مہیب پیدا ہوئی کہ معلوم ہوا فلک
پھٹ پڑا اور بارہ دری جسمین فولاد اور اسکے سردار اور چیلے سرپٹ کے اُڑکر طرف آسمان کے گئے تمام عالم مین تاریکی چھاگئی بارود
اور پتھر اور مکان اور کنواڑے بارہ دری کے تمام قلعہ مین برسنے لگے صدمہ آواز سے شہر کے مکانات
کی کنڈیان کھل گئین رعایا بھاگی حاملہ عورتون کے حمل ساقط ہوے ایک ہنگامہ عظیم برپا ہوا
جتنے ملازم نافرمان تھے سب باغ کی طرف دوڑے کہ یہ کیا آفت آئی خلقت بھاگی کہ لیکا یک
صدائین پیدا ہوئین بیرون نے ساحرون کے مرنے کا غل مچایا کہ کشتی مرا نام من فولاد
بیہوشی خوار جادو بود آگ اور پتھر برسنے لگے قران ایسے وقت قیامت مین قابو پاکر
حقہ ہاے نفتی داغ کر شہر کے مکانات پر پھینکے کہ جا بجا شہر مین آگ لگی بہت آدمی جل گئے
جب تک اُسکے بجھائین جب تک اور کئی مکانون مین آگ قران نے لگادی تمام شہر مین یا جمشید
و یا سامری کا غل ہوا شعلے آتش کے بلند ہوے سارا شہر حصار پناہ کے باہر نکل گیا یہان کا
حال سُنیے کہ فولاد کے مرنے سے حصار آتش سحر لشکر مہ جبین اور اسد پر سے دور ہوا اور
مہرخ اور شکیل اور عمرو مع دو عیارون کے جو مقید زنجیر سحر لشکر فولاد مین تھے چھوٹ گئے
اور عمرو نے صداے مہیب سرنگ اُڑنے کی سُنکر کہا اے ملکہ مہرخ وہ مارا مہرخ نے کہا
خواجہ کیا کہتے ہو عمرو نے کہا ہم سچ کہتے ہین یہ صدا جو آئی تھی فولاد کے
کے مرنے کی تھی معلوم ہوتا ہے کہ قران یا برق نے اُسے جہنم رسید کیا
زندان خانے سے باہر نکلو دیکھو لشکر بھی ہمارا آرہا ہوگا فولاد کے
بارہ ہزار ساحرون کو قتل کرنا چاہیے مہرخ اور شکیل وغیرہ کہنے سے عمرو کے باہر نکلے اور

نعرہ بلند کیا سحر کرکے دستک دی آندھی سیاہ اٹھی تیر آسمان کی جانب سے برسنے لگے ساحر محافظ زندان بھاگے ادھر دلآرام نے مہ جبین سے کہا واری جاؤن آپکی نانی جان ملکہ مہرخ نعرہ کرتی ہین لشکر آپ کا جس طرح کمر باندھے لڑنے آیا تھا اسی طرح حصار سحر مین گرفتار ہوا تھا اب وہ حصار نہین ہے آپ بھی لشکر فولاد پر جا گرے مہ جبین نے تخت آگے بڑھایا بچاس ساٹھ ہزار ساحرون سے آکر لشکر فولاد پر گری نارنج و ترنج سحر کے گولے فولادی اور گچھے پیکان کے سوئیان اور مرچون کے ہار سحر پڑھ پڑھکر جا بنین سے ساحر لگانے لگے بجلیان چمک کر گرنے لگین ترسول اور پنسول چلنے لگے ایک طرف سے نعرہ اسد کا بلند ہوا اور گھوڑا اٹھا کر فوج ساحرین در آیا ایک جانب سے عمرو ملکہ مہرخ کے ساتھ لڑتا ہوا چلا اور نعرہ بلند کیا خنجر مارتا پکارتا ہر طرف جاتا تھا کہ نظم

سردار رہ زندگان آفاق — من آمدہ در رندگی طاق
از راہ فنون و مکر و حیلہ — آشوب کنیم در قبیلہ
شیر از دم تیغ من گریزان — آورد پناہ سوے خیران
نام عمر ست شاہ عیار — ہستیم قضا براے کفار

جب غلط کا عمرو لگاتا تھا دس دس کے پانون اڑاتا تھا جب جست کرتا تھا دس دس کے سر کٹتے تھے جو سر کے گرتا تھا ہمیانی اسکی کاٹ لیتا تھا خلاصہ کلام اسد وغیرہ سب نے جم کر وہ ساکھے کی تلوار کی کہ نظم

درخشان سنانہا ز گرد و غبار — چو شمع فروزان بہ شبہاے تار
ز چکاچاک شمشیر زہر آبدار — برآمد فغان از دل روزگار
شپا شاپ تیر و ترنگ کمان — چو قوس قزح شد زہ آسمان
ز بار کدورت چو گل تر نشین — بدریاے خون یکسرہ شد زمین
دلیران اسلام و مردان کین — خروشان زہر سو چو شیر عرین
جدا ہر یکے خنجر افراختہ — یکے کار صد کینہ جو ساختہ
ز بس کشتہ صحرا پدیدار نہ — بروے زمین جاے رفتار نہ
بیفتاد چندان سر و پا و دست — کہ گفتے تو دست قضا را بہ بست

بارہ ہزار ساحرون مین سے فولاد کے ایک بھی زندہ نہ بچا سبکو گھیر کر بہادرون نے تہ تیغ کیا اور یہان سے اسی طرح لڑتے ہوے سمت قلعہ نافرمانیہ چلے اس عرصہ مین وہ رات تمام ہوئی یعنی لشکر خسرو اختران شکست کھا کر خنجر بیضاے کینہ سوز شاہ نیمروز سے روبفرار لایا اور سلطان سیارگان نے قلعہ سپہر دوار کو تسخیر کرکے اپنا عمل ہر طرف بٹھایا رعب جلال دکھایا کہ نظم

صبح چون آفتاب نورانی	سرکشید از حجاب ظلمانی
خرمن جان بسوخت برق بلا	سبز شد گلشن جفا و قضا

صبح کو حال معلوم ہوا کہ رعایائے قلعہ نافرمانیہ اور فوج وغیرہ بھاگ کے باہر نکل آئی مہرخ اس بھاگی ہوئی
فوج پر آگری وہ لشکر رات بھر کا خستہ و شکستہ تھا اور مالک اُنکا موجود نہ تھا وہ کیا لڑتا کوئی لمحہ بھر بھر کی
لڑائی اور شمشیر زنی ہوئی تھی کہ فوج بھاگی اور رعایا نے امان مانگی مہرخ نے نقارہ امان بجوایا اور سب
رعایا برایا کو لیکر اندر قلعہ کے داخل ہوئی اس عرصہ مین برق کے پاس قران آیا اور کہا قلعہ فتح
ہوگیا مہرخ کے پاس نافرمان کو لیچلو غرض یہ دونون نافرمان کو بیہوش کر کے پشتارہ لگا کر روانہ
ہوئے مہرخ دارالامارۃ شاہی مین آکر تخت پر ملکہ مہ جبین کو بٹھا چکی تھی شہر مین دوہائی پھر رہی
کہ جو حاکم وقت کی اطاعت نکریگا سزا پائیگا دارالامارۃ مین ناچ ہو رہا تھا نذرین اکابران شہر کی
مہ جبین کو گذر رہی تھین کہ قران اور برق آکر پہونچے پشتارہ نافرمان کا سامنے رکھدیا مہرخ اٹھکر
دونون سے لپٹ گئی اور کرسی زرین پر بٹھایا حال پوچھا قران نے کیفیت نقب دیکے اُڑا دینے کی
بیان کی سارا دربار ہنسنے لگا مہ جبین نے بہت بھاری خلعت منگا کر دونون عیارون کو عنایت
کیا دونون نے وہ خلعت نذر عمرو کو دیا عمرو نے خلعت لیکر زنبیل مین رکھا اور ایک رومال گاڑھے کا نکالکر
بطور خلعت قران کے کندھے پر ڈالا قران نے عرض کیا کہ زہے فخر میرا کسی نے ایسا خلعت استاد سے کب
پایا تھا برق نے کہا استاد مین بھی اس عیاری مین خلیفہ کے شریک تھا مجھے بھی خلعت دیجیے عمرو نے
کہا تو ابھی اس قابل نہین اور قران میلر جان بخش ہے تو انکی برابری کیا کریگا یہ انھین کا مرتبہ ہے کہ ایسا خلعت
مین نے دیا برق نے کہا اب دیکھیے دھوم کی عیاری کرونگا کہ آپ سے خلعت لونگا الحاصل نافرمان کو
ستون دارالامارۃ سے باندھا اور فتیلہ دافع بیہوشی دیکر ہوشیار کیا ایک بار پہلے جو نافرمان ہوشیار
ہوئی تھی تو نقب اُڑتے اور شہر جلتے دیکھا تھا اب جو آنکھ کھلی عجب سامان نظر آیا کہ تخت پر مہ جبین جلوہ فرما ہے
دربار آراستہ ہے اسد ذنگل شوکت پر بیٹھا ہے یہ دیکھ کر نافرمان نے آنکھین بند کر لین کہ شاید مین خواب پریشان
دیکھ رہی ہون مگر عمرو نے پکار کر کہا کہ اے ملکہ نافرمان یہ خواب نہین ہے بیداری ہے جسکی دعوت تمنے
کی تھی وہ سرنگ دیکر اُڑا دیے گئے ملک تمھارا ملازمان مہ جبین کے قبضہ مین آیا درصورت اطاعت
تمھاری جان بخشی ہوگی اور مخالفت کرنے سے قتل کیجاؤگی نافرمان ساحرہ زبردست نہایت عقیلہ
ہی تھی کہا او بار طلسم پر آیا ہے اسد بیشک طلسم کشا ہے یہ خیال کر کے اشارے سے کہا مین اطاعت کرتی ہون
مجھے چھوڑ دیجیے عمرو نے اُٹھکر سوزن اسکی زبان سے نکالی اور ستون سے کھولدیا نافرمان نے آکر

تخت شاہی کو ملکہ مہ جبین کے بوسہ دیا ملکہ نے خلعت منگا کر دیا سرفراز کیا اور کہا جب ہم طلسم فتح کرینگے
علاوہ اس ملک کے اور بھی ملک تمھین دینگے یہ کہکر حکم دیا کہ منادی ندا کرے جسکو ساتھ اپنی شاہزادی
ملکہ نافرمان کا دینا منظور ہو وہ افسر فوج آکر حاضر ہو حسب الحکم ملکہ دہل زنی ہوئی بھاگی ہوئی فوج کوہ
و دشت سے آکر حاضر ہوئی سب نے سوال اطاعت کیا ہر ایک نے قبول کر کے اپنا اپنا عہدہ بدستور لیا پچیس ہزار
ساحر جمع ہوے سب نے انعام بیکران پایا بعد اس تسلط کے عمرو نے کہا اے ملکہ اس قلعے مین ٹھہرنا نہ چاہیے
افراسیاب کی فوج آکر گھیرے گی کچھ بنائے نہ بنے گا یہان سے اپنی قدیم جگہ پر چلکر ٹھہر دو اس مین یہ فائدہ
ہو کہ اگر کوئی زبردست آکر گرفتار کریگا راہ مین کہین ٹھہریگا عیار مارے گا اور اگر یہان سے آکر پکڑلے جائیگا
بہت جلد افراسیاب پاس پہونچے گا کچھ تدبیر بن نہ پڑیگی مہرخ نے اُسیوقت بموجب مشورہ عمرو کے
نقارہ کوچ کا بجوایا نافرمان نے کہا مین ساتھ چلتی ہون ورنہ افراسیاب زندہ نہ چھوڑیگا غرضکہ لشکر
مین کمربندی ہوئی عیار و سردار مع نافرمان کے سب طائران سحر اور سوار یون پر سحر کی سوار ہو کر روانہ
ہوے اور جہان فولاد سے مقابلہ ہوا تھا اسی جگہ قریب پشتہ رنگین حصار لشکر آکر اترا بارگاہ فلک
پایگاہ نصب ہوئی مہ جبین آکر تخت پر بیٹھی ناچ ہونے لگا میخواری شروع ہوئی قران جنگل مین چلا
گیا یہان سب باطمینان ٹھہرے ہین مگر افراسیاب باغ عشرت مین مصروف عیش و نشاط تھا اور
انتظار فولاد کے آنے کا کرتا تھا اور ین استادہ تھین جلاد حاضر تھے کہ دوسرے دن کچھ لوگ شہر نافرمانیہ
سے بھاگے ہوے قریب باغ عشرت پہونچے اور داد بیداد کرنے لگے افراسیاب نے حکم دیا کہ ان فریادیون
کو حاضر کرو ساحر دربر لائے افراسیاب نے کیفیت پوچھی انھون نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ قلعہ نافرمانیہ
برباد ہوا اور فولاد کے ہلاک ہونے کی حقیقت کماحقہ جو کچھ گذری تھی بیان کی سنتے ہی افراسیاب نے
زانو پر ہاتھ مارا حیرت رونے لگی افراسیاب نے دلداری کی اور کہا اے حیرت اگر مین چاہون تو حجرہ ہفت بلا
کی ایک بلا کو حکم دون وہ سارے لشکر مہرخ کو کھائے مگر مین طرح دیتا ہون کہ یہ لوگ میرے ملازم اور
پرورش یافتہ ہین کیا انھین یکایک قتل کردن چاہتا ہون کہ ایسی گوشمالی دون کہ سرکشی چھوڑ دین
اور اسد وغیرہ کو گرفتار کر کے لائین حیرت نے کہا اے شہنشاہ اپنا کام اپنے ہی سے کچھ خوب ہوتا ہے مجھے
اجازت دیجیے فوج طلسم میرے ساتھ کیجیے کہ جا کر مقابلہ لشکر حریف سے کرون اور سب کو گرفتار کر کے حضور مین
لاؤن افراسیاب جواب دہ ہوا کہ اے حیرت تمنے دیکھا کہ عیارون نے فولاد کو کس طرح سرنگ دیکر اڑا دیا
پھر تمھین کیونکر ایسے سرکشون کے مقابلہ مین بھیجدون اب مین بھی پردہ ظلمات مین رہا کرونگا طلسم ظاہر مین
نہ آؤنگا حیرت عرض پیرا ہوئی کہ اے بادشاہ مین حکم احکام کس سے دریافت کرونگی افراسیاب نے

جواب دیا کہ تم خود پردہ ظلمات مین آنا اور اگر مین تمھارے پاس آؤن گا تو آئینہ سحر کرکے اندر رہونگا اور تم دیکھوگی کہ مین بیٹھا باتین کر رہا ہون مگر مین نہونگا بلکہ میری صورت کا پتلا ہوگا اور اب جو ساحر مقابلہ لشکر مہرخ کو جائے جہان اپنا خیمہ نصب کرے اس زمین کو بزور سحر تیجہ کردے کہ کوئی عیار سرنگ نہ لگا سکے اور بہت ہوشیاری سے لڑے یہ باتین خوفناک افراسیاب سے جو کہین اسکا ایک چیلا ہوا ارژنگ جادو نام فن سحر مین مہارت تمام رکھتا ہو سر پر رومال جھل رہا تھا یکایک سامنے آیا اور دست بستہ عرض رسا ہوا کہ ای شہنشاہ غلام کو آپ نے کس دن کے لیے پرورش کیا ہی آپ مجھے حکم دیجیے کہ ان نمکحرامون کا جاکر خاتمہ کرون اور سب کو دم بھر مین گرفتار کرلاؤن مجکو نہ کوئی سرنگ سے اڑا سکیگا نہ کوئی عیار میرے پاس آ سکے گا افراسیاب نے کہا کونسا سحر تجھے یاد ہی اسنے عرض کیا کہ جو شخص میرے پاس آئیگا مین افسون پڑھکر پھوکون گا اگر وہ عیار ہوگا تو صورت اسکی تبدیل ہوجائیگی مین گرفتار کرلونگا اور میرے گرد خیمہ کے تہ زمین سے بھی کوئی نہ آسکے گا افراسیاب نے کہا بہجا جاؤ اور ابھی مہرخ شہر نافرمانیہ کے حوالی مین ہوگی گرفتار کرلاؤ اور عیارون سے بہت ہوشیار رہنا ارژنگ اسی وقت باغ کے باہر آیا نفیر سحر کو بجایا ساحران نامی حاضر ہوے اُسنے حکم دیا کہ دس ہزار ساحر تم مین سے میرے ساتھ چلین اور کام لشکر حریف کا تمام کرین ساحر یہ حکم سنکر تیار ہوے اور تیر واژدر پلنگ پر سوار ہوکر اسباب ساحری لیکر ہمراہ چلے نظم

صداے بوق تھی اک شور محشر
ہوا تھا اس سے گوش چرخ بھی کر
ہوے میدا انکی جانب وہ سبک خیز
کیا اژدر کو ہر ساحر نے مہمیز
قد و قامت تھے انکے مثل کہسار
سیہ کاری مین مانند شب تار
صدا کرنا کی تھی اک شور محشر
پراگندہ ہو دل جس سے سراسر
زمین نعل ستوران سے مشبک
صداے پاشنہ تھی آسمان تک

الغرض بشوکت تمام ارژنگ بعد قطع منازل و طی مراحل قریب قلعہ نافرمانیہ پہونچا اگر سارے شہر کو خراب و برباد دیکھا کہ عمارت شہر کی جلی ہوئی فوج فراری رعایا پریشان ہر شخص حیاماں اسنے اس جا قیام کیا اور ایک نامہ لکھا کہ جسکا مضمون یہ تھا بس از تعریف خداوند جمشید و سامری ذرہ مردشاہ باختری ای گروہ باغی آگاہ ہو کہ کہ منم ارژنگ جادو سحر کی میرے پناہ نہین کوئی طلسم مین میرے منہ آج تک چڑھا نہین اور کوئی زبردست لڑکر سربر ہوا نہین تمھارے نقش ہستی کو دم بھر مین مٹادونگا گور مین سب کو سلادونگا نظم

نہ اپنے زور و شوکت پر ہو مغرور
سلیمان کے ہی آگے دیو بھی مور
نہین ہی کام اژدر جاے آرام
کہ شیشے کا ہی خارا سے بد انجام

نہین کچھ فائدہ اس شور و شر مین ۔ مناسب آشتی ہی ہمدگر مین
دو سر رکھتا ہی کاروبار پرخاش ۔ مسوزان خلق را بر جاے خود باش
عداوت ہی بہت تھا ہوتسے ممنوع ۔ ورد توبہ ہوا اور عذر مسموع
شراب تند لشکر سے نہ کھا جوش ۔ خمار اسکا پشیمانی ہی بیہوش
اٹھا دے اپنی خاطر سے جو تو غدر ۔ وہان چاہے صف نعلین یان صدر

اے مہرخ اگر دیکھتی ہی نامے کے یہان آکر حاضر نہوئی تو روز بد دیکھے گی نامہ تمام والسلام یہ لکھکر ایک تصویر جھولی سے پتھر کی نکالی اور کہا اے تصویر پھر یہ نامہ مہرخ پاس لیجا اس تصویر نے نامہ اٹھا لیا اور زمین مین سما گئی مہرخ بارگاہ مین اپنی متمکن تھی ناچ ہو رہا تھا سامان عشرت مہیا تھا کہ پتلی زمین سے نکلی اور گود مین مہرخ کے گری نامہ لیا جواب طلب کیا مہرخ نے نامہ جب پڑھا بدحواس ہو گئی عمرو نے اسے منتشر دیکھکر پوچھا کہ اے ملکہ خیر تو ہی مہرخ نے کہا خواجہ ارژنگ چیلہ افراسیاب کا جسے شہنشاہ نے خود تعلیم کیا ہی اور بجاے اپنے فرزند کے پالا ہی وہ لڑنے آیا ہی اب سواے مرگ کے چارہ نہین مقابلہ کرنے کا یارا نہین عمرو نے کہا اے ملکہ خدا کو یاد کر کے جواب نامہ جنگ کرنا اب تک جو آیا فرعون با سامان آیا مگر ہر فرعونے را موسیٰ دیکھا تمنے کہ عیاران نامدار نے کس طرح مار ڈالا کہ حسرت و آرزو واپسر گریبان تھی چیل کوون نے لاش کھائی تھی گور بھی نہ پائی تھی غرض عمرو کے کہنے سے جواب نامہ یون لکھا نظم

لکھا نام خدا آغاز مکتوب ۔ کہ بسم اللہ ہی ہر کام مین خوب
پھر اسکے بعد توصیف رسالت ۔ کہ یہ نقطہ ہی سرتاج عبادت
کیا پھر یہ جواب نامہ تحریر ۔ مین تیری مدعی ہون مثل شمشیر
اسد خوش بخت ہی اور مرد جرار ۔ جو اس فوج دلاور کا ہی سردار
نہ دیکھا تو نے کچھ نیرنگ ادبار ۔ تصور کر ذرا تو اے گنہگار
کہ نامی ساحرون کو ایک دم مین ۔ عمرو نے دی جگہ ملک عدم مین
کریگا تجکو بھی گردون پشیمان ۔ کر استغفار تو اور ترک طغیان
ہمین بھی تیری جان بخشی ہی منظور ۔ وگرنہ صلح کرنا دل سے رکھ دور

یہ جواب باصواب رقم فرما کر تصویر کے حوالہ کیا وہ لیکر زمین مین سما گئی اور پاس ارژنگ کے پہونچی اور وہ تحریر دی اسنے پڑھکر قصد کیا کہ کوچ کرون اور ادھر مہرخ نے حکم کیا کہ تیاری فوج کرے اور لڑنے چلے اسوقت ملکہ نافرمان نے کہا اے ملکہ مجھے اجازت دیجیے کہ مین یہانسے جاؤن اور ارژنگ سے کہون کہ مہرخ کے لشکر نے میرے ملک پر تسلط کر لیا تھا عیارون نے مجھے پکڑ لیا تھا اس سبب سے مصلحت وقت سمجھکر مین نے اطاعت کر لی تھی

فی الحال ای ارژنگ آپ تشریف لائے ہین میرے یہان اگر آکر دعوت نوش فرمایئے مین بھی آپکے ہمراہ ہوکر کینہ
دربرینہ لشکر مہرخ سے نکالون اور سب باغیون کو قتل کرکے اپنا بدلہ لون بس وہ میرے یہان آئیگا کنیز اُسے قتل کرڈالیگی
یا گرفتار کرلیگی مہرخ نے کہا ایسا نہو وہ تمھین گرفتار کرے کیونکر تنہا تمھین جانے دون اور مصیبت ڈالون اسی اثنا
مین برق نے کہا ای ملکہ آپ نافرمان کو سہ فوج روانہ فرمایئے انکے نامہ و پیام مین وہ رکے گا مین جاکے قتل کرڈالونگا
آپ ابھی لشکر کشی نہ کرین اور زحمت بیفائدہ نہ اُٹھائین آخر مہرخ نے نافرمان کو روانہ کیا اور بطور اخفا
تشکیل کو پندرہ ہزار ساحر کی جمعیت سے بھیجا کہ حکم قریب لشکر ارژنگ وقت کے منتظر کمینگاہ مین جاکر
ٹھہرو یہ بھی روانہ ہوا ساتھ لشکر کے برق اور ضرغام اور جانسوز بھی چلے اور بعد قطع مسافت راہ قریب
لشکر حریف پہونچکر کمینگاہ مین بیٹھے اب حال نافرمان سُنئے کہ اپنے قلعے مین آکر ایک نامہ بلجاجت و منت ارژنگ
جادو کو لکھا کہ ای فرزند شہنشاہ افراسیاب یہ کنیز عجب مصیبت مین گھری تھی اطاعت مہرخ سے سراسر مجبوری تھی
کوئی حامی و مددگار اس وقت بد مین نہ تھا اگر مطیع اُسکی نہوتی تو کیا کرتی زہے خوش نصیبی میری کہ جو حضور یہان
تشریف لاے غریبخانہ مین تشریف لایئے مجھے سرفراز فرمایئے مین معاً و فوراً اس قوم شریر سے لونگی اور ہمراہ آپکے
ہوکر لڑونگی یہ تحریر ایک ساحر معزز لیکر ارژنگ پاس آیا اور نامہ دیا اسنے پڑھا اور براے امتحان کچھ سحر پڑھکر
دستک دی ایک پتلا زمین سے پیدا ہوا اسنے ایک کاغذ اسے دیا وہ بھی پڑھا لکھا تھا کہ یہ رقعہ ازراہ فریب
نافرمان نے لکھا ہے وہ صدق دل سے شریک عمرو کی ہے اور تجھے قلعہ مین بلاکر قتل کیا چاہتی ہے خبردار اسکے
گھر مین نہ آنا اسنے وہ کاغذ توڑ مروڑ کر پتلے کو دیا کہ وہ لیکر زمین مین غرق ہوا اور نافرمان کے رقعہ کا جواب لکھا
کہ ای نمکحرام مین تیری چال جانتا ہون ایسے فقرے مین کب آنا ہون تو نے مجھے بھی کوئی ایسا ویسا ساحر
تصور کیا ہے ہم ارژنگ جادو کوئی دم مین تجھے اور تیرے مددگار کو گرفتار کرکے عذاب الیم سے قتل کرونگا تو اپنی
خیر منا مین پہلے مہرخ کو جاکر گرفتار کرلاؤن پھر تجھے گرفتار کرون تو طلسم سے کہان جائیگی کوئی لمحہ مین اپنے کردار
ناسزا کا تماشا دیکھے گی یہ جواب لکھکر نامہ دار کو دیا وہ لے گیا مگر عیار کمینگاہ مین لشکر ٹھہرا کر بشکل مبدل گرد اسکے
خیمے کے پھر رہے ہین کہ ضرغام ایک خدمتگار کی صورت بنکر اندر اسکے خیمہ کے اور جانسوز ساحر بنکر در خیمہ
پر کھڑا ہوا اس عرصہ مین ارژنگ نے جو نگاہ کی دیکھا کہ ایک خدمتگار کھڑا ہے اسے شبہ ہوا اسی وقت سحر کیا
کہ ضرغام کا رنگ و روغن چھوٹ گیا اور صورت اصلی ہوگئی اسنے کہا خدمتگار لے یہ رقعہ نافرمان کو دے آ
اور ایک کاغذ اُٹھا کر دکھایا ضرغام کاغذ ہاتھ سے آکر لینے لگا اسنے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا او نابکار تو میرے ساتھ
بھی عیاری کرنے آیا تھا ضرغام نے چاہا کہ خنجر مارون مگر ارژنگ نے ایسا سحر کیا کہ دست و پا کی حرکت جاتی
رہی اور پکارا کہ کوئی حاضر ہے جانسوز ساحر بنا دروازے پر کھڑا تھا حاضر حاضر کہتا ہوا اندر گیا ارژنگ نے

کہا عیار آیا تھا شروع ہوئے ایک کو مین نے گرفتار کیا ہے اسے لیجا کر قید کر جانسوز نے کہا آپ اپنا سحر اسپر سے دفع کر دیجیے مین اپنے سحر مین اسے مبتلا کر کے قید کرون اسنے اپنا سحر دفع کر دیا جانسوز باز و پکڑ کر ضرغام کو لیچلا مگر ارژنگ کو کچھ مظنہ ہوا ہنوز در خیمہ تک دونون نہ پہونچے کہ اسنے سحر کیا کہ جانسوز کی اصلی صورت ہو گئی بس پہچانکر اسکو بھی مقید کر لیا اور ایسا سحر کیا کہ دونون کمر تک زمین مین غرق ہو گئے اس عرصہ مین وہ دن گذرا اور نقاش قدرت نے صفحہ سپہر پر صورت ثوابت و سیار منقوش فرمائی اور مصور آفرینش نے پیکر دلفریب شاہد ماہ کو جلوہ بخش کیا نظم

چلا جب بادشاہ ملک خاور
شعاع مہر کا نیزہ اٹھا کر
ہوئی ظاہر یکایک فوج انجم
نشان مہر عالم سے ہوا گم
فلک پر تھا ستارون کا یہ انبوہ
کہ جیسے فوج مردم بر سر کوہ

سر شام برق بطور مخفی پاس نافرمان کے گیا اور کہا ای ملکہ جو عیار پاس ارژنگ کے جاتا ہے وہ پہچانکر اسے گرفتار کر لیتا ہے مین اسکے پاس نجاؤنگا آپ مجھے ایک خیمہ اور پلنگڑی جواہر نگار کی و فرش شاہانہ عنایت کیجیے نافرمان نے کہا حاضر ہے لیجایئے برق نے چھکڑے پر سب اسباب مذکورہ بار کیا اور قلعے کے باہر آ کر ایک صحرائے سبزہ زار پر بہار قریب خیمہ ارژنگ تجویز کیا کہ جہان گلہائے رنگا رنگ کھلے تھے چشمے چھر بھرے تھے نظم

چٹکے تھے غنچے لال تھے لب کو بلونکی طرح
پنکھا کرے تھی انکو صبا بسکہ ہر زمان
جھوکے سے باد کے تھیں کشاکش مین یکدیگر
شاخ کمانکی طرح سے پھولون کی ڈالیان
تاراج خواب کرتے تھے بلبل کے چہچہے
فتنے کہین جگاتی تھی شارک کی داستان
قمری بھرے تھی نعرۂ حق سرہ کہین
اور اک طرف کو فاختہ کوکو کرے تھی وان
تھا بسکہ برفروختہ رخسارۂ چمن
ہر دم سپند لاکے جلاتا تھا باغبان

برق نے چھکڑا تو قلعے مین بھیجدیا اور خیمہ اس مقام فرح افزا مین استادہ کیا اور پھولون کے ہار سے سارا خیمہ چھپا دیا وہ ہار سب عطر بیہوشی مین بسائے تھے گھیرے اس طرح ڈالے تھے کہ خیمہ گلدستہ معلوم دیتا تھا اور عطر بیہوشی بہت سا سارے خیمہ کے اندر اور باہر چھڑکا تھا اپنے دماغ کو بند کر لیا تھا ناک مین روئی رکھلی تھی غرض اندر خیمہ کے پلنگڑی آراستہ کی اور گل تکیے لگائے عطر بیہوشی ان مین بھی ملدیا تھا چادر پلنگ پر عطر مین ڈوبی ہوئی بچھائی مسند زیر پلنگ لگائی سر پیچے اٹھادیے روبرو خیمے کے وہ صحرائے سبزہ زار ہے کہ جسکے دیکھے سے روح تازی ہوتی تھی فراش مہتاب نے فرش چاندنی بچھایا تھا ہر ذرہ ریگ بیابان ثوابت آسمان سے

ہمسری کرتا تھا چشمہ ہر طرف موجزن انکے کنارے بارہی چیتل گور و گوزن و ہرن چاندنی مین پھرتے تھے برق
نے صورت اپنی جوگی کی بنائی کانون مین کنڈل اور مندرے پہنے بالون کی جٹائین بنکر خاک آلودہ کین ہاتھون
مین سلیمانی دانون کی سمرن باندھکر گلے مین سیلیان پہنین مالے ڈالے منھ پر موتیون کو خاک کرکے بھبھوت
ملا زری کا حلقہ سر پر رکھا اور مرگ چھالا در خیمہ پر بچھا کر بیٹھا اور طنبورا لیکر بجانے لگا اور بھجن سامری کی تعریف
کے گانے لگا یہان ارژنگ دونون عیارون کو قید کرکے اپنے خیمہ مین بیٹھا اور سحر کردیا کہ اب اندر خیمہ کے اپنا
پرایا کوئی نہ آسکے خدمتگارون تک کو باہر نکال دیا اور زمین کو پتھر سے بھی زیادہ سخت کردیا کہ کوئی عیار نقب
نہ لگائے خلاصہ کلام بانتظام تمام بیٹھا تھا کہ یکایک صدائے دلکش بھجن گانے کی کان مین آئی اٹھکر در خیمہ پر آیا
معلوم ہوا کہ پشت خیمہ پر جو جنگل ہے ادھر سے آواز آتی ہے اسی طرف روانہ ہوا اور قریب خیمہ برق پہونچا چاندنی
چھٹکی تھی برق نے اسے آتے دیکھا آپ اٹھکر بھاگا اور ایک جھاڑی مین ندی کے کنارے آکر چھپ رہا لیکن
ارژنگ نے جو آکر دیکھا کہ مرگ چھالا بچھا ہے خیمہ آراستہ ہے مسند پر زر لگی ہے پلنگ جواہر آگین بچھا ہے مگر کوئی نہین
ہے ایک سناٹا ہے یہ خیمہ کے اندر حیران ہوکر آیا ایسی جگہ معقول تھی اور لپیٹ خوشبو کی آتی تھی کہ شام جان
اسکا معطر و معنبر ہوا اور پلنگڑی پر بیٹھا خیال کیا کہ ایسا نہو کسی عیار نے یہ خیمہ اپنے رہنے کو درست کیا ہو یہ
سوچکر افسون پڑھا کہ زمین سے ایک تصویر پتھر کی کاغذ لیے نکلی اس سے کاغذ لیکر جو پڑھا لکھا تھا کہ یہ
خیمہ برق فرنگی عیار کا ہے اور تجھے وہ قتل کرچکا اب تو مردہ ہے یہ پڑھ ہی رہا تھا کہ عطر بیہوشی کی خوشبو تو کام
کر چکی تھی ہی سارے دماغ مین بس چکی تھی کہ یکایک چھینک آئی اور بیہوش ہوگیا برق اسکو خیمہ کے اندر
جاتے دیکھکر آہستہ جھاڑی سے نکلا تھا اور قریب خیمہ چھپکر حال اسکا دیکھ رہا تھا جب ارژنگ بیہوش ہوا
برق خیمہ مین آیا اور خنجر سے سر اسکا کاٹ ڈالا ایک شور عظیم برپا ہوا اور سلین برسنے لگین قیامت کی طرح ہنگامہ ہوا
صدا آئی مارا مجھے کہ نام میرا ارژنگ جادو تھا برق بھاگ کر لشکر شکیل جو کمینگاہ مین تھا وہان گیا اور کہا جلد چلو
اور ادھر ساحر صدائے دار و گیر سنکر دوڑے دونون عیار جو خیمہ مین ارژنگ کے قید تھے وہ چھوٹ گئے اور بھاگ کر قلعہ نافرمانیہ
مین پہونچے نافرمان سے کہا ارژنگ مارا گیا جلد لشکر تیار کرکے شبخون کرو نافرمان فوج کو ترتیب دیکر بعجلت تمام قلعہ سے
نکلی اور ایک طرف کو شکیل آکر پہونچا دو طرف سے ارژنگ کے لشکر کو گھیر کر شبخون مارا سحر کی لڑائی شروع ہوئی
شمشیر زنی ہونے لگی

نظم

برآئین دارا برون از حصار — برآمد سپہدار جم اقتدار
یلان تیغ و بازو برافراختند — رجز خوان بناوردگہ تاختند
اسپاہ دو سو گرم پیکار گشت — زمہ تا بماہی خبردار گشت

زمین گشت رنگین زخون یلان
پس از وصف شیران شمشیر زن

چنان کز شفق دامن آسمان
کہ رنگین زبان گشتہ در کام من

الغرض ساری رات لڑائی سحر گی رہی اور تیغ آزمائی ہاتھون کی صفائی رہی صبح کو جب علم زرنگار شاہ خاور درمیان کوہسار بلند ہوا اور کہکشان کو ترک فلک نے نیام انتقام مین کیا قطعہ

چو خورشید در صبح دم طبل جنگ
تزلزل زمین و زمان راگرفت

فرو کوفت بر بام چرخ دو رنگ
تپش نبض جان جہان راگرفت

لشکر ازدرنگ شکست کھا کر طرف باغ عشرت کے بھاگا نافرمان نے خیمہ و خرگاہ افراسیاب نقد و جنس لوٹ لیا برق نے بہت کچھ لوٹا کہ چلکر عمرو کو نذر دونگا اور نافرمان سے کہا یہان نہ ٹھہر واسی طرح لشکر مہرخ کی طرف چلو تو فوج سب مسلح و مکمل تھی ہی نقارے خوشی کے بجاتے قہقہے لگاتے روانہ ہوئے اور بعد مرحلہ پیمائی کے داخل عسکر نصرت اثر ہوئے مہرخ نے سب کو گلے سے لگایا اور صداے مبارکباد بلند ہوئی کہ عید کی طرح سب گلے مل مل + غنچہ کی طرح ہنستے تھے کھل کھل + برق کو مہ جبین نے بہت بھاری خلعت دیا اور سب عیارون کو سرفراز کیا لیکن فوج ازدرنگ کی شکست خوردہ چاک گریبان و سینہ زنان باغ عشرت کے قریب پہونچی افراسیاب سرگرم عیش و نشاط تھا اور سترہ ہزار ساحر معزز گرد و پیش بیٹھا تھا رقاصہ مجرا کر رہی تھی دور مے گلگون کا چلتا تھا کہ یکایک صداے نوحہ و شیون کان مین آئی خبر دریافت کرائی معلوم ہوا کہ ازدرنگ مارا گیا فوج جو اسکے ساتھ گئی تھی وہ بھاگ کر آئی ہی چند افسرون کو ان مین سے اپنے روبرو بلایا اور حال مفصل ازدرنگ کے قتل ہونے کا دریافت فرمایا اور سب کیفیت سنی پشت دست کو دندان حسرت سے کاٹا حیرت نے کہا اے شہنشاہ اب مجھے تاب باقی نہین ہے مین جاتی ہون اور ان نمکحرامون کو سزا دیتی ہون افراسیاب نے کہا تمھارا جانا مناسب نہین تم باغ سیب مین جاکر معہ ارکان سلطنت ٹھہرو مین پردۂ ظلمات مین جاتا ہون وہان سے جب آؤنگا جیسا مناسب ہوگا کیا جائیگا یہ کہکر سوار ہوا چونسٹھ ہزار نقارے بر روے ہوا بجنے لگے اور تخت طاؤسی جسپر افراسیاب سوار ہو سامنے اس تخت سکے پریزادین طلسمی ہاتھون مین ساز لیے تخت روان پر بھر کے سوار اگر ناچنے لگین اور بہت سی پریان پچکاریان لیے سونے روپے کے گھڑے کولے پر رکھے رنگ کے بدلے گلاب اور کیوڑہ بید مشک انمین بھر آپسمین رنگ کھیلتی ہوئین قمقمے اچھالتی چلین چارون وزیر تخت کے گوشون پر کھڑے چنور بال ہما کا لیے مگس رانی مین مصروف ہوئے ایک ابر سرخ رنگ تخت پر آکر سایہ فگن ہوا اور موتی ابر سے برسنے لگے اور تخت از خود سواری کا سن سن ہوا کی طرح روانہ ہوا جدھر سے سواری نکلی درخت اور طائر اور انسان سب یا افراسیاب

یا افراسیاب کی صدا دینے لگے اسی طرح طرف ظلمات کے چلا گیا کسی کو نہ معلوم ہوا کہ کدھر سے واصل پردہ ظلمات
ہوا حال پردۂ ظلمات بروقت داخلہ عمرو کے بیان ہوگا لیکن حیرت بعد جانے افراسیاب کے طاؤس سحر پر
سوار ہوئی اور معارکان دولت کے بڑے حشم و خدم سے آکر باغ سیب مین پہونچی اور تخت پر بیٹھی تمام سردار
ساحر زیب دہ کرسی و دنگل ہوے ناچ شروع ہوا ساقیان مہ لقا جام بادۂ احمر دینے لگے اسوقت ہوا
سرد سرد چلنے لگی اور گھٹا چارطرف چھاگئی سارے پھول باغ سیب کے کھل گئے درخت نشۂ جوش بہار
سے جھومنے لگے طائران سحر سامنے حیرت کے آکر زمزمہ سرا ہوئے کہ ای ملکہ عالم ملکہ بہار جادو تشریف لاتی ہین
حیرت نے کہا جبھی یہ عالم بہار کا یکایک ہوا تھا اچھا کچھ لوگ استقبال کو جائین اور باعزاز تمام لائین
ساحران معزز روانہ ہوے اور ملکہ بہار کا استقبال کیا بہار داخل باغ ہوئی سب اُٹھ کر کھڑے ہوے
حیرت نے گلے سے لگایا بلائین لین پاس بٹھایا کس لیے کہ بہار جادو چھوٹی بہن حیرت جادو کی
ہی اور ایسی خوبصورت ہی کہ باغبان قدرت نے چمن حسن کو اسکے اپنی آبیاری رحمت سے سرسبز فرمایا ہی اور
گلشن روزگار مین سرو قامت کو اس غنچہ خوبی کے بوٹا سا خلق کیا ہے ابیات

شہریار لشکر جور و جفا	زیب بخش کشور حسن و ادا
برق تمثال آتشین و شوخ و خنگ	سوز جان نادینا ن فرنگ

افراسیاب ہزار جان سے اسیر شیفتہ و فریفتہ ہوا اور صدہا مرتبہ سوال وصل کر چکا ہی مگر بہار نے
حیرت اپنی بہن کے باعث سے انکار کیا ہی دربار مین کم آتی ہی کوہ آرام طلسم مین ایک مقام ہی وہان
رہتی ہی طلسم مین غدر سنکر اور ساحرون کے مارے جانے کی خبر سنکر یہان اپنی بہن کے آئی ہی ہر ایک ساحر
جلیل القدر اسپر مائل ہی مگر بخوف اسکے کہ افراسیاب اسے پیار کرتا ہی کوئی خواستگاری عقد کی نہین کرتا ہی
بہار نا کتخدا ہی اور حیرت بوجہ عشق افراسیاب چاہتی ہی کہ بہار طلسم مین نہ رہے مگر ظاہر مین خاطر کرتی
ہی خلاصہ کلام جب بہار بیٹھی حیرت نے اشارہ کیا ساقی جام سامنے بہار کے لایا میکشی شروع ہوئی جب
دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا بہار نے کہا باجی یہ کیا غلغلہ طلسم مین ہی حیرت گویا ہوئی کہ اے بہن اس
مہرخ حرامزادی کی قضا آئی ہی شامت زدی نے ملازمان شہنشاہ کے ساتھ بغاوت اختیار کی ہی
جان نثارون کو حضور کے قتل کرتی ہی اب مین جاکر گرفتار کرکے ایسے بُرے حال سے جوتیان لگا کر قتل
کرونگی کہ اس طلسم مین تو اس طرح کوئی بیعزت نہوا ہوگا بہار نے یہ باتین سنکر بُرا مانا کس لیے کہ مہرخ اسکی
عزیز ہی اور کہا کہ بہن یہ تو ناحق کہتی ہو ملکہ مہرخ سے اور مہ جبین سے آخر عزیزداری کیسی بلکہ خون شریک
ہی کہین لاٹھی مارنے سے پانی جُدا ہوتا ہی یہ کس طرح تمھارے منھ سے نکلا کہ جوتیان لگا کر قتل کرونگی

کچھ وہ ہم لوگون سے کم نہین ہان البتہ شہنشاہ اور ساحران صاحب مرحلۂ طلسم یا بلائے ہفت حجرہ یا ساکنان دریاے ہفت رنگ و دریاے نیل وغیرہ اسکے او پر غالب آسکتے ہین یا ہم اور تم مقابلہ کر سکتے ہین یا چار دن وزیر شہنشاہ کے لائق مقابلہ ہین سنا ہی کہ فولاد بہوشی خوار کو سحر کرکے اژدہے سے نگلوا لیا ہوتا اگر پتلے طلسمی نہوتے تو بچکر آنا فولاد کا میدان جنگ سے دشوار تھا پھر ایسے معزز بزرگ عالی خاندان کو تم کیونکر جوتیان لگاؤگی حیرت یہ کلام سنکر فرط غیظ سے آگ ہوگئی اور کہا ادچھوکری تو سر دربار شوکت مہرخ کی بیان کرکے میرے سردارون کو خوف زدہ کرتی ہی نمکحرامی در پردہ اسی کو کہتے ہین تو بھی انھین باغیون مین مل گئی ہی جب تو طرفداری کرتی ہی یہ کہکر لوگون سے کہا کہ کیا دنیا مین خون سفید ہوگیا ہی کہ جب ایسے شخص نمکحرامی کرین تو پھر اور کسی سے کیا امید ہوگی لو صاحب ہمارے سامنے اور مہرخ کی تعریف وہ حرامزادی اب ہماری عزیز ہی یاد شمن اہی ہین اسے جوتیان نہ لگاؤنگی تو کیا سر پر چڑھاؤنگی بہار نے سخنان درشت سنکر کہا بس بس منھ سنبھالو نمکحرام جو ہوگا وہ ہوگا مجھے کیا کام کسی سے میری پیزار یہ جھگڑے جانے ذرا میرے منھ نہ لگنا نہین مین بھی اپنے نام کی ہون سارا شہزادی پن تمھارا معلوم کر دونگی مجھے ذرا بنا نوچہ شاہ ہونا نہ جتانا یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک سواری ظلمات کی طرف سے افراسیاب کی آئی تجمل سواری جو پہلے ذکر کیا گیا ایک جانب ٹھہرا اور افراسیاب دستنبو اچھالتا ہوا خوش طبعی کرتا تخت سے اترا اہل دربار بہر تعظیم اٹھے مجرا و سلام ہر ایک کا ہوا اور تخت پر بیٹھا دیکھا کہ بہار جادو کے اشک متصل و پیہم جاری ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ مشاطہ حسن نے موتیون کا سہرہ چہرہ زیبا پر اس عروس بہار کے آراستہ کیا ہی یا صدف کا منھ کھلا ہی کہ آلائی آبدار اگل رہی ہی رنگ چہرہ کا فرط نزاکت سے گل کی طرح سرخ ہی افراسیاب یہ حال دیکھتے ہی بیقرار ہوگیا اور پوچھا کہ ای غیرت وہ گلشن صرصر رنج سے تر بتر رہے کونسا الم پہونچا ہی کہ بشکل غنچہ دل تنگ ہی بہار نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ اب مین مجرا م ہون اور ارادہ رکھتی ہون کہ بہار لشکر مہرخ پر جاکر وہ خزان لاؤن کہ عندلیب سا اسکے مددگار نالہ و شیون کرین اور مجھے رحم نہ آئے اور باغ ہستی مین کسی باغ کا نخل قامت باقی نہ رہے لیکن باغ طلسم سے ہم بھی مانند بوے گل پریشان ہوے واے چمن بند ریاض سلطنت آپ کے قدم سے جدا ہوے یہ کلام اس غنچہ دہن کے افراسیاب نے جو سنے اور دیکھا کہ چشم نرگسی مین اشک شبنم نمط بھرے ہین لب نازک مثل برگ گل حرارت غضب سے اور تیزی صہباے کلام سے تھرا رہے ہین کہ ابیات

طبیعت کو پیدا ہوا ہی ملال
لبون پر ہنسی چتونون مین حجاب

ٹھہرنا اسے یان ہوا ہی محال
محبت بظاہر بباطن عتاب

کھسیانی ہوکر باتین کر رہی ہو افراسیاب نے حیرت کو گھڑکا کہ اگر یہی لوگ نمکحرام ہونگے تو نمک حلال تم کہانسے ہوئین حیرت نے کہا یہ باتین سب مجھپر آئینہ ہین چلو مجھ سے ایسی باتین بناوٹ کی نہ کرو مین آدمی کی نگاہ پہچانتی ہون تم انکی پشتی بھلا کیونکر دیتو گے یہ طنز بھی بہار کو برا لگا اور افراسیاب پتے کی بات سنکر چپ ہورہا بہار نے اپنے دل سے یہ مشورہ کیا کہ چلکر مہرخ کا لشکر برباد کرے اور وہان سے کسی طرف نکلجاے یہ تجویز کرکے گلریزی گلشن کلام مین کی کہ ای شہنشاہ آخر حضور کسی جان نثار کو بہر مقابلہ حریف بھیجیگا مجھی کو روانہ فرمایئے افراسیاب سوچا کہ اگر مین روکتا ہون حیرت کہیگی کہ معشوق کو لڑنے جانے نہ دیا اس سبب سے بہار کو اجازت دی کہ اچھا جاؤ لیکن تم الگ رہنا کسی اپنے نوکر کو حکم دینا کہ وہ لشکر مہرخ کا فیصلہ کردے اور مین بھی تمھاری مدد بھیجونگا بہار نے کہا آج تک تو مین نے کسی کی مدد نہین چاہی اگر آپ بھی بہر امداد تشریف لائے تو مین اپنا گلا کاٹ ڈالونگی کہین ایسا غضب نہ کیجئے گا جو کسی کو بھیجیے افراسیاب نے کہا سچ ہے ای ملکہ تم ایسی ہی ہو اور خلعت رخصت منگا کر دیا بہار تیوریان چڑھائے منہ پھلائے سوار ہوکر کوہ آرام مین آئی اور ایک دن اپنے مقام پر رہکر اپنے سپہ سالار میخوار کرگدن پیشانی کو حکم ترتیب لشکر دیا بارگاہ زرنگار بسنتی رنگ کی اژدر سحر پہ بار ہوئی اور ساٹھ ہزار جادوگرنیان اور ساحر اسباب سحر کا لیکر آمادہ سفر ہوے جب کہ دوسرے دن اریکہ آراے چرخ زنگاری باچتر زرین شعاع اورنگ سپہر پر جلوہ گر ہوا ابیات

چو در خانہ زین نشست آفتاب
روان گشت فتح و ظفر در رکاب

برآمد یکے قرص زرین حباب
فرو رفت ظلمت بدریاے آب

زرخ خود بنمود آفتاب منیر
زرویش جہان گشت روشن ضمیر

صبحدم نفیر سحر بجی اور لشکر نے کوچ کیا ملکہ بہار تخت پر سوار ہوئی سامنے ملکہ کے تخت پر گلدستے گلزار کو جو ہنستے رکھے تھے گھٹا تخت پر چھائی تھی اور مہین مہین بوندیان پڑتی تھین جدھر سے سواری نکلتی تھی ساولی کے تختے ازخود ظاہر ہوتے تھے اور پھول لیتے تھے خواصین سر پر چتر زرین ملکہ کے لگائے تھین اور خودبخود کچھ پریزادین ظاہر ہوکر پچکاریان لیے رنگ کھیلتی تھین ہولیان گاتی تھین اور جادوگرنیان اور ساحر ہمراہ کے چاندی سونے کے پھول ملکہ کے اوپر سے نثار کرتی تھین سحر کی نیرنگیان دکھاتی تھین آگے آگے میخوار بعہدہ سپہ سالاری اژدہے پر سوار پشت پر ساحر ساٹھ ہزار ابیات

کہ سب مثل بلبل کے تھے نغمہ سنج
عدو گیر و بے رنج بر وقت رنج

زرہ پوش مردان جنگ آزما
لیے ساتھ اسباب سب سحر کا

وہ اڑتی ہوئی بیرق اس فوج کی
کہ دریاے لشکر کی وہ موج تھی

هزبران جنگی بہ آئین جنگ — کشیدند بر مرکبان تنگ تنگ
یلان غرق آہن ز سر تا بپا — چو شیرے کہ گیرد در آئینہ جا

غرضکہ بڑے جاہ و حشم سے پانچ پانچ کوس کا کوچ و مقام بہار کرتی روانہ ہوئی جب ایک منزل لشکر کوہ آرام سے نکل آیا ایک جگہ بہار ٹھہری تھی کہ میخوار کرگدن پیشانی نے عرض کیا کہ اے ملکہ اگر اجازت دیجیے تو بارہ ہزار ساحروں سے یہ غلام آپکا آگے جاکر لشکر مہرخ کو گرفتار کرے کس لیے کہ بروقت تشریف آوری حضور کے زحمت بندگان عالی کو نہو صرف سر کٹوا کر پاس شہنشاہ کے بھیجنا باقی رہے بہار نے کہا اچھا جاؤ اور میرا سکھایا ہوا سحر جاتے ہی کرنا میخوار حسب الارشاد منجملہ ساٹھ ہزار ساحر کے بارہ ہزار ساحر جو اُسکی اردلی خاص کے تھے منتخب کرکے ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور بعجلت تمام راہ طے کرکے قریب لشکر مہرخ عالی مقام پہونچا اور خیمہ استادہ کرایا نقارے داخلے کے بجے لشکر اُترنے لگا مگر میخوار نے اپنے خیمے کے برابر خیمہ اور برپا کرایا اور اسباب سحر کا لیکر اسمین سحر کرنے بیٹھا خون خوک سے چوکا دیا صندل کی چوکی پر کھڑے ہوکر سحر پڑھنے لگا سور کے لہو سے آپ بھی نہایا سنقل آتشین پر آگ دھتورے کے پھل رائی سرسون نبولے جلاتا تھا لیکن طائر سحر ملکہ مہرخ اُسکے لشکر کو اُترتے دیکھکر بارگاہ مہ جبین مین حاضر ہوے اور بزبان فصیح دعاے شہنشاہی بجا لائے کہ ابیات

اے تاج شاہی را فروغ از تارک والائے تو — دی خلعت شاہنشہی زیباست بر بالائے تو
بدر الدجائے کم مست مہر سپہر آبہت — شد فخر تخت سلطنت کامد بزیر پائے تو

میخوار سپہ سالار بہار آیا ہی اور ارادہ فساد رکھتا ہی مہرخ نے عمرو سے کہا خواجہ خدا خیر کرے بہار کا آنا بڑا قہر ہوا اس سے ہم کوئی مقابلہ نہین کرسکتے تا اینکہ اسکے سپہ سالار کے بھی ہمسر نہین ہوسکتے ملکہ اور خواجہ مین تو باتین ہونے لگین اور عیار خبر سُنکر لشکر سے نکل کے صحرا مین چلے گئے عمرو نے کہا ملکہ خدا مالک ہی گھبرانا نہ چاہیے لیکن عمرو ہر چند تسکین دیتا ہی مگر سارے لشکر مین کھلبلی پڑگئی اور کم اعتقاد بزدل جو تھے وہ بھاگنے لگے جو ساحر مطیع اور بہادر ہین انھین یقین واثق مرگ کا ہوگیا عمرو نے بعد دعا دینے کے چاہا کہ مین بھی لشکر سے نکل جاؤن اُسوقت یکایک آسمان پر ابر آیا اور اس ابر سے ہزارون ستارے ٹوٹ کر گرنے لگے نافرمان نے کہا اے ملکہ معلوم ہوتا ہی کہ ملکہ سرخ موے کاکل کشا حاکم قلعہ سرو یان آتی ہی مہرخ نے ساحران معزز کو بہر استقبال بھیجا عمرو یا تو جاتا تھا یا ٹھہر گیا کہ دیکھون کون آتا ہی لیکن جب شکیل وغیرہ براہ تعظیم سرخ مو کے پاس پہونچے سرخ مو ملکہ نافرمان کے گلے سے لپٹ گئی کس لیے کہ ان دونون مین بہنا پا ہوا دیہ نافرمان کو سمجھانے آئی ہی کہ کیون شریک عمرو کی ہوئی اب بھی بازگشت کرے اور میرے ساتھ چلے غرض کہ بارگاہ مین آئی ساحرہ جلیل القدر ہی اور صاحب ملک و مال ہی

تیس ہزار ساحر اُسکے مطبخ مین افراسیاب بھی خاطر کرتا ہی حسینہ جمیلہ بھی ہی مہرخ نے اُٹھکر تعظیم کی اور زنگار زرین پر بٹھایا اسنے دیکھا کہ ملکہ مہ جبین تخت پر جلوہ گر ہی دربار لگا ہی ایک کرسی جواہر نگین پر عمرو بیٹھا ہی عمرو کا چونکہ حلیہ سارے طلسم مین افراسیاب نے پہلے ہی جاری کیا تھا اسی سبب سے مہرخ مو نے بھی شناخت کیا اور عمرو کی صورت عجیب دیکھکر ہنسی اور کہا اے نافرمان بہن یہ تمنے کیا غضب کیا کہ شہنشاہ سے بگاڑی افسوس مفت اپنی جان کھوئی نافرمان نے کہا بہن ستارۂ اقبال شہنشاہ عمرو اوج پر ہی افراسیاب مارا جائیگا طلسم فتح ہوگا جو عمرو کا شریک ہوگا وہ بچے گا باقی سب مارے جائینگے تم بھی بہن ملجاؤ مہرخ مو یہ تقریر سنکر بہت ہنسی اور کہا چہ خوش کجا افراسیاب اور کجا عمرو واہ ری آپکی عقل کہان زمین اور کہان آسمان تم مجھے سمجھاتی ہو اگر ہزارون ساحرون کو عیار قتل کرینگے تو بھی کیا ہوگا افراسیاب کی فوج اسقدر ہی کہ ایک قلعہ ہی اسمین کئی سو کنوئین ہین اسکے ہر ایک کنوئین مین بیشمار مچھر بھرے ہین مگر وہ مچھر نہین ہین بلکہ ساحران طلسم اور لشکر افراسیاب ہی اگر اُس مین سے ایک کنوان کھولدے تو سارا طلسم پر از فوج ساحران ہوجائے بھلا شہنشاہ سے کون مقابلہ کرسکتا ہی اور فرض کیا عمرو سب طرح غالب آئیگا مگر لوح طلسم کہان سے پائیگا کیونکہ بے لوح طلسم فتح نہین ہوتا اور لوح اس طلسم کی افراسیاب خود بھی نہین جانتا کہ کہان ہی پس عمرو کہان سے لائیگا نافرمان نے کہا اے مہرخ مو وہ مسبب الاسباب کوئی سبب تو پیدا کریگا کہ لوح ملے گی اور طلسم فتح ہوگا تمنے سنا نہین کہ مصرعہ دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست مہرخ مو نے کہا معلوم ہوا کہ اے بہن اب ہمارے تمھارے جدائی ہوئی ہم کسی طرح عمرو ایسے ذلیل شخص کی اطاعت نہ کرینگے اس طرح کی باتین باہم بارگاہ مین ہورہی تھین کہ وہان میخوار اتنے عرصہ مین سحر پڑھ چکا بھینٹ دیچکا اور اسی طرح خون خوک مین نہایا ہوا در خیمہ پہ آکر کھڑا ہوا لشکر مہرخ کی طرف سحر پڑھکر پھونکا کہ ایک ابر لشکر پر محیط ہوا اور ہوا کے سرد سرد جھونکے چلنے لگے مہرخ مو نے کہا دیکھو کوئی آفت آئی یہ کہکر پرواز کرکے چلی لیکن ابر سارے لشکر پر محیط ہوگیا تھا ہوائے سرد کا جھونکا لگا بیہوش ہوکر گری بعد کچھ عرصہ کے پھر ہوش مین آئی اور کہا اے نافرمان تیری محبت مین مین بھی گرفتار ہوئی نافرمان اور مہرخ اور شکیل وغیرہ سب غافل تھے اور جانتے تھے کہ میخوار جب طبل جنگ بجوائے گا اُس وقت مقابلہ ہوگا غرض کہ اس جلدی مین سب سحر پڑھنے لگے مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی اور ہوائے سرد کے جھونکے جو جسم مین لگے سب بیہوش ہوگئے اور بعد لمحہ کے جو ہوشیار ہوے پکارتے تھے نظم

منادیست در کوچۂ میفروش	کہ امروز در ہر کہ یابند ہوش
گریبانش گیرند و دامان کشند	کشاکش بدیوان مستان برند

سب بہوت ہوکر جھومتے تھے اور صراحی وجام لیکر میخواری کرتے تھے کوئی کسی کے دھول لگاتا تھا کوئی کسی کی مونچھ اکھاڑتا تھا کسی کو عالم مستی مین دریا موجزن معلوم ہوتا تھا ناک پکڑ کر زمین پر گرتا تھا اپنے دانست مین غوطہ لگاتا تھا کوئی کہتا تھا کہ ؎

دُنیا مین ذرا دیکھ ہوسناک تماشا
پھر خاک مین تو دیکھے گا کیا خاک تماشا

اب تو یہ عالم ہو کہ تمام لشکر ایک جگہ جمع ہوکر ڈھولک مین پکھاوج لیکر ہولیان گانے لگا کہ فرد میکشو ابکی تو رنگ ایسا جمایا چاہیئے ٭ واعظ آیئن بھیٹون پر ہولیان گاتے ہوے نعرۂ مستانہ اور شور قلقل مینا سے ہر طرف ہنگامہ تھا ہر ایک میخوار کہ رہا تھا کہ غزل

بیا و کشتی ما در شط شراب انداز
غریو و ولولہ در جان شیخ و شاب انداز

مرا بہ کشتی بادہ در افگن ای ساقی
کہ گفتہ اند نکوئی کن و در آب انداز

زکوے میکدہ برگشتہ ام زراہ خطا
مرا دگر ز کرم در رہِ صواب انداز

بیار زان مے گلرنگ مشکبو جامی
شرارِ رشک و حسد در دل گلاب انداز

اگرچہ مست خرابم تو نیز لطفے کن
نظر برین دل سرگشتہ و خراب انداز

بہ نیم شب اگرت آفتاب مے تابد
ز روے دختر گلچہر زر نقاب انداز

مہل کہ روز وفاتم بخاک بسپارند
مرا بمیکدہ بر و در خم شراب انداز

گر از تو یک سر مو سر کشد دل حافظ
بگیر و در خم زلفش بہ پیچ و تاب انداز

الحاصل یہ تو سب اس کیفیت سے ابر سحر کے نیچے مقید ہین کہ جو چرخ کے لشکر سے باہر جانے کا قصد کرتا ہی اسکو ہواے سرد کا جھونکا ابر سے نکلکے بیہوش کر دیتا ہو اور جو زیر ابر ہو وہ مست ہو رہا ہی لیکن سواے عمرو کے اور عیار لشکر سے پہلے ہی نکل گئے تھے اُنھون نے دور سے یہ کیفیت اپنی فوج کی دیکھی زفیل عیاری بجائی قران زفیل سنکر عیارون کے پاس آیا اُنھون نے یہ حال کہا قران فکر کرتا ہوا عیاری کی ایک طرف چلا اور تینون عیار ایک سمت روانہ ہوے ادھر میخوار بعد فراغ سحر خوانی ازبسکہ خون خوک مین نہایا تھا اسلیے حکم دیا کہ پانی سقے حاضر کرین غسل کرونگا سقے مشک لیے دریا جو لشکر کے قریب تھا وہان آئے اتفاق سے قران تدبیر عیاری سوچتا دریا پر آنکلا سقون کو پانی بھرتے پایا اُسنے پوچھا کہ یہ پانی کہان جائیگا اُنھون نے کہا میخوار نہائیگا قران نے ایک سقے سے کہا کہ بھائی مجھے تم سے ایک بات کہنا تھی بلکہ ایک امانت تمھاری میرے پاس ہی تمھارے ایک دوست نے مجھے دی ہو سقا یہ کلام سنکر لالچ مین آیا اور سوچا کہ ہر چند مین اس شخص کو پہچانتا نہین مگر کیا حرج ہو شاید کسی نے کچھ بھیجا ہو تو الگ جاکر لے لون یہ سوچکر

علٰحدہ ہمراہ قران کے آیا قران نے اُسے لیجا کر حباب بیہوشی مُنھ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوا اُسے درخت سے باندھ کر قران اُسکی صورت بنا مشک کندھے پر ڈالی لنگی کھاروے کی پہنی تسمہ کمر سے لگایا کانٹا سینے کے برابر لٹکایا اور وہان سے بجلدی تمام آکر دریا سے مشک بھری اور کمر مین بغدہ اپنا چھپا کر مشک اُٹھا کر لشکر میخوار مین آیا دیکھا اندر خیمے کے سب سقے جاتے ہین قران بھی خیمے مین آیا دیکھا میخوار چوکی پر بیٹھا ہی اور سقے مشک لاکر اسکے جسم پر ڈالتے ہین اور پھر پانی بھرنے جاتے ہین قران نے پشت پر آکر ایک ہاتھ سے دہانہ مشک کا کھولا اور دوسرے ہاتھ سے بغدہ کمر سے نکالا مشک کندھے پر سے اُتار کر میخوار کے سر پر اُلٹ دی وہ حیران ہو کر پھرا تھا قران نے جھک کر بغدہ مارا کہ سر اُسکا پھٹ گیا تیورا کر گرا تھا کہ قران نے سر کاٹ ڈالا شور وغل پیدا ہوا تمام عالم مین تاریکی چھا گئی ساحر دوڑے قران جست کر کے خیمہ سے نکلکر بھاگا جب ساحر اندر خیمے کے آئے صدا سنی کہ مارا مجھے نام میرا میخوار گرگدن پیشانی تھا ساحرون نے لاش اُٹھائی رونے پیٹنے لگے لیکن لشکر مہرخ پر دہ ابر جو محیط تھا شق ہو کر برطرف ہوگیا اور سب کو ہوش آگیا وہ حالت مستانہ دفع ہوئی مہرخ مو نے کہا بہن نافرمان مین جاتی ہون یہ کیا تھا کیا ہوگیا نافرمان نے کہا میخوار کے سحر مین ہم سب مسحور تھے اُسکو کسی عیار نے قتل کیا ہم لوگ رہا ہوگئے مہرخ مو کے ہوش اُڑ گئے کہ کیسا جلد عیارون نے میخوار کو قتل کیا کہا بہن مین مان گئی واہ واہ کیا کہنا نافرمان نے کہا بہن کہان جاؤ گی ٹھہرو دیکھو اب کیا ہوتا ہی مہرخ مو ٹھہر گئی اس عرصہ مین قران بھاگ کر صحرا مین پہونچا اور زفیل عیاری بجائی برق صدا سُنکر دوڑا آیا اور کہا ای خلیفہ لشکر میخوار مین یہ شعلے کیسے بلند تھے شور وغل ہو رہا تھا قران نے کہا میخوار کو مین نے جہنم واصل کیا جلد جاکر لشکر مہرخ کو لاؤ اور فوج کو حریف کی قتل کرو برق بعجلت تمام پاس مہرخ کے آیا اور کہا جلدی چلیے لشکر میخوار کو قتل کیجیے مہرخ نے نفیر سحر بجائی جلد جلد فوج مین کمربندی ہوئی ساٹھ ہزار ساحر آکر لشکر میخوار پر کہ بارہ ہزار ساحر تھے گرے سحر چلنے لگا سلین برف کی گرنے لگین کسی ساحر نے دریاے سحر کے زور سے ظاہر کیا کسی نے آگ برسائی کسی نے پتھر برسائے کسی سمت پیکان تیر برستے تھے ایک ہنگامہ قیامت رہا مہ جبین نے تخت آگے بڑھایا دلآرام نے سحر کی بجلیان گرائین عمرو موافق اپنے دستور کے کبھی لوٹ مار کبھی جست کر کے خنجر زنی کر کے سر دست و پانون قلم کرتا تھا مردون کو لوٹتا تھا اسد کا نعرہ ایک طرف بلند تھا نعرہ

اسد نامور ضیغم روزگار	نظر کردۂ شیر پروردگار
ز تیغم بمیدان جنگ آوران	شود چارہ سوالامان الامان

ابر سیاہ چار سمت سے گھر آیا تھا برق شمشیر چمکتی تھی سر مثل باران کے برستے تھے فتیل شہزادہ اسد
کی حفاظت کرتا ہوا ساتھ ساتھ لڑتا جاتا تھا اور صف لشکر دشمن کو پراگندہ کرتا تھا نظم

بجوش غضب صورت شیر نر ۔ بہر سمت چون مے شدی حملہ ور
نمایان شدی این چنین کارزار ۔ ز تن شد جدا سر ہزاران ہزار
بسے گیر چون گلہ گوسفند ۔ گریزندہ از بیم جان می شدند
تزلزل فتادہ چہ در رزمگاہ ۔ پراگندہ می گشت فوج و سپاہ
یکے داشت در سر ہوائے گریز ۔ یکے چارہ جو از دم تیغ تیز
یکے را روان خون ز زخم سنان ۔ بمیدان یکے تشنہ لب داد جان
بگیتی است تا رسم فتح و شکست ۔ چنین فتح کس راند از دست دست
نہ چشم زرہ این چنین فتح دید ۔ نہ گوش سپہر در مصافے شنید

خلاصہ یہ کہ دم بھر میں بارہ ہزار ساحر لشکر حریف کے مارے گئے بہیر و بنگاہ بازاری لوگ بھاگ کر سمت
بہار جادو روانہ ہوئے مہرخ نے خیمہ ڈیرہ مال وخزانہ ساز و سامان سب لوٹ لیا الیارن پڑا تھا کہ
ع یک وجب جائے ز سیلان خون پاک نبود + کشتہ پیان بود دگر خاک نبود + غرضکہ لوٹ مار
کرکے سب اپنے پڑاؤ پر آئے سردار داخل بارگاہ ہوئے صحبت عیش برپا ہوئی نذرین فتح و نصرت کی
مہ جبین کو گذرنے لگین سرخ مو نے بھی اٹھکر نذر دی اور کہا اے ملکہ اب اگر مین اپنے ملک کو جاؤنگی
ازبسکہ آپ کے یہان جنگ مین شریک تھی افراسیاب زندہ نہ چھوڑیگا لہذا مین بھی آپ کی
کنیز ہون خواہ جان جائے یا رہے مہرخ نے گلے سے لگایا اور خلعت سرخ مو کو دیا اسنے ایک نامہ اپنے
سپہ سالار شمشاد فیل پیکر کو لکھا کہ مع فوج و لشکر و مال وخزانے کے لشکر مہرخ مین آکر پہونچو کہ ہمنے
اطاعت عمرو کی اختیار کی یہ نامہ ایک ساحر کو دیا کہ وہ بزور سحر پرواز کرکے سمت ملک سرخ مو یان
روانہ ہوا لیکن اب حال سنئے کہ ملکہ بہار منزل بمنزل اسطرف چلی آتی ہو اور منتظر ہو کہ نامہ میخوار شعر
بہ مضمون گرفتاری لشکر حریف آئے تو مین جلدی جاکر سر سب کے کاٹون اور افراسیاب کو بھیجون
یہان تک کہ ایک دن صحرائے سبزہ زار و نشاط افزا مین اتری تھی کہ ساحر نالان و گریان بھاگے
ہوئے آکر پہونچے بہار نے صدائے استغاثہ سنکر روبرو اپنے طلب کیا اور حال استفسار فرمایا انھون نے
حال بربادی لشکر اور خزان آنا بہار گلشن عمر میخوار پر بیان کیا العیاذ باللہ بہار یہ کیفیت سنکر زرد ہو گئی
اور فرط غضب سے پشت دست کو کاٹنے لگی اور اسیوقت طاؤس سحر پر سوار ہوئی طاؤس سحر سیمرغ

تھا اسقدر عظیم الجثہ اور جسیم و تجسیم تھا کہ نظم

برد با کش چو شاخہاے درخت
پاے او بود مثل پایۂ تخت
چون ستونش بلند منقارے
نہ ستون لیک در میان غارے

تجمل سواری بھی سب چھوڑا اکیلی اُس طاؤس پر بیٹھکر روانہ ہوئی فوج کے سردارون نے جو بہار کو جاتے
دیکھا اُسی وقت نقارہ کوچ کا بجایا اور ساحر جلد جلد سوار ہوئے مگر بہار نے افسرون سے کہا مین آگے
جاتی ہون تم پانچ کوس جب لشکر مہرخ باقی رہے وہان اگر ٹھہرنا مین جاکر انکا خاتمہ کیے دیتی ہون
لشکر لیجانے مین یہ قباحت ہو کہ عیار کثرت مردم سے شناخت نہین کیے جاتے ہین اور وہ لشکر یون مین
ملکر آفت برپا کرتے ہین مین کھڑے کھڑے سبکو گرفتار کرکے چلی آؤنگی یہ کہکر دو چار کنیزون اور انیسون جلیسون
کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئی یہان بارگاہ مہرخ مین سامان عشرت مہیا ہر ایک مائل عیش وطرب بیٹھا تھا مگر
مہرخ اندیشہ ناک تھی کہ میخوار سپہ سالار بہار کا مارا گیا وہ ضرور آئیگی بکھیڑا مچایگی عمرو بھی سُن چکا تھا کہ
میخوار پہلے بہار سے آیا تھا وہ قتل ہوا ہو اب کوئی دم مین آفت آیا چاہتی ہو یہان سے نکل جانا
چاہیے غرضکہ عمرو نے مہرخ سے کہا خداحافظ مین جاتا ہون تم ہر ایک بلا مین دست استقلال سے
دامن صبر نچھوڑنا اور گھبرانہ جانا آمد بہار کی خبر ہی میرا ٹھہرنا مناسب نہین یہ کہکر بارگاہ سے نکل گیا عمرو
کے جانے سے اور عیار بھی جنگل کی طرف روانہ ہوے اور مہرخ تدبیر دفع سحر بہار مین مصروف ہوگئی اس
عرصہ مین یکایک ہواے سرد عیسیٰ دم مسیح نفس وزان ہوئی اور خود بخود تمام لشکر مین مہرخ کے غل پڑگیا۔
کہ بہار آئی بہار آئی مہرخ اور تمام افسر ساکنان بارگاہ بیتابانہ باہر نکل آئے دیکھا اوپر لشکر کے طاؤس
زمردین بال تھرارہا ہو اور ملکہ اُسپر سوار ہی جب سب بارگاہ سے اور اپنے اپنے خیمون سے لشکری باہر
نکل آئے اور ایک جا جمع ہوکر صورت زیبا اور طلعت جہان آرا بہار کی دیکھنے لگے اُسوقت بہار نے کچھ
سحر پڑھ کے دستک دی کہ بہار کی جانب سے گھٹا گھنگھور اُٹھی مہرخ اور تمام ساحر سحر پڑھ پڑھکر دستکین
دینے لگے مگر طرفۃ العین مین غبار زرد رنگ زمین سے اُٹھا کل لشکر کی آنکھین بند ہوئین اور گھٹا ہر سمت
چھا گئی پھر جو مہرخ وغیرہ کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ہر طرف چمنہاے طولانی لا انتہائی لگے ہین باد صبا جھومتی
ہوئی بروش مستانہ خرامان ہو اور ایک گز بھر کا بلند حصار بلورین کوسون تک سامنے نظر آتا ہو کس لیے
کہ جسوقت آنکھین اہل لشکر کی بند ہوئی تھین تو ملکہ بہار نے ایک تختہ کاغذ کا اپنی جھولی سے نکالکر
اور قلم دوات لیکر اس تختہ کاغذ پر ایک طلسم لکھا کہ وہ تختہ قرطاس ایک باغ بنکر تیار ہو رہا ہو ایسا
طلسم بنایا کہ جو اندر اس باغ کے آئیگا مبہوت ہوجائیگا اور چونکہ تختہ کاغذ پر باغ بنا ہو اس مین کوئی

نقب نہ لگا سکے الحاصل سب نے دیکھا کہ بہار جادو اپنے طاؤس کو اُڑا کر اندر اس باغ کے چلی گئی یہ دیکھتے ہی تمام لشکری اور صرصر اسی باغ کی طرف چلے کہ ابیات

دفعتاً وہ سامنے سے چار باغ آیا نظر
وصف فضا دابی میں جسکے ہو رہی قاصر زبان

لغزش مستانہ دکھلانے لگا پائے خیال
بسکہ اُسکی چار دیواری تھی صاف آئینہ سان

پشتۂ دیوار پر اُسکے وہ سبزہ دوب کا
خوار سرسبزی سے جسکے سبز خط گلرخان

ہر دریچہ پر گمان تھا صاف جسم حور کا
قدرت حق کا نمایان تھا ہر اک جانب سمان

صورت تصویر سب کو ٹکٹکی سی لگ گئی
فرط حیرت نے بھلا دی اپنے فکر دو جہان

جون قدم آگے رکھا سب نے پئے گلگشت باغ
صنعتین دیکھین یہ گلچین قدرت کی عیان

لڑکھڑاتی پھرتی ہے بادِ بہاری ہر قدم
نکہت گل نے ہر اک جانب ہین کھولے عطردان

وجد کی حالت مین صف باندھے کھڑے ہین جھو
ہر طرف کیلے کے شکل حلہ پوشان جنان

وارستون سے عیان ہے چرخ اخضر کی بہار
تاک کے خوشے ہین ہے عقد ثریا کا گمان

طرفہ سرسبزی نے کی ہے ہر طرف سے سرکشی
ہے زمین فیروزہ گون و لاجوردی آسمان

سجدۂ خالق مین ہے ہر شاخ نخل میوہ دار
گلشن مین وحدت کی ہر اک غنچہ کھولے ہے دہان

نشۂ عشرت مین سنبل ہے کہین باؤن پڑی
کرتی ہے تعریف سوسن باغ کی باصد زبان

آبشارون سے خجل ہین چشمہ ہائے سلسبیل
حوض آب ایسے کہ جنپر حوض کوثر کا گمان

ہے تماشاگاہ روح مومنین ہر کنج باغ
خوش گلے سے ہر چمن ہے رشک گلزار جنان

نغمہ آرایان گلشن ہین بہم مرغولہ سنج
دیتے ہین گلبانگ عشرت طائران خوش بیان

چہچہے کرتے ہین گل پر عندلیبان چمن
زمزمہ پرواز کو کو سرو پر ہین قمریان

قہقہہ زن کبک ہین شمشاد کے سائے تلے
کرتے پھرتے ہین تدرو روان چمن اٹھکھیلیان

ہے نکلتا موج آب جو سے لہرا ساز کا
لحن داؤدی سے پانی بھر رہے ہین باغبان

نخل کے تیون سے آتی ہے جلاجل کی صدا
ہر روش پر کر رہے طاؤس ہین اٹھکھیلیان

چل رہا ہے دور ساغر ہر طرف ہے بزم عیش
ہے کمند آہوئے دلگیر زلف مہوشان

تھاپ سے طبلونکی ہے پیر فلک گردش مین آج
پہونچی پائین کی گمک ہے از ثری تا آسمان

اندر باغ کے چبوترہ بلور کا سراسر نور کا تعمیر تھا شامیانہ اسپر باسلاک گوہر استادہ تھا نیچے اُسکے فرش قاقم سنجاب کا بچھا تھا نازنینان قمر پیکر جام و سبو لیکر حاضر تھین ملکہ بہار کرسی جواہر نگار پر جلوہ گر تھی اور چھڑی جواہر کی جگنو جڑے

ہاتھ مین لیے آراستہ بلباس و زیور تھی سامنے گلدستہ اور لخلخے رکھے تھے بہار کی صورت دلاویز دیکھکر اسوقت گلرخان گلشن روزگار مثل ہزار ہزار جان سے تصدق اور نثار تھے زلیخا نے یہ صورت خواب مین نہ دیکھی تھی اور پریون نے اگر کرایا ہوگی تو اُسکی کنیزی ہاتھ آئی ہوگی بال سر کے طائر جان عاشقان کے لیے دام تھے زلف گرہ گیر مین گرفتار دلہاے بیدلان ناکام تھے کہ سراپا نظم

زبان منہ مین آگاہ اسرار غیب
دہن حسن زم الحمد ٹھیک و ریب
بنا گوش سے صبح محشر خجل

سیہ خال اس مین سویدای دل
وہ غبغب مین اک موج آب زلال
دکھاتے تھے اک جا پہ بدر و ہلال

ترقی پہ جوشش بہار چمن
بر و دوش گلدستۂ یاسمن
سمن سینہ و نازک اندام نرم

عیان شرم شوخی مین شوخی مین شرم
وہ شانے وہ بازو وہ ساعد وہ دست
اگر جن کی ہیبت صنوبر پرست

وہ چھاتی کی رنگت وہ ٹھٹنی سیاہ
کہین دیکھ کر جس کو اہل نگاہ
زبس آئینہ سان ہی تن کی صفا

یہ سینے پہ پڑتا ہی عکس آنکھ کا
پسینے کے قطرون مین بوے گلاب
صفاے شکم سے خجل ماہتاب

درخشندہ ناف اس دریاک کی
اگر زہرہ تھی بردہ خاک کی
وجود کمر کی لطافت گواہ

نہان چشم مین مثل تار نگاہ
وہ رانین بنائی تھین سانچے مین ڈھال
پھسل جاے جنپر نگاہ خیال

نہ ہو ساق کیون رو کش شمع طور | کہ تھی پشت پا اُسکی رخسار حور

اس باغ کی بہار اور شکل بہار دیکھ کر مہرخ اور شکیل و راسد اور مہ جبین نافرمان اور سرخ مو اور ماہ جادو اور دلارام سالار سردار سب پکارے کہ ابیات

کہان گل کہان مرتبہ خار کا | کہان مین کہان سامنا یار کا
مرے بخت برگشتہ سے ہی بعید | کہ دیکھون مین آنکھون سے یہ روز عید

ای ملکہ بہار ہم لوگ آپ کے پروانہ وار شمع رخسار پر عاشق اور نثار ہین ہمارے حال زار پر نظر فرمایئے نظم

دربدر خاک بسر ہو گئے رسوا ہو کر | کیسے برباد ہوے آپکے شیدا ہو کر
آیئے آپ جو ہم خاک نشینون کی طرف | فرش بچھائین ابھی دامن صحرا ہو کر
صبر و ہوش و خرد و تاب و توان لیگئے آپ | دل تڑپتا ہی یہان سینہ مین تنہا ہو کر
چودھوان سال خدا خیر سے کاٹے تمہیں | گھٹنے لگتا ہی مہ چاردہ پورا ہو کر

ای ملکہ ہمین اپنی غلامی اور کنیزی مین سرفراز فرمایئے ملکہ بہار نے کچھ اُنکے حال پر اعتنا نہ کیا اور ایک گلدستہ اُٹھا کر اُنکی طرف کھینچ مارا پھر سب کی آنکھین بند ہو گئین اس گلدستے کی ایک ایک پنکھڑی الگ ہو گئی اور پھولون کا گجرا بنکر لشکریان مہرخ کے ہاتھون مین پڑ گئی جب گجرے سب کے ہاتھون مین بندھ

گئے اُسوقت سب منتین کرنے لگے اور کہتے تھے کہ اے ملکہ بہار توبہ توبہ ہمکو عمرو عیار دزد مکار نے بہکایا تھا اب ہماری خطا حضور معاف کرین اور ہم سبکو پاس شہنشاہ افراسیاب کے لے چلین بہار نے کہا اچھا تم سب میرے پیچھے چلے آؤ مین تمھین پاس شہنشاہ کے لیچلون یہ کہکر جست کر کے طاؤس سحر پر سوار ہوئی اور باہر باغ کے نکل کے چلی ساری خلقت پیچھے اُسکے دیوانہ وار بیقرار شعر عاشقانہ پڑھتی ہوئی روانہ ہوئی وہ باغ سحر اُسکے جانے سے غائب ہوا لیکن عیاران لشکر نے دور سے سارے لشکر کو مستانہ روش پر جاتے دیکھا دفیل عیاری بجائی سب ایک جگہ جمع ہوے برق نے کہا استاد مین عیاری کو جاتا ہون عمرو نے کہا ساحرہ زبردست ہے تم اسپر غلبہ نہ پاؤگے اور اگر تمنے اسے بیہوش بھی کر دیا تو قتل کر دوگے اور لشکر کو چھڑاؤگے اور مین چاہتا ہون کہ بہار کو گرفتار کر کے اپنا مطیع کرون لہذا اگر تم بہار کو قتل نہ کرو تو جاکر عیاری کرو برق اور سب عیارون نے کہا یہ ہمسے نہوگا عمرو نے کہا تم سب ٹھہرو اور آپ زنبیل پر ہاتھ رکھکر معجزہ طلب کیا کہ یا جناب آدم صفی اللہ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام میری صورت نظر مردم دنیا مین ایک طفل چہاردہ سالہ کی دکھائی دے یہ دعا مانگ کر جام حضرت اسحاق پیغمبر علیہ السلام نکالا کہ جس مین آب جنت ہمیشہ بھرا رہتا ہے اس آب طاہر و مطہر سے سارے جسم کو تر کیا ہوا گویا پانی چھڑکتے ہی پلٹ گئی لینے عمرو کی شکل زیبا ایک طفل خوب صورت کی ایسی دکھائی دینے لگی کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ انگرکھا گلنار پہنے ہے تین کمر پٹیاں لگی ہین ٹوپی گوشہ پٹھا ٹنگے سر پر ہے جواہر اور گوہر اسمین ٹنکے ہین کہ

ترے جواہر طرف کلہ کو کیا دیکھین ✤ ہم اوج طالع لعل و گہر کو دیکھتے ہین ✤

گلے مین طوق منت کے تیرہ پڑے ہین ظاہر ہوتا ہے کہ تیرہ برس عمر کے گذرے ہین ابھی چودھوان سال پورا نہین ہوا ہے جو طوق منت کا بنھایا جاتا مگر چتون سے اس طفل ماہ طلعت کی گویا عاشق مزاجی پیدا ہے

اسیری عشق کو منظور تھی اپنی لڑکپن مین	بنھائے طوق منت کے بہانے میری گردن مین

پائجامہ اطلس کا پانؤن مین جوتا بھاری پہنے کہ دم رفتار ہر ایک دیکھ کر کہے بیت

شاہ راہ ہستی موہوم مین وہ چال چل	اپنی آنکھون کو بچھائین دوست دشمن راہ پر

بھولی بھولی صورت رخسار نازک پھول سے حسن خداداد مین یگانہ زمانہ کہ بموجب اس خمسہ کے

دیکھے زلیخا گر تجھے ہو جائے بیخود دیکھکر	یوسف کو کہتے ہین حسین لیکن نہوگا اسقدر
انسان کو کیا چیز ہے پریون کے یان جلجائین پر	ہرگز نیاید در نظر صورت ز دیت خوبتر

شمسے ندانم یا قمر یا زہرہ و یا مشتری

اس شکل مرغوب پرجب دکھانے کے لائق ہوا اسوقت بہار کی سواری سے دو کوس آگے نکل گیا اور

ایک صحرائے پاکیزہ اور دشت ریاض روضۂ رضوان دیکھکر ایک درخت کے نیچے کھڑا ہوا آنکھین بند کرلین اور بند انگرکھے کے کھولدیے ٹوپی اُتار ڈالی ہاتھ کان پر رکھکر تانین مارنا شروع کین اور اشعار عاشقانہ اور غزل پر مضمون مہاجرت محبوب گانے لگا اور روتا جاتا تھا کہ غزل

کشتہ اک عالم ہی چشم لعبت خود کام کا
استخوانون مین مزا پاتے ہین سگ بادام کا

ای تپ غم گور مین لیچل جوانی مین مجھے
دوپہر ہی موسم گرما مین وقت آرام کا

تختۂ میت فراق یار مین معراج کی
وحی آتا جانتا ہون موت کے پیغام کا

بادشاہی ہی گدائی کوچۂ محبوب کی
زیر پا ہر ایک قدم ہی پایان محل آرام کا

ای صنم عاشق سے ملتی ہی تسمن آنکھین تری
نشۂ اللہ رے شراب حسن کے دوجام کا

گیسوؤن نے کردیا دہ چند حسن روے یار
نور ہوتا ہی زیادہ تر چراغ شام کا

عرصۂ روے زمین ہوجائے دست کربلا
یار کو میرے ارادہ ہو جو قتل عام کا

داخل کعبہ ہوا کتم علادم سے برہنہ
پردہ عاشق نے نہ رکھا جامۂ احرام کا

سیکڑون ہی دل ہین منتل ماہی بے آب اسیر
یار کا چاہ زنخدان بھی ہی چشمہ دام کا

ہو سیہ مستی مین اپنے عالم دیوانگی
حلقۂ چشم پری خط ہی ہمارے جام کا

یاد جو آیا طواف کعبہ مین آتش وہ ماہ
حال بدتر تھا کتان سے جامۂ احرام کا

بہار قیدیون کو لیے چلی آتی تھی جب کوئی آدہ کوس وہ مقام رہا کہ جہان یہ کھڑا گا رہا تھا اُسنے صدائے دلکش سُنی کلیجا تھام لیا اور بیقرار ہوکر اپنے طاؤس کو اُڑایا اور اُسی صدا کی طرف چلی کس لیے کہ جیسا یہ سحر باغ وبہار کا کرتی ہی ویسے ہی یہ رنگین مزاج اور علم موسیقی مین بھی دخل رکھتی ہی غرضکہ قریب عمرو کے پہونچی عجیب کیفیت دیکھی کہ ایک طفل حسین مہ جبین اُٹھتی جوانی محبوب لاثانی شاخ درخت پکڑے آنکھین بند کیے گا رہا ہی اور اسطرح ترنم سرا ہی کہ اس جگہ کے چرند اور پرند سب محو ہین کوئی طائر اس نازنین کے بازو پہ بیٹھا ہی کسی نے سر پہ آشیانہ کیا ہی کوئی ہاتھ پہ مسکن گزین ہی مگر اس لڑکے کو اپنی دھن مین کچھ خبر نہین ہی کانون مین بالے پڑے ہین بازو بند جواہر کے بندھے ہین گلے مین ہیکل خوشنما پڑی ہی ہاتھون مین مہندی لگی ہی چہرہ چودھوین رات کا چاند ہی بلکہ وہ بھی روبرو اُسکے ماند ہی لباس پرتکلف سے آراستہ ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ کسی کا لاڈلا بیٹا ہی بہار قریب اُس گل رخسار کے گئی اور پکار کر پوچھا کہ ای سرو قامت تو نونہال کس گلشن شاداب کا ہی کہ اس طرح اس دشت پرخطر مین کھڑا ہی تیرے والدین کا کیا پتھر کا کلیجا ہی ابیات

اس وقت کہان اس دشت مین آ ہوا جلوہ گر اے بت حور لقا

میری جان ہی جاتی برائے خدا کچھ کہ تو ذرا تو حالت دل
نہ فقط تری زلف ہی دام بلا نہ فقط تیرے خال ہین ہوش ربا
ہین یہ عشوہ و غمزہ و ناز و ادا سبھی باندھے کمر بے غارت دل

عمرو نے یہ صدا سُنکر آنکھین کھولین اور سہم کر بہار کی صورت دیکھی اور ہاتھ باندھکر سلام کیا اور کہا مین جاتا ہون مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ جگہ آپکی ہی بہار نے دیکھا کہ تجھے دیکھکر اسکا رنگ رخ زرد ہوگیا ہی اور بسبب بچپنے کے ڈر گیا ہی یہ سمجھکر اپنے طاؤس پر سے کود پڑی اور قریب آنے لگی عمرو ہاتھ جوڑتا روتا ہوا پیچھے ہٹنے لگا اور کہتا تھا کہ مجھ سے قصور ہوا اب کبھی یہان نہ آونگا بہار نے دل سے کہا ہی یہ بالکل نا سمجھ ہو نہین معلوم کیونکر یہان آیا ہی بس اس نے چمکار کر کہا کہ میان ڈرو نہین ہم تمھین پیار کرینگے تم کس کے صاحبزادے ہو عمرو چمکارنے سے بہار کے ٹھہر اور اٹھلا کر بولا کہ تم ہمین مارو گی تو نہین ہمین باجی امان نے مارا ہم یہان بھاگ آئے بہار نے یہ سُنکر خیال کیا کہ افسوس والدین اسکے ڈھونڈھتے ہونگے اور یہ یہان بھاگ آیا ہی جبھی مین حیران تھی کہ یہ بچہ جنگل مین کیون کھڑا ہی معلوم دیا کہ مارے ڈر کے بھاگا ہی بس اسنے کہا نہین نہین تم خوف نہ کھاؤ ہم تمکو نہ مارینگے عمرو نے کہا سامری قسم نہین مارو گی بہار نے کہا سامری قسم کچھ نہ کہینگے عمرو آگے چند قدم بڑھا اور پھر سہم کر پیچھے ہٹا اُسوقت بہار سوچی کہ کمبخت اسکے ماں باپ نے ایسا مارا ہی کہ لڑکا سہما جاتا ہی یہ تصور کرکے ایک گلدستہ بہت خوشرنگ اور پر بہا جھولی سے نکالا اور کہا یہ لوگے عمرو نے دل سے خیال کیا کہ یہ ساحرہ ہی اگر سحر کر دے گی تو کچھ نہ بنے گا گلدستہ دیکھتے ہی ہنسکر بولا کہ ہان لینگے بہار نے گلدستہ چھپا لیا اور کہا آؤ ہمارے گلے لگجاؤ تو دین عمرو دوڑ کر گلے سے لپٹ گیا اور کہا وہی پھول دو باجی لاؤ وہی دو بہار نے دونون گالون پر خوب پیار کیا اور کہا چل مین تجھے اپنا بیٹا کرونگی عمرو نے کہا باجی امان کیا تمھین ہو بہار بولی کہ ہان عمرو گویا ہوا کہ پھر ہمین پھول دو بہار نے پوچھا کہ بتاؤ تمھارا گھر کہان ہی عمرو نے کہا ہمارا گھر بہت دور ہی ادھر دیکھو وہ سامنے جو درخت ہی بس اُدھر ہی ہمارا مکان ہی وہ دکھائی دیتا ہو بہار نے کہا چل جھوٹے گویا انکا گھر ایسا قریب ہی کہ سامنے دکھائی دیتا ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ خواصین اور انیسین اگر بہار کی پہونچین عمرو انھین دیکھکر بہار کی گود سے تڑپ کر نکلا اور بولا کہ ہم جاتے ہین بہار نے اپنی خواصون سے کہا کہ بچہ ڈرتا ہی تم لشکر کی طرف جاؤ مین آتی ہون خواصین آگے بڑھ گئین اور بہار نے کہا میان باجی کو اپنی چھوڑ جاؤ گے عمرو بولا کہ پھر کیا تمھارے گھر چلین بہار نے کہا ہان عمرو نے کہا ہمین ہرن پکڑ دو گی بہار نے پوچھا کہ ہرن کیا کرو گے عمرو گویا ہوا کہ ای باجی ہماری باجی امان ایک دن کہتی تھین کہ ہم

جو اپنے بھیا کی شادی کرینگے تو ہرن کا گوشت پکا ینگے ہمنے سن رکھا تھا آج ہم جنگل مین جو بھاگ کے آئے
ہین تو ہرن لیتے جائین امان خوش ہوکر ہمارا بیاہ کر دینگی بہار خوب ہنسی اور کہا تجھے جورو کے ملنے کی بڑی
خوشی ہی اگر تو میرا بیٹا بنے گا تو شہزادی کوئی بیاہ لاؤنگی تو اپنے باپ کا نام بتا مین اسے بلوا کر مانگ لون
عمرو نے کہا ہمارے ابا کا نام امیہ جادو اور ہمارا نام گلرنگ جادو و باجی ہمارے گھر چلو بہار نے کہا تمھین
گھر اچھی طرح یاد نہین ہی تم ہمارے ساتھ چلو مین گھر تمھارا لوگون سے ڈھونڈھوا کر تمھارے باپ کو بلوا بھیجونگی
عمرو نے کہا اچھا ہمین گود مین لیچلو بہار نے اسے گود مین لیکر اپنے طاؤس پر بٹھا لیا اور لیکر روانہ ہوئی بہار
کے بموجب حکم لشکر اسکا پانچ کوس کے فاصلے پر لشکر مہرخ سے آکر اترا تھا بہار کئی کوس تو آہی چلی تھی
تھوڑے ہی عرصہ مین داخل لشکر ہوئی سرداران فوج کو بلا کر حکم دیا لشکر مہرخ میرے سحر مین گرفتار ہوکر آیا
ہی جب تک گجرے انکے ہاتھون مین بندھے رہین گے ہوش نہ آئیگا بنا بر احتیاط تم لوگ پہرا کرو کوئی
افتاد نہ پڑے اور کنیزون کو حکم دیا کہ اندر بارگاہ کے سب سامان عشرت مہیا کر کے تم سب بیرون
بارگاہ آج کی رات رہو خبردار کوئی اندر بارگاہ کے نہ آئے کہ عیار تم مین ملکر چلے آئینگے دل تمھارا ہی اسقدر قوت
لشکر مہرخ کے سر کٹ نہ سکین گے کل صبح سب کو قتل کرونگی اور آج خستہ و شکستہ بھی ہون آمد و رفت
مین تھک گئی ہون گرد میری بارگاہ کے بھی کوئی نہ رہے مین اپنی حفاظت آپ کر لونگی کنیزون یہ حکم
پاکر مصروف کاروبار ہوئین اور فوج نے جاکر لشکر مہرخ کو گھیر لیا پہرا مقرر ہوگیا ادھر خواصون نے مسند پر
زر بچھائی پلنگڑی جواہر کی آراستہ کی فواکہات کی ڈالیان خوشرنگ نرالیان لگا دین کشتیان شراب ناب
کی قابون مین بھر گزک کباب کی رکھدین خاصے کے خوان چن دیے عطر دان چنگیر جو گھوڑے پاندان جملہ سامان
موجود کر کے آپ سب بیرون بارگاہ چلی آئین اور ملکہ بہار مع عمرو کے داخل بارگاہ ہوئی سراپچے بارگاہ
کے فراشون سے اٹھوا دیے اور کہا شام قریب ہی تم بھی اب روشنی کر کے باہر چلے جاؤ فراشون نے دن ہی سے
شیشہ آلات روشن کر دیا اور چلے گئے صرف بہار اور عمرو تنہا رہے اس اثنا مین وہ دن تمام ہوا اور رقاصۂ
فلک پیشواز ستارہ دار زیب قامت فرماکر روبرو خسرو انجم کے مجرا کرنے کو حاضر ہوئی اور ترک سپہر
خنجر لیکر بعہدۂ پاسبانی خیمہ چرخ کے در پر ٹھہرا کہ نظم

دکھایا ماہ نے جب روے پرنور — دھوئین کی طرح ظلمت ہو گئی دور
ہوا گردون کا تخت آبنوسی — فروغ ماہ سے نور تجلی
رہ شب تھی روز روشن سے بھی بہتر — لبان مہر تھا ہر ایک اختر

عمرو کو بہار نے کچھ میوہ اور مٹھائی کھلائی کھانے کے لیے خاصہ اور طعام لذیذ سامنے رکھا عمرو نے کہا مین کھانا نہ

کھاؤ نگا غرضکہ میوہ کھایا اور بہار کھانا نوش فرماکر مسند پر بیٹھی اور کہا میاں صاحبزادے کچھ گاؤ عمرو نے کمر سے نے نکالی اور بجانے لگا اور کبھی اشعار مضامین عشق انگیز اور کبھی مہاجرت آمیز گاتا تھا نظم

تا عمر بود در ہوس روے تو باشم
در خاک شوم خاک سر کوے تو باشم

فرداے قیامت نروم جانب طوبیٰ
در سایۂ سرو قد دلجوے تو باشم

خوش آنکہ زبان از پے دشنام بر آری
من دست بر آوردہ دعاگوے تو باشم

پہلوے تو پیوستہ نشینند رقیبان
تا من نتوانم کہ بہ پہلوے تو باشم

از غمزۂ تو ساحری آموزم و از وے
موے شوم و در خم گیسوے تو باشم

ہر گہ کہ تو از ناز بری دست بچوگان
خواہم ہمہ تن سر شوم و گوے تو باشم

از شاخ گل تازہ منم بلبل این باغ
معذورم اگر شیفتۂ روے تو باشم

روزے کہ فلک خواند مرا نام ہلالی
میخواست کہ من مایل ابروے تو باشم

اسوقت گرد بارگاہ بہار کے جانوران صحرائی محو ہوکر چلے آئے اور ہوا چلنے سے تھم گئی سماں بندھ گیا بہار زار زار مثل ابر نوبہار کے گریان ہوئی اور تمال سم پر بیقرار ہوکر حسرت سے منھ تکتی تھی بعد پہر بھر کے عمرو نے نے کو رکھ دیا اور خاموش ہو رہا بہار بیتاب ہوگئی اور کہنے لگی کہ میاں صاحبزادے کیوں مجھے گھائل کرکے تڑپتا چھوڑتے ہو ابھی کچھ اور شغل کرو کہ یہ جان حزین تسکین پائے عمرو نے کہا میرے سر میں درد ہوتا ہے بہار نے خیال کیا کہ اگر ایک جام مے گلگون اسکو پلا دون تو اُسکے نشے میں خوب یہ کیفیت دکھائیگا بس اپنے ساغر شراب سے بھر کر کہا لو میاں یہ شربت پی لو عمرو نے کہا خوب کیا ہم جانتے نہیں یہ شراب ہے بہار سے گھر میں بھی سب پیتے ہیں لاؤ ہم بھی پیئیں بہار نے کشتی مے حاضر کی عمرو نے اپنے قاعدہ کے بموجب میخانہ آراستہ کیا اور گلابیوں کا گلدستہ بنایا سرخ شیشے کے برابر سبز کنٹر لگایا بہار بہت خوش ہوئی اور دل سے کہا یہ لڑکا کسی اولوالعزم کا معلوم ہوتا ہے لیکن عمرو نے اس اُلٹ پھیر کرنے میں شراب آغشتہ بدارو بیہوشی کی اور کہا اے ملکہ تم پہلے پیو کہ میر مجلس ہو تو پھر ہم بھی پئینگے بہار اُسکی شایستگی پر آفرین کرنے لگی اور عمرو نے جام سامنے کیا بہار ساغر لیکر پی گئی پھر دوسرا جام عمرو نے پیش کیا کہ تنہا جام نہیں پیتے ہیں اور انکار میکشی سے زیبا نہیں نظم

دے پیر مے فروش کہ ذکرش بخیر باد
گفتا شراب نوش و غم دل ببر ز یاد

گفتم بباد میدہد این بادہ نام و ننگ
گفتا قبول کن سخن و ہر چہ بادا باد

پر کن زیادہ جام دوما دم بگوش ہوش
بشنو ازین حکایت جمشید و کیقباد

بعد دو چار ساغر پلانے کے عمرو نے دو جام نگاہ بچا کے اپنے گریبان مین اونڈیل لیے کہ بہار کو معلوم ہو کہ خود بھی پیتا ہی اور پھر نی لیکر بجانے لگا اسوقت بہار ایسی مست تھی کہ بار بار گلابی کا منھ چومتی تھی اور مستی مین اکثر خود بھی گاتی تھی دین و دنیا فراموش تھا ہر دم نوشا نوش تھا اور عمرو گا رہا تھا کہ شعر

شراب و مینا و جام و ساقی بہار باغ ابر و برق باران	سبب یکجا ہین اب آج باہم ہوا ہی تقدیر سے یہ سامان
فلک جدائی کی گھات مین ہی یہی محل دعا ہی یاران	ہوئی ہی مدت مین وصل کی شب حشر تک ہو سحر نمایان

کہو ان مین اپنے جھکا کے سر کو خدا سے تو اے صنم دعا کر

ہوے ہین مدت مین دونون باہم خوشی ہو دلکو گلہ نہ کیجیے	نہین ہی کوئی مخل صحبت گلے مین ہاتھونکو ڈال دیجیے
شراب گلگون بھری ہی شیشے مین دست تسکین جام لیجیے	حجاب بیجا ہی وصل کی شب نقاب لیٹے شراب پیجیے

ہماری قسمین کچھ اپنی کھیے پیٹیے اب منھ سے منھ ملا کر

یہی صحبت نا و نوش شب بھر رہی اور بہار کو اپنے تن و جان کی خبر نہ تھی یہانتک کہ معشوقہ سپہر نے حجلہ مشرق سے چہرہ پر نور اپنا خلوتیان شب کو دکھایا اور محفل فروز انجم نے انجمن کو کب کو برخاست فرمایا نظم

شب ہوئی آخر نمایان ہو چلے آثار صبح	آتش خورشید نے کی گرمی بازار صبح
روے روشن سے اٹھایا مہر گردون نے نقاب	مردمان دہر تھے مصروف کار و بار صبح

عمرو نے دیکھا کہ بہار جادو مسند پر بیہوش پڑی ہی پائجامہ رانون تک چڑھ گیا ہی دوپٹہ کہین پڑا ہی سینہ کھلا ہی عمرو نے زبان نکال کر بہار کی سوزن سے چھید دی اور اٹھا کر ستون سے خیمے کے باندھا اور فلیتہ بیہوشی کے دفع کرنے کا سلگا کر سنگھایا بہار کو چھینک آئی اور ہوشیار ہوئی عمرو نے سلام کیا اور کہا باجی تمنے ہمین ہرن نہ منگا دیا بہار کو ابتک وہی خیال شبینہ تھا چاہا کہ جواب دے لیکن زبان منھ سے نکلی ہوئی اور چھدی تھی بولا نہ گیا اور سارا نشہ ہرن ہوا گھبرا کر اشارے سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہی عمرو نے کوڑا زنبیل سے نکالا اور بغیظ و غضب تمام پکارا کہ منم شہنشاہ عیاران عالم ریش تراشندۂ منکران و سر برندہ ساحران ع

گزان استاد عیاران عالم	سراپا دانش و عقل مجسم
بہر کشور بلاے جان کفار	عمرو آن شاہ عیاران عیار

ای بہار دیکھا تو نے قدرت کردگار کہ کس طرح مین نے تجھے اسیر اور دستگیر کیا درصورت اطاعت جان بچے گی ورنہ کوئی دم مین رہرو ملک عدم ہوگی بہار ازبسکہ حیرت سے رنجیدہ ہو گئی تھی اور طلسم سے باہر نکل جانے کی عازم تھی اس سبب سے اشارے سے کہنے لگی کہ مجھے رہا کرو مین مطیع ہوتی ہون عمرو نے فوراً سوزن زبان سے نکالکر کھول دیا بہار جب چھوٹی سوچنے لگی کہ اس عیار نے جس طرح

فریب کیا اسی طرح لازم ہی کہ اُسکے ساتھ دغا کرون اور دوسرے اسے لیاقت کیا ہی جو تجھ ایسی ساحرہ
اسکی اطاعت کرے بھرای تو ملکہ حیرت اپنی بہن ہواس سے انحراف اچھا نہین یہ سوچکر اسنے عمرو کی
جانب بنگاہ قہر دیکھا عمرو نے کہا ای بہار مین نے تیرے اشارہ کرنے کے اعتبار پر رہا کیا لیکن یہ خیال نہ کرنا
کہ اب مین سر رہا ہو چکی ہون میرا عمرو کچھ نہین کرسکتا ای بایمان خود اسطرح مار ڈالونگا کہ جیسے کوئی مچھر
یا چیونٹی کو مار ڈالتا ہی جو کچھ تجھ سے اسوقت ہوسکے تصور نہ کرنا بلکہ اپنے ساحرون اور مددگارون کو
بلالے یہ کہکر عمرو باہر بارگاہ کے نکل آیا اور بہار نے نعرہ کیا کہ لینا اس دزد کو ساحر دوڑے عمرو نے منڈھی
حضرت دانیال علیہ السلام کی جسکا ذکر تصریح وار پیشتر مین لکھ چکا ہون نکالی اور چھتری کی طرح استادہ
کرکے اسکے نیچے بیٹھ رہا بہار اور سب ساحرون نے آکر گھیرا اور کہا ای مکار اب تو کہان جائیگا یہ کہکر
بہار نے ایک گلدستہ عمرو پر مارا کہ چار طرف تختے لالہ و نافرمان کے کھل گئے اور عالم بہار پیدا ہوا مگر
عمرو منڈھی مین بیٹھا رہا کچھ سحر نے تاثیر نہ کی کیونکہ منڈھی کی یہی خاصیت ہی اور عمرو جہان ایسا ہی
مجبور ہوتا ہی وہان برکات سے کام لیتا ہی صاحبقران نے قسم لے لی ہی کہ کسی کو گلیم اوڑھکر یا منڈھی
کھڑی کرکے قتل نکرنا کس لیے کہ بشر سے بعہدہ بشری کام لینا چاہیے مردان عالم کو زیبا نہین کہ
کسی کو مجبور کرکے قتل کرین خلاصہ کلام جب عمرو پر سحر نے تاثیر نہ کی اسوقت ساحرون سے بہار
نے کہا کہ اسے گھیرے رہو مین جاکے پکڑے لاتی ہون یہ کہکر اندر منڈھی کے قدم رکھا اُسیوقت سر نیچے
اور پانون اوپر اُلٹی منڈھی کے دروازے پر لٹک گئی عمرو نے دو کوڑے مارے کہ یہ نازک اندام تڑپ
گئی عمرو نے زنبیل سے چار پریان نکالین اور ایک پلنگڑی جواہر کے پایون کی نکالکر منڈھی کے
براہ معجزہ کہا کہ مثل خیمے کے وسیع ہو جا بمجرد ارشاد منڈھی نے ہیئت خیمہ کی پیدا کی کہ کلس اسپر یاقوت
کے چڑھے تھے سراپچے اور پردے جواہر دوز تھے اور عمرو نے پلنگڑی بچھائی پریون نے فرش آراستہ کیا
عمرو پلنگڑی پر لیٹا پریان ہاتھ پانون دبانے لگین عمرو نے حکم دیا کہ ما بدولت رات بھر آرام پذیر نہین
ہوئے ہین خبردار بیدار نہ کرنا یہ کہکر آنکھین بند کرلین ادھر ساحرون نے جو بہار کو لٹکے دیکھا سحر
کرکے چھڑانے آگے جو آیا اُلٹا لٹک گیا اور سحر بھول گیا پری نے عمرو سے بیدار کرکے عرض کیا کہ کوئی
آیا ہی عمرو پری پر خفا ہوا کہ کہدیا تھا مجھے نہ جگانا اور تو نے جگا دیا اور اُٹھکر کوڑا ساحرون کو مارنا شروع
کیا انھون نے فریاد کرنا اور دوہائی دینا آغاز کیا اور ساحر جو باہر کھڑے تھے وہ سحر کرنے لگے کسی نے سحر کیا
کہ دریاے آتش پیدا ہوا اور منڈھی اسمین غرق ہوگئی اسقدر آتش نے مثل آب کے طغیانی کی لیکن
منڈھی کو کچھ ضرر نہوا جب آگ کو ساحرون نے اس ارادے سے کہ عمرو کو دیکھین جل گیا یا نہین فرو

کیا دیکھا عمرو اسی طرح زد و کوب ساحرون کو کر رہا ہی یہ دیکھکر پھر سحر کرنے لگے کبھی تیھر برسا کر منڈھی کو چھپا دیا کبھی پانی مین سحر کر کے غرق کیا اور تلوارون سے منڈھی کو کاٹنے کا قصد کیا لیکن کچھ نہوا اور جو اندر گیا انسان ہوکر لٹک گیا اسوقت عمرو نے بہار سے کہا کہ اری ملکہ اگر مین چاہتا تو تمھین پہلے ہی بغیر عیاری کے گرفتار کر لیتا لیکن میرے آقا کا حکم نہین ہی کہ اس طرح کسی کو ہلاک کرون ہان تم لوگ ساحری کرتے ہو اس لحاظ سے ہم لوگ تم سے بہ مکاری و عیاری پیش آتے ہین اور اگر تم لوگ بمردانگی مثل پہلوانون کے مقابلہ کرو تو شہزادہ اسد ہم نبرد ہو اور پھر عیار عیاری نکرین اب بھی لازم ہی کہ اطاعت کرو ورنہ اے بہار قسم ہی پروردگار کی قتل کر کے صاف مین چلا جاؤنگا کوئی میرا کچھ نہ کر سکے گا بہار نے کہا خواجہ مجھے چھوڑ دیجیے مین تابعدار ہوتی ہون عمرو نے منڈھی سے حکم کیا کہ بہار کو چھوڑ دے حسب ارشاد بہار رہا ہوئی اور منڈھی مین ٹھہر کر سوچنے لگی کہ جان دینا ہی گوارا کرون یا عمرو کی اطاعت کرون عمرو نے قیافے سے پہچانا کہ بہار کو ابھی مطیع ہونے مین تامل ہی اسوقت کہا کہ اے بہار تجھ ایسی محبوبہ حسینہ زیرک اور دانشمند ہوکر زمرد شاہ کو سجدہ کرے اور کچھ اپنے مآل کار پر غور نکرے یہ امر بہت بعید ہی زمرد شاہ اگر کسی طرح کی لیاقت اور قدرت رکھتا ہوتا تو یون دربدر ہاتھ سے حمزہ صاحبقران کے بھاگتا نہ پھرتا بس آگاہ ہو کہ خداوند عالم خالق دوجہان ہی کہ ابیات

شہ لا شبیہ و شریک لہٗ　　الٰہ الصمد وحدہٗ وحدہٗ
سمیعٌ بصیرٌ علیمٌ خبیر　　محیطٌ علٰے کل شئے قدیر
کریم و دحید و غفور الرحیم　　حمید و مجید عزیز الحکیم
صفا بخش افلاک شمس و قمر　　ضیا بخش نور جبین سحر
خداوند و علام و دانائے غیب　　مبرا ز نقص و معرا ز عیب

پھر ایسے خداوند اور خالق حقیقی کی بندگی چھوڑ کر اسکے بندے یعنے لقا کو پرستش کرنا زیبا نہین اس خارستان فسق و فجور سے نکلکر گلشن ہدایت کی سیر کرو لقا اور افراسیاب چند روز مین مار ڈالے جائینگے یہ خیال بیجا ہی کہ لقا بچا لیگا الغرض عمرو نے ایسا کچھ وحدانیت پروردگار مین بیان کیا اور اپنی شوکت از راہ عیاری دکھائی اور عظمت اپنی منڈھی استادہ کر کے جتائی کہ بہار کے آئینۂ دل سے زنگ کفر دور ہوا قلب کو سرور ہوا اور گانے پر بھی عمرو کے فریفتہ تھی دوڑ کر قدم پر عمرو کے سر رکھ دیا اور عرض کیا کہ مین ایک کنیز ناچیز آپکی ہون عمرو نے سر اسکا سینے سے لگایا اور کہا اے ملکہ از راہ عیاری جس طرح مین تمکو باجی کہتا تھا اب بھی تم میری بہن ہو انشاء اللہ دیکھنا کہ اس طلسم مین کیا تمھارا رتبہ ہوتا ہی

بہار نے عرض کیا کہ مین بھی کوئی قصور جانبازی اور سرفروشی مین نہ کرونگی الحاصل یہ عہد و میثاق باہم کرکے ملکہ بہار منڈھی کے باہر نکلی اور افسران فوج سے کہا کہ مین نے اطاعت عمرو اختیار کی تم لوگ اگر میری نوکری کرو بہتر اور اگر تمھین اطاعت عمرو نہ منظور ہو تو جدھر جی چاہے چلے جاؤ غرضکہ کل فوج نے اقرار اطاعت کیا اور بہار نے کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ لشکر مہرخ جو دیوانہ ہو رہا تھا اور شعر عاشقانہ ہر شخص پڑھتا تھا وہ موقوف ہوا اور سب ہوش مین آئے گجرے پھولون کے جو بندھے تھے وہ مرجھا کر ہاتھون سے کھل گئے اب ساٹھ ہزار کا لشکر بہار کا تھا اُس مین سے جو پہلے قتل ہوا وہ مارا گیا باقی قریب پچاس ہزار ساحر کے مطیع الاسلام ہوے بہار جادو نذر لیکر چلی عمرو نے منڈھی اکھاڑی اور روانہ ہوا بہار پاس مہرخ کے آئی اور مہ جبین کو نذر دی شہزادہ اسد نے اور مہرخ نے بہار کو گلے لگایا اور کہا تمھارے آنے سے ہمارے لشکر کو تقویت ہوئی مہ جبین سب کو لیکر بارگاہ اور خیام شاہی جہان نصب تھے وہان آئی کیونکہ وہ مقام پانچ کوس لشکر بہار سے تھا اب بہار اور نافرمان کے شریک ہونے سے لشکر بہار اور مہرخ ایک ہوگیا وہ فاصلہ جاتا رہا لاکھ ڈیڑھ لاکھ فوج ساحران ملازم مہ جبین ہوئی غرضکہ جب سب افسر وغیرہ اپنے مقام پر آئے عیش و عشرت مین مصروف ہوے بہار آکر کرسی جواہر آگین پر دربار مین مہ جبین کے بیٹھی ارباب نشاط حاضر ہونے لگے جام مے ارغوانی کا دور آغاز ہوا عیار بھی لشکر مین آئے اور شریک بزم عیش ہوئے اُسوقت خبر طائران سحر نے آکر عرض کیا کہ سپہ سالار ملکہ مہرخ موسع لشکر داخل ہوا مہرخ نے لوگ بہر استقبال بھیجے لشکر کو اُترنے کا حکم صادر فرمایا شمشاد فیل پیکر پاس مہرخ مو کے حاضر ہوا فرد اسباب و خزانہ کی جو ہمراہ لایا تھا پیش کرکے اسباب و مال سپرد کیا الحاصل یہ سب بدلجمعی تمام عیش و آرام مین مشغول ہوے لیکن افراسیاب کو آزردہ ہوکر ملکہ بہار کا چلے آنا بہت شاق گذرا تھا جب بہار اجازت رزم لیکر بسبب کج بختی حیرت کے روانہ ہوئی اور ایک دن کا عرصہ ہوا افراسیاب ازبسکہ عاشق ہی یہ بھی منغص ہوکر طرف کوہ جینی کے چلا گیا جسدن کوہ جینی پر پہونچا یہ بہار گلہاے رنگا رنگ سے مثل گلدستہ کے ہو اور ہزار در ہزار رنگ کے درخت گلدار اور سایہ دار لگے ہین جانور زمزمہ سرائی کرتے ہین افراسیاب دل بہلانے لگا لیکن غنچہ و گل کو دیکھکر اور زیادہ یاد اُس گل پیرہن یعنے ملکہ بہار جادو کی آئی چند شعر پڑھے اور غم دل کو برطرف کرنا چاہا جب دل مضطر تسلی یاب نہوا اسوقت ایک نامہ پر از اشتیاق و عذر و معذرت حال ماضی متضمن بہ شکر رنجی ملکہ حیرت تحریر کیا جسکا مضمون یہ تھا کہ بیت ازخون دل نوشتم نزدیک دوست نامہ ÷ انی رایت دہراً من ہجرک القیامہ بلکہ ۵ سواد دیدہ حل کردم نوشتم نامہ سوے تو

کہ تا ہنگام خواندن چشم من افتد بروے تو ✣ جہاندار کشور خوبروئی شہریار اقلیم نکوئی سلطانۂ ملک حسن و جمال خسرو ماہ طلعتان نخستین مقال ضیا افروز چہرہ ور وے پری نور افزاے رخسار دلبری گلعذار سراپا بہار جان عشاق ملکہ بہار سلامت چمن آرزو گلہاے مراد سے وزرات رنگین رہے ہر شاخ تمنا مین مثل لب لعلین تمھارے کے تزیئن رہے غنچہ راحت و آرام اس باغ ہستی مین بشکل دہن صبح خندان اور شام کلفت بصورت چہرۂ منفعل سر در گریبان اے جان جان تمھارے ناراض ہو کر روانہ ہونے سے اپنا درد مفارقت سے یہ حال ہو کہ ابیات

دل من ز دور دیدت ز چمن فراغ دارد ✣ کہ چو سرو پاے بند است و چو لالہ داغ دارد
سر فرو نیاید بکمال ابروے کس ✣ کہ درون گوشہ گیران ز جہان فراغ دارد
سزد ار چو ابر بہمن کہ درین چمن بگریم ✣ طرب آشیان بلبل بنگر کہ زاغ دارد
من و شمع صبح گاہی سزد ار بہم بگرییم ✣ کہ بسوختیم و از ما بت ما فراغ دارد
سر درس عشق دارد دل درد مند حافظ ✣ نہ بخاطر تماشا نہ ہواے باغ دارد

حیرت کے کہنے کا برا نہ ماننا مجھے اپنا عاشق صادق جاننا اس مہم عظیم سے واپس آؤ عاشق کو شربت دیدار پلاؤ کسی اور ملازم کو بھیجا جائیگا کام حریفون کا وہ تمام کریگا تمھین مسند ناز زیبا ہو سینۂ عاشق پر سونا اچھا ہو تم مبارز معرکۂ شب زفاف ہو نہ میر دشت مصاف یہ قلمبند کر کے سحر پڑھا زمین شق ہوئی ایک پتلا پیدا ہوا اُسے نامہ دیکر حکم کیا کہ جہان بہار بیٹھی ہو وہین یہ نامہ پہونچانا پتلا نامہ لیکر چلا یہان بہار مطلع ہو کر بارگاہ مہرخ مین جلوہ فرما ہو کہ پتلا آکر پہونچا اور نامہ دیا بہار نے پڑھکر جواب لکھا کہ فلک بارگاہ انجم سپاہ مشتری خصائل زہرہ شمائل برجیس غنیم عطارد رقم بہتر سے بہتر ساحران جہان کے افسر عالی جناب شہنشاہ افراسیاب سلامت غرض عشق کسے فارغ البالی نصیب رہے اور چشم خوبان مین صورت زیبا تمھاری حبیب رہے نامہ محبت شمامہ کہ سراسر گلدستہ گلستان محبت اور لو بادۂ بوستان مودت تھا پہونچا عشق کجا اور عاشقی کا نام جہان سے اُٹھ گیا کس لیے کہ جو چاہت کو میری آپ نہ دم دے کے پوچھیے اپنے ہی دل سے آپ قسم دیکے پوچھیے ✣ فی الحال اپنے مافی الضمیر سے آگاہ کرتے ہین قطعہ

بدنامی سہین گے ہم تمھاری خاطر ✣ رسوائی سہین گے ہم تمھاری خاطر
تم بھی جو کرو بات ہماری منظور ✣ تو کیون نہ کرینگے ہم تمھاری خاطر

آئینہ رخسار حیرت کے حیران رہو ہمسے ہاتھ اُٹھاؤ اگر دعوی عشق ہمارا ہی تو تحفۂ طلسم لیکر مع قید شاہزادہ بدیع الزمان اور ملکہ تصویر جادو کے یہان آؤ اور اطاعت عمرو کی اختیار کرو کہ بغیر اب بدل تابعداری

عمرو کی اختیار کی ہی اور اپنی جان اُنکے قدمون پر نثار کی ہی نامہ تمام والسلام جواب چیلے کو حوالے کیا وہ
لیکر کوہ چینی پر آیا افراسیاب نے نامہ پڑھا اور ایک شعلہ آہ کا سینے سے نکالا کہ جسنے عقل و ہوش کو جلا
دیا بیقرار و بیتاب ہوکر اسیوقت دستک دی کہ گھٹا برروے ہوا آئی اور ابر آکر پہاڑ پر اُترا اُسپر تین ساحر
سوار تھے اُنھون نے افراسیاب کو مجرا کیا دیکھا کہ افراسیاب بکمال غمگین اور آزردہ ہی وہ ساحر دست بستہ
سامنے کھڑے رہے افراسیاب نے حکم دیا کہ اے شدید جادو اے قہر جادو و عذاب جادو تمھین چاہیے
کہ با فوج بیکران یہان سے روانہ ہو اور ملکہ بہار مجھسے خفا ہوکر لشکر حریف سے ملگئی ہی اُسے جس طرح
ہوسکے سمجھا کر میرے پاس لے آؤ اور اگر براہ آشتی نہ آئے تو زبردستی مقابلہ کرکے گرفتار کرنا اور مین
تمھارے لیے قبر جمشید پر جاکر ایک تحفۂ طلسم لاتا ہون بہار زبردست بہت ہی یون گرفتار نہوگی مین چادر
جمشیدی بھیجونگا اور اسی لیے قبر جمشید پر جاتا ہون لہذا تم روانہ ہو چادر پہونچنے کا انتظار کرنا وہ
تینون ساحر کوہ چینی کے متصل جو ملک واقع ہین وہین کے حاکم ہین بموجب حکم افراسیاب
اپنی جاے حکومت پر آئے اور ستر ہزار کا لشکر تیار کرکے روانہ ہوے کہ **نظم**

حرامی لعینان مردار خوار	زمردِ پرستان ہمہ نابکار
بمیدان برفتند از ہر طرف	چو افواج دجال بستند صف
صدا ہا برون آمد از طبل جنگ	وزنگا وزنگ و وزنگا وزنگ
بود شور طبل و چنان گرناے	تو گوئی بجنبد کوہ زجاے

القصہ بعد کوچ و مقام شام و پگاہ متصل لشکر مہرخ پہونچے خیام لشکریان نصب ہوے اردوے معلے
کا نقشہ درست ہوا لشکر اُترا شدید داخل خیمہ ہوا آمد فوج کی خبر طائران سحر نے جاکر مہرخ اور
مہ جبین سے عرض کی مہرخ نے افسران فوج کو بلا کر حفاظت کی تاکید کی لشکری ہوشیار ہوے
سردار سالار سحر جگانے لگے کہ مبادا شدید غفلت دیکر ضرر پہونچائے اور فوج پر چڑھ آئے باجے پلٹنون
اور رسالون مین بجنے لگے ہتھیار صیقل ہوتے تھے مگر افراسیاب کوہ چینی سے باغ سیب مین آیا
سب نے تعظیم کی لیکن افراسیاب کے تیور پر بل پڑا ہوا بکمال آزردہ آکر تخت پر بیٹھا حیرت نے کہا
اے شہنشاہ مزاج ہمایون کیسا ہی افراسیاب نے بغصہ جواب دیا کہ اے حیرت تمھاری کج بحثی
نے آخر یہ نوبت پہونچائی کہ ملکہ بہار جادو جاکر شریک عمرو کے ہوئی حیرت نے عرض کیا کہ اے
شہنشاہ اُس چھوکری کو بڑا غرور ہوگیا تھا اپنا ثانی دوسرے کو نہ جانتی تھی تیور اُسکے پہلے ہی سے
بد تھے میرے سامنے مہرخ کی تعریف کرتی تھی شہنشاہ کو اسکا ملال نہ چاہیے بہت جان نثار ایسے

ہین کہ آن واحد مین اُسے گرفتار کر کے حاضر حضور کرینگے افراسیاب نے کہا یہ فقط کہنے کی باتین ہین لاکھون روپیے صرف کر کے صرصر اور نافرمان اور بہار وغیرہ کو پرورش کیا سحر سکھلایا اب یکایک کیونکر ان سب کو قتل کر ڈالون اور مین اب تک یہی چاہتا ہون کہ ان سب کو راہ راست پر لاؤن لہذا مین جاتا ہون قبر جمشید پر وہان سے چادر لاؤنگا اب تم گنبد نور پر جاؤ مجھے تمھارا رہنا نہین منظور انسان تالیف قلوب کر کے اپنی فوج کے سردارون کا دل بڑھاتا ہی یا برا بھلا کہکر دشمن بناتا ہی یہ کہکر طرف قبر جمشید کے روانہ ہوا اور حیرت رنجیدہ ہو کر طرف گنبد نور کے آئی مگر یہان شدیداد اور قہر وغیرہ نے کئی نامے پے در پے پاس بہار جادو کے بھیجے اسمین مضمون فہمایش اور پند ونصیحت کے تھے کہ ای ملکہ اب بھی کچھ نہین گیا ہی مالک سے سرکشی کرنا اچھا نہین چلی آؤ نمکحرامون کا ساتھ ندو دین جمشید وسامری نہ برباد کرو بہار نے ہر بار جواب سخت دیا دن بھر سوال وجواب تقریر بیجا رہی یہان تک کہ وہ دن گذرا اور ساحر شب نے ہوم کرنے کیلیے دانہاے انجم کو بدلے رائی سرسون کے ظلمت کی جھولی سے نکالا اور ہندوے زحل فلک ہفتم پر آسن مار کر بیٹھا اور سحر انیا جگانے لگا سلطان فلک چہارم سے مقابلہ ٹھہر گیا کہ ابیات

فروزان چو شد شمع پرنور ماہ	منور شد این اطلسی بارگاہ
برآمد پے گشت بہرام چرخ	نہ برداشت از فتنہ یک گام چرخ
سواد زحل بہر تیرہ دلان	چو سرمہ گلو گیر شد در جہان

شدیداد اور قہر وغیرہ نے مشورہ کیا کہ شہنشاہ کے اگر چادر جمشید لانے کا راستہ دیکھین گے تو سارے طلسم مین نامرد کہلائینگے اس بہار کی حقیقت کیا ہی طبل جنگ بجوا کر اُسے گرفتار کرو جب تک چادر آئے اپنا کام کر رکھو کہ باعث ناموری ہی یہ صلاح ٹھہرا کر حکم طبل رزم کے بجنے کا دیا ساحرون نے نقارہ رزمی بجایا کہ نظم

برآمد ز نقارہ ہش این صدا	کہ آمد محل قضاے شما
بہ دوزخ بود جاے کافر مدام	بحق محمد علیہ السلام

صرصر کو خبر طائرون نے سحر کے طبل رزمی بجنے کی دی ادھر بھی دہل زنی ہوئی اور نفیر سحر بجی فوج کے افسر سامان حرب کرنے لگے چار پہر رات تیاری رہی نیگالی باجے بجا کے پوئین تالی گیئین اور بیرون کو بھینٹ دیکر قابو مین کیا چوکیان بلائین سو من بھوگ ہر ایک کو لگایا بھوگ دیکر وعدہ لیا ایک دوسرے نے حریفون کے نام پر منتر کی جاپ کی جوت کا مٹیان اُڑایا مال کی گیلی مٹی بر ناریل ناری کے ساگ مین لپیٹ کر دیا

جلایا کالا بھجنگا اور کلچڑی اور نیل کنٹھ کے خون سے جوت اُڑایا گیا چراغ کی لو تیز کی سان کی مٹی تیلی کے
مردے کی راکھ مرگھٹ کے ٹھیکرے مُردوں کی ہڈیاں جمع کر کے دستک پڑھنت کی تیار کی ناریل اور ترنج
ونارنج کی لاگ مقرر کی جو سامری وجمشید کی بول کرا گیاری پڑھائی رات بھر کی دھونی رما کر سو رہے
ادھر بہادروں نے خنجر ہائے آبدار کو تیز کیا سان دیگر سنگ چٹایا تلواروں کی باڑھ کو دررا بنایا کھانڈوں
کے دو دو انگل کے پٹھے چڑھوا دیے باڑھ ہاتھ سے پٹنے لگی شمشیر ہر ایک آئینہ عروس مرگ بن گئی لوہا ایسا
صاف ہوا کہ ہر ایک عازم دشت مصاف ہوا رات بھر شجاعت کی باتیں جوانمردی کی گھاتیں رہیں
یہاں تک کہ شعبدہ باز فلک نے حقہ زرین کیسۂ مشرق سے نکالکر تماشاگاہ چرخ میں گردش وہ ہوا اور
خنجر بغدادی خورشید کو ترک فلک نے آسمان کی سان پر لگایا نظم

دگر روز کابن خسرو خاوری بدانداز کفش ریزہ سندروس	برآمد ازین چرخ نیلوفری فرو ریخت بر صفحۂ آبنوس

شاہزادہ اسد نے صبحدم فریضہ نماز بجا ادا کیا ہر ایک ساحر کہ مطیع الاسلام ہو دل سے یاد خدا کرنے لگا
بظاہر اُسی طرح اپنی حالت ساحری پر رہا یکایک وردی پلٹن کی بجی لشکر میں ترئی بجی کمر بندی ہوئی
افسر سوار ہوئے سوار و پیدل مرنے پر تیار ہوئے ایک طرف تخت مہ جبین کا دلآرام بزور سحر اڑاتی
ہوئی ظاہر ہوئی صرصر اور نافرمان اور شکیل اور صرصر موا ور بہار بڑے کروفر سے تخت پر اور طاؤسہائے
سحر پر سوار حاضر خدمت ملکہ مہ جبین ہوئیں اور سب نے فراغت مجرا کیا قلب لشکر میں تخت شاہی کو
رکھ لیا جوق جوق طوق طوق بیرق بیرق اور سنجق سنجق علم علم اور حشم حشم ساحران نامی بازوئے
بط داؤ در پر سوار وار دشت مصاف ہوئے ایک سمت سے شہزادہ اسد فوج غیر ساحران لیے
مرکب کوہ طفل کوہ سرین پر سوار ران پٹری کی ارگمٹ دکھاتا گھوڑا طرارے بھرتا ظاہر ہوا کہ ابیات

مشتری رایت و قمر منظر سوے بالا چو دعوت مظلوم	آسمان گردش و زمین پیکر سوے پستی چو رحمت داور

لشکر صرصر کے آگے بعہدہ سپہ سالاری آکر اسد ٹھہرا تھا کہ سامنے سے بجلیاں چمکنے لگیں رعد کی طرح
آواز ہیبت ناک پیدا ہوئی کالے کالے بادل جنگل سے امڈے فوج شدید اور عذاب اور قہر لیے ہوئے
مثل دریائے مواج کے بڑے جوش وخروش سے آکر پہونچے ساحروں نے بجلیاں گرائیں درخت اور
جھاڑیاں جل گئیں سامنے کی آڑ ہٹی پھر ابر سحر برسایا گرد و غبار بیٹھایا صف آراؤں نے صف آرائی کی
چودہ صفیں مثل سد سکندر کے جانبین سے آراستہ ہوئیں نقیب شاہان ماضی کا حال پڑھکر ترغیب

جنگ بہادروں کو دلانے لگے گردکیت ہرسمت پکارتے پھرتے تھے کہ بہادران نظم

با حوالِ جم جاے عبرت نکوست
سکندر کہ یک عمر آئینہ ساخت
نظر کن دریں طاق بازیچہ زنگ
کجا رفت خسرو چہ شد کیقباد
فریدوں خداوند اکلیل و تخت
جگر خون شد از دہر افراسیاب
بنجاک سیہ فرق رستم نگر
چو بیژن بچاہ بلا شد ہزار
جہاں با کسی پائدارے نکرد
مگر آں کہ نام شجاعان عصر
شجاعت خدا و رسل را پسند
کدام است کس آں یل ارجمند
دہد جلوہ نام جد و پدر

نشانی نہ از کاسۂ مغز اوست
ز آئینۂ مرگ چوں رنگ باخت
کہ بشکست چوں فرق کسری بسنگ
نداری ز کاؤس و دارا بیاد
ز دنیا بناچار بربست رخت
کہ گشتی از و زہرۂ شیر آب
کہ او دید و دیدے از گرز را دکوہ سر
نماند آں یل بر زوے نامدار
بکس ایں جفا پیشہ یاری نکرد
بماند نکو تا بہ فردا ے حشر
شجاعان دنیا بجنت رسند
کہ آید بہ میدان تیغ و کمند
بہ پیش شجاعان شود جلوہ گر

نقیبوں کی صدا نے ہر ایک کو مرنے کی آرزو جتائی لڑنے کی ہوس بڑھائی قہر نے اژدر بڑھایا اور میدان میں آیا آگ پتھر برسا کر اپنی اولوالعزمی دکھا کر نہیب دی کہ اے فرقہ نمک حرام آؤ میرے مقابلہ کو کہ گوشمالی تمھیں واجبی دی جاے نافرمان نے اپنا طاؤس اُڑایا اور تخت مہ جبین کے سامنے آئی اجازت حرب چاہی مہ جبین نے خلعت دیا سپر دبخدا کیا نافرمان سامنے اس نافرمان کے آئی سحر چلنے لگا قہر نے ایک ناریل مارا کہ گولے کی طرح آکر ران پر نافرمان کے تڑا توڑ کر پار نکل گیا یہ زخمی ہوئی اُسوقت مصرخ نے تخت بڑھایا اجازت لیکر سامنے اسکے گئی اُسنے گولا اُسکے بھی مارا مصرخ مونے خالی دیکر اپنی کاکل کو پریشان کیا اور ایک ڈبیا یاقوت احمر کی نکالی اور اُسکو کھولکر ستارے نکالے اور ہاتھ پر رکھکر اُڑا دیے کہ فلک کی جانب جاکر تابندہ ہوے اور وہاں سے تیر شہاب کے مانند ٹوٹ کر جوگرے قہر کو توڑ کر زمین میں چلے گئے شور قیامت کی طرح صدائیں آنے لگیں مصرخ کے ساحروں نے سحر پڑھکر قہر کے اپنے قابو میں کیے ران جاک کر کے خون کے چھینٹے بھینٹ میں دیے وہ آفت مٹی عذاب جادو نے پھر مقابلہ کیا اسطرف سے شکیل نے اپنا اژدر نکالا عذاب نے ترسول کے کئی حلے کیے شکیل نے سب چوٹیں خالی دیں

اور سحر پڑھ کر تلوار کا وار کیا کہ وہ تیغہ سحر برق بنکر جو گرا اُسکے خرمن ہستی کو جلا دیا اُسوقت شدید بغضب
شدید میدان مین آیا اور ایک سانپ جھولی سے نکال کر میدان مین پھینکا کہ اس سانپ نے شکیل کو کاٹا
ہر چند اُسنے رد سحر کیا کچھ نہوا بیہوش ہوکر گرا صرخ نے اُٹھوا منگایا اور ساحر جھاڑنے کیلیے مقرر کیے کہ مرنہ جائے
اُسوقت صرخ مو بمقابلے کو نکلی سانپ نے اُسے بھی گھیرا اُسنے ایک طاؤس کا غذ کا کتر کر سحر کرکے اُڑایا کہ
وہ طاؤس اُڑتا ہوا آیا اور سانپ کو منقار مین داب کرلے گیا دونون لشکرون سے واہ واہ ہوئی کہ شدید
کو غصہ آیا اور کمان مین تیر رکھ کر سحر پڑھکر مارا صرخ مو نے دستک دی چالیس سپرین آپ سے آپ سامنے آگئین
مگر تیر شدید کا سب سپرون کو توڑ کر صرخ مو کے شانے پر لگا کہ یہ بھی زخمی ہوئی اور میدان سے ہٹ گئی
اسوقت شدید نے للکارا کہ اے بہار مین تیرے گرفتار کرنے کو آیا ہون تو آکر مقابل ہو کہانتک چھپے گی بہار
تخت پر بازیب وزینت جلوہ گر تھی اور کئی سو خواص در در گوش مرصع پوش سامنے پھولون کی ڈالیان
لیے کھڑی تھی گلدستے سامنے چنے تھے کہ شدید کا پکارنا سنا فوراً تخت آگے بڑھایا اور ایک گلدستہ اُٹھا کر جنگل
کی طرف مارا کہ پہاڑون کی جانب سے ایک ظلمت مثل شب دیجور پیدا ہوئی اور تاریکی تمام عالم مین چھاگئی
اُسوقت بہار نے مقابلہ کھولکر اپنی پیشانی پر افشان اور چاند تلکی لگائی اُسوقت اس تاریکی مین ایک جلد
اور ستارے چمکتے ہوے دکھائی دینے لگے اب یہ معلوم ہوتا تھا کہ چاندنی رات ہے دن نہ ظاہر ہوتا تھا شدید دو شکیں
رد سحر پڑھکر دینے لگا کہ بہار نے دوسرا گلدستہ مارا اور پکاری کہ اے بہار آؤ جھونکے ہواے سرد کے آنے لگے اور
لشکر شدید کے ساحر تالیان بجانے لگے کہ بہار نے تیسرا گلدستہ مارا ہزارہا عورت نازنین مہجبین ہاتھون مین ساز
اور باجے لیے پیدا ہوئین اور وہ عورتین بعضی ترکن اور بعض فرنگن اور ہنما درمالے وار سب ملک کی اور
ہر ایک قوم کی تھین اور سب مہ پارہ غیرت وہ مہروماہ تھین پس اُنھون نے ساز اپنے اپنے نہایت خوش آہنگی
سے بجاے کہ لشکر حریف ان زہرہ وشون پر عاشق ہوا کہ بہار نے چوتھا گلدستہ مارا کہ آنکھین اہل لشکر کی بند
ہوئین اور موسم بہار کا ظاہر ہوا عجب لطف تھا کہ شب ماہ مین پھولون کی بھینی بھینی خوشبو آتی تھی اور باغ
و چمنستان دور تک دکھائی دیتے تھے نسیم مشک بار ہر پیناے شجر سے سر ٹکراتی تھی غنچے چٹک کر جماہی
لیتے تھے کہ بقول شاعر نظم

بساط خاک سے خوش کیون نہ ہو مزاج ہوا
کہ روکش پر طوطی ہے سطحۂ غبرا

نسیم ہو رہی ہے صدقے ہر خیابان پر
گلون سے بھرتی ہے دامن کو اپنے باد صبا

زبسکہ محو تماشاے لالہ و گل ہے
نہین جھپکتی ذرا چشم نرگس شہلا

شگوفے یون نظر آتے ہین باغ مین ہر جا
ہر ایک شاخ پہ گویا کہ ہین ید بیضا

کسی کے نرگس مخمور سے جھکے ہیں یہ	جو سر جھکائے ہیں ہر گل بر دوش باد صبا
صبا پہ ایکی برس اسقدر ہی رنگ نشاط	کہ ہاتھ ہوتے ہیں رنگین چھو کے رگ حنا
کسی کے روے عرقناک کے تجسس میں	چمن میں قطروں سے شبنم کے گل ہیں آبلہ پا
ہر ایک گل پہ کرے تانستار گوہر اشک	اسی امید پہ کہسار سے اٹھی ہے گھٹا
چمن میں دیکھ کے گل نخل بار و ہر سو	یہ کہہ رہی ہے اُٹھا کر چنار دست دعا
میں بے ثمر ہوں مجھے بھی ثمر عطا کیجیو	الٰہی حرمت فصل بہار کا صدقا

بہار تخت سے اُتر کر درمیان چمنستان کے چلی گئی اور وہ زنان پری پیکر جو صحرا سے آئی تھیں وہ بھی داخل باغ ہوئیں شدید اور سب اہل لشکر گلشن کے اندر جب جانے لگے دیکھا کہ سامنے سے بہار ظاہر ہوئی اور اوسوقت اُسکے حسن و جمال کی یہ کیفیت تھی کہ اگر حور بھی دیکھتی تو اُسکی کنیز ہو جاتی نظم

ماہ سے کب جبین مقابل ہے	نقص داغ اُسمین ہے یہ کامل ہے
رشک خورشید تھی وہ پیشانی	چاند سے تھی دو چند نورانی
وصف ابرو میں کیا کروں تحریر	تھی دعاے ہلال کی تفسیر
کیا ہو تعریف چشم ہوں حیران	صاد کہتے تھے قاری قرآن
روشنی قلوب تھیں آنکھیں	چشم بد دور خوب تھیں آنکھیں
غنچہ بینی و گل رخسار	چمنستان عیش کی تھی بہار

بہار کو دیکھتے ہی شدید شیفتہ ہوا لیکن بہار نے ایک خواص کو اشارہ کیا کہ وہ نشتر اور طشت لیکر آئی اور پکاری کہ اے فریفتگان جمال عدیم المثال ملکہ بہار مہر تمثال تھوڑا خون اپنے جسم کا نذر اُس سفاکہ کے کرو یہ نشتر اور طشت حاضر ہے اسکی رسید دو یہ صدا سنکر ساحران لشکر شدید دوڑے اور ایک دوسرے پر سبقت آنے میں کرنے لگا جو پاس اُس کنیز کے آیا اُسنے ہاتھ کی فصد کھولدی طشت ہاتھ کے نیچے رکھدیا کہ خون اُس میں گرنے لگا اور وہ بیہوش ہوگیا پھر دوسرا آیا اُسنے بھی رگ جان پر نشتر کھایا اور یہ کہتا ہوا بیہوش ہوا بیت

مرا کشتے و تکبیرے نگفتی	عجب سنگین دلے اللہ اکبر

اب طرفہ ہنگامہ بپا و گرم تھا اور لاش پر لاش گر رہی تھی ایک دوسرے پر پیش قدمی نشتر کھانے میں کرتا تھا اسی اثناے میں بہار نے دوسری کنیز سے اپنی اشارہ کیا کہ شدید کو طلب کرے کنیز نے بہ آواز بلند کہا اے شدید ملکہ عالم تمھیں طلب فرماتی ہیں جلد آؤ شدید طرف بہار کے کنیز کی صدا سنکر چلا اور بہار اُسے آتے دیکھ کر وہاں سے پھری اور اُس گلشن سحر میں دور جا کر ٹھہری شدید پیچھے پیچھے مست

تمام قریب آیا دیکھا کہ بہار چھڑی ہاتھ مین لیے گلگشت کر رہی ہی جوڑا زرچھا بندھا ہی آنچل پلو کا دوپٹا سینے سے ڈھلکا ہوا ہی پایچے کلا ئیچے پر پڑے ہین برابر زانون کے سلوٹین پڑی ہین گہنا پھولون کا پہنے سیر چمنستان کے مصروف ہی جیسا حسن پہلے تھا اُس سے اِسوقت سوحصے زیادہ ہی شدید دست بستہ سامنے کھڑا ہوا بہار نے ایک چھڑی ماری اور کہا اسی منہ پر دعوی عشق کا رکھتا ہی کہ حیرت نے سر دربار مجھے گالیان دین برا بھلا کہا اور تو نے کچھ اُسکا معاوضہ نہ کیا شدید نے کہا اے راحت جان مجھے کب یہ کیفیت معلوم تھی بہار نے دو تین چھڑیان اور لگائین اور کہا حرامزادے تو نے اب جو یہ ماجرا سُنا تو کیا کیا کچھ بھی تجھے میرا پاس ہوا اُسنے عرض کیا کہ اگر آپ حکم دین تو حیرت کو جوتیان لگاتا سامنے لاؤن بہار نے چھڑی سے اُسے خوب پٹیا کہ سخرے ہم حکم دین جب تو بدلا لے تجھے آپ سے کچھ ہماری محبت نہین شدید نے چھڑیان سحر کی جو کھائین بیخود ہوگیا اور باقی حواس بھی جاتے رہے اور کہا اے ملکہ مین ابھی اُس غیبانی حیرت کو جھونٹے پکڑ کے لاتا ہون بہار نے کہا تیری بات کا اعتبار نہین بلا اپنے افسران لشکر کو اُسنے افسرون کو طلب کیا اسوقت بہار نے اس کنیز کو جو فصد کھولتی تھی منع کیا اور سب سردار پاس آئے اُسنے کہا تم سب کو اطلاع دیتی ہون اور رشتہ اقرار تمھارے ہاتھ مین باندھتی ہون کہ حیرت نے مجھے گالیان دی ہین جو اُسے جاکر بذلت تمام قتل کرے وہ میرے وصل سے شادکام ہو یہ کہکر ایک ایک گجرا پھولون کا کنیزون سے سب کے ہاتھ مین بندھوا دیا اور شدید کے ہاتھ مین خود گجرا باندھا بس شدید اور کل لشکر بتیابانہ شعر عاشقانہ پڑھتے روانہ ہوے اور ہزارون نشتر کھا کر راہی ملک عدم ہوے تھے غرض کل فوج خیمہ خرگاہ مال اسباب چھوڑ کر طرف گنبد نور کے چلے جب یہ جاچکے بہار نے پیشانی سے افشان چھڑائی اور پڑھکر دستک دی کہ وہ عالم بہار اور شب ماہ کی کیفیت سب برطرف ہوئی آفتاب نکل آیا لشکر مہرخ مین نقارے فتح کے بجے اور مال و اسباب لشکر شدید اپنے قبضے مین مہرخ نے کیا بہار جادو کے سر پر زر نثار کرتی ہوئی اور تعریف کرتی مہ جبین پھر بارگاہ مین داخل ہوئی اور خلعت گرانبہا عنایت کیا لشکر نے کمر کھولی سامان جشن کیا تھاپ طبلے پر پری ناچ ہونے لگا کہ بیت ہوئی گانے والون کی اک دھوم دھام ٭ تماشائیون کا ہوا اژدحام ٭ یہان تو یہ سامان عشرت برپا ہی لیکن شدید دیوانہ روے بہار بصد اضطرار زبون و زار دریاے خون رواں کے پار اُتر کر قریب گنبد نور پہونچا اور وہین سے گالیان حیرت کو دینے لگا کہ پکڑ لاؤ اس قحبہ کو فاحشہ حرامزادی مردار حیرت نابکار کو اُسنے میری معشوقہ کو گالیان دی ہین اور شہر نا پرسان مین آکر لوٹ شروع کر دی جو ساحر ملا اُسے ہلاک کیا واویلا فریاد الغیاث کا شور تمام شہر مین برپا ہوا حیرت گنبد نور پر تھی جب یہ ہنگامہ اُسنے سُنا

ساحرون سے کہا دیکھو یہ کیا ماجرا ہو ساحر گئے اور خبلائے حیرت نے بارہ ہزار ناقوس نواز جو اُس گنبد کے
درجہ پائین مین رہتے ہین اور سابق مین ذکر اُسکا ہوا تھا انھین حکم دیا کہ ان سب کو روکو وہ ساحر چلے اور شدید
کی فوج سے لڑنے لگے سحر جانبین سے ہونے لگا ناقوس نواز انسبکہ زبردست ہین انھون نے ہزارون کو
قتل کیا لیکن شدید لڑتا ہوا قریب گنبد نور کے پہونچا اور اوپر چڑھنے لگا مگر وہ گنبد طلسمی بحر بند ہر شدید
سے چڑھا نہ گیا گر پڑا پھر اُٹھکر چاہا چڑھ جاؤن پھر گرا اُنکی تو یہ کیفیت ہوا اور لڑائی زیر گنبد ہو رہی ہو مگر حال
افراسیاب سُنیے کہ ظلمات مین گیا اور وہان سے بیابان ہستی مین پہونچا اور اس جگہ سے دریاے آتشین طلسم
کو طے کیا اور قبر جمشید کے قریب پہونچا حال ان مقامات مذکور کا آگے تصریح وار بیان ہوگا انشاء اللہ فی الجملہ
اس جگہ لاکھون ساحر بہیئت مہیب قیام پذیر تھے اور ایک عمارت معلق بروے ہوا تعمیر تھی اور اُس قصر
مین جھولے پڑے تھے سات کنیزین جمشید کی ان پر جھول رہی تھین افراسیاب اُترکر قریب اُس عمارت کے
پہونچا دیکھا سارا مکان جواہر کا بنا ہی ہزارہا گھنٹہ ٹنگا ہی گنبد بنے ہین یہان جو ساحر رہتے ہین بلاے
بے درمان اور آفت روزگار ہین افراسیاب کے جانے سے گھنٹے بجنے لگے اور غلغلہ ہوا کنیزان جمشید جھولے
سے اُترکر آئین افراسیاب نے ریگ پائون سے کھڑے ہوکر جمشید کی پوجا کی اور پائون کی بوٹی کاٹ کر
گنبد پر اُس مکان کے چڑھائی اندر مکان کے جانے کی اجازت ملی اندر جب آیا ساتون لونڈیون نے سلام
کیا اور کہا اے شہنشاہ ساحران آج کدھر آئے افراسیاب نے کہا قبر خداوند جمشید پر جاتا ہون کنیزون
نے کہا ابھی قبر خداوند بہت دور ہی بیابان سردستان جب طے کرے اور تخت الشعاع کی روشنی پر چلے
اسوقت حجرۂ ہفت بلا تک پہونچے پھر اسکے آگے جب چلے تو قبر خداوند پر پہونچے لیکن اسی جگہ سے
قبر کی سرحد ہی اور کچھ تحفۂ طلسم یہان بھی ہین تو کس لیے قبر خداوند پر چلا ہی افراسیاب نے کہا چادر جمشید کی
مجھے دو کہ مخالفون نے گھیرا ہی جس کی مذمت خداوند سامری و جمشید کتاب سامری نامے مین لکھ گئے
ہین یعنے عمرو کی وہ طلسم مین آیا ہی ہزارون ساحر بندگان جمشید قتل ہو چکے ہین طلسم مین غدر ہو رہا ہی کنیزان
جمشید نے کہا چادر جمشید موجود ہی لیجا تو بادشاہ طلسم ہی تجھے اختیار ہی جو جی چاہے وہ کر یہان انگشتر
جمشیدی اور مالا وغیرہ نہین ہی اور کچھ چیزین خداوند کی طلسم نور افشان مین ہین کہ وہان کا
بادشاہ تیرا بھتیجا کوکب روشن ضمیر ہی کہ دریاے ہفت رنگ کے اوپر ہمیشہ تجھ سے اور
اُس سے جھگڑا رہتا ہی افسوس تو نے سارا ملک اپنا برباد کیا اور اب تحفہ جات طلسم پر نیت لگائی ہی
خداوند جمشید فرما گئے ہین کہ آخر بادشاہ اس طلسم کا بہت نالائق ہوگا کہ اس سے بند و بست کچھ
طلسم کا نہوگا سارے تحفے اور عجائبات غارت ہونگے اور ہماری بھی قضا اب قریب ہی تو ایک

ون ہمکو بھی لیجا کر لڑوائے گا تو وہ بھی آخر بادشاہ ہی کہ جسکی خبر خدا وند دے گئے ہین جاکر وہ صندوق جو سامنے رکھا ہی اُس مین چادر جمشیدی ہی لے لے یہ کہکر کلید ایک کنیز نے سامنے پھینکدی مگر افراسیاب یہ باتین ان کنیزون کی سنکر رونے لگا اور کہا اب آپ فرمائین تو مین چادر نہ لے جاؤن اور مین نے ہر چند چاہا کہ مہرخ وغیرہ سے مقابلہ نہ کرون اور اب تک یہی انجام سوچکر طرح دیتا ہون اور چاہتا ہون کہ وہ لوگ منحرف راہ راست پر آئین اسی لیے چادر لینے آیا ہون کہ سب کو گرفتار کرکے سزا دے کر پھر بدستور انھین سرفراز کرون کنیزون نے کہا یہ سب کچھ انتظام کرتا ہی لیکن صرصر شمشیر زن عیار بچی کو واسطے مقابلے عیارون کے کیون نہ بھیجا کہ جو ساحر تیری طرف سے لڑنے جاتا اُسکی وہ حفاظت کرتی اور یہ مکاری عیارون عمرو وغیرہ کی پیش نہ جاتی افراسیاب نے کہا سچ کہتی ہو اب یہان سے جاکر عیار بچیون کو بھیجونگا یہ کہکر کنجی لیکر صندوق کے پاس آیا اور اسے کھولا ایک شعلہ آتش اُسمین سے نکلا کہ جسم پر افراسیاب کے سوزش اسکی پہونچی افراسیاب نے فصد اپنی کھولکر خون اپنا بھینٹ مین دیا وہ شعلہ آتش فرد ہوا اُس مین سے ایک چادر ریشمی جواہر دوز خاک قبر جمشید سے بھری ہوئی نکلی تاثیر اسکی یہ ہی کہ اگر افراسیاب بھی سحر کرے تو صاحب چادر پر تاثیر نہ ہو اور اگر لشکر مخالف پر اُس چادر کو ہلائے ہوا سے اسکی کیسی ہی زبردست ساحرون کا لشکر ہو مگر بیہوش ہو جائے گا افراسیاب اُس چادر کو لے کر پھرا اور بزور سحر پرواز کنان طلسم باطن مین پہونچکر باغ سیب مین ٹھہرا اور سحر کی دستک دی کہ ایک ساحر نامی گرامی کہ جسکا سارا جسم مثل آتش کے دمکتا تھا زمین کے اندر سے نکل کر سامنے افراسیاب کے آیا اور سلام کیا افراسیاب نے اُسے دیکھکر حکم دیا کہ اے روتاس جادو یہ چادر جمشید لیجا اور ملکہ بہار اور مہرخ وغیرہ کو گرفتار کر لاؤ سوائے تمھارے کون لائق اُس چادر کے دینے کا تھا تم بھی معززان طلسم سے ہو روتاس نے عرض کیا کہ یہ شہنشاہ کی عنایت ہی جو مجھے ایسا جانتے ہین ورنہ مین بھی ایک بندہ سامری ہون اور حضور کی رعیت اور نوکر غرض روتاس نے فخر یہ چادر کو لیکر اپنے پاس رکھا اور عرض کیا کہ اکیلا جاؤن یا کچھ فوج بھی ہمراہ لون افراسیاب نے کہا فوج پہلے مین شدید اور قہر وغیرہ کے ساتھ بھیج چکا ہون تم بھی ازراہ احتیاط بارہ ہزار ساحر لے لو اور فی الفور روانہ ہو مین گنبد نور پر جاتا ہون وہین گرفتار کر کے سب کو لانا کہ وہ مقام فی الجملہ اور مقامات سے نزدیک بھی ہی اور ایسا بلند ہی کہ مین بھی تماشا تمھاری جنگ کا وہان سے دیکھونگا یہ کہکر خود سوار ہو کر افراسیاب گنبد نور کی طرف چلا اور روتاس نے اپنی جگہ پر آکر بارہ ہزار ساحر ہمراہ لیے اور خیمہ خرگاہ بار کرا یا نقارہ کوچ کا بجایا خود ہنس پر سوار ہوا اور چلا

نظم

بجنبش در آمد از ایشان زمین　　بمیدان کشیدہ عنان بہر کین
ہژبران جنگی بآئین جنگ　　کشیدند بر مرکبان تنگ تنگ
یزک بر یزک سو بسو در شتاب　　نہ در دل سکونے نہ در دیدہ خواب

اب یا تو امی طرف چلا لیکن افراسیاب جو گنبد نور کی طرف آیا دیکھا تمام شہر نا پرسان قتل ہو رہا ہی اک غلغلۂ واد بیدا د بلند ہی شدید گنبد پر جانے کا قصد رکھتا ہی یہ ماجرا دیکھکر سمجھا کہ سحر مین بہار کے گرفتار ہی پس غصہ ناک ہو کر چاہا کہ ایک ایسا سحر کرون کہ جو حال شدید کا وہی کیفیت بہار کی ہو جاے اور شدید ہوشیار ہو سحر اُلٹا پلٹ جائے مگر خیال کیا کہ بہار اس سحر کے پھیرنے سے مرجائیگی اور اگر جیتی بھی رہی تو کمال آزردہ اور خفا ہو جائیگی مراد دلی تیری بر نہ آئیگی معشوقہ کو ناراض کرنا اور ضرر پہونچانا اچھا نہین کہ ؎

گو کہ ساقی مین نہین آج مروت باقی　　خیر زندہ ہین اگر یار تو صحبت باقی

یہ سوچکر ایک ترنج اُٹھاکر تخت سے شدید کے مارا کہ سینے کے پار ہو گیا غلغلہ اسکے مرنے کا برپا ہوا پھر افراسیاب نے اپنے ہاتھون کو ہلایا بر قین دسون انگلیون سے چمک کر گرین اور ہمراہیان شدید کے خرمن ہستی کو جلا کر خاک کر دیا بڑی دیر تک غل شور رہا جب وہ ہنگامہ برطرف ہوا افراسیاب گنبد پر آیا حیرت نے تعظیم کی افراسیاب نے کہا ای حیرت یہ تمھاری بھینا پی بہار کا سحر تھا کہ شدید آپ مین نہ تھا یہ تمھاری ذات سے اتنا بڑا لشکر میرا ہلاک ہوا حیرت نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ مجھے رخصت فرمائیے کہ جاکر اُس چھوکری کو سزا دون افراسیاب جواب دہ ہوا کہ صرصر نے مجھ سے مخالفت کی اسکی گرفتاری کی تدبیر مین خود کرونگا لیکن تمھین اپنی بہن کے مقدمے مین اختیار ہی وہ اور تم برابر ہو جاؤ لیکن جادو رجمشید دیکر مین نے رو تماس کو بھیجا ہی وہ گرفتار کر لائیگا اگر اس سے گرفتار نہ ہو سکے گی تو تم جانا یہ کہکر افراسیاب گنبد کے ایک کمرے کو کھلوا کر کہ جدھر دریاے خون رواں ہی اور طلسم ظاہر و باطن دکھائی دیتا ہی تخت بچھوا کر بیٹھا چارون وزیر اور ارکان دولت خدمت مین حاضر تھے ناچ ہونے لگا حیرت جام شراب سے بھر کر دینے لگی اُس وقت افراسیاب نے ایک ساحر کو حکم دیا کہ ہماری پانچون عیار بچیون کو حاضر کرو وہ مصاحر شہر نگارستان مین آ صرصر شمشیر زن کی جاگیر مین یہ ملک بادشاہ طلسم نے دیا ہی اور وزیرزادی اسکی صبا رفتار رہی اور باقی عیار بچیان یعنے شمیمہ نقب زن اور صنوبر کمند انداز اور تیز نگاہ خنجر زن مصاحب خاص صرصر ہین اور یا پچون یہ کم سن اور ہم سن ہین اور ساتھ کھیل کر بڑی ہوئی ہین اور انکو سحر ساحری سے نفرت کلی ہی بسبب

سحر نہین جانتی ہین لیکن عیارہ بے بدل ہین لحاصل ساحرنے آکر حکم شہنشاہ سے مطلع کیا اسیوقت بانے عیاری کے جسم پر آراستہ کرکے سب حاضر خدمت افراسیاب ہوئین اور تسلیم کرکے روبرو کھڑی رہین شاہ نے حکم دیا کہ ای صرصر کچھ عیار مع عمرو کے طلسم مین آئے ہین اور سیکڑون ساحرون کو قتل کر چکے ہین مین سمجھا تھا کہ سحر کے آگے عیاری نہ چلے گی مثل مشہور ہی کہ زور کے آگے ظلم نہین چلتا مگر عیارون نے آفت برپا کر دی ہی فی الجملہ مکار سے مکار ہی جیت سکتا ہو تمھین چاہیے کہ جاکر انسے مقابلہ کرو اور گرفتار کرکے حاضر حضور کرو اور ہر چند کہ تم سحر نہین جانتی ہو مگر سارے طلسم مین جہان جی چاہے ظاہر و باطن و ظلمات وغیرہ مین پھرنا کوئی تمھین مانع نہوگا صرصر یہ حکم پاکر مع چارون عیارہ بچیون کے شاہ کو مجرا کرکے رخصت ہوئی خلعت رخصت ہر ایک کو ملا یہ سب چلین اور جست و خیز کرتی ہوئی قبل پہونچنے لشکر روتاس کے اس صحرا مین جو قریب لشکر مورخ ہی پہونچین اور فکر عیاری کی کرنے لگین یہ جنگل تو عیارون کا رہنا ہی عمرو اور قران وغیرہ پھرا کرتے ہین اتفاقاً عمرو مع تین عیارون کے بارگاہ سے نکل کر واسطے بالا ددی کے جنگل مین آیا تھا کہ ایک سمت سے صدا زنگولہ عیاری کی سنائی دی سب عیار اس صدا پر چلے اور آگے بڑھکر دیکھا کہ پانچ عورتین کم سن حسینہ و جمیلہ بانے عیاری کے جسم پر آراستہ کیے جوڑے ترچھے باندھے کانیان دو پٹہ کی مارے پانچون مین گرہ لگائے پانون مین قنطورسے اور پتیا اوٹے سینے کو بھینین بازو پر باندھے کمندین سر سے لپیٹے پتھر کا توڑا اور کسوت عیاری لگائے تھے اور خنجر بران ہاتھو نمین لیے تیر و ترکش اور سپر سے درست زر و زیور سے آراستہ مانگ ہر ایک نکالے اپنے سائے سے بھڑکتی اچھل کود اور جست و خیز کرتی چلی آتی ہین کہ ابیات

وہ چھیڑ چھاڑ باہم اس طرح کی گرما گرم　　کہ جنکی شوخیون سے دل کو ہوس رونٹ بہ
کبھی جو انگلیون کی فندق انکی دیکھے وہ　　بہار بیر بہوٹی کی طرح جاے سمٹ
مٹا دین عشوہ گرون سے سرزمین ایران کی　　ادا و ناز سے وہ روم و شام دیوین الٹ
ہزارون کوش دلاور زمین کھسک جائے　　کبھی جو انکے دبے پانون کی سنے آہٹ

آگے سب کے تاج دلبری سر پر رکھے صرصر شمشیر زن اکڑتی اور بل کرتی کہ بیٹھے بر دو لقا بدا زہر کترانی اکڑا اور مڑ وڑ مین تھے دم رفتار دل کو عاشق کے پانون سے ملتی تھی آفت کے نیل ستم کے رہوار جلو مین اس شاہ خوبان کے تھے غمزہ و ادا دامن ناز کو سنبھالے تھے اور بعد اسکے وزیر زادی اسکی بعید حسن و ناز سبزہ رنگ جٹی بھوین آفت کا پرکالہ تھی اور اسکے برابر برابر اور تینون عیارہ بچیان شوخ و شنگ، غارتگر جان نام و ننگ تھین کہ سرو کو وقت خرام چینبون مین اڑاتی ہین گل کو رنگ دلبری سکھاتی ہین نظم

تھین حسین ایسی وہ گل خندان ۔ آن پہ مرتے تھے مہوشان جہان
ان مین اک یہ خوبصورت تھی ۔ آگے اُنکے پری کو خجلت تھی
شوخ دیدہ کوئی کوئی چنچل ۔ چال مین انکی سیکڑون چھلبل
چال مستانہ کوئی چلتی تھی ۔ کوئی پانؤن سے دلکو ملتی تھی
بکھرے جوڑون کی آن بان نئی ۔ وہ نیا جوبن اور شان نئی
عمدہ زیور لباس سب ملبوس ۔ خوب آراستہ مثال عروس
ناک مین کیل کوئی پہنے تھی ۔ نتھ کسی کی تھی ایک موتی کی
سب کو بالا تبلاتے تھے بالے ۔ طائر دل کے جال تھے چالے
نیلے ڈورے کسی کے زینت گوش ۔ انتیان لو مین رہزن دل و ہوش
بجلیان پہنے کوئی ماہ جبین ۔ جست کی بالیان کسی کی تھین
ایک گل رو کی ناک مین تنکا ۔ تنکے چنوائے حسن کم سن کا
طوق منت کا پہنے ایک پری ۔ تھی کسی گل کے پانؤن مین بیڑی
نورتن تھے کسی کے بازو پر ۔ پہنے ہیکل کوئی پری پیکر
اونچی چوٹی کسی کو دل سے پسند ۔ مینڈھیون کا کسی کے حسن دوچند
رخ پہ چھوڑے ہوئے کوئی پٹے ۔ کوئی جوڑا ادا سے باندھے ہوئے
تھی دھوان دھار ایک کی مستی ۔ قہر ڈھاتی تھی پان کی سرخی
انگرکھا تھا کسی کے زیب بدن ۔ قتل کرتا تھا گوٹ کا جوبن
چست محرم غضب کچون کا ابھار ۔ تنگ کرتی دکھا رہی تھی بہار
پیتے تھے دل کسی کے منہدی پر ۔ فندق پایہ صدقے تھے گل تر

عمرو نے انھین دیکھکر زفیل عیاری بجائی قران زفیل کی صدا سنکر جنگل مین جہان تھا دوڑکر عیارون پاس آیا اور عیار بچیون نے زفیل کے بجتے ہی ہوشیار ہوکر خنجر نیام سے کھینچے اور نعرے کیے اور اپنا اپنا نام لیکر حملہ کیا عیارون نے بھی نعرہ کیا اور اپنا اپنا نام لیا تاکہ آپس مین ایک کو ایک پہچان لے اور بروقت عیاری کرنے کے دھوکا نہ کھائے غرض عمرو نے بڑھکر صرصر کو روکا اور صبا رفتار نے آکر قران کو ٹوکا شمیمہ نے برق سے چشمک کی اور صنوبر نے جانسوز کو کج ادائی دکھائی تیز نگاہ سے اور حضر عام سے نظر بازی ہونے لگی اور سب عیارون نے انھین دیکھتے ہی تیر عشق کھایا اور

ایک دوسرے کے تیر مژگان اور خنجر ابرو کا گھائل ہوا اور شعر عاشقانہ زبان پر لایا عمرو نے صرصر سے کہا ای جان جان بیت

اگر زلف سیاہت بر سر تاراج ایمان شد ‌ ‌ بفکر رہزنی افتد سیاہی گر پریشان شد

صرصر نے ایک خنجر جھپٹ کر مارا اور جواب دیا ؎

منادی میکنم وز زنار سر زلفم ‌ ‌ کہ بے ایمان بمیرد ہر کہ ایمان را نگہدارد

ادھر قران نے صبار فتار سے کہا کہ ای یار دلنواز فرد

چو خنجر میزنی بر سینہ من ‌ ‌ توئی در دل مبادا بر تو آید

صبار فتار نے چمک کر خنجر مارا اور جواب دیا کہ بیت

سر نوشتے کہ بد افتاد بہ تدبیر چہ سود ‌ ‌ کس بناخن نکشاید گرہ پیشانی

ادھر برق نے شمیمہ سے مقابل ہو کر صدا دی کہ ؎

ہزار سال پس از مرگ چون تو باز آئی ‌ ‌ ز خاک نعرہ بر آید کہ مرحبا ای دوست

شمیمہ نے مسکرا کر ایک نیمچہ مارا اور کہا فرد

دشمنی را ہمچو تیغ نیمہ میخواہم مدام ‌ ‌ سر بسنگ و تن بخاک ریسمان در گردنش

جانسوز نے ہنگام جدال صنوبر سے عرض کیا کہ بیت

عالمے کشتہ شد و چشم ترا ناز ہمان ‌ ‌ صد قیامت شد و حسن تو در آغاز ہنوز

صنوبر نے تیوری چڑھائی اور بناز و ادا لڑتی ہوئی جب قریب آئی جواب دہ ہوئی کہ ؎

آفت صد دو ماتم آتش صد خرمنم ‌ ‌ سادہ لوحی بین کہ گوئی راحت جان منی

ضرغام جب تیز نگاہ سے لڑتا تو یہ شعر زبان پر لاتا کہ ؎

می توان بر سید احوال اسیران گاہ گاہ ‌ ‌ رسم یاری اینچنین نیست دست یاران واہ واہ

تیز نگاہ اسکے حال زار پر بہت ہنسی اور کہنے لگی اسے نادان ؎

نغمہ افسانہ غمہائے خود با من مگوی ‌ ‌ سوختم از استماع این حکایت آہ آہ

القصہ بعد اس رمز و کنائے کے آپس میں خنجروں کی تھپکیاں اور سپروں کی اوجھڑیں چلنے لگیں عیار بچیوں نے حلقے کمند کے جو دہ گا نہ کے عیاروں پر مارے کہ گردن اور کمر میں آ کر بیٹھے عیاروں نے اتنا جلد سبک ہو کر جست کی کہ جیسے عینک سے نگاہ نکلتی ہے کہ سب حلقے پاؤں کی طرف سے الجھا ہو کر زمین میں گرے اور عیاروں نے بلندی سے زمین تک اترتے اترتے نیمچے مارے کہ عیار بچیاں جست کر گئے

دس دس قدم پر جا گرین پانچ عیار اور پانچ عیار بچیون نے اپنی کود پھاندین دو کوس کا میدان باندھا
شلنگین بھرنے لگے اور کبھی سمٹ کر گز بھر زمین سے گرد مین گتھ جاتے تھے کبھی بسینہ بہیونغی چلتے تھے اور
کبھی بھلاوے باہم دیتے تھے تیغون کی جھکائیان دیجاتی تھین خنجرون کی جھنکار بلند تھی عیار با تنگ کے پیچ
باندھکر عیار بچیون کی گود مین بیٹھ جاتے تھے اور بوسے لیتے تھے عیار بچیان اپنے تئین قریب پہونچاکر
کاٹ کھاتی تھین دو گھنٹہ آپسمین بلا رد و رعایت جنگ حریفانہ رہی اُس وقت عیار بچیان
جستین کرکے اور نعرے مارکے کہتی ہوئی کہ ای خانمان برباد ان دیکھو توہم کس طرح تمھین ہلاک کرتے
ہین ایک طرف چلی گیئن اور عیار بھی ایک درہ کوہ مین ٹھہرے عمرو نے کہا کہ بھائیو مین تمھین
چارون کو اطلاع دیتا ہون کہ صرصر میری معشوقہ دلنواز ہی اگر تم مین سے کوئی اسے مار ڈالے گا تو
مین اُس سے بہت بری طرح پیش آؤنگا قران نے کہا صبا رفتار پر بندہ علی ہذا القیاس فریفتہ ہی
اُسکی بھی حفاظت سب عیارون کو روا ہی برق نے شمیمہ کا عشق بیان کیا اور جانسوز نے صنوبر کا
حال الفت مذکور کیا ضرغام نے تیز نگاہ کی نسبت سب سے سفارش کی لہذا ہر ایک کو ہر ایک کے
معشوق کی شناخت ہوگئی اور سب نے باہم عہد کیا کہ کسی کو کوئی قتل نہ کرے عمرو نے کہا اسوقت کہ
جب طلسم فتح ہوگا اور عیار بچیان گرفتار ہونگی اور مطیع الاسلام ہونگی تو صاحبقران کو اُنکے قتل کرنے کا
اختیار ہی فی الحال مناسب نہین کہ ہم تم انھین ہلاک کرین یہ باہم مشورہ اور پیمان کرکے حفاظت لشکر
مین مصروف ہوے اور اُسی طرف عیار بچیان بھی جنگل مین ایک جگہ ٹھہرین اور صبا رفتار نے صرصر
سے کہا کہ تیرا رنگ آج مجھے اور ہی کچھ نظر آتا ہی ہونٹھ چاٹتی ہی چہرے کا رنگ زرد ہی پانون کہین ڈالتی
ہی پڑتا ہی کہین کاکل پریشان ہی جیسے کوئی دیوانہ ہوتا ہی یہ کیا ماجرا ہی صبا رفتار نے کہا واری مجھکو
آپ کیا کہتی ہین ازراہ ادب حضور کو کہہ نسکتی تھی اب جو حضور نے چھیڑا ہی تو الامر فوق الادب کسوت
عیاری سے آئینہ نکال کر ذرا چہرہ زیبا کو دیکھیے کہ صاف آثار عشق پیدا ہین آنکھون مین تری حواس مین
ابتری ہی آپ کی تو وہ مثل ہی کہ اپنی ہائی اور پر گنوائی صرصر نے کہا نوج خدا نکرے یہ تیری ہی عادت ہی
کہ جہان مردوے کو دیکھا اور پھسل پڑی تو دیوانی ہی کہ مجھپر یہ گمان کرتی ہی اور خیر اگر مین ایسا بھی کرون تو
بہتر عاشق آج عیاران عالم کا شہنشاہ ہی حمزہ صاحبقران کا وزیر اعظم کلید عقل و نفس ناطقہ ہی
تو کیا سمجھ کے ریجھی ہی اور میری برابری کرتی ہی صبا رفتار نے ہنسکر کہا کہ خفا نہو جیے تو مین عرض کرون مجھپہ
اگر نگاہ ڈالی ہی تو نظر کردہ مولانا و مقتدانا حضرت غالب کل غالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے
جو جان بخش عمرو ہی اور اپنے ملک زنگبار کا بادشاہ ہی لیکن ان تینون چھوکریون نے کیا سمجھ کے اپنا حال غیر

کیا ہو شمیمہ نے کہا کیا خوب اب جو شاہزادی سے بس نہ چلا تو اپنی خفت ہم پر مٹائی تمھاری خجالت میری
آنکھوں پر ما شاء اللہ کیا ذہن کی تیزی ہم مانتی ہوں آپ کو اچھا صاحب یوں ہی سہی پھر عاشق میں میرے
تمنے برائی کیا تصور کی ہی ملک فرنگ کے ملکوں میں ایک ملک کا بادشاہ شاگرد رشید عمرو ہمہ دان جو کچھ کہو
تو ان دونوں کو کہو صنوبر نے خفا ہو کر کہا بی شمیمہ تم میں کیا بری عادت ہی کہ اپنی بات اور پر ڈالتی ہو یہ تمھیں
ایسی او دماتی ہو میرا تو عاشق تم سب سے اچھا ہی مگر میں ذرا بھی حقیقت نہیں جانتی بی صبا رفتار کی کہا
کہ قران نظر کردہ اور بادشاہ زنگبار رہا اسکے فرزند نے مجھ سے محبت کی لیکن وہ پڑا جان دیا کرے میں کب
سماعت کرتی ہوں ایسے جو دہ ہزار مرتے ہیں ہاں بی تیز نگاہ کو جو کچھ کہو وہ بجا ہی یہ کلام تیز نگاہ نے
سنکر کہا آپی گئی مجھپر ہوئی بی ہوش میں آؤ اپنے دہی کو کوئی بھی کھٹا کہتا ہی گو کہ مجھے تو ضرغام سے کچھ واسطہ
نہیں لیکن جو وہ مجھ پر جان دے تو جنکی تم سب نے تعریف کی ہی ان سب سے افضل ہی اول تو نظر کردہ
مثل قران کے اور دوسرے وزیر طلسم کشا کا جو حاکم طلسم کا ہونے کو آیا ہی سچ پوچھو تو جو شخص ساکن
طلسم ہو وہ گویا اسکی رعیت ہی صرصر نے یہ باتیں سنکر ایک قہقہہ لگایا اور کہا مبارک ہو آج سے ہم آپ کو
تسلیم کریں گے تمھاری رعیت ہم کہتے ہیں خدا حضور کو سلامت رکھے کیوں نہو وہی مثل ہی کہ سیاں
بھئے کوتوال اب ڈر کاہے کا تیز نگاہ کو سب نے آڑے ہاتھوں لیا اور یہ شرمائی پسینے پسینے ہو گئی اور
کہنے لگی واہ واہ تم سب نے مجھے دیوانی مقرر کیا ہی لو گو آپ اپنے لونڈوں کی تعریف کرو تو کچھ نہو
میں نگوڑی بیوقوف جو بول اٹھی تو سب نے ہنسی دل لگی میں اڑانا شروع کیا ای بی ایک تو مجھ
کمبخت کو سات پانچ نہیں آتا یہ تمھیں لوگ چربانک ہو کہ آپ اپنے مطلب کی کہہ جاؤ اور دوسرے
کو میٹھ کر ہنسو صبا رفتار نے کہا جر دا تو جھاڑ کا کانٹا کیوں ہو گئی اسمیں جھینپنے کا اور خجلت کا کیا موقع
تھا ہماری شہزادی نے یہی کہا نہ کہ اب ہم تمھاری رعیت ہوے پھر میری جان اسمیں جھینپنا کیا تم نے
آپ ایسی بات کہی نہ آسمان پر تھوکو نہ گریبان میں آئے القصہ اسی طرح کی باتیں بچوں باہم دیر تک
کرتی رہیں اور مقصود اس کلیات سے انکا یہ تھا کہ ایک دوسری کے عاشق کو شناخت کرے اور گویا
در پردہ باہم رعایت کرنے کی عاشقوں کی نسبت سب نے سفارش کی کہ عیاروں کو بباطن دوست
رکھنا چاہیئے اور بظاہر دشمنی کرنا لازم ہی غرض سب ایک سمت چلیں اس عرصہ میں روتاس جادو بعد
قطع منازل قریب لشکر مہرخ پہونچا اور قیام پذیر ہوا خبر مہرخ کو پہونچی یہ بھی ہوشیاری اور بیداری
میں مصروف ہوئی ادھر صحرا سے عیاروں نے آمد لشکر دیکھی اور عیار بچیاں بھی آگاہ ہوئیں اور دونوں
فکر عیاری کرنے لگے مگر روتاس ایک روز کسل راہ سے آسودہ ہوا اور دوسرے روز جب پیر

دہقان فلک بیلچہ کہکشان کا لیکر واسطے آبیاری کشت انجم کے مزرعۂ فلک مین آیا اور شاہ خاور گشت کرکے مقام مغرب مین قیام پذیر ہوا مشعل ماہ خیمۂ زرنگاری روشن ہوئی **نظم**

از فراق شاہد شب روز را آمد زوال
وز سر رشک لالہ گون این سبز مینا پر شدہ
داختہ از بسکہ شوق دیدنش روز وصال
دیدہ شد از نور خالی در تماشا پر شدہ

طبل جنگ اور نفیر سحر لشکر روتاس مین بجا شور و غلغلۂ قتلوا بلند ہوا طائران سحر اڑتے ہوئے دربار مین حاضر ہوئے اور سامنے مہ جبین کے باادب تمام ٹھہر کر اس طرح عرض کرتے تھے **ابیات**

کف عطا سے ترے ابر گوہر افشان کے
مناسبت نہ کرے طبع نکتہ سنج پسند
صدف نے ابر سے منہ کھولکر گہر مانگے
ترے کرم نے دیے بے سوال حاتم بند
نہ چشم مہر نے دیکھا کوئی ترا ثانی
سنا نہ گوش فلک نے کوئی ترے مانند
مدام تاکہ عروسان ماہ و انجم کا
ہو جلوہ گاہ لب بام آسمان بلند
ترے قبالے مین شاہد عروس دہر رہے
الٰہی تو رہے اقلیم سبعہ کا خاوند

حریف نے رزم کے ارادے پر طبل جنگ بجوایا ہے اور ارادہ بیجا رکھتا ہے مہرخ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بجے طبل جنگ خدا ہمارا نگہبان ہے اسیوقت فرون نے نائے ترکی اور نقارۂ رزمی بجایا **نظم**

بلرزید طاس فلک از صدا
برہیبت ز نقارہ آمد ندا
کہ اے نامداران میدان کین
برآرید سر دشمنان از زمین

ہر ایک بہادر خبردار ہوا اور تیاری جدال مین سرگرم تھا چار پہر رات شور ساحرون کے سحر کا اور غریو بہادرون کی اسلحہ ورزی کا تھا یہان تک کہ وہ وقت آیا کہ مشاطۂ دہر نے روے زیبائے شاہد صبح کو آئینۂ خورشید دکھایا اور مانگ کو عروس دہر کے صندل سے سحر کے بھر کر جلوہ افروز عالم کیا **قطعہ**

چو زنگی شب دید روے سیاہ
در آئینۂ عالم افروز ماہ
ز و از غصہ آئینہ را بر زمین
بجنبید ناگہ سحر از کمین

صبحدم فوج گروہ گروہ مہرخ اور بہار اور نافرمان وغیرہ لیکر روانہ دشت مصاف ہوئین مہ جبین مع اسد دلاور کے بہ تزک و احتشام رزمگاہ مین آئی اسوقت فوج عدو بھی بڑے دبدبے سے داخل رزم گاہ ہوئی ساحرون نے پرے جمائے دلاورون نے صف کشتی کی میدان رزم تیار ہوا نقیبون نے صدائے دلکش دی کہ **ابیات**

درین رواق زبرجد نوشتہ اند بزر
نوشتہ بگذر سہ بیتے بآب زر دیدم

گدای بدولت دہ روز گشتہ مستغنی	مباش غرہ کہ از تو بزرگتر دیدم
قسے کہ تاج مرصع صباح بر سرداشت	نماز شام وراخشت زیر سر دیدم
ز حادثات جہان بس ہمین پسند آمد	کہ خوب و زشت و بد و نیک درگذر دیدم
مساد خاطر خود با جہان دون کہ درو	ہزار بادشہ و میر بیشتر دیدم

ای بہادران سرائے فانی مقام عبرت ہی یہ میدان قتال جائے غیرت ہی تمام کر لو لڑ بھڑ لو پھر کون رہا ہی اور کس کی رہے گی ؎

رستم ہی نہ اب ہی سام باقی	مردون کا فقط ہی نام باقی

یہ کہکر جب نقیب خاموش ہوئے روتاس خود میدان مین نکلا اور سحر کی نیرنگیان دکھانے لگا آب پتھر برسانے لگا بعد اس اولو العزمی دکھانے کے للکارا کہ ای نمک حرامو تم مین کوئی ایسا ہی کہ مجھ سے مقابل ہو اور میرے سحر کا جواب دے ساحران ملازمان مہرخ نے نکلکر مقابلہ آغاز کیا روتاس نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ صحرا کی طرف سے ہزار در ہزار طائر پیدا ہوے اور لشکریان مہرخ کے سر پر بیٹھے جسکے سر پر جانور بیٹھا فوراً وہ درخت ہوگیا اور نہال قامت مین اُسکے پتے ہرے ہرے نکل آئے کونپلین پھوٹین اور ٹہنیان جھومنے لگین طائر انپر نشیمن گزین ہوے مہرخ اور شکیل وغیرہ ساحران نامی دستکین بھر کی دیتے تھے اور اپنے تیغین بجاتے تھے اُسوقت ملکہ بہار جو تخت طاؤسی پر بزینت و زیب سوا تھی سمجھی کہ یہ سحر نہین کرتا ہی گویا روتاس تجھ پر طعن کرتا ہی کہ سب کو درخت بناتا ہی یہ سوچ کر تخت سے کود کر دوپٹے کو سر سے سنبھالتی ہوئی سامنے روتاس کے آئی اور اپنے جوڑے کو اُس آفت روزگار نے کھولکر ایک ڈبیا نکالی اور ڈبیا کو جو وا کیا اسمین ایک تیلی بہت خوبصورت ہاتھی دانت کی رکھی تھی اپنی اُنگلی کاٹ کر اُس تیلی پر خون ٹپکایا اور کہا ای سامری کی تیلی مین نے اسی دن کے لیے تجھے سر پر چڑھا کر رکھا تھا کہ طائران سحر آکر میرے لشکر پر آشیانہ کرین اور انسانون کو شجر بنائین یہ کلام بہار کے سُنکر تیلی قہقہہ مار کر ہنسی اور ڈبیا سے نکلکر غائب ہو گئی بعد لمحہ کے سب نے دیکھا کہ ایک جال بر روے ہوا پھیلا ہی اور اسقدر دراز ہی کہ منزلہا منزل گسترده دکھائی دیتا ہی اور جملہ طائران سحر روتاس اس دام مین گرفتار ہین اور وہی تیلی بہار کی ہاتھ مین چھری لیے جانورون کو جال سے نکال کر ذبح کر رہی ہی اور خون اُنکا لشکریان مہرخ پر چھڑکتی ہی کہ جو جو انسان درخت ہو گئے ہین وہ سب آدمی بنے ہین یہ ماجرا روتاس نے جب دیکھا کہ تیلی نے سب کو آدمی بنایا اور بہار تیرے مقابل کھڑی ہی اسکی یقین ہی کہ تجھ پر بھی حربہ کریگی اسکا سحر اُتارنا مشکل پڑے گا بڑا سخت مقابلہ

ہوگا یہ تصور کر کے اُسنے چادر جمشید کو نکالا اور پرواز کر کے برو بروے ہوا جا کر لشکر مہرخ پر اُس چادر کو جھاڑا خاک جمشید برسی اور اسی وقت بہار اور مہرخ اور نافرمان وغیرہ بیہوش ہوگئے اور جب سردار تمام مع ملکہ مہ جبین اور مہرخ مو اور شکیل اور دلارام کے بیہوش ہوے لشکر مین بھگدر پڑ گئی اور ساحران روتاس نے ہزارون کو زندہ گرفتار کیا اور سب کو ہتھکڑیان بیڑیان اپنے سحر کی پنھا کر چادر جمشیدی کو ہلایا اور کہا اے چادر خداوند واسطہ خداوند جمشید کا یہ سب ہوشیار ہو کر اپنی گرفتاری کا حال خراب دیکھین اُسی وقت بہار اور مہرخ وغیرہ سب سردار ہوشیار ہوئے اور دیکھا کہ ہم سب گرفتار ہین ناچار خاموش ہو رہے اور روتاس نے حکم دیا کہ آج سب قیام پذیر ہون کہ مین لڑنے سے خستہ بہت ہون کل سب کو لیکر خدمت شہنشاہ مین جاؤنگا حسب الحکم لشکر نے اُسکے کمر کھولی سب قیدیون کو قید کیا اور پہرا مقرر ہوگیا روتاس اپنی بارگاہ مین مسند عزت پر آکر متمکن ہوا اور خادم خدمتگار سب کو باہر بارگاہ کے کہا کہ جا کر ٹھہرو صرف اپنی رنڈی کو اندر بارگاہ کے رکھ لیا اور سحر پڑھکر دستک دی کہ سوائے اُس رنڈی کے اور جو کوئی اس بارگاہ مین آئے تو بیہوش ہو جائے کیونکہ اُسکو خوف عیاری کا ہوا کہ ایسا نہو عیار یہان آئین الحاصل یہ تو باطمینان تمام بیٹھا مگر عیارون نے گرفتاری دور سے دیکھکر صلاح کی اور سب بصورت مبدل لشکر مین آئے اور ضرغام نے ایک خدمتگار کو دربارگاہ پر سے الگ بلایا اور کہا مجھے تم سے کچھ کہنا ہے جب وہ علیحدہ آیا ضرغام نے بیضہ بیہوشی مار کر اُسے بیہوش کر کے پیرہن اُسکا اتار لیا اور اُسکی صورت بنکر بارگاہ کے قریب آیا اور چاہا اندر جاؤن ساتھ کے نوکرون نے کہا اندر نجاؤ منع کیا ہے ضرغام نے کہا تم کیا جانو کہ مین کس کے لیے جاتا ہون یہ کہکر اندر بارگاہ کے قدم رکھا جیسے ہی اندر آیا بیہوش ہو کر گرا روتاس نے اُٹھکر اُسے اُٹھایا اور سحر پڑھکر جو پھونکا روغن درنگ عیاری اُڑ گیا صورت اصلی رہگئی روتاس نے سحر سے اندر بارگاہ کے مقید کیا اور پھر بیٹھ کر رنڈی سے اختلاط کرنے لگا اسوقت جانسوز ساقی مہر طلعت اور زیبا صورت بنکر قریب بارگاہ آیا اور خدمتگارون سے کہا مین نوکری کی خواہش رکھتا ہون اسوقت میان اکیلے بیٹھے ہین اگر کہو تو جا کر عرض حال کرون اُنھون نے کہا اندر جانے کا حکم نہین ہے اگر تمھارا جی چاہے تو جاؤ لیکن جو خفگی ہو تو ہم نہین جانتے جانسوز نے کہا مین اپنی کیفیت عرض کر کے ابھی آتا ہون یہ کہکر اندرون بارگاہ قدم رکھا اور تھوڑی دور گیا تھا کہ بیہوش ہو کر گرا روتاس نے اُسکو بھی گرفتار کر کے بزور سحر روغن عیاری اسکا بھی دفع کیا اور کہا عیارون نے صورت بدل کر آنا شروع کیا الغرض یہ پھر اپنی محبوبہ سے ہمکلام ہونے لگا اور ادھر برق نے دور سے دیکھا کہ دو عیار اندر بارگاہ کے داخل ہوے مگر کچھ مطلب برآری نہوئی

بس یہ گرد بارگاہ کے پھرنے لگا اتفاقاً رو تماس کے پاس طوائف ہی اُس کا خیمہ ایک طرف استادہ تھا
اور اُس رنڈی کا نوکر ایک چھوکرا گڑگڑی بھر رہا تھا برق اُس کے پاس آیا اور کہا ابے سن تو ادھر تو آ
کل تو نے میرے کُتے کو کیون مارا تھا وہ چھوکرا حیران ہوا کہ کیسا کُتا کہنے لگا اجی پہچانتے بھی ہو برق کان پکڑ کے
کھینچتا ہوا لے چلا کہ بچا آج مکرتے ہو چلو تو جس کے سامنے مارا ہی دیکھو تو اُس سے پوچھ کر کیسا ٹھیک بناتا
ہون یہ کہتا ہوا اُسے تنہائی کے مقام پر لایا اور بیہوش کر کے اُس کی صورت آپ بن کر آیا اور
گڑگڑی بھرنے لگا کہ اتنے مین ایک خدمتگار آیا اور کہا تو اب تک چلم ہی بھر رہا ہی بائی جی حقہ مانگتی ہین
برق نے کہا آگ تو سلگاتا ہون غرض تمباکو مین بیہوشی ملا کر چلم بھری اور خدمتگار کو گڑگڑی تیار کر کے
دی کہ لیجاؤ اُس نے کہا تو آپ لیجا ہمین حکم اندر جانے کا نہین ہی برق گڑگڑی لیکر اندر بارگاہ کے
گیا یہ بھی اورون کی طرح سے بیہوش ہو گیا رو تماس نے اسے بھی گرفتار کیا اور سحر پڑھ کر جو دم کیا اُسکی
صورت بھی اصلی ہو گئی اُس وقت اس نے کہا کیا عنایت سامری و جمشید کی ہی کہ عیار بغیر زحمت
کے گرفتار ہوئے کچھ تردد بھی نہ کرنا پڑا یہ کہتا ہوا پھر اپنی مطلوبہ کے ہم پہلو بیٹھا تینون عیارون پر سحر کر دیا
کہ دست و پا بیحس ہو گئے لیکن اب کی بار عمرو صورت صبا رفتار عیارہ بچی کی بن کر آیا اور افراسیاب
کی مُہر بنا کر فرمان لکھ کر اس طرح لپیٹا کہ ہر ایک تہ مین کاغذ کی بہت باریک غبار بیہوشی بھر دیا لفافہ
پر مُہر کی اور دربارگاہ پر آیا اور نوکرون سے کہا میری خبر کر دو کہ صبا رفتار شہنشاہ پاس سے آئی ہی ملازمون
نے کہا ہمین اندر جانے کا حکم نہین ہی آپ خود جائیے عمرو سمجھا کہ اندر جانے مین کچھ نہ کچھ قباحت ہی
جب تو یہ نہین جاتے یہ سوچ کر دروازے ہی سے پکارا کہ اے رو تماس جادو منم صبا رفتار نامۂ
شہنشاہ لیکر آئی ہون یہ صدا جو رو تماس نے سُنی کہا اندر آؤ عمرو نے کہا نامۂ شہنشاہ کی یہی تعظیم ہی
کہ دربارگاہ تک نہین آیا جاتا ہان صاحب مقرب جو زیادہ ہوتے ہین وہ یہی کرتے ہین یہ کلام جو رو تماس
نے سنے شرمندہ ہو کر باہر آیا صبا رفتار نے سلام کیا اور نامہ نکالا کہ لیجیئے اس کا جواب لکھ دیجئے رو تماس
نے کہا آپ اندر تشریف لے چلین اور ایک جام شراب پیجیئے مین جواب لکھون عمرو نے کہا تم جیسے پاتے ہو
اندر بارگاہ کے بُلاتے ہو عیارون کا تمہین کچھ ڈر نہین ہی رو تماس نے کہا نہین بارگاہ سحر بند ہی جو
کوئی یہان آئیگا بیہوش ہو جائیگا صبا رفتار نقلی نے کہا مین سحر نہین جانتی ہون اور عیارہ بھی ہون
اسی لیے تم بُلاتے تھے کہ مین بیہوش ہو جاؤن اور مین پہلے ہی سمجھی تھی کہ بہر گرفتاری عیاران تم نے
کوئی تدبیر ضرور کی ہو گی پھر یہ عیاری سے بعید تھا کہ جو چلی آتی اگر آتی تو گرتی ہاتھ مُنہ ٹوٹتا رو تماس
نے اسکی عقل پر آفرین کی اور بارگاہ سے سحر کو اُتارا کہ اب جو آئے بیہوش نہو اور صبا رفتار نقلی کا

ہاتھ پکڑکر اندر بارگاہ کے لایا عمرو نے دیکھا کہ تین عیار بیحس و حرکت پڑے ہین اور ایک زن حسینہ و جمیلہ
زر و زیور سے آراستہ مسند پر بیٹھی ہی عمرو بھی ایک جانب بیٹھا اور نامہ روتاس کو دیا لفافے سے نامہ
نکالنے لگا غبار بیہوشی اُڑا اور خوشبو آنے لگی اُس نے نامہ کو سونگھا کہ یہ خوشبو کیسی ہی پس سونگھتے ہی
بیہوش ہوا ادھر عمرو نے ایک بیضہ بیہوشی مُنھ پر اُس طوائف کے مارا کہ وہ بھی بیہوش ہوئی اس وقت
روتاس کا خنجر سے سر کاٹ ڈالا بیر اُس کے شور و غل کرنے لگے آگ پتھر برسنے لگے عمرو نے رنڈی کا زیور
اتارا لیکن اس کے مرنے سے عیار تینون رہا ہوئے اور لوٹنے لگے برق نے جلد چادر جمشید اُس کے
جھولے سے نکال کر جست کی اور سلیحہ بارگاہ پھاند کر بھاگا اور غل جو ہوا ساحر دوڑے عمرو اور دونون
عیار بھی کود کر بھاگے اِدھر قیدیون پر سے سحر روتاس کا دفع ہوا اور سب چھوٹ گئے بہار اور
مہرخ وغیرہ نے زور سحر پرواز کی اور بروئے ہوا جا کر ہزار فلفل اور گچھے پیکان کے اور گولے فولاد کے
لشکر روتاس پر مارے ابر سحر کے اُٹھے صدائین رعد آسا پیدا ہوئین کہین بجلیان گرنے لگین کہین
آگ برسنے لگی بہار نے گلدستہ مارا کہ عالم بہار پیدا ہوا اور ہزار ہا ساحر دیوانہ وار صحرا کو چلا مہرخ اور
شکیل نے ہزارون کو قتل کیا نافرمان اور سرخ مو نے ستارے گرائے تیر برسائے کہ نظم

برسنے لگے آگ پتھر وہان — بلند آتش سحر کا تھا دھوان
کبھی شعلے اُٹھتے تھے ہر سمت سے — مچاتے تھے غل بیر ہر ایک کے
ہزارون نے دی جان افسوس سے — بہت بھاگ کر جان سے زندہ بچے

الحاصل لشکر روتاس تباہ و برباد ہوا اور بقیہ دفینہ وزری مال و اسباب لوٹ کر مہرخ اور مہ جبین اپنی
بارگاہ مین داخل ہوئین منادی نے ندا کی فوج بھاگی ہوئی کوہستان سے آئی لشکر بدستور اول
دوبارہ آراستہ ہوا جشن ہونے لگا لیکن عمرو جو بھاگا اُسے خیال آیا کہ چادر جمشیدی جو عیار لے گیا
ہم اس سے حیل کرنے لے یہ سوچکر جنگل مین آیا اور زنبیل عیاری بجائی ضرغام اور جانسوز حاضر
خدمت ہوئے لیکن برق نہ آیا کہ اُستاد چادر جمشید چھین لین گے یہان عمرو نے ان دونون عیارون
سے پوچھا کہ تم مین چادر جمشید کون لایا ہی اُنھون نے کہا ہمین قسم نمک صاحبقران کی ہی کہ ہم
نہین لائے عمرو نے کہا زنبیل کی صدا پر برق نہین آیا معلوم ہوتا ہی کہ وہی لے گیا پس کوڑا لیکر
واسطے ڈھونڈھنے برق کے چلا لیکن برق جو چلا تھا اسکے ذہن مین آیا کہ اگر طلسم ظاہر مین
رہونگا تو اُستاد چادر چھین لین گے اور استاد اپنے پاس زنبیل و گلیم وغیرہ رکھتے ہین اور میرے پاس
کوئی چیز ایسی نہین ہی کہ جس سے سحر تاثیر نہ کرے لہذا چادر جمشید اپنے پاس رکھون اسے استاد کو

نہ دون یہ خیال کر کے طرف طلسم باطن کے چلا مگر اب کیفیت سنیئے کہ عیار بچیان جنگل مین تھین اور ساتھ ساتھ لشکر روتاس کے آتی تھین لیکن انھین افراسیاب نے یہ حکم دیا تھا کہ عیارون کو پکڑ لاؤ یہ تو فکر گرفتاری عیاران کرتی تھین لشکر روتاس سے انھون نے کچھ مطلب نہ رکھا تھا ان کا اصل مطلب تو عیارون کا گرفتار کرنا تھا اسی فکر مین تھین اب روتاس جو قتل ہوا اور اس کے مرنے سے غلغلہ بلند ہوا صرصر نے کہا اے صبا رفتار بڑا غضب ہوا عمرو نے روتاس کو مارا شہنشاہ کہین گے کہ تم سب لشکر مین موجود تھین اور حفاظت نہ کر سکین جلد چلو اور عمرو کو گرفتار کرو بس سب متفرق ہو کر بہر گرفتاری عیاران چلین صبا رفتار گنبد نور کی طرف آئی اور صرصر لشکر مہرخ کی سمت گئی اور اس نے دور سے دیکھا کہ عمرو کو ترا پکڑے ایک مقام بلند پر کھڑا ہر طرف نگران ہو اور بیک خیال چار طرف دوڑتا ہی صرصر نے ایک گوشے مین بیٹھ کر صورت اپنی برق کی بنائی اور جست وخیز کرتی ہوئی عمرو کی طرف سے ہو کر نکلی عمرو تو جویاے برق کھڑا ہی تھا اسے دیکھ کر جھپٹا اور قریب آ کر کہا اے برق سچ بتا کہ تو چادر جمشید لایا ہی یا نہین اگر لایا ہی تو مجھے دے صرصر ہاتھ باندھ کر پانون پر عمرو کے گری اور کہا استاد وہ چادر آپ مجھ ہی کو عنایت کیجیے عمرو نے کوترا اٹھایا کہ کچھ شامت آئی ہی لا مجھے دے صرصر نے پانون پکڑ کے عمرو کا کھینچ لیا اور گرتے وقت اسکے بجلا کی تمام ایک حباب بیہوشی مارا کہ بیہوش کر دیا اور چادر عیاری بچھا کر دو حلقون سے کمند کے دونون ہاتھ اور دو حلقون سے دونون پانون اور دو حلقون سے گردن وکمر کو باندھ کر ساتوان حلقہ اس طرح باندھا کہ عمرو ایک گٹھری ہو گیا صرصر نے چادر عیاری مین لپیٹ کر پشتارہ باندھ کر پشت پر لگایا اور ڈیڑھ گرہ عیاری کی سینے کے قریب لگا کر جست وخیز کرتی طرف گنبد نور کے چلی لیکن برق جو گنبد نور کی طرف چلا اُسنے دور سے دیکھا کہ صبا رفتار کو دتی چلی آتی ہی برق بہت جلد صرصر کی صورت بنا اور صبا رفتار کی طرف سے ہو کر نکلا اُس نے پکارا کہ ای شہزادی کہان چلین صرصر نے کہا الگ آؤ یہان نہ ٹھہرو صبا رفتار قریب آئی برق نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا یہ موے عیار بد بلا ہین ابھی مجھ سے اور عمرو سے سامنا ہوا تھا وہ سامنے جھاڑی مین چلا گیا ہی اب ایک طرف سے ای صبا رفتار تم جاؤ اور ایک سمت سے مین یہ کہکر اُس کے ساتھ باتین کرتا ہوا دوڑا لایا اور کہا دیکھو پیچھے کون آتا ہی صبا رفتار نے پھر کر دیکھا برق نے بیضہ بیہوشی مار کر بیہوش کر دیا آپ اس کی صورت بنا اور اُسے عمرو کی صورت بنا کر پشتارہ باندھ کر طرف گنبد نور کے روانہ ہوا اور بسبب چادر جمشید کے دریاے خونروان سے گذر کر شہر ناپرسان مین آیا کسی نے منع نہ کیا بلکہ دو ایک نے پوچھا بی بی صبا رفتار کسے لائی ہو اس نے کہا عمرو کو اسی طرح گنبد نور

چڑھ آیا یہان ہزار ہا ساحر ملازم اور رفیق افراسیاب بیٹھا تھا ناچ ہو رہا تھا شہنشاہ تخت پر جلوہ گر
تھا کہ صبار فتار نقلی نے آکر سلام کیا اور لشتارہ سامنے ڈالدیا افراسیاب نے پوچھا کسے باندھا ہے اُسنے
کہا کہ عمرو کو اور لشتارہ کھول کر عمرو کو ستون سے باندھ دیا اس عرصہ مین صرصر نے جو عمرو کو گرفتار کیا
تھا آکر پہونچی ہر طرف ایک غل ہوا کہ صرصر اور ایک عمرو کو لاتی ہی برق نے افراسیاب سے
عرض کیا کہ حضور مین جو عمرو کو لائی ہون اُس کے عقب مین کوئی عیار بشکل صرصر آیا ہو گا مین پوشیدہ
ہوئی جاتی ہون آپ صرصر کو گرفتار کریجیے یہ کہکر صبار فتار نقلی تخت شاہی کے پیچھے چھپ رہی اس اثنا
مین صرصر لشتارہ باندھے حاضر ہوئی اور سامنے تخت کے رکھدیا افراسیاب نے اُس وقت ایک
ساحرہ سے اشارہ کیا کہ اُس نے صرصر کو گرفتار کرلیا اور لشتارہ جو لائی تھی اسے بھی کھولا اُس وقت
برق جو تخت کے پیچھے چھپا تھا ظاہر ہوا اور عمرو کو بندھا دیکھکر رونے لگا اور کہا ای شہنشاہ صرصر کو یہ
عیار عمرو کی شکل بنا کر لایا ہے اور آپ اُس کی صورت بن کر آیا ہے افراسیاب نے عمرو کو چھوڑ دیا اور
صرصر اصلی کو بندھوا دیا صبار فتار نقلی یعنی برق نے صرصر کے گرفتار ہونے کے بعد چاہا کہ سب کو شراب
پلا کر بیہوش کرون لیکن صرصر نے کہا ای شہنشاہ آپ غضب کرتے ہین مین صرصر ہون ہر چند
اُس نے کہا مگر کسی نے نہ سُنا اور برق نے صرصر کے پاس آکر چپکے سے کہا کہ استانی سنم برق تم استاد
کو پکڑ لائین اور سب کے سامنے ننگی کھُلی پھرتی ہو کہو تو اس وقت ناک کی پھُنگی کٹوا لون یہ باتین
سن کر صرصر لگی دوہائی دینے اور برق نے حکم دیا کہ اس پر مار پڑے اُس وقت صرصر پر مار پڑنے لگی
اور صرصر نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ آپ کتاب سامری دیکھیے کہ اس مین عمرو کون ہے افراسیاب
نے یہ بات پسند کی اور کتاب سامری منگائی اس وقت برق نے کہا حضور ایک بات لونڈی کی سُن
لیجیے مین کان مین کہونگی یہ کہکر قریب افراسیاب آیا اس نے بات سننے کو کان لگایا برق نے ایک
ہاتھ سے تاج لیا اور دوسرے سے ایک دھول ماری اور نعرہ کیا منم برق فرنگی اور جست کر کے
بھاگا افراسیاب نے حکم دیا کہ لینا جانے نہ پائے ساحر بحکم دوڑے اور سحر پڑھنے لگے ہنگامہ جو ہوا
عمرو تو رہا ہو چکا تھا اُس نے لوٹنا شروع کیا اور جال الیاسی نکال کر بارا کہ حیرت کا پاندان اور
منقاہ طلائی اور کرسی ہائے جواہر نگار سب لوٹ کر داخل زنبیل کین افراسیاب گھبرا کر تخت پر کھڑا
ہو گیا اور سحر پڑھا کہ ہزار ہا چیلا طلسمی دوڑا عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور گنبد کے نیچے اتر گیا ادھر برق بھی بھاگ کر
نیچے آیا ساحرون نے سحر کیا لیکن بسبب چادر جمشید کے تاثیر نہوئی اور جو ساحر گرفتار کرنے قریب
گیا چادر کی تاثیر سے شعلے جسم سے اُٹھنے لگے اور بدن مین آگ لگ گئی سب پھر آئے اور افراسیاب نے

مہر اور صبا رفتار کو جو بندھی تھین کھلوا لیا اور دلاسا دیا مگر برق اور عمرو نے شہر ناپرسان مین
لوٹ شروع کی عمرو نے جال جس دوکان پر مارا فرش تک دوکان کا مع کل اسباب کے کھینچ لیا غلغلہ
ہوا دوکانین جلد جلد بند ہونے لگین کسی راہگیر نے پوچھا ارے بھئی یہ کیا ہنگامہ ہی ایک دوکاندار نے کہا
عمرو شہر مین آیا ہی لوٹتا پھرتا ہی راہگیر سمجھا کہ اکیلا کہانتک لوٹے گا معلوم ہوتا ہی فوج لیکر آیا ہوگا یہ سمجھکر
آگے چلا راہ مین جو ملا کہدیا ارے میان بھاگو فوج آگئی لوگ قتل ہوتے ہین یہ سن کر وہ شخص بھاگا
اُسے بھاگتے دیکھکر اور لوگ بھی بھاگے جدھر گئے بھگدر پڑگئی سب کی زبان پر جاری ہی کہ فوج آگئی
اب کوئی اپنے لڑکے کا ہاتھ پکڑے بھاگا جاتا ہی کوئی اپنی عورتون کو لئے بدحواس ایک ایک سے
پوچھتا ہی ارے بھائی کوئی ناکہ بھی کھلا ہی کدھر جائین کوئی رو رہا ہی کہ افسوس گھر گئے لیکن بہادران ذیشان
ہتھیار لگائے اپنے اپنے دروازون پر موجود ہین اور کربیان پھاڑے جان دینے پر آمادہ باستقلال تمام
بیٹھے ہین لوگ آآ کر اُن کے سامنے خبرین کہ رہے ہین کہ حضرت آپ بیٹھے کیا کرتے ہین مفت جان
دیجئے گا ابھی ابھی میرے سامنے جوہری بازار قتل ہوچکا ہی اور چوک لٹ رہا ہی ہم تو جاتے ہین آپ
بھی بھاگئے بہادرون نے جواب دیا کہ جناب ہم تو جو کوئی آئیگا اول تو عذر کرین گے اگر نہ مانا
دیکھیے گا وہ جمگھٹا کھٹے کی لڑائی ہوگی اور ایسی تلوار چلے گی کہ حریف کے دانت کھٹے کردین گے غرض کہ ایک
تہلکہ عظیم برپا ہی اور عمرو اور برق لوٹتے پھرتے ہین صرافون کی تھیلیان غائب ہوتی ہین اور جوہریون کے
ڈبے گم ہوتے ہین لباطخانہ برباد ہو رہا ہی بزازون کی گٹھریان ندارد ہوئی ہین ٹھٹھیرون کے برتن لٹ
رہے ہین اسباب کوئی پھینک کر بھاگا ہی کوئی اگر جان بچا کر نہین بھاگا ہی تو اہل محلہ کے خالی گھرون
مین کود کر اسباب اُٹھا رہا ہی کوئی ہتھیارون اور اسباب کو کنوئین مین پھینک رہا ہی کوئی تہ خانہ مین
چھپ کر بیٹھا ہی کوئی کہتا ہی میرا بھائی لشکر عمرو مین نوکر ہی مجھے اُس نے سند لادی ہی مین سب کو بچا لونگا
میرے یہان چلے آؤ الحاصل یہ غوغا جب افراسیاب نے سنا کہ شہر کے لوگ بھاگے جاتے ہین فوج اسد
کی آگئی اُس نے اسی وقت حکم دیا کہ ساحر جاکر جو کوئی ہو اُسے غارت کرین ساحر گنبد پر سے اُترکر چلے
اور افراسیاب خود اُتر آیا حیرت نے ایک سحر کیا کہ لاکھون اژدہا پیدا ہوا اور شہر کی طرف چلا عمرو نے
سند ہی استاد کی اور برق نے چادر جمشید کی اوڑھلی اور ایک طرف ٹھہر رہا اژدہون نے بہت لوگون
کو نگل گیا سب کو یقین بالکل ہوگیا کہ فوج آگئی اور زیادہ بھگدر پڑگئی اور اژدر کچھ آدمیون کو نگل کر
پھر گئے حیرت نے کہا ای شہنشاہ مین نے سب کو اژدہون سے نگلوا لیا یہ کہ رہی تھی کہ ایک ساحر
سامنے سے لشتارہ بدوش پیدا ہوا اور افراسیاب کو سلام کیا اُس نے پوچھا لشتارہ مین کیا ہی

ساحر نے کہا عمرو کو لایا ہون یہ کہکر پشتارہ کھولنے لگا سب جھک کر دیکھنے لگے اُس ساحر نے یکایک جست کر کے ایک دھول افراسیاب کے لگائی اور نعرہ کیا منم برق اور دوسرا تاج لیکر بھاگا صنعت سحر ساز جو وزیر تھی اُسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ سوائے افراسیاب اور حیرت کے سب بیہوش ہو گئے مگر برق اور عمرو پر کچھ تاثیر نہوئی اور صنعت نے رد سحر کیا سب ہوشیار ہوئے اُس وقت دیکھا کہ شمیمہ آئی اور سلام کر کے الگ ٹھہری شاہ نے کہا جاکر عمرو کو پکڑ لا اس نے عرض کیا کہ حضور سے جو تدبیر مین عرض کرون اس طرح عمرو گرفتار ہوگا افراسیاب نے کہا بتلا شمیمہ نے کہا تخلیہ چاہتی ہون افراسیاب علٰحدہ پاس شمیمہ کے آیا شمیمہ نے جست کر کے پھر ایک دھپ لگائی اور نعرہ کیا منم برق اور تیسرا تاج جو ہر دم افراسیاب منگا کر پہنتا ہی لیکر راہی ہوا اب کی بار سرمایہ برف انداز وزیر دوم نے سحر کیا کہ سلین برف کی گرنے لگین اور وہ سردی ہوئی کہ دانت ہر ایک کے بجنے لگے اور صدہا ساحر شہر کے مر گئے سرمایہ نے سحر اپنا رد کیا اور کہا برق اور عمرو مر گئے ہون گے اُس وقت ایک ساحر بھاگا ہوا آیا اور کہا دوہائی شہنشاہ کی لوٹے لیتا ہی افراسیاب نے دستک دی کہ دیکھو تدبیر عمرو کی ہوئی جاتی ہی اُس ساحر نے کہا دیکھیے ای شہنشاہ آپ کے پیچھے برق کھڑا ہی تاج لیا چاہتا ہی افراسیاب نے پیچھے پھر کر دیکھا ادھر ساحر نے جست کی اور دھول مار کر نعرہ کیا کہ منم برق اور چوتھا تاج لیکر بھاگا اسوقت وزیر سوم باغبان قدرت نے ایک ہار اپنے گلے سے توڑ کر پھینکا کہ ہزار دن تختے گلاب کے ظاہر ہوئے اور پھولون سے گلابچے لال خوش رنگ نکل کر اُڑے اور چار طرف عمرو و برق کو ڈھونڈھنے لگے عمرو اندر منڈھی کے تھا اور برق کو بسبب چادر کے کوئی پا نہ سکتا تھا آخرکار جب یہ دونون نہ ملے وہ لال مردمان شہر کے سرون پر بیٹھے کہ اہل شہر دیوانے ہوئے اور نعرے مستانے کرتے شعر پڑھتے صحرا کو چلے اس وقت تو عجب عالم شہر کے لوگون کا تھا کوئی کسی کے گلے مین باہین ڈالے پیار کر رہا تھا کہ بمقتضائے نظم

کونسی جا ہی جہان تیرے نہین ای یار مست میکدہ مین نشہ کی عینک دکھاتی ہی مجھے	دیکھیے جس کوچے مین پڑ مارا تھے ہین چار مست آسمان مست و زمین مست و در و دیوار مست

یہ حالت دیکھکر باغبان نے سحر اپنا رد کیا مگر عمرو اور برق کا پتہ نہ لگا پھر یکایک برق بصورت اصل ظاہر ہوا افراسیاب نے اُسے دیکھکر کچھ سحر پڑھا سب نے دیکھا کہ ایک آئینہ بمقدار قامت انسان کھڑا ہی اور افراسیاب مثل تصویر کے قلب آئینہ مین جلوہ گر ہی برق نے دور سے پتھر مارا اُلٹا پھر آیا اور ابرق کوہ شگاف جو تھے وزیر نے کچھ سنگریزہ ہائے سحر پڑھکر مارے کہ بڑے بڑے پہاڑ زمین سے معلق اُٹھکر طرف برق کے چلے برق کو بسبب چادر جمشید کے وہ پہاڑ کنکریان معلوم ہوئے لیکن اہل شہر پہ جو

گرے عیاذاً باللہ ہزاروں دب گئے ایک تہلکہ عظیم پڑگیا اُس وقت عمرو دابہ منڈھی سے نکلا اور لوٹنے لگا مگر گلیم اوڑھے تھا ساحران زبردست تو سحر کرتے پہاڑوں کے نیچے سے نکلے اور ایسے ویسے مرگئے ابرق نے غوغا سُن کر سحر کو دفع کیا عمرو نے اب کی بار جہان افراسیاب کھڑا تھا اس کے سامنے آکر منڈھی تھڑی کی سب نے دیکھا کہ عمرو فقیروں کی جیسے منڈھی ہوتی ہی اُس کے اندر پلنگڑی جواہر نگار بچھا کے با آرام تمام لیٹا ہی اور دو پریان پانوں دباتی ہین افراسیاب نے کہا عمرو بھی بڑا زبردست ساحر ہی تم مین ہی کوئی ایسا کہ جو اس کا مقابلہ کرے اور گرفتار کرلے یہ کلام سُن کر ایک ساحر طمطراق جادو نام آگے بڑھا اور سحر پڑھتا ہوا منڈھی کے اندر گیا سر نیچے اور پانوں اوپر ہوگئے اُلٹا لٹک گیا عمرو نے اُٹھ کر کوٹلے تھوڑے سے سُلگائے اور ایک بوٹی اُس کے جسم کی کاٹی وہ چیخنے لگا عمرو نے کہا حرامزادے مین تیرے کباب لگا کر کھاؤن گا کیونکہ ساحرون کا گوشت مجھے بہت لذیذ معلوم ہوتا ہی یہ کلام سُنکر ساحر بہت خائف ہوئے اور بھائی طمطراق جادو کا کہ بنام وقواق جادو معروف تھا دوڑا آیا اور کہا ای عمرو میرے بھائی کو نہ کھا چھوڑ دے مین تجھے ہزار اشرفی دون گا عمرو نے کہا پانچہزار اشرفی لون گا اُس نے کہا اچھا پانچ ہزار اشرفی لے مگر چھوڑ دے اور اشرفیان منگا کر سامنے منڈھی کے ڈھیر کردین عمرو نے اُس وقت طمطراق کو منڈھی سے چھڑایا اور بیہوش کرکے زبان تھوڑی سی کاٹ لی اور منڈھی سے ہاتھ نکالکر جال مار کر اشرفیان کھینچ لین اور طمطراق کو باہر ڈال دیا وقواق نے بھائی کو اپنے اُٹھا یا دیکھا تو اُس سے بولا نہین جاتا ہی زبان کٹی ہی بس غضبناک ہوکر ہزاروں طرح کے منڈھی پر سحر کیے کبھی تیھر سے منڈھی کو چھپا دیا اور کبھی آگ سے پوشیدہ کردیا مگر کچھ نہ ہوسکا اس وقت عمرو نے منڈھی کے چار دن ستون پکڑے اور اکھیڑ کر چھتری کی طرح سر پر لگائی اور ایک طرف روانہ ہوا اس وقت منڈھی مثل ایک گنبد کے ہوکر روانہ ہوئی اور عمرو اُس کے اندر چلا اور برق بھی ساتھ ہوا افراسیاب نے کتاب سامری مین دیکھا مگر کچھ نہ معلوم ہوا اور کہا ہم بھی جاتے ہین یہ کہکر ایک طرف روانہ ہوا اسوقت دیکھا کہ آندھی تیرہ و تار آئی اور ہزاروں گھنٹے اور ناقوس بجتے ہوئے بررو ے ہوا سنائی دیے اور سواری بڑے عزم و شان سے ایک اور افراسیاب کی آئی سب نے تعظیم کی افراسیاب نے اُس افراسیاب سے جو آئینہ مین جلوہ گر تھا کہا کہ ای ہمشبیہ جاؤ تمھین بڑی تکلیف ہوئی اور عیارون نے سخت بے ادبی کی یہ کہنا تھا کہ افراسیاب جو آئینہ کے اندر تھا غائب ہوگیا اور افراسیاب اصلی نے کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ برق کے پاس چادر جمشیدی تھی اس سبب سے سحر تاثیر نہ کرتا تھا اور تجھے کیا ضرورت شدید ایسی تھی کہ تحفہ طلسم اور لباس خداوند کو جا کر لایا یہ اسی کی شومی تھی جو ہمشبیہ نے تیری دھولین کھائین

اگر تو اپنے ہم شبیہ کو چھوڑ کر چلا نہ جاتا تو یہی حال تیرا ہوتا راوی کہتا ہی کہ عیارون نے صرصر وغیرہ کا جو دھوکا
اگر دیا تھا تو افراسیاب نے اپنے بائین ہاتھ کو دیکھا تھا اس مین معلوم ہوا تھا کہ دو پہر اس وقت کے تجھ پر سخت
ہین ذلت حاصل ہوگی اگر یہان ٹھہریگا چاہیے کہ اس جگہ سے ٹل جاے پس افراسیاب نے یہ معلوم کرکے ایک
دستک دی تھی اور آہستہ سے کہا تھا کہ ای ہم شبیہ آؤ اُسی وقت ہم صورت اس کا آیا اور یہ خود غائب
ہوگیا ساحران درباری ہنگامہ پردازی مین عیارون کی مصروف تھے کسی پر ظاہر نہ ہوا کہ شہنشاہ
طلسم ہی یا کوئی اور ہی جاننا چاہیے کہ افراسیاب کے دہنے ہاتھ مین حال بہبودی اور فلاح معلوم ہوتا ہی
اور بائین ہاتھ مین اُسکی ذات کا حال بدی اور شر فساد و ذلت وادبار ظاہر ہوتا ہی اور سات شخص
نہایت زبردست اور معزز طلسم ہین کہ اُن کے ہمزاد دریائے نیل مین رہتے ہین اور جب تک وہ
ہمزاد نہ مارے جائینگے وہ ساتون شخص بھی نہین قتل ہونگے چاہے اُنھین ہزار مرتبہ عیار بیہوش
کرین ازانجملہ اُن آدمیون مین سے افراسیاب اور حیرت بھی ہین کہ صدہا مرتبہ عیار اُنھین بیہوش
کرینگے مگر قتل نہ کرسکینگے اور باقی حال ہمزادون کا بروقت ملنے روزنامچہ میربحر کے طلسم کشا اور
عمرو کو بیان ہوگا آمدم برسر مطلب افراسیاب عیارون کی شورش دیکھکر غضبناک ہوا اور عیار بچیون
سے خطاب کیا کہ نالائقان تم کو مین نے اسی واسطے بھیجا تھا کہ سارا شہر عیار آکر برباد کردین صرصر نے
عرض کیا کہ ای بادشاہ عالیجاہ کنیز حسب الارشاد عمرو کو پکڑ لائی تھی اور عمرو شہنشاہ عیاران ہی آسان
نہین ہی کہ کوئی اُسے گرفتار کرے لیکن حضور نے اُس وقت میرا عرض کرنا پذیرا نہ فرمایا اور اُسے
چھوڑ دیا اب جیسا ارشاد عالی ہو بجالاؤن افراسیاب نے کہا برق دریائے خونروان کے پار اُتر
جائیگا اور عمرو نہ جاسکے گا کس لیے کہ اُس کے پاس تحفۂ طلسم نہین ہی اور اگر اس دروازے سے عمرو
نکل کے جائیگا کہ جدھر سے اسد داخل اس شہر مین ہوا تھا البتہ دریا نہ پڑیگا مگر جہان اب لشکر عمرو
ہی اس مقام سے پھر فاصلہ اتنا ہی ہوجائیگا کہ جیسا اسد نے راستہ طے کرکے اپنے تئین یہان پہونچایا ہی
الحاصل جس طرف سے عمرو جائے اُسے جاکر گرفتار کرلے اور جب گرفتار کرنا تو ایک اپنی عیار بچی سے
کہلا بھیجنا اور تو عمرو کو لیکر دریا کے پار جاکر ٹھہرنا کہ مین آکر سامنے مہرخ وغیرہ کے قتل کرونگا صرصر یہ حکم
پاکر روانہ ہوئی اور افراسیاب پھر اہل دربار کی جانب مخاطب ہوا اور کہا کیا سخت مشکل ہی کہ جسے
واسطے گرفتاری بہار بھیجتا ہون وہ مارا جاتا ہی ایسا کوئی نہین جو بہار کو پکڑ لائے اُس وقت ایک ساحر
نمرود جادو نام اپنے مقام سے اٹھا اور عرض کیا کہ بہار کی بھی یہ لیاقت ہوئی کہ وہ ملازمان شہنشاہ
سے گرفتار نہ ہوسکے مین جاتا ہون اور اُسے ابھی حاضر کرتا ہون افراسیاب نے کہا اچھا جاؤ فوج و لشکر

ہمراہ لو نمرود نے کہا بہار اس قابل نہیں ہی کہ جس پر مین فوج لیکر جاؤن اور دوسرے لشکر کی کثرت سے
عیار شناخت نہیں ہو سکتے اور اگر فتور کرتے ہین مین خدمتگار بھی ساتھ نہ لونگا اور بارگاہ مہرخ مین گھس کر
بہار کو گرفتار کرونگا دیکھون میرا کوئی کیا کرتا ہی یہ کہکر نمرود پھر پرواز کر کے روانہ ہوا لیکن حال برق کا سنیے
کہ یہ جو شہر سے نکل کے چلا دریا کے پار بسبب چادر کے چلا آیا واضح ہو کہ شہر ناپرسان کے چالیس دروازے
ہین ہر طرف کی راہ ہر ایک دروازے سے ہی بعض دروازے ایسے ہین کہ طلسم ظاہر مین بغیر دریا کے اترے
آدمی آتا ہی اور بعض در ایسے ہین کہ بیرون طلسم چاہے تو ادھر سے چلا جاے اور بعض در ایسے ہین کہ بغیر دریا
کے اترے کوئی طلسم ظاہر مین نہیں آسکتا ہی لہذا صرصر جو چلی خیال مین آیا کہ شاید عمرو اسی طرف سے گیا
ہو کہ طلسم ظاہر مین پہونچ گیا ہو تو چاہیے کہ مین بھی اسی طرف سے چلون اور ڈھونڈھتی ہوئی دریا کو
اترون اس راہ مین جہان کہین عمرو ملے تو گرفتار کرون اور اس مین یہ فائدہ ہی کہ عمرو جو اس طرف سے
آیا ہوگا اور تو طلسم ظاہر کی طرف سے چلے گی عین مقابلہ پر عمرو کے پہونچے گی یہ مضمون تجویز کر کے پہلے طلسم ظاہر
مین آئی لیکن یہان کا حال سنیے کہ برق جو پہلے آیا ہو اس کو شمیمہ اور صنوبر اور تیز نگاہ ملین اور سب نے
برق کو گھیرا پنجہ چلنے لگا برق گو کہ اکیلا تھا مگر سب کو جواب دیتا تھا اس وقت جانسوز بھی آگیا اور
دونون لڑ بھڑ کر نکل کے چلے اور برق ایک طرف ہو گیا اور جانسوز ایک طرف چلا برق کو یہ خیال
ہی کہ چادر میرے پاس ہی کوئی لے نہ لے اس لیے الگ رہتا ہی لیکن جانسوز کو عیارنیون نے پھر اکیلا
پاکر ہر طرف گھیر لڑائی ہونے لگی صنوبر نے کمند پشت پر سے لگائی جانسوز جست کر کے نکلا تھا کہ شمیمہ
نے دوسری سمت سے کمند ماری جانسوز الجھ کر گرا تیز نگاہ نے بیضہ بیہوشی لگا کر بیہوش کر دیا اور
پشتارہ باندھ کر صنوبر سے کہا تم اسے دربار شہنشاہ مین لیجاؤ ہم دونون اور عیارون کی فکر مین جاوینگے
صنوبر پشتارہ لیکر روانہ ہوئی اور وہ دونون اور طرف چلین لیکن صنوبر کو پشتارہ بدوش ضرغام
نے جاتے دیکھا کوس بھر آگے جا کر ایک جھاڑی مین چھپ کر بیٹھا اور کمند کو دور تک پھیلا کر خس پوش کر کے
سر کمند کا اپنے ہاتھ مین رکھا کہ صنوبر جب قریب کمند کے پہونچی دل اسکا دھڑکنے لگا اور حفظ ماتقدم کی
راہ سے پکار کر اس نے کہا کہ ای عیار مین نے تجھے پہچانا ضرغام سمجھا کہ یہ تجھے پہچان گئی چاہا کہ جھاڑی سے
نکل کر اس کے مقابل ہون پھر خیال آیا کہ شاید یہ مکاری کرتی ہو ابھی ذرا ٹھہرو اسی فکر مین تھا کہ صنوبر
نے پتھر فلاخن مین رکھکر مارا کہ ضرغام کے برابر آکر گرا یہ سمجھا کہ بیشک یہ مجھے پہچان گئی چاہتا تھا کہ باہر جھاڑی
کے نکلے اس وقت صنوبر نے دوسرا پتھر دوسری سمت لگایا ضرغام کو یقین ہوا کہ تقدم بالحفظ کرتی ہی
چپکا بیٹھا رہا صنوبر نے خوب خوب امتحان کر لیا سمجھی کہ جنگل سنسان ہی اس سبب سے دل تیرہ خوفناک

ہوتا ہی بس جست کر کے بیچ مین کمند کے جا کر اُتری اور چاہا کہ دوسری جست کر کے اس راہ خطرناک سے گذر جاؤن ضرغام نے ایک ڈھڑکا شیر کی صدا کا بنا کر مارا کہ صنوبر جھجکی اور ضرغام نے کمند گھسیٹی چلتے بھی ہوئے اور صنوبر گری ضرغام جھپٹ کر آیا اور حباب بیہوشی لگا کر اُسے بیہوش کر دیا اور جانسوز کو پشتارہ سے کھول کر ہوشیار کیا اور چاہا کہ صنوبر کو باندھے اسوقت صرصر جو عمرو کو ڈھونڈھتی آتی تھی اس طرف آنکلی اور صنوبر کو گرفتار ہوتے دیکھکر نیمچہ کھینچ کر دوڑی کہ با شیدائے ناعیاران کہان جاؤ گے میرے ہاتھ سے ضرغام اور جانسوز بھی خنجر پکڑ کر مقابل ہوئے اور کہا اُستانی صاحبہ جس دن اُستاد تمھین پکڑ لیجائینگے داد دلوائینگے جکی پسوائینگے ہمارے اُستاد روٹی کپڑا اپنی کسی زوجہ کو نہین دیتے ہین اور رات بھر پانؤن دلواتے ہین صرصر نے کہا تمھارے اُستاد کو گھری گور مین تو پون سوؤن جوانامرگ استانی تمھاری کون ایسی تیسی ہی اور بہ غیظ و غضب یہ کلمات کہکر لڑنے لگی اور نیمچے مثل برق کے چلنے لگے صرصر لڑتی ہوئی قریب صنوبر کے آئی اور ایک بیضہ دافع بیہوشی منھ پر مارا کہ صنوبر کو چھینک آئی اور ہوشیار ہوئی پھر تو برابر سے مقابلہ شروع ہوا لیکن صرصر بہر گرفتاری عمرو آئی تھی اس کو عرصہ ہوتا تھا اس سبب سے جست کر کے ایک طرف چلی اسے جاتے دیکھکر صنوبر بھی ایک سمت روانہ ہوئی مگر صرصر متلاشی عمرو تھی دریاے خونروان سے تلاش کیا جب پار اُتری ایک مقام پر دیکھا کہ عمرو دریا سے چاہتا ہی کہ پار اُترون لیکن راہ نہین ملتی بھٹکتا پھرتا ہی صرصر نے سرراہ ایک رومال پھینک دیا جب عمرو اس طرف آیا دیکھا کہ رومال محمودی کا پڑا ہی اور اُس کے گوشون مین کچھ بندھا ہی عمرو نے اسے اُٹھا کر دیکھا اس کے ایک گوشے مین بچاس اشرفیان تھین اور ایک کونے مین کچھ روپیے اور پیسے اور ایک کونے مین چکنی ڈلیان اور الائچیان بندھی تھین رومال سارا عطر مین بسا تھا عمرو سمجھا کہ یہ طلسم باطن ہی ساحران معزز اس جانب سے گذرتے ہین کسی شوقین کا یہ رومال گر پڑا ہی اُس نے اشرفیان اور روپیے وغیرہ کھول کر چاہا داخل زنبیل کرون کہ رومال جو عطر مین بسا تھا اُس کی خوشبو سے دماغ بس گیا اور عمرو چکر کھا کر گرا صرصر جو پوشیدہ تھی نعرہ کر کے قریب آئی اور پشتارہ عمرو کا باندھ کر دریا سے بموجب حکم افراسیاب پار اُتری اور چاہا کہ کسی عیار بچی کو زنبیل بچا کر بلاؤن اور شہنشاہ کو اطلاع دون اسی فکر مین تھی کہ اُسے برق نے دور سے دیکھا بس فوراً اپنی صورت تیزنگاہ کی بنائی کہ زلفین دونون رخسارہ پر آراستہ کر کے دھانی دوپٹہ اوڑھ کر لبون کو مسی آلود کیا اور لکھوٹا پان کا جمایا اور کسوت عیاری سے خون ایک بوتل مین جو بہر عیاری بھر رکھا تھا نکال کر مقوے کے ہاتھ اور پانون اور ایک سر مع گردن کے بنا کر اپنے

سر پر گردن مقتوے کی لگائی اس کی رگون مین خون تازہ بھر دیا اور سر اور چہرہ اپنا اندر اُس گردن کے چھپا
لیا اور سر مقتوے کا اس گردن پر لگا کر گردن سے جدا کر کے صرف تسمہ ایک لگا رہنے دیا اور وہی دست
و پا بھی مقتوے کے پوست تازہ سے منڈھے ہوئے ہاتھ پاؤن پر لگا کر اصلی اعضا چھپا کر سب کو جدا
کر کے باین ہیئت مجروحانہ و مقتولانہ گذرگاہ صرصر تجویز کر کے پڑ رہا صرصر جو عمرو کو لیے اپنی ساتھ
والی عیارہ کو بلانے کی فکر مین ادھر آئی دیکھا ایک لاش پڑی ہی جس کے ہاتھ اور پاؤن کٹے ہین اور
خون تازہ رگون سے جاری ہی سر جدا ہی نرخرہ کٹا ہی صرف تسمہ گردن مین لگا ہی یہ دیکھکر جب قریب
آکر غور سے دیکھا تو تیز نگاہ اپنی خیارجی کو پایا ازبسکہ یہ سب بہلین آپس مین ایک دوسرے کو
کہتی ہین اور محبت ہر ایک کو باہم کمال ہی بس دیکھتے ہی دل صرصر کا اُمنڈ آیا اور کہا افسوس موے
عیارون نے میری بہن کو مارا اور بیتابانہ روتی ہوئی ہاے میری بہن تیز نگاہ تم مجھ سے جدا ہو گئین
یہ کہکر پشتارہ عمرو کا پٹک کے لاش سے لپٹ گئی اور لگی بین کرنے یہ تو لپٹی ہوئی رو رہی تھی کہ
یکایک کٹی ہوئی گردن سے ایک دھار خون کی نکلی اور صرصر کے منھ پر پڑی کہ تڑاق سے چھینک آئی
اور بیہوش ہو گئی برق نعرہ کر کے اٹھا اور چادر عیاری بچھا کر صرصر کو اُس چادر پر لٹا دیا اور عمرو کو
پائینی بٹھایا پاؤن صرصر کے آغوش عمرو مین رکھدیے اور فتیلہ بیہوشی صرصر اور دوسرے ہاتھ سے
عمرو کو سونگھایا کہ دونون ہوشیار ہوے اور برق نے سامنے صرصر کے آکر کہا کہ استانی مین آداب
عرض کرتا ہون واہ دن دہاڑے آپ اُستاد کو لیے ہوے جنگل مین پڑی ہین کوئی باغ میسر نہین
تھا تو خیمے مین چلی آئی ہوتین یہ بدتمیزی حضور کو نہ چاہیے ادھر سے اس نے یہ کہا اور عمرو کی جو آنکھ کھلی
صرصر کو اپنا ہم بستر دیکھا اے جان جہان و آرام دل مشتاقان کہکر لپٹا لیا کہ ؎

نہال عیشم از وصالش بر آور
ز بخت خویش بر خوردار امشب

صرصر نے جو یہ حال اپنا دیکھا کہا موے حرامیو تم بڑے غضب کے ہو اور ایک دولتی سینے پر عمرو کے
لگائی کہ دور جا کر گرا عمرو پکارا کہ بیت لاتین چلین گی سینے پہ اپنے شب وصال پہ کیا کیا نہ غل مچائگی
خلخال پائے دوست پہ صرصر شرما کر ایک طرف جست کر کے چلی گئی اور عمرو نے برق کا ہاتھ پکڑ کر کہا
بیٹا مین تجھ سے چادر جمشیدی نہ لون گا بارگاہ مین آؤ بہلا کر بارگاہ مین لایا برق نے چارون تاج
افراسیاب کے مہ جبین اور اسد کو نذر دیے اسد نے وہ تاج عمرو کو دیے اور مہ جبین نے لاکھ
اشرفیان انعام برق کو دین اور بہار نے پچاس ہزار اشرفی عنایت کین سرداران نامی نے
رطب اللسان تعریف کی ہر طرف سے آفرین آفرین کی صدا بلند تھی کہ مصرعہ تبارک اللہ ازین

فتنہ ہا کرتست ✤ ساقیان مہوش پیمانہ شراب سرخوش سے کر مجلس افروز اس محفل خلد شاکل کے تھے اور مغنی بصد طرب نغمہ دلکش سناتے تھے کہ ابیات

صبح دولت میدمد کو جام ہمچون آفتاب ✤ فرصتی زین بہ کجا باشد بدہ جام شراب
خانہ بے تشویش و ساقی یار و مطرب بذلہ گو ✤ موسم عیش ست و دور ساغر و عہد شباب
شاہد ساقی بدست افشان و مطرب پاکوب ✤ غمزہ ساقی زچشم می پرستان بردہ خواب

اُس وقت عمرو نے برق سے کہا اے فرزند مین اس لیے تجھ سے چادر جمشید مانگتا ہون کہ حکم صاحبقران یہ ہی کہ ایسی اشیاے نادرہ سے اور تبرکات انبیا علیہم السلام سے بغیر ضرورت شدید کے کوئی کام نہ لینا اور تم چادر پاتے ہی شہر نابرسان مین چلے گئے اور افراسیاب سے مقابل ہوکے اگر ایسا مین چاہتا تو گلیم اوڑھ کر اب تک سب کے سر کاٹ ڈالتا اور طلسم فتح کر لیتا پس تمھین چاہیے کہ صرف عیاری کرکے معین اور یاور طلسم کشا کے رہو اور چادر جمشید مجھے دو برق نے کہا مجھے چادر کیا کرنا ہی انشاء اللہ ہزارون ساحرون کو بغیر چادر کے قتل کرونگا یہ کہکر وہ چادر جمشید عمرو کے حوالے کی یہان تو یہ صحبت گفت و شنید ہو رہی تھی کہ یکایک صداے مہیب آئی اور ایک پنجہ چمک کر گرا نعرہ بلند ہوا کہ منم نمرود جادو اور بہار جادو کو پکڑ کے لے چلا اہل دربار مہرخ وغیرہ کھڑے ہو گئے اور ہزار ہا ناریل اور ترنج اس پنجہ پر مارے لیکن وہ دست ساحر زبردست تھا کچھ تاثیر نہ ہوئی اور بہار کو وہ پنجہ لیکر ایک پہاڑ پر آیا عمرو اور سب عیار بھی دوڑے گئے اُس وقت نمرود نے پہاڑ پر سے بزور سحر ایک نہیب دی کہ ای فرقہ نمک حرام یہ نہ کہنا کہ نمرود چھپا کر بہار کو پکڑ لے گیا مین یہان ٹھہرا ہون تم مین سے جسے حوصلہ ہو وہ آکر چھین لے یہ نعرہ کرکے ایک تیلا سحر کا قلہ کوہ پر مقرر کر دیا کہ جو کوئی آئے ای تیلے مجھے خبر کر دینا اور آپ پہاڑ پر بزور سحر فرش بچھا کر بیٹھا بہار اس کے سحر سے بیہوش ہو گئی تھی اس کو ایک طرف لٹا دیا اس عرصہ مین عمرو ایک ساحر کی صورت بن کر آیا اور کاسہ جواہر کا جس مین دانے انار کے نہایت خوشرنگ برابر بیضہ مرغ کے تھے ہاتھ مین لیکر پہاڑ پر چڑھ آیا تیلے نے منع کیا کہ یہان نہ آؤ عمرو نے نہ مانا اُس وقت تیلا پکارا کہ ای نمرود ہوشیار ہو جاؤ کہ عمرو آیا نمرود یہ صدا سُن کر گویا ہوا کہ آنے دے پتلا خاموش ہو رہا اور عمرو نمرود کے پاس آیا سلام کیا اور کہنے لگا ای نمرود تیلا تمھارا چھوٹا ہی مین افراسیاب کا ملازم ہون یہ دانے انار کے باغ سیب سے آئے تھے اُسنے تمھین بھیجے ہین یہ کلام سُن کر نمرود بہت ہنسا اور کہا ای عمرو تو بڑا مکار ہی مین تیرے فقرے مین نہ آؤن گا دیکھون کس طرح کے دانے ہین یہ کہکر کاسہ ہاتھ مین لیا دانے انار کے دیکھے کہ ایسے کبھی نہ دیکھے تھے ہاتھ مین اُٹھا کر بغور دیکھنے لگا ہمین

سے بھاپ نکلنے لگی اور باریک دھوان نکل کے دماغ مین گیا کہ چھینک آئی اور بیہوش ہوا عمرو نے فوراً
سر کاٹ ڈالا غل و شور ہوا اور تاریکی پھیل گئی بعد تھوڑی دیر کے صدا آئی کہ کشتی مارا نام مین نمرود جادو بود
اور ایک طائر خوشرنگ اس کے سر سے نکل کے طرف افراسیاب کے گیا اور بہار رہا ہوئی عمرو کو لیکر لشکر
مین آئی سب نے خوشی کی جلسہ انبساط آغاز ہوا مگر طائر نے جا کر افراسیاب سے حال نمرود بیان کیا
اور جل گیا اسوقت حیرت نے اصرار کیا کہ مین ضرور بمقابلہ حریف جاؤن گی ساحران نامی کو ساتھ
لون گی افراسیاب نے اجازت دی حیرت کارسازی لشکر مین مصروف ہوئی مگر حال لقا کا سننے
کہ پہلے ذکر ہوا تھا کہ سلیمان عنبرین موے کوہی نے نامہ بھیجا تھا کہ کسی کو بمدد خداوند بھیجو تو
افراسیاب نے حسینہ جادو کو حکم دیا تھا کہ تم جاؤ مگر حسینہ اپنے مقام پر اگر بیمار ہو گئی لقا پاس نہ پہونچی
عرصہ جو ہوا سلیمان نے دوسرا نامہ اسی مضمون کا لکھکر بہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوایا پنجہ پاس افراسیاب
کے اسوقت نامہ لایا کہ حیرت کارسازی مین مشغول تھی افراسیاب نے نامہ پڑھکر ایک سردار لشکر سے
اپنے حکم دیا کہ ای سرمست جادو تم جاؤ اور خداوند کی مدد کرو سرمست حکم پاکر اپنی جگہ پر آیا اور فوج لیکر
قریب بارہ ہزار ساحر کے سمت کوہ عقیق بڑے کروفر سے روانہ ہوا

داستان روانہ ہونا سرمست جادو کا واسطے مدد لقا کے اور مقابلہ کرنا امیر سے اور عیاری چالاک بن عمرو کی اور لشکر کشی کرنا حیرت کا بافواج قہار لشکر مہرخ پر اور مدت دراز تک مقابلہ کرنا سحر کی لڑائیان باہم ہونا اور عیاریان کرنا عیارون کا اور عیار بچیون کا للمؤلفہ

کدھر ہے تو اے ساقی لالہ فام
طلسمات کا رنگ دکھلا دیا
شجاعت کے ساغر مین دے مین شاد
رہے سکۂ نقد جان کا رواج
گرجتے ہین پھر رعد آسا نقیب
رہے کھیت رن کا ہر اک لہلہا
فسون ساز یان حیلہ پردازیان
ترے رند کے دل کا ہو یہ علاج
بیا بشنو اے ہمدم را ستان

شراب شجاعت کا دے ایک جام
میرے ساقیا آج تیرا ہی دور
دکھا جوہر تیغ کی پھر بہار
گھٹا کالی کالی سپر کی اٹھی
شجاعون کو جام شہادت نصیب
کھلین نخل قامت پہ گل زخم کے
ہر اک سمت پھر دیکھین عیاریان
دکھا دون مین پھر معرکہ جنگ کا
کہ باز آمدم بر سر داستان

ترے جام نے ساقی مہ لقا
پلا دے مہرخ کا جام اندر
چمکنے لگے برق شمشیر آج
چلی آتی ہی فوج اڑتی ہوئی
برسنے لگے خون کا دونگرا
بہے خون کی نہر ہر سمت سے
نہ کر مے کے دینے مین کچھ دیر آج
ملے جام گر خون کے رنگ کا
چہرہ پردازان عروس شجاعت

وآرایش دہندگان شاہد رعنائے جلادت سواد زلف لیلائے بیان کی زینت شانۂ تقریر سے اسطرح فرماتے ہین اور خال سیاہ نکات تحریر کو رخسار آئینہ تمثال محبوبہ قرطاس پریون بتاتے ہین کہ جب حیرت بہر مقابلہ مہرخ عازم سفر ہوئی ساحران طلسم مثل گلنار جادو و طولان بن شہاب جادو اور شہاب اژدرگیر جادو و قتیل جادو و شگوفہ جادو و قیماس جادو و معجور جادو وغیرہ ستر لاکھ ساحر ہمراہ رکاب کمر باندھ کر چلنے پر طیار ہوئے افراسیاب نے اپنے دو وزیرون ابریق کوہ شگاف اور سرمایہ برف انداز کو ساتھ کر دیا زمرد جادو اور یاقوت جادو وزیرزادیان چنور بال ہما کا سر پر جھلنے لگین اور ملکہ حیرت سوار ہوئی تخت اسکا ایک ابر کے اندر غائب ہوگیا اور ہزارون نقارے طلسمی بجنے لگے اور مثل بنگلے کے معلوم دیتا تھا اور وہ بنگلہ بنا نگار تھا ہزارہا کرسیان یاقوت نگار اُس مین بچھی تھین بیچ مین تخت جواہر آگین آراستہ تھا اور مثل شعلۂ جوالہ کے جسم حیرت کا اس تخت پر منور اور روشن دکھائی دیتا تھا آگے بنگلے کے ناقوس اور گھنٹے ازخود بجتے تھے صدا سامری کے جی بولنے کی ازخود بلند تھی اور جب حیرت اشارہ کرتی طولان بن شہاب ایک ترنج فلک کی طرف اچھالتا تھا اور وہ ترنج شق ہوتا تھا اور ہزارون توپین چھوٹنے کی صدا آتی تھین اور لاکھون ستارے ٹوٹ کر گرتے اور سر پر حیرت کے نثار ہوتے تھے اور ہبردآزمایان عرصۂ جلادت مرکبہائے پرند پر سوار کہ جن کے اسلحہ کی صدا سے شور الامان از زمین تا آسمان بلند ہر ایک ذی رتبہ خود پسند ساحران نامی مبارزان گرامی روانہ تھے

نظم

سپہ را چو حیرت بمیدان کشید
بنخوت درجا ماہ وماہی فتاد
بپوشیدہ درع وکمر بستہ تنگ
بفتراک زین بستہ از دی کمین
بخون ریختن پنجہ را باز کرد

صف لشکر ساحران بستہ دید
بہ پشت سمند فلک اقتدار
بباز و کمانہا تیر کش خدنگ
تزلزل ز لشکر فتاد آنچنان
بہ تیغ و خدنگ آزمان ساز کرد

چو لشکر قدمہا بمیدان نہاد
بگشتہ ہزبران جنگی سوار
کمند چو زلف عروسان چین
کہ گرد آسمان روز محشر گمان

خلاصہ کلام بڑے جوش و خروش سے مثل دریائے ذخار وہ لشکر قہار روانہ ہوا اور بعد قطع منازل قریب پشتۂ رنگین حصار پہونچا مہرخ اور مہجبین دربار مین بصد آئین جلوہ فرما تھین کہ گھنٹون کے بجنے کی صدا آئی اور نقارون کی آواز نے زمین ہلائی سب سردار باہر نکل آئے فوج ساحران کی آمد دیکھی اور سواری حیرت کی نظر آئی سب الحفیظ والامان پکارے اور مہرخ وغیرہ بدحواس ہوگئین ہلچل پڑگئی لیکن حیرت کی بارگاہ میدان رزم کا فاصلہ درمیان لشکر حریف دیکھکر استادہ ہوگئی سو کلس یاقوت نگار چمکنے لگے اور منزلون تک سیخمے

ساحرون کے استادہ ہو گئے بازارین کھل گئین جا بجا خرید و فروخت ہونے لگی بارگاہ کے روبرو آراستہ ہوئے معلیٰ
کا طور ہوا نقشہ ہی کچھ اور ہوا حیرت اُتر کر داخل بارگاہ ہوئی اور تخت حکومت پر بیٹھی گردن کش ساحران
سامری فش زیب دہ کرسی و دنگل ہوئے آباد تہمتون کے جنگل ہوئے عیار بھی بیابان صحرا سے آکر حاضر
دربار ہوئین اور انتظام کرنے لگین یہ تو اس جگہ فکر جنگ و جدال مین مصروف ہین مگر ؎ ازین قصہ
یکدم فراموش کن ✤ زجائے دگر داستان گوش کن ✤ سرمست جادو کا اول حال بیان کیا جاتا ہی
کہ بارہ ہزار ساحر لیکر بہ تزک و احتشام بہر مدد لقا سمت عقیق کوہ رہ نورد ہوا تھا بعد طے راہ طلسم سے
باہر نکلا اور حوالی کوہ عقیق مین پہونچا اس جگہ صحرائے سبز و خرم پاکر ہوائے صید افگنی دل مین سمائی
دامن کوہ مین خیمہ استادہ کیا فوج کو ٹھہرا کر آپ شکار کھیلنے لگا اور بعد شکار طائران صحرائی بموجب نظم

شکار افگنان در زمین تاختہ ✤ بقصد گوزن اسپ انداختہ
ز وحشی غزالان بسے ہر طرف ✤ بہ تیر کمانداز گشتہ ہدف

بہت گور و گوزن شکار کیے لیکن ایک آہو تیر کھا کر سامنے سے بھاگا اُسنے اُس کے تعاقب مین گھوڑا اُٹھایا
اتفاق سے داراب کشور کشا فرزند امیر پہلے سے اس دشت مین نخچیر کنان تھا اُسنے جو ہرن کو آتے
دیکھا تیر جوڑکر کمان مین لگایا کہ آہو گرا شہزادے نے اُسے ذبح کیا اس اثنا مین وہان سرمست آکر
پہونچا اور اپنے صید کو سامنے داراب کے پڑا دیکھکر للکارا کہ ارے تو کون ہی کہ میرے صید کو تو نے ذبح کیا داراب
نے کہا اے بہادر مین نہ جانتا تھا کہ یہ شکار زبون تیرا ہی ورنہ دست اندازی نہ کرتا اب یہ آہو بلکہ اور
جو مین نے شکار کیے ہین تو لیجا اور مجھے معاف کر سرمست مست مے نخوت تھا عذر شاہزادے کا نہ سُنا اور ڈانٹا
کہ اے نامعقول مجھے تو نے گوشت کا بھوکا تصور کیا ہی جو لالچ دیتا ہی منم سرمست جادو بدلے اپنے
صید کے تجھے شکار کرونگا داراب نے کہا تم لوگ ساحر اپنے سحر کرنے پر بہت نازان ہو اگر تلوار کے رُخ
آؤ تو معلوم ہو سرمست نے قسم کھائی کہ مین تجھپر سحر نکرونگا دیکھون کہ تو میرا کیا کر لیتا ہی لاحرب مردان عالم
شہزادے نے فرمایا ؎ تو اول برآور تمنائے خویش ✤ کہ من خصم را میدہم جائے بیش ✤ سرمست
نے تیغہ کھینچکر سارے جسم کا زور بازوؤن مین شریک کرکے رکابون پر کھڑے ہو کر بقوت تمام سر داراب
پر لگایا داراب نے اسقدر مرکب اپنا حریف کے گھوڑے سے قریب کیا اور مانند غنچہ سمٹ کر زیر سپر سارا جسم
اپنا مخفی کیا کہ قبضہ اور دنبالہ سپر پر پڑا باقی سارا ہاتھ خالی گیا اس گھات سے تلوار نہ پڑی کہ جو زور قوت حیات
اُنکی طوفانی ہوتی سرمست تلوار لگا کر جھونک سے سنبھلنے نپایا تھا کہ داراب شمشیر کھینچکر پکارا خبردار
خبردار یہ نہ کوئی کہے کہ غفلت مین مارا بیت تو ضربی زدی ضرب من نوش کن ✤ ہمہ شادی از دل

فراموش کن ہے غرضکہ تلوار لگائی سرمست نے بازوی قوت اور تیغہ باڑھدار سر پر آتے دیکھکر اپنے تئین جست کر کے کفل مرکب پر پہونچایا اور سپر کو سامنے کیا شمشیر صاعقہ خصال شاہزادہ بلند اقبال سپر سے اس طرح گذری کہ جیسے ابر تیرہ سے برق ظاہر ہوتی ہے اور خود و دو ولبغا و زرہ ٹوپ و عرق چین وغیرہ کو کاٹ کر تا دو ابرو حریف کے پہونچی سرمست نے بعجلت تمام داستانے دم شمشیر مین مارے کہ وہ جھنجناکر سر سے نکلی مگر چادر خون کی مُنھہ پر پڑگئی اور صدمۂ زخم سے بیہوش ہوکر گرا داراب نے چاہا سر کاٹ لون پھر خیال کیا کہ بسمل و بے بس کو قتل کرنا شایان مردی نہین ہے یہ سوچکر ٹھہرا کہ ناگاہ آندھی سیاہ آئی اور سامنے سے ایک ساحرہ سیہ چردہ کریہ منظر آہن صورت کہ اُسکا ناگن جادو نام ہے اُس نے سرمست کو دودھ پلاکر پرورش کیا ہے آکر پہونچی اور اپنے فرزند کا یہ حال دیکھکر بہ غضب تمام سحر کیا کہ داراب کے گرد ایک برج آتشین بن گیا کسی طرف سے راہ نکلنے کی نہ رہی پھر اُسنے سرمست کو اُٹھایا اس عرصہ مین زروم جادو ملازم سرمست مع فوج جو پیچھے رہگیا تھا آکر پہونچا اور شہزادے کے ملازم بھی حاضر ہوئے باہم دونون فوجون مین جنگ آغاز ہوئی لیکن فوج ساحران نے بزور سحر ایک لمحہ مین شکست دی فوج داراب ہزیمت اُٹھاکر سمت کوہستان گئی مگر سرمست اُسی جا اُترا اس وقت فتاح کشوری جو ہمراہ فوج آیا تھا صورت اپنی بدل کے یعنے ایک ہیزم کش نبکے کہ لکڑیون کا گٹھا سر پر رکھکر جوتیان لاٹھی مین لگا کر لشکر سرمست مین آیا ادھر کچھ لوگ بھاگ کر لشکر امیر مین آئے اور سب کیفیت گرفتاری شہزادہ صاحبقران سے کہی امرا لشکر کے فکر مین قتل سرمست کے لیے روانہ ہوئے اور امیر بھی چلنے کی تیاری کرنے لگے لیکن وہان ناگن نے مرہم سحر زخم پر سرمست کے لگایا کہ وہ اچھا ہوگیا اُسوقت اُسنے بہت کچھ نشیب و فراز جنگ و جدال کرنے کے سرمست کو سمجھائے اور کہا اب یہان نہ ٹھہر کوچ کر کے خداوند پاس جا یہ کہکر آپ رخصت ہوئی اور سرمست بھی اُسی وقت مع لشکر ساحران ارادے پر قید داراب کی لیکر لشکر لقا مین پہونچا ساتھ اُسکے فتاح عیار بھی آیا یہان لقا تخت پر بیٹھا تھا کہ یکایک آندھی اُٹھی اور آگ پتھر برسنے لگے تاریکی ایسی پھیلی کہ اندھیرا ہوگیا لقا فرط خوف سے تخت سے اُتر کر نیچے چھپا بعد لمحہ کے سرمست آیا اور تخت خالی دیکھکر مستفسر ہوا کہ خداوند کہان ہین بختیارک نے تعظیم دی اور کرسی پر بٹھایا عرض کیا کہ آپ تشریف رکھیین خداوند بھی آتے ہین اور تخت کے سامنے پردہ ڈالکر لقا کو اُسکے نیچے سے نکالا اور کہا یا خداوند اگر آپ اسی طرح زیر تخت ڈر کر پوشیدہ ہوجیے گا تو لوگ سست اعتقاد ہو جاینگے الحاصل درست ہوکر لقا تخت پر بیٹھا سرمست نے سجدہ کیا اور آمد اپنا بیان کیا کہ شاہ طلسم نے بہر مدد حضور مجھے بھیجا ہے لقا نے خلعت فاخرہ دیا سلیمان اور بختیارک نے لشکر ساحران مقام پاکیزہ و بہترین جاکر اُتروایا

ہر سمت ڈھرو بجنے لگا اور ناقوس پھونکے گئے ساحر آرام گزین ہوئے بارگاہ مین شراب و کباب چنگ و رباب کا جلسہ شروع ہوا ناچ ہونے لگا لیکن نامیان و توسیان خبری ہرکارے بصورت مختلف دربار مین لقا کے موجود تھے انھون نے بارگاہ سلیمانی مین بادشاہ لشکر کی جاکر مجرا گاہ پر ٹھہر کر بصد عجز و نیاز دست دعا بلند کیا اور یہ قطعہ دعائیہ زبان پر لائے قطعہ

ای فریدون ہمت و دارا حشم
وے ز ذاتت رفت از دنیا ستم

یا الٰہی تا ابد باقی رہے
ملک و مال و جاہ و اقبال و علم

بہر امداد لقا گمراہ سر مست جادو نام ایک ساحر ناکام باجمعیت دس بارہ ہزار ساحر تیرہ روزگار برائے مقابلہ لشکر ملاذ زمان حضور دشمن شکار آیا ہی داراب کو شکارگاہ سے قید کرکے ہمراہ لایا ہی صاحبقران یہ خبر سنکر جو واسطے رہائی داراب کے جاتے تھے توقف پذیر ہوئے کہ آپ یہین وہ آگیا ہی سمجھا جائیگا اور ادھر سر مست کی دعوت کا سامان ہوا اور اُسکے نائب زردم کے لیے لقا نے اپنا اولش خاص بھیجا چوبدار خوان لیکر باہر بارگاہ کے آیا اور مزدور کی تلاش کی فتاح عیار جو لکڑی دالا بنکر ہمراہ لشکر آیا تھا مزدور بنکر آیا اور خوان سر پر رکھ کر چلا جب کچھ دور گیا ایک جگہ پانون کو لغزش دیکر خوان کو گرا دیا چوبدار اُسکو برا بھلا کہکر برتن اور کھانا جو گر گیا تھا اُٹھا کر درست کر کے رکھنے لگا فتاح بھی اسکے ساتھ اُٹھاتا جاتا تھا اور نگاہ بچا کے کھانے مین بیہوشی ملاتا جاتا تھا جب سب کھانا درست کرکے وہان سے لیکر پاس زردم کے چوبدار آیا اور عرض کیا کہ یہ خاصہ خداوند نے اپنا اولش بھیجا ہی زردم بہت خوش ہوا چوبدار تو چلا گیا مگر فتاح پشت خیمہ پر چھپ کر ٹھہر رہا یہانتک کہ زردم کھانا کھا کر مع اپنے رفیقون کے بیہوش ہوا فتاح سلاخچہ چاک کر کے اندر خیمہ کے آیا اور سر زردم کا مع اُسکے رفقا کے جدا کیا غل برپا ہوا لوگ دوڑے لینا لینا کا ہنگامہ ہوا فتاح سلاخچہ چاک کرکے نعرہ کرکے بھاگا اور آپ بھی لینا لینا کہتا ہوا نکل گیا اس ہنگامہ کی خبر سر مست کو ہوئی اس نے بختیارک سے کہا کہ مین کسل سفر سے بھی آسودہ ہونگا طبل جنگ بجواؤ کہ مین ان سب کو غارت کرون بختیارک نے کہا بہت مناسب ہی غرض اتنا دن جو باقی تھا اُسمین لاشین زردم اور اسکے رفقا کی اُٹھوائین جبکہ وہ دن تمام ہوا اور وہ ہنگام آیا کہ خورشید عالمگیر دنیا سیرون کے دستگیر اور ستیمہ ہوا اور لشکر خدیو زنگی ظلمت نے رایت سیاہ تعزیت سرائے روزگار مین برپا کیا لاش نباتُ النعش کی گورستان فلک مین آئی اور شبنم اشک حسرت بہانے لگی نظم

عروس بزم زمانہ چو گشت حجلہ نشین
ز غصہ معجر سلمائے چرخ شد مشکین

خدیو نور بظلمت ز بی نیاہی رفت
چو یونس ابن متی در دہان ماہی رفت

سر مست نے حکم طبل جنگ بجنے کا دیا اور نقارہ رزم نواخت مین آیا ہرکارون نے مکرر خدمت شاہ اسلام مین جاکر بعد دعا و ثنا کے خبر طبل بجنے کی گذارش کی بادشاہ نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی نقارہ جنگی بجے حسب ارشاد چالاک بن عمرو نے نقارخانہ سلیمانی مین جاکر طبل سکندرا اور طبل حشامی کو بجایا زمان و زمین مین تزلزل آشکار ہوا نامے ترکی اور سنج کیومرثی اور نفیر افراسیابی کو دم ملا چار پہر رات تیاری آلات حرب و ضرب رہی اور دونون لشکرون مین نقیب بہادرون کو ہوشیار اور خبردار کرتے تھے دلاور جان دینے پر تیار تھے آخر شب گذر کر وہ وقت آیا کہ عروس لیل با خیل انجم طلایہ داری سے برخاست ہوا اور شہنشاہ فلک چہارم کی آمد کا غلغلہ شبستان شرق سے چار دانگ عالم مین پھیلا کر ابساط

چو دارائے خورشید شد بر سپہر
دل آئینہ عالم نور شد
جہان راست از لشکر دیو چہر
زمہ تا بماہی جہان یافت کام
ز روے زمین گرد غم دور شد
فلک شد بکام دل خاص و عام

دم سحر لشکر طائفہ طائفہ انبوہ انبوہ میدان رزم مین جانبین سے وارد ہوے اور امیر مسجد کرپاس مین آکر اوراد و ظائف مین مصروف تھے کہ چالاک نے آکر خبر عرض کی کہ فوج دریا موج دشت نبرد مین جا چکی امیدوار برآمد ہونے صاحبقران روزگار کے ہوا امیر سلح بجوگ سے آراستہ ہوکر مسجد سے باہر آئے سرداران بلند احتشام حاضر ہوے امیر مرکب اشقر دیوزاد پر سوار ہوکر مع تمام سردارون کے در دولت ظل اللہ بادشاہ عالم پناہ پر پہونچے یہان بادشاہ تخت سلیمانی پر سوار عیش محل سے برآمد ہوے نقیبون نے صدا بسم اللہ کی دی سب سردارون نے مجرا کیا نوبت و نقارے بجنے مرحبے ادب اور تفاوت سے پکارنے لگے سواری حضور عالم کی طرف داوگاہ مصاف کے چلی گرد سرداران ذی دستگاہ بیچ مین وہ شہریار بڑے جاہ و حشم سے دشت قتال مین پہونچے دیکھا کہ ایک طرف سے لقا بھی سرمست کو لیکر وارد ہوا اور بہادرون نے صف کشی کی پست و بلند زمین ہموار ہوئی سقے گرد و غبار بٹھا چکے نقیب نقابت کرنے لگے میدان جنگی پاک صاف ہوا سرمست اجازت لقا سے لیکر بارادۂ رزم و پیکار اژدر سحر اُڑا کر میدان مین نکلا اور لشکر امیر کو للکارا کہ ای بندگان مغضوب درگاہ خداوندی تم مین کون ایسا ہی جو مجھ سے آکر نبرد آزما ہو لشکر اسلام سے مندویل اصفہانی اجازت شاہ سے میدان مین آکر مقابل ہوا سرمست نے سحر کیا کہ صحرا کی جانب سے گرد اڑی اور ایک سوار آلات حرب سے مسلح و مکمل پیدا ہوا مندویل سے کہا لا حربہ غرضکہ باہم نیزہ چلا سوار قدرت نے نیزہ بعد رد و بدل ہونے کئی طعن کے ہاتھ سے نکال دیا مندویل نے تلوار کھینچی سوار قدرت نے بند دست پکڑ کے تلوار چھین لی اور کمر بند مین ہاتھ ڈالکر مندویل کو قاش زین سے اٹھا کر زمین پر

ے پٹکا اور مقید کرکے سپرد لشکر سرمست کے کیا اور پھر تنبیہ دی کہ اور تم مین جسے تمنا مرگ کی ہو وہ آکر مقابل ہو سرداران فوج اسلام آتے تھے اور سوار قدرت کے ہاتھ سے گرفتار ہوتے تھے اس طرح کئی سو سردار گرفتار ہوئے آخر وہ دن آخر ہوا اور لیلی لیل عذرا مثال غم مفارقت وامق روزگار مین سیہ پوش ہو کر حجلہ نشین الم ہوئی اور عیسی گردون نشین نے دامن خورشید تھام کر طلوع ہونے سے ممانعت فرمائی نظم

فگندہ پردۂ ظلمت برُخ خود خورشید — کہ بر نوش نشود از پس حجاب پدید
عطارد از غم تاثیر بخش این تدبیر — کشیدہ بود قلم را ز دفتر تقدیر

سر شام طبل باز گشت بجوا کر سرمست پھر گیا دونون لشکرون کے سپاہیون نے کمر کھولی ور آسودہ ہوئے لیکن چالاک واسطے تلاش کرنے سوار قدرت کے چلا کر دیکھون یہ کہان سے آیا تھا یہان بختیارک نے سرمست سے کہا کہ حمزہ کو اسم اعظم یاد ہے جب وہ مقابلے مین آئیگا کوئی سحر اسپر تاثیر نہ کریگا اور سب جادو باطل ہو جائیگا سرمست نے یہ کلام سنکر سحر پڑھا کہ ناگن جادو آئی اُس سے کہا کہ حمزہ کے گرفتار کرنے کی کوئی تدبیر کرنا چاہیے کہ حمزہ مالک باطل السحر ہے ناگن نے کہا مین جاتی ہون اور عیارون سے پوشیدہ ہو کر اسم اعظم امیر کا بند کردونگی کہ پھر اُسے یاد نہ آئے بختیارک نے کہا سردار جو مقید ہوئے ہین انکو عیار چھڑا لے جائینگے آپ کا رہنا یہان مناسب ہے ناگن نے ایک تعویذ بختیارک کو دیا کہ جب مجھے بلانا منظور ہو اور میری ضرورت ہو تو اس تعویذ کو آگ سے سیکنا مین اسی وقت آؤنگی یہ کہکر ناگن پرواز کرکے کسی طرف چلی گئی مگر چالاک تلاش مین سوار قدرت کے ہر طرف پھرا کہین پتا اسکا نہ لگا آخر ایک خدمتگار کی صورت بنکر بختیارک کے خیمے مین آیا اُسنے چالاک کو پہچانا از بسکہ بختیارک کے باپ بختک کا ہیسا عمرو نے پکا کر بختیارک کو کھلایا ہے تو اُس روز سے بختیارک بغض معتقد عیاران مین نہین دخل دیتا ہے جانتا ہے کہ یہ مار ڈالینگے اور بظاہر نہایت عجز و انکسار سے پیش آتا ہے الحاصل چالاک کی بڑی تعظیم کی اور مقام بلند پر بٹھایا اور عرض کیا مرشد زادے آج آپ کہان تشریف لائے پہلے یہ فرمایئے کہ میری جان کی خیر ہے یا نہین چالاک نے کہا اجل تمھاری قریب پہونچی ہے آج اسی ارادے سے ہم آئے ہین کہ ملک جی تم سے کچھ حال پوچھین اور اگر نہ بتلاؤ تو تمکو عذاب زندگی سے چھڑا دین بختیارک سفید چادر اوڑھ کر سامنے چالاک کے لیٹا اِس طرح کہ جیسے مردہ ہوتا ہے چالاک نے کہا ملک جی آج تم بچتے نہین لو اُٹھو یہ خرمے میرے ہاتھ سے کھالو بختیارک نے گڑگڑا کر عرض کیا کہ حضور جو کچھ پوچھنا ہو پوچھین اور اگر قتل کرنا ہو تو سر حاضر ہے بیہوش کرنے کی مجھے کیا ضرورت ہے چالاک نے خنجر دکھایا کہ اے قرمساق یہ کچھ سے بھی چہ میگوئیان کرتا ہے جلد ان خرمون کو کھا بختیارک نے کہا بہت خوب کھاتا ہون اور ناچار وہ

خرمے کھائے اور بیہوش ہوا چالاک اسکا پشتارہ باندھکر خیمہ کو پھاند کر جست و خیز کرتا ہوا صحرا مین پہونچکر پہاڑ پر چڑھ گیا کہ ایسا نہ ہو کوئی آجائے اور وہان بختیارک کو ہوشیار کر کے پوچھا کہ سچ تبلا یہ سوار کہان سے آتا ہی بختیارک نے کہا اگر تبلا دون تو مجھے چھوڑ دیجیے گا پھر تو نہ قتل کیجیے گا چالاک نے دھمکایا کہ جلد تبلا یہ اقرار کیون لیتا ہی جی چاہیگا معاف کرینگے اور مزاج مین آئیگا قتل کرینگے بختیارک نے کہا اور مین کچھ نہین جانتا ہون مگر اتنا معلوم ہی کہ ناگن اسم اعظم بند کرنے گئی ہی اور ایک تعویذ دے گئی ہی کہ جب اس تعویذ کو آگ پر رکھو تو ناگن اُسیوقت آئے کہیے تو اُسے بلاؤن یہ اسلیئے بختیارک نے کہا کہ ساحرہ جو آئیگی مین چھوٹ جاؤنگا اور چالاک کو گرفتار کرا دونگا لیکن چالاک نے عیاری تجویز کر کے کہا اچھا ناگن کو بلا بختیارک نے آگ پر تعویذ رکھا تھا کہ ایک سناٹا ہوا اور ساحرہ آئی اور اُسنے پوچھا کہ ملک جی تمنے کیون مجھے بلایا ہی اُسنے مُنھ سے تو کچھ نہ کہا مگر اشارے سے چالاک کو تبلایا یعنے یہ دشمن ہی اسے گرفتار کرو ناگن اشارہ نہ سمجھی چار طرف دیکھنے لگی چالاک اُسکے آنے سے پوشیدہ ہو گیا تھا جب اُسکو چار سمت متحیر ہو کر نگران دیکھا یہ چالاکی تمام پتھر گوپھن مین رکھکر مارا کہ ناگن کا کاسہ سر ترش کر دور گرا اور یہ زمین پر گر کر واصل جہنم ہوئی شور و غوغا اسکے مرنے کا ہوا بختیارک آنکھین بند کر کے بیٹھ گیا چالاک نے اُسے درخت سے باندھ دیا اور آپ ناگن کی صورت بنکر سرمست کے خیمے مین آیا اُسنے اپنی دایہ کو دیکھکر بادب تمام سلام کیا اور پوچھا کہ اسم اعظم بند کر آئین ناگن نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تجھ پر تین روز بہت سخت ہین عیارون سے جان بچنا مشکل ہی میرے ساتھ چل کہ ایک تدبیر تجھے تبلاؤن یہ کہکر سرمست کو جنگل مین لاکر ایک سیب اپنے پاس سے نکال کر دیا کہ اسے کھالے باغ سامری کا ہی اسکے کھانے سے عمر بڑھ جائیگی کوئی قتل نہ کر سکیگا سرمست نے سیب لیکر کھایا اور بیہوش ہوا چالاک نے سر اُسکا بھی کاٹ ڈالا ایک ہنگامہ عظیم برپا ہوا آگ پتھر برسنے لگے اور داراب وغیرہ سردار جو مقید تھے وہ چھوٹ گئے اور سب نے مشورہ کیا کہ اس لشکر حرامزادے کو قتل کرو بس تلوار لیکر لشکر پر اُسکے آگرے فوج ساحران غافل آتری تھی زد و کشت جو شروع ہوئی سمجھے کہ اہل اسلام بھی معلوم ہوتا ہی کہ بڑے زبردست ساحر ہین کہ جنھون نے ہمارے افسرون کو مارا بس یہ سوچکر بھاگ کھڑے ہوئے اور تمام دیر بہادرون نے لشکر حریف پر شمشیر زنی کی

نظم

بنا گہ چو شیر از کمینگاہ جست
بیابان زخون ارغوان زار شد
چکاچاک شمشیر ہا شد بلند

جہان پہلوان تیغ رخشان بدست
یلانے کہ بودند اندر کمین
زہر سو غرو تیر ہا شد بلند

سیاہ شم تا خیر دار شد
بردن تا فتند از یسار و یمین
سنان ہائے رخشان چو دندان فیل

نمودہ بہ شب تیرہ از چند میل | برآمد سرنے بر رمح السماک | تو گفتی فتاد آسمان روے خاک
بگیر و بہ بند دکش بود و بس | ہمہ داد خواہان بیداد رس | سر و دست پاے یلان جا بجا
فتادہ بہ صحرا ز پیکر جدا | شدا زا نخوان ریزہ ہا ریگ زار | نشستہ دران تا بزانو سوار
ز بس خون بداماں چرخ کبود | شب تیرہ داغ دل لالہ بود | آخر جسوقت چشم خونبار لیلاے

لیل سے اشک خونین گرے اور دامن سحر شفق لالہ گون سے رنگین ہوا ؎

بصبح ز خاور بہ تخت سپہر | بسر تاج زر شد چو دارائے مہر
علم شد بہ زیر سپہر برین | چو وسعت دعاے اجابت قرین

بہ فتح و فیروزی سرداران اسلام داخل لشکر ہوے اور لقار نجیدہ شکست خوردہ قلعہ عقیق مین چلا آیا
ساحر بھاگ کر طلسم مین گئے اور سلیمان نے عرضی بحضور افراسیاب کو لکھی افراسیاب گنبد نور مین تخت پر متمکن تھا
اور حیرت مقابلہ کمہرخ مین آکر اتری تھی کہ ساحر بھاگے ہوئے خدمت افراسیاب مین پہونچے اور
پنجہ عرضی سلیمان کی بھی لایا عرضی پڑھکر افراسیاب کو غیظ و غضب طاری ہوا خیال مین گذرا کہ عیار قیامت
ڈھاتے ہین اور سرگروہ ان عیارون کا مع چند عیارون کے طلسم مین آیا جبکہ وہ تجھ سے قتل نہین ہو سکتا
تو خداوند کے یہان تو لاکھون عیار ہین وہ تو حقیقت مین کمال پریشان ہونگے یہ مضمون تجویز کرکے دو نامے
اسیوقت لکھے ایک نامہ ملکہ حیرت کو بھیجا مضمون اسکا یہ تھا کہ اے ملکہ ابھی طبل جنگ بجا کر مقابلہ نکرنا
اگر مقابلہ کرکے تم لشکر حریف کو زیر و زبر کروگی تو عیار اسمین خلل انداز ہونگے اور فتور برپا کرینگے چاہیے کہ
اوّل صرصر وغیرہ کو بھیجکر عیارون کو گرفتار کرو بعد اسکے مہرخ وغیرہ کا گرفتار کرنا تمھارے نزدیک کیا بات
ہی یہ نامہ ایک سحر کے پتلے کو دیا کہ بارگاہ حیرت مین لیجائے پتلا نامہ لیکر روانہ ہوا اسوقت دوسرا
خط ملکہ حسینہ جادو کو بھیجا اسمین لکھا تھا کہ اے ملکہ تم وعدہ کرگئی تھین کہ مین خداوند کی مدد کو جاؤنگی مگر سنا ہی
کہ مزاج تمھارا ناساز ہوگیا فی الجملہ اگر مزاج تمھارا اصلاح پر نہو تو اطلاع دو کہ بہر مدد خداوند کسی اور کو بھیجا جائے
اور اگر صحت سے ہو تو خداوند کے پاس جاؤ یہ نامہ بھی ایک پتلے کو دیا کہ وہ نامہ پاس حسینہ کے لایا اُسنے
نامہ پڑھکر عرضی لکھی کہ اب عنایت جمشید سے مین اچھی ہون اور خداوند کے پاس جاتی ہون آپ اطمینان رکھیے
یہ جواب جب افراسیاب پاس پتلا لایا یہ پڑھکر خاموش ہو رہا مگر حیرت پاس نوشتہ پہونچا اُسنے بموجب
لکھنے افراسیاب کے صرصر سے کہا جاکر عمرو کو پکڑ لا کہ شہنشاہ کا حکم آیا ہی صرصر نے عرض کیا کہ بہت اچھا
اور اسباب عیاری سے آراستہ ہوکر روانہ ہوئی مگر حال عیارون کا سُنیے کہ بارگاہ مہرخ مین مشغول
عیش و نشاط تھے جس وقت حیرت فوج لیکر آئی اُسکے آنے سے عیار سب صحرا مین چلے گئے اور فکر عیاری

کرنے لگے کہ بارگاہ حیرت چلکر لوٹین اسی اندیشے مین عمرو ایک گانون مین کہ قریب گنبد نور کے تھا آیا وہان دیکھا تو ایک مقام پر شامیانہ استادہ ہی اور بہت سے ساحران کا مجمع ہی ناچ ہو رہا ہی دولھا خلعت پُر زر پہنے مسند پر بیٹھا ہی شراب کا دور چل رہا ہی عمرو یہ ماجرا دیکھکر خوش ہوا کہ اچھی جگہ آئے کچھ مل رہیگا اس برات کو لوٹو مفلس بھی ہو کہین تو کچھ ملے یہ سوچکر علٰحدہ ٹھہر کر اپنی صورت کلاونت کی بنائی داڑھی سینے تک بڑھائی اور رنگت سرخ وسفید روغن لگاکر درست کی گالون پر جھریان پڑی معلوم دیتی تھین کوزہ پشت مرد پیر اپنے تئین بناکر کرتا پہنا اور پگڑی سر پر باندھ کمر چوڑی ڈی کی کمر سے لگائی دائرہ ہاتھ مین لیا اور سامنے اہل محفل کے آکر اس طرح مبارکباد گائی کہ سب کو وجد طاری ہوا تاثیر جادو میروہ کے لڑکے کی برات تھی اُسنے کلاونت کو فن موسیقی مین طاق دیکھا حرمت کر کے بلاکر بٹھایا اور کہا کچھ شغل کیجیے یہ آپکا گھر ہی جو مجھ مین مقدور ہیوہ آپ کی خدمت بھی کرونگا عمرو نے دعا دی کہ ترقی اقبال ہو مراتب اعلی رہے سرکار کا بول بالا رہے اور بیٹھ کر نی بجاکر گانے لگا

غزل

ساقی حدیث سرو گل ولالہ میرود
وین بحث با ثلاثہ بغسالہ میرود

مژدہ کہ نو عروس چمن حد حسن یافت
کار این زمان ز صنعت دلالہ میرود

بو سہا می زند از بوستان شاہ
ذرژالہ بادہ در قدح لالہ میرود

آن چشم جادوانہ عابد فریب بین
کش کاروان سحر بدنبالہ میرود

خوی کردہ میخرامد و بر عارض سمن
از شرم روے او عرق از ژالہ میرود

ایمن مشو ز عشوہ دنیا کہ این عجوز
مکارہ مے نشنید و محتالہ میرود

چون سامری مباش کہ زر داد و از خری
موسی بہشت و در پے گوسالہ میرود

اس شغل مین عمرو مصروف تھا کہ صرصر جو متلاشی عمرو روانہ ہوئی تھی جب جنگل مین پہونچی صدا گانے کی دور سے سُنکر اسی طرف آئی شادی مین ایک پیر کلاونت کو گاتے دیکھا بنگاہ اول پہچانا کہ یہ عمرو ہی پہلے تو گانا گھڑی بھر سُنا کی اور دل سے کہتی تھی کہ سبحان اللہ تیرا عاشق بھی ہر فن مین طاق اور شہرۂ آفاق ہی لیکن بموجب حکم اپنے مالک کے واسطے گرفتار کرنے عمرو کے آئی تھی اُسنے محفل مین آکر تاثیر جادو سے آہستہ کہا کہ یہ کلاونت عمرو ہی اسے گرفتار کرلو اور ادھر عمرو نے صرصر کے لب ہلتے دیکھتے ہی سمجھ لیا کہ یہ تیری گرفتاری کیلیے کہتی ہی تجھے پہچان گئی ہی یہ تجویز کر کے اُٹھا اور پاس تاثیر کے آیا اور کہا حضور دیکھیے وہ کون آتا ہی تاثیر پھر اُٹھا کہ عمرو نے دھول لگائی اور کلاہ مروارید نگار اُچکی لیکر بھاگا ساحر پیچھے دوڑے تھے کہ صرصر نے کہا آپ ٹھہرین مین گرفتار کیے لاتی ہون اور نیمچہ کھینچکر جھپٹی صحرا مین عمرو آکر ٹھہرا تھا کہ صرصر نے پہونچکر ڈانٹا کہ باش اے نابکار عیار

کہان جائیگا میرے ہاتھ سے عمرو نے بھی خنجر گھسیٹا اور لڑنے لگا اسوقت برق فرنگی بھی ایک سمت سے
پیدا ہوا اور کہا استانی صاحبہ کو آداب عرض ہی صرصر نے کہا ای برق ستادیتر اکیا شہنشاہ عیاران ہی کہ اکیلا مجھ
سے لڑ نہین سکتا اسی منھ پر دعوی عیاری کا اگر دعوی ہی تو یہان سے تو چلا جا مین اور یہ سمجھ لون برق نے کہا یہ
کام ہی کیا ہی جہان عاشق و معشوق یکجا ہون وہان ٹھہرنا نہ چاہیے آپ درپردہ مجھے ٹال کر تنہائی چاہتی ہین یہ
کہکر ایک طرف چلا اتفاقاً ادھر سے صبا رفتار آتی تھی برق سمجھا کہ جو یہ صرصر پاس جائیگی استاد کو لڑنے مین
دقت ہوگی پس اُسنے للکارا کہ کہان جاتی ہی صبا رفتار شمشیر کھینچکر آ پڑی برق سے چوٹ چلنے لگی لیکن صرصر
اور عمرو جو لڑ رہے تھے قضائے کار سیاح جادو نام ایک ساحر تاثیر جادو کے یہان شادی مین جاتا
تھا اس طرف سے ہو کر نکلا اُسنے دیکھا کہ ایک عورت اور ایک مرد لڑ رہے ہین یہ دیکھکر بزور سحر دونون
کو گرفتار کیا صرصر نے کہا مین ملازم افراسیاب ہون تو نے مجھے کیون گرفتار کیا ہی عمرو نے کہا حضور یہ جھوٹی
ہی مین کلاونت ہون اور یہ میری زوجہ ہی از بسکہ مین بوڑھا ہون اور بیارون کے پیچھے خراب ہی جب
مین اسے کسی سے گرفتار دیکھتا ہون اور اُسکے قتل کا ارادہ کرتا ہون یہ مجھ سے لڑتی ہی لیکن اب چھوڑ دیجیے
آج اِس حرامزادی کی مین ناک کاٹونگا سیاح نے کہا مین نے بھی سُنا ہی کہ افراسیاب نے صرصر شمشیر زن
کو بہر مقابلہ عیاران بھیجا ہی لیکن مین پہچانتا نہین کس لیے کہ دربار شاہ مین ہم ادنی رعایا کیونکر جا سکتے ہین
جو ہر ایک کو پہچانین اس سبب سے شبہہ ہی کہ تم مین نہین معلوم کون سچا ہی عمرو نے کہا آپ ہمارا حال اِس
شادی مین چلکر دریافت کر لیجیے سیاح نے کہا مین وہان تو جاتا ہی تھا یہ کہکر دونون کو بنجۂ سحر سے اُٹھا کر
شادی مین لایا اور تاثیر جادو سے ملاقات کر کے سارا حال بیان کیا تاثیر نے کہا اتنا مین جانتا ہون کہ
پہلے یہ کلاونت آیا تھا اسکے بعد یہ عورت آئی کلاونت میری ٹوپی لیکر بھاگا یہ علامت اُسکے عیار ہونے
کی ہی اور صرصر کو مین بھی نہین پہچانتا اور نہ مین نے کسی عیار کو دیکھا لیکن بذریعہ رسائی دربار شاہی خوب نکلا ہی آپ
ان دونون کو باغ حیرت کے لیجائیے کہ وہ طلسم ظاہر مین تشریف لائی ہین سیاح نے کہا کہ اگر جوکا وغیرہ دیگر
سحر سے چاہون دریافت کر لون کہ عمرو ان مین کون ہی اور صرصر کون مگر یہ وسیلہ دربار کی رسائی کا خوب ہی
آپکی شادی مین ٹھہرون تو جاؤن یہ کہکر عمرو اور صرصر دونون کا ہاتھ باندھ دیا اور آپ بیٹھکر ناچ دیکھنے لگا
اس عرصہ مین برق جو صبا رفتار سے لڑ رہا تھا ہنگام جنگ جست کر کے ایک غار مین جا گرا صبا رفتار
یہ سمجھ کھینچے غار مین کودی کہ اب تو کہان جائیگا برق نے وہان حلقے کمند کے لگائے تھے جب صبا رفتار
کودی برق نے جھٹکا مارا کہ اچھلکر برق کی گود مین آ گری برق نے بیہوشی کا غبار منھ پر مل دیا کہ بیہوش
ہوگئی اُسکو عمرو کی صورت بنایا اور آپ اُسکی شکل بنکر پشتارہ باندھکر تاثیر جادو کی شادی مین آیا سب نے

کہا کہ ایک عورت کسی کو لاتی ہی اس وقت صبا رفتار یعنے برق قریب پہونچا دیکھا کہ صرصر اور عمرو بندھے ہین اُسنے سیاح جادو کی بلائین لین اور کہا حضور نے میری بہن کو کیون باندھا ہی سیاح نے کہا مجھے شناخت نہ تھی انھین حیرت کے پاس لیجاؤنگا برق نے کہا کہین عورت مرد کا فرق بھی چھپتا ہی مین وزیرزادی صرصر کی ہون اور یہ صرصر شاہزادی ہی اور یہ کلاونت عمرو کے ساتھ کا عیار ہی عمرو نہین ہی عمرو کو مین گرفتار کرلائی ہون سیاح کو برق کے کلام کی تصدیق ہوئی اسوقت ایک ساحر اور شادی مین مہمان آیا تھا اُسنے کہا میرے پاس تصاویر عیاران و عیاربچیان ہین آپ مطابق کرلیجیے یہ کہکر اُسنے صندوقچہ منگا کر تصویرین نکال کر مطابق کین اسوقت صرصر کو چھوڑ دیا اور برق جو صبا رفتار کو عمرو بنا کر لایا تھا اُسے بندھوا دیا صرصر جو چھوٹی اُسنے برق کو پہچانا مگر خیال کیا کہ یہ مسخرے جتنے اس شادی مین ہین سب اندھے ہین اپنی سزا کو پہونچین گے مجھے انھون نے بے عزت کیا ہی ذرا ٹھیک بننے دے یہ تصور کرکے چلی گئی لیکن یہان برق نے سیاح سے کہا حضور مین نے منت مانی تھی کہ جب عمرو کو گرفتار کرونگی اسوقت ایک جلسہ عیش کرکے ساحران روزگار کو اپنے ہاتھ سے شراب پلاؤنگی دیکھیے کیا قدرت سامری ہی کہ ایسے وقت مین عمرو کو پایا کہ جلسہ ساحران جمع ہی مجمع بھی معقول ہی یہین سب کی شراب سے دعوت کرون اے تاثیر جادو میخانے کی نسبت جو کچھ صرف ہو وہ مجھ سے لو اور خمخانہ میرے سپرد کرو تاثیر جادو نے کہا یہ تو گھر ہی جسقدر جی چاہے شراب پیجیے اور سب کو پلائیے دام کی کیا احتیاج ہی صبا رفتار یہ کلام سنکر مسکرائی اور میخانہ اپنے قبضے مین کرکے جام و ساغر کے الٹ پھیر کرنے مین شراب آغشتہ بدارو بیہوشی کی اور اہل محفل کو پلائی جب سب شراب پی کر بیہوش ہوئے برق نے عمرو جو کلاونت بنا ہوا بندھا تھا اُسے کھول دیا اور سب ساحرون کے سر کاٹنے لگا اور عمرو جو رہا ہوا سب کو لوٹنے لگا دو چار ساحر قتل ہوئے تھے کہ ادھر افراسیاب نے کتاب دیکھی کس لیے کہ جب سے حیرت کے مقابلے کو گئی تو اُسے خیال ہی کہ ایسا نہو عیار میری زوجہ کو بھی بے عزت کرین تو دمبدم کتاب دیکھتا ہی الحاصل کتاب مین معلوم ہوا کہ گنبد نور کے قریب جگانون ہی وہان عمرو اور برق نے آفت برپا کی ہی افراسیاب نے دل سے اپنے کہا کہ کہان تکسطرح دون آج عمرو کو گرفتار کرکے قتل کرڈالون بس اُسنے ملکہ خمار جادو کو کہ جسکا سر پہلے عمرو مونڈ چکا ہی اور ذکر اُسکا سابق مین بیان کیا گیا ہی اُسے حکم دیا کہ ایک جگہ شادی مین عمرو اور برق قتل و غارت کر رہے ہین تم جاکر پکڑ لاؤ اور صبا رفتار بندھی ہی اُسے کھول دینا خمار یہ حکم پاکر ازبسکہ عمرو سے نہایت جلی ہی بزور سحر اُڑی شادی کے مقام پر پہونچکر پکاری کہ باشیدائے ناعیاران برق تو یہ صدا سنکر بہت جلد جلد یا عمرو ایک جگہ بھاگ کر پوشیدہ ہوا اور خمار چونکہ جویا عمرو ہی کی تھی برق بنکر جو گری عمرو کو

پنجہ من داب کرنے اڑی اور چلتے وقت ایک سحر ایسا کیا کہ صبا رفتار جو بندھی تھی کُھل گئی اور ایک سمت کو بھاگ کر چلی پھر خمار نے کچھ انگشت سے اشارہ طرف فلک کے کیا کہ ایک لکہ ابر آکر شادی کے لوگ جو بیہوش پڑے تھے ان پر برسنے لگا کہ وہ سب ہوشیار ہوئے اور حالت محفل دگرگون دیکھکر اور لاشین ساحرون کی دیکھکر آپس مین کہنے لگے کہ عیارون نے آخر مکاریان کرکے یہ نوبت پہونچائی غرہ کہ یہ سب تو اپنے کاروبار مین مصروف ہوئے اور خمار گنبد نور پر عمرو کو لیے پاس افراسیاب کے آئی اور سلام کرکے عمرو کو سامنے پیش کیا عمرو تموج ہوا سے بیہوش ہوگیا تھا جب اُسکی آنکھ کھلی دربار افراسیاب دیکھا شاہ کو سلام کیا افراسیاب نے کہا کیون ای عمرو یہ دن بھی تجھے یاد تھا عمرو نے کہا کیون نہ تھا اب ہم اس دربار کو لوٹ کر جائینگے تمھاری ڈاڑھی مونڈ کر جائینگے آج اسی لیے آئے ہین افراسیاب کو غصہ آیا اُسنے ایک نامہ حیرت کو لکھا کہ ای ملکہ عالم ہمنے عمرو کو گرفتار کیا ہی تمھین چاہیے کہ لشکر افرادن کو سپرد کرکے اس جگہ تنہا چلی آؤ کہ تمھارے سامنے عمرو کو قتل کرین کیونکہ تم بہت اسکے قتل سے خوش ہوگی اس نامہ کو پنجہ سحر کو دیا وہ لیکر چلا اور عمرو کو ایک قفس آہنی منگا کر اُس مین بند کردیا کہ حیرت آئے تو قتل کردین لیکن پنجہ سحر نے نامہ جاکر حیرت کو دیا حیرت پڑھتے ہی نامے کے کھلکھلا کر ہنسی اور ایسی خوش ہوئی کہ کبھی خوش اس طرح نہوئی تھی افسران فوج کو بلایا اور سارا ماجرا بیان کیا لشکر کی نسبت حفاظت کرنے کی تاکید اکید کی اور حکم دیا کہ طبل البشارت رشادمانی بجین کہ عمرو قتل ہوتا ہی نوبت خوشی کی لشکر مین بجنے لگی اور حیرت سُرخ جوڑا پہنکر سراپا یاقوت کا زیور زیب بدن کرکے طاؤس سحر پر سوار ہوئی اور طرف گنبد نور کے چلی لیکن یہ خبر جانبران سحر نے جاکر ملکہ مہ جبین اور مہرخ وغیرہ کو پہونچائی کہ عمرو قید ہوگئے ہین اور لشکر حیرت مین نقارے شادمانی کے بجتے ہین حیرت خود واسطے قتل کرنے عمرو کے گئی ہی بہار اور مہ جبین اور نافرمان وغیرہ سب نے حکم دیا کہ لشکر تیار رہو ہم لوگ بھی جان دینگے یا خواجہ کو چھڑا لین گے مہرخ نے کہا گنبد نور پر پہونچنا بہت محال ہی اسد نے فرمایا کہ عمرو کو کوئی قتل کرسکے یہ کسکی مجال ہی وہ نظر کردہ ہفت پیغمبران ہین سربرندہ جادوگران ہین جب اپنے منھ سے تین بار خواستگار موت ہون جب اُنکی قضا آئے افراسیاب کی کیا طاقت ہی جو انھین کسی طرح کا ضرر پہونچائے لازم ہی کہ اُنکے لیے ہم سب دست بدعا ہون اور التجا بدرگاہ حافظ حقیقی کرین یہ کہکر سب مصروف دعا ہوے اور پکارے کہ ای خالق اکبر کریم و رحیم ہم سب نے بسبب عمرو کے دین اسلام ملت بیضا اختیار کیا ہی تجھے وحدہٗ لاشریک جانا ہی تو ہی خواجہ کی جان کا حافظ و نگہبان ہی نظم

اے خالق سرور دو عالم		ستار عیوب و رب اکرم	سلطان کریم نام تیرا

رحمان و رحیم نام تیرا
بندہ عاجز ہی اور مجبور
چاہے جسے خاک مین ملا دے
یارب تو پناہ دے عمرو کو

خالق ہی تو ہی سمیع و ناظر
تجھ مین قدرت ہی اور مقدور
قادر ہی محیط ہی تو سب پر
صحت کی سنا دے پھر خبر کو

سب راز نہان ہین تجھ پہ ظاہر
چاہے جسے عرش پر بٹھا دے
اب میری دعا یہی ہی لب پر

یہ لوگ تو مصروف دعا ہین مشغول گریہ و بکا ہین لیکن حیرت شادان و فرحان گنبد نور مین پہونچی حضاران دربار نے تعظیم دی پہلوے افراسیاب مین بیٹھی خواصون نے چنگیر چوگھڑے عطردان سامنے رکھدیے پاندان طلائی واکر کے گلوری حیرت نے بنائی اور اپنے ہاتھ سے افراسیاب کو کھلائی گلے مین باہین ڈال کر بناز و تبختر کہا کہ اب دیر نہ فرمایئے اس سوذی کو راہ عدم دکھایئے افراسیاب نے حکم دیا کہ آج رات کو تمام ساکنان شہر نا پرسان سامنے اس قصر کے میدان مین جمع ہون اور اُسکے حال زار کو دیکھین اسوقت دن قلیل ہی بروز فردا عمرو کے کیے کی ندامت ہوگی بڑی حسرت سے جان اُسکی جائیگی لہذا بمجرد حکم منادی نے دہل زنی کی اور تمام شہر مین یہ خبر مشتہر ہوئی کہ کل صبح کو عمرو قتل ہوگا اور اپنے کردار ناسزا کی سزا پائیگا اہل شہر آ آ کر جمع ہونے لگے اور باہم یون حرف زن تھے کہ دیکھیے آخر سرکشی کا یہ نتیجہ ہوتا ہی کہ انجام کو انسان زندگی سے ہاتھ دھوتا ہی بعضے زیرک و دانا عبرت کرتے تھے کہ اے بہادران یہ وہی عمرو ہے کہ جو وزیر اعظم حمزہ صاحبقران ہی جنھون نے لقا ایسے کو جو دعوی خدائی کا رکھتا ہی عاجز کر رکھا ہی اسیطرح یہ فلک کج مدار اور گردون غدار صاحبان جاہ و اقبال کا دشمن ہی اُسنے بڑے بڑے ناموروں کو ہلاک کیا اور بظلم و ستم تہ خاک کیا کہ ابیات

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا
رتبۂ دولت قیصر ہی نہ اقلیم قباد
سیکڑون قافلے راہی ہوئے اس منزل سے
کسکی اس نظم مین روشن ہوئی شمع اقبال
خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین کھلتے دیکھا
انکی صورت کو ترستی ہین یہ آنکھین افسوس
نہ وہ ہنگامۂ صحبت ہی نہ وہ طرز نشاط
ربط خلاص کے باہم جو تھے سب بھول گئے

نہ سکندر رہی نہ آئینہ حیرت افزا
پایۂ حشمت سنجر ہی نہ ملک دارا
گرد اڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا
جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
کف افسوس ملا ہی کیا جو اس گلشن کا
ٹھنڈی سانسین بھرے جسکے لیے باد صبا
صورت نور نظر آنکھ مین تھی جنکی حیا
نہ وہ انداز سخن ہی نہ زبان گویا
دفعۃً ہمسفر ایسا ہمین بھول گئے

اس شور و شین مین زندانی فلک قید خانہ مغرب مین جا کر مقید ہوا اور سارے دہر مین تعزیت قتل عمرو کی برپا

ہوئی شام غم نے سیہ پوش ہوکر منہ دکھایا نظم

بالون کو پریشان کیا لیلیٔ شب نے ۔ اور شبنم غمدیدہ لگی اشک بہانے
سیارے ہر اک دیدۂ حسرت ہیں فلک کے ۔ اور تیرگی کسی چھائی تھی انجم کی چمک پر

افراسیاب قفس کے در پر قفل دیکر سحر خوان ہوا کہ سوائے میرے کوئی پنجرے کو عمرو کی قید سے کھول نہ سکے یا مین مارا جاؤن تو کھلے اس مستحکم طور سے خواجہ کو مقید کر کے سحر عمرو کے جسم پر سے رفع کردیا جب رات زیادہ گئی سب عیش و عشرت مین سرگرم ہوئے عمرو کی جانب سے اعتبار تھا کہ پنجرے سے نکل نہ سکے گا بدین لحاظ چندان کوئی اسکی طرف نگران نہ تھا عمرو نے ایک تیلا مقوے کا زنبیل سے نکالا اور روغن اُسپر لگاکر اپنی صورت کا بنایا اور اُسے بجائے اپنے بٹھا کر آپ ایک گوشۂ قفس مین گلیم اوڑھ کر سب کی نظر سے غائب ہوگیا یہان رات بھر خلقت جمع ہوا کی اور تھاپ طبلے پر پڑا کی ہر ایک ساحر مستعد رہا کہ اُسنے ہم سب کو لوٹا ہے کل ایک ایک ضرب اُسپر لگائینگے کوئی کہتا تھا مین ترسول اور سانگ سے کلیجہ اُسکا چھیدونگا کوئی حرف زن تھا کہ زبان قفا سے کھینچونگا کوئی ارادہ رکھتا تھا کہ مین آنکھین اُسکی نکالونگا اسی ہنگام مین آثار سحر ظاہر ہوئے اور مرغ منور فلک قفس مشرق سے نکل کر مائل پرواز ہوا اور بال زرین سے انجمن دہر پر ضیابار ہوکر عالم نور افشانی اور تیرگی شب سامنے سے کافور ہوئی نظم۔

عیان جو گشت بمیدان چرخ چہرۂ نور ۔ تنغ کشیدہ برافلاک لمعہ نور
ز آتش دل و از آب چشم چرخ دژم ۔ بلالہ داغ رسیدہ و بردی گل شبنم

صبح کو افراسیاب نے سحر پڑھا کہ قفل در قفس کا کھلا اور ساحرون سے حکم دیا کہ عمرو کو نکالو ساحرون نے ہاتھ ڈالکر تیلے کی گردن پکڑکر باہر کھینچا عمرو جو گلیم اوڑھے تھا ساتھ تیلے کے باہر نکل آیا اس طرف تو تیلے کو ساحر زدوکوب کرنے لگے اور عمرو نے اسباب کنیزان سحر جمال و جادوگرنیان حسینہ و بیمثال کا جو حاضر دربار تھین جال مارکر لوٹنا شروع کیا پاندان اور سقابا اور حقہ و قحبہ و گلاس و عطردان و سبودان و چنگیر وغیرہ جو کچھ سامان راحت وہان تھا سب نذر زنبیل کیا اور ایک خواص سے کہا ہم جاتے ہین اُسنے دوسری اپنے ساتھ والی سے کہا کہ کوئی کہتا ہے ہم جاتے ہین کہ عمرو نے پھر کہا ابے او مسخرے افراسیاب ہم جاتے ہین اس صدا کو سنکر سب ساحر گھبرائے اس اثنا مین کرسی و دنگل و میز و فرش و چلمن و پردے سب غائب ہوے اسوقت دیکھا تو وہ تیلا جسے عمرو سمجھ کر پیٹ رہے تھے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور سب نے دیکھا کہ کاغذ کا تیلا ہے جسے ہم سب زدوکوب کرتے ہین نہایت نادم ہوے افراسیاب نے خمار جادو سے کہا کیون اے مردار تو اپنی رسوخیت جتانے کو تیلا عمرو کی صورت کا بنالائی تھی یہ کیا ماجرا ہے جلد کیفیت صحیح عرض کر خمار نے کہا ای

شہنشاہ جب مین پشتارہ لائی تھی تو آپ نے عمرو سے باتین کی تھین بھلا تیلا کیونکر گویا ہوتا اگر یہ فرمایئے کر تیلا میرے سحر کا تھا تو حضور کتاب سامری دیکھین شرارت میری ظاہر ہوجائیگی افراسیاب نے کتاب ملاحظہ کی معلوم ہوا کہ خمار سچ کہتی ہی، بیشک عمرو کو لائی تھی مگر وہ فریب دیکر نکل گیا یہ معلوم کر کے افراسیاب نے اپنے وزیر باغبان قدرت سے حکم دیا کہ جلد عمرو کو گرفتار کر باغبان نے سحر پڑھکر دستک دی کہ دھوئین کی ایک لاٹ از زمین تا چرخ برین بندھ گئی اس دہوئین سے حکم کیا کہ جہان عمرو ہو وہان سے لا خبردار ساتھ اسکا نہ چھوڑنا دھوان منتشر ہوکر متلاشی عمرو چلا لیکن عمرو باہر گنبد کے نکلا جس قدر تماشائی اہل شہر جمع تھے انکی پگڑیان اور شملے اور ٹوپیان اور کمر کے پٹکے اور جو چیز دستیاب ہوئی جال مار کر لوٹی ایک ہنگامہ برپا ہوا سب بھاگے کہ کوئی نظر نہین آتا اور ہم لٹ رہے ہین ایسا نہو کہ اول کی طرح آفت مین مبتلا ہون ایک لمحہ مین سناٹا ہوگیا دروازے گھرون کے بند ہوگئے دکانین بڑھ گئین عمرو بھی جہان تک مل سکا لوٹتا ہوا ایک دروازے سے شہر کے اپنے لشکر کی جانب چلا گلیم اُتار کے نذر زنبیل کی اور آگے کی راہ لی کہ دفعۃً چارطرف سے دھوئین نے گھیر لیا اور بگولے کی طرح عمرو کو چکر دیتا ہوا لے چلا یہان تک کہ سامنے باغبان کے لاکر حاضر کیا اُسنے ہاتھ پکڑ کے روبروا افراسیاب کے پیش کیا کہ یہ ہنگامہ حاضر ہوا افراسیاب نے عمرو کو دیکھکر خطاب کیا کہ کس طرح سے تجھے ہلاک کرون عمرو نے کہا مین تو زیر فلک کسی کو نہین دیکھتا جو بری نظر سے مجھے دیکھے افراسیاب نے کہا اسوقت تو میرے قابو مین ہی جو چاہون تجھے سزا دون عمرو نے جواب دیا کہ ہان یا مین تیرے قابو مین ہون یا تو میرے قابو مین ہی مین تو جانتا ہون کہ سیکڑون جوتی سر مبارک پر آپ کے اسوقت پڑجائینگی اور اس صورت سے دوسری صورت بدل جائیگی افراسیاب کو بہت غصہ آیا لیکن اہل دربار سے کہا اسکی وہ مثل راست ہی کہ ہر کہ دست از جان بشوید ہر چہ در دل آید بگوید ار عمرو سے کہا اسکی وجہ کچھ بیان کر کہ تجھے کیونکر یقین ہی کہ مجھے کوئی قتل نہین کر سکتا عمرو نے عرض کی کہ ای شہنشاہ اول ایک بات مجھے یہ بتلایئے کہ آپ لقا کو کیا سمجھتے ہین افراسیاب نے کہا ہم اپنا خدا جانتے ہین عمرو نے جواب دیا کہ پھر خدا کے اختیار مین موت اور حیات ہی یا نہین سب ساحرون نے کہا بیشک خداوند کو سب باتون کا اختیار ہی چاہین جلائین اور چاہین ہلاک کرین عمرو نے کہا مین جو ساحرون کو قتل کرتا ہون تو حکم خداوند سے ورنہ مجھ ایسے ادنے متنفس کی کیا حقیقت ہی جو ملازمان شہنشاہ ساحران جہان کو قتل و غارت کرون ہندی مثل ہی کہ جاکو راکھے سائیان مار نہ ساکے کوئے * بال نہ بیکا کر سکے جو دو جگ بیری ہوئے * مجھے خداوند نے اُس طلسم مین اسلیے بھیجا ہی کہ بندے مجھے یاد نہین کرتے ہین تو جا کر انھین ہلاک کر لہذا مین ملک الموت خداوند ہون جس جس کو خداوند نے بتلا دیا ہی اُن بندگان سرکش و نافرمان کو غارت کرونگا مین خداوند کا

بندۂ خاص مقرب ہون افراسیاب اور سب ساحرون نے یہ کلام سُنکر کہا کہ آمنا وصدقنا بغیر حکم خداوندی پتا نہین ہلتا ہی عمرو بیشک سچ کہتا ہی اُسوقت سب تو یہ پکارنے لگے کہ حقیقت مین ہمسے نافرمانیان خداوندکی بہت سرزد ہوتی ہین لیعنے کہتے تھے کہ ؎ رائی گھٹے نہ تل بڑھے یہ صاحب کی چاہ ÷ لاتتحرک ذرۃ الا باذن اللہ افراسیاب نے اُٹھکر بادب تمام ہاتھون کو عمرو کے بوسہ دیا اور سحر دفع کرکے مودب عرض کیا کہ ای ملک الموت خداوند تشریف ارزانی فرمایئے اور یہ تبلایئے کہ کس کس کی قضا آئی ہی عمرو کرسی جواہر آگین پر بیٹھا اور کہا یا شہنشاہ مین یہ راز خداوندی نہین تبلا سکتا مگر علاوہ برین اور جو جو کمالات خداوند نے مجھے عطا فرمائے ہین بہتر صورتین بدلنے کا اختیار دیا ہی خوش گلو کیا ہی اگر حکم ہو تو وہ ہنرہای شایستہ دکھاؤن ورنہ مشیت خداوندی سے مین خود آگاہ نہین ہون آپ کو کیا تبلاؤن افراسیاب نے کہا اچھا ہنر اور کمال اپنے ہمپر ظاہر کیجیے سچ ہی کہ راز خداوند پر کون اطلاع پاتا ہی عمرو یہ کلام سنکر بیٹھے بیٹھے غائب ہوگیا سبنے کہا یہ بیشک ملک الموت خداوند ہی لیکن خواجہ نے ایک گوشے مین جاکر گلیم اُتاری اور صورت اپنی زن پری پیکر کی بنائی لباس پر تکلف پہنا زیور جواہر سے جسم کو مزین کیا اسوقت ؎

چو رویش مہر و مہ تابان نباشد	چو قدش سرو در بستان نباشد	چو لعل و لولوئش در دلفریبے
در دریا و لعل کان نباشد	چو فندق پستہ اش خندد بحالم	چرا با دام من گریان نباشد
بآن نسبت نباشد ہیچ تن را	نہ تن باللہ کہ شکلش جان نباشد	سواد کفر زلف او کہ دل را
بروے توازان ایمان نباشد		

غرضیکہ افراسیاب کے سامنے باین خوبی ودلبری عمرو نے آکر سلام کیا وہ اس صورت زیبا و حسن دلآرا کو دیکھکر حیران تھا آخر اُسنے استفسار کیا کہ ای غنچۂ گلستان خوبی تو کون ہی اور یہان کیونکر آئی ہی اُس رنگین ادا نے جواب دیا کہ ؎

رد و ور پیش نہادم و برمن گذر نہ کرد	صد لطف چشم داشتم و یک نظر نہ کرد

ای شہنشاہ یہ کنیز آپکے سلسلۂ الفت مین گرفتار ہی با دل بیقرار ہی افراسیاب نے ہاتھ پکڑکر قریب اپنے بٹھا لیا حیرت کو نہایت درجہ ناگوار ہوا آتش حسد سینے مین مشتعل ہوئی اُسوقت وہ حور رخ گویا ہوئی کہ ای ملکہ حیرت مین عورت نہین ہون بلکہ شیر بیشۂ عیاری عمرو بن امیہ ضمری ہون افراسیاب کو سکتہ ہوگیا اور دل سے کہتا تھا کہ یہ بیشک بندۂ مقبول خداوند لقا ہی اس صورت بدلنے پر خلعت گران بہا عنایت کیا اور بعجز تمام کہا کہ بیت

تو ہی محرم لقا کے راز و تقدیرات کا اُسکی	عیان ہین تیرے اوپر اُسکے سارے راز پنہانی

اب چاہیے کہ اہل مجلس کو ترنم سرائی کرکے محظوظ فرمایئے اور نغمہ سنج گلشن صحبت ہوجیے عمرو نے یہ حکم پاکر مجرا

کرنا شروع کیا اور پہلے گت ناچ کے نئی نوازی شروع کی اور اس طرح سے گایا کہ اہل مجلس کو وجد طاری ہوا اور جھومنے لگے اور یہ غزل عمرو گاتا تھا نظم

رسید مژدہ کہ آمد بہار و سبزہ دمید — وظیفہ گر سر سبز شدہ است گل زعید
صفیر مرغ برآمد بط شراب کجاست — فغان فتاد بہ بلبل نقاب گل کہ درید
ز روی ساقی مہوش گلے بچین امروز — کہ گرد عارض بستان خط بنفشہ دمید
چنان کرشمۂ ساقی دلم ز دست ببرد — کہ باکسے دگرم نیست روی گفت و شنید
بکوئے عشق منہ بے دلیل راہ قدم — کہ گم شد آنکہ درین رہ برہبری نرسید
ز میوہ ہائے بہشتی چہ ذوق دریابد — کسیکہ سیب زنخدان شاہدی نگزید
گلے بچید ز بستان آرزو دل من — مگر نسیم مروت درین چمن نوزید

پھر تو یہ حال تھا کہ ہر ایک مست و سرشار بیٹھا تھا اور عمرو میخانے پر قبضہ کر کے شراب آغشتہ بدارو بیہوشی کے جام لبریز کر کے سامنے افراسیاب کے آیا اور جام کو طرف فلک کے پرتاب دیکر سر پر رکھ کے پیش کیا۔ افراسیاب مالامال محبت تھا جام لیکر پی گیا پھر تو تمام ساحر انجمن نشین ہاتھ سے ساقی جفا و ستم شعار عمرو نامدار کے مست و سرشار ہوئے سب کو دور آ باندھ کر شراب بیہوشی آمیز پلائی جس وقت کہ ہوائے کسر دکا جھونکا منہ پر افراسیاب کے لگا پکارا کہ ای عمرو یونے دو سو خداوند تیرا گانا سننے آئے ہیں اور سامری و جمشید تعریف کر رہے ہیں عمرو نے عرض کیا سب کی ٹانگ لیجیے ہر ایک کو بلا کر بٹھائیے افراسیاب عالم مستی میں حیرت کا ہاتھ پکڑ کے ناچتا ہوا اٹھا بیہوش ہو کر منہ کے بل گرا ادھر ساحران دربار آپس میں جوتی پیزار لڑ کر بیہوش ہوئے میخواروں نے باہم کسی کی مونچھ اکھاڑی ایک نے دوسرے کے دھول ماری برانے لگا کوئی اپنے کپڑے بھرکا حال کہتا تھا غرضکہ جب سب بیہوش ہوئے عمرو نے خنجر لیکر دس بیس ساحروں کے سر جدا کیے اور جال الیاسی مار کر اسباب لوٹنے لگا اسوقت مرنے سے ساحروں کے غلغلہ دار و گیر برپا ہوا ابر جھوم کر ہر طرف سے اٹھے بجلیاں چمکنے لگیں پیر غل مچانے لگے لیکن عمرو افراسیاب اور حیرت کو قتل کرنے چلا جیسے ہی تخت کے قریب آیا یکایک زمین شق ہوئی اور چند پریاں دُر در گوش مرصع پوش ظاہر ہوئیں ہاتھوں میں پچکاریاں اور گگرے پر از مشک و گلاب لیے تھیں انھوں نے سر افراسیاب کا زانو پر رکھا اور پچکاری منہ پر لگائی پکاریں کہ اے شہنشاہ بیدار ہو جیسے افراسیاب ہوشیار ہوا اُس وقت پریاں زمین میں سما گئیں عمرو لاشیں جہان ساحروں کی پڑی تھیں وہاں چھپ کر لیٹ رہا اور لیٹے لیٹے پارچہ گوشت خون آلودہ زنبیل سے نکالکر اپنے گلے پر رکھا اور سارے منہ کو خون آلود گوشت رکھکر مجروح بنا یا اب عمرو بھی مقتول

معلوم دینے لگا مگر افراسیاب جو ہوشیار ہوا سب محفل کو بیہوش و رلٹا ہوا پایا اور بہت آدمیون کو قتل کیا
ہوا دیکھا اُسی وقت کچھ اشارہ طرف فلک کے کیا ابر سحر گھر آیا اور برسنے لگا سب ہوشیار ہوئے حیرت
نے کہا ای شہنشاہ عمرو نے کیسی مکاری کی افراسیاب نے کہا مجھ سے بچکر کہان جائیگا ابھی گرفتار کرتا ہون یہ
کہکر حکم دیا کہ جو کچھ اسباب لٹ گیا ہی وہ سب حاضر کرو بمجرد حکم ایک آن مین کرسی و دنگل جام و ساغر گلدستے
و فرش وغیرہ سب موجود ہو گیا اور صحبت آراستہ ہوئی ساحر لاشین اُٹھانے کی تدبیر مین مصروف ہوئے
افراسیاب تخت پر جلوہ گر ہوا اور کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ عمرو لاشون کے درمیان مین مجروح
صورت بنائے لیٹا ہی اُسے کسی سے گرفتار کرا مگر تجھپر چند گھڑیان بہت سخت ہین خبردار یہان نہ ٹھہرنا
طرف طلسم باطن کے چلا جا یہ معلوم کرکے اُسنے ساحرون سے کہا کہ ابھی لاش کسی کی نہ اُٹھے ان مین
عمرو ہی یہ کہہ رہا تھا کہ صرصر عیارہ بھی حاضر ہوئی اُسنے بھی خبر گرفتاری عمرو کی سُنی تھی افراسیاب نے اُسے
دیکھکر کہا ای صرصر ان لاشون مین عمرو کو بچا نکر گرفتار کر صرصر جا کر لاشون کو ڈھونڈھنے لگی اور سب ساحر
صرصر کی طرف دیکھنے لگے افراسیاب اُسوقت سب کو اور سمت مشغول دیکھکر اپنی صورت کا پتلا
اپنی جگہ بٹھا کر آپ غائب ہو گیا کسی کو نہ معلوم ہوا کہ کب گیا بلکہ سب پر ظاہر ہی کہ شاہ بیٹھا ہی الحاصل
صرصر ہر طرف لاشون مین پھری اور عمرو کو پہچان کر جست کرکے سینے پر چڑھی چاہا کہ مشکین باندھ لون
عمرو نے دونون پانون صرصر کے گلے مین ڈالکر مثل کشتی گیرون کے قفل مارا کہ صرصر نیچے اور آپ اوپر ہو گیا
اور جلد مُنھ سے سفوف بیہوشی مُنھ پر صرصر کے پھونکا کہ وہ بیہوش ہوئی عمرو اُسے گود مین لیکر بھاگا ساحر
حیران تھے کہ یہ کیا ہو رہا ہی مگر حیرت نے نعرہ مارا کہ کیا بیٹھے مُنھ دیکھتے ہو جلد اُسے گرفتار کرو ورنہ وہ صرصر
کو بچا لیجائیگا ساحر دوڑے مگر عمرو گنبد نور سے نکل کر مثل برق و باد کے بھاگا ہوا شہر ناپرسان مین آیا
اور خیال کیا کہ شہر مین سب ساحر ہین مجکو گرفتار کر لین گے یہ سوچکر صحرا جو پشت گنبد کی طرف ہی اور
بہر سیر حیرت وہ جگہ مقرر ہی اُدھر بھاگا اتفاقاً اُس طرف سے صبا رفتار اور شمیمہ عیارہ بھی دونون آتی
تھین اُنھین دیکھکر صرصر کو ایک غار مین ڈال دیا اور آپ نیمچہ لیکر ان دونون سے لڑنے لگا از بسکہ یہ شہر
ناپرسان ہی عالم کی جائے آمد و رفت ہی ایک ساحر مصاحب افراسیاب ہوشیار جادو نام طائر سحر
پر سوار مع خادم و خدمتگار دربار افراسیاب مین جاتا تھا اُس طرف سے ہو نکلا عیارہ بچیون کو شخص
غیر سے لڑتے دیکھکر سمجھا کہ یہ عمرو ہی چاہا کہ سحر کرکے گرفتار کرون عیارہ بچیون نے کہا ای ہوشیار جادو
آپ اس مقدمہ مین دخل نہ دیجیے عیاری کے فن مین زیبا نہین کہ کسی ساحر سے حریف کو گرفتار کرائین
ہوشیار نے کہا دیوانیان ہو دشمن کو قتل ہی کرنا چاہیے یہ کہکر سحر پڑھنے لگا عمرو گلیم اوڑھکر غائب ہو گیا

اسوقت وہ ساحر جو عقب عمرو کے دوڑے آتے تھے یہان آکر پہونچے اور عیار بچیون نے کہا کہ عمرو نے
صرصر کو ہمارے سامنے غار مین ڈال دیا ہی ساحر چلے کہ صرصر کو نکالین عمرو گلیم اوڑھے موجود تھا غار
مین کود گیا اور ایک اژدہا مقوے کا زنبیل سے نکال کر غار کے باہر اُسکا مُنھ نکالا ساحر جو قریب غار کے آئے
اژدر کو بیٹھے دیکھکر بھاگے اور دور جا کر کھڑے ہوئے دیکھا کہ اژدر کے مُنھ سے قلہ ہاے آتشین نکلتے ہین
اب کوئی آگے نہین بڑھتا دور سے منتر سانپ پکڑنے کا پڑھ کر پھٹیپن مارتے ہین کنڈل گرد اپنے کھینچ
لیا ہی لیکن اُس اژدر پر کچھ تاثیر نہین کرتا آپسمین کہتے ہین کہ یارو یہ بڑا زبردست اژدہا ہی کسی سے دفع
نہ ہوگا افسوس صرصر کی مفت جان گئی اسوقت ایک رفیق ہوشیار کا ہمنشین جادو نام کہ نہایت
بوڑھا تھا اور ساحر بے بدل تھا اُسکو بہت کچھ زر و جواہر دینے کو کہا کہ جاکر کسی طرح صرصر کو نکال لائے
وہ سحر پڑھتا ہوا چلا عمرو نے اُسے آتے دیکھکر اژدر کو اندر غار کے کر لیا وہ سمجھا کہ میرے سحر نے اژدر کو دفع
کیا پس دلیرانہ اندر غار کے کودا عمرو نے وہان حلقے کمند کے لگائے تھے اُس مین اُلجھ کر گرا عمرو نے حباب
بیہوشی دماغ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوا عمرو نے پھر اژدر کو باہر غار کے نکالا سب ساحر جو دور کھڑے تھے
سمجھے کہ ہمنشین کو بھی اژدر نے مار لیا یہ پھر اُسکے دفع کرنے کی تدبیر مین مصروف ہوے اور عمرو نے اس
عرصہ مین ہمنشین کے کپڑے اُتار کر اُسکی صورت آپ بنکر وہی لباس پہنا اور اُسکو زنبیل مین ڈال
لیا ہی جست کر کے اژدر کو کنارے غار کے بٹھا کر آپ باہر نکلا اور پکارا او میان یہان نہ صرصر ہی نہ کوئی
ہی ساحرون نے جو اُسے آتے دیکھا اور خیال کیا تو اژدر بھی پایا پکارے کہ ارے بھاگ بھاگ اژدہا لپیا
نہو صرز پہونچائے عمرو یہ سنکر بے تحاشا بھاگا اور سامنے ہوشیار کے آکر گر پڑا بیہوش ہو گیا دانت بیٹھ گئے
ساحرون نے آکر اُٹھایا دیکھا جسم اُسکا نیلا ہو گیا ہی ہوشیار نے عیار بچیون سے کہا صرصر ہم سے نہین
نکل سکتی عیار بچیان خود فکر نکالنے کی کرنے لگین اور ہوشیار نے اپنے رفیق یعنے عمرو کو اُٹھوا کر سواری
پر ڈال کر افراسیاب کے دربار مین آیا دیکھا کہ شاہ تخت پر بیٹھا ہی اُسنے مجرا گاہ پر سے مجرا کیا اور قریب تخت
آکر سارا حال اپنے رفیق اور اژدر کا معرض بیان مین لایا افراسیاب اصلی تو چلا گیا تھا یہ ہمشبیہ اُسکا
تھا اُسنے حکم دیا کہ کوئی حکیم آئے اور علاج کرے شہر ناپرسان سے حکیم طلب کیا اُسنے دفع زہر کی دوا
عمرو کو دی ایک صحنچی مین اُس قطر کے پلنگ بچھا کر عمرو کو لٹا دیا علاج اور معالجہ ہونے لگا اس عرصے مین
صرصر کو اندر غار کے ہوش آیا جست کر کے باہر غار کے نکلی اور دیکھا ایک اژدر بیٹھا ہی پہلے تو رو مین نکل آئی
پھر ایسی خائف ہوئی کہ پیچھے پھر کے بھی نہ دیکھا اور دربار افراسیاب کیطرف چلی راہ مین شمیمہ اور صبا رفتار
سے ملاقات ہوئی اُن سے پوچھا عمرو کا کچھ حال معلوم ہی کہ کہان ہی اُنھون نے کہا واری عمرو آپکو غار

مین پھینک کر آپ گلیم اوڑھ کر غائب ہوگیا تھا ہم جانتے ہین کہ نکل گیا ہوگا صرصر نے کہا پھر دربار مین جانا
بیکار ہی مفت مین خفت ہوگی سب کہین گے کہ عمرو کو گرفتار نہ کر سکی چلو صحرا مین عمرو کو تلاش کرین یہ باہم ارادہ
کر کے تینون عیار بچیان روانہ ہوئین لیکن یہان جب عمرو کا علاج ہوا اُسکو ہوش آیا اس اثنا مین سواری
افراسیاب کی بڑے جاہ وحشم سے آئی اور تخت پر آکر جلوہ گر ہوا سب نے تعظیم کی شاہ نے کہا ای ہمشبیہ جادو
وہ چلا جو اُسکی صورت کا تھا غائب ہوگیا سب ساحر سمجھے کہ پہلے جو ہم سب کو عمرو نے ذلت دی اور بیہوش
کیا تھا تو شہنشاہ ہمارے ساتھ نہ تھا بلکہ اُسکا ہمشبیہ تھا بعض کہنے لگے کہ حضرت بھلا شہنشاہ ساحران بادشاہ
طلسم کیونکر بیہوش ہوتا ایک نے کہا ہم آج تک یہی نہین جانتے کہ شہنشاہ اصلی کون ہی ہمنے اصل صورت
افراسیاب کی نہین دیکھی باوجودیکہ تمام عمر دربار مین اُسکے رہے افراسیاب تک کون پہونچ سکتا ہی نہین
معلوم وہ کہان رہتا ہی اور کیا اسکا مرتبہ ہی الحاصل جب افراسیاب آیا رقاصن سامنے آکر مجرائی ہوئی ہنگامہ عشرت
گرم ہوا اُسوقت ہوشیار جادو نے سب حال اپنے رفیق کا مگر شہنشاہ سے عرض کیا افراسیاب نے کہا بڑے
خیر ہوئی ورنہ رفیق تمھارا ہلاک ہوجاتا اب کہو کیسا ہی اُسنے عرض کی کہ فیض سامری سے اب اچھا ہی اُسوقت
عمرو بھی سامنے افراسیاب کے اپنی جگہ پر سے اُٹھکر حاضر ہوا اور تسلیم کی افراسیاب نے مزاج پوچھا اُسنے عرض
کیا عنایت سامری اور اقبال شاہی سے اب اچھا ہون اسے اجازت بیٹھنے کی ہوئی کرسی پر متمکن ہوا اور
ناچ دیکھنے لگا لیکن جو رقاصہ کہ گا رہی تھی اُسکو نام دھرنے لگا کہ یہ دیکھیے اس جگہ بے سُر ہوگئی یہان اُسکی
آواز نے پتی لی اس جگہ گلا اسکا ٹھہر گیا اس مقام پر آواز لہرا گئی دیکھیے ساز سے الگ تال اُڑی سم جاتا
رہا حلق اور تا تو بگڑ گیا یہ باتین افراسیاب سنکر گویا ہوا کہ ای ہمنشین جادو تمھین گانے مین خوب دخل
ہی اُسنے کہا آپکے اقبال سے بڑے بڑے جلسے دیکھے ہین اور گانے پر کیا ہی سب علم مین دخل تام ہی کس لیے کہ آپ
ایسے شہنشاہ کا دربار دیکھتا چلا آتا ہون افراسیاب نے کہا اچھا کچھ گاؤ عمرو سلام کر کے سامنے بیٹھکر گانے
لگا اور اس طرح ترنم سنج تھا المولفہ

فراق یار خو تجھ مین یہان شیون پہ شیون ہی
عجائب جوش گریہ ہی کہ تر دامن پہ دامن ہی

تر زلفِ معنبر رخ پہ تیرے خال ہندو ہی
متاع جان و ایمان کے لیے رہزن پہ رہزن ہی

عجب شوقِ شہادت ہی ترے عشاق کو قاتل
کریگا قتل کس کس کو جھکی گردن پہ گردن ہی

تری تلوار مین جوہر ہمین زخمون کے بال تن پر
ہمارے قتل سے قاتل عیان گلشن پہ گلشن ہی

جماتے ہین جو مسی گیسو بنا کر منہدی ملتے ہین
پھٹا پڑتا ہی عالم آج کل جوبن پہ جوبن ہی

بیا لے بوسے لینے سے پڑے ہین نیل عارض پر
چمن مین حسن کے اُسکے اگل ترے سوسن پہ سوسن ہی

فنا کے بعد بھی یاد آئے کب نظارہ یاری سے
مشبک کر دیا سینے کو عشق تیر مژگان نے
رقیبون نے بھرے ہین کان وہ کہتے ہین محفل مین

چھری تختون مین رخنہ قبر مین روزن پہ روزن ہی
دل صد چاک مین اپنے نیا روزن پہ روزن ہی
نہ آئے جاہ ای دربان یہی قدغن پہ قدغن ہی

افراسیاب اُسکا گانا سُنکر بہت خوش ہوا اور خلعت فاخرہ دیا عمرو نے کہا حضور مین ایک بتی ایسی
روشن کرتا ہون کہ اُسکی روشنی مین پریان ناچتی ہوئی نظر آتی ہین اور راجہ اندر کے اکھاڑے کی سیر دکھائی
دیتی ہی مین نے یہ سحر اپنے دادا کی کتاب مین لکھا ہوا دیکھا تھا اسمین سے یاد کیا ہی وہ سُنتا ہون کہ بنگالے
سے سیکھ آئے تھے افراسیاب نے مشتاق ہوکر حکم دیا کہ ای ہمنشین وہ بتی جلد روشن کر دہم دیکھین کیسا
سحر ہی عمرو نے کہا پانچ سیر چربی اور اسیقدر رال اور گھی وغیرہ منگا دیجیے حسب الحکم اسی وقت جو اشیا
طلب کیے حاضر ہو گئے عمرو نے پردہ ڈال کر الگ سب سے بیٹھکر بہت بڑی مشعل بنائی اور بیہوشی
سیرون اُس مین ملائی اور بیچ محفل مین اُسکو روشن کیا دھوان اسکا سارے قصر مین پھیلا عمرو نے
کہا بعد دو گھڑی کے پریون کا ناچ دکھائی دیگا سب مشعل کی جانب دیکھے جائین اور آپ الگ بیٹھکر
بڑبڑانے لگا اس لیے کہ معلوم ہو سحر پڑھ رہا ہی سب اہل دربار مع افراسیاب اور حیرت کے مشعل کی
طرف دیکھ رہے ہین اور کثرت تماشائیان اسقدر ہی کہ ایک پر دوسرا جُھکا ہوا ہی کہ دیکھین اب کیا ہوتا ہی
جب دو گھڑی گذرین دھوان بیہوشی کا اچھی طرح سے سب کے دماغ مین سرایت کر گیا اور اُسکے
نشے مین کہنے لگے کہ فی الحقیقت پریان ناچ رہی ہین بعضے کہتے تھے دیکھو وہ راجہ اندر سامنے بیٹھے ہین
بعضے خود اُٹھکر ناچنے لگے یہان تک کہ افراسیاب اور حیرت مع اہل دربار کے سب بیہوش ہوکر گرے
عمرو نے پھر دس بیس کے سر کاٹے اور جال الیاسی مارکر سارے قصر کا اسباب جو دوبارہ آراستہ کیا گیا تھا
لوٹ لیا ویسے ہی ہنگامہ شور و قیامت ز ابلند ہوا ساحرون کا نام لیکر پیر سحر کے شور کرتے تھے آندھیان
اُٹھتی تھین بگولے پیچ و تاب کھاتے تھے عمرو پھر خنجر پکڑ کے افراسیاب کی جانب چلا کہ سر اُسکا جدا کرے
دفعتہً زمین شق ہوئی اور پریان نکلین عمرو گلیم اوڑھ کر بہت جلد گنبد کے باہر نکل گیا اور پریون نے پچکاری
گلاب و کیوڑے کی لگا کر افراسیاب کو ہوشیار کر دیا اور آپ زمین مین سما گیئن افراسیاب نے رنگ محفل
دگرگون دیکھ کر ابر سحر برسا کر سب کو ہوشیار کیا اور مشعل بیہوشی کو بجھوایا پھر نئے سر سے اسباب راحت
منگا کر قصر کی آرایش فرمائی جب بسبب زیب دہ کرسی و دنگل ہوئے ہر ایک عمرو کی فطرت پر حیران
کا ہد تھا اور افراسیاب نے ازراہ بناوٹ کہا کہ بیشک عمرو بندہ خاص خداوند لقا ہی اور کسی طرح ہلاک نہوگا
وہ سچ کہتا تھا کہ جس جس کو خداوند نے بتلا دیا ہی مین اُنکو قتل کرونگا مجھے بھی یقین ہو کہ ضرور وہ ایسا ہی

کریگا لیکن چونکہ حکم خداوند مجکو یوہین ہی کہ عمرو کو قتل کرون اس لحاظ سے ای حیرت تم جاؤ اور لشکر مہرخ سے
مقابلہ کرو مین اور کچھ تدبیر کرتا ہون یہان بلانا عمرو کا اچھا نہین حیرت یہ سنکر طاؤس سحر پر سوار ہوکر
طرف لشکر کے روانہ ہوئی اور کنیزان مہ جمال ساتھ تھین مگر عمرو جو گنبد نور سے چلا خیال مین اسکے آیا کہ ایکبار
پہلے جو مین یہان سے چلا تھا تو دریاے سحر کے کنارے بہکتا پھرتا تھا اب کی بھی اس طرف سے نہ جاسکونگا
اس سوچ مین متلاشی راہ دیگر صورت ساحر کی بنکر شہر ناپرسان مین پھرنے لگا کہ ایک جگہ چند ساحرون کو
باتین کرتے سنا کہ آپس مین کہتے ہین کہ عمرو بلاے بے درمان ہی دوبار شہنشاہ کو زک دیکر نکل گیا ایک نے
کہا کہ یہان سے جا نہ سکے گا دریا بیچ مین حائل ہی دوسرے نے کہا کہ اگر شرق کے دروازے کی طرف جائیگا
تو طلسم ظاہر مین پہونچے گا اُس ملک کے چالیس دروازے ہین تیسرے نے کہا جو اتنا بڑا عیار ہوگا وہ راہ نہ جانتا
ہوگا عمرو اُنکی باتین سُنکر مشرق کے دروازے کی طرف چلا اور جب کنارے شہر کے پہونچا ایک دروازہ
عالیشان دیکھا ہزارہا ساحر کو بعہدہ نگہبانی بیٹھے پایا ساحر کی صورت تو بنائے تھا بے اختیار دوڑا دربانون
نے کہا کہان جاؤگے عمرو نے کہا لشکر حیرت مین ملازم ہون عمرو کے تعقب مین جاتا ہون مجھ سے
باتین نہ کرو کہ دیر ہوگی شہنشاہ خفا ہونگے یہ کہتا ہوا باہر در کے نکل کر روانہ ہوا تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک
جانب دریاے خون روان دیکھا اور دوسری جانب سواد لشکر حیرت نظر آیا نہایت خوش ہوکر قدم
آگے بڑھایا تھوڑی دور راہ قطع کی تھی کہ لشکر مہرخ دیکھا عمرو داخل لشکر ہوا جسنے خواجہ کو دیکھا دوڑکر لپٹ گیا
اور غل ہوا کہ خواجہ آئے جتنے سردار کہ مصروف دعا تھے شادان و فرحان باہر بارگاہ کے نکل آئے بہار و مہرخ
اور مہ جبین اور نافرمان سب آکر گلے ملے زر نثار کرکے داخل بارگاہ ہوے تو تین خوشی کی بجنے لگین عمرو کرسی
پر آکر بیٹھا اور سب ماجرا دربار افراسیاب کا بیان کیا سارے دربار مین قہقہے پڑنے لگے اس اثنا مین حیرت
داخل لشکر ہوئی طبل داخلے کے بجے افسران فوج نے پیشوائی کی تخت پر آکر بیٹھی اور فکر جنگ مین مصروف ہوئی
لیکن اب حسینہ جادو کا حال سُنیے کہ سمت لقا کے روانہ ہوئی تھی لہذا لشکر ساحران لے کر تخت سحر پر
سوار ہوکر بڑے کروفر سے کوچ و مقام کرتی داخل عقیق کوہ ہوئی لقا بارگاہ مین بیٹھا دربار جمع تھا ناچ
ہو رہا تھا کہ سحر کی علامت ظاہر ہوئی اور سُرخ رنگ کے ابر فلک کی جانب ظاہر ہوے پھر تو بختیارک
اور سلیمان سمجھے کہ کوئی ساحر آتا ہی بہر تعظیم اُٹھے اور لشکر ساحرون کا زمین پر اُترا حسینہ بھی اُتری سب نے
اسکے حسن و جمال کو دیکھا کہ زور سحر اُسنے اپنی صورت بہت خوبصورت بنائی ہی بروقت مقابلہ لشکر اسلام
کیفیت اُسکے حسن و جمال کی گذارش کی جائیگی غرضکہ سرداران لقا پیشوائی کرکے اسے لے گئے اور
بختیارک نے لشکر ساحران مقابل لشکر امیر اُتروایا خیمے بارگاہ ہین استادہ ہوگئے بازارین کھل گئین لیکن

حسینہ نے آکر لقا کو سجدہ کیا لقانے پکار کر کہا کہ سر خود از سجدہ بردار کہ رحمت خود را بر تو نصیب کردم حسینہ اٹھی اور زنگل پر بیٹھی لقانے خلعت دیا اور حسینہ نے عرض کیا کہ یا خداوند یہ کون بندگان مغضوب آپکے ہین جو آپ سے ہمسری کرتے ہین لقانے کہا یہ قصہ طویل ہی اس حال کو میر شیطان یعنے بختیارک خوب جانتا ہی حسینہ اسکی جانب متوجہ ہوئی بختیارک نے کل حوال امیر کا خروج کرنا ابتدائے زمانہ نوشیروان سے اور تا ایندم جو کچھ ساتون دفترون مین مذکور ہی بیان کیا اور کہا اے ملکہ حمزہ کی زبردستی کا نمونہ تمھارے طلسم مین اسد اور عمرو عیار موجود ہی کہ آج تک شہنشاہ سے گرفتار نہو سکا حسینہ نے کہا میرے نام پر طبل جنگ بجے مین سب کو بم بھرمین غارت کر دونگی بختیارک نے ہنس کر جواب دیا کہ ابھی آپ تشریف لائی ہین ذرا دنیا کی ہوا کھایئے پھر تو آخر فنا آخر فنا حسینہ جادو نے کہا ملک جی تمھین قار وے مین بجائے نظر آتے ہین بختیارک نے جواب دیا اے ملکہ مین اس لحاظ سے کہتا ہون کہ طلسم مین ایک عمرو گیا ہی اور یہان ایک لاکھ اسی ہزار خانی عمرو ہین طلسم مین ایک اسد گیا ہی یہان اسد کے باپ اور دادا موجود ہین یہ وہ بندے خداوند نے سرکش پیدا کیے ہین کہ مارے مرتے ہین نہ کاٹے کٹتے ہین حسینہ بولی کہ خداوند کا فضل شریک حال چاہیے تم دیکھنا کہ مین انکا کیا حال کرتی ہون غرضکہ دو چار دن تو حسینہ کسل راہ سے آسودہ ہوئی اور اسکی دعوت سلیمان کے یہان رہی ناچ اور جلسۂ نشاط مہیا رہا ایکدن سہ پہر کے دربار مین اُسنے لقا سے عرض کیا کہ آج رات میرے نام پر طبل جنگ بجے کہ کل ان خدا پرستون کا کام تمام کردن حسب الحکم اسکے جب شہنشاہ گردون بارگاہ زنگاری سپہر سے مراجعت فرماکر رواق مغرب مین استراحت پذیر ہوا اور خیمۂ مشک فام شہر یار ظلمت برپا کیا گیا اور طناب ریسمان سیاہ چار دانگ عالم مین دراز ہوئی

ابیات

شدہ جلوہ گر شاہد شب نباز — بپوشید از ماہ زرین کلاہ
نگاہے چو گردہ گرفتار گشت — دل پیر گردون بزلف سیاہ

طبل جنگ لشکر لقا مین بجا یہ خبر ہرکارے لشکر اسلام کے دریافت کرکے خدمت شاہ مین حاضر ہوئے اور کل حال حسینہ کی آمد کا گذارش بندگان بادشاہ قدر قدرت کیا کہ

قطعہ

واد گر از فلک ترا جرعہ کش پیالہ باد — دشمن دل سیاہ تو غرقہ بخون چو لالہ باد
ذروۂ کاخ رفعتت کاست فزا ارتفاع — لاہ روان راہ را راہ ہزار سالہ باد
زلف سیاہ رحمت چشم و چراغ عالم است — جان زنسیم دولتت در شکن کلالہ باد
اے مہ برج سعدنت مقصد کل ز آدمی — بادہ صاف دائمت قدح و پیالہ باد

چون بہوای مدحت زہرہ شود ترانہ ساز　　حاسد ز سماع آن ہمدم آہ و نالہ باد
نہ طبق سپہر و آن قرصۂ ماہ و خور کہ ہست　　از لب خوان قسمت سہل ترین نوالہ باد

حسینہ جادو نام ساحرہ نے طلسم سے آکر ارادہ بروز فردا رزم و پیکار کا کیا ہو لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہی بادشاہ لشکر اسلام نے بھی ارشاد فرمایا کہ ہماری فوج مین بھی نقارہ رزمی بجے بموجب ارشاد چالاک بن عمرو نے نقارخانۂ سکندری مین جاکر طبل سکندری پر ڈوال دیا قرنائے جنگی سے صدا شر و فساد کی ظاہر ہوئی ہر ایک بہادر ہوشیار ہوکر سامان جدال کرنے مین مصروف ہوا ہر سمت شور دہل و بوق بلند تھا نظم

چو نقارۂ جنگ بنواختند　　یلان کار جنگ آوری ساختند
دہل زن دہل زن بہ تحسین او　　ببین دین او دین او دین او

تمام رات تیاری جدال و قتال کے اسباب مین بہادر مصروف رہے جسوقت کہ سلطان زرین کلاہ سریر سپہر پر جلوہ فرما ہوا و تاجدار عالمگیر با چتر شعاع سیدان فلک مین آکر حکمرانی کرنے لگا نظم

صبح چو شد نوری بستہ بزینت گری　　تا بہ دم خاوری منقبت بوالحسن
شاہ ولایت پناہ میر امامت سپاہ　　نصرت دین آنکہ فخر زمین و زمن

لقا بڑے تزک و احتشام سے سوار ہوا ساحران غدار کو ہمراہ لیا حسینہ جادو تخت سحر پر سوار میدان کارزار مین آئی اور لشکر کی صف باندھی اسوقت امیر بھی نماز صبح سے فارغ ہوکر مع تمام امیران لشکر کے جلوخانے مین بادشاہ کے حاضر ہوئے بعد لمحہ کے سواری ظل اللہ کی عیش محل سے برآمد ہوئی سب سردارون نے مجرا کیا اور تخت شاہی کو قلب لشکر مین دل کی طرح کرکے وارد دشت مصاف ہوئے صف آرا فوج کے پرے جمانے لگے بیلچہ کار پست و بلند زمین ہموار کرتے تھے سقے گرد و غبار آبشار کرکے بٹھاتے تھے نقیب رغبت مذمت دنیا کہکر بہادرون کو سناتے تھے قطعہ

ولا تا توان مہر گیتی مورز　　کہ تیغ سیاست بلبنت کشد
قضا و قدر زیر زینت کشد　　گرفتم کہ بر آسمان رفتہ
　　مشو غرہ گر ابلق چرخ را
　　اجل عاقبت در مینت کشد

ہان ای نوجوانون یہ گوئے ہی یہ میدان ہی جان دینے کا سامان ہی ؎ کوئی لیتا بھی اب نہین ہی نام + کون سی گور مین گیا بہرام + آج کد کرکے سر میدان سرخرو ہو نام کرلو یہ صدا دیکر نقیب کنارے ہوئے اور ایک پہلوان ہبران ببر جنگ رخصت لقا سے بہ حرب لیکر میدان مین آیا اور سلح شوری دکھا کر ہل من مبارز کا نعرہ مار لشکر اسلام کے سردارون کو للکارا کہ ہی کوئی ایسا جو میرا ہم نبرد ہو جو آئے یقین ہی کہ گرد ہو دھا میر کی جانب سے خاقان بن الخاقان بہرام گرد بن خاقان چین قورچی باشی حمزہ صاحبقران

اجازت قتال شاہ اسلام سے لے کر گھوڑا اٹھاکر ہبران کا آکر ہم نبرد ہوا اور باہم نیزہ بازی شروع ہوئی بہرام نے نیزہ ہاتھ سے ہبران کے ہوائی کیا اُس وقت حسینہ نے سحر کیا کہ بہرام کے جسم کی طاقت جاتی رہی ہبران نے کمربند فولادی مین ہاتھ دے کر بہرام کو قاش زین سے اٹھالیا اور زمین پر دے ٹپکا سینہ پر چڑھکر مشکین باندھلین اور اشارہ کیا کہ طرار تیز رفتار عیار سلیمان عنبرین موے نے آکر حباب بیہوشی بہرام کے منھ پر مار کر بیہوش کر کے لیجاکر اپنے لشکر مین قید کیا ادھر ہبران نے پھر نہیب دی کہ اور جسکو خواہش مرگ ہو وہ آکر مقابلہ کرے منددیل اصفہانی نے نکلکر مقابلہ کیا حسینہ کے سحر سے اُسکا بھی وہی حال ہوا اُسکو بھی گرفتار کیا مہلیل جنگ عراقی نکلا یہ بھی مقید ہوا اسی طرح آلاگرد وحالاگرد وکیلی زال وکینی لزال وغیرہ سترہ سردار نامی لشکر امیر کے گرفتار ہوے اسوقت لشکر اسلام مین صفت میسرہ کے علم جلوہ گری پر آئے اور فیلی اور شتری دمامے بجنے لگے اور صفدر وصف شکن شہزادۂ ہاشم تیغ زن نے گھوڑا بڑھایا اور بادشاہ اسلام سے پے جنگ اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے خلعت سے مخلع کیا اور کہا سپرد خدا نے قہار کیا اُس وقت ہاشم نے امیر سے خطاہاے گذشتہ کی معافی چاہی امیر حمزہ نے اپنے فرزند کو سینے سے لگایا اور حرز ہیکل دافع سحر گلے مین پہنادی دعاے صحیفہ ابراہیمی پڑھکر دم کی اور رخصت فرمایا ہاشم گھوڑا اڑاکر سمت میدان چلا کہ ؎

بمیدان خرامید ہاشم جوان
سمند پری زاد در زیر ران

تین جھپکے مین میدان کا فاصلہ طی کر کے حریف سے ہم نگاور ہوا اور ہبران کو گرد برو کر دیا ہبران نے تیغہ آبدار کھینچکر بر سر شہزادۂ عالی وقار لگایا شہزادے نے بہ فن سپاہ گری رد کر کے شمشیر نیام انتقام سے لیکر خبردار کر کے کمر کو تیلا کر سر پر مارا ہر چند حسینہ نے سحر کیا لیکن بسبب حرز ہیکل کے تاثیر نہ ہوئی اور تلوار نے شہزادہ کی ہبران کے دو پرکالے کیے طبل وبوق لشکر اسلام مین بجے اور شہزادۂ دلاور نے پھر مبارز طلبی کی حسینہ جادو خود میدان مین نکلی اور ایک پتلی اپنی صورت کی سامنے ہاشم کے بزور سحر چھوڑکر آپ غائب ہوگئی سب دیکھ رہے ہین کہ حسینہ شاہزادے سے مقابل ہی غرض کہ اُس سحر کی پتلی نے جو ہمشکل حسینہ اہی شہزادے پر تلوار ماری شہزادے نے خالی دیکر جو ہاتھ مارا اُس پتلی کے دو ٹکڑے ہوے اور دونون ٹکڑے اُسکے جسم کے اڑکر طرف فلک کے گئے اور وہان سے بعد لمحہ کے آواز خلخال اور پازیب کے بجنے کی چھم چھم آئی اور شہزادے نے دیکھا کہ ملکہ حسینہ بازلف دلاویز وقامت رعنا کہ جسکے لب ہزارہا مردہ دلون کو زندہ کرتے اور ترکان چشم خنجر مژگان سے لاکھون کو بیجان بناتے شمشیر موج تبسم سے صدہا مجروح اور زخمی نظر آتے نظم

دوش می آمد و رخسار برافروختہ بود	تا کجا باز دل غمزدۂ سوختہ بود
رسم عاشق کشی و شیوۂ شہر آشوبی	جامۂ بود کہ بر قامت او دوختہ بود
کفر زلفش رہ دین میزد و آن سنگین دل	در رہش مشعلہ از چہرہ برافروختہ بود
دل بسی خون بکف آورد ولی دیدہ بریخت	اللہ اللہ کہ تلف کرد کہ اندوختہ بود
جان عشاق سپند رخ خود میدانست	دانش چہرہ براین کار برافروختہ بود

ہاشم تیغ زن نے جب صورت دلفریب اس غارتگر صبر و شکیب کی دیکھی عاشق و شیدا ہوکر پکارا نظم

درختی دوستی بنشان کہ کام دل ببار آرد	نہال دشمنی برکن کہ رنج بیشمار آرد
خدارا چون دل ریشم قراری بستہ با زلفت	بفرما لعل نوشین را کہ جان را بر قرار آرد

اس قمر رخسار نے کہا ای شہزادہ ذی وقار وای عاشق جان نثار معشوق سے لڑنے آئے ہو اور دم محبت کا بھرتے ہو لاؤ اسلحہ اپنے مجھے دو ہاشم نے تیغہ اور سپر اور خنجر کل چیزین حوالہ کین اسوقت نازنین نے کہا ہیکل گلوے معشوق کے لیے زیبا ہی تمنے کیون اسے پہنا ہی میرے گلے مین پہنادو ہاشم نے کہا ای یار دلنواز وای سراپا مایۂ ناز نظم

ای یار اگر جان طلبی جان تو بخشم	از جان چہ عزیز است بگو آن تو بخشم

اور حرز ہیکل اتار کر اسکے گلے مین پہنادی اسوقت وہ مہ جبین لشکر لقا کی جانب چلی اور ہاشم شعر عاشقانہ پڑھتے دیوانہ وار اسکے ساتھ ہو لیے اور کہتے جاتے تھے ابیات

دست از طلب ندارم تا کام من برآید	یا جان رسد بجانان یا جان ز تن برآید
بکشای تربتم را بعد از وفات بنگر	کز آتش درونم دود از کفن برآید
بنمای رخ کہ خلقے والہ شوند و شیدا	بکشای لب کہ فریاد از مرد و زن برآید
ہر دم چو بیوفایان نتوان گرفت یاری	ماییم و آستانش تا جان ز تن برآید

جب ہاشم لشکر لقا مین پہونچے طرار عیار نے حباب مار کر بیہوش کیا اور انھین بھی لیجا کر زندان مین قید بنھا کر بٹھایا ادھر طبل آسائش لقا نے بجوایا اور لشکر قریب شام پھر کر آسودہ ہوا نظم

رہی تا شام خونریزی نہایت	بھرا دوزخ ہوئی معمور جنت
رہی پھر صبح پر موقوف وہ جنگ	کہ عرصہ زندگی کا ہی بہت تنگ

امیر بھی داخل بارگاہ ہوے اور حمام فرما کر دربار مین آئے یہان بسبب گرفتاری سرداران ہنسنا تماشا ناچ بھی بادشاہ نے موقوف کرادیا تھا کہ امیر نے آکر مجرا کیا اور دنگل پر متمکن ہوئے لیکن لقا طبل شادمانی

بجاتا پھرا اور داخل بارگاہ ہوا رقص و سرود کی بزم گرم ہوئی جام گردش مین آیا لشکریون نے کمر کھولی اسی طرح ایکدن کا فاصلہ دے کر جب دوسرے روز عشرت کدہ جہان مین شام دلفروز عاشقان نے پردہ پرند مشکین رخ زیبائے نہار پر ڈالا واللیل اذا یغشیٰ کا زمانہ ہوا کہ ابیات

چو رد ے جہان گشت تاریک تر
شگفتہ درین چرخ نیلوفری

منور نمود از رخ خود قمر
بشکل گل نسترن مشتری

لقا نے طبل جنگ بجوایا بادشاہ اسلام سے ہرکارون نے جاکر بعد دعا و ثنا کے اطلاع دی یہان بھی نقارۂ سکندری پر چوب لگی جانبین سے رات بھر تیاری رہی جب آئینہ مہر مین شاہ صبح نے منھ دیکھا اور والنہار اذا تجلیٰ نے فروغ پایا رات گذری اور دن آیا نظم ۔

ہوئی محفل آرائے چرخ برین
ہر اک سو بھی عالم مین جلوہ کنان

عروس زمان یا جبین مبین
رُخ صاف سے تھا منور جہان

دلاوران روز ہیجا لشکر لے کر میدان مین آئے اور صف شکنون نے پرے جمائے امیر ہمراہ بادشاہ اسلام اور لقا مع حسینہ نافرجام کے جانبین مین آکر ٹھہرے ساحر تمام باجے بجاتے بھجن گاتے ترسول اور نیسول لیے اسباب سحر ہمراہ جنگاہ مین کھڑے ہوئے بعد صفوف آرائی جدال و قتال ہنگامہ کارزار گرم ہوا حسینہ طاؤس سحر پر سوار ہوکر پرے سے نکلی اور لشکر اسلام کے سردارون کو للکارا کہ ارادہ حرب رکھتی ہون ای بندگان سرکش تمھین سزا دینے آئی ہون آؤ شمشیر کے طعمہ بنو یہ سنیب سنکر آج سے

اولاد ارشد حمزہ عالی نسب
کیست علم شاہ کہ رستم لقب

زینت بارگاہ سلیمان رستم پیلتن و پیل کن کشندہ تو پیل ہندی دو و پیل ہندی کشندہ بدکیشان فرنگی ابن حمزہ صاحبقران یعنے علم شاہ نوجوان بادشاہ سے رخصت لیکر میدان مین چلے اور آکر حسینہ کے مقابل ہوئے حسینہ نے سحر پڑھکر صورت اپنی ایسی بنائی کہ نہایت حسین اور زہرہ جبین ہوگئی کہ لب لعلین رنگ لعل بدخشان کا مٹاتا تھا اور دندان گوہر غلطان کی آبرو ریزی فرماتا تھا خندہ نمک پاش جان مجروح تھا ادا و ناز غمزہ و انداز بے چھری ذبح اور حلال کرتا بمقتضائے نظم ۔

اسکا اسوقت تھا غضب کا نکھار
حسن قامت جدا قیامت زا
دے رہا تھا فریب سیب ذقن
تھا انار ایک اور سو بیمار

خار کھائے چمن مین اسپہ بہار
گرمی چہرے مین تھی نئے ڈھب کی
کھو رہا تھا شکیب سیب ذقن
پستئ لب پہ لوگ پستے تھے

عنبرین زلف و چشم آفت ازا
مشتری تھی وہ بوسۂ لب کی
جان لیتان پر شیفتہ تھے ہزار
شاخ بینی پہ ناک گھستے تھے

تھے ان آنکھوں کے عشق میں بدنام
شق ہو غیرت سے مثل غنچہ انار
لال اطلس کا جامہ بوٹے دار
پائے نازک میں بھی غضب کے چھڑے

ڈورے ڈالیں نہ کس طرح با دام
چست محرم پھنسی پھنسی کرتی
گل لالہ کی دے رہا تھا بہار
دھوئیں لب کی اڑاتی تھی مسی

دیکھیے گر اُسکی چھاتیوں کی بہار
تھی غضب کی بندھی ہوئی گاتی
دست رنگین میں دست بند کریسے
خون کرتی تھی پان کی سرخی

علمشاہ دیکھتے ہی اُس پر عاشق ہوئے ہرچند کہ سردار اور فرزند ان امیر ساحرہ گو کیسی ہی حسینہ و جمیلہ ہو مگر اُسکی طرف توجہ نہیں کرتے لیکن بسبب سحر کے حسینہ پر شیفتہ ہوئے اور ایسے مبہوت ہو گئے کہ اپنے سر و پا کا ہوش نہ رہا سوائے چہرۂ زیبائے دلدار اور کچھ نظر نہ آتا تھا نہ امیر کا خیال نہ بادشاہ کا پاس سراسر بدحواس شعر عاشقانہ لب پر اشک خونیں سے چشم تر لب نالہ سے ہمراز زبان پر یہ نظم

گفتم غم تو دارم گفتا غمت سر آید
گفتم ز مہر ورزان رسم وفا بیاموز
گفتم دل رحیمت کے عزم صلح دارد
گفتم کہ بر خیالت راہ نظر ببندم
گفتم خوش آن ہوا کز باغ خلد خیزد
گفتم کہ نوش لعلت ما را بآرزو کشت

گفتم کہ ماہ من شو گفتا اگر بر آید
گفتا ز ماہرویان این کار کمتر آید
گفتا بکش جفا را تا وقت آن بر آید
گفتا کہ شیر دشت این از راہ دیگر آید
گفتا خنک نسیمے کز کوے دلبر آید
گفتا تو بندگی کن کان بندہ پرور آید

اور جب شیدائے یکدیگر میں باہم افسانہ حسن و عشق بڑھا گیا حسینہ لشکر کیطرف چلی اور شہزادہ ہمراہ ہوا اسوقت بختیارک نے طبل بازگشت بجوایا امیر بھی رنجیدہ اور دل کبیدہ میدان سے پھرے اور یہاں بختیارک نے سردار واسطے استقبال علمشاہ کے بھیجے کہ وہ پیشوائی کر کے لے گئے لقا بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ علمشاہ داخل ہوئے سب نے اُٹھکر تعظیم کی اور یہ آکر قریب حسینہ جادو کے بیٹھے اور شعر عاشقانہ پڑھنے لگے بختیارک نے شہزادہ سے عرض کیا کہ باعث تشریف آوری حضور کیا ہے علمشاہ نے کہا ملک جی میں تمھارا بندہ بے دام ہو جاؤنگا تم میرے وصل پر ملکہ کو رضامند کر دو بختیارک نے جواب دیا کہ آپکے کام میں کوشش و سعی وافر کرونگا پھر آئندہ آپ کی تقدیر دیکھیے میں ابھی ملکہ کو سمجھاتا ہوں یہ کہکر پاس حسینہ کے بیٹھا اور علمشاہ سے کہا آپ اُٹھ جائیے یہ اُٹھکر علیحدہ کرسی زر پر بیٹھے بختیارک نے حسینہ سے اطلاع دی کہ ای ملکہ یہ فرزند امیر ایکبار ملکہ زلفین جادو دختر خاقان اعظم صلصال بن دال بن دیو بن تمامہ جادو پر عاشق ہوا تھا زمانہ مقابلہ نوشیروان میں اور زلفین جادو نے یہ شرط کی تھی کہ سر اپنے باپ حمزہ صاحبقران کا اگر میرے مہر میں دو تو تمھارے ساتھ میں نکاح کروں اس شہزادے نے مقابلہ امیر سے اس زمانہ میں کیا

تھا لہذا مین چاہتا ہون کہ تم بھی ای حسینہ چند شرط اُس سے کرو ایک تو یہ کہ سر اپنے باپ کا لاوے اور دوسرے
یہ کہ بارگاہ سلیمانی بادشاہ لشکر اسلام سے لائے کہ اس مین کھو مین نکاح کرونگی اور تیسری شرط یہ کہ خداوند لقا
کو سجدہ کرے اور ای حسینہ تم کچی اور نگی رہو یہ نہین کہ جوان خوبصورت دیکھکر وصل پر راضی ہو جاؤ اس
لڑائی مین دو فائدے ہین ایک تو یہ کہ امیر اگر شہزادے کے ہاتھ سے قتل ہوے چشم ما روشن دل ما شاد اور اگر
علمشاہ مارا گیا تو امیر اس کے غم مین روتے روتے ہلاک ہو جائینگے اور لشکر اسلام مین سے کوئی شخص علمشاہ
کو قتل نہ کریگا اور یہ تمھارے اشتیاق مین ہزارون کو ہلاک کریگا حسینہ نے یہ تقریر سُنکر جواب دیا کہ ملک جی تم نے
تدبیر بہت عمدہ تجویز کی ہے ان مسلمانون کو باہم لڑوا کر قتل کراؤ اور مجھ سے جور کے رہنے کو کہتے ہو تو مین ایسی
مثالی نہین ہون کہ جو یکایک پھنس جاؤنگی گو کہ میرا سن چار سو سال کا ہے اور ہمیشہ ایسے ہی نوجوانون کی
تلاش مین رہتی ہون مگر ایسا تھوڑی ہے کہ جو مطلب کی بات ہو اُسے اپنے مزے کے لیے برباد کرون تم جاؤ
اور جو بن پڑے وہ عمل مین لاؤ لیکن اتنا کرنا کہ شب کو اس نوجوان کو میرے پاس بھیجدینا کہ سوا
وصل کے اور اختلاط ظاہری کر کے دل بہلایا کرونگی اور نظارۂ جمال سے اُسکے آنکھون کو روشنی دونگی
بختیارک اسکو پکار کے پاس علمشاہ کے آیا اور گویا ہوا کہ ای شہزادۂ عالی وقار مین نے بہت کچھ آپ کے
کام مین کوشش کی پہلے تو ملکہ راضی نہوتی تھین مگر بڑی شکل سے راضی ہوئی ہین اور کہتی ہین اگر میرے
خداوند کو سجدہ کرین اور سر اپنے باپ کا لاکر میرے مہر مین دین اور بارگاہ سلیمانی لائین تو البتہ میرے وصل
سے کامیاب ہون علمشاہ نے یہ باتین سُنکر جواب دیا کہ ملک جی مین ابھی خداوند کو سجدہ کرتا ہون یہ کہکر
اُٹھکر لقا کو سجدہ کیا لقا نہایت خوش ہوا اور خلعت منگا کر شہزادے کو دیا اور پکارا کہ مین نے تقدیر کی حسینہ
جادو بندی میری اس بندۂ قدرت کے ساتھ نکاح کرے اُسوقت علمشاہ نے کہا ملک بختیارک
آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوایئے تاکہ مین بارگاہ بادشاہ سے اور سر حمزہ کا واسطے ملکہ کے لاؤن بختیارک
نے جواب دیا کہ مین ملکہ سے جا کر کہتا ہون کہ تمھارے عاشق نے سب شرطین منظور کین اور سجدہ خداوند
کو کیا ای شہزادے جیسا ملکہ کہین گی ویسا مین آپ سے عرض کرونگا مین خود طبل بجنے کی اجازت نہین
دے سکتا اس لیے کہ اگر ملکہ کہین کہ تم نے کیون میرے عاشق کو بغیر میرے پوچھے لڑوایا تو مین کیا جواب دونگا
یہ کہکر پاس حسینہ کے آیا اور گویا ہوا کہ ای ملکہ مین نے جو تدبیر کی تھی وہ راست و درست آئی علمشاہ باپ
سے اپنے لڑنے کو تیار ہے لیکن اب سے ایک فکر اور لاحق ہوئی ہے کہ حمزہ مالک باطل السحر ہے اسم اعظم جانتا
ہے جسوقت علمشاہ اُسکے سامنے جائینگے وہ سحر تمھارا دور کریگا اور یہ بیہوشی دفع ہو جائیگی ہوش شہزادے
کو آجائیگا سب میری محنت برباد ہو جائیگی حسینہ نے کہا ملک جی مین بھی اسی تدبیر مین ہون کہ کیطرح

اسم اعظم لوح سینہ حمزہ پر سے بزور سحر مٹادون اور ایسا سحر کردون کہ حمزہ اسم اعظم بھول جائے مگر یہ سحر ایکایک نہین ہوسکتا دو چار روز مین اسکی تدبیر ہوگی بختیارک نے کہا ای ملکہ اب تم علمشاہ کو لیکر ایک باغ پر بہار مین اس جگہ کے فرد کش ہو اور لذت بوس و کنار اٹھا و شراب پیو کباب کھاؤ وصل سے پرہیز رکھنا باقی سب لذت اٹھانا مین اور تدبیر کرتا ہون یہ کہکر قریب علمشاہ آیا اور کہا ای شہزادے مین نے ملکہ سے سب آپ کی کیفیت بیان کی وہ فرماتی ہین کہ مین چند روز اپنے شیدا کو لے کر تنہائی مین رہونگی اور دونون جانب سے حسرتین دل کی نکالیں گے پھر اسکے بعد مقابلہ کرینگے ابھی طبل جنگ نہ بجے لہذا اے شہزادے ملکہ کو صرف آپ کی محبت کا امتحان کرنا منظور تھا ورنہ وہ خود لڑنے کو کیا کم ہین اب آپ چین سے مزے اٹھایئے علمشاہ نے کہا ملک جی مین سب طرح حاضر ہون جو ملکہ فرمائین وہ بجا لاؤن بختیارک نے سلیمان عنبرین مو سے کہکر حوالی کوہ عقیق مین ایک باغ پر بہار سراسر برازگل ولالہ زار واسطے حسینہ اور شہزادہ عالی تبار کے خالی کرادیا اسباب عشرت، جام و سبو ساغر مشک بو ساقی مہ جمال فرش شاہانہ کنیزان خوش رو خوش خصال اغذیہ لطیف و گوناگون سب مہیا کردیا حسینہ ہاتھ پکڑ کر علمشاہ کا داخل باغ ہوئی دیکھا کہ باغ مین گویا منتظم بہار ہی لب نہر سرو جویبار ہی درخت گنجان اور سایہ دار لگے ہین خوشے لٹکتے ہین ہر شجر گلون سے لدا ہی پھولا پھلا ہی نہ خزان کا خوف ہی نہ صیاد و گلچین کا کھٹکا ہو بموجب

نظم

لپیٹے ہوے بادلون سے درخت	زمین وہوا صاحب تاج وتخت	ہر اک سمت تھا ان نور کا از دحام
لگے آینئے قد آدم تمام	لبالب وہ پاکیزہ چوپڑ کی نہر	پڑے چشمہ ماہ سے جس مین لہر
پڑے اسمین فوارے چھٹتے ہوے	ہوا بیچ موتی سے لٹتے ہوے	بیچ باغ کے بارہ دری سراسر

نعمتون سے بھری مسند لگا فرش پلنگڑی جواہر نگار بچھی گائین خوش گلو حاضر رقاصان قمر پیکر جلوہ گر غرض کہ یہ دونون شیدائے یکدیگر مسند پر بیٹھے اور اختلاط کرنے لگے جام مئے ارغوانی پیے بوس و کنار ہونے لگا لیکن جب علمشاہ خواہان وصل ہوتے ہین حسینہ ٹال جاتی ہی غصے کی آنکھین دکھا کر تیوری چڑھاتی ہی جب شاہزادہ بگڑتا ہی تو مسکراتی ہی گلے مین ہاتھ ڈالکر مناتی ہی اور کہتی ہی کہ ای شاہزادہ ہمسن غدار ناچار ہون حکم خداوند سے ورنہ یہ کنیز تجھ پر ہزار جان سے شیفتہ و نثار ہی اگر چاہا خداوند لقانے تو عنقریب تجھے اپنے شربت وصل کا ذائقہ چکھاتی ہون دو دن تامل کر شہزادہ بیتاب بیان جب کرتا ہی اسوقت حسینہ مجبور ہوکر علمشاہ کو پلنگ پر بارادہ ہمبستری لاتی ہی اور بروقت آمادہ ہوئے شہزادے کے یہ سحر کردیتی ہو کہ علمشاہ سو جاتے ہین اور حسینہ بھی بیتاب ہو کر رہجاتی ہی اور دل سے کہتی ہی کہ اگر مین اس سے وصل کرون اور خداوند کا

کام نہ ہو کو یہان سے طلسم تک تیرا نام بدنام ہوگا افراسیاب سُنکر طلسم سے نکال دیگا اس سے مناسب ہی
کہ دو ایک دن حسب تجویز ملک بختیارک خاموش ہو رہون اور جب حمزہ قتل ہوے اس یار دلنواز کو
طلسم مین لیجا کر مزے کرون اور خداوند کی خوشی سے اس شہزادے کو اگر حمزہ سے لڑاؤن بھی تو قتل کسی
طرح سے ہونے دون بختیارک بھڑوا میرے معشوق کو قتل کرایا چاہتا ہی جو کہتا ہی کہ میرا دونون طرح سے
فائدہ ہی یعنے امیر کو یہ قتل کرے یا امیر اُسکو غرضکہ اس طرح کے منصوبے دل سے کرتی ہی اور کبھی خیال کرتی
ہی کہ اس سے وصل حاصل کر نہین معلوم کیا فلک سامان دکھائے ایسا نہو کوئی آفت آئے ؎

شب عشرت غنیمت دان و داد خوشدلی بستان
کہ آئین جہان گاہے چنین گاہے چنان باشد

لیکن پھر خوف کرتی ہی کہ خداوند ایسا نہ ہو ناراض ہو کر فرط غضب سے مجھے اور اسے دونون کو غارت کردین یہ
دونون اُسی طرح باہم داد عیش دیتے ہین اور اگر کسی وقت حسینہ دربار مین آتی ہی تو علمشاہ ہمراہ آتے
ہین مگر ان سب باتون کی خبر ہرکارے اور جاسوسون نے امیر سے جا کر عرض کی تمام سردارون کو ایسے
مجاہد کے اسلام سے منحرف ہو جانے کا بڑا رنج ہوا لیکن بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ایہا الناس شہزادہ
علمشاہ مسحور ہی اپنے ہوش مین نہین مجبور ہی اگر ہمسے لڑنے کو آئے تو کوئی اُسکے زخم نہ لگائے نہ ہلاک کرے
اب سب کو انتشار ہوا کہ یہ مقابلہ سخت مشکل ہی مثل مشہور ہی کہ جو ہمین نہ مارے تو ہم تمام عالم کو مار ڈالین
الحاصل لشکر اسلام مین بڑی پریشانی ہی اور امیر غم فرزند سے نوحہ گر ہین یہ حال چالاک بن عمرو دیکھکر
جلا کہ مین جا کر حسینہ کو قتل کرون اور ادھر بختیارک نے طرار تیز رفتار عیار سے حکم دیا کہ جس طرح ہو سکے
حمزہ کو گرفتار کر لا کہ مین سارے لشکر اسلام کو علمشاہ کے ہاتھ سے قتل کراؤن طرار بانہ ہائے عیاری
سے درست ہو کر روانہ ہوا اور جب قریب لشکر اسلام پہونچا اپنی صورت ایک خدمتگار کی طرح بنائی
دربارگاہ مین ہمراہ ملازمان سرداران لشکر داخل ہوا اور ایک گوشے مین ٹھہر رہا جب نصف
شب کے قریب دربار بادشاہ نے برخاست فرمایا سب یکایک جو اُٹھے اُس اژدہام مین طرار ڈنگل
کے نیچے چھپ رہا سب سردار اپنے اپنے خیمے اور بارگاہ مین آئے لیکن امیر بارگاہ سلیمانی مین رہے
بادشاہ عیش محل مین داخل ہوے لشکر مین طلایہ پھرنے لگا نرسنگا پھنکتا تھا مقبل وفادار العیدی
نگہبانی دربارگاہ پر تیر و کمان لے کر بیٹھا مگر طرار نیچے ڈنگل کے چھپا بیٹھا رہا جب نفیر خواب صاحبقران
کی بلند ہوئی اُسوقت اس عیار نے پروانے بیہوشی کے بنے ہوے ڈنگل کے نیچے سے پھینکے کہ وہ
شمعون پر آ کر گرے اور دود بیہوشی سب بارگاہ مین پھیلا خدمتگار جو پائون امیر کے دبا رہے تھے وہ
بیہوش ہوے اور طرار ڈنگل کے نیچے سے غلطک لگا کر قریب پلنگ امیر کے آیا اور کانٹے سے دو

شب خوابی منھ پر سے امیر کے ہٹا کر کفچہ مین بیہوشی رکھ کر نے کفچے کی نتھنے مین امیر کے رکھی جب امیر نے سانس
اوپر کی لی طرار نے دوسری جانب سے پھونکا کہ بیہوشی دماغ امیر مین سرایت کر گئی اور چھینک مار کر بیہوش
ہوئے اُسوقت طرار قریب در بارگاہ آیا اور آواز امیر کی طرح بنا کر مقبل کو پُکارا مقبل نے کہا حاضر اور اندر
بارگاہ کے جیسے ہی قدم رکھا طرار نے پہلو پر سے حباب بیہوشی مارا کہ یہ بھی بیہوش ہو کر گرا طرار نے خدمتگارون
کی ٹانگین کھینچکر پلنگ کے نیچے گرا دیا اور چادر عیاری بچھا کے کمند سے امیر کو باندھکر چادر مین لپیٹ کے
پشتارہ اُٹھا کر پیٹھ پر لگایا اور بارگاہ سے نکل کے قناتون کی آڑ مین چھپتا ہوا اُٹھتا بیٹھتا نظر مردم سے
پنہان ہوتا چلا جب دیکھتا ہو کہ روندآتی ہو زمین مین شل جلیا سہ کے لیٹ جاتا ہو جب طلایہ نکل جاتا ہو
یہ آگے چلتا ہو اسی طرح گشتے اور بلی کی چال چلتا ہوا کنارے لشکر کے پہونچکر سیدھا ہوا اور وہان سے
جست وخیز کرتا بعجلت تمام روانہ ہوا راہ مین اسکے خیال مین آیا کہ لشکر مین اگر امیر کو لیجائیگا عیار آکر چھڑا لیجائینگے
یہ سوچکر ایک درہ کوہ مین آیا اور چاہا کہ سر کاٹ کر لیجاؤن پھر سوچا کہ ابھی عمرو ایسا عیار زندہ ہو وہ تجھے
زندہ نہ چھوڑے گا اور فرزندان وسرداران امیر قیامت برپا کر دینگے دوسرے علمشاہ لشکر خداوندی مین
آیا ہو اُسکو اگر محبت پدری آئے اور کہے میرے باپ کو کیون ہلاک کیا تو تیری جان مفت جائیگی یہ خیال
کر کے اسی جگہ ایک غار تنگ وتاریک تجویز کر کے امیر کو غار مین ڈال کر پتھر اُسکے منھ پر رکھدیا اور وہان سے
آکر سارا ماجرا بختیارک سے اُسنے بیان کیا کہ امیر کو ایسی جگہ بند کر آیا ہون کہ بے دانہ وآب ہلاک ہو جائیگا
بختیارک نے کہا تو نے خوب کیا جو یہان نہ لایا ورنہ عیار چھڑا لیجاتے اور ادھر صبح کو لشکر اسلام مین امیر کے
چوری جانے کا غوغا ہوا شاہ اسلام نے عیارون کو واسطے تلاش کرنے اور خبر لانے کے معین فرمایا
ابو الفتح اور سمک وغیرہ روانہ ہوئے لیکن بختیارک نے باغ مین آکر حسینہ سے کہا کہ اب تمہارا مطلب
بر آئیگا سارے لشکر کو حمزہ کے قتل کر و اور علمشاہ کو لڑوا و حمزہ کو مین نے چروا منگایا ہو حسینہ نے کہا اچھا
طبل جنگ بجواؤ اور علمشاہ سے کہا اگر میرا وصل منظور ہو تو وعدہ وفا کرو یعنے سر اپنے باپ کا لاؤ انھون نے
کہا نقارۂ رزمی بجے مین حمزہ کے ٹکڑے ٹکڑے کرونگا بختیارک باغ سے آکر رخصت کر کے بارگاہ مین
آیا اور یہ حال تقا سے کہکر حکم دیا کہ طبل رزمی بنام علمشاہ نواخت مین آئے بموجب حکم عیار سپر نواخت
طبل چلے یہان تو یہ حال ہو اور باپ بیٹے مین تیاری جنگ کی ہو رہی ہو مگر اب ذکر عمرو کا طلسم مین
سنو کہ حیرت تیاری مہرخ سے لڑنے کی کرتی تھی مگر افراسیاب نے ہوشیار جادو کہ جسکے رفیق کی مورت
نیکر عمرو نے لوٹا تھا اس سے کہا کہ تم بھی جاؤ اور لشکر مہرخ کو گرفتار کر کے حوالے حیرت کے کرو اور دو شیشے
پر از آب سحر ہوشیار کے سپرد کیے کہ ان شیشون کا پانی اور بہت سے پانی مین ملا کر گرد لشکر کے حصار کر دینا

جو عیار بارادہ عیاری آئے گا بیہوش ہوجائے گا اور طبل جنگ بجوا کر جب مقابلہ حریف مین جانا تو جو مقابل
آگر ہوا اُس پانی کا چھینٹا اُسپر مارنا وہ بیہوش ہوجائے گا اسی طرح کل لشکر حریف کو پکڑ لینا اور
عیار عیاری کرنے ضرور آئینگے اُنھین بھی قید کر لینا ہوشیار یہ حکم پاکر اور شیشہ آب سحر کے لیکر اپنے گھر آیا
اور جو ساحر کہ اُسکے ملازم ہین اُنکو حکم شہنشاہ سُنا کر چلنے کا حکم دیا اُسوقت اُسکی مان یعنے مغیلہ جادو
نے سُنا کہ بیٹا میرا لڑنے جاتا ہے مغیلہ ساحرہ زبردست تھی اُسنے بھی تیاری کی کہ مین بھی اپنے فرزند کی حفاظت
کو جاؤن گی غرضکہ ہوشیار سب گھر کا انتظام کر کے پاس افراسیاب کے آیا اُسنے خلعت رخصت عنایت
فرمایا اور بارہ ہزار ساحر ہمراہ کیے اور رخصت کیا ہوشیار اژدر پر سوار ہوا بارہ ہزار ساحر سوار ہیاے سحر پر
سوار ہوکر گھنٹے اور ناقوس بجاتے سحر کی نیرنگیان دکھاتے روانہ ہوے لیکن مغیلہ مادر ہوشیار پرواز
پیدا کر کے مخفی واسطے حفاظت کرنے اپنے فرزند کے اُڑ کر چلی یہان تک کہ بعد قطع مسافت راہ ہوشیار
قریب لشکر حیرت پہونچا حیرت نے رفیق سمجھ کر استقبال کرایا سردار ہوشیار کو لے کر داخل بارگاہ حیرت
ہوے اور لشکر اسکا ملحق لشکر حیرت اُترا بارگاہ اور خیمے استادہ ہوے ہوشیار نے کل کیفیت اپنے آنے کی
ملکہ حیرت سے بیان کی اور عرض کیا کہ طبل جنگ بجوائیے مین کل لشکر حریفون کا خاتمہ کر دون حیرت
نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اسوقت سردارون نے اُسکے نقارۂ رزمی بجایا طائران سحر پران خدمت
ملکہ مہ جبین مین حاضر ہوے اور منقار اُٹھا کر بزبان فصیح و بلیغ مدح و ثناے شاہی بجا لائے زبان ادب
سے اس طرح گویا تھے نظم

دارای جہان نصرت دین خسرو کامل		ای ملکہ عالم ملک عالم و عادل
ای آنکہ در اسلام پناہ تو کشودہ		بر روی جہان روزنہ جان تن و دل
شاہا فلک از بزم تو در رقص و سماع است		دست طرب از دامن این سلسلہ مگسل
می نوش و جہان بخش کہ از خم کمندت		شد گردن بدخواہ گرفتار سلاسل

ہوشیار جادو تمام ایک ساحر فرستادہ افراسیاب آیا ہے حیرت نے طبل جنگ بجوایا ہے ارادۂ رزم دیکار ہے
آگے سرکار کو اختیار ہے یہ کہکر طائر سحر اُڑ گئے اور مہ جبین نے مہرخ سے کہا کہ آپ بھی نقارۂ حرب کے بجنے
کا حکم دیجیے آج شام سے تیاری جنگ کیجیے مہرخ نے عرض کیا بہت اچھا افرون کو بلا کر لڑائی کی
اطلاع دی سارے لشکر مین خبر ہوگئی یہان تک کہ قریب شام جب چرخ نیلی فام پر شاہ مسند نشین
سپہر جلوہ گر ہوا اور شاہ نیمروز منھ چھپا کر روبفرار لایا گوشۂ مغرب کو ماوا و ملجا بنایا نظم

شدہ مسند آراے چرخ برین		سپہدار انجم بصد زیب و زین

ستادند ہر سو بہ خود متنگری کمربستہ بہرامش و مشتری

اسوقت حسب الحکم مہرخ شور کرنای بلند ہوا اور دہل رزم بجا صداے پر آشوب بمقتضاے یوم ینفخ فی الصور عرصہ جدال مین باتنظام فنا تون افواجا و ترتیب فی دین اللہ افواجا بلند ہوئی نظم

علم گشت افغان ز زینہ خم قیامت بہ فکر قیامت فتاد
جہان کرشلاز نالہ گاو دم نداردکسے این قیامت بیاد

ساحران ذی رتبہ جمشید وقت سامری مرتبہ سحر کو جگانے لگے بہادر و دران اسلحہ جنگ کو درست کرتے تھے مہ جبین دربار برخاست کرکے داخل عیش محل ہوئی عیار سب مع عمرو کے صحرا کی سمت روانہ ہوے اور درہ کوہ مین پوشیدہ ہو کر بیٹھے اسد کارسازی لشکر کرنے لگا ابیات

ہر اک سو تھا اک شور محشر عیان کہ جگر مین تھا خوف سے آسمان
دلاور جو آمادۂ جنگ تھے شجاعت سے رخ رشک گلرنگ تھے
بھلا کس طرح آئے ہر دل کو تاب دل سنگ دہشت سے ہوتا تھا آب
دکھانے لگا کوئی نیرنگیان کسی نے کیا سحر تیار یان
کوئی سنکھ پوجے پہ بیٹھا بجاے کوئی بیر کو اور دیون کو بلاے
کوئی اپنی دھونی رمانے لگا کوئی سحر اپنا جگانے لگا
ادھر فوج مین شور تھا ہر جگہ نقیبون کی آتی تھی پیہم صدا
جوانو جوان بخت ہوشیار ہو سلاحون سے اپنے خبردار ہو

مہرخ اور سرخ مو ونا فرمان و شکیل و بہار ہر ایک نے باین لحاظ کہ کل ملکہ حیرت زوجہ افراسیاب سے مقابلہ ہوگا نایاب اور منتخب سحر جگا ئے پتلیان بنائین طاؤس زرین بال درست کر کے ارکاے سامری کے وقت کے منتر جگائے بیر دن سے حریف کی بھینٹ دینے کا اقرار کیا وقت جنگ حسب المطلب آنے کا وعدہ لیا رات بھر یہ تیاری رہی دم سحر جب فراش قضا نے قصر لاجوردی فلک مین تخت بہ بزور بچھایا اور خدیو زمانہ مع تاج مرصع کے اورنگ نشین دیوان کدۂ عالم ہوا ابیات

بروز دگر چون ز مشرق دیار فرافراخت این رایت روزگار
بہ تخت فلک خسرو شیر گیر برآمد مسلح بہ مہر منیر
روان شد سپہ از دو سو رزم خواہ عیان شد علمہا سفید و سیاہ
ز ضرب سم با پایان زمین غبارے شد و شد بچرخ برین

تو گفتے سرافیل صور فنا — دمد و منہدم در دم کرنا
شکارے عقابان کمانہا بچنگ — برانداختہ مرغ جان را خدنگ
دران بیشہ از صولت شیرہا — جدا گشت از قبضہ شمشیرہا
زبس از زرہ خون دلہا چکید — زہر حلقہ شد چشمہ خون پدید
اجل بود سرگشتہ در رزم گاہ — کہ بیرون رود چون زبیش سپاہ
بلائے چنین کس ندارد بیاد — کہ خون در رکاب یلان او فتاد

تیر بشکان شجاعت و دلاوران عرصۂ جلادت ساحران نامی و سرداران گرامی عازم دشت قتال ہوئے سردار ساحر تخت اور مرکب پر سوار ہو کر آمادۂ جدال ہوئے اسد نے مقابلہ مین ملکہ حیرت کے لباس جنگ جنایاب زمانہ تھا اس سے جسم پر قوت کو اپنے چاق اور درست فرمایا عمدہ سلح بسجوگ ترتیب دیا کہ نظم

بخود سے سلح فراخت آن سرفراز — کہ انا فتحنا شش بودے طراز
زرہ کش قبائے زراندود بود — زصنعت گری ہائے داؤد بود
بزیر زمین جلوہ کرد چست — چو سد سکندر بزین بر نشست
تو گوئی کہ سہراب یل زندہ شد — فلک زیر شمشیر او مردہ شد

اس کر و فر سے مہ جبین کا تخت قلب لشکر مین بے کروار و دشت مصاف ہوئے جلوخانہ بارگاہ سے تا میدان جدال سامان تزک و احتشام مہ جبین کا آراستہ تھا ہر سمت فیلان جنگی اور اشترون کی قطار ہودج ہائے زرین پر یلان و علمداران لشکر سوار کہ جل زربفتی پر ہر فیل کی چادر ستارہ دار فلک شرمندہ نظم

جھمکے خورشید ملے ہودج زرین پہ جبین — فیل گرشتہ کی سواری کے کھڑے ہون در پر
جل زربفت مین وہ چاند کہ ہر شخص کہے — شب دیجور پہ ہے نور کی ڈالی چادر

کئی ہزار اعرابے زرسرخ و سفید کے ہمراہ زرنشار ہوتا نقارخانہ شتر و فیل پر لدا نقارچی زری بادلے کی پوشاکین پہنے للت بھیروین بھاس کی تانین اڑاتے کڑکیت ترغیب و تحریص بہر زرم دلاتے وارد ہوئے کہ ایک جانب سے سواری ملکہ حیرت کی پیدا ہوئی سب نے دیکھا کہ ہزارہا بنگلے مینا نگار روپے ہوا اڑتے چلے آتے ہین اور چونسٹھ ہزار نقارے طلسمی بجتے ہین گرد و پیش جادوگرنیان اور ساحر لباس و زیور سے درست ہاتھون مین سمرنین مرجان و گوہر کی باندھے کانون مین کنڈل لو را دراج اور بالے

وچھالے پہنے ساربان جواہر دوز لاکھون روپے کا اسپ کار جواہر کیا باندھے طاؤس سان زرین بال پر سوار وارد دشت مصاف ہوئین اسوقت ملکہ حیرت نے اوج مراتب کے روبرو مہ جبین کے سامان احتشام کی کچھ حقیقت نہ تھی جہان ملکہ بیٹھی تھی اُن بنگلون مین فرش زربفتی بچھا تھا ناچ ہو رہا تھا پشت پر لاکھون ساحرون کا مجمع تھا ڈہر وا ور ناقوس بجتا تھا غرضکہ ہوشیار جادو نے حکم دیا کہ ساحرون نے بجلیان گراکر میدان قتال کے درخت وغیرہ ہلا دیے اور ابر سحر برسایا گرد و غبار بٹھایا نقیبون نے نکل کر نقابت کی کرد گیتون نے کرکا کہا مذمت دنیا ہر ایک کو سنائی کہ کہان ہین دارا و کیقباد و منوچہر سب پیوند خاک ہوئے نام شجاعت باقی رہ گیا اور وہ ہلاک ہوئے کہ ابیات

نصیحتے کنمت بشنو و بہانہ مگیر	کہ انچہ ناصح مشفق بگویدت بپذیر
زتیغ و تیر میدان تمتعے بردار	کہ در کمین گہ عمر است مکر عالم پیر
نعیم ہر دو جہان ای جوان بنام بجوے	کہ این متاع فروشندے آن بہائے کثیر

جب نقیب کنارے ہوئے میمنہ و میسرہ و قلب جناح وغیرہ صفین آراستہ ہوئین اسوقت ہوشیار جادو اجازت حیرت سے لیکر میدان مین نکلا اور غرائبات سحر کے دکھلا کر مبارز طلب ہوا اس طرف سے ملکہ سُرخ موے کا کل کشا نے اجازت لیکر اژدر سحر کو اڑایا اور ہوشیار کا آکر مقابلہ کیا اُسنے ایک پیکان تیر مارا سرخ مو نے سحر کیا کہ ایک پنجہ چھری لیے اُس جگہ از خود ظاہر ہوا اور تیر کو کاٹ دیا سرخ مو نے کاکل کو اپنی پریشان کیا کہ سر پر حریف کے لاکے بلا نازل کرے اُس مین سے ہزارہا ستارہ گر کر سمت فلک چلا اور وہان شل تیر شہاب کے فوج پر ہوشیار کے گرا ہزارون ساحر مرگیا ہوشیار نے غصہ مین آکر شیشہ آب سحر جھولی سے نکالا اور ایک پکھال پانی طلب کرکے اسمین پانی شیشے کا جس سے حریف بیہوش ہو ملا دیا واضح ہو کہ اسکو دو شیشے افراسیاب نے پانی کے دیلے ہین ایک کا پانی بیہوش کرتا ہے اور ایک کا پانی ہوشیار کر دیتا ہے الحاصل اُس پکھال آغشتہ با آب سحر کو لیکر ہوشیار نے ایک روئی کے گٹھے پر ڈالا اور سحر کیا کہ وہ روئی مانند ابر کے اُڑ کر سمت فلک گئی اور بر لشکر مہ جبین پر آکر محیط ہوا اور بارش باران شروع ہوئی جسپر بوند پانی کی آکر پڑی وہ بیہوش ہو گیا پہلے سب سے سرخ مو جو میدان مین کھڑی تھی بیہوش ہو گئی اور اب پانی بڑے زور شور سے برسنے لگا بہار و مہرخ وغیرہ ساحران نامی نے سحر کرکے بنگلے سرون پر اپنے چھائے لیکن قطرات باران بنگلون کو توڑ کر پہونچے اور سب بیہوش ہوئے لشکر مین بھگدڑ پڑ گئی ساری فوج مہرخ کی بھاگ گئی اسد نے بجان واحد گھوڑا اٹھایا کہ مین لیکر اپنی جان دون لیکن پانی کی جو بوند پڑی بیہوش ہو کر گرا لشکری کوہ و دشت و بیابان

مین جاکر متوانی ہوے جو ساحر کہ سردار اور بہادر تھے وہ نہ بھاگے سب بیہوش ہو گئے ہوشیار نے جو سردار
کہ بیہوش ہوے تھے اُنکی مشکین بندھوائین اور طبل بازگشت بجوا کر پھرا حیرت زرنثار کرتی ہوئی پھر کر بارگاہ
مین اپنی داخل ہوئی جشن نوروزی کی بنا کی تمام لشکر نے کمر کھولی اس حال کی عرضی افراسیاب کو لکھی اور
قیدیون کو سامنے طلب کیا وہ سب بیہوش تھے اُنپر قید ہوشیار نے اپنے سحر کی نہائی زبان مین ہر ایک
کے سوزن دیا اور دوسرے شیشے سے پانی لے کر سب پر چھڑکا کہ ہر ایک کو ہوش آیا اپنے تئین قید سخت مین
مبتلا پایا سر جھکا کر سب خاموش ہو رہے لیکن حیرت نے کہا کیون بی مہرخ یہ دن بھی تمھین یاد تھا مہرخ نے
اشارہ طرف فلک کے کیا کہ خدا ہمارا مالک ہی اشارے سے کلام اسلیے کیے کہ زبان چھدی ہی جو بات
حیرت کہتی ہی یہ لوگ اشارے سے جواب سخت دیتے ہین حیرت کو غصہ آیا اور حکم دیا کہ دارین استادہ
ہون کہ دم بھر ملک الموت کی گرم بازاری ہوگی ایک کی بھی جان نہ بچیگی بمجرد حکم آرہ کش تسمہ کش جلاد
حاضر ہوے دارین کھڑی ہو گئین غلغلہ چارسو بلند ہوا اور ہوشیار کو حکم دیا کہ ان گنہگارون کو لیجا کر
مقید کرے اور شب بھر تمام لشکر کی حفاظت رہے کہ کوئی عیار نہ آئے ہوشیار سب قیدیون کو لے کر اپنی
بارگاہ مین آیا اور ہر ایک کو ستون ہاے بارگاہ سے باندھ دیا اور اپنے ملازمون سے حکم دیا کہ ایک
خدمتگار صرف یہان رہے اور باقی کوئی نہ رہے اور تم جاکر لشکر کے سقون کو حکم دو کہ ایک ایک سقا مشک
پانی کی لے کر آئے تاکہ مین آب سحر مشک کے پانی مین ملا دون وہ لیجا کر گرد لشکر ہر طرف چھڑکین اور حصار
کر دین بمجرد حکم سب ملازم باہر بارگاہ کے آئے اور ایک خدمتگار کو بلا کر حکم دیا کہ جاکر اندر بیٹھو اور سقون
سے بھی حکم ہوشیار کا سنایا وہ بھی مشکین لے کر چلے اور پانی بھر کر سب تو باہر ٹھہرے ایک اندر بارگاہ
کے گیا ہوشیار نے پہلے اُس شیشے کا پانی جس سے انسان ہوشیار ہوتا ہی سقے کو دیا کہ اسکو اپنے جسم
پر مل لے اور بعد اسکے وہ شیشہ دیا کہ جسکا پانی بیہوش کرتا ہی کہ اس مین سے چند قطرے اپنی مشک مین
ڈالے سقے نے پہلے پانی جسم پر ملا اور پھر مشک کے اندر دوسرے شیشے کا پانی ڈال کر باہر آیا اور جاکر حصار
کرنے لگا اسی طرح فرداً فرداً بہت سے سقے گئے اور پانی لا کر حصار کرنے لگے مگر اب حال عیاران سنیئے کہ لشکر
کی بربادی اور سردارون کی گرفتاری دیکھکر اپنی جگہ سے چلے پہلے سب سے قران ایک خدمتگار کی صورت
بنکر قریب لشکر ہوشیار آیا سقون کو دور سے پانی چھڑکتے دیکھکر وہ راہ کترا کے چلا کہ اس پانی سے نباہ پانی
مشکل ہی مجھہ نہ کچھ فساد ہو ورنہ گرد لشکر کے شب کو چھڑکاؤ سے کیا مطلب ہی غرضکہ دوسری راہ سے
لشکر کے اندر قدم زن ہوا ایک سقا ادھر سے آتا تھا اس سے کہا پانی چھڑک آئے سقے نے جواب
دیا کہ ابھی اتنا بڑا لشکر حیرت کا کئی فرسخ کے گرد مین اُترا ہوا ہی یہ ایک دن کا کام ہی کئی روز مین حصار

ہوگا قران یہ سُنکر سمجھا کہ تیری رائے سلیم تھی یہ حصار آب سحر کا ہوتا ہی جو آئیگا مقید ہوگا اسی فکر مین قریب
بارگاہ ہوشیار آکر ٹھہرا کہ وہ خدمتگار جو اندر بارگاہ کے تھا دو گھنٹے کے بعد باہر نکلا اور پکارا کہ اب کوئی اور
اگر اندر بارگاہ کے ٹھہرے مین اپنی نوکری کر چکا قران جواب دہ ہوا کہ بھائی اسی لیے پہلے ہی سے کمر
باندھے کھڑے ہین کہ نوکری بدلانا ہوگی لیکن مجبور تھے کہ اندر ایک ہی آدمی کے رہنے کا حکم ہو ورنہ
اندر چلے آتے اچھا تم جاؤ مین حاضر ہون وہ خدمتگار یہ کلام سُنکر چلا گیا اور قران اندر بارگاہ کے گیا
اور سر پر ہوشیار کے رومال جھلنے لگا لیکن ضرغام اور جانسوز بھی صورت بدلکر لشکر مین آنے لگے انھون
نے کچھ خیال سقون کے پانی چھڑکنے کا نہ کیا جیسے ہی قدم اندر زمین حصار شدہ کے رکھا دونون بیہوش
ہوکے گرے ہوشیار نے چند ساحر کمینگاہ مین بٹھا دیے ہین کہ جو شخص بیہوش ہوکے گرے اُسکو میرے
پاس لانا وہ ساحران دونون کو اُٹھا کر سامنے ہوشیار کے لائے اُسنے سحر کیا کہ رنگ و روغن عیاری
انکا اُڑ گیا صورت جو تبدیل ہوئی وہ سمجھا کہ یہ عیار ہین پکارا کہ شکر ہی سامری کا کہ دو عیار تو پھنسے
انھین بھی ستون سے باندھکر میخواری مین مصروف ہوا اور جو سقا کہ آتا ہی پانی مشک مین اُسکی ملا دیتا
ہی کہ ایک بار عمرو بھی پھرتا ہوا فکر مین عیاری کرنے کے قریب اسکے لشکر کے آیا اور سقون کو پانی چھڑکتے
دیکھ کر راہ کاٹ کر ادھر طرف چلا ایک مقام پر خیمہ چھوٹا سا استادہ دیکھا وہان ایک سقا روٹی بیٹھا
کھا رہا تھا عمرو نے کنارے ٹھہر کر اپنی صورت بھی سقون کی ایسی بنائی گھاروے کی لنگی باندھی تسمہ گلے
مین ڈالا سر پر پگڑی باندھی بیچ پگڑی کا اندھیری ڈالنے کے لیے کھلا رکھکر گردن مین لپیٹ لیا کٹورے
کمر سے لگائے کانٹے تسمے مین باندھے تسمہ مشک باندھنے کا کاندھے پر اُلٹ کر ڈالا اور مشک آڑی کرکے
گلے مین ڈالکر پشت پر سنبھالی اور اس سقے کے سامنے جو روٹی کھا رہا تھا آکر سلام کیا اُسنے کہا آؤ عمرو قریب
گیا اُسنے کہا کہو کہان نوکر ہو عمرو نے کہا بھائی اب تو برادری کا کچھ خیال کرو ہمین بھی اپنی سرکار مین
نوکر رکھا دو آج کل بیکار ہین سقے نے جواب دیا کہ آجکل ضرورت ہی حصار کیا جاتا ہی مین نوکر رکھا دونگا
عمرو نے پوچھا کہ روٹی بے وقت کیون کھاتے ہو اُسنے کہا بھائی فرصت نہین ہی حصار کرنے اور پانی
چھڑکنے سے عمرو بولا کہ امیرون کو بھی خفقان رہتا ہی بھلا کیسے پانی چھڑکوانے ہے کیا فائدہ ہی سقے
نے سارا حال شیشہ آب سحر کا اور بیہوش ہوجانے انسان کا حصار کے اندر آنے سے بیان کیا اور تاثیر
آب سحر سے اطلاع دی عمرو نے یہ ماجرا سارا سُنکر ادھر اُدھر کی بات کہکر کچھ مٹھائی کمر سے نکالی اور
کہا اسکے ساتھ روٹی کھاؤ سقے نے مٹھائی کھائی وہ آفت بیہوشی تھی کھاتے ہی بیہوش ہوگیا عمرو نے اُسکو
خیمے مین کسی جگہ پوشیدہ کردیا اور سب لباس اُسکا لیکر اُسکی صورت آپ بنکر خیمے مین ہوشیار کے آیا اور اس سے

کہا حضور پانی ہوگیا اور ملا دیجیے اُسنے شیشہ پانی کا جو بیہوش کرتا ہی عمرو کو دیا کہ اسمین سے چند قطرے ملائے عمرو نے کہا پہلے مجھے وہ پانی تو دیجیے کہ جس سے مین خود بیہوش نہ ہون ہوشیار نے پوچھا کہ تو کیا آب ہی پانی پھر کے آیا ہی عمرو نے کہا نہین مین اپنے بھائی کی طرف سے آیا ہون وہ ماندا ہوگیا ہی ہوشیار نے پہلے اُسکے بدن پر وہ پانی جو بیہوش کو ہوشیار کرتا ہی ملنے کو دیا اور پھر وہ شیشۂ بیہوشی دیا عمرو نے پانی شیشۂ بیہوشی کا چلو مین اونڈیلا ہوشیار نے کہا ارے بیوقوف مشک مین پانی ڈال یہ کیا کرتا ہی عمرو نے کہا بیوقوف تو اور تیرا باپ دیکھ یہ کیا کرتا ہون یہ کہکر وہ چلو جو لیے تھا اُسکا چھینٹا ہوشیار کے منھ پر مارا کہ اُسنے پھر صدا بھی نہ دی بیہوش ہوکر گرا عمرو نے فی الفور خنجر سے سر اُسکا کاٹ ڈالا غلغلۂ داروگیر اور ہیند اور بکش کا بلند ہوا اسوقت عمرو نے ضرغام و جانسوز کو کھول دیا جب یہ چھوٹے سوسن زبان بہار و مہرخ وغیرہ سے کھینچنے لگے اور جو چھوٹا اُسنے دوسرے کو رہا کیا لیکن عمرو جال مار کر ساری بارگاہ کو لوٹنے لگا اسوقت کہ دو ایک ساحر کو عیارون نے رہا کیا ہوگا غل و شور ہوشیار کے مرنے کا لشکر ساحر اُسکے لشکر کے بارگاہ کی طرف دوڑے اور مادر ہوشیار مغیلہ جادو جسکا ذکر کیا گیا تھا کہ اپنے بیٹے کی محافظت کو مخفی ساتھ آئی ہی یہ ہنگامہ سنکر بزور سحر اڑتی ہوئی بارگاہ مین آئی اور سحر پڑھکر ایک دو ہتڑ زمین پر اُسنے مارا عمرو جو لوٹتا پھرتا تھا نصف زمین مین غرق ہوا اور مغیلہ چلی کہ عمرو کو پکڑ کے لے جاؤن قران جو خدمتگار بنا پہلے سے کھڑا تھا جھپٹ کر قریب آیا اور پکارا کہ ملکہ ذرا سینے گا مغیلہ مڑی کہ قران نے جھک کر بغدہ مارا کہ سر پھٹ کر بھیجا دور گرا اور سر نے ہزار ٹکڑے ہوئے تڑپ کر مر گئی پھر شور برپا ہوا اور عمرو چھوٹ گیا پھر لوٹنے لگا اس اثنا مین سب ساحر جو مقید ہوئے تھے چھوٹے اور جو ملازم کہ ہوشیار کے دوڑے تھے اُنسے لڑنے لگے بہار نے سحر کیا کہ عالم بہار پیدا ہوا چمنستان پر از گل دریا چمن ظاہر ہوے ہر ایک ساحر پر عالم وجد طاری ہوا اور پکارنے لگے للمؤلفہ

مبارک اے دل غمگین چمن مین پھر بہار آئی — نسیم وصل جانان کچھ نہایت بیقرار آئی

تصور نے مرے مجکو مبارکباد مطلب دی — کہ آنکھ اُٹھتے ہی میرے سامنے تصویر یار آئی

گھڑی بھر بھی نہ گذری تھی کہ گذری منفعل ہوکر — نہایت آج چھوٹی ہوکے شام انتظار آئی

نہین معلوم خردہ ہی یہ کس گلرو کی آمد کا — ہوا راحت فزا کچھ آج سوے لالہ زار آئی

خوشا قسمت کہ مدت مین یہ گردش کی زمانہ نے — کہ ہر شاخ تمنا ساتھ لیتی اپنے بار آئی

کہا مردون نے زندہ ہوکے کیسا جشن ہی یارب — کہ روح رفتہ بعد از عمر سوے جسم زار آئی

نوید روح افزا کی ہوئی ہین اسقدر دھومین — کہ شام ہجر مشتاقان قریب انتشار آئی

طبیعت لوٹی جاتی ہے غضب کا حسن سبزا ہے | نہایت کا مل شب آج ہو کر آ بہار آئی
صدا پیدا ہے گلشن مین یہ غنچون کے تبسم سے | مبارک ہو بہار آئی مبارک ہو بہار آئی
مبارک آج ہوئے جاہ تمکو وصل جانان کا | چمن مین یہ ترانہ آج گانے کو ہزار آئی

اسوقت بہار نے کل لشکر کو ہوشیار کے حکم دیا کہ جا کر لشکر حیرت کو قتل کر دو وہ سب لشکر حیرت پر آگرے اور مہرخ و بہار و نافرمان و سرخ مو وغیرہ مع اسد و مہ جبین کے سب آ کر فوج حیرت پر گرے اور ہر جون کے اور پچھے سو ئیون کے اور پیکان سحر کے چلنے لگے گولے فولادی پڑنے لگے حیرت جشن برپا کر کے نہایت خوش و خرم بیٹھی تھی سب ساحر غافل از شعبدہ بازی فلک اترے ہوے تھے کہ یکا یک سحر کی مار پڑنے لگی اوّل ہی حملے مین ہزارون ساحر مارے گئے اور غلغلہ بلند ہوا بجلیان گرنے لگین سلین برف کی پڑتی تھین ابر دھوندھو کار گھرتے تھے تاریکی عالم مین چھائی تھی ہاتھ کو ہاتھ نہ سجھائی دیتا تھا حیرت گھبرا کر سوار ہوئی اور حکم دیا کہ جلد شعلہاے سحر روشن ہون ساحرون نے مشعلین سحر کر کے جلائین اسوقت مہرخ نے سحر کیا کہ سب مشعلین گل ہو گئین اور وہ خونریزی ہوئی کہ یقین ہے کہ سبزہ کبھی اس سرزمین پر نہ جمے گا اور اگر اگے گا لالہ بادل و اغدار پیدا ہو گا یا دم الاخوین نکلے گا عیاذاً باللہ ایک قیامت کبریٰ برپا تھی ہوشیار کی فوج کہ خاص افراسیاب نے منتخب کر کے بہر رزم بھیجی تھی اسنے ہزارون ساحر حیرت کا ہلاک کیا اور ادھر اسد دلاور نے صدہا کو زیر تیغ بیدریغ رکھ لیا کہ ابیات

چو باز گرسنہ بہ صید پلنگ | چو شیر ژیان سوی آہوی لنگ
پے قتل کفار و اعداے دین | بمیدان جنگاہ و افواج کین
چنان گرم گردید بازار جنگ | کہ می سوخت پرہاے تیر و خدنگ
بہ فوج عدو بود اجل خندہ زن | ہمی کرد پرواز جانہا ز تن
سراپردہ در زیر نعل ستور | شدہ سرمہ دیدہ مور و کور
لبے دیدہ مجروح و خونبار بود | جہانے پر از نالہ زار بود

اسوقت ملکہ حیرت تخت پر سے کود کر زمین مین غرق ہوئی اور قلاب زمین کو جیسے کسی نے جنبش دی اس طرح کا تزلزل الارض وغیرہ مین پڑ گیا بڑے بڑے پہاڑ سر ٹکرانے لگے مہرخ و بہار نے آپس مین مشورہ کیا کہ حیرت کے سحر سے خدا کی پناہ ابھی سب گرفتار ہو جائینگے اس سے مناسب ہے کہ یہ فتح خداداد ہاتھ آئی ہے اب پھر چلو بس یہ مشورہ کر کے نفیر سحر بجائی کہ سب سردار جدا ہوے اور بہ پیروزی و نصرت اپنے لشکر مین آئے اور عیار بھی قتل و غارت کر کے نکل گئے تھے وہ سب بھی حاضر ہوے مہ جبین

کے حکم سے منادی ہوئی کہ جو لوگ بھاگ کر صحرا و کوہ مین پنہان ہوے تھے آکر شریک ہوے بازار لشکر مین کھلے خیمے آباد ہوے مہ جبین تخت پر بیٹھی ناچ ہونے لگا کہ نظم

مطرب از نغمہ ہاے داؤدی ۔ دل ہمی برد و جان ہمی بخشید
گشت رقص آن جنان کہ پردہ ۔ پردۂ عشق عاشقان بدرید

ادھر حیرت زمین سے نکلی لشکر کے سردار براہ جانبازی حاضر تھے فوج فراری اور پراگندہ ہو گئی تھی ہر ایک کو جمع کیا اور بارگاہ نشاہی اور خیام لشکر درست ہونے لگے جب سب ترتیب ہو چکی حیرت جبین بہ جبین بارگاہ مین آئی اور اپنی جگہ پر سرداروں کو مامور کر کے طاؤس بحر پر سوار ہو کر پاس افراسیاب کے روانہ ہوئی افراسیاب اُس روز باغ سیب مین گنبد نور سے آیا تھا کہ سواری حیرت کی پہونچی سب اہل دربار نے تعظیم دی پاس شاہ طلسم کے بیٹھ کر بارا جانا تمام ساحروں کا اور قتل ہونا ہوشیار کا تمام ذکر کیا افراسیاب نے کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ تیرے سحر نے کام مغیلہ اور ہوشیار کا تمام کیا عمرو نے شیشہ ہاے آب سحر سے انکو مارا یہ ماجرا دریافت کر کے غضب افراسیاب پر طاری ہوا اور کہا اے حیرت تمام لشکر کو لیجاؤ ابکی بار مین نمک حراموں پر وہ بلاے مبرم بھیجتا ہون کہ بجال خراب سب باغی ہلاک ہو نگے حیرت بموجب ارشاد شہنشاہ سوار ہو کر بعد طے مسافت راہ لشکر مین پہونچی ملازموں نے تعظیم دی تخت پر جلوہ گر ہوئی لیکن ادھر افراسیاب نے حکم محکم بنابر حاضر کرنے سات برقوں کے صادر فرمایا راوی کہتا ہے کہ اس طلسم مین سات بجلیان ہین کہ وہ مانند بجلی کے ندا کرتی ہین اور بروز جنگ چمک کر صف لشکر دشمن پر گرتی ہین کہ سارے لشکر کو جلا دیتی ہین لہذا حسب الحکم ساحر واسطے سحر کے طلب کیے گئے ایک لمحہ نہ گذرا تھا کہ ابر سرخ رنگ بر روے ہوا ظاہر ہوے اور ان مین بجلیان چمکتی ہوئی قریب دربار شاہ پہونچکر زمین پر اترے اور بجلیان زمین مین لوٹنے لگین یہان تک کہ مجسم بشکل انسان ہوگئین سب نے دیکھا کہ سات جادوگرنیان جوان کہ جسم انکے سنہرے ہین لباس اور زیور سے آراستہ و پیراستہ ہین غرض کہ ان ساتون نے کہ نام انکے برق مختر اور برق لامع اور برق خاطف اور برق شعلہ بار اور برق چشمک زن اور برق ساطع النور اور برق صاعقہ بیز ہین شہنشاہ کو تسلیم کی اور عرض پیرا ہوئین کہ حضور نے کنیزون کو کس لیے یاد فرمایا ہے افراسیاب نے کہا تم مین ایک برق واسطے اعانت ملکہ حیرت کے جائے اور کام فوج عدو کا تمام کرے اور باقی چھ برقین میرے حکم کی منتظر اپنے مقام پر رہین بروقت نامہ ہمارا پہونچنے کے حکم کی تعمیل کرین یہ سخن شاہ کا سنکر برق خاطف نے عرض کیا کہ کنیز جاکر سب خطاکرداروں کو سزا دیگی افراسیاب نے اسکو خلعت رخصت دیا سب برقین

اپنے اپنے ملک سکونت مین آئین اور برق خاطف نے اپنی جگہ پر پہونچکر کارسازی لشکر کرکے ایک لاکھ ساحر ہمراہ لیے خیمہ و بارگاہ لدواکر ابر سرخ مین چمکتی ہوئی بڑے زور شور اور چمک دمک سے سمت لشکر حیرت روانہ ہوئی کہ ساحران ہمراہی اسکے صورتین ہیبت ناک بنائے ابر پر سوار حربے آتشین لیے ساتھ تھے لشکر تمام برروے ہوا جاتا تھا رعد کی صدا برق کا چمکنا خوف سے زہرہ آب کرتا تھا

ہراک ساحر زشت رو بدسیر دماغون مین نخوت ہلاک پر عتاب	زبون شکل و بدہیئت و بدگہر شریر اور بیرحم وہ جنگ جو	ستمگار و سفاک و مست شراب روانہ ہوے بہر رزم عدو

بعد روانگی برق خاطف پاس افراسیاب کے صرصر شمشیر زن اور صبا رفتار حاضر ہوئین انھین دیکھکر شہنشاہ ساحران نے منھ پھیر لیا عیارہ بچیون نے عرض کیا کہ حضور والا ہمارا قصور کیا ہی شاہ نے ارشاد کیا کہ عمرو اور اُسکے ساتھ کے عیار جیب سے داخل طلسم ہوے ہین کیسے کیسے نامی ساحرون کو قتل کرچکے ہین اور تم باوجودیکہ سرکار کا نمک مدت مدید سے کھاتی ہو اور گھر بیٹھے تنخواہ پاتی ہو لیکن آج تک کوئی سردار لشکر باغیان کا گرفتار کرکے نہ لائین اور نہ کسی کو اُن مین سے قتل و ہلاک کرسکین یہ کلام عتاب آمیز بادشاہ کے سُنکر صرصر خجل ہوئی اور فرط ندامت سے سر نیچا کرکے عرض رسا ہوئی کہ اب جس طرح ممکن ہوتا ہی مین جاکر اسد کو کہ دعوی طلسم کشائی کا رکھتا ہی اور مہ جبین کہ بادشاہ لشکر مخالف ہی ان دونون کو گرفتار کرکے لاتی ہون کہ اُنسے بڑھکر اور کوئی جان در وح عمرو نہین ہی ان کے قید ہونے سے کمر فوج حریف کی ٹوٹ جائیگی شہنشاہ قصور اس لونڈی کا معاف کرین میری جانب سے خاطر عاطر صاف کرین افراسیاب اس کلام سے بہت خوش ہوا اور خلعت عیارہ بچیون کو دیکر سرفراز فرماکر واسطے گرفتاری اسد و مہ جبین کے روانہ کیا اور آپ مصروف عیش ہوا

گرفتار ہونا شیر بیشۂ شجاعت شہزادہ اسد اور مہ جبین کا روباہ خصالی سے عیار بچیون کی اور قید کرنا افراسیاب کا ان دونون کو اور بعد رنج والم کے بادشاہ ہونا لشکر مین عمرو کی صلاح سے مہرخ کا اور مقابلہ برق خاطف سے بربادی لشکر اور عیاریان کرنا باہم عیارون کا برقون پر اور رہائی لشکر کی

لموٴلفہ

آج ساقی سے نہ مطلب ہی نہ کچھ جام سے کام خود فراموش ہوے ساقی و میکش ایسے	بادۂ رنج سے بیہوش ہین میخوار تمام میکدہ بھول کے مسجد کیطرف جانے لگے	

سجادۂ راہ عدم زلف بنی ساقی کی	سر سے بڑھ کر جو چلی جا کے کمر تک پہونچی
جوش پر موسم گل آیا تو افسوس افسوس	بند میخانہ کا در ہو گیا افسوس افسوس
محتسب نے کیا پابند شریعت ہم کو	پارسائی کی لگائی گئی تہمت ہم کو
قید یہ شرع کی کب تم سے اٹھیگی اے جاہ	اجی لاحول ولا قوۃ الا باللہ
واقفانے کہ در سخن فرد اند	شرح این داستان چنین کردند

مقیدان سلسلہ سخن و پابندان کلام زینت افزاے انجمن اس داستان رنج والم کو حیطہ تحریر مین اس طرح لاتے ہین اور زنجیر اسطار تسیطر مین مضامین فسانہ عجیب کو یون قید فرماتے ہین کہ جب صرصر اور صبا رفتار بہر گرفتاری شہزادہ اسد نامدار روانہ ہوئین دریا سے گذر کر جست وخیز کرتی قریب لشکر مہرخ پہونچین اور صرصر نے اپنی صورت مردے کی بنائی عصاے طلائی ہاتھ مین لیا سر پر گول پگڑی باندھی تمغہ اسپر لگایا طرہ مقیشی لٹکایا چپکن پہنی سب طرح سے درست ہو کر لشکر مین پھرنے لگی اور صبا رفتار ایک زمیندار کی صورت بنی دھوتی دالو تمک باندھی سرزائی کمر تک پہنی انگوچھا سر سے لپیٹا اور لشکر مین ٹہلنا شروع کیا اس جگہ ہر مقام پر انتظام تھا کوتوال لشکر سرگرم کار بازارین آراستہ خوش وضع بیوپاری قطع دار خریدار ہر سمت گرم بازاری ہو رہی تھی رعایا داد خرمی دے رہی تھی ہر بارگاہ کے سامنے بازار لگی تھی سردار اور ساحر کی آمد و رفت تھی عیار بچیاں دن بھر پھر اکین یہانتک کہ جہان گرد عالم افروز گشت لگا کر ملک مغرب مین مقیم ہوا اور میدان فلک مین بازار ثوابت و سیار آراستہ و پیراستہ ہونے لگا۔ نظم

ازین ہیبت عظمی لباس لیلی لیل	سیاہ چون خط مشکین بسورۂ واللیل
زحل معاینہ غربال چرخ رامی بخیت	بفرق عالمیان گرد خرمن غم می ریخت

اسوقت مہ جبین نے شب کا دربار تا دیر شبگیر برخاست فرمایا اور ہر ایک سردار اپنی بارگاہ مین آیا اسد اور مہ جبین جو مقام کہ عیش محل اور شبستان مقرر ہو دہان آکر مسند عشرت پر متمکن ہوے عیار بچیان بھی عیش محل کی ڈیوڑھی پر آکر ٹھہرین یہان ملازمان ملکہ کنیزین اور ترکنین حبشنین قلماقنیان وغیرہ آمد و رفت رکھتی ہین اندر باہر واسطے کار و بار کے پھرتی ہین اتفاق سے ایک حبشن کسی کام کو باہر نکلی صبا رفتار اسکے ساتھ ہوئی قریب اسکے آکر سلام کیا اور کہا مین زمیندار ہون ملکہ نے میرے گانون پر لگان زیادہ کر دیا ہی سیر ضبط کر کے نان کار کا حق بھی لے لیا ہی مقدمہ میرا کچہری مین ملکہ مہرخ کے سامنے پیش ہی آپ تخلیے مین ملکہ سے میری سفارش کر دیجئے اور یہ کہکر ایک ڈالی جس مین عمدہ عمدہ پھل تھے اور کچھ اشرفیان تھین اُس حبشن کو دین وہ نہایت خوش ہوئی اور زمیندار کو تسکین دیکر وعدہ مقدمے کے

سر بسر کرا دینے کا کیا اشرفیان لے کر کمر مین رکھین اور پھل کھانا شروع کیے دو ایک ثمر کھائے تھے کہ بیہوش ہوئی صبا رفتار اسکو اٹھا کر گوشے مین لائی اور اسکے کپڑے اتار کر اسکی صورت جیسی تھی ویسے ہی اپنی صورت بنا کر اسکو اسی جگہ پوشیدہ کر کے آپ داخل شبستان ملکہ ہوئی ادھر صرصر نے دیکھا کہ ایک کنیز محل سے نکلکر جاتی ہے یہ اسکے قریب آئی اور کہا کیون کل تو نے سب چوبدار دن کو گالیان کیون دی تھین کنیز نے کہا بھڑوے تجھے پہچانتا بھی ہے مجھسے ایسی باتین ہرگز نہین عصا چھین کر ملکہ عالم سے کہکر خوب ٹھیک کرونگی صرصر نے اس کنیز کا ہاتھ پکڑ لیا کہ چل میرے افسر کے پاس وہ کنیز اور زیادہ برا بھلا کہنے لگی صرصر نے ایک طمانچہ اسکو مارا ہاتھ مین بیہوشی بھری تھی کنیز طمانچہ پڑتے ہی بیہوش ہوگئی صرصر اسکو اٹھا کر تخلیہ مین جہان آمد و رفت لوگون کی نہ تھی لائی اور پیرہن اسکا اتار کر بعینہ اسکے مانند صورت اپنی بنائی اور اس کنیز کو پوشیدہ کر کے آپ داخل شبستان ملکہ ہوئی دیکھا یہان اسد اور مہ جبین باہم مسند پر تکلف پر بیٹھے داد عیش و نشاط دے رہے ہین کشتی شراب کی رکھی ہے دور جام گلفام چل رہا ہے گائنین خوش گلو زہرہ جبین بیٹھی گا رہی ہین پلنگڑی جواہر نگار آراستہ ہے سامان نشاط رکھا ہے صرصر کنیزون مین مل کر کار و بار کرنے لگی کشتیان شراب کی میخانہ سے لا کر سامنے رکھتی تھی جس کام کو حکم ہوتا تھا پہلے آپ اسکو بجا لاتی تھی اور اسی طرح صبا رفتار جبشن بنی ہوئی ہر طرف پھرتی تھی اور سب چیزون مین کھانے پینے کی بیہوشی ملاتی تھی ادھر صرصر نے شراب و کباب مین بیہوشی ملائی کہ ملکہ اور شہزادہ نشہ سے مدہوش ہوے اور لڑکھڑاتے ہوئے اٹھکر پلنگ پر دونون گئے اور بیہوش ہوگئے اور سب ملازم صحبت کے لوگ بھی وہ اشیا آغشتہ بدارو سے بیہوشی کھا کر بیہوش ہوے ادھر اہل محلہ کو بیہوشی کھلا صبا رفتار نے بیہوش کیا اور اسد کو پلنگ پر سے اٹھا کر چادر عیاری مین پشتارہ باندھا اور صبا رفتار نے مہ جبین کا پشتارہ باندھا سب کو اسی طرح سے بیہوش و مدہوش چھوڑ کر محل کے خیمے سے باہر نکلین اور بہ فن عیاری اپنے تئین طلایہ داران لشکر کی نظر سے مخفی کرتی ہوئی کنارے لشکر کے پہونچکر مثل برق و باد کے جست و خیز کرتی ہوئی دریاے خون رواں سے گذر کر باغ سیب مین پہونچین جو رات کہ باقی تھی اسکو وہین بسر کیا جسوقت کہ بیہوشی نیند کی خفتگان عالم پر سے دفع ہوئی اور شبستان فلک شعبدہ باز مین فتیلہ آفتاب بہر دفع بیہوشی نوم روشن ہوا رات گذر کر روز روشن نے منھ دکھایا

ابیات

ہوا مہد خورشید دامان صبح — پھٹا شب کے غم مین گریبان صبح
لگے ہونے آنکھون سے تارے نہان — چھپا نور مین جادۂ کہکشان

رخ شمع مائل بزردی ہوا — لباس فلک لاجوردی ہوا
مسیحا نفس تھی نسیم وزان — اُٹھے لوگ لے لے کے انگڑائیان

صبح کو افراسیاب تخت پر آکر جلوہ گر ہوا اہل دربار حاضر ہوئے نقارے طلسمی بجے اسوقت عیارعیون نے دونون پشتارے لاکر سامنے شہنشاہ کے رکھ دیے اور عرض کیا کہ یہ دونون گنہگار اسد و مہ جبین حاضر ہین افراسیاب بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ ابر سحر ایسا کردو کہ زمین سے اُٹھ نہ سکین پھر انکو ہوشیار کرو ساحرون نے حکم کی تعمیل کی یعنے سحر پڑھکر دونون کو ہوشیار کیا جب آنکھ اسد کی کھلی دربار افراسیاب مین اپنے تئین پایا کہ شہنشاہ جادوان تخت پر ہی ہر ایک امیر و زیر دنگل آتشین پر متمکن ہی ساحران نامی کا مجمع ہی اُسوقت اسد نے پکار کر نہیب دی کہ سلام میرا اس مجلس مین اُس شخص پر ہی جو خدا کو وحدہ لاشریک لہ جانتا ہوا اور اُسکے پیغمبر کو بندہ اُسکا اور رسول اُسکا سمجھتا ہو یہ صدا ساحرون نے جب سُنی کانون مین اپنے انگلیان دے لین کہ یہ گنہگار خدائے نادیدہ کی تعریف کرتا ہی اور افراسیاب کو غصہ آیا اُسنے جلاد کو بلایا کہ اسے قتل کرو اور مہ جبین کو بہت کچھ سمجھایا کہ عشق سے شاہزادہ کے ہاتھ اُٹھائے مہ جبین نے نہ مانا اور کہا لاکھ جان سے مین فدائے نام اسد ہون کہ ؎

بلبل اسی رشک گل کی ہون مین — تم کیا ہو ہزار مین کہون مین

بلکہ نظم

بلبل ہون مین اک دل حزین کی — ہون فاختہ سرو نازنین کی
کیا غیر سے مجھ کو آشنائی — شہزادے کے عقد مین ہون آئی
اُس بن ہو اگر فرشتہ و حور — سائے سے مرے رکھے خدا دور

افراسیاب نے اسکو بھی زیر تیغ بٹھایا اسوقت عاشق و معشوق بچشم حسرت باہم نگران تھے اور آنسو آنکھون مین بھرے گیسو پریشان تھے اور ایک دوسرے سے خطائین معاف کراتا تھا پھر ملکہ نے بخشوع و رجوع قلب درگاہ رب اکبر مین فریاد کی اور پناہ چاہی کہ خداوندا ہمکو اس آفت سے بچا نظم

از بسکہ ہو دل کو یاس میرے
وارث کا مرے ہر اک عدو ہی
وارث کو نہ میرے کوئی ہو غم
مین تیری مدد کی منتظر ہون
برق آگرے کاش اور مین جل جاؤن

اور جی کو مرے ہراس گھیرے
شر سے اعدائے دین کے اسکو
رکھ راج سہاگ میرا قائم
آنکھین مری روز بد نہ دیکھین
لیکن بے وارثی نہ کہلاؤن

فوج کفار چار سو ہی
تو حفظ و امان مین اپنے رکھیو
عاشق کا نہ اپنے قتل دیکھون
دشمن مرے رانڈ ہو کے بیٹھین
دے آج رہائی مجکو یا رب

اور ہوئین یہ رو سیہ عدو سب لب استغاثہ کمان آرزو تھے کہ تیر دعا اُس مین سے نکل کر ہدف اجابت
سے لب معشوق ہوا ہنگام قتل وزرا امرا دست بستہ سامنے افراسیاب کے آئے اُسنے پوچھا کہ تم لوگ کیا چاہتے
ہو سب نے عرض کیا کہ ہماری جان بخشی ہو تو عرض کرین افراسیاب نے کہا جان تمہاری بخشی جو کلمات
کہ خیر سگالی اور ترقی خواہی کے ہون اُنھین عرض کرو کہ الطاف خسروانہ سے ملازمان والا مرتبہ شاہ
پذیرا فرمائین گے یہ عنایت شاہ دیکھکر ارکان سلطنت گویا ہوئے کہ بانیان طلسم نے واسطے فاتح طلسم
کے فوراً قتل کرنا نہین لکھا ہی حضور کتاب سامری دیکھین جیسا حکم ہو وہ عمل مین لائین افراسیاب
نے انکی رائے باصواب کو پسند فرما کر آفرین کہی اور کتاب سامری دیکھی اسمین لکھا تھا کہ اسد کا ہلاک کرنا
بہتر نہین ہی کس لیے کہ عمرو گلیم اُوڑھ کر سب کے سر آکر کاٹ ڈالے گا کچھ کسی کے بنائے نہ بنے گا لازم یہ ہی کہ
مالک طلسم کشا کو مقید کرو اور عمرو اور دوسرے عیارون کو بھی گرفتار کرو اسوقت سب کو قتل کرنا افراسیاب یہ
تحریر دیکھکر پکارا کہ تم لوگ سچ کہتے تھے کتاب قتل اسد کا حکم نہین دیتی لہذا ان دونون کو لے جا کر گنبد نور مین قید
کرو اور دروازے شہر ناپرسان کے جو طلسم ظاہر کی طرف ہین انکو مین سحر کر کے نظر مردم سے پنہان کیے
دیتا ہون نہ کوئی شخص میرا سحر باطل کر سکےگا نہ وہ در ظاہر ہونگے پھر کس طرف سے کوئی عیار اور اُنکا مددگار
آئیگا جو انھین چھڑائیگا یہ حکم سنتے ہی کئی لاکھ ساحر غدار و بیوفا بے شرم و شریر دمِ مردم آزار نے قید
سحر کی اسد اور مہ جبین کے جسم پر پہنائی اور مار سرخ و سیاہ ہاتھ پاؤن مین سحر کے لپیٹے اور لیکر روانہ
ہوئے اور شہر ناپرسان مین جب آئے تمام مرد و زن رعایا اُس شہر کی قیدیون کی تماشائی ہوئی اور
کہتی تھی یہ وہی سرکش ہی جسنے طلسم مین آفت برپا کر رکھی ہی الحاصل گنبد نور مین طلسم باطن کی جانب
ایک حجرۂ تنگ و تاریک مین ان دونون شمع انجمن خوبی کو مقید کیا اور کئی لاکھ ساحرون کا پہرا مقرر ہو گیا
اور افراسیاب نے سحر کر دیا کہ دروازے طلسم ظاہر کی جانب کے سب مخفی ہو گئے اور دریاے خون رواں
ہر طرف بہنے لگا یہان تو یہ کچھ بند و بست ہو گیا لیکن لشکر مہرخ مین صبح کو سب سردار واسطے لینے ملکہ کے
عیش محل کی طرف چلے اس عرصہ مین وہ حبش اور کنیز جنکو عیار بچیان بیہوش کر گئی تھین ہوشیار ہو کر
طرف محل کے چلین کہ اس سمت سے ملازم مہ جبین کے روتے پیٹتے آئے بہار و نافرمان نے پوچھا
کیا ہوا سب نے عرض کیا کہ ملکہ عالم اور شہزادہ دلاور کو بستر خواب پر سے کوئی اُٹھا لے گیا یہ ماجرا سنکر
تمام سردار رونے لگے اور سارے لشکر مین کہرام پڑ گیا عمرو غوغاے مردمان سنکر جو صحرا سے آیا یہ سانحہ
جانگزا سنا آکر عیش محل مین پہنچا ناپا صرصر اور صبا رفتار کے پاؤن کا نشان پایا کہا اے ملکہ مہرخ
شہزادے کو صرصر لیگئی ہی مہرخ نے پچھاڑ کھائی کہ افراسیاب انھین زندہ نہ چھوڑیگا پھر تو

عجب طرح کا ایک تلاطم لشکر میں برپا ہوا اور مہرخ کہتی تھی کہ نظم

اے اشجع دہر تو کہاں ہے
کیوں یاد مری تجھے گئی بھول
اے وائے گیا ہے تو کدھر کو
جو تجھ کو اٹھا کے لے گیا ہے
وہ حسن و شباب تیری صورت
کس طرح نہ ڈھونڈھتی پھروں ہائے
عالم وہی وہ ہی روز و شب ہے
وہ شخص جو بیٹھتے ہیں مل کے
پر نہیں ہے گنج گنج مہرخ
برق آ گرے کاش مجھ پہ جل جاؤں
یا ہوتے ہی جان و سنگ زنی

نظروں سے مری کدھر نہاں ہے
کس درد میں مبتلا ہے افسوس
بھیجوں میں کسے تری خبر کو
ڈھونڈھوں کہاں تجکو اے دلاور
وہ تیری شجاعت اور قوت
دوری سے تری میں جاں بلب ہوں
اک تو ہی نہیں یہ کیا غضب ہے
کچھ تجھ کو خبر نہیں کہ اے یار
تجھ بن ہے اسیر رنج مہرخ
آتی نہ میں یہاں ز بطن مادر
جو یوں نہ سسک سسک کے مرتی

کس سمت گیا کہاں ہے مشغول
اے ہے ترا حال کیا ہے افسوس
ہے دیو وہ یا کوئی بلا ہے
دیکھوں پھر اب تجھے میں کیونکر
کیونکر مرے دل سے بھولے اے وائے
حالت نزع میں اجل طلب ہوں
روتی ہوں گلے سے لگ کے دل کے
دل تفتہ و جان تفتہ و زار
موت آتی نہیں کہ کاش مر جاؤں
جو آئیں یہ آفتیں نہ سر پر

اسوقت ملکۂ نافرمان نے آنچل روئے مہرخ پر سے ہٹایا اور کہا اے ملکہ اس فلک بے مہر کا یہی نقشہ ہے اسکے ہاتھ سے کون خوشنود رہا ایسے ایسے کرشمے اسکے بائیں ہاتھ کا کرتب ہیں کیا آپ نے نہیں سُنا ہے نظم۔

اک طرفہ شعبدہ ہے طلسم کبود رنگ
گو ہیں سے کہکشاں کے جہاں یار جمع ہوں
ایذا دہی مزاج میں ہے اسکے روز و شب

اک صلح ہے مزاج فلک میں تو لاکھ جنگ
ہر وقت پھینکتا ہے یہ اک تفرقہ کا سنگ
مطلق نہیں کسی کا اسے پاس نام و ننگ

شکوۂ فلک تاکجا چاہیے کہ دامن صبر دست استقلال سے نہ چھوٹے سلسلۂ شکیبائی نہ ٹوٹے کہ ابیات

کبھی تو یہاں ہے نسیم بہار
کہیں پت جھڑ اور ٹنڈ ہو کے کھڑے
کہیں ایک گلشن پہ دم بند ہے
کہیں شور کرتے ہیں یاں جغد و بوم
نہ گل کو بقا نے ثمر کو ثبات

کہیں باد صر ہے اور چند خار
کہیں شور مرغولۂ عندلیب
کہیں کانٹوں سے راستہ بند ہے
کسی شے کو یاں کی نہیں اعتبار
کبھی رات سے دن کبھی دن سے رات

کہیں کونپلیں اور پتے ہرے
کسی جا پہ ہے نالۂ وا حبیب
کہیں طوطیاں خوش الحان کی دھوم
خزاں کے تصرف میں ہے یہ بہار

بہار نے رو کر گریبان کو تار تار کیا اور مانند ابر نوبہار کے گریاں ہو کر کہتی تھی کہ اے چرخ جفا پیشہ یہ کیا تو نے میرا حال کیا ہے مجھ خانماں آوارہ کو اب کسکا سہارا ہے کہاں جاؤنگی کسکی ہو رہونگی نظم۔

یا برہنہ خاک پر مجھ کو پھرائے دربدر — خاک کے سر پر کرے دامان گل کا سائبان
ابر دریا بار کو برسائے دشت خاک پر — خشک کھیت مزرعہ امید بہر پیر و جوان
ہنس کو موتی چگاتا ہے سدا یہ بے تمیز — پوست کھینچے پر ہما کا دیکھے مشت استخوان
میل کھینچے دیدۂ بینا مین تاریک عقل — پر کرے کحل الجواہر دیکھے چشم سرمہ سان
تا کجا کیجے بیان اس سفلہ خو کا اب مزاج — اک ترے پر نہین گاہے جنین گاہے چنان

اسوقت عمرو نے ہر ایک کے اشک حسرت پونچھے اور مہرخ سے کہا کہ تمنے خود نجوم مین دیکھا ہو کہ اسد طلسم کشائی کریگا افراسیاب کو مار یگا پھر اس قدر شور گریہ مچانا زیبا نہین بجاے ملکہ مہ جبین کے تخت سلطنت پر ملکہ کے آنے تک بیٹھو اور لشکر سنبھالو انشاء اللہ عنقریب اسد رہائی پائے گا وہ جامع المتفرقین ہمکو اُس سے ملائیگا یہ اولاد صاحبقران ہین ایسے قران صعب بہت اینر واقع ہو تمہین کچھ اسکا غم نہ کرو افراسیاب اگر شاہزادے کو قتل کرے تو بایمان خود گلیم اوڑھکر سبکے سر کاٹ ڈالونگا بس تم توکلت علی اللہ قدم ہمت بڑھاؤ کچھ وسواس اپنے دلمین نہ لاؤ غرضکہ بعد رنج و غم کے عمرو نے ملکہ مہرخ کو تخت سلطنت پر بٹھایا کہ جب تک مہ جبین قید سے رہا ہو آپ حکومت کرین مہرخ نے ناچار قبول کیا پھر ویساہی سامان برپا ہوا سرداروں نے نذرین دین تھاپ طبلے پر پڑنے لگی لیکن عمرو واسطے تدبیر عیاری کے روانہ ہوا اس طرف برق خاطف ایک لاکھ فوج ساحران سے ابر مین چمکتی ہوئی بڑے تزک و احتشام سے داخل لشکر حیرت ہوئی اور نامۂ افراسیاب کا متضمن بہ گرفتاری اسد و مہ جبین اور بھیجنا برق خاطف کا بمقابلہ مہرخ ملکہ حیرت کو پہونچایا حیرت نے استقبال برق خاطف کا کرایا لشکر کو اترا دیا بارگاہ فلک فرسا استادہ کرائی سامان راحت مہیا کر دیا برق خاطف بارگاہ مین آکر تخت پر مثل برق کے چمکنے لگی خوف سے عیاروں کے ظاہر بصورت اصل نہ ہوئی جو بارگاہ مین آتا ہے معلوم ہوتا ہی کہ تخت پر بجلی کوندرہی ہے اس حال کی خبر طائران پرندہ نے ملکہ مہرخ کو پہونچائی یہ تدبیر حفاظت لشکر مین مصروف ہوئی لیکن برق خاطف نے ایک نامہ مہرخ کو اس مضمون کا لکھا کہ اگر میرے پاس آئے تو خطا تیری مین شہنشاہ سے معاف کرادون ملک بحال دلا دون سرکشی سے باز آ اطاعت مین گردن جھکا ایک پتلے کو سحر کر کے نامہ دیا اُسنے لا کر مہرخ کو دیا اُسنے نامہ پڑھکر جواب لکھا کہ اے برق خاطف آگاہ ہو کہ عمرو سر برندہ جادوگران ہے عیاروں سے ہر ایک ساحر پناہ مانگتا ہے تجھے چاہیے کہ فرمانبرداری شہنشاہ عمرو کی اختیار کر ورنہ اپنی سزا اپنے کنار مین دیکھے گی پتلے نے نامے کا جواب لاکر برق خاطف کو پہونچایا یہ پڑھتے ہی مثل شعلہ جوالہ کے اُسی وقت لشکر مہرخ کی طرف چلی

اسکے لشکر نے جو اُسے جاتے دیکھا قرنا اور نفیر بحر بجائی اور بعجلت تمام طائران بحر پر سوار ہوکر ساتھ ہوئے اسکے
آنے کی خبر مہرخ نے سنکر جلد اپنے لشکر کو ترتیب دیا اور سب فوج کے سردار سوار ہوئے اور آگے بمقابل
برق خاطف کے ٹھہرے برق خاطف نے چمک کر گرنا شروع کیا نامی ساحرون نے سحر کر کے
چالیس سپرین سر پر سایہ کین سب دیکھتے ہین گھٹا چھائی ہی بجلی کوندھ رہی ہی لشکریان مہرخ پر چمک
چمک کر گرتی ہی کہ خرمن ہستی اُنکا جلا کر خاک کرتی ہی عجب غوغا دونون لشکرون مین برپا تھا بحر جل رہا تھا
لاش پر لاش گرتی تھی رن کے کھیت ہرے بھرے تھے تار نفس کے جھولے کشاکش مین پڑے تھے
شام تک ہزارون ساحر نامی رہرو ملک عدم ہوئے قریب شام برق خاطف پکاری کہ اے مہرخ
یہ نمونہ اپنے غضب کا مینے تجھے دکھایا ہے اسوقت تو پھری جاتی ہون کل تم سب کا نقش ہستی مٹا دونگی بے گور
و کفن خاک مین ملا دونگی یہ کہکر طبل باز گشت بجوا کر پھر گئی مہرخ بھی رنجیدہ و دل کبیدہ بارگاہ مین
داخل ہوئی لشکر بھر ہر ایک کے دل مین خوف زیادہ پیدا ہوا ابز دلے بھاگ گئے بہادر دعا کرتے تھے نظم

خداوندا اگر داری بلا را — زبون گردان زبردستان ما را
بحق آن دو گیسوئے محمدؐ — ازین آفت نگہداری تو ما را

لیکن عمرو جو واسطے عیاری کے چلا لشکر برق خاطف کے قریب پہونچا دیکھا لشکر حیرت سے کچھ
فاصلے پر قریب ایک دریا کے فوج اتری ہوئی ہے عمرو صورت ایک نوجوان کی بنکر دریا مین اُترا اور
غوطے لگانے لگا اتفاقاً ایک خدمتگار برق خاطف کا ادھر آنکلا اُسنے عمرو سے پوچھا کہ میان گبرو دریا
مین سے کیا نکالتے ہو عمرو نے کہا جو تقدیر کا ہوتا ہے کوڑی پیسہ روپیہ وہ مل جاتا ہے اُسنے کہا ہم پیسے پھینکین
تم نکالوگے عمرو نے کہا ہان خدمتگار نے پیسے پھینکے عمرو غوطے لگا کر نکالنے لگا جب پیسے ہو گئے خدمتگار نے
کہا اب کل آنا آج ہم جاتے ہین ہماری نوکری کا وقت ہی برق خاطف بیجوان اُسوقت پیتین گی میری
تلاش ہو گی یہ کہکر چلا عمرو بھی دریا سے نکلکر اسکے ساتھ ہوا اور کہا آج یہ تمباکو بیچوان مین بھرنا نایاب زلہ
ہے اگر پسند آجائے تو مین تمھین دکان بتلا دونگا اُسنے تمباکو لے لی عمرو نے کہا سونگھو کیا خوشبو ہی اُسنے
سونگھی چھینک آئی اور بیہوش ہوا عمرو اُسکے کپڑے پہن کر اور اسی کی ایسی صورت بنکر بارگاہ
برق خاطف مین آیا دیکھا تخت پر ایک بجلی کوندرہی ہے عمرو نے پکار کر کہا حقہ حاضر ہے یہ صدا سُن کر
وہ بجلی ٹھہری اور اکٹھا ہوکر تخت پر عورت سنہرے بدن کی آکر بیٹھی جسم اُسکا اس طرح چمکتا تھا
کہ جیسے سورج کی جوت ہوتی ہو عمرو نے بیچوان لاکر سامنے لگایا وہ عمرو کو بغور دیکھنے لگی اسوقت
عمرو نے وہ شیشہ کمر سے نکالا جو ہوشیار کو قتل کر کے پایا تھا اور اس مین سے پانی چلو مین لیکر ایک چھینٹا

مینہ

برق خاطف کے مارا کہ یہ بیہوش ہو کر گری لیکن جس تخت پر بیٹھی تھی وہ اُس کے بیہوش ہوتے ہی اُڑکر طرف فلک کے چلا گیا عمرو حیران ہو کر بھاگا ادھر مہرخ سے آکر کہا کہ برق خاطف مع تخت کے اُڑ گئی یہ سنتے ہی مہرخ نے نفیر سحر بجائی سب فوج تیار ہوئی سب کو لیکر لشکر برق خاطف پر آگری وہ لوگ غافل اُترے ہوے تھے اول ہی حملے مین ہزارون مارے گئے باقی ہوشیار ہو کر لڑنے لگے سحر چلنے لگا ہر طرف سے فوج گھر آئی شور بگیر و بہ بند کا بلند ہوا ہزارہا اژدر آتش فشان ایک ایک نارنج اور ناریل سے ساحرون کے نکل نکلے فوج کو نگلنے لگا صدہا تیر مثل شہاب ثاقب کے چمکتا ہوا فلک پر سے گرتا تھا اس ہنگامۂ قیامت خیز کی خبر ملکہ حیرت سُنکر سوار ہوئی اور آکر لشکر مہرخ کو روکنے لگی کہ نظم

ہوے جبدم علم شمشیر و بازو — دو دستی بیٹھا ہر تیغ نے زانو
یہ اُن گردون رکابون کا ہوا جوش — سرِ خورشید سے بھی اُڑ گیا ہوش
سنان نیزہ کا شعلہ تھا یہ تیز — کہ شاخ آتشی ہوئی تھی شاخ گلریز
دل ہر سنگ برق تیغ سے آب — صدلے کرنا سے تھا کوہ سیماب
بھری ایسی عقاب تیر مین باد — کہ مرغ آسمان کرتا تھا فریاد
شرر افشان تھے یہ گوپال و شمشیر — کہ خاکستر ہوا تھا بیشۂ شیر
ہوا تھا سوجۂ خون سے جو تر زمین — کہ زمین کیا دامن صحرا تھا رنگین

برق خاطف کا لشکر بہت کام آچکا تھا اور غفلت مین جو انپر سحر کی مار پڑنے لگی بس تاب نہ لائے اور بھاگے ہر چند کہ حیرت نے لڑائی کو سنبھالا لیکن جب برق خاطف کی فوج بھاگی لشکر حیرت بھی پس پا ہوا اور اُسوقت حیرت نے طبل امان بجوایا اور مہرخ کو بھی حیرت کا خوف تھا یہ بھی پھری لشکر دلن نے کمر کھولی سب نے عمرو کی بہت تعریف کی ہنگامۂ بزم نشاط گرم ہوا لیکن تخت برق خاطف کا اُڑتا ہوا باغ سیب مین پاس افراسیاب کے آیا افراسیاب نے سحر رد کر کے اُسکو ہوشیار کیا اور کتاب سامری دیکھی حال معلوم ہوا کہ تیرے ہی سحر نے اسے ذلیل کرایا یعنے شیشۂ آب سحر سے عمرو نے اسکو مار ڈالا ہوتا ساحرہ زبردست تھی اسکے پیر اسکو اُڑا لائے اِدھر برق خاطف ہوشیار تو ہوئی مگر آب چشمۂ سامری کا اُسنے چھینٹا کھایا تھا اسوجہ سے بیمار ہو گئی اور رخصت ہو کر اپنے گھر کی طرف گئی افراسیاب نے اسوقت تپلا سحر کا بھیجکر دوسری برق کو طلب کیا کہ نام اُسکا برق محشر ہے جب خبر تپلے نے اُسے دی وہ بڑے کر و فر سے مع اپنے فرزند ارجمند رعد جادو کی خدمت شاہ مین حاضر ہوئی افراسیاب نے کہا اے برق محشر تم جاکر شراکت ملکہ حیرت کی کرو اور فوج مخالف سے لڑو یہ حکم پاکر برق محشر ایک لاکھ

ساحر لیکر روانہ ہوئی اور تخت اُسکا ابر مین غائب ہوا خیمہ ڈیرا لدگیا بڑی اولوالعزمی سے چمکتی ہوئی شعلہ باری کرتی چلی

نظم

وہ لشکر اور سرداران لشکر	چلے مہ کے عقب مانند اختر
تک وتاز سواران کا یہ اسلوب	کہ وہ میدان تھا پیچیدہ مکتوب
وہ رایت مختلف تھے جنکے الوان	فرنگستان ہوا اُن سے بیابان
قیامت شور وشر ہر چار سو تھا	کہ طوفان سے تلاطم وہ فزون تھا
ہوا تھا زہرۂ گاؤ زمین خون	زمین کیسی سراسیمہ تھا گردون
جنود اُسکا گران سے تا کران تھا	نہ تھا لشکر کہ وہ ریگ روان تھا

غرضکہ بعد قطع منازل لشکر اسکا قریب لشکر مہرخ کے کہ وہان سے دو منزل کا فاصلہ اردوے مہرخ کا ہوگا آکے پہونچا اور صحرائے سبزہ زار مین ایک باغ نہایت پرتکلف تعمیر تھا وہان اُترا کس لیے کہ طلسم مین ہر ایک مقام پر افراسیاب نے اپنی سیرگاہ اور باغات بنائے ہین برق محشر آکر باغ مین اُتری لیکن یہان سے قریب ایک کوہ پر شکوہ ہے کہ وہان کی مالک ایک ساحرہ ہے باران جادو نام کہ حسن وجمال مین اپنا عدیل ونظیر نہین رکھتی ہے بہت سے ساحر اُسپر شیفتہ و دلدادہ ہین منجملہ اُن کے رعد جادو فرزند برق محشر کا بھی اس آفت روزگار پر عاشق ہے جب لشکر اس جگہ پر برق محشر کا اُترا رعد جادو واسطے دیکھنے اپنی معشوقہ پری پیکر کے روانہ ہوا اور اُس کے مکان پر جب پہونچا ایک ساحرہ اُسکی ملازم کو بلوا کر بہت کچھ زر وجواہر دے کر اس بات پر اُسے آمادہ کیا کہ وہ باران جادو کو بالاے بام لیکر آئے تاکہ بمقتضائے ع

آسمان اور زمین کا ہے تفاوت ہر چند	اے صنم دور ہی سے چاند سا مکھڑا دکھلا

نظارۂ جمال عاشق ژولیدہ حال کرلین وہ ساحرہ گئی اور کسی بہانے سے باران جادو کو کوٹھے پر لے کر آئی رعد اُسکی صورت زیبا کے دیکھنے مین محو ہوا اُسوقت باران کے اور چند عاشق آگئے اور رعد کو زیر قصر معشوقہ دیکھکر آتش رشک مین جلے اور ایسا سحر کیا کہ رعد غفلت مین گر کر گنگ ہوگیا اُنھون نے گرفتار کرلیا اور مشکین باندھ کرلے چلے کہ اسکو کسی جنگل مین چل کر مار ڈالین کس لیے کہ یہان سے قریب اس کی مان برق محشر اُتری ہوئی ہے یہان قتل کرنا اس کا اچھا نہین یہ سوچکر رعد کو لے کر چلے یہ ساحر تو اسے لیے جاتے ہین لیکن عمرو بارگاہ سے نکلکر صحرا مین آیا اور دل سے کہتا تھا کہ برق خاطف بھاگ گئی ہے یقین ہے کہ افراسیاب کوئی اور بلا بھیجے گا

اسی فکر مین تھا کہ دو تین ساحرون کو دیکھا کہ ایک نوجوان کو گرفتار کیے لیے جاتے ہین عمرو نے خیال کیا کہ اس مجرم کو اگر رہا کرو شاید احسان مند ہو کر تمھارا شریک ہو آثار عظمت اسکے چہرے سے ظاہر ہین یقین ہے کہ کوئی ساحر نامی ہو یہ تصور کر کے ایک درّے مین پہاڑ کے ٹھہر کر دیو جامہ کہ جو سات رنگ دمبدم بدلتا ہو نکال کر پہنا اور مقوے کے دس سر اپنی صورت کو چھپا کر سر کے اوپر لگاتے اور کئی ہاتھ بنا کر لٹکائے سرون مین کئی کئی منھ تھے کہ ہر منھ سے زبانین مثل مار سیاہ کے باہر آتی تھین اور وہ روغن اپنے جسم پر ملا کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہر بن مو سے شعلہ آگ کا نکلتا ہو جب اس صورت سے تیار ہو چکا سفید مہرہ لیکر بجایا اُس مہرے کی صدا سے دیوانہ بنے لگتا ہو ساحر جو رعد جادو کو لیے جاتے تھے وہ صدائے مہیب سُنکر بالکل ہوے اور خوفناک ہو کر دیکھنے لگے کہ سامنے سے عمرو ظاہر ہوا انھون نے دیکھا کہ ایک شخص مہیب صورت دس سر والا کہ جسکے جسم سے آگ نکلتی ہو اور جامہ اسکا کبھی سرخ اور کبھی نیلا اور کبھی سیاہ اور گاہے سبز اور زرد وغیرہ ہوتا ہو ہماری طرف آتا ہو یہ سب ساحر مارے خوف کے سجدے مین گر پڑے اور عمرو نے پکارا کہ منم عزرائیل یعنی ملک الموت خداوند لقا وہ ساحر صدا سُنکر تھر تھر کانپنے لگے اور پوچھا کہ آپ کیون تشریف لائے ہین عمرو نے کہا تم اس گنہگار کو قتل کرنے لیے جاتے ہو مین اسکی روح کھینچنے آیا ہون اور تمھاری بھی عمر تمام ہو چکی ہو عنقریب تم سب کی بھی روح قبض کرونگا ان ساحرون نے بمنت عرض کیا کہ اے ملک الموت خداوند کو کوئی تدبیر ایسی فرمایے کہ ہم ابھی نہ مرین اور کچھ زمانہ تک تو زندہ رہین عمرو نے کہا کچھ خیرات کرو شاید خداوند کو رحم آئے انھون نے جو کچھ مال اور جواہر اپنے پاس رکھتے تھے وہ عمرو کے حوالے کیا عمرو نے ایک سیب نکال کر انھین دیا کہ اسکی ایک ایک قاش کھاؤ عمر بڑھ جائیگی اُن سب نے سیب لیکر کھایا ایک لمحہ مین بیہوشی نے تاثیر کی کہا اے ملک الموت ہمارا جی سنسناتا ہو عمرو نے کہا عمر بڑھتی ہو رگین کھنچتی ہونگی غرضکہ دم بھر مین وہ سب بیہوش ہوے عمرو نے خنجر لیکر سب کے سر جدا کیے غلغلہ اور شور برپا ہوا رعد جادو جو بزور سحر گونگا اور بہرا تھا انکے مرنے سے گویا اور شنوا ہوا جب شعلے آتش کے اور غل و شور برون کا دفع ہوا رعد نے عمرو کو گھورنا شروع کیا عمرو نے کہا مین نے تیری جان بچائی ہو اور تو مجھے گھورتا ہو رعد نے کہا آپکا نام کیا ہو کہا فرشتہ قدرت رعد نے کہا اے ملک قدرت مجھے ان ساحرون نے غفلت مین گرفتار کر لیا ورنہ مین فرزند برق مخشر کا ہون بزور سحر زمین مین غرق ہو کر حریف کے برابر نکلتا ہون اور مثل رعد کے اس طرح چیخ مارتا ہون کہ ساحر کا سر پھٹ جاتا ہو اور جو بڑا زبردست ساحر ہوتا ہو اگر اسکا سر نہین پھٹتا تو بیہوش ہو جاتا ہو مان میری اوپر سے بجلی کی طرح گرتی ہو اسکو دو ٹکڑے کرتی ہو لہذا ہم دونون کو افراسیاب نے بہر مقابلہ مہرخ بھیجا

ہو جاکر سب کا ہم خاتمہ کر دینگے جب عمرو نے یہ ماجرا سنا دل سے تصور کیا کہ خوب ہوا جو تم اسکو مل گئے ورنہ بڑی مصیبت پڑتی اب اسے بھی ہلاک کرو عمرو کو یہ فکر ہوئی تھی کہ یکایک ابر پیدا ہوا اور برق محشر اپنے فرزند کو ڈھونڈھتی ہوئی بڑے جوش و خروش سے عنقریب آکر پہونچی کس لیے کہ جب اسنے رعد کو مقام فرودگاہ مین نپایا خیال کیا کہ لشکر حریف قریب ہے ایسا نہ ہو کہ کوئی عیار اسے مار ڈالے الحاصل جب عمرو نے برق محشر کی آمد دیکھی گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا رعد کو یقین واثق ہوا کہ یہ ملک قدرت خداوند تھا اور ادھر برق محشر اپنے بیٹے کو پہچان کر زمین پر اُتری اور عورت بنکر فرزند کو گلے سے لگایا ساحران کی لاشین پڑی ہوئی دیکھ کر حال پوچھا کہ انھین کس نے ہلاک کیا رعد نے جملہ کیفیت اپنی گرفتاری کی اور آنا ملک قدرت کا بیان کیا اور کہا ابھی ابھی وہ یہان کھڑے تھے آپ کو آتے دیکھ کر چلے گئے برق محشر نے کہا وہ بڑا کم نصیب تھا جو چلا گیا اگر میرے سامنے آتا تو دامن امید اسکا گوہر مقصد سے مالا مال کر دیتی رعد نے کہا وہ فرشتہ قدرت ہین اور یکایک کھڑے کھڑے غائب ہو گئے شاید ابھی یہان تشریف رکھتے ہون مین پکارتا ہون یہ کہکر پکارا کہ اگر آپ یہان ہون تو ہم پر کرم فرمایئے امان جان آئی ہین عمرو نے یہ صدا سنکر گلیم اتاری اور ظاہر ہوا برق محشر نے بعجز تمام جھک کر تسلیم کی اور عرض کیا کہ آپ ہمارے محسن ہین ہمارے لڑکے کو آپ کی وجہ سے خداوند سامری نے دوبارہ خلعت حیات عنایت فرمایا چاہیے کہ میرے غریب خانہ پر حضور قدم رنجہ فرمایئن جہان مین فروکش ہون وہان چلین جو کچھ مجھ سے ہو سکے گا آپ کی خدمت کرونگی عمرو نے کہا کیا مضائقہ برق محشر نے کچھ پڑھا کہ ایک تخت جواہر آگین اڑتا ہوا آیا اُسپر عمرو اور رعد کو سوار کیا اور برق محشر اسی طرح بجلی بنکر چمکتی ہوئی ساتھ چلی یہان تک کہ مقام فرودگاہ پر لائی عمرو نے باغ پر بہار مین اُترا دیکھا اس جگہ ہر سمت درختہائے میوہ دار لگے ہین نخل پھولے پھلے ہین کہ ابیات

زمین کا کرون کیا مین وانکی بیان ۔۔۔ کہ صندل کا اک پارچہ تھا عیان
بنی سنگ مرمر سے چوپڑ کی نہر ۔۔۔ گئی چار سمت اُسکے پانی کی لہر
قرینے سے گرد اسکے سرو سہی ۔۔۔ کچھ اک دور تھے اس سے سیب و بہی
چمن سے بھرا باغ گل سے چمن ۔۔۔ کہین نرگس و گل کہین یاسمن

باغ مین قصر عالیشان بنا ہے اسمین ہر ایک چیز نایاب زمانہ ہے عمرو کو برق محشر نے مسند پر بٹھایا کشتیان پر از زر و جواہر حاضر کین اور عرض پیرا ہوئی کہ یہ حضور کے لائق نہین ہین لیکن براہ کرم انھین قبول فرمایئے اور سچ تبلایئے کہ آپکا نام کیا ہے عمرو نے کہا تبلا چکا ہون کہ میرا نام فرشتہ قدرت ہے پھر پوچھنا

بیکار ہوئیہ سنکر برق محشر نے صندوقچہ اپنا منگاکر ورق جمشیدی نکالے اور اُن مین دیکھا کہ یہ شخص فرشتۂ قدرت
ہی یا کوئی اور ہی اُن اوراق مین نکلا کہ یہ عمرو عیار ہی مہرخ کا طرفدار ہی اسنے تیرے بیٹے کی جان بچانے کو
یہ صورت بنائی ہی کچھ دیکر اسے رخصت کر دے ورنہ تجھ فتور کریگا اور اگر بن پڑے تو مار ڈال کہ یہ بڑا مکار
ہی یہ حال دیکھکر برق محشر نے بنگاہ غضب عمرو کی جانب دیکھا عمرو نے کہا اب تیری بھی شامت آئی
ہی جو تو گھورتی ہی مین نے تیرے ساتھ کیا برائی کی ہی مثل مشہور ہی نیکی برباد گنہ لازم برق محشر نے
جواب دیا کہ مصرعہ جنکو سمجھے تھے مسیحا وہ ہلاکو نکلے ؛ تیرا نام عمرو ہی خوب اسوقت بمقتضائے ع معاف
دھوکا دے رہے ہین مجکو بازیگر کھلا ؛ مجھے فریب مین تو نے لیا ای دشمن شہنشاہ اب کہہ کہ تیرا کیا حال
کرون عمرو نے کہا دیوانی ہی یہ کہکر بکتی اس وقت اب جو تجھ سے ہو سکے قصور نکو تا ہی نکر برق محشر
نے کہا تو نے مجھپر احسان کیا ہی کیا تیرے ساتھ بدی کرون مجھسے یہ زر و جواہر جو تیرے سامنے رکھا ہی لے
اور چلا جا عمرو نے کہا چلے نہ جاینگے تو کیا تیرے یہان رہنے آئے ہین یہان تو عمرو سے باتین ہو رہی تھین
لیکن ادھر افراسیاب نے کتاب سامری دیکھی کہ برق محشر پر کیا گذری کتاب مین نکلا کہ برق محشر نے
عمرو کو اپنے مقام پر لاکر مسند پر بٹھایا ہی زر و گوہر پیش کش کیا ہی باتین کر رہی ہی یہ معلوم کرتے ہی آگ
ہو گیا اور مخمور سرخ چشم اسکی معشوقہ بہن خمار کی بناز و ادا پاس بیٹھی تھی واضح ہو کہ خمار اور مخمور مثل بہار
کے معشوقہ افراسیاب ہین لیکن ان دونون نے بھی بخوف ملکہ حیرت کے وصل منظور نہین کیا ہی اور
ساحرہ بے بدل ہین غرضکہ مخمور سے افراسیاب نے غصہ مین حکم دیا کہ ملکہ برق محشر قریب لشکر مہرخ
ایک باغ مین عمرو کو لیے بیٹھی ہی تم جاکر عمرو کو گرفتار کر لاؤ اور اگر برق محشر کچھ بولے تو اُسے بھی سزا دو خیر مخمور
یہ حکم پاکر سحر کر کے اُڑی اور بعجلت تمام برق محشر کے پاس پہونچی اُسنے بڑی تعظیم تواضع کر کے اُسے بٹھایا
لیکن مخمور نے ڈانٹا کہ ای برق محشر دشمن کو تم نے لاکر مقام عزت پر بٹھایا ہی شہنشاہ کو غصہ آیا ہی خیریت
اسیمین ہی کہ عمرو کو گرفتار کر کے لے جانے دو رفع شر کرو ورنہ آفت آئیگی جان پر بن جائیگی برق محشر
نے کہا ای بہن عمرو نے میرے لڑکے کی جان بچائی ہی یہ میرے دین و ایمان سے بعید ہی کہ اسے اسیوقت
مکی آفت مین مبتلا کرون مخمور نے کہا بی بیٹھی رہو افراسیاب کو دیکھو اسوقت دھرم دین سب طاق
پر رکھو کیون ناحق اپنے تئین برباد کرو گی اور تم اگر اسکی نسبت جان بھی کھو دو مگر مین حکم عدولی شہنشاہ
کی نکرونگی اس موے کو گرفتار کر کے لے جاؤنگی اسوقت کہ برق محشر اور مخمور سے تکرار ہوتی تھی عمرو نے
قابو پاکر اُسی شیشے سے جو کہ ہوشیار سے پایا تھا پانی لیکر ایک چھینٹا مخمور کے مُنھ پر مارا کہ یہ بیہوش
ہو کر گری اور عمرو خنجر کھینچکر دوڑا مگر فی الفور ایک پنجہ پیدا ہوا اور مخمور کو اُٹھا لے گیا برق محشر نے کہا

ای عمرو اب تم جلد یہان سے چلے جاؤ اور مین بھی طلسم مین کہین جا کر چھپونگی افراسیاب اب دشمن ہو گیا
جہان پائے گا مجھے مار ڈالیگا تم نے غضب کیا جو مخمور پر دست اندازی کی عمرو نے کہا اے برق محشر مصرع
دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است :. اور کہین کیون جا کر پوشیدہ ہو میرے ساتھ لشکر مہرخ مین چلو
اور با آرام تمام بسر کرو تمنے آج تک دیکھا جو کہ ہمارے شریک ہوے بفضلہ تعالیٰ زندہ اور سالم آبرو کے
ساتھ موجود ہین اور انشاء اللہ چند روز مین طلسم فتح ہوگا ہمارے شریک جو ہین پھر اُنکے مراتب پیش
صاحبقران دیکھنا اور بالفرض تمھارے نزدیک ہم لوگ افراسیاب سے مغلوب بھی ہوئین گے
جب بھی یہ تصور کر لو کہ جو تمھارا حال ہوگا وہی ہمارا حال ہوگا مرگ انبوہ جشنی دارد آگے تم جانو جو
میرے نزدیک بہتر تھا وہ بتلا دیا برق محشر نے کہا خواجہ سچ کہتے ہو چلو ہم تمھارے شریک ہوے بھاگنے
اور چھپنے سے یہی بہتر ہو کہ لڑ بھڑ کر اپنی جان دین اور حوصلہ دل کا نکال لین خیر بسم اللہ یہ کہکر اُٹھ کھڑی
ہوئی لشکر کو حکم دیا کہ نقارہ کوچ کا بجے بموجب حکم طبل سفر بجا خیمہ ڈیرا لدا برق محشر تخت پر سوار ہوئی
عمرو کو برابر بٹھا لیا اور رعد کو ہمراہ لیکر سمت لشکر مہرخ بڑے کر و فر سے چلی لیکن یہان مخمور جب
ہوشیار ہوئی اُسنے عرض کیا کہ مین برق محشر سے عتاب و خطاب کر رہی تھی کہ عمرو نے چھینٹا پانی کا
مارا مین بیہوش ہو گئی افراسیاب نے یہ ماجرا سُنکر کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ شیشہ آب بحر سے
اسے بھی عمرو نے بیہوش کیا تھا اور اب برق محشر شریک اُسکی ہو کر طرف لشکر مہرخ کے گئی یہ معلوم کر کے
دستک دی ایک پتلا پیدا ہوا اُسکو حکم دیا کہ برق لامع کو بلا لا پتلے نے جا کر اُسکو خبر دی برق لامع
جب حاضر ہوئی افراسیاب نے حکم دیا کہ تم جاؤ لشکر مہرخ کی طرف برق محشر جاتی ہو اسکو گرفتار کرو
برق لامع بڑے تزک و احتشام سے ایک لاکھ ساحر اپنے ملازم ہمراہ لیکر چمکتی ہوئی روانہ ہوئی
اور اثنائے راہ مین اسنے خیال کیا کہ برق محشر لشکر مہرخ مین تو جا تی ہی پھر اثنائے راہ مین روکنا بیکار ہی
اسکو وہین مع اُسکے رفیقون کے گرفتار کرو اُس مین دوہری محنت بھی نہ پڑیگی اور نا موری بھی زیادہ ہی یہ
سوچکر اُسی سمت چلی اور بعجلت تمام راہ طے کر کے قریب لشکر حیرت پہونچی حیرت نے استقبال کیا
بارگاہ استادہ ہوئی لشکر اترا برق لامع بارگاہ مین دن بھر بخوف عیاران بجلی بنی رہی جب پچھلا پہر
دن باقی رہا اور مشعل مہر بزم گردون مین گل ہونے لگی اور شمع انجمن افروز ماہ کی روشنی محفل
کائنات مین ہوئی نظم

ہوا دریائے مغرب مین فرو مہر
اُڑا ایسا غبار لشکر زنگ

کہ گرد آلودہ ہو دھونے ذرا چہر
کہ تھا رخت جہان کیسے کا ہمرنگ

برق لامع بارگاہ مین ظاہر ہوئی اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجے بموجب حکم نقارۂ رزمی پر چوب پڑی تہلکہ لشکر مین پڑ گیا طائران سحر نے جا کر مہرخ سے عرض حال کیا یہان بھی نفیر سحر بجی اب تیاری اسباب جدال و قتال دونون لشکرون مین شروع ہوئی کہ نظم

جو تھے اُس جا پہ شایان ایالت ۔ لگے کرنے وہ تدبیر شجاعت
کیے تیار وہ ہر اک نے نارنج ۔ کہ پہونچے اُس سے دشمن کو بہت رنج
ہر اک تھے اپنے فن مین ایسے کامل ۔ کہ سحر سامری کرتے تھے باطل
معاذ اللہ جو وہ ہوئین غضبناک ۔ نظر آئین فلک بھی اک کف خاک

جارہ بہر رات تک یہی ہنگامہ برپا رہا جب نوبت کہ دار الامارۂ مشرق سے شاہ زرین کلاہ نے برآمد ہو کر سریر سپہر پہ کر و فر تمام جلوس فرمایا اور دارائے ظلمت سامنے سے رو بفرار لایا کہ نظم

اٹھی محفل سے آخر شمع نمناک ۔ گریبان سحر آیا نظر چاک
فلک پہ شاہ خاور کا عمل تھا ۔ روان لشکر پئے جنگ و جدل تھا

برق لامع ابر سحر مین چلتی ہوئی ایک لاکھ ساحرہ ہمراہ لیے اور حیرت جنگلہ زنگار مین سوار جمعیت بستہ وارد دشت مصاف ہوئی اس طرف مہرخ اور بہار وغیرہ فوج لیکر آئین ہر طرف بوق کی صدا سے گوش فلک کر تھا ساحرون کے غول چلے آتے تھے ایک ہنگامہ شور و شر تھا اولا بر سحر برسا کر بجلیان گرا کر صحرا کو پاک و صاف کیا پھر نقیبون نے نکل کر بہادرون کا حوصلہ بڑھایا نظم

شجاعو چلو لڑنے والو بڑھو ۔ زمانے مین کچھ نام پیدا کرو
نہ دارا ہے باقی نہ کاؤس ہے ۔ نہ گودرز و بیژن نہ یان طوس ہے
نہ شنکل نہ بزرو نہ شنکادہ ہے ۔ فریدون کہان ہے کہان کاوہ ہے
جہان مین شجاعت سے ہے نام نیک ۔ وہی زندہ ہے جس سے ہو کام نیک

ہان ای نامدار و آج اس میدان سے سرخ رو ہو کر پھرنا باپ دادا کے نام کی شرم رکھنا جب نقیب کنارے ہوے برق لامع میدان مین آکر تڑپنے لگی اور جو ساحر مہرخ کی طرف سے نکلا برق لامع چمک کر گری کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے اور پھر پردے ہوا بجلی کی طرح تڑپنے لگی سب کی نظر خیرہ تھی کچھ چمک کے سوا دکھائی نہ دیتا تھا آخر برا بند ہوا اب کوئی مقابل ہونے کو نہ گیا اُسوقت برق لامع صف لشکر پر آ گری ہزارہا کو جلایا اور ہلاک کیا ساحران نامی رد سحر پڑھنے لگے اور ساری فوج مین بھگدر پڑ گئی اُسوقت مہرخ نے تاج اُتار کر بدرگاہ کبریا محتاج ہو کر استغاثہ کیا کہ نظم

یا فاطمہ رضؓ بنت مصطفےٰ مدد دے	دے مطہر ذات کبریا مدد دے
برقصد ہلاکم ست این گریۂ فوج	اے زوجۂ ضیغم خدا مدد دے

تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا یکایک ابر صحرا سے نمودار ہوا اور اس بر مین نشان لشکر کا پرچم اڑتا ہوا نظر آیا ہزار ہا ساحر اژدہون پر سوار اور تخت پر برق محشر مع عمرو کے بڑی رونق سے آئی نظم

ظفر پیکر جو لشکر کا نشان تھا	وہی پشت و پناہ سوسنان تھا
سر دامن سے وابستہ ظفر تھی	چمک سے اُسکے خیرہ ہر نظر تھی
پئے دشمن ہوا ہی تیر خامہ	لکھون اُس کو مین سطر فتح نامہ
ہر اک سوجنگ دیدہ مردم فوج	روان تھے دشت مین ہرسو سے جون موج

خلاصہ کلام لشکر برق محشر نے ایک طرف پرا جمایا اور برق محشر نعرہ کرکے بجلی بنکر لشکر پر برق لامع کے جاگری ہزار دن کو اُسنے بیجان کیا یہ ماجرا دیکھکر برق لامع حریف پر گرنا موقوف کرکے بھری اور برق محشر سے جاکر لپٹ گئی اب تو دو بجلیان بردوے ہوا پیچ وتاب کھاتی نظر آتی تھین اور سوا برق کی تڑپ کے میدان مین کچھ دکھائی نہ دیتا تھا ہر بار صدا یا سامری اور جمشید کی ساحر سناتے تھے باجے بجاتے تھے علم ہائے لشکر بلند ہوتے تھے ڈنکے پر چوب پڑتی تھی وہ غلغلہ برپا تھا کہ شور محشر بھی ایسلہی ہوگا رعد جادو تخت پر سے کود کر زمین مین مثل سحر غرق ہوا اور برق محشر گتھی ہوئی برق لامع سے زمین پر گری اب دونون بجلیان زمین پر لوٹنے لگین اُسوقت زمین شق ہوئی اور رعد جادو نے سر نکالا جہان برق لامع لوٹ رہی تھی وہین پر رعد نکلا اور اس طرح کی چیخ ماری کہ جیسے ہزار در ہزار بجلیان ایک بار گرین برق لامع ازبسکہ ساحرہ زبردست تھی نہین تو سر پھٹ جاتا لیکن بیہوش ہوگئی اور برق محشر چمک کر اُڑ گئی وہان سے کڑکڑا کر اور تڑپ کر چاہتی ہی کہ برق لامع پر گرے لیکن اسکو بجلی یک بیک اُٹھالے گیا اسکے لشکر سے رعد نے نکل کے پھر چیخ ماری کہ بہت ساحر دن تے سر پھٹ گئے اور بہت سے بیہوش ہوے اُسوقت برق محشر چمک کر گرنے لگی جیبر گری دو ٹکڑے ہوا فوج برق لامع کی پسپا ہوئی یہ ماجرا دیکھکر حیرت نے فوج کے سردارون کو حکم دیا کہ روکو اُسکو اُدھر صرصر آگے بڑھی لشکر حیرت اور صرصر آپس مین مل گئے سحر چلنے لگا لیکن رعد دمبدم زمین سے نکل کر چیختا تھا اور برق محشر گررہی تھی ایک تہلکہ عظیم پڑا ہوا تھا نارنج اور ترنج چلتا تھا کسی طرف سے بہار نے عالم بہار ظاہر کرکے ساحرون کو دیوانہ بنایا تھا کسی سمت سرخ مو نے کاکل کھولکر ہزار ہا ستارہ گرا یا تھا کہین نافرمان نے آفت برپا کی تھی کسی جا شکیل نے لاش پر لاش گرائی تھی کہ نظم

وہ برق شعلہ افگن جب گری تھی	صفائی فوج دشمن کی ہوئی تھی
ہوئی تھی بحر خون مین غرق وہ فوج	ہر اک تلوار کی تھی خون فشان موج
کر سے کھینچ کر ہر اک نے شمشیر	اٹھایا جسنے سر مارا اسے تیر
خسم شمشیر محراب دعا تھا	جھکاتے سر کو ہر سرکش کھڑا تھا
رگ و پے مین دم خنجر روان تھا	بنا دستہ عدو کا استخوان تھا

حیرت نے یہ آفت دیکھ کر طبل امان بجوا دیا اور آپ آسمان کی طرف اڑ گئی وہان سے سحر کیا کہ دریائے آتش جوش مار کر آیا آسمان کی سمت سے آگ برسنے لگی مہرخ نے بھی طبل آسایش بجوایا حیرت نے دریا کو ٹھنڈا کیا اور لشکر لیکر پھری مہرخ بھی داخل بارگاہ ہوئی برق محشر اور رعد جادو نے آکر نذر دی سب سے ملے مہرخ نے خلعت فاخرہ عنایت کیا اور رعد کو اپنے گلے سے نو لاکھ روپے کی قیمت کا ہار اُتار کر پہنایا عہدۂ افسری دیا جشن کرنے کی تیاری ہوئی اُن دونون کی دعوت کی ناچ ہونے لگا شراب کا پیالہ گردش مین آیا اب یہان تو یہ ہنگامہ عیش و نشاط ہے لیکن بموجب بیت سمند قلم کی بین پھیر دن عنان ✦ حسینہ کی آگے لکھون داستان ✦ لشکر لقا مین علمشاہ مسحور ہو کر آئے ہین عاشق حسینہ جادو کے ہین اور بمشورۂ بختیارک حسینہ نے حکم طبل جنگ کے بجنے کا دیا تھا غرضکہ ایک روز جب ضیا بخش عالم یعنے نیر اعظم رونق افروز کاشانۂ مغرب ہوا اور وزیر نور آگین نے اُسکے یعنے نیر اصغر نے مملکت سپہر کا انتظام کیا کہ نظم

شام تیرہ ہوئی جو مشک فشان	نور ظلمت مین ہو گیا پنہان
رات جنگل مین بولتی سن سن	کھڑے ہوتے تھے جس سے موے بدن
ہوش رستم کے بھی کرین پرداز	ہر طرف سائین سائین کی آواز

لشکر مین لقا کے بنام علمشاہ طبل رزم پر چوب پڑی ہرکارون نے یہ خبر سمع ہمایون شاہ نصفت نشان بادشاہ لشکر اسلام مین پہونچائی شہنشاہ سعد بن قباد نے نقارہ رزمی بجوایا دلاوران بہادر سامان جنگ کرنے لگے سلح خانے کھل گئے ہتھیار پسند کر کے نکالے ہر ایک نے زیب تن فرمائے مرکب کے زین و لجام کو درست کیا چار پہر رات یہی شغلہ رہا جسوقت کہ سکہ مہر دار العیار شرق سے نکلکر بازار فلک مین آیا اور دینار قمر کا چلن بٹا کر رواج پذیر ہوا کہ نظم۔

جس گھڑی آفتاب گردون گرد	ہو گیا طالب ستیز و نبرد
دیکھ یہ حال لشکر انجم	ہو گیا صحن آسمان پر گم

شاہ اسلام بہت سویرے عیش محل سے برآمد ہوئے سرداروں کا مجرا و سلام ہوا حضرت حمزہ مرکب
خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہو کر تخت پر تاج کو رکھ کر کوتل ہمراہ لیکر مع تمامی لشکر کے وارد میدان
قتال ہوئے اس جانب کو لقا مع علمشاہ اور حسینہ کے مثل بلا کے نازل ہوا تخت لقا کے برابر مرکب
پری پیکر پر علمشاہ سوار تھے انکے پس پشت کل سالار سردار تھے حسینہ پری حسینہ و جمیلہ بنکر آئی تھی سحر سے
صورت زیبا بنائی تھی الحاصل میدان کو درست کیا پست کو ہموار بنایا بلند کو کھود ڈالا پھر صفوف
آرائی شروع ہوئی کہ ابیات

کی نقیبوں نے جب صف آرائی	بھولا رفتار چرخ مینائی
طبل و نقارہ تھے بلند آواز	طائر شور بوق در پرواز
میمنہ میسرہ ہوا تیار	قلب لشکر میں تھے کھڑے سردار
دونوں لشکر ہوئے قریب قریب	یہ صدا دی اجل نے ہو کے نقیب
وقت جنگ است جنگ باید کرد	کوشش نام و ننگ باید کرد

بعد صفوف آرائی جدال و قتال علمشاہ نے لقا سے اجازت حرب لیکر گھوڑا اٹھایا اور میدان نبرد میں
پہونچکر دلاوران اسلام کو للکارا کہ تم میں سے جسے حوصلہ میری ہم نبردی کا ہو وہ آکر مقابلہ کرے لشکر
اسلام سب اس نہیب سے رونے لگا اور کہا ہم اپنے شہزادے کو قتل کرنے نہ جائینگے اس وقت
دارائے دولت آرائے سواد اعظم ملک ہندوستان و رکن رکین لشکر اسلام دل و جان صاحبقران
جانشین امیر یعنے لندھور بن سعدان نے ہاتھی اپنا آگے بڑھایا اور بادشاہ اسلام سے اجازت
لی کہ میں جاکر شہزادے کو سمجھاتا ہوں اور سامنے آیا علمشاہ نے کہا ای ہندی یعنی خورکم قد دے تو
مجھ سے مقابلہ کرنے آیا ہے اچھا کیا ہنر جنگ یاد رکھتا ہو لا حربہ لندھور نے عرض کیا کہ ای شہزادہ
ذوی الاقتدار میری کیا مجال جو آپ سے مقابلہ کروں آپ آقازادے میں ملازم لیکن حضور نے ایک
عورت شفتل قحبہ بازاری ساحرہ اور فاحشہ کے لیے لشکر سے اپنے باپ کے رہنا اختیار کیا ہے افسوس
ہو مجھے آپ کو پاس نہ آیا شاہ سے بھی انحراف کیا علمشاہ نے یہ باتیں سنکر غضبناک ہو کر للکارا کہ ای
ہندی تو نے اپنی ملکہ اور افسرہ یعنے میری ناموس محترمہ کو گالیاں دیں رہ تو سہی میں تیرا کیا حال
کرتا ہوں یہ کہکر ایک تیغہ بر سر لندھور مارا اسنے بنا جاری ہاتھ کی تھپکی دی کہ تیغہ بیٹ ہوا اسوقت
بند دست پر ہاتھ ڈال دیا علمشاہ نے گریبان میں ہاتھ ڈالا کشمکش کے زور جو ہوئے مرکب گھٹنوں کے
بل زمین پر بیٹھ گئے دونوں کو دیکھے اور دامن گردان آستینیں چڑھا کر باہم یعنے کشتی شروع ہوئی

یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو زندہ پیل یا اہرمن مست سر ٹکرا رہے ہیں یہ ماجرا دیکھکر حسینہ جادو نے سحر کیا کہ زور و طاقت لندھور کی جاتی رہی جیسے معلوم ہوا کہ ہاتھ پاؤں کا دم نکل گیا اُسوقت علمشاہ نے چاروں شانے چت کر دیا اور شکنیں باندہ کر لشکر یان لقا کے سپرد کیا یہاں لشکر اسلام کے جہان سردار قید ہیں وہیں لندھور کو بھی قید کیا اور امیر کو عیار پہلے ہی گرفتار کر کے غار میں بند کر آیا ہی علمشاہ کو رو کتا کون یہ تیغہ پکڑ کے صف لشکر اسلام پر آگرے جو سردار کہ قید سے بچے ہیں ناچار وہ لڑنے لگے اور بادشاہ اسلام نے بھی گھوڑا اُٹھایا اور لقا کا لشکر بھی چلا شاہ اسلام نے نعرہ کیا نعرہ

منم شاہِ شاہان فریدون حشم بمن میرسد بازدے بہمنی		بہار گلستان کاؤس وجم کہ اسفندیارم بروئین تنی	

دو دریائے لشکر آپس میں ملکر شمشیر زنی کرنے لگے اسلحے کی چقا چاق اور شور رہا ہے ہو بلند ہوا **نظم**

ہو گیا گرم عرصہ گاہ نبرد	مرد آیا مقابل ہر مرد	آہن تیغ شعلہ ریز ہوا
گرم میدان رستخیز ہوا	محو تھے یک دگر دم پیکار	کیا مقابل ہوئی تھی جنت و نار
یہ دم تیغ و خنجر بران	تھے یلان ہر طرف بخون غلطان	بہت انصار دین شہید ہوئے
تھے سعید اور بھی سعید ہوئے	کر کے جام شہادت اک اک نوش	ہوا حوروں سے جا کے ہم آغوش
پر ادھر بھی بہت سے ناری پست	گئے یا بئین نار دست بدست	صبح سے لے کے تا بہ نیمۂ روز
دم تیغ یلان تھا شعلہ فروز	ہوا ذی حوصلوں کا حوصلہ تنگ	رستموں میں رہی نہ طاقت جنگ

علمشاہ کی رعایت سرداران اسلام کرتے ہیں یعنے اُسپر زخم نہیں لگاتے ہیں اور اُنھوں نے ہر ایک کو زخمی کیا ہی اور لشکریوں کو جان سے مارا ہی بادشاہ اسلام بھی اسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے آخر لشکر نے شکست کھائی اور لوگ بادشاہ کو ہوادار پر ڈال کر بھاگے عیاران لشکر نے جانبازی کر کے ناموس صاحبقرانی کو سوار کر لیا اور ایک پہاڑ پر چڑھ گئے اور سب سردار بادشاہ کو لیکر دامن کوہستان اور شعاب جبال میں متواری ہوئے خیمے ڈیرے بارگاہ وغیرہ سب چھوٹ گئی علمشاہ نے آکر بارگاہ سلیمانی پر قبضہ کیا اور جب کسی کو اپنا ہمنبرد نہ پایا بارگاہ اکھڑوا کر طبل بازگشت بجوا کر پھرے اور کہا کل میں کوہ پر جہان لشکر اسلام پناہ گزین ہی حملہ کرونگا اور ایک تن کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا الغرض لقا زر نثار کرتا ہوا سر پر علمشاہ کے پھر کر داخل بارگاہ ہوا لشکر نے کمر کھولی جشن ہونے لگا علمشاہ نے کہا میں بارگاہ سلیمانی لے آیا ہوں میرا عقد حسینہ سے ہو جائے عنقریب سر حمزہ بھی لاؤنگا اور یاد ادھر حسینہ بھی بہر وصل شہزادہ بیقرار تھی اسنے بھی بختیارک سے کہا کہ اب تامل کرو نکاح

بیاکر دو بختیارک نے کہا ای ملکہ تم نے جلدی کر کے کام بگاڑا خیر آج تیاری کرو تاکہ عقد ہو جائے اور اُسکے وصل سے تم مسرور ہو یہ سنکر حسینہ باغ مین آئی حکم آرایش و زیبایش اپنے ملازمون کو دیا انھون نے پانی نہرون کا چھلکایا درختون کی ستراشی کی بارہ دری کو آراستہ کیا سامان نشاط مہیا کر دیا کہ ابیات

کی وہ سب جا منقش و رنگین — خوب کی فرش سے وہان تزئین
ہمہ دیبائے روم اور حریر — مخمل و پرنیان بر دے سریر
وہان گلدستون سے کہین تھی بہار — کہین آئینہ رونقِ دیوار
سارے کمرون مین لخلخون کا بخور — اور چراغان کا ہر طرف کو وفور
بید و مشک و گلاب سب موجود — اور جلایا تھا مشعلون مین عود
پھر دُلھن کا بھی سب جلوس کیا — رونق حجلۂ عروس کیا
پھر تو اُس جا عروس ماہ لقا — ہوئی خلوت مین آ سریر آرا

اور بارگاہ سلیمانی مین واسطے علمشاہ کے بزم نشاط کو ترتیب دیا طائفے حاضر ہوئے نظم

بارگہ تھی وہان جو عالیشان — کیا بزم نشاط کا سامان
تخت نوشاہ کو کیا برپا — تھے نصب جس مین لعل بیش بہا
پہلوے تخت کے یمین و یسار — چار سو کرسی مرصع کار
بیٹھے اُن کرسیون پہ غیرت بدر — شاہ و شہزادگان عالی قدر
تھے مغنی لیے سب اپنا ساز — اک طرف مطربان خوش آواز
نغمۂ دلفریب ہوتے تھے — مرد و زن نا شکیب ہوتے تھے

علمشاہ خلعت فاخرہ پہن کر سہرا باندھ کر دولھا بنے ہوئے تخت پر جلوہ گر تھے جام مئے ارغوانی کا دور چلتا تھا ہنگامہ نشاط گرم تھا انکو تو اس مزے مین چھوڑیے لیکن لشکر امیر کا ذکر سنیے کہ بادشاہ حالت زخمداری مین پہاڑ پر بیہوش پڑے ہین اور دیگر امرایان سلطنت سب کے سب زخمی ہین جب بادشاہ کو ہوش آتا ہی فرماتے ہین کہ مجھے گھوڑے کی پیٹھ پر باندھ کر لشکر حریف مین جانے دو کہ اس بے عزتی سے لڑنا اور جان دینا بہتر ہی اس کلام سے شاہ کے گریہ ناموس امیر مین بلند ہوتا ہی لیکن جب آنکھ بادشاہ کی دوبارہ غش سے کھلی فرمایا کہ ایک عمرو کے نہونے سے لشکر اسلام پر یہ آفت ہی برائے نام سبھی عیار جمع ہین لیکن کسی سے کچھ نہین ہو سکتا یہ کلمہ طرز جہتر بن جہتر چلا لاکر

بن عمرو کو سنکر برا معلوم ہوا اور دل سے مشورہ کیا کہ یا تو چل کر اپنی جان دیدے یا اس قحبہ حسینہ کو مار ڈال
یہ سوچکر بہانہ عیاری سے آراستہ ہوکر روانہ ہوا اور جب لشکر لقا مین پہونچا دھوم علمشاہ کی شادی کی
دیکھی خدمتگار کی صورت بنکر ایک شخص سے پوچھا کہ کس کی شادی ہے اُسنے سب ماجرا حسینہ کے عقد کا
بیان کیا اور کہا حسینہ باغ سے بیاہ کے آئیگی چالاک باغ کا پتا پوچھکر چلا اور قریب باغ پہونچکر صورت
اپنی ایک ساحر کی بنائی کھوے چندن کے تمام جسم پر لگائے بال فتیلہ بٹ کر جٹائین خاک آلودہ کرکے
لٹکائین سامری و جمشید کی تصویرین کہنی تک باندھین تہمبری دھوتی باندھکر ایک تختی ماتھے پر ہیرے
کی اس طرح سے جڑی کہ معلوم ہوتا تھا گویا ماتھا ہیرے کا ہے اور اس تختی پر کندہ کیا ہے کہ مصاحب خاص
افراسیاب جادو ہاتھون مین ترسول اور منقل آتشین لیکر اندر باغ کے آیا جسنے پوچھا کہ آپ کون ہین کہا
افراسیاب کے پاس سے آیا ہون لوگون نے بڑھکر حسینہ سے خبر کی یہ حجلۂ عروسی سے باہر نکل آئی اور
استقبال کیا اندر بارہ دری کے لائی کہا تشریف رکھیے چالاک نے کہا ہمین بیٹھنے کا حکم نہین یہ نامہ تمھین
شہنشاہ نے دیا ہے اسکا جواب لکھ دو یہ کہکر ایک نامہ نکال کر دیا حسینہ نے پڑھا لکھا تھا کہ مرحبا کیا کہنا ای
حسینہ تم نے بڑا کام کیا کہ لشکر حمزہ کو برباد کیا ہم باغ سامری مین سیر کو گئے تھے وہان سے میوہ تھوڑا
لائے تھے سب اپنے ملازمون کو تقسیم کیا تمھین تھوڑا سا مکار جادو کے ہاتھ بھیجا ہے اس میوے کے
کھانے سے عمر بڑھتی ہے کس لیے کہ باغ سامری مین بڑی بڑی کرامت ہے تمھین چاہیے کہ اس میوے
کو ہمارے سر کی قسم جسوقت پہونچے اُسی وقت کھانا اور اُن لوگون کو جو تمھارے مصاحب خاص
ہون میوے کھاتے وقت رکھ لینا باقی اور کو ہٹا دینا مبادا ایسا نہو کہ کوئی ناپاک ہو اور اُسکا
پرچھاوان پڑجائے اور بے ادبی ہو اب تم لڑائی بہت جلد فتح کرکے یہان آؤ تو ملک و مال اور
زیادہ عطا کیا جائے نامہ تمام والسلام یہ مضمون حسینہ پڑھکر شاد ہوئی اور سب کنیزون سے کہا تم باغ
کے باہر جاکر ٹھہرو اور چند انیسون کو اپنے پاس رکھ لیا لیکن اسنے بھی کہدیا کہ اگر نجس ہو تو یہان نہ ٹھہرو
بعد اس انتظام کے کہا ای مکار جادو لائیے میوہ دیجیے چالاک نے کمر سے اپنی میوہ بہت سا
نہایت خوش رنگ و آبدار تر و تازہ نکالا اور طشتین منگا کر اسمین چنا پہلے آپ ڈنڈوت کی پھر حسینہ
کو دیا اسنے بھی سر پر رکھا اور کہا کیا پرورش شہنشاہ کی ہے مگر ہر حال مین اپنی کنیزون کا خیال رکھتے
ہین اور چونکہ اپنے سر کی قسم نامہ مین شہنشاہ نے لکھی ہے کہ ابھی میوہ کھانا لہذا ای مکار مین تمھارے
سامنے کھاتی ہون تم شہنشاہ سے عرض کر دینا یہ کہکر وہ میوہ کہ آغشتہ بیہوشی تھا آپ بھی کھایا
اور انیسون کو بھی کھلایا کھاتے ہی بیہوش سب ہوئین اور چالاک نے سبکے سر کاٹ ڈالے

حسینہ کو بھی ذبح کیا انکے مرتے ہی شور و غل برپا ہوا تاریکی چھاگئی ساحرنیاں اور ساحر باغ کے باہر سے دوڑے لیکن چالاک نے اسی تاریکی مین حرز ہیکل امیر کی گلے سے حسینہ کے اُتار لی اور دیوار باغ پھاند کر روانہ ہوگیا اور ساحر بھی گھبرا کر بھاگے ہنگامہ بپا ہوا اب کیفیت سُنیئے کہ بارگاہ سلیمانی مین علمشاہ جو دولھا بنے بیٹھے تھے حسینہ کے مرنے سے سحر اینر سے اُتر گیا اور لمحہ بھر بیہوش ہوگئے پھر جو آنکھ کھلی دیکھا مین دربار لقا مین بیٹھا ہون اور وضع میری زمرد پرستون کے مانند ہی یہ دیکھ کر انھون نے اہل دربار سے پوچھا کہ مین کس حال مین ہون انھون نے کہا آپ کی شادی ہی اور آپ نے خداوند کو سجدہ کیا ہی سارا حال عشق اور لڑنا انکا از ابتدا تا انتہا سب بیان کیا علمشاہ غضبناک ہوکر اُٹھا کہ افسوس اس کافر نے مجھ ایسے مجاہد سے لشکر اسلام کو قتل کرایا اور اپنے تئین پرستش کرایا پس شمشیر کھینچکر نعرہ کیا کہ نظم

علمشاہ رومی شہ فیل زور　　کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور
من آنم کہ نامم زہر انجمن　　نخوانند جز رستم پیلتن

بارگاہ لقا مین شمشیر زنی شروع ہوئی غلغلہ جو ہوا سرداران امیر ایک خیمہ مین مقید تھے اینر سے بھی سحر بوجہ مرنے حسینہ کے اُتر گیا تھا نعرہ علمشاہ سُنکر لندھور اور ہاشم تیغ زن وغیرہ قید آہن توڑ کر ہتھکڑی بیڑی پھینک کے نکلے اور دربانون کو مار کر اسلحہ لیکر بارگاہ کی طرف دوڑے علمشاہ بھی لڑتے ہوئے باہر آئے تھے لشکر لقا جو باہر اُترا ہوا تھا اسپر گرے فوج جلدی کمر بندی کرنے لگی لیکن انھون نے ہزارون کو دم بھر مین قتل کیا ایک تہلکہ پڑ گیا اس عرصہ مین چالاک نے جاکر پہاڑ پر لشکر اسلام کو اس حال کی اطلاع دی جو سردار کہ بہت زخمی نہ تھے وہ فوج تیار کر کے آگے بڑھے راوی کہتا ہی کہ امیر حمزہ کو عیار جو غار مین بند کر آیا تھا بعد ایک روز کے وہ ہوشیار ہوئے اور پتھر در غار پر سے ہٹا کر باہر نکلے لیکن راہ بھول کر کوہستان مین پھرا کیے دو روز کے بعد ایک کاہ کش کو صحرا سے اُجرت دیکر ہمراہ لیا اور اسوقت قریب لشکر پہونچے کہ سردار اور علمشاہ فوج سے لقا کی لڑ رہے تھے کہ یہ بھی آکر حملہ آور ہوئے اور اسم اعظم پڑھا کہ سحر ساحران حسینہ کا کچھ اثر نہ کر سکا اور پھر کر تلوار چلنے لگی سر مثل کاسئہ گدائی کے ٹھوکرین کھانے لگے نظم

ہوئے حمزہ کے گرد با شر و شور　　تھا سلیمان پہ اک ہجوم مور
یک تلوار اور دو سہ چہار　　پیکر ناریان ہوئے فی النار
بڑھے جبدم مہاجر و انصار　　تھام کر تیغ و دشنہ و تلوار

گوش تک چلۂ کمان لائے — رخ بمیدان امتحان لائے
تھا جوان سے جوان تو پیر سے پیر — گرد سے گرد تھا گریبان گیر
کام کرتی جہان تلک کہ نظر — نظر آتے تھے لوٹتے تن و سر
گردن ان سرکشون کی پست ہوئی — بادۂ خون سے مرگ مست ہوئی
سپرون کا جو ابر چھایا تھا — تیغ نے صاعقہ دکھایا تھا
مومنین زور تیغ بران سے — لے گئے گوے فتح میدان سے
خوف شیران دین سے اہل ضلال — سب گریزان ہوے مثال غزال
کافران گلہ گلہ رو بگریز — مومنان بر قفا بہ خنجر تیز

آخر لقا شکست کھا کر قلعہ عقیق کوہ مین چلا گیا اور ساحر طرف طلسم کے بھاگے اور بہت سے مارے گئے امیر نے تمام اسباب حریف کا لوٹ لیا اور بارگاہ سلیمانی لیکر جہان پہلے استادہ تھی وہین برپا کرائی لشکر اُترا یا ذارین کھلین پہاڑ پر سے ناموس اور بادشاہ وغیرہ سب داخل لشکر ہوے ہر ایک کی زخم دوزی ہوئی چالاک نے حرز ہیکل امیر کو دی اسے خلعت امیر نے دیا اس طرف بختیارک نے عرضی سلیمان سے پھر لکھوائی کہ ای افراسیاب اب اور کسی کو بہر امداد اپنے خداوند کے روانہ کر دو کس لیے کہ حسینہ نے خداوند کی یہ خطا کی کہ وہ پسر حمزہ پر عاشق ہوئی لہذا خداوند نے اُسکو غارت کر دیا اب خداوند منتظر ہین جلد تعمیل حکم بجا لانا یہ لکھکر پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا پنجہ پیدا ہوا عرضی اُٹھا لے گیا لیکن حال طلسم کا سُنیے کہ پنجہ اُٹھا کر برق لامع کو پاس افراسیاب کے باغ سیب مین لایا اُسنے رو سحر کر کے اُسکے ہوشیار کیا اور حقیقت حال زبانی اسکی سُنکر فرط ندامت سے سر دھنا برق لامع کو اُسکے ملک کی سمت رخصت کیا اور چاہا کہ برق چشمک زن کو طلب کر کے بہر مقابلہ مہرخ روانہ کرون اُس وقت ایک ساحر زبردست آفت جادو نام مقرب بارگاہ شاہی سردار ذی احترام حال پر شاہ کے ہنس پڑا افراسیاب رنجیدہ بیٹھا تھا اُسکو بیجا خندہ زن ہوتے دیکھ کر بغضب تمام فرمایا کہ ای بے ادب بجائے افسوس و گریہ حال پر اپنے مالک کے ہنستا ہے آفت نے کہا ای بادشاہ مین عمرو اور مہرخ کے اقبال کو دیکھ کر ہنستا ہون کہ کیسے کیسے ملازم اور جان نثار سامری و جمشید کے یادگار اُن لوگون کے ہاتھ سے ذلت اُٹھاتے ہین اور بھاگ بھاگ آتے ہین حقیقت تو یہ ہے کہ عمرو پر فتحیاب ہونا بہت مشکل ہے افراسیاب ان کلمات لاطائل سے آگ ہو گیا اور کہا بدسیر نالائق دور ہو آج سے دربار مین نہ آنا تو شوکت حریف کی بیان کرکے

میرے اہل دربار کی دل شکنی کرتا ہے جادہ صواب سے خلاف قدم دھرتا ہے آفت ساحر معزز ہے اسکو سخنان
درشت کی تاب نہ آئی اور گویا ہوا کہ اے افراسیاب اسی غرور اور استکبار سے سامری نے تجھ پر یہ بلا نازل
کی ہے کہ بمصداق ؎ غرور جسنے کیا مورد عتاب ہوا ✣ معلم الملکوت آج تک خراب رہا ✣ ان ذلتون
کو بھی اُٹھا کر تو باز نہین آتا مین سچ کہتا ہون کہ عمرو کو تو قتل نکر سکے گا بلکہ دین بھی اُسکا مجھے سچا معلوم ہوتا ہے افراسیاب
نے کہا معلوم ہوا کہ تو بھی شریک عمرو کا ہے جبھی اُسکی تعریف و طرفداری کرتا ہے خیر اس بدزبانی کا مزا ابھی تجھ کو
چکھاتا ہون دیکھون کہ عمرو کیونکر تجھے بچاتا ہے یہ کہکر اپنے ملازمون کو کہ ہزارون ساحر اُسوقت حاضر
دربار تھے حکم دیا کہ اس گستاخ کو گرفتار کرین ساحر آفت کو قید کرنے اُٹھے اُسنے بھی چاہا کہ سحر کرون
لیکن یہ تنہا تھا وہ بہت تھے کچھ بس نہ چلا اور ساحرون نے فوراً مقید کر لیا افراسیاب نے حکم کیا کہ
دریاے خون رواں کے پار لے جاؤ اور گنبد نور کے سامنے طلسم ظاہر مین جو میدان وسیع ہے
وہان لکڑیون کا انبار کر کے اسے سامنے لشکر مہرخ کے جلادو کہ وہ بھی اسکا حال خراب دیکھے اور وہان تک
عیار وغیرہ سب آسکتے ہین دیکھون کہ اسکو کیونکر چھڑا لے جاتے ہین آج شب بھر یہ تیرہ روزگار
اُسی میدان مین قید رہے کل صبح کو ما بدولت بھی گنبد نور پر جدھر مہرخ کا لشکر دکھائی دیتا ہے
اس طرف کے کمرے مین آکر بیٹھین گے اور سیر اُسکے جلنے کی اور حسرت کرنا اُسکے مددگارون کا ملاحظہ
کرینگے یہ حکم سُنکر کئی ہزار ساحر آفت کو مقید کر کے بحفاظت تمام لے چلے تمام طلسم باطن مین غلغلہ
پڑگیا اور آفت کے گھر مین بھی یہ خبر پہونچی زوجہ اسکی ملکہ ہلال سحر افگن جادو مع کئی سو کنیزان
خوش جمال کے روتی پیٹتی چلی کہ دیدار آخری اپنے شوہر کا دیکھ لون اور جتنے دوست اور ملازم
آفت کے ہین وہ سب گریان و نالان باموے پریشان چاک گریبان روانہ ہوے لیکن خوف
سے شاہ طلسم کے کوئی پاس نہین جاتا ہے بلکہ سب دور دور چلے آتے ہین جس وقت کہ قید اسکی دریا سے
پار اُتری سارے طلسم ظاہر مین غلغلہ پڑگیا اور طائران سحر نے خبر جا کر حیرت کو پہونچائی یہ بھی سوار
ہوئی کہ اس حال کو چلکر دیکھون سب افسران فوج ساتھ ہوے نقارے طلسمی بجنے لگے منادی
نے ندا کی جو شخص شہنشاہ طلسم سے سرکشی کریگا یہی حال اُسکا بھی ہوگا شدہ شدہ یہ خبر لشکر مہرخ مین
بھی پہونچی مہرخ نے سُنا کہ آفت جادو ہماری محبت مین جلایا جاتا ہے عمرو نے بھی سُنا سب کے
سب بیقرار ہو گئے اور مہرخ نے نفیر سحر بجائی کل لشکر تیار ہوا چاہا کہ جا کر آفت کو چھین لاؤن مگر
عمرو نے کہا اے ملکہ فوج بادشاہ طلسم سے تم مقابلہ اگر کر سکتین تو ہم پھر شاہ طلسم کو قتل نہ کر ڈالتے
یہ مصیبت کیون اُٹھاتے بھلا تم کیونکر آفت کو چھین لاؤ گی اس سے بہتر ہے کہ سرداران لشکر نبرد

کچھ زمین مین غرق ہو جائین اور کچھ آسمان کی طرف اڑین اور چھپ کر بر سر موقع ٹھہرین جب میرے نعرے کی صدا سنین اور افراسیاب کو بیہوش دیکھین اسوقت قتل و غارت آغاز کرین اور تھوڑا لشکر یہان رہے اور تھوڑا سرداروں کے ساتھ جائے اور کمین گاہ مین بیٹھے اور یہ سب انتظام پردۂ شب مین تمام کرنا اتنا دن جو باقی ہوا سے گذرنے دو ورنہ حال کھل جائے گا لیکن مین ابھی سے جاتا ہون اور فکر عیاری کی کرتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اور صحرا مین پہونچکر ذفیل عیاری بجائی سب عیار ایک جگہ جمع ہوئے اُنسے سارا حال کہا سب نے عمرو سے بیان کیا کہ ہم یہ عیاری کرینگے جو عیاریان کہ عیارون نے بیان کین وہ عمرو نے پسند کین کہ حال اُنکا آیندہ مذکور ہوگا اور سب عیار چلے عمرو بھی ایک سمت روانہ ہوا اور اس طرف ساحران غدار آفت کو لیے ہوئے اسی میدان مین پہونچے حیرت بھی آئی اور ایک طرف ٹھہری اور ازبسکہ حکم افراسیاب تھا کہ شب بھر مقید رکھکر انبار ہیزم لگانا اس وجہ سے جب ماتم کدہ دہر مین عروس روزگار نے لباس سیاہ پہنا اور شام غم نے لعبت الم منہہ دکھایا کہ نظم

عابد زندہ دار شب مہتاب — اس مصلائے نیلگون پہ شتاب
رشتۂ کہکشان کو لے بصفا — دانۂ اختران پرونے لگا
اسکو تسبیح کی تھی اس لیے فلک — تا کرے اپنے کبریا کا ذکر

آفت کے واسطے چوکی اور پہرا مقرر ہوا ایک طرف حیرت کا خیمہ استادہ ہوا یہ بھی فروکش ہوئی ایک ساحر تدبیر جادو نام جنگل کٹوا کر ہر سمت سے منگوا کر لکڑیان انبار کرنے لگا لشکر کا طلایہ ہر طرف پھرتا تھا اور اس طرف مہرخ نے حسب نصیحت خواجہ نصف فوج کو ہمراہ لیا اور براہ مخفی روانہ ہوئی اور قریب اُس بیابان کے پہونچکر ساحر سمت زمین و آسمان جا کر چھپے کمین گاہ مین ٹھہری لیکن عیار جو مشورہ کر کے چلے تھے ان مین سے برق فرنگی قریب اُس میدان کے جب آیا اُسنے تدبیر کو لکڑیون کی تدبیر کرتے دیکھا صورت اپنی ایک ہیزم کش کی ایسی بنائی اور پشتارہ کاندھے پر رکھکر سامنے تدبیر کے آیا کہا مین ایک درخت کاٹ رہا تھا اس مین سے شعلہ نکلا اور وہ شعلہ پری بنکر ناچنے لگا مین بھاگا آپ بھی چلکر دیکھیے تدبیر کو ایک تعجب ہوا اور برق کے ہمراہ چلا برق اُسکو تنہائی مین لایا اور حباب بیہوشی اسکے منہہ پر لگا کر اسے بیہوش کر دیا اور غار مین کپڑے اُتار کر بند کر کے اسکی صورت آپ بنکر آیا اور ہر سمت انتظام لکڑیان جمع کرانے کا کرنے لگا اب لکڑیون کو اس طرح انبار کرایا کہ بیچ انبار مین اسکے جوف رکھا ایسا کہ اگر چاہین تو دو

مین آدمی اس جوف مین آکر جدھر جا ہین چلے جائین یہ تو اس کام مین مصروف ہی کہ قران بھی یہان آیا اور لکڑیون کا انبار دیکھ کر ایک جگہ جنگل مین بیٹھ کر نقب کھودنے لگا کہ نیچے لکڑیون کے جاکر نکلون اُسوقت ضرغام اور جانسوز بھی آئے او رصورت ساحرون کی بناکر لکڑیون کے ڈھیر پر روغن بیہوشی آمیز اور بیہوشی ڈالنے لگے یہ سب تو اپنے اپنے کام مین مصروف ہین لیکن ذکر عمرو کا سنیے کہ یہ جو مشورہ کرکے چلا کنارے کنارے دریاے خون روان کے روانہ ہوا یہان تک کہ قریب ایک باغ کے پہونچا دیکھا گلشن نگارین ہی رشک دہ بہشت برین ہی درخت سرکشیدہ و بلند ہر نہال فیض باغبان ازل سے نہال وار چمند لیکن ہر طرف اوداسی چھائی ہی ہر ایک گل گریبان چاک ہی نہ وہ رعنائی ہی نہ زیبائی ہی نظم

تھی ہمہ لاجورد جو دیوار	اس مین رخنے پڑے ہزار ہزار
تھین جو سقفین منقش درنگین	ہین ابابیل آشیانہ گزین
گیروا فاختہ کا پیراہن	ہین سرگشتہ دگور دگو زن
شاخ پر بلبل حزین یکسو	کر رہی ہی صدائے فاعتبروا

عمرو جب اندر باغ کے پہونچا ایک گوشہ مین ٹھہر کر نظارہ کنان ہوا عجیب معاملہ نظر آیا یعنے بلکہ ہلال سحر افگن زوجہ آفت کی جو غم شوہر مین گھر سے چلی تھی طلسم ظاہر مین یہ باغ اسکی سیرگاہ ہی اس لیے یہان ٹھہری ہی کہ شب بھر پیخ و ماتم و نوحہ و شیون کرے اگر صبح کو اپنے شوہر کے پاس جاکر اپنی بھی جان دے لہذا عمرو نے دیکھا کہ کئی سو عورتین سیہ پوش ملکہ کو گھیرے مشغول گریہ بکا ہین اور بیچ مین وہ غیرت ماہ تابان خسوف الم مین مبتلا اپنے شوہر حزین کو یاد کر کے بلبلاتی ہی اور روتی ہی کہ نظم

بید مجنون کا اک درخت وہان	جسکے سایے مین عاشقون کو امان
شاخ تھا بے وہ نازنین کمسن	حسن مین بے نظیر و حسن کے دن
نہ تو دنیا کی کچھ خبر اسکو	نہ تو پروائے یاد سر اسکو
تھی وہ بیزار اپنے جینے سے	کام تھا خون دل کے پینے سے
گاہ جانان کا نام لیتی تھی	گاہ دل تھام تھام لیتی تھی
گاہ بیرون خموش رہتی تھی	گاہ باد صبا سے کہتی تھی
اے صبا ہو گذار گردان تک	یعنے زندان مین میرے جانان تک

کہیو اک نامراد مرتی ہے	نزع مین تجھ کو یاد کرتی ہی
دیکھ کر اس طرح اُسے مایوس	برگ ملتے تھے واں کھف افسوس

عمرو نے بین کرتے جو اُسکو سنا سمجھا کہ یہ زوجۂ آفت ہی فوراً گوشہ باغ مین چھپکر صورت اپنی ایک ضعیفہ عورت کی بنائی کہ سر سفید کوزہ پشت لکڑی ہاتھ مین لیے روتی ہوئی ہاے ای فرزند کہتی ہوئی سامنے اُس نازنین کے پہونچی اور سر سے پاتک بلائین لین گلے لگا کر خوب روئی اور کہا مین آفت کی کھلائی ہون غرض بعد رونے پیٹنے کے کہا ای ملکہ در باغ تک تم تنہا میرے ساتھ چلو مین ایک تدبیر کو بہر رہائی تمھارے شوہر کے جاتی ہون تم بھی وہ کیفیت سُن لو ہلال سب کو چھوڑ کر اکیلی بڑھیا کے ساتھ چلی عمرو نے اُسکو تنہائی مین لاکر حباب بیہوشی منھ پر مارا کہ بیہوش ہوگئی پس پیرہن اُسکا لیکر اپنی صورت مثل اُسی کے بنائی اور اسے زنبیل مین رکھ لیا وہان سے جب پھر کر اُسی جگہ آیا کہ وہ کنیزین کھڑی تھین یکایک پکارا کہ ست ست اُسوقت کنیزین انیسین جلیسین قدم پر گر کر سمجھانے لگین کہ ای نازک بدن یہ سن و سال تیرا جلنے کے قابل نہین واسطہ سامری و جمشید کا اس برہ کی آگ کو دل سے بجھا ہلال نے جواب دیا کہ ؎

جسے عشق کا تیر کاری لگے	اُسے زندگی جگ مین بھاری لگے

ساری عمر آتش فراق مین جلنے سے یہ بہتر ہی کہ اپنے دلدار کے ساتھ جل کر نائرہ مہاجرت سے ٹھنڈی رہون کہ ؎

لازم ہی سوز عشق کا شعلہ عیان نہو	جل بجھیے اسطرح سے کہ مطلق دھوان نہو

یہ کہکر زار زار روئی اور پکاری کہ دوہرہ

آہ کرون تو جگ جلے اور جنگل جلجاے	یہ پاپی جیرا نا جلے کہ جیمان آہ سماے

اور کنیزون سے حکم کیا کہ لاؤ اسباب عروسی کہ اس رات کو سامان آخری اور وصال جاودانی کرلین اور ملاقات روحانی کے لیے آراستہ ہولین کنیزین کشتیان لباس و زیور کی سامنے لائین ہلال نے اپنی زلفون کو سنوار کر اور بالون کو بکھیر کر پشت پر ڈالا اور بال مین موتی پرو دیا کہ یہ معلوم ہوتا تھا بقول کبشر ہندی بیت

چھگے چھو چھار با لون مورپنکھ دار پھولن کی دار دو سو تن بجارے ہین
بین مینہار کدھون ناگن کے ناگ کدھون نار کنتول کی سو بین سوارے ہین

انگا جر سون کارے اندھیارے سونی ندھیارے پریم بسیت اوپر ڈارے سدا سون سدھارے ہین

لانبے لہکارے گوری پیٹھ اوپر ڈارے سونے کی دیوالا وپر جوتی کے پنارے ہین

اور مسی کی دھڑی اور پان کا لاکھا اس طرح جمایا کہ دل اہل کا دھڑی دھڑی کرکے لوٹ لیا بلکہ لاکھ نے جان عشاق پر کرو را کیا کہ کبت

کبلنگ کہا کیہے ایما یا ہی گن راجت اور بسی کی

جاؤن سے درسی سکیان سو کان بھی بس تیری سکھیان کی

چندر کے آنن ہین تل راجت ایسی براجت فانت مسی کی

پھولن کی پھلوارن مین مانون کھیلت ہین جھونا جیسی کی

اور سر سے پا تک سرخ لباس زیب جسم فرمایا شعلۂ آتش عشق کو دونا بھڑکایا گات کو ابھار کر جوبن کا عالم دکھا کر دل عاشق کو بیتاب بنایا کہ کبت

سبو کی سی ہشو اکد ھون زنار بارہ کی سی سری بھل کے ٹھاٹھ مانون نارنگی لگائی ہین

ہیا پھاٹک کے ٹھاٹھ جھیی دریائی کی سی مردنگی کی سنک دیا الٹ دھر آئین ہین

کھیلنے کے گیند آئی چکوی چکوا جھوہا ہوت تیری بھجن مین کنج کی سی چھائین ہین

کہت پریم داس رہیے پریم ہی کے ساتھ کام جوٹ کا ڈبے کو تو مری لگائین ہین

المختصر جب اس طرح آراستہ و پیراستہ ہو چکی کنیزان خوش رو و یاسمن بو نے ستی کی پوجا کی اور ہار پھولون کے دونے مٹھائیون کے گرد اس نازک بدن کے ڈھیر کر دیے اور تخت پر ملکہ سوار ہوئی کہارون نے تخت اٹھا لیا ہلال نے قہقہہ لگایا اور بقول شاعر ہنست کھیلت اب چلی ہی سائین کے دربار۔

ایک ناریل لیے دمبدم اسکو اچھالتی روانہ ہوئی جدھر سے وہ تخت نکلا تمام ساحران طلسم رعایا برایا سب کا مجمع ساتھ ہوا ہر ایک مراد اور منت مانگنے لگا پوجا ہونے لگی ستی کے ہاتھ سے بر سالکو کے طلبگار ہوے چاہتے تھے کہ اسیس دے اور ستی جب خلق کا مجمع زیادہ دیکھتی تھی تخت ٹھہرا کر ندمت دنیا کے دون ہر ایک کو مشتاق ہر سے گیان دھیان لگانے کی تاکید کرتی کہ بجا جوا نہر سے پسیت کرے اور گھٹ مین جکے وہ بسے ہردے مین سمائے تن من اسی کے نام پر سا پنے اسکو پران چھوڑنا آسان ہو جب چولا چھوٹے تب سکھ پائے سنسار مین پریت کی ہر کی اچھا سنیورن ہے جس سے ہر دم ہر سے بھینٹ رہے ایک ہو جائے کہ نظم

	ہر گھٹ مین واکی پرچھائین		الف ایک بور نگی سائین	

جہان دیکھو تہان روپ ہی نیارا ایسا ہی پورنگی پیارا

دھن کہے تو کیا کہے کچھ کہنے کی نہین بات
سمندر سما یو بوند مین اچرج بڑو دکھات

ڈفلی اور بانسری سامنے تخت کے بجتی تھی ستی کسی کو پھول توڑ کر دیتی کسی کو خاک پوجا پر کی اگیار کے حوالہ کرتی کلام نصیحتانہ فرماتی روانہ تھی یہان تک کہ نایرۂ فراق شاہد شب مین جلتا ہوا گنبد شرق سے بیتابانہ نکل کر تخت فلک پر سوار ہوا اور جگر سوزی عالم کو دکھانے لگا نظم

اک طرف سے عیان ہوا خورشید صبح کو ہے کے جا نماز سفید
طالب طاعت آلہ ہوا یعنے خود شکل سجدہ گاہ ہوا

صبح ہوتے ہوتے ستی اُسی میدان مین جہان انبار ہیزم ہی پہونچی اور افراسیاب بھی اپنی خوابگاہ سے اٹھکر گنبد نور پر آکر جلوہ گر ہوا اور اس طرف آفت جادو آفت مین مبتلا با دل حزین مجروح قلب سے درگاہ خداوندی مین استغاثہ کر رہا تھا کہ خداوندا مین بھی مثل مہرخ کے مطیع اسلام ہوا ہون مجھ پر سے اس آفت کو دور کر دے اور بواسطہ خاصان خدا کا دلایا کہ کبت سگر و سنسار پکارت ہی جبرئیل کہ انتر تو یہن سکھایو + تین سو برس نبی جی سے آگے ناہر سے سلمان کو جھگرایو + بھیر پڑی جب کبھی کی تب انتر مار کے سین چلایو + مین نتی کر دن سنگھ الہ کہ میرے ہی بار کو بیر لگایو + یہ دعا کر رہا تھا کہ یکایک ہنگامہ ہوا اور تخت ستی کا وہان آیا ساری خلقت اسی طرف چلی اور تخت کو گھیر لیا پوچھنا شروع کیا کہ ہمارے یہان اولاد کب ہوگی کسی نے کہا مین محتاج ہون مجھے دھن دولت کب ملیگی اسی طرح سب سوال کرتے تھے اور جواب ستی سے پاتے تھے کہ اس غلغلہ کو دیکھکر افراسیاب نے ساحران دربار سے حال پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہی ایک نے عرض کی کہ زوجۂ آفت جادو شوہر کے ساتھ جلنے آئی ہی یہ سنکر اُسنے بھی ستی کو اپنے روبرو طلب کیا اور اُسکے جمال دلفریب کو دیکھکر غش کر گیا بہت سمجھایا کہ اے نازنین ملک و مال لے مجھے اپنا شیدا جان کر جلنے سے باز آ اس ماہ وش نے جواب دیا کہ اے بادشاہ جب اس برہ کی آگ ٹھنڈی ہو تب چولا سکھی رہے ان دھن دولت کو مین سب خاک سمجھی ہون کہ دوہرہ

لکڑی جل کوئلا بھئی اور کوئلا جلکر راکھ مین پاپن ایسی جلی نہ کوئلا بھئی نہ راکھ

یہ کہکر تخت سے کود کر آفت کے پاس آئی اُسکو بحکم شہنشاہ ساحر انبار ہیزم پر بٹھا چکے ہین کہ ستی نے وہان پہونچکر اُسکو گود مین لیا اسوقت ساحرون نے آکر ستی کے ہاتھون پر کا جل پایکر امتحان لیا کہ یہ جل جائیگی یا عشق اسکا جھوٹا ہی دیکھین عشق کی آگ اسکے تن من کو جلا چکی ہی یا نہین غرضکہ جب کا جل

اُتھیلی پر پار استی میٹھی ہنسا کی اُسوقت اس میدان مین ایک انبوہ خلائق تھا حیرت مع تمام ساحران نامی کے گرد انبار کے کھڑی تھی کہ یکایک ضرغام وجانسوز نے جو انتظام کرتے پھرتے تھے پچکے گھی اور تیل کے سبب مین بیہوشی ملی ہوئی تھی لکڑیون پر لا کر انڈیلے اور برق نے پولا جلا کر آگ لگا دی یکایک شعلہ بلند ہوا اور چار سمت سے آگ بھڑکی اسوقت عمرو جو آفت کو لیے بیٹھا تھا اُسے جال مین لپیٹ کر زنبیل مین رکھکر اُس جوف مین کودا جو برق نے بنایا تھا جب تہ زمین پر پہونچا وہان قران نقب لگائے بیٹھا تھا اُسنے کمند مار کر عمرو کو گھسیٹ لیا اور براہ نقب جہان سے نقب لگائی تھی اُس مہرے پر نکلا اس عرصہ مین سارے انبار مین آگ لگی اور بیہوشی کا روغن اور منون بیہوشی جو اُسپر پڑی تھی اسکا دھوان گئی سو کوس تک پھیلا جتنے ساحر جمع تھے اور حیرت مع فوج کے چھینکین مار کر بیہوش ہو کر گرے اسوقت عمرو اور قران خنجر کھینچ کر دوڑے اور نعرہ بلند کر کے بیہوش ساحرون پر گرے اور سر کاٹنے لگے ان کے سب کے تھنون مین بھول واقع بیہوشی بڑھے ہین کہ خود بیہوش ہو جائین پھر تو برق فرنگی اور ضرغام اور جانسوز سب ساحرون کے سر کاٹتے تھے اور انکے نعرے کی صدا اُسنکر مہرخ اور بہار اور نافرمان اور سرخ مو وغیرہ کوئی زمین سے اور کوئی آسمان کی طرف سے پیدا ہو کر آفت برپا کرنے لگے ناوک اور ترنج گولے فولادی لگاتے تھے کہ ساحرون کے سینے ٹوٹتے تھے اور شعلے انکے مرنے سے اور زیادہ بلند تھے آندھیان اُٹھتی تھین اور دھوان بیہوشی کا ایسا بلند ہوا کہ افراسیاب کے کمرے مین جا کر گھٹا اور افراسیاب کمرے پر جھکا ہوا یہ ہنگامہ دیکھتا تھا کہ یکایک بیہوش ہو کے قلابازیان کھاتا ہوا طرف نشیب کے چلا کہ پتلے زمین سے پیدا ہوئے انھون نے شہنشاہ کو روکا اِس عرصے مین اندر کمرے کے سب اہل دربار بھی بیہوش ہوئے لیکن مہرخ کی فوج کمین گاہ سے جو نکلی اُسنے اور تمام سردارون نے تھوڑے عرصہ مین ہزارون کیا بلکہ لاکھون آدمی ہلاک کیے ایک تلاطم ڈال دیا کہ نظم

کھینچی مہرخ نے سحر کی تلوار
صاعقے بجلیان گرین ہر سو
شور تھا ہر طرف کو ایسا بلند
برق محشر جہان گری ایکبار
سر دشمن پہ مثل برق آئی

شعلے اُٹھنے لگے ہزار ہزار
ہو گئے ڈھیر کشتہ ہائے عدو
ہوا پر فلک کو بھسم گزند
لشکر ساحران ہوا فی النار
بلکہ مثل اجل بفرق آئی

جب کہ وہ برق جلملانے لگی
پشت گاو زمین چرانے لگی
وہ چمکنا جو یاد آتا ہے
مہر گردون پہ تھرتھراتا ہے
پر تو تیغ سے وہان ناگاہ
جل گئی ہر طرف زمین پہ گیاہ
سر برستے تھے ہر طرف چون منیع
تیز تھا ہر طرف کو شعلہ سمت تیغ

دریاے خون جاری ہوا عمرو اسباب لشکر حریف کا لوٹتا پھرتا ہی جو مرتا تھا اُسکا پیرہن وغیرہ لیتا تھا کہ اس ہنگام مین پچھلے آکر حیرت کو میدان قتال سے اُٹھالے گئے اور افراسیاب کو بھی ہوشیار کر دیا اُسنے آنکھ کھولکر ہنگامہ محشر بپا دیکھا ساری فوج کو عاک خون مین غلطان پایا حیرت کو ہوشیار کرکے مارے ندامت کے پر پرواز پیدا کرکے سمت ظلمات چلا گیا اور حیرت جو ہوشیار ہوئی اُسنے سب کو ابر بحر برساکر ہوشیار کیا اور آمادہ جنگ ہوئی اسوقت مہرخ اور بہار وغیرہ سمجھین کہ ہم گنبد نور پر جانہ سکین گے اور حیرت اگر دریاے خون روان سے اشارہ کریگی تو دریا سحر کا ہی ہم سب کے لیے حایل ہو جائیگا پھر کوئی نکل نہ سکے گا فی الفور یہ سوچکر طبل بازگشت بجوا کر پھری عیار بھی بھاگ گئے یہان تک کہ سب بخیریت تمام قتل و غارت کرکے اپنے لشکر ظفر احتشام مین پہونچے اور داخل بارگاہ ہوے جشن عالی ترتیب دیا اسوقت عمرو اور سب عیار بھی آئے عمرو نے آفت وہلال سحر افگن کو زنبیل سے نکالا اُنھون نے اس آفت سے اپنے تئین بارگاہ مین پایا ہر سمت حیران ہوکر دیکھنے لگے اسوقت عمرو نے کہا اے آفت مین تجکو تیغ اسے مہلکہ سے بفضلہ تعالیٰ رہا کر لایا اور سارا ماجرا مفصل کہہ سنایا پھر تو آفت نے اُٹھ خواجہ کے قدم پر سر رکھا عمرو نے سر اُسکا سینے سے لگایا مہرخ کو نذر دلائی خلعت ملے بارگاہ مین انکی اُستادھو مین بعیش و آرام تسکین گزین ہوے لیکن افراسیاب رنجیدہ ظلمات سے پھر کر باغ سیب مین آیا ادھر حیرت نے لاشین ساحرون کی اُٹھوائین اور گریان و نالان لقبیہ لشکر کو لیکر داخل بارگاہ ہوئی اور چاہا کہ لشکر مہرخ سے بدلہ لے لیکن منتظر حکم افراسیاب ہوئی کہ دیکھون اس امر مین شہنشاہ کی کیا راے ہی اور ادھر افراسیاب جب باغ مین آیا بغضب تمام باغبان قدرت اپنے وزیر سے حکم دیا کہ جاکر بارگاہ مہرخ سے عمرو کو گرفتار کر لا اور جو کوئی بولے اُسے سزا دینا باغبان اسی وقت تنہا زمین مین بزور سحر غرق ہوکر چلا کہ اندر زمین کے تو کوئی عیار نہ ملے گا اور میان عمرو بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ یکایک ذہن مین آیا کہ اے عمرو اتنی بڑی ذلت تیری ذات سے شاہ طلسم کو ہوئی یقین ہی کہ کوئی نہ کوئی تیری تلاش مین آتا ہوگا تجھے چھپ جانا چاہیئے یہ سوچکر زنبیل سے ایک پہلوان

ملک کشمیر کا نکالا واضح ہو کہ عمرو نے اکثر ساحرون کو زنبیل مین قید کیا ہی بہت سے پہلوان جو مسلمان
نہین ہوے وہ زنبیل مین قید ہین اُنکو زنبیل کے محافظ جن کھانے دیتے ہین اور مقید ان
زنبیل جانتے ہین کہ ہم گویا ایک شہر مین ساکن ہین کیونکہ زنبیل مین سات شہر آباد ہین اور زنبیل
آدم صفی اللہ نے عمرو کو دی ہی شل ایک بٹوے کے ہی ذکر اسکا پہلے بھی مذکور ہوا فی الجملہ اس پہلوان
کو بیہوش کر کے اپنی صورت اُسکی بنائی اور بارگاہ مین ایک صحنچی کے اندر پلنگڑی پر اسے لٹا دیا
اور آپ گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا اس عرصہ مین باغبان زمین بارگاہ مہرخ مین پہونچا اور طبقہ
زمین کا توڑ کر باہر نکلا پکارا کہ منم باغبان قدرت ساحران نامی نے گولے اور ناریخ وغیرہ مارے لیکن اُسنے
کچھ ایسا سحر پڑھا کہ ہواے سرد چلنے لگی اور حضاران بارگاہ بیہوش ہوے باغبان نے دیکھا کہ عمرو بارگاہ
مین نہین ہی خیال کیا کہ سب بارگاہ دیکھ لون تو اور سمت صحرا وغیرہ مین ڈھونڈھنے چلون بس
ہر صحنچی اور سراپچہ وغیرہ مین تجسس کنان ہوا ایک جگہ پلنگڑی پر عمرو کو سوتے دیکھا بجبر مین دیگر اُٹھا اور چلتے
وقت سحر اپنا اُتار لیا کہ مہرخ وغیرہ کو ہوش آیا اور باغبان نے بلندی سے پکار کر کہا کہ اے نمک حرامان مجھے حکم
شہنشاہ صرف عمرو کی گرفتاری کا تھا ورنہ تم سب کے سر کاٹ ڈالتا خیر اب عمرو کو لیے جاتا ہون
اگر کوئی تم مین ایسا کہ چھین لے اسکو اُسوقت پھر ساحرون نے ناریل وغیرہ سنبھال کر تصد مقابلہ کا
کیا لیکن عمرو جو گلیم اوڑھے موجود تھا اُسنے کان مین مہرخ کے کہا مین گلیم اوڑھے کھڑا ہون تم سردارون کو روکو کسی کو
لڑنے نہ دو مہرخ نے سردارون کو ممانعت فرمائی کہ باغبان سے مزاحم نہو خواجہ کا خدا مالک ہی لے جانے
دو سب ساحر رکے اور باغبان اُڑا ہوا تھوڑی دیر مین بخدمت شہنشاہ پہونچا اور عمرو کے شکل کو
سامنے ڈال دیا افراسیاب نے حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد حسب الطلب حاضر ہوا کہا اس کو ہوشیار کر کے
قتل کر ساحرون نے نقلی عمرو کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا جب اُس پہلوان کی آنکھ کھلی ایک بادشاہ
جلیل القدر کے دربار مین اپنے تئین پایا گھبرا کر شہنشاہ کو سلام کیا افراسیاب نے کہا کیون او ناعیار
دیکھا تو نے کہ مین نے کتنا جلد تجھے گرفتار کیا اب بڑے عذاب سے تجھے ہلاک کرونگا اس پہلوان نے
عرض کیا کہ اے بادشاہ مین عیار نہین ہون بلکہ حضور کا غلام ہون اور ہم مذہب خداوند لقا کا پوجنے
والا ہون افراسیاب نے کہا ارے مین تیرے فریب مین اب نہ آؤنگا اور جلاد سے کہا اسے قتل کر
اس پہلوان نے کہا کہ اے بادشاہ آپ عدل فرمائیے تحقیق خوب کر لیجیے مین کشمیر کا رہنے والا
ہون خدا پرستون نے مجھے زیر کر کے چاہا کہ مسلمان کرین لیکن مین نے نہ منظور کیا اسوقت عمرو نے مجھے
زنبیل مین قید کیا آج مین حیران ہون کہ نہین معلوم حضور تک کون مجھ لایا اور کیونکر زنبیل سے چھوٹا

افراسیاب کو اسکے کلام عجز التیام سے شبہہ ہوا اور کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ یہ سچ کہتا ہی
عمرو نے اسکو اپنی شکل بناکر لٹا دیا تھا کہ باغبان پکڑ لایا ہی یہ معلوم کر کے پہلوان کا منھ دھلوایا رنگ
و روغن عیاری چھوٹا اصل صورت ظاہر ہوئی اسکو رہا کر کے خلعت دیا اور ملازم کر لیا بعد اسکے باغبان سے
کہا کہ تو کیسا عمرو کو گرفتار کر لایا تھا اُسنے عرض کیا کہ مین نے عمرو کی صورت کا انسان دیکھکر
مقید کیا مجھے فن عیاری مین دخل نہین مین سمجھا کہ یہی عمرو ہی میرا اس مین قصور کیا ہی
افراسیاب نے عذر اسکا پذیرا فرمایا اور ایک پنجے کو حکم دیا کہ صرصر عیارہ کو لشکر حیرت سے اٹھالائے
پنجہ جاکر صرصر کو لایا صرصر نے شہنشاہ کو تسلیم کی اسکو حکم ہوا کہ تو عیارہ ہی عمرو کو پہچان کر گرفتار کر کے
حاضر کر اور اگر نہ لائیگی تو بایمان خود تجھے قتل کرونگا کس لیے کہ تو کسدن کے لیے ہی دیکھ عیاران
لشکر اسلام کیسی جانبازی کر رہے ہین صرصر لرزان و ترسان عتاب شاہ دیکھ کر بانہاے عیاری سے
درست ہو کر روانہ ہوئی اور جب دریا کے کنارے پہونچی اور عیار پچیان طلین انسے سارا ماجرا بیان
کیا وہ بھی بہر عیاری روانہ ہوئین اور صرصر بہ شکل مبدل قریب لشکر مہرخ پہونچکر ہر طرف پھرنے لگی
اتفاقاً ایک کنیز ملکہ مہرخ کی کسی کام کو جاتی تھی صرصر اُسکے پاس آئی اور کہا ملکہ پاس مجھے بھی
ملازم کرا دیجیے کنیز نے کہا کچہری مین جاکر جو کچھ عرض کرنا ہو کرو مجھ سے یہ کام تعلق نہین صرصر کنیز کے ساتھ
باتین کرتی ہوئی ایسے مقام تک آئی کہ جہان تنہائی تھی راستہ نہ چلتا تھا اور اس جگہ فرصت پاکر ایک بیضہ
بیہوشی منھ پر کنیز کے مارا کہ وہ بیہوش ہوئی پیرہن اُسکا اُتار کر اُسی کی ایسی صورت اپنی بنائی اور
آکر داخل بارگاہ مہرخ ہوئی جب سامنے مہرخ کے آئی ملکہ نے حکم دیا کہ آفتابہ چوکی پر رکھ آئین رفع
احتیاج کو جاؤنگی صرصر لوٹا پانی سے بھر کر چوکی پر رکھنے آئی اس عرصہ مین مہرخ بھی آئی صرصر نے اکیلا
پاکر ایک حباب بھر کر بیہوشی کا منھ پر مارا کہ مہرخ بیہوش ہو گئی صرصر نے اسی جگہ بیٹھ کر صورت اپنی
بشکل صورت مہرخ کے بنائی اور لباس اُسی کا پہن کر اُسکے دست و پا سمیٹ کر اس طرح باندھا کہ ایک گٹھری ہوگئی
اس گٹھری کو ہاتھ مین لٹکائے وہان آئی کہ جہان توشک خانہ تھا اور جو لوگ وہان تھے اُنکو حکم
دیا کہ تم یہان سے ہٹ جاؤ مین ایک چیز مخفی رکھونگی وہ سب چلے گئے صرصر نے ایک صندوق
مین مہرخ کو بند کر دیا اور جب اس جگہ سے باہر آئی ملازمون کو بلاکر وہ صندوق دکھا کر کہا خبردار اسے
نہ کھولنا ورنہ قتل کرڈالونگی غرض کہ اُس صندوق پر مہر سرکاری ہو گئی اور صرصر وہان سے آکر مہرخ کی
جگہ تخت پر بیٹھی اور بعد لمحے کے حکم دیا کہ دسترخوان سامنے والی بیٹھکی مین بچھاؤ مین کچھ کھاؤنگی بمجرد حکم
دسترخوان بکاول نے چنا مہرخ نقلی وہان آئی اس اثنا مین عمرو جو گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا تھا

ظاہر ہوکر باہر بارگاہ کے چلے تو گیا بعد اسکے پھر آیا دیکھا مہرخ تخت پر نہین ہی لوگون سے پوچھا ملکہ کہان گئین
ایک نے کہا کھانا نوش فرمانے سامنے والی صحنچی مین تشریف لیگئی ہین عمرو یہ سنکر یا بن مہرخ گئے آیا ملکہ نے
کہا خواجہ کھانا کھایئے عمرو نے کہا بسم اللہ آپ نوش فرمایئے ملکہ نے اصرار کیا کہ کچھ تھوڑا سا تناول فرمایئے
عمرو ملکہ کے مصر ہونے سے کھانے لگا جب کھا چکے کنیزون نے ہاتھ دھلایا اور مہرخ نے دست پاک اپنا
عمرو کو دیا اور خاصدان آگے بڑھایا اور کنیزون سے کہا مجھے خواجہ سے کچھ مشورہ کرنا ہی تم یہان سے بارگاہ
مین جاکر ٹھہرو وہ سب وہان سے چلی آئین اور عمرو نے رومال سے جو مہرخ نے دیا تھا منھ پوچھا رومال مین
روغن بیہوشی ملا ہوا تھا منھ پونچھتے ہی چھینک آئی اور عمرو بیہوش ہوا صرصر نے عمرو کا پشتارہ باندھا
اور قنات چاک کرکے باہر نکلی جست و خیز کرتی ہوئی چلی باہر لوگون نے دیکھا کہ مہرخ ایک گٹھری لیے
جاتی ہی لیکن مہرخ چونکہ بادشاہ لشکر ہی کوئی بسبب رعب شاہی کے کچھ کہہ نہ سکا اور صرصر شل صرصر کے اڑتی
ہوئی کنارے لشکر کے پہونچی اتفاقاً صحرا کی طرف سے برق فرنگی آتا تھا اُسنے جو اُسے دیکھا سمجھا کہ عیار یہی ہی
فوراً تیغ کھینچ کر آڑا صرصر نے تیغ کھینچا اور لڑنا شروع کیا عین جنگ مین صرصر نے قریب پہونچکر حلقے کمند کے
مارے برق جست کرکے حلقہ کمند سے باہر نکلا اور قریب آکر ایک بیضہ بیہوشی منھ پر مارا کہ صرصر چھینک
مارکر گری برق نے چاہا پشتارہ لے لون اُسوقت صبا رفتار صحرا کی طرف سے للکارتی ہوئی آئی اور
خنجر پکڑکے حملہ آور ہوئی برق نے اس سے لڑنا آغاز کیا لیکن صبا رفتار لڑتے لڑتے قریب صرصر کے
پہونچی اور ایک حباب دافع بیہوشی منھ پر صرصر کے مارا کہ وہ ہوشیار ہوگئی اور ان دونون کو لڑتے
دیکھکر قابو جو پایا عمرو کا پشتارہ لیکر بھاگی برق پیچھے دوڑا صبا رفتار سد راہ ہوئی برق نے زفیل بجائی کہ
صحرا سے کوئی اور عیار آجائے لیکن صرصر جو بھاگی زفیل سنکر سمجھی کہ تو گھر جائیگی عیار آجائینگے یہ سوچکر
بل پر زادان جو دھوئین کا بنا ہوا اسکے پیچ کے درجے سے چلی اور پکاری کہ ای بل بحق افراسیاب
مجھے راستہ دے اُسی وقت اسکے اس کلام سے دھوان شق ہوگیا اور راہ ہوگئی برق منھ دیکھکر رہگیا اور
صبا رفتار بھی جست کرکے نکل گئی برق لشکر مین پھر کر آیا دیکھا یہان غلغلہ تھا کہ مہرخ اور عمرو کھانا کھاتے
کھاتے غائب ہوگئے یہ ماجرا سنکر برق نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ مہرخ کی صورت بنکر صرصر خواجہ کو پکڑ لے
گئی ہی یقین ہی کہ مہرخ کہین بیہوش پڑی ہونگی اُسوقت داروغہ توشک خانے نے کہا کہ ملکہ کچھ
صندوق مین بند کر گئی ہین اُسے دیکھیے کہ کیا ہی برق نے صندوق جاکر کھولا اس مین مہرخ کو بند پایا ہوشیار
کرکے لاکر تخت پر بٹھایا مہرخ کو حال گرفتاری عمرو سنکر بڑا رنج ہوا سب لشکر مین اندوہ والم کی باتین ہونے
لگین اس عرصہ مین وہ کنیز جسکو صرصر نے بیہوش کیا تھا ہوشیار ہوکر آئی لیکن اب حال صرصر کا سنیے کہ عمرو کو

لیے جب دھوئین سے گذری طرف ظلمات کے چلی اس لیے کہ ایسی راہ سے چلون کہ کوئی عمرو کو چھین نہ لے اور اس ہنگام مین عمرو کی بیہوشی اُتر گئی آنکھ جو کھلی دیکھا کہ مین پشتارے مین بندھا ہون اور صرصر لیے جاتی ہی مگر وہ مقام تنگ و تاریک ہی کہ جہان خوف سے زہرہ آب ہوتا ہی عمرو یہ دیکھکر چپ ہو رہا اور صرصر اس تاریکی کو طی کر کے قریب آتش پہونچی اور پکاری ای بیابان آتش بحق افراسیاب مجھے راہ دے یہ کہکر آگ سے بھی گذری اور جب اور آگے بڑھی یہان ایسی تاریکی تھی کہ زمین و آسمان کچھ معلوم نہ دیتا تھا اور راستہ مفقود تھا صرصر وہان ٹھہری ایک ساحر اُس جگہ ظاہر ہوا کہ تمام جسم اُسکا مشعل کیطرح روشن تھا اُسنے صرصر کی کمر مین پنجہ دیکر چرخ دے دیکر ایک طرف پھینکا عمرو نے مارے ڈر کے آنکھین بند کر لین بعد لحمہ کے جو آنکھ کھلی دیکھا ایک تیلا آگ کا صرصر کو لیے جاتا ہی یہان تک کہ وہ تیلا لیے ہوئے قریب ایک آگ کے دریا کے پہونچا اور اُس مین کود اندر دریا کے سیاہی تھی وہ تیلا غوطہ لگاتے ہوئے چلا عمرو کی مارے خوف کے جان نکلی ہوئی ہی دل سے یاد رد دکو اس اندھیرے مین یاد کرتا جیکا بندھا ہوا صرصر کی پیٹھ پر پڑا ہی لیکن وہ ساحر اُس دریا کے کنارے پہونچا اسوقت ایک سوار سامنے سے آیا اور صرصر کو نیچے مین ہاتھ ڈال کر اُڑا بہت دور جا کر ایک پہاڑ نظر آیا اُسپر وہ سوار اُترا اور صرصر کو نیچے پہاڑ کے پھینک دیا سر نیچے پانون اوپر غلطان و پیچان صرصر چلی عمرو کی آنکھین فرط دہشت سے بند ہو گئین بعد کچھ عرصے کے جو آنکھ کھلی دیکھا کہ صرصر نچھ بیے ہوے ایک باغ مین آئی کہ باغ سیب یہی ہی سارا باغ طلسم کے مانند بنا ہی درخت گلدار پُر بہار فصل خزان و آسیب صرصر حوادث دوران سے بری ہر طرف کو طراوت اور سرسبزی طائران خوش الحان سحر کے جانور بزبان فصیح بیان و شیوا زبانی جب نغمہ سرائی کرتے ہین یا افراسیاب یا افراسیاب کی صدا دیتے ہین عمارات سب طلسمی تعمیر ہر ایک حجرہ اور قصر پری کی تصویر کلین سقف اور ستون مین نگین بارہ دری جواہر آگین کہ

مثنوی

ریاحین و گل اس مین انواع کے	طلسمات کل اُس مین انواع کے
طلسمات کے سارے دیوار و در	نہ یان کے سے کوٹھے نہ یان کے سے در
نہ آتش کا خطرہ نہ بارش کا ڈر	نہ سردی نہ گرمی کا اُس مین خطر
کسی کو ہو جس چیز کا اشتیاق	نظر آئے وہ چیز یا لائے طاق
جواہر کے جاندار وحش و طیور	خراماں پھرین صحن مین دور دور
پھرین دن کو سارے وہ حیوان ہو	کرین رات کو کام انسان ہو

لگے ہر طرف گوہر شب چراغ
بنائے ہوے خار اور سب نہال
صدا آپ سے آپ گھڑیال کی
رہے وان کے ہجر دن کا جو در کھلا
اگر بند کر دیجیے ایک بار
مکانون مین مخمل کا فرش و فروش
طلسمات کے پردے اور چلمنین

وہی دن کو گوہر وہی شب چراغ
گل و غنچہ سب وان کے دور از خیال
کہین ناچ کی اور کہین تال کی
تو دنیا کے باجون کی آئے صدا
تو جون ارغنوان راگ نکلین ہزار
بخط سلیمانی اُن پر نقوش
ارادے یہ دل کے کھلین اور بند ہین

بیچ بارہ دری مین تخت شاہی آراستہ تھا افراسیاب اُسپر جلوہ گر تھا ہزارہا ساحر دست بستہ حاضر تھا کہ صرصر نے پہونچکر مجرا کیا اور پشتارہ عمرو کا سامنے رکھ دیا عرض کیا یہ کہنگار سرکار حاضر ہے کنیز حکم عالی بجا لائی اور جان بازی کر کے عمرو کو لائی افراسیاب نے صرصر کو خلعت بیش بہا عنایت کیا اور حکم دیا عمرو کو کھولو ہنوز عمرو کو پشتارے سے نہ نکالا تھا کہ نیچہ عرضی سلیمان عنبر مو کی مشتمل احوال قتل حسینہ جادو جسکا ذکر اول مذکور ہوا لیکر آیا افراسیاب نے جب عرضی پڑھی جواب مین اُسکے عرضی خدمت لقا مین لکھی کہ یا خداوند کمترین نے فی الحال عمرو ایسے دشمن خداوند کو گرفتار کیا ہے لہذا ملک بختیارک شیطان کو اپنی درگاہ کے یہان بھیج دیجیے کہ وہ آکر عمرو کو قتل کرین اور انھین کے ہمراہ مین فوج ساحران کر دونگا کہ وہ فوج حمزہ کے لشکر کو غارت کر دیگی یہ عرضی لکھکر ملکہ خمار جادو کو دی کہ اسیوقت پاس خداوند کے لیجائے اور شیطان خداوند کو لے آئے خمار جادو عرضی لیکر بذریعہ سحر اُڑی اور تعجیل تمام مسافت راہ طے کر کے کوہ عقیق کے قلعے مین پہونچی اور براہ ادب دروازے پر دار الامارت شاہی کے ٹھہر کر چاہا اپنے آنے کی اطلاع کرائے قضارا یہان چالاک بن عمرو واسطے جاسوسی اور دریافت حال بارگاہ لقا مین آیا تھا دروازہ پر دار الامارۃ کے مردہا بنا کھڑا تھا خمار نے اُس سے کہا میان مردہے صاحب جا کر عرض کر دو کہ طلسم ہوشربا سے خمار جادو فرستادہ افراسیاب آئی ہے عرضی شاہ طلسم کی لائی ہے چالاک نے کہا آپ ٹھہریے مین عرض کرتا ہون اور اندر بارگاہ کے گیا اور بغیر کچھ کہے سنے باہر آکر خمار سے کہا کہ اے ملکہ جو حکم تمہاری نسبت ہوا ہے اُسے آکر سُن لو خمار اُسکے ساتھ ہولی چالاک اُسے تنہائی مین لایا اور کہا خداوند نے یہ عمل دیا ہے کہ اسے کھاکر ہماری بارگاہ مین سارا جسم نورانی ہو جائیگا خمار نے سجدہ کیا اور کہا کیا سرفرازی خداوندگی اپنے ایک ایک حقیر ناچیز بندون کے حال پر ہے کہ مجھ۔ احقر ہوتے ہی سرفراز فرمایا نظم

آن کہ پامال جفا کرد چو خاک راہم ❊ خاک می بوسم و عذر قدمش میخواہم
من نہ آنم کہ بجور از تو بنالم حاشا ❊ چاکر معتقد و بندۂ دولتخواہم

بعد ادائے شکر یہ وہ پھل لیکر کھایا کھاتے ہی یہ تمر ملا کہ سر نیچے اور پانون اوپر ہوگئے بیہوش چالاک کی بن پڑی اُسترا نکال کر اُسکا سر مونڈا اور نامۂ افراسیاب اُسکے پاس سے لیکر خود نامہ لکھکر اُسکی جھولی مین رکھ اپنا راستہ لیا بعد چار گھڑی کے خمار کو ہوش آیا سنبھلکر اُٹھی دل سے خیال کیا کہ وہ پھل جو خداوند نے بھیجا تھا اسکی یہی تاثیر ہوگی کہ انسان کھاکر ہوش مین نہ رہتا ہوگا کیونکہ اول کی کثافت اور آلایش جب دفع ہوگی اور قالب پلٹیگا ضرور ہی کہ انسان بیہوش ہوجائیگا اب یقین ہی کہ مین آج ایسی پاکیزہ ہوگئی کہ جیسے بطن مادر سے پیدا ہوئی تھی یہ منصوبہ کرتی ہوئی اور اپنے جسم کو نورانی ہوجانا سمجھکر بار بار دست و پا کو دیکھتی ہوئی چلی کچھ سر کے مُنڈنے کا خیال بھی نہ کیا یہانتک کہ داخل بارگاہ لقا ہوئی اور خداوند کو اپنے تخت پر جلوہ گر دیکھ کر سجدہ کیا اہل دربار نے دیکھا کہ ایک ساحرۂ حسینہ و جمیلہ آئی ہی لیکن سر منڈا ہے سب ہنسنے لگے اور لقا نے کہا ای بندی قدرت کی سر سجدے سے اُٹھا کہ رحمت اپنی ہمنے تجھپر نازل کی خمار نے سر اُٹھایا لقا نے قریب اپنے کرسی عنایت کی یہ آکر بیٹھی اُسوقت بختیارک نے اہل دربار سے مخاطب ہوکر ایک شعر

پڑھا فرد

حسن کی طرح سے آیا نہ مرے عشق مین فرق ❊ زلفین وان سنور گئین یان حال پریشان گیا

لیکن اس رمز کو بھی خمار نہ سمجھی اور نامۂ افراسیاب نکال کر سامنے خداوند کے پیش کیا لقا نے اپنے منشی کی جانب اشارہ کیا منشی نے نامہ لیکر لفافہ چاک کرکے چاہا کہ پڑھون اُس مین کلمات نا ملائم اور دشنام سیکڑون تحریر تھین کیونکہ نامہ چالاک نے بدل لیا تھا غرضکہ منشی نے براہ ادب خداوند عرض کیا کہ یہ نامہ بخط طلسم لکھا ہی مجھ سے پڑھا نہین جاتا یہ سنکر بختیارک نے کہا لاؤ مین پڑھدون منشی نے نامہ حوالہ کیا بختیارک نے جو اسے دیکھا بہت ہنسا اور کہا خداوند سینے اس نامہ مین لکھا ہی کہ ابے بے ادب بے عزت حرامزادے مسخرے گدھے نالائق قرساق بدتمیز خرس بادیۂ ضلالت میمون خصلت خنزیر طینت خبیث صورت بداصل و بیہودہ شکل سیاہ رو تیرہ درون گمراہ اعنی زمرد شاہ مردود درگاہ آلہ لعن اللہ دنیا بعد ہزاران ہزار لعنت کے ای ملعون خدا تجھکو کندۂ جہنم کرے کہ تونے ہزارہا بندگان خدا کو برگشتہ کر رکھا ہی لازم ہی کہ خدمت باسعادت حمزۂ صاحبقران عالی تبار مین حاضر ہوکر دین مبین اسلام اختیار کر اور دعوئ الوہیت سے

باز آ ورنہ لشکر کشی کر کے فوج ساحران بھیج کر اس طرح تجھکو راہ دار البوار دکھاؤنگا کہ حسرت تیرے
حال بدمآل پہ گریہ کریگی اور تیرا کوئی نام لینے والا بھی باقی نہ رکھونگا تھوڑا لکھا بہت جاننا خاتمہ تمام
بر تو ہزار ہا دشنام یہ مضمون سنتے ہی لقا فرط غضب سے مثل رعد کے گڑگڑایا اور پکارا کہ اس افراسیاب
حرامزادے کی اب شامت آئی ہی تقدیر کر کے اُسے مین غارت کیے دیتا ہون اور دوزخ مین بھیجتا
ہون خمارہ غصہ دیکھکر تھرتھر مثل بید کے کانپنے لگی اور عرض پیرا ہوئی کہ یا خداوند یہ نامہ شہنشاہ جادوان
نے ہرگز نہین لکھا معلوم ہوتا ہی کہ اثنائے راہ مین نامہ کسی نے بدل لیا کس لیے کہ میرے روبرو جب شہنشاہ
نے عمرو کو گرفتار کرایا تو منشی سے یہ لکھوایا تھا کہ خداوند اپنے شیطان درگاہ ملک بختیارک کو یہان
بھیجین کہ وہ آکر عمرو کو اپنے ہاتھ سے قتل کرین اور فوج ساحران طلسم سے ساتھ لیجائین لہذا
اس تحریر کے خلاف یہان یہ گالیان لکھی نظر آتی ہین مجھے بڑا تعجب ہی کہ یہ کیا ماجرا ہی آپ خداوند ہین
آپ پر سب واضح و روشن ہوگا بختیارک نے یہ تقریر سنکر کہا جب ہی یہ نامہ بدلا ہوا ہی عمرو کا گرفتار
ہونا غیر ممکن ہی مین جانتا ہون کہ اُسنے کسی کو اپنی صورت کا بنا کر قید کرا دیا ہوگا اور آپ تمھارے
ہمراہ چل کر کسی مقام پر قابو پا کر نامہ بدلا ہوگا اور ای ملکہ کیا تمھارے طلسم مین یہ رسم ہی کہ عورتین بھی
سر منڈاتی ہین خمارہ سمجھی کہ یہ دلگی کرتے ہین کہا ای شیطان خداوند آپکا تو یہ کام ہی ہی کہ ہر ایک سے
تمسخر کیجیے لیکن مجھ حقیرہ ناچیز سے کہ خداوند کی پرستار ہون مسخراپن نہ فرمایئے طلسم مین تو وہ زنان
پری پیکر زہرہ جبین حور شمائل ہین کہ جنکی زلف چلیپا مین ہزار ہا دل بیدلون کے گرفتار رہتے ہین
اور مار کاکل کے ڈسے ہوئے پانی نہین مانگتے ہین سر منڈانے کی آپ نے خوب کہی بختیارک
نے جواب دیا کہ پھر تمنے کیا منت مانی تھی کہ خداوند کی زیارت کو جاؤنگی اور اس وقت سر منڈاؤنگی
سر پر ہاتھ رکھکر دیکھو کہ کوئی بال بھی باقی ہی یا میرا کہنا کچھ غلط ہی خمارہ نے گھبرا کر سر پر ہاتھ رکھا سر مو
بختیارک کے کہنے مین فرق نہین بال کیسے کھونٹی بھی کوئی نہ تھی صاف چکنا سارا سر پایا یہ دیکھتے ہی
رونے لگی اور کہا ملک جی آپ صحیح فرماتے ہین کہ عمرو میرے ساتھ ساتھ چلا آیا بلکہ راہ مین میرے
کاندھے بوجھل تھے یقین ہی کہ وہ ہی سوار ہوگا اور ایک جگہ مجھے پھل کھلا کر مردہ نے بیہوش
بھی کیا تھا اور ایک بار طلسم مین عمرو نے میرا سر اور بھی مونڈا تھا یہ کلام جب بختیارک نے سنے پکارا اصلواۃ بر محمد
و بر آل محمد و لعنت بر لقا کیون بی خمارہ تم نے دیکھا کہ عمرو کیسا مقبول بندہ خداوند ہی اب تم ظہور انکا دیکھو گی
واضح ہو کہ بختیارک نے چاہا کہ امتحان کرون کہ عمرو یہان آیا ہی یا نہین اور جانتا ہی کہ جہان
عمرو ہوتا ہی اگر اُسکی تعریف کرو تو وہ ظاہر ہو جاتا ہی اس لحاظ سے گویا ہوا کہ یا مرشد برحق اگر آپ تشریف

لائے ہین تو اپنا ظہور دکھایئے اسکے اس کلام سے چالاک جو خمار کا سر مونڈکر چلا تھا تو خدمتگار کی صورت بنکر بارگاہ مین کھڑا یہ سب حقیقت دیکھ اور سن رہا تھا دل سے خیال کیا کہ مین صورت عمرو کی بنکر ان کو دکھادون تاکہ خمار جو عمرو کو یہان دیکھ جائیگی تو افراسیاب سے کہے گی کہ عمرو کو وہ عقیق مین ہے یہ سُنکر افراسیاب کو شبہہ ہو گا کہ یہ عمرو جس کو مین نے قید کیا ہی عمرو نہین ہے پس وہ عمرو کو چھوڑ دیگا اور میرا نام ہو گا کہ ہزارون کوس سے عیاری کرکے عمرو کو چھڑا دیا یہ تجویز کرکے باہر بارگاہ کے جاکر صورت اپنی عمرو کی ایسی بنائی اور یہان بختیارک مدح وثنا عمرو کی کر رہا تھا کہ سراچہ پھاندکر چالاک بیچ بارگاہ کے اترا اور اس لیے کہ بختیارک کو کسی طرح کا شک نرہے باین آنکہ کاتل شکل عمرو کے اسکو دکھادیا اور پکارا کہ ای خمار میرے ہاتھ سے تو بچ گئی ورنہ مین تو مار ڈالتا خمار نے جب عمرو کو دیکھا بے اختیار اٹھکر دوڑی کہ او موئے سونڈی کاٹے غضب کیا تو نے کہ میرا سر دوبارہ مونڈا اور مجھے سارے طلسم مین اور دربار خداوند مین ذلیل کرایا یہ کہتی ہوئی جب قریب پہونچی چالاک نے ایک بیضہ بیہوشی ناک پر تاک کے مارا کہ اسکے پڑتے ہی یہ بیہوش ہوکر گری اور چالاک جست کرکے بھاگا تلازمان لقا تو حرکات عیارون کی سے بخوبی واقف تھے وہ بیٹھے رہے کسی نے تعاقب نہ کیا اور بختیارک نے خمار کو ہوشیار کرایا بختیارک نے کہا ای ملکہ اب تم جواب نامہ کا لیکر جاؤ اور یہ بھی لیتی جاؤ افراسیاب کو دکھانا اور سب کیفیت بیان کرنا یہ کہکر منشی سے حکم دیا کہ نامہ تحریر کرے بدین مضمون کہ بندہ خاص الخاص خداوند شہنشاہ ساحران افراسیاب جادو کو بعد نزول رحمت خداوندی معلوم ہو کہ تم ایسے غافل بادشاہ ہو کہ تمھارے ملازم تمھین دھوکے دیتے ہین کہ عیار ہی تمھاری عمرو کی صورت بناکر کسی کو لے آئی ہی اور تمھین کچھ معلوم نہوا عمرو تمھارے نامہ دار کے ساتھ یہان چلا آیا عجیب کیا ہی جو اس غفلت کا تمھاری یہ نتیجہ ہو کہ وہ تمکو کسی دن قتل کرڈالے لہذا میرے شیطان کا آنا ایسے غفلت شعار فراموش کار کے پاس زیبا نہین جب تم تحقیق اصلی عمرو کو گرفتار کرکے اطلاع دوگے اسوقت شیطان کا آنا ہوگا اب تمھین چاہیے کہ بمدد خداوند فوج ساحران روانہ کرو نہین تو خداوند غضب اپنا تمھارے طلسم پر بھیجین گے اور ناراض ہوکر کسی طرف چلے جائین گے یہ قلمبند کرکے منشی نے لقا کی مہر ثبت کرکے خمار کے حوالے کیا اُسنے نامہ لیکر خداوند کو سجدہ کرکے عرض کیا کہ میرے بال سر پر پیدا کردیجے لقا نے کہا ای بندی میری تو بروز نوروز آنا مین تجھے ایسا حسن وجمال عطا کرون گا کہ بہتر میری حوران جنان سے ہو جائیگی اور پھر کبھی ضعیف نہو گی غرضکہ تسکین اور تشفی دیکر اُسکو رخصت کیا اور یہ نامہ لیکر اڑی یہانتک کہ تھوڑے عرصہ مین افراسیاب کے پاس پہونچی وہ منتظر اسکا بیٹھا تھا کہ اسنے

جواب نامہ لاکر دیا اور وہ نامہ بھی جو چالاک کا لکھا ہوا تھا پیش کیا اور اپنا سر منڈا ہوا دکھلایا
افراسیاب مارے خوف کے کہ افسوس میرے باعث سے خداوند کو گالیاں ملیں کانپنے لگا
اور خمار کا سر منڈا ہوا دیکھکر بڑا رنج ہوا اور یقین ہوگیا کہ بیشک صرصر اپنی رسوخیت جتانے کے لیے
کسی کو عمرو کی صورت بنا لائی ہے اسوقت حکم کیا کہ عمرو بندھا ہوا ہے اسکو کھولکر ہمارے سامنے لاؤ ساحر
عمرو کو دربار میں لائے عمرو تو پہلے ہی سے ہوشیار تھا خمار کا بیان سُن رہا تھا سمجھ گیا کہ وہاں کسی میرے فرزند
یا شاگرد نے سر اس قحبہ کا مونڈ کر اور میری شکل جبکہ دکھایا ہوگا اور دھوکا دینے سے تجھے چھڑانا چاہا
ہے بس جب سامنے افراسیاب کے آیا اور اُسنے پوچھا کہ تو کون ہے کہا حضور صرصر نے مجھسے کہا تھا
کہ میں تجھے عمرو کی صورت بنا کر سامنے شہنشاہ کے لیے چلتی ہوں وہ تجھے قید کرینگے میں رات کو آ کر چھوڑ
دونگی اور تجھے پانچ ہزار روپے دونگی تو کہدینا کہ میں عمرو ہوں ورنہ میں ایک طوائف رہنے
والی طلسم ظاہر کی ہوں افراسیاب نے یہ سُنکر ساحروں سے کہا سحر اسپر سے اُتار لو اور
عمرو سے کہا کہ جا جہاں جی چاہے چلا جا اور پانچ ہزار روپیہ اپنے پاس سے اُسکو سچ کہدینے پر عنایت
فرمائے عمرو سلام کرکے روپیہ لیکر باغ سے باہر نکلا اور سمجھا شاید کوئی آفت آئے تم بچانے جاؤ اس سبب سے
گلیم اوڑھ کر چلا اور ادھر افراسیاب نے کہا بلاؤ تو اس ناعیار غیبانی صرصر کو اسی باغ میں کہ
بہت دور تک ہے ایک جگہ آرام پذیر تھی کہ ساحروں نے آکر حکم شہنشاہ متضمن بحاضری سُنایا یہ
لرزاں و ترساں سامنے آئی افراسیاب نے حکم دیا کہ باندھو اسکو ساحروں نے ستون بارہ دری سے
صرصر کو باندھا اور مار پڑنے لگی صرصر پکاری کہ میرا کیا قصور ہے افراسیاب نے کہا حرامزادی مجھے پیش
خداوند لقا ذلیل کرایا دیکھو یہ نامہ آیا ہے تو ایک طوائف کو لالچ دیکر عمرو بنا کر لائی ہے شرط کہ ناک کٹوا ڈالوں
صرصر نے کہا کبھی ایسا نہیں ہے میں عمرو کو پہچان کر پکڑ لائی تھی اُسوقت خمار نے کہا دیکھ میرا سر
عمرو نے مونڈا بھلا مجھے کیا پڑی تھی جو اپنا سر آپ مونڈ کر تجھے جھوٹا بناتی صرصر نے عرض کیا آپ
کتاب سامری ملاحظہ فرمائیے میرے اور کسی کے کہنے پر نہ جائیے اگر میرا کہنا غلط ہو تو مجھے قتل کیجیے ورنہ
کوئی اپنا سر منڈواتا پھرے مجھ پر تہمت جوڑے برائے شگون کو اپنی ناک کٹوائے مجھے کیا غرض خمار نے جھلا کر
کہا او قحبہ میرے منھ نہ لگنا ایک تو چوری دوسرے سرزوری صرصر بولی کہ قحبہ جو مجھکو کہے گی وہ آپ
ہوگی میں شہنشاہ کے سوا اور کسی کی نہ اُٹھاؤنگی اسوقت افراسیاب دونوں پر خفا ہوا
کہ میرے روبرو یہ گستاخی زیبا نہیں اور کتاب سامری دیکھی سب حال جو اور بند کو ہوا نظر آیا کہ
صرصر سچی ہے تو نے عمرو کو ناحق چھوڑ دیا اور خمار کا سر چالاک نے مونڈا ہے یہ معلوم کرکے صرصر کو رہا کرکے خلعت دیا اور

حکم دیا کہ عمرو دریا کے پار نہ جا سکیگا جلد جا کر گرفتار کر لا صرصر تعاقب عمرو مین روانہ ہوئی افراسیاب ادہر
نے بھی دربار برخاست فرمایا ہر سردار اپنے اپنے گھر آیا لیکن خمار کو کینہ صرصر سے اور صرصر کو خمار سے پیدا ہوا کہ ذکر
اسکا آگے مذکور ہوگا مگر اب حال سنیے کہ عمرو باغ سے نکل کر گلیم اوڑھکر جو چلا جب دور نکل گیا
گلیم اتار لی اور اپنی صورت ایک اگھوری خبیث کی ایسی بنا لی کہ لنگوٹی باندھے جھنگا
اوڑھے شراب کی بوتل ہاتھ مین بغل مین مردے کی کھوپڑی دابے بیہودہ بکتا چلا کہ راہ مین اگر کوئی ساحر ملے تو
اسکو قتل کرکے دریا سے اسکی صورت بنکر پار اتر جاؤن اسی فکر مین جاتا تھا کہ صرصر ڈھونڈھتی ہوئی آ کر
پہونچی اور عمرو کو اگھوری بنا ہوا دیکھکر اسنے پہچانا اور للکار کر نیمچہ پکڑ کر مقابل ہوئی
عمرو بھی ناچار لڑنے لگا کچھ دیر تک جنگ بہ فن عیاری ہوتی تھی کہ ایک سامنے سے ساحر
پیدا ہوا یہ ساحر رہنے والا اسی صحرا کا تھا جہان عمرو لڑ رہا تھا غرضکہ جب عمرو نے اسے آتے دیکھا کہا کہ
ای صرصر دیکھ تیرے عقب مین کون آتا ہی اسنے پیچھے پھر کر دیکھا عمرو نے قریب جا کر بیضہ بیہوشی ملا کر
صرصر کے منھ پر ترا اور چکر کھا کر گرنے لگی عمرو نے گود مین اٹھا کر زنبیل مین ڈال لیا اور چاہا مین
بھاگ جاؤن لیکن وہ ساحر قریب پہونچ گیا تھا اسنے سحر کیا کہ عمرو وہین کھڑا رہگیا وہ پاس
آیا اور کہا کہ ای اگھوری تو کس لیے لڑ رہا تھا اور مین نے اسلیے تجھے روکا کہ تو جس عورت سے لڑ رہا
تھا اسے تو لے کیا کیا کہان یکایک غائب کر دیا عمرو نے کہا وہ میری زوجہ تھی جس سے مین لڑتا تھا اور مین
بھوکا تھا اسکو کھا گیا یہ سنکر اس ساحر کو ایک حیرت ہوئی اور کہا آج تک مین دربار شاہی مین نہین
پہونچا تھا آج یہ وسیلہ اچھا ہی کہ تجھے خدمت شاہ مین لے جاؤن کہ ایسا ساحر انکے یہان کوئی
نہوگا کہ جیتے آدمی کو کھڑے کھڑے نگل لے یہ کہکر سحر کرکے عمرو کو لیکر اڑا اتفاقاً افراسیاب جو دربار برخاست کرچکا
تھا تو ذرا اسکا باغبان قدرت اپنے باغ مین آکر مع اپنی زوجہ ملکہ گلچین جادو کے بیٹھا میخواری کر رہا
تھا کہ یہ ساحر عمرو کو لیے اسی طرف سے اڑتا ہوا نکلا گلچین نے دیکھا کہ ایک ساحر آدمی کو پنجہ مین ڈالے
اڑا جاتا ہی اسنے اپنے شوہر سے کہا اسکو بلاؤ دیکھو یہ کون ہی باغبان نے سحر پڑھا یہ ساحر رکا یا مین سے بچ
مثل نامی ساحر دن کے سحر نہین جانتا ہو باغبان کے سحر کرنے سے آگے نہ جا سکا ناچار اوتر آیا باغبان
کو دیکھ کر تسلیم کی اسنے پوچھا کہ یہ کون ہی جسے تو گرفتار کیے لیے جاتا ہی ساحر نے کہا یہ شخص اپنی زوجہ سے لڑ رہا
تھا پھر یکایک اسے کھا گیا مجھے تعجب ہوا مین اسکو پاس شہنشاہ کے لیے جاتا تھا باغبان کو بھی یہ ماجرا سنکر
ایک تعجب ہوا اور بنگاہ سحر عمرو کو گھورا ازبسکہ یہ ساحر زبردست ہی اسکے گھورنے اور بہ نظر گرم سے
عمرو کے جسم سے روغن عیاری اڑ گیا اور چنگاریان جسم سے اڑنے لگین اسوقت

باغبان نے نگاہ سحر سے دیکھنا موقوف کیا اور اُس ساحر سے کہا یہ اگھوری نہیں عمرو ہی اور عمرو سے
دریافت کیا کہ تو کسے کھا گیا عمرو نے کہا اپنی زوجہ کو کسی کے سامنے نہیں کرتا ہون اور نہ اسکو تنہا
کسی مکان مین رکھتا ہون بلکہ اپنے ساتھ زنبیل کے اندر رکھتا ہون اور زوجہ میری بیچاری بے بدل ہی صحرا مین اسکو
جب زنبیل سے نکالتا ہون وہ مجھسے لڑتی ہی لہذا اُسوقت مین اور وہ دونون لڑ رہے تھے کہ یہ ساحر
آیا مین نے اسکو نامحرم سمجھکر اپنی بی بی کو زنبیل مین رکھ لیا نگل تو مین کسی کو نہین گیا یہ حقیقت
عمرو سے سُنکر گلچین نے کہا اپنی جورو کو نکال ہم بھی دیکھین کہ کیسی ہی عمرو نے کہا مین غیر مرد کے سامنے
کاہے کو نکالون سب کو ہٹا دیجیے اور مجھے کچھ روپیہ دیجیے تو نکالون گلچین نے سب کو وہان سے ہٹا دیا لیکن
باغبان بیٹھا رہا اور اُسنے کہا ای عمرو تو اپنی زوجہ کو میرے روبرو نکال مین تجھے بہت کچھ دونگا عمرو
نے کہا پہلے روپے منگا دو تو کیا مضائقہ باغبان اور اسکی جورو نے بہت کچھ زر منگا کر دیا عمرو
اُسوقت ایک گوشۂ باغ مین گیا اور صرصر کا منھ زنبیل سے نکال کر صورت اسکی تبدیل کر دی اور وہان
سے سامنے باغبان کے آیا اور کمر کے برابر سے صرصر کو کھینچ کے اُسکے سامنے ڈالدیا گلچین نے ایک نازنین
عورت کو باحسن وجمال دیکھا کہا عمرو کی بی بی بہت خوب صورت ہی اچھا اسے ہوشیار کر عمرو نے کہا
یہ بھاگ جائے گی گلچین نے کہا کیا مجال جو میرے سامنے سے بھاگے عمرو نے کہا بھاگ نہ سکے گی تو
فقرے دیگی کہے گی مین صرصر ہون اور آپ اُسوقت میرے دشمن ہو جاینگا گلچین اور باغبان دونون
نے قسم کھائی کہ ہم اسکا کہنا نہ مانینگے اسوقت عمرو نے صرصر کو ایک درخت سے باندھکر فتیلہ دفع
بیہوشی سونگھایا کہ اُسے ہوش آیا اور باغبان اور گلچین کو بیٹھے دیکھا فریاد کی کہ ای وزیر اعظم شہنشاہ
مجھے آپ نے کیون باندھا ہی اس ساربان زادے عمرو کے کہنے پر نہ آیئے گا مین اسکو
پاس شہنشاہ کے لائیے لے جاؤن کہ انکو اسکی تلاش ہی عمرو نے یہ سنکر کہا حرام زادی شہنشاہ اپنے یار کے
پاس مجھے لے جاکر کیا کریگی آج تیری ناک کاٹونگا اب صرصر جو بُرا بھلا کہتی ہی تو سب جانتے
ہین کہ یہ شوہر و زن باہم ہین بلکہ گلچین نے کہا ای عمرو جورو تیری زبان دراز ہی صرصر
کو عمرو تمانچے لگانے لگا کہ کیون ای گیسو بریدہ پھر زبان درازی کریگی اور باغبان اور گلچین ہنسنے
لگے اُسوقت صرصر نے کہا یہ دل لگی ای لوگو اچھی نہیں ہی شہنشاہ سے کہونگی آپ کا وزیر بھی عمرو سے مل گیا
باغبان نے کہا تو شہنشاہ کے پاس کیونکر پہونچے گی صرصر نے کہا مین عیارہ صرصر ہون ہر وقت
دربار مین حاضر رہتی ہون عمرو یہ سنکر بولا کہ دیکھیے مین نہ کہتا تھا کہ یہ اپنے تئین صرصر
تبلائیگی بڑی مکارہ ہے اور پھر دو ایک طمانچے لگائے اسوقت صرصر نے حال گذشتہ جو دربار مین

گذرا تھا اور **افراسیاب** کا قبل از گرفتاری عمرو جو ارادہ تھا اور اُسنے مشورہ کیا تھا وہ سب بیان کیا
اور کہا اگر مین صرصر نہوتی تو کیونکر اس کیفیت کو جانتی اس سے **صرصر کے باغبان** کو شبہہ ہوا اور
باغ سے ایک پھل توڑکر اسپر سحر پڑھا کہ وہ شق ہوا اور اسمین سے ایک طائر خوش رنگ نے
نکل کر بہ خوش الحانی آواز دی کہ یہ عورت جو بند ہے صرصر ہے یہ صدا دیکر وہ طائر چلا گیا اور باغبان نے
صرصر کو عذر خواہی کرکے رہا کر دیا اس ہنگام مین سب تو صرصر کی جانب مخاطب تھے عمرو نے
گلیم اوڑھلی اور غائب ہوگیا مگر جب صرصر چھوٹی پکاری کہ وہ نا عیار کہان گیا عمرو نے جواب دیا کہ
موجود ہین باغبان خائف ہوا کہ صدا آتی ہے اور عمرو دکھلائی نہین دیتا ہے اتنے مین صرصر نے کہا مین جاتی
ہون عمرو نے کہا ہم بھی ساتھ ہین غرض کہ صرصر باغ سے نکل کے روانہ ہوئی اور عمرو وہین
ٹھہر رہا کہ بن پڑے تو اس جگہ کا سب مال لوٹون اور ساحرون کو قتل کرون الحاصل بعد چلے
جانے صرصر کے گلچین نے کہا صرصر کے جھگڑے مین عمرو کو بھی ہاتھ سے کھویا مین نے اسکے اوصاف
بہت سنے تھے اگر یہان ہوتا تو کمال اُسکے دیکھتی عمرو نے جواب دیا کہ ہم یہین ہین لیکن اس لیے پوشیدہ
ہین کہ تم لوگ ساحرہ ہو ہمین گرفتار کرکے پاس افراسیاب کے لیجاؤ گے گلچین نے یہ آواز سُنکر کہا
قسم ہے سامری کی یہان کوئی تجھے دغا نہ کرے گا عمرو پکارا کہ اچھا کچھ روپیہ منگا کر رکھو تو ہم آئین
گلچین نے روپیہ جمع کرایا عمرو گلیم اُتار کر ظاہر ہوا گلچین نے خاطر کرکے بٹھایا اور کہا ای عمرو ہم آپکے
گانے کے بہت مشتاق ہین کچھ ہمین سُنائیے عمرو نے نے نکالی اور گھنگرو پاؤن مین باندھے رقص و سرود
آغاز کیا اور اہل انجمن کو بیخود کر دیا باغ کے طائر اپنی نغمہ سرائی بھول کر ہمہ تن مصروف سماع ہوے
اور گل اُس گلشن کے ہمہ تن گوش ہو کر سُننے لگے برگ ہوا سے جنبان نہ تھے بلکہ تالیان فرط
عشرت سے بجاتے تھے درخت جھوم جاتے تھے دہن غنچہ خموش تھے بلبل شوریدہ کے سر مین
جوش تھے

نظم

لگا گانے ٹپا وہ اس آن سے
نکلنے لگی جان ہر تان سے
عجب تان پڑتی تھی انداز سے
کہ بے کل تھی ہر تال آواز سے
وہ تھی گٹکری یا لڑی نور کی
مسلسل تھی اک پھلجھڑی نور کی
لگی دیکھنے آنکھ نرگس اٹھا
گلون نے دیے کان اپنے لگا
لگے ہلنے آ وجد مین سب درخت
کھڑے ہوگئے سرو ہوکر کرخت
درختون سے گرنے لگے جانور
بنے مثل آئینہ دیوار و در
ہوے نہر کے سنگ پانی پگھل
پڑے سارے فوارے اسکے اچھل
ہوئین قمریان شوق سے نعرہ زن
بھرا اشک سے بلبلون کے چمن
عجب راگ کو بھی دیا ہے اثر
کہ ہو جائے پتھر کا پانی جگر

بندھا اس طرح کا جو اُس جا سمان
ہوا بھی لگی رقص کرنے وہان

ہوا سب کے دل کا عجب حال وان
بندھا اس طرح کا جو اسدم سمان

کئی لاکھ روپیہ کا جواہر عمرو نے انعام مین پایا تھا خوب اپنا رنگ جمایا تھا کہ وہان افراسیاب بھورہ زمین آکر بیٹھا اور کتاب سامری دیکھی یعنے معلوم ہوا کہ صرصر گرفتاری عمرو کو گئی تھی اسپر کیا گذری کتاب مین نظر آیا کہ باغبان قدرت اپنے باغ مین بیٹھا عمرو کا گانا سُن رہا ہی اور صرصر کا جو حال کہ اوپر مذکور ہوا سب دریافت ہوا یہ دیکھکر غصہ ناک ہوا کہ ہمارے دشمن سے وزیر ہمارا اس لطف و مدارا سے پیش آئے افسوس ہی کہ اتنا بڑا معزز کارپرداز رکن سلطنت حریف سے یون ملجائے کتاب کو اسی غصہ مین بند کرکے دستک دی کہ تیلا زمین سے پیدا ہوا اُس سے حکم کیا کہ باغبان کے یہان عمرو بیٹھا گا رہا ہی اُسکو اور باغبان کو جا کر پکڑ لا تیلا یہ حکم سُنکر روانہ ہوا یہان عمرو گاتے گاتے ذرا ٹھہرا تھا کہ سناٹے کی آواز آئی اوپر جو دیکھا تو ایک پتلے کو آتے پایا عمرو نے جلدی سے گلیم اوڑھلی اور تیلا جو جھک کر گرا عمرو کو تو نہ پایا باغبان کی کمر مین ہاتھ دیکر لے اُڑا پکارا اسم فرستادہ شہنشاہ افراسیاب اور باغبان کو یہ صاف چلا گیا گلچین گھبرائی کہ اب مقرر آفت آئی اور یہان پتلے نے سامنے افراسیاب کے باغبان کو پہونچایا افراسیاب اسے دیکھکر تازیانہ لیکر اُٹھا اور چند کوڑے مارے کہ کیون ای نمک حرام میرے دشمن کو لیکر اس طرح اپنے گھر مین بیٹھا تھا باغبان نے سارا حال ساحرے کے گرفتار کرلانے کا اور صرصر کی کیفیت صاف صاف عرض خدمت بندگان شہنشاہ مین کرکے التماس پیرا ہوا کہ کمترین بمقتضائے ؎ من بندہ حضرت کریم ✦ پروردہ نعمت قدیم ✦ کبھی نمک حرامی نہ کرونگا اب شہنشاہ نصفت نشان مجھے رہا کرین کہ اُس مفتری جعلساز کو حاضر حضور معلے کرون افراسیاب نے اس کلام مین رائحہ صدق آشتمام فرمائی اور رہا کردیا باغبان بغضب تمام واسطے لینے عمرو کے روانہ ہوا لیکن یہان عمرو کا ذکر سُنیے کہ جب تیلا باغبان کو اُٹھالے گیا عمرو نے خالی مقام پاکر گلیم اُتاری اور گلچین سے کہا ملکہ مین نے ایک تدبیر دفع غضب افراسیاب تجویز کی ہی اگر بارہ دری مین علٰحدہ چلو تو بیان کرون گلچین اُٹھ کر تخلیہ پذیر ہوئی عمرو نے اُسکو بیضۂ بیہوشی لگاکر بیہوش کیا اور دری مین لپیٹ کر بارہ دری مین کسی جا چھپا دیا اور آب رنگ و روغن عیاری ملکر اُسکو ایسی صورت بنا لباس اسکا لیکر زیب جسم کیا وہان سے آکر مسند ناز پر بصد امتیاز بیٹھا کنیزون نے عرض کیا کہ حضور عمرو کہان گیا عمرو نے جواب دیا کہ اُسکو تو قدرت غائب ہوجانیکی ہی نہین معلوم کہان گیا یہ سب خاموش ہو رہین کہ ایسا ہی ہوگا اس عرصہ مین باغبان آکر پہونچا اور نوجہ سے مستفسر ہوا کہ گلچین نقلی نے کہا کہ وہ تو جب آیا تھا جب ہی غائب ہوگیا تھا باغبان

نے کہا ازبسکہ واسطے اس نا عیار کے شہنشاہ نے مجھے سر دربار ذلیل کیا مین اسکے تجسس مین جاتا
ہون دریا سے پار تو جانہ سکے گا گرفتار کرکے پاس شہنشاہ کے لے جاؤنگا یہ کہکر بذریعہ سحر پرواز کرکے
چلا یہان عمرو جو گلچین بنا ہوا ہی بعد اسکے جانے کے سوچا کہ باغبان تجسس بسیار جب مجکو نپائے گا
یقین ہی کہ سحر سے دریافت کرے کہ عمرو کہان ہی سحر بتلا دیگا کہ گلچین بنا ہوا بیٹھا ہی وہ آکر مجھے
گرفتار کرلیگا یہ سوچکر باغبان کی دو بیٹیان ہین نہال جادو اور ثمر جادو نام انھین عمرو نے
طلب کیا جب وہ حاضر ہوئین انکی بلائین لین اور محبت مادرانہ جتائی خوب پیار کیا اور کہا ای فرزند
باپ تمھارا عمرو کی تلاش مین گیا ہی اور وہ عیار بد بلا ہی ایسا نہو کہ تمھارے پدر کو کسی طرح کی گزند پہونچائے
یا ڈھونڈھے اور تجسس سے نہ ملے تو شہنشاہ کی خفگی آئے بدین لحاظ ہم تم بھی چلین اور عمرو کو
تلاش کرین نہال جادو نے کہا بہتر ای والدہ چلیے گلچین نے تخت بزور سحر منگوایا نہال نے ایک
نارنج زمین پر مارا کہ وہ شق ہوا اور دھوان اس مین سے نکل کر سمت فلک کے گیا بعد لمحہ کے ایک
تخت اڑتا ہوا آیا اور زمین پر اترا گلچین اور نہال دونون سوار ہوے ثمر کو حفاظت مکان کے لیے چھوڑکر
روانہ ہوئین اور گلچین نے نہال سے کہا کہ ای چھوکری دیکھون کتنا جلد تو اس تخت کو لے چلتی ہی کچھ
سحر بھی سیکھا ہی یا دن بھر کھیلا کرتی ہی نہال نے ایسا سحر کیا کہ تخت اڑتا ہوا قریب دریاے
خون رواں پہونچا اسوقت گلچین نقلی نے لبون کو جنبش دیکر کہا میرا سحر خبر دیتا ہی کہ عمرو دریا
کے پار اتر گیا ہی مگر ہنوز صحرا مین پھرتا ہی جلد سحر کرکے چلو تو گرفتار کرین نہال نے سحر کرکے تخت روان
کیا اور دریا کے پار پہونچی لیکن اس طرف باغبان ہر سمت عمرو کو ڈھونڈھتا پھرا جب کہین پتا نہ چلا
اسنے ایک بت اپنی کلائی سے کھولکر کچھ افسون پڑھکر کہا ای سامری کی تصویر تجھے واسطہ سامری کا سچ بتلا کہ عمرو
کہان ہی وہ بت گویا ہوا کہ تیری زوجہ کی صورت بنکر ہمراہ تیری دختر نہال جادو کے
دریا کے پار اترا ہی اور تیری لڑکی کو قتل کرکے جایا چاہتا ہی باغبان یہ حال سنکر بعجلت تمام چلا اور
بت کو لیکر کلائی مین باندھ لیا یہان عمرو پار اترکر نہال کو بیہوش کیا چاہتا تھا کہ باغبان آکر پہونچا
اور للکارا کہ باش ای نا عیار کہان جائیگا مین آ پہونچا نہال یہ صدا سنکر حیران ہوا اور ہر طرف دیکھنے
لگی کہ پدر میرا کسے للکارتا ہی اور عمرو نے ایک دھول نہال کے لگاکر فوراً گلیم عیاری اوڑھ لی اور
تخت پر سے کود کر نعرہ کیا کہ باش او حرامزادے منم مہر سپہر عیاری نظم

عمروم کہ کلہ از سر قیصر بہ برم	رنگ از رخ بختناک بد اختر ببرم
در محفل خسروان چو گردم ساقی	تیغ و سپر و صبوح د ساغر ببرم

بچگیا تو میرے ہاتھ سے اور سارا گھر تیرا ورنہ جہنم رسید مین کرتا یہ کہکر عمرو تو چلا گیا اور باغبان نہال کے پاس آیا اور گویا ہوا کہ تو نے بڑا غضب کیا جو عمرو کو دریا کے پار اُتار دیا نہال نے عذر عدم واقفیت کیا باغبان اُسے لیکر با چار اپنے مکان مین آیا اور ڈھونڈھکر گلچین کو بارہ دری کے اندر سے نکال کر ہوشیار کیا اور سارا ماجرا بیان کر کے کہا مین جانتا ہون عمرو اپنی بارگاہ مین جا کر ظاہر ہوگا وہان سے پکڑ لاؤنگا گلچین نے قدم پر سر رکھا کہا ای باغبان بسطہ سامری و جمشید کا ان عیارون کے مقدمہ مین دخل نہ دے جب شہنشاہ اُنسے عاجز ہو رہا ہی تو ہماری کیا حقیقت ہی ایسا نہو کہ عیار عاجز آکر قتل کر ڈالین ابھی دیکھا کہ عمرو کہان آیا تھا اور کہان سے کہان پہونچ گیا اور شہنشاہ کے کچھ بنائے نہ بنا باغبان اسکے سمجھانے سے خائف ہوا اور افراسیاب کے پاس گیا سارا ماجرا بیان کیا کہ عمرو اس طرح سے نکل گیا افراسیاب خاموش ہو رہا اسلیے کہ اگر اسکو زیادہ تنبیہ کرونگا ایسا نہو کہ یہ بھی جا کر خبر اکت صرصر کی کرے اب یہ سب تو دربار مین بیٹھے اور عمرو بھی آکر داخل اپنی بارگاہ مین ہوا سب سردار خوش ہوے بعشرت تمام بیٹھے لیکن صرصر کا حال سنیے کہ یہ جو مقام باغبان پر سے چلی خیال مین اسکے آیا کہ عمرو تو دریا کے پار اُتر نہ سکے گا لشکر مہرخ خالی ہی قران صحرا مین رہتا ہی اور عیار فکر عیاری مین گئے ہونگے تو چلکر مہرخ یا بہار یا کسی اور سردار کو گرفتار کر لا اور جیسا کہ عمرو نے تجھے ذلیل کیا ہو ویسا ہی اُسے بھی جلا غرضکہ دریا سے اُتر کر بشکل سپاہی داخل لشکر مہرخ ہوئی اور فکر عیاری کرنے لگی دن بھر اسنے قیام کیا جس وقت عیار دشت گرد فلک خیمہ مغرب مین جا کر چھپا اور خیاط شب نے آئینہ مین ماہ رخ زیبا اپنا ملاحظہ کیا اور عروس چرخ نے پیشانی کو مُزَیَّن افشان کیا **نظم**

تھی اُس شب یہ تارون کی جلوہ گری ؎ دولھن کی ہو جون مانگ موتی بھری
سیاہی شب خوشنما تھی کمال ؎ کہ جس طرح محبوب کے رُخ پہ خال

مہرخ نے دربار برخاست فرمایا ہر ایک سردار اپنی خوابگاہ مین آیا بیٹا مہرخ کا شکیل کہ سابق مین مذکور ہوا تھا کہ دختر حیرت ملکہ خوبصورت پر عاشق ہی اور خوبصورت بسبب جرم عشق کے قید ہی لہذا شکیل جب اپنے خیمے مین آتا ہی یاد زلف مین اپنی معشوق کے بعد پریشانی وہ رات بسر کرتا ہی شعر عاشقانہ پڑھتا ہی کہ ؎ اُلجھن کو دل کی دام محبت بنا گیا ✦ دھیان اُنکے گیسوؤن کا بڑا بجلسا رہا تھا ✦ اس رات کو بھی موافق معمول کے دل غمناک لیے بعد اضطرار اپنے خیمے مین آکر زار زار مانند ابر بہار گریان و نالان ہوا گریبان تا بدامن چاک کیا ہر چند کہ وہ شب چاندنی رات تھی مگر اُسکے لیے بغیر روے تابناک اپنے مہ رو کے اندھیرا تھا کہتا تھا کہ یہ پیر گردون میرا دشمن ہوا ہی

یہ چاند نہین زال کا گولا دیدۂ ثوابت سے مجھے گھورتا ہی مشعل ماہ روشن کرکے جلاتا ہی اور کبھی کہتا تھا

نظم

ای ستم پیشہ اک ذرا انصاف
عہد و پیمان سے بھی گذرتے ہین
اور اگر ہی تجھے یہی منظور
تجھکو سوگند ہی تغافل کی
میان سے کھینچ خنجر بیداد
اسکا جھگڑا تمام ہو جائے

گر گنہگار کا گناہ معاف
ورنہ اتنا کہ خلق مر جاوے
پاس سے اپنے رکھ نہ اتنا دور
غفلت و ظلم و جور کا صدقہ
پھیر دے میرے حلق پر جلاد
گو دبے سو پیام ہو بیتاب

گو کہ معشوق ظلم کرتے ہین
جی سے عاشق گزر اگر جاوے
ہی قسم تجھکو اپنے کاکل کی
اپنے انداز و طور کا صدقہ
جس مین عاشق کا کام ہو جائے
پر ادھر سے ملا نہ ایک جواب

دمبدم عشق اسکا بڑھنے لگا | غزل عاشقانہ پڑھنے لگا

غزل

چشم کا کام اشکباری ہی
خاک یہ زندگی ہماری ہی
یہ سبک تو نے کر دیا ظالم
ای صبا خاک یہ ہماری ہی

چشمۂ فیض ہی کہ جاری ہی
کس کا سوتا کسے ہی آتی نیند
میرا مردہ بھی سب کو بھاری ہی
جو نہین تھا کسی شمار مین آج

ہم کہین اور تم کہین صاحب
شب ہجران ہی اور زاری ہی
کر نہ برباد اسکے کوچے سے
ابھی عاشق کی دم شماری ہی

شعر عاشقانہ پڑھتے پڑھتے ہاتھ کہنے لگے گریبان دیکھین یا نون چل نکلے کہ بیابان دیکھین

نہ شاید عشق را گنج سلامت | خوشا رسوائی کوئے ملامت

بیٹھے بیٹھے ترنگ آئی دل مین یہ سمائی کہ چلکر بیابان مین غم دل کو خالی کرو تاکہ مجنون کردار یاد مین اُس لیلٰے غدار کے یہ رات بسر ہو صبح کو لشکر مین چلے آنا کوئی اس حال سے مطلع نہ ہوگا دل مضطر بہل جائیگا آسیب الم ٹل جائیگا یہ تصور کرکے روتا ہوا صحرا نورد ہوا اور ہر گام پر بادل ناکام اشک حسرت بہاتا تھا یہ غزل زبان پر لاتا تھا نظم

کیا کہون مین کہ اب کہان ہی دل
دل سے مین مجھسے سرگران ہی دل
اسقدر اسپہ رکھ نہ بار فراق
پہلو مین دشمن نہان ہی دل

اس گلی مین روان دوان ہی دل
گاہ پہلو مین گاہ یار کے پاس
ناتوانون کا ناتوان ہی دل
تجھے صاحب لون کے قافلے سے

ہی یہ باہم دگر سبک وضعی
دیکھیو تو کہان کہان ہی دل
ظاہرا دوستی کی کس سے امید
صورت گرد کاروان ہی دل

یہ غزل پڑھتا ہوا چلا جاتا تھا کہ صرصر جو فکر عیاری مین پھر رہی تھی اسکو تنہا جاتے دیکھکر ساتھ ہو لی جب

شکیل صحرا مین پہونچا ایک تختۂ سنگ پر قریب کوہسار بیٹھکر غمِ دل کا برطرف کرتا تھا اور سیر گلزار سے دل بہلاتا تھا صرصر تو رہنے والی اسی طلسم کی ہی اور اُسکے ماجراے عشق پر وقوف رکھتی ہی اسوقت اسے بیقرار دیکھکر اپنی صورت ایک کنیز کی کہ جیسی کنیز ملکہ خوبصورت کی ہین بنائی اور سامنے آکر تسلیم کی اور کہا واری آپ نے مجکو پہچانا شکیل نے جواب دیا کہ مین کیا جانون مین اپنے تئین خود نہین جانتا ہون کہ مین کون ہون کہ مطلع ظاہر مین گرچہ بیٹھا لوگون کے درمیان ہون ٭ پر یہ خبر نہین ہم مین کون ہون کہان ہون ٭ صرصر نے کہا مین کنیز ملکہ خوبصورت تمھاری معشوقہ کی ہون جب سے ملکہ قید ہوئین مین صحرا مین رہتی ہون شکیل نے یہ جو سُنا کہ کنیز معشوقہ کی ہی اسوقت توبموجب بیت

قیس جنگل مین اکیلا ہی مجھے جانے دو		خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو

باہم رونے لگے اور کنیز نے کہا ای شیدائے جمال یار تیری مفارقت مین ملکہ زار کا بھی یہ حال تھا اور یہ مقال تھا کہ ابیات

تھے جو تم دونون یکدیگر مانوس
تیرا عشق اسکے آب وگل مین تھا
ہوا ادھر کو وہ مایۂ خوبی
بات دل کی مگر نہ کُھلتی تھی
اس کی ہی نقل نقل غم اندوز
پابہ زنجیر وطوق ور گردن

ہوے پابند حسرت وافسوس
شکل مجنون ہوا تو صحرا گرد
تھی سیہ پوش صورت لیلی
کچھ نہ کھاتی تھی اور نہ پیتی تھی
کہ یہ قصہ ہی قصہ جانسوز
اب نہ وہ ہی نہ وہ زمانہ ہی

عشق اُسکا تو تیرے دل مین تھا
واے معشوق واے حسرت ودرد
شمع کی طرح روز گھلتی تھی
بس تیرا نام لے کے جیتی تھی
کیا محبوس اسے بر نج ومحن
کچھ عجب عشق کا فسانہ ہی

شکیل یہ ماجراے حسرت افزا اُسکر کنیز کے گلے لپٹ کر دار زار رودیا اور گویا ہوا کہ ای فلک غدار ابیات

اس طرح سے مرا یہ حال ہوا
روح بھی وان نہ چین پائیگی
دل جو تڑپیگا بار بار مرا
ہاے دُنیا سے نامراد گیا

نہ میسر مجھے وصال ہوا
بسکہ ہی حسرتِ وصال صنم
ہوگا زیر وزبر مزار مرا

تو مین ہجران مین جان جائیگی
نکلے گا کیا اٹک اٹک کر دم
وصل جانان سے مین نشاد گیا

یہ بیقراری دیکھکر کنیز یعنے صرصر نے ایک خاصدان کمر سے نکالا اور سامنے اُس ژولیدہ حال کے رکھکر عرض کیا کہ اے رہرو بادیۂ الفت واے سرگشتۂ کوے محبت ملکہ نے بروقت مقید ہونے کے کچھ چکنی ڈلیان اور الائچیان اپنے لب نازک سے جھوٹی کرکے اسمین رکھین تھین اور مجکو حکم دیا تھا کہ جہان کہین ہمارا شیدا ملے اسے دینا اور ہمارا حال پر ملال کہدینا شکیل نے خاصدان سے الائچیان لیکر کھائین اور بیہوش ہوگیا صرصر اُسکو پشتارہ

مین باندھکر روانہ ہوئی اس ہنگام مین عاشق خونین جگر مشرق تلاش یار مین میدان فلک پر سرگرم تگ و پو تھا اور عجوزہ سیہ چردہ شب اپنے چادر لوز مین منھ چھپایا یعنے بمقتضاے ابیات

صبوحی تو دے ساقی لالہ فام	کہ رو دھو کے ہر رات کاٹی تمام
ہوا آفتاب الم پھر طلوع	اداسی کا ہونے لگا دن شروع

صرصر شرارہ لیے داخل بارگاہ حیرت ہوئی اور ملکہ کو تسلیم کرکے پشتارہ سامنے رکھدیا حیرت مستفسر ہوئی کہ کسکو لائی ہی اُسنے عرض کیا فرزند مہرخ شکیل کہ شیداے خوبصورت ہی حیرت نے قید سحر سے چھڑا کر ہوشیار کیا جب آنکھ شکیل کی کھلی اپنے تئین گرفتار دربار حیرت مین پایا بے اختیار زبان پر لایا نظم

بچشم لطف گر بینی گرفتاران رسوا را	بباہم گوشۂ چشمے کہ رسوا کردہ مارا
بسی ز مردن نخواہم سایۂ طوبیٰ دے خواہم	کہ روزے سایہ بر خاکم فتد آنسرو بالارا
مرا کلاز تمنائے تو آید صد بلا بر سر	ز سر بیرون نخواہم کرد ہرگز این تمنارا

اے ملکہ مین آپ غم دلدار سے زندان الم مین گرفتار ہون اسیر طرۂ گیسوے تابدار ہون مجھے گرفتار کرنا کیا بقول شخصے آج نہ موا کل مرجاؤنگا یہ کہکر بہت رویا حیرت نے اسکے حال پر رحم کیا اور کہا اے شکیل توبھی کوئی غیر نہین مہرخ کا فرزند اور مہ جبین دختر شہنشاہ کا ماموں ہی اگر میری اطاعت کرے اور اپنی مان کا ساتھ نہ دے تو خوبصورت کی شادی تیرے ساتھ کر دون شکیل نے کہا مجھے نہ مان کا ساتھ منظور ہی اور نہ آپ کا بلکہ دنیا سے کنارہ ہون غلام ملکہ خوبصورت جادو مین بیچارہ ہون نظم

است آرزوے کشتن ازان تند خو مرا	گر او نکشت می کشد این آرزو مرا
جان من از جدائی آن بہ لب رسید	ای وائے گر فلک نہ رساند باو مرا
با ذوق جست وجوی تو آسودہ خاطرم	آسودگی مباد ازین جستجو مرا
ننگ ست عاشقان جہان را ز نام من	عاشق مگوے ہر چہ توانی بگو مرا
گفتی کہ آبروے ہلالی سرشک اوست	رسوائے خلق میکند این آبرو مرا

جو اے ملکہ فرمایئے بجا لاؤن کہیے تو آپ کے لیے مہرخ سے جا کر لڑون حیرت نے قید اُسکی دور کر کے خلعت دیا اور اُسکی خاطر سے طاؤس جادو نام ایک ساحر کو حکم کیا کہ ملکہ خوبصورت کو قید سے رہا کر کے باغ عشرت مین لا کر حمام کرا کے مسند انبساط پر جلوہ کرے طاؤس نے حسب الحکم ہتھ دے

پرسے سحر کے خوبصورت کو اُتارا اور باغ مین پہونچا دیا اس گلعذار کے آنے سے اس باغ کی دونی
بہار ہوئی اور اس غنچہ دہن نے بھی اپنی آرائش و زیبایش کی اور اپنے عاشق کے ملنے کی خبر سُنکر خوش
ہوئی اور ادھر جب صبح ہوئی خبر گرفتاری شکیل ملکہ مہرخ نے سُنی اور بعد لمحہ کے خبر پہونچی کہ شکیل
پھر اسی طرح سے سامری پرست ہوگیا اور حیرت کا شریک ہوا مہرخ کو یہ خبر سُنکر بڑا رنج ہوا لیکن
عمرو دربار مین موجود تھا کہنے لگا اے ملکہ جب طلسم فتح ہوگا ہزارون بیٹے بیٹیاں مل جائینگے اگر
اصلی ہونگے تو بہت سے آکر بن جائینگے اصل تو یہ ہے کہ فرزند تمھارا غم مین اپنے دلدار کے مرجاتا وہان
زندہ رہیگا یہ اُسکی جان بچنے کا خوب سہارا ہے مطلب اصلی پر تم نظر رکھو ایسی ویسی باتون کا دھیان
کرنا اچھا نہین مجھے دیکھو کہ شہزادہ اسد قید ہوگیا اور مجھ رنج نہ کیا اور تیور پر میل نہ لایا
الحاصل مہرخ غم فرزند کو بھلا کر حیرکنان استقامت پذیر ہوئی مگر وہان شکیل نے حیرت سے بمنت
عرض کیا کہ اگر مجھے اجازت ہو تو ایک نظر ملکہ خوبصورت کو دیکھ آؤن حیرت نے اجازت دیدی کہ جاؤ
اور ایک شب باغ عشرت مین رہکر اپنی مطلوبہ کا نظارۂ جمال کرو اور طاؤس سے
حکم دیا کہ بطور مخفی ان دونون شیدا کی نگہبان رہے کہ کسی طرح کا اختلاط باطنی باہم نہ کرنے
پائین غرضکہ طاؤس پوشیدہ روانہ ہوا اور شکیل نے بھی بموجب بیت

وعدۂ وصل چون شود نزدیک	آتش شوق تیز تر گردد

تیاری چلنے کی فرمائی نہا دھو کر پوشاک نفیس سے اپنے تئین آراستہ کیا نظم

ہوا جب کہ داخل وہ حمام مین	عرق آگیا اُسکے اندام مین	نہا دھو کے نکلا وہ گل اس طرح
کہ بدلی سے نکلے ہے مہ جس طرح	غرض شاہزادے کو نہلا دُھلا	دیا خلعت فاخرانہ پنہا
جواہر سراسر پنہایا اُسے	جواہر کا دریا بنایا اُسے	لڑی لٹکن اور کلغی اور نورتن
عدو ایک سے ایک زیب بدن	مرصع وہ سرپیچ جون موج آب	منور بہ شکلِ گلِ آفتاب
وہ موتی کے مالے بعید زیب زین	کہین جسکو آرام جان تن کا چین	جواہر کا تن پر عجب تھا ظہور
گر اک اک عدد اسکا تھا کوہ طور	غرض اس طرح ہو کے آراستہ	خرامان ہوا سرو نوخاستہ
نکل گھر سے جسدم ہوا وہ سوار	کیے خوان گوہر کے اُسپر نثار	یہ خبر خوبصورت نے بھی سُنکر

اپنے تئین آراستہ کیا باغ کی زیبایش فرمائی جلسہ عشرت منعقد ہوا نظم

ساقیا مے پلا شتاب شتاب	مطربا تو سُنا دے چنگ ورباب	وا ہوا ہے در نشاط و سرور
غم دیرینہ ہے دلون سے دور	آج عاشق کو وصل جانان ہے	بزم عشرت کا روز سامان ہے

یاد بیداد گر سے داد ملی
کہو زہرہ فلک پہ ہو رقصان
کیا تخت مرصعی ترتیب
خوب ہی آج اپنی کی تزئین
تھا جو چودہ برس کا سن و سال
باغ کے در پہ پہونچا خرم وشلو
سن کے آواز عاشق رنجور
رونق بزم ہوئی وہ ماہ تمام
پھر یہ بولی کہ شکر عز و جل
کہ میسر ہوا جمال حضور
ہوگا اُسکا نصیب جو دیدار
گیا عاشق خوشی کے مارے بھول
اُٹھکے اُس مہ نے تب شتاب شتاب
ہوش مین آیا وہ جوان ناگاہ
اشک حسرت سے منھ کو دھوتا تھا
اے مین تیری خدائی کے قربان
کہین جی سے نہ مین گذر جاؤن
خاک پہ جا کے گر پڑا آخر
رویا یان تک کہ بہ چلا سب دل
آکے بیٹھا قریب گل اندام
حاکم کشور مراد ہوے
دل ہوے شاد گھر ہوے آباد
بولا اُس ماہ رو سے وہ مضطر
تاکہ ایمان کی ہو نہ بربادی
سُن کے اُسکا کلام عاشق زار

نامرادون کو بھی مراد ملی
یعنے اُٹھی وہ غیرت بستان
لا رکھین کرسیان قریب قریب
اُس کا نظارۂ رخ زیبا
چون مہ چاردہ عروج کمال
پھر در باغ سے یہ دی آواز
دوڑی دروازے پر وہ رشک چمن
ہوئی اسکے وہ سات بار نثار
ہوے سب غم مرے خوشی سے بدل
تھی یہی آرزو بس اک میری
سجدۂ شکر مین کرونگی ہزار
بسکہ مانوس تھا وہ محنت کش
لیے طاقون سے شیشہ ہاے گلاب
دیکھتا تھا فلک کو باحسرت
وصل مین زار زار روتا تھا
یار سے ہمکنار ہوتا ہون
آج ایسا نہ ہو کہ مر جاؤن
ہوا بیہش اک سر بسجود
ہو گئی خاک اُس جگہ کی گل
ہوئی آراستہ سرور کی بزم
دونون آپس مین شاد شاد ہوے
اس طرف شرم اور حیا سے خمش
پاس مادر کے اب چلو دلبر
کہا اُسنے مین آپ کی ہون کنیز
سحر سے کر کے تخت اک تیار

مہر تو دائرہ بجا دے ہان
کیا آراستہ تمام مکان
بیٹھی بن ٹھن کے وہ بصد آئین
برق جانسوز خرمن دلہا
اتنے مین وان شکیل حسن نژاد
در پہ حاضر ہے عاشق جانباز
ساتھ ہے اپنا عاشق ناکام
کہا ہے بخت خفتہ اب بیدار
دیدۂ دل ہوا مرا پر نور
مدتون سے یہی تھی مشتاقی
دیکھ اُس رشک گل کا یہ معمول
ہو گیا بس خوشی کے مارے غش
اُسپہ چھڑکا گلاب خاطر خواہ
تھا عجب وقت اور عجب صحبت
زیر لب کہہ رہا تھا یہ ہر آن
جاگتا ہون مین یا کہ سوتا ہون
کہکے یہ تخت سے اُٹھا آخر
کیے سو اُسنے سجدۂ معبود
اُس پری نے اُٹھایا ہاتھ کو تھام
ہوا دونون کے دل کو اور ہی عزم
نہ رہی ہجر کی مصیبت یاد
اُسطرف خواہش وصال کا جوش
کرین لشکر مین چل کے ہم شادی
مجھے خاطر حضور کی ہے عزیز
دیکھ کر ہر طرف کو وہ ہوشیار

خوبصورت کو کرکے اُسنے سوار ۔ سمت مہرخ چلا وہ با دل شاد ۔ دل کی پائی بہت دنون مین مراد
دیکھا طاؤس نے جو یہ سامان ۔ دوڑی بیتاب ہوکے وہ نالان ۔ راوی کہتا ہے طاؤس جادو

جو ان دونون کی بطور مخفی محافظ تھی اور حیرت نے اُس سے کہدیا تھا کہ جب یہ اختلاط باطنی کرین تو انھین منع کرنا لہذا جب اُسنے انھین جاتے دیکھا گھبرا کر دوڑی اور یہ دونون باغ سے نکل کر ایک پہاڑ کے قریب پہونچے تھے کہ اُسنے آکر روکا شکیل سے سحر چلنے لگا تخت سے اُتر کر مقابلہ کیا تاریخ و ترنج کی مار ہونے لگی طاؤس نے ایک نارئیل سحر پڑھکر مارا کہ شکیل نصف زمین مین غرق ہوگیا اُسنے چاہا کہ گرفتار کرکے لیجاوے اسوقت اتفاق سے ضرغام اسطرف آنکلا اور یہ ماجرا دور سے دیکھکر ایک غلولہ بیہوشی غلیل مین رکھکر غلہ اُسکی ناک پر مارا کہ طاؤس بیہوش ہوکر گری ضرغام نے اُسکو زبان مین سوزن دیکر اُسکو ایک درخت سے باندھکر ہوشیار کیا اور کہا اگر اطاعت ملکہ مہرخ کی اختیار نہ کریگی خنجر ظلم سے ہلاک ہوگی اور حمد وثنائے خلاق دوجہان بزبان فصیح سامنے اُسکے بجالایا کہ زنگ کفر طاؤس کے آئینہ دل پر سے دور ہوا اور اشارے سے کہا کہ مین تابعدار ہون ضرغام نے اسے رہا کیا اُسنے شکیل کو زمین سے نکالا اور خوبصورت کو لے کر روانہ ہوئی یہانتک کہ داخل لشکر مہرخ ہوئی ضرغام نے یہ خبر مہرخ کو دی وہ مع سرداران نامی کے شادان و فرحان بیٹے اور بہو کو لے کر بارگاہ مین آئی ہر ایک گلے سے ملا طاؤس کو خلعت سرداری دیا جشن کتخدائی کی بنا کی صحبت عیش و عشرت برپا ہوئی یہ کیفیت بعد دو ایک روز کے حیرت نے سُنی شعلہ غضب کا نون سینہ مین مشتعل ہوا اور چاہا کہ لشکر تیار کرکے اُسیوقت چڑھ جاؤن اور سب کو ہلاک کرون مگر صرصر اور صبارفتار عیارنیان حاضر تھین انھون نے عرض کیا آپ تامل فرمائین ہم جاکر سردار لشکر یعنے مہرخ کو گرفتار کرکے لاتے ہین شکیل کے بدلے اسے قتل فرمایئے گا یہ کہکر دونون روانہ ہوئین اور صرصر ایک خدمتگار کی صورت بنکر داخل بارگاہ مہرخ ہوئی اور صبارفتار باہر ٹھہری یہان بارگاہ مین ناچ ہورہا تھا عمرو بھی بیٹھا ہوا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک خدمتگار گوشہ مین کھڑا ہے اور چارطرف دیکھتا ہے عمرو پہچان گیا کہ عیار ہے اپنے مقام پر سے اُٹھا اور چاہا کہ بھلا دیکر پکڑ لون لیکن صرصر بھی عمرو کا عندیہ پہچان گئی اور سراپچہ فرا کر باہر کود کر چلی اور پکاری منم صرصر شمشیرزن اور نکل گئی اور صبارفتار جو باہر کھڑی تھی صحراسے قران آتا تھا اُسنے پچھاڑا اور دھوکا دے کر پشت پر سے آکر گود مین اُسے اُٹھا لیا صبارفتار ہر چند تڑپی مگر نہ چھوٹ سکی اس ماجرے کو دور سے صرصر دیکھ رہی تھی فوراً عمرو کی صورت بنکر آئی اور کہا اے قران یہ تیری

معشوقہ ہو لا مجھے اسکو دے کہ سزا دون تجھے اسکے ساتھ عتاب و خطاب کرنا اچھا نہین قران نے یہ کلام سنکر عمرو سمجھ کے صبا رفتار کو دیدیا صرصر اسکو لیکر چلی اور پکاری منم صرصر اسوقت عمرو بھی باہر بارگاہ کے آیا اور دونون پیچھے عیار بچیون کے دوڑے مگر وہ مثل برق و باد جست و خیز کر کے نکل گیئن عیار پھیر آئے اور صرصر پھر دوبارہ شکل تبدیل کر کے لشکر مین آئی اتفاق سے ایک جانب خیمہ ماہ جادو والدہ مہرخ کا تھا اور ماہ بسبب کبر سنی کے خیمے مین رہتی ہی دربار مین کم جاتی ہی صرصر صورت عمرو کی بنکر اسی خیمے مین گئی ماہ نے تعظیم کر کے مسند پر بٹھایا کشتیان شراب کی سامنے رکھین صرصر نے جام شراب سے بھر کر ماہ کو دیا ماہ نے عرض کیا خواجہ سلامت نوش فرمایئن صرصر نے کہا ای ملکہ صحبت زندان مین تکلف کیا ہی لیجیے مین بھی پیتا ہون یہ جام تو آپ پی لیجیے ماہ نے ساغر لے کر بیک جرعہ درکشید کیا صرصر نے اسکے ملازمون کو کاروبار کے بہانے سے ہٹا دیا الغرض ماہ شراب پی کر بیہوش ہوئی صرصر اسکو کسی جگہ مخفی کر کے آپ اسکی شکل بنی اُس عرصہ مین رہرو جادہ فلک نے ٹھیکا زرین کمر سے کلب مغرب مین کھولا اور روزگار غدار عجوزہ تیرہ روئے لیل سے آباد ہو کر مشعل ماہ روشن کرنے لگا نظم

قضارا وہ شب تھی شب چاردہ
پڑا جلوہ لیتا تھا ہر سمت مہ
نظارے سے تھا اسکے دل کو سرور
عجب عالم نور کا تھا ظہور
عجب جوش تھا نور مہتاب کا
کہے تو کہ دریا تھا سیماب کا

صرصر بشکل ماہ جادو پاس ملکہ مہرخ کے آئی مہرخ دربار برخاست کر کے آرامگاہ مین عشرت پذیر رد آرام گیر تھی اپنی مادر کو دیکھ کر اُٹھی اور بصد توقیر صدر نشین عزت کیا ماہ نے کہا ای فرزند عیار بچیان آئی ہوئی ہین آج مین تیرے پاس پلنگ بچھا کر سوؤنگی اور تجھپر ہاتھ رکھے رہونگی اس لیے کہ کوئی تجھے زحمت نہ پہونچائے مہرخ نے پلنگڑی جواہر نگار اپنے پلنگ کے برابر اسکی بچھوادی سامان راحت مہیا کر دیا ماہ نقلی آرام پذیر ہوئی یہانتک کہ جب سب سو گئے اُسنے بیہوشی منہ پر مہرخ کے ملی کہ بیہوش ہوئی اور لپٹ پشتارہ اسکا باندھ کر سراپچہ چاک کر کے لے چلی لیکن لشکر مین طلایہ پھر رہا تھا پہرے والون نے اسے جاتے دیکھا اور سد راہ ہوئے صرصر نے خنجر کھینچ کر دو ایک کو زخمی کیا اور جا بجا لڑ بھڑ کر نکل جاؤن غلغلہ بلند ہوا عمرو غل سُنکر خیمے سے نکل کر دوڑا اس عرصے مین صرصر لڑ بھڑ کر پشتارہ لیکر روانہ ہوئی مگر عمرو نے تعاقب اسکا نہ چھوڑا قضارا صرصر جب صحرا مین پہونچی وہان قران ملگیا اس سے خنجر چلنے لگا کہ عمرو بھی آکر پہونچا اور صرصر کو گھیرا مگر صحرا کی ہوا ٹھنڈی جو لگی مہرخ کو ہوش آگیا دیکھا مین چادر مین لپٹی ہون اُسیوقت

سحر پڑھا کہ چادر عیاری چاک ہو گئی اور حلقہ کمند کے جو دست و پا مین بندھے تھے کھلے مہرخ پشتارے
سے باہر نکلی اور سحر پڑھکر صرصر کو پکڑ لیا صرصر نے کہا سحر سے جب چاہو عیار کو پکڑ لو مجھے تو دعوی
عیارون سے مقابلے کا ہے قران نے یہ کلام سنکر کہا اے مہرخ اسکو چھوڑ دو یہ سچ کہتی ہے ہم اسکو انشاء اللہ
بفن عیاری زیر کرینگے مہرخ نے صرصر کو چھوڑ دیا صرصر اور قران خنجر زنی کرنے لگے اور جنگ عیاری
شروع ہوئی کبھی بیضہ ہاے بیہوشی دونون جانب سے چلتے تھے اور کبھی کمند کے حلقے پڑتے تھے عمرو
اور مہرخ کھڑے دیکھ رہے تھے مگر اُس جنگل مین ایک ساحر رہتا ہے ملازم افراسیاب کہ نام اُسکا نشار
جادو ہے وہ ہنگامہ سنکر اپنی جگہ سے یہان آیا قران اور عمرو ساحر کو آتے دیکھکر فرار ہو گئے اور صرصر
بھی ایک طرف چلی گئی کہ مین جا کر اور کچھ کرون اور نشار جادو پاس مہرخ کے آیا اور اُسکو پہچان کر براہ
ادب تسلیم کی استفسار حال کیا کہ حضور کیونکر یہان تشریف لائین مہرخ نے کیفیت گرفتار کر لانے صرصر
کی بیان فرمائی نشار نے عرض کیا کہ مین چاہتا ہون کہ حضور کی اطاعت کرون آپ کا شریک
ہون لہذا اگر ملکۂ عالم اس احقر کے کلبۂ احزان کو رونق بخشین و دعوت نوش فرمائین تو مین
بھی اپنے اہل و عیال و مال و منال کو لیکر آپ کے ہمراہ رکاب سعادت انتساب چلون یہ عرض مہرخ
نے پذیر فرمائی اور اسکے ساتھ چلی نشار اپنے مسکن پر لایا مہرخ نے دیکھا کہ بالاے کوہ ایک قصر رفیع
بنا ہے شیشہ آلات موقع و مناسب جگہ پر لگا ہے مکان نہایت آراستہ ہے نشار نے مسند پر بٹھایا کشتیان
شراب کی ڈالیان فواکہات کی حاضر کین اطاعت کا اظہار کیا مہرخ نے چند جام شراب پیے اُسمین نشار
نے بیہوشی ملائی تھی یہ پی کر بیہوش ہو گئی نشار نے صندوق مین اُٹھا کر بند کر دیا کہ صبح کو پاس
افراسیاب اور حیرت کے لے جاؤنگا لیکن ادھر عمرو اور قران جو لشکر مین پھر کر آئے دیکھا کہ
ابھی مہرخ یہان نہین آئین خیال کیا کہ صرصر تو یہان موجود تھی اسی معلوم ہوتا ہے کہ بعد ہمارے چلے آنے
کے وہ پھر ملکہ کو پکڑ لے گئی یہ تصور کرکے دوبارا تلاش مین روانہ ہوے اور عمرو صورت ایک ساحر
کی بنکر لشکر حیرت مین آیا یہان صرصر بھی صحرا سے پھر کر آئی تھی اور دربارگاہ حیرت پر کھڑی تھی کہ
عمرو آکر پہونچا اور کہا بی بی صرصر آج تو تمنے بڑا کام کیا کہ مہرخ کو گرفتار کر لائین صرصر نے بنگاہ غور عمرو
کو دیکھکر پہچانا اور کہا مین کسی کو نہین لائی عمرو نے کہا مجھ سے اور مکاری صرصر نے قسم کھائی کہ مین نہین
جانتی عمرو وہان سے تلاش مین چلا اور راہ مین برق فرنگی سے ملاقات ہوئی اُس سے بھی کیفیت
ساری بیان کی وہ بھی تجسس مین روانہ ہوا یہانتک کہ رات بھر ہر جگہ ڈھونڈھتے پھرے جسوقت
بستر خواب سے آفتاب بیدار ہو کر دشت نورد فلک ہوا اور ظلمت شب نے بحر عالم سے کنارہ کیا کہ مثنوی

چھپا ماہ لے اپنے منھ پر نقاب
پیے روز کو ساتھ آنے لگا

اُٹھا بستر خواب سے آفتاب
وہ سوتوں کو شب کے جگانے لگا

عمرو اور برق متلاشی قریب کوہ جہان نثار رہتا ہی پہونچے اور پہاڑ پر مکان عمدہ بنا ہوا دیکھکر سمجھے کہ شاید مہرخ یہان ہی دونون علحدہ ٹھہرے لیکن برق ساحر بنکر در قصر پر آیا یہان ایک عورت ملازم نثار کھڑی تھی اُس سے ہنس کر کہا آج بعد مدت تمھین دیکھا کہو مزاج تو اچھا ہی وہ عورت سمجھی شاید یہ مجھے پہچانتا ہے جواب دہ ہوئی کہ جی ہان دعا کرتی ہون کہیے آپ تو اچھی طرح ہین برق نے کہا سامری کا شکر ہی یہ آج اکیلی کیون کھڑی ہو اس نے کہا ہمارے میان نے مہرخ کو قید کیا ہی ہم یہان پہرا دیتے ہین برق یہ سُنکر باتین کرتے کرتے اُسکے قریب گیا اور کہا نہین معلوم اس پہاڑ پر کیسی گھانس لگی ہی کہ جس مین بدبو آتی ہی مین نے جو ایک پتی توڑی ہاتھ مین بو آنے لگی ہی دیکھو تو یہ کاہے کی بو ہی یہ کہکر اپنا ہاتھ اُسے سونگھایا وہ بیہوش ہوکر گری برق اُسکو اُٹھا کر الگ لایا اور کپڑے اُتار کر اُسکی ایسی صورت بنائی اور اندر مکان کے گیا یہان اور ملازم نثار کے تھے اُنھون نے کہا ای نورتن تم پہرا چھوڑ کر چلی آئین برق نے جواب دیا کہ رات بھر مین نے پہرا دیا کسی نے میری خبر نہ لی اب اور کسی کو بھیجو کیا مین ہی پہرا دینے والی ہون ملازم خاموش ہو رہے اور برق نے دیکھا کہ نثار خواب سے بیدار ہوکر مسند پر بیٹھا ہی میخواری کر رہا ہی برق جاکر سر پر اُسکے رومال ہلانے لگا لیکن اب حال سُنیے کہ عمرو بھی اُس پہاڑ سے اُتر کر ایک گویّا بنا اور نی لیکر بجانے لگا صدائے دلکش بانسری کی کان مین نثار کے گئی اپنے ملازمون سے حکم دیا کہ اس نی نواز کو بلا لاؤ ملازم گئے اور عمرو کو سامنے بلا کر لائے نثار نے دیکھا کہ ایک بڈھا کلاونت مفلوک پریشان روزگار ہی جی مین کہا قدرت سامری کی ہی کہ صورت اور قطع اسکی ایسی ہی لیکن کمال ایسا جانتا ہی الحاصل حکم کیا کہ اپنا ہنر ہمین بھی دکھاؤ عمرو سلام کرکے نی بجانے لگا نثار بہت خوش ہوا اور انعام بہت سا کلاونت کو دیا کہا آج اگر ویسے تیرا گانا سنونگا کل مہرخ کو لیکر پاس افراسیاب کے جاؤنگا عمرو نے کہا آپ نے مہرخ کو کہان قید کیا ہی نثار نے پہلے تو رو مین کہدیا کہ سامنے والے صندوق مین بند ہی پھر خیال مین اسکے آیا کہ کلاونت کو مہرخ کا حال پوچھنے سے کیا مطلب معلوم ہوتا ہی کہ یہ عیار ہی یہ سوچکر ہنسا اور پکارا کہ ای عیار پہچانا مین نے تجکو اور بحر پڑھکر عمرو کو گرفتار کیا اُسوقت برق جو سر پر رومال جھل رہا تھا اُسنے خنجر بیاضی گردن پر پشت پر سے مارا کہ سر نثار کا کٹ کر دور گرا اور غلغلہ اُسکے مرنے کا بلند ہوا ملازم اُسکے دوڑے مگر برق تو سُن چکا تھا کہ مہرخ صندوق مین بند ہی اُسنے اُس تاریکی مین جھپٹ کر صندوق کھولدیا

مہرخ مرنے سے نشار کے ہوشیار ہوچکی تھی باہر نکلی اور جتنے ملازم نشار کے تھے اُنکو قتل کیا اُدھر عمرو
نے جال مار کر سارا گھر لوٹ لیا الحاصل قتل وغارت کر کے وہان سے اپنے لشکر کی طرف چلے راہ مین
ایک ساحر ملازم حیرت ملا اُسنے ان سب کو پہچان کر کہا آج اور تم عیش کر لو کل سب ہلاک ہو گے
مہرخ نے کہا ہمین کون سوائے خدا کے مار سکتا ہی اُس ساحر نے کہا ای عمرو مین حیرت کے دربار مین تھا
کہ افراسیاب کا نامہ اس مضمون کا آیا کہ ای ملکہ ہم شرارہ جنگ جوے تند خوے جادو
کو کل بھیجین گے وہ آکر کام سب باغیون کا تمام کریگی لہذا اس وجہ سے مین کہتا ہون کہ اب تم سب
قتل ہوگے یہ کہکر وہ ساحر تو چلا گیا اور مہرخ نام شرارہ جنگجو کا سنکر گھبرائی اور رنگ اسکے چہرے کا
فرط دہشت سے سفید ہو گیا عمرو نے پھر لب کو بہر تسکین کھولا کہا ای ملکہ گھبراؤ نہین خدا قادر ہی مین
ابھی جاتا ہون لشکر مین بھی شرارہ کو نہ آنے دونگا راستے مین دیکھ بھال لونگا یہ کہکر چلا اُس وقت
برق بھی ایک سمت روانہ ہو گیا مہرخ وہان سے لشکر مین اپنے آئی اور سب سے ملاقات کر کے
سریر جہانبانی پر متمکن ہوئی مگر حال سنیئے کہ برق جو بہر عیاری چلا طلسم ظاہر طی کر کے کنارے دریاے
خون روان جو صحرا ہی وہان آکر ٹھہرا کہ شرارہ اسی طرف سے آئے گی مین عیاری کرونگا لیکن
اس جنگل مین ایک مقام پر جھولا پڑا تھا اور تین عورتین نہایت حسینہ وجمیلہ جواہر کا گہنا پہنے
جھول رہی تھین برق نے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ جادوگرنیان ہین ایسا نہو مجھے گرفتار کر لین
یہان سے کسی اور طرف چلکر ٹھہرنا چاہیے یہ سوچکر راہ کاٹ کے اور سمت چلا اُن عورتون نے پکارکر
کہا کہ ای برق ادھر آ ایک پینگ دیتا جا برق نے کچھ جواب نہ دیا اور بھاگ کر دو کوس کے فاصلے
پر نکل گیا وہان بھی وہی درخت وہی عورتین جھولتے دیکھین برق وہان سے بھی بھاگ کر تیسری
طرف کئی کوس نکل گیا اس جگہ بھی وہی ماجرا نظر آیا یعنے انھین عورتون کو جھولتے پایا اب کی بار
چوتھے سمت کو بھاگا جب کئی کوس گیا وہی درخت اور عورتین جھولتے دیکھین اور انھون نے
کہا ای بیوقوف ادھر آ ہمین پینگ دے کہان بھاگا بھاگا پھرتا ہی برق ناچار اُنکے پاس گیا
اور کہا ہم عیار ہین ہمارا ستانا بہتر نہین آیندہ تم جانو ہر چند برق نے دھمکایا اُنھون نے نہ مانا
اور گرفتار کر کے سمت افراسیاب چلین اب عمرو کا حال سنیئے کہ یہ جو بہر قتل شرارہ جنگجو روانہ
ہوا ایک ایسے مقام پر پہونچا کہ چار طرف کوہستان اور اُسکے بیچ مین صحراے سبزہ زار گل وریاحین
سے معمور وہ ہر سمت نضارت اور طراوت کا وفور دیکھا جا لو زر شاخہاے درخت پر نغمہ پیرا گلہاے
رنگارنگ شگفتہ عمرو نے تصور کیا کہ اس جنگل کو آراستہ کر دو اور یہین ٹھہرو صحرا پاک وپاکیزہ ہی کیا عجب اگر

گرشمراره یہان آکر فروکش ہو یہ سمجھکر زنبیل سے قرابے گلاب کیوڑے کے نکالکر سب آمیختہ بعرق
بیہوشی تھے درختون پر چھڑکے اور پھول ادویہ بیہوشی کے نکالکر ہار گوندھکر درختون پر ڈالے سارا
جنگل عطر بیہوشی سے بسا دیا اور آپ ایک بڑھیا کوزہ پشت نود سال کی صورت بنکر لاٹھی ٹیکتا ہوا
درہ کوہ سے نکلکر ایک جگہ مخفی ہوکر بیٹھا تھا کہ دور سے دیکھا تین عورتین برق کو گرفتار کیے لیے جاتی
ہین یہ دیکھتے ہی اُن عورتون کے پاس گیا اور لگا دوہائی دینے اور رونے اُنھون نے سبب
گریہ استفسار کیا اس نے کہا بی بیو اس موے چوٹٹے کو جو تمنے گرفتار کیا ہے اس سے میرا پاندان
دلا دو مین تمباکو بغیر ہلاک ہوجاؤنگی یہ مونڈی کاٹا تین بار میرا پاندان چرا لے گیا ہے مین حیرت
کی طرف سے اس جنگل مین محافظ ہون پہرا دیتی ہون اُن عورتون نے برق سے کہا موے بتلا اس
بڑھیا کا پاندان تونے کیا کیا برق یہ باتین بڑھیا کی سنکر سمجھ گیا کہ بڑھیا نہین اُستاد ہین مجھے چھڑانا
چاہتے ہین یہ سمجھ کے کہنے لگا اگر پاندان دیدون تو تم مجھے چھوڑ دوگی یہ کلام سُنکر وہ عورتین اسکو
مارنے لگین برق نے کہا خفا نہو چلو مین تبلا دون جہان بڑی بی رہتی ہین اُسی جگہ ایک غار مین اُنکے
تینون پاندان رکھے ہین اُن عورتون نے بڑھیا سے پوچھا تم کہان رہتی ہو اسنے کہا وہ سامنے جو
درہ کوہ ہے اسکے آگے بڑھکر میرا مکان ہے یہ تینون عورتین اسی طرف چلین یہانتک کہ درۂ کوہ سے
نکلکر جب اُس صحراے سبز و خرم مین پہونچین جسے عمرو نے درست کیا ہے خوشبو سے گلہاے بیہوشی
کے بیہوش ہوکر گرین عمرو اور برق نے فی الفور سر اُنکے کاٹ ڈالے العیاذ باللہ وہ غل و شور برپا
ہوا کہ کبھی ایسی آفت نہ آئی تھی آگ پتھر برسنے لگے وہ صحرا تمام برباد ہوگیا اور محافظان دریاے خونروان
دوڑے عمرو اور برق ان عورتون کا زیور و لباس اُتار کر بھاگ گئے اور محافظ دریا لاشین اُنکی
اُٹھاکر باغ سیب مین افراسیاب کے پاس لے گئے اور سب ماجرا کہا کہ عیارون نے صحراے طلسم کے
محافظون کو مارا شاہ نے لاشین اُن جادوگرنیون کی اُٹھوائین اور بفرط غضب اُسی وقت حکم دیا کہ اے
شمراره جنگجو جلد حاضر ہو یہ کہنا تھا کہ برروے ہوا شعلہ ہاے آتش پیدا ہوے اور مثل آتشکدے
کے بنکر سامنے آئے اُس آتشکدے سے ایک زن پری پیکر مہر طلعت سُرخ لباس پہنے از سر تا قدم
یاقوت احمر کا زیور زیب جسم کیے ظاہر ہوئی افراسیاب کو جھک کر تسلیم کی اسنے حکم دیا کہ ابھی ابھی
تم ایک لاکھ فوج جو اپنے پاس رکھتی ہو لیکر پاس حیرت کے جاؤ اور کام لشکر حریف کا تمام کرو خبردار
ایک تن کو بھی زندہ نہ چھوڑنا اور مبدم مرحمت خسروانہ کا ہماری اُنتظار کرنا بڑا تمہارا رتبہ کرینگے
بعد فتح ملک و مال دینگے شمراره حکم شاہ سنکر اپنی جگہ پر آئی ایک لاکھ فوج کی ترتیب اور درستی

کرکے آتشکدے مین مخفی ہوکر بڑے عظم وشان سے روانہ ہوئی اور برہم یلغر دریا سے اُترکر قریب لشکر حیرت پہونچی کہین راہ مین نہ ٹھہری حیرت نے خبر سُنکر استقبال کرایا شرارہ داخل بارگاہ ہوئی ملکہ کو نذر دی خلعت پایا لشکر اُسکا اُترا بارگاہ عالی استادہ ہوئی سامنے اُسکے ناچ ہونے لگا شراب کا پیالہ گردش مین آیا جب دماغ اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا ایک نامہ بنام ملکہ مہرخ لکھا مضمون یہ تھا کہ منم شرارہ سحر میرا سب پر ظاہر اور روشن ہو کوئی ایسا نہین جو میرا مقابلہ کرسکے تجھے لازم ہو کہ میرے پاس اے مہرخ چلی آ خطا تیری معاف کروا دون گی اور اگر نہ مانا تو سزا دونگی اس نامہ کو ایک چیلے کے ہاتھ پاس مہرخ کے بھیجا چیلے نے نامہ لاکر بارگاہ مہرخ مین پہونچایا مہرخ نے نامہ پڑھکر جواب لکھا کہ مین کنیز شہنشاہ عمرو کی ہون حرام زادے افراسیاب اور قطامہ حیرت کو نہین جانتی اے شرارہ جو کچھ تجھے ہوسکے قصور وکوتاہی نہ کرنا خدائے بزرگ ہست یہ لکھکر چیلے کو دیا اسنے لاکر شرارہ کو دیا یہ پڑھکر غضبناک ہوئی وہ دن جس قدر باقی تھا تامل پذیر رہی جسوقت کہ نیر جہانتاب آتشکدۂ مغرب مین جاکر مخفی ہوا اور بادشاہ منیر فلک نے حکومت زنگبار ظلمت شب حاصل کرکے سکہ نورانی اپنا جاری فرمایا **نظم**

تھا شرارہ کا اس جگہ پہ مقام
کہ گیا روز اور آئی شام
جب کہ اس شب کی تیرگی چھائی
طبل رزمی کی وان صدا آئی

اُس خبر کو طائران پرندہ کی زبانی سُنکر عیاران لشکر سمت صحرا چلے گئے اور مہرخ نے بھی نفیر سحر بجائی دلاورون اور بہادرون نے جنگ کی تیاری شروع کی سلحخانہ کھل گیا سحر تیار ہونے لگا مہرخ نے حکم دیا کہ **ابیات**

ہون نقیبان وچارجی نثار
غرق دریائے آہنی تیار
رات بھر اہتمام جنگ کرین
کوئی کرتا تھا رخ کو صیقل
تہوا بہر انتظام جنگ
شہ سیارگان دو چار ہوا
پشت پر کچھ نہ تھی سپر درکار
شہ خاور سے قصد جنگ ہوا

کہین لشکر مین یہ پکار پکار
ہان در قور خانہ وا کردو
صبح کو فکر نام ونتگ کرین
ہوا ناگہ بہ گنبد گردان
زیب بخش زمردین اورنگ
دیکھکر رزم وجنگ کے اوضاع
خود ہوا صورت سپر یکبار
بستر خواب سے شرارہ پلید

جلد ہون جلد پیادہ اسوار
اسلحہ سب کے روبرو دھردو
ہوئے معروف ساز جنگ وجدل
علم آفتاب جلوہ کنان
مرکب چرخ پر سوار ہوا
لے لیا نیزۂ خطوط شعاع
ماہ انجم سپاہ تنگ ہوا
ہوئی بیدار باغرور شدید

کہا آمادہ سب سپاہ رہے
سارا سامان سحر کا آیا
پھر تو گھوڑون پہ سب نے زین باندھا
ہوئی اژدرے فوج سے بیرون
ہوئی مہرخ بھی اسطرف تیار
چار آئینہ و زرہ در بر
ہو برہنہ دم غضب جس آن
سرمۂ چشم جسکے سم کی خاک
اس طرح ہو کے الغرض تیار
ہٹو دشمن کی پہونچی موت قریب
ناگہان وہ شرارہ با فسر
آئی میدان مین شکل سیل دمان
اُسکی آمد سے چھا گیا یہ ہراس
شکل تصویر تھے خموش کھڑے
اب تحسین ناظرین افسانہ
دل مین اسکے خیال یہ آئے
پا کے تنہا کوئی اسیر کرے
کہین ایسا نہو کہ پاے قلق
پاس اپنے بلا کے اُس سے کہا
کر کے طاؤس سحر کو جولان
پھر شکیل آیا اپنی ماں کے پاس
گر گردن بند بند اسکا جُدا
گر تو غلطان بخاک و خون ہوگا
رعد جادو نے پھر کیا آہنگ
پاس نکلا شرارہ کے جاکر

سوے میدان کین نگاہ رہے
جب مہیاے کارزار ہوئی
کمر کفر کو بہ کین باندھا
ہوئی ایسی غبار کی کثرت
ہوئے آمادہ رزم سب سردار
اور کمر مین وہ تیغ برق صفات
ہو عیان کل من علیہا فان
تھے ہزبر ژیان وہ جرأت مین
چلی میدان کو مہرخ جرار
جب کہ میدان رزم مین پہونچی
اپنی صف سے نکل پڑی باہر
خویشتن را ز بہر جنگ آراست
ایک کے بھی بجا رہے نہ حواس
اژدہے پر رجز وہ پڑھتی تھی
کہ شکیل جوان فرزانہ
نئی پیدا نہین نہ آفت ہو
بار ند وہ تیرے سر پہ دھرے
دل مین یہ سوچکر جوان نے دہان
خوبصورت کو یان سے تولیجا
خوبصورت کو بس تجھا اک بار
اور کہا اسطرح سے بے وسواس
کہا مہرخ نے اے پسر مخروش
حال مان کا بہت زبون ہوگا
پانون دونون زمین پر مارے
چیخ اٹھا اسطرح سے وہ خود سر

اپنا اسباب حرب منگوایا
اژدہے پر لعین سوار ہوئی
لے کے وہ فوج قاہرہ ملعون
ہو گیا میلا شیشۂ ساعت
سب ہوے خود آہنی بر سر
آب سیل فناے تصر حیات
زیر ران تھے وہ توسن چالاک
حکم پروردگار سرعت مین
بولا اقبال یون بطور نقیب
کی نقیبون نے پھر صف آرائی
اژدہے کو کیے ہوے جولان
از صف دشمنان مبارز خواست
تھے جو نام آوران دہر بڑے
بیم و دہشت ہر اک کی بڑھتی تھی
عازم جنگ ہو شرارہ سے
تیری معشوقہ خوبصورت کو
سحر وہ جانتی نہین مطلق
اک کنیز بہار کو اسرار آن
نام تھا اس کنیز کا مہران
لے گئی وان سے جانب کہسار
حکم ہو مجھکو مادر والا
جنگ نا دیدہ خموش خموش
نہ دی اسکو غرض اجازت جنگ
سحر سے غرق ارض ہو بارے
غش مین آکر گری وہ اژدر سے

اور چاہا کرے ہلاک اسکو	کرلیا قید رعد جادو کو	سحر پڑھکر سنبھل کے پھر اسنے

جسوقت رعد کو قتل کرنا چاہا برق محشر مان رعد کی پانون پر آکر گر پڑی کہا اے شرارہ مین تیری کنیز ہون میرے فرزند کو چھوڑ دے اسنے رحم کھاکے چھوڑ دیا اور آپ پرپرواز پیدا کر کے اڑ کر برو ے ہوا جاکر ٹھہری اور ناریل لشکر مہرخ پر مارا کہ وہ قریب صف لشکر شق ہوا اس مین سے ہزار ہا ماران سیاہ ظاہر ہوے کہ اُنکے مُنہ سے چنگاریان آگ کی نکلتی تھین وہ سانپ لشکر بھر مین پھیل گئے اور چنگاریان اوڑانے لگے ایک آن مین وہ چنگاریان شعلہ بنکر لشکریون کو جلانے لگین اور سردارون کے دست و پا مین شرارے کی طرح لپٹی تھین اُسوقت سرداران مہرخ رد سحر کر کے اپنے تئین بچاتے تھے باران سحر آتش بجھانے کو برساتے تھے کہ شرارہ نے دوسرا ناریخ اور مارا اور پکار کر کہا کہ اے افسران لشکر لینا ان نمک حرامون کو فوج اُسکی ترسول پھسول شمشیر ہاے بران سحر کا سامان لیکر لشکر مہرخ پر آپڑی ایک طرف سے حیرت جو ہمراہ شرارہ بہر تماشاے جنگ میدان مین آئی تھی مع اپنی فوج کے حریف پر گری مہرخ بھی آگے بڑھی سحر چلنے لگا ناریخ ترنج اُچھلنے لگا دو لشکر آپسمین مل گئے شمشیر سحر مثل برق گرنے لگی نظم

ہلے اپنی جگہ سے وہ دلاور	بڑھا یا پانون لشکر نے برابر
کس و ناکس ہوے مصروف پیکار	میانون سے کھنچین تلوارین اکبار
فلک سرگشتگی اپنی گیا بھول	زمین ہلنے لگی برعکس معمول
صدا گرزون سے یہ نکلی پیاپے	کہان سہراب ہے رستم کہان ہے
تبرزین نے کیا ہر زین کو صاف	سوارون کے کیے سر چاک تا ناف
یہ ڈوبے خون مین وہ تیغ زن تھے	جو سنگین دل تھے وہ لعل یمن تھے

خوب گھمسان کی تیغ زنی اور سحر کی لڑائی ہوئی بہار اور مہرخ اور نافرمان وغیرہ نے ہزار ہا کو تہ تیغ کیا صدہا کو دیوانہ بزور سحر بنا دیا لیکن شرارہ نے بلندی سے تیسرا ناریخ مارا کہ اسکے شق ہونے سے چادرین آتش کی لشکریون پر مہرخ کے پڑنے لگین اور دیکھا تو وہ سب آتش جمع ہوکر ابر کی طرح چادر آتشین ہوئی اور سر لشکر پر جھکی اور پوشیدہ کرنے لگی اُسوقت مہرخ اور بہار اور شکیل سرداران نامی بھاگے اور لشکر نے شکست فاش کھائی اس سحر کا توڑ نہو سکا شرارہ اور حیرت قتل و غارت کرتی ہوئین متعاقب حریف کی کوس آئین اور سرداران مہرخ مع کچھ فوج ہزیمت خوردہ کے قریب کوہ کہ نام اُسکا کوہ لاجورد تھا پہونچکر متواری بشعاب جبال ہوے اور بہت لشکری خاک و خون مین غلطان و تپان ہوکر راہی عدم تھے شرارہ قریب شام ہلاک و غارت کر کے

بھری اور جاسوس واسطے خبر کے بھیجے کہ خبر لائین باغی کس طرف گئے اور کہان پوشیدہ ہین الغرض
جب خیمے مین اپنے مسند پر بیٹھی سحر پڑھا کہ گرد اُسکے آتشکدہ بن گیا اُسمین پوشیدہ ہوگئی اور حکم کیا
کہ رقاصہ آکر مجرئی ہو جشن و طرب کی بنیاد کی جائے بمجرد حکم بزم نشاط ترتیب پذیر ہوئی یہ کیفیت
شکست دور سے عیاران لشکر اسلام نے بھی دیکھی اور بقصد عیاری چلے یہانتک کہ قران بہ تشکل
مبدل شمارہ کے خیمے کے قریب پہونچا اور چاہا کہ اندر جاؤن یکایک آواز آئی کہ ہوشیار ہو جاؤ قران
آتا ہی قران یہ صدا سنکر جست کرکے بھاگا اور نکل گیا ادھر شمارہ سے سب نے پوچھا کہ آواز کون دیتا ہے
اُسنے کہا مین نے پتلا سحر کا بٹھلایا ہے کہ جو آئے گا پتلا پردے ہوا صدا دیگا اور آنے والے کا نام بتلائیگا اور
عیار بھی جو قریب خیمہ آئے پتلے نے اُنکا نام بھی بتلایا سب بھاگے اور جاکر مہرخ جہان چھپی تھی پہونچے
اور کہا اے ملکہ ہم لوگ عیاری کو جاتے ہین تو جا نہین سکتے اب یقین ہے کہ قضا آئی سارے لشکر مین شور
گریہ بلند ہوا اُسوقت عمرو بھی آیا اور حال پر دردمندون کے اشک حسرت بہانے لگا اور ہر ایک
کو تسکین و دلاسا دیتا تھا لیکن عیار پھر بہر عیاری روانہ ہوئے اور ادھر شمارہ ناچ دیکھ رہی تھی
کہ افراسیاب کا نامہ اسکے پاس آیا اسمین لکھا تھا کہ مہرخ کا حال ہمنے کتاب سامری مین دیکھا معلوم
ہوا ہے کہ کوہ لاجورد مین سب گمراہ جاکر چھپے ہین لہذا فوج لیکر چڑھ جاؤ اور سب کو گرفتار کرلو
یہ نامہ پڑھکر شمارہ نے نفیر سحر بجائی اور اُسوقت کمر بندی فوج کی کرکے سوار ہوئی اور برسم یلغار
قریب کوہ لاجورد پہونچکر محاصرہ کیا عین غفلت مین کوئی بھاگ بھی نہ سکا اُسوقت عمرو نے
مہرخ سے کہا مصلحت یہ ہے کہ تم سب جاکر اس ملعونہ کے قدم پر گر پڑو اور کہو کہ ہماری خطا
شہنشاہ افراسیاب سے معاف کرادیجیے وہ تم سب کو امان دیگی پھر مین سمجھ لونگا یہ راے
خواجہ کی پسند کرکے مہرخ کشتیان زر و جواہر کی واسطے نذر کے ہمراہ لیکر مع تمام سردارون
کے روانہ ہوئی شمارہ قریب درکوہ خیمہ زن تھی اور فوج گرد پہاڑ کو گھیرے تھی کہ خبر آمد
مہرخ سُنی باہر خیمے کے نکل آئی دیکھا تو مہرخ و بہار وغیرہ ہاتھون کو رومال سے باندھے
چلی آتی ہین یہ معاملہ دیکھکر اپنے فوج کو متعرض ہونے سے منع کیا اور آگے بڑھی اُسوقت
مہرخ دوڑکر اُسکے قدم پر گری اور جو کچھ عمرو نے سکھلایا تھا زبان پر لائی شمارہ نے
ہر ایک کو گلے سے لگایا نہایت خوش ہوئی کہ میرے سبب سے یہ ہنگامہ عظیم مٹا اور
سب کو لیکر داخل خیمہ ہوئی مقام پاکیزہ مین ہر ایک کو بٹھایا اور اُس وقت عمرو بھی
اسکے خیمے مین آیا اور عرض پیرا ہوا کہ مین بھی ملازمت شاہ طلسم کی کرونگا شمارہ نے

عمرو کی بھی تعظیم کی اور کرسی پر بٹھایا مگر آپ بزور سحر اپنے آتشکدے مین پوشیدہ ہوگئی اور حکم دیا کہ ارباب
نشاط حاضر ہوے ناچ ہونے لگا ساقی سرلقا جام بادۂ ارغوانی سب کو دینے لگا عمرو نے کہا اے ملکہ
آپ بھی آکر شریک بزم ہوجیے شرارہ نے آتشکدہ مین سے جواب دیا کہ اے عمرو مین تیرے خوف سے
آگ مین چھپی رہتی ہون عمرو نے عرض کیا کہ اگر مجھسے دغدغہ باقی ہی تو پھر یہان ٹھہرنا بیکار ہی شرارہ گویا
ہوئی کہ نہین تم خفا نہو مین ظاہر ہوتی ہون اور یہ صدا دیکر آتشکدے سے مثل شعلہ جوالہ کے باہر
آکر تخت پر بیٹھی اور صورت اصلی اپنی بنائی سب نے دیکھا کہ ایک زن خوبصورت تخت پر بیٹھی ہی
عمرو نے پھر عرض کیا کہ اگر مجھکو حکم ہو تو ساقی گری کرکے اپنا ہنر شایستہ دکھاؤن شرارہ ہنسکر بولی کہ
مجھے بیہوشی دیا چاہتے ہو تو ویسا کہو عمرو نے کہا توبہ توبہ اب کبھی ساقی گری کا نام نہ لونگا یہان یہ
باتین ہورہی ہین ادھر افراسیاب نے کتاب سامری دوبارہ دیکھی معلوم ہوا کہ عمرو براہ مکاری پاس
شرارہ کے آیا ہی اور یقین ہی کہ اُسے قابو پاکر قتل کرے اس کیفیت کو معلوم کرکے نامہ لکھا اور پتلے
کو دیا کہ شرارہ کو پہونچاے پتلا نامہ لیکر روانہ ہوا اور شرارہ کے پاس پہونچکر نامہ دیا اُسنے پڑھا لکھا
تھا کہ عمرو عیاری کرنے آیا ہی اُسکے فقرے پر نہ آنا سب باغی اسوقت تمھارے قبضۂ قدرت مین ہین
انکو گرفتار کرکے سمت لشکر حیرت بھیجاؤ کہ ہم آکر ہر ایک کو وہان دار پر کھینچین گے نامہ پڑھتے ہی
شرارہ نے ایک ایسا سحر کیا کہ گرد عمرو اور مہرخ وغیرہ سب سردارونکے آتش کا حصار ہوگیا اور شرارے
دست و پا مین لپٹ گئے سب نے کہا اے ملکہ ہمارا قصور کیا ہی اُسنے جواب دیا کہ تم سب جعلساز ہو
دیکھو تمھارے مکر پر شہنشاہ نے مجھے مطلع کیا یہ نامہ بھیجا ہی یہ کہکر سب کو گرفتار کرکے چھکڑے اور گردون کو
طلب کرکے سوار کیا اور خود بھی وہان سے کوچ کرکے سمت لشکر حیرت چلی اس معاملہ کو وہ لوگ جنکو
مہرخ کوہ مین بہر حفاظت بقیہ لشکر و مال و منال چھوڑ آئی تھی دیکھکر گریان ہوئے اور یقین واثق
ہر ایک کو اپنی ہلاکت کا ہوگیا اس امر کے قاصد ہوے کہ جاکر لشکر شرارہ پر گرین اور اپنی بھی
جانین دین اس عزم پر مستحکم ہوے تھے قران انکے پاس آیا اور ان سب کو ایسے ارادے سے مانع
ہوکر کہا تم سب درگاہ قادر و توانا پروردگار دو جہان مین دست دعا بلند کرو اور مین جاکر اُس
قحبہ شرارہ کا کام تمام کرتا ہون لیکن ایک ساحر تم مین سے میرے ساتھ چلے الحاصل ایک ساحر
کو لشکر سے ساتھ لے کر قران روانہ ہوا اور یہان اہل لشکر استغاثہ کرنے لگے نظم

ولہ الکبریاء والجبروت — ولہ الاقتدار والملکوت
ولہ الملک کائنا ما کان — ولہ الامتنان والاحسان

واسطہ اُن خداشناسون کا
سر جنھون نے ہو تیری رہ مین دیا
تو ہی قادر حیات ہے اے کریم
تو ہی احیاکن عظام رمیم
شر سے دشمن کے دے پناہ ہمین
اُسکے قالب سے رکھ نگاہ ہمین

یہ تو مصروف استغاثہ تھے لیکن قران ساحر کو لیے ایک درہ کوہ مین آیا اور ساحر سے کہا کہ طاؤس سحر کر کے بنا دے اُسنے ایک طاؤس بزور سحر موم کا بنایا قران نے اُسپر زین سلک گوہر سے مزین باندھا منقار مین طاؤس کے الا موتی کا دیا اور گلے مین جواہر بہت سا لٹکا کر آراستہ کر کے اپنی صورت مثل افراسیاب کے بنائی اور اس طاؤس پر سوار ہو کر اُس ساحر سے کہا کہ نیچے سے تو ایسا سحر پڑھتا ہوا میرے ساتھ چل کہ طاؤس اُڑتا ہوا پاس شمارہ کے پہونچے اور اثناے راہ مین بھی کچھ آگ برسے آندھی آئے پتھر گرین تا کہ علامت آمد ساحر جلیل معلوم ہو اُسنے حسب الارشاد مثل ملازمون کے شکل اپنی درست کر کے رکاب پکڑ لی اور سحر پڑھا کہ آندھیان اُٹھنے لگین آگ پتھر برسنے لگے اور طاؤس روانہ ہوا شمارہ رہگراے منزل مقصد تھی کہ یکایک آثار آمد ساحر دیکھکر ٹھہری اور جدھر سے آگ برستی آتی تھی اُسیطرف دیکھنے لگی کہ سامنے سے افراسیاب تاج مرصع نگار سر پر رکھے لباس فاخرہ پہنے طاؤس سحر پر سوار ظاہر ہوا شمارہ شہنشاہ کو آتے دیکھکر آتشکدے سے باہر نکلی اور بہر تعظیم چلی قریب آکر تسلیم کی افراسیاب نے طاؤس ٹھہرایا اور کہا اے ملکہ کیا کہنا ماشاء اللہ کتنا جلد تمنے اس جنگ کو فتح کیا اور یہ کہکر طاؤس پر سے کودا اور وہ ساحر جو آگ و پتھر برساتا تھا ساتھ تھا اُسنے سحر موقوف کیا کہ وہ آندھی وغیرہ موقوف ہوئی شمارہ نے کشتیان نذر کی پیش کش کین اور پانداز زربفتی ڈالکر چلی حکم دیا کہ خیمہ اس جگہہ استادہ ہو ملازم اُسکے مصروف انتظام ہوے اور افراسیاب نے کہا اے شمارہ مین گنبد سامری پر گیا تھا وہان مین نے ایک سحر یاد کیا ہے کہ بارہ برس آئندہ کا حال معلوم ہوتا ہے اگر تم آنکھین بند کر کے بیٹھو اور تین بار یا سامری یا سامری کہو تو اسکی ترکیب تمھین بھی بتلا دون شمارہ یہ الطاف خسروانہ دیکھکر نہایت مسرور ہوئی اور ایک جگہہ صاف و پاکیزہ دیکھکر اُسی صحرا مین آنکھین بند کر کے بیٹھی اور یا سامری یا سامری کہنے لگی قران سر پہ تو کھڑا ہی تھا بغداجہ سر پر باطمینان تمام لگاتا ہے سر پھٹ کر بھیجا دور جا کر گرا اور قران نے نعرہ کیا اور جست کر کے بھاگا اور ایڑیان رگڑ کر شمارہ جہنم واصل ہوئی بیرغل کرنے لگے ساحر اُسکے ملازم دوڑے مگر مہرخ اور بہار اور نافرمان وغیرہ کے بھی گرد جو آتش تھی وہ دفع ہوئی اور صدا سنائی دی کہ کشتی مرا نام من شمارہ جنگ جوے تند خوے جادو بود بصدا اُنکر عمرو بچا کہا اے ملکہ مہرخ وہ مارا اس حرامزادی کو اسکی فوج زندہ

بچکر نہ جانے پائے مہرخ اور سب سردار نارنج و ترنج وغیرہ ملے کہ پر پرواز پیدا کرکے لشکر شرارہ پر جو مرنے سے اپنے مالک کے بدحواس تھا جا گرے ہزارہا کو ایک ہی وار مین ہلاک کیا تہ خون و خاک کیا۔ سرخ جوکا گل کشائے کامل کو پریشان کیا ہزارہا ستارہ ٹوٹ کر گرا اور تیر شہاب کی طرح ہر ایک کو تو ڑگیا بہار نے گلدستہ مارا آمد فصل بہار ہوئی ہوا سرد عیسیٰ دم مسیح نفس چلنے لگی غنچے چٹک کر گل ہوئے چمنہائے طولانی پرازگل دریا مین پھولنے پھلنے لگے ساحر دیوانے ہوئے تلوار سحر کی چلنے لگی نظم

سرِ دشمن پہ ایسے تیر مارے ‌‌ ‌ خیابان چمن رستے تھے سارے
گل تازہ تھا ہر فرق بریدہ ‌ ‌ ‌ وہ صحرا بنگیا باغ رسیدہ
ہوئے تھے اسقدر زخمون سے سرشار ‌ ‌ ‌ کہ ہر ساحر بنا تھا رشک گلزار
قلم ہوتا ہر فصل دے مین گلزار ‌ ‌ ‌ نبی فصل بہاری انکی تلوار
لہو مین تر بتر کشتے تھے بالکل ‌ ‌ ‌ نظر آتے تھے ہر سو خرمن گل
نیا پھولا تھا گل ظلم و ستم کا ‌ ‌ ‌ ریاض زندگی اجڑا پڑا تھا
پھرے ہین ہم بہت باغ جہان مین ‌ ‌ ‌ بہار ایسی نہین دیکھی خزان مین

ساحران شرارہ جو کچھ بھاگ کر بچے وہ نالان و گریان سمت افراسیاب روانہ ہوئے اور خبر گرفتاری مہرخ اور عمرو وغیرہ سنکر حیرت بھی سوار ہو کر پاس شرارہ کے چلی تھی لیکن راہ مین یاقوت جادو وزیرزادی نے اسکی خبر عرض کی کہ مین نے سنا ہو شرارہ جہنم واصل ہوئی مہرخ بلفتح و فیروزی آتی ہو حیرت اس سانحے کو سنکر پھری اور اپنے لشکر مین آئی ادھر مہرخ بھی سب کو قتل و غارت کرکے اپنی فوج کو جو بھاگ گئی تھی جمع کرنے لگی وہ لشکری جو پہاڑ پر مصروف دعا تھے فتح کی خبر سنکر حاضر ہوئے نقارے فتح و ظفر کے بجنے لگے ایک روز وہان ٹھہر کر نئے سر سے کارسازی لشکر فرما کر دوسرے روز نقارہ کوچ کا بجایا اور بحشم و خدم مراجعت کی یہانتک کہ مقابل حیرت پہونچکر بارگاہ استاد کرائی اور جائے قیام قدیم پر لشکر نصرت اثر کو اتروایا خیام ذی احترام سرداران عالی مقام کے نصب ہوئے لشکر مین گھما گھم ہونے لگی مہرخ تخت پر بیٹھی بہار سے کہا تمھاری کنیز مالکہ خوبصورت کو میدان جنگاہ سے سمت کوہستان لے گئی تھی اب اسکو طلب کرلو کس لیے کہ لاکھ دشمن و دوست یہان ہین ایسا نہو کہ کچھ پیچ پڑجائے بہار براہ تعظیم کہ کام یہ بادشاہ لشکر کا ہو خود واسطے لینے خوبصورت کے روانہ ہوئی لیکن وہان کی کیفیت سنیے کہ مہران کوہستان مین ایک دریا کے کنارے خوبصورت کو لیے سیر کر رہی تھی اور وہان ایک ساحر رہتا ہو رعیت شاہ طلسم کہ نام اسکا ناگ جادو ہو اسنے

خوبصورت کو پہچانا اور قریب آکر گویا ہوا کہ اے مہران تو لونڈی بہار کی ہی تجھے کیا قتل کرون
تیری کچھ حقیقت میرے نزدیک نہین ہی لیکن ملکہ خوبصورت دختر ملکہ حیرت زوجہ بادشاہ طلسم ہی
اسے ضرور لیجاؤنگا یہ کہکر کچھ افسون پڑھکر دم کیا کہ ایک مار سیاہ زمین سے نکلکر مہران کے لپٹ گیا
اور ایسا زہر آلود سانپ تھا کہ مہران اُسکے لپٹنے سے بیہوش ہو گئی ناگ جادو نے آکر خوبصورت
کو اُٹھا لیا اور لیکر روانہ ہوا اتفاقاً ایک سمت سے صرصر آتی تھی اُسنے یہ معاملہ دیکھا کہ دختر ملکہ
حیرت گرفتار ہوئی دل مین اسنے تصور کیا کہ ناگ جادو اگر شاہزادی کو لیجائیگا نہین معلوم کیا
کرے ایسا نہو کہ بیحرمتی ہو لازم ہی کہ اس سے چھین لون یہ خیال کرکے پاس اُسکے آئی اور بیضۂ بیہوشی
اُسکی ناک پر مارا کہ وہ بیہوش ہوا اُسنے سر کاٹ ڈالا غل و شور ہوا صدا آئی کہ مارا مجھکو نام میرا ناگ جادو
تھا اُسکے مرنے سے مہران کو ہوش آگیا اور تجسس مین خوبصورت کے چلی لیکن صرصر ملکہ کو بیہوش
کرکے پشتارہ باندھکر خیمے مین لائی اور صبا رفتار اور شمیمہ سے کہا تم حافظ رہنا کہ کوئی پشتارہ
نہ لے جائے اور آپ بارگاہ حیرت مین آکر عرض کیا کہ مین ملکہ خوبصورت کو گرفتار کرکے حضور
کے سامنے لاؤن اگر آپ اسکو قتل نہ کرین تو یہ امر ممکن ہی حیرت نے کہا وہ میری دختر ہی مین اُسکو کچھ نہ
کہونگی تو جلد گرفتار کر لا صرصر یہ اقرار لیکر اپنے خیمے مین آئی اور پشتارہ لے کر چلی اُسوقت قران بھیس بدلکر
لشکر حیرت مین پھر رہا تھا صرصر کو پشتارہ بدوش جاتے دیکھکر سمجھا کہ یہ کسی ہمارے لشکر کے سردار کو
لائی ہی پکارا کہ اُستانی مارہی ڈالونگا جو آگے قدم اُٹھایا صرصر نیمچہ کھینچ کر آ پڑی لشکر مین غلغلہ ہوا اس
وقت بہار جو واسطے بلانے خوبصورت کے چلی تھی جب کوہستان مین پہونچی ناگ کی لاش دیکھی اور
کسی کو نہ پایا سمجھی کچھ فتور ہوا ڈھونڈھتی ہوئی لشکر حیرت مین آئی صرصر کو پشتارہ لیے لڑتے دیکھکر سحر
کیا کہ پانؤن صرصر کے زمین نے پکڑ لیے اور آپ پشتارہ لیکر اُڑ گئی اور ایک پنجہ سحر کا بھیجا کہ وہ صرصر کو
بھی لیکر چلا قران لشکر سے نکل گیا کہ پرائے مقام پر ٹھہرنا اچھا نہین غرض کہ بہار پشتارہ لیے لشکر سے
جب صحرا مین آئی قضائے کار ایک ساحر مصاحب خاص افراسیاب کچھ پیام شہنشاہ کا لیے پاس
حیرت کے جاتا تھا اُسنے بہار کو جاتے دیکھکر للکارا بہار مقابل اس ساحر کے ہوئی کہ نام اسکا علامہ جادو
ہی اُسنے دیکھا کہ مین بہار سے لڑ نہ سکونگا بس خاک قبر جمشید اُسکے پاس تھی اُسکو بہار پر ڈالا کہ یہ
بیہوش ہو گئی علامہ سب کو لے کر چلا اس کیفیت کو دور سے برق فرنگی نے دیکھا کیونکہ عیار تو صحرا
مین پھرا ہی کرتے ہین یہ یہان موجود تھا بے تحاشا دوڑا اور لشکر مہرخ مین جاکر شکیل سے سارا ماجرا کہا
وہ حال گرفتاری مطلوب سنکر دیوانہ وار با چشم اشکبار بیقرار ہوکر چلا اُسکو جاتے دیکھکر محبت مادری سے

بیتاب مہرخ بھی روانہ ہوئی تھوڑی دور گئی تھی کہ ادھر سے عیارہ جان تلاش مین صرصر کے چلی تھین
زمین سے صبا رفتار نے مہرخ کو جاتے دیکھکر فی الفور صورت اپنی ضرغام عیار کی بنائی اور پاس
مہرخ کے آکر حباب بیہوشی ناک پر مارکر بیہوش کرکے پشتارہ لگاکر لے چلی کچھ دور گئی تھی کہ قران
لشکر حیرت سے پھرا آتا تھا اُسکو دیکھکر بغدا تان کر دوڑا صبا رفتار پشتارہ پھینک کر بھاگ گئی
قران نے مہرخ کو ہوشیار کیا دونون چلے مگر شکیل نے پہلے جاکر علامہ کو گھیر لڑائی سحر کی ہونے
لگی منتر اور جنتر پڑھے جانے لگے کبھی یہ غرق زمین ہوا کبھی وہ آسمان پر آگیا دھوان آتش سحر کا
بلند ہوا اور دریاے سحر موج مارنے لگا اسوقت صرصر تو یہان موجود تھی ہی اسنے یہ کیفیت دیکھکر ایک
بیضہ بیہوشی مارکر شکیل کو بیہوش کردیا اور علامہ اُسکو بھی بزور سحر گرفتار کرکے لیچلا صرصر پہلے آکر
لشکر مین پہونچی حیرت کو خبر ملی کہ علامہ آپ کی دختر کو مع اُسکے عاشق کے اور بہار کے لاتا ہی حیرت
خوش ہوکر سوار ہوئی لیکن علامہ کے ذہن مین آیا کہ ان سب مجرمون کے سر کاٹ کر لیچل ایسا نہو راہ
مین کچھ اور ریچ پڑے اور یہ رہا ہوجائین اس طرح کا خیال کرکے ایک پہاڑ پر ٹھہرا ادھر سے عمرو بھی
شکیل کو جاتے دیکھکر لشکر سے چلا تھا اسی پہاڑ کے قریب پہونچا اور صورت ساحر کی بناکر علامہ کے
سامنے آکر اُسکو ڈانٹا کہ او بیحیا تو کون ہی جو پرائی جورو بیٹی کو پکڑ لایا ہی بڑا دغا باز معلوم ہوتا ہی یہ کلمات
سُنکر علامہ نے پوچھا آپ کون ہین عمرو نے جواب دیا کہ یہ زمین شہنشاہ کی طرف سے میرے قبضے مین ہی
یہانکا مالک ہون علامہ گویا ہوا کہ بھائی خفا نہو مین شکیل اور خوبصورت اور بہار مجرمان شاہ
کو لایا ہون عمرو نے ہنسکر کہا بھائی مین نے تمکو پہچانا نہ تھا تمھاری زوجہ تو میری بھاوج ہو آؤ میرے
گھر چلو کھانا کھاکر چلے آنا علامہ نے عذر کیا۔ بلجاجت کہا اے برادر پہلے ان گنہگارون کو قتل کرلین تو
چلین عمرو بولا کہ ذرا مین اس شکیل کو دیکھون کہ کیسا خوبصورت ہی جو دختر حیرت اسکے ساتھ خراب
ہو علامہ نے اپنے سحر مین خوب مسحور کرکے شکیل کو ہوشیار کرکے عمرو کو دکھلایا کیونکہ بوجہ آمد ساحران
اسنے ہر ایک کو بزور سحر نظر مردم سے پوشیدہ کردیا تھا الحاصل عمرو نے جب اُسکو دیکھا کہا اے عزیز
لاؤ مین اسکا سر کاٹ لاؤن اور شکیل کا ہاتھ پکڑکے الگ لایا اور کہنے لگا ہم چار کے باپ مین بندہ
ماؤن کے پیٹ سے پیدا ہوے ہین ہمین کچھ دو تو تمھین چھوڑ دین شکیل اس گفتگو سے حیران
ہوا کہ کوئی ایک مان کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہی یہ بندرہ سے پیدا ہوے ہین شاید عمرو ہی یہ سمجھکر خوش
ہوکر بولا کہ پانچہزار روپے دونگا مجھے چھوڑ دو عمرو یہ اقرار لیکر علامہ پاس آیا اور کہا بھائی وہ تو
خود مر رہا ہی مجکو رحم آتا ہی کیا اسکو قتل کروگے علامہ بولا کہ وہ مطیع شہنشاہ بھی تو نہین ہوتا عمرو نے

کہا مین اُنکو سمجھاتا ہون اور پھر شکیل کے پاس آکر کہنے لگا شاید تم رو بہ بعد رہائی ندو توہین کیا کرون اس سے بہتر ہی کر خوبصورت کا زیور مجھے دید و شکیل کو یقین واثق ہوگیا کہ اب ضرور رہا ہوے یہ شخص بیشک عمرو ہی اور بنہایت درجہ مسرور ہوکر جواب دہ ہوا کہ کہنا کیسا مین غلام ہون اور محبوبہ میری کنیز آپ کی ہی جائیے سارا زیور لے لیجیے عمرو یہ سنکر سمجھ گیا کہ اب یہ مجکو پہچان گیا غرض وہان سے پھر علامہ پاس آیا اور کہا بھائی تم سچ کہتے ہو یہ لوگ بڑے سرکش ہین مطیع نہین ہوتے اب انکو یون قتل کرون کہ پہاڑ کے نیچے سے پتھر اُٹھا لاؤ اور اُنکو بٹھا کر لگاؤ کہ سر انکے پھٹین اور تڑپ تڑپ کر جان دین علامہ نے کہا آپ انکے نگاہدار رہیے مین پتھر لاتا ہون یہ کہکر پہاڑ کے نیچے اُترا پتھر لے کر آتا تھا کہ عمرو نے زنبیل سے پتھر نکالکر بلندی سے اسطرح اسکے سر پر ڈھلکایا کہ سر کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے غلغلہ اسکے ہلاک ہونے کا بلند ہوا آگ پتھر برسنے لگے سب قیدی چھوٹے اور شکیل اپنی معشوقہ کو لیکر چلا مگر اس پہاڑ پر ایک ساحر ظالم جادو سے کوہی رہتا تھا وہ غل سنکر دوڑا اور سحر پڑھکر عمرو کو اسنے گرفتار کیا اسوقت بہار نے ایک گولا فولادی مارا کہ ظالم کے سینے پر پڑا اور پشت کو توڑ گیا شور گیر و دار اسکے مرنے سے بھی بلند ہوا اور لاشین اُن دونو کی ہوا کے بگولے مین لپٹ کر پاس افراسیاب کے چلین اور بہار سب کو لیے چلی تھین کہ حیرت مع چند ساحران نامی کے آکر پہونچی اور سد راہ ہوئی اس سے اور بہار سے رد و بدل سحر کی آغاز ہوئی تھی کہ مہرخ اور قران بھی آکر پہونچے اور لڑائی باہم شروع ہوئی بہار نے ہار اپنے گلے سے توڑ کر مارا کہ ٹھنڈی ہوا اور سامنے ایک چمن پر از گل و یاسمن شگفتہ و سرسبز نظر آیا ہر ایک ساحر ہمراہی حیرت پھولونکی خوشبو سے مست ہوا اور کیفیت بہار ترقی پذیر ہوئی

نظم

بس اُسی سبزہ زار مین اک باغ
باغ خلد برین کا چشم و چراغ
ظاہر رکھ دیا تھا باغ کا اسم
تھا وہ باطن مین باغ باغ طلسم
ثمر و برگ سے کوئی ڈالی
[illegible] نہ تھی خالی
تھی گلون سے زمین بوقلمون
اک طرف میوہ ہائے گوناگون
میوے حد و شمار سے افزود
فصل و بے فصل کے بھی موجود

حیرت بھی مست ہوکر جھومنے لگی اور تعریف گلون کی کرتی ہوئی اندر چمن کے گئی ایک پھول گلاب کا توڑ کر چاہتی ہی کہ سونگھے اسوقت ایک قمری اڑتی ہوئی آئی اور اُسنے وہ پھول حیرت کے ہاتھ سے اپنے پنجے مین لے لیا اور منقار اُٹھا کر گویا ہوئی کہ اے ملکہ عالم آپ زوجہ بادشاہ طلسم ہوکر سحر مین بہار جادو کے مسحور ہوتی ہین خبردار اس چمن کے ہر ایک پھول کو بدتر از خار سمجھیے گا ورنہ وہ آسیب

صرصر حوادث روزگار سے پہونچے گا کہ پھر کبھی نظر نہ آئیگی شاخ درخت نے مصیبت ڈالے گی زبان
قمری سے یہ کلام سنکر حیرت ہوشیار ہو گئی اور خیال کیا کہ اگر تو پھول سونگھ لیتی تو قیامت ہو جاتی غرضکہ
اس چمن سے باہر بزور سحر نکلکر مقابل بہار ہوئی دو ایک سحر رد و بدل ہوے تھے کہ اپنے مقام پر افراسیاب
کو کچھ حیرت سے شورے کی ضرورت ہوئی اسنے ایک پنجۂ سحر بھیجا کہ جا کر حیرت کو اٹھا لاے پنجۂ آنکر بہ حکم
جلال اسکو اٹھائے گیا اور سامنے افراسیاب کے لایا حیرت نے شہنشاہ کو تسلیم کی اور سارا ماجرا بیان کیا
اور اس طرف مہرخ وغیرہ نے ہمراہیان حیرت کو ناریخ و تریخ مار کر بزور سحر شکست دی کتنون کو ہلاک
کیا جب کوئی روکنے والا نرہا اسوقت سب کو لیکر مع عیارون کے اور ملکہ خوبصورت اور
تشکیل وغیرہ کے داخل اپنے لشکر مین ہوئی بارگاہ مین تخت شاہی کو مزین فرمایا حکم رقص و سرود دیا ہنگامۂ
عشرت گرم ہوا پیالہ شراب کا گردش مین آیا لیکن یہان افراسیاب نے حیرت سے کہا کہ مین نے تمکو
اس لیے بلایا ہے کہ میرا قصد ہے اس ہنگامہ کی خبر جو طلسم مین غلغلہ پڑا ہوا ہے خدمت بنیرۂ سامری مین
کردن کس لیے کہ کل کو جو زیادہ کچھ فتور یہان پڑے تو بنیرۂ خداوند فرماوینگے کہ ہمسے کیون نہ اطلاع
کی اس لحاظ سے اب کہلا بھیجنا چاہیے یقین ہے کہ وہ وہین سے بیٹھے بیٹھے سب باغیون کو غارت کر دینگے
حیرت نے کہا اے شہنشاہ بنیرہ خداوند داؤد جادو ایسے نہین ہین کہ آپ سرا سری اُنسے کہلا
بھیجیے چاہیے کہ ہزارہا روپیے نذر بھینٹ وغیرہ کے لیے کر آپ خود تشریف لیجائیے اور کئی روز
وہان رہکر ملاقات اُنسے کیجیے جب کہین عرض حال کی نوبت پہونچے گی اور اگر کسی کو بھیجیے گا اُسکو
زیارت بھی نصیب نہو گی اسوجہ سے بہتر ہے اُنکے بھائی جو کنیز سے پیدا ہین مصور جادو انکو نامہ لکھکر
یہان بلائیے کہ اُنکی بھی قضا کسی کے ہاتھ سے نہین ہے وہ سب عیارون کو گرفتار کر دینگے اور وہ بھی
بنیرۂ سامری ہین اتنا فرق ہے کہ وہ کنیز سے ہین اور داؤد زوجۂ فرزند سامری سے القصہ ایک نامہ
مشعر بہ حالات آشوب طلسم و منحرف ہونا مہرخ وغیرہ کا اور عیارون کا فساد کرنا لکھکر پاس مصور جادو
کے روانہ کیا اور خواہش مدد کر دینے کی ظاہر کی اور نامے کے ہمراہ بہت کچھ تحفہ و ہدیہ بھی بھیجا جب
یہ نامہ مصور کو پہونچا حال بادشاہ طلسم پر بہت افسوس اُسنے کیا اور اپنی فوج کو حکم دیا کہ تیار ہو بین
بہر اعانت افراسیاب جاؤنگا یہ حکم سنکر بیٹا اُسکا شکل کش جادو عرض پیرا ہوا کہ اس لڑائی
پر مجھکو روانہ فرمایئے کہ جا کر فتح کرون اور سحر آزمائی کرکے حوصلہ دل کا نکالون ابھی حضور کا جانا ایسے
مقام پر جہان چند نفر بے حقیقت مجتمع ہون اچھا نہین مصور نے بعد انکار بسیار التماس اُسکا
پذیرا فرمایا اور با جمعیت بیشمار فوج ساحران غدار سے روانہ کیا اور افراسیاب کو تحریر کیا کہ تمھاری

مدد کے واسطے اپنے فرزند کو اس طرف بھیجا ہو وہ اول لشکر باغیان کو جاکر غارت کریگا بعد اسکے حضور
مین حاضر ہوگا یہ لکھکر تو افراسیاب کو بھیجا اور شکل کش سے کہا کہ پہلے تم لشکر حیرت کے قریب جاکر
مقابلہ مہرخ سے کرکے جب سب کو گرفتار کرلینا اسوقت شہنشاہ طلسم سے ملاقات کرنا اور نشیب و فراز
جنگ کے اور سامان سحر سازی کرنے کے لیے پند ونصائح بہت کچھ کرکے روانہ کیا کہ بمصداق نظم

سپاہے بہ ہمراہ او کرد و گفت　　کہ ای طاق در رزم و اقبال جفت
ز مہرخ و ہمراہیانم زجہان　　سپہ برکش و از غم دارہان
عمرو را گر زندہ بردار کن　　گل چشم اعدا پر از خار کن
سر شیر جنگی گر آری برم　　نہی منت تاج زر بر سرم
دہم برتری بر دلیران ترا　　پلنگے سزد جنگ شیران ترا
بہ حکمش بہ زین دیو آدم ربا　　بر آمد چہ بر کوہ قاف اژدہا
ببالا و پہنائے او کس نبود　　پس از زین عنق زیر چرخ کبود
بجنبید لشکر بلرزید دشت　　نہان آسمان شد ہوا تیرہ گشت

یہ لشکر اس طرف سے روانہ ہوا اور نامہ پہلے افراسیاب کو پہونچا اسنے حیرت کو سمت لشکر روانہ
کیا اور کہدیا شکل کش کی تعظیم کرنا اور بمعیت اسکے حریف کے مقابل ہونا حیرت اپنے لشکر مین آکر
منتظر ہوئی کہ فرزند مصور بعد قطع منازل و مراحل قریب لشکر پہونچا حیرت استقبال کرکے
بارگاہ مین لائی لشکر کو اسکے مقیم کرایا سامان دعوت مہیا کیا آمد شکل کش کی خبر طائران پرندسے
مہرخ کو پہونچائی اسنے کہا اگر مصور خود آتا مقام بڑے اندیشے کا تھا لیکن اس چھوکرے سے ڈرنا
کیا ہے خدا ہمارا قادر و توانا ہے یہ کہکر مشغول کارسازی جنگ ہوئی ادھر بارگاہ مین حیرت کے
دن بھر ہنگامۂ خاطر و مدارات گرم رہا جسوقت کہ مصور قدرت نے صفحۂ زرین فلک کو منقش
بہ نقش ثوابت و سیارگان فرمایا اور مرقع دہر سے چہرۂ روشن مہر منیر پوشیدہ ہوا بیات

زمان شب تیرہ نزدیک شد　　بہ چشم یلان دہر تاریک شد
شدہ جامۂ چرخ نیلی سیاہ　　کمر بستہ بر کینہ خواہی سپاہ

دونون لشکروں میں طبل جنگ بجا اور درستی اسباب حرب مین ہر ایک بہادر مصروف ہوا اور مہرخ د
بہار نے سحر کا قلم بناکے تصویرین اپنی اور سرداران لشکر اپنے کی بناکر اپنی بیرون کے سپرد کین اور
انہنے اس امر کا وعدہ لیا کہ صبح کو شکل کش تصویرین ہم لوگون کی بناکر سحر کی مقراض تیار کرکے کاٹے گا

پس جو اعضا وہ تصویر کا کاٹے گا وہی عضو ہمارا بھی کٹ جائیگا لہذا تم محافظ رہنا کہ سحر اُسکا ہم پر تاثیر نہ کرے اور کوئی عضو ہمارا بیکار نہو یہ تو اس کام مین مشغول ہین اور کل لشکر مین سحر کی تیاری رہی ہتھیار درست وصیقل ہونے لگے ادھر شکل کش نے تفتیح سحر کی تیار کی اور تصویرین حریف کے لشکریون کی بنا مین اگیار کرکے پوجے اور پاٹ سے فراغت کی اور لشکر کی بھی اسکے یہی کیفیت رات بھر رہی آخر وہ زمانہ آیا مقراض گردش دہر نے پردۂ شب کو قطع کیا اور گریبان سحر کو چاک کرکے لباس نورانی آفتاب کو پنھایا

نظم

برآمد شہنشاہ مشرق دیار ‏ نگشان ظفر شد از و آشکار
کشیدند صف از یمین و یسار ‏ ہمہ حلقہ در گوش چون زلف یار
ز اسلامیان پیر و برنا ہمہ ‏ چو شیران نمودند عزم رمہ
رسید آن زمان شکل کش روسیاہ ‏ بخون دید لب تشنہ جنگی سپاہ
برافراخت بازوے خون ریختن ‏ کہ مشکش شد بدفت منہ آمیختن
چو آگہ شدہ مہرخ از عزم او ‏ بیاراست لشکر پے رزم او
جہان تیرہ شد روز حشر آشکار ‏ بلرزید خورشید سیماب دار

صدائے نعرۂ جنگی سے شور نشور قیامت برپا تھا ساحرون کی نیرنگ سازی سے غلغلہ ایسا بلند تھا کہ گوش فلک کر ہوگیا تھا بعد صفوف آرائی جانبین کے اور میدان قتال صاف ہونے کے نقیب نکلے اور تعریف شجاعان بیشین کی شجاعت کی سُناکر دل بہادرون کا بڑھانے لگے اگلے معرکے جواہر شمشیر زبان چمکا کر دکھانے لگے بہادرون کے دل مین اُمنگ آئی نوبت جدال وجنگ آئی شکلکش اپنا اژدر سحر بڑھا کر میدان مین آیا اور بعد عربدہ سازی وشعبدہ پردازی جادوگری دکھانے کے للکارا کہ ای فرقہ نمک حرامان دیکھو تو تمھین کس طرح ہلاک کرتا ہون آغشتہ بخون وخاک کرتا ہون اسوقت مہرخ تخت اپنا بڑھا کر اسکے سامنے آئی اور پکاری کہ او چھوکرے کیا بکتا ہی کوئی دم مین پر حسرت وارمان دُنیا سے جائیگا شکل کش کو غصہ آیا اور مہرخ کی صورت کا ایسا ایک پتلا اپنی سحر کی جھولی سے نکالکر پھینکا اور پکارا کہ ای شامہ بحکم سامری مہرخ کو پکڑ لا وہ پتلا چلا ادھر سے مہرخ کو دی اور اُسنے آکر پتلے کے ہاتھ پر سحر پڑھکر اُٹھا لیا اور کہنے لگی افسوس ہی کہ اس پتلے کی ساری صورت اور ہاتھ اور پانون شکل کش کے ایسے ہین مگر سر نہین ہی تو وہ مین بنا کر لگائے دیتی ہون اس کلام سے وہ پتلا بصورت شکل کش ہوگیا اور طرف اسی کے واسطے اسکے گرفتار کرنے کے چلا اسنے پھر دو سحر پڑھکر

اُٹھا کر جھولی مین ڈال لیا ادھر مہرخ پھر سحر کرنے لگی اور وہ رد کرتا جاتا تھا اور کاغذ نکال کر سحر کے قلم سے
تصویر مہرخ کی کھینچتا جاتا تھا یہ تو اس کام مین اور مقابلہ مہرخ مین سرگرم تھا اور جانتا تھا کہ جب اُسکو گرفتار
یا قتل کرلونگا اسوقت دوسرا شخص میرے مقابلے کو آئے گا از بسکہ ناتجربہ کار تھا اُسکو غافل دیکھکر رعد جادو
پانون مار کر اپنے صف لشکر مین غرق زمین ہوا اور وہان اسکی برق مخشر اپنے فرزند کے ارادے پر مطلع
ہوکر بزور سحر اُڑ گئی اور شکل کش غافل کھڑا رد و بدل سحر کی کر رہا تھا کہ رعد نے اسکے پہلو پر زمین سے سر نکالکر
بڑے زور سے چیخ ماری کہ یہ بیہوش ہوکر اژدر سے زمین پر گرا افسران فوج اسکے اُٹھانے چلے تھے کہ برق مخشر
چمک کر اسپر گری اور اسکے جسم کے دو ٹکڑے کرتی ہوئی زمین مین اُتر گئی العیاذ باللہ شکل کش کا
کام تمام ہوا صداہاے مہیب رعد آسا آنے لگین کہ مارا مجھے نام میرا شکل کش جادو تھا پھر تو مہرخ
کی جن آئی گولا فولادی پکڑکر آگے بڑھی اور اس طرف سے شکل کش کی فوج بھی اپنے مالک کو
مردہ دیکھکر روتی پیٹتی گریبان چاک بغضب تمام براے انتقام آکر دو چار ہوئی جانبین سے
سحر ہونے لگا کسی نے ایسا اپنا سحر بھیجا کہ شخص مقابل خون تھوکنے لگا کسی نے ایسا جادو کیا کہ حریف
از خود تڑپ کر ہلاک ہوا بعض کے سحر سے ماران سیاہ نکلے کتنون نے عقرب زہر آلودہ ظاہر کیے
ابرہاے مختلف رنگ برروے ہوا آتے تھے آگ پانی ساتھ برساتے تھے سر اس جگہ برستے تھے
اور جسم دریاے خون مین تیرتے پھرتے تھے ایک معرکہ عظیم برپا تھا ہر طرف لوہا برستا تھا جب
سحر آزمائی سے سیر ہوے ترسول پنسول لیکر باہم ایک سے ایک دوسرا لڑنے لگا شمشیر زنی آغاز
ہوئی وہ زمین ایک دم سرزمین جنگ بنی نظم

روان خون شد از جوہر تیغہا	بعینہ چو آب از رگ میغہا
زخون شد زمین چون عقیق یمن	زہے نامداران شمشیر زن
زمرکب بہر جا کہ راکب فتاد	بضرب سم باد پا شد بباد

الحاصل فوج نے شکل کش کی لاش بڑی تلاش سے حاصل کرکے راہ ہزیمت اختیار کی اور
حیرت جو تماشا جنگ کا اپنی فوج کے ساتھ کھڑی دیکھ رہی تھی اسنے چاہا کہ جاکر مقابلہ کرے لیکن
سمجھی کہ لڑائی بگڑ گئی آخر طبل امان بجواکر پھر گئی اس طرف مہرخ بفتح و فیروزی داخل بارگاہ ہوئی
اور حمام کرکے تخت شاہی پر جلوس کیا دربار سرداران عالی تبار سے معمور ہوا ناچ ہونے لگا ہر ایک مسرور
ہوا اور فوج ہزیمت خوردہ پاس افراسیاب کے گئی اور لاش شکل کش کی سامنے ڈال دی
افراسیاب نہایت پریشان ہوا اور کہنے لگا کہ افسوس مصور جادو کا ایک ہی فرزند تھا جو کام

آیا مجکو اُسنے کمال شرمندگی ہی آخر لاش کو جلوا دیا اور بزور سحر ایک پتلا بصورت شکل کش بنایا اور
اسکے قالب مین ایک سیر ٹھایا جس سے وہ پتلا زندہ ہوگیا اُسکو ہمراہ فوج باقی ماندہ کے اسی جاہ
وحشم سے پاس مصوّر کے روانہ کیا اور نامہ لکھا کہ ای نبیرہ سامری فرزند تمھارا بڑی شجاعت کر کے خدمت
سامری مین گیا یعنے مارا گیا مین نے اسکی صورت کا پتلا تمھارے پاس بھیجا ہی چالیس روز یہ زندہ
رہے گا تم اسکو اچھی طرح پیار کرلو اور اپنے دلکو تسکین دے لو غرض کہ فوج نامہ لیکر ہمراہ اس پتلے کے
روانہ ہوئی اور ادھر افراسیاب فکر مین ہوا کہ قاتل شکل کش کو بھی گرفتار کرکے پاس مصوّر کے
بھیجدون کہ وہ اسکو قتل کرکے بدلا اپنے فرزند کا لین حاصل کلام صرصر شمشیرزن کو طلب کرکے حکم
دیا کہ رعد جادو کو گرفتار کر لائے صرصر نے عرض کیا کہ ابھی لائی یہ کہکر با نہایت عیاری سے درست ہوکر
روانہ ہوئی اور صورت اپنی تبدیل کر کے داخل لشکر مہرخ ہوئی اور گھات مین لگی تھی کہ ایک کنیز کسی
کام کو نکلی صرصر اُسکے ساتھ ہوئی اور ایک مقام پر تنہائی پاکر بیضۂ بیہوشی لگاکر اُسکو بیہوش کرکے
اسکی ایسی صورت اپنی بنائی اور وہان بارگاہ مین آکر سر بر رعد کے مگس رانی کرنے لگی ناگاہ عمرو کی
نظر صرصر پر پڑی دیکھتے ہی اسنے پہچانا اور اپنے مقام پر سے اُٹھا کہ ڈھوکا دیکر پکڑ لون لیکن صرصر بھی
سمجھ گئی کہ عمرو نے تجھے پہچان لیا جست کرکے بھاگی عمرو نے پکار کر کے کہا کہ لونڈی جاتی کہان ہی صرصر نے
جواب دیا کہ او غلام تجھ شامت آئی ہی تیرے باپ کو بھی لونڈی میسر تھی عمرو پیچھے اسکے دوڑا مگر وہ نکل
گئی ادھر مہرخ نے پوچھا کہ یہ کون گستاخ تھا جو خواجہ کو اس طرح کہ گیا عمرو نے جواب دیا کہ صرصر
بہر گرفتاری رعد جادو آئی رہی غفلت دیکر لیجائیگی ہوشیار رہنا چاہیے غرض اب سب جگہ طریق حزم
واحتیاط جاری ہوا جبکہ دربار مہرخ نے برخاست کیا سب سردار اپنے اپنے خیمے مین آئے لیکن مہرخ
اپنے خیمے مین بخوف عیاری بیدار رہی اور بہار بھی ہوشیار تھی کہ صرصر فرصت پاکر شکل اپنی برق مخشر
کی بناکر آئی اور خیمے کے قریب رعد جادو کے پہونچکر نگہبانون سے کہا تم سب غافل ہو مین خود
اپنے فرزند کی حفاظت کرونگی یہ کہکر اندر خیمے کے گئی اور رعد کو بیہوش حالت خواب مین کر کے
بسبب ہوشیاری واحتیاط سرداران لشتارہ تو نہ باندھ سکی یونہین کاندھے پر لاد کر لے چلی نگہبانون نے
جو دیکھا غل کیا سارے لشکر مین لینا لینا کی صدا بلند ہوئی عمرو بھی غلغلہ سنکر دوڑا اور سمجھا کہ صحرا کی طرف
گئی ہوگی آگے جاکر روکون یہ سوچکر اُسی سمت چلا لیکن یہ ہنگامہ صرصر نے جو دیکھا خیال کیا کہ سب
آگے جاتے ہین تو مین ٹھہر جاؤن ایک خیمے کی آڑ مین بیٹھ رہی جب سب آگے نکل گئے اُسنے
رعد کا لشتارہ باندھا اور لیکر روانہ ہوئی جب قریب صحرا کے پہونچی عمرو اس طرف سے آتا تھا

اُسنے رد کا صرصر نے ذیل عیاری بجائی کہ صبار فتار صدا سنکر دوڑی آئی اسوقت عمرو نے بیضہ بیہوشی بجالا کی لگا کے صبار فتار کو بیہوش کردیا اس عرصہ مین برق فرنگی یہان آگیا اور صرصر کو گھیرا اسنے بھی اس جالا کی سے بیضہ مارا کہ برق کو بیہوش کردیا اور عمرو سے لڑنا آغاز کیا اور پیچھے ہٹتے ہٹتے دور جاکر بھاگی قضارا ادھر سے قران آتا تھا صرصر کو جاتے دیکھکر بغدہ تان کر دوڑا چاہتا تھا کہ بغدہ سر پر لگائے کہ عمرو جو پیچھے آتا تھا پکارا کہ ہان ہان کیا کرتا ہی خبردار یہ میری معشوقہ ہی اپنی اُستانی کو بھول گیا قران نے ہاتھ روکا صرصر پشتارہ پھینک کر بھاگی کہ عیارون نے گھیر لیا اگر رعد کو نہ چھوڑ جائیگی تو یقین ہی خود گرفتار ہو جائے غرض کہ یہ تو بھاگ کر اور سمت گئی اور قران نے رعد کو ہوشیار کیا ادھر برق اور صبار فتار بھی ہوشیار ہوکر اپنی اپنی طرف راہی ہوئے عمرو اور قران لشکر مین رعد کو لائے اور کہا اب بہت ہوشیار رہنا الحاصل سب آرام گزین تھے کہ صرصر پھر بہ شکل مبدل داخل لشکر ہوئی اور ایک کلوارن کی ایسی صورت اپنی بنائی کہ ٹیکا ماتھے پر لگا ہوا سرمہ آنکھون مین گھلا ہوا مسی اور پان سے لب لعلین آراستہ ناک مین حلقہ نتھ کا پڑا الوٹ بچھوے پاؤن مین پہنے لہنگا سنجا فدار زیب بدن کیے دوپٹہ کی گاتی باندھے سبوچہ شراب کمر پر اُٹھائے ہاتھ مین بوتل لیے بصد انداز و ناز چلی کہ

نظم

موے زلف اسکے کیون نہون خمدار
دختر نیک اختر خوبی

تھی وہ معشوق آتشین رخسار
آفتاب سپہر محبوبی

غرض با این حسن و ادا قریب بارگاہ رعد پہونچی پہرے پر سپاہی اور افسر جو تھے اُنھون نے اسکو دیکھکر پکارا کہ بی کلوارن تھوڑی شراب ہمین دیتی جا صرصر نے سبوچہ شراب سامنے لاکر رکھا اور اپنے جمال پری شال کو بھی دکھایا ہر ایک اسپر شیفتہ ہوا اور کہا تمھین ایک ایک جام ہم سب کو پلاؤ کہ ساقی خوش ادا کے ہاتھ سے پینا کیفیت زیادہ دکھاتا ہی صرصر نے ہر ایک کو جام مے پلایا وہ شراب بیہوشی آمیز تھی سب بیہوش ہو گئے صرصر نے بارگاہ کا سرانچہ چاک کر کے ایک مٹھی پروانے ساختہ دوائے بیہوشی اندر بارگاہ کے پھینکے کہ شمعہائے مومی و کافوری پر جاکر گرے اور دھوان انکا دماغ مین خدمتگارون کے پہونچا اور بیہوش ہوئے صرصر نے جھانک کر دیکھا جب سب کو بیہوش پایا آپ لوٹ لگا کر اندر آئی اور رعد کے پلنگ پاس بیٹھ کر کچھ مین بیہوشی رکھکر اسکے دماغ مین پھونکی اور بیہوش کر کے پشتارہ باندھ کر بجلی دربان وغیرہ تو بیہوش تھے غل کون کرتا صاف لیکر نکل گئی اور پاس شہنشاہ افراسیاب کے لائی اُسنے حکم دیا کہ اے صرصر اسکو بجنسہ پاس مصور کے

پہونچادے صرصر نے پتارہ رعد کا لیکر شہر ارژنگ کی طرف چلی مگر اب وہان کا حال سُنیئے کہ جب ہمشبیہ شکل گش یعنے پتلا مع نامہ فرستادہ افراسیاب پاس مصوّر کے پہونچا اور جسوقت کہ اُسے معلوم ہوا کہ میرا فرزند مارا گیا عجیب طرح کا شور نوحہ و شیون برپا کیا ارکان سلطنت قلم کش جادو اور بہزاد اور نقاش جادو اور مانی جادو وغیرہ سب سیاہ پوش ہوے اور شکل گش کی ماں ملکہ صورت نگار جادو فرزند کے مرگ کی خبر سنکر بیہوش ہوکر گری اور جب ہوش مین آئی گریبان چاک کرکے پکاری کہ اے فرزند تم میری نظر سے پنہان ہوگئے افسوس نظم

جب ترا دھیان مجکو آتا ہے	دل بیتاب تڑپا جاتا ہے
لے گئی ہے اجل کدھر تجکو	کھا گئی کونسی نظر تجکو
نالۂ دردناک کرتی تھی	اور گریبان کو چاک کرتی تھی
ساتھ جتنے تھے اسکے خویش و تبار	رورہے تھے بسان ابر بہار

بعد گریہ و بکا اس پتلے کو خوب سا پیار کیا اور اپنی آغوش محبت مین بٹھایا گلے سے لگایا پھر افراسیاب کو تحریر کیا کہ اس پتلے کو ہمنے پیار کر لیا خوب جی بھر کر فرزند کا دیدار دیکھا اب اسکو آپ ہی رکھیے ہم یہان سے بھیجتے ہین اور فوج لیکر بے انتقام حریف کو برباد کرنے آتے ہین اس مضمون کے ہمراہ پتلے کو بھی روانہ کیا اسکے جانے کے بعد ملکہ صورت نگار زوجہ مصور نے اپنی کنیزون کو درستی سامان سفر کا حکم دیا بعد دو ایک روز کے خیمہ ڈیرا لدوا کر مع کئی لاکھ فوج قاہرہ کے سمت لشکر حیرت چلی اسکی ایک دختر ملکہ الماس پریچہرہ نام ہے جب وہ مان کے جانے پر مطلع ہوئی خدمت مین آکر ضد کرنے لگی کہ مین بھی ساتھ چلونگی اور اپنے بھائی کے قاتل کو مارونگی مادر نے ہرچند سمجھایا کہ تم اے فرزند سحر نہین جانتی ہو ابھی کم سن ہو گھر مین کھیلو وہان جنگ و جدل ہے نہ جاؤ مگر الماس نے نہ مانا ناچار اسنے ساتھ لیا اور بڑے عظم و شان سے روانہ ہوئی مصور نے زوجہ کو جاتے دیکھ کے کارسازی خود بھی لشکر کی فرمائی سلطنت اپنی ایک مشیر کے سپرد کرکے بعد جانے صورت نگار کے لشکر حیرت کی راہ لی مگر اول زوجہ اُسکی جو روانہ ہوئی تھی قریب لشکر حیرت پہونچی کہ وہان سے اگر منزل بھر اور چلے تو لشکر مین حیرت کے پہونچے اسنے وہان بارگاہ استادہ کرائی اور کہا کل آپ یہان سے کوچ کرونگی ساری فوج صحرا اور کوہستان مین اتری کڑھاؤ چڑھ گئے پکوان پکنے لگے بارگاہ مین ناچ ہونے لگا عیش و نشاط مین ہر شخص مصروف ہوا اسوقت اتفاقاً صرصر جو رعد کو لیکر چلی تھی اُس صحرا مین پہونچکر اسنے لشکر کثیر اترا دیکھا اور بارگاہ استادہ پائی

ایک لشکری سے حقیقت دریافت کی کہ مالک اس لشکر کا کون ہے اسنے کہا **صورت نگار** مادر
شکل کشش لڑنے جاتی ہین **صرصر** یہ سنکر بہت خوش ہوئی کہ مجھے اتنی دور نہ جانا پڑا اب رعد کو اسکے
سپرد کرکے پھر جاؤن یہ سوچکر اندر بارگاہ کے قدم زن ہوئی ملازمون نے روکا کہ کہان جاؤگی
ٹھہرو اُسنے کہا جاکر اطلاع کر **صرصر شمشیر زن** آئی ہے وہ لوگ گئے اور **صورت نگار** سے
اطلاع کی اُسنے **صرصر** کو روبرو بلوایا **صرصر** نے جاکر دیکھا کہ تخت شاہی پر **صورت نگار** بیٹھی ہے ہزارہا
ساحر اور جادوگرنیان گردوپیش زیب وہ کرسی و دنگل ہین جلسۂ طرب جمع ہے **صرصر** آداب بجالائی
پشتارہ سامنے رکھ دیا اور عرض کیا کہ گنہگار رعد کو لائی ہون یہ حاضر ہے **صورت نگار** بہت خوش
ہوئی اور **صرصر** کو بہت بھاری خلعت دیا مقام عزت پر بٹھایا تعظیم و تواضع کرکے رخصت کیا اور
حکم دیا کہ ملکہ **الماس پری چہرہ** کو بلاؤ کہ آکر اپنے بھائی کے قاتل کو قتل کرین کس لیے کہ وہ اسی لیے ساتھ
آئی ہین لوگ بنا بر حکم بلانے گئے **الماس پری چہرہ** اس صحرا مین سیر سبزہ زار کر رہی تھی سات سو
انیسین جلیسین ساحرہ ساتھ تھین کہ خبر طلب تحرنے اپنی مادر کی سنکر بڑی آرائش و زیبایش کرکے
مان کے پاس آئی **صورت نگار** نے بیٹی کا حسن و جمال دیکھکر اپنی ایڑی دیکھی اور اُٹھ کر بلائین لیکر
پاس اپنے بٹھایا پھر قید سحر تنہا کر رعد کو ہوشیار کرایا سامنے بلوایا عتاب و خطاب کرنے لگی مگر
الماس پری چہرہ نے دیکھا کہ ایک نوجوان بیس بائیس برس کا سن و سال نہایت حسین و
جمیل قید پہنے سامنے کھڑا ہے چہرہ اُسکا مانند ماہتابان ہے چڑھی بھوین اور بھرے بھرے ڈنڈ بھری
بھری بازو کی مچھلیان ہین آثار شجاعت و مروت چہرے سے ظاہر ہین خلق و ہمت سے
سب ماہر ہین کہ **ابیات**

قامت تھا کہ سرو بوستان تھا
وہ سرو کہ فاختہ ہو شیدا
تھے صورت دام موے پیچان
سجدہ مین بنی ہوئی تھی محراب
سرخی کے جو ڈورے آنکھ مین تھے
چلمن در چشم یار پر تھی
وہ پتلے اس کے خوشنما لب
لب کھلتے تو کھلتا حسن کا راز

موزونی مین فرد بیگمان تھا
پیشانی کا بل بلاے دل تھا
تل دانہ تھا بہر طائر جان
وہ آنکھ کہ عین نور یزدان
نیرنگ فلک پہ تھے قمر کے
رخسارون کا وصف کیا بیان ہو
تھے جام مے صفا لبالب
نادر تھی صراحی دار گردن

وہ قد کہ قیامت اُس سے پیدا
سونا تھا کسوٹی پر کہ تل تھا
ابرو مین نہ خم تھا بہر آداب
تھی سرمہ طور سے فزوزلان
پلکون پہ نثار ہر نظر تھی
دو ماہون کا سامنا کہان ہو
خندہ تھا کہ تھا تبسم ناز
گردون سے تھی باوقار گردن

وہ ساعد و دست و بازو و پا
سرمایۂ دلبری تھا بیشک
دُنیا مین نہ تھا نظیر اسکا
القصہ وہ سر سے لے کے پا تک

الماس پری چہرہ اسکی صورت زیبا دیکھتے ہی ہزار جان سے فریفتہ اور جانثار ہوئی اور کمند گیسو مین گرفتار ہو کہ بیقرار ہوئی ہونٹھ چابنے لگی حسرت سے منھ تاکنے لگی جی بیتاب ہوا تاب و تحمل کا یارا نہ رہا ولولۂ عشق سے جوش جنون طاری سرگرم اشکباری ہوئی کہ بمقتضاے

نظم

در پردہ لگا وہ عشق کا تیر
ٹوٹا کوہِ ملال سر پر
جی رہ گیا بس ترس ترس کے
آتش پہ نہ ٹھہرے جیسے سیماب
تڑپی سر خاک مثل نخچیر
آنکھون مین بسی سی کی تصویر
بڑھنے لگے حوصلے ہوس کے
قابو نہ رہا دل و جگر پر
دل دادہ ہوئی اسی کی دلگیر
دل پہلو مین اسطرح تھا بیتاب

آخر وہ ماہ جبین کچھ انجام کار سوچکر کہ دیوانی تیرا بھی کدھر خیال ہی تو کہان اور یہ کہان ہمکنار ہونا اس سے امر محال ہی اس دھیان مین دل بھر آیا رونے لگی اسکی مادر نے گلے سے لگایا اور سمجھی کہ افسوس بھائی کے قاتل کو دیکھ کر یہ اپنے برادر کو یاد کر کے اشک ریزان ہی سمجھانے لگی کہ بیٹی بھائی تیرا رونے سے جی نہ اُٹھے گا مفت مین فرط الم سے دل تیرا خون ہوگا ملکہ کے رونے پر سب اسی طرف متوجہ ہوسے کوئی بلائین لینے لگا کوئی نثار ہوتا تھا کوئی تسکین دیتا تھا غرضکہ ایک ہنگامہ ہوگیا اسوقت رعد یا تو اپنی گرفتاری سے منفعل سر در گریبان گردن جھکائے سامنے کھڑا تھا یا تین سنکر آنکھ اُٹھا کر جو دیکھا اس غارت گر جان و ایمان یعنے ملکہ الماس پریچہرہ سے دوچار ہو شہباز نگاہ کا شکار ہوا عجب صورت طلعت جہان آرا اسکی دیکھی کہ یہ معلوم دیتا تھا کہ زلف سیاہ اسکی غیرت وہ شب تار ہی رخسار تابان پر تصدق آفتاب نصف النہار ہی لب نازک برگ سمن کو شرماتا ہی سرخی لب پر لعل بدخشان کا دل خون ہوا جاتا ہی غم مین اپنے بھائی کے سیاہ پوش ہی نہین چشمۂ خضر ظلمت مین روپوش ہی غمزہ و ناز خوبان اسکی ایک ایک آن و ادا پر نثار ہین طرحدار دہر اُسکے فرمان بردار ہین کہ

ابیات

ماہ رو مہ جبین دُر در گوش
اُس پری کا وہ عارضِ پرنور
عضو مین سر کشیدہ ہر بینی
بسکہ یون اسکی ابروے خم ہی
گل ہی گوش آنکھ ہی اگر نرگس
صاحب حسن اور مرصع پوش
آرسی مین نہ پائے عارض حور
جسنے اُسکو سکھائی خود بینی
فی التحقیق کہ جان عالم ہی
اس طرف گل ہی اسطرف نرگس

لب و دندان ہے اسکے لعل و گہر ہین چھپے کان بحر مین جاکر
دم خندہ جو آشکار ہوے موتی اُن دانتون پر نثار ہوے
اسکے سیب زقن کا وصف ہو کیا ید قدرت کا ہی ترنج طلا
صبح صادق بیاض گردن ہی اختر صبح خال روشن ہی
کون اس ہاتھ کے مقابل ہو ایسی گردن مین جو حمائل ہو
ہی حنا خون عاشقان جہان پنجہ ہی رشک پنجۂ مرجان
کیا بیان ہو صفائی سینہ ہی شکم صاف مثل آئینہ
سینہ پر دو ترنج پستان ہین یا یہ دو سیب باغ رضوان ہین
جسم مین ہی مگر سیہ پوشاک ہی عزادار اور بہت غمناک
صاف رخت سیاہ سے پیدا ہی سیہ پوش کعبۂ دلہا
دیکھکر رعد اسکا روے نگار ہوگیا مثل تیر خوردہ شکار
محو یاد اسکے تھے جوان و پیر یا ہوا آپ صورت تصویر
آئینہ حسن دیکھ دیکھ بلند دل مین اپنے کیا بہت سا پسند
ہوگیا شکل دیکھ نورانی مثل آئینہ صرف حیرانی
لگا کہنے اگر نصیب ہون یار ایسا معشوق ہی مجھے درکار
شرف اندوز ہون جو اکباری جان و دل سے کرون پرستاری
دل مین یہ سوچ سوچکر گفتار چپ رہا اپنے دلمین پھر وہ زار

مگر صورت نگار نے جلاد کو بلوایا اور اس بلبیں کو قتل کرنا چاہا اسوقت بقدرت کردگار نامہ
مصور آیا کہ ای ملکہ صورت نگار ہمنے سُنا ہی کہ رعد گرفتار ہو کر آیا ہی لہذا اسکو یہان قتل نہ کرنا
لشکر حیرت قریب ہی وہان لیجاؤ ہم بھی آتے ہین سب باغیون کو دکھا کر اسکو دار پر کھینچین گے
اور جو اسکی مدد کو آئیگا اُسے بھی سزا دینگے صورت نگار اس مضمون سے جب آگاہ ہوئی
جلاد کو قتل رعد سے روکا اور ایک اپنے ملازم فولاد آہن ربا سے جادو کو حکم دیا کہ رعد
کو آج کے دن قید رکھے فولاد اُسے لیکر ایک درہ کوہ مین آیا اور رعد کو اپنے سحر کی ہتھکڑیان
اور بیڑیان پنہا کر وہان بٹھایا آپ باہر آکر سحر پڑھا کہ اس درہ کوہ کے گرد حصار آتش کا ہوگیا اور دھوان
ایسا بلند ہوا کہ وہ مقام بالکل پوشیدہ ہوا اُسی جگہ پر حصار سے ہٹ کر خیمہ استادہ کرکے فولاد

پھر نگسبانی مع رفقا ملازم اپنے کے بیٹھا مگر جب بارگاہ سے رعد کو قید کرکے لیگئے ملکہ المِاس پری چہرہ
صورت دلدار یاد کرکے بیتاب ہوئی اور بعد کچھ لمحہ کے مان سے رخصت چاہی کہ مین بھی اپنی بارگاہ تین
جاکر آرام کرون اس نے اجازت دی اسنے سواری طلب کی خیمخانہ حاضر ہوا جلوس سواری کا موجود
ہوگیا یہ سوار ہوکر چلی برابر خیمخانہ کے میان عشرت خواجہ سرا گھوڑے پر انتظام کرتا جاتا تھا یہان
تو یہ حال ہو لیکن لشکر عمرو مین جب ملازم رعد کے ہوشیار ہوے اور اپنے مالک کو نپایا جاکر مہرخ سے
بیان کیا کہ کوئی رعد کو پکڑ لے گیا برق مخشر مادر رعد بیقرار ہوکر گریان ہوئی اور نہایت بیتابیان
کرنے لگی عمرو نے تسکین دی اور کہا صبر اسی فکر مین پھرتی تھی وہی لے گئی ہوگی مین جاکر چھڑائے
لاتا ہون تم کچھ غم نہ کرو یہ کہکر روانہ ہوا راہ مین برق فرنگی ملا اس سے بھی سارا حال کہا برق
بھی چلا اور ڈھونڈھتا ہوا قریب لشکر صورت نگار پہونچا لشکر اترے دیکھکر صورت اپنی تبدیل
کرکے ہر طرف پھرنے لگا نہ اسنے رعد کو درہ کوہ مین قید کرنے لیجاتے دیکھا اسوقت عیاری سوچنے
لگا کہ کسی طرح سے اسکو رہا کرنا چاہیے اسی فکر مین تھا کہ سواری کا جلوس نظر آیا یہ بھی اسی کیساتھ
ہوا اور ایک آدھ سے حال دریافت کیا کہ سواری کس کی ہو ظاہر ہوا کہ ملکہ المِاس پری چہرہ
دختر مصور جاتی ہو برق اسی فکر مین ساتھ ہولیا کہ بن پڑے تو اسکو پکڑ لے جاؤن اسی اندیشہ
مین اسنے دیکھا کہ میان عشرت خواجہ سرا کا نوکر گڑگڑی ایک جگہ ٹھہر کر بھر رہا ہو برق اسکے
پاس آیا اور پکارا ارے میان ذرا ادھر دیکھنا اسنے منہ اُٹھا کر دیکھا برق نے بیضۂ بیہوشی ناک پر مارا
کہ وہ بیہوش ہوگیا اُسکو توکسی جگہ چھپا دیا اور آپ اسکی ایسی صورت بنکر گڑگڑی بھر کر خواجہ سرا
پاس آیا گڑگڑی اسکے ہاتھ مین دیکر کہا ذرا ٹھہر جائیے سب کو آگے جانے دیجیے مین نے ایک
خبر آپکی نوکری کی نسبت بہت بڑی سُنی ہو وہ بیان کرونگا خواجہ سرا متوحش ہوکر ٹھہر رہا جب
سب دور نکل گئے برق نے اسکو بھی حباب بیہوشی لگا کر گھوڑے سے گرادیا اور خوب بیہوش
کرکے اسکی طرح شکل اپنی بناکر گھوڑے پر سوار ہوکر روانہ ہوا اس عرصہ مین ملکہ اپنی بارگاہ مین جو
صحرا مین بہر سبز و تفریح لشکر سے الگ برپا تھی پہونچی اور اترکر سب کنیزون انیسون جلیسون
کو علیحدہ کرکے آپ سمت صحرا کے سراپچہ بارگاہ اُٹھوا کو بیٹھی اور یاد معشوق کرنے لگی کبھی روتی
کبھی شکایت فلک کجرفتار کرتی گاہ دیوانہ وار بکتی کبھی باد صبا سے مخاطب ہوکر کلام کرتی
کبھی یہ غزل پڑھتی

غزل

گلہا ست در باغ رخت ہر یک بہ از گلزارہا	در آرزوے ہر گلے در سینہ دارم خارہا

گر بے تو بینم یک نظر بر جانب گلزار ہا ‌‌|‌ از خار در چشم فتد گلہا و از گل خار ہا
دی خوب بودی در نظر امروز زان ہم خوبتر ‌|‌ خوب اند خوبان دگر اما نہ این مقدار ہا
مصر لطافت جاے تو در چار سو غوغای تو ‌|‌ تو یوسف از سوداے تو شوریست در بازار ہا
سر در رہت بنہادہ ام جان در ہوایت دادہ ام ‌|‌ من بارہا افتادہ ام کار من ست این کارہا
ہر دم بجستجوے تو صد بار آیم سوی تو ‌|‌ ہر بار پیش روے تو خواہم کہ میرم بارہا
تو با قد افراختہ رہ سوے باغ انداختہ ‌|‌ سرو از خجالت ساختہ چادر پس دیوار ہا
ہر دم چو چنگ از غم دہ در سینہ صد ناخن زدہ ‌|‌ صد نالہ زار آمدہ از ہر رگم چون تار ہا
می نوش بر طرف چمن نظارہ کن سرو سمن ‌|‌ تا من بکام خویشتن بینم در ان رخسار ہا
ای محرم راز نہان در بند من بکشا زبان ‌|‌ کز نام و ناموس جہان دارد بلا لی عار ہا

اسی طرح مصروف یاد دلدار تھی کہ برق فرنگی خواجہ سرا بنا ہوا آیا اور دیکھا کہ ملکہ اکیلی بیٹھی ہی بلکہ غمگین معلوم ہوتی تھی برق اسکی پشت پر کھڑا ہو کر بطور مخفی اسکے نالۂ جانکاہ اور بیان قصہ غم بے انتہا کو سننے لگا کہ ملکہ نے آہ بھر کر کہا کہ ای رعد تو نے اپنی صورت دکھا کر میری جان لی اور حسرت تیرے ملنے کی دل مین لے کر مین دنیا سے چلی برق یہ بیان سنکر سمجھ گیا کہ عاشق رعد پہ ہوئی ہی بس سامنے اسکے آیا ملکہ اسکو دیکھکر چپ ہو رہی اور آنسو پونچھکر روکھی صورت بنالی برق نے کان مین جھک کر کہا ای ملکہ مجھے تمھارا عاشق ہونا معلوم ہی ناحق چھپاتی ہو مین تمھارے گھر کا غلام ہون اگر کہو تو آسمان کے تارے توڑ لاؤن تم حال اپنا بیان کرو مجھ سے قسم لے لو جو کسی سے کہون بلکہ سعی کر کے مطلوب سے تمھین ملاؤن ملکہ نے جب اسے اپنے حال پر مہربان پایا سارا ماجرا عشق کہ سنایا برق نے جب سنا کہ رعد پر عاشق ہی خوش ہوا اور کہا ملکہ عالم زندان خانے مین جہان آپکا عاشق مقید ہی چلین اور محافظ زندان سے اظہار کرین کہ مین اپنے بھائی کے قاتل سے کچھ پوچھون گی محافظ اس بہانے سے جب در زندان وا کریگا مین عیار ہون واسطے چھڑانے رعد کے آیا ہون وہان پہونچکر چھڑا لون گا الماس پری چہرہ یہ مژدہ جانفزا سنکر فرط عشرت سے غنچہ نمط کھل کھلا کر ہنسی اور پکاری کہ بیت برین مژدہ گر جان فشانم رواست اگر این مژدہ آسایش جان ماست ❊ پھر سواری کو حکم دیا کہ ہوا دار حاضر ہوا ملکہ سوار ہوئی برق کو ہمراہ لیا یہ خواجہ سرا بنا ہوا سواری کے ساتھ چلا یہان تک کہ مقام فولاد پر پہونچی اسنے ملکہ کی تعظیم کی ملکہ نے وہی اظہار کیا جو برق نے سکھلایا تھا فولاد نے حصار آتش دفع کیا ملکہ پاس

رعد کے گئی اور دیدار معشوق سے خرسند ہوئی لیکن برق پاس فولاد کے بیٹھا رہا اُسے ملازم شہزادی
کا سمجھ کر شراب وکباب کی صلاح دی برق نے اول تو انکار کیا پھر اسکے اصرار زیادہ کرنے سے جام بادہ
احمر سے لبریز کر کے اور اسکی نگاہ بچا کر سفوف بیہوشی ملا کر اسکے سامنے پیش کیا کہ پہلے آپ نوش
کرین تو مین بھی پیون فولاد جام لے کر پی گیا برق نے جو لوگ کہ اُسکے ملازمون مین وہان موجود
تھے کسی کو شراب بیہوشی آمیز پلائی اور کسی کو میوہ آغشتہ بیہوشی دیا کہ ملکہ کے کھانے کا ہے لیجیے
آپ بھی کھائیے الحاصل وہ سب کھا پی کے بیہوش ہوے برق نے فی الفور سب کے سر کاٹ
ڈالے اُسکے مرتے ہی تاریکی ہو گئی غل وشور پیدا ہوا اور رعد رہا ہو گیا الماس پری چہرہ یہ
ہنگامہ غل کا سنکر ڈری نہین معلوم کہ کیا آفت آئے مگر رعد نے اپنے تئین رہا دیکھکر کہا ای ملکہ تم مجھے
دیکھتی ہی رہین اور فولاد کو کسی نے مار ڈالا ملکہ کو بڑا تعجب ہوا کہ کتنا جلد عیار نے فیصلہ کیا اسی عالم
حیرت مین تھی کہ برق آیا اور کہنے لگا ای شیدا ے یکدگر اب جلدی یہان سے چلو ایسا نہو کہ صورت نگار
مادر ملکہ اس حال سے آگاہ ہو اور تم دونون کو خرابی مین ڈالے کس لیے کہ یہان سے کوس بھر کے
فاصلے پر وہ فروکش ہی ملکہ نے یہ کلام سنکر کہا ای برق میری بارگاہ کے کنارے لشکر کے قریب
صحرا ہی وہان کوئی نہین آتا ہی ایک لمحہ چلکر ہم اور رعد دونون بیٹھین اور اسباب وغیرہ لے لین
تو سمت لشکر صرصر روانہ ہون برق نے کہا اسباب بہت ہو رہے گا یہان ٹھہرنا مناسب
نہین ملکہ نے اصرار کیا برق ناچار ہو گیا الماس پری چہرہ اپنی بارگاہ مین رعد کو لائی
مسند پر تکلف پر بٹھایا اور اسباب عیش ونشاط مہیا کر دیا کشتیان شراب ناب کی اور قابین
بھر رنگ کباب کی حاضر کین دور جام شروع ہوا نظم

لیا دونون نے عیش گہ مین قرار — تھے جہان فرش ومسند زرتار
وہ مکان اور خالی از اغیار — ہوے آپس مین گرم بوس وکنار
اس طرف منتین ہزار ہزار — اُس طرف بات بات پر انکار
یہان ہر وقت ناصبوری تھی — وان کنارہ تھا اور دوری تھی
اس سے کہتی تھی وہ پری تمثال — چل کے لشکر مین ہو قرار وصال
ہوکے مایوس تب کیا یہ خطاب — طاق سے لا صراحی مے ناب
تب اُٹھی وہ پری بصد انداز — اور کیا سوے طاق دست دراز
لے لیا شیشہ مے گلفام — دوسرے ہاتھ سے اُٹھایا جام

بادۂ عیش سے ہوے مخمور | لذت عشق سے تھے دونون چور
ایک کا ہاتھ ایک کی بالین | ایک کے لب سے ایک کو تسکین
تھا دہان اسکو شغل مے نوشی | غم و شادی سے تھی فراموشی
سر و پا کا نہ ہوش تھا باقی | آپ ہی رند آپ ہی ساقی
اس پری کو وہ پیار کرتا تھا | گاہ بوس و کنار کرتا تھا
کبھی آغوش مین سلاتا تھا | لب سے لب کو کبھی ملاتا تھا
یہ تو اس طرح تھا یہان سرشار | فتنۂ خفتہ پر ہوا بیدار
وہ ستم پیشۂ و خفا کارہ | یعنے صورت نگار مکارہ
ہوئی آگہ کہ رعد چھوٹ گیا | اور محافظ جو تھا وہ قتل ہوا
ہے جو دختر تری پری چہرہ | اسکے باعث ہوا یہ ہنگامہ
جا کے زندان مین یہ خبر اسکو | کیا فی النار و السقر اسکو
سن کے یہ حال دختر کا اکبار | غیظ سے ہو گئی سراپا نار
چلی وان سے عجب غضب مین بھری | اور دربارگاہ پر پہنچی

جتنی کنیزین اور ملازم ملکہ کے تھے وہ مارے خوف کے بھاگ گئے اور صورت نگار نے اندر جا کر دونون عاشق و معشوق کو لپٹے پڑے دیکھا خون آنکھون مین اتر آیا کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ جہان یہ دونون طالب و مطلوب لیٹے تھے اتنا ٹکڑا زمین کا اکھڑا اور وہ طبقہ بر روے ہوا چلا صورت نگار آپ بھی بزور سحر اڑکر چلی برق جو باہر بارگاہ کے کھڑا تھا یہ ماجرا دیکھکر روتا ہوا نیچے اسی طبقے کے روانہ ہوا اور ادھر اُنکی خواب غفلت سے رعد اور الماس پریزاد کی کھلی رعد نے چاہا کہ بزور سحر ملکہ کو لیکر اڑ جاؤن مگر سحر یاد نہ آیا اسوقت ملکہ سے کہا معلوم ہوتا ہی ہم تم گرفتار ہوگئے ملکہ رونے لگی افتاب حسرت سے منہ دھونے لگی کہ اے فلک بیمہر تجھے اتنی بھی صحبت پسند نہ آئی اور ایک لمحہ مین جدائی دکھلائی اسی طرح کبھی شکایت چرخ غدار کرتی تھی اور کبھی باہم گلے ملکر روتی تھی بیقراری سے بعد اندوہ و حرمان گریہ و زاری کرتی تھی اور یہ زبان پر جاری نظم

اے فلک تو نے کیا غضب | میرا دلبر چھڑا لیا مجھ سے
سر بسر کر دیا مجھے ناشاد | کس سے جا کر کرون تری فریاد
تو نے سب گھر کا گھر کیا تہ تیغ | ہاے عاشق ہوا دریغ دریغ

وہ نازنین یہ فریاد کر رہی تھی صورت نگار نے دوبارہ سحر کیا وہ طبقہ زمین دو ٹکڑے ہو گیا
ایک پر رعد اور دوسرے پر الماس پری چہرہ الگ ہو گئے ایک ٹکڑا ایک سمت اور دوسرا
دوسری طرف چلا اُسوقت تو عجب حالت دونون پر رقت کی طاری تھی کہ جسکے لکھنے سے
خامۂ دو زبان اشک سیاہ گراتا ہی اور سینہ اُسکا شق ہی دل پر ہزار طرح کا قلق ہی کہ نظم

جب تلک سامنا تھا عاشق کا — تھے بہم دونون گرم نظارہ
جب ہوا وہ نگاہ سے اوجھل — لگی کہنے وہ ہاتھ کو مل مل
ای فلک کچھ نہ رحم آہ کیا — تونے آخر مجھے تباہ کیا
صبر سب کو اگر کیا تو کیا — ہو کے تنہا کوئی جیا نہ جیا
ہو گئی اس طرح سے وہ بیتاب — جیون تڑپتی ہو ماہی بے آب

اسی طرح نالان و گریان یہ دونون جدا ہوے لیکن برق فرنگی جو نیچے نیچے چلا آتا تھا انکو جدا
ہوتے دیکھکر مجبور ہوا کہ اب کس کے ساتھ جاؤن اور کسے تنہا چھوڑون آخر اپنے لشکر کیطرف
بھاگا اور آکر سارا ماجرا برق محشر مادر رعد جادو سے بیان کیا وہ اپنے فرزند کے غم مین
بیقرار تھی یہ کیفیت سنکر بیتابانہ بزور سحر اُڑی اور قریب الماس پری چہرہ کے پہونچکر
تڑپ کے گری اور اسکو نیچے مین داب کر اُڑ کے چلی کہ صورت نگار نے اپنے تئین بہت جلد قریب
اسکے پہونچا کر ایسا سحر کیا کہ ہزار ہا تیلا اُڑتا ہوا آکر برق محشر کے لپٹ گیا اسنے ہر چند سحر کیا
تڑپی اور پھڑکی مگر چھوٹ نہ سکی صورت نگار اسے بھی اپنے سحر مین مبتلا کر کے صحرا مین کہ
نہایت بھیانک اور دہشت ناک جگہ تھی لائی اور وہان کچھ سحر پڑھکر طرف آسمان کے پھونکا
کہ وہ ٹکڑا جسپر رعد مقید تھا اُڑتا ہوا آکر پہونچا اسے بھی اُتارا اور ایک پتلے کو سحر کے کچھ
لکھکر دیا کہ وہ پتلا غائب ہو گیا بعد لمحے کے زمین شق ہوئی ایک ساحر نکلا اور تسلیم کر کے
سامنے کھڑا ہوا صورت نگار نے اس سے خطاب کیا کہ ای ظالم تیرہ روے جادو تمھین
اسلیے طلب کیا ہی کہ ان تینون کو اپنی قید مین رکھو لشکر مین انکا قید کرنا باعث بدنامی تھا
کہ مقدمہ دختر کا ہی ہر کہ دمہ آگاہ ہوتا کہ دختر مصور جادو بسبب جرم عاشقی کے گرفتار ہی
اور دوسرے یہ کہ عیار لشکر مین پہونچکر انکو رہا کر لیجاتے اس لیے یہان مین لائی ہون اور
تمھارے سپرد کیے جاتی ہون یہ کہکر قیدیون کو دیکر آپ پرواز کر کے اپنے لشکر مین چلی آئی
اور اس ساحر نے ایک برج سحر کا بنا کر سب قیدیون کو مقید کیا کہ حال انکا بر وقت رہا

ہونے کے بیان ہوگا مگر جبکہ صورت نگار لشکر مین آئی حکم دیا کہ فوج کوچ کرے اسی وقت خیمہ وخرگاہ
بار کراکر مع لشکر شکست اثر کے طرف حیرت کی فوج کے چلی جب قریب پہونچی طائران سحر نے ورود
لشکر کی خبر حیرت کو دی کہ زوجہ مصور صورت نگار جادو آتی ہین حیرت سنتے ہی مع سرداران
ذی وقار کے بہر استقبال چلی راہ مین پا انداز جواہر کے بچھوا دیے اور بڑے تزک واحتشام سے لیکر
داخل بارگاہ ہوئی لشکر کو اُسکے متصل اپنے لشکر کے اُتروایا اور ہر ایک کے لیے سامان عیش وآرام اپنے
یہان سے بھجوایا سب آرام سے مسکن گزین ہوے اور صورت نگار نے حیرت سے کہا کہ مین رعد
اور الماس پریچہرہ کو قید کرنے آئی ہون تمھاری دختر خوبصورت پسر مہرخ پر عاشق ہوا اور
میری بیٹی رعد پہ فریفتہ ہوئی ہے ہماری تمھاری مثل ہو کہ ایک حمام مین سب ننگے لہذا ای حیرت
آج شام کو طبل جنگ بجے کہ مین کام سب باغیون کا تمام کردون اور اپنے فرزند کے خون کا انتقام
لون حیرت دن بھر اُسکی دعوت وضیافت مین مصروف رہی جسوقت کہ گردش گردون نے
تماشا اپنی دکھائی یعنے رخ زیبائے عروس کو ظلمت شب سے تاریک سیاہ بنایا بمقتضائے نظم

گردش گردون خورشید را پنہان کند — پس نمایان ظلمت شب را درین ایوان کند
روز را پنہان کند شب را پدیدار آورد — انجم را باید کہ با این گرد این با آن کند

طبل رزمی حسب الحکم صورت نگار نواحت مین آیا اس خبر کو جاسوسون نے خدمت مہرخ
مین بعد دعا وثنا کے عرض کیا یہان بھی نفیر سحر بجی دونون لشکرون مین تیاری سحر کی اور آلات
حرب وضرب کی رہی واضح ہو کہ اس دفتر مین ہزارہا مقام پر لڑائیان واقع ہین اس لحاظ سے
ہر ایک جنگ مین اس حقیر نے اختصار پر نظر کی ہی کہ طوالت کلام سے سوائے ہرزہ سرائی
کے کچھ فائدہ نہین پس وہ لڑائی جو کسی ساحر زبردست کی اور نامی کی لطف کے ساتھ ہوگی وہ
تصریح وار بیان ہوگی باقی سرسری ذکر کیا جائیگا تاکہ سامع اور قاری کو یہ فسانہ بڑا نہ معلوم ہو
آمدم بر سر مطلب کو شب بھر ہنگامہ بہر کارزار گرم رہا جبکہ خورشید زرین علم چار دانگ عالم
مین بجاہ وجلال تجلی بخش ہوا ابیات

چو خورشید تابندہ در صبحدم — بر بام گردون گردان علم
ز خرگاہ خاور برآورد سر — ز خاور بیارا ست بابا ختر
دو لشکر میدان چو شیران شدند — گریزندگان چون دلیران شدند
بہر جائے مورے شدہ شرزہ شیر — بہر گوشہ زالے چو رستم دلیر

شد از نوک پیکان سما چاک چاک — سنان اندر آمد بہ رمح السماک
زبس نوک تیغ و سنان خون فشاند — بہ خون آسمان کشتی ماہ راند

صورت نگار اور حیرت لشکر بے کر بڑے کر و فر سے بزدگاہ مین آئین ایک جانب سے مہرخ
اور بہار مع دلاوران روزگار کے وارد ہوئین میدان جنگاہ کو آراستہ کیا گرد و غبار ابر سحر برساکر
بٹھایا صفوف ہائے قتال ترتیب پذیر ہوئین نقیب نقابت کر چکے کمر کیت کڑکا کہکر علیحدہ
ہوئے صورت نگار اژدر سحر پر سوار ہو مقابلہ نکلی اور لشکر حریف پر نعرہ زن ہوئی اسکے سامنے
بہار جادو گئی ایک ناریل صورت نگار نے مارا کہ وہ شق ہوا اور ہزار ہا تصویرین پرچھائین
کے مانند پیدا ہو کر بہار سے لپٹ گئین بہار نے گلے کا ہار اُتار کر آسمان کی طرف پھینکا ایک لڑی
موتیون سے بھری زمین سے فلک تک لٹکی ہوئی نظر آئی بہار اُس لڑی پر چڑھ گئی وہان سے
ایسا کچھ سحر کیا کہ آفتاب کے مانند ایک شعلہ چمک کر گرا پرچھائیان سب جل گئین صورت نگار
نے یہ کیفیت دیکھ کر اپنے ہاتھ سے ایک تصویر کھینچکر اس لڑی کی سمت پھینکی تصویر زمین پر گر کر
جب سیدھی ہوئی شعلے کچھ منہ سے چھوڑے کہ وہ لڑی موتی کی جل گئی اور بہار زمین پر گری
لیکن بزور سحر گر کر سنبھلی اور اپنے سر کے بال توڑکر اس تصویر پر مارے کہ وہ بال کمند بنکر تصویر کو لپٹ
گئے اور کشان کشان سامنے بہار کے لائے اسنے اسکو مقراض لیکر کاٹ ڈالا اور ایک گلدستہ نکالکر
صورت نگار پر مارا اُس گلدستہ سے سنہرے اور روپہلے پھول برسنے لگے صورت نگار اور ہمراہی
اسکے عالم مدہوشی مین محو ہو کر سب جھومنے لگے اور تعریف ملکہ بہار کی کرنے لگے اسوقت زمین
شق ہو گئی اور چند تیلیان نکلین باغبانون کی طرح پھول چننے لگین اور پکارین کہ اے ملکہ
صورت نگار آپ زوجہ مصور ہو کر ایک چھوکری کے سحر پر مفتون ہوئین ہوشیار ہو جیے اور سنبھلیے
یہ کلام سنکر جھجک کر صورت نگار ہوشیار ہوئی اور تیغہ پکڑ کر بہار پر آپڑی اور آپسین بزور سحر شمشیر زنی
شروع کی اسوقت حیرت نے فوج کے سردارون کو للکارا ساحر ہر طرف سے چلے ادھر مہرخ
فوج لے کر آگے بڑھی دونون لشکر آپسین مل گئے جنگ مغلوبہ ہوئی ہر طرف سے ابر اُٹھکر برستے
تھے اور آندھیان زور شور سے اُٹھتی تھین آگ اور پتھر برستے تھے صدا یا سامری یا جمشید
کی بلند تھی لاش پر لاش اور مردہ پر مردہ گر رہا تھا گولے فولادی چلتے تھے دامن صحرا خون سے
گلنار تھا تہلکہ عظیم برپا تھا نظم

روان گشت شمشیر زہر آبدار — بہ گوتین شد رستخیز آشکار

نہ افلاک شد نقش یک پیکرش　　دو گیتی عرض بد زیک جوہرش
زبر فرش سماوات شد منفعل　　بہ پیچید برہم چو طی السجل
زبرتے کہ از تیغ افروختے　　دم نار سینا از و سوختے
بہم ریخت نقش وجود علم　　تو گفتے چو او شانہ بد بر قدم
زمین آب گردید از اضطراب　　زمان را شد از فرط بیم اضطراب
ولیکن چو عاجز شدند از مصاف　　نمودند شمشیر کین در غلاف.

جب کہ شہنشاہ زرین قبا مراجعت فرماکر بارگاہ مغرب مین آیا اور شاہ گردون پیرائے انجم بلوغ کواکب جلوہ فرمائے مسند چرخ ہوا سپاہ جانبین سے جدا ہوکر طبل بازگشت بجاکر اپنی اپنی خوابگاہ مین آئی حیرت سے صورت نگار نے کہا مین آج لشکر حریف کی تصویرین بناتی ہون کس لیے کہ میدان قتال مین اس چھوکری بہار کے ہاتھ سے ذلیل ہوئی ہون اب کسی کو ان مین سے زندہ نہ رکھونگی حیرت جواب دہ ہوئی کہ جو مناسب جانیے وہ عمل مین لائیے اسی طرح دونون گرم سخن تھین کہ ایکبار زمین شق ہوئی اور تیلا نامہ لیے پیدا ہوا نامہ حیرت کو دیا افراسیاب کی جانب سے اس مین لکھا تھا کہ اے ملکہ حیرت اسوقت تم گنبد نور پر آؤ مجھے کچھ مشورہ کرنا ہے اور صورت نگار سے کہدینا ابھی رزم کو موقوف رکھین یہ مضمون پڑھکر تیلے کو جواب دیکر رخصت کردیا کہ شہنشاہ سے کہنا جیسا آپ نے فرمایا وہی عمل مین آئیگا اور آپ آراستہ و پیراستہ ہوکر گنبد نور کی جانب عازم ہوئی چلتے وقت جنگ مین توقف کے لیے صورت نگار سے کہا اور صرصر سے حکم دیا کہ تو عیارہ ہے خبردار کوئی عیار یہان آکر ملکہ صورت نگار کو زحمت نہ پہونچائے اور فریب مین نہ لائے صرصر نے عرض کیا کیا مجال کسی کی جو یہان آسکے غرض سب انتظام کرکے حیرت چلی گئی اور صرصر بہر تحفظ حاضر رہی لیکن جسدم لشکر جنگاہ سے پھرے تھے عیار ارادہ کرگئے کہ اگر ہوسکے تو جاکر صورت نگار کو قتل کرین چلے تھے سب بصورت ہائے مبدل داخل لشکر حیرت ہوئے اور عمرو صورت فراش کی بنکر بارگاہ مین آکر شمعون کا گل کترنے لگا اور بیہوشی ہر ایک شمع پر ڈالتا تھا کہ دھوان اسکا بلند ہوا اور سب بیہوش ہوئے مگر صرصر نے عمرو کو پہچانا اور صورت نگار سے آہستہ کہا کہ وہ عمرو بشکل فراش شمع کا گل کتر رہا ہے صورت نگار نے ایسا سحر پڑھا کہ دو پتلے زمین سے نکلکر عمرو کے لپٹ گئے اور سامنے اسکے لائے اُسنے پوچھا تو کون ہے عمرو نے جواب دیا کہ ملک الموت جان ساحران میرا نام ہے صورت نگار نے کہا کچھ

تجھے اپنی جان کا خوف یہان آتے نہ آیا عمرو بولا کہ ہمین سوائے خدا کے کوئی نہین مار سکتا صورت نگار
کو غصہ آیا چاہا کہ حکم قتل کا دے اسوقت صرصر نے عرض کیا کہ مجھے دیجیے مین اسکو حیرت پاس لیجاؤن
صورت نگار نے کہا بہتر ہے لیجا لیکن جب عمرو گرفتار ہوا غلغلہ ہوا کہ عمرو پکڑ گیا یہ ماجرا اور عیار جو
آتے ہین انھون نے بھی سُنا اور برق فرنگی بہت جلد صورت صبا رفتار کی ایسی بنکر سمت
بارگاہ چلا اس طرف سے صرصر لیے ہوئے عمرو کو آتی تھی اسنے سلام کر کے پوچھا کہ اس نا عیار کو کہان
لیجایئے گا صرصر نے کہا گنبد نور پر صبا رفتار عرض پیرا ہوئی کہ آپ یہان محافظت کیجیے اور اسکو
مجھے دیجیے کہ مین پہونچا آؤن صرصر نے اُسکو اپنی عیار سمجھ کر حوالہ کیا برق قیدی کو لیکر چلا جب
دور نکل گیا ہتھکڑی بیڑی کاٹ دی اور کہا استاد مین ہون برق فرنگی اسوقت عمرو خوش ہوا اور
پھر صبا رفتار کی طرح صورت بدل کے عمرو بارگاہ مین گیا صرصر نے اسے دیکھکر کہا اے صبا رفتار
تو اتنا جلد گنبد نور پر عمرو کو پہونچا آئی عمرو نے جواب دیا کہ مین لیے جاتی تھی ایک پنجہ آیا اور لے گیا صدا
آئی کہ ہم افراسیاب کے فرستادہ ہین صرصر یہ ماجرا سُنکر خاموش ہو رہی اور عمرو نے کہا اے صرصر
میرے سر مین درد ہوتا ہے مین سونے جاتی ہون یہ کہکر لیٹ رہی لیکن برق جو عمرو کو رہا کر کے
چلا ایک مقام پر صبا رفتار اصلی اسے ملی برق نے صورت صرصر کی بناکر اپنے تئین قریب اسکے
پہونچا کر باتین کرنے مین ایک حباب بیہوشی لگا کر اسے بیہوش کر کے صورت اسکی بنکر لشکر مین آیا
اور ادھر صبا رفتار بعد لمحہ کے جو ہوشیار ہوئی اپنی شکل مانند ضرغام عیار کے بنا کر پھر گرفتاری
برق چلی برق کنارے لشکر کے کھڑا تھا کہ اسنے آکر پکارا برق پہچان گیا اور خنجر لیکر جھپٹا صبا رفتار
نے ایک تیر مارا برق نے جست کی کہ خالی دون مگر تیر پانون کے انگوٹھے مین لگا زخمی ہوا اور
اسکے پیچھے دوڑا وہ بھاگ کر بارگاہ مین چلی گئی صورت نگار اور صرصر نے جو اس صبا رفتار
کو دیکھا حیران ہوئین کہ ایک صبا رفتار تو یہان سوتی ہے یہ دوسری اس جگہ اور آئی بس اسکو
پکڑا صبا رفتار نے کچھ پتے اور نشان ایسے دیے کہ یقین ہوا یہ سچی ہے مگر اسوقت عمرو جو لیٹا
ہوا تھا یہ باتین سنکر بھاگا پیچھے صرصر اور صبا رفتار چلی اور جاکر گھیرا عمرو نے کئی حقے آتشبازی کے
داغ کر ان دونون پر لگائے یہ دونون جست کر کے پیچھے کو ہٹ گئین لیکن دھوان بیہوشی آمیز
پھیل چکا تھا دونون کے دماغ مین گیا تھوڑی دور جاکر ایک تو کسی جھیل کے کنارے اور ایک
دامن کوہ مین پہونچکر بیہوش ہو گئین عمرو اُنکا تعاقب چھوڑ کر صورت صرصر کی ایسی بنکر بارگاہ مین
آیا اور صورت نگار سے کہا اے ملکہ ذرا آپ میرے ساتھ چلیے مین ایک تماشا آپ کو دکھاؤن

وہ صرصر سمجھ کر اسکے ساتھ ہوئی عمرو کنارے لشکر کے اسے لایا اور بیضۂ بیہوشی مار کر بیہوش کر کے
پشتارہ باندھ کر لے چلا اور صرصر اور صبار فتار کو ہوش آیا وہان سے جو بارگاہ صورت نگار
مین آئی غلغلہ سُنا کہ کوئی ملکہ کو چرا لے گیا یہ سُنکر دونون تلاش مین دوڑین اور یہان عمرو نے چاہا
کہ صورت نگار کو مار ڈالے اُسوقت زمین تھرانے لگی اور صداہاے مہیب آنے لگین عمرو
سمجھا کہ یہ ساحرہ زبردست ہے اکیلی ہلاک نہو سکے گی اپنے لشکر مین جا کر باعانت ساحران
اُسے قتل کرنا چاہیے غرض سمت لشکر چلا مگر صرصر جو خبر گرفتاری صورت نگار سنکر روانہ ہوئی
عمرو کا تعاقب چھوڑ کر لشکر مین مہرخ کے آئی اور صورت اپنی برق فرنگی کی ایسی بنا کر
مہرخ سے بولی کہ اے ملکہ ذرا میرے ساتھ چلو عمرو کنارے لشکر کے کھڑے آپ کو بلاتے ہین
مہرخ کہ عیارون سے گردن تابی نہین کرتی ہے فوراً اسکے ساتھ ہوئی جب کنارے لشکر کے
تنہائی مین پہونچی صرصر نے ایک بیضۂ بیہوشی لگا کر اُسکو بیہوش کر کے کسی جگہ صحرا مین چھپا دیا
اور اُسکی ایسی شکل بنکر لباس اُسکا پہنکر بارگاہ مین آئی ملازمون سے کہا مین سامنے والی
صحنچی مین آرام کرنے جاتی ہون اگر عمرو آ کر پوچھین تو بتا دینا یہ کہکر جا کے لیٹ رہی عرصہ مین
عمرو پشتارہ صورت نگار کا لیے آیا اور پوچھا کہ مہرخ کہان ہین لوگون نے کہا وہ سامنے صحنچی مین
آرام کرتی ہین عمرو نے جا کر جگا دیا اور کہا اے ملکہ مین صورت نگار کو لایا ہون یہ کہکر پشتارہ
سامنے رکھا مہرخ نے کہا خواجہ یہ بڑی شکل سے مرتی جہان مین شب کو سوتی ہون تم وہان جا کر
ایک جھولی اسباب سحر سامری کی رکھی ہے اُسے لے آؤ کہ اُسمین ایک گولہ فولادی ہے اسی سے
اسے قتل کرونگی عمرو بموجب اس کے کہنے کے جھولی لینے گیا اور صرصر نے پشتارہ اُٹھا کر دوش پر
رکھا سراپچہ بارگاہ خنجر سے چاک کر کے باہر نکلی اور دور جا کر پکاری کہ منم صرصر اے عمرو یون آنکھون
مین خاک ڈالکر لیجاتے ہین اور عیاری اسکو کہتے ہین یہ نعرہ سُنکر لشکری دوڑے اور غلغلہ بلند
ہوا عمرو بھی غل سُنکر دوڑا اور حال سُنا کہ صرصر بشکل مہرخ تھی پشتارہ لے گئی عمرو کا رنگ زرد
ہو گیا اور نہایت درجہ خفقان ہوا کہ معلوم ہوتا ہے اسنے مہرخ کو مار ڈالا جب تو اس خاطر جمعی
سے آ کر سو رہی تھی یہ سوچکر بیتابانہ عقب صرصر روانہ ہوا لیکن لشکر کے ساحر جو پیچھے صرصر کے
دوڑے تھے اور چاہتے تھے کہ بزور سحر اسکو گرفتار کر لین صرصر نے یہ معاملہ دیکھکر صورت نگار
کو ہوشیار کر دیا اور اُسنے ہوشیار ہو کر دیکھا کہ بہت سے آدمی لینا لینا کہتے چلے آتے ہین اور عمرو بھی
آتا ہے بس مشت خاک اُٹھا کر پڑھنے لگی عمرو نے اپنے لوگون سے کہا بھاگ جاؤ یہ زبردست ہے

قتل ہو جاؤ گے ساحر کچھ زمین مین غرق ہو گئے اور کچھ سمت آسمان اڑ گئے اور عمرو بھی بھاگا مگر کہتا گیا
کہ اے صرصر قسم ہے نمک حمزہ کی اگر تو نے مہرخ کو مار ڈالا ہے تو تجھے زندہ نہ چھوڑونگا صرصر نے کچھ جواب
نہ دیا لیکن عمرو جو بھاگا صورت خدمتگار کی بنکر بارگاہ صورت نگار مین جا کھڑا ہوا کہ صورت نگار
اور صرصر بھی آئین اور صورت نگار نے پوچھا کہ اے صرصر تو نے مہرخ کو کیا کیا صرصر نے عرض کیا کہ
بیہوش کر کے رکھ آئی ہون اُسے کہا جا کر لے آ صرصر روانہ ہوئی عمرو بھی چلا جب صرصر لشکر
سے نکل گئی عمرو نے للکارا کہ کہان جاتی ہے صرصر خوفناک ہو کر بھاگی کہ عمرو قسم کھا چکا ہے
مار ہی ڈالے گا مگر عمرو نے دوڑ کر کمند ماری صرصر جست کر کے حلقون سے نکلی اس جست
کرنے مین ٹہنا ایک درخت کا سر مین لگا گر پڑی عمرو نے باندھ لیا اور خنجر لے کر ذبح کرنا چاہا
صرصر نے بنگاہ عاجزانہ عمرو کی جانب دیکھا اور کہا خواجہ ہمارا قتل کرنا جائز ہے عمرو از بسکہ
فریفتہ ہے آنکھون مین آنسو بھر لایا اور کہا اے صرصر تبلا مہرخ کہان ہے ہنوز صرصر تبلانے
نپائی تھی کہ سامنے جہان درہ کوہ تھا وہان سے ایک ساحر ناقوس جادو نام رعایائے
طلسم مین سے پیدا ہوا اور عمرو کو دیکھ کر ٹھہر گیا گرفتار کر لیا اور صرصر کو پہچان کر چھوڑ دیا یہ
بھاگ کر چلی کوس بھر مارے خوف کے نکل گئی جیسے ہی ایک جگہ ٹھہری آواز آئی کہ کہان بھاگ
کر جائیگی صرصر نے پھر کر جو دیکھا قران کو بغدہ تانے آتے پایا گھبرا کر پھر بھاگی قران ٹھہر گیا اس
اثنائے مین ناقوس گرفتار کیے عمرو کو ادھر سے نکلا قران صورت ساحر کی طرح بنا کر پکارا کہ
ارے تو کون ہے اور یہ جنگل میرے قبضہ مین ہے یہان کیون آیا ہے ناقوس نے کہا بھائی خفا نہو
مین گنہگار شہنشاہ عمرو کو گرفتار کیے لیے جاتا ہون قران اسکے قریب آ گیا اور گویا ہوا کہ تم آئے
مگر یہ کون ہے جو پیچھے تمہارے ہے ناقوس نے پیچھے پھر کر دیکھا قران نے بغدہ اس زور سے
مارا کہ سر کے ٹکڑے ہو گئے اور شور اسکے مرنے کا بلند ہوا عمرو چھوٹ کر ایک طرف چلا راہ مین
دیکھا کہ برق فرنگی سے اور صبا رفتار سے پنجہ چل رہا ہے اور پشتارہ مہرخ کا رکھا ہے کس لیے کہ مہرخ
جہان بیہوش پڑی تھی صبا رفتار ادھر آ نکلی اور پشتارہ باندھکر چلی تھی کہ برق آ گیا اور لڑنے
لگا الحاصل جب عمرو آ کر پہونچا نگاہ صبا رفتار کی بہکی اور خیال عمرو کی طرف گیا برق نے
قابو پا کر بیضۂ بیہوشی مارا یہ گری اُسکو باندھ کر ڈال دیا اور مہرخ کو ہوشیار کر کے کہا جایئے مگر
اب کسی کے فریب مین نہ آنا مہرخ وہان سے لشکر مین آئی اور یہان عمرو نے صورت اپنی
صبا رفتار کے مانند بنائی اور برق فرنگی کو مہرخ کی طرح بنا کر پشتارہ مین باندھ کر بارگاہ

صورت نگار مین آیا اور عرض کیا یہ مہرخ حاضر ہے اسنے کہا اسے ہوشیار کرو اور بہت خوش ہوکر
انعام دیا عمرو نے برق کو ہوشیار کر دیا اسمین صورت نگار واسطے رفع احتیاج کے گئی راہ
مین دست راست کو بارگاہ کے ایک زینہ بنا ہی وہان سات پتلیان حیرت کے سحر کی اینا سوقت
زینہ پر سے پتلیان اُترین ایک پتلی نے کہا آج صورت نگار کچھ بہت خوش ہی دوسری پتلی
بولی کہ صبار فتار گرفتار کرکے مہرخ کو لائی ہی اس باعث سے یہ خوش ہی تیسری پتلی بولی یہ
مقام کچھ خوشی کا نہین ہی چوتھی پتلی نے کہا کہو تو یہ ماجرا مین کہدون پانچوین پتلی نے کہا مین
بتلاے دیتی ہون چھٹی پتلی نے جواب دیا کیا کہو گی ساتوین پتلی بولی کیا بک لگائی ہی ارے
کمبختون جو ہونا تھا وہ ہوا مہرخ ہو نہ صبار فتار ہی اور برق فرنگی کو مہرخ بنا کر لایا ہی صورت
نگار یہ باتین پتلیون سے سُنکر جلدی پیشاب کرکے پھری لیکن اندر بارگاہ کے عمرو نے بھی
گفتگو پتلیون کی سُنی اور جلد اپنی صورت صرصر کی بنائی ہی جب صورت نگار اندر بارگاہ کے آئی
عمرو نے برق کو اشارہ کیا وہ اُٹھکر بھاگا عمرو پکارا کہ ای ملکہ سنم صرصر مین جو آئی تو عمرو پہلے بھاگ
گیا اور اب برق بھاگا جاتا ہی لینا اسکو صورت نگار پیچھے برق کے دوڑی جب دور گئی عمرو
بھی بشکل صرصر دوڑتا آتا تھا اُسنے ایک بیضۂ بیہوشی مار کر بیہوش کرکے پشتارہ باندھکر بہت جلد
صورت نگار کو بارگاہ مہرخ مین پہنچایا مہرخ نے حکم دیا کہ سب سردار جمع ہوکر اسے تیرباران
کرین سردار جمع ہونے لگے لیکن صرصر جو بارگاہ صورت نگار مین گئی سنا کہ کوئی ملکہ کو پکڑ لے
گیا یہ سنتے ہی صرصر ایک خدمتگار بنکر فی الفور بارگاہ مہرخ مین آئی یہان تیاری قتل کرنے کی
ہو رہی تھی کہ صرصر نے قریب پشتارۂ صورت نگار کے پہونچکر ایک حباب واقع بیہوشی اسکے منہ
پر مارا کہ وہ ہوشیار ہوگئی اور ایک گولا سحر پڑھکر اسنے مہرخ کے مارا اور جھک کر تخت شاہی پر مانند
برق کے گری مہرخ زمین مین غرق ہوگئی اور شکیل نے ایک ناوک مارا کہ پانون صورت نگار
کا زخمی ہوا مگر صرصر کو بغل مین داب کر اڑ گئی اور اپنی بارگاہ مین آئی اُس وقت حیرت جو گنبد نور
پر گئی تھی پھر کر آئی صورت نگار نے کہا ای حیرت کل جب سے تم گئی ہو آج تک عیارون نے
ناک مین دم کر دیا ہی صرصر نے بڑی جانبازی کی ورنہ مین ہلاک ہو جاتی حیرت نے صرصر کو خلعت
بیش بہا دیا اور سارا ماجرا عیارون کا سنا اسوقت ایک پتلا آیا اور نامہ لاکر اسنے حیرت کو دیا
اسمین لکھا تھا کہ شہنشاہ تشریف لاتے ہین حیرت یہ مضمون پڑھکر بہر استقبال چلی بعد لمحہ کے
سواری افراسیاب کی بڑی دھوم سے آئی سب نے تعظیم کی شاہ بارگاہ مین آکر تخت پر بیٹھا

ساری حقیقت عیاروں کی اور مقابلہ کی سنکر گویا ہوا کہ ای صورت نگار تم ناحق بلائین گرفتار ہوتی ہو اپنے گھر بیٹھو اور کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک ساحر زمین سے پیدا ہوا اور اسنے تسلیم کی اُسسے حکم دیا کہ ای باران جادو تم لشکر مہرخ کو جاکر برباد کرو مگر خوبصورت جادو کو گرفتار کر کے دریائے شور پر لیجا تا وہان اسنے ولا بھر کا کھڑا ہوا سپر اُسے بٹھا دینا یہ حکم دیکر تھوڑی دیر ٹھہر کر سوار ہو کر چلا گیا اور داخل باغ سیب ہوا ادھر باران نے کار سازی اپنے لشکر کی فرمائی بارگاہ اسکی علٰحدہ نصب ہوئی اور یہ خود بارگاہ مہرخ مین آیا ایک کرسی خالی بچھی تھی اُسپر متمکن ہوا اور کہنے لگا کیون ای نمکحرامان تم شہنشاہ سے منحرف ہوگئی ہو مین تمکو سزا دینے آتا ہون یہ کلام سنکر عمرو نے اٹھکر حلقے کمند کے مارے باران بزور سحر بادل بنکر حلقہ ہائے کمند سے نکلا اور کڑک کر جو گرا خوبصورت کو پکڑ کر اڑ گیا یہان ساحرون نے ناریل اور ترنج وغیرہ بہت لگائے لیکن وہ نہ رکا اور خوبصورت کو لیے ہوے دریاے شور کے میدان مین پہونچکر نہنڈ دے پر سحر کے بٹھا دیا اور ادھر خوبصورت کے پکڑے جانے سے شکیل پر آفت آئی وہی بلبلا تا شور مچاتا عشق مین گریہ وزاری کرتا شعر عاشقانہ پڑھنا آغاز ہوا عمرو نے تسکین دی اور پوچھا کہ ای مہرخ یہ ساحر کیا سحر کرتا ہے اُسنے کہا خواجہ یہ باران ہے پانی برساتا ہے جبہر قطرے پانی کے پڑین گے وہ درخت ہو جائیگا مگر ہمیشہ یہ رعد اور برق جادو کا مطیع تھا وہ دونون اُسکے افسر تھے اگر وہ لشکر مین ہوتے اور قید نہ ہو جاتے تو یہ بھاگ جاتا عمرو نے کہا مین انکی رہائی کے لیے جاتا ہون اور ہو سکا تو خوبصورت کو بھی چھڑا کر لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اور لشکر سے نکلکر زنبیل عیاری بجائی سب عیار صدا سنکر حاضر ہوے ہر ایک سے واسطے تلاش کرنے رعد و برق محشر کے تاکید کی سب تجسس کنان چلے مگر باران دریاے شور سے مراجعت کر کے داخل لشکر ہوا اور حسب الحکم افراسیاب تیاری رزم مین مصروف ہوا جسوقت کہ چشمۂ آفتاب دریاے مغرب مین جاکر ملا اور جوے نورانی کہکشان کی بحر اخضر چرخ پر موج زن ہوئی کہ

نظم

بخت عروس روز بلا بسکہ شد سیاہ	سلما سا چرخ معجر مشکین فام بست	
آمد زمہر جنگ جوانان تیغ تیز	در معرکہ بہ فوج بہ بہر نظام بست	

نائے ترکی اور نفیر رزمی کا شور لشکر باران سے بلند ہوا اور مہرخ کے سمع ہمایون مین جب صدا پہونچی اسنے بھی نقارہ رزم کے بجنے کا حکم دیا طبل جنگ دونون طرف گرگڑانے لگے ساحر سحر جگانے لگے

اشتہار صیقل ہوتے تھے بھینٹ دیجاتی تھی اگیاری ہورہی تھی چار پہر یہی ہنگامہ گرم رہا جبکہ ہندوے فلک پوجا کرکے گنبد چرخ سے گیا اور صنم پرست مشرق برنجی تھالی ہاتھ مین لیے بتخانہ چرخ مین آیا بمقتضاے

ابیات

بربست فلک نقاب انور — بکشود عروس چرخ زیور
چتر شبہ شام سرنگون شد — شب در دم صبحدم زبون شد

سپاہ ہردو سو کینہ خواہ صبح کوتڑکے کروفر سے میدان قتال مین آکر صف آرا ہوئی قلب لشکر مین مہرخ اور باران دونون سمت جلوہ گر تھے کوس حربی بج رہے تھے غرضکہ بعد ترتیب عرصہ گاہ نبرد ایک ساحر باران کی طرف سے میدان مین نکلکر مبارز طلب ہوا اس طرف سے سرخمو نے نکلکر ایک گولا فولادی مارا کہ اُسکے سینے کے پار نکل گیا اسی طرح چند ساحرون کو ملازمان مہرخ نے مارا اُسوقت باران کو غصہ آیا اور خود میدان مین آکر سحر پڑھکر طرف فلک کے پھونکا یکایک کوہستان کی طرف سے کالی گھٹا اُٹھی اور ابر آکر لشکر مہرخ پر ہرطرف کو محیط ہوا اور تقاطر ہونے لگا جسپر بوند پڑی وہ درخت ہوگیا کونپلین ادھر ادھر سے نکل آئے ساحران نامی نے ہرچند رد سحر پڑھا مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی اُسوقت ملکہ بہار جادو گلدستہ لیکر آگے بڑھی باران سوچا کہ یہ سحر کریگی تو دیوانہ بنا دیگی لپٹ کر پاس بہار کے آیا اور خاک قبر جمشید اسکے پاس تھی وہ چھڑک دی بہار بیہوش ہوگئی پھر اُسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ پانی زور زور برسنے لگا اور سب لشکری بیہوش ہوکر درخت ہوگئے اور بھگدر پڑی سب بھاگ گئے یہ نقارہ فتح وظفر بجاتا ہوا پھرا اور خیال کیا کہ عیار میرے فراق مین ضرور آئینگے اس لحاظ سے لشکر مین نہ رہا قریب طلسم باطن جاکر بزور سحر ایک تالاب بنا کر اندر اُسکے مقیم ہوا لیکن عیارون نے دور سے جو یہ حال لشکر کا دیکھا غور کیا کہ رعد و برق مخبر کو اب کہان ڈھونڈھین اس سے بہتر ہی کہ چلکر باران کو مارین یہ تہیہ کرکے چلے ادھر سے صبا رفتار آتی تھی سابق مین بیان ہوا تھا کہ اُسکو عمرو اور برق بیہوش کرکے اور خود سی کی صورت بنکے واسطے گرفتار کرنے صورت نگار کے گئے تھے الحاصل یہ بندھی تھی جب ہوشیار ہوئی آیند و روند سے کہا مجھے چور باندھ گئے ہین کھولدو ایک شخص نے اسے کھولا یہ وہان سے جو چلی تو اُسوقت عیارون کو ملی اور عیار تردد مین تھے ایک طرف چلے گئے لیکن برق نے قریب جاکر کمند ماری صبا رفتار اُلجھ کر گری اور گرتے گرتے بیضہ بیہوشی اُسنے مارا کہ برق بھی بیہوش ہوکے گرا اور ایک ساعت کے بعد برق ہوشیار ہوا دیکھا صبا رفتار کے گلے مین کمند کا حلقہ پھنسا ہوا ہے یہ دیکھکر لگا کمند کھولنے کہ خلیفہ کی معشوقہ ہی

ایسا نہو مرجاے جب کمند کھولدی صبا رفتار نے کہا ہاے یار ہاتھ ٹوٹا برق نے گھبرا کر چھوڑ
دیا وہ جست کرکے نکل گئی برق بھی تدبیر مین قتل کرنے باران کے چلا گیا مگر پہلے عمرو اور ضرغام
تالاب پر باران کے پہونچے اور ضرغام بھاگا تھا کہ اسنے سحر کرکے گرفتار کر لیا سامنے باران کے
اندر تالاب کے لایا اُسنے چاہا کہ قتل کردن اسوقت ایک نامہ افراسیاب کا اسکے پاس آیا لکھا
تھا کہ ای باران جو لوگ تمنے گرفتار کیے ہین مع مہرخ وغیرہ کے انکو کنارے دریاے خون روان
کے لیکر آؤ وہان عمرو انکے چھڑانے کو آئیگا ہم قید کر لینگے اور شیطان خداوند لقا یعنے بختیارک کو
طلسم مین بلوائینگے کہ وہ اگر عمرو کو قتل کرین کس لئے کہ ہم پہلے بھی شیطان کو بلوا چکے ہین اور اُس دفعہ ہمکو
ایک خجالت بھی انسے ہوئی تھی اب ہم چاہتے ہین کہ اُس حجاب کو رفع کردین یہ نامہ جب باران
نے پڑھا تالاب سے نکل کر اپنے لشکر مین آیا اور لشکر کو حکم کوچ کرنے کا دیا اور لشکریان مہرخ کو اسی طرح درخت
بنائے ہوے چھکڑون پر لادکر گرد بھرا چوکی مقرر کرکے مع اپنے لشکر کے روانہ ہوا جب کنارے دریاے
خون روان کے پہونچا بارگاہ کنارے دریا کے استادہ کرائی اور قیدیون کو سامنے بارگاہ کے قید کیا یعنے
میدان مین چھکڑون سے اتروا کر رکھا اور ضرغام شیر دل کو بھی انھین مین بیہوش کرکے ڈالدیا آپ بارگاہ
مین بعشرت تمام بیٹھا لیکن عیار جو اسکی فکر مین چلے تھے جب یہ تالاب سے سحر کرکے نکل آیا تو عیار بھی اسکے لشکر کے ساتھ
دور دور رہین آخر پہونچے ان مین سے جانسوز ایک جادوگر کی ایسی صورت بنکر اسکی بارگاہ مین گیا
جیسے ہی اندر بارگاہ کے پہونچا باران نے پہچان کر گرفتار کر لیا اور پھر سے جہان سب مقید تھے وہین
اُسے بھی قید کرایا اور ایک عرضی خدمت افراسیاب مین لکھکر بھیجی کہ خداوند نعمت کے بموجب حکم
کمترین قیدیون کو لیکر کنارے دریا کے حاضر ہوا ہی جب یہ عرضی افراسیاب کو پہونچی اُسنے خمار جادو
سے کہا ای ملکہ عنایت سامری سے سب باغی قید ہوے لیکن عمرو اور دو تین عیار باقی ہین اور
عمرو سر تمھارا مونڈ چکا ہی کہ اُسے تم پہچان کر جہان ملے اور جس طرح ہو سکے گرفتار کر لاؤ کہ تم پیشس
خداوند ایک بار جب شیطان کو لینے گئین تھین تو ذلیل بھی ہوئین تھین اب اگر عمرو کو لاؤ تو میری اور
تمھاری ندامت جاے خمار نے عرض کیا بہت اچھا مین تلاش کرکے لاتی ہون افراسیاب نے
اسوقت خمار کی بہن محمور سرخ چشم سے حکم دیا کہ تم بھی اپنی بہن کے ساتھ جاکر تلاش کرو غرضکہ
یہ دونون روانہ ہوئین انکا حال پہلے بیان ہو چکا ہی کہ دونون معشوقہ افراسیاب کی ہین اور بخوف
حیرت وصل منظور نہین کرتی ہین فی الجملہ جب یہ روانہ ہوئین تو دو طرف دونون جویا عمرو کی چلین
اور خمار جب دریا سے پار اتر کر قریب لشکر باران پہونچی صحرا مین جادوگر بنا ہوا عمرو جاتا تھا اسنے

پہچانا اور پکار کر کہا میان جادوگر مزاج تو اچھا ہے ذرا ٹھہرنا عمرو نے خمار کو آتے دیکھکر اور یہ کلمات سنکر خیال کیا کہ یہ مجھے پہچان گئی اُسی وقت گلیم اوڑھکر غائب ہوگیا خمار ہرسمت ڈھونڈھتی پھری جب خوب تلاش کر چکی تھک کر باران کے خیمے مین آئی اُسنے استقبال کیا اور بہت توقیر کر کے مسند عزت پر بٹھایا مستفسر حال ہوا خمار نے اپنے آنے کا سبب اور تلاش عمرو کا باعث بیان کر کے کہا کہ مین اب سحر کرونگی عمرو جہان ہوگا آپ چلا آئیگا مگر ایک چوکی صندل کی منگا دو کہ اسپر بیٹھکر سحر کرون باران نے ملازمون سے اپنے حکم کیا کہ ایک چوکی صندل کی لاؤ اور خمار اُٹھکر نہانے دھونے مین مصروف ہوئی مگر عمرو جو گلیم اوڑھکر غائب ہوگیا تھا آگے جاکر گلیم اُتاری دیکھا کہ ایک چوبدار کسی طرف جاتا ہے اُسکے پاس آکر پوچھا میان مردے صاحب کہان جاتے ہو اُسنے کہا میری چوکی باران کی ڈیوڑھی پر ہے اس وقت پہرا بدلا کر اپنے گھر جاتا ہون عمرو نے یہ سنکر ایک پھل اپنی کمر سے نکال کر اسے دیا اور کہا بھائی اس جنگل مین ایسے پھل ہزارون لگے ہین ذرا کھاکر دیکھو ایسے مزے کے ہین کہ کوئی میوہ ایسا نہوگا اُسنے یہ تعریف سُنکر وہ پھل کھایا اور بیہوش ہوا عمرو نے اُسے غار مین ڈال دیا اور اسکے کپڑے لیکر اُسی کی صورت بنکر باران کی دیوڑھی پر آکر ٹھہرا اُسوقت ایک ساحر اندر سے بارگاہ کے نکلا اس سے پوچھا کہیے کچھ فرمایا ہے اُسنے کہا میان مردے ایک صندل کی چوکی حضور مانگتے ہین خمار جادو اُسپر بیٹھکر سحر پڑھینگی عمرو یہ سنکر خاموش رہا اور وہ ساحر چوکی لیکر آیا جب اندر بارگاہ کے چلا عمرو گلیم اوڑھکر اسکے ساتھ اندر آیا اسوقت خمار نہاکر دھوتی باندھکر اس چوکی پر بیٹھی اور اسباب سحر سازی سامنے رکھکر یعنے آگ دھتورے کے پھل دونے مروے کے پتے گوگل دیپ دھوپ چندن رائی سرسون کے دانے بنولے اور کلیجیان بھنگے وغیرہ لیکر اگیاری کر کے شراب اور سور کی بھینٹ دیکر منتر پڑھنا شروع کیا عمرو گلیم اوڑھے اسکے پس پشت چوکی پر آبیٹھا وہ منتر تو اسی بات کا تھا کہ عمرو جہانہو یہان چلا آئے جبکہ عمرو موجود تھا تو وہ کیا تاثیر کرتا کچھ حال عمرو کا معلوم نہوا سحر نے یہی خبر دی کہ عمرو اسی جگہ ہے آخر ناچار ہوکر کہا اے باران عمرو کا کہین پتا نہین لگتا اُسنے کہا بھلا وہ ایسا دلیر ہے جو تمھارے سحر سے چلا آئیگا وہ بھی بڑا کامل شخص ہے اُسکی تعریف خداوند سامری نے سامری نامہ مین تحریر کی ہے یہان تو یہ باتین ہین مگر وہان چوبدار کو جو عمرو بیہوش کر آیا تھا وہ ہوشیار ہوا لیکن سوچا کہ ابھی مجھپہ وہ حالت طاری ہوئی تھی اور ایسی سنسناہٹ جسم مین اُٹھی کہ جیسے جان نکلتی ہے اور پھر کچھ خبر نہ رہی تھی اب شاید مین مرگیا ہون اور بعد مرگ جو سُنا کرتے تھے کہ

آدمی زندہ کیا جاتا ہی وہی کیفیت میری ہی مین اصل مین مردہ ہون یہ سوچکر ہاتھ پانون ہلائے
گھبراکر اُٹھا اور غار سے باہر نکلا ہر طرف حیران وار دیکھتا ہوا چلا اور خیال کیا کہ کہین مردہ بھی
راہ چلتا ہی یہ سمجھکر لیٹ رہا بعد لمحہ کے اُٹھا کہ اب تو ہوش وحواس درست ہین چلو یہان کب تک
لیٹے رہو گے غرض اُٹھکر چلا مگر اسی طرح برہنہ تھا کیونکہ پیرہن عمرو اُتار لے گیا تھا یہانتک کہ جب
قریب لشکر باران پہونچا ایک دوست اُسکا ملا اُسنے کہا ارے بھائی ننگے کیون پھرتے ہو
اُسکو وہم ہوا کہ مین کپڑے پہنے تھا جب سے بیہوش ہوا ہون خود بھی اپنے تئین برہنہ پاتا
ہون اور یہ بھی مجھے ننگا بتاتا ہی لہذا بیشک مین مرگیا ہون کفن یقین ہی مجھے نہین دیا یونہین
ننگا گڑھے مین کسی نے ڈالدیا پس اپنے تئین مردہ سمجھکر دوست کی بات کا کچھ جواب نہ دیا
کہ مردے بولتے نہین ہین اس آشنا نے آگے بڑھکر ہاتھ پکڑکر کہا میان جواب نہین دیتے ننگے چلے جاتے
ہو اسنے کہا تم مجھے دیکھتے ہو ملاقاتی نے اسکے کہا خوب کیا اندھا بنایا ہی صریحًا تو سامنے ننگے کھڑے
ہو جوبدار نے کہا بھائی مین مرگیا ہون تم دوست ہو تمھین کیا ستاؤن ورنہ مار ڈالتا دوست
اسکا یہ سنتے ہی خوفناک ہوکر بھاگا کہ جابجا طلسم مین ہزارون آدمی روز قتل ہوتے ہین کیا عجب
ہی جو یہ بھٹنا ہو یہ سمجھکر وہ تو بھاگا اور جوبدار کا وہم زیادہ ہوگیا یقین واثق ہوا کہ مین مردہ ہون
حاصل کلام وہان سے بہیئت کذائی اندر بارگاہ باران کے آیا وہ اس کیفیت سے جوبدار کو دیکھکر
بگڑا اور جتنی جادوگرنیان تھین وہ مردہ کو ننگا دیکھکر اوہی کرکے اُٹھ گئین باران نے اسے گھڑکا
کہ اے مسخرے بے ادب یہ کیا ماجرا ہی جوبدار نے کہا پہلے یہ تو فرمائیے کہ مین جیتا ہون کہ مرگیا ہون
باران یہ کلام سُنکر ہنسنے لگا اور حاضرین دربار مارے ہنسی کے لوٹ گئے اور زیادہ تر تمسخر کرکے اُسکو
بنانے لگے باران نے کہا قوت واہمہ اسکو بڑھ گئی ہی اور حکما کا مقولہ ہی کہ واہمہ خلاق ہوتا ہی اور
کابوس پیدا کرتا ہی رفتہ رفتہ نوبت بہ غشی اور صفت لدیغ اور لسیع کی حاصل ہوتی ہی اور یہ صفت
کبھی غم وہم اور کبھی فرط تنعم ومسرت اور کبھی عشق وزیادتی سوداویت سے باخلاف حرارت قلب واقع
ہوتی ہی فی الجملہ اسکو بسبب غم کے یہ حالت طاری ہی یہ کہکر تشفی ودلجوئی کی قریب بلاکر حال استفسار
کیا کہ تو کس حال مین بسر کرتا ہی اور کوئی سانحہ تازہ تو تجھپر نہین گذرا جوبدار نے عرض کیا کہ ابھی راہ مین
ایک شخص ملا تھا اسنے ایک پھل دیا وہ کھاکر مین مرگیا ہون باران نے کہا اے خمار دیکھو عمرو
نے اسے بیہوش کیا تھا اور فرط تشکیک سے یہ کہتا ہی کہ مین مرگیا ہون مگر بڑا تعجب ہی کہ اتنا قریب
عمرو تھا اور تمھارے بلانے اور سحر کرنے سے نہ آیا یہ کیسا تمھارا سحر تھا خمار یہ سُنکر محجوب ہوئی مگر باران نے

چوبدار کو جب جانا کہ شبہہ مین گرفتار ہے واسطے دفع توہم و تو حش بجا حکم دیا کہ لیجاؤ اور اُسکی گردن مارو جلاد با تیغ برہنہ جب سامنے آیا اسوقت چوبدار سوچا اگر مین مردہ ہوتا تو اُنکے سامنے سے غائب ہوجاتا یہ مجھے قتل نہ کرسکتے لہذا مین زندہ ہون مفت جان جائیگی چاہیے کہ منت کرون یہ خیال کرکے منت اور عاجزی کرنے لگا باران نے کہا کیون دیکھا جب اسکو خوف دلایا تو قوت اور اکیہ قوت و اہمہ پر غالب آئی اچھا ہوگیا مصاحب اُسکے تعریف کرنے لگے اور چوبدار کو کچھ انعام دیکر سمجھا دیا کہ تجھے عیار بیہوش کر گیا تھا وہ یہ سنکر اچھا ہوگیا اور باہر بارگاہ کے آیا عمرو جو گلیم اوڑھے تھا یہ بھی نکلکر صحرا مین جاکر ٹھہر اگر خمار جو ندامت زدہ ہوئی تھی اُسنے سحر کیا کہ دھوان پیدا ہوا اس سے کہا اے دود سحر جہان عمرو ملے وہان سے پکڑلا دود سحر روانہ ہوا عمرو نے صحرا مین آکر گلیم اتاری تھی کہ دھوان آکر لپٹ گیا اور بگولہ کی طرح چکر دیتا ہوا لے چلا یہان تک کہ بارگاہ باران مین سامنے خمار کے لایا اسنے کہا کیون اے عمرو تو نے ہزارون ساحر مارے میرا سر مونڈا اب کہہ تیرا کیا حال کرون عمرو نے جواب دیا میرا یہی کام ہے جو روپیہ دے مجھے نوکر رکھے اُسکے ساتھ جانبازی کرون حمزہ میرے مالک نے اس لیے مجھے بھیجا ہے کہ ساکنان طلسم کو قتل و غارت کرون ابھی تم نوکر رکھ لو تمہارا ویسے ہی حکم بجا لاؤن خمار نے کہا او وزو مکار تو مجھے دم دیتا ہے تجھے افراسیاب کے سامنے لیے چلتی ہون شیطان خداوند بختیارک کی دعوت ہے وہ آکر تجھے قتل کرینگے عمرو کے یہ کلام سنکر ہوش اڑ گئے لیکن دل کو مضبوط کرکے کہا او غیبانی کیا بکتی ہے مین جانتا ہون کہ افراسیاب کی اب قضا مجھے وہان لیے جاتی ہے اور تیرا ایک بار سر مونڈا تھا اب کی دفعہ ناک کاٹونگا خمار کو ان باتون سے غضب طاری ہوا اور ایک پتھر اُٹھاکر مارا کہ عمرو بیہوش ہوگیا اسے چادر مین بطور پشتارہ کے باندھ کر کاندھے پر لادا باران سے رخصت ہوکر روانہ ہوئی اور عیار جو آئے ہوے تھے انھون نے دیکھا کہ ساحرہ پشتارہ لیے جاتی ہے لشکریون سے حال گرفتاری عمرو سنکر اسکا تعاقب کیا چنانچہ ضرغام اور جانسوز تو قید ہوچکے ہین صرف برق فرنگی اور قران باقی ہین یہ دونون چلے لیکن ایک ایک جانب اور دو سطر دوسری سمت راہ مین برق کو صرصر اور صبا رفتار اور تیز نگاہ خنجر زن عیار بچیان ملین اور سب نے گھیرا برق لڑنے لگا مگر وہ تین یہ اکیلا صرصر نے بیضۂ بیہوشی مارکر اسکو بیہوش کرکے باندھا اسوقت ایک پنجہ چمک کر برق کی طرح گرا اور تینون عیار بچیون کو مع برق کے اُٹھا لے گیا بعد لمحہ کے جو عیار بچیون نے دیکھا تو ہم صورت نگار کی بارگاہ مین ہین انھون نے سلام کرکے کہا آپ نے ہمین کیون بلایا ہے صورت نگار نے کہا اے صرصر تو نے میرے ساتھ جانبازی بہت کی تھی اور مجھے عیارون سے بچایا

تھا اُسدن سے مین نے ایک بچہ سحر کا تیرے ساتھ کر دیا تھا کہ جب تجھے عیار گھیرین وہ بچہ اُٹھا لائے
اور دشمن سے بچا لے صرصر یہ سُنکر گویا ہوئی کہ ملکۂ عالم کی عنایت مین کچھ شک نہین مگر یہ لوگ عیار ہین
خدا جانے کس فکر مین پھرتے ہین کیا کیا تدبیرین کرتے ہین اگر بچہ یونہین ہمین لے آیا کرے گا تو کام کا ہیکو ہوگا
آپ بچے کو منع فرمائین کہ اب کبھی ہمین نہ لائے ورنہ ہم نوکری سے درگذرے صورت نگار یہ باتین
سنکر شرمندہ ہوئی اور بچہ سحر کو انکے ساتھ رہنے سے منع کیا پھر برق فرنگی پر عتاب و خطاب کر کے
کچھ سحر پڑھا کہ یکایک ایک ساحر اُڑتا ہوا آیا اُس سے کہا کہ اے ظالم تیرہ روے جادو اس مجرم کو
بھی لیجا کر وہین قید کر جہان رعد اور برق محشر مقید ہین ظالم بموجب حکم کے برق کو لیکر اُڑا اتفاق
سے اسی صحرا سے ہو کر گذرا کہ جہان باران اُترا ہوا تھا اُس مقام پر قران تھا اِسنے ساحر کو دیکھا
کہ برق کو پکڑے اُڑا جاتا ہے قران پیچھے پیچھے بطور اخفا اُسکے ساتھ چلا غرضکہ کچھ دور گیا تھا کہ پھر عیار
بچیون کو آتے دیکھا خیال کیا کہ اسوقت انسے نہ بولو کیونکہ سب قید ہو گئے ہین ایک تم اکیلے باقی
ہو ایسا نہو کہ مقید ہو جاؤ یہ تصور کر کے راہ کترا کے چلا ادھر صرصر نے ساتھ والیون سے کہا قران
کبھی ہمکو دیکھکر نہین بھاگا لیکن آج راہ کاٹ کے جاتا ہے لازم ہے کہ ہم بھی خبر نہون یہ کہکر ایک طرف کو
چلین مگر قران اُس ساحر کے ساتھ آتے آتے ایک صحراے ہول خیز اور وحشت انگیز مین پہونچا وہان ایک
گنبد بنا تھا لیکن بہت وسیع مثل قصر عالیشان کے اس ساحر نے وہان اُتر کر کچھ سحر پڑھکر دستک دی
کہ گنبد مین ایک کھڑکی پیدا ہوئی اُسمین وہ برق کو لیکر چلا گیا کھڑکی پھر بند ہو گئی قران باہر رہ گیا
مگر ایک عیاری سوچکر صورت اپنی سڑی سودائی کی ایسی بنائی کہ لنگوٹی باندھکر جسم غبار آلودہ
کر کے مٹی کا ڈھیلا لیکر کھاتا ہوا سامنے گنبد کے آکر چیخنے لگا کہ اس گنبد پر کبوتر بیٹھا ہے مگر ہرن نگل
رہا ہے ہرن کی دم مین اونٹ بیٹھا ہے گھوڑا ہاتھی کھاتا ہے چیل لیے جاتی مچھر پر گدھا
سوار ہے لیجیو لو لو ہے۔ لے ادھر دیکھیو واہ رے مردوے خوب ناچتا ہے ایک کان مین سارا مکان ہے سر پر
چارپائی کھا جاتا ہے ہوا کی رت بھری سوت نے بچے جنے قضا کا بھن ہوئی رات نے انڈا دیا دن نے
چھپکلی سے جوڑا کھایا یہ صدا جو ساحر نے سنی گھبرا کر گنبد سے نکل آیا یہ کون ہے جو داہی تباہی بک رہا ہے
اُدھر جو دیکھا تو ایک مست آدمی ہے قریب آکر کہا ارے تو کیا بکتا ہے بیفائدہ غل مچا رکھا ہے قران بولا
آنکھین ہون تو تم دیکھو تم تو اندھے ہو لو یہ ڈھیلا کھا لو آنکھین کھلجائین ظالم سمجھا کہ فقیر مست ہے اسکی
دی ہوئی چیز سے انکار نہ چاہیے ڈھیلا لیکر کھایا بظاہر وہ مٹی تھی مگر مزا اشمالی کا تھا کیونکہ قران
نے بفن عیاری ۱۲ ما تھا ظالم وہ سمجھا کہ یہ درویش صاحب کمال ہے سارا ڈھیلا کھا گیا بیہوش ہو کر گرا

قران نے قتل کر ڈالا شور و غوغا بلند ہوا وہ گنبد ٹکڑے ٹکڑے ہو کر غائب ہو گیا قران نے دیکھا کہ
رعد و برق محشر و برق فرنگی و الماس پری چہرہ بیہوش پڑے ہین انکے منھ پر پانی چھڑکا سب
ہوشیار ہوے اور قران سے کہا آپ کیونکر تشریف لائے اسنے کہا مین نے ظالم تیرہ رو کو
مارا اور حال لشکر بھی بیان کیا باران نے آکر سب کو گرفتار کیا ہے سارا لشکر تباہ و برباد ہو گیا ہے
یہ ماجرا سنکر برق محشر نے بغضب تمام کہا کہ جب ہم قید ہوے تو افراسیاب نے باران کو بھیجا کیا موا
سیانا ہے اور باران بھی اپنے تئین ساحر جانتا ہے سامنے نہ آیا موذی کاٹے کو دن لگے ہین قضا آئی
ہے ہمارے سبب سے اور ہمارے زور سے باران ہے بھلا اب جلتی ہون دیکھون حرامزادہ
کیا کرتا ہے قسم ہے اپنے ایمان کی کہ جاتے ہی گر اُسکو نہ مارا تو نام اپنا برق محشر نہ رکھا یہ کہکر رعد اور
برق محشر دونون چلے الماس پری چہرہ کو بیہوش کرکے قران نے پشتارہ باندھ لیا اور مع
برق فرنگی کے واسطے سیر دیکھنے کے لشکر باران کی سمت روانہ ہوے ادھر افراسیاب نے
باران کو لکھ بھیجا کہ سب قیدیون کو دریا کے اس پار لے آؤ اُنھین قتل کرین باران نے
کشتیان تیار کین ساحرون کو حکم دیا کہ مجرمون کو سوار کرو اسباب بار کرو حفاظت سے لشکر اُترے
غرضکہ کنارے دریاے خون رواں کے کھڑا انتظام کر رہا ہے ہنوز اُتار اکسی کا نہین ہوا ہے
کہ برق محشر گرجتی پہونچی اور رعد جادو گرجا باران نے دیکھا کہ بجلی چمکتی ہوئی اور رعد گرجتا آیا
یہ مارے خوف کے بھاگا مگر رعد فوراً زمین مین غرق ہو کر قریب اسکے نکلا اور اس طرح چیخا کہ
یہ بیہوش ہو کر گرا برق محشر جاب کر گری دو ٹکڑے کرتی ہوئی زمین مین اُتر گئی ہنگامہ رستخیز
آسا بلند ہوا شور و غل اور تاریکی اسکے مرنے سے پیدا ہوئی اور سرداران مہرخ اور بہار وغیرہ
جو درخت ہو گئے تھے بحالت اصلی ہو کر سب ہوشیار ہوے اور اسباب سحر تو پاس ہی تھا یعنے
میدان جنگاہ سے گرفتار ہوے تھے سب لشکر باران پر گرے بہار نے گلدستہ مارا کہ عالم بہار پیدا
ہوا صحرا کے درخت سرسبز و شاداب ہوے چمنہاے طلائی پر از ریاحین و لالہ ارغوانی ہر سمت
ظاہر تھے طائرون کا شاخہاے شجر پر ہجوم نغمہ سرائی کی دھوم باد بہاری کی چال مستانہ
طاؤسون کی روش معشوقانہ گلہاے رنگا رنگ کی بہار لب غنچہ سے یہ نغمہ طرب اظہار غزل

باغ مین آمد بہار ہے آج — چشم نرگس کو انتظار ہے آج
پابہ زنجیر موج آب ہے کیون — باغ مین سرو جوتبا ہے آج
آئیگا کیا کوئی صنوبر قد — قمریون کا مگر شکار ہے آج

نکہت گل ہوئی ہو مژدہ رسان — مرکب باد پر سوار ہی آج
مین نے پوچھا صبا سے باغ مین کیون — ابر نیسان گہر نثار ہی آج
کہا باد صبا نے ای نادان — سینۂ دشمنان فگار ہی آج

ساحر لشکر باران کے دیوانے ہوے اور سحر کرنا بھولے انبر نارنج اور ترنج ناریل وغیرہ پڑنے لگے صرصر نے گولے فولادی مارے نافرمان نے پیکان تیر برسائے دم بھر مین دریاے خون کنارے دیا خونروان کے جاری ہوا لاش پر لاش دھرے پر دہ گرا شمشیر سحر نے ہزارون کو بیجان کیا خاک وخون مین غلطان کیا ایک آفت عظیم برپا ہوئی موت نے کسی کو نجات نہ دی نظم

چنین رفت روشن گر این رقم — ز آئینہ سینہ ام گرد غم
کہ صرصر روان شد چون آتش ز باد — عنان داد بر رخش صرصر نژاد
چو شیر گرسنہ پی میش رفت — سپاہ ستم پیشہ از خویش رفت
بخون تیغش از بسکہ آلودہ بود — بعینہ ہلال از شفق مے نمود
بہر سو کہ شبرنگ را تاختے — یلان را ز زین سرنگون ساختے
عقاب اجل بال و پر باز کرد — ز تن مرغ جان عزم پرواز کرد
ز بس تیر جست از کمان آسمان — شد از انجم زخمہا خونفشان
زمین شد ز خون قلزم موج خیز — چو قلزم ز دی موجہاش تیغ تیز
ز سینے کجا لجہ مے نمود — اگر بود خون بود و جامی نمود

ایک تن بھی انمین سے زندہ نہ چھوڑا لیکن کنارہ دریاے سحر کا تھا اُس طرف ساحران نامی اور محافظ دربار رہتے ہین انکے خوف سے قتل وغارت کرکے بہت جلد اپنے فرودگاہ کیجانب مراجعت فرمائی سواے عمرو کے اور سب عیار راہ ہوکر ہمراہ چلے عمرو کو خمار پکڑ لیگئی ہو حال انکا مذکور ہوگا لیکن یہ سب جو چلے قتل وقتال کرنے مین ہنگام شب ہوگیا یعنے ماہ منیر لشکر ستارون کا لے کر میدان فلک مین آپہونچا اور نیر اعظم خوف سے روپوش ہوگیا اُس وقت صرصر دس بارہ کوس آچکی تھی کہ راہ بھول گئی یہ مکان سب طلسم باطن کے معلوم دیتے ہین ایسا نہو کہ یہان گرفتار ہوجائین اور طلسم باطن مین قید ہوے تو چھوٹنا دشوار ہوگا بہار نے کہا سچ کہتی ہو جلدی چلو غرضکہ بزدر سحر وہ راہ چھوڑکر دست راست کو چلے اور دس کوس نکل گئے وہان دیکھا کہ قصر عظیم الشان نہایت پرتکلف بنا ہی پردے مخمل کاشانی کے سبز وسرخ وزرد پڑے ہین دروازے صندل کے

لگے ہین سائبان زربفتی تمامی کے کھنچے ہین موتیون کی جھالر لگی ہو نگیرے کی بڑی تیاری ہی سنہرے روپہلے آفتابے جواہر نگار ہین نہایت طرحدار ہین شیشہ آلات فانوس اور مردنگ اور جھاڑ اور کنول بلورین رنگ برنگ کے اپنے اپنے مقام پر آراستہ ہین کوسون تک سامنے مکان کے کاسہ ہاے بلور بالوان مختلف پیراستہ ہین ان مین شجر پھولون کے لگے ہین گل لالہ و نرگس و یاسمن و نافرمان کھلے ہین گرد کوہستان ہی بیچ مین یہ مکان ہی پہاڑون کی دانگ پر طاؤس و تدرو بسروش مستانہ خرامان ہین ہر سمت چشمہ ہاے آب روان ہین جاے دلکش و پُر بہار ہی چادرین چھوٹتی ہین پانی کوہ سے آبشار ہی کیفیات

عمارت کی خوبی درون کی وہ شان لگے جس مین زربفت کے سائبان
چقین اور پردے بندھے زرنگار درون پر کھڑی دستہ بستہ جار
کوئی دور سے در پہ اٹکا ہوا کوئی رہ پہ خوبی سے لٹکا ہوا
وہ مقیش کی ڈوریان سربسر کہ مہ کا بنا جس مین تار نظر
چقون کا تماشا تھا آنکھون کا جال نگہ کو وہان سے گذرنا محال
وہ مخمل کا فرش اسمین ستھرا بچھا بڑھے جس سے پاے ہوس کی بنا
رہین نخلے اسمین روشن مدام معطر شب و روز جس سے مشام
مغرق زمین پر تمامی کا فرش چمک جسکی لے فرش سے تا بہ عرش
زمین کا طبق آسمان کا طبق سنہرے روپہلے ہون جیسے ورق
در و بام سارے تھے وانکے سفید ہر اک طاق محراب صبح امید
زمین نور کی آسمان نور کا جدھر دیکھو ادھر سمان نور کا

سب اس مقام دلکش و پر بہار مین بفرحت خاطر ٹھہرے کہ ایک سمت سے صدا آئی ای ساحرہ کہان پھر رہی ہو یہ مقام شہنشاہ طلسم کے رہنے اور سیر کا ہو لازم ہی کہ کسی گوشے مین رہکر شب بسر کرو صرصر نے برق محشر سے کہا خدا جانے یہ کسکا مکان ہی اور کسکی آواز ہی ہمنے تمام عمر یہ جگہ نہین دیکھی یہ جانتے ہین کہ آج طلسم مین پھنس گئے جہانتک ہو سکے راہ فرار اختیار کرین یہ کہکر بزور سحر سناٹا مار کر اُڑے اور بائین طرف بارہ کوس تک چلے گئے لیکن جہان تک گئے ویسے ہی مکانات اور کوہستان لالہ زار وغیرہ نظر آیا جب تین منزل گئے اور وہی سامان دیکھا ناچار تھک کر ایک مقام پر ٹھہرے اور بہار نے صرصر سے کہا بہن آج کی رات یہین اترو ون کو راستہ دریافت کرکے چلین گے اب

ایسے ہم بھی حلوا نہین ہین جو کوئی نگل جائے گا جو خدا چاہیگا وہ ہوگا یہ باتین کر رہے تھے کہ ایک
ساحر سامنے سے ظاہر ہوا اور بولا کہ ای ملکہ مین تم سبکو پہچان گیا ہون جو تم افراسیاب سے پھر گیئن یہان
آرام کرو صبح کو چلی جانا مجھے کچھ تم سے عداوت نہین ہی مہرخ نے پوچھا کہ یہان کچھ کھانے کو بھی مل سکتا ہی
اُسنے کہا ہان سب کچھ حاضر ہی یہ کہکر چلا گیا بعد لمحہ کے خوان کھانے کے اور گلابیان شراب سرجوش
کی لیکر آیا مہرخ اور بہار وغیرہ نے بہار کے تختہ ہاے سنگ پر فرش بچھوایا اور بیٹھکر کھانا کھایا
شراب پی اس ساحر سے پوچھا کہ یہ کونسا مقام ہی اور آپ کون ہین اسنے جواب دیا کہ یہ کوہ جیلنی
مقام سیرگاہ شہنشاہ جادوان افراسیاب کا ہی اور منزلہا منزل تک طلسم ظاہر سے تا طلسم باطن
اسی طرح کی آرایش و زیبایش سے آراستہ ہی اور دریاے خونروان پہاڑ کے درے سے
ہوکر بہا ہی تم جس جگہ بیٹھی ہو یہ ابھی طلسم ظاہر ہی اور مین اسی حوالی مین رہتا ہون نام میرا
گھر بار جادو ہی الغرض تا دیر وہ ساحر بیٹھا رہا پھر رخصت ہوکر اپنے گھر گیا اور اپنی مان صدف جادو
سے سارا ماجرا مہرخ کے آنے کا بیان کیا اسے کہا ای فرزند تو ان سب کو یہان نہ ٹھہرنے دے ایسا
نہو کہ افراسیاب سُنے کہ ہمارے حریف کو اپنے گھر مین جگہ دی اس باعث سے غضب مین گرفتار
کرلے بیٹے نے اُسکے کہا وہ آپ سب صبح کو چلے جاینگے ہمکو انسے کیا کام ہی اور افراسیاب سے کون
کہے گا اور اُسکی خاموش ہو رہی لیکن مخفی اسنے ایک نامہ حیرت کو مشعر بحالات اسجگہ سے لکھکر
تیلے کے ہاتھ بھیجا حیرت اس مضمون سے آگاہ ہوئی زمرد جادو وزیرزادی سے کہا باران
شاید مارا گیا لیکن شہنشاہ صاحب اقبال ہین کہ مہرخ وغیرہ سب جتنے ہین کوہ جیلنی پر بیٹھے ہین بھلا
وہان سے کہان جاینگے زمرد اور با قوت نے کہا بلاؤن افراسیاب نے سحر سے حکم دیا
ہوگا وہ سب کو گھیر کر لے گیا ہوگا غرض نامہ لیکر حیرت طاؤس پر سوار ہوئی اور باغ افراسیاب
کے گئی وہان پہونچکر پہلوے شاہ مین بیٹھکر نامہ صدف پیش کیا شاہ ساحران نے پڑھکر کہا مجھے
بھی تیلون نے سحر کے خبر دی ہی کہ باران مارا گیا اور قیدی چھوٹ گئے مگر اب معلوم ہوا کہ
کوہ جیلنی پر ہین خیر مین گرفتار کراتا ہون اور سحر پڑھکر دستک دی ایک ساحر سیاہ فام بد ہیئت
زشت انجام حاضر ہوا اُسنے حکم دیا کہ ای کامل جادو سب باغی کوہ جیلنی پر ہین انھین گرفتار کرلاو
وہ ساحر سب حسب الحکم روانہ ہوئے پھر دوسرے ساحر صندل جادو سے حکم دیا کہ
پانچون عیار بچیون سے جاکر کہدے کہ سمت کوہ جیلنی جاکر حفاظت کامل کی کرین صندل نے
جاکر عیار بچیون سے حکم سنایا یہ بھی روانہ ہوئین ادھر حیرت سے کہا اب ہم چاہ زمرد پر میلا

کر کے سب کو غارت کرینگے لہذا تم بھی لشکر مین جاؤ اور ہمارے حکم کا انتظار کرو حیرت بھی رخصت
ہوکر لشکر مین آئی اور کامل جاکر برابر کوہ جینی کے پہونچا اور ایک نعرہ مارا کہ باشیدائے نمک حرامان اب
کہان بچکر جاؤگے اور ناریل سحر پڑھکر مارا کہ وہ پھٹا چالیس پتلے اسمین سے نکلکر پکارے کہ ای خیرہ سران
قضا تمھاری یہان لائی ہی بہار نے سحر پڑھکر جواب دیا کہ خیرہ سر تم کسے کہتے ہو ہم بندے سامری
و زردشت و جمشید کے ہین اور تابعدار افراسیاب کے ہین کامل نے کہا تم نمک حرام ہوا گر تابعدار
ہوتے یہ غضب تم پر نہ آتا اور پتلون سے اشارہ کیا انھون نے گھیر لیا اور اسنے دوسرا ناریل مارا
مہرخ اور بہار وغیرہ نصف جسم سے زمین مین غرق ہوگئین ہر چند رد سحر پڑھا مگر موثر نہ ہوا پتلون
نے ایک زنجیر مین سب کو باندھ لیا اور لیکر چلے برق محشر اور رعد جادو سب سے الگ ایک چشمہ
کے کنارے سوتے تھے یہ قید ہونے سے محفوظ تھے دفعتہً انکی آنکھ جو کھلی وہان سے اٹھکر آئے
دیکھا کہ جہان سب اترے تھے اب ہان کوئی نہین یہ اڑکر روانہ ہوئے راہ مین دیکھا کہ سب
ایک زنجیر مین بندھے ہین اور ایک ساحر گرفتار کیے لیے جاتا ہی یہ دیکھکر رعد زمین مین غرق
ہوکر قریب کامل کے نکلا وہ تو غافل تھا اسنے اس زور سے چیخ ماری کہ بیہوش ہوکر گرا اوپر
سے برق محشر جو چمک کر گری دو ٹکڑے کرتی ہوئی زمین مین اتر گئی غلغلہ بلند ہوا کہ کشتی مرا نام من کامل
جادو بود چالیسون پتلے اسکے سحر کے غارت ہوگئے زنجیر کھل گئی سب چھوٹ گئے اور اپنے لشکر
کی سمت چلے اس ہنگام مین گریبان سحر چاک ہوا اور نیر جہانتاب نے روے روشن اپنا دکھایا
سب کو راستہ نظر آیا ساحر ایک جا جمع ہوکر چلے مگر عیار متفرق ہوگئے کہ جو کوئی آفت آئیگی تو ہم
اعانت کرینگے الحاصل جب یہ روانہ ہوے افراسیاب کو نیلیون نے سحر کی خبر دی کامل مارا گیا
اسنے اسی وقت برق چشمک زن کو بلایا اور حکم کیا کہ جاکر ایک نمک حرام کو زندہ نہ رکھنا سب
کے سر کاٹ کر لانا اگر اسکے خلاف کریگی تو سزا دونگا برق چشمک زن اڑی اور بغضب تمام
روانہ ہوئی لیکن عیار بچیان جو چلی تھین انھون نے راہ مین مہرخ وغیرہ کو دیکھا جلدی صورت
مثل عیارون کے بنا کر پاس بہار وغیرہ کے آئین باتین کرتی ہوئی چلین لیکن بیہوشی کا
سفوف آنکھ بچا کر اڑاتی جاتی تھین راہ کا غبار بیہوشی آمیز اور گرد ہر ایک کے منھ پر جو پڑی سب چھینک
مار کر بیہوش ہوے عیار بچیون نے چادرین عیاری کی بچھا کر دو دو تین تین آدمیون کو اپنے زور
و قوت کے موافق باندھا اور لادکر لے چلین باقی ماندہ کو کھینچکر صحرا کی جھاڑیون مین چھپا دیا
کہ پھر آکر لیجائینگے غرضکہ جب یہ لے گئین اسوقت برق چشمک زن وہان آکر پہونچی جو تیلا

کہ افراسیاب نے اُسے دیا تھا اُس جگہ پر کسی کو نہ پایا از بسکہ بغرط غیظ وہان سے آئی تھی ایک کوہ پر جو گری اُسکو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اُس پہاڑ کے قریب کہین برق فرنگی عیار موجود تھا اُسنے دیکھا کہ ایک جادوگرنی جسکے بالون کی ایک لٹ سنہری اور ایک روپہلی ہی بجلی بنکر اُس پہاڑ پر گری ہی اسی وقت اُسکے قتل پر آمادہ ہوکر ساحر کی صورت بنکر بت کہنی سے تا بشانے باندھ کر جھولا گلے مین ڈالکر یاران سیاہ مقوے کے بنا کر جسم مین لپیٹ کر سامنے اُسکے جا کر پکارا اے ملکہ خیر تو ہی یہ کیا غصہ ہی برق چشمک زن نے اُسکو ساحر سمجھکر سارا حال بیان کیا اور کہا مین مجبور ہون شہنشاہ سے کہہ نگی کہ مہرخ وغیرہ نکل گیئن اگر فرمایئے تو لشکر سے اُنکے جا کر گرفتار کرلاؤن برق فرنگی نے کہا اے ملکہ تم ایسی جی ہو لیکن دور سے آئی ہو ذرا ٹھہر کر دم لے لو اور میرے پاس کچھ میوہ ہی حکم ہو تو حاضر کرون نوش فرمایئے برق چشمک زن نے کچھ سوچکر کہا کیا مضائقہ ہی لاؤ ہم تم ایک ہین پرہیز کیا ہی۔ برق فرنگی نے گری بادام کی اور کشمش پستے وغیرہ بیہوشی آمیز جھولی سے نکالکر سامنے رکھے برق چشمک زن نے وہ میوہ بغور دیکھا سحر نے خبر دی کہ یہ بیہوشی آمیز ہی اور زہر آلودہ ہی کھانا نہ چاہیے یہ معلوم کر کے برق فرنگی کو از روے غصہ پنجے مین داب کر اُڑ گئی اور سامنے افراسیاب کے باغ سیب مین لا کر پہونچایا کہا اور تو کوئی نہین ملا یہ عیار حاضر ہی افراسیاب سمجھا کہ اسنے نزاکت اور امیری کو کام فرما کر سب باغیون کو تلاش نہین کیا ورنہ نہ ملتا کیا معنے وہ سب تو راہ مین تھے کیا اتنے عرصے مین کہ یہ دونون پہونچی نہین وہ سب اپنے لشکر مین پہونچ گئے یہ سوچکر بغصہ گویا ہوا کہ اے بالزادی قحبہ مین نے تجھے کب حکم دیا تھا کہ تو صرف ایک عیار کو پکڑ لائی اور اپنی خالاؤن کو تلاش نہ کرے گی چل دور ہو میرے سامنے سے اور اس عیار کو حیرت پاس پہونچا دے برق چشمک زن یہ عتاب دیکھکر ڈری اور برق فرنگی کو لیکر پاس حیرت کے آئی اُسنے خاطر کی کرسی بیٹھنے کو دی اور پوچھا کیونکر آئی یہ بیان کیا چاہتی تھی کہ ایک ساحر نے آکر عرض کیا کہ عیار پچیان پتھارے لادے آئی ہین حیرت نے زمرد سے کہا جاکر صرصر کے خیمے سے خبر تو لا کہ کس کو لائی ہین زمرد گئی اور جاکر خبر لائی کہ مہرخ کو مع اسکے سردارون کے گرفتار کر کے لائی ہی یہ کیفیت برق چشمک زن سنکر حیرت سے عرض رسا ہوئی کہ شہنشاہ مجھ سے بسبب نہ گرفتار کرنے باغیون کے خفا ہین اسوقت صرصر سے ان قیدیون کو اگر دلا دیجیے تو مین پاس شہنشاہ کے لیجاؤن اور خطا اپنی معاف کرا کر سب کو اُنکے سامنے قتل کرون حیرت نے کہا لیجاؤ کیا مضائقہ ہی برق چشمک زن وہان سے اُٹھکر صرصر کے خیمے مین آئی اور کہا لاؤ مجرمون کو مجھے دو کہ پاس شاہ طلسم کے لیجاؤن صرصر نے کہا کیا خوب تمھاری

تو وہ غل ہوئی جان دین بی فاختہ اور کوے بیوسے کھائین تم کون گنہگار دن کی پہچاننے والی ہم آپ
لیجائینگے برق چشمک زن ایسی باتون سے بہت خفا ہوئی اور گالیان دینے لگی صرصر نے صبا رفتار
سے اشارہ کیا کہ لینا اسکو صبا رفتار نے ایک بیضۂ بیہوشی مارا کہ یہ دھم سے آرہی صرصر پشتارہ باندھکر
سامنے حیرت کے لائی اور کیفیت واقعہ سے مطلع کیا صرصر پر حیرت خفا ہوئی کہ اب تیری یہ مجال
ہے کہ شہزادیون کو طلسم کی ذلیل کرتی ہے جلد اسے ہوشیار کر صرصر نے اسکو ہوشیار کیا برق چشمک زن نے
ہوشیار ہو کر پکاری کہ ارے او صرصر ابھی چمک کر گرتی ہون دو ٹکڑے تیرے ہوتے ہین حیرت نے کہا ہان
ہان بی بی حق بجانب ہے آن عیارنیون کے کہ مار اپنا ہتھیلی پر لیے پھرتی ہین برق چشمک زن
نے جواب دیا کہ تخت پر جو بیٹھی ہو تو سیاہ چادر آنکھون کے آگے پڑ گئی ہے اپنے دن سب بھول جاتے
ہین یہ دربار ٹھہرنے کا مقام نہین ہے یہ کہکر اٹھکر روانہ ہوئی اور صحرا اپنا چلتے وقت برق فرنگی پر سے
دفع کرتی گئی اور کہا کہ اے صرصر شہنشاہ سے تیرے حال کی خبر کر کے دیکھ تو کس طرح پیش آتی ہون صرصر
یہ کلام سنکر خوفناک ہوئی اور حیرت کے قدم پر گری اُسنے سر اٹھا کر سینے سے لگایا اور کہا تو گھبرا نہین میرے
سر کے ساتھ تیرا سر ہے یہ کہکر برق فرنگی کی طرف مخاطب ہوئی کہ بتلا اب تیرا کیا حال کر دون برق فرنگی
نے دیکھا کہ جسم تیرا ہلکا ہے اسوقت تو مسحور نہین معلوم ہوتا ہے یہ سمجھکر کہنے لگا کہ اے ملکہ ہم یہان کیا آئے
دو چار کی قضا آئی زمرد کے ہاتھ مو کیا بکتا ہے شامتین آئی ہین برق فرنگی نے کہا ہم سچ کہتے ہین جہان
ہمارے قدم آئے دس بیس کا سر کاٹ لیا پانچ چار کو لوٹا اور چلے گئے حیرت کو غصہ آیا اور ترنج اٹھا کر
چاہا مارے برق جست کر گئے اور ایک دھول صرصر کے لگا کر بھاگا صرصر پیچھے دوڑی غلغلہ ہوا کہ
لینا جانے نہ پائے برق جو بارگاہ سے باہر نکلا یہ بھی کہتا چلا ارے یارو بھاگو لشکر حریف آ گیا یہ ہنگامہ
سنکر لشکر مین بھگدر پڑی دکانین بند ہونے لگین صراف روپے پیسون پر اوندھے پڑ گئے کہ پہلے ہمین
کوئی قتل کرے پھر روپیہ لے عورتین اپنے مردون سے لپٹ گئین کہ صاحب خدا کے لیے خیمون سے
نہ نکلنا مرد کہہ رہے ہین ابھی جو یہان آئیگا تو ہم لڑینگے وہان جا کر کیا کرینگے غرض ایک تلاطم ہو گیا
برق بھاگا ہوا صحرا مین جا آیا صرصر نے آگھیر لیا تیغچہ چلنے لگا برق نے ایک تیغچہ بیٹ کر کے کہ ہاتھ آستانی
کا نہ کٹے لگایا ہتکٹی کی چوٹ پڑی ہاتھ سے انگوٹھیان اُتر کے گر پڑین برق نے پھر کمند ماری
صرصر انگوٹھیان جھک کر اُٹھاتی تھی کہ کمند مین پھنسی مگر اسوقت حیرت پنجہ بنکر یہان آئی اور صرصر
کو گرفتار ہوتے دیکھکر جھپٹ کر گری گھبراہٹ ایسی تھی کہ برق جو بھاگا اسکا تعاقب نہ کیا صرف صرصر
کو پکڑ لیگئی لیکن لشکر مین نہ لائی دریاے خونروان کے اُس پار لیگئی برق نے آکر انگوٹھیان صرصر

کی اُٹھالین اور ساحر بنکر دریا کے پار یہ بھی چلا جب پل پر زادان پر پہونچا دریا نے بسبب انگشتری صرصر کے راہ دی لیکن ایک نگہبان دیو برق کے پیچھے دوڑا کہ ای عیار وہ انگشتری دیدے جو شہنشاہ نے صرصر کو عطا فرمائی ہی نہین مین تجھے مار ڈالونگا برق نے ایک انگشتری کہ جسکے نگینے پر نام افراسیاب کا کندہ تھا اُتار کر پھینک دی اب جو چلا دریا سے شعلے آگ کے نکلنے لگے اور غلغلہ ہوا راستہ بند ہو گیا برق وہان سے پھرا کہ اب چلکر سردارون کو چھڑاؤن سُن تو چکا ہو کہ صرصر گرفتار کر کے لائی لبس صورت اپنی صرصر کی ایسی بنائی اور اُسکے خیمے مین گیا وہان پشتارے لیے صبار فتار بیٹھی تھی اُسنے دیکھا کہ صرصر ہانپتی پسینے مین غرق آئی ہی نیچے مین دندانے پڑے این پھول سپر کے گر گئے ہین اُسنے یہ ہیئت دیکھکر پوچھا ای شہزادی کیا کیفیت گذری اُسنے کہا یہ غلغلہ تمنے نہین سُنا برق فرنگی سے خوب شمشیر زنی مجھسے ہوئی اب لاؤ ان مجرمون کو پاس حیرت کے لیجاؤن یہ کہکر پشتارے کھولکر فتیلہ دفع بیہوشی سب کو دیدیا مہرخ اور بہار وغیرہ جو ہوشیار ہوے صبا رفتار انھین دیکھکر بھاگی اور یہ دس پانچ سردار جو ہوشیار ہوے سب حال شکر نا تیغ بکف بکر لشکر حیرت پر گرے اسوقت وہ لوگ جنھین عیار بیچیان بیہوش کر کے جھاڑیون مین ڈال آئی تھین ہوشیار ہو کر روانہ ہوے اور فوراً آگر یہان پہونچے مہرخ کو مصروف جنگ دیکھکر تر سول نیسول حربہ ہاے سحر لیکر حملہ آور ہوے یہ لوگ تو پہلے ہی سے ڈرے ہوے تھے اور سُن رہے تھے کہ لشکر حریف آیا ہی اس لڑائی مین گھبراکر بھاگے مگر بہادر اور ساحران نامی ملازم افراسیاب سینہ سپر کر کے لڑنے لگے شمشیر اک سمت سے بجلی بنکر گرنے لگی اور جوے خون جاری ہوا سر حباب آسا اُسمین بہتے تھے دھڑ غوطے کھاتے تھے کہین آگ برستی تھی کہین ہیر غل مچاتے تھے رعد زمین سے نکلکر چیخین مارتا تھا برق محشر چکاچک چمک کر گرتی تھی آفت عظیم اور ہنگامہ رستخیز گرم تھا تلوار کی آنچ مین گیلا سوکھا سب جلتا تھا اپنا پرایا کچھ دکھائی نہ دیتا تھا

نظم

برآمد بہ مرکب ہزبر ثریان — علم گشت رایات نصرت نشان
ز آواز طبل و فغان جرس — جہان را گرہ شد گلو در نفس
بہ جنبید لشکر چو دریا ز باد — بآئین کین پر دران از عناد
چو رعد خروشان سپہ بید ریغ — ہمی زد بگشت عدو برق تیغ
دلیران ز دشمن چو پرداختند — بغارت گری دست افراختند
غنیمت گرفتند گردان ہمہ — غنی گشت از سیم و زر ہر کسے

بیشتر جو لشکر تباہ ہوگیا تھا اور شعاب وجبال مین متواری ہوا تھا یہ ہنگامہ سنکر آنے لگا آخر لشکر حیرت شکست کھاکر پیچھے ہٹ گیا اور مہرخ کا جو خیمہ وخرگاہ پہلے جنگ باران مین غارت ہوگیا تھا اور قبضہ لشکریان حیرت مین تھا وہ لوٹ کر اور حاصل کرکے اپنے مقام فرودگاہ پر آئی بارگاہِ فلک پایگاہ نصب ہوئی بازارین آراستہ ہوئین دوکانین کھلین طلایہ پھرنے لگا انتظام ہونے لگا سرداران عالی تبار داخل بارگاہ ہوے مہرخ سریر جہانبانی پر بعد فرو تمکین جلوہ فرما ہوئی دربار گرم ہوا جشن کی تیاری ہوئی رقاص پریچہرہ آکر رقص کرنے لگے ساقی حور رخسار جام بادہ گلنار لیکر میکشون کو مسرور اور مخمور کرنے لگے سب عیار بھی عمرو کے سوا بارگاہ مین آئے مہرخ نے خلعت فاخرہ عنایت فرمائے اور عمرو کے لیے دست بدعا ہوے کہ وہ بھی ای پروردگار نجیہ خمار جادو سے جلد رہائی پائین اُسوقت برق فرنگی نے کہا مجھے انگوٹھیان صرصر کی ملی تھین اُسمین ایک انگوٹھی ایسی تھی کہ دریاے سحر نے راستہ دیا تھا لیکن مین اس پار اس سبب سے نہ گیا کہ آپ لوگون کو چھڑانا منظور تھا لہذا اب واسطے چھڑانے کے جاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اور عیار بھی واسطے تلاش کے روانہ ہوے مگر وہان حیرت جو صرصر کو لیکر پار دریا کے گئی ایک جگہ ٹھہری اور کہا ای صرصر اسوقت مین ایسی گھبرائی کہ عوض گرفتار کرنے برق کے تجھے گرفتار کر لائی غرض مین پاس شہنشاہ کے جاتی ہون ایسا نہو کہ جاکر برق چشمک زن کچھ آتش افروزی کرے اب تم لشکر کی طرف جاؤ صرصر وہان سے سمت لشکر چلی اور حیرت پاس افراسیاب کے آئی یہان آکر دیکھا کہ برق چشمک زن نہین آئی معلوم ہوا کہ اپنے ملک کو گئی اُسنے سارا ماجرا افراسیاب سے صرصر اور برق چشمک زن کی لڑائی کا بیان کیا افراسیاب نے کہا مجھے سب کیفیت پہلے ہی سے بزور سحر معلوم ہوا ای حیرت جب ادبار آتا ہی یہی کیفیت ہوتی ہی آپس مین نفاق ہوتا ہی بجھ اُلٹی ہوجاتی ہی بھلا مین تم سے کہتا ہون اگر برق چشمک زن سب کو مانگتی تھی اسمین کیا حرج تھا اب اچھا ہوا کہ تم تو ادھر آئین وہان برق فرنگی نے سب کو ہوشیار کر دیا اُن باغیون نے سارا تمہارا لشکر لوٹ لیا اور بعشرت اسی طرح سے جیسے قبل مین تھے اپنے لشکر مین بیٹھے ہین دیکھو قیدی جدا چھوٹ گئے اور برق چشمک زن علیحدہ رنجیدہ ہوکر چلی گئی لشکری تمہارے علیحدہ قتل وغارت ہوے یہ بی صرصر کی ذراسی رسوخیت جتانے سے خرابیان ہوئین اور تم کیسی منتظم تھین کہ عیار کے کہنے سے آفت برپا ہونے کا خیال نہ کیا اگر ہمارے ملازم نمک حلال ہوتے تو یہ سوچتے کہ جیسے ہم مجبور ہون کو لے گئے ویسے اگر کوئی دوسرا لیجائے گا تو کیا حرج ہی غرض ان حریفون کو قتل کر ڈالنے سے ری جسطرح ہو ہلاک ہو جایئن بس یہ خیال کسی کو نہین اب تم جاؤ لشکر بھاگا ہوا پھر جمع کرو مین انتظار مین

ہون کہ خمار اور مخمور گرفتار کرنے عمرو کو گئی ہین وہ آلین اور مین شیطان خداوند کو بلا کر عمرو
کو قتل کرلون تو اور دن کی بھی فکر کرون کس لیے کہ سب سے زیادہ سرکش عمرو ہی ہی حیرت ایسے کلمات
سنکر محجوب ہوئی اور حال تباہی لشکر سنکر بہت جلد وہان سے روانہ ہوکر اپنے لشکر مین آئی اور بھاگی ہوئی
فوج کو شادی کراکر پھر جمع کیا بارگاہ استادگرائی بازار کھلی واسطے رفع ندامت کے حکم رقص سرود دیا
یہان بھی تاناج ہونے لگا مگر حال صرصر سُنیئے کہ دریا سے اترکر سوچتی چلی کہ لشکر مرخ مین چلکر صورت کسی عیار کی بنکر
عیاری کرون کیونکہ برق فرنگی جو رہا ہوگیا ہی اسنے ضرور بالضرور اپنے سرداردن کو چھڑایا ہوگا
الحاصل ایسے خیالات کرکے صورت اپنی اسنے عمرو کی ایسی بنائی تھوڑی دور گئی تھی کہ چند ساحر
ایک جگہ بیٹھے تھے اُنھون نے اُسے دیکھکر جانا کہ کوئی عیار لشکر حریف کا ہی یہ جانکر سحر پڑھنکر صرصر شمشیر زن
کو گرفتار کرلیا ہرچند اُسنے کہا کہ مین عیار نہی ہون صرصر میرا نام ہی ملازم شاہ طلسم ہون لیکن ساحرون
نے نہ مانا اور چاہا سر کاٹ لین مگر برق فرنگی تلاش عمرو مین جو چلا تھا اِدھر آنکلا دیکھا کہ ساحر
ایک عیار کو قتل کیا چاہتا ہی قریب آکر دیکھا تو عمرو کی صورت نظر آئی مگر بغور دیکھکر پہچانا کہ صرصر ہی
دل سے کہا اسکو بھی چھڑا دینا چاہیئے اُستاد کی منظور نظر ہی غرض صورت اپنی ساحر کی ایسی بنا کر
پکارا بھائی تمنے بڑا کام کیا جو اس مکار کو گرفتار کیا جلد اسکا سر کاٹ لو صرصر حیران ہوئی کہ یہ دوسرا
دشمن کون پیدا ہوا مگر برق قریب آیا اور کہا اسکی بوٹیان کاٹ کر کھاؤنگا اسنے ہزارون ساحر
قتل کیے ہین بیرا اسکا بنانا چاہیئے بڑے کام آیگا یہ کہتا ہوا صرصر کے نزدیک آکر چپکے سے کہا اُستانی
کہو تو بچالون منم برق فرنگی اُسوقت صرصر گویا ہوئی کہ موئے اُستانی کسے کہتا ہی اور احسان کیا جتاتا
ہی اگر مین کہدیتی ہون کہ یہ بھی میرے ساتھ کا عیار ہی تو ابھی مارا جاتا ہی برق سکے اس کلام
سے گھبرایا کہ واہ احسان فراموشی دیکھیئے اور اُلٹے دھمکاتی ہی مگر بسبب معشوقہ ہونے اُستاد
کے چھڑانا اسکا منظور تھا اُس ساحر کے پاس جاکر باتون مین لگاکر بیضۂ بیہوشی مارا اور بیہوش
کرکے سر کاٹ ڈالا غلغلہ گیر ودار بلند ہوا صرصر چھوٹ کر بھاگی برق نے پکار کر کہا اپنے ماتھے پر کوئی
نشانی نبواؤ یا ناک کی پھنگی اُستانی کٹواؤ کہ لوگ پہچانین اور عیارون اور عیارہ بچیون مین فرق معلوم
کیا کرین صرصر نے کہا مونڈی کاٹے مجھسے بھی ٹھٹھے بازی کرتا ہی کچھ کمبختی آئی ہی مثل مشہور ہی مان چھوڑ موسی
سے ٹھٹھا برق بولا کہ استانی خفا نہو مجھسے قصور ہوا لیکن اتنا بتلا دو کہ اُستاد کو کون پکڑ لے
گیا ہی صرصر نے کہا خمار جادو گرفتار کرکے طلسم باطن مین پاس افراسیاب کے لیگئی ہی اب چھوٹنا ایسی
جگہ سے عمرو کا دشوار ہی برق نے کہا خدا مالک ہی غرض صرصر ایک جانب اور برق اپنی راہ روانہ ہوے

پہونچنا شہنشاہ عیاران عمرو بن امیہ نامدار کا طلسم باطن مین پاس افراسیاب کے اور آنا بختیارک کا طلسم مین واسطے قتل کرنے عمرو کے اور عیاری کر کے لوٹ لینا عمرو کا دربار افراسیاب کو اور آوارہ پھرنا طلسم باطن مین اور قتل کرنا ساحران نامی کو وہان کے اور آنا بعد ایک مدت کے بفن عیاری دریاے سحر سے اتر کر اپنے لشکر مین اور مدد کرنا مخمور سرخ چشم کا عاشق ہو کر شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان بن حمزہ پر عمرو کی در سیر طلسم باطن عمرو کا کرنا المولفہ

ای ساقی خوش جمال میرے
عشرت ہو نصیب تجکو ہر روز
تا چند امید مہربانی
ہی بنت عنب کی انتظاری
وہ مے کہ ہو آبدار و شفاف
ہو شاہد معنوی ملاقی
ہو سیر طلسم دل کو منظور
ہو بلبل دل ہر اک کا مفتون
سر سبز ہو بات میری ایجاہ
نکھرے رنگ بیان کا وہ حسن
ای جاہ بیان کرو فسانہ
در رشتہ کشم جبین لآلی

ای دلبر ذی کمال میرے
ای میرے انیس و یار ساقی
بے لطف ہی عیش زندگانی
کب تک رہین رند تیرے بیتاب
جس پر کہ یقین کی مہر ہو صاف
نیرنگ فسون و سحر سازی
کر دے مجھے جام مے سے مخمور
وہ پھول جھڑین مری زبان سے
جو دیکھے کہے کہ ماشاء اللہ
ہر دل کو رہے دھیان اسکا
مشتاق سخن ہی سب زمانہ

ای شعلۂ حسن عالم افروز
ای میرے وفا شعار ساقی
کثرت پہ ہی دل کی بیقراری
اک اور دے جام بادۂ ناب
وہ مے کہ نشے مین جسکے ساقی
اک گردش جام کی ہو بازی
دکھلا دون بہار باغ مضمون
شرمندہ چمن ہو داستان سے
ہو شاہد داستان کا وہ حسن
آنکھون مین بنے مکان اسکا
از سوزن فکر و نقش عالی

شرحان نکات اعلاے نیرنگ طرازی و محرران داستان دلستان عربدہ پردازی خامہ کو میدان فصاحت اور بلاغت مین اس طرح جولانگر فرماتے ہین اور شوخی طبع سے چشم جادو نظران مین جلوۂ شاہد معنوی اس طرح دکھاتے ہین کہ جب خمار جادو اس مخمور بادہ عیاری یعنی عمرو بن امیہ ضمری کو خیمہ باران سے لے کر بزور سحر روانہ ہوئی دریاے خون رواں سے گذر کر کوہ عقیق سرخ اور کوہ زمرد اور کوہ لاجورد وغیرہ کی سیر کرتی

ہوئی چلی کس لیے کہ یہ سب کوہستان اسی طرح آراستہ ہین کہ جیسا کوہ چینی کا اول ذکر کیا تھا غرض کہ جب ان مقامات سے آگے بڑھی بیابان زعفران زار مین پہونچی یہ جگہہ سیرگاہ ملکہ زعفران جادو بھانجی افراسیاب کی ہے یہان سے تا قلعہ زعفرانیہ طلسم باطن مین یہ ملکہ حاکم ہے اس جنگل مین جو پہاڑ اور چشمہ ہاے آب روان ہین ان کو اُسنے نہایت درجہ آراستہ کرایا ہے مقام دلکش و فرح افزا بنایا ہے خمار اس جگہہ ٹھہر کر مصروف سیر و تماشا ہوئی دیکھا کہ منزلون تک اشجار پربہار و گلدار لگے ہین جال موتیون کے پڑے ہین تختے زعفران کے کھلے ہین داننگ کوہ پر عقیق زرد کے تاندے رکھے ہین درخت نرگس شہلا و نرگس بیمار کے اسمین چشم خوبان کو شرماتے ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ خفتگان خاک چشم براہ انتظار ہین سرو جویبار بر لب انہار ہین طائران خوش لہجہ و شیوا زبان شوق دید گل مین مثل ارغنون باصوات دل خراش آہنگ خوش نوائی سے ساز کیے ہوے اور غزال دشت عکس گلہاے احمر سے قباے یاقوت نگار در بر جست و خیز کرتے ہین وہ صحراے سبز و خورم رشک دہ باغ ارم تھا زینت دہ بہار گلہاے گلشن عالم تھا فصل آذری ہزارجان سے اسیر شیدا رنگ بہار اسیر فریفتہ کہ ابیات

سبزہ دمید از چمن سرو ہم از جویبار
پیک صبا ہر نفس گفتہ سخن بیقرار

لیلی گل جلوہ گر طرح بطرح دگر
بلبل مجنون سیر نغمہ گر و بیقرار

سنبل و نسرین باغ ہر دو تر و تر دماغ
لالہ دل پر ز داغ سر زدہ از شورہ زار

ترسم اگر یاسمن میل بہ نرگس کند
چشم شقائق شود از رہ غفلت تار

بلبل بے برگ را وہ بنوا افسردہ
غنچۂ گل گو دمید از بن ہر برگ و خار

سوے گلستان ببین سرو قد نازنین
تاکہ چہ از نار و طین سر زدہ در نو بہار

ایک سمت پہاڑ پر چہل ستون تعمیر تھا و بر و اسکے بنگلہ جواہر آگین خوبی مین پری کی تصویر تھا پردے زنبوری پڑے تھے فرش تکلف پر مسند با سلک گوہر بچھے تھے اسباب نشاط و طرب مہیا تھا شیشہ آلات سجا تھا ملکہ زعفران جادو لباس زعفرانی پہنے دست نازک مین چھڑی عقیق زرد کی ایک ڈال ترشی ہوئی لیے پکھراج کے تخت پر لب نہر بصد انداز جلوہ فرما تھی اور چارسو کنیزین جوڑے زعفرانی زیب قامت کیے گرد و پیش استادہ تھین ناچ ہو رہا تھا ہنگامۂ انبساط گرم تھا جلسہ سرور مین ہر ایک بے شرم تھا نظم

مغرق تھی مسند اک جگمگی
کہ تھی چاندنی جسکے قدمون لگی

نہ پھولے سماتے تھے تکیے دھرے کہ تھے حسن مین وہ سراسر بھرے
بلورین صراحی و جام بلور دل و دیدہ وقف تماشائے نور
کنیزان مہ رو کی ہر طرف ریل چنبیلی کوئی اور کوئی رائے بیل
شگوفہ کوئی اور کوئی کام روپ کوئی چیت لگن اور کوئی سیام روپ
کہین چٹکیان اور کہین تالیان کہین قہقہے اور کہین گالیان
وہ مسند پہ اک نوجوان حسین کہ تھی غیرت افزائے مہر مبین
نگہ آفت و چشم عین بلا مژہ دین صفون کو الٹ بر ملا
وہ ابرو کہ محراب دیوان حسن جھکی شاخ نخل گلستان حسن
وہ رخسار نازک کہ ہو جائین لال اگر آئینہ بوسے کا گذرے خیال
وہ بینی کہ جس کی نہین کچھ نظیر تھی انگشت قدرت کی سیدھی لکیر
وہ بازو وہ ساعد بھرے گول گول برابر ہوا الماس کے جسکا مول
وہ ساق بلورین وہ انداز پا پھرے ہر سحر چشم دل مین سدا

الحاصل خمار سیر کنان قریب اس جلسہ طرب کے جب پہونچی ایک کنیز نے اُسے دیکھا اور اپنی ملکہ سے کہا کہ خمار جادو ایک پشتارہ لیے کسی طرف جاتی ہین زعفران یہ سنکر اٹھی اور پکار کر اسنے کہا کہ ای ملکہ خمار جادو یہ ہمارے پہاڑ کے نیچے جانا اور ہم سے ملاقات نہ کرنا بڑی بیمروتی ہی واہ کیا کہنا جیسے کبھی کی صاحب سلامت ہی نہ تھی خمار نے یہ صدا اُسکی سنکر ہاتھ باندھے کہ ای شاہزادی مجھے ایک کام ضرور کا ہی اسوقت معاف فرمائیے پھر کبھی حاضر ہونگی زعفران نے کہا میرے سر کی قسم گلوری ہی کھاتی جاؤ کھڑے کھڑے ایک جام شراب پی لو پھر چلی جانا خمار عرض پیرا ہوئی کہ بہت خوب حاضر ہوتی ہون غرض پہاڑ پر آئی زعفران نے خاطر کر کے اسے بٹھایا اور پوچھا ایسا کیا کام جلدی کا ہی اور یہ پشتارہ کیسا ہی اسنے جواب دیا کہ شہنشاہ منتظر میرے ہونگے مجھے عمرو کے گرفتار کرنے کو بھیجا تھا اسے لیکر جاتی ہون اس پشتارے مین وہی بندھا ہی زعفران نے کہا مین نے شہرہ اُسکا سنا ہی ذرا مین اُسکی صورت دیکھون کہ کیسا ہی صندل جادو وزیرزادی بھی اُسکی بجد ہوئی کہ ہان ای ملکہ ذرا پشتارہ کھولیے تو مین بھی دیکھون کہ اس عیار کی کیا قطع ہی خمار منت کرنے لگی کہ حضور یہ بڑا مکار ہی ادھر پشتارہ کھولا اور یہ بھاگ گیا اور پھر کوئی مفسدہ اسنے برپا کیا میری محنت ساری برباد جائیگی شہنشاہ مجھپر اور آپ پر خفا ہونگے اسکو نہ کھولیے زعفران

اسکے انکار کرنے سے آزردہ ہوئی اور کہنے لگی کیا ضرور ہی اسکا ہوشیار کرنا بھلا ہم اس لائق
کب ہین کہ کوئی ملازم ماموں صاحب کا ہمارا کہنا مانے اچھا بی لیجاؤ جس مین اپنی بہتری سمجھو
وہ بات کرو خمار نے دیکھا کہ بھانجی شہنشاہ کی ناراض ہوتی ہی ناچار پشتارہ کھولا اور عمرو کو ہوشیار
سحر دفع کر کے کیا لیکن بحس و حرکت رکھا کہ بھاگ نہ جائے لہذا عمرو کی جو آنکھ کھلی اپنے تئین مقام
پر بہار اور جلسہ حسینان طرحدار مین پایا حیران ہوا کہ مین کہان تھا اور کس جگہہ آیا مگر از بس خطیر ہی
نہایت ادب سے ملکہ زعفران کو سلام کیا اور لب عجز کو ستایش و تحسین مین کھولا کہ سامری
و جمشید کی پناہ رہے بخت یار اور طالع مددگار دولت و اقبال غمگسار رہین ستارۂ عزت
فلک رفعت پر تابندہ ہو اس حقیر سر تا پا تقصیر کا آج دامن امید گوہر آرزو سے مالا مال ہو گیا
اپنی مراد دلی حسب دلخواہ پائیگا قطعہ

سالہا شد کہ بخت مسکینم | وعدہ ہا داد و کرد تسکینم
چونکہ بگذاشت باغبان قضا | گلے از باغ آرزو چینم

یہ قطعہ اس خوش الحانی سے پڑھا کہ ملکہ بیقرار ہو گئی اور صندل نے کہا حضور مین نے سُنا ہو کہ یہ گاتا
بہت خوب ہی اس سے کچھ گوایئے ملکہ نے خطاب کیا کہ ای عمرو ہم مشتاق ہین اپنا گانا سُنا عمرو نے
جواب دیا خداوند مین انھین باتون مین بدنام ہون لوگون نے ریش تراشندہ کافران سر بند
جادوگران شہور کیا ہی حالانکہ مین نے کبھی چونٹی کو بھی نہین مارا ملکہ خمار جادو فرماتی ہین کہ میرا
سر مونڈا بھلا ایسی تہمت کا کیا ٹھکانا آپ مجھے گوایئے کہین ایسا نہو دو چار سر منڈ جائین خمار کی
ناک کٹ جائے دس پانچ قتل ہون اس سے بہتر ہی کہ مجھکو جانے دیجیے گانے بجانے کا ذکر
نہ فرمایئے خمار سر منڈانے کا حال بیان کرنے سے بہت شرمندہ ہوئی اور زعفران خوب ہنسی اور
مُصر ہوئی کہ اے عمرو کچھ تو سناؤ عمرو نے کہا ملکہ عالم ایسے وقت مین ہوش و حواس تو درست نہین
ہین بی خمار قتل کرانے کے لیے لیے جاتی ہین ہاتھ پانون مین دم نہین بحس و حرکت پڑا ہون کیا گاؤن
اور کیا بجاؤن یہ کہکر رونا شروع کیا اور اس بیکسی سے رویا کہ زعفران بھی رونے لگی صندل
نے بہت افسوس کیا اور خمار سے سب بجد ہوئین کہ اسپر سے سحر اُتار لو ہر چند اُسنے کہا کہ لوگو یہ بڑا
جعلساز ہی تمکو فریب دیکر چلا جائیگا لیکن کسی نے کہنا اسکا نہ مانا ناچار خمار نے سحر دفع کیا عمرو اُٹھکر
بیٹھا اور بہت دعا ملکہ کو دی ملکہ نے کہا قسم سامری و جمشید کی مین بھی بہت کچھ تجھے دونگی و افراسیاب
سے چلکر خطا معاف کرا کر جاگیر و منصب دلوا دونگی اچھا ہمین گانا سُنا عمرو نے عرض کیا کہ

حضور کی خاطر منظور ہی جو کچھ مجکو ہنر یاد ہی ظاہر کرتا ہون مگر ایک بھاری جوڑا اور پشواز جواہر دوز و زیور الماس کا منگا دیجیے کہ سنگھار کرکے گاؤن بھی اور ناچون بھی اور یہ نہ سمجھیے گا مین چور نہین ہون کہ جو آپ کا مال لیجاؤنگا اور نہ آسے بدل لونگا بجنسہ بعد فراغ رقص حاضر کردونگا ہان اگر آپ کی لونڈی جھوٹے سے سچا بدل لے تو میرا قصور نہین زعفران ہنسنے لگی اور کہا خواجہ تم بڑے ظریف ہو اور لائق صحبت سلاطین روزگار ہو یہ فرماکر حکم کیا کشتیان لباسہائے پرتکلف سے آراستہ اور زیور جواہر سے پیراستہ حاضر کرو حسب ارشاد سب چیزین مہیا ہوئین عمرو نے علحدہ جاکر صورت اپنی ایک جوان طرحدار کی ایسی بنائی اور لباس اور زیور زیب بدن کرکے سامنے آیا ملکہ نے پہلے جو صورت دیکھی تھی تو بہت حقیر اور عجیب الخلقت پایا تھا اسوقت بصد رعنائی و زیبائی دیکھکر حیران ہوئی کہ کیا قدرت اسکو سامری نے دی ہی کبھی انسان ہی اور کبھی پری ہی دیر تک جمال جہان آرا کو دیکھتی رہی کہ

نظم

وہ طرۂ زلف عنبرین مو
ہر صبح بہار کے لیے شام
وہ آئینہ جبین روشن
کیونکر نہ اسے دعائین دین ہم

شہرہ ہی جہان مین اُسکا ہر سو
ہر جان کے لیے کمند الفت
تھا جو کہ نظر کے زیر دامن
یارب دے اُسے [illegible]

ہر طائرِ دل کے واسطے دام
آزاد ازل کو بند اُلفت
ہر جلوہ فروشِ بہر عالم
رونق بخش اُسکو صورت حور

غرض کہ عمرو سازندون سے وہان کے سنگت کرکے پہلے گت ناچا اور دل ارباب محفل کو خوب لبھایا پھرنے بجانے لگا اور خوش الحانی سے غزل و اشعار گانے لگا ہر ایک کو دیوانہ بنایا جب اس غزل کو میر کی گایا

نظم

اُلٹی ہوگیئن سب تدبیرین کچھ نہ دوا نے کام کیا
دیکھا اس بیماری دل نے اپنا کام تمام کیا

عہد جوانی رو رو کاٹا پیری مین لین آنکھین موند
یعنے رات بہت تھے جاگے صبح ہوئی آرام کیا

ناحق ہم مجبورون پر یہ تہمت ہی مختاری کی
چاہتے ہین سو آپ کرین ہین ہمکو عبث بدنام کیا

کاش اب منھ سے برقع اُٹھادے ورنہ پھر کیا حاصل ہی
آنکھ مندے پر اُسنے گو دیدار کو اپنے عام کیا

یان کے سفید و سیہ مین ہمکو دخل جو ہی تو اتنا ہی
رات کو رو رو صبح کیا اور دن کو جون تون شام کیا

ساعد سیمین دونون اُسکے ہاتھ مین لاکر چھوڑ دیے
بھولے اسکے قول و قسم پر ہائے خیال خام کیا

ایسے آہوے رم خوردہ کی وحشت کھونی مشکل تھی
سحر کیا اعجاز کیا جن لوگون نے تجھکو رام کیا

میر کے دین و مذہب کو اب پوچھتے کیا ہو اُنے تو
قشقہ کھینچا دیر مین بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا

اس غزل کا گانا تھا تمام حاضرین محفل رونے لگے اور مست ہوکر جھومتے تھے اس عرصہ میں خنیا گر چرخ چارم نے لباس پر تکلف وزرین کا شانہ مغرب میں جاکر اتارا اور ناہید فلک نے سامنے شہنشاہ سیارگان کے آکر مجرا کرنا شروع کیا انجمن ترتیب ہوئی یعنے دن گذرا اور رات آئی ابیات

جب منزل شب مین رہرو روز گنبد گردون کا تھا جو بے در	لے گوہر شبنم آیا پر سوز تابان ہوے اُس مین ماہ واختر

شام ہوتے ہی تمام صحرا مین روشنی ہوگئی قندیلین نور آگین درختون مین آویزان مکانات مین جھاڑ اور کنول روشن تھے بزم مین مردنگون کی دوسری باڑھ آراستہ ہوئی شمع دانون پر کنول کے اندر گلاس چڑھ گئے اور دوشاخے شمع مومی اور کافوری سے منور ہوے عمرو نے قابو پاکر پروانے بیہوشی کے بنے ہوے نکالکر مین رکھے اور کچھ دونون مٹھیون مین لیے بھاؤ بتاتا ہوا جب قریب کسی شمعدان یا مردنگ کے پہونچا مٹھی سے پروانے شمعون پر ڈالنے لگا یہانتک کہ بعد چند عرصے کے وود بیہوشی بلند ہوا اور ہر ایک کے دماغ مین سرایت کر گیا سب کا سر پھرنے لگا خیال مین آیا کہ باعث کثرت مے نوشی ہے چاہیے کہ اُٹھکر ٹہلین تاکہ ہواے سرد سے یہ کیفیت دفع ہو خلاصہ کلام زعفران اُٹھی کہ جاکر نہر مین منھ دھوآؤن مگر ایک قدم آگے بڑھی تھی کہ منھ پر ہوا لگتے ہی بیہوش ہوکر گری صندل اور خمار اُٹھانے کو اُٹھین یہ بھی بیہوش ہوئین پھر تو جو اُٹھا وہ دنیا سے اُٹھا گھڑی بھر کے عرصے مین ساری سبھا بیہوش ہوگئی ایک عمرو باقی رہ گیا کہ اسنے دو پھول اُس دوا کے بنے ہوے کہ جس سے بیہوشی تاثیر نہ کرے اپنے منخرین مین رکھ لیے ہین واضح ہو کہ اب جہان کہین ذکر عیارون کے بیہوشی اُڑانے کا آئے تو ناظرین سمجھ لین کہ عیار اپنا دماغ اسی قطع سے بند کر لیتے ہین اب کسی جگہ تصریح اسکی نہ کیجائیگی الحاصل جب سب بیہوش ہوے عمرو نے جال الیاسی نکالکر خیلے موجودہ بزم پر مارا اور اسباب لوٹ کر زنبیل مین رکھا اس جگہ نقش بوریا بھی نہ چھوڑا فرش اور چھت اور پردے چلمنین اور شیشہ آلات وغیرہ سب نذر کرکے کنیزون کا زیور اور لباس اتارا جب سب غارت اور لوٹ چکا تو خنجر لیکر چلا کہ زعفران اور خمار کا سر کاٹ لون اسوقت افراسیاب نے کتاب سامری دیکھی کہ خمار اب تک نہین آئی دیکھون اُسپر کیا گذری لہذا معلوم ہوا کہ عمرو بیابان زعفران زار مین سب کو قتل کیا چاہتا ہے اسنے سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہوا اسکو بھیجا کہ جاکر دست قاتل سے سب کو بچالے یہان عمرو سر خمار کا کاٹنا چاہتا ہے کہ ایک پنجہ زمین سے نکلا اور اسکو لیکر زمین مین غرق ہوگیا عمرو دوبارہ

زعفران کیطرف لپکا کہ اسے ہلاک کرے اُسوقت مخمور سرخ چشم کہ یہ بھی عمرو کو ڈھونڈھنے نکلی تھی
اسکا اول ذکر ہو چکا ہی یہان آئی اور اس ماجرے کو دیکھ کر للکاری کہ باش ای دزد مکار کیا کرتا ہی عمرو
اسکی صدا سنکر چاہتا تھا کہ بھاگے یکایک زمین سے خمار نکلی اور سحر کرکے اسنے عمرو کو بیحس و حرکت
کر دیا اور زعفران کو ہوشیار کیا مخمور نے ابر سحر برسایا سب کنیزین وغیرہ ہوشیار ہوئین مگر سب
برہنہ تھین اٹھکر اندر قصر کے جاکر لباس تبدیل کرکے آئین زعفران نے سب حال بیہوش ہونے کا
سنا اور انجمن کو تباہ و برباد پایا خمار نے عرض کیا کہ ای ملکہ آپ نے ملاحظہ فرمایا میرا کہنا یقین آیا بڑا فضل
کیا سامری نے کہ سبکی جان بچگئی ورنہ یہ تو اپنا کام کر چکا تھا اور دیکھیے نہ کچھ اسنے کھلایا نہ پلایا باتون
باتون مین بیہوش کر دیا مجھے اسنے جانا کہ یہ شراب وغیرہ کسی کو پینے نہ دیگی اس لحاظ سے شراب کا
نام بھی نہین لیا لیکن نہین معلوم کیا طلسمات کیا کہ سب کو بیہوش کر دیا اسکے وصف سامری نامہ مین
لکھے ہین یہ بہت بلاے بد ہی مکار از حد ہی زعفران نے کہا واسطہ سامری و جمشید کا جلد اسکو یہان سے
لیجاؤ اب مین بھی یہان نہ ٹھہرونگی اپنے قلعے مین جاؤنگی ایسا نہو اسکے شومی قدم اور نحوست ذات
سے سارا جنگل آغشتہ بدارو بیہوشی ہو گیا ہو خمار یہ سنکر رخصت ہوئی اور عمرو کو سحر سے بیہوش
کرکے پشتارہ باندھکر لے چلی مخمور نے اسوقت کہا ای خمار اسکو لیجاتا دربار افراسیاب مین اچھا نہین
ہی ایک تو یہ کہ ایسا نہو کہ یہ وہان بھی فساد کرے دوسرے عیارون کو اپنا دشمن بنانا مجکو بہتر نہین
معلوم ہوتا آیندہ تمکو اختیار ہی جان بچنا مشکل پڑجائیگی لازم ہی کہ اسکو دریاے سحر کے پار لیجاکر
چھوڑ آؤ اور شہنشاہ سے چلکر کہدو کہ عمرو راہ مین چھوٹ گیا خمار یہ کلمات سنکر خفا ہوئی اور کہنے لگی
ای بہن مخمور تمہارا طور مجکو بے طور نظر آتا ہی سامری خیر کرے عیارون سے بہت دھمکاتی ہو اور
انکی طرفداری کرتی ہو خیر تمہارا جو جی چاہے کرو لیکن مین نمک حرامی نکرونگی یہ کہکر پشتارہ لیکر روانہ ہوئی
مخمور بھی زعفران سے رخصت ہو کر چلی لیکن سوچتی ہوئی کہ تو نے اسوقت آکر عمرو کو گرفتار کرایا
اسکے دل مین کینہ تیرا جاگزین ہوا ایسا نہو کہ تجھے گزند پہونچائے اور دوسرے تو راز طلسم جانتی ہی عمر
طلسم آخر ہو چکی ہی عمرو کسی کے ہاتھ سے مارا نہ جائیگا بلکہ جو ساحر اس سے بغاوت کریگا وہ مارا جائیگا
پس لائق ہی کہ اسوقت عمرو کو رہا کرا کے عذر کرے کہ میرے ساتھ کبھی بدی نہ کیجیے گا یہ سوچکر پیچھے
خمار کے روانہ ہوئی اور ایک جگہ درہ کوہ مین مخفی ہو کر سحر پڑھا کہ خمار جنگل مین جاتی تھی اسکے سر پر
ایک لکہ ابر کا آکر چھایا اور اسمین سے تقاطر ہونے لگا کچھ بوندیان خمار پر پڑین وہ یہ تو جانتی نہ تھی
کہ مخمور کوئی سحر کریگا اس باعث سے بیہوش ہو گئی مخمور نے آکر پشتارہ کھولا عمرو کو ہوشیار

رد سحر کر کے کر دیا اور ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ کنیز پر نظر عنایت رکھیے گا اور حال اسوقت مین عرض نہین کر سکتی ہون اور نہ اسوقت خمار کو قتل فرمایئے کیونکہ مین بدنام ہونگی اور نہ مین دریاے سحر کے پار اسوقت آپ کو لیجا سکتی ہون کس لیے کہ وقفہ قلیل ہی مین اور آپ پکڑے جائینگے اس سے بہتر ہو کہ بھاگ جایئے یہ کہکر ایک سمت چلی گئی عمرو بھی بھاگ کر کہین پوشیدہ ہوا اور مخمورہ نے دور جاکر سحر اپنا خمار پر سے دفع کر دیا اور اسکو ہوش آگیا اور عمرو کو رہا دیکھکر اپنے تیئن آپ سے بیہوش ہوجانا جانکر بہت خائف ہوئی اور پر پرواز پیدا کر کے عمرو کو ڈھونڈھتی ہوئی دریا سے پار اتر کر بارگاہ حیرت مین آئی سارا حال اُس سے بیان کر کے کہا مین اکیلی شہنشاہ پاس نہ جاؤنگی راہ مین کچھ فتور ہی جب تو مین بیہوش ہوگئی اور دوسرے شہنشاہ مجھپر خفا ہونگے کہ عمرو کو کیون نہ لائی خمار یہ ذکر کر رہی تھی کہ سواری افراسیاب کی بڑی عزم و شان سے یہان آئی کس لیے کہ جب خمار کو عرصہ آنے مین بہت ہوا شاہ لشکر کی جانب آیا کہ دیکھون وہان کیا رنگ ہی لہذا ملکہ حیرت نے مع سرداران کے استقبال کیا افراسیاب نے بارگاہ مین تخت شاہی پر جلوس فرمایا خمار نے جملہ کیفیت ابتدا سے انتہا تک عرض کی تا اینکہ آپ سے آپ بیہوش ہونا اور عمرو کا چھوٹ جانا بھی کہا افراسیاب نے جواب دیا کہ کوئی عیار عمرو کے چھڑانے کو تمھارے ساتھ دریاے سحر کے پار اتر گیا ہوگا وہی فکر مین ہوگا تمھین بیہوش کر کے اُسے لے گیا اور یا کوئی دوست عمرو کا طلسم باطن مین ہی کہ اُسنے تم سے غفلت مین اسکو لے لیا فی الجملہ اگر پار دریاے سحر کے عمرو ہی تو وہان سے رہائی ممکن نہین کوئی سواے میرے اس پار اسکو نہین لا سکتا ہان جو کوئی راز طلسم سے آگاہ ہی وہ شاید پہونچا دے اب ملک بختیارک کو بلانا چاہیے عمرو کو جب چاہونگا یہان طلسم باطن سے گرفتار کر لیا جائیگا یہ کہکر کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ جنگل کیطرف سے ایک شیر اور شیرنی دھڑوکا مارتے ہوے بارگاہ مین آئے انکو ایک نامہ لکھکر دیا مضمون یہ تھا کہ یا خداوند شیطان درگاہ بختیارک کو طلسم مین روانہ فرمایئے کہ سیر طلسم بھی کرین اور عمرو اپنے دشمن کو بھی قتل فرماین نامہ شیر کو دیکر پھر سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک عقاب سفید اڑتا ہوا آکر پہونچا اور سامنے پر کھولکر بیٹھ گیا اُسکی پیٹھ پر ایک چوکی جواہر جڑی رکھ ریسمان سے مضبوط باندھ دی چوکی پر بچھونا اطلس اور کمخواب روم کا کر دیا شیر سے کہا سر حد طلسم تک تو اپنی پشت پر شیطان خداوند کو سوار کر کے لانا پھر وہان سے عقاب پر سوار کرنا کہ یہ اڑکر طلسم باطن مین میرے پاس لائیگا کس لیے کہ ظاہر کے طلسم مین عیار ہین وہان سے اڑکر آنا بہتر ہی ایسا نہو کہ انھین کچھ گزند پہونچے الحاصل شیر و شیرنی نامہ لیکر چلے اور عقاب اڑکر سمت کوہ عقیق روانہ ہوا پھر افراسیاب بھی سوار ہوا کہ

باغ سیب میں جا کر عمرو کو گرفتار کر لائے یہانتک کہ باغ میں پہونچکر وہ بقیہ شب عیش و آرام میں بسر کی کہ مہمانان خوان یغماے چرخ رخصت ہوے اور میزبان زمانہ نے خسرو سیارگان کے لیے دسترخوان گرماگرم بچھایا یعنے رات گذری اور دن آیا ابیات

جب اوڑھی عروس شب نے چادر
ثابت وہ جو شب کو تھے ستارے
نکلا پردے سے شاہ خاور
خورشید نکلتے ہی سدھارے

افراسیاب خواب استراحت سے بیدار ہو کر اورنگ شہی پر کلاہ شہی سر پر رکھکر جلوہ گر ہوا چار ہزار ساحران نامی آکر حاضر ہوے اور مجرا کر کے اپنے اپنے رتبے کے موافق بیٹھے اُسنے حکم دیا کہ کچھ جادوگر روانہ ہوں اور عمرو طلسم باطن میں آیا ہوا ہی اُسے گرفتار کر لائیں ساحر بموجب حکم کے روانہ ہوے مگر اب حال اس رہرو جادہ عیاری خضر بادیہ طراری کا سُنیے کہ جب مخمور انھیں رہا کر کے چلی گئی اور یہ بھی بھاگے از بسکہ رات کا وقت تھا ایک درخت پر چڑھکر اُس شب کو بسر کیا ہنگام سحر وہان سے اُترکر صورت ساحر کی بنکر آگے کا راستہ لیا جب کئی کوس رہروی کی ایک مرغزار دلکشا مین گذر ہوا صحراے سبز و خرم غیرت بخش گلزار ارم دیکھا ایک زینت دہ ایوان کسرے و طاق فریدون وہان بنا تھا کہ حصار اُسکا نہایت درجہ مصفا تھا بیت

زہے صفاے عمارت کہ در تماشائش
بدیدہ بازنہ گردد نگاہ از دیوار

ہزار دروازے اُس منزل عالیشان میں لگے تھے کہ پٹ اُنکے جواہر آگین تھے ہر دروازے پر چلمنیں دل صد چاک عاشق کی طرح آویزان تھیں تیلیاں انکی طلائی بینے کے کام کی کلابتون کی ڈوریاں تھیں روبروے چمنستان پر فضا لگا تھا جو دہر کے حاسد اصل کی طرح گلشن ہرا بھرا تھا ہر سمت چشمہ آب شیرین بصد لطافت جاری گلشن میں بروش مستانہ روان باد بہاری خلاصہ یہ کہ عجب تیاری تھی نظم

نقشے میں وہ گلشن نگارین
گول اسکے ستون ساعد حور
دکھلاتا تھا وہ مکان جادو
گلزار ارم سے تھا خوش آئین
چلمن مژگان چشم مخمور
محراب کے در سے چشم و ابرو

مکان کے ایک دروازے پر ساحر تنہا بیٹھا تھا عمرو اسکو دیکھکر راہ کاٹ کر ادھر طرف چلا مگر جدھر گیا اور جہانتک گیا وہی مکان ملا اور اسی ساحر کو بیٹھے دیکھا ناچار پھر ایک طرف قدم زن ہوا اسوقت وہ ساحر پکارا کہ ارے تو کون ہی جو یہان آیا ہی یہ مقام سیرگاہ شہنشاہ ساحران عالم افراسیاب کا ہی عمرو نے یہ صدا سُنکر جواب دیا کہ بھائی کیا مین نہین جانتا ہون کہ یہ جگہ شاہ طلسم کی ہی مگر مین

کام کو جاتا ہون ساحر نے کہا اس جگہ کو ہزار درہ کہتے ہین جو شخص ادھر سے گذرتا ہی وہ نشانی لیکر آتا ہی اور مجھے دکھلاتا ہے اسوقت اسکو راستہ ملتا ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ یہ شخص واقف کار رہنے والا طلسم باطن کا ہی غرضکہ اگر تیرے پاس نشانی نہین ہی تو البتہ تو غیر ہی تیرا گرفتار کرنا زیبا ہی عمرو اس گفتگو کو سنکر ہنسا اور کہنے لگا تو بڑا بیوقوف ہی بھلا کوئی بھی بغیر نشانی یہان آسکتا ہی یا مین ہی آتا نشانی میرے پاس موجود ہی اس ساحر نے کہا مین دیکھون عمرو غبار بیہوشی کا مٹھی مین لیکر اسکے پاس گیا اور کہا لو دیکھو وہ جھک کر دیکھنے لگا عمرو نے غبار بیہوشی منھ پر اڑا دیا کہ تمام آنکھ اور منھ اور ناک مین بیہوشی بھر گئی اور بیہوش ہوکر وہ گرا عمرو نے کپڑے اسکے اتار لیے اور اسے چمن مین اور زیادہ بیہوش کر کے کسی جگہ چھپا کر آپ اسکی ایسی صورت بنکر مکان کے دروازہ پر بیٹھا کچھ دیر اسے گذری تھی کہ سامنے سے ایک اژدر آتش فشان پیدا ہوا اسپر کا ٹھرا کھنچا تھا اور ایک ساحر اور ایک ساحرہ سوار تھی کنڈل دونون کے کانون مین پڑے تھے صندل کے قشقے ماتھے پر دیے تھے دونون اژدھے پر سے اتر کر سیر مین مشغول ہوے عمرو نے تنبیہ دی کہ ارے تم کون ہو لاؤ نشانی مجھے دکھاؤ پھر قدم آگے بڑھاؤ ان دونون نے یہ سنتے ہی اپنی جھولی سے پرچہ کاغذ کا نکالکر عمرو کو دیا اسنے دیکھا کہ اسپر تصویر افراسیاب کی بنی ہی سمجھا کہ یہان کی یہی نشانی ہی خاموش ہو رہا وہ ساحر سیر کر کے ایک سمت کو چلے گئے ان کے بعد پھر ایک جادوگر اور جادوگرنی آئی عمرو یہان کے آئین سے بخوبی تو واقف نہین تھا اور دستور یہان کا یہ ہی کہ جو ساحر معزز قریب عزیز شاہ طلسم ہی اسکے لیے کچھ سند اور نشانی کی ضرورت نہین ہی بلکہ جب کوئی ایسا شخص جلیل القدر یہان آتا ہی تو دروازے پر مکان کے بیٹھنے والا اٹھکر تعظیم اسکی بجا لاتا ہی اور دونون ہاتھون سے سلام کرتا ہی اسوقت یہ ساحر اور ساحرہ جو آئے معززان طلسم سے تھے عمرو اسی طرح طالب نشانی ہوا اور انکی تعظیم بجا نہ لایا انھون نے سحر پڑھکر فوراً اسکو گرفتار کیا عمرو نے کہا خیر تو ہی مجھے کیون قید کیا ہی میرا کیا قصور ہی ساحر نے کہا تو نے دستور کے بموجب ہماری تعظیم نہین کی عمرو نے جواب دیا کہ دستور مجھے کیا معلوم نہین لیکن میرے دونون گھٹنے مدت سے دکھتے ہین اٹھا بیٹھا مشکل سے جاتا ہی اور ساحرہ کی طرف مخاطب ہوکر کہا کیون آپ نے ملاحظہ کیا ہوگا کہ مین کھڑا ہوتا تھا لیکن گر پڑا اٹھا نہین گیا ساحرہ نے عمرو کے آنکھ ملا کے کہنے سے اور اسکے گواہ بنانے سے کہا ہان مین نے دیکھا تھا کہ یہ اٹھتا تھا مگر اٹھا نہین گیا ساحر نے اپنی زوجہ کی بات کو تصدیق جانا اور عمرو کو چھوڑ دیا مگر پوچھا کہ اچھا دوسرا آئین تو نے کیون نہ ادا کیا عمرو نے جواب دیا کہ مارے درد کے ہوش و حواس میرے درست نہ تھے مجھے یاد نہ رہا اسنے

کہا اب یاد ہی عمرو بولا ہان یاد ہی وہی تعظیم و تواضع کرنا ساحر نے کہا اور دوسری بات عمرو نے سوچ کر
کہا ای توبہ دیکھیے ابھی یاد تھا کیا سہو مزاج مین ہوگیا ہی کہ ذرا سی بات یاد نہین رہتی ساحر نے کہا اب
یاد رکھنا نہین موقوف ہوجاؤگے روزگار رہجاتا رہیگا وہ بات یہ ہی کہ دونون ہاتھون سے سلام کرنا
عمرو نے عرض کیا واہ واہ یہ تو مین پہلے ہی عرض کرچکا تھا کہ تعظیم و تواضع پس تواضع مین سب باتین آگئین
آپ نے خود مجھے اسوقت چکر مین ڈالا غرض وہ دونون بھی سیر کرکے چلے گئے انکے جانے کے بعد یکایک
آندھی آئی اور ہر طرف اندھیرا ہوگیا بعد لمحہ کے ایک ساحر طویل قامت مہیب صورت **ظلمات سیہ فام**
جادو نام یہان آیا عمرو نے جانا کہ یہ کوئی بڑا زبردست جادوگر ہی تعظیم کرو ایسا نہو کہ یہ بھی کچھ پرسش
کرے یہ سمجھکر اپنی جگہ سے اُٹھکر دونون ہاتھ سر پر رکھکر رسم سلام بجا لایا **ظلمات** بہت خوش ہوا اور
دس روپے انعام دیے عمرو روپے لیکر سوچا کہ بن پڑے تو اسکو قتل کردو یہ سوچکر کہا سرکار آئیے کوئی
لحظہ تشریف رکھیے **ظلمات** یہ کلمات سُنکر گھورنے لگا اور کہا آج تو نے خلاف دستور بات کیون
کی مجھے بیٹھنے کو کیون کہا عمرو نے جواب دیا بیشک خطا تو ہوئی معاف فرمائیے اور آپ چلے جائیے
ظلمات نے کہا یہ کہنا بھی خلاف قانون ہی جب میرا جی چاہیگا جب جاؤنگا عمرو دل مین
سوچا کہ یہان بات کرنا مشکل ہی خاموش ہورہو پس چپ ہورہا وہ ساحر بھی سیر کرکے روانہ ہوگیا
بعد کچھ عرصہ کے ایک نازنین عورت پری پیکر صاحب حسن و جمال فلک خوبروئی کی ہلال غیرت دہ
ماہتاب رشک خورشید جہانتاب گھوڑے پر سوار پیشواز پہنے دامن پیشواز کا کاندھے پر
ڈالے لباس پرتکلف اور زیور مرصع زیب قامت کیے یہان آئی اور عمرو سے پوچھنے لگی کہ ای ساحر
جادو ادھر سے کوئی ساحر تو نہین گیا ہی عمرو نے کہا مین نہین جانتا اُس نازنین نے سحر کرکے عمرو
کو گرفتار کرکے اپنے گھوڑے پر بٹھا لیا اور کہا اب تیری بھی یہ مجال ہوئی کہ ہم بات پوچھین اور تو کہے
مین نہین جانتا مین تجکو سامنے شہنشاہ کے لیجاکر سزا دونگی یہ کہکر گھوڑا اڑھا کر چلی عمرو اسکے پیچھے
تو بیٹھا ہی تھا کمند کا حلقہ اُسکی گردن مین پھنسا کر جھٹکا مارا کہ حلقہ تنگ ہوا فوراً خنجر سے سر کاٹ ڈالا
العیاذ باللہ وہ ہنگامہ قیامت آسا بلند ہوا کہ زمین تھرائی کوہ و دشت مین وہان تزلزل واقع ہوا
عمرو گھوڑے پر سے کودکر بھاگا اور ایک پہاڑ پر چڑھکر درخت پر چڑھا اتفاق سے وہان درخت
سب آم کے تھے اُسکے پتے توڑکر آشیانے کی طرح اپنے بیٹھنے کی جگہ بناکر چھپ رہا لیکن سر اُس ساحرہ کا
جسکو ابھی قتل کیا ہی اڑتا ہوا باغ سیب مین پاس **افراسیاب** کے گیا اور پکارا کہ مجھے عمرو نے مارا
افراسیاب شعلۂ فرط غضب سے ہوگیا اور ایک ساحر **ذوفنون جادو** نام کو حکم دیا کہ عمرو مقام

ہزار درہ مین ہی جلد اُسکو گرفتار کر لا ذوفنون جادو اُسی وقت روانہ ہوا اور جاے مذکور پر پہونچکر
متلاشی پھرنے لگا یہانتک کہ اُس پہاڑ پر جہان عمرو درخت پر مخفی تھا آکر ہرسمت تجسس کنان ہوا عمرو
نے درخت پر سے دیکھا کہ ایک ساحر ہرسمت پھرتا ہی مگر یہ معلوم ہوتا ہی کہ کسی کو ڈھونڈھتا ہی یہ معلوم کر کے
جب وہ تلاش کرتا ہوا دور گیا عمرو نے درخت سے اُترکر زنبیل سے اپنی صورت کا پتلا نمدے کا نکالکر
ایک درخت کے نیچے چادر اوڑھاکر لٹا دیا اور آپ پھر درخت پر چڑھکر پتون کے آشیانے مین
چھپ رہا بعد لمحہ کے ذوفنون جو ادھر آیا دیکھا زیر درخت کوئی چادر اوڑھے سوتا ہی اسنے پہلے سحر
سے حصار کر دیا اور بے حس وحرکت بنایا کہ ایسا نہو کہ اُٹھکر فرار ہوجائے پھر قریب آکر چادر ہٹاکر صورت
دیکھی ازبسکہ عمرو مشہور بہت ہی اس باعث سے سب ساحر تصویر اسکی رکھتے ہین اسنے بھی تصویر
لیکر مطابق کی عمرو کی صورت شناخت کر کے خوش ہوا اور بغل مین داب کر اڑتا ہوا خدمت افراسیاب
مین آکر عرض پیرا ہوا کہ اسکو بڑی شکل سے جال سحر لگا کر مین گرفتار کر لایا ہون حاضران دربار نے
تعریف اسکے سحر کی فرمائی شاہ نے حکم دیا کہ اسکو ہوشیار کرو اسوقت اُسنے سحر اپنا دفع کیا اور ہرچند
پتلے کو جھنجھوڑا مگر وہ ہوشیار نہ ہوا ایک ساحر نے اُٹھکر غصہ کر کے لات ماری کہ حرامزادے دم چرائے
پڑا ہی اُٹھتا نہین ہی لات اُسکی پیٹ مین پتلے کے گھس گئی پھر تو سب حیران ہوے اور افراسیاب نے
پانی چھڑکوایا کاغذ وغیرہ پھٹ گیا غرض معلوم ہوا کہ پتلا نمدے کا کاغذ سے منڈھ دیا ہی افراسیاب
نے کہا اب اہل دربار مجھسے مضحکہ کرتے ہین اور پتلے عمرو کی صورت کے بنا کر لاتے ہین یہ کہکر ذوفنون
کو مار کوٹ اور بے عزت کرا کے دربار سے نکلوا دیا اور دوسرے ساحر دانائے جادو کو حکم دیا کہ تو جاکر
عمرو کو لا یہ ساحر عقلمند بہت ہو سوچا کہ عمرو کا ملنا غیر ممکن ہی ایسا نہو کہ مین جاؤن اور ذوفنون
کی طرح ذلت حاصل ہو اس سے بہتر ہی کہ شاہ سے کوئی حیلہ کرون یہ تجویز کر اسنے عرض کیا کہ اے
شہنشاہ نصفت نشان عمرو مرد عیار ہی عیار خوب شناخت کر سکتا ہی آپ صرصر کو بلا کر حکم دیجیے
کہ کسی ساحر کو ہمراہ لیجاے اور پہچانکر اسے گرفتار کرا دے افراسیاب کو یہ راے بہت پسند آئی
اور ایک پنجہ سحر روانہ کیا کہ جہان کہین صرصر ہو اُسکو اُٹھا لائے پنجہ روانہ ہوا مگر اب حال صرصر کا سنیے
کہ جب زبانی خمار کے حال گرفتاری عمرو اُسنے سُنا صورت اپنی مثل عمرو کے بنا کر بارگاہ مہرخ مین آئی
یہان سب سردارون نے جب سے سُنا تھا کہ عمرو طلسم باطن مین قید ہو گیا ہی نہایت درجہ مغموم
تھے اور بہر رہائی دست دعا بدرگاہ کبریا بلند رکھتے تھے اسوقت صرصر کے آنے سے بہت خوش ہوکر
اُٹھے اور عمرو سمجھ کر بغلگیر ہوے اور کہا خواجہ خداے تعالی نے آپ کو وہان سے رہائی دی صرصر نے

براہ مکاری کہا کہ مین ہی ایسا تھا کہ ساحرون کو فریب دے کر وہان سے چھوٹا خدا نے دوبارہ میری زندگی کی اگر دوسرا ہوتا تو ہلاک ہوجاتا یہ کہکر کہا عیار کہان گئے ہین انھین بھی دیکھنے کو دل چاہتا ہی صرصر نے جواب دیا کہ آپکے ڈھونڈھنے کو گئے ہین آتے ہونگے یہ کہکر تصدقات بہت سے صرصر پر سے اُتروا کے ارباب نشاط کو بلوایا ساقیان سہ لقا حاضر ہوے جام مے گلفام گردش مین آیا ناچ ہونے لگا صرصر نے اپنے ہاتھ سے اہل انجمن کو شراب پلانا شروع کیا اور نگاہ بچاکر دارو بیہوشی پیمانہ ساغر مین ملاکر ہر ایک کو دیا کہ سب بیہوش ہوے اسنے خنجر نکال کر چاہا کہ سب کے سر کاٹ ڈالون عمرو بھی گرفتار ہوگیا لشکر کا خاتمہ مین کر دون جیسے ہی آگے خنجر لیکر چلی تھی کہ نیچہ افراسیاب کا بھیجا ہوا آگرا اور اسکو اُٹھا لیگیا اسوقت برق فرنگی جو صحرا مین پھر کر لشکر مین آیا سُنا کہ عمرو آئے ہین خوش ہوکر بارگاہ مین گیا دیکھا کہ ساری محفل بیہوش پڑی ہی اور یہ تیرہ صرصر کا بنا ہی سمجھا کہ غضب ہی ہوگیا تھا اسنے سب کو ہوشیار کیا اور کہا یہ کیا ماجرا گذرا سب نے حال بیان کیا اُسنے کہا اب جو یہان آیا کرے اول بزور سحر دریافت کر لیا کرو پھر آنے دو اسوقت خدا نے بچایا ورنہ سب کا خاتمہ تھا فی الجملہ یہان تو سب مصروف عیش ہوے لیکن نیچہ صرصر کو سامنے شاہ طلسم کے لایا اُسنے شہنشاہ کو مجرا کیا اور بہت افسوس کے ساتھ عرض کنان ہوئی کہ مین اسوقت سب نمک حرامون کا کام تمام کر چکی تھی اور جملہ کیفیت معرض بیان مین لائی افراسیاب نے کہا اے صرصر ان باغیون کو جسوقت مین چاہون ایک آن واحد مین غارت کر دون لیکن ضرورت شدید عیارون کے قتل کی ہی اور اُس مفتری جعلساز عمرو کا گرفتار کرنا مقدم ہی تو جاکر پہچان کر گرفتار کر لا صرصر سلام کر کے بموجب ارشاد روانہ ہوئی مگر کیفیت عمرو کی بیان ہوتی ہی کہ یہ درخت پر سے اُتر کر پہاڑ کے نیچے آیا اور آگے چلا راہ کا ملنا دشوار تھا کوہ و دشت مین آوارہ پھرتا تھا کبھی کنارے دریاے سحر کے جاکر تدبیر اُترنے کی کرتا مگر ممکن نہ ہوتا ناچار پھر کر اور سمت جاتا ہزارہا مکان اور باغات ساحرون کے دیکھتا اور ساحرون کو دربار مین پھرتے چلتے پاتا اُن سے اپنے تئین چھپاتا ہوا جاتا تھا جہانتک جاتا صحراے عجائبات او طائر اور درندہ و گزندہ اور چوپاے الوانع واقسام کے دیکھتا نہ اسنے کبھی ایسے جنگل دیکھے تھے اور نہ اس طرح کے طائر اور جانور نظر سے گذرے تھے غرضکہ اسی طرح سیر کنان بہوشیاری تمام ایک جگہ پہونچا وہان دیکھا کہ پانچ آدمی ساحر وضع بیضے پگڑیان باندھے تمغے گلے مین طلائی دانے جواہر کے کڑے اُنکے ہاتھون مین بڑے لباس پر تکلف پہنے کہین جاتے ہین عمرو نے انھین دیکھکر تجویز کیا کہ مال اور لباس ان کا لینا چاہیے بس فی الفور کسی گوشے مین ٹھہر کر ایک ضعیفہ عورت کی صورت بنا اور ایسا کبیر سن اپنے تئین بنایا کہ سر ہلتا ہوا لاٹھی ہاتھ مین گرہ پانچون مین دی

ہوئی چادر محمودی کی اوڑھے دونا مٹھائی کا لیے آہستہ آہستہ چلکر پکارا کہ بیٹا ذرا ادھر آؤ مجھ غریب کا
کام کرتے جاؤ وہ پانچون کچھ آگے بڑھ گئے تھے اسکی صدائے حزین سُنکر پھرے دیکھا ایک بڑھیا بیکار
سہمی ہوئی محتاج جانکر اسکے پاس آئے اور کہا بڑی بی کیا کہتی ہو اسنے کہا بیٹا گھر سے یہانتک اس عالم
ضعف و ناتوانی اور بڑھاپے مین ڈھونڈھتی ہوئی آئی کوئی نذر دینے والا نہین ملتا تم ذرا اس
شیرینی پر سامری و جمشید کی نذر دیدو ساحرون نے مٹھائی لیکر نہایت ادب کے ساتھ کچھ پڑھکر
اور ڈنڈوت کرکے کہا لو نذر ہو چکی عمرو نے دو دو ڈلیان پانچون کو دین کہ اتنا تبرک تم بھی لیتے
جاؤ انھون نے وہ لیکر وہین کھالین کہ ذرا سے کے واسطے کہان باندھین کیا لیجائین جب کھا چکے بیہوش
ہو کر گرے عمرو نے انکے کپڑے اور کڑے اور تمغے وغیرہ جو کچھ انکے پاس تھا سب لے لیا اور تمغہ جو پڑھا
لکھا تھا کہ ملازم و خدمتگار افراسیاب جادو معلوم ہوا کہ خدمتگار مالک طلسم کے ہین عمرو نے ایک رقعہ
لکھکر ان مین سے ایک کے گلے مین باندھ دیا مضمون اسکا یہ تھا کہ منم ریش تراشندۂ کافران برندۂ سر
کافران و کشندۂ جادوگران عمرو بن اُمیہ ضمری او حرامزادے افراسیاب خیریت اس مین ہو کہ
مجھے دریاے سحر کے پار بھجوا دے ورنہ سارا طلسم برباد کردونگا ہزارہا ساحران نامی مارونگا مکانات
اور باغ لوٹون اور غارت کرونگا او بے وقوف کوئی اپنے دشمن کو گھر مین بلاتا ہی میرے یہان رہنے
مین سارے طلسم مین بد انتظامی اور بدعملی ہو جائیگی سواے بدتری کے کوئی بہتری کی صورت نظر نہ آئیگی
آئندہ تجھے اختیار ہی الحاصل جب رقعہ باندھ چکا آپ کسی جگہ چھپ کر بیٹھ رہا بعد کچھ عرصہ کے ساحر ہوشیار
ہوے اور اپنے تئین برہنہ دیکھکر سمجھے کہ وہ بڑھیا بلا تھی کہ ہمارا مال لیگئی یہی غنیمت ہوا کہ جان چھوڑ گئی شکر
سامری کرتے ہوے چلے کہ ایک نے اس سے کہا جسکے گلے مین رقعہ بندھا تھا کہ یہ کاغذ تمھارے گلے مین
کیسا ہی اسنے یہ سُنکر کاغذ کھولا اور لیکر پاس افراسیاب کے آیا سب حال کہا اور رقعہ دیا وہ پڑھکر غضبناک ہوا
مگر کیا چارہ تھا پیچ و تاب کھاکر خاموش ہو رہا مگر عمرو پھرتا ہوا دوبارہ کنارے خون رواں کے گیا اور چاہا
جست کرکے ادھر جاؤن یہ سوچکر پہلے ایک پتھر پھینکا وہ اُلٹا پھر آیا اور ایک پاٹ دریا کا بڑھ گیا اور شور عظیم
پیدا ہوا ایک ایک موج برابر کوہ کے اُٹھنے لگی عمرو بھاگ کر ایک درۂ کوہ مین چلا گیا اور صورت اپنی
پنڈت کی بنائی قشقہ دیکر دھوتی زانو تک کی باندھکر پوتھی لیکر بیٹھا لیکن صرصر جو فکر مین عمرو کے ڈھونڈھتی
چلی راہ مین مخمور سے ملاقات ہوئی اسنے پوچھا کہ بی صرصر کہان جاتی ہو اسنے جواب دیا کہ ایک کام
ضروری ہی اسکے نہ بتانے سے مخمور سمجھ گئی کہ سواے گرفتاری عمرو کے اور کیا کام ہوگا مگر یہ ٹال کر طرف
دربار کے چلی گئی ادھر صرصر پھرتی پھرتی وہان پہونچی جہان عمرو پنڈت بنا ہوا بیٹھا تھا اسنے دیکھتے ہی

پہچانا اور کہا پنڈت صاحب مزاج اچھا ہی کیسے آپ کے بچار مین اسوقت کیا نکلتا ہو قید ہو جائیے گا یا کھلے بندھن پھریے گا عمرو یہ گفتگو سنکر سمجھ گیا کہ یہ مجھے پہچان گئی سنبھل کر گویا ہوا کہ ای صرصر مجھ ایسے غریب اور بیچارے پر رحم کھانا چاہیے کہ دور از احباب خانمان و آوارہ ہون غریب الدیار و محتاج و بیچارہ ہون ایسی جگہ پھنسا ہون کہ بتقاضائے بیت

ہر پھیر کے دائرے ہی مین رکھتا ہون مین قدم
آئی کہان سے گردش پرکار پانون مین

صرصر نے کہا تم ایسے بیچارے محتاجون پر رحم کیا جائے تو طلسم کیا ساحران عالم تباہ و برباد ہو جائین تم مسافر ہو یا دعوے طلسم کشائی رکھتے ہو اور اگر غریب بھی ہو تو کیا تمنے نہین سنا کہ فرد

کرتے کس منہ سے ہو غربت کی شکایت غالب
تم کو بے مہری یاران وطن یاد نہین

اب افراسیاب کے گھر مین آپ تشریف لائے ہین وہ بھی بلائے بے درمان ہو مثل مشہور ہی یا سر نہین یا سروہی نہین یا تو اسنے تمھین ہلاک کیا یا تمنے اُسے عمرو نے کہا انشاء اللہ ہمین اُسکو قتل کرینگے موت اسکی ہمین یہان لائی ہی صرصر بولی کہ بخیریت اسکو تم پاؤ گے کہان وہ آئینہ سحر مین رہتا ہی اپنا ہمشبیہ محفل مین بٹھا کر آپ غائب ہو جاتا ہی عمرو نے کہا صدہا ساحر آئے کوئی آگ مین رہتا تھا کوئی پانی مین لیکن بروقت قتل کے کیسا مین نے انھین ظاہر کر لیا اسی طرح اس گیدی کو بھی پاکر زیر تیغ کرونگا آئینہ سحر مین اگر ہوگا مین توڑ پھوڑ دونگا صرصر نے کہا اچھا اب سنبھلئے باتین ہو چکین وقت گرفتاری آپہونچا عمرو نے ہنسکر جواب دیا کہ کیون شامتین آئی ہین معشوقہ تجھکو طرح دیتا ہون ورنہ ابتک آغوش لحد مین سلا دیتا صرصر ہمچہ پکڑکر آگے بڑھی اور کہنے لگی چل تجھکو سامنے شہنشاہ کے لیچلون اور سفارش کرکے چھڑا دون لیکن خواہ مخواہ اقرار رہا کر دینے کا تجھسے مین نہین کر سکتی ہون کہونگی بہت کچھ آیندہ شہنشاہ کو اختیار ہی عمرو نے کہا وہ سخرا ہو گیا اور اسکا اختیار کیا تو مجھے دریائے سحر کے پار پہونچا دے جسوقت حمزہ صاحبقران طلسم مین تشریف لائینگے وہ بیڑا پار کرینگے صرصر ہنسی اور جواب دہ ہوئی کہ حمزہ کا آنا بخیریت ہو بیچ مین طلسم آئینہ اور طلسم ہزار برج اور طلسم حیرت سد راہ ہین جب اتنے طلسمات فتح ہون اُسوقت انکا آنا ہو یہ کہکر نیمچہ مارا اور کمند عمرو پر لگائی عمرو سوچا کہ تم اس سے مقابلہ کرو اور کوئی ساحر آ جائے تو مفت مین قید ہو جاتے ہیے کہ بھاگ کر کہین ایسی جگہ چلو کہ کچھ مطلب نکلے اس سے لڑنے مین سوائے قباحت کے کچھ فائدہ نہین یہ سوچکر وار اسکا رد کرکے بھلاوا دیکر گلیم اوڑھکر غائب ہو گیا صرصر نا چار ہر طرف ڈھونڈھکر پاس افراسیاب کے گئی اور عرض رسا ہوئی کہ میرے ساتھ ایک ساحر کر دیجیے تو جلد عمرو کو گرفتار کر لاؤن ورنہ عرصہ بہت ہوگا وہ نہایت زبردست ہی یون مشکل سے ہاتھ آئے گا افراسیاب نے ایک ساحرہ شگوفہ سحر ساز جادو کو

حکم دیا کہ تم اسکے ساتھ جاؤ لیکن کچھ نشانی بتاتی جاؤ کہ تم پر اگر وہان کچھ آفت آئے تو مجھے یہان معلوم ہوجائے
شگوفہ یہ حکم پاکر اُٹھی اور اپنے گلے مین جو مالا پہنے تھی اُسمین سے ایک دانہ لیکر سامنے شاہ کے زمین مین بو دیا
فی الفور درخت پیدا ہوکر بلند ہوگیا اور شگوفہ و ثمر اُس سے ظاہر ہوئے اسوقت ساحرہ نے عرض کیا کہ
ای شہنشاہ اگر مین کسی جا قتل ہوجاؤن گی تو یہ درخت برباد ہوجائیگا یہ میرا نہال ہستی ہی جب تک یہ
تر و تازہ ہی جانیے گا کہ کنیز جیتی ہی یہ کہکر صرصر کے ہمراہ روانہ ہوئی لیکن وہ ناہیج مناہیج فلک سکار رہی
جو گلیم اوڑھ کر راہی ہوا ایک پہاڑ پر چڑھ کر یک نگاہ دوڑایا کہ اگر کوئی بستی نظر آئے تو وہان چلکر
دو چار کو مارون دس پانچ ساحرون کے گھر لوٹون تا کہ افراسیاب بھی یاد ہی تو کرے کہ عمرو کا بلانا
ایسا ہوتا ہی غرض کہ جب ہر طرف طائر خیال اُڑایا دور سے ایک قلعہ فلک فرسا دکھائی دیا کوہ سے
اُتر کر اُسی طرف کا راستہ لیا جب قریب پہونچا ایک حصن حصین بصد فر و تمکین تعمیر دیکھا کہ حصار اُسکا بلور کا
تھا سنگ موسیٰ اور سماق اور معدنیات بیش بہا کے برج ہزار در ہزار بنے تھے پھاٹک جواہر آگین سر سے
نور کا تھا دور و قلعہ مزین کے خندق کندہ تھی لب گردان اُسکی یاقوت احمر سے بنائی تھی کہ دور سے
تابندہ تھی پل تختہ خندق پر فولادی پڑا تھا دروازے پر ہزارہا ساحر لباس پر تکلف بیٹھا تھا گرداگرد
قلعے کے پشتہ دیوار پر چمنستان پر بہار لگا تھا سبزہ لہلہاتا تھا کہ

نظم

اللہ رے اوج و ارفع شان — فرہاد کی روح اُسپہ قربان
ہمت کی بلندیان جہان پست — مانند زمین نہ آسمان پست
رفعت مین وہ عرش کے مقابل — وسعت مین دل حکیم کامل
ہر تیصر فرط غرو شان سے — باتین کرتا تھا آسمان سے
دور اُسکا بیان مین کیونکر آئے — اوج اُسکا نظر مین کیا سمائے
شہپر سخن کمر شکستہ — مرغان نگاہ پر شکستہ

عمرو نے صحرا مین جا کر گھانس چھیلکر گٹھا اُسکا سر پر رکھا جسم سارا غبار آلود کر کے شکل کو شل گھسیارے
کے بنا کر قلعے کا راستہ لیا خندق سے گذر کر جیسے ہی دروازے مین قدم رکھا دیوار قلعہ پر ایک طائر
بیٹھا تھا اُسنے پکار کر کہا کہ عمرو آیا ساحر یہ صدا طائر کی سُنکر دوڑے مگر عمرو نے گٹھا پھینک دیا اور
اندر شہر کے بھاگا ساحرون نے در شہر کو بزور سحر نظر سے عمرو کی مخفی کر دیا اور تلاش کرتے چلے دو ایک
اُنمین سے زعفران جادو کے پاس واسطے اطلاع دینے کے گئے کس لیے کہ یہ قلعہ اُسی کا ہی جسوقت
سے کہ سیرگاہ سے پھر کر آئی ہی اور عمرو کے ہاتھ سے بیہوش ہوکر زک اُٹھائی ہی قلعے مین آکر

اُسنے طائران سحر کو مقرر کیا اور ساحرون کو سمجھلایا کہ عمرو یہان اگر آئے تو مجھے خبر ہو جائے خلاصہ کلام طائر
سحر اڑ کر اسکے پاس پہونچے اور آمد عمرو کے مخبر ہوے صندل جادو وزیر زادی نے عرض کیا ای ملکہ جلدی
آپ زمین و آسمان سارا جہان سحر بند فرمایئے کہ یہ دزد مکار نکل کے جانے نپائے زعفران نے فی الفور سحر
پڑھکر دستک دی کہ دیوارین قلعے کی بلند ہوئین اور شعلہ فشان ہو گئین ہر طرف راستہ نکلجانے کا بند
ہو گیا اور دروازہ بھی ناپدید ہو گیا بند و بست کامل کر کے سب ہوشیاری اور خبرداری سے تجسس
عمرو مین مصروف ہوئی لیکن عمرو بھاگا شہر کے کوچہ و برزن مین صورت اپنی تبدیل کر کے پھرنے لگا عجب
شہر پاکیزہ اور مینو سواد بہشت نژاد دیکھا کہ عمارات مرتفع و بلند سرا نپا سقف سپہر سے گھستی قصرہا ے
بہشت سے باج لیتی رعایا برایا حسین اور خوش وضع طرحدار دو طرف دوکانین آراستہ بیچ مین سڑک
ہموار بازارین بمثل ذی حوصلہ بیوپاری اور خریدار حسینان دہر کا مجمع جنکا عارض آتشین رنگ رشک
شعلہ و شمع دوکانون مین اجنسہ نفیسہ کا انبار حرفے اور بیچنے والے مالدار اور تجار جوہری بازار کی چمک
دمک پر صیرفی فلک کا دل قربان جواہر انجم کو اسپر نثار ہونے کا ارمان نظم

بام و ایوان فلک بیز لہا	شدہ تعمیر ز لوح دلہا
قصرہا چادر مہتاب بدوش	خانہا سیر ارم در آغوش
حسن با آن چشم و جلوۂ ناز	بجلوہ داری خوبان ممتاز
ہر یکے لالہ رخے گل بدنے	گلشن رنگ و بہار چمنے

عمرو نے دل سے کہا بن پڑے تو سارا شہر لوٹ لیجیے اور رونق بازار ساحران غدار کی خراب و برباد
کر دیجیے یہ سوچکر دوکان پر ایک جوہری کے جاکر نگین الماس و یاقوت طلب کیے اُسنے اول تو مفلوک
وضع عمرو کو دیکھکر انکار کیا پھر سوچا کہ مجھے اپنے دام سے مطلب ہے دکھلانے مین کیا ہرج ہے غرض چند دانے
لعل و گوہر و نگین الماس و یاقوت درج سے نکالکر دکھلائے عمرو نے انکو زنبیل مین رکھ لیا اور اپنے پاس سے بڑے
بڑے نگینے جھوٹے نکال کر دیدیے کہا یہ جواہر کام کا نہین ہے مین نہ لونگا جوہری نے جو اُن نگون کو
جھوٹا دیکھا غل مچایا اور گریبان مین ہاتھ ڈالا کہا ارے اس دغاباز نے مجھکو لوٹا میری فریاد کو پہونچو لوگ
بازار کے چارطرف سے دوڑے اور ہنگامہ عظیم برپا ہوا عمرو نے کہا یہ مجھے لیے مرتا ہے مین بیچارہ غریب
آدمی نگینے جواہر کے کیا کرتا اور اسنے مجھے جواہر کب دیا کہ مین بھلا لینے کے قابل تھا سب نے کہا یہ سچ
کہتا ہے اب لوگ جوہری سے پوچھنے لگے اجی مہاراج جی تم نے اسے جواہر دیا کس لیے ایک نے کہا لالہ
کسی امیر کو دے مرو تو کچھ وصول بھی ہو اس مفلس نادار سے کیا ملے گا ایک شخص بولا ارے بھئی اس سے

کبھی کی عداوت ہوگی بعض نے کہا یہ بڑے بڑے ٹگ ایسا مرد مفلوک کہان سے پائیگا جو بدل لیگا غرضکہ
سب نے جوہری کو قائل کیا اسنے کہا ابھی دس کاندارون کے سامنے مین نے اسکو جواہر دیا ہی تم سب اُلٹے
مجھے سمجھاتے ہو سب نے کہا اچھا یہ شخص کہین گیا تو نہین تھا اُسنے کہا نہین کہا تو تلاشی لے لو عمرو نے
یہ سنکر سبکو تلاشی دی جواہر تو زنبیل مین تھا اور زنبیل بروقت تلاشی لینے اور قبیلہ ہونے عمرو کے غائب
ہوجاتی ہی کیونکہ وہ معجزے کی ہی پس کہین جواہر کا پتا نہ لگا پھر تو ہزارون دشنام عمرو نے جوہری کو دین
اور مارنے کو دوڑا لوگون نے کہا جانے دیجئے یہ جوہری بڑا دغاباز ہی الحاصل بیچارہ جوہری صبر کرکے
بیٹھ رہا اور جو لوگ فہمایش کرتے تھے وہ بھی اپنی راہ گئے اور تخلیہ ہوا عمرو نے پھر اُسی جوہری کے پاس آکر
کہا تمھارا مال وہ کتنے کا تھا جو جاتا رہا اسنے کہا کہ بیس ہزار روپیہ کا عمرو نے کہا اگر دس ہزار روپیہ مجھکو
دو تو تمھارا جواہر دیدون جوہری نے بموجب مثل کے کہ جاتا دھن دیکھیے تو آدھا لیجیے بانٹ دس ہزار
دینار دینا قبول کیے عمرو نے جیسا اُسکا جواہر تھا ویسا ہی جواہر مصری کا بنا ہوا زنبیل سے نکالا اور
اشرفیان دس ہزار روپیہ کی لیکر اسکے حوالہ کیا اور آپ وہان سے روانہ ہوگیا جوہری جب دکان بڑھا
کر اپنے گھر گیا سارا ماجرا اپنی زوجہ سے بیان کیا کہ آج اس طرح سے ایک ٹھگ دس ہزار روپیہ مجھسے
لے گیا زوجہ نے کہا وہ جواہر جو اسنے پھیر کر دیا اس مین نہ کچھ فتور ہو لاؤ مین تو دیکھون جوہری نے درج جو
کھولا روئی کے اندر لپیٹ کر جواہر رکھا تھا گرمی سے مصری پگھل گئی جواہر کا پتا نہ رہا اسوقت دونون
لگے سر پیٹنے اور روتے ہوے پاس ملکہ زعفران کے دوہائی دینے گئے اور ور دولت پر سر پھوڑنے لگے
ملکہ نے انھین پاس بلوا کر سب حال دریافت فرمایا اور کہا تم سچے ہو یہ کام عمرو عیار کا ہی جب وہ
گرفتار ہوگا تمھارا مال دلا دیا جائیگا اور حکم دیا کہ شہر کے سب جوہری ہمارے باغ مین آکر جمع ہون
تاکہ اس مقدمہ کی تحقیقات کیجائے یہ حکم جوہریون کو جب پہونچا سب روانہ ہوے عمرو نے جوہریون
کو جاتے دیکھکر ایک شخص سے کیفیت پوچھی معلوم ہوا کہ جسکا مال تمنے لیا ہو وہ نالشی ہوا ہی یہ سب زعفران
کے پاس جاتے ہین غرض یہ حال پوچھکر خود بھی جوہری بنا چپکن پہنکر جکوے دار پگڑی سر پر دوپٹا گلے
مین ڈالکر بھاری جوتا پانوٴن مین انگوٹھیان جواہر کی ہاتھون مین پہنکر جوہریون کے ہمراہ باغ مین
زعفران کے آیا سبحان اللہ اسکے باغ کا کیا کہنا جس کا شہر الیسا پاکیزہ حسن خیز زرریز پھر اُسکے گلشن
نگارین کا کیا پوچھنا در باغ پر پھول جواہر کے لگائے تھے کہ شداد کی روح کو شرماتے تھے چوکھٹ
و بازو ایک ڈال طلاے خالص کے تھے اور چار دیواری اسکی سنگ یشب کی بنی تھی کہ سودا زدون
اور ضعیف دلون کو قوت اور فرحت بخشتی تھی اندر باغ کے درخت کے تراشی کیے ہوے تھے اے

آگے بلورین بنے ہوئے تنے درختون کے سونے چاندی سے منڈھے ہوئے روش پٹری سے درست کسی طرف ایک کیفیت کے ساتھ وار و لبست دریا چین اور گل انواع اقسام کے پھولے ہوئے بار اثمار سے خوشے جھولے ہوئے نہرین آب گوہر سے زیادہ مصفا طائر خوش نوا شاخون پر نغمہ سرا گرد باغ کے عمارت عالی قصر و منظر بنے تھے درخت بلند ہو کر لب بام تک پہونچے تھے کوٹھون کی منڈیر پر پھل درخت کے رکھے تھے کہ لیٹے لیٹے جس میوے کو جی چاہے وہ لبون سے آ کر لگجائے فرش قاقم و سنجاب کا ہر قصر و شہ نشین پر بچھا تھا بیچ باغ مین نمگیرۂ پر زر رکھا تھا نیچے اسکے تخت یاقوت سرخ سے مزین اور مطلا آراستہ تھا کرسیان زرنگار مرصع کار و طرحدار گرد تخت کے گلدستے لگے انجمن جمشید جسم کو شرماتے تھے اسکندر کی بزم کو غیرت دلاتے تھے

ابیات

تھی حسن فزا فضائے گلشن
تھی وجہ ہوا ہوائے گلشن

دیکھے نرگس کے طرفہ سامان
اپنی خوبی پہ آپ حیران

لالے نے کیے چراغ روشن
جس سے کہ تمام باغ روشن

رقاص نسیم ہر روش پر
شاخین بھی جھومتین برابر

گرمی آفتاب گل سے
سایے گلبن کے نیچے نیچے

ہنسنا غنچون کا جلوہ زا تھا
شرق صبح بہار کا تھا

اُلجھی ہوئی پیڑون سے نزاکت
بہتی ہوئی نہرون سے لطافت

نہرون مین عکس پھولون کے تھے
پانی مین لعل بہہ رہے تھے

شبنم سے بھرے تھے کاسۂ گل
جنت مین جیسے ساغر مل

فی الجملہ جب جوہری جمع ہوئے ملکہ زعفران مع کنیزان زری پوش و رفیق وانیسان ذی ہوش کے باغ مین آ کر زیر نمگیرۂ زرنگار تخت پر جلوہ گر ہوئی اور ہر ایک جوہری کو بلا کر تحقیقات مقدمہ کی کرنے لگی یہانتک کہ نوبت عمرو سے بھی پرسش کی آئی سامنے طلب کر کے استفسار کیا کہ اس جوہری کا جواہر جو شخص لے گیا ہو وہ کبھی تیری دکان پر بھی آیا تھا کبھی تو نے اُسے دیکھا تھا عمرو نے عرض کیا پانچہزار روپے کا مال ایک روز وہ میرا بھی لے گیا لیکن مین صبر کر کے خاموش ہو رہا نالش دفریاد ہنگامہ کچھ نہین کیا اب اگر آپ کے یہان قید ہو آئیگا تو مین بھی اپنا مال اس سے لونگا زعفران نے کہا تمھین سب کو مین نے اسواسطے طلب کیا ہے تا ہوشیار و خبردار کر دون کہ قلعہ مین ایک عیار آیا ہے وہ سب لوٹتا پھرتا ہے اپنا اپنا مال نہایت ہوشیاری سے رکھنا اور جو کچھ تمھارا جاتا رہا وہ سرکار سے اسوقت

لیلو آئندہ کو شنوائی نہو گی یہ فرماکر صندل سے حکم دیا کہ پچیس ہزار روپے لاکر ان دونون جوہری کو دو
اُسنے فوراً روپیہ حاضر کیا بیس ہزار اُس جوہری کو پانچہزار عمرو کو عنایت ہوا اس انصاف کو دیکھکر سب جوہری
دعا دینے لگے اسوقت حکم ہوا کہ جو کچھ جواہر ہمراہ لائے ہو وہ حضور مین گذرانو کہ ہم بھی خرید ینگے جوہریون
نے جواہر اپنا اپنا دکھایا لیکن عمرو چپکا کھڑا رہا اس سے کہا تو بھی دکھلا عمرو نے جواب دیا کہ میرے پاس
جواہر ناقص ہی حکم ہوا کہ دکھلا تو شاید پسند آئے عمرو نے مسکرا کے ایک درج کمر سے نکالا اور اُسکو واکر کے
موتی برابر بیضۂ مرغ کے ہاتھ پر رکھکر دکھایا وہ جگہ تمام روشن ہو گئی اور زعفران بیقرار ہو کر تخت
سے اُٹھ کھڑی ہوئی پوچھا اے جوہری یہ موتی فرد ہی یا اسکی جوڑی بھی ہی عمرو نے کہا کیا خوب آپ نے
قدر کی ایک کسی بادشاہ نے آنکھ سے نہ دیکھا ہوگا جوڑی کی ایک ہی کہی زعفران نے کہا سچ ہی جو
اسکی نسبت کہو بجا ہی یہ کہکر اور جوہریون کو رخصت کر دیا انھین نہایت تعظیم سے بٹھلایا کہا قیمت اسکی
اگر واجبی لو تو یہ موتی مین مامون جان افراسیاب کو لیکر بھیجون عمرو نے کہا کوئی اسکی قیمت کیا دے گا
یہ ہمارا ہی کلیجہ تھا کہ اسکی جوڑی کا موتی کھرل کر کے کھا گئے زعفران نے پوچھا کس لیے اُسکو کھایا
تھا کچھ فائدہ تو بیان کرو عمرو نے جواب دیا کہ مین نے سیاحی بہت کی ہی ایک بار سنگلدیپ بھی جانے کا
اتفاق ہوا تھا ہر چند کہ یہ ذکر طولانی ہی لیکن خلاصہ یہ ہی کہ وہان ایک درویش صاحب کمال کے ذریعہ سے
امر نگر مین پہونچا اور خدمت مین راجہ اندر کے گیا اُنھون نے ایک جوڑی موتی کی عنایت فرمائی تاثیر اسکی
یہ تبلائی کہ جو کوئی ایک موتی کھائے سات سو برس کی عمر پائے اور کبھی بوڑھا نہو لہذا ایک تو مین کھا گیا
اور دوسرا یہ موجود ہی یہ بیان سُنتے ہی زعفران لوٹ ہوئی اور کئی کرور روپے صندل و زعفران دونون
نے ملکر منگائے اور بڑی منت سے عمرو کو دیکر راضی کیا عمرو نے کہا اس روپے کا جواہر منگا دیجیے اسقدر لیجانے
مین مجکو تکلیف ہوگی اور بارہ دری مین چلیے مین تدبیر اس موتی کے کھانے کی تبلا دون غرضکہ اُس روپے
جواہر لیکر اور ان دونون کو بارہ دری مین لاکر موتی کھرل کر کے کھلایا یہ کھاتے ہی بیہوش ہو گئین
عمرو نے خنجر نکالکر چاہا کہ اُنکے سر کاٹ ڈالون مگر زمین شق ہو گئی اور ایک شیر نکلا عمرو نے شیر کو دیکھکر
فی الفور صندل کو اُٹھاکر زنبیل مین رکھ لیا اور زعفران پر ہاتھ ڈالنے کا قصد کیا تھا کہ شیر نے چیخ ماری
زعفران ہوشیار ہو گئی شیر تو غائب ہو گیا لیکن اُسنے عمرو کو پکڑ لیا اور کہا او دزد غضب کیا تھا کہ ماری
ڈالا ہوتا اور گرفتار کیے باہر بارہ دری کے لائی ہر طرف صندل کو تلاش کیا کہین پتہ نملا عمرو سے
پوچھا سچ بتا کہ تونے صندل کو کیا کیا عمرو نے کہا اے ملکہ مین ساحرون کا گوشت نہایت رغبت سے
کھاتا ہون اسکو مین کھا گیا بہت بھوکا تھا زعفران جواب دہ ہوئی کہ تو غلط کہتا ہی یہ سامنے تیرے

جو درخت صندل کا لگا ہی یہ خشک ہوجاتا جو تو صندل کو کھالیتا قاعدہ ہی کہ جب ساحر مر جاتا ہی اسکے سحر
کی بنائی ہوئی چیز گم ہوجاتی ہی عمرو نے کہا سچ تو یہ ہی کہ اسکو مین نے زنبیل مین رکھا ہی زعفران کو اور زیادہ
استعجاب ہوا لیکن کہنے لگی کہ ای عمرو تو اگر صندل کو چھوڑ دے تو مین تجھکو اپنے قلعے سے باہر کر دون
عمرو گویا ہوا کہ اگر دریاے خون رواں کے پار بھیجدو تو البتہ اسکو مین دیدون ملکہ نے کہا یہ میری مجال
نہین کہ دریا کے پار تجھے بھیجون یہ اختیار شہنشاہ کو ہی عمرو عرض پیرا ہوا کہ دو لاکھ روپیہ دو اپنے قلعہ کے باہر
نکال دو تو بھی صندل ملسکتی ہی زعفران نے قبول کیا اور روپیہ منگوا دیا اور قلعہ کے باہر بھیجدینے کی
نسبت قسم کھائی عمرو بارہ دری مین گیا اور زنبیل سے ایک زن ساحرہ کو کہ اکثر مقامات پر گرفتار کرکے
رکھا ہی نکالا اور صورت صندل کی بنا کر اسکو فہمایش کر دیا کہ تجھے زنبیل کی قید سے رہائی ملتی ہی اور
وزیرزادی زعفران ایسی شاہزادی کی کہلائیگی خبردار سواے صندل جادو کے اور کچھ اپنے تیئن
نہ بتلانا اس ساحرہ کو خوشی اپنی رہائی کی ہوئی اور کہنا عمرو کا بدل منظور کیا اُسکو لیکر سامنے زعفران
کے آیا اُسنے اُٹھکر وزیرزادی جانکر گلے سے لگایا اور پاس اپنے بٹھایا شفقت سے ہاتھ پشت پر رکھا
چنانچہ زعفران ایسی زبردست ساحرہ ہی کہ اسکے گلے ملنے اور پیٹھ پر ہاتھ رکھنے سے سارے جسم مین
اس عورت کے سوزش ہونے لگی اور تاب نہ لائی اُٹھکر بھاگی زعفران نے کہا ای صندل کیون
تجھے سحر یاد نہ رہا کہ اس مین عمرو نے بات بنائی کہ آدمی زنبیل مین جانے سے سحر بھول جاتا ہی کیونکہ اگر
یاد رہے تو ساحر پھر وہان رہے کیون زعفران نے کہا سچ ہی افسوس مین نے بڑی مشکل سے سحر سکھایا
تھا خیر پھر بتلایا جائے گا یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک آندھی آئی اور آگ ہر طرف برسنے لگی بعد اسکے
کے ایک بجلی کوندھتی ہوئی آئی زمین پر گرکر لوٹی اور زن خوبصورت بنکر بلباس سرخ زنگ پر زرد
زیور یاقوت احمر زیب جسم کیے سامنے پہونچی زعفران پہچان کر ملنے کو اُٹھی یعنے یہ برق شرر ریز
اُسکی دوست ہی اکثر اسکے پاس آتی ہی حاصل کلام دونون باہم بغلگیر ہوکر بڑی گرم جوشی کے ساتھ
بیٹھکر گرم سخن ہوئین زعفران نے سارا حال عمرو کا بیان کیا اور صندل کو دکھایا اُسنے بھی اُٹھکر
سلام کیا برق شرر ریز نے بغور دیکھکر کہا ای ملکہ یہ صندل نہین ہی عمرو بڑا دغا باز ہی اُسنے دمامہ
جادو اور ساحر شمشیر ایسے جادوگرون کو مارا ہی خداوند سامری اسکی صفت سامری نامے مین لکھ گئے ہین
بھلا وہ صندل کو دیدے گا یہ سُنکر زعفران نے اُس عورت کو دھمکانا شروع کیا کہ سچ کہ تو کون ہی
اُسنے کہا مین شہر کامرد کی رہنے والی ہون اور عمرو نے مجھے زنبیل مین قید کیا تھا اسوقت مجھے صندل
بنایا ہی حال میرا یہ ہی آیندہ آپ کو اختیار ہی زعفران نے کہا ای برق شرر ریز تم سچ کہتی تھین اس

سو ے نے دغا کی عمرو کھڑا یہ باتین سنتا تھا بولا کہ حرامزادی تونے میرے ساتھ بھی تو دغا کی وعدہ کیا
تھا کہ چھوڑ دون گی پھر مجھکو کہان رہا کیا بھلے کو مین نے صندل کو نہین دیا ورنہ ہلاک ہوجاتا برق
یہ سنکر بولی کہ اے عمرو تو آدمی نہایت لائق ہی مین تجھکو اپنے ساتھ لیجلون گی تو صندل کو دیدے
عمرو نے جواب دیا کہ مجھپر سے سحر دفع کرو و باغ کے باہر جانے کا راستہ ہو تو مجھے یقین آ ئے کہ تم چھوڑ دوگی
ابھی تو اپنی مضبوطی تم سب کیے ہو اور مجھ سے صندل کو مانگتی ہو زعفران نے یہ باتین سنکر سحر
اپنا دفع کیا راستہ کھولا اور کہا لاؤ صندل کو عمرو کمر مین ڈھونڈھنے لگا اور کہتا جاتا تھا کہ دیتا ہون
سب تعجب سے دیکھ رہے تھے کہ عمرو گلیم اوڑھ کر غائب ہوگیا زعفران گھبرائی کہا دیکھو بہن
سوا دغا کر گیا برق نے کہا کہین گیا نہین یہین ہی تم سحر کرو کہ اس عرصے مین عمرو نے جال مار کر لوٹنا
شروع کیا فرش و کرسی و دنگل و تخت و پاندان و چنگیر و منقا با وغیرہ جملہ اسباب غائب ہوگیا اور
ایک ہنگامہ مچا عمرو نے پکار کر کہا ہم جاتے ہین کنیزین غل کرنے لگین کہ کوئی کہتا ہی ہم جاتے ہین ایک نے
کہا بوا اس آنے جانے مین ہم لٹ گئے دوسری بولی کہ غضب ہوا میری تو گٹھری تک نگوڑے نے نہ چھوڑی
خلاصہ کلام ایک لمحہ مین سارا گھر صاف نظر آنے لگا نقش بوریا تک عمرو نے نہ رکھا اور باغ سے نکلکر
چلا دروازے پر چلتے وقت ترکنون اور حبشنون سے بھی کہتا گیا کہ ہم جاتے ہین اور جو کچھ اسباب اُنکا
پایا وہ بھی لیکر شہر کے اطراف جو اور قریہ جات ہین اُس طرف چلا اور ایک گانون مین پہونچکر
صورت اپنی سپاہی کی ایسی بنا کر ٹھہرا ادھر زعفران نے ایک طائر پاش کے آٹے کا بزور سحر بنا کر
اُڑایا کہ جہان کہین عمرو ہو وہان جا کر دیکھے اور مجھکو آکر خبر دے طائر اُڑ کر گیا اور اسنے ایک مرقع سحر کا
منگا کر دیکھا کہ عمرو کس کی صورت کی طرح بنا ہی اس ہنگام مین وہ طائر سحر اُڑکر اسی گانون مین پہونچا
کہ جہان عمرو تھا اور پھر کر آیا اور پکارا کہ موضع زعفران پور مین عمرو ہی زعفران یہ خبر سنکر اور مرقع سحر
مین دریافت کر کے کہ عمرو کی صورت سپاہی کی ہی اوڑی کہ جا کر پکڑ لاؤن جب مقام عمرو پر پہونچی
طائر سے پوچھا کہ کس طرف ہی اسنے پکار کر کہا کہ وہ درخت کے نیچے بیٹھا ہی یہ سنکر ادھر ہی چلی مگر جانور
کا بولنا عمرو نے بھی سنا جلدی سے گلیم اوڑھ کر بھاگا زعفران وہین ٹھہری اور طائر کو پھر بھیجا
کہ خبر لا عمرو کدھر گیا طائر چلا لیکن عمرو نے ایک جگہ جو اُتر کر گلیم آتاری تھی کہ طائر سر پر آکر ٹھہر ا یا اور پھر کر
چلا عمرو سمجھ گیا کہ یہی طائر معلوم ہوتا ہی کہ تیری خبر دیتا ہی بس گلیم اوڑھ کر بھاگا وہان طائر نے جا کر
خبر دی زعفران اُڑتی ہوئی آئی لیکن کسی کو نہ پایا پھر طائر کو روانہ کیا جب طائر آیا عمرو جہان
ظاہر ہوا تھا دیکھ کر پھرا اور خبر جا کر کہی ساحرہ ادھر چلی ادھر عمرو نے گلیم اوڑھکر اپنی راہ لی اب

عمرو آگے آگے اور زعفران پیچھے پیچھے دوپہر اسی طرح پھرے آخر عمرو تھک کر ایک غار مین اتر گیا اور
جال الیاسی سر غار پر لگا کر گلیم اتار کر بیٹھا کہ جانور آیا اور دیکھ کر جا کر مخبر ہوا زعفران اڑ کر غار پر آئی
اور عمرو کو بیٹھے دیکھ کر پکاری کہ حرامزادے اب کہان جائیگا عمرو نے بھی کہا مادر بزادی قحبہ آتو بھی یہان
زعفران بغضب تمام نیچہ بنکر گری غار مین پہونچکر جال مین پھنسی اور عمرو نے کھینچکر زنبیل مین ڈال
دیا اور غار سے نکل کے روانہ ہوا زعفران ہنوز زندہ ہی سحر اُسکا باقی ہی تیلون نے سحر کے عمرو
کو گھیرا اور ہر ایک کہتا تھا کہ ہماری بی بی کو چھوڑ دے عمرو بھاگتے وقت کہتا جاتا تھا کیون شامت
آئی ہی اگر مجھے تم ستاؤ گے مین تمہاری بی بی کو مار ڈالونگا پتلون نے خائف ہو کر برق شرر ریز کو جو مہمان
آئی ہی اس حال سے مطلع کیا برق شرر ریز ساحرون و تیلاہاے سحر کو لیکر دوڑی غوغاے عظیم برپا
ہوا ساحر پیچھے پیچھے عمرو کے غل مچاتے جاتے ہین لیکن اس خوف سے کہ زعفران کو عمرو ہلاک کر ڈالے
کوئی ہاتھ نہین ڈالتا عمرو بھاگا ہوا ویرانے سے آبادی مین آیا اور ہر کوہ و برزن مین پھرنے لگا لیکن جب
شور و غل ساحرون کا کسی طرح کم نہوا اسوقت عمرو نے قصد کیا کہ زعفران جادو کو مار ڈالون اسی فکر
مین ہر سمت پھرتا تھا کہ ایک مقام پر حلوائی روغن کڑھاؤ مین گرم کر رہا تھا عمرو نے زنبیل کا منھ کھولکر
جال مین زعفران کو رکھکر کھینچ کر باہر نکالا تیلون نے اور ساحرون وغیرہ نے چاہا کہ لپٹ کر چھین لین
عمرو نے جال کو کڑھاؤ مین جھاڑ دیا زعفران چھوٹ کر روغن مین گری اور جلکر تمام ہو گئی ایک ہنگامہ
قیامت زا بلند ہوا تمام عالم تاریک تھا تیلاہاے سحر جو عمرو کو گھیرے تھے اسکے مرتے ہی غائب ہو گئے
ساحر اس آفت کو دیکھکر بھاگے برق شرر ریز بھی خائف ہوئی کہ عمرو بلاے بد ہی ایسا نہو کو بھی گرفتار
ہو جائے یہ سوچکر گریزان ہو کر اپنے مقام کی طرف گئی اور عمرو نے اُس تاریکی اور شور وغیرہ مین
جال مار کر دکانون کو لوٹنا شروع کیا دکاندار سر پیٹتے ہین دکانین بند ہوتی ہین اہل شہر بھاگے
پھرتے ہین آفت برپا ہی آخر اسی حالت مین یکایک صدا آئی کہ کشتی مرا نام من زعفران جادو بود
قلعہ جو سحر بند تھا راستہ مسدود تھا کھل گیا عمرو بھاگ کر قلعہ کے باہر نکل گیا اور صحرا نورد ہوا اس
خیال سے کہ کسی طرح دریاے خون رواں کے پار اُتر جاؤن لیکن اب حال صرصر کا سنیے کہ ہمراہ شگوفہ
سحر کے واسطے گرفتار کرنے عمرو کے چلی تھی تلاش کرتی قریب اُس صحرا کے پہونچی جہان عمرو پھر رہا ہی
خلاصہ کلام عمرو نے دور سے دیکھا کہ صرصر ایک ساحرہ کے ہمراہ کسی کو ڈھونڈھتی ہوئی جاتی ہی
یہ دیکھکر کوس بھر اُسنے عمرو آگے نکل گیا اور وہان اپنے تئین ظاہر کیا صرصر نے اُس ساحرہ سے کہا ای
شگوفہ دیکھو وہ عمرو کھڑا ہی عمرو نے یہ کلام سنکر جھاڑی مین اپنے تئین چھپایا لیکن صرصر نیچہ پکڑ کر

دوڑی عمرو جھاڑی کے اندر ہی اندر چلکر ایک غار مین اُتر گیا صرصر نشان پا دیکھتی ہوئی جھاڑیون
کو ڈھونڈھتی چلی اس عرصہ مین شگوفہ سحر نے کہا دیکھو کسی طرف سانس لینے کی صدا آتی ہے صرصر اُسکے
کہنے سے ہر طرف نگران ہوئی ادھر عمرو نے اژدہا غار سے مقوے کا بنا کر نکالا کہ بجائے آنکھون کے
یاقوت سرخ نصب تھا مشعل کی طرح آنکھین روشن تھین مُنھ سے شعلے آتش کے نکلتے تھے صرصر اور شگوفہ
اُسکو دیکھکر بھاگین اُنکے پیچھے عمرو بھی غار سے نکلکر چلا اور چاہتا تھا کہ قابو پاکر انھین گرفتار کرون
اتفاقاً ایک مقام پر شگوفہ کو احتیاج پیشاب کرنے کی ہوئی صرصر سے علیحدہ ہوکر جھاڑی مین گئی
عمرو نے پشت پر سے آکر حلقے کمند کے مارے اُسنے گھبرا کر پیچھے پھر کر دیکھا عمرو نے بیضہ بیہوشی مار کر
اُسکو بیہوش کر دیا اور پیراہن اُسکا اُتار کر رنگ و روغن عیاری سے لگا کر اُسکی ایسی صورت بناکر
صرصر پاس آیا اور اسکے ہمراہ آگے روانہ ہوا کچھ دور چل کر گلیم اوڑھکر غائب ہو گیا صرصر سمجھی کہ شگوفہ
ساحرہ زبردست ہی بزور سحر غائب ہو گئی ہی لیکن عمرو نے دور سے ایک ساحر کو اس طرف آتے دیکھا
تھا اسوجہ سے غائب ہوکر دوڑا اور قریب اُسکے پہونچکر گلیم اُتار کر ظاہر ہوا وہ ساحر ساکن طلسم باطن
صاحبان اعزاز مین سے تھا شگوفہ سحر کو پہچانتا تھا اس نے استفسار کیا کہ آپ کہان جاتی ہین عمرو
نے کہا تلاش عمرو مین پھرتی ہون لیکن تم سے کچھ کہنا ہی یہ کہکر قریب اُسکے جاکر حباب بیہوشی ناک پر مارا
کہ وہ بیہوش ہوکر گرا عمرو اُسکو اُٹھا کر جھاڑی مین لے گیا اور زیادہ بیہوش کر کے اُسکو اپنی صورت اصلی
کے مانند بنایا اور پیٹھ پر لاد کر چلا یہان صرصر حیران تھی کہ شگوفہ غائب ہوکر کدھر گئی اور ڈھونڈھتی
پھرتی تھی کہ ایک جانب سے اسکو دیکھا کہ عمرو کو لادے ہوے آتی ہی صرصر جھپٹ کر نزدیک آئی
اور گویا ہوئی کہ آپ نے شاید اسی کو کہین دیکھا تھا جو غائب ہو گئی تھین بارے محنت ٹھکانے
لگی اچھی تدبیر سے حضور نے گرفتار کیا ورنہ اسکا ہاتھ آنا دشوار تھا لیکن اُمید یہ آپ سے رکھتی ہون کہ
سامنے شہنشاہ کے یہ نہ فرمایئے گا کہ مین نے عمرو کو گرفتار کیا ہی بلکہ یہ اظہار کیجئے گا کہ صرصر نے مقید
کیا ہی کیونکہ عیار کا گرفتار کرنا ہم عیار بچون کا کام ہی دوسرے یہ کہ اس مفتری کو مجھے عنایت فرمایئے
تاکہ پشتارے مین باندھ کر لے چلون شگوفہ نقلی یعنی عمرو نے جواب دیا کہ اُسکو ہوشیار کر کے جی
چاہتا ہی حال پوچھون صرصر نے کہا کہین ایسا غضب بھی نہ کیجیے گا یہ ہوشیار ہوا اور آفت لایا
فوراً چھوٹ جائیگا پھر قید نہ ہو سکیگا مناسب ہی کہ اسکو مجھے حوالے کیجیے آپکے باعث سے میری عزت
افزائی ہوگی آیندہ آپ کو اختیار ہی شگوفہ نے آخر اسکے التماس کو پذیرا کر کے اس ساحرہ کو دیا صرصر نے چادر
عیاری بچھا کر حلقہ ہاے کمند سے خوب مضبوط باندھکر پشتارے کو درست کر کے دوش پر رکھا اور نہایت خوش و شادان ہو کر

فرحان روانہ ہوئی آگے بڑھکر شگوفہ سے مصلحت کی کہ خاص طلسم کی راہ سے دربار میں چلیں ایسا نہ ہو کہ
روبراہ چلنے میں کچھ فتور پڑے غرض دونوں اُسی طرف چلیں یہانتک کہ ایک صحرا میں پہونچیں کہ سارا
جنگل سونے کا تھا ہر سمت آگ لگی ہوئی معلوم ہوتی تھی گھانس اور درخت کیا بلکہ زمین تک طلائے
احمر کی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ صنع طراز قدرت نے طلائی زیور گیاہ اور نباتات کا شاہد صندلین خسار
ارض کو پنھایا ہے یا فصل بہاری نے لباس استبرق اتار کر سنہری پوشاک زیب قامت فرمائی ہے پھول
اور پھل درختوں کے گل خورشید کو شرماتے تھے رشک سے آتش حسرت میں جلاتے تھے میوہ دار اشجار سر بسر
پُر بار پھولوں کے درختوں پر عقد ثریا تنا ہے سبحان اللہ کیا قدرت صیرفی قدرت کی ظاہر تھی کہ چشمہ
آب کی بھی رنگت سُنہری تھی موجوں سے یہ کیفیت عیاں تھی کہ سونا بوتہ زرگر میں پڑ رخ کھاتا ہے
سُنہری گھاس سُنہرے کی طرح لہلہاتی انجم سپہر برین کو شرماتی گرد اُس جنگل کے پہاڑ سونے
کے سر بلند تھے جھرنے جھڑتے زعفرانی پھول آمیز تھے ہر ایک کے دلپسند تھے آبشار کا جوش موج تبسم کو
کندنی رنگوں کے شرماتا تھا فی الحقیقت اُسکی شان میں یہ زیبا تھا — نظم —

ہر سمت وہ آبشار کا جوش	جھرنے وہ کہ آئینہ مرے کو ہوش	صناعی صانع ازل کی
پتھر پتھر سے صاف جھلکی	کیفیت سبزہ اس ادا سے	جو ہاتھ ہے خلد کی فضا سے
اللہ اللہ وہاں کا جوبن	قربان صدقے ہزار گلشن	قدرت کی بہار اُس جگہ تھی
رنگین کن دامن نگہ تھی	گھبراتے جو چرخ کے فرشتے	پھرتے چلتے وہیں یہ آتے
پتھر بھی وہاں کے سونے کے تھے	ہر سمت چٹان سے پڑے تھے	لاکھوں آہو ہزار دل چیتے
چرتے گھاس اور پانی پیتے	بشاش فرو کلیل میں نظر آئے	گر بھاگے کبھی کبھی ادھر آئے

عمر و ہمراہ صرصر کے شگوفہ بنا ہوا یہ سیر و کیفیت دیکھتا چلا جاتا تھا اور دل میں سونے کا جنگل
دیکھ کر للچاتا تھا کہ کس طرح پاؤں جو اس جنگل کے جنگل کو زنبیل میں رکھ لوں پھر سوچتا تھا کہ یہ طلسمی
کارخانہ ہے بظاہر یہ سونے کا دکھائی دیتا ہے نظر بندی کا ایسا طریقہ ہے اسپر طمع کرنا سراسر بیجا ہے غرض
اسی طرح دل سے باتیں کرتا روانہ تھا یہانتک کہ کوہستان سے وہاں کے جب گذر گیا تو ایک جنگل
مروارید کا ملا یہاں گھاس اور پتے درختوں کے زمرد کے تھے اور پھول جواہر کے پھل موتیوں کے
لگے تھے ہر نوک گیاہ پر گوہر شب چراغ نصب تھا صحرائے گوہر نگار تھا یا قدرت رب تھا چمنستان
روشن سبزہ پر ہزار طرح کا جوبن رونق وہ گلشن نگارین بلکہ فردوس برین تھا کہ ابیات

سنہرے کا ہوا سے لہلہانا	جوبن ہمہ پھول کا دکھانا	لپٹا پیڑ دن سے عشق پیچان

ہر غنچہ و گل تھا عطر افشان | خوبی سے بھرا ہوا وہ گلزار | نایاب و نفیس و سادہ پرکار

جب اس مقام سے اور آگے بڑھے ایک دیوار چینی کی از زمین تا چرخ برین سر کشیدہ نظر آئی کہ سنر لون تک ہورا ہی اُسکی تھی روبرو اس دیوار کے ہزار ہا پتلا بلور کا سپر و شمشیر ہاتھ مین لیے کھڑا تھا اور بیچ مین دیوار کے ایک پتلی مثل تصویر کے نصب تھی اُسکے نزدیک صرصر نے جاکر کہا اے تصویر طلسمی بحق شہنشاہ طلسم مجکو راستہ دے اُس پتلی کا پیٹ شق ہوا اور ایک دروازہ ظاہر ہوا صرصر اور عمرو دونون داخل ہوے اور ایک تڑاقا پیدا ہوا وہ دربند ہوگیا صرصر اور عمرو آگے بڑھے ایک بیابان مین پہوپنچے کہ وہ مرغزار دلکشا تھا سراسر نکہت سمن و گلاب سے بھرا تھا نسیم سحاب وہان کی معطر کن مشام جان تھی تمیم گل مثل زلف عنبر سارے شاہدان کے عطر افشان تھی طرفہ تر یہ طلسمات تھا کہ ہر سمت ابر گھرا ہوا جیسے موسم برسات تھا ساون کا مہینہ معلوم دیتا تھا کہین پانی برستا تھا کہین مطلع صاف نظر آتا تھا ساون پھولی تھی گھٹا گھنگھور چھائی تھی غرضکہ ایسے مقام فرحت بخش کی صفت مین یہ اشعار کافی ہین حظ نفس ناظرین کو وافی ہین

نظم

بتلین لاؤ برا ندی کی منائین ساون | آجکل باغ پہ عالم ہی گھٹا پر جوبن
ہائے کیا باغ ہی کیا ابر ہی کیا سبزہ ہی | بوندیان پڑتی ہین چلتی ہین ہوائین سن سن
پانی پتون سے ٹپکتا ہی خبر لو سہین پیڑ | دھوئی دھائی روشین صاف ہین جیسے چندن
باغ مین آکے یہان تک تو جھکی ہی بدلی | پگڑیان بھیگین جو مالی تو جھکالین گردن
بادل امڈے چلے آتے ہین جدھر کو دیکھو | بجلیان کوندتی ہین شور ہی آتر دھن
یون گھٹا چھائی ہی یون کوندرہی ہی بجلی | جیسے نیلم کے نگینے پہ جڑا ہو کندن
اسقدر زور سے چلتے ہین ہوا کے جھونکے | پیڑ اسطرح جھکے جاتے ہین جسطرح دلھن
مینہہ برسنے کی ہی آواز ہوا کا غل ہی | شور سے سر پہ اٹھاتے ہین چمن مرغ چمن
اسقدر چار طرف ابر ہی ماشاء اللہ | چشم بد دور نہین دیکھا ہی ایسا ساون

اُس دشت طراوت بیز مین ہر چند کہ بارش ہوتی تھی مگر جسم پر ایک بوند نہ پڑی تھی صرصر اور شگوفہ نقلی سیر کنان ایک ایسے مقام پر پہونچین کہ وہان آٹھ ہنڈولے کھڑے تھے یہ دونون ایک ہنڈولے پر جاکر بیٹھین کہ یکایک زمین شق ہوئی اور دو پنجے پیدا ہوے اور دونون کی کمر مین ہاتھ ڈالکر اڑے ایک صحرائے سبزہ زار مین لاکر انھین اتار کر غائب ہوگئے انھون نے اس جنگل کو بھی نہایت سبز و خرم پایا یعنی سبزہ وہان کا سبز رنگون کو لبھاتا تھا سبزہ بختان دہر کو شرماتا تھا جو پھول تھا

شگفتہ خاطرون کے دل کا فراغ تھا بلکہ مرہم داغہاے تیرہ بختون کے لیے چراغ تھا ہر ایک شجر خضر زادہ اشتیاق تھا مجنون کے دل کو قامت لیلی کا طور دکھا کر تسکین دینے مین طاق تھا ہر سمت چشمے جاری اور گرد جھیلون کے سبزہ زنگاری لہکتا تھا نظم

ہر اک طرح کے تھے وہان پر چمن
کہین رائے بیل اور رتن منجری
کسی جا سے آتی تھی خوشبو کی بو
کہین تھا ہزارہ بصد آب و تاب
غرض تھا وہ گلزار رشک جنان

کسی مین بنفشہ کسی مین سمن
کہین چاندنی تھی کہین موگرا
کہین پر کھلا تھا گل نازبو
کہین تھی وہ شبنم کی گل پر بہار
تھین ہر شاخ پر بلبلین نغمہ خوان

کہین لالہ تھا اور کہین جعفری
کسی جا مدن بان اور سوتیا
کسی جا لگا تھا گل آفتاب
کہ گوہر کرے ابر نیسان نثار

یہ دونون اس بیشۂ فرحت افزا مین روان تھین کہ سامنے سے صدا طرقوا کی سنائی دی اور بڑے جاہ و تجمل سے ایک سواری ساحر جلیل القدر کی آئی آگے آگے یساول و چوبدار عصاے طلائی اور جواہر نگین لیے ادب اور تفاوت گویان ہمراہ خادم بلباس پر تکلف ہمراہ سواری پویان دورباش کا شور بلند اور ایک تخت مرصع کار دلپسند پر طوفان جادو نام ساحر ذی احترام سوار پشت پر پہلوان نامدار کی قطار قریب آکر ہو بجا صرصر نے آگے بڑھکر سلام کیا اسنے سلام لیکر پوچھا کہ بی بی صرصر کہان چلین اسنے جواب دیا کہ عمرو کو دربار شہنشاہ مین لیے جاتی ہون طوفان جادو نے کہا مین بھی وہین جاتا ہون میرے ہمراہ چلو سواری موجود ہے سوار ہو لو صرصر عرض پیرا ہوئی کہ حضور ہم عیار بیچارہ ہر جگہ پھرا کرتی ہین سواری اگر ڈھونڈھین تو کام کیونکر چلے آپ تشریف لے چلین کنیز پیچھے پیچھے آتی ہے یہ سنکر وہ ساحر آگے بڑھا اور صرصر اور شکوفہ بھی چلین جب اس صحرا سے گذر کر آگے بڑھین تو ایک ترپولیا ملا اسکے آگے ایک دیوار بلور کی تھی صرصر نے دیوار سے کہا کہ تجھے واسطہ بادشاہ طلسم کا راستہ دے وہ دیوار شق ہوئی یہ دونون داخل ہوئین اور آگے بڑھین تو ایک لشکر ساحرون کا اترا ہوا دیکھا کہ خیمے خرگاہین استادہ ہین سامنے کی قنات تنی ہے کڑھاو چڑھے ہین چہل پہل ہو رہی ہے بستر ساحرون کے لگے ہین جا بجا چوکے دیے ہین آگ سنی ہے ہر جگہ بجھی ہے پوجا پاٹ مین بعض مصروف ہین بعضے اشنان گیان دھیان مین ہین کنوئین پختہ بنے ہین دھوتی چھانٹ رہے ہین کوئی سورج سے آنکھ ملائے ہاتھ جوڑے کھڑا ہے کوئی ہوم کر رہا ہے سامنے اگیار کے جاپ کرتا ہے کوئی رسوئی کرنے مین مشغول ہے بھوگ نیات لگاتا ہے کسی نے سب کام سے فراغت پائی آرام مین ہے کوئی عیش و نشاط کے کام مین ہے دف دائرہ کہین بج رہا ہے کسی جگہ چکارا اور ڈھولک کا سامان ہے کوئی کسرت کرتا ہے بٹیا بانک ہوتا ہے کہین

ڈنڈا اور بگدر کا چرچا ہو کوئی ناچ دیکھنے مین مصروف ہو کہین حسن خوب سے کوئی مالوف ہو حاصل کلام
صرصر جب اُس لشکر مین داخل ہوئی میر طلایہ نے روکا اور کہا کیا باعث ہو کہ تم روبراہ نہ آئین خاص طلسم سے
جہان کوئی سوائے شہنشاہ کے نہین جاتا ادھر سے آئین اس مین کوئی پیچ ہو صرصر نے لاکا عمرو کا اور
اس خیال سے کہ گذرگاہ خلائق کی طرف سے آنے مین خوف رہائی عمرو تھا بیان کیا میر طلایہ نے کہا
اچھا تم مجھے ٹھہر جاؤ مین اجازت شہنشاہ سے نسبت تمہارے منگالون تو جانے دون صرصر ٹھہر گئی
اور اُسنے ایک ساحر کو پاس افراسیاب جادو کے بھیجا وہ ساحر گیا اور پیش شاہ جادوان کیفیت صرصر
اور شگوفہ کی معرض بیان مین لایا وہان سے حکم ہوا کہ آنے دو کوئی مزاحم نہو ساحر نے آکر میر طلایہ کو حکم
شہنشاہ سے مطلع کیا اُسنے ان دونون کو اجازت دی یہان سے جو آگے بڑھین تو پشت باغ سیب
نظر آئی اس سمت کو بھی دروازہ عالیشان جواہر آگین لگا تھا اور ہزارہا ساحر بعہدہ نگہبانی کھڑا تھا
صرصر آکر مع عمرو یعنے شگوفہ کے داخل باغ ہوئی ہر چند کہ عمرو پہلے بھی اس باغ مین آچکا ہو مگر دوسرے
دروسے آیا تھا ابکی بار طلسمی راہ سے پشت باغ کی طرف سے آیا ہو کیفیت آرایش اور زیبایش کو اس طرف
کی اُس جانب سے دوچند پایا اور علاوہ اس کے یہ باغ مسکن ہوا افراسیاب کا روز بروز آراستگی اسکی
بڑھتی جاتی ہی ہر روز ایک کیا ہزارون بہارین تازہ بزور سحر اسمین پیدا کی جاتی ہین خلاصہ کلام اب جو
عمرو نے اس بوستان کو دیکھا تو بیخود ہو گیا اور دلمین اپنے درود پڑھنے لگا بلا تشبیہ فادخلی فی عبادی
وادخلی جنتی کا نقشہ نظر آیا کہ ہر ایک درخت نیلم اور پکھراج اور الماس اور زمرد کا لگا ہی اور سونے کی زمین
پر مینا کیا ہوا ہی لعل بدخشان اور عقیق یمنی کے نگینے جڑے ہین کہ ستارون کو شرماتے ہین زمرد کے چمن
ہین گرد اُنکے فیروزے کے کٹہرے بصد جوبن ہین پھولون کی سُرخی گل سرخ آفتاب کو شرماتی ہی بو باس
سے نسیم عطر آگین اُڑاتی ہی سنبل پیچان زلف شاہدان کو پیچ سکھاتی ہی معشوقون کی فندقون سے حنا
رنگین تر او رسر و آزادی مین قامت خوبان سے بہتر طرفہ تر یہ کہ لعل کے درختون مین موتیون کے
گچھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ خورشید کے درخت مین ستارے لٹکتے ہین نہرون کی لب گردا نین چڑا ؤ نہین
گلاب اور کیوڑہ بھرا تھا زمرد کی ڈالیون کا اُنپر سایہ تھا بطین اور مرغابیان گوہر نگار جواہر کی اُنمین
پیرتی تھین غوطہ بازی اور کلیلین کرتی تھین جوش فصل بہار تھا یہ سمان اظہار رنگ تھا نظم

اسقدر باغ مین ہی کثرت نسبو و سمن	لیس جاسی بھی تو کھلتے نہین غنچونکے دہن
انتہا ہی کہ جگہ نادر بلبل کی نہین	جسطرح سے کہ گلستا نمین نہین جائے سخن

سبحان اللہ وہ سہانا باغ کہ چشم و چراغ گلزار دہر اسکو کہنا زیبا ہی یا داغ وہ ریاض رضوان ہی نظم

گل تھے سب اپنے اپنے جوبن پر
جھومتے تھے پڑے نہال چمن
رقص کرتی تھی موج باد نسیم
نورافشان مگر تھا وہ گلزار
کسنے دیکھا جہان مین ایسا باغ

بوے گل تھی ہوا کے توسن پر
فصل تھی وہ ربیع گل و بل کی
لخلخہ سا تھا عطردان شمیم
تھا زمین سے سپہر تک کے قمر
تھا وہ باغ ارم کا چشم و چراغ

تھا عجب لطف پر جمال چمن
گرم جوشی تھی بلبل و گل کی
باغ گل مین کہین نہ گرد و غبار
نور سے تھا خلاصۂ گل معمور

خلاصہ یہ کہ صرصر اور شگوفہ یعنے عمرو جنستان کو طے کرکے ایک ایوان عظیم الشان مین پہونچے کہ جہان افراسیاب سریر جہانبانی پر جلوہ آرا تھا اور دنگلون پر ہزارہا ساحر دست بستہ بیٹھا تھا صرصر نے پشتارہ اُس ساحر کا جسکو عمرو نے اپنی صورت کا بنادیا ہی بعد بجا آوری آداب و تسلیم سامنے شہنشاہ کے رکھدیا اور حیران رہنا اپنا تلاش مین اور جد و جہد گرفتار کرنے مین عمرو کے مبالغہ کے ساتھ بیان کیا اُسکو خلعت عنایت ہوا انعام فراوان عطا کیا پھر شگوفہ سحر نے بھی مجرا کیا اسپر بھی الطاف خسروانہ فرماکر حکم بیٹھنے کا دیا اور خراج اسکے ملک کا معاف کردیا پھر محمور سرخ چشم سے مخاطب ہوکر حکم دیا کہ شیر اور شیرین وغیرہ کو پاس شیطان درگاہ ملک بختیارک کے مین نے بھیجا تھا مگر نہین معلوم کیا باعث ہوا کہ وہ اب تک تشریف نہین لائے اب ذرا تم تکلیف کرکے کوہ عقیق تک جاؤ اور شیطان خداوند کو لے آؤ میری طرف سے عرض کرنا کہ وہ ناعیار یعنی عمرو گرفتار ہوا ہی حضور جلد تشریف لاکر اُسے قتل کرین دیر نہ فرمائین محمور نے یہ حکم پاکر اول تو انکار کیا کہ حضور میری بہن خمار رجاو وہان جاکر زک اُٹھا چکی ہین مین نہ جاؤنگی آخر جب افراسیاب نے بگڑ کر اور سہ کرر کہا ناچار اُٹھکر اپنے مقام پر آئی اور دو ہزار کنیزان زرین پوش کو ہمراہ لیکر خود بھی زر و زیور سے آراستہ ہوکر تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی قلعہ کوہ عقیق مین شیر اور شیرین جاکر پہونچے تھے لقا اور اہل دربار گھبرائے تھے کہ یکایک ابر سنہری رنگ کا سر قلعہ پر چھایا اور ریزہ یاقوت کی بارش ہونے لگی وہان کے ساحر واقف کار گویا ہوے کہ علامت آمد محمور سرخ چشم معلوم ہوتی ہی یہ کہہ ہی رہے تھے کہ تخت آکر اُترا اور ملکہ محمور سرخ چشم ہزاران ناز و انداز سر سے پانون تک جواہر کا زیور پہنے لباس شاہانہ زیب قامت کیے دو ہزار کنیزین کی عہدے ہاتھون مین لیے ہمراہ تخت سے اُتر کر سامنے آئی اور خداوند کو سجدہ کیا نذر دی و نگل عنایت ہوا با ادب تمام بیٹھی لقا نے پوچھا کہ اے بندی یاقوت حاضر ہونے کا کیا باعث ہی محمور نے گرفتار ہونا عمرو کا اور بلانا افراسیاب کا ملک بختیارک کو واسطے قتل کرنے عمرو کے اور شیر اور شیرین بھیجکر مع مرغ کے طلب کرنا بیان کیا بختیارک نے یہ باتین سُنکر ایک قہقہہ مارا عمرو کا گرفتار ہونا کاریست مشکل و امریست دشوار ہی طلسم مین جاکر

اپنی جان نہ دونگا پیر و مرشد کی قضا کسی کے ہاتھ سے نہین اگر وہ قید بھی ہوکر آتے ہین تو وہ ایک سے سرکاٹ کر لوٹ مار کر کے چلے جاتے ہین بالفرض شاہ جادوان نے انھین گرفتار کرایا ہوگا جبتک مین یہان سے وہان پہونچون اتنی دیر مین وہ شاہ کا سر کاٹ کر چلے جائین گے محمور سرخ چشم نے کہا کہ ملکہ جی شہنشاہ طلسم بغیر فتح طلسم ہلاک نہین ہوسکتا ہی آپ تشریف لے چلین غرضکہ بعد مقالات بسیار کے بختیارک پشت طائر پر سوار ہوا اور شیر اور شیرنی ہمراہ چلے آگے بڑھکر یہ سوار کر دینگے مگر محمور سرخ چشم جو خداوند سے رخصت ہوئی تو تصور کرنے لگی کہ آخر تو اتنی دور آئی ہون لازم ہی کہ لشکر حمزہ صاحبقران کو بھی دیکھتی چلون یہ تصور کر کے بیرون قلعہ جب پہونچی تو لشکر امیر کی طرف چلی اور تخت اپنا بزور سحر ایک مقام بلند پر اُتار کر کیفیت لشکر دیکھنے لگی دیکھا کہ بازار لشکر کے ہر سردار کی بارگاہ کے آگے آراستہ ہی اور اُردوئے معلےٰ کا نقشہ ہی ایک طرف سونے کی بازار ہی دوسری سمت جواہر کا انبار ہی کہین حبشی کا بازار خاقان چین کی کھلی ہی کہین فرنگستان کی بازار لگی ہی مگر اُن بازارون کی طرف رقم ہو تو بیان افسانہ عدم ہو خلاصہ یہ کہ ایک سمت بارگاہ سلیمانی کو دیکھا کہ ہزارہا کلس سونے کے اُسپر چڑھے ہین اور ہر کلس پر طاؤس جواہر کے منقار مین مالے مروارید کے لیے بیٹھے ہین دونون جانب سڑکین کنارے اُنکے بازار چار طاق بلقیس آراستہ ہی سڑک پر جواہر کٹا ہوسکتے بادزنگار لنگیان باندھے کٹورے چاندی سونے کے کمر مین رکھے چھڑکاؤ کر رہے ہین سرداران عالی تبار اپنی اپنی بارگاہ سلیمانی مین جاتے ہین اور لشکر امیر جہان تک پیک نگاہ جاتا ہی اُترا ہوا نظر آتا ہی بلکہ براہ مبالغہ یہ اندازہ ہی کہ از مشرق تا مغرب و از جنوب تا شمال فوج ظفر موج صاحبقران موجزن ہی لشکر مین ڈنکے بج رہے ہین پتیلیان چڑھی ہین قورمے بھُن رہے ہین بہادر ہاتھ تلوارون کے نکالتے ہین تودے بنائے ہین تیر اندازی ہو رہی ہی کسی جا سجادے بچھے ہین لوگ تلاوت صحیفۂ ابراہیمی کتب ربانی مین مصروف ہین محمور جاہ و جلال لشکر کا دیکھ کر دنگ ہوگئی اور دل سے کہتی تھی کہ کلہ گوشہ صاحبقران آج تا باوج آسمان پہونچا ہی کب کوئی انکے مقابل ہوسکتا ہی زہے خوبی لشکر و زہے عزم شان و کر و فر یہ فحوائے نظم۔

بیکے ملک در راہ رزم آوران
برونق زبت خانۂ چین نکو

بہ معمورگی بہتر از اصفہان
دلے مردمش صالح و نامجو

محمور سرخ چشم حیران کار کھڑی تھی کہ ایک سمت سے سامان اور تجمل سواری ظاہر ہوا ہٹو بچو کا شور سنائی دیا دیکھا کہ آگے آگے سقے گلاب و کیوڑا چھڑکتے نکلے بعد انکے طفلان مہر صورت منقلین

روشن کیے عود و عنبر سلگاتے گذرے پھر خاص بردار اور چوبداروں کے پرے ظاہر ہوے جب یہ سب آگے بڑھے اُسوقت سواران ذری پوش انتظام کنان پیدا ہوے اُنکے پیچھے گلدستے اور درخت جواہر کے جنین پچھے موتی کے آویزان تھے ملازم لیے وردیاں معقول پہنے نکلے اور سامنے سے مرکب پری پیکر پر شاہزادہ والا تبار برہم زنندہ زمرہ بے ایمان و گل گلزار صاحبقران نور دیدہ مومنان و مسلمانان صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران اعظم نورالدہر بن بدیع الزمان عالی ہمم برآمد ہوے گرد اُنکے سردار جنکو شاہزادے نے زیر کیا ہی مرکبون پر سوار ہین ایک ایک ان مین ذیوقار ہین شل طہماس بن عنقو ئیل دیو پرور و فضل بن گیا حور خون آشام وغیرہ کئی سردار ہمراہ ہین ذکر اُنکے زیر ہونے اور اطاعت مین شاہزادے کے آنے کا دفتر چہارم ایرج نامہ مین مذکور ہی حاصل کلام مخمور نے صورت جان پرور شاہزادۂ عالی گوہر کو جو دیکھا ششدر رہوگئی کس لیے کہ اس جوان حسین صاحب تمکین کو پایا کہ جبکا روے زیبا آفتاب تابان کو شرماتا تھا اور شوکت و صولت مین فسانۂ رستم کو قصہ بیہودہ بتاتا تھا نظم

بسر کردہ لباس ارغوانی	بہار حسن و آغاز جوانی
قدش چون سرو بستان سرکشیدہ	زغم آسودہ و آفت ندیدہ
رخش تابان میان زلف پرتاب	چنان کاندر شب تاریک مہتاب
لبے چون غنچۂ لبریز تبسم	دہانے راہ خندیدن دروگم
جبین و عارض آن غیرت حور	نمودے ہمچنے نور علےٰ نور
دو ابرویش بحکم نرگس مست	پے تاراج دل دادہ بہمدست
نوشتہ دست قدرت چشم بد دور	دو نون سرنگون پر سودۂ نور
چگویم وزدی آن چشم پرفن	کہ دل بردی بیک زدیدہ ویدن
زمژگان دستگاہی ساحری داشت	ید طولے بہ فن دلبری داشت
ہر آن زخمی کہ میرد تیر مژگان	لب او سرنگون کردی نمکدان
حلاوت زخم دل را زان نمک بود	کسے نشنیدہ شیرینی نمک سود
چگویم وصف آن سیب زنخدان	کہ بردہ گوے حسن از ماہ رویان
بیاض گردن آن رشک گلشن	بنودے چارہ جز گردن نہادن
سخن از زیر نافش کفر و شین است	دعورت چشم پوشی فرض عین است

زساق وساعدش جان را جلا بود بلاؤ فتنہ جاؤ شان راہش	زدست و پاش دل بیدست و پا بود اجل قربان بر چشم سیاہش

مخمور سرخ چشم دیکھتے ہی بیتاب و بیقرار ہوئی اور ہزار جان سے شاہزادہ پر نثار ہوئی غشی طاری ہوئی کنیزون نے گلاب کیوڑا چھڑک کر ہوشیار کیا اس عرصے مین سواری شہزادہ کی نکل گئی بناچار کف افسوس ملکر رہگئی کچھ بس نہ تھا آخر مجبور غم عشق کو سینۂ حسرت و فینہ مین پنہان کر کے زار و نالان طرف طلسم کے روانہ ہوئی دل سے کہتی تھی کہ بغیر شراکت عمرو کی یہ مطلوب کا ملنا دشوار ہو دوسرے تو طلسم مین رہے اور عمرو ملازم امیر کی رفاقت نہ کرے جب معشوق سے سامنا ہوگا اور وہ اسکی شکایت کرینگے تو بڑی ندامت ہوگی یہان سے چلکر عمرو کو بار دریاے سحر کے لے چل اور صرصر کی اطاعت مین سرگرم ہو اسی طرح کی فکر کرتی اور چشمۂ چشم سے خون ناب بہاتی یہ اشعار فراق آمیز زبان پر لاتی

اشعار

ای گل تازه رخ گلشن ناز
عارضت آئینۂ جوہر دار
ہر کجا جلوۂ قامت داری
شعلۂ طور چراغیست از تو
بسر زلف پریشان سوگند
بخدنگ نگہ و برق وہلا
بوفائیکہ ز در راندہ تست
زندہ کن رسم مسیحائی را

بلبل جان بہوایت مساز
ای بیک جلوه خرابم کردی
روز بازار قیامت داری
وای از دست تو ای پر بیداد
بشکست دل و پیمان سوگند
بنگاہے کہ در و پردۂ دل
بہ بجائیکہ زجان خواندہ تست

ای ہمدم واشد زلف طرار
بہ نگہ سینہ کبابم کردی
آب و رنگ گل داغم از تو
بقسم نوبت تقریر فتاد
بکمان داری ابروے دوتا
بہ حیاے کہ کند غنچہ خجل
بخش جانے تن سودائی را

اسی طرح با دل زار و اشکبار داخل طلسم ہوئی اور اس طرف صرصر سحر نے بختیارک کو طلسم مین لاکر اژدہار آتشیری اور شیر نے سوار کیا سیر طلسم کراتے تمام مقامات عجائب و غرائب دکھاتے لے چلے طائران طلسم نے اسکی آمد کی خبر افراسیاب کو پہونچائی وہ بہر استقبال مع سرداران نامی کے آیا یہان تک کہ بڑے عزم و شان سے اول لشکر حیرت دکھانے کو طلسم ظاہر مین لایا حیرت اور صورت نگار سردارون کو لیکر پیشوائی کو آئی نقارے طلسمی بجنے لگے صرصر کا لشکر دکھایا اور سب حال بیان کیا بارگاہ مین لاکر ارباب نشاط کو بلایا ناچ ہونے لگا افراسیاب نے حکم دیا کہ جب تک ملک جی لشکر مین تشریف فرمائین باغ سیب مین کچھ سردار جاکر دعوت کی تیاری کرین باغ کے مکان اور عمارتین آراستہ ہون فرش بدلا جائے شیشہ آلات سجا جائے میخانہ درست ہو مطبخ مین طعام

لذیذ تیار کیا جائے اس حکم کو سنکر شگوفہ نقلی یعنے عمرو جو ہمراہ شہنشاہ کے استقبال کے لیے آیا تھا اور اس تدبیر
سے دریا کے پار اُترا تھا کہ شگوفہ اصلی جسکو بیہوش کر چکا ہو اُسکی کنیزین اور ملازم اس کے مطیع ہین
اور اپنا مالک جانتے ہین اُسنے حکم دیا کہ سواری سحر سے تیار کرو کہ مین شہنشاہ کے ہمراہ چلون اور
مین عمرو کے گرفتار کرانے مین خستہ ہون ورنہ خود سحر کرتی کنیزین حکم بجا لائین اور تخت سحر کا
بنا کر دیا عمرو سوار ہو کر افراسیاب کی سواری کے پیچھے ہو لیا ادھر تو کنیزون نے سحر پڑھکر تخت
کو روان کیا ادھر افراسیاب نے کنارے دریا کے پہونچکر حکم کیا کہ اے دریا مجھے اور میرے ہمراہیون
کو راہ دے غرض کہ اس تدبیر سے عمرو اُتر تو آیا اور قصد رکھتا تھا کہ اپنے لشکر مین جاؤن مگر اسوقت
حکم تیاری باغ اور سامان دعوت سنکر بیقرار ہوا اور دل سے کہا اگر بن پڑے تو اس دعوت کو
چلکر لوٹو اور بختیارک حرامزادہ جو تمھین قتل کرنے آیا ہے اُسکو جوتیان لگا کر خوب ذلیل کرو بس یہ
سوچکر اپنی جگہ سے اُٹھکر اُسنے عرض کیا کہ اے شہنشاہ کنیز جا کر انتظام دعوت کرتی ہے افراسیاب
بسبب گرفتار کرانے عمرو کے اس سے خوشنود ہو جواب دہ ہوا کہ بہتر ہو ہمنے سب کار و بار
تمھارے متعلق کیا دیکھین کہ کس شایستگی سے اس کام کو انجام دیتی ہو حسن خدمت مین ملک
و مال ہمسے لیتی ہو شگوفہ نقلی آداب بجا لا کر رخصت ہوئی چلتے وقت افراسیاب نے سحر پڑھ کر
دستک دی کہ نگہبان دریاے خون روان کو اسکے جانے کی اطلاع ہوگئی شگوفہ نقلی دریا
پر پہونچکر تخت کنیزون سے روان کرا کے پار اُتر گئی اور باغ سیب مین پہونچکر عہدہ دارون یعنے
داروغہ مطبخ خانہ اور مکاندار اور فراش اور مالک بیخانہ وغیرہ کو بلا کر حکم سُنایا انعام بیکران پانے
کا امیدوار کیا سب درستی جلد جلد ہونے لگی آئینے قد آدم نصب ہوئے چھتین مکلف لگائی گئین
دیوارگیریان صاف و شفاف درست ہوئین شیشہ آلات ہانڈیان جھاڑ کنول وغیرہ مزین و مرتب
طور سے ترتیب کیے مردنگیون کی دوہری باڑھ سامنے مسند کے لگائی چنگیر چوگھڑے گلدستے چنے گئے
مکان کے کونون پر گھڑیان جڑ دین تصاویر آئینے کے اندر شاہان دہر کی درست کین باغ کے درخت
شبنم و بادلے اور زربفت سے منڈھوائے نہرون مین گلاب کیوڑہ اور بید مشک بھروا دیا ہر ایک کا
فوارہ ہر جگہ چڑھوایا اوٹ پھولون کے مناسب جگہ پر کھڑے کیے نازنینان مہر جمال و ماہ تمثال بہر
خدمت گذاری مقرر کین کہ وہ باغ مین ہر طرف کو کار و بار کرتی پھرتی تھین کوئی سامان اور کوئی
چیز ایسی نہ تھی جو اُس جگہ موجود نہو بلکہ بمقتضائے مثنوی

باغ کاہے کو تھا پرستان تھا | تحفہ ہر طرح کا مگر وان تھا
ہر طرف بید مشک کا چھڑکاؤ

خوبرو دیون کا ہر جگہ یہ جماؤ
سیم و زر کی بنی تھی ہر دیوار
جھومتی تھی چمن مین باد صبا
موتیا تھا کہین کہین بیلا
ساونی تھی کسی جگہ پھولی
تاک انگور پر غضب کی بہار
جیسے بکھرے ہون بال دلبر کے
تھے کسی جا پہ رقص مین طاؤس
لہرین لیتی تھی رحمت باری
اسکو دیکھے تو ہو پری ششدر
پہونچے اسپہ نہ وہم کی بھی کمند
تھا درخشندہ ہر ستون اسکا
مار اُن مین شعاع مہر کے تھے
ہانڈیان اسطرح کی تھین نایاب
چھت کی زنجیرون مین لٹکتے تھے
خوبصورت تھی ایسی ہر تصویر
جلوۂ نخل طور پیدا تھا
میز پہ الماریان بہت خوشتر
دشمن ہوش تھی کسی مین شراب
سر دے پر نور وہ سفید سفید
گاؤ تکیے لگے ہوے اُسپر
لالٹینین بھی اسقدر نایاب

پھرتے تھے اس طرح ہوا کھاتے
اور جواہر کے اُسپہ نقش و نگار
نسترن اور رائے بیل کہین
کہین سوسن کسی جگہ چنپا
جعفری تھی کہین کہین لالا
لوٹے جاتے تھے دیکھکر میخوار
ہر گل تر تھا عارض مہرو
تھے بہت اہل دید کو مانوس
تھی جو تعمیر بحر رکو ٹھی
بیخودی سے رہے نہ کچھ تھی خبر
خوبصورت ہر ایک حلقۂ در
ساق محبوب سے کہین اعلا
نصب تھے اُن مین آئینے ایسے
کہیے بحر صفا کے انکو حباب
کتنی پر نور تھی ہر اک مرزنگ
دیکھ پائے پری تو ہو تسخیر
سبز مخمل کا فرش وہ نایاب
ہر طرح کے سجے ہوے کنٹر
تھا چھپر کھٹ لگا ہوا ایسا
عاشقون کی ہو جیسے صبح امید
قابل دید تھی ہر الماری
کہیے شمس و قمر کا انکو جواب

ہوش پریون کے تھے اُڑے جاتے
فصل گل نے کیا تھا متوالا
کہین نرگس کہین گل نسرین
عشق پیچان کہین کہین جوہی
چوگلا تھا کہین کہین کلغا
لچھے ایسے تھے سنبل تر کے
تھی چنبلی مین جسم یار کی بو
نہر جو بہتی تھی چار سو جاری
نئے انداز کی عمارت تھی
قصر جنت سے تھی کہین وہ بلند
کہین آغوش حور سے بہتر
سب درون مین تمامی کے پردے
رشک رخسار مہ جبین قسمیے
جھاڑ ہر رنگ کے قرینے سے
ہو دل حور جسکو دیکھ کے دنگ
فرشی جھاڑ ونمین نور ایسا تھا
نیند آجائے جسکا دیکھ کے خواب
بعض مین کیوڑے العطش مین تھا گلاب
بانون پھیلائے دیکھکر لیلا
آگے اُسکے تھی مسند پُر زر
شیشے کنٹر اچاریون سے بھری
خلاصہ یہ کہ جب سارے مکان

کی آراستگی ہو چکی اسوقت میخانہ عمرو نے خود جاکر سجا اور خمہائے شراب مین بیہوشی خوب ملائی
سیرون کیا بلکہ منون بیہوشی صرف کی داروغہ میخانہ سے کہا کہ شراب کے تیز اور عمدہ کرنے کا
نسخہ یہ تیار کیا ہے اس سفوف کو ملاؤ وہ اسکا مطیع حکم تھا جو کہا وہی بجالایا بعد اسکے باورچی خانے

مین جاکر ہر ایک دیگ کا مُنہ کھول کر بیہوشی ملائی اگر کسی نے دیکھا بھی تو کہا یہ گرم مصالحہ مین نے لاکھون روپیہ صرف کر کے بنایا ہی آج شہنشاہ کو حظ کھانے کا اُٹھے گا اور میری بدولت سب باورچیون کو انعام ملے گا غرض کہ جب سب اپنی تدبیر کر چکا منتظر آمد افراسیاب ہوا وہان شاہ طلسم دن بھر بختیارک کو لشکر کی سیر کراتا رہا جب خادم میزبان دہر نے تنور فلک کو آتش مہر سے سرد کیا اور قفلی کو ماہتاب کے دستر خوان اطلس چرخ پر چُنا **نظم** ؎

نور چشم سیہ اوڑا شب کا پھیلا عالم مین دام گیسوے شام		سُرخ چشم نہار صید ہوا پھر دکھایا فلک نے روے شام

افراسیاب باحشم وخدم بختیارک کو لیکر داخل باغ سیب ہوا اور آرایش قصر دیکھکر نہال محظوظ ہو کر شگوفہ کو خلعت دیا مقام صدر پر مہمان کو بٹھایا تمام باغ مین روشنی ہوئی اور رقاصان پری تمثال حاضر ہوئین اُسوقت مخمور سرخ چشم بھی آکر پہونچی اور شریک جلسۂ دعوت ہوئی اسطرح حیرت بھی لشکر سرداران ذی رتبہ کو سپرد کر کے مکان دعوت مین آئی جب سب جمع ہو چکے اس وقت وہ ساحر جسکو عمرو نے اپنی صورت کا بنا دیا ہی اور پشتارہ مین بندھا پڑا ہی اُسکو سامنے طلب کیا اور پشتارہ کھلوا کر بختیارک کے ہاتھ مین خنجر دیا کہ اسکا سر قلم کر و اُسنے بائین آنکھ کو عمرو کی دیکھا اُس مین تل شناخت کرنے کا ہی اُس ساحر بیہوش مین بینے جو عمرو کی صورت ہو اُسکی آنکھ مین تل بنایا بختیارک مسند پر سے اُٹھکر کے ناچنے لگا اور پکارا کہ صلوٰۃ بر ابراہیم پیغمبر خدا وند نعمت لقا ای افراسیاب جلد مجکو یہان سے رخصت کر دے اب اس جگہہ کوئی لمحہ مین آفت آیا چاہتی ہی مین پہلے ہی کہتا تھا کہ پیرو مرشد برحق کو کون گرفتار کر سکتا ہی اس اثنا مین مخمور نے کہا ملک جی آپ کو شبہہ ہی جلد اُسکا سر جُدا کیجیے یہ عمرو ہی شہنشاہ نے بڑی جستجو سے اسے قید کیا ہی تل کا کیا دیکھنا کہین یہ گیا ہوگا بختیارک نے کہا مین مسلمان ہون اشہد ان لا الہ الا اللہ ابراہیم خلیل اللہ مجھ سے سر نکٹ سکے گا اور کیون کسی بیچارے اپنے عزیز یا برادری کے ساحر کو قتل کیا چاہتے ہو شہنشاہ عمرو کے دشمن قید ہون یہ کوئی تم مین کا ساحر ہی اور علاوہ برین اُس شخص کے سر مین اتنوا ایک بال بھی نہین جو جوتیان حضرت کی کھائے یہ کہکر رفیدہ سر پر سے اُتار کر دکھایا فی الحقیقت کھوپڑی صاف اور چکنی تھی افراسیاب اور سب اہل دربار ہنسنے لگے کہ دراصل یہ شخص شیطان ہی ہی اور مخمور سرخ چشم سے اشارہ کیا کہ اسے بکنے دے تو سر عمرو کا کاٹ لے بختیارک نے کہا ابھی تم ہنستے ہو کوئی گھڑی مین رؤ وگے مختصر یہ کہ اسکا کہنا نہ سُنا مخمور سرخ چشم نے حکم

شاہ طلسم سے سر عمرو مصنوعی کا جدا کیا بختیارک آنکھین بند کرکے بیٹھ گیا اور اس ساحر کے مرنے سے
شور اور غوغا بلند ہوا کہ کشتی مرا نام من فرہاد جادو بود آگ پتھر برسنے لگے بختیارک خوب اچھلا
اور کودا اور پکارا کہ وہ مارا مین نہ کہتا تھا کہ جناب مستطاب معلے القاب گردون رکاب شاہون کے شاہ
ہم غریبون کے پناہ سرکردہ روزگار عمرو نامدار کو کون پا سکتا ہو افراسیاب بہت ذلیل ہوا اور اٹھ کر
وہ درخت جو شگوفہ نے اپنے حیات کی نشانی کا لگایا تھا اُسے دیکھا ازبسکہ وہ ابھی زندہ صحرا مین پڑی
بیہوش ہو اس باعث سے درخت کو سرسبز اور شاداب پایا سمجھا کہ شگوفہ سحر جو یہان موجود ہی یہ تو
وصلی ہی لیکن عمرو کے گرفتار کرتے وقت معلوم ہوتا ہو اسنے دھوکا کھایا اصلی عمرو کو پایا نہین ناموری
کے واسطے کسی کو عمرو بنالائی یا عمرو کسی کو اپنی صورت کا بنا کر آپ اسکے پنجے سے نکل گیا بہر حال ایسا ہی
کچھ فتور رہو ایہ مضمون شاہ طلسم سوچکر خاموش ہو رہا لیکن بسبب تر و تازہ ہونے درخت حیات کے یہ گمان
مطلق نہوا کہ شگوفہ سحر کی شکل بنا ہوا عمرو یہان موجود اور منتظم ہو غرضکہ مسند پر آکر بیٹھا اور گویا ہوا کہ ملکہ جی
آپ سچ فرماتے تھے عمرو گرفتار نہین ہوا مگر آپ دعوت نوش فرمایئن مین عمرو کو گرفتار کراتا ہون
بختیارک نے کہا مین دعوت سے باز آیا آپ مجھے خداوند پاس بھیجدیجیے افراسیاب نے بمنت
تمام روکا اور حکم دیا کہ سامان عشرت حاضر کرد بجبر وار شاد شگوفہ نقلی جو منصرم کاروبار ہو اسنے میخانہ سے
کشتیان بادۂ ناب کی آغشتہ بدار وے بیہوشی حاضر کین اور ساقیان ماہ لقا جام بھر کر سامنے لائے
پہلے بختیارک نے پی پھر اہل انجمن نوش کرنے لگے گائنین خوش گلو زہرہ جبین ساز سے دمساز ہو کر
تانے لگانے لگین عجب سمان بندھا کہ فلک پیر بھی اپنی گردش بھولا اس اثنا مین افراسیاب
کو شراب بیہوشی کا نشہ دوبالا ہو اسنے اپنے دونون ہاتھون کو دیکھا اسکے دہنے ہاتھ مین یہ صفت ہی
کہ حال اچھی بات کا اور ساعت نیک ظاہر ہوتی ہی اور بایئن ہاتھ مین حال بُری باتون کا اور ساعت
بد معلوم ہوتی ہی فی الجملہ اسوقت بایئن ہاتھ سے ثابت ہوا کہ چند گھڑیان اسدم تیرے لیے ذلت
اور بُرائی کی ہین تھوڑی دیر کے لیے محفل سے چلا جا ورنہ خرابی ہوگی یہ دریافت کرکے حالت نشہ مین اور
کچھ زیادہ تفتیش نہ کر سکا اُسی طرح انجمن کو چھوڑ کے اپنے ہمشبیہ کو اپنی جگہ بٹھا کر آپ غائب ہو گیا اور
بسبب حرکت کرنے کے کچھ دیر مین بیہوشی نے تاثیر کی ایک مقام پر بیہوش ہو گیا ادھر اہل محفل جو مصروف
نا ؤ نوش تھے بعد لمحہ کے بیہوش ہونے لگے شگوفہ نقلی نے ایک خُم شراب کی خادم خدمتگار وغیرہ کو دی
کہ شیطان خداوند کی دعوت مین حکم شاہ طلسم ہی کہ کوئی محروم نہ رہے لہٰذا تم بھی شراب پیو اور ناچ
دیکھو سب ادنیٰ و اعلیٰ خوشنود ہو کر مشغول میخواری ہوے ادھر بعض اہل عملہ ساحرون کو حکم دیا کہ

جسکو خواہش کھانا کھانے کی ہو وہ مطبخ مین جاکر بلا تامل کھانا نوش کرے خلاصہ کلام ایک آن مین ادنے
واکابر وغیرہ کو بیہوشی طاری ہوئی اور باہم گفتگو بیہودہ ستون کی طرح کرتے اور جوتی پیزار آپسمین لڑتے
مردے کی طرح بحس وحرکت ہوے مگر ہمشبیہ افراسیاب آئینے کے اندر بیٹھا رہا اور بیہوش نہوا عمرو
اُسے دیکھکر گھبرایا اور سامنے اُسکے بھی جام شراب بھرکر رکھا اُسنے کچھ اعتنا نہ کی پھر عمرو نے اُسے سلام کیا
اُسنے ہاتھ ماتھے پر رکھ لیا مگر مُنھ سے نہ بولا عمرو نے دل سے کہا مطلب ہی فوت ہوتا ہے اب ہرچہ بادا باد
جو کچھ قتل وغارت منظور ہو وہ کرو وقت کو ہاتھ سے نہ دو یہ خیال کرکے اول بختیارک کو ہوشیار کیا اسکی جو
آنکھ کھلی عمرو کو باخنجر برہنہ پایا اور سب محفل کو مدہوش پایا جلدی سے تسلیم کی اور عذر خواہ ہوا کہ جناب
عالی وہ شخص تو آپکے غلام کا غلام بلکہ تلام کا احتلام ہے جو حکم ہو بجا لاؤن عمرو نے کہا ملک جی اب
باتین نہ بناؤ وہان سے ہمارے قتل کرنے کو آئے تھے آج تم بچوگے نہین اچھا لو یہ خنجر حاضر ہے جلدی سر ان
ساحران نابکار کے جدا کرو بختیارک نے عرض کیا بہت خوب یہ حرامزادے سب اسی قابل ہین اور
واجب القتل ہین عمرو نے اسوقت رفیدہ اُتار کر ایک جوتی سر بختیارک پر لگائی کہ نالائق باتین بناتا ہے
جس کام کو کہا ہے اُسے نہین کرتا بختیارک پر جوتی پڑی کیلیون سے نعلین کی سر سے خون جاری ہوا مگر سر کو
سہلاکر کہتا جاتا تھا کہ زہے سعادت اس فرزند خوش نصیب کی جسکو ایسا باپ شفیق اور مہربان مارکر
نصیحت فرمائے قسم ہے اپنے دین وآئین کی کہ کوہ عقیق مین مجھے یہ لذت نہ حاصل تھی سرکو اس نعلین
کا بڑا اشتیاق تھا آخر طالع یاور اور بخت رسا نے مدد کرکے سر کو اس جوتی تک پہونچایا عمرو اسکی باتون سے
ہنسا اور سمجھا کہ یہ ایسی فقط باتین کرکے وقت کو ضایع کریگا تم اپنا کام کرو بس در باغ جاکر بند کیا اور زنبیل سے
دس پانچ قیدی جنکو اکثر اوقات پکڑکر زنبیل مین ڈال لیا ہے نکالکر حکم دیا کہ جلد یہان کا اسباب فرش
وتخت وکرسی ومیز اور دنگل وغیرہ سمیٹ کر ایک جا کرو عرصہ ہوگا تو تمہین مار ڈالونگا وہ سب اسباب ایک
جا کرنے لگے اور عمرو جو مال کہ ڈھیر ہو جاتا تھا اسکو جال الیاسی مارکر زنبیل مین رکھتا تھا اور آپ بھی ہر جگہ
جال مارکر لوٹتا پھرتا تھا اور بختیارک ساحرون کا لباس اور ساحرنیون کا زیور براہ خوف بعجلت تمام تر
اُتار کر ایک جگہ انبار کرتا تھا یہان تک کہ دو گھڑی مین سارا باغ ویران کرکے عمرو نے ساحرنیون کا سر
مونڈنا شروع کیا اور قیدیون سے اپنے روغن دیکر کہا ان سب کا منھ کالا کرو لیکن جب مخمور کے سر
مونڈنے کی نوبت آئی عمرو کو احسان اسکا یعنے چھٹنا اونیا خمار کے ہاتھ سے یاد آگیا اسکا سر مونڈنے اور
پوخاک لینے سے باز رہا باقی ہر ایک کا سر مونڈکر اور جو تیونکا گلے مین پنھا کر منھ کالا کیا اور ساحرون
کے نیشین کو تانت سے باندھکر درختون مین دو سر اتانت کا باندھ دیا اور بعض کو عورت کی صورت

بنا کر بعض کے پہلو مین لٹا دیا اور کسی کو ریچھ والا اور بندر والا بنا کر ڈگڈگی ہاتھ مین دیدی جب ان کامون اور
لوٹنے سے فرصت پائی بختیارک کو مارنا شروع کیا کہ جلد سر اُنکے کاٹ وہ ناچار چھاتی پر چڑھ کر ساحرون کو
ذبح کرنے اور مارنے لگا شور نشور محشر کی طرح ہنگامہ برپا ہوا عمرو نے اُسوقت کھال کتے کی نکالی کہ جیسر
بڑے بڑے بال تھے اور گھنڈیان پیٹ کی جگہ اُسمین لگی تھین اُسکو پہنکر زمین پر گر کر مثل سگان تازی کے
جست کرکے ایک گوشۂ باغ مین جا کھڑا ہوا اور چلتے وقت ایک رقعہ لکھکر مقام نشستگاہ افراسیاب
پر ڈالدیا اُسمین لکھا تھا کہ این کار عمرو نامدار ست غرضکہ خود ایک گوشہ باغ مین بصورت کلب جا کر ٹھہرا
بعد لمحے کے جب افراسیاب اپنے مقام پر ہوشیار ہوا باغ کی جانب چلا اب اور طرف کی بات سُنیئے یعنی وہ
شگوفہ سحر جسکو عمرو بیہوش کرکے صحرا مین چھوڑ آیا تھا ہوشیار ہوئی اور ہر سمت صرصر کو تجسس کرنے لگی اور
عمرو کو بھی ڈھونڈھتی پھری جب کہین پتا نہ لگا تو سمجھی کہ صرصر شاید عمرو کو پکڑ لے گئی ہوگی یہ سوچکر باغ
سیب کی طرف روانہ ہوئی اور اُسوقت آکر پہونچی کہ عمرو جا چکا تھا اور بختیارک ساحرون کا سر خوف
عمرو سے کاٹتا پھرتا تھا شگوفہ نے کیفیت مجلس اور اسکا ذبح کرتے پھرنا دیکھکر تصور کیا کہ عمرو جو قید ہوکر
آیا ہے اُسنے قابو پا کر سب کو بیہوش کیا ہے وہی سب کے سر کاٹ رہا ہے پس دیکھتے ہی وہین سے سحر کیا کہ
بختیارک کے دست و پا بحس ہوئے اور شگوفہ نے آکر تازیانہ سحر سے تیار کرکے مارنا شروع کیا اور
بختیارک نے عمرو کو اسی صورت کا بنا ہوا دیکھا تھا سمجھا کہ خواجہ ہین غرض وہ منت و سماجت کرنے
لگا کہ حضور مین تعمیل حکم کر رہا ہون بہتون کے سر کاٹے ہین مجھے زد و کوب نفرمایئے شگوفہ نے اس کلمہ پر
اور زیادہ مارا اُسوقت تو یہ لگا دوہائی دینے کہ دوہائی افراسیاب کی مجھے گھر مین بلا کر خوب دعوت کی
کہ کھانے کے بدلے خوب مار کھلائی ارے واسطہ سامری و جمشید کا کیون مجھے مارے ڈالتے ہو ہرچند
یہ چیختا ہے اور غل مچاتا ہے مگر شگوفہ سماعت نہین کرتی اور اسکو پیٹے جاتی ہے ایک ہنگامہ بلند ہے کہ ادھر
سے افراسیاب آکر پہونچا اور اُسنے دیکھا کہ ساری محفل بیہوش پڑی ہے اور شگوفہ تازیانہ لیے بختیارک
کو مار رہی ہے یہ دیکھکر اُسکے ذہن مین آیا کہ شگوفہ بنکر عمرو یہان موجود تھا اُسنے سب کو بیہوش کیا اور اب
شیطان خداوند کو مارتا ہے اس تقین کے ہوتے ہی بغیظ و غضب تمام سحر پڑھکر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ برق
چمککر شگوفہ سحر پر گری کہ دو ٹکڑے کرکے زمین مین اُتر گئی اور اُسکے مرنے کا شور اُٹھا اور صدا آئی کہ افسوس
مردیم و جان و دادیم کشتی مرا نام من شگوفہ سحر جادو بود یہ ندا سنکر افراسیاب گھبرایا کہ یہ تو شگوفہ اصلی
تھی اور نہایت پریشان ہوکر باغ مین آکر جو درخت حیات کو دیکھا شگوفہ کے مرتے ہی وہ جل گیا تھا
اسوقت افسوس کرکے خیال کیا کہ اور سب بیہوش ہین مگر شیطان خداوند ہوشیار ہے اغلب ہے کہ یہ

عمرو ہو بہت کچھ سمجھ کے اسکی جانب بہ نگاہ غضب دیکھا بختیارک نے کہا ابھی تو یہ قحبہ مجھے پیٹ رہی تھی
جو واصل جہنم ہوئی اب تو گھورتا ہی کیون گھر مین بلا کر بجیلۂ دعوت عداوت پر کمر باندھی ہی کب کی
مجھ سے دشمنی نکالی ہی اے افراسیاب دیکھا تو نے استاد برحق کی عیاری کو اب مناسب ہی کہ مجھے پاس
خداوند کے بھیجدے افراسیاب ان باتون کو سنکر قاصد ہلاکت تھا لیکن رک گیا کہ ابھی ایک دھوکا
کھا چکا ہون ایسا نہو کہ پھر افسوس کرنا پڑے اور پشیمانی ہو لیکن براہ تحفظ سحر سے حصار گرد بختیارک
کے کر کے ابر سحر برسایا کہ اہل محفل ہوشیار ہوے مگر کسی نے پہلو مین اپنے عورت کو لیٹے پایا جان جان
کہکر اس سے لپٹا اور کسی نے بید حرک اٹھنے کا قصد کیا تو انٹین بندھے تھے جھٹکا جو لگا ہاے کر کے
پھر گر پڑا کسی نے منھ جو پھیرا جوتی ہاتھ مین پکڑا دی تھی وہ تڑاق سے رخسار پر لگی کسی نے ہاتھ کو جو اٹھا
کیا اور حرکت دی تو ڈگڈگی بجنے لگی خلاصہ یہ کہ وہ تمسخر اور استہزا ہوا کہ افراسیاب خود بھی ہنس پڑا اور
سب کو ڈانٹا کہ ذرا ہوشیار ہو کر اٹھو تمھاری حالت اسوقت دوسری ہی اب جو سب نے اپنی اپنی
کیفیت دیکھی نادم ہو کر سنبھل کے اٹھے اور سحر کر کے تانت انٹین سے کھولی اور گوشے مین گئے عورتین
اوہی اوہی کہکر بدن چرائی ہوئین اٹھکر بھاگین اسوقت مخمور بھی اٹھی اور ساحرو ساحرنیون کے
سر منڈے دیکھکر اپنے سر پر بھی ہاتھ پھیرا دیکھا سر مین منڈا ہی علیحدہ اٹھکر جا کے آئینہ دیکھا
تو منھ کالا نہ تھا پھر لباس اور زیور کو بھی بدستور پایا سمجھی کہ عمرو کو جو تو نے ایکبار رہا کیا تھا یہ اسکا
نتیجہ ہی غرضکہ افراسیاب نے اول کتاب سامری دیکھی کہ بختیارک اصلی ہی یا عیار ہی معلوم ہوا کہ اصلی ہی
اسوقت عذر اور معذرت کر کے اسکو بٹھایا اور حکم دیا کہ نئے سر سے سامان عشرت مہیا ہو چونکہ یہ بادشاہ
طلسم ہی اسی وقت ہزارہا ساحرو دوڑے اور فرش و مسند و شیشہ آلات وغیرہ درست ہوا میز اور
کرسی کو فرنگل بچھ گئے میخانہ پہلے کا آغشتہ بیہوشی جانکر پھکوا دیا اور نئے سر سے خمہاے شراب احمر
تیار کرائی گئین کھانا وغیرہ بھی بدلا گیا اس کاروبار کے کرنے مین لوگ اندر اور باہر پھرنے چلنے لگے
عمرو اسی طرح کترا بنا ہوا باہر باغ کے نکلکر صحرا نورد ہوا جب سب درستگی ہو چکی افراسیاب نے کہا
کچھ ساحرہ جائین اور عمرو کو ڈھونڈھ لائین یہ سننا تھا کہ بختیارک اٹھ کے قدم پر گر پڑا اور پکارا کہ
مجھے تاب مار کھانے کی نہین ہی واسطہ اپنے دین و آئین کا کہ مجھے خداوند پاس بھیجدو اور سارا بدن
اپنا دکھایا کہ دیکھو فگار ہو گیا ہی اب تم پھر عمرو کے گرفتار کرنے کا حوصلہ کرتے ہو افراسیاب نے
ہر چند روکا مگر اسنے نہ مانا آخر وہ جو دو چار گھڑی رات کہ اس ہنگامہ مین باقی رہی تھی اس عرصہ مین
کچھ تحفہ جات طلسم بہم پہونچا کر جسوقت شب گرد فلک مع لشکر کواکب کوچ کر گیا اور شہنشاہ زرین

قبائے شرق اور رنگ فیروزہ نگار پر اگر بیٹھا ابیات

تاریکی شب ہوئی جو کافور پھیلا دم صبح صبح کا نور
گردون کے چراغ جھلملا کے گل ہو گئے جھونکے سے ہوا کے

بختیارک کو طائر سحر پر بٹھلا کر سمت کوہ عقیق بھیجا اُس جلدی مین لشکر جو بہر مقابلہ حمزہ درکار تھا
وہ بھی ساتھ نہ کر سکا بعد روانگی اسکے حیرت کو بھی لشکر کی جانب روانہ کیا اور اہل دربار سے کہا
اب مجکو لازم ہی کہ عمرو کو زندہ قید کرکے پاس شیطان خداوند کے بھیجدون تا کہ جو کچھ انھون نے
یہان ذلت اٹھائی ہی اُسکا معاوضہ اُس سے کرین اور میری بھی ندامت دفع ہو لیکن اوّل مجکو سزا
دینا اس حرامزادی صرصر کو ضرور ہی کہ یہ کیسا عمرو گرفتار کرکے لائی تھی یہ کہکر واسطے احضار کے حکم ہوا
پیچے گئے اور صرصر کو صحرا سے اُٹھا لائے کس لیے کہ صرصر اُس مکان دعوت مین ساتھ شاہ کے آئی تھی
یہان سب اشیا پہلے ہی آغشتہ بیہوشی ہو چکے تھے ہر چند کہ یہ عیارہ تھی اور اُسنے ایک ایک کارپرداز
کو میزان فراست مین تولا تھا مگر کسی کو غیر نہ پایا تھا اور شگوفہ یعنے عمرو الگ الگ رہتا تھا بلکہ
اپنے ہاتھ سے مجلس مین شراب بھی دینے نہ آیا تھا فلہذا صرصر پہچان نہ سکی اور شریک صحبت ہو کر بیہوش
ہو گئی جب ہوشیار ہوئی عمرو کی فطرت پر خبردار ہو کے بھاگی کہ عتاب شہنشاہ مجھ پر ضرور آئیگا کہ عمرو
کو گرفتار کیا کر لائی تھی فی الجملہ اُسوقت جو پہنچے اُسکو اُٹھا لائے افراسیاب تازیانہ پکڑکے اُٹھا اور کہا
اے نالزادی ایسا ہی عمرو کو قید کرکے لاتے ہین صرصر نے کہا حضور شگوفہ نے گرفتار کیا تھا اور یہ کہکر
قدم پر گر کر نہایت عذر کرکے وعدہ کیا کہ اب ضرور بالضرور اصلی عمرو کو لاؤنگی غرض بمحبت تمام شاہ
جادوان نے خطا اُسکی معاف کی اور یہ دوبارہ واسطے گرفتار کرنے عمرو کے روانہ ہوئی جب باغ سے
آگے بڑھی دور سے عمرو نے اُسے جاتے دیکھا خیال کیا کہ اس سے بولنا کچھ ضرور نہیں جانے دو اور
عمرو کا وہ خوف ساحرون پر طاری ہی کہ ایک جگہ حیات جادو نام ایک ساحر نے عمرو کو جاتے دیکھا
دہشت سے کانپا اور راہ کاٹ کے چلا گیا کہ یہ بہت ہی بلا ہی اس سے سامنا کرنا اچھا نہین ہی اب
خواجہ تو صحرانورد ہین لیکن انتظام شاہ طلسم کا مذکور سُنیے کہ بعد بھیجنے صرصر کے ہمراہ ضیغم صورت شیر سوار
جادو ایک اپنے رفیق خاص سے کہا تو جا کر جب تک مین عمرو کو گرفتار کراؤن سر امیر حمزہ اور کل
نمک حرامون کا کاٹ لاکہ ہمراہ قید عمرو کے پاس خداوند کے بھیجون ہمراہ آداب
بجا لاکر رخصت ہوا اسوقت افراسیاب نے ایک نامہ مصور جادو کو کہ نبیرہ سامری ہی
لکھا مضمون اسکا یہ تھا **نظم**

کہ اے سرورِ جادوانِ جہان	ترے حکم مین ہی ہزارون کی جان
تو ہی قدوۂ دودۂ سامری	جگائی ترے نام نے ساحری
بھلا کون تیرے مقابل مین ہی	ترا غلغلہ چاہ بابل مین ہی
کمینہ ترا بندہ زر وشت نام	مقرر ہی شہپال تیرا غلام

آپ سابق مین اپنے ملک سے اسطرف نہضت فرما ہونے والے تھے باعث توقف سوائے خیریت مزاج ہمایون کے کوئی اور امر نہو فی الحال یہ عقیدت گزین عمرو عیار کے طلسم باطن مین آنے سے پریشان حال ہی ترصد کہ حضور نزول اجلال فرمائین تاکہ واسطے انتظام طلسم باطن کے ذات گرامی کافی ہوا اور مین طلسم ظاہر کا بند وبست کرون یا جناب والا طلسم ظاہر پر توجہ مبذول کرین احقر طلسم باطن مین رہے و دیگر حالات بروقت شرف حضوری گزارش خدمت ہونگے زیادہ نیاز اس نامے کو طائر سحر کے حوالے کیا وہ لیکر روانہ ہوا مصور کا ذکر سابق مین لکھا گیا تھا کہ خبر قتل شکل کش سنکر چلا تھا مگر ایک مقام پر آکر پہونچا اُسکو یاد آیا کہ اس زمانے مین میرے سحر پڑھنے اور سامری کے نام پر چلہ بیٹھنے کا وقت ہی یہ خیال کرکے اُسی جا فروکش ہوا کہ بعد چلہ پورے ہونے کے جاؤنگا اُسوقت طائر نے جاکر نامہ افراسیاب کو دیا پڑھکر شادمان ہوا اور جواب اسکا اس طرح سے لکھا ابیات

نامہ

اے شہنشاہ آسمان رفعت	اے شہ نیک خو وباصولت
بادشاہ جہان وگردن کش	حاکم ساحران عالی منش

نامہ محبت مشحون کے مضمون سے مطلع ہوکر واسطے قتل باغبان طلسم ظاہر کے عنان عزیمت کو ہمنے منعطف کیا بہمدم سامری فیصلہ جنگ کرکے تم سے ملاقات کرینگے اطمینان رکھو اُس نامہ کو طائر لیکر سمت شاہ طلسم گیا اور اُسنے کوچ کیا بعد قطع منازل وطے مراحل با فوج قاہر قریب طلسم ظاہر پہونچا لیکن جب طائر سحر نے شاہ طلسم کو جواب نامے کا لاکر دیا وہ اُسے پڑھکر خوشنود ہوا اور اُسی وقت حیرت کو لکھ بھیجا کہ نبیرۂ سامری اُس طرف آتے ہین اُنکی تعظیم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا حیرت اس تحریر کو پاکر مع سرداران استقبال کو چلی ادھر سے بران اپنی فوج لے کر بڑے کروفر سے دریاے خون روان کے پار اُترا حیرت نے اُسکے استقبال کے لیے یاقوت اپنی وزیرزادی کو بھیجا اُسنے جاکر پیشوائی کی ادھر حیرت پاس مصوصہ کے پہونچی اُسکے جاہ وجلال کو دیکھا کہ ابیات

پیل سا ایک اژدرِ خون خوارہ	اسکے اوپر تھا وہ خبیث سوار
اپنے فن مین تھا وہ لعین کامل	سحر جادو مین مستعد قابل

غرض اُس طرف سے بہران اور ایک جانب سے مصتور مع افواج قاہرہ داخل لشکر حیرت ہوے ایک ہنگامہ اور غلغلہ برپا تھا انکے آنے کی خبر مہرخ کو ہوئی دربارگاہ پر اپنی کھڑے ہوکر مع سرداران کے آمد لشکر دیکھنے لگی کہ ابیات

	تینوں مین چمک تھی بجلیون کی		جلتی تھین جا نین تاریون کی
	اُمڈی ہوئی کفر کی گھٹا تھی		گھوڑون مین رعد کی صدا تھی

مختصر یہ کہ بارگاہین برپا ہوئین لشکر اترے مصتور اور صورت نگار زن و شوہر باہم ملاقی ہوے بہران بھی شریک انجمن ہوا مصتور نے اُس سے کہا کہ ہمارا ارادہ ہی کہ ہم تم ملکر حریف سے لڑین اُسنے جواب دیا کہ مجھے سامری کی مدد کے سوا کسی کی اعانت نہین درکار ہے یہ کلمہ مصتور اور صورت نگار کو برا معلوم ہوا مگر خاموش ہو رہی حیرت نے دعوت و ضیافت دونون کی فرمائی شغل مے نوشی رہا جسدم نقاش دہر نے صفحہ دہر سے نقش زرین خورشید کو مٹایا اور ورق سبز سپہر کو ستارون سے زرافشان کیا کہ نظم

	جہان دارا انجم بصد عظم و شان		قدم رنجہ فرمود بر آسمان
	بیاراست بر چرخ بزم سرور		منور جہان گشت از فرط نور

بہران نے حکم نواخت طبل جنگ دیا نقارہ رزمی گرگڑایا طائران سحر اور عیارون نے جاکر مہرخ کو بھی مطلع کیا ادھر بھی نغیر سحر کو دم ملارات بھر طرفین سے تیاری رہی ساحرون نے سحر جگایا بہادر اور دلاورون نے تلوارون کو سان پر چڑھایا طول ہر مقام پر بجا ہے شب گذر کر آخر وہ وقت آیا کہ آہوے دشت اخضر گردون یعنی ماہ صید ہوا اور ضیغم فلک با دبدبہ و شوکت میدان چرخ پر آیا کہ ابیات

	ماہ تابان ہوا نگہ سے نہان		ہوا گردون پہ مہر جلوہ کنان
	چلے دشت وغا کو دو لشکر		ہر طرف تھی صدائے شور و شر

لشکر دونون طرف سے بعظم و شان تمام میدان قتال مین آئے ہنگامہ دار وگیر برپا ہوا کہ ابیات

زمین ہل گئی آسمان ہل گیا		سمندون سے دونون جہان ہل گیا
چقاچاق خنجر بہ گردون رسید		زمین خون شد و خون بجیحون رسید

حکم صف آرائی ہوا میمنہ میسرہ وغیرہ درست کیا گیا سردار آگے بڑھے منچلے جوش جوانی دکھانے لگے نامرد منھ چھپانے لگے نقیب للکارے بہادرون کو پکارے مذمت دنیا سے قالی زبان پر لائے وہ نظم

سنا ہے کہ عروس مرگ کا ہر ایک مشتاق ہو یعنی نظم

عیش و می دیار جوش مستی کب تک	عجب و غرور و خود پرستی کب تک
اس دیر خرابات سے جانا ہے ضرور	غافل ہشیار ہو کہ ہستی کب تک

اے نامدار و آج میدان جنگ کو بزم عروسی بنادو خون مین سرخرو ہو کر عدو کو نہلا دو شمع ناموری کو روشن کرو عروس مرگ سے منعقد ہو تلوارون کی جھنکار کو ساز کا بجنا سمجھو نعرون کو ہل من مبارز کے راگ تصور کرو کہ نظم۔

عنان راز دشت و غار بر متاب	کہ نامرد در ہر دو عالم خراب
شجاعت خدا و رسول را پسند	شجاعان ز دنیا بجنت رسند

اس صدا کو سنکر بہادر بشاش ہوئے نامرد بدحواس ہوئے بہران اژدر دراڑا کر میدان مین آیا اور حریفون کو للکارا اس طرف سے سرخ مو نے نکل کر سامنا کیا نارِیل سحر کا مارا بہران نے سحر دکر کے آرد ماش جھولے سے نکال کر دو شیر اُسکے بنائے اور سحر کیا کہ وہ زندہ ہوئے اُنھین میدان مین چھوڑ کر آپ الگ کھڑا ہو گیا اُن شیرون کے روبرو جو آیا اُنکا شکار بنا ساحرون کو اُنھون نے نگلنا شروع کیا یہ حالت دیکھکے سرخ کو تاب باقی نہ رہی جنگ مغلوبہ کا حکم دیا شمشیر سحر پکڑ کر جا پڑی دونون فوجین آپسمین غت پٹ ہو گئین سحر چلنے لگا بہادر و نامرد اس ہنگامہ مین مر کر گرنے لگے بجلیان چمکین رعد گرجا پتھر برسے کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رہا آخر نوبت شمشیر زنی کی آئی تلوار کھینچی پھر تو یہ عالم تھا نظم

لڑائی عجب دشمنون سے ہوئی	سرون کی جدائی تنون سے ہوئی
چلی جس گھڑی تیغ خارا شگاف	سرون پر چڑھی اُتری پائین ناف
بڑھے جب جوانان خنجر گذار	نہ پائی کسی نے بھی راہ فرار

لیکن کثرت فوج بہران اور حیرت بہت تھی لشکر اسلام کے پاؤن اُٹھ گئے اور سرداران نامی طعمہ شیران سحر ہوئے بہران شام کے قریب با فتح و فیروزی پھرا اور خیمے مین آکر مشغول تنعم و عیش ہوا لشکر نے اُسکے کمر کھولی مگر عیاران عمرو اُسکے قتل کی فکر مین چلے اور برق فرنگی بشکل مبدل لشکر مین حریف کے آیا ایک خیمے مین کچھ ساقی گلابیان شراب کی درست کر رہے تھے اُنکے پاس جا کر پکارا کہ میان اولاد جادو یہان ہین ایک ساقی نے کہا کون اولاد جادو اُسنے کہا ہمارے بھائی ہین ملازم بہران ساقیون نے کہا ہم نہین جانتے آگے جا کر دریافت کرو برق بولا بھائیو مجھ کو ذرا صورت نگار کے ساقی کو بتلادو وہ ہین میرے بھائی بھی ہین ساقیون نے اُسکو پتہ بتایا۔ برق نے

کہا بھائیو لشکر اتنا بڑا ہی کہ اسمین ماننا غیر ممکن ہی اگر تم مین سے ایک شخص براہ مہربانی ذرا تکلیف
اٹھا کر میرے ساتھ چلے تو بہت مناسب ہی یہ سنکر اسکی منت کرنے پر رحم کھا کر ایک شخص ساتھ ہوا راہ
مین برق نے ایک گلابی شراب کی نکالی اور کہا دیکھو یہ مین نے کیتکی کی شراب کھینچی ہی اپنے بھائی کو
دونگا ساقی نے رنگ و بو کی تعریف کی برق نے کہا تم اسے پیکر دیکھو اُسنے ذرا سی شراب پی اور بیہوش
ہوا برق نے پیراہن اُسکا اتار کر آپ پہنا اور مانند اُسکے اپنی صورت بنائی اور اُسکو کنارے لیجا کر
ڈالدیا آپ وہان سے بے تامل بارگاہ مین بہران کے پاس آیا وہ مسند پر تکلف پر بیٹھا تھا جب برق
نے سلام کیا اُسنے پوچھا کہ تو کون ہی اُسنے عرض کیا کہ سرکار کا ساقی ہون اُسنے کہا لا شراب مجھے پلا اُسنے
جام سادی شراب کا پہلے اُسے پلا یا اور دوبارہ آغشتہ بیہوشی ایک ساغر دیا ہنوز وہ پینے نپایا تھا کہ
صبا رفتار عیارہ یہان آئی اور اُسنے برق کو پہچان کر پکار کے بہران سے کہا کہ یہ ساقی عیار ہی خبردار
اسکے ہاتھ سے شراب نہ پینا برق یہ صدا سُنکر بھاگا مگر بہران نے سحر پڑھکر گرفتار کرلیا صبا رفتار
نے یہا مین جاکر ملکہ حیرت سے اسکے گرفتار ہونے کا ذکر کرون یہ کہکر چلی گئی لیکن برق کی گرفتاری کی
خبر لشکر مین منتشر ہوئی ضرغام بھی فکر مین عیاری کی آیا تھا وہ یہ حال سنکر اپنے تئین صبا رفتار
کی ایسی صورت بنا کر پاس بہران کے آیا اور کہا ملکہ حیرت نے کہا ہی کہ جس عیار کو تمنے گرفتار کیا ہی اُسے
ہمارے پاس بھیجدو بہران نے کہا اچھا لیجاؤ لیکن صبا رفتار نے عرض کیا کہ آپ واقف ہین ہم عیار بچیان
سحر نہین جانتی ہین یہ مسحور بہ سحر ہی مین لیجا نہ سکونگی آپ سحر اس پر سے دفع کردین بہران نے سحر
اپنا اُتارا برق کو ضرغام گرفتار کیے باہر لایا اور رہا کردیا عیار نعرے مار کے بھاگے یہ خبر بہران کو ہوئی
کہ عیار کو عیار آکر رہا کر لے گیا یہ سُنکر اُسنے رات بھر ہوشیاری اور بیداری رکھی جس وقت ستارۂ سحری
فلک پر چمکا اور آفتاب تابان نے مُنہ دکھایا بہران لشکر لے کر وارد دشت مصاف ہوا اور اسطرف
مہرخ بھی آکر صف آرا ہوئی بہران نے سحر کے شیر بنا کر میدان مین چھوڑے کہ وہ لشکریون کو نگلنے لگے
اُس وقت قران نے مہرخ کو ایک تدبیر بتلائی مہرخ نے حسب فہمایش قران پکار کر کہا کہ اے بہران
اگر تم ہمارے پاس آکر تخلیے مین ایک بات سُنو اور شرط ہماری منظور کرو تو ہم اطاعت شہنشاہ جادوان
کرین اور راہ مخالفت سے قدم ہٹائین بہران یہ صدا سُنکر مہرخ کی طرف چلا مہرخ بھی صف لشکر سے آگے
بڑھی اور کہا صحرا مین ہم تم چلین وہان نہ تمھین کوئی اندیشہ نہ مجھے کچھ خوف فوج نہ میرے ساتھ نہ تمھارے
بہران کو یہ امر بہت پسند ہوا اور ہمراہ مہرخ جنگل کی طرف چلا راہ مین قران نے نقب کھود کمند بچھا کر
خس پوش کی تھی بہران اُلجھ کر نقب مین گرا اوپر سے مہرخ نے نارنج سحر پڑھکر مارا اور قران نے نقب سے

نکلکر یغدہ لگایا کہ ببران کا سر پھٹ گیا اور تڑپ کر ہلاک ہوا صداہاے مہیب پیدا ہوئین آندھیان اٹھین لشکری جنکو شیر کھا گئے تھے وہ پھر ظاہر ہوے اور شیر سحر کے غائب ہو گئے یہ معرکہ جو لشکر ببران نے دیکھا اور حال مرگ اپنے مالک کا سنکر مہرخ پر حملہ کیا ادھر مہرخ بھی آکر پہونچی اور فوج لیکر ہم نبرد ہوئی دو لشکر باہم ایک ہو گئے اور نارنج و ترنج سحر کے چلنے لگے بھڑکر تلوار ایسی چلی کہ خون کی ندی بہی نظم

جو سر کہ پناہ خود مین تھا ❊ تلوار کے ہاتھون گود مین تھا
آری تلوارون کو بنایا ❊ بے سر سردارون کو بنایا
گھوڑے چکرا کے راہ بھولے ❊ پھر پھر کے بگڑے بگولے
چنگاریان تیغون سے اڑائین ❊ کیفیتین جنگ کی دکھائین

آخر لشکر ببران نے شکست پائی ہنگامہ گیرودار کی صدا سنکر حیرت بھی سوار ہوئی لیکن خبر سنی کہ لڑائی بگڑ گئی ببران مارا گیا ناچار سمت بارگاہ واپس آئی مصور جادو کو ببران کے اس کلام کا کہ مین کسی کی مدد نہین چاہتا رنج تھا اس باعث سے خبر نہ ہوا اور اپنی بارگاہ مین بیٹھا رہا قصہ کوتاہ مہرخ بفتح و فیروزی داخل بارگاہ ہوئی اور حیرت نے کل کیفیت جنگ و جدال افراسیاب کو لکھی اُسنے جب اس واقعہ پر اطلاع پائی آتش غضب زیادہ بھڑکی دوسرے سردار ساحر زبردست طوفان بلا افگن جادو کو نام لیکر پکارا زمین کو تزلزل ہوا اور شق ہو گئی طوفان نے نکل کر مجرا کیا اسنے حکم دیا کہ بجمعیت کثیرہ اسی وقت طلسم ظاہر مین جاکر سر نکہ حراموں کا کاٹ لا بموجب حکم وہ بڑے کروفر سے لاکھ ساحر ان لیکر روانہ ہوا اور بعد قطع مسافت راہ پار دریاے سحر کے اترا حیرت نے خبر سنکر استقبال کرایا اور طوفان نے کہلا بھیجا کہ مین جب مقام کرونگا اور آرام پذیر ہونگا کہ مہرخ اور اُسکے ہمراہیون کو قتل کرونگا اور یہ پیام دیکر لشکر مہرخ پر چڑھ آیا سرسواری نقارہ رزمی بجوایا فوج کو صف آرا کیا مہرخ بھی نکل کھڑی ہوئی طبل و بوق بجنے لگے عیار سب بھاگ گئے نقیب نقابت کرکے ہٹے اور گرد کیعت کرکے کنارے ہو گئے اُس وقت طوفان آگے بڑھا اور مشت خاک اُٹھاکر سحر پڑھکر لشکر مہرخ پہ پھینکی فوراً آندھی پیدا ہوئی اور تمتق گرد ایسا بلند ہوا کہ سارا لشکر مہرخ کا اُسمین چھپ گیا ہر ایک کی آنکھ مین گری اور کل لشکریون کی بینائی جاتی رہی مع مہرخ سب اندھے ہو گئے ہرچند ساحران زبردست نے سحر پڑھکر وقت تک دم سدھر کیا لیکن کچھ نہوا صداے یاراہ و یا مستغاثاہ بلند ہوئی کھلبلی پڑ گئی اُسوقت مہرخ نے کہا اے طوفان ہم سب تابعدار افراسیاب کے ہوتے ہین تم ہماری خطا شہنشاہ سے معاف کرادو طوفان بلا افگن جادو نے یہ کلام سنکر جواب دیا کہ اے مہرخ تو نے فریب سے ببران کو

مارا مین تیرے مکر مین نہ پھنسونگا اچھا مین تیرے لشکر پر سے اپنا سحر دفع کیے دیتا ہون مگر تجھ کو پاس
شہنشاہ کے اسی طرح اندھا بنائے ہوے لیجاؤنگا یہ کہکر کچھ افسون پڑھکر فلاک کی طرف پھونکا یکایک
ہوا سرد چلی اور ابر گھر آیا پانی برسنے لگا جتنے سردار نامی مثل نہار وغیرہ کے تھے مع مہرخ کے وہ تو اندھے
رہے اور باقی سب لشکر بینا ہوگیا یعنے سارے لشکر پر وہ پانی سحر کا پڑا مگر سرداران زبردست پر ایک بوند
نہ پڑی عیار جو لشکر سے نکل گئے تھے پانی برستے دیکھکر لشکر مین بشکل مبدل آئے اور تردد کرنے لگے کہ یہ
پانی کسی ظرف مین بھر لین تاکہ مہرخ کے کام آئے گا اور سردارون کی آنکھین روشن کرے گا غرضکہ ہرچند تردد
کیا وہ پانی ممکن نہوا اور طوفان نے آکر سب سردارون کو قید کرلیا وہان سے طبل ظفر بجاکر پھرا قیدیون
کو ایک خیمہ مین ہتھکڑیان بیڑیان سحر کی آتشناک پنھاکر مقید کردیا ساحر حفاظت کو مقرر کیے آپ اُتر کر
بارگاہ برپا کر آرام پذیر ہوا لشکر نے بھی کمر کھولی بارگاہ مین ناچ ہونے لگا ساقی مہجبین جام مے گلگون دینے لگا
اُسوقت برق فرنگی ساقی بنکر بارگاہ مین گیا اور عرض پیرا ہوا کہ مجھے حیرت نے شراب تحفہ دیکر بھیجا
ہے طوفان نے کہا لا دیکھون وہ کیسی شراب ہے اور کیسا اُسکا مزا ہے برق فرنگی نے جام شراب سے بھر کر پیش
کیا اُسنے اس جام کو بنظر سحر اس طرح گھورا کہ شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی اُسوقت اُسنے ایک بیضہ زمین پر
مارا اور کہا اے عیار اس بیضہ کو اُٹھا لا مجھے معلوم ہوا کہ تو برق عیار ہے مگر مین تیری خطا معاف کردونگا
یہ کلام سُنکر برق بیضہ سحر اُٹھانے کو جُھکا اُس بیضہ سے ایسا دود غلیظ نکلکر اُسکی آنکھون مین لگا کہ یہ
بھی اندھا ہوگیا طوفان نے قید کرلیا اور آپ پھر مصروف بادہ نوشی ہوا دوبارہ ضرغام ساحر بنکر
اندر بارگاہ کے آیا اور سلام کرکے عرض کرنے لگا کہ مجھے مصور نے بھیجا ہے اور نامہ دیا ہے طوفان بلا افگن
جادو نے پھر ایک بیضہ سحر زمین پر پھینکا اور گویا ہوا کہ اسکو اُٹھا کر میرے پاس آ اور نامہ دے ضرغام
جب بیضہ اُٹھانے کو جُھکا دھوان آنکھون مین لگا یہ بھی اندھا ہوا اسکو بھی اسنے گرفتار کرلیا اور پھر
مے نوشی کرنے لگا اسوقت زمین شق ہوئی اور ایک پتلا پیدا ہوا اسنے نامہ دیا اس نے لیکر پڑھا
افراسیاب کی طرف سے لکھا تھا مرحبا صد مرحبا اے طوفان تم نے بڑا کام کیا ہم نے نظارہ جادو
کو مع خیمہ وخرگاہ اور خلعت کے تمھارے پاس بھیجا ہے تم سب قیدیون کو لیکر دریاے سحر کے کنارے آؤ
اور اسی بارگاہ مین جو ہمنے بھیجی ہے فروکش ہو کہ اس بارگاہ مین بہت تمکو آسائش ملے گی اور عیارون کی
عیاری وہان نہ چلیگی ہم عمرو کو گرفتار کرکے وہین آتے ہین سب کے سر کاٹ کر پاس خداوند لقا کے
بھیجین گے اس نامہ کو پڑھکر چیلے کو اُس نے رخصت کیا اور آپ اسی وقت کوچ کرکے ارابے پر قیدیون کو
بٹھلا کر سمت دریاے خونروان چلا اسکے لشکر کو کوچ کرتے قِران نے دیکھا ایک ساحر کی صورت بنکر

لشکریون پاس آکر مستفسر ہوا کہ بھائی مین ملازم حیرت ہون مجھے نہین معلوم کہ تم لوگ اسوقت کہان جاتے ہو
انھون نے جواب دیا کہ مفصل تو ہمین بھی نہین معلوم کہ طوفان کا کیا ارادہ ہی مگر اتنا سنا ہی کہ دریاے خونروان
کے کنارے کوئی ساحر خیمہ لاتا ہی قران یہ سنکر وہان سے بعجلت تمام قدم زن ہوا اور کنارے دریاے بحر کے
پہونچا یہان نظارہ جادو بارگاہ لیے منتظر طوفان تھا کہ قران بشکل ساحر اسکے پاس گیا اور کہنے لگا کہ جب
تم شاہ طلسم سے رخصت ہوکر چلے آئے تو شہنشاہ کو پھر کچھ یاد آیا انھون نے مجھے بھیجا ہی ذرا الگ چلو تو وہ
راز تم سے بیان کرون نظارہ اُٹھکر اسکے ہمراہ تنہائی مین آیا قران نے جواب بیہوشی مارکر اُسکو بیہوش
کیا اور جنگل مین گڑھا کھودکر اُسکو دفن کردیا اسلیے کہ اسکو اگر قتل کرونگا غل ہوگا ہمراہی اسکے آگاہ ہونگے
اس سے بہتر ہی کہ یہ آپ سے آپ اندر زمین کے ہلاک ہوجائے فی الجملہ اُسے دفن کرکے اور لباس
اسکا لیکر اسی کی ایسی صورت بنکر اسکے ہمراہیون پاس آیا اور حکم دیا کہ بارگاہ واسطے طوفان جادو کے
استادہ کرو ملازمون نے تعمیل حکم کی قران نے بارگاہ مین پلنگڑی جواہر نگار بچھوائی مسند پُر زر آراستہ
کرائی اور گل تکیون مین پلنگ کی چادر مین مسند تکیہ مین عطر بیہوشی آمیز ملدیا اور سامنے مسند کے گلدستے
رکھے اُن مین بھی عطر ملا سب درستی کرکے آپ الگ خیمے مین جاکر ٹھہرا بعد دو پہر کے طوفان آکر پہونچا
قیدیون کو الگ ٹھہرایا حصار سحر کردیا اسوقت نظارہ نے آکر سلام کیا اور کہا بارگاہ آپ کے لیے شہنشاہ
نے جو بھیجی ہی وہ سامنے استادہ ہی جاکر آرام فرمایئے طوفان یہ سنکر داخل بارگاہ ہوا اور مسند پر آکر بیٹھا چند
ساحر رفیق و مصاحب اسکے گرد و پیش بیٹھے اور سارا لشکر بارگاہ سے علیحدہ اترا نظارہ نقلی نے خادم خدمتگارون
سے کہا تم اندر بارگاہ کے نجاؤ کہ عیار تم مین ملکر چلے جائینگے وہ لوگ بھی حسب الحکم باہر ٹھہرے لیکن اتنے عرصے
مین وہان طوفان خوشبوے عطر بیہوشی سے مع اپنے سب رفقا کے بیہوش ہوگیا قران خدمتگارون
کو رخصت کرکے جو اندر آیا سب کو بیہوش پایا بعدہ سے ہر ایک کا سر جدا کیا شور و ہنگامہ برپا ہوا تاریکی
تمام عالم مین چھاگئی گرد و غبار اور آندھیان پیدا ہوئین ساحر دوڑے قران نعرہ کرکے بھاگ گیا مگر کئی
ہزار سردار لشکر مہرخ کے جو گرفتار اور اندھے ہوکر یہان آئے تھے وہ اسکے مرتے ہی چھوٹ گئے اور تاریخ
و تیغ اور مرچون کے ہار گچھے سوئیون کے لیکر لشکر طوفان پر حملہ آور ہوے گو کہ جمعیت لشکر اسکی بہت
تھی مگر یہ سردار بڑے زبردست ہین انھون نے ایسے عمدہ عمدہ سحر کیے کہ ہزارون کو قتل کیا کبھی مہرخ
نے گولے فولادی لگاے دریاے آتش پیدا کیے ساحرون کو جلایا کبھی بہار نے فصل بہار ظاہر کرکے
ہزارون کو دیوانہ بنایا جس طرف نگاہ جاتی تھی گلہاے رنگا رنگ اور شگوفہاے بوقلمون نظر آتے تھے
برگ ہر اک تالیان بجاتے تھے غنچے مسکراتے تھے بلبل گلستان چہچہ زن تھی کہین نرگس اور کہین یاسمن تھی

جس نے اُس سبزہ زارمین قدم رکھا ہزار جان سے شیفتہ و فریفتہ روے بہار بنا اور کسی طرف ساحر شمشیر سحر لیے قتل کرتے تھے دریا خون کے بہتے تھے سر مثل ژالے کے گرتے تھے **نظم**

کشیدہ ہمہ تیغ کین از غلاف	پئے قتل کفار و اہل خلاف	یکے نیزہ زد بر عماری تہی
یکے تیغ بر ہو د ج آ ہنی	یکے بسملی از خنجر آبدار	یکے کشتہ از تیر سینہ فگار
یکے نوک پیکان جدا خواستہ	یکے مرگ را از خدا خواستہ	یکے بود بے پا و بے سر یکے
یکے کشتہ تیغ و خنجر یکے	یکے بود بر نوک نیزہ طپان	بخاک او فتادہ یکے نیمجان

الحاصل فوج عدو نے شکست کھا کر راہ فرار اختیار کی اور مہرخ اپنے لشکر کی طرف چلی لیکن حال سنئے ادھر افراسیاب نے خمار جادو سے کہا کہ اے ملکہ تم طوفان سے جا کر کہو کہ وہ ارین استادگرار کھے اور جلاد کو حکم دے کہ کل شہنشاہ آکر سب مجرمون کو قتل کرینگے اور سر اُنکے خداوند باس بھیجین گے خمار حسب الارشاد روانہ ہوئی اور قریب دریاے سحر کے پہونچی وہان عمرو آوارہ متلاشی راہ پھر رہا تھا خمار کو اُسنے دور سے دیکھا دل سے تصور کیا کہ اس قحبہ کو بیہوش کر کے اسکی صورت بنکر دریا کے پار اتر و اور اگر پار نہ جانا ہو سکے نہ سہی مگر اسکو تو ذلیل کرو طینت سے تو آگاہ ہو چکا ہی کہ یہ ساحرہ متانی ہی فوراً اپنی صورت ایک جوان حسین طرحدار مہ جبین شوخ و شنگ غارتگر جان لعبتان فرنگ بنا کر کلاہ مروارید نگار پہنکر درمیان راہ کو دل سے قیاس کر کے کہ اس راستہ سے یہ جائیگی آکر کھڑا ہوا اور ایک شاخ درخت تھام کر رو دیتا تھا اور شعر عاشقانہ پڑھتا تھا **نظم**

مثل تصویر چپ وہ سینہ فگار	زانوے غم سے آشنا رخسار	آرزو و اضطراب دل کی مزید
شوق گلچین باغ حسرت و دید	صبر شیداے بیقراری دل	ضبط فرمان خاطر بسمل

خمار جب قریب آئی عمرو کا ہاتھ پکڑ کر جھنجھوڑا کہ اے نوجوان کیا باعث تیرے گریہ کرنے کا ہی عمرو نے آنکھ اُٹھا کر اُسکو دیکھا اور زیادہ رونے لگا خمار نے جب باصرار حال استفسار کیا عمرو نے کہا مین عاشق و شیدا ملکہ بہار کا ہون اور وہ شریک عمر و ہی کوئی قابو میرا نہین اوّل شاہ طلسم کے بخوف کچھ اس سے کہہ نہ سکتا تھا مگر صورت زیبا دیکھ لیتا تھا لیکن اب تو وہ بھی محال ہی کوئی دل بہلانے والا نہین ملتا پھر گریہ نہ کرون تو کیا کرون خمار نے یہ تقریر سنکر جواب دیا کہ اے نادان معشوق باوفا مثل عنقا ہی گوگر داحمر کی خاصیت رکھتا ہی کیون دیوانہ ہوا ہی عمرو نے کہا جو تمنے حال پوچھا ہی تو دلداری لازم ہی تم ہی اپنی غلامی مین مجھے قبول کرو مین مالدار بہت ہون اور کوئی والی وارث میرا نہین ہی عشق مین خانمان آوارہ پھرتا ہون خمار یہ باتین سنکر ہنسنے لگی عمرو نے ہاتھ پکڑ لیا گلے سے لپٹایا خمار نے کہا دیکھو کوئی

آجائیگا مین بدنام ہونگی تم تو نام خدا اُنگلی پکڑتے پہونچا پکڑتے ہو کتنا جلد مزے مین آگئے عمرو نے کہا اے
ملکہ بیت غنیمت جان اس مل بیٹھنے کو ✤ جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہی ✤ یہ کہکر گود مین اٹھا کر
کنارے لایا اور چادر بچھا کر اسکو بٹھایا خاصدان کمر سے نکالا کہا گلوری کھلانے کا مجھے بڑا لپکا ہی لو تم بھی
کھاؤ خمار گلوری کھا کر بیہوش ہوئی عمرو نے زیور اور لباس اُسکا اُتار از بسکہ بالون مین یہ موتی پروئے
رہتی تھی اس باعث سے اسکا سر مونڈ لیا قصد اسکے مار ڈالنے کا کیا تھا کہ یکایک آندھی آئی عمرو
بھاگ گیا مگر بونڈا لاجکر دیتا ہوا پاس افراسیاب کے خمار کو لایا اُسنے اپنا دوشالہ اُسکو اوڑھایا ہوشیار
کیا اُسنے عرض کیا کہ عمرو مجکو کئی بار ذلت دے چکا ہی مین اُسے قتل کرنے جاتی ہون جہان ہوگا ڈھونڈھ
مارونگی افراسیاب نے کہا تامل کرو مین تدبیر کرتا ہون یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک کچھ طائر
اُڑتے ہوئے آئے اور سامنے ٹھہر کر گویا ہوئے کہ ای شہنشاہ طوفان اور نظارہ دونون مارے گئے
اور قیدی چھوٹ گئے یہ سننا تھا کہ افراسیاب فرط غضب سے کانپنے لگا اور ایک اپنے ملازم اہل دربار
مین سے زلزلہ جادو نام کو حکم دیا کہ مہرخ وغیرہ چھوٹ کر اپنے لشکر کی طرف جاتے ہین دربار مین گرفتار کر نا
زلزلہ پر پرواز پیدا کرکے بزور سحر روانہ ہوا اور بسرعت تمام لشکریان عدو پر پہونچکر ایک نارنج مارا کہ وہ
نارنج زمین مین آکر سما گیا زمین کو تزلزل آیا کہ سرداران مہرخ گر پڑے اُسوقت رعد جادو نے
سحر سے اپنے تئین پاس اُسکے پہونچایا اور برق محشر بجلی بنکر اُڑ گئی رعد نے اس زور سے چیخ ماری
کہ زلزلہ بیہوش ہوکر گرا اوپر سے برق محشر چمک کر گری اُسکے دو ٹکڑے کرتی ہوئی زمین مین اُتر گئی
شور و غوغا اسکے مرنے سے بلند ہوا سب سردار سنبھل کر آگے چلے تھے کہ ایک ساحر اژدر خوار جادو نام
سامنے سے پیدا ہوا اور نعرہ مار کر پکارا کہ ای نمکحرامان میرے رہنے کی جگھ پر تم زلزلہ کو مار کر چلے بھی جاؤ گے
اور سحر کیا کہ ہزار ہا اژدر آتش فشان پیدا ہوا اور سب کو اژدہون نے گھیرا ہر چند ساحران مہرخ
نے سحر کیا کچھ نہ ہو سکا سب مضطر ہوکر گریہ وزاری کرنے لگے اس وقت مہتر قران درہ کوہ سے
ساحر کی صورت بنا ہوا پاس اژدر خوار کے آیا اُسنے پوچھا کہ تو کون ہی جواب دیا کہ ہم مہتر قران ہین
اُسنے چاہا کہ سحر سے گرفتار کرون قران نے جھک کر نعدہ مارا کہ سر پہ بھیکر جگر مین در آیا اژدر مر کر گرا
ہنگامہ بلند ہوا اژدہے غائب ہوئے پھر مہرخ آگے بڑھی اس عرصہ مین خبر قتل زلزلہ اور اژدر
شاہ طلسم کو ہوئی اُسنے زانو پر ہاتھ افسوس کر کے مارا اور پکارا کہ ای قدرت سمہ حشمی آؤ یہ ساحرہ
لونڈی جمشید کی مشہور ہی اور اُسی طرح سات کنیزیں جمشید کی ہین کہ حال انکا وقت پر ذکر ہوگا خلاصہ
کلام ایک ساحرہ فلک کی طرف سے ظاہر ہوئی اُس سے کہا تو جا کر عمرو کو پکڑ لا اُسنے کہا مین

روز بلندی سے دیکھا کرتی ہون کہ عمرو دوڑا دوڑا پھرتا ہی جب کہو جب گرفتار کرلاؤن مگر اسوقت مین نجاؤنگی کسی اور کو بھیجو افراسیاب بسبب کنیز ہونے جمشید کے اس ساحرہ کی حرمت اور توقیر کرتا ہی اسکے انکار کرنے سے خاموش ہورہا یہ ساحرہ چلی گئی اسوقت دوسری کنیز کو بلایا قدرت کو پکارا وہ بھی اڑتی ہوئی آئی اس سے کہا کہ تو جاکر عمرو کو پکڑ لا اُس نے جواب دیا کہ ای شہنشاہ ہمین حکم جمشید نہین ہی کہ ہم عیار سے مقابلہ کرین دوسرے کنیزان جمشید کا یہی رتبہ ہی کہ آپ اُنھین جنگ و جدال کا حکم کرتے ہین آپ کو ہم لوگون کی پرستش لازم ہی ایسے کلمات کہکر یہ بھی چلی گئی افراسیاب اُسوقت غضبناک تھا اور زیادہ غضبناک ہوا اور کنیز سوم کو پکارا کہ ای خونخوار چہار دست جادو آؤ ایک ساحرہ کریہ منظر کہ جسکے چار ہاتھ تھے اور زبان مُنھ سے باہر نکلی تھی اُڑتی ہوئی سامنے آکر اُتری اُسکو حکم دیا کہ مہرخ کو مع اُسکے ہمراہیون کے تو جاکر گرفتار کرین عمرو کو اور کسی سے قید کراؤنگا اس کنیز نے کچھ عذر وانکار نہ کیا اور اسی وقت سمت مہرخ چلی مگر مہرخ جو سحر اژدر سے نجات پاکر روانہ ہوئی تھی قریب ایک پہاڑ کے پہونچی دیکھا کہ یہ کوہ درمیان سے شق ہی اسکے اندر ایک قصر عالیشان تعمیر ہی مختصر سا باغ لگا ہی مگر نہایت آراستہ ہی چار طرف کو چار بنگلے بنے ہین بیچ مین بارہ دری ہی سر بسر خوبی سے بھری ہی مہرخ کو دن بھر رہروی کرتے گذرا اور لڑتے بھڑتے دن تمام ہوا تھا اس مقام کو نزہت آگین پاکر وہین قیام کیا رات بھر بعیش و آرام بسر کی صبح کو اُٹھکر چلی تھی کہ خونخوار آکر وہین پہونچی اور للکاری کہ منم کنیز جمشید تم لوگ اب کہان بچکر جاؤگے یہ صدا سُنکر مہرخ نے گولہ فولادی سحر پڑھکر مارا خونخوار کنیز جمشید ہی اسکے سامنے وہ گولہ موم کا ہوگیا اسوقت بہار نے گلدستہ مارا کہ پھول کھلے اور چمن وغیرہ صحرا مین ظاہر ہوئے خونخوار نے منھ سے اُف جو کی چمنستان بہار مین آگ لگ گئی سب جلگئے پھر رعد نے جاکر چیخ ماری اور برق مخشر بجلی بنکر گری مگر خونخوار نے کمند سحر مارکر دونون کو پکڑ لیا غرض اسی طرح سب ساحرون نے اپنے حربے کیے موثر نہوے اور خونخوار نے سحر پڑھکر دستک دی زمین شق ہوئی ہزارہا پتلا نکلا اور ہر ایک کے لپٹ گیا سب کو باندھکر سامنے خونخوار کے لایا عیار جو ساتھ تھے وہ پہلے ہی بھاگ گئے تھے بس وہ بچ گئے اور سب کو لیکر خونخوار سمت شاہ طلسم روانہ ہوئی عیار دور دور اسکے ساتھ چلے اور ایک جگہ برق فرنگی بڑھیا بنا کہ سر ہلتا ہوا لاٹھی ٹیکتا کوزہ پشت بال سفید اس ہیئت سے سامنے خونخوار کے آکر لگا دوہائی دینے کہ ای ملکہ مین لٹ گئی عیار مونڈی کاٹے میرا سارا گھر لوٹ لیگئے مجکو فقیرنی کردیا آپ ذرا چلکر ملاحظہ کیجئے خونخوار اسکی فریاد سُنکر گویا ہوئی کہ مین کسی کے گھر نہین جاتی اور سحر پڑھکر بڑھیا کو پکڑ کے ہمراہ قیدیون کے باندھا بڑھیا نے غل مچایا کہ ایک تو میرا گھر لٹ گیا

دوسرے قید ہوئی خونخوار بولی کہ مین تجھے شہنشاہ پاس لیے چلتی ہون وہ تیرا گھر بھر آباد کر دے گا
ای مکار تو جانتا ہی کہ مین غافل ہون مجھ سے تیرا فریب نہ چلیگا یہ کہکر آگے آگے چلی اب کی بار ضرغام
ایک کسان بنکر سر پر انگوچھا باندھ مرزائی پہنکر گوپھن لیکر ایک کھیت کے کنارے کھڑے ہوکر گلہریان اور
طوطے ہکانے لگا جب خونخوار وہان پہونچی کسان نے پکار کر کہا خبردار ادھر نہ آنا تمھارے ساتھ لوگ
بہت ہین کھیت میرا پامال ہوجائیگا خونخوار نے کہا بھلا موے پہچانا مین نے مین ادھر ہی سے جاونگی
ضرغام سمجھ گیا کہ یہ تجھے پہچان گئی کھیت مین کود کر بھاگ گیا اور پھر ایک ساحر نے خونخوار کے پاس آ کہا
مجھے شہنشاہ جادوان نے بھیجا ہی کہا ہو کہ پہلے جو بڑھیا بنکر آیا تھا وہ برق فرنگی عیار ہی اسکے فریب
مین نہ آنا اور راہ مین ہوشیاری رکھنا خونخوار نے جواب دیا کہ مین ایسی ہوشیار ہون کہ تجھے بھی نہ
چھوڑونگی یہ کہکر سحر سے ضرغام کو بھی پکڑ کر جس رسن مین سب بندھے تھے باندھ لیا اور آگے روانہ
ہوئی یہ سب کیفیت دور سے قران نے دیکھی کہ دو عیار گرفتار ہوگئے لہذا آپ بصورت اصلی آکر
خونخوار کے قدم پر گرا کہ یہ دونون بھائی میرے قید ہوے ہین اور اُستاد میرا طلسم مین پھنسا ہی لشکری بھی
سب مقید ہوکر وہین جاتے ہین تم مجھے بھی باندھ لو اور لیتی چلو مین اکیلا یہان رہکر کیا کرونگا شاہ طلسم
میری جان کا دشمن ہی خونخوار نے کہا ای قران تو بڑا معقول شخص ہی تو نے بہت اچھا کیا جو میرے
پاس چلا آیا مین خطا تیری شہنشاہ سے معاف کرا دونگی قران نے کہا دیکھیے ایک عیار اور آپکے
پیچھے کھڑا ہی خونخوار پھر کر دیکھنے لگی قران نے بغدہ اس زور سے مارا کہ سر کٹ کر دور گرا غل وشور
پیدا ہوا تاریکی پھیل گئی بعد کچھ دیر کے وہ ہنگامہ موقوف ہوا سب قیدی رہا ہوکر پھر آگے چلے مگر ساحران
نے سحر کے یہ خبر شاہ طلسم کو پہونچائی کہ خونخوار ماری گئی یہ سنتا تھا کہ جھلا کر اُٹھا اور چاہا کہ خود جاکر باغیون
کو سزا دونگا مگر ایک ساحر قہر نگاہ چہار چشم نام دربار مین حاضر تھا سامنے آکر عرض کیا کہ حضور کو
کہان مناسب ہی جو ادنے ملازمون کے مقابلے کو جائین یہ کمترین جاکر سب کو سزا دیگا اور باندھکر
روبروے شاہ حاضر کریگا شاہ طلسم اسکے سمجھانے سے رکا اور یہ دربار سے باہر آیا بارہ ہزار ساحر
منتخب اپنی ہمراہی کے لیے اور تخت سحر تیار کیا جب سب درستی ہوچکی اسوقت افراسیاب
سے آکر رخصت چاہی خلعت رخصت عنایت ہوا یہ ساحر سامری منش سب اسباب سحر اپنا
لیکر تخت پر سوار ہوا چار آنکھین مشعل کی طرح اسکی روشن تھین درحقیقت شعلہ افروزی مین
گلخن تھین اس قدر بدہیئت تھا کہ نظم

سیہ گردون بد درے بردہ راہی	بزنجیر سر فیل سیاہی

زبام آسمان بالانشستہ بسان طوق گردن ورگلوش		شتر مرغے ز دام دہر جستہ محاسن چہرۂ بر ترکہ موئیش

بارہ ہزار ساحر گرد و پیش تخت کو گھیرے رال اُڑاتے ڈمرو بجاتے سحر کی نیرنگیاں دکھاتے روانہ ہوے یہاں مہرخ وغیرہ بعد طے مسافت راہ اپنے لشکر کے قریب پہونچی تھیں کہ یکایک ابر سحر رنگ برنگ کے پیدا ہوے اور آگ پتھر برستے نظر آئے مہرخ ٹھہر گئی دیکھا کہ تخت قہر نگاہ ظاہر ہوا اسنے پہچان کر کہا خدا خیر کرے لیکن چارہ کیا تھا اپنے سرداروں کو حکم صف آرائی دیا اس طرف قہر نگاہ نے حکم کیا کہ محاصرہ کرلو خبردار انمین سے کسی کو زندہ نہ رکھو یہ کہکر آپ آگے بڑھا اور للکارا کہ کون مجھ سے ہم نبرد ہوا چاہتا ہے اس صدا کو سنکر بہار اسحار فگن آگے بڑھی وانیغ ہو کر اسکے شوہر کو عمر نے ستی بنکر رہائی دلائی تھی جب سے یہ خبر یک ہوا الحاصل اسنے طوق اپنے گلے سے اُتار کر مارا کہ وہ اژدر بنکر قہر نگاہ پر آیا وہ شدت اور جوش اس سحر کا دیکھ کر گھبرایا ایک چٹکی خاک قبر جمشید جھولی سے نکال کر اژدر پر ڈالی کہ وہ پانی ہو کر بہ گیا اسوقت یہ اُٹھکر بلندی پر گیا اور وہان سے خاک کو اُڑایا کہ یکایک آندھی آئی اور سب سردار مہرخ کے آغشتہ بہ غبار سحر ہو کر بیہوش ہو گئے اُسوقت اسنے خیمہ سحر کا استادہ کراکر سب کو اس مین قید کیا اور آپ وہان سے چڑھ دوڑا لشکر تو مہرخ کا قریب تھا اُسپر آکر سحر کیا اور خاک اُڑا کر ہر ایک کو بیہوش کر دیا اور سب کو چھکڑون پر ڈالکر کھڑی سواری حیرت سے جاکر ملاقات کرکے بہر حفاظت قیدیان کچھ ساحر حیرت سے لیکر روانہ ہوا اثناے راہ سے مہرخ وغیرہ کو ارابے اور گردون پر ڈالکر راہی ہوا یہانتک کہ کنارے دریاے خون رواں کے پہونچا ازبسکہ اس آمد و رفت مین اسنے کہین قیام نہ کیا تھا نہایت خستہ و شکستہ حال تھا لشکر کو حکم دیا کہ آج رات کو یہان مقام کرو مین شہنشاہ کو عرضی لکھکر دریافت کرون کہ قیدی کہان رہین دریا کے اس پار قتل کیے جائینگے یا آپ کی خدمت مین آئینگے غرضکہ بارگاہ استادہ ہوئی لشکر نے کمر کھولی یہ جاکر اندر بارگاہ کے مصروف میخواری ہوا اسوقت عیار جو اسکے ساتھ ساتھ فکر رہائی سرداران کرتے چلے آتے تھے اُن مین سے برق فرنگی ایک ساحر بنکر اندر بارگاہ کے آیا اور دست بستہ التماس کیا کہ حضور کا نام سُنکر آیا ہون محتاج ہون گردون کا ستایا ہون سحر ساحری سب کچھ جانتا ہون مگر نوکری کہین نہین ملتی امیدوار ہون کہ اپنے ملازمون مین مجھے جگہ دیجیے آدھ سیر آٹے کے سہارے سے لگا دیجیے قہر نگاہ یہ تقریر سُنکر بر سر رحم ہوا اور برق کو بلا کر اسنے اپنے پاس بٹھایا مصاحب خاص کا خطاب دیا اور اپنا ملازم کیا برق نے قصیدہ اسکی تعریف مین پڑھا اور دل مین اسکے گھر پیدا کیا یہ تو اسکے قتل کی فکر مین تھا کہ وہان افراسیاب نے

کتاب سامری دیکھکر معلوم کیا کہ قہر نگاہ سب کو گرفتار کرکے کنارے دریا کے اگرا اُترا ہی اور عیار آکر اُسکو
قتل کیا چاہتا ہی یہ معلوم کرکے اُسنے غدار جادو نام ایک ساحرہ سے کہا کہ تو جلد قہر نگاہ کے پاس جا
اور کہنا کہ یہ جو تمھارا مصاحب ہی برق فرنگی عیار ہی اسکو گرفتار کرلو اور عیاروں سے ہشیار رہو صبح کو
جیسا تمھیں حکم پہونچے اُسکے بموجب تعمیل کرنا یہ حکم پاکر غدار جادو اڑکر روانہ ہوئی اور پاس قہر نگاہ
کے پہونچی اس نے تعظیم اور استقبال کیا مگر اُسنے آتے ہی سحر پڑھ کے برق کو گرفتار کرلیا اور حکم
افراسیاب سے قہر نگاہ کو بھی مطلع کیا اُسنے برق کو بیہوش کرکے سب مقیدوں کے پاس بھیجدیا
کہ وہیں اُسکو بھی رکھو اور غدار کو ٹھہرایا اسوقت قران بشکل مبدل لشکر میں موجود تھا برق کو قید ہوتے
دیکھکر ایک مہنت کی صورت بنکر قریب بارگاہ آیا اُسوقت سرپچے بارگاہ کے اٹھے تھے اور روشنی
تمام لشکر میں ایسی تھی کہ شب تار بہ از روز روشن تھی غدار نے مہنت کو آتے دیکھکر قہر نگاہ سے کہا
کہ یہ مہنت قران ہی اُسنے چاہا کہ گرفتار کرے مگر قران اُسکے ارادے پر مطلع ہوکر بھاگ گیا اُسوقت
افراسیاب کا نامہ آیا ایک پتلے نے لاکر خط دیا اس میں لکھا تھا کہ ای ملکہ غدار تمھیں عیار آکر پریشان
کرتے ہیں بعد اس پتلے کو ہم نے ایک اسم تعلیم کرکے بھیجا ہی اُس اسم کو اس سے تم سیکھ لو جو عیار
تمھارے پاس آئیگا اور تم اسم پڑھو گی سحر کا پیر تمھیں اُسکے حال سے خبر دیگا اور قہر نگاہ سے کہنا کہ تم
قیدیوں کو لیے وہیں ٹھہرو اب عیار تمپر قبضہ نپا سکینگے میں عمرو کو گرفتار کرا کر وہیں آتا ہوں سب کے سر
مع عمرو کے کاٹونگا یہ نامہ پڑھکر غدار نے پتلے سے اسم سیکھ کر اُسے رخصت کیا اور قہر نگاہ کو بھی مضمون نامہ
سے آگاہی دی اور باطمینان تمام سکونت اختیار کی اور ادھر افراسیاب نے بھی آرام کیا دربار برخاست ہوا
جسدم انجمن آرائے چرخ بریں یعنے خسرو کج کلاہ ماہتاب تابان رواق سپہر سے روانہ ہوگیا اور
نیر اعظم شبستان مشرق سے برآمد ہوا نظم

برآمد شہنشاہ مشرق دیار	منور شدہ دیدۂ روزگار
چو فرمانش در دہر جاری شدہ	خداوند انجم فراری شدہ

شاہ جادوان رونق افزائے سریر جہانبانی ہوا اور حکم دیا کہ صرصر جب سے واسطے گرفتار کرنے عمرو
کے گئی ہی ہنوز اُسکو پکڑ کر نہ لائی اب ایک ساحر تم میں سے جائے اور صرصر کو ڈھونڈھکر اُسکے ساتھ ساتھ
رہے جس شخص کو وہ عمرو بتلائے فوراً گرفتار کرکے حضور میں لائے یہ حکم سنتے ہی خمار جادو کہ دشمن جان
عمرو ہی اور کئی بار سر مونڈوا چکی ہی اٹھ کھڑی ہوئی عرض کیا کنیز جاتی ہی اور اسی دم اُس مفتری کو
لاتی ہی اور اڑکر روانہ ہوئی صرصر تلاش عمرو میں کوہ و دشت کی خاک چھانتی پھرتی اور

ہر جگہ دیکھتی بھالتی چلی جاتی تھی کہ خمار اُڑتی ہوئی آئی اور اُسکے ساتھ چلی اب حال عمرو سُنیئے کہ یہ جو
خمار کا سر مونڈ کر چلا تو ایک گانوٗن مین پہونچا دیکھا اس جگہ بہت سے ساحرون کا مجمع ہی دف اور
دائرہ بج رہا ہی جام مئے ارغوانی کا دور چلتا ہی ایک ساحر دولھا بنا مسند پر بیٹھا ہی عمرو سمجھا کہ کسی کی
شادی کا سامان ہی لاؤ اسے چلکر لوٹو یہ سوچکر اپنی صورت مثل ساحر کے بنائی اور قریب محفل پہونچکر
صاحب سلامت کی وہ لوگ سمجھے کہ یہ ساحر اسی اطراف کا رہنے والا ہی بپاس خاطر ہم قومی جلسہ
دیکھنے چلا آیا ہی بس سب نے توقیر و عزت کے ساتھ بلا کر مجلس مین بٹھایا عمرو نے کشتی شراب کھینچکر جام
شراب سے بھر کر اہل انجمن مین سے ایک شخص کو دی اُسنے کہا آپ نوش کیجئے مین پی چکا ہون عمرو نے کہا
یہ کبھی نہوگا مین اپنے ہاتھ سے سب کو جب پلا لونگا اُسوقت آپ پیونگا غرضکہ اصرار کرنے سے عمرو
کے اُسنے شراب پی پھر تو دور شروع ہوا سب کو شراب بیہوشی ملا کر پلائی وہ سب جوتی پیزار لڑ کر
بیہوش ہوگئے عمرو نے جال الیاسی مار کر وہان کا اسباب زنبیل مین رکھا یہانتک کہ پیرہن بھی
سب کا اُتار لیا جب لوٹ چکا اُسوقت خنجر لیکر ہر ایک کو ذبح کرنے لگا دھوان بلند ہوا شعلے
اُٹھنے لگے بیر سحر کے غل مچانے لگے اتفاقاً صرصر اور خمار صحرا مین چلی جاتی تھین غل و شور سنکر ادھر کو
پلٹین یہان پہونچکر دیکھا کہ عمرو ساحرون کو ذبح کر رہا ہی خمار سے صرصر نے کہا دیکھو وہ عمرو ایک ساحر
کے سینے پر سوار ہی خمار دیکھتے ہی عقاب بنکر جو گری عمرو کو پنجے مین داب کر لے اُڑی عمرو پکارا
کہ ای صرصر قحبہ تو نے پکڑوایا تو ہی دیکھنا کس طرح پیش آتا ہون اور اس خمار غیبانی کی ابکی ناک کاٹونگا
خلاصہ کلام عمرو کو تو لیکر خمار روانہ ہوئی لیکن صرصر دوڑتی ہوئی پہلے افراسیاب پاس پہونچی شاہ
کو تسلیم کی اور عرض پیرا ہوئی کہ عمرو کو اس کنیز نے گرفتار کرا دیا ملکہ خمار لاتی ہین شاہ طلسم یہ خبر
سنکر بہت خوش ہوا اور اُسکو خلعت سے مخلع کیا حکم دیا کہ یہین حاضر رہ مین عمرو کو قتل کر لون تو جانا
صرصر حسب الحکم ٹھہری اس اثنا مین خمار بھی آکر پہونچی اور عمرو کے ہاتھ پانوٗن سحر سے بیکار کر کے
سامنے ڈالدیا کہ یہ گنہگار حاضر ہی افراسیاب نے کہا کیون عمرو تجھے یہ دن بھی یاد تھا عمرو نے کہا ای
بادشاہ میرا اس مین کیا قصور اور خطا ہی مجھے خداوند لقا نے کیون طلسم مین بھیجا ہی مین بارہا عرض کر چکا
ہون کہ خداوند نے مجھے بہر قتل ساحران حکم دیا ہی افراسیاب نے کہا تو نے شیطان خداوند کے
سامنے مجھے ذلیل کیا اب تجکو مع تیرے ہمراہیون کے قتل کر کے سب کے سر خداوند پاس بھیجونگا عمرو
نے جواب دیا کہ اگر میری قضا خداوند نے تیرے ہاتھ سے مقرر کی ہی تو کیا چارہ ہی اور اگر تیری موت
میرے قبضہ مین دی ہی تو مین تجھے ہلاک کرونگا بہر صورت جو خداوند نے تقدیر مین لکھا ہی وہ

ہونا ہوا افراسیاب نے کہا اچھا اب مین آزماتا ہون کہ کون شخص کسکا قاتل ہو یہ کہکر حکم دیا کہ ای خمار اسکو دریاے سحر کے بارے جلو مین بھی آتا ہون خمار چاہتی تھی کہ لیکر روانہ ہو مگر صرصر نے آگے بڑھکر عرض کیا کہ یہ اگر دریا کے پار اُتر جائے گا تو وہان اور عیار آکر رہا کرے جائینگے پھر ہاتھ آنا اسکا دشوار ہوگا اس سے بہتر ہو کہ یہین سر اسکا جدا فرمایئے بعد اسکے جاکر اورون کو قتل کیجیے شاہ کو یہ راے پسند آئی اور جلاد کو طلب کیا اسوقت مخمور سرخ چشم جو عاشق شاہزادہ نور الدہر ہو یہ حال دیکھکر اپنے دلمین گھبرائی کہ عمرو کا قتل ہونا باعث ناراضی تیرے معشوق کا ہوپس فوراً سامنے افراسیاب کے دست بستہ آئی اور کہنے لگی کہ ای شہنشاہ یہان سے شیطان خداوند ذلت اُٹھا کر گئے ہین اور عالم بدحواسی مین اچھی طرح اُنکی دعوت بھی آپ نے نہین کی اب دشمن اقبال سے حضور کے گرفتار ہین ایکبار شیطان کو پھر بلا یئے اور اُنکے ہاتھ سے سب کو قتل کرایئے اس مین باعث ناموری حضور زیادہ ہو آیندہ سرکار کو اختیار ہی افراسیاب نے کہا بات تو نے بہت بہتر کہی بس اسی وقت نامہ اس مضمون کا لکھا کہ یا خداوند آپ کے اس غلام کو شیطان قدرت سے بڑی ندامت ہو کہ وہ جناب شیطنت مآب میرے یہان تشریف لائے لیکن ذلت اُٹھا کر چلے گئے کوئی خدمت حقیر اُنکی نہ کر سکا اب اُنکے دشمن یعنی عمرو کو مع اسکے مطیعون کے بخوبی شناخت کر کے گرفتار کیا ہو امید کہ شیطان خداوند مکرر نزول اجلال فرماکر اس عبد حقیر کو سرفرازی بخشین اور اپنے روبرو سب کو قتل ہوتے دیکھ کر مسرور ہون توقع کہ اس التجا سے مین محروم نہ رہون فقط یہ مضمون حوالہ خمار کے کیا کہ خداوند پاس لیجائے خمار نے عرض کیا کہ سابق مین مجکو زک اور ذلت وہان جانے سے مل چکی ہی ایکبار کسی اور ساحر کو بھیجیے اور مجھے معاف رکھیے افراسیاب نے یہ عذر سُنکر ملکہ نفیر جادو نام ایک معزز ساحرہ کو نامہ دیا کہ تم لیجاؤ اور شیطان خداوند کو لے آؤ نفیر جادو نامہ لیکر آراستہ پیراستہ ہوکر تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی اور کچھ عرصہ مین قریب کوہ عقیق کے پہونچی یہان جب سے لشکر لقا آیا ہی عیاران صاحبقران کہ سب ایک لاکھ چوراسی ہزار ہین انمین دو ایک دس پانچ ہر وقت صورت بدلے لشکر مین حریف کے پھرا کرتے ہین دو چار قلعہ مین پندرہ بیس بارگاہ لقا مین موجود رہتے ہین اسوقت چالاک بن عمرو نے دیکھا کہ ایک ساحرہ دربارگاہ لقا کی طرف جاتی ہی خیال کیا کہ اسکو ذلیل کرنا چاہیے بس اُسی وقت صورت اپنی شل بختیارک کے بنائی اور نفیر کی طرف چلا اُسنے جو شیطان کو آتے دیکھا ٹھہر گئی اور جھک کر سلام کیا کس لیے کہ بختیارک کو بسبب ہونے طلسم کے سب ساحران نامی پہچانتے ہین فی الجملہ اسنے پوچھا کہ ملک جی صاحب آپ کہان جاتے ہین چالاک نے کہا کچھ بندے خداوند کے پہاڑ کے غار مین عبادت بیٹھے کر رہے ہین ان کو خداوند کا

اولشر ہونے جاتا ہون اگر اس کھانے مین سے کوئی ایک دانہ کھائے تو سو برس عمر مین زیادہ ہو وین یہ
کھانا مخصوص انھین عابدون کے لیے خداوند روز بھیجتے ہین جو دنیا کو ترک کر کے یاد خداوند مین مصروف
ہین نفیر یہ باتین سُنکر منت کرنے لگی کہ اس کھانے مین سے تھوڑا مجھے دیجیے کہ میری عمر بھی دراز ہو جائے
چالاک نے بڑی خوشامد اور عاجزی کرنے کے بعد ایک ٹکڑا شیرمال کا اپنے پاس سے نکال کر دیا نفیر نے
وَنڈوت کر کے لیکر کھایا اور بیہوش ہو گئی چالاک نے اسکی تلاشی لی نامہ شاہ طلسم کا پایا سب پڑھ کر
پھاڑ کر پھینکدیا اور دوسرا نامہ اپنی طرف سے لکھکر لفافے مین رکھکر نفیر کی کمر مین رکھا اور سارا سر
اسکا مونڈ کر منھ اسکا کالا کر کے اپنا راستہ لیا اور دربار لقا کے قریب پہونچکر صورت اپنی مثل صورت عمرو
کے بنائی اور علیحدہ جا کر ایک گوشہ مین بیٹھا کہ کوئی مجھ کو شناخت نہ کرے جب نفیر کو ہوش آیا حیران
حیران وہان سے اُٹھکر دربار مین آئی چالاک بھی عمرو بنا ہوا بارگاہ مین گیا نفیر نے خداوند کو سجدہ کیا
اور نامہ پیش کیا لقا نے اسکو کرسی بیٹھنے کو دی بہت کچھ رعایت کی پھر نامہ لے کر منشی کو دیا اُسنے لفافہ
چاک کر کے جو نامے کو دیکھا اُس مین کچھ سخت و سُست نسبت لقا کے لکھا تھا یہ دیکھکر اسنے
بختیارک کو نامہ دیدیا کہ آپ پڑھیے مجھسے نہین پڑھا جاتا بختیارک نے جب اُسے دیکھا ایک قہقہہ
لگایا اور نفیر کی جانب بغور دیکھا سر اسکا منڈا پایا ہنسکر کہا کہ اے ملکہ یہ نامہ تم سے کسی نے بدل لیا
اور سر تمھارا مونڈوایا اب تم زبانی بیان کرو کہ شاہ طلسم نے تمھین کس لیے بھیجا یہ گفتگو جو نفیر نے سُنی
گھبرا کر اپنے سر پر ہاتھ مارا اور سر منڈا پایا رونے لگی آخر عرض کیا کہ ملک جی آپ کو شاہ جادوان نے بلایا
ہے عمرو وہان گرفتار ہو کر آیا ہے بختیارک نے کہا توبہ توبہ شہنشاہ عیاران عالم کہو عمرو عمرو کیا کہتی ہو بھلا
وہ گرفتار ہوتا کیا جانین اور اگر قید ہو کر آئے ہونگے تو دو ایک ساحرون کے سر کاٹین گے گھر لوٹین گے
چلے جائینگے یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک نعرہ ہوا منم عمرو بن امیہ اور چالاک جست کر کے تخت
لقا کے قریب آیا ایک دھول خداوند کے لگا کر تاج لیا لقا نے نعرہ کیا کہ لینا اس بندۂ بے ادب کو
نفیر گھبرا کر دوڑی چالاک نے ایک حباب بیہوشی ناک پر مارا کہ وہ بیہوش ہو کر گر پڑی اُسوقت
لوگ اُٹھانے کو دوڑے اہالیان دربار دوڑے لینا لینا کہتے ہین لیکن چالاک پر کوئی ہاتھ نہین ڈالتا
کس لیے کہ جانتے ہین کہ رات کو عیار اگر ہمارا سر جدا کر ڈالین گے غرضیکہ چالاک جست و خیز کر کے
قریب بختیارک پہونچا اور خال بالائی آنکھ کا پھڑکا کر دکھایا بختیارک کو یقین ہوا کہ بیشک عمرو ہے
اور چالاک نے بعد خال دکھانے کے دو چار جوتیان سر پر اُسکے لگائین پھر تو تمام ملازمین لقا دوڑے
چالاک پر ہجوم ہوا اُسنے خنجر کھینچکر دو ایک کو زخمی کیا دس پانچ کو جان سے مارا یعنے جب غلطک

لگائی دو دو کے پانؤن کاٹے اور جب جست کی پانچ چار کے سر اُڑا دیے بارگاہ مین ہنگامہ پڑگیا کہ
یکایک نفیر کو ہوش آیا حیران تھی کہ یا الٰہی یہ کیسا ہنگامہ ہے ایک عمرو وہان ہے ایک نے یہان آکر
آفت برپا کی ہے اسی پریشانی مین ترنج پکڑ کر پڑھتی تھی کہ چالاک سراچہ بارگاہ پھاند کر بھاگا لوگ
پیچھے دوڑے جو قریب آیا اسکو خنجر مارا یہان تک کہ مثل برق جہندہ کے نظر سے ایک لمحہ مین غائب
ہوگیا خلاصہ یہ کہ بعد اس ہنگامہ کے نفیر سے بختیارک نے کہا کہ اے ملکہ تمنے عمرو کو دیکھا اب جاکر شاہ طلسم
سے سب ماجرا کہدینا اور میرا جانا طلسم مین کسی طرح نہوگا یہان گھر بیٹھے تو جوتیان پڑتی ہین جان بچانا
مشکل ہے مین وہان جاکر کیا اپنی جان دون نفیر آخرکار یہان سے روانہ ہوئی اور سامنے شہنشاہ
جادوان کے آئی لیکن تھراتی اور کانپتی ہوئی افراسیاب نے اور سب اہل دربار نے اسکا سر منڈا
دیکھا سمجھے کہ کوئی آفت اسپر آئی پوچھا کیون خیر تو ہے بدحواس کیون ہے اسنے عرض کیا کہ عمرو میرے ساتھ
دربار خداوند مین جاکر پہونچا اور راہ مین میرا سر مونڈا خداوند کا تاج لیا اور شیطان کو جوتیان لگائین
اب شیطان نے کہا ہے کہ میرا آنا طلسم مین نہوگا افراسیاب نے کہا وہ عمرو جو یہان قید ہے اسے حاضر
کرو جب عمرو سامنے آیا کہا سچ کہہ تو کون ہے عمرو سمجھ گیا کہ تیرے اصلی عمرو ہونے مین کسی نے نفیر کا
سر مونڈکر شک ڈال دیا ہے پکارا کہ اے شہنشاہ مین بیچارہ غریب آپ کی رعیت کنارے دریا کے
کھڑا تھا اُسوقت دو عورتین آئین اور مجھے مارنے لگین اور کہا تو عمرو ہے آخر زبردستی میری مشکین
باندھکر اور کچھ رنگ میرے منھ پر ملکر لے چلین راہ مین دھمکاتی تھین کہ موئے جو تونے اپنا نام عمرو
نہ بتایا تو ہم مار ڈالینگے افراسیاب یہ باتین سُنکر آگ ہوگیا اور کہا بلاؤ اس غیبانی صرصر کو اور کیون
اے خمار یہ تونے کس کو گرفتار کیا تھا اُسنے کہا اے شہنشاہ حضور کے نمک کی قسم مین نے اسکو اسوقت
قید کیا ہے جب یہ ساحرون کو قتل کر رہا تھا یہ سُنکر نفیر نے کہا بی منجھو جھوٹ کے پل نہ باندھنا بھلا تم
عمرو کو پکڑ لیتین تو میرے ساتھ کون جاتا گو مین جھوٹی سہی خداوند تو جھوٹے نہین خداوند نے اپنی
آنکھون سے دیکھا سارے دربار نے شیطان کو دیکھا اے دس پانچ آدمی وہان جان سے مارے
گئے افراسیاب نے کہا اے نفیر توبہ کر بھلا خداوند کیا جھوٹ بولین گے یہ انھین دونون صرصر اور خمار
کی شرارت ہے بس کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ قید عمرو کی دفع ہوگئی اور حکم دیا کہ بارہ ہزار روپے لاکر
اس مرد غریب کو دو اس غرصہ مین صرصر سامنے آئی عمرو سمجھا کہ یہ کوئی فتور کریگی سلام کرکے رخصت
ہوا راہ مین لوگ توڑے روپے کے لائے تھے اُنسے لیکر نذر زنبیل کیے یہان صرصر نے عرض کیا کہ حضور
عمرو کو بغیر کتاب سامری دیکھے رہا نہ کیجیے گا شاہ نے کتاب اُٹھاکر دیکھی معلوم ہوا کہ یہی عمرو تھا

جبسے تونے چھوڑ دیا اور ادھر عمرو دروازے پر باغ کے پہونچا کچھ لوگ دست بقچہ لیے لباس شاہ کا پہنے تھے اُسکنے کہا شاہ دست بقچہ مانگتے ہین اُنھون نے حوالے کیا وہ لیکر آگے چلا تھا کہ یہان افراسیاب نے کہا لینا یہ شخص جانے نہ پائے ساحر چلے تھے کہ وہان عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور غائب ہوگیا ساحر ڈھونڈھکر پھر آئے کہین پتا نہ لگا اسوقت افراسیاب نے غصہ کرکے ایک نارنج زمین پر مارا اور آپ اُٹھ کھڑا ہوا یکایک لاکھون ستارے چمکنے لگے ساحر چاند وسورج بنکر مثل طائر کے تلاش عمرو مین چلے سب نے دیکھا کہ افراسیاب نے صورت اور پیدا کی یکایک کڑک کر زمین پر اُترا اُس صورت سے کہ سانولا رنگ بھرے بھرے بازو پتلی کمر خوب صورت جوان تاج الماس سر پر بازو پر اکے بیش قیمت مالے ہیرے کے گلے مین کنٹھا مروارید کا پہنے دوپٹہ بنارسی کمر سے باندھے قشقہ ماتھے پر کھینچا کرسی پر آکر بیٹھا اُسوقت دو سو گھنٹے بجے اور چار سو ناقوس پھنکے کئی سو منقلون پر بخور لونگ اور سیاہ مرچ کا ہونے لگا تمام ساحرون کو خبر ہوئی کہ افراسیاب آئینے سے نکلکر کرسی پر بیٹھا ہی تمام عمر کسی نے اُسے نہ دیکھا تھا چارطرف سے دوڑے طلسم مین غلغلہ ہوا لاکھون ساحر آکر سجدے مین گر پڑے لاکھون روپے چڑھگئے عمرو نے بھی سُنا کہ روپیہ ڈھیر ہوا ہی مال بہت سا جمع ہی ساحر جاتے ہین اشرفیان جواہر چڑھاتے ہین عمرو کے بھی منھ مین پانی بھر آیا دل سے کہا چھپے کب تک ہوگے چلو بھی یا تو مارا شاہ طلسم کو یا اپنی جان گئی خلاصہ عمرو گلیم اُتار کر چلا اُدھر افراسیاب نے ساحرون سے کہا کہ عمرو آتا ہی دیکھو کیا بے کلیجہ عیار ہی ساحرون نے عرض کیا کہ حضور کیا مجال جو یہان آئے شاہ نے کہا اے بلائے قدرت تم بھی ہوشیار ہو وہ روپیہ لینے آئیگا اُس اثنا مین اشرفیون اور جواہر کے ڈھیر پر عمرو نے آکر جال مارا افراسیاب نے کہا دیکھو وہ لے گیا ساحر پیچھے دوڑے عمرو بھاگ کر غائب ہوگیا اُس کیفیت مین شاہ مصروف تھا کہ پنجہ نامہ لیکر آیا دیکھا تو خداوند لقا کا نامہ ہی دستور لقا کے نامہ بھیجنے کا سابق مین لکھا گیا ہی غرض لکھا تھا کہ اے افراسیاب تونے نہ کسی کو ہماری مدد کو بھیجا نہ آپ آیا اور شیطان کو بلاکر طلسم مین عمرو کے ہاتھ سے ذلیل کرایا اب اگر عمرو گرفتار ہو تو فوراً سر کاٹنا اور میرے پاس سر اُسکا بھیجنا اور جلد کسی ساحر نامی کو بھیجکر حمزہ کو غارت کرا دے یہ مضمون پڑھکر افراسیاب بولا کہ فی الواقع شیطان خداوند کو بڑی ذلت ہوئی ہی اچھا مین عمرو کو وہین قید کرکے بھیجتا ہون کہ شیطان اُسکو قتل کرکے خوش ہون یہ کہکر اپنے سر پر ہاتھ پھیرا وہان عمرو کی گردن وکمر مین ایک حلقہ مثل دھوئین کے پڑگیا اُس نے دل سے کہا قید ہوئے خیر رضینا بالقضا چلو جو کچھ خدا کو منظور ہو پہلے تو اور سمت کو چلا دیکھا اُس طرف اندھیرا معلوم ہوتا ہی اور سمت چلا ادھر بھی تاریکی دیکھی آخر

افراسیاب کی طرف چلا اودھر روشنی نظر آئی عمرو ٹھہر رہا کہ مین کہین بچ جاؤنگا اسوقت معلوم ہوا کہ کوئی از خود ڈھکیلتا لیے جاتا ہی ناچار افغان وخیزان خدا کو یاد کرتا ہوا کہ لے خالق تیرے سوا میرا کوئی رفیق نہین کہ بیت

تو ئی یاری دہ و فریاد ہر کس		بہ فریاد رس من فریاد خواہ رس	

قصہ کوتاہ سامنے افراسیاب کے پہونچا وہ دیکھتے ہی گویا ہوا کہ ای وزیر مکار تو بہت دنون اُڑا پھرا مہرخ کو تونے بہکایا ساحران نامی کو مارا اب کوئی فقرہ تجھے یاد ہی عمرو نے کہا ای شہنشاہ میرا قصور معاف فرمائیے کہ شعر

ہر چند نیم لایق بخشایش تو		بر من منگر بر کرم خویش نگر	

افراسیاب نے کچھ عذر والتماس پذیرا نہ کیا اور کتاب سامری کو دیکھا تا معلوم کرے کہ یہ اصلی عمرو ہی یا اس مرتبہ بھی دھوکا ہی غرض کتاب مین نکلا کہ یہ اصلی عمرو ہی اسکی باتون پر نہ جانا اور فریب مین نہ آنا اسکا یہان رکھنا مناسب نہین کیونکہ تیرے ہاتھ سے یہ قتل نہوگا براہ مکر چھوٹ جائیگا چاہیے کہ اسکے ہلاک کی تدبیر کر بکھیڑا اٹھا قصہ پاک کر کتاب سے یہ حکم دیکھ کے فی الفور تخت سحر تیار کر کے عمرو کو سوار کیا اور حصار جادو اور انظار جادو نام دو ساحر اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ ساٹھ ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر تم خداوند باختر کے پاس جاؤ انکے دشمنون کو غارت کرو اور عمرو کو ساتھ لیتے جاؤ خداوند جس طرح چاہین اسکو قتل کرین تم اسکے قتل ہونے کی کیفیت اور لشکر حمزہ کے غارت ہونے کا حال لکھ بھیجنا تاکہ اور باغی مہرخ وغیرہ جو گرفتار ہین مین انھین بھی ہلاک کرون اور سب کو نیست و نابود کرون وہ دونون ساحر حکم شاہ پاکر باہر آئے اور ساٹھ ہزار ساحر کو حکم تیاری لشکر دیا انتظام ہونے لگا طبل و نقارے بجے ماقوس پھنکے کمر بندی ہوگئی اُسوقت مخمور سرخ چشم کہ جو شاہزادہ نور الدہر پر عاشق ہوا اپنے دل مین بیقرار ہوئی کہ مبادا اس فوج سے لشکر اسلام نے شکست کھائی اور میرے مطلوب پر کچھ آفت آئی تو مین دیدار جانان سے محروم رہونگی لازم ہو کہ اسی لشکر کے ساتھ جاؤن اور اپنے دلبر کو دیکھ آؤن اس مضمون کو سوچکر روبروشاہ طلسم کے گئی اور دست بستہ اجازت خواہ ہوئی کہ اگر حکم حضور پاؤن تو خداوند کی زیارت کو جاؤن افراسیاب نے اسکو بھی اجازت دی اور یکایک وہ تپلا یعنی جو بہت خوبصورت جوان کرسی پر آکر بیٹھا تھا اور حکم و احکام دے رہا تھا اُسکے جسم مین آگ لگ گئی جلکر غائب ہوگیا ہزارون گھنٹہ ایک بار بجا ناقوس کی صدا آئی اور آواز ہوئی کہ ای ساحرو شہنشاہ آئینہ سحر مین تشریف لے گئے یہ خود نہ تھے بلکہ تپلا سحر کا ان کا ہمشبیہ تھا آئین اور انتظام کرنے آیا

تھا خلاصہ یہ کہ جب شاہ طلسم داخل آئینہ سحر ہوا دربار برخاست کیا گیا ساحر اپنی اپنی جگہ پر گئے مخمور بھی اپنے گھر آئی اور تیاری چلنے کی کرنے لگی چالیس کنیزیں اپنی ہمراہی کے واسطے حور وش نازک اندام منتخب فرمائیں اور خود بھی دریاے جواہر میں غوطہ زن ہوئی پوشاک نفیس و پر تکلف سے آراستہ ہو کر حنا دست و پا میں لگائی مسی ہونٹھوں پر ملکر پان کی لالی جمائی کہ ابیات

رنگین لبوں سے جان بے چین	گویا کہ شفق میں ہیں ہلالین
یکتا ہیں چمک میں دانت سارے	یا برج دہن میں ہیں ستارے
پیدا ہوئیں اُسکے رخ سے راہیں	بس ہوں جنت مکان نگاہیں
تھی اُس کی ہر ایک ادا شہاسب	بدبیں کو نظر شہاب ثاقب

اس سج دھج سے درست ہو کر تخت سحر پر سوار ہوئی اس شان و شوکت سے روانہ تھی کہ شہنشاہ حسن کی بارگاہ پر جاہ شان غمزہ و ناز صداے دور باش عالم کو دیتے تھے نظم

اللہ رے حسن واہ رے نور	طینت میں پری تو شکل میں حور
آگے آگے وہ عہدہ داریں	بے حکم پلک بھی جو نہ ماریں
سر پہ تھی تمکنت مگس ران	جلوہ آئینہ دار حیران
پہلو میں سنبھالے تھی نزاکت	فرش آگے بچھاتی تھی نزاکت

اور اس سرعت کے ساتھ تخت روان کیا کہ ساحر جو قید عمرو کی لیکر چلنے کو تھے ہنوز جانہ چکے تھے کہ یہ آکر پہونچی ساحر بھی اپنی اپنی سواریوں پر چڑھکر ڈمرو بجاتے سحر کی نیرنگیاں دکھاتے خواجہ کو لیکر بڑے جوش و خروش کے ساتھ روانہ ہوے کہ ابیات

اژدہے زیر ران ہر اک کے تھے	قشقے ماتھوں پہ اپنے کھینچے تھے
لیے ترسول تھے وہ ہاتھوں میں	سحر کرتے تھے باتوں باتوں میں
رال اڑاتا تھا اپنے لب سے کوئی	کوئی کہتا تھا جے ہو سامری کی
تیغ بران ہر اک کے زیب کمر	ڈھالیں فولادی پشت کے اوپر
شان و شوکت غرض دکھاتے تھے	سحر کے تخت کو اڑاتے تھے
عازم لشکر لقا تھے وہ	بانی جور و پر جفا تھے وہ

مخمور سرخ چشم اپنے دل سے باتیں کرتی تھی کبھی ہنستی تھی اور کبھی روتی تھی دل مضطر طپان تھا کھٹکا تھا کہ دیکھیے اس عشق کا انجام کیا ہوتا ہے جان جاتی ہے یا معشوق ملتا ہے خلاصہ کلام اسی طرح

کوچ و مقام کرتی ہمراہ ساحرون کے جادۂ خطرناک مین قدم دھرتی طلسم سے باہر نکلی اسوقت خاطر غمگین اور زیادہ حزین ہوئی شوق دیدار نے غلبہ کیا ذہن مین آیا کہ لجا کر محبوب کی تلاش تنہا کر سب کے ساتھ جانا اچھا نہین راز عشق ظاہر ہوگا ہر کہ وہ اس سے ماہر ہوگا یہ سوچکر حضار سے کہا تمھارے ساتھ بکھیڑا بہت ہے مین آگے جاکر خداوند سے تمھارے آنے کی خبر کرتی ہون یہ کہکر اپنے تخت سحر کو بڑھا کر روانہ ہوئی کنیزون سے بھی حکم دیا کہ تم پیچھے آؤ دربار خداوند مین میری رسائی ہولے تو تمھین مین طلب کرونگی لونڈیان بموجب حکم ٹھہرین اور ملکہ آگے بڑھی جب تنہا ہوئی بلبل دل ہوا ے ملاقات مین اپنے گل کی بیقرار ہوا اشک خونین چشم سے بہانے لگی اور شعر عاشقانہ گانے لگی کہ غزل

درپی آن دلبر شیرین شمائل میروم	دل بی او رفت من هم از پی دل میروم
میروم نزدیک آن قصاب گو خونم بریز	من هلاک قتل خویشم سوی قاتل میروم
گر زند تیغ از سر کویش نخواهم رفت لیک	خندگاهم ہمچو مرغ نیم بسمل میروم
چون بکوی او روم ترسم رقیبان پی برند	زانکه من از گریه خود پای در گل میروم
ای که میگوئی برو تحصیل درس عشق کن	میروم اما پئے تحصیل حاصل میروم
وادی درد و بلا در عشق هر یک منزل است	کرده ام عزم سفر منزل بمنزل میروم
میروم سویش باستقبال خوشحالم که باز	میرسد اقبال من هم در مقابل میروم
در ره عشق ای هلالی از من آگاهی مجو	زانکه من این راه را بسیار غافل میروم

خلاصہ کلام اسی طرح آہ بر لب و فغان بر زبان قریب لشکر صاحبقران پہونچی ایک مقام بلند پر کھڑے ہوکر بیک تلاش نے یوسف گم گشتہ کے روانہ کیا لیکن شاہزادۂ عالی تبار نور الدہر دربار مین پاس امیر کے جلوہ فرما تھے مخمور کو کچھ پتہ انکا نہ ملا اور خوف یہ بھی تھا کہ اگر لشکر اسلام کا کوئی عیار یہان آئے اور تجھے ساحرہ سمجھکر مثل خمار اور نفیر کے کوئی ذلت دے اور ہلاک کرے تو اچھا نہ ہوگا آخر مجبور ناچار ہوکر طرف لشکر لقا روانہ ہوئی یہ قلعہ کوہ عقیق مین تخت طلائی پر بیٹھا تھا کہ یکایک ابر سنہری رنگ کا ظاہر ہوا اور پھول سنہری برسنے لگے وزیر یعنے بختیارک نے کہا یا خداوند کوئی بندۂ خاص آپ کا آتا ہو فوراً اپنی مشیت سے ہمین تو خبر دیجیے کہ کیا نئی تقدیر آپ نے فرمائی ہی لقا نے کہا قدرت کے کارخانے مین کسی کو دخل دینا نہ چاہیے جو کوئی ہوگا وہ سامنے آئیگا یہی ذکر تھا کہ سامنے سے ابر شق ہوا اور تخت مخمور سرخ چشم کا بارگاہ مین اترا ملک بختیارک اُٹھ کھڑا ہوا تعظیم دی مخمور سرخ چشم نے

سلام کیا اور آگے بڑھکر لقا کو سجدہ کیا نذر پیش کرکے دست بستہ عرض رسا ہوئی کہ شہنشاہ جادوان نے
دو ساحر جلیل القدر بہر مقابلہ حمزہ مع ساٹھ ہزار ساحرون کے بھیجے ہین اور قید عمرو عیار کی وہ ساحر
لاتے ہین یہ سُننا تھا کہ لقا نے تاج اپنا بفخر یہ کج کیا اور کہا کہ ای بندگان قدرت دیدی قدرت
مرا ادھر بختیارک اپنے جوتے پیٹنے لگا اور گویا ہوا کہ ملکہ تمھارے دیکھنے کو آنکھین ترستی تھین اچھا چلیے
بسم اور آپ اُن ساحر فرستادگان شاہ کو استقبال کرکے لے آوین مخمور نے کہا آپ کیون تکلیف فرماوین
یہ کنیز جاکر انھین بلائے لاتی ہے یہ کہکر اسی حیلے سے دوبارہ تجسس مطلوب مین روانہ ہوئی مگر اسکے
جانے کے بعد بختیارک نے لقا سے عرض کیا کہ یا خداوند اسوقت مین اور آپ تنہا ہون اپنی مشیت سے
مجھے آگاہ فرمایئے کہ عمرو جو قید ہوکر آیا ہی اُسکو قتل کیجیے گا اور تقدیر مین آپنے اسکا ہلاک ہونا لکھا
ہی کہ نہین لقا جواب دہ ہوا کہ نوے ہزار برس پیشتر سے مین نے یہی تقدیر مین اسکی لکھا ہی کہ جب وہ
طلسم سے قید ہوکر آئیگا تو مارا جائیگا یہان یہ باتین مسرت و انبساط کی شیطان و خداوند سے ہو رہی
تھین مگر مخمور قریب لشکر اسلام آئی لیکن بخوف قدم آگے نرکھا اور ہر طرف نگران جمال یار تھی
دل سے کہتی تھی کہ بمقتضائے بیت

تماشا ہی اگر آئینہ بے زنگار ہو پیدا	در و دیوار سے نقش جمال یار ہو پیدا

ہر چند تجسس در جوئے یار ہی مگر شبیہ دلدار آئینہ نظر مین جلوہ گر نہوئی ناچار آگے بڑھکر صفدار کو خبر دی
کہ خداوند کا حکم ہی جلد قیدی کو حاضر کرو ساحر اسکے ہمراہ عمرو کو لیکر برسم یلغار راہی ہوئے جب
قریب قلعہ جاکر پہونچے سلیمان عنبرین مو نے آکر استقبال کیا اور فوج ساحران کو مقام پاکیزہ
مین اُتروایا بارگاہین اور خیمے نصب ہوئے بارگاہ کے روبرو بازارین کھل گئین طبل و نقارے
قیام اور داخلہ لشکر کے بجے عیاران لشکر اسلام صورت بدلکر واسطے خبر دریافت کرنے کے آئے
کچھ لشکر ساحران مین ٹھہرے کسی قدر قلعہ مین گئے مگر صفدار اور انظار عمرو کو سامنے لقا کے لائے
خود سجدہ کیا نذر دی ذنگل عنایت ہوئے بیٹھے لقا نے عمرو سے کہا کہ کیون ای بندۂ گستاخ
و بے ادب اب کہ کس عذاب شدید سے تجھے ہلاک کرون عمرو نے کہا یا خداوند میر کیا قصور ہی
آپ نے خود مجھے وہ طاقت عنایت کی ہی کہ مین نے جناب کی ڈاڑھی کو اپنے پیشاب سے مونڈا ہی
آج بھی ایسی ہی کچھ آپ نے تدبیر کی ہوگی پھر وہی معاملہ پیش آیا چاہتا ہی لقا ان باتون سے
غضبناک ہوا اور بختیارک نے کہا یا خداوند اب وہی تدبیر جاری فرمایئے جو آپ ابھی مجھسے وعدہ
کرچکے ہین یہ کلام سُنکر عمرو نے بختیارک کو گھورا اور کہا ملک جی تم مجھے جانتے نہین کہ مین کون ہون

سنم عمرو آج میرے روبرو چہ میگوئیان کرنا خیر سمجھا جائیگا بختیارک گھونے سے عمرو کے ڈر گیا اور لگا
گرد پھرنے پکارا کہ اے شہنشاہ عیاران مرشد برحق مین اس حرامزادے لقا مردود درگاہ خدا سے
ہرچند کہتا ہون کہ حضور ریش تراشندہ کافران کو کوئی تکلیف نہ پہونچا مگر یہ گیدی نہین مانتا پھر
آپ ہی اپنی سزا کو پہونچے گا لقا نے کہا او حرامزادے کیا بیہودہ بکتا ہے بختیارک بولا کہ مین سچ کہتا
ہون جناب معلے القاب کو کہ ہماری جان کی پناہ شاہ ہونگے شاہ خواجہ سلامت ہین تو باعزاز تمام
رہا کردے ورنہ سر سنڈیگا ناک کٹے گی جوتیان پڑینگی لقا ایسی باتون سے نہایت غیظ مین آیا اور
حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ اس ملعون یعنے بختیارک کو بھی قتل کرو بختیارک بولا کہ مین سچ کہتا ہون آپنے
اگر عہدۂ شیطنت دیا ہے تو مین ایسی ہی باتین کرونگا نہین یہ طوق لعنت آپ کا حاضر ہے کسی اور
کو پنہائیے اور شیطان بنائیے لقا نے حکم قتل عمرو کی نسبت صادر فرمایا اور بختیارک کو بری کردیا
بموجب حکم جلاد آکر حاضر ہوا عمرو کو لیکر میدان خونی مین آئے قلعہ کوہ عقیق کے سامنے جو بیابان
واقع ہے وہان چبوترہ نکبت کا بنا اور بوریائے فلاکت بچھایا گیا جلادان قوی بازو بیرحم تیغہ ہائے
آبدار لیے ہر طرف پھرنے لگے کل لشکر لقا مین کمربندی ہوگئی ایک طرف ساٹھ ہزار ساحر حضار کے
تیار ہوے اور صف باندھکر ٹھہرے ایک سمت سوارون کے پرے اور پیادون کی قطار آراستہ ہوئی
کماندار لیس ہوکر تیر چلہ کمان مین جوڑکر مستعد تھے کہ اگر کوئی حمایت کو عمرو کی آئے تو جیتا نہ بچے
عمرو کے حال زار پر مرد وزن قلعے کے ہنستے تھے لیکن دانشمند عبرت گزین تھے کہ ایہا الناس یہ نفس
حمزہ ہے یہ وہ شخص ہے کہ جس نے ساحران عالم کو قتل کیا شہنشاہ عیاران اپنے تئین بنایا آج
اس طرح بے بس ہے نہ کوئی رفیق ہے نہ مونس ہے بعض کہتے تھے اسپر کیا منحصر ہے چرخ جفا پیشہ
نے بڑے بڑے ناميون کو ذلیل کرکے ہلاک کرایا ہے اور پیرزال دنیا نے بہت نوجوانون کو پرحسرت
وارمان دنیا سے اٹھایا ہے آج نہ دارا ہے نہ سکندر ہے نہ وہ چتر داورنگ ہے نہ افسر ہے نہ کلاہ ہے
نہ تاج شہی نہ سر عزت ہے فی الحقیقت یہ سرائے فانی مقام عبرت ہے نظم

کہان شداد وہ بہشت آرا
جب گیا وہ تو ہاتھ خالی تھا
ہے یہ دنیا وہ گرگ کہنہ آہ
ہے زمین اور آسمان کا فرق
کہین سامان غسل صحت ہے

اس چمن کا کرے جو نظارہ
آج کرلے گذشتگان پہ نظر
لاکھ یوسف گرائے در تہ چاہ
کہین ہوتا ہے قطع پیراہن
کہین ترتیب غسل میت ہے

گو سکندر بھی شاہ عالی تھا
ہوگا کل تو بھی عبرت دیگر
بحر حیرت مین عقل کیون نہ ہو غرق
کہین مردم کو ہے تلاش کفن
کوئی تخت روان پہ جلوہ نما

کہین مردہ وبال ودوش ہوا
قصر نبوا کے سو گیا سنداد
تشنۂ قلزم سراب نما

اک دولھن سے دوچار ہوتا ہی
قبر کی کوٹھری نہ رکھی یاد
اسکے تربت مین زہر ہو سودہ

اک کنار لحد مین سوتا ہی
ہین بہ خواہان حشمت دنیا
نوش ہی اسکا نیش آلودہ

قصہ کوتاہ ہر طرف ہنگامہ برپا تھا صغیر و کبیر کا مجمع تھا ایک جانب مخمور سرخ چشم بھی مع اپنی کنیزون کے کھڑی تھی مگر حیران تھی کہ تو ناحق خون عمرو مین شریک ہوئی کاش طلسم سے نہ آتی یہ بدنامی اپنے ذمے نہ اُٹھاتی اب معشوق سے ندامت ہوئی بڑی قیامت ہوگی یہ سوچ رہی تھی کہ وہان لقا بھی فیل پر سوار ہوکر برآمد ہوا جلادون نے عمرو کو زیر تیغ بٹھایا اور سامنے لقا کے آکر پوچھا کہ اس گنہگار کے بارے مین کیا حکم خداوندی ہی اس گبر نے گرگرا کر صدا دی کہ لاکھون حکم کا ایک حکم تمکو دیا جاتا ہی کہ جلد سر اس گنہگار کا کاٹ کر حاضر کرو جلاد وہان سے آکر مستعد قتل ہوے خواجہ کی گردن پر کوئلے کا خط دیا اور کہا جو کہنا ہو اے اجل رسیدہ وہ کہا ئی لے جو کہنا ہو وہ کہہ سن لے کوئی دم مین پیمانہ عمر باد فنا سے لبریز ہوگا اور رخت ہستی اُتارا جائیگا عمرو نے انھین تو مطلق جواب نہ دیا لیکن دل کو رجوع بخضوع و خشوع بدرگاہ خداوند قہار دافع البلیات وکافی المہمات کیا بے اختیار رو کر پکارنے لگے کہ ای قادر و توانا و ای فریادرس غریبان تو صادق الوعدہ ہی مجھ سے تو نے وعدہ فرمایا ہو کہ جب تک مین تین بار موت اپنے منھ سے نہ مانگون اسوقت تک نہ مرون آج نرغۂ اعدا مین گرفتار ہون بے یار و غمگسار ہون سوا تیرے کون میرا مددگار رہی اور اس بیکسی مین یار ہی نظم

تری لطف و کرم سے کچھ نہین دور
نہین ہی کوئی تیرا مثل و مانند
تری حکمت سے ہی ہر شی ہویدا
زمین و آسمان حیرت فزا ہین
بچا لے اس بلا سے مجکو یارب

کہ غالب ہون مین اس فرقہ پہ مجبور
بری ہی شرک سے تو ای خداوند
شب تاریک سے ہی صبح پیدا
یہ دونون تیری قدرت سے بپا ہین
کہ تو غالب ہی اور مجبور ہین سب

اس دعا کے مانگنے سے نسیم قبول چمنستان دہر مین وزان اور صبح عشرت گریہ کرنے سے خندہ زن تھی یعنی عیاران لشکر امیر مثل تحاسم کتوری و دیگر عیار جو بہر خبر آئے ہوئے تھے اس ماجرے جانگزا کو دیکھکر افتان و خیزان بارگاہ سلیمانی مین آئے اور روبروے شاہ اسلام یون التماس پیرا ہوے کہ ای شہنشاہ گردون بارگاہ کیوان جاہ قطعہ

ای عدالت گستر و عالم پناہ و داد بخش
کس زبان سے ہم کرین تیری عدالت کی ثنا

شمع کا شعلہ پتنگے کو جلا سکتا نہین
بسکہ شہرہ معدلت کا تیری پہونچا جا بجا

تازیانہ ہو نسیم صبح کو موج نسیم
غنچہ تصویر کے گر ہوے پیراہن قصنا

نام ہی جس شہر مین حفظ و حمایت کا تری
دست خوبان مین نہ ٹھہرے خوف سے وزد حنا

آج کچھ ساحر عمرو کو طلسم سے گرفتار کر کے لائے ہین اور لقا انکا گل ہستی خموش و پژمردہ کیا چاہتا ہی اور نخل حیات تیغ سیاست سے قلم ہوتا ہی اس خبر کو سننا تھا کہ بادشاہ نے امیر کی جانب دیکھا صاحبقران ہلے یار وفادار کہکر زنگل پر سے اُٹھے اور اُنکے اٹھنے سے کل سردار دست راست اور دست چپ اور فرزندان امیر وغیرہ سب کھڑے ہو گئے لشکر مین حکم کمر بندی کا پہونچا تیاری ہونے لگی مگر امیر نے کسی کی راہ نہ دیکھی باہر بارگاہ کے آکر اشقر دیوزاد مرکب پر سوار ہو کر چل نکلے اُنکے بعد قاسم و رنور الدہر اور ایرج اور علمشاہ وغیرہ بیٹے پوتے اور سردار شل لندھور اور مالک اور فرامرز اور جمہور وغیرہ کے روانہ ہوے ایک سمت سے طبل و بوق کی صدا بلند ہوئی اور پلٹن اور رسالے اور پیادہ و سوار لینا لینا کہتے چلے پھر تو بادشاہ بھی مع تاجداران ذیوقار کے تخت مرصع پر سوار بر آمد ہوے طبل سکندری پر چوب پڑی فلک تھرایا اور زمین ہلی کہ نظم

چلے ایسے بزرگی سے وہ مردم
کیا چرخ برین نے آپ کو گم

وہ صحرا دشت محشر ہو بہو تھا
قیامت غلغلہ ہر چار سو تھا

ہوا نیزون سے وہ جنگل نیستان
نیستان تھا وہ جولانگاہ شیران

خدا کی راہ مین باندھے کمر تھے
لیے ہمراہ اقبال و ظفر تھے

یہانتک کہ روبروے قلعہ پہونچکر اس مجمع فوج مخالف پر اول امیر شمشیر کھینچکر اور نعرہ کر کے گرے کہ نعرہ

امیر عرب حمزہ نام دار
عم مصطفےٰ شاہ اشقر سوار

لشکریان عدو نعرہ امیر سنکر لرزان ہوے مگر لقا کے سامنے بختیارک اللہ اکبر اللہ اکبر کہکر اذان دینے لگا کہ مین پہلے ہی کہتا تھا او مشرک خدا تو مسلمان ہو جا اب دیکھ کہ حمزہ تیری جان پر کیا آفت لاتا ہی اور مین تو اول ہی سے مسلمان ہون لقا نے یہ معاملہ دیکھکر نعرہ مارا کہ سر عمرو کا جلد جدا کر ڈالو سپاہی اور جلاد بڑھے تھے کہ ادھر مخمور نے مخفی کچھ سحر ایسا پڑھا کہ کوئی نہ بڑھ سکا اور امیر نے صفون کو زیر تیغ بران رکھ لیا پھر تو حصار جادو اور ساٹھ ہزار ساحر مارے اور ترنج سحر کے مارتے تھے اور امیر اسم اعظم پڑھتے قتل کرتے بڑھتے ہوے آتے تھے کہ یکایک ایک سمت سے نعرہ شاہزادہ قاسم بلند ہوا نعرہ

ملک قاسم آن ترک خاور سپاہ
ز آب دم تیغ شستم زمین

زنم تیر برابر و نیزہ بہ ماہ
ہمہ باختر شد بہ زیر نگین

اور شاہزادہ ذیوقار پلارک افراسیابی چمکا کر لشکر پر آ پڑے کہ ایک جانب سے نعرہ نورالدہر کا ہوا نعرہ

ہمائے اوج رفعت بادشاہ عرصہ مردی
پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز ہیبش

کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ
عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خواندہ

پھر تو ایک سکے یعلایک کا نعرہ بلند ہوا اور تلوار پھر کر چلنے لگی ادھر لقا کے حکم سے تمام سحجانی و باختری اور شتری حصاری حملہ آور ہوئے نیزہ ہائے بہادران تل گئے سینہ تا کمر بے تامل ملگئے تیغوں کی ہوا سن سن چلنے لگی سر مثل برگ خزان کے گرنے لگے تخلبند اجل سربلندوں کے شجر قامت کی سرتراشی کرنے لگا عندلیب آسا نقیب سرگرم فغان تھے جو ہر تیغ عریان کے پھول کھلے نظر آتے تھے وہاں زخم شکل غنچہ مسکراتے تھے سپر کے پھول گل سوسن کو شرماتے اور گلہائے زخم کلی کی طرح بکس کر رہجاتے تھے چمک تیغ آبدار کی نہر گلشن کی طرح لہراتی تھی زندگی حباب آسا بے ثبات تھی سپروں کی تاریکی سے روز روشن تھا یارات تھی کہ نظم

کیا حمزہ نے جب گھوڑے کو جولان
چلے آپس مین یہ خنجر دو دستی
فلک نے سینہ اور خورشید نے سر
سیہ کاروں کے رخ زخموں سے تھے لال
ہوئی خونریز شمشیر درخشان
جنھیں تھا ناز شمشیر دودم پر
ہوا نیزے سے زخم سینہ دریا
قرار دیکھی وہ شمشیر دو پیکر
قیامت تھی ادھر محشر وہان تھا

نظر آنے لگے سر گوئے چوگان
کہ جیسے بزم مین ساغر دو دستی
چرایا دیکھ تیروں کو ہوا پر
سنان نیزہ سے پیکر تھے غربال
نبے تھے دست و پا وان شاخ مرجان
پڑا تھا انکا سر اُن کے قدم پر
سپر بھر بھر کے خون زخموں سے چھلکا
قلم ہر تن ہوا اُس سے برابر
ہر اک سردار یان بیل وہان تھا

مخمور اپنی کنیزوں کو لیکر علیحدہ جا کھڑی ہوئی اور ساحروں پر سحر کرنے لگی تاکہ میرے مطلوب شاہزادہ نورالدہر پر اور اُسکی فوج پر سحر تاثیر نہ کرے اسکے سحر کرنے سے جو کوئی شاہزادے کے قریب آتا تھا بچ کر زندہ نہ جاتا تھا اور عیاران لشکر اسلام نے باہم مشورہ کیا کہ سوائے امیر کے اور کوئی لشکری رد سحر نہیں جانتا ہے ایسا نہو کہ لشکری مسحور ہو جائیں لازم ہے کہ ہم سب عیار بھی جا کر مقابلہ

کرین یہ سوچکر ایک لاکھ اسی ہزار عیار ربانہ ہائے عیاری سے درست اور چست ہوکر چلے دھمد ھمیان بجنے لگین وہان آکر پہونچے کہ جہان ساحرون کا غول تھا اور گولے فولادی ہار فلفل سوئیان وغیرہ ساحر لگا رہے تھے عیارون نے ہوا کے رُخ پر کھڑے ہوکر حقہ ہائے آتشبازی داغ کر صف لشکر ساحران پر لگائے ایک لاکھ اسی ہزار حقہ ایک بار آخر لشکر مین پھٹا اور اُن مین سے ایسا دھوان پیدا ہوا کہ سارا زمانہ تاریک ہوگیا ساحرون کے مُنھ جھلس گئے اور گھبرا کر کوئی کسی طرف اور کوئی کسی جانب بھاگا بعض مُڑکر چلے اسوقت مقبل وفادار کہ تیرانداز بے بدل ہے اُسنے چالیس ہزار ناوک فگن لیکر حملہ کیا اور تیر مارنا شروع کیے طائر روح ساحران صید ہونے لگے ایک طرف سے حفنار اُڑکر چلا تھا کہ مقبل نے تیر دلدوز تاک کر مارا اسکے سینے پر پڑا اور مہرہ پشت کو توڑ کر پار گذر گیا قلا بازی کھا کر زمین پر گرا اور تڑپکر ہلاک ہوا اُسکے مرتے ہی غلغلۂ دار و گیر برپا ہوا اور عمرو جو اسکے سحر مین مبتلا تھا چھوٹ گیا ادھر سردار لڑتے بھڑتے قریب عمرو کے پہونچے اور ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ دین عمرو گھبرا کر اُٹھا اور جست کرکے تخت لقا پر چڑھ گیا ایک ڈھول بڑے زور سے اسکے سر پر لگائی اور تاج اُتار لیا بختیارک نے کہا لیجیے بسم اللہ مال آپکا ہے اور اپنا رفیدہ اور دوشالہ وغیرہ اُتار کر سامنے کیا خواجہ نے وہ بھی لیا اور جبتک انکو گرفتار کرنے کا قصد کیا عمرو نے خنجر مار کر راستہ ملک عدم کا دکھلایا خلاصہ یہ کہ جب فوج ساحران نے شکست کھائی اور نظار جادو با معدودے چند بھاگ کر زندہ بچا اسوقت لشکر اسلام کا غلبہ زیادہ ہوا عمرو بھی لڑتا اور لوٹتا ہوا قریب مرکب صاحبقران پہونچا اور رکاب کو بوسہ دیا امیر گھوڑے سے اُترکر گلے سے لپٹ گئے عمرو نے عرض کیا ابھی لڑائی فتح نہین ہوئی حضور سوار ہون مین ہمراہ ہون امیر دوبارہ سوار ہوے اور نعرہ اللہ اکبر کرکے حملہ آور تھے پھر عجب ہنگامہ آفت گرم ہوا کہ نظم

گھر قتیلون سے بھر دیے ہر سو — کشتون کے پشتے کر دیے ہر سو
جس طرف گھوڑے کو کیا مہمیز — کافرون کو ملی نہ راہ گریز
الاماں مُنھ سے کہتے جاتے تھے — ٹھوکرین کھا کے رہتے جاتے تھے

اسی طرح جبدم امیر تخت لقا کے قریب پہونچے بختیارک نے طبل بازگشت بجوا دیا کہ یہی آئین امیر کا ہی یعنے جب طبل امان لشکر مخالف مین بجتا ہے تو امیر حریف کو طالب امان سمجھ کر پھر مقابلہ نہین فرماتے غرض جسوقت نقارہ امان بجا لشکر دونون جانب کے پھرے امیر بھی بارگاہ کی طرف واپس ہوے سردار سر پر امیر کے زر نثار کرنے لگے عمرو پکارا کہ ای بہادران کیون مال ضائع کرتے ہو یہ

سب جمع کر کے مجھے حوالے کرو کہ مین نہایت محتاج ہون امیر ہنسے اور کہا خواجہ تمھارے لیے اور
بہت کچھ ہی عمرو نے عرض کیا اگر یہ اور وہ ملکہ مجھے ملجاتا تو اچھا تھا یہ کہکر جال لیا سی لگایا کہ سب مال
اُسمین آگیا اور لوٹنے والون نے ایک حبۂ نیا پایا اسی طرح شاوان و فرحان جملہ سردار ہر چند کہ خون
مین تر بتر اور خستہ لڑے بھڑے اور پریشان تھے مگر عمرو کے آنے سے بارگاہ مین چلے آئے عمرو ہر ایک
کے گلے سے ملا اور کرسی ہُدہُد پر بیٹھا بادشاہ بھی خرسند ہوے اور کشتیبان جواہر کی امیر اور بادشاہ نے
منگوا کر عنایت فرمائین عمرو نے سارا ماجرا جو کچھ طلسم مین گذرا تھا حرف بحرف بیان کیا امیر نے
عیارون کی فطرتین سنکر اُن سب کے لیے بھی بھاری خلعت عنایت فرمائے کہ ہماری طرف سے
قران اور برق وغیرہ کو دینا عمرو نے کہا کہ مین اُن چھوکرون کو روپیہ دیکر خراب تو نہین کرونگا
مگر کہدونگا کہ امیر نے تمھین بھی خلعت دیا تھا عید کے دن پہننا امیر اور سب سردار اس تقریر سے
ہنسنے لگے اور عمرو نے کل مال نذر زنبیل کر کے کہا مین جاتا ہون امیر آبدیدہ ہوے اور فرمایا کہ
خواجہ ایک روز تو توقف کرو عمرو جواب دہ ہوا کہ پھر مین جا نہ سکونگا ابھی سب ساحر جاتے ہین انکے
ساتھ مین بخوبی پہونچ جاؤنگا یہ کہکر وہان سے اُٹھکر چلا کہ ملکہ سرو سیمتن اپنی بی بی سے ملآؤن اور
اپنی شہزادیون یعنی امیر کی بی بیون سے بھی مل لون غرض داخل محلات ہوا جمیع خاتونان معظمہ
اس کے آنے سے مسرور ہوئین اور بہت کچھ زر و جواہر دیا حال طلسم سنا خواجہ کا مزاج پوچھا لیکن
وزیر زادیان اُن شہزادیون کی بیبیان عمرو کی ہین انھون نے عمرو کو گھیرا اور کہا کیون صاحب
بعد مدت کے تم طلسم سے آئے مگر کچھ تحفہ اور سوغات ہمارے لیے نہ لائے اچھا جو کچھ کمایا ہو وہ تبلاؤ
ہم لوگون کو کچھ تو دو عمرو نے کہا طلسم مین خود میرا لاکھون روپیہ صرف ہوگیا اب مین محتاج اور پریشان
ہون چاہتا ہون کہ تمھارا زیور لیکر فروخت کرون تاکہ رفع تکلیف ہو یہ باتین سنکر محل مین ایک
قہقہہ اُڑا اور عورتون نے خواجہ کو چار طرف سے گھیرا کہ ہم تو ضرور کچھ تم سے لینگے اسوقت مجبور ہو کر عمرو
نے کچھ جھوٹے نگینے اور ہلدی کی گرہین لوہے کی کیل ایک آدھ دسپنا وغیرہ نکال کر دیا اور کہا گھر والیان
کمبخت نہ پریشانی کو جانتی ہین نہ مفلسی کو مانتی ہین انکو چوری کرو اور جہان سے بنے لاکر دو سب
ہنسنے لگے اور عمرو گھبرا کر اُٹھا کہ یہان ٹھہرونگا تو لٹ جاؤنگا اور وہان سے اُٹھکر ملکہ سرو سیمتن کے
پاس گیا ملکہ نے خواجہ کو اعزاز سے بٹھایا اور بڑے تپاک اور گرمجوشی سے ملاقات کی یہ بی بی عمرو کی
بہت پیاری ہی عمرو یہان بیٹھ کر مصروف مینوشی ہوا اور باتین اخلاص و محبت کی کرنے لگا لیکن ادھر
جب لقا عاجز اور درماندہ ہو کر اپنی بارگاہ مین آیا لشکر بھاگا ہوا آکر پھر فروکش ہوا انتظار بھی چند

ساحرون سے بارگاہ مین حاضر ہوکر عرض رسا ہوا کہ یا خداوندا اب لشکر ساحران باقی نہین ہین رخصت ہوتا ہون شاہ طلسم سے جو کچھ فرمایئے عرض کردون لقا نے کہا کہدینا کہ ای شاہ جادوان تیری ملاقات کو میرا جی چاہتا ہی مگر ان بندون نے مجھے بہت پریشان کیا ہی اور ان کو عالم مستی مین مین نے پیدا کیا ہی ان کی قضا مین بھول گیا خلق ہی نہین کی پس سرکشی کرتے ہین اور مجھے سجدہ نہین کرتے ہین تو کہدینا کہ کسی ساحر زبردست کو پھر میری مدد کے لیے بھیجے ابکی بار مین اُس مستی کے عالم کی تقدیر کی ہوئی کو پھیرونگا اور بندگان مغضوب کی قضا پیدا کرونگا بختیارک اس تقریر کو سُنکر بولا کہ یا خداوند آپ نے عمرو کی قضا بھی تو فرمایا تھا کہ آج ہی اور قتل کی تقدیر آپ کر چکے تھے پھر عمرو کے عوض حشنار کی قضا آئی یہ بالعکس تقدیر آپ نے کیسی فرمائی لقا نے کہا قلم قدرت میرا جدھر مین نے چاہا اُدھر پھر گیا تجھے مشیت خداوندی مین کچھ دخل دینا نہ چاہیے بختیارک خاموش ہو رہا اور انفطار رخصت ہوکر باہر نکلا اس عرصہ مین مخمور بھی آکر لقا سے مرخص ہوئی اور جب باہر بارگاہ کے آئی سب اژدر اور طائران سحر پر سوار ہوے یہ بھی طاؤس سحر پر چڑھکر چلی جب طاؤس بلند ہوا یہ لشکر اسلام کو بہ نگاہ حسرت دیکھتی جاتی تھی اور وہان جب عمرو محل مین گیا بادشاہ نے دربار برخاست کیا سردار اپنے اپنے خیمون مین بہر آسایش و آرام آئے نور الدہر بھی آکر اپنی بارگاہ کے دروازے پر کھڑے ہوے انکو اس ہمارے اوج عاشقی ہجران کشیدہ رنجور ملکہ مخمور نے دیکھا دل بیتاب کو تاب نہ آئی کنیزون سے کہا تم درۂ کوہ مین جاکر ٹھہرو مین آتی ہون لونڈیان حسب الارشاد اس طرف گئین اور یہ شاہین صیدگاہ محبت والفت اپنے طاؤس کو پھیر کر قریب بارگاہ شاہزادۂ بلند قدر اُتری اور سامنے آکر پکاری کہ ای بیوفا رسم و راہ الفت یہی ہی کہ ہم آوارۂ دشت ادبار پھرین اور تجھے خبر نہو کہ بمقتضاے

نظم

چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطاست　　سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجاست
سرم بہ دنیا و عقبے فرو نمے آید　　تبارک اللہ ازین فتنہا کہ در سر ماست
در اندرون من خستہ دل ندانم کیست　　کہ من خموشم او در فغان و در غوغاست
مرا بکار جہان ہرگز التفات نبود　　رخ تو در نظر من چنین خوشش آراست

یہ صدا سنکر شاہزادہ نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا ایک اختر آسمان دلربائی گوہر دریاے آشنائی گل گلزار ناز کی بلبل شاخسار دلبری یوسف جمال زلیخا خصال ماہ کی صورت چکورہ کی سیرت لیلی کی سج مجنون کی دھج شمع کا رنگ پروانے کا ڈھنگ بزم کی آرایش پہلو کی زیبایش نیند کی کھونے والی لپٹ کر

سونے والی کو ملاحظہ کیا کہ سرگرم گفتار ہوا ایسے حسین شوخ و چنچل کو دیکھا کہ بے صبر اور بیتاب ہوگیا ہوش و حواس عیش و راحت سب بھولا کہ ابیات

بوٹا سا قد قیامت عالم
کم سنی اُسپہ اور آفت تھی
ہائے رے وہ بنچا کھچا مکھڑا
اس بگڑنے مین بھی ہزار بناؤ
قابل دید اُس پری کا حال
پر محبت کا یہ تقاضا تھا

زلف چہرے پہ آفت عالم
حسن لاثانی ایک عالم مین
تمتا یا وہ چاند سا مکھڑا
سر بسر زلف کے وہ بال اُلجھے
شکل معشوق جیسے صبح وصال
دل سے ہو جایئے نثار اسیر

راستی قد کی اک قیامت تھی
پھول سا تن عرق کے شبنم مین
صدقے آرایش و زر نثار بناؤ
گیسوے خم بہ خم کمال اُلجھے
گو کہ سرمہ ہی تھا نہ غازہ تھا
غرض آتے تھے لاکھ پیار اسپر

شاہزادۂ والا منزلت دلدادہ اور شیفتہ ہوکر قریب اُس گلفام کے آیا ملکہ نے مسکرا کر منھ پھیر کر کہا چلو اب منھ دیکھی محبت نہ جتاؤ ہین ایسے بے مروت سے بات نہین کرتی یہ فرما کر اور پھیر کر روانہ ہوئی یہ کشتہ خنجر ناز و مجروح شمشیر انداز بیتاب و بیقرار ہو کر پکارا کہ اے مسکن گزین خاطر عاشق حزین خمسہ

تڑپتا ہی مریض ہجر کیونکر دیکھتے جاؤ
اجی دم توڑنے کی سیر دم بھر دیکھتے جاؤ
دم رخصت ذرا حسرت کے تیور دیکھتے جاؤ
نکلتی کسطرح ہی جان مضطر دیکھتے جاؤ
ہمارے پاس سے جاؤ تو مڑ کر دیکھتے جاؤ

اے دلدار و اے مایۂ ناز یہ کیا مجھ ناشاد پر عتاب ہی کہ آپ ہی تو پری کی طرح سایہ ڈال کر دیوانہ بنایا اور پھر نظر پھیر لی شاہزادہ یہ کہتا ہوا اور شعر عاشقانہ پڑھتا اسکے پیچھے جاتا تھا لیکن وہ بت پرفن کچھ جواب نہ دیتی تھی یہانتک کہ لشکر سے نکل کر ایک درہ کوہ مین جب پہونچی وہان گئی شاہزادہ قریب پہونچا مخمور نے تیوری چڑھا کر کہا کہو صاحب کیا ہی کیون مجھ کمبخت کا پیچھا پکڑا ہی لو اچھا مین ٹھہری ہون کیا کہتے ہو شاہزادہ نے کہا واللہ اے جان زار کی تسکین بیتر تو یہ حال ہی کہ نظم

گر نام عاشقی ترے نزدیک ننگ ہی
اس خانمان خراب کو لیجاؤن مین کدھر
تیری درشتیون کو سمجھتا ہون آشتی
کرتا ہی استقدر تو خفا درد کو عبث

کرلے نہ قتل مجکو عبث پھر درنگ ہی
دل پر تو یہ فضا ہو بیابان بھی تنگ ہی
تجکو تو میرے ساتھ عبث عزم جنگ ہی
ظالم وہ اپنی جان سے آپ ہی تنگ ہی

یہ کہکر اشک سے رخسار کو تر کیا مخمور شاہزادے کے رونے سے بے چین ہوگئی اور ہنسکر اپنے دست نازک سے

آنسو پوچھنے لگی اور کہا مجھ خانمان آوارہ سے محبت کرنا دل لگانا اچھا نہین کہ شہنشاہ طلسم افراسیاب کے پھندے سے میرا نکلنا محال ہی اسوقت ہمراہ ساحرون کے حیلہ کرکے تمھارے دیکھنے کو چلی آئی تھی شاہزادے نے کہا کیا تم بھی ساحرہ ہو اسنے کہا ہان یہ سنتا تھا کہ نور الدہر سُن ہو گئے انکے چپ ہونے سے مخمور سمجھ گئی کہ تجھے ساحرہ جو انھون سُنا ہی تو تیرے حسن و جمال کو عارضی بزور سحر بنا ہوا جانکر یہ خاموش ہوے ہین یہ تصور کرکے ہنسی اور لب لعلین سے گہرافشان ہوئی کہ اے دلبر دغاباز و اے عاشق جان نواز مین مثل اُن ساحرنیون کے نہین ہون کہ جنکا سن سالی دو دو سو برس کا ہوتا ہی اور وہ سحر سے صورت اپنی جوانون کی بناتی ہین میرا سن چودہ سال کا ہی شہزادہ اس تقریر کو سُنکر دل مین شاد ہوا لیکن ساتھ ہی خیال آیا کہ امیر کسی ساحرہ کے ساتھ اپنے بیٹون اور پوتون کے عقد کرنے پر راضی نہین ہوتے ہین پس اس سے وصال ہونا غیر ممکن ہی اور تیری طبیعت اسیر آئی ہی دیکھیے کہ مقدر مین کیا لکھی رسوائی ہی یہ سوچکر یا تو چہرے پر سُرخی آئی تھی یا پھر وہ غنچہ دہن مرجھا کر زرد ہو گیا مخمور سوچی کہ شاہزادے کو تیرے کم سن ہونے کا حال سُنکر فرحت حاصل ہوئی تھی مگر اب پھر کچھ فکر لاحق ہوئی ہی از بسکہ یہ عاشق ہی شاہزادے کے خفا رہنے سے دل اسکا خفا ہوا اور ہاتھ گردن مین ڈالکر اپنا دوشالہ سر سے اُتار کر فرش کیا اور شہزادے کو بٹھلایا لگی منت اور خوشامد کرنے کہ کیون صاحب ہمسے کیون خفا ہو کیا باعث ہی ابیات

دل بھر آتا ہی خدا کی قسم
لو ہمین بیٹھو اب نہ شرماؤ
رنج تکلیف ہمکنا رہی ہی
بے تکلف ہو حیا نہ کرو
خوش ہو رنج فراق دور ہوا
ناحق اس درجہ آپ مین ہم
رنج فرقت کا ذکر زائد ہی
ہم سے کرنا تمھین فریب تھا
آپ ہمکو اگر ستائینگے

بہت اسوقت ضبط کرتے ہین ہم
مین سنون تو مرا قصور ہی کیا
یا خطا اور کچھ ہماری ہی
ہمکو قائل کرو لڑو ہم سے
عذر کرتے ہین لو قصور ہوا
ناز برداری یہ کرتے ہین ناو
اس سے کیا جی خدا تو شاہد ہی
روٹھنے کا سبب بھی ہم سمجھے
دیکھو پھر ہم بھی روٹھ جائینگے

کچھ خفا ہو تو ہم سے فرماؤ
سبب رنجش حضور ہی کیا
کون کہتا ہی تم گلا نہ کرو
مثل گیسو الجھ پڑو ہم سے
خود مقر ہوتے ہین خطا پر ہم
سب اُٹھاتے ہین عاشق جانباز
ہم ہین معشوق تمکو زیبا تھا
یہ رکھائی یہ ضد یہ دم سمجھے

اس طرح اپنے عاشق کو بیت کر سنایا کہ شاہزادے کو آئندہ کا خیال ماضی ہوا سب رنج و غم بھولا بے اختیار ہنس پڑا ملکہ نے تیوری چڑھائی روکھی صورت بنا کر گلے سے باہین نکالکر الگ سرکی شاہزادہ اس سے لپٹ گیا اور کہا کہ

آرام دل بیقرار میں تجھسے خفا نہ تھا بلکہ یہ سوچتا تھا کہ وادا میرے امیر جب تجکو ساحرہ سنیں گے تو میرے ساتھ نکاح نہ کرینگے مخمور نے ہنسکر کہا چہ خوش آپ نکاح کی فکر ابھی سے کرنے لگے اوصاحب منہ بنواؤ ہوش میں آؤ عقل کے ناخن لو کجا میں اور کجا تم کیسا نکاح اور کہاں کا بیاہ بس اک نظرے خوشش گذرے ہمنے تمھیں دیکھا تمنے ہمیں دیکھ لیا اور آگے سب جھگڑا ہی مجھے اور بات سے نفرت ہو شاہزادے نے کہا دیکھیے اسکی سند نہیں یہ انکار اچھا نہیں مخمور نے کہا اور تو میں کچھ جانتی نہیں لیکن دل سے راغب بطرف دین اسلام ہوں انشاء اللہ بعد فتح طلسم سحر ساحری سے توبہ کرونگی آج کل طلسم میں مجھے مدد عمرو کی کرنا ہی اور نتیجہ افراسیاب سے نکلتا ہی نہیں تو ابھی مسلمان ہوجاتی شہزادے کو اطمینان ہوا کہ جب یہ مدد خواجہ کی کریگی اور بدل مسلمان ہوگی تو امیر جلد دے حسن خدمت اور رفاقت مسلمانان کی وجہ سے خوشنود ہوکر میرے ساتھ نکاح کرنے میں تامل نہ کرینگے یہ سمجھ کر آغوش محبت کھولکر اس پروردہ مہد ناز وکج ادائی کو سینے سے لپٹا لیا دل کھولکر پیار کیا مخمور نے کہا چلیے چلیے آپ وہی ہیں جو ابھی طوطے کی ایسی نگاہ پھیرتے تھے منہ سے نہ بولتے تھے ہمیں آٹھ آٹھ آنسو رولایا اور آپ کے تیور پر میل نہ آیا اب لگے جھوٹھ موٹھ کا عشق جتانے شاہزادہ منتیں کرنے لگا ہنگامہ راز و نیاز گرم ہوا اب یہ شیدائے یک دیگر تو یہاں اپنے ارمان نکالتے ہیں لیکن کیفیت عمرو کی سنیے کہ اپنی بی بی سے بخوبی ملکر رخصت ہوا کہ میں طلسم کو جاؤں ایسا نہو کہ ساحر چلے جائیں اور میں ٹاپتا رہجاؤں غرض کہ لشکر سے نکلکر جب صحرا میں آیا ہر سمت صید مطلب کا جویا تھا کہ یکایک دیکھا کچھ عورتیں ایک مقام پر بیٹھی ہیں اور باہم باتیں رمز و کنایہ کی کرتی ہیں اور کچھ اشارہ درۂ کوہ کی طرف کرتی جاتی ہیں عمرو ساحر کی ایسی صورت نبکر پاس گیا اور گویا ہوا کہ ہاے انتظار وغیرہ سب طلسم کو گئے ہم بھی جاتے ہیں تم ابھی یہیں بیٹھی ہو یہ کلام سنکر انھوں نے کہا کہ ہم کنیز ملکہ مخمور کی ہیں اور ملکہ درۂ کوہ میں کسی کام کو گئی ہیں آلیں تو ہم بھی طلسم کو جائیں عمرو اُن کی باتوں سے خوش ہوا اور دل سے کہنے لگا کہ خداے برتر کی کیا کارسازی اور بندہ نوازی ہی کہ میرے جانے کا سبب پیدا کر دیا اب چلکر ایک بار حمزہ کو اور دیکھ لوں پھر سوچا کہ مبادا یہ ساحرنیاں چلی جائیں اور تو رہجائے لازم ہی کہ نہ جاؤں مگر عاشق ردے امیر ہی تاب نہ آئی دوڑتا ہوا پاس امیر کے آیا اور پانوں پر گرا امیر نے بھی گلے سے لگایا آخرکار رخصت ہوکر پھر انھیں عورتوں کے پاس بصورت ساحر آیا اور ان میں سے ایک کو کہا کہ تم ذرا میرے ساتھ آؤ میرے کسی عزیز کا یہاں گھر ہی یہ سب بیچاریاں حیران بیٹھی ہیں ان کے لیے میں شراب وکباب وغیرہ بھیجدوں کنیز اسکے

کہنے سے ساتھ ہوئی عمرو اسکو جب صحرا مین دور لیکر آیا تو حباب بیہوشی اُسکے منھ پر لگایا کہ وہ بیہوش ہوگئی
اُسکا پیراہن اُتار کر اور اُسکی ایسی صورت بنکر اُسے زیادہ بیہوش کر کے آپ چند گلابیان شراب کی لیکر
اُن عورتون کے پاس آیا اور شراب اُنھین دی کہ اس ساحر نے بھیجی ہی سب ساحرنیون نے وہ شراب
پی انھین بیہوش کرنا منظور نہ تھا اسوجہ سے شراب آغشتۂ بیہوشی نہ تھی غرض یہ سب راستہ
مخمور کا دیکھ رہی ہین لیکن وہان ملکہ نے شاہزادے سے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کہ لیجئے خدا حافظ
و ناصر اب عرصہ بہت ہوا ہی میری راہ شاہ طلسم دیکھتا ہوگا جب اور ساحر جا کر پہونچین گے اور
مین نہونگی تو نہایت خرابی ہوگی یہ کہکر اُٹھی شاہزادہ اسکے جانے سے آبدیدہ ہوا پھر تو مخمور
بھی رونے لگی اور اُسوقت عاشق و معشوق کا عجب حال تھا کہ نظم

قہقہہ لب پہ بن گیا نالا
شدتون سے عذاب ہونے لگے
خون بہا آنکھون سے تو دھو ڈالا
دل تو اُمڈا مگر رہے خاموش
دلکو سو پیچ و تاب ہونے لگے
تھم گئے اشک آکے بر سر جوش

قصہ کوتاہ دونون روتے یہ دھروہ طلسم کیطرف روانہ ہوئی مخمور چلتے وقت کہتی گئی کہ نظم۔

کرم مجھپہ رکھنا ذرا میری جان
جدا اسکے ہونے سے وہ نوجوان
مین دل چھوڑے جاتی ہون اپنا یہان
گیا تو ولے منھ پہ آنسو روان

نور الدہر الفراق گویان سمت لشکر روانہ ہوئے اور مخمور اشتیاق اشتیاق کہتی ہوئی
پاس اپنی کنیزون کے آئی طاؤس پر سوار ہوئی سب کنیزین طاؤس اور طائران سحر پر چڑھکر ہمراہ
چلین عمرو بھی اس کنیز کے طاؤس پر کہ جسکو بیہوش کر آیا ہی سوار ہوا کیونکہ ابھی وہ کنیز زندہ ہی سحر
اُسکا کام دیتا ہی قاعدہ ہی کہ جب تک ساحر زندہ رہتا ہی اشیاے ساختہ سحر اُسکی قائم رہتی ہی اور
بعد ہلاک ہونے کے باطل ہوتی ہین قصہ مختصر مخمور فراق مین شاہزادے کے روتی اور بیتابیان کرتی
بعد قطع مسافت راہ طلسم باطن مین پہونچی کہ وہین رہتی ہی عمرو کو بھی طاؤس لیے ہوئے طلسم باطن
مین آیا عمرو نے ہرچند چاہا کہ مین طلسم ظاہر مین رہجاؤن مگر وہ طاؤس زمین پر نہ اُترا یہانتک کہ
باغ سیب کے قریب پہونچے دیکھا تو انتظار بھی کچھ دیر ہوئی ہی کہ آکر پہونچا ہی لوگ اسکی ہمراہی مین
اُتر رہے ہین یہ بھی سامنے شہنشاہ کے نہین گیا ہی غرض کہ مخمور وہین اُتری لونڈیون سے کہا تم
راہ کی خستہ و شکستہ ہو گھر جاؤ مین شہنشاہ سے ملکر آتی ہون کنیزین رخصت پا کر سوار ہو کر چلین
عمرو بھی اُنکے ساتھ روانہ ہوا یہانتک کہ ایک درۂ کوہ سے نکلکر صحرا کو طی کر کے قریب شہر کے پہونچا
دیکھا دروازہ شہر کا نہایت بلند فولادی مانند فیل مست کے جھوم رہا ہی ہزارہا ساحر کا پہرا ہی چاردیواری

شہر پناہ کی منقش و رنگین پتھر کی تعمیر ہی لیکن اسقدر صاف و شفاف ہی کہ آئینہ مہر کو شرماتی ہی اپنے
روبرو اندھا بناتی ہی عمرو ہمراہ کنیزون کے اندر شہر کے آیا اُسکو نہایت خوبی سے معمور پایا عمارتین
پختہ اور طرح طرح کے پتھرون کی یعنے سنگ یشب و سنگ موسیٰ و سماق وغیرہ کی بنی تھین جن مین
پری تھین دکان اہل حرفہ اور پیشہ ورون کی چشم انتظار عاشق کی طرح کھلی ہوئی ہر قسم کا اسباب
نفیس و نادران مین بھرا تھا دکاندار پوشاک عمدہ پہنے دکان پر بیٹھا تھا شہر کے چوک کی صفت
اگر تحریر ہو طول تقریر ہو مختصر یہ کہ اگر اس جگہ کو چرخ چہارم لکھون تو مسیحا کو آرزو مند سکونت
بناؤن اور اگر بہشت سے مشابہت دون تو رضوان پر احسان کرون

نظم

لگے تھے ہر اک جا پہ وان سنگ و خشت	ہر اک کوچہ اُسکا تھا رشک بہشت
عمارات گچ کی وہان بیشتر	کہ گذرے صفائی سے جسپر نظر
کرون کیا مین وسعت کا اسکی بیان	کہ جون اصفہان تھا وہ نصف جہان
ہنرمند وان اہل حرفہ تمام	ہر اک نوع خلقت کا تھا ازدحام
یہ دلچسپ بازار تھا چوک کا	کہ ٹھہرے جہان بس وہین دل لگا
جہان تک کہ رستے تھے بازار کے	کھنچے تو کہ تختے تھے گلزار کے

کنیزین اس شہر مین اترین سواریان سحر کی اڑکر کسی طرف چلی گئین عمرو بھی اُنکے ساتھ اتر کر چلا اور
وہ سب سیر کرتی ہوئین قریب دار العمارۂ شاہی کے پہونچین یہ کاخ عالیشان قصر فریدون پر طعنہ زن
تھا شکوہ کیخسرو کہ سینے مین رشک سے مقابل اسکے روزن تھا کہ بمقتضائے

مثنوی

کہان تک کہون اُسکا جاہ و حشم	محل اور مکان وان کے رشک ارم
وہ دولت سرا خانۂ نور تھا	سدا عیش و عشرت سے معمور تھا

عمرو ہمراہ لونڈیون کے اندر قصر کے گیا دیکھا تخت سلطنت کُرسی زرنگار مرصع کا مقام صدر پر بچھا ہی
تاج خالی تخت پر رکھا ہی گرد تخت کے کرسیون اور دنگلون پر اہل دربار وزیر امیر شمشیر شکن ہین لیکن
سب ساحران پرفن ہین فرش معقول قاقم و سنجاب کا بچھا ہی جا بجا شیشہ آلات سجا ہی ایک طرف
پردہ اسی قصر مین پڑا ہی وہان ہزارون ساحر بعہدۂ دربانی کھڑا ہی کنیزین بے تامل پردہ اُٹھا کر
چلین عمرو نے دیکھا کہ یہ زنانی ڈیوڑھی ہی صدہا مکان اور کمرے چار سمت بنے ہین اور سامنے ایک
پھاٹک جواہرنگار لگا ہی پردہ زنبوری پڑا ہی یہان چوبدار عصا بردار طلائی عصا لیے جواہر کے کڑے
اُنکے ہاتھون مین پڑے کھڑے ہین پرستارین یہان بھی پردہ اُٹھا کر آگے بڑھین عمرو نے بھی

ساتھ قدم بڑھایا نقشہ ہی کچھ اور نظر آیا یعنے باغ جنت نظیر دیکھا بری از وصف تحریر دیکھا کہ رضوان اسکی خوبی اور سرسبزی کو پہچانتا ہوگا بلکہ اُسکا دل جانتا ہوگا نظم

گلِ نرگس تھا یاکہ دیدۂ حور
کہوں زنبق کو بینیٔ پُر نور
گلِ سوسن کا حسن کہیے کیا
مسی مالیدہ تھا دہن گویا
دلِ عاشق تھا پھول لالہ کا
داغ کیونکر نہ اسمین ہو پیدا
کیا اناروں کا ہو بیان جوبن
کہوں پستان شاہدان چمن
سرو مین خوش قدون کا تھا انداز
جسکی قمری تھی عاشق جانباز

کنیزین وہان جو بارہ دری اور صحنچیان بنی تھین اُن مین جاکر بیٹھین اور آمد ملکہ مخمور کی خبر اس مین ہزار ہا عورتین تعینات تھین انسے کہی اور اپنے اپنے کاروبار مین مصروف ہوئین مگر ان کنیزوں اور خادمان محل نے آنے کی اپنی مالکہ کے خبر سنکر بہت جلد آرایش اور زیبایش مکان اور فرش و فروش شیشہ آلات پلنگ وغیرہ کی فرمائی مسند بچھائی اور گلدستے چن دیے اور عطردان و چنگیر پھولون کے رکھے شراب اور کباب خوان پر الوان نعمت موجود کیے غرض کہ جملہ ساز و سامان سے درست ہوکر انتظار ملکہ کرنے لگین حال اُس رنجور و مجبور یعنی مخمور کا سنیئے کہ یہ اندر باغ سیب کے گئی اور شاہ طلسم کو مجرا کر کے دنگل پر بیٹھی خمار نے اسکی بلائین لین اور گلے سے لگایا چہرا اُترا پایا کہا کیون بہن تمھارا جی کیسا ہے مخمور نے کہا اچھی ہون تم جانو راہ کی تھکی ماندی آتی ہون اور مین سچ کہون مجھے راہ چلنے کی عادت بھی نہین تغیر حواس اور مزاج کی یہی وجہ ہے مخمور یہ کہہ رہی تھی کہ انتظار نے آکر افراسیاب کو تسلیم کی اور کل سرگذشت عمرو کی رہا ہو جانے اور حضار کے مارے جانے اور لقا کے پیام دینے کی بیان کی افراسیاب نے جواب دیا کہ مجھے سب خبر ہے یہ کہکر بغضب تمام پکارا کہ اے مخمہ ادھر آ مخمور گھبرا کر تھراتی ہوئی سامنے آئی شاہ نے خطاب کیا کہ کیون او بے حیا تو جب خدمت خداوند مین گئی تھی تو پہلے ہر سمت اپنے یار کو ڈھونڈھتی پھری آخر جب مسلمانون سے لڑائی شروع ہوئی تو علیحدہ جاکر کھڑی ہوئی اور سحر کرتی تھی تاکہ مسلمانون پر سحر تاثیر نہ کرے اور انجام کار یہ ہو کہ چلتے وقت درۂ کوہ مین اپنے یار کو لگا کر لائی اور خوب رنگ رلیان منائین سچ کہہ یہ کیا ماجرا تھا واضح ہو کہ جب مخمور طلسم سے واسطے لقا کے پاس جانے کے ہمشیرہ افراسیاب سے اجازت خواہ ہوئی تھی تو اُسکو مظنہ یہ گذرا کہ ایک بار یہ لقا پاس ہو آئی ہے دوبارہ آپ سے درخواست کر کے یہ کس لیے جاتی ہے اس گمان کے آتے ہی شاہ جادوان نے منھی ایک تپلا سحر کا اسکے ہمراہ کر دیا تاکہ جو کچھ وہان یہ کرے اُس سے وہ تپلا مجھے خبردار کرے جسوقت مخمور شاہزادہ نور الدہر کو پہاڑ کے

درے مین لے گئی اور باتین کرنے لگی تیلیے نے سحر کے افراسیاب کو اسکے آنے سے پہلے آگر خبر دی اور تیلا سحر کا ازبسکہ مخمور کے ساتھ درۂ کوہ مین تھا اس باعث سے عمرو کی عیاری کی کیفیت اور کنیز کے بیہوش کرنے کا حال اسکو نہ کھلا ورنہ آمد عمرو کا بھی حال شاہ جادوان کو معلوم ہو جاتا خلاصہ کلام جب مخمور پر اس نے زجر و توبیخ کی وہ رونے لگی اور ہاتھ باندھ کر عرض کرنے لگی کہ کنیز نہ تو سحر مسلمانون کے بچنے کے لیے کرتی تھی اور نہ کسی کی جویا تھی ہان اتنی خطا مجھ سے بیشک ہوئی کہ جب مین وہان سے پھری ہون تو ایک جگہ لشکر حمزہ مین بہت سے آدمی کھڑے تھے مین انکو دیکھنے گئی انمین سے ایک جوان حسین مجھے خوبصورت عورت دیکھکر دوڑا مین بھاگی اور درۂ کوہ مین جا کر چھپی وہ بھی پیچھے پیچھے وہان آیا اور میرے حال کا مستفسر ہوا مین بغصہ اپنی کیفیت بیان کرکے آمادہ ہوئی کہ سحر سے اسے گرفتار کرون وہ بھاگ کر لشکر مین چلا گیا مین طلسم مین چلی آئی اب عنایت بیغایت خسروانہ حضور سے امیدوار ہون کہ اتنی خطا میری معاف فرمایئے افراسیاب گویا ہوا کہ دیکھ تیرا جھوٹ سچ ابھی ظاہر ہوا جاتا ہو یہ کہکر اسکے بازو کی طرف نگاہ قہر دیکھا مخمور کے بازوؤن پر اسکے زمرد کے بندھے تھے اور ان پر تصویرین تھین ایسی کہ جیسے نگینے پر نقش وغیرہ کندہ ہوتے ہین بس شاہ کے گھورنے سے دونون بازوؤن کے اسکے کھل کر گر پڑے اور افراسیاب پکارا کہ اے پتلیون تم بتاؤ کہ یہ کس سے باتین کرتی تھی اور کسکا دم محبت کا بھرتی تھی وہ پتلیان گویا اسکے حق مین کراماً کاتبین تھین کہ جو کچھ مخمور نے وہان کیا تھا وہ سب بیان کرنے لگین اور کہنے لگین ای شہنشاہ یہ اس مردوے کے سامنے اپنا عشق جتا کر روئی تھی افراسیاب ہنسا اور پکارا کہ ای تجربہ شاتو نے کہ پتلیون نے کیا کہا مخمور نے عرض کیا کہ مین لاکھون ساحر جو جنگ مین مارے گئے انکے لیے روتی تھی یہ کہکر قدم شاہ پر گری کہ خطا میری معاف فرمایئے افراسیاب نے کہا سو کوڑے مارونگا جب معاف کرونگا یہ کہکر دستک دی کہ زمین سے دو ساحر بدہیئت کریہ منظر تازیانے لیے نکلے اور طرۂ زلف محبوب پر مار پڑنے لگی جسم نازنین سے فوارے خون کے چھوٹنے لگے پیراہن سب تار تار ہوا جینا دشوار ہوا آخر غش کھا کر گر پڑی دانت بیٹھ گئے اسوقت خمار برسی بہن اسکی سامنے شہنشاہ کے آئی اور گویا ہوئی کہ ای شہنشاہ آپکے جو مزاج مین آتا ہو وہ کرتے ہین ہماری کسی کی آبرو اور عزت کچھ نہین سمجھتے افراسیاب نے کہا تپلیان سارا ماجرا بیان کرتی ہین اور تو مجھی کو الزام دیتی ہی خمار نے کہا خدا جانے تپلیان ما لزادیان کیا بکتی ہین آپ میری بچی کی جان لیجیے گا اور مخمور کے اوپر روتی ہوئی گری شاہ طلسم نے تازیانہ والون کو منع کیا کہ اب زدوکوب نہ کرو وہ حکم پاتے ہی زمین مین سما گئے افراسیاب نے کہا ای خمار مین نے اس لیے اسکو سزا دی کہ

اور دن کو عبرت ہو ورنہ مجھے کیا چاہے کوئی کسی پر عاشق ہو یا اُسکا دشمن بنے مگر میرے دشمنون
سے لطف و مدارا نہ کرے خمار نے کہا ہم کنیزون کی مجال ہی جو خلاف حکم شہنشاہ کوئی امر کرین یہ کہکر
مخمور کو گود مین اُٹھا کر باہر باغ کے آئی اور بزور سحر تخت تیار کر کے سوار ہو کر چلی بعد لمحہ کے اسی
شہر اور عمارت اور باغ مین جہان عمرو کنیز بنا ہوا موجود ہی پہونچی اسوقت مخمور کو بھی ہوش آیا
خمار نے پوچھا کہ بہن تمھین سچ بتاؤ کیا کیا مخمور نے جواب دیا کہ افراسیاب بھڑوے کی شامت آئی ہی
جو ہمارا جی چاہا وہ ہمنے کیا کیا مین کسی کی لونڈی باندی ہون وہ اپنا دیا ہوا ملک مال دھر چھوڑے
مین اب شریک جان و دل سے عمرو کی ہون خمار نے ایسے کلمات سُنکر بہت سمجھایا کہ بہن شہنشاہ
سے بگاڑ کر ہم کہان رہینگے مثل چلی آتی ہی کہ دریا مین رہنا اور مگر مچھ سے بیر مخمور نے کہا بی اپنے کام
لگو یہ سمجھا نا تہ کر رکھو وہ مسخرا میرا کیا کر لیگا آج تک بہار کا اُسنے کیا بنا لیا کرنے سے سب بنتے ہین مین
شاہزادی ہون کوئی پاجی نہین جو مار کھا کر چپکی ہو رہون ای تو مین اپنی ذات کی اشراف اور
اپنے نام کی مخمور جو اس موے کے اپنے شہزادے کے ہاتھ سے دھرے نہ اُڑاؤن ہان جبتک
مین یہان ہون اسوقت تک مجبور او راسکے بس مین ہون چاہے اور زد و کوب کرے خمار نے
کہا تم جانو تمھارا کام جانے تمھین غصہ بیڈھب سوار ہی یہ کہکر خمار رخصت ہو کر روانہ ہوئی
کیونکہ اُسکے رہنے کی جگہہ اور ہی یہ دو بہنین دو قلعہ کی حاکم ہین خلاصہ خمار جا کر دربار شاہ طلسم مین
پہونچی اور مخمور پر ایک تومار پڑی ہی اور دوسرے یاد اپنے گلعذار کی ہی دل سے لگی ہی بیتاب
اور بیقرار مثل عندلیب زار بال شوق کھولے نالہ و شیون کرتی چمنستان مین آئی اور چبوترہ
بلورین پر جو وسط باغ مین بنا تھا فرش مکلف بچھا تھا وہان آ کر بیٹھی کہ خاطر مضطر تسلی پائے
ہو لیکن سیر گلزار نے اور زیادہ ہوائے عشق بڑھائی وہ گلبدن بیکلی سے گھبرائی جب یاد قامت
یار آئی صورت سردار دکھائی دی چشم نرگس کو دیدۂ حیران سمجھی زلف سنبل کو گیسوے پریشان
سمجھی نخل ماتم نظر آیا گل کو اپنے لخت جگر سے مشابہ پایا باد صبا کو صرصر حادثہ روزگار پایا لالے نے
داغ دل دکھایا سبزہ رنگ آئینہ نہر تھا جان بلبل پر صیاد کا قہر تھا گھٹا غم و اندوہ کی ہر طرف
چھائی تھی گلشن دہر کو تار یک جان کر وحشت تنہائی تھی گھبرا کر کہتی تھی کہ مسدس

صرصر حادثہ اس باغ مین کیا چلتی ہی	شاخ ہیں پھولوں کے عوض کو بلیون سے پھلتی ہی
آتش گل سے گلستان کی ہوا جلتی ہی	برق آفت سر اشجار سے کیا ٹلتی ہی

داغ سینے کے ہین جو پھولونکے پشتارے مین

زخمون کی نہرین ہین اور خون کے فوارے ہین

گردِ خاطر گلچین ہی ہر اک غنچۂ گل رگِ گل نیشِ ہی بہر رگِ جانِ بلبل	باغبانون کے لیے دامِ بلا ہی سنبل راست بازون سے اُٹھی رسمِ محبت بالکل

ردا آسیب خزان مین عجب ایجاد کیا
سرو نے فاختہ کو صدقے مین آزاد کیا

ای مخمور یہ گل خندان نہین ہین زخم خندان ارغوان خون غلطان ہی سرو سر چراغان ہی ہر شاخ خنجر عریان ہی موج بحر شمشیر بران ہی جامۂ گل خون مین تر بتر ہی طفل غنچہ بے شیر مادر ہی نارنج تجنیس رنج سے بر سر ہی شمشاد پر قمری رنجور ہی یا دار پر منصور ہی سوسن سیاہ پوش ہی نرگس مخمور بادۂ الم سے بیہوش ہی قصہ مختصر وہ نسرین عذار با دل خار خار وسینہ فگار یاد محبوب گل اندام مین اسی طرح بیقرار تھی آخر نظم

دل کے واشد سے بے توقع ہو دیکھ گلشن کو نا امیدانہ	ہر شجر کے تلے بہت سا رو رخ کیا اُس نے جانب خانہ

یعنے وہان سے اُٹھکر بارہ دری مین آکر پلنگ پر گری حرارت عشق کی تپ چڑھی دین ودنیا کی خبر نہ رہی سارا دن مثل مردے کے پڑی رہی آخر اسکے دود آہ سے عالم مین تاریکی چھائی اور شب ہجر کالی بلا سی چشم عاشقان مین نظر آئی کہ ابیات

شب فرقت اسی کو کہتے ہین جان لینا ہی کام اسی شب کا جان بچتی نہین یہ وہ ہی شب ہی بلاے فراق یار یہی یہی ظالم بسر نہین ہوتی	لوگ آفت اسی کو کہتے ہین شام غربت ہی نام اسی شب کا شب بیمار ہی اسی کا لقب ہو شب اول مزار یہی اسی شب کی سحر نہین ہوتی

چند کنیزون نے سارے مکان مین روشنی کی اور رقاصون کو بلوایا تاکہ ملکہ کا دل بہلے رنج وغم بھولے اور چند پرستارین آکر پاؤن ہاتھ دبانے لگین اور بمنت ملکہ کو جگانے لگین کہ واری آج کیا صدمہ وملال ہی دشمنون کا کیا حال ہی ہم حضور کی بلا لیکر مر جائین ناشاد و نامراد دنیا سے گذر جائین کچھ ہم سے تو ارشاد فرمائیے دل پر جو گذرتی ہو بتائیے کہ اسکی تدبیر کرین اگر کسی پر دل آیا ہو تو اسکو تسخیر کرین ان باتون کی صدا جب کان مین اُس جوہر کان خوبی کے پہونچی چشم حیران

واکی خواب وصل یار دیکھ رہی تھی آنکھ کھلتے ہی نہ وہ یار تھا نہ وہ بوس و کنار تھا بلکہ زمانہ شب تار تھا گھبرا کر پکاری نظم

سب عمر جاگ کر تری حسرت مین کھوئی ہی	او موت کیا تو مر گئی کس نیند سوئی ہی
مجھ سخت جان کو موت نہ آئیگی حشر تک	آب حیات سے مری مٹی بھگوئی ہی
رو رو کے بھی کٹی نہ شب تار ہجر یار	بھاری ہوئی ہی جون جون یہ لگی بھگوئی ہی

اس بیقراری کو دیکھ کر کنیزین قدم پر گرین اور بمنت مستفسر حال ہوئین سرمست بادہ محبت نے کف افسوس ملکر کہا کہ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی کہ عمرو عیار سے جابجا مین ملاقی ہوئی مگر اپنے راز سے اوسکو آگاہ نہ کیا اور مفت اُسے اپنے ہاتھ سے کھویا اگر پہلے ہی اُسکے ساتھ چلی جاتی تو یہ ذلت نہ اُٹھاتی اب کیا ہوتا ہی گیا وقت کہاں ہاتھ آتا ہی اُسوقت عمرو کوہ عقیق مین ہی اُسے کہاں پاؤن جو اپنا داغ دل دکھاؤن اس گفتگو کو سُنکر عمرو جو کنیز کی شکل بنا ہوا تھا ملکہ کے قریب گیا اور مُسکرانے لگا پکارا کہ اے ملکہ اس کنیز نے سر دینے مین قصور نہین کیا اور اب بھی یہ سر حاضر ہی جوتیان لگایئے مخمور نے کہا اری خیلا تو کیا بیہودہ بکتی ہی وہ باتین کہ جسکا سر نہ پانون کہ رہی ہی مین عمرو کا ذکر کرتی ہون تو کہتی ہی سر حاضر ہی بھلا اس بات کا جوڑ ملتا ہی عمرو نے جواب دیا کہ پھر عمرو کہان گیا جہان پہلے تھا وہین اب بھی ہی اگر گیا تھا تو چلا بھی آیا مخمور نے کہا تو دیوانی ہی صریحًا تو لقا کے دربار مین کہ تو بھی میرے ساتھ تھی عمرو کو حکم گردن زنی ملا اور حمزہ آکر چھڑا لے گیا تو باتین بناتی ہی مجھے چند راتی ہی عمرو نے کہا قربان جاؤن یہ سب سچ ہی لیکن اگر کچھ زر نقد خرچ کیجیے تو مین عمرو کو بلا لاؤن مخمور نے جواب دیا کہ کیون واہیات باتین کرتی ہی اگر عمرو کو بلا لا تو مین پانچ ہزار روپیہ دیتی ہون عمرو بولا کہ اگر قسم اپنے دین و آئین کی کھایئے تو ابھی بلا لاؤن مخمور نے کہا قسم مجھے اپنے دین و ایمان کی کہ پانچہزار روپیے تجھے دونگی اور خواجہ کی خدمت بدل و جان کرونگی مال و منال و متاع کثیر دونگی یہ قسم لیکر عمرو نے کہا بی بی مین ہی عمرو ہون مخمور بولی تو مجھ سے دل لگی کرتی ہی کچھ سودا ہوا ہی اُسوقت عمرو نے ایک گوشے مین جاکر اپنی صورت بنائی اور ملکہ کو آکر مجرا کیا پکارا کہ بی بی تم نے عمرو کو پایا لاؤ جو دینے کو کہا تھا وہ دلواؤ مخمور دیکھ کر حیران ہو گئی اور کہنے لگی خواجہ تم کیونکر آئے عمرو نے سب حال اپنے آنے کا بیان کیا اب کیفیت سنیئے کہ جس لونڈی کو عمرو بیہوش کر آیا تھا جب اُسے ہوش آیا تو اُٹھ کر اپنی بی بی کو ڈھونڈتی پھری آخر جب پتا نہ ملا سوچی کہ تو چل بی بی آ رہین گی پس بزور سحر اُڑ کر چلی اُسوقت آکر پہونچی مخمور نے لونڈی کو دیکھا کہ لنگوٹی باندھے پتون سے سارا جسم چھپائے آتی ہی یقین واثق ہوا کہ عمرو یہی

شخص ہی جو تیرے پاس ہی کیونکہ اُس کے کپڑے بیہوش کرکے لیے تھے جب تو یہ برہنہ آئی ہی خلاصہ کلام
عمرو کو پہچان کر بعزت تمام بٹھلایا پچھزار روپیہ کیسا کئی لاکھ کا جواہر پیش کیا لیکن حال افراسیاب کا
ذکر کیا جاتا ہی کہ جب اُسنے مخمور کو سزا دی اور خمار اُسکو گھر پہونچا گئی از بسکہ مثل بہار شہنشاہ اُسپر بھی
فریفتہ اور نثار ہی پہلے تو غصہ مین اُسے آزار پہونچایا پھر بہت پچھتایا اور یہ خیال آیا کہ مبادا یہ بھی بہار
کی طرح ہاتھ سے جاتی رہے اور مہرخ کے پاس چلی جائے تو اچھا نہوگا یہ سوچکر ایک ساحر کو حکم دیا کہ جاؤ
ہماری طرف سے ملکہ کو سلام شوق کہنا اور پیام دینا کہ شب کے دربار مین کیا ہمیں سرفراز نہ فرماؤگی
ساحر حسب الحکم اگر شہر مخمور مین پہونچا اور دار العمارۃ مین پہونچکر اپنے آنے کی اطلاع کرائی جب محل
مین خبر پہونچی عمرو گلیم اوڑھکر چھپ رہا اور مخمور نے ساحر کو سامنے بلایا اُسنے آکر پیام شاہ سب
سُنایا اور بہت کچھ سمجھایا مخمور کہ شاہ سے رنجیدہ ہی مگر نہایت درجہ عقیلہ و فہمیدہ ہی سوچی اگر
حسب الطلب نہ جاؤنگی شاہ کو میری تلاش ہوگی اور کتاب سامری دیکھکر میرا حال دریافت کریگا
اور سب راز عمرو کے ملنے کا کھلجائیگا پھر نکلنا یہان سے دشوار ہی اور چلے جانے مین شاہ غافل
رہیگا اور تجھے بھی حال دربار مین جو کچھ گذرے گا وہ معلوم ہوتا رہیگا یہ سوچکر ہمراہ ساحر نفی الغور
تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی عمرو بھی کنیز بنکر ایک گوشے مین باغ کے جا کر ٹھہرا کہ ملکہ آئے تو
پھر کچھ معاملہ بنے ادھر مخمور دربار مین پہونچی شاہ طلسم اسکے چلے آنے سے بہت خوش ہوا اور
کہا ای ملکہ اب خفگی جانے دو تم مجھے جان و دل سے زیادہ عزیز ہو مخمور نے کہا مین تابعدار ہون آپ
مالک ہین یہ ذلت جو مجھے ہوئی عین میری عزت ہی شاہ جادوان نے اُسکو خلعت اور کئی
ملکون کی حکومت کا حکم دیا یہ خلعت پہنکر اپنی جگہ پر جا کر بیٹھی اُسوقت خمار سے شاہ مخاطب
ہوکر گویا ہوا کہ اب میرا ارادہ یہ ہی کہ جملہ باغی جو کنارے دریاے سحر کے قید ہین اُنکو بلا کر سمجھاؤن
پھر خیال کرتا ہون کہ ان نمک حرامون نے گھر غارت کیا ہی مار ڈالنا بہتر ہی خمار نے جواب دیا کہ
میرے نزدیک قتل کرنا اُنکا مناسب ہی آیندہ جو حضور کی راے یہ سُنکر افراسیاب پکارا کہ ای
جلاد جادو حاضر ہو اسی وقت زمین سے ایک ساحر مہیب ہیبت سر کٹا ہوا ہاتھ مین لیے تیغہ چوڑا
باندھے پیدا ہوا شاہ کو مجرا کیا اُسنے کہا تم جاؤ اور غدار کے شریک ہوکر سر قیدیون کے جدا کرو
کسی کا پاس نکرنا مہرخ اور بہار وغیرہ سب کو ہلاک کرنا جلاد آداب بجا لا کر رخصت ہوا اُسکو
بھیجکر رات بھی زیادہ گئی تھی دربار برخاست ہوا اور سب ساحر اپنے اپنے گھر سدھارے مخمور
بھی چلی مگر دل سے کہتی ہوئی کہ افسوس عمرو میرے یہان تنہا رہگیا یہی سوچتی اور دست تاسف

ملتی اپنے گھر مین آئی عمرو گوشۂ باغ سے نکل کر اُسکے پاس آیا۔ اگر اُسکو پریشان اور بدحواس پایا استفسار کیا کہ اے ملکہ مزاج ہمایون کیسا ہو اسوقت مجکو آئینہ مصفاے خاطر نازک غبار تردد سے مکدر معلوم دیتا ہی
مخمور نے ایک آہ سرد دل پر درد سے بھری اور کہا قطعہ

آہ ازین روزگار برگشتہ	کہ زمن لحظہ بر گردد
گر فلک را بکام خود خواہم	او بکام کسے دگر گردد
ور ز جام نشاط سبزہ نہم	بادہ خون نابہ جگر گردد
ور قدم بر بساط سبزہ نہم	سبزہ در حال نیشتر گردد
لیک برا این خوشم کہ طالع من	نتواند کہ زین بتر گردد

مجھ شوریدہ بخت کو کچھ بن نہین پڑتا لوگ طعنہ دینگے بدنام کرینگے کہ مخمور کے یہان عمرو بیٹھا رہا اور سارا لشکر مہرخ کا قتل ہوگیا عمرو نے گھبرا کر پوچھا کہ کیون خیر باشد مہرخ پر کیا گذری کوئی خبر متوحش اگر سُنی ہو تو جلد بیان کرو مخمور نے سارا ماجرا دربار کا اور بھیجنا جلاد جادو کا بہر قتل مہرخ وغیرہ ذکر کیا عمرو کا دل اس کیفیت کو سُنکر بھر آیا رونے لگا کہ افسوس مین طلسم مین رہا اور رفیق میرے اسطرح ہلاک ہوے مخمور نے کہا خواجہ اگر مین حضور کی مدد کرون جب بھی کچھ نہو سکے گا کیونکہ جو کچھ ہونا تھا وہ ہوگیا دم سحر وہان بازار ملک الموت گرم ہوگا سب کا فیصلہ ہو جائیگا مین یہ سوچتی ہون کہ اگر آپ کے ہمراہ چلکر جلاد سے سامنا کرون اور بالفرض اسکو قتل کرون تو بھی کوئی بچاؤ کی صورت نہین اب جاہ زمرد پر میلہ ہوگا صنعت سحر ساز اور گلچین جادو اور باغبان قدرت اور مہین جادو وغیرہ کو حیرت لیکر محفل آرا ہوگی اسوقت دوست اور دشمن ساکنان طلسم سے جو کوئی ہوگا وہ میلے مین حاضر ہوگا پھر کس کی وہان مجال ہی جو شہنشاہ کا مقابلہ کر سکے عمرو نے کہا دور کے ڈھول سہاونے اسوقت اے ملکہ گر مجکو دریاے سحر کے پار پہونچا دو پھر تماشہ دیکھو کہ لمحہ مین نہ جلاد رہے نہ غدار رہے کسی کو بھی زندہ نہ رکھون اور مہرخ کو چھڑا لون تم جاو زمرد کے ملنے تک بیٹھی رہو تمھارا جی چاہے اسوقت شریک ہونا مہرخ کو چھڑانا لازم ہی مخمور نے کہا ایک شرط سے مین تمکو پار دریا کے بھیجتی ہون کہ مجھے وہان جاکر بھول نہ جانا اور میری سفارش خدمت صاحبقران مین کرنا تاکہ عقد میرا اُنکے نبیرے کے ساتھ ہو جائے عمرو نے جواب دیا کہ یہ کتنی بڑی بات ہی جہان ملکہ تصویر جادو کا نکاح بدیع الزمان سے اور اسد کا مہ جبین سے ہوگا وہان تمھارا عقد بھی نور الدہر سے ہوگا قصہ کوتاہ مخمور نے بعد عہد و پیمان لینے کے ایک چکی الماس کی اپنے

پاس سے نکالی اور کہا تم دریا کے کنارے جاکر سات بار اس چلی کو پھرانا اسمین سے ایک ڈورا نکلیگا اور اُدھر دریا سے اژدہا پیدا
ہوگا وہ ڈورا اژدر کے لپٹ جائیگا تم آہستہ آہستہ کھینچنا جب وہ اژدہا کھنچکر قریب آئے تم اپنے تئین اسپر سوار کرنا وہ تمکو لیکر دریا
مین پھاند جائیگا آنکھین بند ہو جائینگی بعد لحظہ بھر کے تم اپنے تئین اس پار پاؤگے لیکن یہ خیال رہے کہ چلی جانے
نہ پائے ہزارون ساحر اسکی تلاش مین ہین اگر یہ جاتی رہیگی تو افراسیاب مجھے مار ڈالیگا عمرو
نے کہا جسوقت تم سنگا بھیجوگی یہ چلی تمکو بھیجدونگا اور اے ملکہ تم میری محسنہ ہو مین تمسے کبھی برائی نہ کرونگا
مخمور نے جواب دیا کہ خواجہ رات تھوڑی ہی اور تمھین دریا تک جانا ہی اور راہ بھی خطرناک ساحران
غدار کا جابجا مسکن ہی تم کیونکر صبح تک پار اُتروگے اور اپنے رفیقون کو بچاؤگے دوسرے یہ کہ جس طرف
سے سب ساحر پار جاتے ہین وہ گھاٹ اور ہی تمنے اس جگہہ کو دیکھا بھی نہوگا اس راہ مین ہزارون
ساحر بطور پاسبانون کے مقرر ہین راہ سخت دشوار گذار ہی اور کسی طرف سے اگر اترنے کا قصد
کروگے تو دریا مین تلاطم ہوگا اور شاہ طلسم کو خبر ہوجاویگی ساحران دریا کہین گے کہ یہ شخص کوئی
نیا جانیوالا ہی جو خلاف راہ سے اُترتا ہی اور گھاٹ سے اُترنے مین کوئی خبر نہوگا عمرو نے یہ تقریر
سنکر کہا کہ پھر کیا کرون نظر بخدا کرکے جاتا ہون وہی منزل رسا گم کردگان اور ہادی سبیل گم گشتگان
ہی مخمور بولی کہ اب اگر شراکت کی تو پوری کرنا چاہیئے لو تم ٹھہرو مین گھاٹ تک پہونچائے دیتی ہون
یہ کہکر جھولی سے سحر کی ایک پشت خار نکالا اور کچھ سحر پڑھا کہ وہ پشت خار کے ہاتھ از خود کھجلانے
لگا اور یکایک پنجہ نکلکر عمرو کی کمر مین لپٹا ملکہ نے کہا لو خواجہ خدا حافظ مجھے اپنی کنیز ہر وقت سمجھنا
خدا تمکو فتحیاب کرے اور مقصد دلی کو پہونچائے عمرو نے بھی تسکین کے کلمہ بہت کچھ کہے آخر وہ
پنجہ اُسکو لیکر روانہ ہوا اور بعد لمحہ بھر کے قریب ساحل دریاے سحر پہونچا عمرو کو چھوڑ دیا عمرو نے
کنارے بیٹھ کر چلی پھرائی کنارے دریا کے اژدر نکلکر ٹھہر اتھا کہ چلی مین ڈورا نکلکر اژدہے کے لپٹ گیا
عمرو نے ڈورے کو آہستہ آہستہ کھینچا کہ وہ اژدر قریب آیا عمرو اسکی صورت دیکھکر نہایت خائف تھا
کہ مُنھ سے اُسکے شعلے آگ کے نکلتے تھے اور قلاب کھینچنے کی صدا زہرہ آب کرتی تھی لیکن جان پر کھیل کر
سوار ہوا اژدر فی الفور دریا مین کود پڑا عمرو کی آنکھین بند ہوگئین مگر جشیون کے لڑنے سے جو اور
پل کے درجے مین لڑ رہے ہین اور اکثر ڈکرا نکا اور پکھا گیا ہی کھچا کھچ کی صدا اور سر کٹنے کی آواز سُنتا تھا
اور جدھر ہاتھ پھیلاتا تھا گیلی مٹی ہاتھ مین آجاتی تھی عمرو دل سے کہتا تھا کہ پل پر یزدان پرستی لڑتے
ہین اُنکی صدا آتی ہی مگر پریان سوتی اچھالتی ہین کوئی موتی ہاتھ نہین آتا اور اسی لالچ سے دمبدم
دست طمع دراز کرتا تھا کہ کوئی موتی ملجائے کبھی کہتا تھا کہ نام بڑا درشن تھوڑے دریاے سحر دریا نے سحر

سنتے تھے مگر مال خزانہ موتی مونگا کچھ بھی نہین غرض کہ بعد کچھ دیر کے عمرو کو اژدر نے دوسرے کنارے پر اُتار ا
ڈور اچکی کا چھوٹ گیا اژدر غائب ہوگیا عمرو نے سجدہ شکر بدرگاہ قاضی الحاجات کیا اور آگے بڑھا
دیکھا لشکر قہر نگاہ دوتک اُترا ہوا ہو اور ایک سمت بارگاہ مین غدار بیٹھی پہرادے رہی ہو اس
اثنا مین دیکھا کہ جلاد بجادو فوج لیے دریا سے اُترا اُسکی آمد کی خبر سنکر قہر نگاہ اور غدار نے استقبال
کیا بڑے تزک اور احتشام سے لیکر داخل بارگاہ ہوئے لشکر اُسکا اُترا جلاد نے بقیہ رات مین یہ
انتظام کیا کہ سولیان استادہ کرائین چبوترے نکہت کے یعنے ریگ کے بنوائے اُسپر بوریے
قہر کے بچھوائے صبح اور بہار وغیرہ سب سردارون کو لاکر دار کی زنجیرون مین اُلٹا کر کے ٹانگ
دیا جلادون کو اُنکے سر پر تعین کیا اور کہا ہنگام صبح شمع حیات تمھاری نسیم جنبش شمشیر ستم سے
گل ہوگی ہر ایک کی صبح ہوجائیگی یہ کہکر آپ بارگاہ مین آکر مےخواری کرنے لگا ادھر سب قیدیون
کو اپنی زندگی سے یاس ہوئی اور برق فرنگی نے کہا افسوس دم آخر ہمنے اپنے استاد عمرو کی بھی
صورت نہ دیکھی انکے یہ بیان کرنے سے سب رونے لگے اور نوحہ اور شیون کی صدا بلند ہوئی ساحر
جو وہان موجود تھے اُنکے حال زار پر ہنستے تھے اس صحرا مین ہر نخل صرصر رنج سے سر دُھنتا نظر
آتا تھا اور ہر برگ کف افسوس ملتا تھا رات سائین سائین کرتی تھی یا مادر دہر ٹھنڈی
سانس بھرتی تھی آہین کرتی تھی موجین دریا کی سر ٹکرا رہی تھین گھانس نہ تھی جسم زمین کے رونگٹے
کھڑے ہوگئے تھے شور اقتلو ہر سمت بلند تھا سوائے خدا کے کوئی پناہ دینے والا نظر نہ آتا تھا
اسی رنج و ماتم مین گریبان سحر آخر چاک ہوا اور عروس نہار نے سفیدۂ سحر سے رنڈسالہ پہنا ر وز
محنت نے منھ دکھایا کہ نظم

تھی سپیدی سحر کی شکل کفن وہ گل آفتاب با صد درد	آہین بھرتی تھی وان نسیم چمن مثل برگ خزان ہوا تھا زرد

وہ صبح صادق نور کا تڑکا دیکھکر برق فرنگی اور سرداران مطیع الاسلام نے حمد الٰہی اپنی زبان
پر جاری کی سبزۂ خوابیدہ بھی بیدار ہوا اور ہر برگ و گیاہ پتا پتا حمد صانع گلشن طلسم عالم
کرنے لگا اُسوقت برق نے کہا اپنی رہائی کے لیے رجوع قلب سے ہم سب ملکر دعا کرین کچھ
بعید نہین جو نسیم قبول گل مراد شگفتہ کرے اور دل حزین کو ٹھنڈھک بخشے سب نے اُسکے
کہنے سے ہاتھون کو بلند کیا اور پکارے کہ ای بار الٰہ ای دستگیر افتادگان اے بے نیاز قادر و توانا
یا مالک الملک یا ذوالجلال والاکرام کہ نظم

خداوندا شبم را روز گردان شبے دارم سیہ چون بخت امید		چو روز اندر جہان فیروز گردان درین شب رو سپیدم کن چو خورشید	

ہر ایک بلبلا کر استغاثہ کر رہا تھا کہ صبائے مراد گل کھلانے لگی عمرو نے وہان صورت خمار جادو کی طرح بنائی اور ایک تھالی برنجی مین تشتریان میوے سے لبریز کر کے رکھین اور لشکر ساحران مین آیا خبر اسکے آنے کی غدار اور جلاد کو ہوئی از بسکہ وہ سحر جو چیلے کی معرفت غدار نے یاد کیا ہو کہ جو عیار آئے مجھے معلوم ہو جائے اس سحر کو رات بھر پڑھکر اُسنے پہرا دیا ہو جب صبح ہوئی خیال آیا کہ اب سب ہوشیار رہین میری نگہبانی کی کچھ احتیاج نہین ہو بس سحر موقوف کیا تھا کہ خبر آمد خمار سنی سب نے آکر استقبال کیا بارگاہ مین لائے خمار نے کہا کہ شہنشاہ جادوان نے فرمایا ہو یہ میوہ لیکر سب قیدیون کو کھلاؤ کہ اتنے دنون سے وہ سب بھوکے پیاسے ہین کسی کو تشنہ اور گرسنہ قتل نہ کرنا چاہیئے اور یہ تشتریان تین تمھین عنایت فرمائی ہین اور قسم دی ہو کہ ابھی کھانا جلاد وغیرہ نے وہ سب میوہ تقسیم کرنیکے واسطے لیا ایک ایک مٹھی جا کر سب قیدیون کو دیا کہ بتصدق شاہ طلسم کھالو آخر تو دم بھر مین ہلاک ہوگے وہ سب سردار مشغول بہ دعا تھے مصروف گریہ و بکا تھے میوے کو لیکر اُنھون نے پھینکدیا اور اُسی طرح دعا کیے گئے مگر یہان خمار نقلی نے اصرار کر کے میوہ قہر نگاہ اور جلاد اور غدار کو مع اُن کے رفیقون کے کھلایا بعد لمحہ کے سب کا منھ خشک ہوا قہر نگاہ نے کہا یہ کیسا میوہ ہو جسنے نشہ پیدا کیا خمار نقلی نے جواب دیا کہ افراسیاب کے باغ کا یہ میوہ ہو وہان کے درخت پانی کے عوض شراب سے سینچے جاتے ہین اسی گفتگو مین زبان اینٹھ گئی اور ہر ایک سمجھا کہ یہ خمار نہین کوئی عیار ہو جسنے بیہوشی ہمین کھلادی یہ سمجھ کر عمرو کی جانب بنظر قہر دیکھا عمرو نے بھی آنکھین لال پیلی کین اور گھورنے لگا پھر پکارا کہ اے خیرہ سران منم سر ہزندہ ساحران عمرو بن امیہ ساحر یہ نعرہ سنکر اسکی طرف لپکے مگر بیہوش ہوکر گرے عمرو نے خنجر کھینچکر مارا لیکن اوچٹ گیا خطا بھی نہ ٹرا سمجھا کہ انھون نے بزور سحر اپنا جسم اژدھونکا بنایا ہو یہ معلوم کر کے زنبیل سے تھوڑی آگ نکالی اور کڑاہی نکالکر سیسہ گرم کر کے تینون کا منھ چیر کر پلادیا سیسہ پیٹ مین پہونچکر تا گلو ایک سلاخ بنگیا دل و جگر انکا جل گیا تڑپ تڑپ کے ہلاک ہوگئے پھر تو آندھی سیاہ آئی اور صدائے ہولناک پیدا ہوئی آگ پتھر برسے بیر پکارے کہ مارا غدار جادو اور قہر نگاہ اور جلاد جادو کو عمرو نے جال مار کر اسباب بارگاہ کا غارت کیا وہان سے بعجلت تمام بھاگا ساحر جو قیدیون پر تعین تھے غل سنکر دوڑے مگر ان تینون کے مرنے سے صرخ

اور بہار قید سحر سے چھوٹین اور سحر کی ہتھکڑیان بیڑیان توڑین اسباب لیکر اپنے تئین لشکر حریف پر پہونچایا دم بھر مین لاش پر لاش مردے پژمردہ گرایا برق محشر بصورت برق فلک کی طرف گئی اور پسر اسکا رعد جادو زمین مین غائب ہوا پھر لشکر حریف مین نکلکر گرجنے لگا بجلی نے گر گر کر خرمن ہستی کو جلانا آغاز کیا کہین مہرخ نے گولے فولادی مارے ابر گھر آیا باران کے بدلے سانپ برسنے لگے موذیون کو مار لیا کسی طرف بہار نے عالم بہار پیدا کر کے نخل زندگی دشمنان کو بے برگ و بار کیا شمشیر جلاد کے زور سے از خود چلنے لگی بوہار نے لگا غل و شور کا ہنگامہ قیامت تھا وہ شور کہ الحفیظ کی جا غل بپا ہر ایک کر رہا تھا نظم

تھا سحر کی جنگ کا عجب رنگ
دشمن ہوے اپنی جان سے تنگ
ظاہر تھا کہین طلسم کا ساز
آتی تھی کہین مہیب آواز
تھا ایسا غبار سحر چھایا
اندھا آئینہ جہان بنایا
ہر سو تھے یون ہر اک نے بھیجے
دشمن کو پڑے تھے جی کے لالے
تلوارین چمک رہی تھین ہر سو
لہرین لیتی تھی موت کی جو
تلوار جو گذری دوش و بر سے
بوندون کی طرح سے سر تھے برسے
بھڑکر ایسی چلی تھی تلوار
تھے ملک عدم کو راہی سردار
لشکر نہ عدو کا تاب لایا
لڑنے سے ہر اک نے جی چھپایا
بھاگے ہر ایک جی چھپا کر
مہرخ سب کو پھری بھگا کر
برباد ہوا جلال دشمن
غارت کیا سارا مال دشمن
اسوقت عمرو نے کی ملاقات
خوشنود ہوے وہ سب نکوذات
القصہ سبھون کو وان سے لیکر
لشکر کی طرف پھرے دلاور

عمرو نے بعد فتح لوٹ مار کر سب سردارون سے کہا کہ اس لڑائی کی خبر شاہ طلسم کو ہو گی کوئی دم مین آفت آئیگی یہان ٹھہرنا مناسب نہین تم سب فرداً فرداً بھاگ کر لشکر کی طرف جاؤ مین بھی آتا ہون بنا بر حکم عمرو کے سردار پر پرواز پیدا کر کے اڑے بعضے زمین مین غرق ہو کر چلے عیار بھی کوئی کسی طرف اور کوئی کسی سمت بھاگے عمرو بھی ایک طرف بھاگ کر روانہ ہوا لیکن افراسیاب کا حال سنیے کہ یہ دم سحر آئینہ سحر مین آکر جلوہ گر ہوا اہل دربار حاضر ہوے پایہ بپایہ تمام سردار بیٹھے اسنے گویا ہوا کہ اب کوئی لمحے مین سر باغیون کے آیا چاہتے ہین ہنوز یہ کلمہ ورد زبان تھا کہ دو طائر ایک ان مین سبز اور ایک سرخ رنگ تھا سامنے آئے اور بزبان فصیح گویا ہوے کہ ای شہنشاہ عمرو دریاے سحر کے پار اتر گیا اور اسنے غدار وغیرہ کو ہلاک کیا قیدی سب رہا ہو گئے لڑائی ایسی ہوئی کہ بہت ساحر لازمون سے حضور کے کام آئے یہ خبر عرض کر کے طائر نظر سے غائب ہو گئے اور افراسیاب براہ تاسف دست افسوس ملنے لگا زانو پر ہاتھ کئی بار مارا اور پکارا کہ اس عیار نے ذلت پر ذلت دی ہی اور مین یہ حیران ہون کہ یہ عیار خداوند کے یہان گیا تھا حمزہ آکر چھڑا لے گیا تھا یہ طلسم مین کیونکر آیا اور

پھر طلسم باطن میں کیونکر پہونچا اگر یہ کہا جائے کہ انظار جادو کے ساحرون مین ملکہ یہان چلا آیا تو پھر اب دریائے سحر کے پار اُسے کس نے پہونچایا اسمین کوئی ساحر واقف کار جلیل رتبہ میرے یہان کے سردارون مین سے اُسکا شریک ہوا ہی بغیر اس امر کے جانا اُسکا ممکن نہ تھا خیر اب دریافت کرکے اس طرح سزا دون گا کہ ماہیان دریا اور مرغان صحرا اسکے حال پر گریہ کرینگے یہ کہکر برہم ہوکر آئینہ سے غائب ہوگیا اہالیان دربار ساحران نامدار کانپنے لگے کہ اب دیکھیے اس جرم کے عوض کس پر آفت آتی ہی اُسوقت کے دربار مین مخمور بھی حاضر تھی شاہ طلسم کی گفتگو سنکر تھرانے لگی مگر پھر دل کو قوی کرکے سوچی کہ جسوقت تجھسے کچھ پوچھے تو بھی برابر سے سوالجواب کرنا کچھ اسکی زرخرید تو ہی نہین یہی نہ وہ بادشاہ ہی تو رعیت اہی پھر خدا کی جو مرضی اور مقدر کا جو لکھا آخر یہ سوچکر بعد غائب ہونے شاہ طلسم کے آئینہ سے یہ بھی اپنے گھر مین آئی اور سحر کا اسباب نکالا سب کو دیکھا بھالا کہ شاہ طلسم سے لڑونگی

داستان افراسیاب کا واسطے گرفتار کرنے عمرو کے طلسم بنانا اور عمرو کا قید ہونا اس طلسم مین اور مکاری کرکے چھوٹنا اور مخمور کا حال کھلنا اور شریک عمرو ہوکر لشکر مہرخ مین چلے آنا اور عیاری عیارون کی پی دری کرنا ساحرون سے واسطے مخمور کے لمولفہ

نازون کے اُٹھانے والے ساقی
زندون کے ہی سولکو تجھسے راحت
پھر زندہ ہوے ہین تیرے بیتاب
وہ جام کہ جس سے نکلین ارمان
وہ نشہ کہ جو دکھاے نیرنگ
سوجھی ہی نئی ترنگ ساقی
سب چھوڑکے اپنا تنت منترا
جس مین کہ ہو تیرا نام ساقی
تحریر مین میری ہو وہ افسون

رندون کے چھکانے والے ساقی
آباد تجھی سے انجمن ہی
ایک اور دے جام بادۂ ناب
وہ جام جو رشک جام جم ہو
تقریر مین ہو طلسم کا ڈھنگ
کرنا ہی مجھے طلسم کی سیر
ساقی مین گدا ہون تیرے درکا
اقلیم سخن کو مین کرون سر
ہر لفظ پہ سامری ہو مفتون

اللہ رکھے تجھے سلامت
آرائش محفل سخن ہی
وہ جام کہ جسپہ جان ہی قربان
وہ مے کہ نہ جسکا نشئہ کم ہو
دل مین ہی بھری اُمنگ ساقی
دیدے مجھے جام خم کی ہو خیر
وہ آج پلادے جام ساقی
مداح رہین مرے سخن ور
زینت وہ باغ کامرانی

ای حباہ بنے مری کہانی
مشتاق ہین اہل بزم ای جاہ
رونق وہ سخن کو داستان سے

وہ پھول جھڑین مری زبان سے
سب دیکھ رہے ہین دیر سے راہ
از نخل قلم گل معانی

ہر صفحہ نہ کم ہو بوستان سے
آغاز بیان کرو یہان سے
شگفتہ شود بہ خوش بیانی

گلگونہ کشان عارض شاہد بیان و آرایش دہندگان عروس داستان بپیرایہ رنگین حال گر نمایہ تقریر تمکین سے بالاے والاے محبوب قسوید کو اس طرح مزین و مجلے فرماتے ہین اشتیاق مشتاقان دلدار فسانہ بڑھاتے ہین کہ جب افراسیاب بادل بتیاب آئینہ سحر سے حیران ہو کر غائب ہوا اور دریاے سحر کے پار اُترا تو لشکر مہرخ سے تا ساحل دریاے سحر افسون پڑھکر ایک طلسم باندھا کہ اُسمین وہ کیفیت پیدا ہوئی جیسے طلسم ہوشربا مین طلسم ظاہر او رباطن بنا ہے ساحران نامی کو طلب کرکے اس طلسم مین مامور کیا اور آپ نظر سے غائب ہوا مگر جب اُسنے طلسم کو تعمیر کیا اسوقت مہرخ اور مطیع اور شریک اُسکے کہ بزور سحر بھاگ کر چلے تھے لشکر مین آ گئے مہرخ نے پراگندہ لشکر کو اپنے آکر جمع کیا بارگاہ برپا کرائی بازارین لگین لشکر مقابل فوج حیرت او منصور اتراز فتح کی خوشی مین جشن کی بنیاد کی نغمہ تہنیت مغنیون نے آغاز کیا حیرت کو اُنکے چھوٹ آنے سے بڑی حیرت تھی اسوقت صرصر مع عیار بچیون کے حاضر ہوئی اور سب ماجرا جنگ و جدال اور رہائی مجرمان کا عرض کرکے کہا شہنشاہ اُس پار تشریف لائے اور باغ عشرت مین گئے ہین آپ بھی تشریف لے چلیے حیرت نے کہا مین اس فکر مین ہون کہ اگر شہنشاہ اجازت دین تو نمکحرامون کو لڑکر ہلاک کرون دوسرے شہنشاہ کے بغیر طلب مین کہین نہ جاؤن گی صرصر یہ باتین سُنکر خاموش ہو رہی مگر اب کیفیت سُنیے کہ عمرو اور دوسرے عیار جو روانہ ہوے تھے صحرا مین بھٹکتے ہوئے لشکر کی طرف چلے ان سب کو اتنا عرصہ آنے مین ہوا کہ افراسیاب طلسم بنا گیا سب اس طلسم کے اندر رہ گئے اس طلسم کا ماجرا سُنیے کہ عمرو صحرا مین چلا جاتا تھا اُسنے دیکھا کہ چارسمت بڑے بڑے پہاڑ ہین اور سب کے درے بند ہین لیکن ایک کوہ مین درہ کھولا ہوا ہے عمرو اُس درہ مین داخل ہوا جب درے سے سر بدر کیا صحراے لطیف و سرسبز دیکھا جس مین دو قصر بلند ایک دست راست اور ایک دست چپ کی جانب تعمیر تھے آرایش اور زیبایش مین پری کی تصویر تھے مانی اُنکے نقش و نگار پر از رنگ نثار کرے اور بطلیموس محیط اُسکی جہات پر قربان فرمائے وہ قصر ہاے دلکشا بے قصور رشک دہ کاخ آسمان تھے جسکے ثنا خوان حور و غلمان تھے آستان کو اُنکی اگر فلک سے شباہت دیجائے تو احسان چرخ پر کیا جائے اور ہلال کو اگر محراب در سے مشابہ کیا جائے تو فخر سے وہ بدر کامل بنے ہر سمت اُن مکانون کے پردے پڑے تھے اطلس چرخ کو شرماتے تھے

چھتین منقش و رنگین لگی تھین داغ وہ بہشت برین تھین ہر دالان کے سامنے سائبان زربفتی کھنچے تھے
نگیرے بادلے کے باسلک گوہر استادہ تھے اور ستون ہر ایک الماس نگار تھا سراسر جواہر نگار تھا
کروڑون روپے کا مال و اسباب اسمین دھرا تھا شیشہ آلات موقعہ سے سجا تھا کہ ابیات

وہ مکان غیرت گلستان تھا	قصر جنت سے بڑھ کے سامان تھا
چشم عاشق ہر ایک حلقۂ در	دل رضوان نثار تھا اسپر
پردۂ چشم عاشقان پردے	راز دل کی طرح سے بستہ تھے
دخل بے رونقی کو وان کب تھا	شیشہ آلات نور کا سب تھا

عمرو نے وہان کے سامان کو دیکھکر دل سے کہا کہ ؎

انچہ نصیب است بہم میرسد	ورنہ ستانی بہ ستم میرسد

ان مکانون مین جو مال ہی وہ تیرے ہی لیے خدا نے رکھوایا ہی پھر ع خدا دیوے جسکو وہ کیونکر نہ لے
تو پوچھتا کون ہی بسم اللہ کر دیہ سوچکر اندر مکانون کے گیا کوئی وہان مالک اور چوکیدار و پاسبان
نہ دیکھا جال الیاسی مار کر سب اسباب مع چھت اور پردے اور چلمنین اور میز اور کرسی وغیرہ نذر
زنبیل کرکے آگے کا راستہ لیا یکایک صدا غیب سے آئی کہ کہان لیجاؤگے اب تو پھنسے ہو اس صدا کو
سنکر بھاگا اور قریب ایک پہاڑ کے پہونچا دیکھا یہان مولسری کے درخت سایہ دار لگے ہین نظر کو
ٹھنڈک بخشتے ہین ایک درخت کے نیچے ایک ساحر تمامی کی دھوتی باندھے بیٹھا ہی جواہر کے بُت
بازوون پر بندھے گلے مین موتی کا مالا ہی عمرو اسکی راہ کترا کر چلا کہ یکایک زمین سے پتلی پیدا ہوئی
اور پکاری کہ ای خرسان جادو مُوا چوٹّا بھاگا جاتا ہی عمرو یہ صدا سُنکر سمجھا کہ اب بھاگ نہ سکوگے
چلو اس ساحر کا بھی مال لو اپنے تئین قید کرا دیکھو چارہ سوا اسکے نہین جو مرضی خدا کی یہی سوچتا
ساحر کے پاس پہونچا اور حرف زن ہوا کہ ای بھائی تم کون ہو ساحر ہنوز جواب دینے نہ پایا تھا کہ پتلی
بولی کہ اسی مونڈی کاٹے نے سارا مکان طلسم لوٹ لیا چور تو اسباب اور روپیہ وغیرہ لیا ہی اُسنے
چھت کے پردے تک اُتار لیے خرسان نے یہ ماجرا سُنکر چاہا کہ عمرو کو گرفتار کرے اس نے کہا اندھے
تو پہچانتا بھی ہی وہ چور کوئی اور ہوگا مین ساہوکار ہون خرسان نے کہا یہ پتلی تجھی کو بتاتی ہی عمرو
نے جواب دیا کہ یہ قحبہ جھوٹی ہی خرسان نے کہا مین نہین مانتا سحر کی پتلی جھوٹ نہ بولے گی یہ کہکر ایسا سحر
کیا کہ عمرو کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے عمرو نے کہا بھائی جان یہ پتلی سچی ہی مین بھی سچا ہون ساحر نے
پوچھا تو کیونکر سچا ہی عمرو بولا کہ میرا حال سنو مین چھ لاکھ روپیہ کا قرضدار ہون اور خداوند سامری

وجمشید سے دعا کرتا تھا کہ مجھے مال ملے میری دعا قبول ہوئی اور یہ دو مکان مال سے بھرے خداوند نے
مجھے عطا فرمائے پھر اسمین تیلی کے اور تیرے باپ کا کیا اجارہ ہی اور مجھے تو نے کیون قید کیا ہی خرسان
اس تقریر کو سنکر ہنسا اور گویا ہوا کہ خداوند چاہتے تو دو تین پہاڑ سونے کے کردیتے تجھے اپنے خزانہ
غیب سے دیتے پرایا مال خداوند دینے والے کون تجھے تو سراسر دروغ کہتا ہی عمرو نے کہا اچھا خفا نہو
جو کچھ مین نے لوٹا ہی وہ سب ایک غار مین رکھ آیا ہون تم چلکر لے لو خرسان چلنے پر راضی ہوا تھا کہ وہی
تیلی بولی ارے موے کیون فقرے دیتا ہی مکاری کرتا ہی غار مین تو مال اسباب کب لے گیا تو وہین
میرے سامنے سب کھا گیا جو کچھ تھا وہ تو نے اپنے پیٹ مین رکھ لیا ای خرسان تو اسکے دم مین نہ آنا
نہین یہ مُردا تجھے ایسا نہو ضرر پہونچائے خرسان بولا ای تیلی کیا بکتی ہی بھلا یہ چھت پردے کرسی
منبر وغیرہ کیونکر کھا گیا تیلی بولی کہ سامری کی قسم مین سچ کہتی ہون سب اسباب اسنے پیٹ مین رکھ لیا
ہی عمرو نے کہا ای خرسان تجھے قسم جمشید کی ہی سچ کہ کہین انسان بھی اتنی اتنی بڑی چیزین کھاتے ہین
بھلا یہ مال زادی تیلی جھوٹی ہی کہ نہین خرسان کہ حیرت ناک تھا بولا کہ تو سچ کہتا ہی اچھا چل مین تیرے
ساتھ چلتا ہون یہ کہکر ساتھ ہوا سحر اپنا عمرو پر سے دفع کردیا عمرو اسکو ایک غار پر لایا اور کہا
اسمین اترو وہ اترنے لگا عمرو نے پشت پر سے خنجر ایسا مارا کہ سر کٹ کر دور گرا غل اور شور ہوا کہ کشتی ساحر
خرسان اعمرو نے اسکے بت وغیرہ جھولا سحر کا لے کر آگے کا راستہ لیا کہ یکایک آواز مہیب آئی اور
ایک ساحر اور پیدا ہوا عمرو کو اسنے بزور سحر گرفتار کیا اور لیکر چلا اسوقت اور عیار بھی اس طلسم مین
پھنس گئے ہین اُن مین سے مہتر قران ادھر آنکلا اور عمرو کو گرفتار دیکھکر اپنی صورت مثل ایک
ساحر کے بنا کر اس ساحر کے پاس آیا اُسنے پوچھا تو کون ہی جواب دیا کہ جو ہین سو ہین تجھے کیا اپنی
فکر کر دیکھ پیچھے تیرے کوئی کھڑا ہی اور تجھے مارا چاہتا ہی اسنے یہ سُنکر پیچھے پھر کر دیکھا قران نے بغدا مارا کہ
سر کے سو ٹکڑے ہوے تڑپ کر یہ بھی ہلاک ہوا آندھی آئی صدا پیدا ہوئی کہ مارا خون ریز جادو کو
عمرو نے قران کو گلے سے لگایا اُسنے کہا استاد سب طرف پھرتا ہون راستہ نہین ملتا ہی اور میرا دل
خوف سے از خود دھڑکتا ہی پریشان پھر رہا ہون خدا بچائے معلوم ہوتا ہی کہ طلسم مین پھنس گئے ہین
یہ کہتے کہتے ایکبار جست کر کے بھاگا اور درہ کوہ مین جا کر غائب ہو گیا عمرو حیران ہوا کہ کوئی آگے
نہ پیچھے یہ کیون بھاگ گیا اسی سوچ مین تھا کہ ایک ساحر نے آکر سلام کیا اور کہا ای عمرو تو کیا تمام
عالم کو مار ڈالے گا ارے ظالم تو ذرا تو۔ چم کر اور یہ مقام ساحرون سے بھرا ہی تو کہانتک قتل کریگا
مثل مشہور ہی سو دن سنار کی تو ایک دن لوہار کی کبھی نہ کبھی تو بھی دھرا جائیگا عمرو اسکی تقریر

سنکر سوچا کہ یہ اچھے ناصح مجھے ملے انسے کچھ کہو سنو نہین اپنا کام کرو یہ سمجھکر گلیم اوڑھ کر غائب ہوگیا اور
دور جا کر گلیم اُتار کے آگے بڑھا یہان تک کہ ایک جنگل مین پہونچا دیکھا کہ یہ صحرا تمام ریگستان ہے اور
جہان سے یہ ریگستان آغاز ہوا ہے وہان ایک تختہ آئینہ کا دیا ہوا ہے اور سب طرف سے راستہ
بند ہے عمرو گھبرایا کہ اب کدھر جاؤن ناچار جست کر کے اس آئینہ کو پھاند کر ریگستان مین آیا واضح ہو کہ
افراسیاب نے جو طلسم بنایا ہے یہ اسکا باطن ہے یہان سے نکلنا بغیر طلسم مٹائے افراسیاب کے ناممکن ہے
عمرو اس ریگستان مین پریشان و برباد پھرنے لگا اور بگولے کی طرح چکر کھاتا تھا جدھر جاتا تھا راہ نہ ملتی
تھی دل سے کہتا تھا آج تو پھنسا وہ ساحر جو نصیحت کرتا تھا سچ کہتا تھا شاید درپردہ یہی خبر دیتا تھا
کہ تو ایسے مقام پر جانے والا ہے جہان قید ہو جائیگا غرضیکہ اور تھوڑی دور جو گیا زبان شدت تشنگی
سے باہر نکل آئی زنبیل سے پانی نکالکر پیا پانی پینے سے اور زیادہ پیاس معلوم ہوئی اپنے حال پر اشک
حسرت بہانے لگا اور سوچتا تھا کہ اے عمرو پانی کہان تک زنبیل سے نکالونگا مفلس ہو جاؤنگا حمزہ جب
کبھی صحرا مین پیاسا ہوتا تھا تو ایک جام آب سوا لاکھ روپیہ کو مین بیچتا تھا آج افسوس ہے کہ زنبیل سے
پانی کیسا کھاتا بھی نکالنا پڑیگا لاکھون روپیے کا نقصان ہوگا اسی اندیشے مین چلا جاتا تھا مگر پیاس
بری چیز ہوتی ہے ایکبار برف مین جھلی ہوئی صراحی پانی کی نکالی اور پانی پیا اوّل سے بھی زیادہ پیاسا
ہوا بلبلا کر بھاگا دیکھا ایک جگہ چند درخت گنجان لگے ہین نیچے اُسکے سبزہ اُگا ہے نظر کو تراوت بخشتا ہے
عمرو اس سبزہ پر گر پڑا کچھ پیاس کو کمی ہوئی ہوا ٹھنڈی جسم کو لگی ذرا حواس درست ہوے ایک
طرف جو نگاہ اُٹھا کر دیکھا ایک دیوار گنگا جمنی سونے چاندی کی معلوم ہوئی اُسمین دروازہ بھی سونے کا
لگا تھا اور دونون پٹ مین اُسکے آئینے نصب تھے جیسے کھڑکیان ہوتی ہین اندر اس چاردیواری
کے باغ لگا ہوا ہے عمرو اُٹھ کے چلا کہ دیکھون یہ باغ کسکا ہے جب قریب در کے پہونچا آئینون مین سے
دیکھا کہ باغ بہشت آئین بصد خوبی و طراوت لگا ہے کہین نرگس شہلا کہین سنبل پیچیدہ ہے نہرین
لہرین لے رہی ہین متوالون کی طرح جھومتی ہین کسی طرف شاخ گل پر بلبلون کا ہجوم ہے ہر سمت
آمد بہار کی دھوم ہے وسط باغ مین چبوترہ بلور کا ہے تمگیرا استادہ ہے چارسو کلس یاقوت کے اُسپر چڑھے
نیلم کے طاؤس کلسون پر بیٹھے ہین اُنکی منقارون مین موتی کے مالے ہین تمگیرے کی چوبون مین
جواہر کے آویزے ہین گوہر کی جھالر چارطرف لٹکتی ہے ہوا سے لہرین لیتی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بحر گوہر
بآب و تاب موج مار رہا ہے نیچے تمگیرے کے فرش مشجر کا بچھا ہے مقیش اُسپر کترا ہوا ہے فرش پر تخت آراستہ
ہے اُسپر افراسیاب جلوہ فرما ہے اس بہار اور آرایش کی نسبت یہ کہنا زیبا ہے کہ بہ مقتضائے قصیدہ

سحر بہار کے چھینٹون مین آگئی یہ لپیٹ
ہوا دماغ مین باد بہار کے یہ بھری
صبا کے جھونکے سے کچھ ڈالیان جو لہرا گئین
یکایک ایسا ہی عالم ہوا کہ عقل کہے
نظر پڑا تھا جو بلور کا احاطہ ایک
ستون ہیرے کے ہر سمت مشک ریز تمام
ہزارون رنگ کے فوارے گوہر افشان تھے
چھتون مین سدیمون کی جھالر درِ تمام کا فرش
کسی مین پارۂ الماس کے لگے کنڈے
لگے ہوئے گہر شب چراغ اکثر جا

کہ صاف چاند سے مکھڑے کے کھل گئے گھونگھٹ
تو خوب پھولون کی چھڑیان چلین یہان سرپٹ
کہ گھوڑیان عربی جائیں جس طرح سرپٹ
اکھاڑے پریون کے آ کے اتر پڑے جھٹ پٹ
سکان ڈالن کے مرصع عجیب اک جمگھٹ
انوکھے ڈول کے دیکھے چھپر کھٹ اور چوکھٹ
ہر ایک جا پہ پری پیکرون کے غٹ کے غٹ
سب ایک ڈال کے مرکے وہان کیواڑ اور پٹ
جڑی ہوئی کہین یاقوت سرخ کی چوکھٹ
تجلی انکی کہ اک نور کی تھی پھیلاوٹ

عمرو اس سامان کو دیکھکر سمجھا کہ تیری گرفتاری کے لیئے یہ سب تدبیر کی ہی افراسیاب بیٹھا ہی تم یہان ٹھہرو ہر چند مال و اسباب کا یہان کے صریح نقصان عظیم ہی لیکن خوف و بیم ہی لعنت بھیجو بھاگ چلو یہ سوچکر جست و خیز کرکے صحرا کا راستہ پکڑا کوسون نکل گیا سوا اس ریگستان کے اور کچھ نہ دیکھا اسوقت رجوع قلب سے پکارا کہ یا حضرت خضر آپ کہان ہین راہ بتایئے حضرت خود تو راستہ نہین بھولے ہین یہ کیا ماجرا ہوا اسی طرح جب اور آگے بڑھا جنگل تپنے لگا آفتاب عازم برج حمل ہوا اور تمازت سے جسم جلنے لگا نظم

اُس دشت مین بر ستر نگ دود
عنقا تھا نام جانور کا

یا ریگ روان تھی یادہ رہ رو
مرغان ہوا کے ہوش راہی

سائے کو پتا نہ تھا شجر کا
نقش کف پا تھی ریگ تاری

عمرو پسینے مین غرق تھا اور پسینا بہکر جو زمین پر پہونچا تھا تو خاک پر تپلا بصورت عمرو بنگیا تھا اس مصیبت مین تو گرفتار تھا ہی اُسپر اور طرہ یہ ہوا کہ ایک طاؤس زرین بال مرصع دم اڑتا ہوا آیا اور پکارا کہ مجھے بڑی شدت سے بھوک لگی ہی اور پیاسا بھی ہون یہ صدا دیکر غائب ہوگیا اسکے اس کہنے نے وہ تاثیر کی کہ عمرو مارے بھوک کے بیتاب ہوگیا اور بلبلا کر ہر سمت درختون کو دیکھا کہ پتیان کھاؤن مگر وہا نکے درخت کیا جو ایک آدھ تھا بھی تو لنڈ منڈ سوکھا ڈنڈ اسوقت بناچاری زنبیل سے روٹی نکالی چاہا کھائے روٹی باہر زنبیل کے جب آئی مٹی ہوگئی حیران ہوکر پھینکدی کہ یہ روٹی کیا خاک کھاؤن اور پھر زنبیل مین ہاتھ ڈالکر گویا ہوا کہ داداجان یا جناب

ابو البشر لشکر جلادین جو مٹھائی مین نے لوٹی ہی وہ عنایت فرمایئے کہ تازی ہی فی الفور مٹھائی زنبیل سے نکلی مگر جب ڈلی منھ مین رکھی مٹی ہو گئی منھ کرکرا ہو گیا تھوک دی اسی طرح جب پیاس کی شدت ہوئی پانی زنبیل سے نکالکر پیا اور زیادہ گرمی معلوم ہوئی اٹھکر پھر اور طرف بھاگا کہ شاید کہین پناہ ملے مگر پناہ ملنا کجا اب کی ایک ایسے دشت ہولناک و مہیب و وحشت خیز مین جا پڑا کہ جہان بگولہ دیو کی صورت تھا دشت میدان قیامت تھا ذرے غول بیابان بنکر آنکھین دکھاتے تھے کانٹے زبان دراز ہو کر کج بحثی پر آمادہ تھے جیب و دامن سے خواہ مخواہ الجھتے تھے دل کے پھپھولے چھوڑنا کیا حرارت سے اور زیادہ چھالے پڑتے تھے الحفیظ والامان وہ گرمی وہ تابش وہ لون کہ باد سموم جسکی دہشت سے روان دوان سمندر کا دل آتش جا بیتاب تھا شعلہ بیقرار مثل سیماب تھا ہر جھونکا ہواے گرم کا دوزخ کی لپٹ سے کچھ کم نہ تھا کہ ابیات

دیکھا تو عجب مقام دیکھا	سامان خزان تمام دیکھا	چٹیل میدان پیڑ سوکھے
پھرتے تھے درندے پیاسے بھوکے	پت جھڑ کے دن غضب کے ایام	جنگل سنسان دشت ناکام
زردی ہر پیڑ سے نمودار	جیسے یرقان کا ہو آزار	وہ دشت کہ جس مین دم پہ بنجائے
آ آ کے ہوا بھی ٹھوکرین کھائے	وہ ریگ روان کہ اللہ اللہ	اک گام مین طے عدم کی ہو راہ
سب پر جو غم خزان تھا طاری	پوشاک درختون نے اتاری	کانٹے سوکھی زبان دکھاتے
ہر سمت بگولے خاک اڑاتے	وہ دشت کہ جسمین قصہ کوتاہ	تھے دیکھتے غول خضر کی راہ
جلتے ایسے وہان کے کنکر	چنگاریان تھین قدم قدم پر	اگتے تھے جو زرد زرد پتے
کانٹون نے لیے ہوا کے لتے	جو گھانس زمین مین وہان تھی	سوکھی کسی پیاسے کی زبان تھی
سوکھے ہوے پیڑ کھڑکھڑاتے	آواز سے تھے وہ سر پھراتے	جلتی تھی غضب ہواے وحشت
پھرتا تھا وہ مبتلاے وحشت		

آخر ایک جگہ تھک کر فرط تشنگی اور شدت گرسنگی سے گر پڑا اور غش آ گیا اسوقت از خود جسم مین سردی معلوم ہوئی اسکی آنکھ کھل گئی دیکھا زمین شق ہوئی اور ایک عورت نکلی کہنے لگی ای عمرو یہان سے اس باغ کے در پر جا جہان شہنشاہ تشریف فرما ہین اور وہان پکار کر کہہ صدقہ افراسیاب کا روٹی دو تو تجکو کھانا ملے گا اور پیاس بجھے گی عمرو نے دل مین کہا اب مجھے صدقہ افراسیاب کا کہنا پڑا اور ایک آہ سرد کھینچکر فلک کو دیکھا اور رو یا ناچار بموجب اسکے خمسہ

سچ کہا ہی کچھ نہین اسکا علاج	آدمی جیتا نہین ہی بن اناج
بھوک مین رہتی نہین کچھ شرم لاج	آنکہ شیران راکند روبہ مزاج

	احتیاج است احتیاج است احتیاج	

وہان سے اُٹھکر گراہ گراہ بنالہ وآہ قریب اُس باغ کے آیا وہان افراسیاب نے دو کنیزون سے کہا عمرو
تو آتا ہی جاؤ اُسکی خبر لو اور اُسکا حال زار دیکھو مجکو اُس سے کچھ دریافت کرنا ہوتا تو اسی جنگل مین تھکا
اور بھکا کر اُسکو مار ڈالتا اب جب تک طلسم ہوش ربا ہی جبتک میری زندگی باقی ہی اور جب میری زندگی
ہی میرا بنایا ہوا طلسم بغیر میرے مٹائے نہ مٹیگا اور عیار یہان سے رہا نہونگے یہ کہکر کنیزون کو روانہ
کیا لونڈیان بنابر حکم در باغ پر آئین اور عمرو کو دیکھکر ہنسین پوچھا ارے تو کون ہی یہان کیون آیا ہی
عمرو کو اسوقت اپنا نام بتاتے غیرت آئی کہ عیار حمزہ ہو کر اس ہیئت سے یہان وارد ہون کیا اپنا نام
بتاؤن بس کہنے لگا میرا نام کیا پوچھتی ہو مسافر ہون غریب الدیار ہون مبتلائے آفت روزگار ہون
بھوکھا پیاسا ختہ دخراب ادھر آنکلا ہون نظر ترحم کی تم سے امیدوار رکھتا ہون کنیزون نے مُسکرا کر
باہم چشمک کی کہ کیا غریب اور مسکین بنتے ہین گویا کچھ جانتے ہی نہین نکے جاتے ہیٹر تک باقی نہین رہے
اور ان کے کاٹے کا منتر نہین ہی غرض کہ عمرو سے گویا ہوئین کہ جب تک تم اپنا اصلی نام ظاہر نہ کروگے
یہان سے کوئی رعایت تمھاری تعبت عمل مین نہ آئیگی ہر چند کہ ہم جانتے ہین کہ تم وہ ذات شریف ہو
کہ ہر دیار و امصار مین نام تمھارا مشہور ہی اور ساحرون کے قلب پر لکھا ہی مگر نام پوچھنے کے لیے حکم
شہنشاہ ہی اگر نام بتاؤ تو روٹی پاؤ روٹی ملے آسودہ ہو عمرو یہ تقریر سُنکر سمجھا کہ افراسیاب کو مجھے
ذلت دینا منظور ہی ورنہ یہ سب مجکو پہچانتی ہین پھر کچھ ہی کیون نہ ہو تو بھی اپنا نام نہ بتاؤ کہ بموجب مطلع

عدو سے دل نے جھکایا تھا جانِ من مجکو	اگر سنبھال نہ لے میرا بانکپن مجکو

اسی فکر مین تھا کہ خدائے تعالیٰ کو بات رکھنا تھی دو کنیزین اور باہر نکلین اور کہنے لگین کہ شہنشاہ سلیمان
عمرو کو یاد فرماتے ہین ارشاد کیا ہی کہ نام و نشان کی پرسش نہ کرو یہان انکو لے آؤ عمرو یہ سنکر
خائف ہوا کہ دیکھیے یہ ناہنجار میرے ساتھ کیا کرتا ہی مین نے صد ہا ساحرون کو مارا اُسے کئی بار ذلت
دی معشوق کا اُسکے سر مونڈا بہت ساحرون کو اُس کے اپنا مطیع بنا لیا اب جو کچھ بدی یہ میرے
ساتھ نہ کرے وہ تھوڑی ہی آج تو پھنسا بہت بری جگہ ہی کہ یہان سے نکلنا دشوار ہی زنبیل کھانے
پینے کی مدد نہین کرتی خیر جو مرضی میرے رب کی آج یا تو مین نہین اور میری بات نہین یا یہ مسخرا
افراسیاب نہین دل سے یہ مشورہ کرتا باغ مین آیا کہ

ابیات

ہر گل نظر آیا صورت خار سنبل نے اُلجھ کے پیچ کھایا	پژمردہ گیا میان گلزار غنچہ نے چٹاک کے منھ چڑھایا

ہر سرو نے بل کی بی اکڑ کے	سنبرے نے گرہی کی پانؤن پڑ کے

آخر سامنے تخت افراسیاب کے آیا اور اُسکو تسلیم کی اُسنے بھی بطور مزاج پرسی پوچھا کہ کیون خواجہ سلامت
مزاج آپ کا اچھا ہی عمرو نے کہا ہزار شکر ہی اُس رب اکبر کا جو مجھے یہان لایا ہی افراسیاب گویا ہوا کہ
ای عمرو مین تجھ سے ایک بات پوچھون تو سچ بتلا دیگا عمرو نے کہا آپ مجھے جھوٹا جانتے ہین مین کہتا
ہون کہ اپنی ساری عمر مین مین نے کوئی لفظ جھوٹ کہی ہی نہین اچھا پوچھیے جو کچھ مین جانتا ہون گا
عرض کرونگا آیندہ ماننا نہ ماننا آپ کا کام ہی شاہ طلسم نے کہا اگر تو سچ کہدیگا تجھے اپنے سحر سے رہائی
دونگا ورنہ یونہین بھوکا پیاسا رکھکر ہلاک کرونگا کیا ممکن جو میری زندگی مین تجھے کوئی چھڑا سکے
عمرو نے کہا دھمکا کے مار ڈالیے گا یا پوچھیے گا کہہ تو دیا جو کچھ ہمکو معلوم ہی اور جانتے ہین تبلا دینگے خیر آپکو
یقین نہین تو جھوٹ ہی اب تبلا دینگے ہمسے نہ پوچھیے افراسیاب نے کہا نہین تو سچا ہی مین نے بنا بر
احتیاط تجھسے ایسے کلام کیے اب مجھے پوچھنا یہ ہی کہ تجھکو دریاے سحر کے پار کس نے اُتار دیا اور تو کوہ
عقیق مین خداوند کے پاس تھا پھر طلسم مین کیونکر آیا عمرو نے یہ کلام سُنکر ایک قہقہہ مارا اور کہا ای
شہنشاہ یہ امر تو لائق پوشیدہ کرنے کے نہین آپ ناحق مجھ سے شرطین کرتے تھے مین پیارا بندہ اپنے
خدا کا ہون جب مین اس پار آنے کے لیے عاجز ہوا اپنے خدا سے دعا کرنے لگا اُسنے ایک حور جنت
سے بھیجدی اُسنے مجھے کاندھے پر سوار کر کے اس پار اُتار دیا افراسیاب نے پوچھا کہ تیرا خدا کون ہی یہ
سُنکر عمرو خوب ہنسا اور کہا مین نے بارہا عرض کیا ہی کہ زمرد شاہ باختری یعنے خداوند لقا کا مین
فرشتہ قدرت ہون اور طلسم مین مجھے خداوند نے ملک الموت بنا کر روانہ فرمایا ہی اور پھر آپ پوچھتے ہین
کہ تیرا خدا کون ہی وہی ہمارا ایک خدا ہی آج اُسکا کوئی ثانی نہین اور نہ شریک ہو سکتا ہی اور مین سچ
کہون اسی ایک خدا کو مین مانتا ہون اور سجدہ کرتا ہون اور پونے دو سو خداؤن کا مین قائل نہین اور
آپ کیا جانیے خداوند کے اور میرے کیا راز و نیاز ہین اب اسوقت مین کہتا ہون خداوند کو پرستش
کرنا سامری و جمشید کی بُری معلوم ہوئی مجھے حکم دیا کہ جا کر پرستاران غیر معبود کو قتل کر بظاہر خداوند
باتین مہربانی کی فرماتے ہین مگر تم لوگون سے خوش نہین خوشنود اس سے ہین جو اُنھین کو بذات
واحد مانے کیونکہ خداوند کا قول ہی کہ جو خدا مر گیا اُسکی خدائی بھی مر گئی اور ای شاہ جادوان سمجھ تو
سہی کہ مین چھٹانک بھر کا اور تو ہزار من کا میرا تیرا مقابلہ کیا یہ خداوند کی ناراضی کا باعث ہی جو مجھکو
تجھپر غلبہ ہو جاتا ہی افراسیاب یہ باتین سُنکر بولا کہ جو کچھ تو نے کہا ہی یہ سب صحیح اور درست ہی اب بیان
کر کہ حور جنت تجھے دریاے سحر مین غوطہ مار کر اُس پار لے گئی یا اڑکر اُسنے ادھر بھیجدیا عمرو نے کہا

جب حور اپنی پیٹھ پر لاد کے چلی تو بیچ دریا میں آ کر اُسنے غوطہ لگایا میں نے دیکھا کہ نالہ خون کا بہ رہا ہی
اور میں اسمیں ڈوبنے لگا اسوقت ایک کشتی پیدا ہوئی خداوند لقا اُسپر سوار تھے انھون نے مجکو
اس نالے سے نکالا اور ناؤ پر بٹھا کر پار لے چلے مجکو ایسی بدبو اور تعفن خداوند میں آتی ہوئی معلوم دی
کہ دماغ میرا پراگندہ ہوگیا اور مین بیہوش ہوگیا پھر جو میری آنکھ کھلی تو اپنے تئین یہان دیکھا افراسیاب نے
پوچھا کہ خداوند مین بوے بد کیون آتی تھی عمرو نے کہا بو آنے کا باعث یہ ہی کہ خداوند دشت و دن روز تک
پاٗخانہ پھر کر آبدست نہین لیتے اور منھ تو کبھی دھوتے ہی نہین دانتون مین پھپوندی لگ گئی ہی
جب بات کرتے ہین منھ اُنکا نہین کھلتا ہی بلکہ سنڈاس کا در کھلتا ہی اور اسکا سبب یہ ہی کہ بندون کے کام سے
انھین لمحہ بھر کی مہلت نہین کسی کو مارنا کسی کو جلانا کسی کو امیر بنانا کسی کو فقیر کرنا اور اسی طرح قس علی ہذا پس
آپ ہی فرمایئے کہ آبدست کسوقت لین اور منھ کب دھوئین افراسیاب گویا ہوا کہ تونے کلمات بیہودہ
بہ نسبت شان خداوندی کہے مگر سچ کہا کس لیئے کہ جب ہم بندے اُسکے ایک طلسم کے انتظام کرنے مین علیم الفرصت
رہتے ہین اور منھ نہین دھو سکتے ہین پھر خداوند کو تو سارے عالم کا انتظام فرمانا مارنا جلانا روزی دینا
کیونکر مہلت کوئی دم کی ہوتی ہوگی یہ سخن شاہ جادوان کہ رہا تھا کہ ایک کنیز عرض رسا ہوئی اے
شہنشاہ آپ کس کی باتون مین لگے ہین یہ مکار ہی بھلا اس سے پوچھیے کہ دریاے سحر مین نالہ کہان
افراسیاب کنیز پر اس بات سے خفا ہوا کہ بیہودہ تو کیا جانے جو دخل درمعقولات دیتی ہی دریاے سحر
مین خون تو بہتا ہی اُسی کو خون کا نالہ کہتا ہی اسمین جھوٹ کیا ہی کنیز شاہ طلسم کے تلخ بولنے سے چپ ہو رہی
اور اُسنے پوچھا کہ ای عمرو یہ تو معلوم ہوا کہ مقرب خداوند تو ہی لیکن خداوند کو بظاہر تجھ سے عداوت
کیون ہی اور شیطان تو تیرا دشمن جانی ہی یہ کیا معاملہ ہی اور یہ بتا کہ خداوند کو کبھی فرصت ہوئی تھی
یا اب ہوتی ہی اسکا حال تجکو معلوم ہوگا عمرو نے کہا اسکا سبب مجھ سے سُنیے خداوند کو ایکبار فرصت
پہر بھر کی ہوتی تھی اس مہلت مین خداوند سوچے کہ ایسا کوئی فعل کرون کہ جس سے میری خدائی
مین شیطان پیدا ہو چونکہ شغل بیکاری ہین اسوقت خداوند تھے فعل حرام کرنے لگے اور شیطان پیدا
ہوا جب اسکو پیدا کر چکے اور وہ بندون کو بہکانے لگا اُسوقت خداوند نے چاہا کہ اسکا بھی کوئی
سرکوب پیدا کرون اور وہ ایسا شخص ہو کہ مجھ سے بھی گستاخی کرے اور بمنزلہ میرے باپ کے ہو پس
لاکھ برس چرخ مار کر مجکو پیدا کر کے اپنا باپ بنایا یہی باعث ہی کہ مین خداوند کی ڈاڑھی مونڈتا
ہون اور شیطان سے مجھ سے دشمنی ہی کہ مین اسکا سرکوب ہون اور خداوند نے فرمایا ہی کہ ای عمرو
تو میرا باپ ہی اکثر وقت مین تو مجھ پر غلبہ کریگا اور مجکو جوتیان لگائیگا ڈاڑھی مونڈیگا اب مین فی الحال اس

عہدے سے معزول ہون آج کل مجھے کشندۂ ساحران اور ملک الموت جادوگران خطاب ملا ہی اور
اب بھی ڈاڑھی مونڈانے کی اور شیطان کو ذلت دینے کی جب ضرورت ہوتی ہی تو خداوند مجھے بلا لیتے
ہین افراسیاب یہ باتین سُنکر سُن ہوگیا اور بولا کہ بھلا اب کیا کہا جائے سچ ہی کہ مشیت خداوند کوئی
پہچان سکتا ہی اچھا ای عمرو ایک بات یہ بتلادے کہ خداوند تو تجھے اس پار اُتار گئے تو اب کیا تقدیر
فرما گئے ہین عمرو نے جواب دیا کہ اس دن تو کچھ نہین فرمایا مگر کل ایک نامہ مجکو فرشتۂ قدرت کے
ہاتھ خداوند کا پہونچا اگر اسپر عمل کرون تو سارا طلسم برباد ہوجائے لیکن یہ بھی مجال نہین کہ مین سارے
مضمون نامہ پر عمل کرون گو کہ میرا رتبہ پیش خداوند بہت ہی مگر مین بھی غضب سے اُسکے ڈرتا ہون اگر
بالکل نہ مانون تو غضب خداوندی اور اُسکے عتاب مین گرفتار ہون افراسیاب نے کہا مضمون نامہ سے
مجھے اطلاع دے کہ کیا اسمین لکھا ہی عمرو نے کہا اس قدر راز خداوندی آج میری زبان سے نکل
گئے اب آگے بتانے کا حکم نہین ہی اور ایسی جسارت مجھے بھی نہ چاہیے اب جو کچھ تمھین میری نسبت
کرنا ہو وہ کرو اور مین بھی نامے پر خداوند کے عمل کرون دیکھون آج تم مجھپر غالب ہوتے ہو یا مین
تمھین ذلیل کرتا ہون یہ کلام سُنکر افراسیاب گویا ہوا کہ ای عمرو خفا نہو جہان اور باتین تو نے
بتلائی ہین وہان اتنی بات اور بتلادے کہ نامے مین کیا لکھا ہی عمرو نے کہا آپ میرے پیچھے پڑے ہین
مین بتلائے دیتا ہون اسمین لکھا ہی کہ طلسم کے ساحران نامی کو قتل کرنا اور شاہ طلسم نے چونکہ ہماری
مدد کی ہی اُسکو نہ مارنا اُسکی اطاعت کرنا مجھے اس نامے پر عمل کرنے مین پس و پیش یہ ہی کہ آپ کی
اطاعت اگر کرون تو حضور مجھے اپنا دشمن صعب جانتے ہین اپنا رفیق اور مطیع کاہیکو جانین گے
اور دوسرے جب آپکی اطاعت کرلی پھر ساحران نامی کو قتل کیونکر کرونگا اگر قتل کرونگا تو آپ
مجھے مکار اور غدار جانین گے فرمائین گے کہ عمرو نے مکر کیا فرمایئے ایسی صورت مین کیا کیا جائے
افراسیاب نے کہا اگر تو میری اطاعت بدل و جان قبول کرے اور نامہ خداوند پر عمل کرے بشرطیکہ
وہ نامہ مجھے بھی دکھائے تو مین تجھ سے صاف ہوجاؤن اور بہت بڑا مرتبہ تیرا کرون عمرو نے کہا
نامہ میرے پاس موجود ہی کیا آپ سے مین خلاف تھوڑی عرض کرتا ہون لیجیے ملاحظہ کیجیے یہ
کہکر زنبیل سے ایک کاغذ مثل خط کے نکالا کہ اسکے لفافہ پر مہر لقا کی ثبت تھی اور آداب اور نام
عمرو کا القاب کے ساتھ لکھا تھا غرضکہ اس نامے کو افراسیاب کے حوالے کیا اُسنے خداوند کی مہر کو
بوسہ دیا سر پر رکھا اور بڑی عظمت کے ساتھ نامہ وا کیا دیکھا کہ لکھا ہوا ہی ای عمرو تو اطاعت اور
فرمانبرداری شاہ طلسم کی اختیار کرنا اور فریب اور مکر نہ کرنا اور مہرخ اور سرخ مو اور بہار اور نافرمان اور

رعد اور برق محشر وغیرہ کو مع اپنے ساتھ کے عیار برق فرنگی و ضرغام وغیرہ کو لیکر پاس شاہ جادوان
کے جانا اور شاہ ساحران کو بھی چاہیے کہ حسن خدمت مین عمرو کے بہت روپیہ اسکو دے اور اسکو اپنا دوست
سمجھے اور عمرو ساحران نامی کو کہ اب وہ مست بادہ غرور ہین قتل کرے یہ مضمون پڑھکر افراسیاب نے
ہزار اشرفیان منگائین اور بارہ کشتیان جواہر کی اور بارہ توڑے روپیون کے اور سب عمرو کو وہ روپیہ
عنایت فرمایا اور کرسی پر جواہر کی بٹھایا اور کہا جا کر اب اپنے مطیعون کو لے آ عمرو نے کہا مین صحرا سے
جا نہین سکتا ہون کیونکر انھین لاؤن افراسیاب نے اسیوقت سحر پڑھکر دستک دی کہ وہ تختہ آئینہ کا
جو صحراے ریگستان مین لگا تھا ٹوٹ گیا اور ادھر اور عیار جو ہر سمت پریشان پھر رہے تھے انھین راہ ملی
کہ جست و خیز کرکے کچھ عرصہ مین لشکر مہرخ مین پہونچے یہان افراسیاب نے عمرو سے کہا کہ اب راستہ کھل گیا
کوئی روکنے والا نہ رہا جا کر سب باغیون کو لے آ عمرو نے عرض کیا اے شہنشاہ ایسا نہو کہ مین راستہ بھول
جاؤن آپ کسی ساحر کو حکم دیجیے کہ وہ مجھے تخت سحر پر بٹھلا کر پہونچا دے شاہ نے ایک ساحر کو طلب کرکے
عمرو کو رخصت کیا وہ ساحر اسکو لیکر قریب لشکر مہرخ پہونچا اور کہا اے عمرو شہنشاہ سے جو وعدہ کیا ہے
اسکو بھول نہ جانا اور بیٹھ نہ رہنا ورنہ شہنشاہ پھر پکڑ بلوائینگے عمرو بولا کہ جو ہمنے کہا سو کہا مگر تھوڑی
ہونگے تم جاؤ مین آتا ہون ساحر چلا گیا عمرو بارگاہ مین آیا ساحرون نے نذرین دین سردارون نے
استقبال کیا گلے ملے عمرو اپنے مقام پر بیٹھا مہرخ نے تصدق بہت سا اتروایا یہ تو اب فکر مین عیاری
کے ہے اور حال طلسم باطن سب سے کہ رہا ہے مگر وہان افراسیاب نے نامہ حیرت جادو کو لکھا کہ اے ملکہ
آج تم باغ عیش مین جا کر تیاری کرو ہم بھی آتے ہین جب یہ نامہ حیرت کو پہونچا اور اسنے
چلنے کی تیاری کی سب لشکر مین یہ خبر مشتہر ہوئی مہرخ نے بھی سنا کہ حیرت جاتی ہے اسنے عمرو سے
کہا کہ اب یقین ہے کوئی آفت آئیگی عمرو نے کہا جیسا ہوگا سمجھ لین گے بیشتر از مرگ واویلا کیا ضرور ہے
مہرخ نے کہا اے عمرو دریاے عناب و دریاے سرخاب اور دریاے طاؤس سب غضب کے دریا ہین
انکا حال کسی کو معلوم نہین اور دریاے خون رواں تو آپ دیکھ آئے ہین اسی طرح باغات بھی شاہ
جادوان کے ہین کہ انمین تیلیان مثل پریون کے کاروبار کرتی ہین اگر انھین سے ایک تیلی کو حکم دے
تو ہم سب کو وہ اگر گرفتار کر لیجائے باغ عیش مین افراسیاب نے اسی لیے حیرت کو بلوایا ہے عمرو نے
کہا نہین وعدہ کر آیا ہون سب مخالفون کو راضی کرکے لاتا ہون یقین ہے کہ یہ اسی کی عیاری ہے خلاصہ کلام یہان
تو یہ تذکرہ ہو رہا ہے اور سب عیار بھی اسوقت بارگاہ مین موجود ہین لیکن حیرت جا کر باغ عیش
مین پہونچی اور آمد شاہ طلسم کے لیے اسکو خوب آراستہ و پیراستہ کرایا اسوقت سواری افراسیاب کی بر

تزک اور احتشام سے آئی کہ ستر ہزار جادوگرنیان دُرّ در گوش مرصع پوش گلنار جوڑے پہنے ہمراہ تھین اور ابر سرخ رنگ سر پر مثل چتر کے سایہ فگن تھا موتی اس مین سے برستے تھے حیرت اسکو آتے دیکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی اور باغ کی بارہ دری مین بارہ سو در بنے ہین ہر ایک در مین گھنٹے لٹکتے ہین وہ سب بجنے لگے بارہ ہزار سنکھ پھونکا حیرت نے گیارہ سو اشرفیان نذر دین افراسیاب تخت پر بیٹھا اٹھارہ سو کرسیان جواہر نگار گرد تخت کے بچھ گئین وزرا امرا حاضر ہوکر بیٹھے باغ کی نہرین مثل دریا کے ہین اسمین فوارے چھوٹتے ہین اور وہ فوارے زندہ مچھلیون کے سر سے جاری ہین پتلیان بزور سحر حسینہ و جمیلہ عورتون کی طرح ہین اور زیور پوشاک عمدہ زیب قامت فرمائے ہر سمت کار و بار مین مشغول رہتی ہین کوئی آبدار خانے مین صراحیان برف کی لگاتی ہے کوئی میخانے مین گلابیان شراب کی اور قابین کباب کی کشتیون مین آراستہ فرماتی ہے کسی کو مطبخ کا اہتمام سپرد ہے کوئی صنعت ایسی بناتی ہے کہ بہار باغ اُسکے مقابل گرد ہے پریان اور حورین انکی ہر آن و ادا پر شیدا ہون دل و جان سے مبتلا ہون کہ

نظم

جتنی تھین حسین و نازنین تھین | نازک اندام و مہ جبین تھین
چہرہ تھا قمر ہلال ابرو | عاشق کی شب مراد گیسو
یکتا تھے چمک مین دانت سارے | یا برج دہن مین تھے ستارے
دیدون کی سفیدی و سیاہی | تھین شب و روز کی گواہی
پیشانیان تھین جو عرش اعظم | معراج کی شب تھی زلف پرخم
تھی انکی ہر اک ادا مناسب | بدبین کو نظر شہاب ثاقب

غرضکہ شہنشاہ ساحران تخت پر جلوہ گر ہوا حیرت پہلو مین بیٹھی پتلیان سامنے آکر ناچنے لگین اسوقت صرصر شمشیر زن جادون عیارون و عیار بچیون کے حاضر خدمت تھی افراسیاب مسکرا کر اسکی جانب نگران ہوا اور کہا بی صرصر اب تمھاری عیاری تو ہوچکی ہماری اطاعت عمرو نامدار عیارون کے شہنشاہ زینت بارگاہ بمقتضائے مصرعہ خداوند زنبیل و نطع گلیم ہونے بدل قبول کی ہے اب اسکا وہ رتبہ اور مرتبہ مین کرونگا کہ شاہان روے زمین رشک کرینگے اور تیرا نکاح بھی اُنکے ساتھ کردیا جائیگا صرصر نے کہا اسے اپنی ایڑی چوٹی پر سے قربان کرون وہ موا اپنی صورت تو چینی مین پیشاب کرکے دیکھے حضور مجھ سے ایسی دل لگی نہ فرمایئن اگر سرکار کو ذلت دینا اور قتل کرنا منظور ہو میرا سر حاضر ہے اور خداوند نعمت کو اس مکار کی بات کا یقین تھا اور یہ مین

جانتی ہون وہ بڑا دغاباز ہی افراسیاب گویا ہوا کہ وہ آپ سے تھوڑی مکاری کرتا ہی خداوند لقا نے
اسکو اسی سرشت کا خلق کیا ہی اور ایسا مرتبہ رکھتا ہی کہ حوریہ جنت خداوند اسکو اپنی پیٹھ پر سوار
کرکے دریاے سحر سے پار لے گئی ہی اور خداوند خود تشریف لاتے تھے وہ بموجب بیت

وہ ہی محرم لقا کے راز و تقدیرات کا اسکے — عیان ہی اسکے دلپر سارا اسکا راز پنہانی

تیری مجال ہی جو اسکو قربان کر سکے وہ مہرخ کو لینے گیا ہی اور اکی مرتبہ راستی آمیز اسنے تجھسے وعدہ کیا ہی
صرصر یہ باتین سنکر بہت ہنسی شاہ طلسم خفا ہوا کہ او بیہودہ میرے کلام پر ہنسنا کیا معنی تو مجکو لغو
جانتی ہی صرصر نے دست بستہ عرض کیا کہ کیا طاقت جو کنیز آپ پر ہنسے مقرر عمرو سب باغیون کو لائیگا
افراسیاب نے جواب دیا کہ تو مجکو دیرپردہ بناتی ہی بالفرض اگر وہ نہ آئیگا تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان
جائیگا صرصر نے کہا آپ جا ہین مجکو دس جوتیان لگا ئیے مار ڈالیے لیکن مین یہی کہونگی کہ وہ عیاری
کرکے آپ کو دھوکا دیکر نکل گیا کبھی جو مہرخ کو لائے حیرت نے اسوقت کہا اے صرصر تجھے کیا ہوا ہی
جو شہنشاہ کے کلام صداقت التیام کو دکھتی ہی اور بیکار بحثتی ہی تو نہین جانتی کہ بیت

عقل شاہو نکی ہی سب عقلون کی شاہ — رہم شب تاریک و عقل شاہ ماہ

لازم ہی کہ خاموش رہ افراسیاب نے کہا اے ملکہ حیرت تم دیکھو مین ابھی اس مردود کو جھوٹا بناتا ہون
اور منھ مین اسکے گوہ دیتا ہون یہ کہکر ایک تیلی کو اس باغ کی پکارا کہ اے سرخ چشم گوہر بدن دھرتی
ایک تیلی نہایت خوبصورت جواہر کا زیور پہنے سامنے آئی اُس سے کہا تم لشکر مہرخ مین جاؤ عمرو کو
میری جانب سے دعا کہنا اور بہت بہت مزاج پوچھنا اور کہنا تمھارے منتظر باغ عیش مین بیٹھے
ہین چاہیے کہ اپنے قدوم بہجت لزوم سے اس باغ کو پُربہار کرو اور بمصداق الکریم اذا وعدہ فا
سب کو اپنے ہمراہ لیکر تشریف لاؤ تیلی یہ پیام سنکر روانہ ہوئی اور بارگاہ مہرخ مین آئی اُسکو دیکھکر
سب ساحر گھبرا ے اور نارنج و ترنج سحر کے سنبھالے تیلی نے کہا مین لڑنے نہین آئی ہون بلکہ حضور
پرنور عالی جناب والا خطاب شہنشاہ عیاران کے پاس پیام لائی ہون عمرو کا کلیجہ چار چار ہاتھ
اچھلنے لگا کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہی مگر وہ تیلی قریب اُنکے آکر گویا ہوئی کہ شہنشاہ نے آپ کو دعا کہی
ہی مزاج پرسی کی ہی اور فرمایا ہی کہ ہم تمھارے منتظر ہین اپنا وعدہ ایفا کرو تیلی یہ کہہ رہی تھی اور
قران عیار بغدہ تان کر اُسکی پشت پر کھڑا تھا عمرو نے قران کو اشارے سے منع کیا اور تیلی سے کہا
تم الگ چلو تو مین جواب دون اور اُٹھکر علٰحدہ اسکو لاکر کہا کہ شہنشاہ سے میری تسلیم بعد تعظیم
کہنا اور پیام دینا کہ حضور کے اقبال سے مین سب کو راضی کر چکا ہون کل لیکر حاضر خدمت ہونگا

پتلی یہ جواب پاکر رخصت ہوئی یہان دل مین عمرو نے کہا جو دم ٹلے وہی غنیمت ہو گر پتلی جلکر افراسیاب کے پاس آئی اور جو کچھ عمرو نے کہا تھا وہ بیان کیا افراسیاب نے اسوقت کہا کہ ای صرصر تو نے سُنا کہ میرے دوست عمرو نے کیا کہلا بھیجا صرصر نے عرض کیا بلا لون سچ ہو ضرور وہ سب کو بلا لینگے یہ کہکر صبار قتار کی طرف دیکھکر قہقہہ لگایا شاہ طلسم آگ ہوگیا ادھر صبار قتار لاکھ لاکھ ہنسی کو روکتی رہی اگر ضبط نہ ہوسکا ہنس پڑی شاہ بولا کہ اگرچہ تمھین ان گستاخیون کی سزا دینا چاہیے مگر قائل کر کے کل اگر عمرو جب وعدہ آگر ہو بچا تو پھر تمکو بہت ذلیل کرونگا صرصر نے کہا حضور مالک ہین جو چاہین فرمائیں لیکن یہ سب فقرے ہین ہم عیار نیان ہین عیار کی باتون کا اندازہ پہچانتے ہین بھلا کل کیا ہو اور آج کیا ہو جب سب راضی ہی ہین تو پھر کیون نہین لاتا ہو افراسیاب نے کہا اچھا مین ابھی تجھے قائل کرتا ہون یہ کہکر پھر اسی پتلی کو رد و بدل طلب کر کے کہا تو پھر عمرو کے پاس جاکر بعد دعا کے کہنا کہ جیسے کل ویسے آج بمقتضاے مصرعہ بر کریمان کارہا دشوار نیست ؞ آپ ابھی تشریف لائیے اور اگر کچھ حیلہ اور مکاری کرنا ہو تو قسم سامری جمشید کی بوٹیان کاٹ کر زاغ و زغن کا طعمہ بنا دونگا پتلی یہ پیام سنکر پھر روانہ ہوئی اور جب قریب بارگاہ مہرخ پہونچی خبر عمرو کو ہوئی کہ گوہر بدن پتلی پھر آتی ہی یہ سنتے ہی کانپنے لگا کہ ابکی اس کا آنا خالی از علت نہین ہو رنگ بیرنگ نظر آتا ہو اس عرصہ مین پتلی نے آکر پیام سُنایا اسکو جواب دیا کہ حضور سے عرض کر دینا مین باغ عیش مین نہین اُونگا میرے لیے طلسم ظاہر مین جو گنبد نور یعنے قلعہ طلسمی کے نیچے بارگاہ مخملی استادہ ہو وہان جناب تشریف لائین مین حاضر ہوتا ہون پتلی یہ سُنکر چلی گئی اور شاہ جادوان سے سب کیفیت بیان کی اسنے کہا کیون صرصر دیکھو اب سب آتے ہین کہ تیرا کیا حال کرون صرصر نے اس بات کا کچھ جواب نہ دیا اور افراسیاب نے اپنی کنیزون اور اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ جاؤ بارگاہ مخملی مین آراستگی کرو مین بھی آتا ہون کنیزین حسب الحکم چلین اور عمرو کو پھر اطلاع دی کہ اچھا بارگاہ مخملی مین تم آؤ ہمنے وہان تمھاری دعوت کی ہی عمرو جب اس حال سے آگاہ ہوا مہرخ اور بہار وغیرہ سب ساحرون نامی سے کہنے لگا کہ مین شہنشاہ سے وعدہ کر آیا ہون کہ ہر ایک اپنے مطیعون کو آپکے پاس حاضر کرونگا غرض تم سب میرے ہمراہ چلو اور شاہ طلسم کے قدم پر گرو مہرخ نے کہا در گور چھائین پھوئین ہم سے یہ نہو سکے گا ہمکو لڑنا اور مرنا قبول ہی عمرو نے جواب دیا کہ تمھارا کیا نقصان ہو جب تم جاکر پاؤن پر گرو گی افراسیاب چلا جائیگا اور اس کام کرنے کے بدلے مین مجھپر رعایت کریگا اسد اور بدیع الزمان کو چھوڑ دے گا تم پھر منحرف ہوجانا مین اپنے شہزادون کو لیکر طلسم سے چلا جاؤنگا مثل مشہور ہی آپ زندم جہان زندم

اور تمھین لڑنا ہوگا تو بگاڑ کرتے کچھ دیر لگتی ہو اور بی بی اگر تم نہ مانوگی تو مین شہنشاہ کے پاس جاکر کہدونگا
کہ میرا کہا کوئی نہین مانتا آپ جانئے وہ جانین اس کہنے مین میری جان بچ جائیگی تم سب ماری جاؤگی
مہرخ نے کہا ہمکو مرجانا قبول ہو مگر اُس خوک پیکر کے پاس جانا نہین منظور ناظرین کو معلوم ہو کہ عمرو کو عیاری
کرنا جو منظور ہو بدین لحاظ ایسی باتین اپنے مطیعون سے کرتا ہو تاکہ شاید کوئی تپلا سحر کا شاہ طلسم کیجانب
سے سنتا ہو تو میرا راز نہ کھلے بلکہ مخبر وغیرہ یہ خبر اُسکو پہونچائین کہ عمرو صحیح راضی کر کے سب کو لایا ہو اور
دوسرے ان سردارون کا امتحان بھی لیتا ہو کہ دیکھون سب بدل جنگ پر راضی ہین یا کچھ مزاج
مین خلل اور فتور رکھتے ہین قصہ مختصر جب سب کو راسخ الاعتقاد دیکھا مہرخ وغیرہ سے لبطور مخفی کہا
کہ مین تم سب کے دل دیکھتا تھا اب لازم ہو کہ تم سب سردارون کو لیکر ایک علیحدہ خیمے مین چلو یہان آفت
کوئی آئیگی اور سارے لشکر مین اس امر کی مطلق خبر نہو یہ کہکر آپ اُٹھکر ایک خیمے مین گیا اور نقیب پہرہ دار
مین کہتا گیا کہ مین شہنشاہ کے پاس جاتا ہون جسکو میرے ساتھ چلنا ہو وہ آئے مہرخ وغیرہ تو سب اُسکی عیاری
سے خبردار ہو چکے تھے براہ بناوٹ کے بولے کہ ہم سب تابعدار آپ کے ہین جہان لے چلیے گا آپ کے
ہمراہ ہین یہ کہکر الگ تخلیے مین آئے اور چارون عیار بھی ساتھ تھے جب تنہائی مین سب آئے عمرو نے
کہا آخر تو چلتے ہی ہین ایک ایک جام شراب تو پی لین عیارون سے اشارہ کیا کہ وہ میخانے سے جاکر
شراب لائے مگر بیہوشی آمیز کر دی وہی شراب سب کو پلائی بہار اور طاؤس اور رعد اور برق اور
مہرخ مو اور مہرخ اور شکیل وغیرہ کئی سو سردار بیہوش ہوگئے اِن سب کو اُٹھاکر زنبیل مین رکھ لیا
زنبیل کا حال اول مین ذکر کیا ہو کہ اسمین سات شہر آباد ہین اور ساری دنیا کو اگر چاہے تو اسمین رکھ لے
بدین سبب کہ وہ تبرک عطیہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلواۃ والسلام ہو پھر اُن حضرت کے دیئے
تحفے مین اس کرامت کا ہونا مقام استعجاب نہین المختصر بعد داخل کرنے زنبیل کے سب عیارون سے
حکم کیا کہ کئی سو ساحر لشکر سے ملازمین وغیرہ کو بلا لاؤ عیار جاکر جادوگرون اور جادوگرنیون کو لائے اُن
سبکو بھی شراب پلاکر بیہوش کیا اور سبکو مہرخ اور بہار وغیرہ کی ایسی شکل بنائی اور ہوشیار کر کے سمجھایا کہ
سب افراسیاب کے پاؤن پر گرنا اور اپنے کو مہرخ اور بہار وغیرہ تبلاکر عرض کرنا کہ جو کچھ ہم سے
خطائین سرزد ہوئی ہین وہ براہ نوازش مالکانہ معاف فرمایئے خبردار جو کچھ مین نے تعلیم کیا ہو اسمین
سرمو فرق نہو اگر ذرا بھی زبان مین لکنت ہوگی تو مین سب کو مار ڈالونگا سب ساحرون نے کہا ہم اسیطرح
کہین گے آپ کے تابعدار ہین حضور کا فرمانا بجا لائینگے خلاصہ کلام سبکو سواریون پر سحر کی اور تخت ہائے
سحر پر سوار کر کے اپنے ہمراہ لیا اور عیارون مین سے قران نے عرض کیا کہ یہ عیاری مجھکو نہین آتی ہو مین

نہ جانو نگا گر اور عیار ہمراہ چلے انکو بھی تخت سحر پر برابر اپنے بٹھالیا اب بڑے جاہ و تجمل سے سواری چلی کر نقارے آگے آگے بجتے ساحر ترنج اچھالتے طائران سحر سر پر ہر ایک کے سایہ کیے نقیب باادب اور نقابت کی صدا دیتے آگے آگے عمرو پیچھے پیچھے سردار روانہ تھے اور بارگاہ مخملی کی طرف جاتے تھے وہان بنا بر حکم شاہ طلسم حیرت وغیرہ نے آکر اس بارگاہ کو فرش اور شیشہ آلات سے آراستہ کیا ہر سمت گلخنے رکھدیے گلدستے چن دیے تخت شاہی کے روبرو کئی ہزار کرسیان یاقوت احمر کی لگادین گرد دنگل ہاے زرین بچھ گئے مرزنگون کی دوہری باڑھ لگادی رقاصون کو حکم پہونچ گیا دربارگاہ پر گلاب و کیوڑے کا چھڑکاؤ ہونے لگا مردہے عصاے زرین لیکر دورویہ کھڑے ہوے اندر بارگاہ کے خواصان قمر پیکر نازک اندام ہر سمت سرگرم انتظام ہوئین کہ بمقتضاے نظم

سب خواصون نے حسب حکم بیان	از سر نو سجا تمام مکان
صاف کرکے وہ ایک ایک مقام	فرش دیبا بچھا دیا ہی تمام
سقف و دیوار و در سپہر آرا	شیشہ آلات سے بجے کیا کیا
روشنی کا تھا وہ جو سب سامان	نور سے بھر گیا تمام مکان
اوٹ پھولون کے تھے جو کچھ بنواے	حسن سے وہ ہوا کے رخ پہ لگاے
زلفین کالی بلائین تھین سب کی	ٹیڑھی ٹیڑھی ادائین تھین سبکی
غرض اس طرح کا سمان تھا واہ	دنگ ہوتا جو کرتا ایک نگاہ

جب یہ سب درستگی ہوچکی شاہ جادوان کو اطلاع ہوئی مع انیس ہزار ساحر کے اسی شوکت سے جیسے بارہا ذکر اسکی سواری کا بیان ہوا ہی آکر داخل بارگاہ مخملی ہوا اور تخت پر جلوس فرمایا سب افسر پایہ بپایہ بیٹھے اس اثنا رمین نقارے کی صدا کان مین آئی طائران سحر نے آکر خبر دی کہ شہنشاہ عیاران مع مہرخ وغیرہ کے آتے ہین یہ سنکر ساحران نامی کو بہر استقبال روانہ کیا انھون نے آکر پیشوائی کی عمرو کو بعزت و حرمت سب ہمراہیون سمیت داخل بارگاہ کیا جب سامنا افراسیاب کا ہوا مہرخ اور جملہ سردار دوڑکر پانون پر گر پڑے اور عفو تقصیرات ماضی کے خواستگار ہوے کہ ہم سب حضور کے تابعدار جان نثار اور فرمانبردار ہین ہماری خطائین اگر لائق بحل ہون معاف فرمایئے ورنہ کنیزون اور غلامون کو جو چاہیے وہ سزا دلوایئے کہ قطعہ

گر گنہگرم اگر عصیان نمودم عفو کن	ور گذرازجرم من کاخر غلام خانہ زاد
ورنہ باقسم قابل عفو تو اینک طشت و تیغ	کس نمیدانم کہ خواہد خواست از دست تو داد

افراسیاب نے اُسوقت سب کے سر اُٹھا کے سینے سے لگائے اور دست شفقت پشت پر پھیرا فرمایا کہ
تمھاری کچھ خطا نہین ہی جیسا خداوند نے میری تقدیر مین لکھدیا تھا وہی پیش آیا کہ بموجب مصرعہ
گر زدو سر بر نگردد سر نوشت دیگر جو شدنی ہوتا ہی ہوتا ہی وہی
یہ کہکر خلعت منگوا کر سب کو عنایت فرمائے عمرو کو بہت بھاری خلعت مع چند کشتیون جواہر کے دیا
سب سردار سامنے کرسیون پر بیٹھے اور عمرو قریب شاہ بیٹھا اُسوقت صرصر کہ پہلے ہی سے عمرو کے
سب کو لانے کی قائل نہ تھی اور شاہ طلسم سے بحثتی تھی اُسوقت بغور مہرخ اور بہار اور سرخ مو وغیرہ
کو دیکھکر پہچان گئی کہ یہ اصلی سردار نہین ہین مصنوعی ہین یہ سمجھکر صبا رفتار سے بولی کہ تو دیکھتی ہی
بہار جو بیٹھی ہی اسکے دانت پر دانت چڑھتے ہین اور آنکھون پر باریک حلقے دیے ہین کیا خوب شکلین تبدیل
کی ہین صبا رفتار نے چپکے سے کہا بی بی تمنے خوب پہچانا سامری کی قسم مجھ سے مطلق نہ شناخت ہو سکی فی الجملہ
یہ باتین باہم کرنے لگین عمرو نے اُنکے لب ہلتے دیکھے اور جنبش لب کو اس طرح غور کیا کہ حرکت کو اُنکی لفظ
بنا کر معلوم کر لیا کہ یہ آپسمین کہتی ہین عمرو صورتین سب کی بدل کے لایا ہی بس اس مضمون کو سمجھ کر ڈانٹا
کہ ای صرصر تو بار بار ہر ایک کا منھ تکتی ہی شاید تجھے یہ گمان ہی کہ مین نے عیاری کی ہی مجھ سے ایسی
حرکت ساتھ شہنشاہ ساحران کے نہوگی نہین کالے کے سامنے چراغ جلا ہی یہ کلام جو افراسیاب کے
گوش زد ہوے ازبسکہ اوّل ہی سے صرصر کو یہ جھوٹا بنا رہا تھا اسوقت سمجھا کہ صرصر بطریق عداوت
مجھے شبہے مین ڈالا چاہتی ہی اور عمرو چونکہ اُسکا ہم پیشہ اور حریف ہی اسلیے فروغ اُسکا نہین چاہتی
ہی ایسا کچھ سمجھ کر گویا ہوا کہ ای صرصر اب جو تو کچھ کہے گی تو سزا پائیگی تجھے شرم نہین آتی کہ عیارہ
ہو کے سارا قیاس تیرا غلط ٹھہرا صرصر شاہ کو غصے مین دیکھ کر خاموش ہو رہی اس اثنا مین صبا رفتار
کسی ضرورت سے باہر بارگاہ کے گئی برق فرنگی اسکے پیچھے گیا اسلیے کہ صرصر سارا کھیل بگاڑا چاہتی ہی
مین کوئی تدبیر کرون غرضکہ صبا رفتار کو اُسنے دیکھا کہ یہ دور نکل گئی اور عرصہ مین آ گئی بس اُلگ جا کر
صبا رفتار کی ایسی صورت بنکر بارگاہ کی طرف چلا یہان صرصر کو کھڑے کھڑے پھر تاب نہ آئی اور
دل مین سوچی کہ آج اس مسخرے افراسیاب کی شامت آئی ہی بھڑوا دیوانہ ہوا ہی کسی طرح سمجھتا ہی
نہین تو نے اُسکا نمک ہمیشہ کھایا ہی پھر آگاہ کر دے یہ سمجھ کر آگے بڑھی کہ مین کان مین بادشاہ کے
بقصد رد عیاری عمرو بیان کرون ہنوز قریب شاہ نہ پہونچی تھی کہ برق بشکل صبا رفتار بارگاہ مین
آیا اور اُسنے اشارے سے صرصر کو بلایا کہ ادھر آؤ جب وہ قریب آئی ہاتھ پکڑ لیا کہ باہر چلو مجھے کچھ
مشورہ کرنا ہی صرصر اسکے ساتھ باہر آئی اور یہ قریب صحرا جب اسکو لایا حباب بیہوشی اُسکے منھ پر

مارا صرصر چاہتی تھی کہ سنبھلے اُسنے بچالاکی کمند ماری اسمین اُلجھی دھر حباب کی بیہوشی نے اثر کیا بیہوش ہوکر گری برق اُٹھا کر جنگل مین لایا اور ہوشیار کیا مگر مشکین باندھ لین اور کہا اری اَستانی مالزادی تو عیارون کو پکڑوایا چاہتی ہی۔ ہی شرط کہ ناک کی پھنگی کاٹ لون یہ کہکر دو تین طمانچے مارے کہ چنڈو تو جانتی نہین اُستاد ہمارے بغیر عیاری کوئی کام نہین کرتے اور پھر تو رخنہ پردازی کرتی ہی صرصر مار کھاکر لگی کوسنے کہ موے مونڈی کاٹے کیون مارے جاتا ہی مین تیرے اُستاد کو گہری گور مین تو لیون اور تیرا حلوا اور بھتی کھاؤن مرے جوانا مرگ خدا کرے تیرے ہاتھ ٹوٹین تو ناشاد اور نامراد دُنیا سے جائے برق نے کچھ جواب نہ دیا اور درخت مین خوب کھینچکر باندھ دیا اور کہا یہان پڑی تڑپا کر اور آپ پھر بارگاہ کیطرف چلا اب حال سُنیئے کہ عمرو نے بیٹھے بیٹھے وہان کا سب سامان اور بارگاہ کی آراستگی لاکھون روپیون کا مال جو دیکھا تجویز کیا کہ اس سب مال کو لینا چاہیے اور بن پڑے تو شاہ طلسم کو جہنم رسید کرنا چاہیئے یہ سوچکر لگا گنگنانے ازبسکہ الحان داؤدی رکھتا ہی شہنشاہ ساحران کے قلب پر تاثیر ہوئی اور کہنے لگا کہ ای عمرو آج اگر ناگوار نہو تو کچھ گاؤ اور ہمین محظوظ کرو عمرو نے کہا میرا گانا تم کاہے کو پسند کروگے گانا معشوقان قمر پیکر و زہرہ جبین کا اچھا ہوتا ہی کہ انکی صورت بھی دیکھیے اور حالات باطنی پر بھی غور کرتے جائیے مجھ بیچارے بڈھے داڑھی والے آدمی کا گانا کیا کہ بموجب بیت۔ پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ وناز + بسوخت عقل زحیرت کہ این چہ بوالعجبی است + افراسیاب یہ باتین سُنکر گویا ہوا کہ آپکو حیلہ نہ کرنا چاہیئے مین نے بارہا آپکو گاتے سُنا ہی اس طلسم مین تو کوئی آپکے مثل نہین گاتا ہی عمرو نے کہا یہ سب آپکا الطاف ہی جو میری تعریف فرماتے ہین ورنہ مین نے تو برائے احتیاج عیاری کچھ سیکھ لیا ہی اگر آپ فرماتے ہین تو مجھے عذر نہین اور یہ کہکر اُٹھا کہا ایک پیشواز مغرق بجواہر منگا دیجیے اور آپ گوشے مین جاکر ایک زن خوبصورت مہر طلعت کی صورت بنا کہ فی الحقیقت اسکے چہرہ زیبا سے حسینان دہر شرماتے تھے بمصداق

نظم

گلبدن خوب و نیک تھی وہ حور	اپنے عالم مین ایک تھی وہ حور	رات کی طرح لمبے لمبے بال
چاند کے ٹکڑے گورے گورے گال	وہ نگاہین بلا تھین آفت تھین	نیچی نظرین غضب قیامت تھین
رخ مہر سپہر جلتا تھا	تیغ ابرو پہ دم نکلتا تھا	پھینکا تیر نظر جو تک کر ہاے
باغ دل رہگیا پھڑک کر ہاے	کالی زلفون سے سانپ تھے ہارے	دونون رخسار جیسے انگارے
آنکھون کو ساحری مین یکتائی	بھرتے تھے لب دم مسیحائی	جادو آنکھون کے جب نظر آئین
سامری کی بھی آنکھین کھل جائین	دھوم تھی لب کے زندہ کرنیکی	خضر کو آرزو تھی مرنے کی

یہ صورت دیکھکر افراسیاب بیچین ہوگیا اور پیشواز اور زیور طلائی مرصع منگاکر حوالہ کیا عمرو آراستہ بلباس و زیور ہوکر سامنے ناچنے لگا اور سازندے شہنشاہ جادوان نے بلوائے کہ وہ ساز بجانے لگے اسوقت ناچ کا اسکے یہ عالم تھا کہ فلک پیر بھی عالم محویت مین آکر اپنی گردش بھولا تھا پشت خم نہ تھی بلکہ جھک کر اسی ناچ کے دیکھنے مین مصروف تھا کہ نظم

آفتِ جان ہی تیرا ای سروِ گل اندام رقص ساتھ ہر ٹھوکر کے کرتا ہی ہمارا کام رقص
دم فنا ہوتا ہی ظالم کی ہر اک ٹھوکر کے ساتھ خرمنِ امید کو ہی برق کا پیغام رقص
ایکدن لے آیا تھا جام مے ترے ہونٹھوں تک ملک آج تک کرتا ہی یہ گردونِ مینا فام رقص

اسی طرح جب اپنے ناچنے پر اہل محفل کو دیوانہ بنایا تو ٹھونکا لگر لبون سے لگایا اور اس طرح بجایا کہ ناہید فلک کو حیران کیا ساری مجلس زار زار مثل ابر بہار کے روتی تھی عقل و ہوش کھوتی تھی شاہ طلسم کو سکتا تھا اور دنگ بیٹھا تھا عمرو حسب خواہش نوجوانان غزل اور اشعار عاشقانہ گاتا تھا غزل

قاتل اپنا جو کرے گنجِ شہیدان آباد دہنِ زخم کہین حشر نہ احسان آباد
کون ہی جو تری دور مین نہین مرتا ہی ایک گھر رہنے نہ دیگی شبِ ہجران آباد
بعد فرہاد کے پھر کوہ کنی مین نے کی بعد مجنون کے کیا مین نے بیابان آباد
مدتین دلکی خرابی کو ہوئی ہین دیکھین پھر بھی ہوتا ہی کبھی یہ دہ ویران آباد
سرو اگر ڈتے ہین تو غنچے ہین شگفتہ ہوتے یون ہی رہجائے الٰہی یہ گلستان آباد
ساری رونق ہی یہ دیوانونکے دم کی آتش طوق و زنجیر سے ہوتا نہین زندان آباد

گاتے گاتے وہ باقی دن تمام ہوا اور فلک رقاص نے پیشواز ستارہ اور زیب قامت فرمائی انجم ہر ایک زنگولہ پاے خنیاگر سپہر بنا معشوقہ شب انجمن عالم مین آئی کہ نظم

برآمد درین بزمِ فیروزہ فام بہ کف مشعلِ ماہ بگرفتہ شام
جہان گشت روشن زانوار او شدند عاشقان وصلتِ یار جو

عمرو نے گانا موقوف کیا اور آہ سرد بھر کر رونے لگا شاہ جادوان نے بیقرار ہوکر سبب رنج و ملال استفسار کیا عمرو نے کہا اسوقت مجھے محفل خلد شاکل حمزہ یاد آتی ہی کہ جس روز کبھی انکے سامنے گاتا تھا تو لاکھون روپئے انعام پاتا تھا اور اس رات کو روشنی بھی مین ہی کرتا تھا نیرنگ بازی اور شعبدہ پردازی دکھلاتا تھا افراسیاب مستفسر ہوا کہ روشنی کرنے مین کیا کمال ظاہر ہوتا تھا عمرو بولا کہ عجائبات دکھلائی دیتا ہی ایک شمع سے ہزارون طرح کے پھول نکلتے ہین اور دریا بہتے

نظر آتے ہین باغ پھلے پھولے دکھائی دیتے ہین افراسیاب نے حیران ہوکر پوچھا کہ اس طرح کی
روشنی بھی ہوتی ہی عمرو نے کہا یہ سب تماشہ حمزہ کی صحبت تک تھا نہ ایسا کوئی قدردان ہوگا نہ مین
روشنی کرونگا شہنشاہ ساحران نے کہا یہان کروڑون روپیہ آپکے واسطے حاضر ہین آج وہ روشنی
ہمین بھی دکھائیے یہ فرماکر کئی لاکھ روپیہ کا جواہر منگواکر عنایت فرمایا عمرو اسوقت ہنستا ہوا اٹھا
اور فراشون کو بلاکر شمعہاے مومی اور کافوری آنکے پاس سے مانگ کر رکھ لین اور اپنے پاس سے
شمعین نکالکر دین کہ ان کو ہانڈیون اور جھاڑون وغیرہ مین روشن کرو اور اپنے ہاتھ سے سامنے
تخت کے جو مرزنگ اور فانوسین تھین بتیان لگاکر روشن کردین اور تخت کے چار کونے پر
نکلنے اور گلدستے رکھ دیے شمعین جو روشن ہوئین انمین سے پھول مثل آتشبازی کے نکلنے لگے اور
دھوان اُسکا بلند ہوا اور جھاڑ و فانوس مین جو بتیان روشن ہوئین وہ کوئی اودی اور کوئی
سرخ کوئی سبز طرح بطرح کی رکھتی تھین اسوقت مثل گلزار پر از ریاحین کے باغ لگا ظاہر تھا سنہرے
روپلے انواع واقسام کے پھول بتیون سے نکل رہے تھے ہر ایک محو تماشہ تھا اور تعریف عمرو کی
کرتا تھا کہ ایسی گلکاری کی شمعین کبھی ہمنے نہ دیکھی تھین عمرو اس ہنگامہ مین سامنے افراسیاب کے
گانے لگا یہان تک کہ دھوان بتیون کا کہ آتشبازی کی طرح چھوٹ رہی تھین بارگاہ مین گھٹا اور ہر ایک
شمع بیہوشی آمیز تھی اُسکے دھوئین سے اول ساحر نشے مین ہوے اور جوتی پیزار باہم لڑنے لگے
حیرت نے شہنشاہ سے کہا شمعون کی لو سے سنہرے سانپ نکل کے میرے منھ پر چڑھے آتے ہین
افراسیاب نے جواب دیا لو سے لپٹے ہین عمرو سے کہا اسکے بعد کیا تماشہ ہوگا اُسنے جواب دیا کہ
اس روشنی کے بعد اندھیرا ہی کوئی دم مین چراغ گل پگڑی غائب گو کہ عمرو نے پتے کی کہی لیکن کوئی
نشہ مین سمجھا نہین اسمین ایک ساحر نے کہا دیکھو خدمتگار کیا بے وقوف تھے کہ کرسیان اُلٹی بچھا گئے
ہین یہ کہکر اُٹھے اور سیدھی کرسی کو اپنی دانست مین سیدھا کیا یعنے اُلٹی کرکے بچھائی اب جو بیٹھنے
لگے گر پڑے اور بیہوش ہوگئے قصہ مختصر مع افراسیاب اور حیرت کے سب بیہوش ہوگئے عمرو
اور دوسرے عیارون نے سب کپڑے اہل دربار کے اُتار لیے اور اپنے ساحرون کو الگ کرکے
ہوشیار کیا اُنھون نے حکم سے خواجہ کے وہان کا اسباب اُٹھاکر ایک جگہ اکٹھا کیا اور عمرو نے جال الیاس
مع شیشہ آلات اور فرش اور تخت وغیرہ کے نذر زنبیل فرمایا ادھر عیارون نے ہر ایک کے منھ کالے
کیے اور کسی کو ریچھ والا اور کسی کو بندر والا بنایا ایک کو زن حسینہ بناکر دوسرے کے پہلو مین سُلایا
اور عمرو نے خنجر لیکر قصد کیا کہ سر افراسیاب کا جدا کرے لیکن جب تخت کے قریب گیا کسی نے اسکو

ڈھکیل دیا لاکھ تدبیر کی مگر تخت تک نہ پہونچا اُسوقت دل سے کہتا تھا کہ ہاے افسوس کیا کرون کچھ
بن نہین پڑتا کیونکر اسکو مارون اسی فکر مین تھا کہ یکایک آسمان کی جانب سے صدا آئی سنم افراسیاب
جادو اور لکۂ ابر پیدا ہوا عمرو گلیم اوڑھ کر غائب ہوا اور عیار جستین کر کے بھاگے ساحر جو ہمراہ تھے
یعنے مہرخ نقلی وغیرہ بزور سحر زمین مین سما گئے بارگاہ پر بجلی بڑے زور شور سے تڑپ کر گری اور جتنے
ساحر بیہوش پڑے تھے اُنکی کمر مین لپٹ کرکے اوڑی عمرو وہان سے بھاگ کر دور نکل آیا اور ایک
درۂ کوہ مین ٹھہرا سمجھا کہ شاید شاہ طلسم مجھے گرفتار کرے تو مہرخ وغیرہ میری زنبیل مین ہین وہ بھی قید
ہو جاینگی لازم ہے کہ انھین زنبیل سے نکالون یہ سوچکر درۂ کوہ مین چاندنی بچھائی اور سب کو زنبیل سے
نکالکر لٹایا پانی چھڑک کر ہوشیار کیا مہرخ اور بہار جو ہوشیار ہوئین اُٹھ بیٹھین اور گویا ہوئین کہ اے
شہنشاہ عیاران ہم سب تو اپنے خیمے مین تھے یہان کیونکر آئے خواجہ نے سب کیفیت عیاری اپنی بیان
کی سب ہنسنے لگے اور کہا جو کچھ آپ نے کیا وہ خوب کیا لیکن آگے تو یہ اقرار آپ نے فرمایا تھا کہ مین اپنے
سب مطیعون سے اے شہنشاہ جادوان تیرا شریک ہون اب تو وہ نقض عہد کیا اتنا بڑا غضب ہوا
کہ تم اُسکو بیہوش کر کے لوٹ لائے اب وہ بڑا ستم ڈھائیگا اور پیچھا نہ چھوڑیگا کوئی نہ کوئی آفت آیا
چاہتی ہے عمرو نے کہا ہم آفت سے نہین ڈرتے لیکن یہ بتاؤ کہ افراسیاب کیونکر قتل ہوا اور حیرت
کیونکر ہلاک ہو بہار نے جواب دیا کہ خواجہ افراسیاب بغیر لوح طلسم کے مارا نجائیگا وہ اصل مین نہین
معلوم کہان رہتا ہے کسی نے اسکو آج تک دیکھا نہین اور حیرت کا ہمزاد جبتک قتل نہوگا اُسکو بھی
کوئی نہین ہلاک کر سکتا عمرو نے کہا سمجھا جائیگا اب اپنے لشکر مین چلو یہ سنکر وہان سے زور سب
سب اُٹھے ازبسکہ بارگاہ مخفی مین اسی لیے بیرون طلسم عمرو نے جانا منظور کیا تھا کہ وہان سے راستہ
کھلا ہوا اور لشکر اسکا قریب تھا کچھ دیر مین سب داخل لشکر ہوے اور بارگاہ مین پہونچکر داد عیش
وکامرانی دینے لگے رقاص حاضر ہوکر مجرا کرتے تھے دور جام بادۂ احمر آغاز تھا بعد کچھ دیر کے عیار اور ساحر
جو ہمراہ گئے تھے وہ بھی آئے اور انبساط و مسرت مین مصروف ہوے لیکن وہان جب حیرت کو اور
کل ساحرون کو بجلی اُٹھا لے گئی باغ سیب مین سب پہونچے اور شاہ طلسم ایک تو وہان بیٹھا تھا
اور دوسرا بیہوش تھا جو موجود تھا اُسنے سب کو ہوشیار کیا ایک غائب ہوگیا اور ایک آئینہ محل
مین جا بیٹھا مگر نہایت غضبناک تھا اور سب ساحر جو ہوشیار ہوے کسی نے اپنے تئین عورت
بنا ہوا پایا اور کسی نے اپنا چہرہ سور کا ایسا دیکھا سب برہنہ بحالت تباہ اور رو سیاہ تھے اور اس
حال کو دیکھ کر وہ تماشے کی سب کی صورت تھی کہ اپنے اوپر آپ ہنستے تھے حیرت ہوشیار ہوکر

اوہی اوہی کہکر بارہ دری مین چلی گئی اور سب جادوگرنیان بھاگین خلاصہ کلام ہر ایک نے جاکر اپنے منھ سے کالک
چھڑائی اور لباس پہنکر دربار مین آبیٹھین افراسیاب نے کہا اے حیرت مجھ مین وہ قدرت ہی کہ ابھی اُس عیار مکار
کو پکڑ بلاؤن مگر مین دیکھتا ہون کہ یہ کیا قدرت سامری ہی اس عیار کو مین نے بارہا گرفتار کیا وہ مجھے ذلت دیکر
نکل گیا اور ابکی بار تو بہت رسوائی ہوئی اور مجکو اُسنے بہت ذلیل کیا صرصر سچ کہتی تھی ناحق اُسکے قول کو نہ مانا
ویسے ہی سزا پائی یہ کہکر کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ صرصر درخت سے بندھی ہی غنچے کو بھیجکر اُسکو کھلوا
منگایا اور خلعت دیا پھر کچھ سحر پڑھکر تالی بجائی اور زلزلہ آیا زمین تھرائی ایک ساحر پیدا ہوا کہ سر اپنا ہاتھ
مین لیے تھا یعنے دھڑ سے جدا تھا پس اُسکو حکم دیا کہ اے بیسران جادو تو جاکر عمرو کو خیمہ مہرخ سے
پکڑ لا اسوقت حیرت بولی کہ اگر وہ خیمہ مہرخ مین نہو شاہ جادوان نے کہا جہان ہو وہان سے گرفتار
کر لا خبردار چھوڑنا نہین بیسران جادو سلام کرکے روانہ ہوا اسکے بھیجنے کے بعد حیرت سے گویا ہوا
کہ مجکو یہ حال ثابت ہوا کہ عمرو کی موت خداوند سامری اور لقا وغیرہ نے کیونکر مقرر کی ہی چلو آج
دادی جان سے چلکر پوچھین وہ سب حال جانتی ہین جس طرح وہ قتل کرنا اُسکا فرمائین اُسی طرح ہلاک
کرنا چاہیے یہ کہکر دربار برخاست کر حیرت کا ہاتھ پکڑکر تخت پر سوار کر چلا کسی کو ساتھ نہ لیا طلسم مین
منزلون چلا گیا صحرا اور کوہ کو طے کرکے متصل ایک پہاڑ کے پہونچا کہ وہ بالکل سونے کا ہی اور چار پتلیان
سونے کی اُسپر کھڑی تھین شکل زنان پری پیکر حور چہرہ کے خوبصورت تھین لباس نہایت نفیس اور
پرزر پہنے سراپا جواہر کے زیور سے آراستہ تھین سامنے پہاڑ کے بارہ کوس تک تختے لالہ و نافرمان کے
پھولے تھے درخت سب بادلے سے منڈھے تھے قندیلین اُن مین جواہر کی لٹکتی تھین اور جال موتیون
کے پڑے تھے گھانس پر مقیش کترا ہوا پڑا تھا ہر تختہ گلشن مین نہرین آب صاف اور شفاف کی موج مارتی
تھین صفیلین اُنکی یاقوت احمر کی تھین کنارے کنارے فوارے چڑھے تھے آبشار سے ساون بھادون کی
گھٹا کو شرماتے تھے جواہر کے طائر درختون پر بیٹھے تھے اور زمزمہ سنجی کرتے تھے ہر سمت آمد فصل بہار تھی
عروس گلشن سنگھار کیے نوجوانان چمن کو لبھانے پر تیار تھی اودی گھٹا پہاڑ سے لیکر تمام صحرا مین چھائی
تھی اُسمین بجلی جو چمک رہی تھی تو آبی دوپٹے مین بجلے کی گوٹ لگی تھی اور عشق پیچان زلف مہوشان
کی طرح رخسار صندلین شاہد عنبر پر آراستہ تھا **نظم**

بہارِ چمن کا نیا رنگ تھا — ترانے مین بلبل کے آہنگ تھا
ہر اک پھول کی تھی انوکھی پھبن — کھڑے جھومتے تھے نہالِ چمن
جتاتی مسی کی تھی سوسن دھڑی — لٹاتا تھا زر کو گل اشرفی

بھرا تھا جو نہرون مین آب روان ‏— صفا مین تھا رخسار حور جنان

افراسیاب جب اور نزدیک پہاڑ کے پہونچا وہ پتلیان سونے کی قہقہہ مار کر ہنسین ایک پتلی بولی افراسیاب
آ علم ہو دہ سری نے جواب دیا اب کیون نہ آئیگا تیسری نے کہا غرض ایسی ہی ہوتی ہی جو تھی گویا ہوئی کہ آیا ہی
تو رک کیون رہا اسما کیون نہین یہ کہنا انکا افراسیاب نے سُنا اور ہاتھ حیرت کا تھام کر پہاڑ پر چڑھ گیا
بلندی پر پہاڑ کی ایک عمارت بلند قصر فلک سے خوبی مین دو چند تعمیر تھی چار دیواری اسکی بلورین
صفا مین مثل قلب روشن ضمیر تھی ہر سمت کو ہزار ہا کمرے ایسے بنے تھے کہ طاق نیلی رواق کو شرماتے
تھے کہ

ابیات

تھی وہ بارہ دری پری پیکر ‏— جان انسان دیتے تھے اُسپر
سقف وایوان اس بہار کے تھے ‏— صدقے دل اُنپہ سو ہزار کے تھے
چاندی سونے کے تھے درونکے پٹ ‏— گنگا جمنی ہر اک کی تھی چوکھٹ
اسطرح کے بنے تھے نقش ونگار ‏— صدقے سو جان سے ہوا اُنپہ بہار
پردے ایسے ٹنگے ہوے تھے وان ‏— جنسے کھلتا تھا راز معشوقان
وہ غضب اُنپہ لہر کا اُتو ‏— جسپہ لہرائے ہر بت خوشخو
کارچوبی بہت ستارون کی ‏— آنکھ جھپکاتی تھی وہ تارون کی
پھول ہر ایک یون پہ چمکتا تھا ‏— شمہ ہوتا تھا مہر گردون کا
غیرت مہر وماہ ہر محراب ‏— قصر تھا کاخ آسمان کا جواب

افراسیاب فرط ادب سے اندر مکان کے نہ گیا اور در پر جا کھڑا ہوا کہ یکایک قصر کی پشت پر تڑاقا
ہوا اور آندھی اُٹھی جہان تاریک ہوگیا بعد لمحے کے آندھی گھٹی اور تخت اُڑتا ہوا نظر آیا اُسپر ایک ساحرہ
نہایت ضعیف کہ مُنھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت کئی سو برس کا سن گویا بڑھاپے کی جوانی کے
دن جھُریان گالون پر پڑین چھاتیان سوکھ کر سینے سے چمٹی ہوئین کوزہ پشت کمر وہی جوانی
اور شباب جو کھو گیا تھا اُسکو ڈھونڈھتی سر پر نیلا قصابہ باندھے محمودی کی چادر اوڑھے آکر پہونچی
افراسیاب اور حیرت نے جھُک کر نہایت ادب سے سلام کیا اس ضعیفہ نے کہ نام اُسکا ملکہ
آفات چہار دست جادو ہی اور دادی شاہ طلسم کی ہی دعاے جان درازی دی اور ہاتھ
پھیلائے افراسیاب نے سر لیجا کر اُسکے سینے سے لگا دیا اُسنے بلائین لین پیار کیا ہنگام تکلم شعلہ ہاے آتش
اُسکے ہر بن مو سے نکلنے لگے اور صورت مہیب ہوگئی اور جھلا کر بولی ای لڑکے کیون طلسم تجھ سے نہ سنبھل سکا

گھبرا گیا آخر چھوکرا ہے نہ افراسیاب نے کہا وادی جان مین کیا کرون خداوند لقا ہی کو یہ منظور ہوا کہ عمرو کو مجھ پر غالب کیا ورنہ مین نے اُسکو دریائے سحر کے اُس پار سے پکڑ بلایا تھا خداوند نے حور یہ بھیجکر بلکہ خود تشریف لاکر اُسکو اس پار بھجدیا آفت یہ تقریر سُنکر خوب ہنسی اور کہا اے چھوکرے تو کیا بیہودہ بکتا ہے لقا کیا تقدیر کریگا وہ آپ بھاگتا پھرتا ہے عیارون سے ذلت کیا کیا نہین اُٹھاتا ہے بھلا کچھ بھی اُس سے ہوسکتا ہے تجھے اپنے گھر کی تو کچھ خبر نہین کہ کون کس فکر مین رہتا ہے اے نادان تیری چہیتی مخمور سُرخ چشم نے عمرو کو دریائے سحر کے پار اُتار دیا اور کل واقعہ مخمور کا یعنے جو کچھ عمرو سے باتین ہوئی تھین اُسنے کہدین اور پھر شاہ طلسم کو اُسنے سمجھایا کہ سُن زمین آسمان ٹل جائے تمام طلسم غارت ہوجائے سب ساحر مارے جائین مگر تو یہ چار کام نہ کرنا یعنے اول طلسم کے آئین مین فرق نہ ڈالنا دوسرے حجرہ ہفت بلا کو نہ کھولنا تیسرے گیارہ مہینے بعد اسد طلسم کشا کو قتل کرنا بیچ مین ارادہ نہ کرنا ورنہ آئین طلسم مین فرق آئیگا چوتھے کیسی ہی آفت آئے اور جنگ سخت آ کر پڑے وہ اکیس ساحر جو یادگار زمانہ سامری ہین اُنکو لڑنے نہ بھیجنا اور عمرو ابھی مارا نہ جائیگا تو نے بلیسان کو بھیجا ہے سُن لینا کہ اُسکا بھی کام تمام ہوا اب جاؤ چاہ زمرد پر سیلا کر واُس روز مہرخ اور بہار اور شکیل وغیرہ سب ہونگے اُسوقت لڑائی کا سامان کرنا لیکن عمرو سے ہوشیار رہنا وہ جب بھی مکاری کریگا اور تو قضا عمرو کی پوچھنے آیا ہے کہ کیسا ہے اور کیونکر ہے اسبات کو مین جب سے عمرو یہان آیا ہے اُسی روز سے تمام کتابون مین طلسم کی اور خداوند سامری کی تصنیف مین تلاش کر رہی ہون لیکن پتہ نہین ملتا بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ عمرو کشندہ ساحران ہے پس اے فرزند لازم ہے کہ اُس سے غافل نہ رہ ذرا بچکر چل تو مارا جائیگا اچھا اب گھر جاؤ مین بھی جاتی ہون افراسیاب اور حیرت نے تسلیم کی بڑھیا نے اشارہ کیا تخت اونچا ہوا اسوقت وہ چار دن پتلیان گویا ہوئین ایک پتلی بولی جاتا ہے تو جاؤ دوسری نے کہا چلتے ہو تو چلو تیسری نے کہا موم ہے جو موم ہے پگھل جائیگا چوتھی بولی پہاڑ کو آگ لگ جائیگی افراسیاب جلد حیرت کو لیکر پہاڑ کے نیچے اُتر گیا کہ پتلی نے کہا ہے آگ ضرور لگے گی وہی ہوا نیچے اُترتے ہی پتھرون سے شعلے نکلے اور سارا مکان اور صحرا وغیرہ دھڑ دھڑ جلنے لگا افراسیاب اور حیرت نے پیچھے پھر کر نہ دیکھا اور شاہ طلسم نہایت غضبناک کہتا ہوا کہ اس مخمور لڑکی کو جلکر بڑے عذاب سے ہلاک کرونگا اور اُسی غصہ مین باغ گلزار کی طرف چلا کچھ عرصہ مین داخل باغ ہوا یہ باغ بھی مثل باغہائے طلسم کے جسکا ذکر اکثر مقام پر ہوا ہے تعمیر ہوا دنیا کی خوبی اور عمدگی سے معمور ہے چمنستان مین جواہر کے درخت سایہ دار لگے تھے مگر طلسمات کے تھے کہ ایک ایک شجر مین سات طرح کی ڈالیان تھین اور ایک ڈالی مین کئی وضع کے پھول اور پھل تھے

حلاوت بخش جان معطر تھے گلشن جواہر مین ہرا بھرا اور پھولا پھلا تھا بلبلین چہکتی تھین میوہ گوناگون لگا تھا کہ نظم

ہلاتی تھی اُسکی صبا ڈالیان　　بجاتے تھے برگ شجر تالیان
کہین باغ مین آبشارونکا جوش　　کہین سرو پر قمریونکا خروش
کرے تھا زمزمہ شاخ پر جانور　　ہلین وجد مین آکے شاخونکے سر
کہین بلبل و گل کا افسانہ تھا　　کہین رقص طاؤس مستانہ تھا
غرض زعفران سے زمین انکی پر　　پڑے سنگریزے سو یاقوت و دُر
زمین زرد مخمل سی باآب و تاب　　ہزارون پڑے نافۂ مشک ناب
ہر اک نہر ایسی تھی اُس مین روان　　صفائی مین جون طبع روشندلان
کنارون پہ اُنکے جواہر کا کام　　وہ فیروزہ فام اور یاقوت فام

بیچ باغ مین بارہ دری بنی تھی جسکے ستون مین ہشت کاری کی تھی ساری عمارت جواہر جڑی تھی گویا کان جواہر کی تھی اور بلند اسقدر تھی کہ فخر سے سر عزت اپنا فلک پر رکھے تھی نظم

عمارت نہ تھی تھا وہ باغ بہشت　　طلا اور نقرہ کی ایک ایک خشت
عجائب صفا کی عمارت تمام　　جہان چشم خورشید جھپکے مدام
عریض و طویل اُسمین موتی کے در　　طلسمات کا سب بنا تھا وہ گھر

سب درون مین بارہ دری کے پردے پڑے تھے اور چارسو کنیزان خوش الحان پری تمثال برق وش حور نش وہان حاضر تھین لیکن دو سو اندر بارہ دری کے اور دو سو باہر تھین اندر کی عورتین آج تک باہر نکلی نہ تھین اور اُنکو کبھی کسی نے دیکھا نہ تھا اور بارہ دری کے اندر کا حال بھی کسی کو معلوم نہ تھا کہ اسمین کیا چیز ہے اُسوقت شہنشاہ ساحران کے آنے سے باہر کی لونڈیون نے تسلیم کرکے پردے بارہ دری کے باندھ دیے گویا راز طلسم کا پردہ فاش کیا مثل برق کے چہرے اندر کی کنیزون کے چمکنے لگے اور اُنکے حسن کے روبرو باہر کی عورتون کا رنگ پھیکا ہوگیا بلکہ باغ کے پھول اُنکے رخسار نازک کے روبرو زرد ہو گئے گلاب اور یاسمن گرد ہو گئے کہ بمقتضائے ابیات

وہ نور کی صورتین تھین محبوب　　گلہائے چمن تھے اُنسے محجوب
ایک ایک تھی اُن مین غیرت حور　　تھین حسن مین اپنے سب وہ مغرور
طرار و وجیہ و شوخ و بیباک　　خوشرو و خوش خو حسین و چالاک

ابرو مین کجی تو زلف مین بل	الجھی ہوئی کاکل مسلسل
وہ طبع کڑی وہ نرم روئی	ظاہر چتون سے گرم خوئی

ہرایک نے شاہ جادوان کو تسلیم کی اور عہدے ہاتھون مین لیکر باادب پشت پر کھڑی ہو یئن شہنشاہ آگے بڑھکر بیچ ایوان مین جاکھڑا ہوا وہان بھی پردہ پڑا تھا جب اُس پردے کو کنیز نے اُٹھایا ایک تخت بچھا ہوا نظر آیا کہ ہر رنگ کا جواہر اُسمین نصب تھا تخت کہکشان فلک اُسکے مقابل کب تھا اس تخت پر تپلا پتھر کا ہم صورت **افراسیاب** بیٹھا تھا اُس پتلے کو ہاتھ سے بلایا کہ ای ہم نام ہمارے پاس آ وہ اُٹھکر سامنے آیا اس سے حکم کیا کہ تم ہمارے ہمنام ہو ہمارا تمھارا ایک واسطہ ہی ابھی جاؤ اور مخمور کو پکڑ لاؤ یہ حکم سنتے ہی وہ پتلا زمین پر گرا اور دھوان بنکر اُڑا سامنے سے غائب ہوگیا شہنشاہ ساحران اسی پتلے کی جگہ پر جلوہ فرما ہوا **حیرت** پہلو مین بیٹھی تھی کچھ پڑھ کر دستک دی باغ کے سب پھول کھل گئے اور چھوٹے چھوٹے طائر خوش رنگ پھولون سے نکلکر زمین پر گرے لوٹنے لگے اور صورتین اُنکی پریون کی بن گیئن کہ نہایت درجہ حسینہ و جمیلہ تھیں پشواز مین رنگ برنگ کی زیب قامت فرمایئن باغنج و دلال روبرو شاہ جادوان کے آکر ناچنے لگین اور کنیزان بادہ دری جام و صراحی لیکر شراب گلگون پلانے لگین شاہ جادوان انتظار مخمور مین یہان بیٹھا ہی لیکن کچھ حال **عمرو** کا سُنیئے کہ **بسیرن** انکی گرفتاری کو چلا ہی غرضکہ جس شب کو **عمرو** ذلت شاہ طلسم کو دیکر درہ کوہ سے سب کو بارگاہ مین لایا رات بھر ہنگامہ عشرت یہان گرم رہا جبکہ شہنشاہ طلسم فلک ایوان مشرق سے برآمد ہوکر باجاہ وجلال حکمران ہوا اور لشکر خواب دیدہ عالم سے فرار کر گیا کہ **ابیات**

شہنشاہ زرین کلاہ سپہر	گرفتہ ز مشرق چو راہ سپہر
جہان گشت از نور او کامیاب	ز چشم خلایق روان گشتہ خواب

صرصر خ بھی دربار مین نقارہ نوازی فرما کر سر پر مملکت پر جلوہ فرما ہوئی سب سردار حاضر ہوے اور بعد مجرا کرنے کے پایہ بپایہ بیٹھے ہنگامہ حکمرانی گرم ہوا **عمرو** بھی کرسی پر متمکن تھا کہ اسے آپ اگرچہ کہ کھانے کا وہ وقت نہ تھا مگر **عمرو** کو بھوک معلوم ہوئی دل سے اُسنے مشورہ کیا کہ از خود بیوقت بھوک معلوم ہونا علامت سحر کی ہی شاہ جادوان نے تیرے لیے کوئی سحر کیا ہوگا یا ساحر تجھے گرفتار کرنے آتا ہی یہ سوچکر چلا صرصر خ نے پوچھا کہ خواجہ کہان چلے آپ کا جانا باہر بارگاہ کے آجکل اچھا نہین ہی کہ شاہ طلسم حضور کی فکر مین ہی **عمرو** نے جواب دیا کہ میرا دم گھبراتا ہی ذرا پھر آؤن تو آتا ہون

یہ کہکر نکلکر چلا گیا جب یہ جا چکا اُس گھڑی زمین تھرائی اور بلیسران ظاہر ہوا مہرخ وغیرہ نے گولے سحر کے سنبھالے بلیسران نے ہنسکر کہا ای نمک حرامون تم لوگ مجھ سے کیا لڑوگے دم بھر مین چٹکی سے ملکر مثل پشہ و مگس تم کو ہلاک کرونگا ناچار اس سے ہون کہ تم سے لڑنے کو مجھے شاہ نے نہین حکم دیا جس کام کے لیے بھیجا ہی انتظام اُسکا کرکے چلا جاؤنگا تم سب اپنی جگہہ پر بیٹھے رہو اگر مجھے چھیڑوگے تو اچھا نہین ای یہ عتاب و خطاب سُنکر سب اہل بارگاہ خاموش ہو رہے اور بلیسران تلاش عمرو مین بہ بیک نگاہ کو ہر طرف دوڑانے لگا اتفاق روزگار سے کنیز ملکہ بہار جادو پر کہ نام اُسکا محبوب پری چہرہ جادو ہی یہ عاشق ہوا اور جب بہار طلسم باطن مین رہتی تھی شاہ کی مطیع تھی اسی زمانہ سے یہ عشق رکھتا ہی اور کنیز بھی اُسپر فریفتہ ہی مگر بوجہ خوف ملکہ بہار کے اُس سے مل نہین سکتی ہی اور بلیسران بھی بسبب اس شرم کے کہ کنیز کو ملکہ بہار سے مانگنا باعث ننگ و عار ہی کچھ کہہ نہ سکتا تھا اُسوقت اُسنے دیکھا کہ محبوب پری جادو ستون بارگاہ کی آڑ مین کھڑی ہی مگر مجھے دیکھکر ہنستی ہی بناؤ سنگار کیے ہی مسی لگائے کھوٹا جمائے ہی ہاتھون مین یوریو چھلے ہین مُنھ پر زلفون کے ساتھ پٹے چھوٹے ہین کنگھی چوٹی سے درست بندی ماتھے پر دیے چھاتیان اُبھارے دکھا رہی ہی یہ عالم معلوم ہوتا ہی کہ

بیت

رنگ بھبھو کا بیٹ ملایم اور کچون مین سختی ہی
سینہ سے لے ناف تلک اک صندلکی سی تختی ہی

اور اسوقت اپنے عاشق کو دیکھکر اُسنے اٹھلانا شروع کیا کبھی چھپ جاتی ہی اور کبھی سامنے آکر تیوری چڑھاکر مُنھ بناکر مسکراتی ہی کبھی ٹھسک کر بیٹھ جاتی ہی اور کبھی چھلانگ مارکر ادھر سے اُدھر پھرتی ہی کبھی گریبان کھول دیتی ہی اور سینے پر سے دوپٹہ ہٹاتی ہی چھاتیان دکھاتی اور گاہے آنچل اُٹھاکر سر پہ ڈالتی ہی اور مُنھ عاشق سے چھپاتی ہی ان اداؤن کو دیکھ کر بلیسران مر مر گیا اور دل سے کہتا تھا

رباعی

رفتار مین یہ کسی کے انداز کہان
باتون مین کسی کے ایسی آواز کہان
خوبی ای تجھین یہ ختم محبوبی کی
یہ عشوہ کہان کسی مین یہ ناز کہان

ادھر تو یہ محو جمال کنیز تھا اور کنیز بھی سمجھی کہ مدت کے بعد تیرا چاہنے والا آیا ہی باہر بارگاہ کے چلکر دو دو باتین کرلے یہان ملکہ بہار کے روبرو دال نہ گلے گی یہ سوچکر ٹالا بالا بتا اُدھر جا ادھر آ غبدہ شدہ در بارگاہ پر پہونچکر اس طرف اُسے دیکھکر پیچھے پھری کہ دیکھو مطلوب بھی آتا ہی یا نہین جب کسی کو آتے نہ دیکھا کھنکھاری اور آپ سے آپ اوتی کرکے بارگاہ سے نکل گئی بلیسران نے جو آواز اُسکی

سُنی سمجھا کہ تجھے در پردہ بلاتی ہی یہ بھی نکل آیا اور پاس کنیز کے پہونچکر گویا ہوا کہ کیون صاحب مزاج اچھا ہی اُسنے جواب دیا کہ دعا کرتی ہون تم اچھے رہے کیونکر آئے اُسنے کہا آیا تو مین عمرو کے گرفتار کرنے کو ہون مگر تمھارے فراق مین بھی بیچین تھا اور خواہش دیدار رکھتا تھا کہ رباعی

واللہ ہم اے صنم نہ بھولینگے تمھین	جب تک یہ ہو دم مین دم نہ بھولینگے تمھین
یاد آپ کی ایک دم فراموش نہین	تم بھولو تو بھولو ہم نہ بھولینگے تمھین

اے محبوب عاشق نواز جب بہار شہنشاہ سے منحرف ہوئی تھی اُسوقت تم میرے پاس چلی آئی ہوتین اور تمھاری بی بی کو کیا ضرور تھا کہ عمرو کی شریک ہوئین محبوب نے کہا میرے سامنے کچھ اُنکو کہنا نہین کہ وہ میری مالک ہین اور مین کیا مستانی تھی جو تمھاری ہو رہتی اپنی بی بی کو چھوڑ دیتی مردون کی بات کا اعتبار کیا تجھے میری محبت ذرا بھی ہوتی تو آج تک میرے پاس نہ آتا اب لگا باتین بنانے بیسران بولا کہ جان من جیسے تم پرائی تابعدار تھین ویسے ہی مین بھی تھا غیر لشکر مین کیونکر آتا مگر فرقت مین میرا یہ حال تھا کہ رباعی

بے چین جو درد دل سے ہم ہوتے ہین	سر اپنا پٹک پٹک کے جی کھوتے ہین
لے شام سے تا سحر ترے بن گھر مین	سب سوتے ہین اور ہم پڑے روتے ہین

اے یار بے وفا اب شکوہ و شکایت موقوف کر کے ذرا سامنے درۂ کوہ مین چلکر صحبت آرا ہو کہ دل مضطر میرا تسلی یاب ہو محبوب نے تیوری چڑھا کر کہا کہ مجکو اکیلے مین جانے سے کیا مطلب ہی تو مستی مستی مین بھرا ہوا ہی میری عزت مین خلل آجائیگا بس مین نے تجکو دیکھا تو نے مجھے زیادہ ہوس نکر بیسران بولا کہ اے غمگسار سیم اندام میرا آنا یہان پھر کاہے کو ہوگا آج کا ملنا غنیمت جان کر میری مراد بر لا گھڑی بھر شراب و کباب کا تنہائی مین شغل ہو بوس و کنار کی لذت ملے پیاری آج تو اپنا یہ جی چاہتا ہی کہ رباعی

بوسے سے جو منھ موڑو تو موڑو اپنا	ٹک پاؤن تو دابنے ہمین دو اپنا
گر نام سے عاشقی کے ننگ آتا ہی	نوکر چاکر غلام سمجھو اپنا

محبوب بولی چل باتین نہ بنا تجھے مردوے دم دہاگے جھانسے نہ بتا مین کمبخت سرکار کے کام کو باہر آئی تھی یہان جان غضب مین پڑگئی یہ کہکر آگے بڑھی بیسران ساتھ ہوا پیچھے پھر کر مسکرا کر اُس سے کہا ارے مین بدنام ہو جاؤنگی تو میرے ساتھ نہ آ غرضکہ اسی طرح باتین بناتی ہوئی درۂ پہاڑ مین آئی عاشق اُسکے ساتھ آیا باہم اختلاط کرتے لگے محبوب نے دوپٹہ اپنا بچھایا اور اس

چلنے سے گہنا پاتا اترانے کی راہ سے سب دکھایا کہ مجھے لونڈی نہ جانو میں گہنا پہنے ہوں اب کبھی اٹھلاتی ہی کبھی ٹھنکتی ہی کبھی سر اُسکے زانو پر رکھکر لیٹ جاتی ہی اور دل سے کہتی ہی آج جو میرے ہی سو راجہ کے نہیں ہی یہ غمزے کر رہی تھی کہ عمرو جو بارگاہ سے پہلے چلا آیا تھا ادھر آ نکلا اور دیکھا کہ کنیز سہار کی ایک ساحر کے ساتھ اختلاط کر رہی ہی اور دو بوتلیں شراب کی سامنے رکھی ہیں عمرو نے خیال کیا کہ یہ ساحر میرے ہی لشکر کا ہی اس کنیز سے پھنسا ہی تو چلکر دھمکا کے اس لونڈی کا گہنا لے یہ سوچکر فی الفور بڑھیا کی ایسی صورت کہ ہاتھ پانون کا پتے سر ہلتا ہوا کولے کی ہڈیاں نکلیں سر جیسے گالا روئی کا ٹوٹی سی لکڑی ہاتھ میں جوتی کی ایڑیاں نکلی ہوئیں کھٹ کھٹ کرتی آئی لونڈی جھجک کر بیسران سے الگ ہوئی کہ ادمی کوئی آتا ہی بیسران نے دیکھا کہ ایک بڑھیا آتی ہی ادھر اُس بڑھیا نے اُسکو دیکھکر دعا دی کہ سامری یہ جوڑی قایم رکھے راج سہاگ میری سہاگن کا بنا رہے میاں پانون مرید رہیں میری بی بی کی ایڑی دیکھکر کسی کا منھ نہ دیکھیں لے میں صدقے تمھیں ہنسنا بولنا نصیب یہ کہکر کراہ کر کے بیٹھ گئی محبوب کی جان میں جان آئی کہ یہ کوئی واقفکار نہیں ہی پوچھنے لگی کہ بڑی بی کہاں چلیں اس جنگلے میں کیوں پھرتی ہو بڑھیا نے کہا بلیا لوں اس موئے پیٹ کے کارن اس بڑھاپے میں مٹی خراب ہی ستیاناس برباد ہر طرف خاک چھانتی بیر بنتی پھرتی ہوں اسوقت لشکر میں مانگنے جاتی تھی تمھاری باتوں کی آواز سنکر ادھر چلی آئی سامری و جمشید تمھاری عزت و حرمت رکھیں مکان قریب ہی وہاں چل کے ہنسو بولو بیسران نے کہا مجھے زیادہ ٹھہرنے کی فرصت نہیں میں بحکم شاہ طلسم عمرو کو پکڑنے آیا ہوں یہاں سے اٹھوں تو اُسکو گرفتار کرلے جاؤں بڑھیا بولی واری اُس موئے کا پکڑنا کیا مشکل ہی کل میرے آنکلا اگر توڑ گیا تھا میں نے بھی پھکنی کھینچکر ماری غارتی کی ٹانگ جانتی ہوگی یہ کہکر کہا صدقے گئی مجھے مدت سے شراب نہیں ملی کنیز نے ایک بوتل شراب کی حوالے کی بڑھیا دعائیں دینے لگی اور شراب جام میں انڈیلی پھر بوتل میں ڈال دی اس اولٹ پھیر میں بچالاکی تمام گھائی میں پڑیا بیہوشی کی دبی تھی شراب میں ملادی اور گویا ہوئی کہ قربان اتنی شراب میں کیا کرونگی تم بھی پیو عیش کرو میں بڑھیا ہوں مجھسے کیا حجاب کرتی ہو میں نے جوانی میں بیبیوں کے ساتھ مزے اڑائے بقول شخصے کالے سر کا ایک نہیں چھوڑا کنیز ہنسنے لگی کہ بڑھیا بڑی دل لگی باز ہی آخر بڑھیا کے ہاتھ سے دونوں نے شراب پی اور بیہوش ہوگئے عمرو نے بوتل شراب کی زنبیل میں رکھی اور اُسکو قتل کرنا چاہا وہ رویئن تن زور سحر تھا عمرو نے کرچھا اور سیسہ زنبیل سے نکالکر گرم کرنا چاہا تھا کہ قران جو ہمیشہ صحرانورد رہتا ہی لشکر میں کم جاتا ہی دور سے

یہ کرشمہ دیکھ رہا تھا وہین سے پکارا کہ اوستاد آپ تکلیف نہ کرین مین آیا اور قریب آکر اس زور سے
بغدہ مارا کہ بلیسران کے دو ٹکڑے ہوے واصل جہنم ہوا غل و شور برپا ہوا کہ مارا بلیسران کو عمرو نے
صورت اصلی بناکر محبوب کو ہوشیار کر دیا اُسنے جو عمرو کو دیکھا جان نکل گئی تھرانے لگی اور پاؤن
پر گری کہ خواجہ میری بی بی سے یہ حال نہ کہنا عمرو نے زنبیل سے کوڑا نکالکر مارنا شروع کیا کہ مالزادی
دشمنون کو ہمارے بغل مین لیے بیٹھی تھی اور اب نخرے بگھارتی ہو غرضکہ خوب مارا وہ سارا بناؤ سنگار خاک
مین ملا دیا اور جھونٹے پکڑکر لے چلا کہ چل تو سہی تجھہ سامنے بہار کے تجھے بھی قتل کر دونگا کنیز نے
بہت منت کی کہ اور جتنا جی چاہے آپ زد و کوب کر لیجیے مگر وہان نہ لیجائیے میری جان بچائیے
عمرو نے کہا جو کچھ تیرے پاس ہو اور جو تو نے جمع آج تک کر کے رکھا ہو وہ سب مجھے دیدے تو بچے گی
محبوب نے کہا چار جوڑے بھاری کپڑون کے اور سو روپے نقد تو مین نے اپنے مقام پر جمع کر کے رکھے
ہین اور باقی یہ گہنا ہو عمرو نے سب گہنا لے لیا اور کہا جو بہار پوچھین گی کہ گہنا کیا کیا تو کیا بتائیگی کنیز
نے کہا کہدونگی گہنا اوتار کر دریا کے کنارے رکھکر نہانے مین مصروف ہوئی کوئی چرا لے گیا عمرو نے
کہا دو روپیے کا پتیل لیکر پہن لے کا ہے کو وہ بات کہ جس مین پرسش ہو کنیز نے کہا آپ چلیے
مین بات بنا لون گی اور دل مین یہ خیال کرتی تھی کہ بی بی کا مال چُراکر سب کچھ ہو جائیگا کچھ غم نہین
اسوقت تو جان بچ گئی خلاصہ کلام وہان سے سب بارگاہ مین آئے مہرخ مستفسر ہوئی کہ خواجہ
کہان گئے تھے عمرو نے کہا سُنی کرنے خبر دو چار کوڑیان جو قسمت کی تھین مل گئین یہ جو بی محبوب
کھڑی ہین انکی بدولت بلیسران کو بھی ہمنے مارا اور مال بھی پایا اس بیان سے محبوب کانپنے لگی
کہ ایسا نہو عمرو میرا حال کہدے اور عمرو نے اُٹھکر کنیز کو الگ بلا کر کہا کہ اگر آدھا روپیہ مجھے دینے کا
اقرار کر تو بہار سے تجھے انعام دلوا دون کنیز نے کہا مین بہت کچھ دے چکی ہون اب مجھکو معاف
فرمائیے عمرو بولا کہ دو دن جو کچھ تو نے درۂ کوہ مین کیا ہو لونڈی قدم پر گر پڑی اور گویا ہوئی کہ آپ
سب مال لے لیجیے گا جو کچھ بی بی دین سب آپ کا یہ سُنکر عمرو کرسی پر آکر بیٹھا بہار نے کہا خواجہ
میری کنیز کو پسند کیا ہو تو حاضر ہو اس مردار کو بھی یہ لیاقت ہو کہ آپ سے تخلیے مین باتین کرے
عمرو نے جواب دیا کہ اے ملکہ یہ کنیز ہماری محسن ہو اس نے ہماری جان بچائی بلیسران کو درۂ کوہ
مین لگا کر لے گئی اور مجھکو خبر کر گئی مین نے جاکر کام اُسکا تمام کیا لیکن اس بیچاری کا گہنا روپیہ اس
بلا مین جاتا رہا اسی کو اُسنے مجھسے الگ بلا کر کہا کہ بی بی سے مجھکو دلا دیجیے بہار نے جب یہ ماجرا
کنیز کی رفاقت کا سُنا کئی توڑے روپون کے اور جڑاؤ زیور اپنے پہننے کا منگوا کر عنایت کیا کنیز مالا مال

ہوگئی عمرو نے اسکے جاے سکونت پر جاکر آدھا مال وصول کیا اور بارگاہ مین پہونچکر مصروف عیش و نشاط ہوا اور ہمہ بادۂ گلرنگ آغاز تھا اور بربط و چنگ مغنی بجاتا تھا سب خوش اور بہت خوش بیٹھے تھے اب انکو اس حال مین چھوڑیے اور ماجرا اس رہرو جادۂ اشتیاق و گام فرساے بیابان فراق قتیل تیغ ابرو اسیر طرۂ گیسو بیقرار و ناصبور یعنے ملکہ مخمور کا سُنیے کہ بعد اُتار دینے پار دریاے سحر کے عمرو کو مفارقت مطلوب سے سخت گھبرائی جان لب پر آئی ہزار طرح کا دل مین خیال آیا کہ شاہ طلسم جب عمرو کو چلی دینے کا حال سُنے گا تو کیا کچھ ستم برپا ہوگا تو گرفتار ہوگی سارے طلسم مین رسوائی بڑھے گی آفت مین جان پڑے گی خیر اے مخمور عشق کے کارن جو ہو وہ تھوڑا ہی پانون بھی خانۂ زنجیر مین جانے کے مشتاق ہین کان بیڑیون کا غل سُننا چاہتے ہین ہاتھون کو شغل گریبان دری ہی رسوائی تو اس کام مین دھری ہی جتنی بے عزتی ہو مین عزت ہی دیر آنگی اور یہہ ہنہ پائی عاشق کے لیے مقام فخر اور سعادت ہی کہ ابیات

غیر بدنامی ہمین کیا چاہیئے الفت مین نام
بے نشان ہوجایئے بس یہ نشان درکار ہی

زیست بدتر مرگ سے ہی گر نہووے وصل یار
ورنہ جی تن کو مرے نے تن کو جان درکار ہی

ہووے شادابی گلشن کب بغیر از آب جو
سینہ پر داغ کو اشک روان درکار ہی

سب طرح سے بہتر اپنے حق مین ہی دل بستگی
جون دہان زخم یان کسکو زبان درکار ہی

اسی سوچ مین کبھی بارہ دری مین پلنگڑی پر مردے کی طرح پڑی رہتی اور گاہے گلشن مین بے تابانہ جاتی تڑپتی اور بلبلاتی غم دل کو زبان پر لاتی روکر یہ سُناتی رباعی

گر دل نہ یہ مبتلا کسی پر ہوتا
مین کاہے کو اس طرح سے مضطر ہوتا

کمبخت یہ دل تو میری چھاتی کا ہی جم
کاش اسکے عوض بغل مین پتھر ہوتا

اسی طرح اپنے حال مین مبتلا تھی کہ یکایک تڑاقا ہوا اور افراسیاب زمین سے نکلا مخمور گھبرا کر شرط ادب بجالائی اور تسلیم کرکے عرض پیرا ہوئی کہ بیت

ہماے اوج سعادت بدام ما افتد
اگر ترا گذرے بر مقام ما افتد

حضور نے بڑا کرم کیا جو مجھ کنیز کے کلبۂ احزان کو منور اور مزین فرمایا اُس چھلے لے کہ ہمشیرہ تھا افراسیاب کے اور باغ گلزار سے واسطے اسکی گرفتاری کے شاہ جادوان نے بھیجا تھا کچھ اسکی باتون کا جواب نہ دیا اور کمر مین پنجہ دیکر لے اڑا دم بھر مین سامنے شہنشاہ طلسم کے لایا مخمور نے دیکھا کہ حیرت بھی کو شاہ مین بیٹھی ہی مگر دونون غضبناک ہین اس اسیر پنجۂ فراق نے دونون کو سلام کیا افراسیاب نے

بہ غصہ خطاب کیا کہ کیون ای قحبہ بے حیا مین نے تیرے ساتھ کیا برائی کی تھی جو تونے عمرو کو دریاے سحر
کے پار اوتار دیا مخمور نے عرض کیا کہ لوگ مجھ سے اس طلسم مین خار کھاتے ہین جلتے ہین کسی نے تہمت
لگائی ہو ورنہ مین عمرو کو پار کیون اُتار دیتی وہ موامیرا کون تھا اور مجھے اس سے کیا مطلب تھا
افراسیاب نے کہا دیکھ تیرا جھوٹ معلوم کیے دیتا ہون پس پڑھکر دستک دی کہ ایک تخت فلک
کی جانب سے اُترا اسپر ایک ساحر جام اور صراحی لیے بیٹھا تھا اُس سے حکم کیا کہ اے حباب جام
زبردست جادو پیالہ شراب کا حیرت کو دے اُسنے ساغر حیرت کو دیا اور حیرت نے اسکو
مخمور سرخ چشم کے حوالے کیا کہ ای ملکہ اگر تم سچی ہو تو اس شراب سامری کا جام پیو مخمور نے وہ جام
لیکر پی لیا شاہ طلسم نے سحر کیا اور کہا کہ ای حباب تم جاؤ اور کاتب نامۂ اعمال سے کہو حاضر ہو یہ
کہتے ہی وہ ساحر تخت اڑاکر چلا گیا اور زمین سے ایک پتلی کاغذ اور قلم اور دوات لیے نکلی افراسیاب
نے کاغذ وغیرہ مخمور کو دیا اور کہا لکھ اپنا نامۂ اعمال اسکو جام پینے سے وہ بیخودی چھائی تھی کہ اپنے
حال سے گو کہ ماہر تھی مگر غیر کا سانحہ سمجھتی تھی فی الفور سارا ماجراے عشق نورالدہر اور عمرو کا اپنے
گھر مین رکھنا اور پھر دریاے سحر کے پار جکی دیکر اوتار دینا سب حال لکھ دیا جب لکھ چکی شاہ طلسم نے
سحر پڑھا کہ وہ تاثیر جام سحر برطرف ہوئی اور یہ اپنے ہوش مین آئی اسوقت خطاب کیا کہ دیکھ تو نے
اپنے ہاتھ سے کیا لکھا ہے اس حیرت زدہ آئینہ رخسار محبوب نے سب کیفیت اپنی معاینہ کی اور
سمجھی کہ حال میرا آئینہ ہے اب جواب کیا دے مانند تصویر کے خاموش ہو رہی کہ مصرعہ خاموشی
کے سوا نہین تقصیر کا جواب ✤ اُسوقت افراسیاب نے پھر دستک دی پتلی قلم اور دوات لیکر
چلی گئی اور دو ساحر کریہ منظر بد ہیئت تازیانے لیے زمین سے نکلے اور مخمور پر مار پڑنے لگی جسم نازنین
فگار ہوا پیرہن تار تار ہوا اور سو کوڑے جب پڑچکے یقین تھا کہ طایر روح اُسکا قفس تن سے پرواز
کر جائے کہ حیرت نے دست بستہ کہا ای شہنشاہ بس یہ اپنی سزا کو پہونچی اب میری خاطر سے درگذر
فرمایئے شاہ طلسم نے اسکا التماس پذیرا فرمایا اور جادو کیا کہ چار پتلیان تخت لیکر آئین اُنسے کہا اس
مجرمہ کو اُسکے گھر پہونچا دو اور ساحران تازیانہ زمین مین سما گئے پتلیون نے تخت پر مخمور کو ڈال کر
گھر پہونچا دیا اور آپ تخت لیکر چلی گئین کنیزین اور ہمرازین انیسین وغیرہ مخمور کے پاس آئین
اور اُسکا عالم دیکھ کر رونے لگین پلنگ پر مردے کی طرح لٹا دیا اور گرد اس ماہ سپہر عاشقی کے
سب نے حلقہ کیا کوئی پٹی سے سر ٹکرانے لگی کوئی شور گریہ مچانے لگی کسی نے چہرۂ بے نظیر کی جبر جبر
بلا بین لین کوئی بے قرار ہوئی کسی نے گالیان شاہ طلسم کو دین کہ اس بھڑوے افراسیاب نے

ہی ہی اس نازنین کی جوانی پر بھی رحم نہ کیا اس جلاد سے کیونکر اسکا پٹنا دیکھا گیا کوئی ملکہ کا منھ پکڑ کر کہتی تھی کہ مین واری کچھ منھ سے تو بولو اے ملکہ اس تیری چنڈری کا صبر موے افراسیاب کی جان پر پڑے جسنے تجھے زخمی کیا اور مرنے کے قریب پہونچایا کھٹیا سے لگایا افسوس نصیب نے مجھے کس قصائی ٹھگے پالے ڈالا ایک نے کہا ارے لوگو مین یہ حیران ہون کہ اس جوانا مرگ افراسیاب کا ہماری ملکہ نے کیا ڈھا لا بگاڑا تھا یہی نہ کہ ایک شخص پر جی آگیا پھر اسمین میری جان اسکا کیا اجارہ اور اس مقدمے مین وہ تو کیا جنکی عرش پر چھوتی ہی ہر وقت تلوار سے جنکی خون ٹپکتا ہی وہ کچھ نہین کرسکتے تو بھلا یہ بھڑوا کیا کریگا وہ اپنی جروا کی تو خبر رکھے کہ ہر طرف ہنڈاتی پھرتی ہی مثل مشہور ہی کہ جو دو دل راضی تو کیا کرے قاضی یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک مخمور نے دو ایک ہچکیان لین اور ہاتھ پانون ٹپکنے لگی جیسے کوئی دم توڑتا ہی یہ کیفیت طاری ہوئی اسوقت سارا محل تلے اوپر ہو گیا اور ایک کہرام مچ گیا سب چھوٹے بڑے پچھاڑین کھانے لگے اور گرد ملکہ کے پھرتے تھے اور کہتے تھے کہ

ابیات

ہاے افسوس کیا یہ آہ ہوا	ہاے سب گھر کا گھر تباہ ہوا
کیا کیا ہاے درد کا چارا	بے اجل تو نے ای فلک مارا
کھائی تھی جسنے پھول کی نہ چھڑی	اسپہ یہ ضرب تازیا نہ پڑی
کوڑے ایسے لگاے ہین اسکے	پیٹھ پر پڑ گئے نشان جسکے
ہاے کوڑون کا درمان گئی	ہاے افسوس اسکی جان گئی
کس سے اس ظلم کی کرین فریاد	سر بسر کر دیا ہمین ناشاد

قصہ مختصر کسی نے مرہم سحر ملکہ کے لگایا اور کسی نے لخلخے دیے کیوڑا اور فواکہات کا عرق حلق مین ٹپکایا کہ کچھ اس رنجور کو افاقہ ہوا ملازمین اسکی تیمار داری کرتے ہین دیکھا چاہیے کہ بعد صحت کے یہ کیا کرتی ہی اور کہان جاتی ہی مگر شاہ طلسم کو بعد اسکے گھر بھیجدینے کے طائران سحر نے خبر دی کہ بصیر جو بہر گرفتاری عمرو گیا تھا وہ مارا گیا اس خبر کو سنکر غضبناک وہان سے اٹھا اور باغ سیب مین آیا یہان اہالیان دربار حاضر تھے سب نے تعظیم کی گھنٹے بجے ناقوس پھکے بخور سلگنے لگے شاہ تخت پر بیٹھا اور وزیر سے اپنے یعنے باغبان قدرت سے کہا جلد جاکر عمرو کو پکڑ لا از بسکہ وزیر اول مرتبہ عمرو کے ہاتھ سے زک پا چکا ہی تامل پذیر ہوا تھا کہ شاہ جادوان نے بنگاہ غضب جو اسکو گھورا فرط خوف سے کہ مبادا شغل مخمور پر مجھپر نہ عتاب ہو کہ عمرو سے یہ ملا ہوا ہی جب تو اسکی

گرفتاری مین رکتا ہو فوراً روانہ ہوگیا جب یہ جاچکا حیرت سے کہا ای ملکہ تم بھی لشکر مین جاؤ اب مین
ایک ساحرہ یا ساحر کو بمقابلہ عمرو بھیجونگا حیرت یہ حکم سنکر روانہ ہوئی اور چلتے وقت دو نین اپنے
ملازم چھوڑکر انسے کہہ گئی کہ جب عمرو گرفتار ہوکر آئے تو مجھے خبر کرنا میرے دل مین بھی اسکے جانب
سے شعلے اٹھ رہے ہین اپنے ہاتھ سے دو ایک طمانچے اسکے مارونگی یہ کہکر چلی گئی اور لشکر مین
آئی یہان بھی سب نے استقبال کیا یہ آکر داخل بارگاہ ہوئی اور تخت پر بیٹھی یہان صرصر اور
صبا رفتار حاضر تھین وہ عرض رسا ہوئین کہ ای ملکہ نسبت گرفتاری عمرو کیا شہنشاہ نے
صلاح ٹھرائی حیرت بولی کہ ای صرصر کیا وہ عیار نگوڑا شرارہ ہی یا کوئی جن ہی آسیب ہی
چھلاوہ ہی کہ قید ہوتا ہی اور پھر بمقتضاے بیت

تو ئی از خاک و باد و آب و آتش
نمی شاید کہ بر یک حال باشی

وہ ایسا آنکھون کے سامنے سے اوپ اور تلپٹ ہوجاتا ہی کہ پتا ہی نہین لگتا ہی ایکی بار باغبان قدرت
اسکی گرفتاری کو گیا ہی دیکھا چاہیے کہ کیا ہوتا ہی وہ قید ہوگا یا کچھ فتور برپا کرے گا لیکن اب کی
سوا جو ہتّے چڑھا تو شہنشاہ بغیر قتل کیے نہ رہین گے مگر مجھے افسوس یہ ہی کہ تم عیارنیون سے
کچھ نہوسکا کبھی ایسی عیاری نہ کی کہ شہنشاہ خوش ہوتے عیاربچیون نے عرض کیا کہ واری کئی مرتبہ
ہم اسکو پکڑ لائے وہ فریب دیکر چھوٹ گیا ہماری عیاری مین کیا قصور ہی اب ہم اپنے ملک کی طرف
جاتے ہین وہان سے آکر پھر کوشش کرینگے اور جب تک باغبان قدرت پر جو کچھ گذرے گی
وہ بھی ظاہر ہوجائیگا یہ کہکر رخصت ہوکر چلین راہ مین برق فرنگی نے انکو جاتے دیکھکر صورت
اپنی تیز نگاہ عیارہ کی ایسی بنائی اور پاس جاکر کہا کہ کہان کا ارادہ ہی صرصر بولی کہ بہت دنون
سے گھر نہین گئی ہون آج چاہتی ہون کہ خبر لے آؤن تم بھی جی چاہے چلو برق یہ سنکر ساتھ ہولیا
راہ مین اُسنے کہا بہن تمنے کچھ سنا بھی باغبان قدرت گیا ہی عمرو کو پکڑنے اس کلام کو جو برق
نے سنا رنگ چہرے کا زرد ہوگیا اور چپ ہوگیا صرصر اسکے خاموش ہونے اور تغیر رنگ سے
پہچان گئی کہ یہ تیز نگاہ نہین برق عیار ہی فوراً جھنجھلا کر بولی کہ موے ناعیار مجھے دم دینے کیون
ساتھ چلا آتا ہی جا دور ہو اپنے باوا سے کہدینا کہ ذرا بچا رہے باغبان قدرت بڑا زبردست
ساحر ہی برق نے کہا اُستانی تم تو اتنا خفا کیون ہوتی ہو ہم تمھاری محبت سے کبھی کبھی چلے آتے ہین
اور تم ہو کہ عید سے منھ بات نہین کرتین صرصر نے کہا کہ تیری محبت کو جھلسا اور تیری اُستانی کو کیا
نہ کو سون جوانا مرگ آیا باتین چکنا نے موے غارتی نے کیا دل لگی نکالی ہی اُستانی بناتا ہی تیرے

اُستاد کو لو کا لگاؤن سات جھاڑ وا تو ار ننگل مارون جادو فان بھی ہو برق کو ازبسکہ خبر باغبان
کے آنے کی اُستاد سے کہنا تھی اسوجہ سے اسکو غصہ ناک پا کر راہی ہوا اور پاس عمرو کے بارگاہ
مین آیا عرض رسا ہوا کہ آپ کی گرفتاری کو باغبان آیا چاہتا ہی عمرو نے کہا خدا مالک ہی مہرخ
بولی کہ خواجہ تم چھپ رہو وہ ڈھونڈھکر چلا جائیگا عمرو بولا کہ ایسے مقام مین نہ چھپا ہون اور
نہ چھپون گا ایک بار مین نے باغبان کو قتل کرتے کرتے چھوڑ دیا تھا ذلیل وزبون بہت کیا
تھا اب پھر اُسکی شامتین آئی ہین یہ کہکر علحدہ ہوگیا اور زنبیل سے ایک شخص کو کہ اکثر ساحر
زنبیل مین ڈال لیتا ہی نکالکر اپنی ایسی صورت اُسکی بنائی اور وقت تبدیل کرنے شکل کے اُسے
بیہوش کر دیا تھا اب ہوشیار کرکے اُس سے کہا کہ تو میری قید مین تھا اس شرط سے تجھے چھوڑے
دیتا ہون کہ خبردار کوئی کیسا ہی دھمکائے ڈرائے خوف دلائے تو یہی کہنا کہ مین عمرو ہون اگر اسکے
خلاف کریگا تو مجکو تو جانتا ہی مار ڈالونگا اور اگر میرا نام و پتا بتائیگا تو تیری عزت و آبرو بھی ہوگی
اور لوگ حرمت کرینگے غرضکہ بہت کچھ اُسکو سمجھا کر اندر بارگاہ کے بھیجا کہ قریب تخت شاہی میرے
بیٹھنے کی کرسی بچھی ہی وہان جاکر بیٹھ یہ قیدی باشندہ ملک روم ہی حسب اجازت عمرو کرسی پر آکر بیٹھا
لیکن برسون سے بھوکا تھا کیونکہ زنبیل مین دن بھر لوکری ڈھلوا کر سوکھے ٹکڑے دیے جاتے ہین اسوقت
اس رومی نے بیٹھتے ہی خوب شراب پی اور کہا مین بھوکا ہون مہرخ نے عمرو اسکو جان کر حکم دیا
کہ جلد خواجہ کے لیے خوان نعمت حاضر کرو اور سامنے والی صحنچی مین دسترخوان چنا جائے حسب ارشاد
بکاول نے کھانا موجود کیا اور رومی آکر دسترخوان پر بیٹھا پھر تو بقول سعدیؒ بیت

ملحد گرسنہ در خانہ خالی بر خوان
عقل باور نکند کز رمضان اندیشد

بلکہ فرد

اگر نعشے دو کس بر دوش گیرند
لئیم الطبع پندارد کہ خوان است

اس مر بھکے نے قرار واقعی ہتھے مارے اور سیر ہو کر کئی سیر کھانا کھایا بعد فراغ طعام کچھ عرصے مین
تنخیر ہوئی کہا مین سوؤنگا وہین پلنگڑی بچھا دیگئی لیٹ رہا مہرخ نے خدمتگار چپی کے لیے بھیجے اور
پردے چھڑا دیے یہ لیٹا کیا کہ خراٹے لینے لگا اسوقت برق کہ خبر کہکر چلا گیا تھا پھر بارگاہ مین آیا
اور مستفسر ہوا کہ اُستاد کہان ہین مہرخ بولی کہ آرام کرتے ہین اُسنے جاکر پردہ اُٹھا کے دیکھا تو نفیر خواب
بلند تھی دل سے کہا اُستاد کبھی ایسے غافل نہین ہوتے تھے لاؤ جگا کر دیکھون کہ کون ہی یہ تجویز کرکے
اُسے بیدار کیا اور پوچھا تم کون ہو اُسنے کہا مین عمرو ہون برق پہچان تو چکا ہی تھا کہ اُستاد

سنتین ہین ہنسکر بولا کہ واہ ہمین نے بتایا اور ہمین سے یہ باتین رومی نے کہا پھر جانتے ہو پوچھتے
کیون ہو ہین وہی پہلوان رومی ہون برق نے کہا اچھا آرام فرمایئے وہ لیٹ رہا اور یہ دل سے
کہتا ہوا کہ واہ اُستاد خوب الگ ہوے اور اچھا اُس کو رول دیا چلا گیا کہ دیکھون اُستاد کہان گئے
ہین لیکن چلتے وقت مہرخ سے کہتا گیا کہ جو کوئی استاد کو پکڑنے آئے تو اُس سے مقابلہ نکرنا گرفتار کر لیجانے
دینا یہی کہکر اوستاد سوئے ہین یہ کہکر آپ روانہ ہوا بعد اُسکے جانے کے باغبان قدرت بزور سحر
اندر زمین کے سماکر اور آکر وہین نکلا کہ جہان وہ رومی سو رہا ہی لیکن اُسکے آنے سے ہوا گرم چلنے لگی
مہرخ وغیرہ کے رونگٹے کھڑے ہو گئے گویا ہوئی کہ ای بہار کوئی صحنچی مین آیا ہی زمین ہل رہی ہی بہار
نے کہا سچ کہتی ہو مجھے بھی سحر برابر خبر دے رہا ہی اس اثنا مین رومی کو باغبان نے دیکھ کر کہا ای مکار
یہان چھپا ہی اپنی قضا سے غافل کس آرام سے سو رہا ہی یہ کہکر پنجہ کمر مین ڈیکر اوڑا اسم باغبان قدرت
یہ صدا مہرخ وغیرہ نے سُنی کہا ارے صحنچی کے پردے باندھ دو مین دیکھون تو خواجہ کے پاس کون آیا
ہی پردے جو باندھے گئے عمرو کا پلنگ خالی پایا رونے لگی افسوس کہ اب کی شاہ طلسم اُسکو زندہ
نچھوڑیگا کیونکہ اُسکے ہاتھ سے اُسکو ذلت بہت ہوئی وہ جانی دشمن ہی بس اے مہرخ جب ایسا
دوست مارا جائے تو خاک لطف زندگی ہی سب کارخانہ ہیچ ہی چاہیے کہ چلکر دریاے سحر مین اپنے تئین
گرا دین یہ سوچکر طاؤس سحر پر سوار ہوئی لاکھ ساحر ہمراہ ہوے لشکر مین تلاطم پڑ گیا جلد سب نے کمر
مرنے پر باندھی برق جو تلاش عمرو مین گیا تھا ہر طرف پھر کر آیا یہان سب کو آمادہ سفر دیکھا پوچھا کہ
انکا کیا ارادہ ہی مہرخ نے جواب دیا کہ خواجہ کی محبت مین جان دینا منظور ہی دریاے سحر مین جا کر
گر ینگے اور طلسم باطن پر حملہ کرینگے برق نے کہا آدمین باد یہی چاہیے ہی اور شرط محبت کے یہی لائق ہی
لیکن خواجہ یہان موجود ہین اُنکے دشمن پکڑ جائین تم جا کر آرام کرو اور سب کیفیت عیاری بیان
کر کے کہا اس راز کو پوشیدہ رکھنا اور جب ذکر آئے تو افسوس کرنا کہ ہر ایک کو گرفتاری اُنکی ثابت
رہے اور تم دیکھو تو خدا کیا کرتا ہی مہرخ یہ کلمات سُنکر خیمہ مین آئی اور بموجب فہمایش کے کاربند ہوئی
لیکن اول حال عمرو کا سُنیئے کہ یہ جو بارگاہ مین پہلوان کو بھیجکر چلا تو کئی کوس اپنے لشکر سے نکل گیا
ایک جنگل مین پہونچا وہان ایک مکان بنا تھا اُسکے دروازے پر ایک ساحرہ عورت بیٹھی تھی اور دو
لڑکے کھیل رہے تھے عمرو بڑھیا کی صورت بنکر اُسکے سامنے گیا اور کہا سامری بھلا کرے مین بہت بھوکی
ہون کچھ ہو تو کھلوا اُس عورت نے گھر مین اُسکو بلا لیا اور روٹی دی بڑھیا نے دعا دی کہ
جمشید و سامری تیرے بچون کو خوش رکھے جیسا تو نے بھوکے کا پیٹ بھرا ہی عورت نے پوچھا

کہ بڑھیا تیرا کوئی ہو اُسنے جواب دیا کہ مجھ کمبخت کا کوئی نہین ہو سب کو کھا گئی تم مجھے روٹی دو تمھارے ہی یہان رہون اور پچاس اشرفیان نکالکر دکھائین اتبو وہ ساحرہ پاس آ بیٹھی اور کہا بڑی بی یہ کیا کر و گی بڑھیا بولی کہ میرے بھلے بُرے وقت کے کام آئینگی تین تین فاقے کرتی ہون مگر انھین صرف نہین کرتی لگا رکھی ہین اور انکے علاوہ اور بھی بہت کچھ ہو تم علحدہ چلو تو بتا دون بس یہ کہکر اور ہاتھ اس ساحرہ کا تھام کر کوٹھری مین لے گیا اور اُسکے مُنھ پر ہاتھ بیہوشی کا بھرا ہوا مل دیا وہ بیہوش ہو کر گری اُسکو زنبیل مین رکھا مگر پیرہن اسکا لیکر اُسی کی ایسی صورت بنکر باہر نکلا جو دو ایک نوکر چاکر تھے اُنسے کہا یہ بڑھیا بڑی دغا باز ساحرہ تھی کوٹھری مین جا کر زمین مین سما گئی اب کوئی گھر مین آنے نہ پائے اور لونڈی سے کہا کھانا جلد پکا میان آتے ہون گے کنیز نے کہا سالن بگھار چکی ہون روٹی پکانا باقی ہو غرضکہ اسی طرح **عمرو** تو بشکل ساحرہ امورات خانہ داری مین مصروف ہو مگر **باغبان قدرت** اُس رومی کو سامنے شہنشاہ کے لایا اس رومی نے یہ باغ طلسمی اور دربار شاہ طلسم جو دیکھا ہوش جاتے رہے اور جی چھوٹ گیا کہ بڑے بڑے ساحر بیٹھے ہین گھنٹے ناقوس گھڑیال بج رہے ہین دف اور جھانجھ اور نفیر کی صدا بلند ہو اس حال کو دیکھکر گھبرا کر سب کو ایک سرے سے جھک جھک کر سلام کرنے لگا اور **افراسیاب** نے کہا کیون ای **عمرو** تونے میرے ساتھ جو سلوک کیا ہو وہ بھی یاد ہو اب اُسکا بدلا مین تجھ سے لیتا ہون رومی نے کہا آگے جو ہوا سو ہوا اب مجھے روٹی دو مین یہین رہون **افراسیاب** بولا کہ او بدذات نابکار تو مجھے دم دینے لگا یہ سُننا تھا کہ رومی تو پہلوان ہو اسکو بھی غصہ آیا اور گویا ہوا کہ بدذات تو اور تیرا باپ نابکار بیہودہ بھلے مانسون سے یون ہی بات چیت کرتے ہین **افراسیاب** نے جھلا کر کہا حرامزادے زبان دراز تو اپنی حرمزدگی ہر بار جتاتا ہو رہ تو جا تیری ایسی تیسی کی پہلوان نے کہا حرامزادہ تو اور تیری ہفتاد پشت بلکہ اینٹی چنٹی تک مسخرے کیا بڑھکر بولتا ہو گردن ادکھاڑ کر پھینک دونگا تکرار جو ہونے لگی حاضرین دربار آپس مین کہنے لگے کہ سیان یہان سے ٹل جانا چاہیے آج **عمرو** بھی بگڑا معلوم دیتا ہو یقین ہو کہ بڑا فتور کریگا ایک ساحر نے کہا بھائی ڈر کیا ہے تم بڑے نامرد ہو یہ سوائے کہ لینے کے اور کیا کریگا زبان کھلی ہو دست و پا بندھے ہین اُسنے کہا واہ ہم آزما چکے ہین دم بھر مین آدمی مرد سے عورت بنتا ہو جوتیان پڑتی ہین مُنھ کالا ہوتا ہو یہ کہکر دو ایک ساحر اُٹھے کسی نے پوچھا کہان چلے کہا رفع احتیاج کو اُٹھکر جو گئے پھر نہ آئے اور **افراسیاب** نے بہ غصہ حکم کیا کہ اے **باغبان** اس بے ادب کا سر کاٹ لے وہ پہلوان پکارا کہ واہ نام بڑے درشن تھوڑے ایک تو مین مدت تک زنبیل مین قید رہا اب یہ

میرا سر کاٹتے ہین یہ نہوا کہ مجھپر احسان کرتے اور روپیہ دیتے کہ مین روم کا آدمی ہون یہان سے روم تک نام کرتا افراسیاب نے یہ تقریر سنکر کہا کہ اسکے فقرے پر اور دم مین نہ آنا جلد سر اسکا کاٹ لے یہ سنتے ہی باغبان شمشیر بران لیکر چلا مگر اسکے بازو پر اک نہ بندھا تھا اسمین رقعہ جمشیدی رکھا ہوا ہی اسپر نقش تھا کہ یہ شخص بیشک عمرو نہین ہی رومی پہلوان ہی یہ معلوم کرکے باغبان رک رہا اور ندامت زدہ ہوا کہ عمرو فریب دیکر مجکو نکل گیا اب شاہ طلسم مجکو ذلیل وزبون کریگا اسکے ٹھہرنے سے افراسیاب نے پوچھا کہ کیون کس وجہ سے کیا پس وپیش ہی باغبان قدرت نے کہا کہ جمشیدی پر نقش ہی یہ عمرو نہین ہی اور اک نہ شاہ جادوان کو دکھلایا جب اسکو بھی ظاہر ہوا کہ یہ شخص رومی ہی عمرو نہین ہی بہ غضب تمام گویا ہوا کہ اس مرد غریب کو چھوڑدو مین اس ناعیار کو بغیر گرفتار کیے باز نہ رہونگا یہ کہکر کچھ سحر پڑھکر دستک دی تہ زمین سے ایک ساحرہ پیدا ہوئی کہ بال سر کے پریشان کیے تھی سر کو برہنہ کیے حیران وار ہاتھ مین آئینہ لیے سامنے آکر سلام کرکے ٹھہری افراسیاب نے آئینہ اسکے ہاتھ سے لے لیا اسپر غلاف سرخ مخمل کا چڑھا تھا اسکو اتار کر پھر کچھ سحر ورد زبان کیا کہ دو عورتین اور زمین سے نکلین ایک کے ہاتھ مین پچکاری اور دوسرے کے ہاتھ مین رومال اسنے حکم کیا کہ آئینہ صاف کرو پس پچکاری لیے جو عورت تھی اسنے پچکاری مار کر گرد آئینے کے دھوئی اور دوسری نے رومال اٹھا کر خوب صاف کیا اور سامنے شہنشاہ کے لگایا اسنے کہا اے باغبان دیکھ اس آئینہ مین جہان عمرو ہوگا نظر آئیگا باغبان قریب آکر دیکھنے لگا اب کیفیت عمرو کی سنیے کہ اس ساحرہ کی صورت بنکر یہ جو بیٹھے بعد لمحہ کے اس ساحرہ کا شوہر آیا اور اسکو اپنی زوجہ سمجھکر گویا ہوا کہ جلد جو کچھ کھانا تیار ہو لاؤ مین بہت بھوکا ہون عمرو نے اسکو بٹھلا کر ہاتھ دھلاے دسترخوان بچھایا کھانا نکال کر سامنے رکھا آپ رومال لیکر جھلنے لگا اسوقت اس ساحر نے ہاتھ پکڑ کر اپنے پہلو مین انھین بٹھایا اور کہا صاحب تم بھی ہمارے سر کی قسم کھاؤ عمرو بھی از رہ بناوٹ کے کھانے مین مصروف ہوا اسی حالت کو آئینہ سحر مین باغبان نے دیکھا کہ صحراے سبزہ زار مین اندر مکان کے میان بی بی بیٹھے کھانا کھا رہے ہین اسنے کہا اے شہنشاہ مجھے عمرو اس آئینہ مین نہین معلوم ہوتا افراسیاب نے کہا جو بات آئینہ ہو اسکو کیا تبلائیے او بیوقوف یہ عورت مرد کے ساتھ کھانا کھانے مین مصروف ہی نہین دیکھتا کہ نوالے جیب وآستین ودامن مین رکھتی ہی آپ نہین کھاتی یہ وہی مفتری فریب شعار ہی یعنے عمرو کس لیے کہ آئینہ کا خاصہ ہی کہ جیسے جو بنا ہو اسکے مقام کو ظاہر کردیگا آگے اپنی سمجھ ہی اب تم سیدھے اسی جنگل مین جاؤ اور اس ساحر کو کہ بیابان جادو نام ہی اس حال سے مطلع

سر کے اُسکی جورو کو پکڑ لاؤ مین اُسکو یہان عمرو بنا لونگا باغبان قدرت یہ باتین سُنکر بزور سحر اُڑکر
چلا اور چشم زدن مین بیابان کے مکان پر پہونچا وہ کھانا کھانے مین سے اُٹھ کھڑا ہوا تعظیم دی
اور تسلیم کی اور عرض رسا ہوا کہ خوش آمدی زہے فخر میرا کہ وزیر اعظم میرے کلبۂ احزان مین تشریف
لائین باغبان قدرت نے اُسکی باتون کا تو کچھ جواب نہ دیا مگر ایک دانہ ماش کا سحر کر کے اُسکی
جورو کی گود مین ڈالدیا عمرو اُسکو دیکھکر چاہتا تھا کہ بھاگ جائے لیکن دانہ ماش کے سبب سے
آدھے دھڑ مین دم اپنے نپایا یکایک زمین پر لوٹنے لگا کہ ہاے میرے کوے مین درد ہوتا ہی بیابان
جورو کا یہ حال دیکھکر سخت مضطرب ہوا اور کہا ای وزیر اعظم اُسکا کو لا سحر سے اچھا کر دیجیے مین اپنی
بی بی کو چاہتا ہون باغبان بولا کہ ای نادان یہ تیری زوجہ نہین ہی اُسکو اسنے غائب کر دیا ہی یہ عمرو
عیار ہی مجھے شہنشاہ نے اُسکی گرفتاری کو بھیجا ہی بیابان یہ سُنکر سر پیٹنے لگا کہ ہی ہی میری بی بی عمرو نے
اُسکا ہاتھ پکڑ کر کہا صاحب کیون روتے ہو مین تمھاری زوجہ موجود ہون اُسکو بکنے دو یہ جھوٹا ہی
باغبان نے جو سُنا کہ یہ مجکو جھوٹا بناتا ہی کچھ سحر پڑھا کہ ایک ابر فلک پر آیا چند بوندیان اُسمین سے
عمرو پر گرین کہ رنگ و روغن عیاری اُسکا دھو گیا اور صورت اصلی نکل آئی وہ ساحر پچھاڑین کھانے
لگا اور کہتا تھا ای عمرو واسطہ تجھے اپنے دین و مذہب کا میری جورو کو بتا دے کہ کہان ہی عمرو نے
کہا مین بھوکا تھا اُسکو تو بڑی دیر ہوئی کہ ہضم بھی کر چکا اگرچہ باغبان نہ آتا تو مین تجکو بھی چٹ
کر جاتا یہ کہکر باغبان کی طرف مخاطب ہوکر کہا مجکو سامنے افراسیاب کے نہ لیجا اور تجھے ایک بار کی
اپنی ذلت یاد نہین ہی جو پھر میری ایذا رسانی پر تو قدم زن ہوا یقین جاننا کہ جو مجکو ستائیگا جیتا
نہ بچیگا مین کشندۂ ساحران عالم ہون تو اپنے اوپر رحم کر اور میرے درپے آزار نہو باغبان قدرت
یہ گفتگو سُنکر خوفناک ہوا اور اُسکے جمشیدی کو دیکھا اسپر منقوش پایا کہ جو یہ کہتا ہی سچ کہتا ہی یہ مار کسی سے
نہ جائیگا مگر اسوقت اُسکو چھوڑے جانے مین شاہ جادوان تجکو ذلیل کریگا پکڑ لیجا تجھے وہین سے آنا
اسکے تجسس مین مناسب نہ تھا باغبان کو جب یہ دریافت ہوا اپنے آنے سے نادم ہوکر بنا چار کی
عمرو کو پنجہ مین داب کر اوڑا عمرو نے کہا ای باغبان ذرا ٹھہر جا اور ایک بات میری اور سن لے اُس
کلمے سے وہ ٹھہر گیا عمرو نے کہا تو مجھے طلسم باطن مین لیے چلتا ہی تو اتنا کام کر کہ مجکو باندھ کے زمین
کے اوپر چل تا کہ دریاے سحر تک میرے عیار دل اور رفیقون کا گذر ہی وہ مجھے اور مین انکو دیکھلون
جب دریا کے کنارے پہونچنا اُسوقت جسطرح جی چاہے لے چلنا اور قسم نمک حمزہ کی اگر یہ میرا کہنا نہ مانا
تو مین تجکو جہان پاؤنگا مار ڈالونگا باغبان نے کہا تو یہ چاہتا ہی کہ مین پاؤن سے چلکر دریاے سحر

تک جاؤن تاکہ راہ مین اور عیار مجھے چھڑالین تو یہ امر بخیر اہی مین ایسا ویسا ساحر نہین ہون جو کسی کے دم مین آجاؤن اچھا تیری خاطر سے مین جلتا ہون یہ کہکر زمین پر اوتر کر چلا اب اُسکو تو جانے مین عرصہ ہوگا جب تک دربار افراسیاب کا حال سُنیئے کہ وہ آئینے مین بیٹھا سب کیفیت معائنہ فرمایا کیا جب باغبان قدرت لیکر عمرو کو راہی ہوا اُسنے سب اہل دربار سے کہا کہ وہ عیار گرفتار ہوا یہ خبر جو مشہور ہوئی حیرت اپنے ملازمون کو اس خبر کے لیے یہان چھوڑ گئی تھی اُنھون نے جاکر حیرت کو اطلاع دی کہ چلیے عمرو گرفتار ہوا حیرت خوش ہو کر سوار ہوئی اور بعد قطع راہ دربار شاہ جادوان مین پہونچکر پہلو مین بیٹھی شاہ طلسم نے سب حال بیان کر کے کہا باغبان قدرت اب عمرو کو لایا چاہتا ہی خلاصہ کلام سب منتظر آمد باغبان کے بیٹھے تھے کہ یکایک فلک کی طرف سے صداے مہیب آئی گھٹا تمام عالم مین ایسی چھائی کہ اندھیرا ہوگیا بعد لمحے کے تخت سحر ظاہر ہوا اُسپر ایک ساحرہ مہیب صورت سوار تھی سر سے پا تک سانپ کالے کوڑیالے دھامن ناگن وغیرہ اسکے لپٹے تھے اور ہمراہ اُسکے دو لاکھ ساحر باجے سحر کے بجاتے تھالیان برنجی لیے شعلین روشن کیے جے سامری کی بولتے تھے اس ساحرہ کو آتے دیکھکر شہنشاہ ساحران نے کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ بھبوت جادو دختر جنین جادو کہ جو تیرے طلسم مین ایک ملک کی حاکم ہی بہر مقابلہ مہرخ آئی ہی کتاب کو دیکھکر اُسنے بند کر دیا اس عرصہ مین بھبوت بھی آکر حاضر ہوئی شاہ کو مجرا کیا اُسنے کہا کہو تمھاری ماں کا مزاج کیسا ہی وہ کیون نہ آئین ساحرہ نے عرض کیا کہ وہ بھی حاضر ہونیکو ہین مین پہلے اسلیے حاضر ہوئی ہون کہ اپنی ماں کے آنے تک آپ سے اجازت لیکر کام سب نمکحرامون کا جاکر تمام کرون لہذا حضور مجھے اجازت دین کہ لشکر مہرخ کی طرف جاؤن افراسیاب نے کہا ابھی چلی آتی ہو ذرا دم لو اپنی بہن کو بلا بھیجو وہ جنگ دیدہ کار آزمودہ ہین تم تنہا نہ جاؤ بھبوت گویا ہوئی کہ آپ مجھے بودا اگر جانتے ہین تو مین اپنے گھر جاتی ہون ورنہ مجھے اجازت دیجیے یہ کلام سُنکر حیرت نے کہا ای شہنشاہ یہ ہمیشہ سے دیوانی ہی اسوقت آپ کا کہنا نہ مانے گی اسے جانے دیجیے اچھا ہی ادھر تو عمرو کو باغبان پکڑ کر لائے اور ادھر مہرخ کو یہ جاکر گرفتار کرے سب کا فیصلہ ایک ہی دفع ہو جائے یہ تقریر شاہ جادوان کو پسند آئی کہا ای حیرت تم بھی جاؤ زیر گنبد نور بارگاہ استاد کراؤ سب سامان آرام و آسایش واسطے بھبوت کے درست کرو حیرت نے عرض کی مین اسب درستی یہین سے کیے دیتی ہون اور اپنی وزیرزادیون زمرد جادو اور یاقوت جادو سے حکم دیا کہ جلد بارگاہ جاکر آراستہ کرو شراب و کباب ہمہ نعمت موجود کرو خبردار کوئی

تکلیف نہو وزیرزادیان روانہ ہوئین اور آگر مختارہ جادو کو حکم پہونچایا کہ وہی داروغہ بارگاہ ہی اُسنے علیحدہ بارگاہ حیرت سے زیر طلسم بارگاہ اور خیمہ سلطانی جسمین جھالر مروارید کی لگی تھی استادہ کر دیا فرش مخملی بچھ گیا تگیرے سنہرے اور روپہلے جواہر وزر آراستہ کر دیے جملہ سامان راحت درست کر کے اطلاع دی اُسوقت بڑے کروفر سے ملکہ بھبوت سوار ہو کر چلی کہ طبل و نقارے بجنے لگے جھانجھ اور نفیر سحر پھنکی ساحران غدار ترنج اور ناریل اوچھالتے شعلے رال کے اوڑاتے چلے کچھ عرصے مین دریا سے اوتر کر داخل طلسم ظاہر ہوئی یہان منصور در صورت نگار پہلے سے موجود ہین اُنھون نے ساحرہ کا استقبال بھیجے بھبوت نے آکر اوّل مصور کی ڈنڈوت کی اور پاؤن کو بوسہ دیا کہ آپ بنیرہ سامری ہین کل میری لڑائی کو حضور ملاحظہ فرمائین کہ کس شان سے اُن نمکحراموں کا کام تمام کرتی ہون یہ کہکر داخل بارگاہ ہوئی اور شغل بادہ خواری کرنے لگی لشکر اُسکا اُترا اور آرام مین مصروف ہوا لیکن جسوقت کہ شہسوار یکہ تاز میدان سپہر نے خیمہ مغرب مین جا کر ٹیکا زرین خطوط شعاع کا کمر سے کھولا اور نظر خلق سے مخفی ہوا جہان مین تاریکی بسبب آمد ساحرہ کے سب چھا گئی اور مشعل ماہ خیمہ چرخ زنگاری مین روشن ہوئی کہ ابیات

پڑا تھا جو ایوان گردون سیاہ ہوا مہر گردون جو مستور پھر	ہوا شکل مشعل شب افروز ماہ بچھی ہر طرف چادر نور پھر

بھبوت نے طبل جنگ بجوایا نقارۂ رزمی گڑگڑایا طائران سحر نے یہ خبر بارگاہ ملکہ مہرخ مین پہونچائی کہ ایک ساحرہ بھبوت جادو نام بہر مقابلہ لشکر نصرت اثر آئی ہی اور طبل رزم اُسنے بجوایا ہی آمادہ بجدال ہوئی ہی مہرخ نے کہا ہمارا بھی خدا قوی و توانا ہی اچھا ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی پر چوب پڑے بموجب ارشاد ملکہ دلاورون نے نقارہ جدال بجایا صدائے شر و فساد اُس سے بلند ہوئی لشکر مین لڑائی کی خبر مشتہر ہوئی ساحران نامی سحر جگانے لگے بہادر اسباب حرب و ضرب آراستہ کرنے لگے چار پہر رات تک یہی ہنگامہ دونون لشکرون مین برپا رہا آخر وہ وقت آیا کہ افسون گر فلک خاور مٹھ سے نکلکر میدان چرخ مین آیا اور منقل ظلمت سوز کو بجادوگری مقابل خسرو انجم روشن کیا جہان نورانی ہوا کہ نظم

چو تیغ نور در کف کردہ خورشید نوشتہ منشی قدرت باعجاز زدہ جوش از دو سو طوفان پولاد	سیاہ تیرہ یکسر گشت ناپید بروے ہر ورق صد نکتۂ راز ز بس لرزان زمین شد سست بنیاد

سیاہ کینہ خواہ جانبین سے وارد دشت مصاف ہوئی ساحر اور جادوگرنیان اژدہون پر سوار ہو ہو کر تین بچھ ناگ بجرنگ کا دم بھرتین بیرقین اور جھنڈیان ہاتھون مین لئے ایک طرف آکر ٹھہرین اور ایک جانب شیران بیشۂ تہور و جلاوت صف باندھکر کھڑے ہوے گھٹا سحر کی چھاگئی اور بجلیان گرنے لگین رن بولنے لگا اور باجا جنگی بجنے لگا صفین جدال و قتال کی میمنہ و میسرہ وغیرہ جم گیئن افسران لشکر آگے بڑھکر کھڑے ہوے قلب مین مہرخ کا تخت قائم ہوا ادھر بھبوت کا اژدہا سب سے آگے بڑھا ہوا ٹھہرا نقیب اور کڑکیتون نے کڑکا کہنا شروع کیا اور مذمت دُنیاے فانی کو باواز بلند سُنایا زندگی سے دل ہر ایک کا پھیرا کہ نظم

ہر آن کس کہ بر کام گیتی نہد دل — بنزدیک اہل خرد نیست عاقل
چو نقد بقا نیست در جیب ہستی — ز دامان او دست امید بگسل

ہان دیر و دنیا پر دل نہ لگاؤ نام دلاوری کا زمانے مین چھوڑکر معرکہ جنگ مین مرکر زندۂ جاوید ہوجاؤ اس صدا سے بھون پر سناٹا ہوگیا اور ہر ایک شجاعت کا دم بھرنے لگا بھبوت اژدر کو مثل مرکب اُڑا کر بہر حرب بیچ میدان مین آئی آگ پتھر برسانے لگی سراپا میدان کا دکھانے لگی اور بغضب تمام کلمات رجز اور اپنی ثنا خوانی مین سرگرم تھی اسوقت اس ملعونہ کی یہ کیفیت تھی کہ نظم

چو گامے چند در میدان قدم زد — بنا گہ فتنۂ عالم علم زد
بھبوت ساحرہ بردہ بلا نوش — غریوان تر ز ابر آسمان کوخش
قدم در پیش و بر لب گفتگو داخت — کہ مہرخ واگذار این کار نا راست
چو خارہ بہ دامانم میاویز — کہ بھرے یاد دارم مرگ انگیز
ندانی دیوم ای فرخندہ بنیاد — کہ دارم پنجۂ خود ہمچو پولاد
بہ شکل سہمناک ساحران را — تبر سازم چو طفلان ہر جوان را
چو مہرخ این سخنہا گوش کردہ — بغصہ جام جرات نوش کردہ
بگفت ای سادہ لوح و بخت در خواب — چہ جائے گفتگوے بزز قصاب

بھبوت کو غضب کلام مہرخ سے طاری ہوا اور للکاری کہ بھیج کسی کو میرے مقابلے مین نشوارت جادو ملازم مہرخ عقاب اُڑا کر اُسکے سامنے جاکر ہم نبرد ہوا اُسنے ایک ناریل سحر پڑھکر جو مارا نشوارت کا سینہ توڑ گیا اُسوقت مہرخ عازم میدان ہوئی کل لشکر کے سردار گرد تخت کے آکر جمع ہوئے اور عرض کیا ہم جانبازی کو حاضر ہین ان سب کو تسہیل و آساتی تشفی دیکر رخصت فرماکر تخت

آگے بڑھا یا باجے بجنے لگے علموں کو جلوہ ملا مہرخ میدان مین پہونچی بھبوت نے اپنے ہاتھ پر سحر پڑھکر
آنکھوں پر اپنی رکھ لیے یہان مہرخ کی بینائی چشم جاتی رہی بھبوت نے شمشیر سحر کھینچکر چاہا کہ سر کاٹ لے
مہرخ نے گھبراکر وسناک جادو پڑھکر دی کہ دو تیغے چمک کر گپہ پڑے اور اٹھا کر سامنے سے بھبوت کے
لے گئے اسنے قہقہہ مارکر کہا لو دہ جاتی ہین یہ کلمہ بہار کو پتہ معلوم ہوا اور ایک گیند کھینچکر مارا بھبوت نے
دو انگلیان اپنی بلند کین کہ وہ شل مقراض کے بن گیئن اور گیند بہار کا کٹ گیا چمنستان اور عالم بہار
ظاہر ہوا اور وہ گیند جو کٹا پھول اسکے سب زمین مین بچھ گئے اسوقت بھبوت نے کہا اے ملکہ بہار
ذرا اپنے پھولون کی بہار دیکھو بہار یہ سنتے ہی اپنے طاوس پر سے اتر کر ان پھولون کے قریب جا بیٹھی
اور چھونے لگی بھبوت تلوار لیکر اسکا سر کاٹنے چلی تھی کہ رعد جادو زمین مین غرق ہوکر اسکے پاس نکلا
اور ایسی چیخ ماری کہ بھبوت ازبسکہ غافل چلی آتی تھی اور قتل بہار کا خیال رکھتی تھی اسکے چیخنے سے
بیہوش ہوکر گری پھر تو برق محشر بجلی بنکر کڑکڑا کر جو گری اسکو کا ٹکرا اور دو ٹکڑے کرکے زمین مین
اتر گئی اور پھر زمین سے نکلکر اسکے لشکر کی طرف چلی ادھر دونون ٹکڑے بھبوت کی لاش کے باہم
تڑپ کر ملگئے اور اڑکر ایک سمت چلے گئے صدائے گیرودار بلند ہوئی کہ کشتہ مرا نام من بھبوت جادو
بود ہنگامہ جو برپا ہوا برق محشر چمک چمک کر لشکر مخالف پر گرنے لگی اور رعد چیخین مارنے لگا اور
بہار پر سے سحر دفع ہوگیا ایک جانب سے مہرخ بھی بینا ہوکر آئی اور کل لشکر لیکر فوج پر حریف کے
حملہ آور ہوئی دونون سمت سحر چلنے لگا کہ نظم

بسلمن شیر نر مہرخ غضبناک / بیامد بر سر آن فوج سفاک
ہوا خواہان میدان را رضا داد / کہ گیرند از کف خون تیغ پولاد
ز یک سو کوس کین آمد بفریاد / ز دیگر سو جوابش کوہ می داد
ز یک سو لشکر آمد وزد گر سو / دو شیر بکدلان شد روے بررو
چو چشمان بتان از بس کماندار / جہانے را بہ دم کشتند یکبار
ز جا شیر فلک فرسائے جنبید / فلک حیران کہ کوہ از جائے جنبید
مزاج خون بخون گرم پیوست / دم شمشیر نوک نیزہ اش بست

دم بھر مین ہزار ہا سرکش فوج مخالف کا مارا گیا دریائے خون موج زن تھا آخر لشکر بھبوت کار و بغرا
لایا اور ساحران مہرخ قتل و غارت کرتے بڑھے چلے اسوقت مصور بغضب تمام آگے بڑھا واضح ہو
کہ سحر مصور کا یہ ہے کہ تصویر ہر ادل کل لشکر عدو کی قلم سحر سے کھینچکر رکھ لیتا ہے پھر طبل جنگ بجوا کر

مقابلے مین اگر تصویر دن کا سر کاٹکر سب کو ہلاک کرتا ہو فی الجملہ جب سے یہ آیا ہو تصویرین تیار کر رہا ہو اسی سبب سے ابتک نہین لڑا ہو آیندہ حال اسکی جنگ کا بیان ہوگا اسوقت اسنے طغیانی بحر لشکر دیکھکر ایک ماریل زمین پر مارا کہ اسمین سے دھوان نکلکر مثل دیوار کے روبروے لشکر مہرخ چھاگیا اب جو آگے بڑھا اس دیوار دورے سے پرچھائین مانند تصویر کے نکلی اور اسکے پلٹ گئی یہ معاملہ دیکھکر مہرخ طبل امان وآسایش بجواکر بفتح و فیروزی پھری مال غنائم تقسیم فرمایا اپنی فوج کے کشتون کو اٹھوایا بارگاہ مین سریر حکمرانی پر جلوہ گر ہوئی اور مصروف بعشرت ہوئی لیکن وہان لاش بھبوت کی اڑتی ہوئی سامنے افراسیاب جادو کے پہونچی اور طائران سحر نے واقعہ رزم پر اطلاع دی شاہ طلسم نے براہ افسوس زانو پر ہاتھ مارا اور کہا دیکھو مین اسی دن کے لیے اسکو منع کرتا تھا اُس نے اپنی ضد کی اور کہنا نہ مانا آخر بچہ تھی نہ مفت جان گنوائی اب اسکی مان سے مجھے بڑی ندامت ہوگی اب جاہ زمرد پر ضرور ریلا کر کے سب باغیون کو ہلاک کرونگا اول کام عمرو کا تمام کرون تو تدبیر کردن باغبان نہین معلوم کہان بیٹھ رہا جواب تک عمرو کو نہ لایا ان خدا پرستون سے بیڈول سامنا پڑا ہو نہ کسی ساحر سے کچھ ہوسکتا ہو نہ کچھ مجھسے بن پڑتا ہو بلکہ روز بروز ذلت ہوتی جاتی ہو کیا صورت کرون جو یہ زبردست غارت ہون یہ کلام کر رہا تھا کہ یکایک پنجہ سحر نامہ لایا اسکو جو دیکھا تو لقا کا نامہ پایا کھڑے ہوکر تعظیم بجالایا سر پر رکھا آنکھون سے لگایا ازنثار کیا پھر لفافہ چاک کر کے پڑھا لکھا تھا کہ اے شہنشاہ جادوان نظم

زہے فرماندہی عالی مقامے	زہے شاہنشہے فرخندہ نامے
نکو خلق و نکو روے و نکوکار	زعلم و حکمت و دانش خبردار
بعہد تو نہ بینم ہیچ کس را	کہ رنجاند بر سور دمگس را
فلک قدرو فلک رفعت فلک جاہ	گذشتہ پایۂ تمکینت از ماہ
بہ تمکین و وقار است آسمانے	بعلم و حکمت و دانش جہانے

اے بادشاہ نہایت مقام استعجاب ہو کہ مثل تیرے ہمارا بندہ ہوکر یون غفلت اپنے خداوند سے رکھے کسقدر افسوس کا مقام ہو کہ ہمنے اپنی رحمت کاملہ سے اُٹھارہ ملک باختر چھوڑے اور تیری ملک اور عملداری مین قدم رنجہ فرمایا محض اس خیال سے کہ تیری عزت افزائی کرین اور ان اپنے بندگان مغضوب یعنی خدا پرستون کو تجھ سے قتل کرائین مگر تو نے کچھ اسکا شکریہ نہ ادا کیا ہم اب مجبوراً تقصیر کر کے تیرے طلسم کو غارت کردینگے اور یہان سے سمت کوہ زلال چلے جائینگے کیونکہ اب تھوڑے بندگان

مغضوب ہمکو بہت ستاتے ہین اور تجھ سے کچھ ہماری خبرگیری نہین ہوسکتی ہی نامہ تمام کیا گیا والسّلام
یہ مضمون پڑھکر شہنشاہ نے کہا فی الحقیقت مجھ سے کوئی خدمت خداوند کی نہو سکی یہ سب شکایت اُنکی
بجا ہو کس لیے کہ نہ یہان عمرو گرفتار ہوسکا اور نہ وہان کوئی ساحر ایسا گیا جو اسوقت تک کام
خدا پرستون کا تمام کرتا اب مین ایسے شخص کو بھیجتا ہون کہ جاتے ہی حمزہ کا فیصلہ کر دے یہ کہکر
کچھ سحر پڑھکر دستک دی زمین کو زلزلہ ہوا اور ایک اژدہا بے مہیب صورت نکلا اُس نے سامنے
شاہ کے ایک ساحرہ کو اُگل دیا اُس ساحرہ کا سارا جسم مثل شعلے کے دہکتا تھا آنکھین یاقوت
رمانی کی طرح تھین اور ہنگام رفتار چنگاریان جسم سے اُڑکر گرتی تھین اس سے حکم دیا کہ ای قہار
شعلہ بدن جادو تم خداوند کی خدمت مین لشکر ساحران لیکر جاؤ اور کام لشکر حمزہ کا تمام کرو
خبردار ایک کو بھی لشکر مسلمانان سے زندہ نچھوڑنا شعلہ بدن تسلیم کر کے دوبارہ دہن اژدر مین
گئی اور اپنی جگہہ پر پہونچی اور لشکر ساحران کو حکم تیار ہونے کا دیا بموجب ارشاد اسی ہزار ساحران نابکار
سوار ہوے باجے جنگی بجنے لگے ترسول ہنسول اس طرح چمکتے تھے کہ نیّر خورشید کو شرماتے تھے
لکّہ ابر کے سرون پر بزور سحر سایہ فگن سب سے آگے تخت ملکہ قہار شعلہ بدن کا اژدہے اُٹھائے
اور پیچھے تمام لشکر ساحرون کا پرا جمائے بڑے کروفر سے سمت کوہ عقیق روانہ ہوئے اُنکے جانے کے
بعد شاہ طلسم نے کچھ سحر پڑھکر تالی بجائی یکایک آندھی بڑے زور شور سے آئی اور ایک ساحر پیدا ہوا
کہ مثل فیل کے دو دانت منہ سے اُسکے باہر نکلے تھے جب اُسنے افراسیاب کو تسلیم کی اُسنے حکم دیا
کہ اے طوفان فیل دندان جادو ہمنے قہار شعلہ بدن کو خدمت خداوند مین بھیجا ہو وہین
تم بھی جاؤ اور پانچ کشتیان جواہر کی منگوا کر حوالہ کین کہ خداوند کو میری جانب سے نذر دینا اور
ایک عرضی بھی اپنے ہاتھ سے تحریر کر کے سپرد کی مضمون اُسکا یہ تھا کہ جناب خداوندی سے
عظمت و جلال کے ساتھ سرفراز نامے نے نزول اجلال اور ورود اقبال فرمایا حسب خواہش
تقدیر خداوند جو کچھ صعوبت کہ مجھپر گذری ہی اگر تحریر کرون تو شاکی مشیت خداوند کا کہلاؤن
فی الجملہ دو ساحر با فوج کثیر خدمت اقدس مین حاضر ہوتے ہین حال اور نام اُنکے بروقت اُنکے
پہونچنے کے آپ کو ظاہر ہو جائینگے اور یہ کام حضور کے دشمنون کا تمام کر دینگے خلاصہ یہ کہ عرضی
اور کشتیان نذر کی لیکر طوفان روانہ ہوا اُسکے مطیع چالیس ہزار ساحر ہین وہ بھی ہمراہ ہوے
اور با حشم و خدم سمت لقا چلے لیکن اول قہار شعلہ بدن طلسم سے باہر نکل بعد قطع منازل
قریب قلعہ عقیق کوہ پہونچی لقا دار الامارۃ شاہی مین سریر آرا تھا کہ لکہ ہاے ابر باران مختلف

پیدا ہوے اور علامت آمد ساحران ظاہر ہوئی آگ پتھر برسنے لگے لقا نے خوش ہوکر کہا کہ میرا کوئی بندہ قدرت آتا ہی یہ سخن ورد زبان تھا کہ قہار شعلہ بدن تخت سے اُتر سامنے آئی خداوند کو سجدہ کیا سات بار گرد تخت کے پھری نذر دی اور دنگل پر بیٹھی لشکر ساحران کو بیرون قلعہ سلیمان نے اُترو ایا یہان بختیارک نے قہار سے کہا ای ملکہ تمھارے آنے سے ہمکو بڑا رنج ہوا اُسنے گھبرا کر پوچھا کہ ملک جی صاحب کیا گزند حضور کو پہونچا ہی بختیارک نے جواب دیا کہ مجھے تمھارے مارے جانے کا ملال ہی کہ تم مثل شعلے کے تو جسم رکھتی ہوا س کر و فر سے آئی ہو لیکن دو چار گھڑی کی مہمان ہو ہائے افسوس یہہ سب سطوت وصولت دم بھر مین خاک مین ملجائیگی قہار نے کہا ای شیطان درگاہ کیا خداپرست بڑے زبردست ہین جو آپ مجھے پہلے ہی سے مارے ڈالتے ہین بیشک از مرگ واویلا یہ آپ ہی کا کام ہی بختیارک گویا ہوا کہ مسلمان تو ایسے زبردست ہین کہ خداوند اُنسے دو بدر بھاگتے پھر تے ہین خیر اب تم آئی ہو دم مین جو ہونے والا ہی وہ ظہور مین آئے گا اور ای ملکہ تم طلسم مین حال عیارون کا سُنتی اور دیکھتی ہوگی یہان ویسے ایک لاکھ چورا سی ہزار ہین تمھارا بچنا غیر ممکن ہی قہار نے کہا مین سارے لشکر حمزہ کا کل یہین خاتمہ کردونگی تم سمجھتے کیا ہو مجھے موے عیار کہان پا سکینگے اب بیرون قلعہ چلو تا کہ طبل جنگ بجے اور لڑائی کی ٹھہرے بختیارک نے پھر سمجھایا کہ ای ملکہ کچھ دن دُنیا کی ہوا کھاؤ جلدی نہ کرو پھر تم کہان اور ہم کہان قہار نے اصرار کیا کہ شیطان صاحب زیادہ باتین نہ بنایئے باہر تشریف لے چلیے اسکے کہنے سے لقا اور بختیارک اور منظور زاغ چشم وغیرہ قلعہ کے باہر نکلکر لشکر مین داخل ہوے بارگاہ استادہ ہوئی سب سامان درست کیا اندر بارگاہ کے خداوند تخت نشین ہوئے ناچ ہونے لگا پیالہ شراب کا گردش مین آیا جب دماغ قہار بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم نواخت طبل جنگ دیا ساحرون نے کوس رزم پر چوب لگائی جواسیس لشکر اسلام خبر لیکر داخل بارگاہ عرش اشتباہ امیر کشورگیر ہوے شاہ سعد تخت سلیمانی پر جلوہ فرما تھے سرداران عالی وقار گردو پیش جمع تھے کہ ہرکارون نے مجرا گاہ پر ٹھہر کر بزبان نیاز تماعرض کیا اور یہ قطعہ بفصاحت پڑھا کہ قطعہ

درگاہ تو قبلۂ شہان باد | عمر تو برابر جہان باد
سماکام ونشان آسمان ہاست | در دہر زدولتت نشان باد

لشکر حریف مین نقارۂ رزم قہار شعلہ بدن نامی ساحرہ نے آکر بجوایا ہی بروز فردا معرکہ رزم ٹھہرایا ہی باقی امن وامان ہی خانہ دولت دشمن ویران ہی یہ عرض کرکے ہرکارے کنارے ہوے اور مصدر

عزت شاہنشاہی سے واسطے نقارہ نوازی کے حکم شرف نفاذ پایا چالاک بن عمرو نقارخانہ سکندری مین آیا اور طبل سکندری پر چوب پڑی چونسٹھ کوس جسکی صدا گئی دل ساکنان دنیا کے ہل گئے بہادر مرنے پر تل گئے شور کرنا سے زلزلہ اذا زلزلت الارض زلزالہا آشکارا ہوا اور نفخ فی الصور فتاتون افواجا کا زمانہ گویا قریب آیا کہ نظم

صدائے گوش وکرنا شد بگردون
دل کروبیان از خوف محزون
بنودہ آن صدا بد شور محشر
فلک در گردش و لرزان شدہ بر

دلاوران عرصۂ شجاعت ہوشیار ہوکر مصروف درستی آلات حرب ہوئے جس وقت کہ شہنشاہ گردون سریر کی آمد آمد خسرو انجم دریافت کرکے عرصہ گاہ سپہر سے ردیف لایا اور بادشاہ ثوابت نے اورنگ فلک پر بصد شوکت وحشمت جلوس فرمایا کہ ابیات

شبے چون شاہ انجم خیمہ آراست
شفق اطلس بزیر پائے انداخت
چراغ روشن نہ گردد ماہ انور
کہ گیتی ہست از نورش منور

شاہ اسلام نے شام ہوتے ہی دربار برخاست فرمایا کہ ہر ایک بہادر اول شام اپنی ضرورت سے فراغت کرکے اور پچھلی رات کو آمادہ جنگ ہوکر آستانہ شاہی پر حاضر ہو غرضکہ دونون لشکرون مین سامان حرب فراہم ہونے لگا ساحر منتر اور جنتر جگانے لگے موہن بھوگ بیرون کو چڑھانے لگے کہین سور کا بھوگ دیا کسی نے بکرا جھٹکا دیا کوئی سامری اور جمشید کو جاپ کرتا تھا اور مالا لیے آسنی پر آسن جمائے دھیان لقا کا لگائے اسطرح پکار رہا تھا کہ ابیات ہندی

سنیے مالک پکار ہماری
ہم تو آئے سرن تمہاری
مین پاپی ابرادھی گھیرو
باپ تدی مین ادھ بیچ پڑو
تاسین دکھی رہون دن راتا
ٹھاؤ سہائے مونہے پدھاتا
کیسی سنی سینھ پکارا
اب کا بھیو ہماری بارا

ہر سمت ایک ہنگامہ قیامت زا برپا تھا نقیب ہر سمت پکار رہے تھے بہادرون کو کلمات شجاعت پہلوانان گذشتہ سنا کر رغبت جدال وقتال دلاتے تھے اہل اسلام غسل فرما کر پوشاک کو کفن سمجھکر حنوط کرتے تھے مشت خاک گریبان مین رکھتے تھے کہ اے خاک تو لحد ہو جیو لاش خیل کوے نہ کھائین بعد مرگ تو آسمان سے دو گز زمین چھینکر اپنے قبضہ مین لائین کہ بیت

خلعت کی کیا امید رکھین آسمان سے ہم
دو گز کفن ملے گا کسی طرح بخیل سے

الحاصل چار پہر یہی ہنگامۂ شر و فساد گرم رہا تلوارون کے قبضے کھڑکتے رہے سپرون کے پھول اور خنجر چمکتے رہے آخر نسیم سحری سن سن مثل تیر کے چلی اور گل خورشید خار ہاے شعاع مین اسطرح گھرا ہوا چرخ مین ظاہر ہوا کہ جیسے اسد نیستان جرأت نیزون مین گھرتا ہی نظم

سحر گہ چو تیغ خورشید ظفر کوش — شفق خونین کفن افگندہ بر دوش
کفن بر دوش و برکف تیغ و خنجر — برون آمد بجنگ انجم و اختر
زتار و پود تیغ و خنجر صاف — ہوا گشتہ پرندآ ہنین باف

امیر مسجد کرباس مین داخل ہوے اور فریضہ نماز سحر ادا فرماکر دعا کرنے لگے کہ اے خالق لیل و نہار مجھے اس لشکر روسیاہ کفار پر فتحیاب فرماکر سرخرو کرنا ادھر امیر تضرع و زاری درگاہ باری مین کرتے اور بلبلاتے تھے اس طرف لشکر ولاور لیکر دشت نبرد مین جاتے تھے غول کے غول اور گروہ کے گروہ سردارون کے در دولت آستان عالی جاہ ظل اللہ شہنشاہ گیتی ستان پر حاضر ہوتے تھے کہ یکایک سلطان عالم پناہ کا تخت کہاریان اٹھائے آئین کہارون نے تخت بدلوایا شاہ کا جمال نظر آیا ہر شخص مجرے کو جھک گیا مرو ہے نے نگاہ روبرو کر کر تسلیم و آداب کرنا ہر ایک کا بجا لایا تخت شاہی کو بوسہ دیکر سب نے بیچ مین کر لیا اور سواری حضور عالم کی میدان مصاف کی طرف چلی اس امر کی خبر عیارون نے امیر سے جاکر عرض کی امیر فی الفور اسلحہ جنگ زیب قامت فرماکر حاضر خدمت شہنشاہ عالم پناہ ہوے اور مجرا کر کے بعہدہ سپہ سالاری کل لشکر کے آگے ہو کر روانہ ہوئے اسوقت اس لشکر نصرت اثر پہ عسکر انجم فلک دوازشار تھا کہ ابیات

فراوان اسپ با زین مکلل — برفتار از صبا صد رہ معجل
ہزاران فیل نر چون کوہ الوند — تو گوئی آسمان مانند بودند
شمار فوج خسہ افزون ز تعداد — ہمہ سرکش قوی دل ہمچو پولاد
نکو آرایشے ز اندازہ بیرون — چمن را شد ز رشکش دل پر از خون

قصہ کوتاہ بڑے جاہ و تجمل سے برآمد دشت مصاف ہوے کہ آنے سے اس فوج دریا مثل ظرف موج کے فلک شیشہ ساعت بنگیا اس قدر غبار بلند ہوا پلٹنون اور رسالون مین طرم بجے نرسنگے پھنکے ہل من مبارز کی صدا بلند ہوئی کہ بہرام چرخ فلک پر گھبرایا تا قوس فلک ہاتھ سے چھٹی تیر سپہر قلم کو بنا کر سپہ گری چھوڑی نقشیون مین نام لکھایا غرضکہ پرے صفون کے جمے دلاور آگے بڑھکر ٹھہرے تھے کہ سامنے سے لشکر ساحران نظر آیا لقا ہاتھی پر بصد زیب و زینت سوار

کئی لاکھ سرکشان روزگار آمادہ کارزار شمشیرین کاندھون پر رکھے دریاے آہن مین غوطہ مارے خداوند کے ہاتھی کو گھیرے صحراے قتال مین وارد ہوے ایک جانب قہار شعلہ بدن اژدہے پر سوار ہمراہ اسکے ساحران غدار صف آرا ہوے اونچی نیچی زمین بیلدارون نے برابر کی اور سقون نے آبپاشی کرکے گرد و غبار بٹھایا میمنہ و میسرہ آراستہ ہوا نقیبون نے للکارا صدا دی کہ دنیاے فانی مین نوجوانون زندگی کا عرصہ تنگ ہی یہ میدان مصاف جاے نام و ننگ ہی زینت دہ بزم شجاعت بنو شمع ناموری روشن کرو جوش جرأت و جنگ رستمی دکھادو کہ یقیجواے نظم

اب کام لو نیزہ و تبر سے	تلوار پہ چلے عدو سے بھڑ کے
وہ تم سے عیان ہو شان جرأت	دنیا مین رہے نشان جرأت
آب شمشیر خوب برسے	پائی کو وہان زخم ترسے
ہو گلشن نام و ننگ شاداب	تحسین کرے تم پہ روح سہراب

نقیبون کی صدا سے بہادر بشاش ہوے نامرد بدحواس ہوے قہار جادو جلال لشکر امیر دیکھکر دنگ تھی اور دل سے کہتی تھی کہ ان سے لڑکر سربر ہونا غیر ممکن ہی اسوقت بختیارک نے کہا اے ملکہ کس فکر مین ہو جاؤ مقابلہ کرو قہار نے جواب دیا کہ رنڈیون کو مردون سے لڑوانا ملک جی تمھارا ہی کام ہی ایک پہلوان آیا چاہتا ہی وہ لڑیگا یہ کہکر آسمان کیطرف دیکھا اور پکاری کہ اے سوار قدرت شہنشاہ افراسیاب آ اس صدا کے دینے سے ایک تڑاقا ہوا اور سوار قدرت یعنے ایک نوجوان زرہ جوشن وغیرہ پہنے ہتھیار لگاے گوشہ صحرا سے پیدا ہوا اور اُسنے آکر لقا کو مجرا کیا تخت کو بوسہ دیا اور اجازت خواہ بہر حرب ہوا لقا نے کہا مین نے سب مسلمانون کا مرنا تیرے قبضے مین دیا یہ سنکر وہ میدان مین آیا اور صلح شوری کرکے سراپا میدان کا دکھاکر بہیبت و سطوت رجز پڑھنے لگا کہ نظم

مین وہ رستم وقت ہون بیگمان	نہین اور مجھ سا کوئی پہلوان
جوانمردیون پر اگر آؤ مین	نیا رنگ دنیا مین دکھلاؤ مین
مجھے سب طرح سے ہی زیبا غرور	مری تیغ اژدا کے رُخ پر سے نور

ہی کوئی اے فرقہ اسلامیہ تم مین ایسا کہ مجھسے آکر ہم نبرد ہو اس نہیب کو سُنکر دست راست سے شہزادہ نور الدہر نے گھوڑا دوڑایا اور سامنے بادشاہ اسلام کے آکر عرض کیا کہ مجھے میدان کی

رضا دیجیے تاکہ اس گمراہ کو باندھکر حضور مین حاضر لاؤن اور یا جان گرامی اپنی حضور پر نثار کرون بادشاہ نے انکو خلعت سے مخلع کیا اور بسپرد پروردگار عالم کے کیا شہزادہ مرکب چمکاکر روانہ ہوا اور سامنے حریف کے پہونچکر تنگا ورزنی کی سوار قدرت کا گھوڑا چپیٹر کھاکر سات قدم پیچھے ہٹ گیا اور مرکب شہزادے کا زور مین ڈپٹ کے ساتھ جسقدر حریف کا گھوڑا ہٹا اُسی قدر آگے بڑھ گیا شہزادہ جوش شجاعت سے یہ اشعار حریف کی رجز خوانی کے جواب مین زبان پر لایا کہ اشعار

مین ہون نامدار جہان بے عدیل
مین ہون نسل صاحبقران جلیل
وہ شمشیر بران ہی مجھکو ملی
کہ ہیبت سے ہی قبر رستم ہلی
مقابل ہو مجھ سے کہان اتنی تاب
وہ برزو وہ بیژن وہ افراسیاب

او بے حیا کیا منھ سے لاف وگزاف بکتا ہی لا ضرب میدان مردان عالم سوار قدرت نے بہ غضب تمام نیزہ مارا شہزادے نے نیزہ کی سنان کو اپنی سنان نیزہ پر روکا چند بار ردوبدل ہوئی تھی کہ نیزہ سوار قدرت کے ہاتھ سے اُنھون نے نکال دیا اُسنے جھلاکر گرز گرانبار چرخ دیگر سر شہزادہ پر لگایا اُنھون نے گرز کو اپنے گرز پر روکا کلہ عمود مین پھل پڑگئے آخر نوبت شمشیر زنی کی آئی سوار نے تلوار سر شہزادے پر لگائی شہزادے نے روکرکے تیغہ خاراشگاف نیام سے نکالا اُسوقت قہار نے مخفی طور پر سحر کیا کہ شہزادے کے آدھے دھڑ کو بیجان کردیا اور سوار قدرت نے بروقت تلوار اپنے سر پر آنے کے شہزادے کی کلائی پر ہاتھ ڈالا شہزادے نے بھی گریبان مین ہاتھ ڈالا لیکن آدھا جسم تو دم نہ رکھتا تھا کچھ نہ زور چلا سوار قدرت نے انکو قاش زین سے اُٹھاکر زمین پر ٹپکا اور باندھکر لشکر مین بھیجدیا لقا نے قید کرایا سوار قدرت نے پھر مبارز طلبی کی لشکر اسلام سے شہزادہ نور الدہر کے سردار ایک کے بعد ایک آکر کینہ خواہ ہوے مگر بسبب سحر کرنے قہار کے گرفتار ہو گئے شام ہونے تک چالیس بہادر اسیر سر پنجہ تقدیر ہوے اُسوقت طبل بازگشت قہار نے بجوایا اور پکار کر کہا کہ ای خدا پرستو آج تمکو اور مہلت دیتی ہون اگر تمنے خداوند کو سجدہ نہ کیا تو کل سب کا خاتمہ کردونگی ادھر بہادرون نے للکارا کہ او مردار کیا بکتی ہی انشاء اللہ کل تجھکو راہ ملک عدم دکھائینگے عیارون نے کہا کہ آج ہی رات کو وی تجھے ہم تجھے زندہ نچھوڑینگے غرضکہ لشکر جانبین کے پھرے کمر کھولی آسودہ ہوے لقا اپنی بارگاہ مین نہایت خوش وخرم آکر پہونچا اور حکم رقص وسرود دیا ناچ ہونے لگا

بختیارک نے کہا اے قہار آج تم بہت ہوشیار رہنا عیار ضرور آئینگے اسپر بھروسہ نہ کرنا کہ خداوند نے
مسلمانون کو گرفتار کرا دیا ہی خداوند ڈھلتا پانسا ہین اور تعالی کے بیگین ہین تقدیر پلیٹ دیتے ہین
لقا نے کہا اے ملکہ مین حفاظت کو فرشتے مقرر کردون گا بختیارک بولا کہ عزرائیل کو مقرر فرمایئے گا
قہار بولی کہ آج پھر نقارہ حرب بجوایئے مین سب کو گرفتار کردون اور طلسم مین چلی جاؤن بختیارک نے
کہا اے ملکہ جلدی نکرو دیر آید درست آید رفتہ رفتہ سب کو گرفتار کرنا مثل مشہور ہی نہ دوڑ کے چلے نہ
گر پڑے آج کا دن ٹھہر جاؤ کل مقابلہ کرنا قہار نے اسکا کہنا نہ مانا اور طبل جنگ بجوایا ہرکارون
نے امیر سے جاکر خبر دی امیر کے یہان بھی حکم کوس حرب کے بجنے کا صادر ہوا اسوقت چالاک
نے عرض کیا کہ غلام کے نام پر طبل بجوایئے کل سوار قدرت سے مین لڑونگا امیر نے فرمایا کہ مین تجھے
بجائے عمرو کے جانتا ہون کیونکر دانستہ قتل اور گرفتار کرا دُون تیرے پاس تحفہ جات اور تبرکات
مثل عمرو کے کہان ہین چالاک قدمون پر گرا کہ یا امیر اب مین ذلیل ہونگا جو منھ سے نکلتا
ہی ویسا ہی کرنا چاہیے لازم ہی کہ میرے نام پر طبل بجوایئے اسکے اصرار کرنے سے امیر نے اجازت
دی کہ بنام چالاک طبل بجے پھر تو نقارے پر چوب پڑی سارے لشکر مین خبر مشتہر ہوئی کہ کل
چالاک سے مقابلہ ہی دیکھا چاہیے کہ مشیت ایزدی مین کیا گذرا ہی یہ خبر لشکر لقا مین جب پہونچی
بختیارک کھڑے ہوکر ناچنے لگا اور پکارا کہ وہ مارا لیجیے مرشد زادے کل مقابلہ کرینگے پھر سوار قدرت
کا بچنا غیر ممکن ہی یہ باتین تھین کہ سوار قدرت بھی بارگاہ مین آیا اُس سے کہا واسطہ سامری کا
بہت ہوشیار رہنا چاہیے اب تم بچتے معلوم نہین ہوتے سوار قدرت نے کہا مین آسمان پر جاکر
رہونگا مجھے عیار کہان پائینگے یہ کہکر اُٹھ کے چلا گیا دونون لشکرون مین تیاری ہونے لگی دربار
برخاست ہوے چالاک اور ابوالفتح صورت بدلکر لشکر ساحران مین گئے ایک ساحر سے
اجنبی بنکر پوچھا کہ سوار قدرت کہان ہین ہم اُنکی ملاقات کیا چاہتے ہین ساحر نے کہا سوار قدرت
آسمان پر جاکر رہا ہی کل اُس سے اور چالاک سے مقابلہ ہی یہ سُنکر چالاک گھبرایا دل سے کہا
تو نے ناحق اپنے نام طبل جنگ بجوایا اب صبح کو امیر کو کیا مُنھ دکھاؤنگا بڑی ذلت کا سامنا ہی
سوار قدرت کا ملنا محال ہی لاؤ چلکر بختیارک سے اسکا حال پوچھون یہ سوچکر روانہ ہوا ادھر
لقا نے دربار برخاست کیا تھا سردار اپنی اپنی جگہہ پر جاکر مقیم تھے بختیارک اپنے خیمہ مین تھا کہ
چالاک در خیمہ پر آیا اور دربانون سے کہا جاکر ملک جی کو اطلاع کرو کہ چالاک تمھارے
پاس آئے ہین دربانون نے جاکر عرض کیا بختیارک گھبراکر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا ارے تمنے انکو روکا

کیون جلد باعزاز تمام لاؤ لوگ چالاک کو بلانے گئے بختیارک نے سروقد اٹھکر تسلیم کی اور گویا ہوا کہ اے مرشد زادے آج آپ نے بڑا کرم فرمایا آیئے تشریف لایئے بمقتضائے بیت

نگویم بہر تشریف قدومت خانۂ دارم	غریبم خاکسارم گوشۂ ویرانۂ دارم

چالاک پاس آ کے بیٹھ گیا اور گویا ہوا کہ ملک جی ہمارے باپ کو کوئی ضرورت ہوتی تھی تو تمھارے پاس آتے تھے آج ہم بھی آئے ہین کہ تم سے کچھ پوچھین لیکن شرط یہ ہو کہ اگر سچ بتا دو گے خیریت گذرے گی ورنہ یہ خنجر بران دیکھو اُسکو پہچانتے ہو اور ہم بھی مُنہ پھٹ انتہا سے زیادہ ہین بختیارک نے کہا کہ مین تو غلام کا آپ کے غلام ہون جو فرمایئے بجا لاؤن اُسنے کہا سوار قدرت کو بتاؤ کہان ہو بختیارک نے کہا اگر آپ کو ذلیل کرنا منظور ہو تو ذلت دیجئے جو مزاج مین آئے وہ میرے ساتھ کیجیے مگر مجھکو قسم ہو اپنے مرشد برحق یعنے آپ کے والد ماجد کی کہ سوار قدرت کا مسکن مین نہین جانتا ہون اتنا سُنا ہو کہ وہ آسمان پر رہتا ہو پھر کیا ہو آپکے نزدیک زمین اور آسمان سب یکسان آپ روش صبا پر سوار ہو کر جایئے گا اور مجھے یقین ہو کہ اُسے قتل کیجیے گا یہ تقریر اُسکی سُنکر چالاک سمجھا سچ کہتا ہو یہ حال سوار قدرت کا نہین جانتا ہو ورنہ میرے باپ کی قسم نہ کھاتا آخر ناچار ہو کر وہان سے پھرا اس عرصہ مین رات بھی تھوڑی رہگئی اسنے خیال کیا کہ اب چلکر قہار شعلہ بدن کو مار ڈال سوار قدرت اُسی کا بلایا آتا ہو اُسکے مرنے سے وہ نہ آئے گا یہی سوچتا ہوا خیمہ قہار کے قریب آیا اُس قحبہ نے صحن خیمہ مین پلنگ بچھوایا ہو اور سراچۂ خیمہ کے اُٹھوا کر دور دور سا جردن کی چوکی بٹھائی ہو اور آپ پلنگ پر لیٹ کر پھول بھر کر کے اپنے اوپر بچھائے کہ سارا بدن آگ کیطرح دہک رہا ہو آپ غافل سو رہی ہو چالاک نے دور سے سوائے شعلہ آتش کے جب کچھ نہ دیکھا گھبرایا کہ اب کس کو بیہوش کرون اور کسے قتل کرون آخر ناچار ہو کر وہان سے بھی پھرا اس اثنا مین نوبت صبح کی بجنے لگی اور ستارے مثل گل باد خزان کے چمن آسمان مین مُرجھا گئے غنچۂ صبح لہلہایا گلشن نیلوفری سپہر مین گل خورشید پھولا کہ نظم

سحر گہ از شبستان شاہ خورشید جہان پیمان شدہ مثل جوانمرد	برون آمد ز مشرق ہمچو امید بجارا طراف عالم خوش گذر کرد

صبحدم لشکران ہر دو سو خیل خیل و ذیل ذیل آمادۂ حرب و پیکار میدان جنگگاہ مین وارد ہوئے امیر بھی نماز پڑھ کے تمام اسلحہ زیب قد کر کے در دولت پر آئے شب دارون نے مجرا کیا بادشاہ جمجاہ برآمد ہوئے نقارون پر چوب پڑی ہر ایک نے تعظیم دی تخت شاہی کے ہمراہ جمسل

سردار روانہ ہوے اور بڑے کروفر سے میدان جنگاہ مین آئے بدستور روز اول مقام رزمی
پاک وصاف ہوا بیلچہ درکار ریت و بلند زمین کو ہموار کر چکے سقون نے آبپاشی کی گرد بٹھائی
صفین جم گئین نقیب نقابت کرنے لگے خلاصہ یہ کہ جب دونون لشکر لڑنے پر تلگئے یعنے لشکر لقا
آکر صف آرا ہوا اسوقت امیر نے ملاحظہ فرمایا کہ سب عیار اپنے اپنے سردار کے ساتھ حاضر ہین
لیکن چالاک نہین ہی عیارون سے پوچھا کہ چالاک کہان ہی اُنھون نے عرض کیا کہ حاضر ہوتا
ہی امیر نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ مارے غیرت کے روپوش ہوگیا خنجر مار کر مر گیا سوار قدرت سے لڑ نہ سکا
اب بڑی سبکی ہوئی عیارون نے عرض کیا کہ ہم سب لڑنے مرنے کو حاضر ہین ایک عیار نہو نہ سہی
امیر نے جواب دیا کہ طبل جنگ تو اُسی کے نام پر بجا ہی بات مین تو فرق آیا یہ فرما رہے تھے کہ قہار
ساحرون کے ہمراہ ایک طرف آکر ٹھہری اور آسمان کو دیکھا سوار قدرت فلک کی جانب سے بلا کی
طرح نازل ہوا اور میدان مین آکر مبارز طلبی کی دست راست کے سردارون نے کہا کل ہمارا
شہزادہ گرفتار ہوا ہی ہمین لوگ آج جائینگے کوئی اورارادہ سوار کے ساتھ ہم نبرد ہونے کا نکرے
یہ کہ رہے تھے کہ صحرا کیجانب سے گرد اُٹھی اور ایک سوار مرکب باد رفتار زیر ران تاج سر پر رکھے
خنجر کمر مین سپر پشت پر اور نقاب چہرے پر ڈالے پیدا ہوا امیر نے اُسکی جانب دیکھا اور وہ بھی مُسکرایا
امیر نے پہچانا کہ چالاک ہی دعا فرمانے لگے کہ خداوندا اُسکو مظفر و منصور فرمانا اور چالاک سوار قدرت
سے نگاوزن ہوا اور للکارا کہ منم غلام صاحبقران سوار قدرت ہنسکر پکارا کہ ابھی تو میرے سامنے
چھوکرا ہی چل تجکو اپنا ساقی بناؤن گا چالاک نے کہا او بیحیا پیمانہ عمر لبریز ہو چکا ہی مین تیرا ساقی
اجل ہون تو کیا بکتا ہی ادھر آ لا ضرب مردان عالم سوار قدرت نے جھلا کر تلوار ماری اُسنے
جست کر کے خالی دیکر ایک بیضہ بیہوشی مارا کہ سوار قدرت کی ناک پر پڑا وہ چھینک مار کر بیہوش
ہوگیا چالاک نے کاٹھی خالی کر کے خنجر مارا کہ سر کٹ جاے مگر خنجر اُچٹ گیا اُسنے جسم بزور سحر اپنا
سخت مثل پتھر کے بنایا تھا یہ دیکھتے ہی وہ تو بیہوش تھا اور گھوڑے سے زمین پر گرا چاہتا تھا
کہ چالاک نے کمند مار کے اپنے گھوڑے کو بھگایا سوار قدرت بھی کھنچتا چلا اور پتھر اور درخت سے
ٹکرا کر سر پھٹ گیا اعضا ٹوٹ گئے آخر مر گیا صداے دار و گیر بلند ہوئی کہ کشتی سوار قدرت رقہار کا
رنگ سفید ہوگیا اور بختیارک ناچنے لگا پکارا صلوٰۃ بر ابراہیم و لعنت بر لقا فوج ساحران اور
کافران لینا لینا کہتی ہوئی چلی ادھر سے امیر بھی اسم اعظم بہ آواز بلند پڑھتے ہوے آگے بڑھے جسکی
تاثیر سے سحر اثر نہ کرے ابر سیاہ ہر طرف سے گھر آیا پھر تو نظم

بڑھے لڑنے والے کھنچی تیغ تیز ملی امن کو وان سے راہِ گریز
چلی جس طرف کو وہ جنگی سپاہ دلاور ہوے جس طرف کینہ خواہ
ہوئی لاش پر لاش اس جا تپان چمکنے لگے خنجر خون چکان
برسنے لگا آب پیکان تیر بہادر ہوے سہم کر گوشہ گیر

ہزار ہا ساحر اور لقا پرست مارے گئے لشکر امیر بڑھتا چلا آتا تھا بختیارک نے طبل امان بجوا دیا اور لشکر لیکر پھرا امیر بھی بفتح و فیروزی پھر کر داخل بارگاہ ہوئے چالاک کو خلعت عنایت کیا اور بعشرت تمام بیٹھے مگر عیار باہم مشورہ کر کے واسطے قتل کرنے قہار کے روانہ ہوے یہان لقا وغیرہ سب بارگاہ مین آکر بیٹھے ہین کہ ابر آسمان کیطرف آیا اور بجلی چمکی بختیارک نے کہا یا خداوند یہ کیا تقدیر فرمائی ہی لقا نے قہقہہ مارا اور کہا ہماری تقدیر کو کون پہچان سکتا ہی دیکھو ہمنے سوار قدرت کو اپنی رحمت نازل کر کے بہشت مین بھیجدیا وہان وہ سیر کر رہا ہی یہ کلام سب حضار ان دربار سنکر کہنے لگے کہ برحق تو جاگتی جوت کا خداوند ہی جو چاہے وہ کرے سب تو یہ کہ رہے ہین اور بختیارک چپکے چپکے کہتا تھا کہ جھوٹے پر لعنت ہی اس گفتگو کے درمیان مین وہ ابر جو نمودار ہوا تھا قریب آیا اور طوفان فیل دندان فرستادہ شاہ طلسم آکر پہونچا سلیمان نے جاکر لشکر اتروا یا مگر اسنے وہ کشتیان جو اپنے ساتھ لایا تھا خداوند کو نذر دین اور نامہ بادشاہ ساحران کا دیا آپ سات بار تخت خداوند کے گرد پھرا سجدہ کیا بختیارک نے خداوند پر سے پانی اُتار کر اُسکو پلایا اور کہا یہ احسان یاد رکھنا اس پانی کے پینے سے دس برس عمر ہر روز بڑھتی اور ٹھنڈک رہتی ہی طوفان نے کہا بیشک میرا سارا بدن خنک ہوگیا بختیارک نے چپکے سے کہا جو حرامزادہ آتا ہی وہ جھوٹا ہی آتا ہی قصہ مختصر طوفان برابر قہار کے بیٹھا سبنے دیکھا کہ تین جوڑے اسکے سر پر بندھے ہین ایک جوڑے سے آگ کے شعلے نکلتے ہین اور دوسرے سے دھوان پیچ کھا کر بلند ہوتا ہی تیسرے سے سانپ گردنین باہر نکالتے ہین اُسکو دیکھکر ابلیس بھی پناہ مانگتا ہی جسوقت یہ بیٹھا ساقی نے جام لاکر شراب کا دیا اُسنے پیا اور حال پوچھا بختیارک نے سب حال سوار قدرت کے مارے جانے کا بیان کیا اور کہا ملکہ بڑے رنج مین ہین یہ حال سنکر اُسنے کہا کہ ای ملکہ افسوس ہی کہ اتنی بڑی تم ساحرہ ہو اور تمسے کچھ نہو سکا اب تم بیٹھو مین کام خدا پرستون کا تمام کیے دیتا ہون اسکے ان کلامون سے قہار کو بھی غصہ آیا اور گویا ہوئی کہ خداوند فصیل قلعہ پر چلکر تشریف رکھین اور تماشہ دیکھین کہ مین مسلمانون کو ہلاک کرونگی اسکے کہنے سے لقا مع تمام

سرداروں اپنے کے کوہ عقیق پر جا بیٹھا اور قہار نے ایک ناریل جوٹی دار سحر پڑھکے مارا کہ لشکر امیر
میں وہ آکر گرا یہ لشکر چوبیس کوس کے گرد میں اترا ہی چالاک چبوترہ کوتوالی پر بازار چار طاق بلقیس
میں کھڑا تھا اور ابوالفتح کا ہاتھ پکڑے باتیں کر رہا تھا کہ ناریل کا گرنا دیکھا ہاتھ چھڑا کر بھاگا اور
دو کوس پر جا کر ایک حلوائی کی دوکان پر ٹھہر دیکھا کہ ناریل سے مہیب صدا پیدا ہوئی اور شعلے
نکلکر باہم جمع ہو کر مثل چادر آتش فشان کے بنگئے اور تمام لشکر پر وہ چادر پھیلنے لگی چالاک
یہ آفت دیکھکر پھر بھاگا اور لشکر کی حد سے باہر نکل گیا ابوالفتح اور چند عیار اور بھی بھاگ گئے باقی
کل لشکر پر وہ چادر پھیل گئی صرف بارگاہ سلیمانی محفوظ رہی کہ سپہر سحر تاثیر نہیں کرتا ہی اور نہ کوئی
ساحر اسمیں آسکتا ہی اگر آئے تو جل جاے غرضکہ اہل لشکر کو وہ گرمی معلوم ہوئی کہ زبان شدت
تشنگی سے منھ کے باہر نکل پڑی اور چادر آتش میں سے آگ برسنے لگی امیر اور بادشاہ اور سردار
جو اندر بارگاہ سلیمانی کے میں وہ تو بچے ہیں باقی سب اہل لشکر آفت میں گھرے ہیں امیر نے
پانی پر اسم اعظم دم کر کے مشکوں میں ملوا کر حکم دیا کہ جہاں آگ برسے وہاں چھڑکو تا کہ جلنے سے بچو
لیکن جب تک پانی چھڑکیں زمین کرہ نار بنگئی خیمے بارگاہیں ہزاروں جلیں اور ہزار ہا آدمی
ہلاک ہو گئے لشکر میں اہل چل پڑ گئی پانی چھڑکنے سے آتش زمین کی ٹھنڈی ہوتی ہی لیکن وہ
چادر تنی ہوئی ہی نہ اُس تک پانی بسبب بلندی کے پہونچتا ہی نہ وہ آفت دفع ہوتی ہی
عجیب مصیبت ہی کہ **نظم**

زمین آگ کی آسمان آگ کا	جدھر دیکھیے اک سماں آگ کا
جلا اس قدر رشک سے آسمان	ہوا آخر کار آتش فشان
درختوں سے پیدا شرارے ہوئے	چمن میں ہر ایک گل ستارے ہوئے
پھپھولے کی صورت تھی ہر اک کلی	زمین گلشن دہر کی یوں جلی

خلاصہ کلام لشکری تمام بھاگ کر اندر بارگاہ سلیمانی کے جا کر چھپے لیکن سارا لشکر ایک بارگاہ میں
کیونکر سما سکے امیر نے پانی پر اسم اعظم پڑھکر دیا کہ اسکو جسم پر ملو اور یہ سارے لشکر میں وہ آب تقسیم
ہوا تا کہ جلنے سے تو بچے مگر اس آگ میں سب طرف سے کھڑے ہیں اُسطرف لقا بیٹھا ہوا کہہ رہا
تھا کہ اے بندگان دید بد قدرت ہی میرا نام قہار عرض بیرا ہی کہ یا خداوند تیری بہت بڑی قدرت ہے
تو نے ایک مجھ ایسی بندی گندی ناچیز کو یہ طاقت عنایت فرمائی ہی اب میں سب مسلمانوں کا کام
تمام کیے دیتی ہوں ایک حمزہ مالک اسم اعظم ہی وہ اگر بچ گیا تو خیر بغیر مارے مر جائیگا اگر جیا تو کیا

رفیقون کے غم مین اُسکا بچنا محال ہی بختیارک نے کہا یہ تو سب سچ ہی لیکن ایک تو مسلمانون کو مرنے کی
عادت نہین ہی دوسرے خداوند کے نواسے اس لشکر مین ایرج ہین اور قاسم داماد ہین
کہین خداوند رحم کھاکر تقدیر نہ پلٹ دین لقا جواب دہ ہوا کہ اب کی سب کے ہلاک کی مین نے
مضبوط تقدیر کی ہی اسکو نہ پھیرونگا یہ باتین کر کے فصیل قلعہ سے اُتر کر بارگاہ مین سب آکر بیٹھے
اور ناچ ہونے لگا خوشی کرنے لگے شراب کا دور شروع ہوا بختیارک کہتا ہی دیکھا چاہیے کہ یہی
خوشی روز رہتی ہی یا آج کے دن کی ہی کیونکہ مسلمان ایسی ایسی صعوبتین بہت اُٹھا چکے
ہین اُنکا خدا بڑا زبردست ہی کوئی دم مین معاملہ دگرگون ہوا چاہتا ہی یہی گفتگو تھی کہ چالاک
اپنی فوج کی مصیبت دیکھکر روتا ہوا صورت بدل کے جو چلا بارگاہ لقا مین خدمتگار بنکر آیا مگر
قہار کے پیرون نے خبر دی کہ عیار آیا اُسنے بختیارک سے کہا کہ عیار یہان موجود ہی اُسنے پوچھا
کہ تمھین کیونکر ثابت ہوا اُسنے کہا کہ جب کوئی دشمن آئیگا تو میرا سحر خبر دیگا اور آنکھ پھڑکنے
لگے گی یہ باتین جو چالاک نے سُنین سمجھا کہ یہان جو ٹھہرو گے تو گرفتار ہو جاؤ گے یہ قحبہ پہچان
لیگی یہ سوچکر بارگاہ سے نکل گیا دروازے پر صورت بدلے ہوئے ابو الفتح کھڑا تھا اُسکو
پہچان کر الگ لیجا کر سب حال کہا اور دل جو حالت لشکر پر بیقرار تھا تو دونون پھر فراش
بنکر داخل بارگاہ حریف ہوئے قہار نے کہا ملک جی عیار فی الحقیقت بڑے حرامزادے ہین پہلے
ایک آکر چلا گیا تھا ابکی وہ دوسرا اور لایا ہی بختیارک نے کہا اے ملکہ یہ لوگ بلائے بے درمان
ہین تمھین جیتا نہ چھوڑینگے پھر جان ہی تو جہان ہی اپنی جان بچاؤ کسی ایسے مکان مین جاؤ
کہ جہان فرشتے خان کا بھی گذر نہو مجھے یہ رات تم پر خیریت سے کٹتی نہین معلوم ہوتی صبح
کو لمبی لمبی لیٹی ہوگی ہم افسوس کرتے ہونگے قہار بولی کہ ملک جی جو باتین آپ نے کہین
وہ ہیر لے ظہور مین آئین جو تمنے کہا وہی ہوا اپنی نگہبانی اپنے ہی سے خوب ہوتی ہی سچ ہی
جو مین اپنی محافظ نہونگی تو کون ہوگا یہان سے دو کوس پر ایک باغ ہی کہ باغ جمشیدی
اُسکو کہتے ہین اور صحرا بھی وہان طلسم کا ہی کہ کسی کا وہان گذر نہ ہوگا جو جائے قید ہو جائیگا
مین جاکر وہان رہونگی اور اسم اعظم حمزہ سحر سے بند کر کے آکر ہر ایک کو ہلاک کر دونگی
بختیارک نے کہا اے ملکہ تدبیر تو اچھی ہی لیکن نہ تمھین ہماری خبر نہ ہمین تمھاری مگر خیر
بمقتضائے بیت گر قصد ہوا ہی حضرت دل کوئے بتان کا + تو جاؤ کیا آپ کو اللہ کے
حوالے + یہان سے چلے جانے مین جان بچ جائیگی قہار نے کہا مین تم سے ملنے کی تدبیر

کیے دیتی ہون یہ کہکر دو جادوگرنیون سے حکم دیا کہ جو ملک جی حکم دین تم اُسکو بجا لانا کچھ عذر نہ کرنا جادوگرنیون نے اپنے سر کے بال توڑکر بختیارک کو دیے کہ ملک جی یہ بال جب تم آگ پر رکھوگے ہم دونون حاضر ہوکر جو فرماؤگے بجا لاینگے بختیارک نے بال لے لیے اور جادوگرنیان اور قہار زور سحر اُڑکر چلی گئین چالاک اور ابوالفتح یہ باتین سُنکر ساحرنیون کے چلے جانے سے صحرا مین آئے اور مشورہ کرنے لگے کہ باغ جمشید مین چلکر قہار کو مارین اس مین چالاک نے کہا مین جاکے اس بختیارک کو مارے ڈالتا ہون کیونکہ جو کچھ شرارت ہی اُسی کی ہی ابوالفتح نے جواب دیا کہ کہین ایسا کام نہ کرنا خواجہ عمرو ہمیشہ ڈاڑھی مونڈنے اور جوتیان لگانے کا خراج اُس سے لیا کرتے ہین وہ ناراض ہون گے کہ میری آبرو کھوئی چالاک نے کہا کچھ ہی کیون نہو مین تو جاتا ہون یہ کہکر خدمتگار کی ایسی صورت بنکر روانہ ہوا ادھر بختیارک جب جادوگرنیان جا چکین تو بارگاہ سے اُٹھکر اپنے خیمے مین آیا چالاک اسکے ساتھ ہولیا یہ اپنے خیمے مین پہونچکر کھانا کھا کر شراب پیکر آرام کیا چاہتا تھا کہ رفع احتیاج کی ضرورت ہوئی خدمتگار کو پکارا کہ آفتابہ چوکی پر رکھکر آ یہان چالاک جو خدمتگار بنکر آیا تھا اُسنے پانی وغیرہ مین بیہوشی ملاکر اور خدمتگارون کو بیہوش کیا اسوقت بختیارک نے جو پکارا آفتابہ لیکر بیت الخلا مین آیا بختیارک اسکو دیکھکر اپنی جگہہ سے اُٹھکر چوکی پر آکر کھڑا ہوا کہ خدمتگار چلا جائے تو مین بیٹھون مگر خدمتگار نے کہا کہ ملک جی ہگنا تو ہگنا موتنا تو مارہی ڈالونگا اب بختیارک گھبرایا اور گویا ہوا کہ کیون بے حرامزادے مالکون سے ایسی ہی گفتگو کرتے ہین چالاک نے کہا ہم ایسے مالک کا مُنھ مہری مین دے دیتے ہین بختیارک ان باتون سے جھلاکر پکارا کہ کوئی حاضر ہی چالاک نے کہا ہمارے سوا کوئی حاضر نہین اور موت تو ہروقت ساتھ رہتی ہی بختیارک ان باتون سے سمجھا کہ شاید عمرو طلسم سے آگیا ہو یہ جانتے ہی جھک کر باادب سلام کیا اور کہا آپ طلسم سے کب تشریف لائے یہ آفتابہ اور سب میرے خیمے کا مال اسباب آپ کی نظر ہی چالاک نے کہا یہ میرے کس کام کا ہی اگر والد ہوتے توزنبیل مین رکھ لیتے مجکو ہزار روپیہ روز امیر عنایت کرتے ہین وہی میرا خرچ ہی مین تیرے پاس اسلیے آیا ہون کہ ہمیشہ عمرو پر تو نے احسان کیا ہی جو مشکل ہوئی ہی وہ بمصداق

بیت
مشکل نز توجہ تو آسان ۔ آسان ز تغافل تو مشکل

تجکو قسم ہی لقا کی سچ بتادے کہ قہار کے پاس کیونکہ جاؤن چالاک نے منت سماجت کرکے پوچھا کہ شاید تبلادے لیکن بختیارک نے نہ تبلایا اسوقت اُسکو بیہوش کرکے چالاک دمڑہ کوہ مین لایا اور لشکر اسلام کی بیقراری

دیکھکر دل تو جلا ہوا تھا ہی لکڑیان کچھ جمع کر کے آگ سُلگا کر کسوت عیاری سے کڑھائی اور تیل نکالکر کڑھائی آگ پر رکھکر تیل گرم کیا اور بختیارک کو ہوشیار کر دیا جو آنکھ کھلی دیکھا مین بندھا ہون ادھر چالاک نے کرچھے سے تھوڑا سا تیل جلتا ہوا اسکے جسم پر ڈالا کہ یہ بلبلا گیا اُس سے بہ غصہ پوچھا کہ اے نطفۂ شیطان جلد بتا کہ قہار کہان ہے نہین تو مار ہی ڈالونگا جہان لشکر اسلام پر یہ آفت ہے وہان تجھے بھی جہنم رسید کرونگا اور اسی کڑھائی مین تلونگا اُسنے کہا کہ مجھے کھولدو تو بتا دون چالاک نے کھول دیا اور کہا اگر کچھ حرمزدگی کی تو یہ سمجھ لینا کہ مین نہین ہون بختیارک سوچا کہ میان جان ہے تو جہان ہے اس اثنا مین چالاک نے تیل کا ایک چھینٹا اور دیا کہ یہ تڑپ گیا اور جلدی سے بال جادوگرنیون کے آگ پر رکھے پھر تو بقول نسیم بیت

بال آگ پر رکھتے آندھی آئی		وہ دیو نی بال باندھی آئی

دونون جادوگرنیان حاضر ہوئین اُسنے کہا ملکہ قہار کو بلا لاؤ وہ چلین اور باغ جمشید مین پہونچکر ملکہ سے عرض کنان ہوئین کہ ملک جی آپ کو درہ کوہ مین کھڑے بلاتے ہین قہار یہ سُنتے ہی اُٹھی اور سمجھی کہ اکیلے مین شیطان خداوند نے جو مجھے بلایا ہے یقین ہے کہ کوئی تماشہ قدرت خداوند کا دکھائے گا یا مجھ سے کچھ راز کی باتین کریگا یہ سوچکر کنیزون سے کہا تم ٹھہرو مین اکیلی جاؤنگی غرضکہ تنہا اُڑکر پاس ملک جی کے پہونچی چالاک اُسکو دیکھکر پہاڑ پر چڑھ گیا اور بختیارک دوڑکر قدم پر گرا چپکے سے کہا ملکہ مجھے عیار پکڑ لایا ہے مارے ڈالتا ہے اور سب حال کہدیا قہار اسکے کہنے سے چارطرف دیکھنے لگی چالاک نے پہاڑ پر سے دیکھا کہ یہ ہر سمت نگران ہے بھا بختیار کرنے کچھ حال کہدیا یہ سمجھکر کلہ گوپھن مین پتھر رکھکر مستعد ہوکر ٹھہر اگر قہار نے جب کہین عیار کو نہ پایا بختیارک کی جانب دیکھا اُسنے ہاتھ اونچا کر کے اوپر کو بتایا قہار پہاڑ کے اوپر چلی کہ پکڑ لاؤن چالاک نے پتھر گوپھن کا چرخ دیکر مارا اسکے سر پر جو پڑا سر بھنا گیا بیٹھ گئی مگر جسم اپنا کر غنت ایسا بنایا تھا کہ ہلاک نہوئی چالاک گھبرایا کہ بڑا غضب ہوا پس جلدی تمام سر کوہ پر اُڑکر ایک سل ہزار من کی ڈھلکا دی کہ قہار سنبھل کر دوبارہ اُٹھکر چلی تھی کہ جو پتھر گرا اسکے نیچے پڑا ٹھا ہوکر رہگئی دم پھڑپھڑکر نکل گیا غل شور اور تاریکی ہوئی کہ کشتی قہار شعلہ بدن جادو ورا نجتیارک بھاگ کر درہ کوہ مین غار کے اندر چھپ رہا کہ مجھپر آفت نہ آئے اور چالاک پہاڑ سے اُترکر ڈھونڈھنے لگا کہ اس شیطان حرامزادے کو جوتیان لگاؤن اُسنے قتل کرانے مین کوئی دقیقہ نہین اُٹھا رکھا تھا غرضکہ ہر سمت اُسکو ڈھونڈھنے لگا جب کہین پتہ نہ چلا شادان و فرحان لشکر کی طرف چلا

یہان کل لشکر اسلام پر سے وہ چادر آتش دفع ہوگئی ہر ایک نے رہائی پائی امیر نے سجدۂ شکر بدرگاہ
دافع البلیات ادا فرمایا اُسوقت چالاک نے آکر سلام کیا اور سب کیفیت عرض کی امیر نے اسکو
خلعت سے سرفراز فرمایا اور حکم دیا کہ جلسۂ انبساط آغاز ہو ناچ ہونے لگا ادھر بختیارک بھی غار
سے نکلکر اپنے لشکر مین آیا نوکر اسکے سب ڈھونڈھتے پھرتے تھے اسکے آنے سے خوشنود ہوگئے
مگر یہ بارگاہ لقا مین آیا اور کہا یا خداوند خیر منگوایئے وہ چادر آتشین لشکر اسلام سے دفع ہوگئی
قہار آپ کی جہنم واصل ہوئین یہ کہکر سارا ماجرا کہ سنایا لقا نے کہا کہ ہم کو حمزہ کے حال پر رحم آگیا
ہمنے تقدیر پھیر دی یہ باتین تھین کہ طوفان اپنے خیمے سے بارگاہ مین آکر بیٹھا اور کہا ملکہ نہین معلوم
کہان گئی ہین بختیارک بولا کہ وہ بہشت نصیب ہوئین طوفان گویا ہوا کہ ملکہ جی بدکلمہ منھ
سے نہ نکالو بختیارک جواب دہ ہوا کہ بد و نیک مین کچھ نہین جانتا ہون مجھی سے بلوایا اور مار ڈالا
دیکھو ہمارے دل مین بھی پھپھولے پڑے ہین اور تن پر بھی چھالے ہین یہ کہکر جسم برہنہ کرکے وہ تیل کے
چھینٹے دکھائے اور سارا حال کہا فیل دندان حیران ہوا ہوش اُڑ گئے کہ عیار بڑے زبردست ہین
بختیارک نے کہا اب تم اپنی خیر مناؤ لڑو نہین خداوند پاس رہو پھر سمجھ لینا فیل دندان سمجھا کہ شیطان
سچ کہتا ہی لیکن کیا کرون شہنشاہ ساحران کہے گا کہ تجھ سے کچھ نہو سکا بہتر ہی کہ عرضی لکھون جیسا
جواب آئے ویسا بجا لاؤن غرضکہ اُسنے عرضی تحریر کی اور کل کیفیت یہان کی لکھی اور لقا نے نامہ لکھا
کہ ای شاہ جادوان جو جادوگر تم بھیجتے ہو اُسکو غرور رہتا ہی ہم اُسکو غارت کر دیتے ہین کوئی ایسا زبردست
بھیجو کہ ہمکو راضی رکھے اور کام خداپرستون کا تمام کرے یہ مضمون مع عرضی فیل دندان کے پہاڑ پر
رکھواکر نقارہ بجوا دیا پنجہ اُٹھا کر افراسیاب پاس لایا اُسنے عرضی اور نامہ پڑھکر فکر کی کہ کس شخص کو
بھیجون جو صاف باطن ہو اور کام ان خداپرستون کا تمام کرے ایک ایسا شخص جائے کہ عیار اُسپر
غالب نہ آسکین اور بیہوشی اُسکو تاثیر نہ کرے خلاصہ کلام یہ کہ وہ اس فکر مین ہی لیکن بمقتضاے بیت
زبحر سخن گوہر آرم بکف ٭ نویسم یکے داستان شگرف ٭ یعنے جسوقت کہ نخلبند حدیقہ عیاری و گل چین
باغ طراری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو باغبان قدرت جو گرفتار کر کے لے گیا راہ مین ایک
باغ اُسنے اپنی سیر کے لیے بنایا ہی وہان آیا یہان چار سو لونڈیان نازنینان مہر صورت حاضر تھین
اُنھون نے مجرا کیا عمرو سحر مین مسحور ہی اسکو بٹھا دیا آپ مسند پر بیٹھکر دم لینے لگا کنیزون سے اختلاط
کرنے لگا دو ایک کنیزین جو منھ چڑھی تھین اُنھون نے پوچھا کہ یہ شخص جو گرفتار ہی کون ہی اُسنے کہا
عمرو عیار ہی ایک لونڈی بولی آپ ناحق اسکو پکڑ لائے کیونکہ جو اسکے ساتھ دشمنی کرتا ہی وہ

مارا جاتا ہے آپ اسکو چھوڑ دیجیے اسنے بڑے بڑے ساحر مارے ہیں سرکشون کے سر اُتارے ہیں آپ
شاہ طلسم سے کہہ دیجیے گا کہ عمرو مجھے نہیں ملا یہ گفتگو باغبان سنکر لونڈیون پر خفا ہوا اور ایک طمانچہ
کنیز کے مارا کہ مین نمک حرام نہین ہون جو شاہ کے حکم سے گردن تابی کرون اسوقت عمرو نے بھی موقع
پاکر کہا اے باغبان میرے ساتھ دشمنی کرنا بہتر نہین ہے پھر کچھ نہین جائیگا مین ایک ٹکے کا پیادہ ہون
مارا گیا تو کیا اور زندہ رہا تو کیا مگر جو تو مارا گیا تو پھر کیسی ہوئی اس گفتگو مین عمرو مصروف تھا کہ ایک
طائر اُڑتا ہوا آیا اور سب باتین سنکر سامنے شاہ جادوان کے گیا جملہ تقریر بیان کی اُس سے بیان کی
افراسیاب نے کہا وزیر میرا نمک حلال ہے وہ ضرور عمرو کو لائیگا ہمارے پانچ چار جو چیدہ اور منتخب
ساحر ہین انھین مین سے وہ بھی ہے یہ تو تعریف کر رہا ہے مگر باغبان باغ سے لیکر عمرو کو پھر روانہ
ہوا لیکن حال سُنیے کہ برق فرنگی بھی جنگل مین پھر تلاش عمرو پھر رہا تھا کہ دیکھون اُستاد
سے اور باغبان سے کیا معاملہ درپیش ہوا اسکو ایک ساحر نے پھرتے دیکھکر پکڑ لیا اور لیکر
چلا راہ مین اسکے ایک دوست کا مکان تھا وہان برق کو لایا وہ دوست اسکی ساحرہ
ہے نازک اندام جادو نام اُسنے جو برق کو دیکھا تو اسپر فریفتہ ہو گئی اور اس ساحر کی پشت پر آگر
عین غفلت مین ناریل سحر پڑھکر مارا کہ اُسکے سینے کے پار گذر گیا غل اور شور ہوا مگر اُسنے برق کا ہاتھ
پکڑ کر بٹھایا اظہار تعشق کیا برق تو عیار بے بدل ہے اسکو اپنے اوپر شیفتہ پاکر اُسی کی محبت کا دم بھرنے
لگا اور شراب منگوا کر اپنے ہاتھ سے اسکو جام بھر کر دیا لیکن آنکھ بچا کر بیہوشی اُسمین ملا دی کہ
ساحرہ جام پی کر بیہوش ہو گئی برق نے سارے کپڑے اُسکے اُتار کر زیور وغیرہ لیکر سر اُسکا
کاٹ ڈالا اور آپ اُسی کی ایسی صورت بنکر روانہ ہوا راہ مین دیکھا کہ عمرو کو باغبان لیے
جاتا ہے برق راہ کاٹ کر کنارے دریا کے اس طرح آیا کہ یہ معلوم ہو جیسے اُس پار سے دریا اُتر کے
آیا ہے اور قریب آکر سلام کر کے ایک نامہ افراسیاب کی طرف سے دیا اور زبانی بھی کہا کہ آپنے
مجھے کاہے کو پہچانا ہو گا مین کنیز ہون شہنشاہ نے مجھے آپکے پاس بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ ہمنے عمرو
کو گرفتار کرنے کے لیے تمھین بھیجا تھا تمنے بڑی دیر لگائی اب جلد لیکر آؤ ہم منتظر ہین باغبان نے
اسکی تقریر سُنکر خیال کیا کہ جب مین اپنے باغ مین تھا اسوقت طائر سحر آکر خبر لے گیا تھا
شہنشاہ نے پھر اس کنیز کو کیون بھیجا اس مین معلوم ہوتا ہے کچھ دھوکا ہے یہ سوچکر منھ سے اُف
جو کی برق زمین پر گر کر لوٹنے لگا اُسنے کہا سچ بتا تو کون ہے برق نے کہا سچ تو یہ ہے کہ سامنے
درہ کوہ مین میرا مکان ہے اور مین ساحرہ ملازم شہنشاہ ہون باغبان کو اس بدلی ہوئی

تقریر سے اور زیادہ شک ہوا اور ایک چٹکی خاک کی اُٹھا کر سحر پڑھکر پھینکی برق کمر تک زمین مین غرق ہوا باغبان نے کہا اگر سچ سچ اپنی حقیقت کو تو بتا دے تو قسم ہے سامری کی کہ تجھے چھوڑ دونگا نہین مار ڈالونگا برق نے دیکھا کہ ابکی جھوٹ بولے اور زمین مین سما گئے ناچار گویا ہوا کہ عیار برق فرنگی میرا نام ہے استاد کو اپنے چھڑانے آیا تھا خود ہی گرفتار ہوگیا باغبان نے اسکے سچ بولنے سے چٹکی بجائی دو جادوگر پیدا ہوے اور بغلون مین ہاتھ دیکر برق کو زمین سے دونون نے کھینچ لیا باغبان نے سحر کر دیا اور لکھا کہ اسکو ہمراہ لیتا آؤن یا نہ لاؤن ساحر بہت جلد عرضی خدمت شاہ طلسم مین لے گئے اُسنے پڑھکر جواب لکھا اور عیارون سے کچھ مطلب نہین تمنے برق سے سچ بولنے پر رہا کر دینے کا اقرار بھی کیا ہے اُسپر احسان کرکے چھوڑ دو اور عمرو کو یہان لے آؤ جب یہ جواب عرضی باغبان کو پہونچا پڑھکر برق سے گویا ہوا کہ تم سب کو گرفتار کر لینا کچھ بات نہین ہے مین تجھپر احسان کرتا ہون کہ تجھے چھوڑے دیتا ہون جا اب کبھی شرارت نہ کرنا یہ کہکر سحر اسپر سے اُتار لیا برق نے کہا کہ مینے تو کوئی دقیقہ تیرے مار ڈالنے مین باقی نہ رکھا تھا مگر قضا تیری نہ تھی اور اُستاد کی قسمت مین گرفتاری تھی خیر یار زندہ اور صحبت باقی بقول شخصے فرد

اچھا کیا جو آپ نے باندھا ہے ہمسے بیر
جیتے رہے تو سمجھینگے اور مر گئے تو خیر

باغبان نے کہا شاباش مردان عالم چنین ہمت دارند یہ کہکر بازو عمرو کا پکڑ کر اُڑ گیا برق روتا ہوا مجبور وہان سے پھرا اور باغبان سامنے شاہ جادوان کے عمرو کو لایا اور عرض کیا یہ مجرم حاضر ہے یہ کہکر سامنے پیش کیا افراسیاب نے ہنسکر کہا کہ اے عمرو بقول جرأت غزل

مرنا ہی نظر آیا انجام گرفتاری
پیغام اجل لایا پیغام گرفتاری

ایسے ہوے متوالے جینے کے پڑے لالے
تجھے زہر کے سو پیالے اک جام گرفتاری

کیون دام مین گھبراتے صیاد کو گر پاتے
کیا چین سے کٹ جاتے ایام گرفتاری

تا روز شمار انکا ہوئے نہ شمار اصلا
کیا کہیے کہ ہین کیا کیا آلام گرفتاری

اب کوئی دم کے تم مہمان ہو عمرو نے کہا اے شہنشاہ آپ مین سب طرح کی قدرت ہے مجھ ادنے شخص کا زور کیا چل سکے آپ کو لازم ہے ابکی مرتبہ مجھے اور چھوڑ دیجیے اور قلم عفو میرے حرف جرائم پر پھیر لیے مین اسکا احسان تمام عمر مانونگا افراسیاب نے کہا کئی بار تجھکو چھوڑ دیا اور تو نے مجھکو ذلیل کیا اب تجھے زندہ نہ چھوڑونگا عمرو نے کہا جو آپ فرماتے ہین سچ ہے مجھے بھی یاد ہے باغ عیش مین حضور کے لیے بڑی ذلت ہوئی تھی غرض الماضی لایذکر مضی ما مضی وہ باتین

جانے دیجیے خداوند لقا نے جو مقدر مین لکھا تھا وہ ہوا اس گفتگو سے افراسیاب کا دل بر سر رحم آیا تھا کہ حیرت نے دیکھا کہ بڑا ستم ہوا عمرو فقرہ دیکر چھوٹا چاہتا ہو بس پہلوے شاہ طلسم سے اُٹھکر قریب عمرو کے آئی اور دو تھپڑ مارے لات اونچی کی کہ موے جوانا مرگ دغا باز چلیلے شہنشاہ کو دم دیا چاہتا ہو ہمکو تو نے موم کا سمجھا ہو کہ جب پایا پگھلا لیا تیری بات سُننے والے کو کیا نہ کو سون غارت ہو دیکھ تو تجھے کس طرح قتل کرتی ہون یہ عتاب عمرو دیکھکر رونے لگا اور دل سے پکارا کہ خداوندا اب زیادہ مجھے ذلت نہ دلوا تو عالم الغیب ہو خوب جانتا ہو کہ مین کافرون ساحرون کو قتل کرنے آیا ہون تاکہ تیرا دین جاری ہو الٰہی میری مدد کر دعا مانگتے ہی عمرو کے دلکو تسکین ہوئی چہرے پر سُرخی آگئی افراسیاب نے پوچھا کہ اے عمرو تو مردے کی طرح پڑا تھا لیکن اب کچھ خوش معلوم ہوتا ہی عمرو نے کہا میرے خدا نے مجکو تسکین دی شاہ نے پوچھا کہ تیرا خدا کون ہی عمرو نے جواب دیا کہ میرا خدا وحدہٗ لاشریک لہٗ ہی جسنے تمام طلسم دُنیا کو بارشاد کلمہ کن خلق فرمایا تجھ ایسے ساحر اور منکر کو یہ رتبہ عنایت کیا کہ اُسکے خاص بندون پر جبر و تعدی کرتا ہی اب مجکو اس وقت ہدایت عالم غیب سے ہوئی کہ تو گھبرا نہین افراسیاب کو تو ماریگا اور تیرا کوئی کچھ نہ کر سکیگا اور اس چڑیل حیرت کو اگر مین نے بڑی ذلت سے نہ مارا تو اپنا نام نہ رکھا حیرت یہ تقریر سُنکر ڈری اور دل کڑا کر کے بولی کہ ارے او موے جلساز تو مجھے دھمکاتا ہو اب اپنی خیر منا عمرو نے کہا ارے تجھ لونڈی کی گہنا لباس پہنکر اترا گئی ہو تو نام میرا عمرو تجھے چرنا ٹوپی پنہا کر کوے ہکنی بنایا ہوگا اتفاق سے افراسیاب نے حیرت کے باپ کو کچھ روپے دیے تھے اُس وقت عمرو نے لونڈی جو کہا حیرت بہت جھینپی اور کہا ارے ایسے تیسے میرا لونڈی پن ثابت تو کر عمرو نے جواب دیا کہ اپنی امان اور باوا سے پوچھ لے اب تو حیرت اور بھی زیادہ جھینپی اور فرط غضب سے تھر تھر کانپنے لگی عمرو نے کہا قاعدہ ہی کہ لونڈی کو جو لونڈی کہو تو وہ روتی ہی اور بی بی کو جو لونڈی کہو تو ہنستی ہی پر رونا تیرا عین دلیل کنیز ہونے پر ہی اس گفتگو مین ابر یلق کوہ شگاف نے اور سرمایہ برق انداز نے کہا ہی ملکہ یہ جب چپ ہوگا جب اسکا سر کاٹا جائے گا آپ اسکو قتل کر لیے اور اسکے منہ نہ لگیے حیرت نے کہا اے شہنشاہ اسکو جلد قتل فرمایئے افراسیاب نے اسکے کہنے سے کتاب سامری دیکھی کہ عمرو کی نسبت کیا کیا جائے کتاب مین لکھا تھا کہ عمرو کو حیرت کے حوالے کرو وہ اُس ملک مین لیجائے جو خاص اُسکی حکومت مین تو نے دیا ہی اور اصل مکان اُسکے رہنے کا ہی وہان لیجا کر عمرو کو قتل کرے کس لیے کہ جہان خون اُسکا گرے گا وہان آبادی نہ رہے گی اور وہ مقام اور ساکن

اُس جگہ کا دونون برباد ہوجا ئینگے عمرو ایسا گنہگار سامری ہی کہ خداوند سامری جہان اُسکا خون گرے گا وہان آب رحمت نہ برسا ئینگے یہ معلوم کرکے حیرت کی طرف مخاطب ہوکر کہا ارے ملکہ ذرا کتاب تم تو دیکھو کہ اسمین کیا لکھا ہی حیرت نے مسکراکر آنکھون کو گردش دیکر گات اپنی دکھا کر جھک کر کتاب کو دیکھا اور حکم پڑھکر عرض رسا ہوئی کہ مین لیے جاتی ہون اسمین ساحران حاضر دربار پکارے کہ اے شہنشاہ ہمکو آثار کچھ بیہوشی آ کرانے کے معلوم ہوتے ہین کسی نے کہا میرا دماغ خشک ہوا جاتا ہی شاہ طلسم نے کہا کچھ کچھ بو تو مجھے بھی معلوم ہوتی ہی عمرو نے جواب دیا کہ رستم کی دھاک مارتی ہی حیرت نے کہا قربان جمشید سامری کے میرا جی چاہتا ہی کہ موے کی گردن اپنے ہاتھ سے مارون وہی حکم کتاب مین بھی نکلا عمرو بولا کہ وہی بھڑوا سامری ہی جسکا تابوت چالیس گز کا لٹکا ہوا ہی اور اُسمین سے کوئی شیطان صدا دیتا ہی پانچ کوس تک آسمان سونے کا اُسکے مُنھ پر بنا ہی حیرت اور افراسیاب یہ کلام سُنکر گھبرا ے اور مستفسر ہوے کہ تو سامری کی سرکار کو کیا جانے عمرو نے کہا مین ان سب خداؤن کے پاس روز جاتا ہون اور جو وہ حکم کرتے ہین اسکے بموجب تم لوگون کی نسبت عمل کرتا ہون اتنا جانتا ہون کہ حیرت کی قضا آ ئی ہی حیرت یہ سنتے ہی اُٹھی اور بولی کہ کچھ ہی کیون نہو مین تجھے آج بغیر قتل کیے نہ چھوڑونگی اور چاہا کہ مرین پنجہ دیکر اُٹھا کر لیجاے کہ افراسیاب نے کہا ہان ہان اے ملکہ تمھاری یہ لیاقت نہین جو اسکو اُٹھا کرے جاؤ زمرد جادو اور یاقوت جادو سے کہو وہ لیجائینگی تم باحشم و خدم بعد کو یہان سے جانا اور کام اسکا تمام کرنا یہ گفتگو سُنکر حیرت خوش ہوئی اور کہا حضور میری قدر و منزلت کرنے والے جب تک گنگا جمنا مین پانی رہے جب تک سلامت رہین اچھا اے زمرد تو اُسکو لیکر چل مین بھی آتی ہون اور اے یاقوت تم مثل محافظ کے ہمراہ جاؤ نہایت احتیاط سے میرے باغ مین لیجاکر اسکو رکھو مین آکر قتل کرونگی زمرد اور یاقوت نے حسب ارشاد تخت بزور سحر تیار کیا اور عمرو کو منتر سے بے حس و حرکت کرکے اُسپر بٹھایا لیکر روانہ ہوئین عمرو کی آنکھین کھلی ہین اور زبان قابو مین ہی باقی سب اعضا بیکار ہین کوہ و دشت طلسم کو دیکھتا خدا کو یاد کرتا چلا آتا ہی یہان تک کہ ایک ملک کے قریب پہونچا دیکھا چاردیواری اس شہر کی آئینے کی ہی اور تصویرین صحرا و باغ و ممالک کی آئینون مین بنی ہین کسی جا نازنینون کے جلسے اور رنگ پاشی کی تصویر ہی کسی مقام پر شاہون کی شکارگاہ کا نقشہ بصد خوبی کھنچا ہی در قلعہ بصد شان و شوکت تعمیر ہی اسقدر بلند ہی کہ فکر مہندس اُسکی برتری کو نہ پہونچے اور پیک اندیشہ وہان تک جانے سے قاصر رہے ہر کنگرہ اُس کا گنبد چرخ سے مقابل اور ہر مینار اُسکا

طارم فلک سے برتری مین کامل کہ بمقتضائے ابیات

سر قلعہ است بر کوہ فلک سر	بنا کردہ ز سنگ و آہن و زر
بلند از فکرت ہر دور بینی	ز برج آسمان بالا نشینی
نپرد بر فرازش مرغ تدبیر	شود اندیشہ اندر نیم رہ پیر
نباشد پاسبانش را بدل پاک	ز جاسوس خیال دزد و دراک
چو خواہد چرخ بوسد آستانش	ز ہمت کردہ باشد نردبانش

ہزارہا ساحر دروازے پر نگہبان تھا دروازہ کھلا تھا زمرد اور یاقوت اندر شہر کے داخل ہوئین عجب حسن آباد اور دلکشا شہر دیکھا کہ جسکی رونق کے سامنے بستی ستارون کی فلک پر ماند پڑ جاتی نظر آتی تھی ہر ایک عمارت اُسکی قصور بہشت شداد پر طعنہ زن تھی اور دوکاندار پوشاکین عمدہ اور پرتکلف پہنے تختون پر جلوہ گر تھے تحفہ اسباب نادرہ روزگار اور اشیائے نفیس سامنے رکھے بیع وشرا مین سرگرم تھے سقے کٹورے کھنکاتے تھے دلال خریدارون کو بلاتے تھے کہ بمصداق نظم

ہر دکان تھی سجی دلھن کی طرح	صاف آراستہ چمن کی طرح
گل فروشون کی ایک سمت قطار	ہر جگہہ پر تھے پھولون کے انبار
کوئی دیتا تھا اس طرح کی صدا	لے یہ بدھی وہ ہو جو البیلا
اک طرف تھا وہ کنجڑونکا نکھار	خار کھائے چمن مین آنبہ بہار
پان والون کے گرہون وصف بیان	سُرخ یاقوت کی طرح ہو زبان
بیٹھے ہین اس غرور و نخوت سے	جیسے حاکم یہی ہین بنگلے کے
تھی جو تنباکو والے کی دوکان	طرفہ سامان نرالی اُسکی شان
ایک جانب کو تھے جو خوشبو ساز	اُنکی دوکان کا نیا انداز
نکہت عطر غم کو کھوتی تھی	روح پژمردہ تازہ ہوتی تھی
کیا دوکان کلال کی ہو صفت	عقل حیران ہو دیکھکر صنعت
مٹی کی کب بنائی تھین پریان	قاف سے اُڑکے آئی تھین پریان
نیچے بند ایک سو قرینے سے	نیچے اپنی دوکان مین باندھے تھے
تھی وہ عطار کی لطیف دکان	جملہ امراض کی دوا ایکن وان
بیٹھے تھے کچھ علاقہ بند وہان	اپنی اپنی بچھے ہوئے تھے دکان

حسن بندش کا اُنکے کیا کہنا
کچھ دکانون مین بیٹھے سادہ کار
ایک جانب کو بیٹھے تھے صراف
کہین ایک استادوی سکھارتا تھا
پوچھتا تھا کسی سے یون دلال
قابل دید جوہری بازار
خوشنما ایک سو تھا بزازہ
تھے وہ شیرین زبان حلوائی
اک طرف نان بائی بیٹھے تھے
اک طرف ساقنین پری پیکر
ہر طرح کا غرض وہان تھا جماؤ
کام تھا عمدہ گو نہ تھا گہنا
کر رہے تھے انگوٹھیان تیار
لکھون اُنکے چلن کے کیا اوصاف
دیکھتا تھا کوئی .بہی کھاتا
مُہر کا بھاؤ کیا ہی کندن لال
ہر دکان غیرت عروس بہار
ہر طرح کا وہان تھا ٹھاٹھ نیا
روح فرہاد صدقے ہوتی تھی
شیر مال و کباب بیچتے تھے
جان انسان دیتے تھے جن پر
دل کہے یان سے اب نہ پھر کر جاؤ

قصہ کوتاہ عمرو سیر دیکھتا ہوا اور دل سے پسند کرتا ہوا کہ اس شہر کو خوب لوٹونگا قریب ایک باغ کے پہونچا زمرد اور یاقوت تخت اندر باغ کے لائین یہ باغ زوجہ بادشاہ طلسم کا ہی اسکی خوبی کا کیا کہنا در باغ جواہر نگار تھا اندر گلزار جواہرین طرحدار تھا ہر نخل ہرا بھرا پھلا پھولا ثمر دار گلبون سے لدا ہوا تھا روشین جواہر آگین گلشن سپہر کو شرماتی تھین مہندی کی ٹٹیان مینا کار نظر آتی تھین نظم

خوشا آب وہواے دلکشا را
از و خلد برین یک قطعہ باغے
کہ آن باغ آبروے ہفت کشور
بود نشو و نما آنجا روان را
صفاے شام را آنجا مبر نام
کہ فرحت مے فزاید آن دل آرا
بلا ود ہر را چشم و چراغے
نگاہ از دیدن او تازہ و تر
بہار دیگر ست آن بوستان را
چہ نسبت صبح صادق راست باشام

ہزارون قصر و ایوان عظیم الشان پتھر کے تعمیر تھے جواہر کا کام اُنپر کیا تھا چشم حیران کا بینا تماشہ تھا لیکن حیرت ازبسکہ پاس افراسیاب کے رہتی ہی اس باعث سے کچھ فرش وغیرہ سامان نہ تھا خواصین اور مالنین اپنے اپنے مقام پر ساکن تھین زمرد و یاقوت کے آنے سے سب حاضر ہوئین انکو بادب سلام کیا اُنھون نے کہا کہ ملکہ عالم تشریف لاتی ہین بہت جلد اس جگہ کی آراستگی کرو تمنے باسی گھر ڈال رکھا ہی دیکھو تو ملکہ اگر خفا ہوتی ہین کہ جھاڑو بھی یہان نہین دلواتی ہو

کنیزین یہ خبر سُنتے ہی سرگرم کار و بار ہوئین جھپٹ پردے چلمنین وغیرہ درست کین فرش قاقم و سنجاب کا
بچھایا زینت بخش ریاض رضوان اُس باغ کو بنایا زمرد اور یاقوت نے عمرو پر سے سحر دفع کر کے
اُس مکان کی ایک کوٹھری مین بند کر دیا اور تین قفل برابر ران ختر کے فولادی لگا دیے اور سحر
کر دیا کہ کوٹھری کے دروازے پر شعلے آگ کے چرخ مارنے لگے اور اژدہے مُنھ پھیلا کر بیٹھے غرض
اس طرح قید شدید مین مبتلا کر کے آپ بھی انتظام کرنے لگین مکان اور باغ کو دولھن کی طرح
خوب سجایا اور چبوترہ بلورین پر فرش بچھوا کے آپ بیٹھین اور انتظار ملکہ حیرت کا کرنے لگین لیکن
عمرو جو کوٹھری مین بند ہوا وہان سجدہ شکر درگاہ خداے تعالیٰ ادا کیا کہ مین نے ان ساحرون
کے ہاتھ سے نجات پائی اور خنجر لیکر زمین کو کھودنے لگا دیکھا کہ زمین یہان پتھر کی ہی اور فولاد سے
بھی زیادہ سخت ہی اسوقت تو گھبرایا اب کیا کرون اور اُسی حالت اضطرار مین دعا کرنے لگا
کہ یا حضرت ابوالبشر دادا جان کوئی طریقہ عیاری تعلیم فرمائیے اس دعا کرنے سے چونکہ نظر کردہ
ہفت پیغمبران مین فی الفور تائید غیبی ہوئی اور ذہن مین تدبیر عیاری آگئی ایک آدمی زنبیل سے
گنہگار واجب القتل نکالکر بیہوش کیا اور اُسکی زبان مین دوا ایسی لگادی کہ منھ مین زبان پھول
گئی اور گویائی موقوف ہوئی پھر اسکو شکل اپنی صورت کے بنا کر وہین لٹا دیا اور آپ گلیم اوڑھکر
قریب دروازے کے کونے مین بیٹھ رہا یہان زمرد اور یاقوت انتظار مین تھین کہ ملکہ حیرت
بڑے عظم و شان سے اپنے مکان مین آئی اہلکار اور منتظمان سلطنت نذرین لیکر حاضر خدمت ہوئے
لیکن اپنے وزیرزادیون سے پوچھا کہ تم نے عمرو کو کیا کیا زمرد نے عرض کیا کہ کوٹھری مین بند ہی
حیرت خفا ہوئی کہ تمنے بڑا غضب کیا وہ دزد وہان سے نکل گیا ہوگا انھون نے کہا کہ کیا مجال ہی
حضور چلین او ملاحظہ فرمائین نہایت مستحکم اور حفاظت کے طور پر ہمنے اُسے رکھا ہی یہ سُنکر حیرت
اُنکے ہمراہ کوٹھری کے در پر آئی اور زمرد نے سحر پڑھکر آتش اور اژدر دفع کیے قفل کھولکر
دروازہ وا کیا عمرو متصل دروازہ تو بیٹھا ہی تھا اور بہ سبب گلیم کے کوئی اُسکو نہ دیکھ سکتا تھا
دروازہ کھلتے ہی نہایت آہستہ سے باہر نکل آیا اور باغ مین آکر ٹھہرا ادھر حیرت نے دیکھا عمرو
لیٹا ہوا ہی کہا موا مونڈی کاٹا کیسے پڑا ہی دیکھو یہ ثابت ہوتا ہی کہ جیسے مرگیا یہ کہکر زمرد سے
کہا کہ جا اس مکار کو اندر سے نکال لا زمرد اندر گئی اور حیرت سب کو لیے دروازے کو گھیر کر
کھڑی ہوئی اور سحر پڑھنے لگی کہ ایسا نہو کہ اُٹھکر یہ بھاگ جائے آخر زمرد عمرو کو بزور سحر پنجے
مین داب کر باہر لائی اور حیرت نے حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ مجرد حکم قلماقنی نے حاضر ہو کر تسلیم کی

اُسکو ارشاد کیا کہ اس مجرم کا سر جلد جدا کر قلماقنی نے دوڑ کر خنجر مارا کہ سر عمرو مصنوعی کا جدا ہوگیا اور
خون کا تھالا بندھ گیا لاشہ تڑپنے لگا اسنے حکم کیا کہ دھڑ اُسکا لیجا کر کسی مزبلے پر پھینکدو اور سر کو لیکر
ایک خوان مین اپنے ہاتھ سے رکھکر کشتا کسکر خوان پوش جھالردار زردوزی کے کام کا اُسپر ڈالکر
زمرد اور یاقوت کے حوالے کیا کہ شہنشاہ ساحران کے پاس لیجاؤ میری جانب سے بھی مبارک باد
دینا اور نذر خوشی کی گذراننا اور پوچھنا کہ قتل عمرو کا جشن کہان فرمایئے گا کس لیے کہ جیسا حکم ہو
ویسا کیا جاے زمرد اور یاقوت ساحر کے سر پر خوان رکھکر حسب الارشاد ملکہ روانہ ہوئین اور
باغ سیب مین پہونچین شاہ طلسم اور تمام اہل دربار نے دیکھا کہ زمرد وغیرہ خوان جس پر جواہر دوز
بالاپوش پڑا ہے ہمراہ لائی ہین سب نے کہا ملکہ نے اپنے باغ کا میوہ بھیجا ہے پھر خیال کیا کہ سر
عمرو کا ہوگا ساتھ اس خیال کے سوچا کہ عمرو کا مارا جانا دشوار ہے مگر زمرد نے آکر عرض کیا کہ آج
دن خوشی کا ہے اس خوان کو کھولکر ملاحظہ کیجیے ملکہ نے نایاب تحفہ بھیجا ہے شاہ جادوان نے اپنے
ہاتھ سے خوان کھولا سر عمرو کا کٹا ہوا دیکھا فرط خوشی سے کھڑا ہوگیا اور کوہ عقیق کی جانب سجدہ
کیا کہ لقا کا ہزار شکر ہے جس نے میرے ہاتھ سے ایسے دشمن کو ہلاک کرایا مین اس لایق نہ تھا
مجکو عزت دی سارا عالم اس سے عاجز تھا اور کوئی اُسکو قتل نہ کر سکتا تھا آج اسکا خاتمہ ہوا
تمام حاضران دربار عرض رسا ہوے کہ یہ حضور کا اقبال ہے شہنشاہ نے ایک قہقہہ لگایا اور
تاج اپنا سر سے اُچھال دیا اور سب کو حکم دیا کہ میرے ساتھ نعرے خوشی کے تا دیر بلند رکھین
پھر تو ہاہا ہا اُہو ہو ہو کی صدا بلند ہوئی اور جوتڑ دن پر ہاتھ پڑنے لگے اور ساحر جو آگے بڑھکر
قریب تخت آتا تھا شاہ طلسم ہاتھ پھیلا کر اُسکو گلے لگا لیتا تھا وزیرزادیان حیرت کی نذر جو
لیکر آئین تھین وہ پیش کی اور جشن کے تعین کرنے کا دن پوچھا افراسیاب نے کہا آج ہی رات کو جشن
کرین اور ملکہ سے کہنا باغ عیش مین جا کر تیاری کرین کہ وہ مقام نہایت آراستہ ہے اور میدان
وسیع و فرح افزا ہے ساکنان طلسم سب وہان بآرام تمام مقیم ہو سکتے ہین زمرد اور یاقوت یہ
حکم پاکر چلین اور شہنشاہ ساحران اُسی وقت اُسی تجمل سے جو اکثر ذکر کیا ہے سوار ہوا نقارے
طلسمی بجنے لگے آٹھ ہزار جادوگرنیان دُر در گوش مرصع پوش لباس دھوم دھامی پر تکلف پہنے
کمال آراستگی کے ساتھ ہمراہ ہوئین یہ معلوم ہوتا تھا کہ فلک پر ستارے چمکتے ہین کچھ پریزادین
شہنشاہ کو چنور کرنے لگین اور بقچش اور بادلہ جھولی مین بھرے اُچھالتی جاتی ہین موتیون کا
مینھ ابر سحر سے برستا جاتا تھا سترہ سو جادوگرنیان پریون کی طرح سر پر اُڑتی ہوئین سایہ کیے

تھین اور سترہ سوا گے آگے عہدہ ہاتھون مین لیے اہتمام کرتی تھین پس پشت ستر ہزار ساحران جلیل القدر سواریون پر سحر کی سوار روانہ تھے اور طلسمی جو برقین کہ باقی ہین یعنی بعض ماری گئین اور برق محشر مسلمان ہوگئی جو بچی ہین وہ داہنے بائین تخت شہنشاہ کے چمکتی ہوئی جاتی تھین کہ اُنکی چمک سے افراسیاب یک بقعۂ نور معلوم ہوتا تھا نظم

فلک کی طرف تخت افراسیاب	چلا اس طرح سے بصد آب وتاب
بچمکتی تھین برقین یمین ویسار	پس پشت ساحر تھے ستر ہزار
کنیزان مہرو وزرین لباس	لیے عہدے ہاتھون مین سب آس پاس
سرشہ پہ کرتی تھین گوہر نثار	خوشا شوکت وشان وعز ووقار

اس طرف سے تو یہ تجمل تمام روانہ ہوا ادھر زمرد اور یاقوت نے ملکہ حیرت سے جاکر جب پیام شاہ طلسم کہا وہ بھی اسیوقت سوار ہوکر مع تمام ساحرنیون کے روانہ ہوئی اور قبل پہونچنے شاہ جادوان کے پہونچی اول خود حمام کیا اور پوشاک نفیس، و زیور زر پہنکر مسی لگائی لکھوٹا جمایا کمال زینت سے آراستہ ہوکر حکم دیا کہ آتشبازی بناکر سامنے باغ کے نصب کرو اور باغ کے درخت بادلے سے منڈھے جائین اور تھیلیان زربفت کی خوشون پر چڑھائی جائین خلاصہ یہ کہ جملہ طرح کی تیاری جسکا بیان آیندہ کیا جائےگا اور اسی انتظام مین وہ دن تمام ہوا اور شاہ طلسم فلک اول با جماعت کواکب گلشن سپہر مین واسطے جشن کے آیا ہوا اور ناہید فلک کو حکم رقاصی و خوش آہنگی دیا کہ ابیات

شبے چون جیب صبح آبستن نور	چو خورہ دامن فشان بر شمع کافور
تجلی شمع خلوت خانۂ او	چراغ آسمان پروانۂ او
ہوا صافی چورائے مرد آگاہ	زمین از تیرہ شستہ گا فرماہ
بدان خوبی شبے آیا یہ شب بود	کہ چون معشوق تو عاشق طلب بود

شام ہوتے ہی حیرت نے سحر پڑھکر دستک دی ایک ساحر زمین کے اندر سے پیدا ہوا اور اُسنے بھی افسون پڑھا کہ باغ کی گھانس جو لگی تھی ہر نوک گیاہ پر پھول یاقوت زنگ کھل گئے اور سنگ گوہر شب چراغ کے تابندہ اور روشن ہوئے اور حصار باغ آئینہ کا نظر آنے لگا کہ جو چیز بیرون باغ تھی سب دکھائی دیتی تھی چار سمت درختون مین قندیلین اور فانوسین جواہر کی آویزان ہوکر ضیا بخش گلزار بہار ہوگیئن باغ کی عمارت کے اندر شیشہ آلات روشن ہوگئے

روشنی ہو رہی تھی کہ سواری افراسیاب کی آگئی پہونچی حیرت نے تعظیم کے مراسم ادا کیے لیکن
شہنشاہ باغ کے باہر اُترا اور ایک ناریل سحر کا سمت باغ پھینکا کہ در باغ یا تو ظاہر نہ تھا مگر اب
دکھائی دیا اور پردہ زنبوری لٹکتا نظر آیا چار تیلیاں مثل پریوں کے زمین سے نکلیں اور
پردہ در کو اُٹھا کر کھڑی ہوئیں شاہ جادوان نے کچھ پڑھا کہ ہزار پھول ستاروں کی طرح فلک کی
طرف سے گرنے لگے اور آپ داخل باغ ہوا حیرت کا ہاتھ پکڑ لیا اور سیر کرتا ہوا چلا جسقدر
ساحر کہ ہمراہ آئے تھے اُنمیں سے معززین تو ساتھ رہے اور باقی باغ کے باہر ٹھہرے یہ گلشن
طلسمی کہ جسکا مذکور پہلے بھی ہو چکا ہی کئی کوس کے گرد بنا ہی آج بوجہ جشن ہونے کے کمال مزین و
آراستہ کیا گیا ہی ہر روش پر جواہر جھمکا ہوا ہی اور زمانہ کے پھول جواہر کے لگے ہیں کاسہ ہاے
چینی و بلوریں دھرے ہیں بعض انمیں نرگس دان الماس تراش ہی تاک انگور پر ایسا جوش ہی
کہ میکشوں کو اُسکی تلاش ہی خوشوں پر تمامی کی تھیلیاں چڑھی ہیں کلابتوؤں کی ڈوریاں
کسی ہیں درختان اصلی کے مقابل شجر جواہر کے لگے ہیں یا لوہرن چمنستان میں کودتے ہیں سینگ
اُنکے چاندی سونے سے منڈھے ہیں جھولیں زردوزی کی اور تمامی کی پڑی ہیں اور درخت تمام
بادلے سے منڈھے ہیں اور ہر درخت کے نیچے چبوترے بلور کے بنے ہیں اور نہریں اور حوض آب
صاف و شفاف سے لبریز ہیں اُنمیں مچھلیاں رنگ برنگ کی تیرتی ہیں تماشہ خیز ہیں مہندی
کی ٹیٹوں پر عشق بیچاں لپٹا ہی سقیش کترا ہوا روشوں پر پڑا ہی گیند سقیشی اور قمقمے درختوں میں
لٹکے ہیں سرو کے درخت قامت رعنائے معشوق کو شرماتے ہیں ہر سرو کی چوٹی پر طاؤس ناچتے
ہیں اٹھارہ سو باغبانیاں کم سن جواہر میں غرق زربفت کے لہنگے پہنے گاتیاں باندھے بیلچے
سنہرے روپہلے لیے روش پٹری بنا رہی ہیں گہنا گوندھتی ہیں ڈالیاں لگاتی ہیں جا بجا رقاصان
زہرہ جبین ناچتی ہیں اور بنگلے چار طرف کو تعمیر ہیں صدہا گلرخ یاسمین پیکر کنیزیں حاضر ہیں
مردنگ جھاڑ فرشی کنول رکھے ہیں دیواروں میں دیوار گیریاں اور آئینے نصب ہیں پردے
مخملی اور باناتی کارچوبی کام کے بندھے ہیں چلمنیں عمدہ چاندی اور سونے کی تیلیوں پر پڑی ہیں
تخت جواہر نگار بچھے ہیں محمودی کی چاندنیاں کھنچی ہیں ہزارہا سقنیاں جوان گلاب کیوڑہ
بید مشک مشکوں میں بھرے چھڑکاؤ کرتی ہیں بیچ باغ میں چبوترہ جواہر کا بنا ہی تکیہ روپہلی
تمامی کی جھالر کا استادہ ہی آٹھ سو استادے الماس نگار پر ٹھہرا ہوا ہی ہر ایک استادے پر
طاؤس جواہر کا ناچتا ہی سونے چاندی کی میخیں طنابیں ریسمان وغیرہ کلابتوؤں کی ہیں مثل کرن

آفتاب کے جھالر شعاع بیز ہو نیچے اسکے تخت شاہی لگا ہو مگر جواہر آمیز ہو نو سو کرسی الماس کی گرد تخت کے گسترده ہین مسند ین رو پہلی پر تکلف لگی ہین جنپر خوبان طلسم با فسردہ ہین سفید سفید گلابیان الماس تراش شراب انگوری سے مملو سرخ و سبز کشتیون مین چنی ہین منقلون مین عود و عنبر کا بخور ہو رہا ہو شمع ہاے مومی کافوری جلتی ہین شہنشاہ ملکہ کا ہاتھ پکڑے تخت پر آکر بیٹھا اور حکم دیا کہ کوئی سامان عشرت و کار عیش اٹھ نہ رہے جملہ تماشے میرے روبرو کیے جائین پھر تو ہنڈولون اور جھولون پر اسی ہزار پریزاد جا بیٹھین اور پینگ بڑھنے لگا اور ملار بہاگ کے گانے لگین جھولے کے پٹرون مین جو گھنگرو نصب تھے اُن سے آواز چھم چھم کی بلند ہوئی اور شاہ کے روبرو بھی رقاصان قمر پیکر بصد تزئین و آرایش ناچنے لگین باغ مین تقیش اڑنے لگا پریان ایک دوسرے پر قمقمے تاک تاک کر لگانے لگین پچکاریان رنگ کی چلنے لگین دف دائرہ الگوجا قانون بین چنگ جلترنگ سب طرح کے ساز اور باجے تمام باغ مین بجنے لگے صداے ارغنون ہر سمت پھیلی شراب کا دور شروع ہوا عبیر گلال اڑنے لگا سرو چراغان کی بہار اور چاندنی دیکھنے کی کیفیت نہایت لطف سے آغاز ہوئی باہر باغ کے منزلون تک ساحر عیش مین مصروف ہوگئے اور داد عیش و نشاط دینے لگے اور حکم ہوا آتشبازی چھوٹے بحجرد ارشاد چرخیون مین آگ لگائی عقل پیر چرخ کی چرخ مین آئی انارون کے پھول گلنار و سنہری گلزار طلائی کا رنگ دکھلانے لگے سبحان اللہ کیا جلسہ انبساط تھا کہ بمقتضا نظم

ز آتشباز لے بےدود روشن	زمین پر از جواہر کردہ دامن
انار آتشین برخاستند ے	تو گوئی نخل زر بر داشتند ے
ستارہ گنج گنج از بسکہ برخاست	ہوا را یکسر از پروین بیاراست
گروہ لولیان مشتری رو	براے رقص ہر سو در تگا پو
جلوس تخت را آمادہ گشتند	بیاز نگولہ ہا راجست بستند
نشید دلبری آغاز کردند	در عشرت بدلہا باز کردند
ہمانجا ساقیان سیم اندام	بکف بگرفتہ مینا ے می و جام
ہمہ میخوارگان را مست کردند	بیک پیمانہ عقل و ہوش بردند

جلسے اور جگھٹے جگہے بادہ خوار ڈٹ گئے خنیا گران ناہید سحر نے تانین مارنا شروع کین اور مبارکباد گانے لگین عمرو کے قتل ہونے کی یہ خوشی ہوئی کہ ملک و مال انعام پانے لگین شاہ طلسم کے

دلکو بہاتی تھیں اور فرط عشرت سے یہ غزل گاتی تھیں غزل

فصل گل ہی لوٹیے کیفیت میخانہ آج
دولت ساقی سے مالامال ہی پیمانہ آج

بادشاہ وقت ہوا اپنا دل دیوانہ آج
داغ سودا ہمکو دیتا ہی جنون نذرانہ آج

دولت دنیا سے مستغنی ہوں مین دیوانہ آج
گنج اگر دیتا ہی میرے واسطے ویرانہ آج

مجھ سے دریانوش کو ساقی پلاتا ہی شراب
دیکھتا ہوں نہیں بھی ظرف شیشہ وپیمانہ آج

جلوہ حسن پری دکھلارہی ہی فصل گل
عقل کل کہیے اُسے جو کوئی ہی دیوانہ آج

وصل کی شب ہی کہان ساقی تکلف برطرف
مین بھی پیمانہ دون تم مجکو دو پیمانہ آج

دیکھوں تو کیونکر پری ہوتی نہین شیشے مین بند
بعد مدت ہوش مین آیا ہون مین دیوانہ آج

عرش پر ہین اندنون نہین اہل دُنیا کا دماغ
کونسا گھر ہی نہین جسمین ہی بالاخانہ آج

جب یہ ہنگامہ انبساط گرم ہوا اور زروجواہر ہر ایک لوٹنے لگا شاہ جادوان نے حکم محکم دیا کہ آج جو کوئی ہمسے کچھ طلب کرے وہ اُسکو ملے یہ سُنکر حیرت پہلو سے اُٹھکر سامنے دست بستہ آکھڑی ہوئی اور عرض کیا کہ اگر حضور ناراض نہون تو مین کچھ مانگون افراسیاب نے گلے لگاکر بوسہ لیا اور کہا ای ملکہ قسم سامری وجمشید کی کہ جو خواہش کروگی مین فوراً عطا کرونگا حیرت گویا ہوئی کہ مین اُمید رکھتی ہون آج شہنشاہ ملکہ مخمور سرخ چشم کا میرے کہنے سے قصور معاف فرمائین اور آج دن بڑی خوشی کا ہی اسکو بھی اس جلسہ مین بلالیں افراسیاب نے اسکی سفارش منظور فرماکر ایک ساحر کو حکم دیا کہ مخمور کو جاکر باعزاز تمام یہان لے آؤ وہ ساحر حسب ارشاد روانہ ہوا اب حال اس مجروح تیغ ستم کا سُنیے کہ شاہ طلسم نے جب اُسکو زدوکوب کرکے گھر بھیجدیا تھا بعد چندے اُسنے صحت پائی اور یاد محبوب کرنے لگی محبت نور الدہر کا دم بھرنے لگی ہر وقت بیقرار رہتی ہر شب شمع سان سوز دل سے بیتاب واشکبار رہتی شعلہ خار پر اپنے ہر روز پروانہ دل کو نثار کرتی کہ نظم

زبان چون نام زلف یار بردی
چو مارے نیم کشتہ تاب خوردی

گہ از جور فلک دل تنگ می بود
گہے با بخت خود در جنگ می بود

بہ تنہائے نشستہ در شب تار
ہمہ شب تا سحر بگریستے زار

شبش تا صبح گہ این کار بودی
بروزش کار بس دشوار بودی

بروئش اشک چون گلگونہ پرواز
سیہ روزے بہ چشمش سرمہ انداز

ہلال آسا شدہ بدر از ضعیفے
سراپا چشم خود گشت از نحیفے

ندانم شب بہ چشمش چون گذشتے	کہ روزے چون شفق در خون نشستے
تراشیدے بناخن خال رورا	خراشیدے دل و میکند مورا
بماتم بزم شیون ساز کردہ	سرود غم بلند آواز کردہ

اسی اندوہ و رنج مین آج طلسم مین غلغلہ شادمانی سُنا جب دریافت کرایا معلوم ہوا کہ عمرو کے مارے جانے کی خوشی ہی شاہ طلسم نے جشن کیا ہی ساکنان طلسم کا دل شاد ہوا ہی اس خبر کو سُنتے ہی بیہوش ہوکر گر پڑی جب ذرا ہوش آیا نالہ جانکاہ کیا اور رو کر پکاری کہ لے گردون دون افسوس ہو کہ تونے میری امید توڑی اب کس ذریعہ سے مین اپنے مطلوب تک پہونچونگی اور اگر مطلوب کا سامنا ہوگا تو کیسی ندامت ہوگی ہائے ای مخمور تو زندہ رہے اور عمرو مارا جائے کاش جب وہ کل آیا تھا تو جاکر تو اُسکی مدد کرتی اور ساتھ ہی قید ہوکر اپنی جان دیتی اب ذرا باغ عیش مین چلکر دریافت تو کرکہ اُس بیکس پر کیا گذری اور کیونکر مارا گیا یہ تجویز کرکے سادی پوشاک سفید زیب قامت کی اور کچھ کنیزون کو ساتھ لیکر جایا چاہتی تھی کہ ساحر فرستادہ افراسیاب آکر پہونچا اور گویا ہوا کہ ای ملکہ مبارک ہو کہ قصور تمھارا شہنشاہ نے معاف فرمایا اور حیرت نے سفارش تمھاری کی اب چلو بلایا ہی جشن مین شریک ہو اس کو سُنکر جانا تو منظور ہی تھا کچھ عذر و حیلہ نہ کیا اور تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی اور باغ عیش مین پہونچی یہان کا سامان عشرت اقتران دیکھکر اشک حسرت گرائے کہ اللہ اللہ عمرو کے مرنیکی یہ خوشی ہی اور تو بھی اس جشن مین شریک ہوئی ہی دوست کے مرنے کا جشن آنکھ سے دیکھتی ہی خیر شکر ہی جو خدا دکھائے کہ بیت

ستم دیکھتے ہین جفا دیکھتے ہین	دکھاتا ہی جو کچھ خدا دیکھتے ہین

یہی سوچتی ہوئی تخت سے اُترکر داخل باغ ہوئی اور شاہ جادوان کو مجرا کیا حیرت نے اُسکو پاؤن پر گرا دیا شاہ ساحران بھی بدل محبت رکھتا ہی اُسکے سر کو سینے سے لگایا خلعت عطا کیا اسنے بھی قتل عمرو کی مبارکباد دیکر نذر دی اور داہنی طرف تخت شاہی کے رومال لیکر جا کھڑی ہوئی شاہ کے سر پر جھلنے لگی شہنشاہ نے بجر طائرون کو بزور سحر بلایا اور حکم کیا کہ چاردانگ طلسم مین جاکر پکارو کہ کوئی شخص محروم نہ رہے جسکو ہم سے مانگنا ہو ہماری ملاقات کرنا ہو وہ آئے ہم سے مانگے طائر سحر اُڑے اور سب طرف پکار آئے بعد لمحے کے ساحران نامی آنے لگے اور ابر سرخ رنگ بروے ہوا ظاہر ہوے اُسپر سے پانچ ساحر لباس پرتکلف پہنے اُترے نام اُنکے

شوریدہ نفیر افگن نفیر آواز جادو باران بلا افگن جادو خونخوار شمشیر زن آہو چشم جادو وسرہنگ جادو وطومار جادو تھے اُنکے بعد دو بادشاہ خراج گذار شہنشاہ جادوان خضران سبز رنگ جادو وضمیران روشن تن جادو آگر پہونچے اُنکے ساتھ سترہ سو فولاد کا مسلح لشکر آیا اور نہرین بروے ہوا بہتی نظر آئین کہ جن مین آٹھ سو مچھلیان اُچھلتی تھین اور کچھ دیر بروے ہوا قائم رہکر پھر نہرون مین گرتی تھین اور نوسو طاؤس زرین بال اُن بادشاہون کے سر پر پرون کا سایہ کیے تھے قصہ مختصر یہ سب باغ مین داخل ہوے اور بادشاہ کو نذر دے کر کرسیون پر بصد انداز بیٹھے اور کہا اے شہنشاہ مبارک ہو کہ خداوند لقا اور سامری نے یہ دن دکھایا کہ آپ کے ہاتھ سے ریش تراشندۂ کافران وسر برندۂ ساحران مارا گیا یہ وہ شخص تھا کہ جسکے خوف سے ساحران عالم چھپتے پھرتے تھے اب آپ کا نام تمام زمانے مین ہوا لقا نے بڑا احسان کیا لیکن اس جشن مین نبیرۂ سامری یعنی مصور کو آپ نے کیون نہ بلایا افراسیاب نے کہا وہ مقابلہ فوج باغیان مین اُترے ہین ملکہ حیرت بھی یہان ہین لشکر بے سردار رہتا اگر مین اُنکو بلاتا دوسرے معزز اور بزرگ ہین وہ ہر وقت چلہ کش رہتے ہین اور تصویرین لشکر حریف کی کھینچتے ہین ہر جگہ جانے مین تکلیف اُنکو ہوتی ہے انھین وجہون سے مین نے اُنکو زحمت نہین دی شوریدہ وغیرہ نے کہا حضور یہ سب سچ ہے لیکن کوئی افسر یہان سے انتظام فوج کے لیے جائے اور اُنکو ضرور بلوایئے اور ایک عرضی اور نذر کے لیے تحفے طلسمی پاس خداوند کے بھیجئے اور شکریہ اُنکا ادا کیجیے کہ اُنھون نے اپنے فضل وکرم سے ہم بندون کی جان بچائی شہنشاہ جادوان نے اُنکے کہنے کو منظور کیا اور کہا میری راے مین یہ ہے کہ سر عمرو کا بھی عرضی کے ساتھ بھیجون کہ شیطان خداوند اسکو دیکھکر خوش ہون اور لشکر حمزہ مین کہرام پڑ جاے بغیر مارے سب مرجائین یہ تقریر سُنکر سب نے کہا بہت مناسب ہے یہی کرنا چاہیے پس اُسی وقت پانچ ساحرون کو طلب کر کے ایک سونے کے خوان مین سر عمرو کا رکھ کر خوان پوش جواہر دوز ڈالکر کچھ تحفے طلسم کے دیکر کہا کہ اسکو پاس خداوند کے لیجاؤ اور ایک عرضی اس مضمون کی لکھکر اُنکے حوالے کی کہ یا خداوند غلام پر آپ نے بڑا کرم کیا اور مین نے فراغت پائی کوئی دغدغہ باقی نہ رہا عمرو کو مین نے مارا سر اُسکا بملاحظۂ بندگان حضور بھیجتا ہون یہان مینے جشن کیا ہے وہان آپ اور شیطان آپکا اور سب بندے حضور کے داد عیش ونشاط دین کمترین بعد فراغ جلسۂ عشرت ساحرنامی کو آپ کی خدمت مین بھیجے گا جو اگر کام لشکر حمزہ کا بھی

تمام کر دے گا غرضکہ یہ عرضی اور سر عمرو کا دو جادوگر لیکر راہی ہوے اور اُنکے بعد ایک نامہ
مصور کو بھی تحریر کیا کہ اے نبیرۂ سامری حضور لشکر کسی افسر جلیل کو سپرد کر کے اس جلسۂ نشاط
مین آکر شریک ہون کہ آپ کے دادا نے ہمپر بڑا افضل کیا اور عمرو کو قتل کرایا یہ نامہ بھی ایک
ساحر لیکر چلا مگر وہ ساحر سر لیے ہوے کوہ ہفت رنگ اور دریاے ہفت رنگ وغیرہ طو کر کے
کوہ عقیق مین پہونچے لقا بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ ساحر حاضر ہوے بختیارک خوان دیکھکر سمجھا کہ
افراسیاب نے یسوہ طلسم بھیجا ہو اسنے لقا سے کہا یا خداوند یہ کونسی آپنے تقدیر فرمائی ہو تبلائیے
کہ اس خوان مین کیا ہو لقا بولا کہ قدرت جانتے ہین مگر تبلائین گے نہین بختیارک نے دل مین کہا
کہ اس مسخرے کو معلوم ہی کیا ہو جو تبلائے اس اثنا مین ساحرون نے تسلیم کی اور سجدہ ادا
کر کے خوان سامنے رکھا تحفے پیش کیے عرضی دی بختیارک نے دیکھا کہ یہ پانچون ساحر رنگ مین
شرابور ہین ہار پہنے اور عبیر و گلال منھ پر ملے ہین نہایت محظوظ نظر آتے ہین دیکھکر اُسنے پوچھا کہ
شہنشاہ ساحران نے کیا بھیجا ہو ساحرون نے کہا ملک جی تمھارے دشمن کا سر ہو عمرو مارا گیا
یہ سُننا تھا کہ کھڑے ہو کر ناچنے لگا اور کہا ارے سچ کہتے ہو یا میرے خوش کرنے کو یون نہین کہتے ہو
انھون نے کہا عرضی پڑھیے معلوم ہو جائیگا اُسنے عرضی پڑھی اور لقا کے صدقے ہوا کہ قربان
تیرے کیا تو نے تقدیر کی ہو کہ میری اُمید برآئی یہ کہکر پگڑی اپنی اُچھالی اور گویا ہوا کہ آج کے
دن سے بڑھ کے کوئی دن مبارک نہوگا جسکی رات کو یہ مژدہ طرب ناک مین نے سُنا یہ تو اس طرح
خوش ہو رہے تھے اور عیاران لشکر اسلام مین سے دو عیار قاسم کتوری اور قاسم ننگ رو
اپنی صورت بدلے یہان موجود تھے پھر مشورہ کیا کہ سر عمرو کا ان ساحرون سے لیتے چلو تو اچھا ہو
اس فکر مین یہ تو مصروف ہوے ادھر خوان گیا اور بختیارک نے سر کو اُٹھا کر سب کو دکھایا کہ یہ
وہ ہین جنھون نے میرے باپ کا حریسہ پکایا اور میرے حلوا پکانے کی فکر مین تھے مجھے جوتیان
لگا کر خراج مانگتے تھے کہ ہماری جوتیون کے صدقے مین تیرے سر پر بال نہین جتنے سال بھر مین
جو حجام کو تجھے دینا پڑتا ہو وہ ہم کو دے مگر مجھکو تعجب یہ ہو کہ انکا خدا بڑا زبردست ہو انسے اور خدا
سے انکے وعدہ تھا کہ جب تک تین بار یہ موت نہ مانگین اُسوقت تک نہ مرین پھر یہ مر کیونکر گئے
اور یہ بھی مجھے یقین ہو کہ خدا انکا جھوٹا نہین یہ کہکر سر گود مین رکھکر بائین آنکھ چیر کر تل جو عمرو کی آنکھ
مین دیکھا کہ وہی نشانی آنکی ہو کہ براہ عیاری کوئی صورت خواجہ بنکر آئین مگر تل جب بختیارک
کو دکھائین تو یہ شناخت کر لے خلاصہ یہ کہ وہ تل سبز رنگ اُسوقت اُسنے آنکھون مین نہ پایا

خوب غور کرکے دیکھا جب بھی نہ معلوم ہوا تو لگا سر ہلانے لقا نے کہا ارے کیا ہی پکارا کہ اجی کیا کہوں
کیا ہی کچھ نہیں افراسیاب کا ستیاناس جائے خدا جانے کسکا سر بھیجا ہی لقا بولا کہ تو کیا بکتا ہی بھلا تجھے
کیونکر ثابت ہوا کہ سر عمرو کا نہیں ہی اسنے کہا خالی آنکھ کا نہیں دکھائی دیتا ہی لقا نے کہا بنیرۂ خاص
ہمارا عمرو ہی ہمکو بھی ثابت ہی کہ وہ مارا نہیں گیا بختیارک نے کہا تو غارت ہو تیری خدائی برباد ہو اور
مارا جائے تو کیسی تقریر کرتا ہی کہ مین خوش ہوکر رنجیدہ ہوتا ہون لقا نے تسکین اسکو دی کہ تو بدمزہ ہو
تیری خاطر سے مضبوط تدبیر ابھی کرونگا یہ کلام سُنکر ساحرون کو بڑی حیرت ہوئی اور شیطان نے
پوچھا کہ شاہ طلسم ای ساحران اسوقت کہان ہین کہا باغ عیش مین ہین اُسنے کہا جاؤ خبر لو باغ
وہ سب برباد ہوگیا ہوگا اور شاہ طلسم کا نخل ہستی قطع ہوا ہوگا طلسم مین ماتم برپا ہوگا عمرو کے
دشمن مارے جائین جاکر تو دیکھو تمھین بغیر دیکھا یقین نہوگا خیر اپنی آنکھ سے ملاحظہ کر لو یہ کہکر گرم پانی
منگا کر اُس سر کو دھلوایا رنگ روغن اُسکا جاتا رہا اصلی صورت اُس مردہ زنبیل کے قیدی کی
نکل آئی ساحرون سے کہا دیکھا تمنے اب جلد یہان سے جاؤ ورنہ تمھارے سر لانے کی کیفیت حمزہ
کو ظاہر ہوگی تو وہ پھر بہر قصاص یہان آجاویگا خدا ذمہ خوب پیٹینگے تمھارا جانا یہان سے دشوار
ہوگا وہ ایک کو زندہ نہ چھوڑے گا ساحر اسکے کہنے سے بعجلت روانہ ہوے اور ادھر وہ دونون
عیار جو یہان موجود تھے سب حال دیکھ سُنکر خدمت امیر مین گئے اور کل کیفیت عرض کی سب سردار
بختیارک کی گفتگو سُنکر ہنسنے لگے اور امیر نے فرمایا کہ عمرو کا خدا مالک ہی انشاء اللہ وہ فتحیاب ہوگا
یہان تو یہ گفتگو فرما کر امیر نے دربار برخاست فرمایا کہ رات زیادہ آئی ہی غرضکہ سب آرام پذیر ہوے
اور وہ ساحر پرواز پیدا کرکے بہ تعجیل تمام پاس شہنشاہ ساحران کے پہونچے یہ حیرت سے بیٹھا
اختلاط کر رہا تھا چھیڑ رہا تھا اور بوسے لیتا تھا حیرت بگڑ رہی تھی کہ شہنشاہ آپ سب کے سامنے
نہ ستایا کیجیے صاحب میرے کپڑے سب کے روبرو کھلے جاتے ہین نگوڑی مین پسینے پسینے ہوئی جاتی
ہون اور تمھین اپنے کام سے کام آنی بانی سے نہین چوکتے اسی صحبت مین یکایک وہ ساحر آکر
پہونچے مگر بدحواس رنگ رو سفید افراسیاب اُنھین اس حال سے دیکھکر سمجھا کہ عمرو بندہ مقرب
خداوند تھا شاید اسکے مرنے سے خداوند ناراض ہوے ورنہ ان ساحرون کے ہاتھ مجھے خلعت سرفرازی
ضرور بھیجتے اور انکو بھی نہال کر دیتے خیر پوچھ تو کہ کیا ہوا آخر اُسنے پوچھا کہ خیر تو ہی وہ ساحر بولے کہ
خاک خیر ہی دیکھیے یہ کہکر سر خوان سے نکالکر دکھایا سارا حال بیان کیا افراسیاب یہ سُنتے ہی حیرت
کی طرف گھورنے لگا اور مخمورہ دل مین خوش ہوگئی ادھر حیرت نے کہا ای شہنشاہ آپ مجھے

کیا گھورتے ہین جو آپ نے فرمایا وہ کنیز بجا لائی اور جس شخص کو کہ وزیر آپ کا گرفتار کر لایا اُسے مین نے قتل کیا شاید وہ عمرو نہو گا جتنے وزیر باغبان پکڑ لایا یہ سُنکر باغبان نے کہا مجکو قسم ہو سامری کی مین نے نہایت ہوشیاری سے اور سحر سے خوب دریافت کر لیا تھا جو کچھ پیچ پڑا وہ طلسم مین پڑا افراسیاب نے حیرت سے کہا میرے سر پر ہاتھ رکھو تو کہ کوئی فتور مین نے نہین کیا حیرت نے قسم کھائی اور زمرد اور یاقوت سے کہا سچ بتاؤ یہ کیا ہوا انھون نے کہا بلا لون اگر ہمسے کچھ ہوا ہو تو ناک اور چوٹیان ہماری کٹوائیے گدھے پر سوار کر کے تشہیر کرائیے شاہ طلسم نے کہا راہ مین تم جب عمرو کو لیکر چلین تھین تو کہین ٹھہری تھین اُنھون نے عرض کیا کہ کہین نہین اب مخمور دل مین بہت خوش ہی کہ اس سحر سے افراسیاب کو کیفیت ظاہر ہو گی کہ عمرو کا گرفتار کرنا ایسا ہوتا ہی غرضکہ افراسیاب تحقیقات کرنے لگا اور زمرد اور یاقوت سے کہا کہ تمکو مار ڈالون گا ورنہ صحیح بتاؤ کہ عمرو کیا ہوا اُنھون نے عرض کیا کہ ہمنے کوٹھری مین اُسکو بند کر دیا تھا شاہ نے کہا جب کوٹھری کھلی تو وہان دو عمرو تھے یا ایک اُنھون نے کہا ایک بھڑوے نے تو یہ آفت ڈھائی ہی دو ہوتے تو قیامت ہی آجاتی اس کلمہ پر حاضرین دربار ہنسنے لگے اور دست بستہ کہا کہ آپ کتاب سامری دیکھین شاہ جادوان نے زانو پر ہاتھ مار کہا ہماری عقل پر پتھر پڑے ہین اگر پہلے ہی کتاب دیکھ لیتے تو خداوند کے روبرو ذلت نہوتی ہان جب باغبان گرفتار کر کے لایا تھا جب مین نے کتاب دیکھی تھی اُسوقت بیشک معلوم ہوا تھا کہ یہ عمرو اصلی ہی باغبان کی کچھ خطا نہین ہی مین اسی اعتبار پر رہا کہ میری زوجہ نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا ہی اب اسمین کچھ شبہہ اور شک نہین ہی خیر جو مقسوم مین ہوتا ہی وہی پیش آتا ہی یہ کہکر سامنے جو گلدستے رکھے تھے اُسمین سے ایک پھول لیکر پھینکا باغ کی طرف اور سحر پڑھا کہ ایک طاؤس اُڑکر سامنے آیا اُسکو حکم دیا کہ کتاب لا طاؤس جاکر کتاب لایا اسے وا کر کے دیکھا لکھا تھا کہ جب عمرو کوٹھری مین بند ہوا تھا تو اُسپر قید سحر نہ تھی یہ غفلت تیرے کار پردازون کی ہی اُسنے اپنی صورت کا ایک شخص زنبیل سے نکالکر بنا دیا اور آپ گلیم اوڑھکر نکل گیا ابھی حیرت کے شہر مین ہی مگر کچھ دنون مین چلا جائیگا یہ حال دیکھکر کتاب بند کی اور پوچھا کہ رات کتنی باقی ہی لوگون نے کہا اب صبح قریب ہی شاہ نے فرمایا کہ دربار اور جلسہ برخاست اے حیرت تم اپنے ملک کو جاؤ اور سحر کا حصار کرو عمرو نکل کے جانے نہ پائے مین ذرا آرام کر لون تو آتا ہون یہ حکم سُنتے ہی جملہ ساحران نامی اُٹھ اُٹھ کر روانہ ہوے اور حیرت اپنی وزیر زادیون کو لیکر اپنے شہر کی طرف گئی شاہ جادوان نے وہین آرام فرمایا یہان تک

کہ سلطان انجم نے مجمع کواکب کو برخاست فرمایا اور ساحر مشرق سلاسل شعاع لیے بہر گرفتاری دزد ظلمت شب میدان سپہر پر آیا بمقتضائے نظم

مگر منشئ قدرت خامۂ زر	گرفتہ از شعاع مہر انور
کہ آرا ید بیاض روے این بزم	بہ اوراق فلک روشن کند نظم

افراسیاب خواب استراحت سے اُٹھا اور سواری طلب کی ہنوز سوار نہوا تھا کہ **مصور** کی سواری آپہونچی کیونکہ نامہ شاہ طلسم جیسا مذکور اول کیا گیا اُسکو پہونچا یہ اُسوقت آکر داخل ہوا شہنشاہ جادوان اُسکے آنے سے بٹھہر گیا اور تعظیم کر کے بٹھایا سب حال بیان کیا **مصور** نے کہا مین جاکر **عمرو** کو گرفتار کیے لاتا ہون **افراسیاب** نے جواب دیا کہ آپ یہین تشریف رکھین حضور کے آنے سے ابھی مین بھی نہ جاؤن گا یہ کہکر کچھ سحر پڑھ کر دستک دی ایک آندھی سیاہ آئی تمام عالم مین گرد چھائی کہ بمقتضاے بیت

بھرا رہے دل گردون غبار دشمن سے	کمی ہو کچھ تو کہو میری مشت خاک سے لے

اس آندھی سے دو ساحر مرگ چھالون پر سوار اُڑتے ہوے باغ مین آگر اُترے شاہ جادوان کو سلام کیا اُسنے حکم کیا کہ **غبار جادو** و **حسام جادو** تم دونون دو سمت جاؤ **غبار** ملکہ **حیرت** کے ملک کو جائے ملکہ بھی وہان موجود ہین **عمرو** کو گرفتار کر کے اُنکے حوالے کرے اور **حسام** لشکر **مہرخ** کا جاکر کام تمام کرے یہ سنکر دونون ساحر روانہ ہوے **حسام** اپنی جگہہ پر آیا اور لشکر تیار کرایا دو سحر اپنے جگائے ایک **باران** دوسرا **آسمان** جب یہ دونون جادو اپنے قبضہ مین کر چکا اسوقت ابر سحر پر سوار ہوکر بجمعیت چالیس ہزار ساحران نابکار راہی ہوا اور **غبار** جب اپنی جگہہ پر آیا اُسنے سحر سے زمین کی کچھ مٹی سونگھکر دریافت کر کے تیار کیا اور تخت پر بیٹھکر سمت شہر **حیرت** چلا ادھر **حیرت** نے اکمہ رات کو آرام نہین کیا ہزارہا ساحر کو بلا کر حکم دیا کہ شہر کے دروازے ہر طرف کے بند کر دو **عمرو** اس شہر مین زندہ موجود ہی سب ملکر ڈھونڈھو جو گرفتار کرلائیگا مال دُنیا سے مستغنی کر دونگی سارے شہر مین اس حکم سے انتظام ہونے لگا اور ساحر ہر سمت ڈھونڈھنے لگے بعضے طائر بنکر اوڑے اور بعض ہر ایک گوشے اور غار وغیرہ مین متلاشی ہوے لوگون کے گھر کی تلاشی ہونے لگی در شہر پر تین تین پہرے بیٹھ گئے ہر گلی اور کوچے مین ساحر پھرنے لگے اور جو کی پہرا مقرر ہوا کوتوال شہر گردش اور گشت کرنے نکلا گلی گلی یہی چرچا ہونے لگا کہ **عمرو** دیکھیے کیونکر گرفتار ہوتا ہی یہان تو یہ بند وبست اہی لیکن **عمرو** کی کیفیت سُنیے کہ یہ جو گلیم اوڑھکر کوٹھری سے نکلا اُسوقت تک باغ مین ٹھہرا رہا کہ **حیرت** باغ عیش

مین واسطے جشن کرانے کے گئی یہان چند ملازم اور کنیزین باقی رہگئین عمرو نے قابو پاکر ازبسکہ رات کا وقت ہی تھا کچھ پروانے بیہوشی کے شمع وچراغ پر پھینکے کہ جسکے دھوئین سے کنیزین بیہوش ہوکر سو رہین عمرو نے سب اسباب وہان کا جال مار کر نذر زنبیل کیا اور جہانتک کہ ممکن ہوا لباس لونڈیونکا اور زیور اُتار لیا پھر وہان سے نکلکر صورت ساحر کی بناکر اندر شہر کے پھرنے لگا یہانتک ایک جگہ شہر مین ویرانہ تھا اور مکان بے مرمت تھے زمین مین غار پڑے تھے یہ ایک غار مین اُتر کر رات کو بیٹھ رہا اور سوچا کہ ساحر بڑے بڑے زبردست ہین تو یہان چھپ نہ سکے گا اور اگر گلیم کی وجہ سے تو مخفی رہا تو کچھ لطف عیاری نہین کیونکہ گلیم تو اس کام کی ہے کہ جہان ایسے ہی دباؤ مین پھنس جائے اور نکلنا ممکن نہو گلیم اوڑھ لے یہ سوچکر خنجر لیکر نقب کھودنا اسی غار مین شروع کی اور اہل شہر کے مکانات کو علم مساحت سے وہان بیٹھے بیٹھے بنظر فراست پیمایش کر لیا یہانتک کہ نقب ایک مکان کے اندر کھود کر پہونچائی جب وہنہ نقب توڑا اتفاق سے کوٹھری مین مہرہ نقب کا ٹوٹا دیکھا یہان بورے اناج کے مثل گیہون اور چانول سے بھرے رکھے ہین معلوم ہوا کہ کسی بنیے کا گھر ہی عمرو نے نقب سے بورے نکالکر جال مین باندھکر اُٹھائے اور نقب کے منھ پر لاکر رکھے اور بیندے اُنکے کاٹ دیے کہ اناج کھسک کر نقب مین چلا گیا اور اوپر سے بورا خالی ہوگیا اسنے پھر نقب مین گھسکر اناج دہنے بائین ہٹا کر بورے کے اندر چلے آنے کا راستہ کیا جب یہ بندوبست کر چکا پھر خنجر لیکر اندر سے نقب کو اور سمت کھودنے لگا اور مٹی اُسکی زنبیل مین بھر لیتا تھا یہان سے مکان تورعایاے شہر کے قریب قریب ہین دوسرا مہرہ نقب کا نان بائی کے مکان مین نکلا عمرو نے رات کا وقت ہی تھا سر نکالکر نقب سے جو دیکھا تو نقب والان مین ٹوٹی ہی اور سب سوتے ہین یہ دیکھکر یہان کوٹھری تجویز کر کے سرنگ اسی طرف لیچلا اور کوٹھری مین سر نقب کا نکالا یہان دیکھا کہ شطرنجی پر شیرمال وکباب اور روٹیان اور کلچے وغیرہ رکھے ہین اور اوپر چادر ڈھنکی ہی یہ دیکھکر دل سے کہا اے عمرو خوب آئے اس جگہ مہر نقب کو اندر گھسکر طبقہ زمین سرے سے ملا کر لیپ دیا کہ اوپر سے نقب نہ معلوم ہو اور مین جب آؤن تو ڈھیر مٹی کا ہٹا کر چلا آسکون غرضکہ جب اس انتظام سے فراغت پائی یہان سے تیسری سمت نقب مین شاخ نکالی اور کھودتا ہوا چلا ایک بار کلوار کی دوکان مین سر نقب کا نکلا اسنے اس سرے کو تو مٹی کے اندر کی طرف سے بند کر دیا اور دوکان کی کوٹھری مین جاکر مہرہ توڑا اس مقام کو بھی بوتلون سے شراب کی بھرا دیکھا کہ سب بوتلین بادہ خوشگوار اور رنگین سے مملو تھین اُسنے یہان بھی اندر سے نقب کو لیپ پوت کر برابر کیا اور چاہا کہ چوتھی سمت چلون

مگر وس اثنا مین آواز آدمیون کی بول چال کی کان مین آئی اور سمجھا کہ رات تمام ہو گئی یعنے خورشید کلند زرین لیے نقاب فلک مشرق کی سُرنگ سے باہر نکلا عمرو سوچا کہ اب مخفی ہو جانا چاہیے ورنہ حال کھل جائیگا یہ تصور کر کے براہ نقب غار مین آکر بیٹھا اور اپنے کسل کو نقب کھودنے اور مٹی اُٹھانے کے کروٹین لیکر دفع کرنے لگا اور پھر خوب پاؤن دراز کر کے آرام کیا اور جال لیا سی سر غار پر تان دیا کہ شاید جو کوئی مجھے پکڑنے آئے تو اسمین پھنس جائے لیکن کوئی اس طرف کو نہ آیا یہ سو کر اُٹھا زنبیل سے پانی نکالکر مُنھ دھویا وضو کیا وظیفہ سحری جو قضا ہوا تھا ادا کرنے لگا اس اثنا مین بھوک معلوم ہوئی براہ نقب مکان مین نان بائی کے گیا اور ہاتھ بھر سوراخ کر کے دو چار خمیر مال وغیرہ لیکر پھرا اور کلوار کی کوٹھری مین جا کر ایک گلابی شراب کی لیکر غار مین آیا شراب پی کھانا کھایا چپکا ہو بیٹھا کہ بیت

تم ہو اور غیر ہین اور انجمن آرائی ہی		ہم ہین اور در ہی اور گوشہ تنہائی ہی	

اب وہان غل و شور تمام ساحرون کا سنتا تھا اور ہر طرف سے بگیر بگیر کی صدا آتی تھی گھنٹے ناقوس بجتے تھے لوگ ہر سمت دوڑتے پھرتے تھے فی الجملہ انکو تو اس حال مین چھوڑیے مگر حال سُنیے کہ حیرت تو انتظام مین مصروف رہی صبح کو جو بغوغا کیا تو سارا مکان لٹا ہوا پایا کمال غضبناک ہوئی اور چاہا کہ خود عمرو کو ڈھونڈھنے نکلے اس اثنا مین خبر پہونچی کہ عیار جادو بھیجا ہوا شاہ طلسم کا آیا ہی یہ سنکر زمرد اور یاقوت کو بہر استقبال بھیجا انھون نے جا کر تعظیم کر کے اُسکو اپنے ہمراہ پاس ملکہ کے پہونچا اُسنے حیرت کو آکر سلام کیا اور حال پوچھا ملکہ نے سب حال بیان کر کے کہا اب تم دریافت تو کرو کہ عمرو کہان چھپا ہوا ہی اُسنے حکم ملکہ سے باہر باغ کے آکر ایک مشت خاک زمین سے لیکر سحر پڑھکر سونگھی اور ملکہ سے آکر کہا کہ مجھے ثابت ہوتا ہی کہ عمرو زمین کے اندر کسی گڈھے مین بیٹھا ہی لہذا مین جا کر پکڑے لاتا ہون یہ کہکر زمین سونگھتا ہوا چلا جب شہر مین پہونچا آدمیون کا غول اسکے ساتھ ہوا اسنے سب کو منع کیا کہ میرے ساتھ نہ آؤ کیونکہ غل سُنکر عمرو بھاگ جائیگا لوگ اسکے منع کرنے سے رکے اور یہ اکیلا چلا یہان تک کہ قریب اس غار کے پہونچا کہ جہان عمرو مخفی ہی اور عمرو نے بھی دیکھا کہ ایک ساحر اس سمت کو آتا ہی اگر یہان آجائیگا تو حال اس غار کا ظاہر ہو جائیگا پھر بیٹھنے کا بھی ٹھکانا جاتا رہیگا یہ تصور کر کے اندر سے غار کے نکلکر بیچ میدان مین چادر اوڑھ کر لیٹا اور جسم کو اپنے مثل مردے کے کرخت بنایا سانس روک لی اور آنکھین ایسی کہ جیسے مردے کی بے نور اور پھٹی ہوتی ہین کنپٹیان بیٹھی ہوئی اور مُنھ ٹیڑھا کیے

ہوئے اور اندر منھ کے سفوف بیہوشی بھرلیا خلاصہ یہ کہ جب غبار گڈھے کی طرف چلا اور مٹی نے بزور سحر سونگھنے سے عمرو کی خبر دی کہ اسی جگہ ہوا پنے چار طرف بیک نگاہ دوڑایا ایک شخص کو چادر اوڑھے پڑا دیکھا یہ دوڑ کر قریب آیا اور سحر پڑھنے لگا کہ اٹھکر بھاگ نہ جاے لیکن خیال کیا تو دیکھا کہ اس شخص کے جسم کو ذرا حس وحرکت نہین ہی شاید سوتا ہوا ایسا کچھ سمجھ کر چادر کو چہرے سے ہٹایا سب آثار مردے کے پاے حیرتناک ہوکر پاس بیٹھ گیا اور بغور دیکھنے لگا جسوقت کہ جھک کر چہرے کو غور کرنے لگا عمرو نے منھ سے سفوف بیہوشی جو پھونکا اُسکے منھ پر پڑا اور چھینک مارکر بیہوش ہوا عمرو نے اُٹھکر فی الفور سر کاٹ ڈالا غل اور شور اور تاریکی پھیل گئی عمرو اُسکا پیراہن اور جھولا اسباب سحر کا لیکر غار مین کود گیا اور نقب مین جا بیٹھا غلغلہ اور ہنگامہ سنکر ساحر اور اہل شہر دوڑے لاش اُٹھا کر حیرت پاس لے چلے وہ بھی صداے گریہ وبکا سنکر دوڑی ہنوز درباغ تک نہ پہونچی تھی کہ لاش غبار کی ساحر لیکر آئے اور عرض پیرا ہوے کہ اے ملکہ غبار کو عمرو نے مارا حیرت اس حال کو دیکھکر گریان ہوئی آئینہ عشرت اسکا زنگ آلود غم والم ہوا آخر لاش غبار کی تخت سحر پر رکھکر بجمعیت چند ساحران خدمت شاہ جادوان مین بھیجی افراسیاب باغ عیش مین مصور سے سرگرم گفتگو تھا کہ نعش ساحر لیکر حاضر ہوے اور تقریر پر الم تاثیر مقدمہ قتل ہونے غبار کی حصار ریحان مین مقید کی افراسیاب سنتے ہی اس خبر کے مثل مار دم بریدہ کے پیچ وتاب کھانے لگا اور بولا کہ مین حسام جادو کی راہ دیکھ رہا ہون کہ وہ لشکر مہرخ کا خاتمہ کر کے اور سر باغیون کے لیکر آئے تو مین جاکر عمرو کو خود گرفتار کرون فی الجملہ شاہ جادوان حسام کا منتظر ہی اور وہ دریاے سحر سے اوتر کر قریب لشکر مہرخ جب پہونچا دل سے اپنے مشورہ کیا کہ مین مقابل مین اگر خیمہ زن ہونگا تو عیار آکر ستا ینگے اور حریف بھی ہوشیار ہو جایئگا اس سے مناسب ہی کہ اسی وقت تاخت وتاراج پر کمر ہمت چست باندھون اور عیش وعشرت دشمن کو مبدل بہ غم کرون سبکے سر کاٹکر خدمت شہنشاہ مین لے جاؤن کہ نظم

چو بر دشمنان خیزم آمد سمند	یقین گردنش آرم اندر کمند
چو این وقت غافل شدہ بگذرم	عجب نیست فردا شود ابترم

ایسا کچھ تصور کر کے سرداران لشکر کو اپنے ارادے پر مطلع کیا اور بعزم خونریزی بارگاہ مہرخ کی سمت چلا یہان تمام سردار خبر گرفتاری عمرو زبان برق سے سنکر واسطے رہائی خواجہ کے دعا کر رہے تھے اور گریان ونالان تھے کہ یکایک صداے نفیر سحر کان مین آئی طائران سحر اور عیار

جو با مرجاسوسی صحرا و بیابان مین پھر رہے تھے آمد لشکر اعدا دیکھکر اور رُخ اُس فوج کا اپنے لشکر کی طرف نظر کرکے برجناح استعجال بارگاہ مین آئے اور عرض پیرا ہوئے نظم

زمین بوسید و شہ را این دعا کرد — بجان تسلیم و منت ہا ادا کرد
زبان بکشاد و گفت ای فرد اقبال — کہ گیر و ماہ و مہر از روے تو فال
زاقبالش جہان را عید نوروز — بنزم و رزم جوے باد فیروز
تمامی ساحران و بت پرستان — ہمہ رزم آوران و کینہ خواہان
بعزم جنگ رُخ دارند این سو — بہ قصد بیہودہ اندر تگاپو

مہرخ بمجرد استماع اس خبر کے اُٹھ کھڑی ہوئی اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجے لشکر نصرت اثر تیار ہوئے کس لیے کہ لشکر حریف یکایک ایسا نہو کہ حملہ کرے لازم ہے کہ بیت

علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد — دریغ سود ندارد چو رفت کار ز دست

فی الفور بمجرد ارشاد فیض بنیاد اس خیر زن نقارہ رزم گڑگڑایا شور و شر کا زمانہ آیا ساحر تخت ہاے سحر پر سوار ہوے جان دینے پر تیار ہوے ہنگامہ قیامت خیز گرم ہوا ہنوز حسام نہ آنے پایا تھا کہ بمقتضاے فرد

نہ نشستہ یکے عربدہ آشوب گر خواست — نا رفتہ یکے فتنہ بلاے دگر آمد

یعنی جوانان خنجر گذار با شمشیر بران مرکبہاے تازی نژاد پر سوار برآمد ہوے ہاتھون مین وہ وہ سیفیں اور تیغیں جوہردار لیے تھے کہ جنکی ضرب سے عدو کو راہ فنا دکھاتے تھے کہ نظم

چون برگ گندناست بسبزی حمائلی تسود — در بوستان معرکہ چون شاخ ارغوان
نیلوفری در آب نہان باشد این عجب — نیلوفریست آتشہ آب اندرون نہان

ایک سمت سے سواران زرین لجام گھوڑے چمکاتے اپنی شوکت دکھاتے روانہ تھے کہ ابیات

گردون گردے زمین نوردی — کز چشمۂ مہر آب خوردی
ہر بار کہ در نورد رفتے — صد باد صبا بگرد رفتے
ہر بار کہ در عرق شدے غرق — باران بودے و در میان برق

ایک جانب سے فیلان سحر روے ہوا پران تھے اور ساحر لباس زرق برق پہنے اُنپر سوار تھے کہ نظم

ابر اند و لے قطرۂ ایشان سحر خنجر — برج اند و لے بارۂ ایشان صفت ہیجا
دندان یکے تخت شدہ در دل مریخ — خرطوم یکے حلقہ زدہ گرد ثریا

جادوگرنیان نازنین نازک بدن گاتیان دو پٹون کی باندھے جھولیان اسباب سحرسازی کی گلون مین ڈالے آمادۂ جنگ و پیکار تختہ ہاے سحر و طائران تیز پرواز پر سوار کہ بمصداق شعر

یکے چون لالہ بار وے درخشان
یکے چون گل بخوبی دامن افشان

غرض کا تخنع قلب لشکر مین لیے نارنج و ترنج اوچھالتی ہوئین آگ پانی سے اور پانی آگ سے نکالتی تھین یہ معلوم ہوتا تھا نظم

زمین سے اوج فلک تک تھا اسطرح کا ہجوم
کہ شور حشر کا ہنگامہ ہوتا تھا معلوم

روان تھے ساحر نامی برائے جنگ و جدل
لیے تھے ہاتھ مین سب اپنے سحر کی مشعل

بزور سحر برستے تھے ایسے انگارے
فلک سے گرتے ہین جسطرح رات کو تارے

قصہ مختصر جب نزول لشکر کی حد سے دو کوس آ گے فوج بڑھی لشکر حریف سے دوچار ہوئی حسام جو لشکر لیے آتا تھا اس کثرت سپاہ کو دیکھکر نعرہ زن ہوا کہ ہان اے دلیروان نمک حرامون کو گھیرو خبردار ان مین سے کوئی زندہ بچکر نہ نکل جائے کسی طرف پناہ نپائے فوج نے یہ حکم سنتے ہی صف آرائی کی اس ہنگامہ کی خبر لشکر حیرت کو بھی معلوم ہوئی یہان مصتور اپنی جانب سے بہزاد جادو افسر گیا ہی وہ بھی فوج لیکر حسام کا آکر شریک ہوا بوق ترکی اور قرنائے رزمی بجنے لگے کوس و دہل کے شور نے گنبد گردون دوار کو ہلایا مبارزان شجاعت شعار نے قدم ہمت میدان مین جمایا میمنہ و میسرہ وغیرہ درست ہوا ہر ایک طاق وجست ہوا علمون کے پھریرے لہرائے نشانون کے پرچم کھلے نقیب بلند آواز سے پکارتے لگے غیرت آمیز صدائین سنانے لگے

کہ بمقتضائے ابیات

دولت دُنیا کہ تمنا کنند
باکہ وفا کرد کہ با ما کنند

مغز وفا نیست درین استخوان
بوے امان نیست درین خاکدان

محبت دُنیا سے ہاتھ اُٹھاؤ کب تک اس دار بے ثبات مین حیات کی امید ہی آخر ایک دن مرنا ہی اگر آج لڑکے جان دی تو زندگی جاوید ہی ع

بمیر اے دوست گر خواہی رہائی
کہ بے مردن نیابے آشنائی

اور کسی نے کیا خوب کہا ہی کہ قطعہ

از سر گذشتہ پاے بمیدان نہ و ببین
گوئی مراد ماست زچوگان آرزو

خواہی کہ بخت روے بیابد بکام دل
باید شدن بمعرکہ با خصم روبرو

اس صدا کے سننے سے قبضہ ہاے شمشیر آبدار اور سیہ کمانون کے کڑکنے لگے منچلے ہونٹھ چبا چبا کر عدو کو گھورتے تھے صفون پر سناٹا تھا کوئی طائر بھی اُڑکر ادھر نہ آتا تھا ارن بولتا تھا تمام عالم سنسان نظر آتا تھا اس اثنا مین حسام بدانجام اژدر کو اُڑا کر وسط میدان مین آیا یہ نابکار خود بھی بہت کریہ منظر و بد ہیئت ہی اسوقت براہ مہابت بزور سحر اپنی صورت نحس کو اور اپنے زیادہ مہیب کیا تھا کہ

چو دیوے دو نخ از عفریت روئے
از ین سنگین و لے پولاد جانے

چو زاغ گلخن از بیہودہ گوئے
چو ہجران دل گدازے جانستانے

میدان مین پہونچکر خوب سحر کی نیرنگیان اسنے دکھائین اور ٹھہر کر مہرخ کی طرف بصد عتاب مخاطب ہوکر کہا اے نادان کجا تو اور کہان شہنشاہ ساحران کہ بیت

کے تواند بود شیر شرزہ آہو را شکار

کے تواند گشت باز و جرہ تیہو را مطیع

کہان تک لاف برابری ماریگی اور ملازمان شہنشاہ مین سے کس کسکو قتل کرے گی ان چند باغیان پا شکستہ پر جو تیرے پاس جمع ہوگئے ہین غرہ نکر اور لازم ہی کہ رفیقان نیک سرشت عقیدت اندیش سے صلاح لیکر سرکشی سے باز آ قدم پر میرے گر کہ قطعہ

مکن تکیہ بر گنج و تیغ و سپاہ
شود رائے نیکو ترا دستگیر

ز فرزانگان رائے و تدبیر خواہ
بجائے کہ ضایع بود تیغ و تیر

اگر سر انقیاد میرے فرمان سے نہ ہٹایا خطا تیری شاہ جادوان سے معاف کرادونگا ورنہ درصورت انحراف ورزی سزاے معقول دونگا عمرو جو تیرا معاون بامکر و کید ہی وہ بھی طلسم مین قید ہی تو بھی راہ راست پر آ اپنی جان بچا کر غور کر کہ شہنشاہ والا مرتبت کا کیا رتبہ ہی خداوند سامری نے کیا مرتبہ دیا ہی کہ نظم

دیو کا نجا رسید سر بنہد
نہ دو جز بحد رقہ بیرون

مرغ کانجا برید پر بنہد
از ہوا و زمین او گردون

یہ شہنشاہ کا حکم و وقار ہی کہ تجھ ایسی نمکحرام کو ابتک زندہ چھوڑا ہوا ہی بے ادب یہ تجھے کب زیبا ہی کہ قطعہ

ستیزندگی با خداوند سخت
گوز لنے کہ در شہر شیران شود
چو سر تابدت سر متاب از خراج

ستیزندہ را سر برو چون درخت
بمرگ خودش خانہ ویران شود
وگرنہ سر با تو ماند نہ تاج

مہرخ نے یہ تقریر عتاب آمیز سنکر شمشیر زبان کے جوہر دکھلانے اور پکاری کہ او بیحیا قطعہ

اگر دشمن از تیغ دارد ستیز		مرا ہم زبانِ سنان ہست تیز
چو من آرزوے نبرد آورم		دل دشمنان را بدرد آورم

حسام نے یہ کلام ملالت انجام سنکر ایک ناریخ سحر پڑھکر مارا پھر تو ع نعوذ باللہ ازین آتش ار کہ آرد دود ہ اُسمین سے دھوان نکلا اور عنقریب تھا کہ شق ہوکر آفت تازہ اور بلائے بے اندازہ پیدا کرے مہرخ نے اس ناریخ کو آتے دیکھکر سمت فلک کچھ افسون پڑھکر پھونکا کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور اُس ناریخ کو روک کر غائب ہوگیا حسام کا جب سحر رد ہوگیا بغصہ شمشیر صاعقہ بار کھینچکر بڑھا اسوقت بہار اپنا طاوس بڑھاکر میدان مین آئی اور گویا ہوئی کہ ای حسام تمھین لازم ہی کہ ہم پا اُفتادون کی اگر دستگیری کر و اور شرط مردمی یہ ہی کہ مغلوب کی مدد کو اُوہمسے ملجاو ایسے نا منصف اور ظالم بادشاہ کی اطاعت کرنا عقل مصلحت سنج کے خلاف ہی افراسیاب نا لایق اور بیہودہ اور نا انصاف ہی بیت

بے مزد بود آنچہ ازو خدمتے کہ کردم		یارب مباد کس را مخدوم بے عنایت

ہم کیسی اطاعت اور تابعداری سرکار کی بجالائے پھر آخر اسکے صلہ مین کیا ملا تم بھی انجام کو کیا پاؤگے اس سے بہتر یہ ہی کہ ع

آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرفست		با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

اور شہنشاہ ساحران کے یہان مثل تمھارے بہت لڑنے والے ہین ہم البتہ مجبور و بیچارے ہین تمکو لازم ہی کہ بموجب فرد

رہ نیک مردان آزادہ گیر		چو استادۂ دست افتادہ گیر

حسام بدانجام ان کلمات نصیحت التیام کو سُنکر حرف زن ہوا کہ مین نمکحرام نہین ہون جو مثل تیرے اپنے مالک سے منحرف ہوجاؤن بہار نے کہا اچھا اب ہوشیار ہوجا اور نیچہ سحر دو ڈکر مارا اس نے جسم اپنا سبز ور بحر اژدہات کا بنایا نیچہ اچٹ گیا بہار نے دوبارہ تیر مارا وہ بھی خالی گیا حسام نے دونون حربے رد کرکے ایک ناریل مارا کہ وہ پھٹا اور آٹھ ہزار پیکان تیر اُسمین سے نکلکر لشکریان مہرخ پر گرا سر سے گذر کے پاؤن کی طرف سے نکل گیا بہت ساحر ہلاک ہوے بہار گلدستہ لیکر بڑھی حسام سمجھا کہ اب یہ باغ سحر بناے گی میرے لشکر کو صرصر ستم سے برباد اور خزان رسیدہ کرے گی لازم ہی کہ مین بھی تحفہ طلسم سے کام لون یہ سوچکر اپنے جھولے سے حلقہ جمشیدی نکالکر مارا بہار کی گردن مین وہ حلقہ پڑکر بجلی ہوگیا اور وہ بیہوش ہوگئی اُسنے گرفتار کرلیا اور وہی حلقہ لیکر یہ آگے

بڑھا مہرخ نے للکارا کہ اے حرامزادہ ازلی کہان آتا ہی اُسنے حلقہ دوڑکر مارا مہرخ کی گردن بھی پھنسی وہ
اسیر ہوگئی اسوقت وہ دونون سحر یعنے باران سحر اور آسمان سحر جو ہمراہ اپنے لایا تھا اُنکو حسام
نے زبان پر جاری کیا سب نے دیکھا کہ ایک سمت دھوان بلند ہوا اور بڑھتے بڑھتے مثل آسمان سبز فام
کے سر لشکر مہرخ پر قائم ہو پہنچے اُس آسمان دودی کے لکہ ہاے ابر گھر آئے اور پانی برسنے لگا جسکے سر پر
بوند گرتی تھی تیر کا کام کرتی تھی ساحران حامی سپہر بن سحر کی سر پر رد کے تھے ہر طرف ایک تلاطم
مچا تھا اس ہنگام مین برق محشر نے کہا ای فرزند رعد اس باران سحر مین ہماری کسر باقی ہی یعنے
رعد گرجتا ہی چلو ہم بھی اپنا کام کرین یہ سننا تھا کہ رعد زمین مین غرق ہوا اور برق چمک کر فلک
پر گئی ادھر برق کو چمکتے دیکھکر حسام سمجھا کہ قاعدہ ہی جب پانی برستا ہی بجلی ضرور چمکتی ہی یقین ہی
کہ میرے سحر کی یہ بجلی ہی غرضکہ یہ تو غافل رہا اور رعد زمین سے نکلا اُسوقت برق کا چمکنا مع
حسام کے سب دیکھ رہے تھے کہ رعد نے چیخ ماری بہت ساحرون کے سر پھٹ گئے اور حسام
ازبسکہ زبردست تھا اُسکا سر تو نہین شق ہوا مگر بیہوش ہوگیا اوپر سے برق جو کڑکڑا کر گری
اسکے جسم نجس کو کاٹ کر زمین مین اوتر گئی العیاذ باللہ شور نشور قیامت برپا ہوا وہ آسمان
سحر پھٹکر لشکریان حسام اور حیرت پر گرا ہزارہا ساحر دبکر مرا مہرخ اور بہار قید سے چھوٹین
فوج نے مہرخ کی حملہ کیا پھر تو نظم

گروہے رزم جوے فتنہ انگیز — ہمہ پر کینہ و بیباک و خون ریز
کمین خواہی میان را تنگ بستہ — ولے چون سنگ را در جنگ بستہ

رعد نے چیخین مارنا شروع کین اور برق چمک چمک کر گرنے لگی اسوقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ بیت

سینہ کوہ از سنان برق میشد چاک چاک — وز صداے رعد می لرزید بر خود جرم خاک

برق چالیس گز کی دراز ہو کر اُڑی اور ترچھی پڑ پڑ کر گرنے لگی ہر بار دو دو سو تین تین سو کو جلا کر خاک سیاہ
کرتی تھی دم بھر مین چالیس پچاس ہزار ساحر جلا دیا آخر لشکر حیرت مین طبل امان بجا بہت ساحر
رو بفرار لائے اور ہزارون گرفتار ہوے بہتون نے اطاعت کی مال و متاع حریف لوٹکر مہرخ
نقارۂ فتح بجا کر میدان سے پھری اور خیام ذوی الاحترام مین ہو نچکر مصروف عیش و نشاط
ہوئی لشکر نے کمر کھولی ہنگامہ نشاط گرم ہوا اُدھر لشکریان حسام بھاگ کر دریاے سحر کے پار گئے
افراسیاب براہ نخوت مصور سے گرم سخن تھا کہ مین آج تک طرح دیتا تھا کہ یہ لوگ راہ راست
پر آوین ورنہ میرے غصہ کی پناہ نہین اب دیکھنا سب کے سر حسام کا ٹکرلاتا ہوگا یہ باتین

تمام ہوئی تھیں کہ صدہا ے واویلا کانوں میں آئی خادم دوڑے اور ساحران حسام کو سامنے لائے
اُنھوں نے تیغ بیان سے خاطر بادشاہ کو مجروح بنایا اور دلکو دو نیم دود آہ سینۂ شہنشاہ
سے نکلا اس شکست کی خبر سُنکر دست تاسف ملے اور کہا ؎

آہ ازین طالع برگشتہ کہ ہر روز مرا	رہ بجاے نماید کہ بلا بیشتر است

اُن مفروروں سے پوچھا کہ حسام کو کس نے قتل کیا کہا برق محشر نے اُسکو قتل کیا لیکن سب لوگ
کہتے تھے کہ افراسیاب حرامزادے بھڑے نے بھیجکر قتل کرایا اس کلمہ پر اہل دربار منھ پھیر کر مسکرائے
اور سرمایہ وزیر نے اُن ساحروں کو گھر کا کہ سب لوگ کچھ کہتے ہیں تم اپنی زبان سے نہ کہو عوام الناس
کا قاعدہ ہی کہ شاہوں کو سرداروں کو بُرا بھلا کہتے ہیں لیکن کوئی حضور میں ایسی بات کہتا ہی
افراسیاب یہ تقریر سُنکر گویا ہوا کہ اگر میں انکو سزا دلواتا ہوں تو لوگ کہینگے مورخ سے تو کچھ بس
نہیں چلا اپنے ملازموں کو ہلاک کرتا ہی اس سے لازم ہی کہ تا قتل ہونے نمکحراموں کے جو کچھ
کوئی کہے سنوں اور خاموش رہوں کیونکہ چاند پر خاک ڈالے سے نہیں پڑتی میں جیسا ہوں
ویسا ہی رہونگا یہ کہکر بغل میں ہاتھ ڈالا اور ایک کاغذ کا پتلا نکالکر پھینکا اور حکم کیا کہ
جہاں صرصر عیارہ ملے لے پتلے اُٹھا لا بمجرد حکم کے وہ شکل غذبادی کے اُڑتا ہوا روانہ
ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ فرد

اب تو وہ شکل کا غذ بادی	نہ زمین کا نہ آسمان کا ہی

صرصر لشکر حیرت میں اندر خیمے کے متمکن تھی اور صبا رفتار کہتی تھی کہ واہ رے عمرو موڈی کا ٹابلا کا
عیار ہی نگوڑا طلسم میں جب سے آیا ہی آفت ڈھائی ہی اب شہر میں حیرت کے ہی لیکن کسی کے ہاتھ میں
نہیں آتا ہی صبا رفتار کے چھیڑنے کو صرصر گویا ہی کہ ہاں بہن تمھارا جی جانتا ہوگا جیسا عمرو ہی اسکا
شاگرد قران اس بلا کا ہی کہ تیرے دلکو زخمی اُسنے کیا ہی صبا رفتار یہ سُنکر کھسیانی ہو کر حرف زن ہوئی
کہ حضور کو اگر بُرا لگتا ہی تو میں نام بھی عمرو کا نہ لونگی خلاصہ کلام انھیں باتوں میں تھیں کہ وہ کاغذی پتلا آکر
کمر میں صرصر کے لپٹ گیا اور اُڑکر چلا صرصر سمجھی کہ رعد و برق نے جو حسام کو قتل کیا ہی تو مورخ اندیشہ مند
ہوئی ہی کہ عیارہ بچیاں کوئی عیاری نہ کریں اس لحاظ سے مجھے گرفتار کرایا ہی یہ تصور کر کے بکنے لگی کہ
ہم سے اور عیاروں سے گرفتار کرنے کی شرط ہی نہ کہ ساحروں سے لڑنا ہمارا کام ہی اس پتلے نے کچھ
سماعت نہ کی اور دریاے سحر کی طرف چلا اب صرصر سمجھی کہ افراسیاب نے معلوم ہوتا ہی کہ بلایا ہی یقین ہی
کہ یہی کہے گا کہ حسام مارا گیا اور تجھ سے کچھ نہ ہو سکا پھر میرے بھی جو مزاج میں آئیگا جواب دونگی

غرضکہ اسی شش و پنج مین یہ تھی کہ تپلا سامنے شاہ جادوان کے اسکو لایا اسنے مجرا کیا اور ہاتھ جوڑ کر کھڑی ہوئی افراسیاب نے کہا ای صرصر تو نے کئی بار اقرار کیا کہ مین عمرو کو پکڑ لاؤنگی مگر آج تک گرفتار نکر سکی صرصر نے کہا کہ قربان ہوجاؤن کنیز تو کئی بار اسکو پکڑ لائی مگر اُسکی قضا نہ تھی چھوٹ چھوٹ گیا شاہ نے کہا اچھا اب جاکر رعد اور برق کو پکڑ لا اور ملکہ حیرت کے پاس پہونچا دے صرصر تسلیم کر کے رخصت ہوئی اور شہنشاہ نے ایک نامہ حیرت کو لکھا کہ اے ملکہ تم گھبراؤ نہین مین عمرو کی گرفتاری کو ساحر زبردست بھیجتا ہون اور خود بھی آتا ہون لیکن صرصر رعد اور برق محشر کو اگر تمھارے پاس گرفتار کر کے لائے تو فوراً سر اُن دونون کا کاٹ ڈالنا اس نامے کو ایک پنجہ سحر کو دیا کہ وہ لیکر چلا ادھر صرصر کو پنجہ سحر اُٹھا کر اسکے خیمے مین پھر پہونچا گیا صبا رفتار اسکے جانے سے متردد تھی اسوقت خوش ہوکر پوچھنے لگی کہ ای شہزادی آپ کہان تشریف لیگئی تھین صرصر نے سب کیفیت بیان کر کے کہا چلو برق محشر کو پکڑ لائین یہ کہکر کسوت عیاری واکر کے آئینے سامنے رکھکر صورتین اپنی دونون نے تبدیل کین ایک تو خود عورتین نازنین حور جمال ہین اور دوسرے اور بناوٹ سے مہ پارہ حسینہ اور جمیلہ بارہ بارہ برس کی کم سن لڑکیان بنین وہ زیبا صورت ہر ایک کی تھی کہ ماہ شب چاردہ اُنکے رخسار پر نور سے روشنی اور نور اقتباس کرتا تھا اور چراغ جہان افروز آفتاب کہ قندیل فلک ہی پرتو شمع جمال دل آرا سے اُن سب کے تاب قرض لیتا تھا الحق وصف مین اُن خوبان روزگار کے یہ زیبا ہی کہ نظم

لباس ارغوانی کردہ در بر — تو گوئی بستہ سرو از لالہ زیور
دو چشم ترک پر دلہا کمین ساز — دو ابرو بر جگر دو ناوک انداز
رخش تابان ز چین زلف پرتاب — چنان کاندر شب تاریک مہتاب
ز مشک تازہ یک موی شستہ — بآب زندگانی روی شستہ

اس خوبی و زینت سے آراستہ ہوکر منتظر ہوئین کہ رات کو چلکر دست برد کرین یہانتک ٹھہری رہین کہ سیمرغ زرین جناح آفتاب آشیانہ مغرب مین گیا اور غراب شب سیاہ چہرے نے دام ظلمت اطراف عالم مین بچھایا کہ نظم

روز چو در پردہ پوشید راز — راز برون داد شب پردہ ساز
صوفی خورشید بہ خلوت نشست — کرد فلک سبحہ پروین بدست

جب رات ہوئی دونون اپنے خیمے سے نکلکر روانہ ہوئین اور لشکر مہرخ مین پہونچین جسنے لشکر مین کھا

اوپر فریفتہ اور فریفتہ ہوا عاشق تن شعر پڑھنے لگے نوجوان آوازے کسنے لگے کوئی بولا کہ مین اس زلف کا سودائی ہون کوئی پکارا کہ مین رخ انور کا شیدائی ہون کہ رباعی

ہے شوخ کا مار زلف کالا کافر	حلقہ مارے ہوا سپہ بالا کافر
اس چشم پہ آنکھ پڑتے ہی دل یہ بولا	جادو بر حق ہو کرنے والا کافر

اور کوئی بیقرار ہو کر انکے پیچھے چلا اور کہتا جاتا تھا کہ اے یار دلنواز وائے سراپا مایہ ناز ایک نظر ادھر بھی دیکھ لو کہ یہ دل مضطر تسلی یاب ہو اور مجھ بیتاب کی جان بچے کہ اشعار

گردش چشم سے مرے کا صرز کیا ہوگا	دیکھ لوگے جو ادھر ایک نظر کیا ہوگا
ہم بھی اپنے دل بیتاب کو سمجھا لین گے	پھیرلے ہمسے او بے دید نظر کیا ہوگا

اور کسی نے انکی اچپلاہٹ اور چلبلاپن دیکھ کر دل سے دعا دی کہ فرد

چودھوان سال خدا خیر سے کاٹے تیرا	گھٹنے لگتا ہے مہ چاردہ پورا ہو کر

ہمراہ ان دونون کے مجمع عاشقان ہر سمت سے ہجوم جوانان تھا کہ فرد

شہر مین شہرہ ہے کس قد قیامت کا کیون	جلوہ گاہ حشر ہر کوہ برزن ہو گیا

اسی طرح لشکر سے گذر کر دربارگاہ مہرخ پر پہونچین حاجبان درگاہ سے کہا کہ ہماری خبر ملکہ عالم سے جاکر عرض کرو کہ دو لڑکیان حاضر ہوئی ہین دربانون نے کہا تم کہان سے آئی ہو انھون نے کہا کہ ہم کچھ فوج لیکر تو آئے نہین ہین جو تم پوچھا پچھی کرتے ہو جاؤ ملکہ سے بیان کرو جہان سے ہم آئے ہین آپ ہی ثابت ہو جائیگا اس تقریر سے دربان خاموش ہوے اور عرض بیگی نے جاکر مہرخ سے بعد دعا وثنا کے دست بستہ التماس کیا کہ دو لڑکیان آستانہ عالی پر حاضر ہین تمنا باریاب ہونے کی رکھتی ہین مہرخ نے بعد سُننے کے حکم دیا کہ سامنے لاؤ ملازمان بارگاہ دونون کو روبرو لائے اُنھون نے مجراگاہ پر سے باادب استادہ ہو کر مجرا کیا اہل دربار مین سے جسنے انکی صورت پاکیزہ کو دیکھا دیوانہ رخ زیبا نیا اور بہار اور سرخ مو و نافرمان وغیرہ دیکھکر گویا ہوئین کہ ہے ہے کمبختین ابھی بالکل کم سن ہین ہین نگوڑیون پر نہین معلوم کیا مصیبت پڑی ہے جو گھر سے نکلین ایک ساحرہ بولی کہ ناشدنیان صورتین تو بھولی بھولی رکھتی ہین معلوم ہوتا ہے کہ کسی اشراف کی بیٹیان ہین ایکنے کہا بہن دیکھو یہ اللہ بھی ہین کچھ شعور نہین ہے بال بھی رخ پر سے نہین ہٹاتی ہین غرضکہ اپنی اپنی بولیان سب بولتے تھے اور انکے حسن وجمال پر فریفتہ تھے فی الحقیقت انھون نے اپنی بناوٹ ایسی ہی کی تھی کہ کرتیان آستینون وار پہنے جھوبیان گلے مین ڈالے ناک مین ایک ایک موتی کی نتھنی پہنے تھین مگر روے زیبا مثل گل تازہ کے نسیم تمناے عاشقان

سے شگفتہ اور زلف مثل سنبل پرتاب کے کہ ہزارون نافہ مشک ناب اس مین پوشیدہ تھے آراستہ اور پیراستہ کرکے آئی تھین الحق انکی شان مین یہ زیبا تھا کہ **ابیات**

ز سنبل برہمن مرغولہ بستہ
ز مستی نرگس جادوش درخواب

ز مرغولش بنفشہ گشتہ دستہ
ز سودا سنبل ہندوش در تاب

مہرخ نے نہایت شفقت سے انکو کرسی قریب تخت بیٹھنے کو مرحمت کی اور براہ نوازش و تفقد حال انکا پوچھا دونون لڑکیان رونے لگین لآلی آبدار اشک ہوار شا متصل اور مسلسل صدف چشم سے ڈھلک کر رخسار پر آنے لگے خوب دھارم دھار روئین مہرخ بیقرار ہوگئی اور پاس اپنے بلایا انکے حال زار پر رحم آیا آنسو پوچھے دلاسا دیکر بٹھایا انھون نے کہا ہم ہیکل جادو کی بیٹیان ہین باپ اور مان ہمارے سپہر و ملک عدم ہوے ہم اکیلے رہگئے کوئی روٹی دینے والا کیسا خالی سر پر ہاتھ رکھنے والا بھی نرہا اب محنت و مشقت کرتے ہین تیرا میرا کام کاج کرکے روٹی میسر آتی ہو کھا کر پڑ رہتے ہین لیکن جوان جہان ہین اور کمبخت پیلا چہرا ہمارا ایسا ہی جسکے سبب سے ہر شخص آبرو کا خواہان رہتا ہو مردوے تاکتے جھانکتے ہین آوازے کستے ہین غریب سمجھکر ہر شخص جو پاتا ہو سو کہہ لیتا ہو لہذا ہم آپکے پاس آئے ہین کہ ہمین کنیزی مین قبول فرمائیے اور رعد اور برق محشر کا شاگرد کرا دیجیے کہ ہمکو انھین کا سحر پسند ہو انکا کاروبار کرینگے اور سحر بھی سیکھین گے آپ کے فرمانے سے اگر وہ ہمین رکھ لین تو عین عنایت ہو اس تقریر کو سنکر مہرخ نے رعد اور برق محشر کی جانب دیکھا اور رعد اپنا نام انکی زبان سے سنکر انھین کی طرف متوجہ ہوا اور بنظر غور انسے دیکھا کہ وہ نازنیان سہ پارہ کمسن قبول صورت ہین چھاتیان ابھرتی آتی ہین معلوم ہوتا ہو کہ گٹھلیان چھوٹی چھوٹی چھاتیون مین ابھی پڑی ہین منہدی ہاتھون مین لگی ہی پور پور چھلے پہنے ہین پانون مین چھاگلین پڑی ہین گلے مین طوق ان خورشید رخسارون کے ہلال آسا پڑا ہو کان کے بالے رخسار پر حلقہ فگن ہین کہ **نظم**

ماہ را مہر میہمان کردہ
ماہروئے مشکبوئے دلکشے

زہرہ با مشتری قران کردہ
جانفزائے دلفریبے مہوشے

رعد کا دل ہاتھ سے جاتا رہا اور عرض پیرا ہوا کہ ای ملکہ مہرخ مین انکو بدل جادو تعلیم کرونگا ادھر برق محشر نے کہا حضور ملاحظہ فرمائینگی جو کچھ انکی کیفیت ہوگی دس ہی پانچ روز مین شاہ طلسم کا مقابلہ کرینگی اور طلسم کی جو برقین ہین انکا جواب یہی دینگی میرے ساتھ دہنے بائین چمکا کرینگی

اور آپ کے لشکر مین مجھ سمیت تین برق ہو جائینگی مہرخ نے کہا انکو اپنے ساتھ خیمے مین لیجاؤ سرکار سے خرچ انکے آب خورش کا ملے گا لیکن سحر سکھانے مین انکو مارنا پیٹنا نہین یہ سمجھ لو کہ بے مان باپ کی بچیان ہین برق محشر نے جواب دیا کہ مین اپنی بیٹیان سمجھون گی اور خصوصاً حضور کا درمیان انکے بارے مین ہو کوئی تکلیف کسی طرح کی انھین نہوگی اور طریقہ تعلیم اور تربیت وہ اختیار کیا جاے گا کہ بہ مقتضاے رباعی

از تربیت ست کا ب گوہر گردد		خون ور تہ نافہ مشک اذ فر گردد	
وآن آہن تیرہ روے بے قیمت را		اکسیر چو تربیت کند زر گردد	

قصہ کوتاہ رعد اور برق محشر انکو لیکر اپنے خیمے مین آے مہرخ نے بھی دربار برخاست فرمایا رات کا وقت تھا سب سردار اپنے اپنے خیمون مین گئے برق محشر نے لڑکیون کے لیے مسندین اور پلنگڑیان جواہر کار بچھوا دین جملہ طرح کی نعمتین بہر آسایش مہیا کر دین اور کہا صبح کو اہل عملہ کنیزین اور ملازم وغیرہ سب بلوا دونگی اسوقت تم شراب پیو کھانا تناول کرکے آرام کرو یہ تقریر سُنکر دونون سندر جلوہ گر ہوئین رعد بھی اُنکے پاس آکر بیٹھا اور نظارہ جمال حور شمائل کرنے لگا برق محشر نے کہا بیٹیا تو اُنکو اس طرح نظر حسرت سے دیکھتا ہی کہ بس نہین تیرا جو لگا ہون سے انھین پی لے رعد نے جواب دیا کہ امان جان تم مان ہو تم سے کیا پردہ ہی میرا دل اپنر آگیا ہی یہ کہکر ان کی گردن مین ہاتھ ڈالکر لاڈ کرنے لگا کہ میری امان تیرے صدقے تیرے قربان برق محشر تیوری چڑھاکر بولی کہ لونڈے کیا بکتا ہی حواس پکڑ عقل کے ناخن لے مجھے یہ باتین نہین اچھی معلوم ہوتین جو نچلے کی باتین کسی اور سے جاکر کر اور مسخرے کی خوبی بزرگی خردی سب ڈوبی سبحان اللہ اب تو خوب چل نکلا ہی مجھسے بھی صاف صاف کہنے لگا شامتی غارت ہوے موے بیحیا تیرے جیسے کتا نہ جیے خدا کی شان جن جاے انھین لیجائے ابھی کل کا ذکر ہی کہ لنگوٹی باندھے پھرتا تھا آج اس قابل تو ہوا کہ رنڈی بازی کرنے لگا چل چخے دور ہو نگوڑے نکل یہان سے کیا مجھے مہرخ کے سامنے ذلیل کرائیگا رعد مان کے غصہ کرنے سے پانون پر گرا اور لوٹنے لگا کہ اب اس مقدمہ مین نہ بولیے مین جانون اور یہ جانین برق محشر آخر مان ہی اسکے حال پر رحم کھاکر چپ ہو رہی مگر بمزید احتیاط خود بھی لڑکیونکے پاس آکر بیٹھی کہ شاید رعد انکو ستائے اور یہ ناراض ہو جائین اور ادھر ضرصر بھی رعد کی بیقراریان دیکھکر گھبرائی کہ مبادا یہ ہمبر دست درازی کرے تو ہم کچھ اسکا نکر سکین گے یہ سوچکر اپنے پاس سے ایک بیضہ نکالا اور برق سے گویا ہوئین کہ ہم تو سحر نہین جانتے ہین لیکن یہ انڈا ہی

ہمنے ایک جگہ پر پڑا پایا ہی لوگون سے جو ہمنے اسکا حال پوچھا تو ہر ایک ساحر زبردست نے یہی کہا کہ تمھاری قسمت بہت اچھی و نیک تھی جو یہ تمنے پایا یہ انڈا عقاب جمشید کا ہے اس مین عجیب عجیب خوشبوئین آتی ہین رعد نے کہا لاؤ مین دیکھون صرصر نے اسکو حوالے کیا رعد نے کہا تم بھی انڈا دینے لگین لڑکیان بولین تم ٹھٹھے بازی کرتے ہو برق نے کہا بیٹا تمنے انسے کیا کہا رعد نے مان کو تو کچھ جواب نہ دیا مگر مارے ہنسی کے پیٹ پکڑ کر لوٹنے لگا اور وہ بیضہ آپ بھی سونگھا اور ماں کے نتھون سے لگا دیا اس مین غضب کی بیہوشی تھی دونون سونگھتے ہی بیہوش ہوگئے یہان رعد نے بسبب اپنی میلان طبیعت کے تخلیہ تو کر رکھا تھا ہی کوئی ملازم بھی موجود نہ تھا صرصر اور صبا رفتار دونون کو پشتارے مین باندھکر خیمے سے پشت پر لادے باہر نکلین لیکن جس وقت کہ یہ بارگاہ مین مہرخ پاس آئی تھین تو عیار صحرا مین تھے جب پھر کر بارگاہ مین آئے تو حال سنا کہ دو لڑکیان آئی ہین اور رعد و برق کے خیمے مین ہین برق فرنگی نے ضرغام سے کہا کہ چلکر لڑکیون کو دیکھا چاہیے یہ کہکر دونون خیمہ مین آئے یہان دونون عیار بچیان جا چکی تھین عیارون نے خیمہ خالی پایا تاہم خیال کیا کہ یہ بیشک عیار لڑکیان تھین بوجہ قتل کرنے حسام کے ان دونون کو پکڑ لیگئی ہین یہ سمجھکر عیار دوڑے اور عیار بچیان اُٹھتی بیٹھتی سگ و گربہ کی چال چلکر لشکر سے باہر نکل گیئن اور صحرا مین پہونچین عیار بھی آکر جنگل مین پہونچے اور حفظ ماتقدم کر کے ایک نہیب دی کہ خبردار کہان جاتی ہوا ہی لگا تا وہم بھی آ پہونچے یہ صدا عیار بچیون نے سنی سر پر پاؤن رکھکر بھاگین اور ایک ایسے مقام پر پہونچین کہ کوڑیا پھولا تھا ہری ہری گھانس لہلہا رہی تھی سالاب چشمے پانی سے بھرے تھے ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلتی تھی چاندنی چھٹکی ہوئی تھی اس جنگل مین قران تھا عیارون کی صدا سنکر بندہ پکڑ دوڑا ادھر تیز نگاہ عیار بچی صرصر کی کمک کو آئی تھی اور ایک جگہ نقب لگا کر چھپی بیٹھی تھی برق اور ضرغام جو دوڑے چلے آتے تھے اس نقب مین گرے تیز نگاہ نے کمند ماری ضرغام کی گردن پھنسی اور برق تڑپ کر نقب کے باہر نکلا تیز نگاہ نے ضرغام کو کھینچ لیا اور حباب مار کر بیہوش کر کے نقب سے نکلی مگر برق نے ضرغام کے گرفتار ہونے کا کچھ خیال نہ کیا اور صرصر کے تعاقب مین چلا یہانتک کہ صحرائے سبزہ زار مین برابر آ پہونچا اور پکارا کہ واہ واہ اُستانی کیا خوب عیاری کی مگر مین جان بچکر آیا ہون اب کہان جانے دیتا ہون صرصر نے پلٹ کر جواب دیا کہ موے تیرے اُستاد نے بھی کبھی روکا تھا جو تو کبھی روکے گا یہ کہکر صبا رفتار اور صرصر نیمچہ پکڑ کر برق پر آگرین برق بھی بجلی کی طرح چمکنے لگا ایک چوٹ صرصر پر اور ایک صبا رفتار پر کرتا تھا کبھی روکا کبھی مارا خنجر کی جھنکار بلند ہوئی اور بیضہ ہائے بیہوشی چلنے لگے اسدم تیز نگاہ بھی

ضرغام کو پشتارے مین باندھے یہان آپہونچی اور برق کو گھیر برق گھار کی لڑائی لڑنے لگا صرصر نے
تاک کر بیضۂ بیہوشی مارا برق نے جست کرکے خالی دیا زمین پر جیسے ہی اُترا تھا کہ صبا رفتار نے حباب مارا
اسنے لوٹ کر وہ بھی خالی دیا لیکن سنبھلنے نپایا تھا کہ تیز نگاہ نے دوڑ کر خنجر مارا برق ایکی جوٹ پا دوجا کر
گرا اور وہان سے سنبھل کر پھر دوڑا تینون عیار بچیون کو روکا کسی پر کمند ماری کسی پر خنجر مارا اور کسی کا
وار روکا ہمہ تن چشم بن گیا عجب ہنگامہ بپا تھا کہ ؎

بشمشیرے یکے تا صد توان کشت	برائے لشکرے را بشکنی پشت

اسی غوغا اور ہنگامے مین قران بندہ تانے نعرہ زنان آکر پہونچا صبا رفتار نے صرصر کو پکارا کہ واری
وہ موا کالیا آتا ہی قران یہ صدا سنتے ہی صبا رفتار کے سر پر آیا ہر چند اُسنے روکا اور متوالے
حربے کیے لیکن قران دڑانا گھس پڑا اور چاہا کہ گود مین اُٹھالون اُسوقت وہ اوہی اوہی کرکے
بھاگی اور پکارتی کہ اے صرصر مین تو بھاگتی ہون وہ پیچھا نہین چھوڑتا صرصر اور تیز نگاہ اسکے
پکارنے سے ادھر متوجہ ہوئی تھین کہ برق نے نیمچہ دہنے ہاتھ سے صرصر پر اور خنجر بائین ہاتھ سے
تیز نگاہ پر مارا کہ دونون کے پشتارے کٹ گئے اور برق محشر و ضرغام زمین پر گرے برق نے دوڑ کر
دونون پر حباب دافع بیہوشی مارے کہ دونون ہوشیار ہوگئے یہ ماجرا دیکھکر صرصر سمجھی کہ برق محشر الیسا
نہو کہ غصے مین آکر ہمپر گرے جو دو ٹکڑے کرے اسوجہ سے سر پر پانون رکھکر بھاگی ادھر ہیبت سے قران
کی صبا رفتار بھی پشتارہ پھینک کر بھاگی رعد کو بھی عیارون نے ہوشیار کر دیا برق محشر صرصر
کی عیاری پر مطلع ہوکر بغضب تمام گویا ہوئی کہ اس موئی عیار بچی کی یہ حقیقت ہوئی کہ مجھپر عیاری
کرنے آئی تھی ابھی اسکے رخت ہستی کو جلا کر خاک کرونگی اور خرمن عمر کو برباد کرونگی یہ کہکر چاہتی کر
چلی تھی کہ قران پکارا ہان ہان یہ خواجہ عمرو کی منظور نظر ہی جو اسکو قتل کریگا اُسکو خواجہ سے مقابلہ
کرنا ہوگا اور عمرو اُسکو جیتا نرکھے گا برق محشر مارے ڈر کے یہ تقریر سنکر پھر آئی قران اور برق وغیرہ
سب ملکر خیمے مین آئے برق محشر نے شکریہ برق فرنگی کا ادا کیا اور در نقد سامنے رکھا کہ آپ کے
باعث سے میری جان بچی برق نے کہا میری کیا حقیقت ہی مین ایک بندۂ ناچیز پروردگار ہون
وہی سب کی جان بچاتا ہی برق محشر بولی کہ یہ سب سچ ہی مگر آپ ہی لوگون کے سبب سے ہمارا بچاؤ
اور زندگی ہی ورنہ ادھر تو ساحرون کا سامنا اور عیار بچیون کا مقابلہ ہی ادھر افراسیاب ایسے کا
سامنا ہی مگر ہم بھی سر دینے کو مرنے کٹنے کو حاضر ہین قصہ کوتاہ عیار رخصت ہوکر صحرا کو چلے راہ مین
دیکھا کہ ایک شخص نعرہ زن دردِ فراق اور نوحہ کن رنج مہاجرت و اشتیاق جوہر رطوبت عزیزی

آتش فراق مین گلاتا ہی اور شمع وار شعلۂ ہجر معشوق سے جلتا ہی اور زبان حال سے یہ کہتا ہی کہ ابیات

کیا کیا نہین ظلم آہ مجھ پر ہوتا
ہر لحظہ تری جدائی مین ہون روتا
سوتے مین بھی اشک چشم یون جاری ہین
نکلے ہی دین سے جیسے کوئی سوتا

برق جب اس اسیر سلسلۂ الم کے قریب گیا تو پہچانا کہ شکیل جادو ہی سفارقت مین اپنی معشوق ملکہ خوبصورت کے ہر شب یونہین بیقراریان کرتا ہی اور معشوقہ کا اُسکی حال اول لکھا گیا ہی کہ نیچہ سحر نے بحکم شاہنشاہ ہنڈولے پر دریاے سحر کے میدان مین بٹھا دیا ہی کہ وہ جھولا کرتی ہی غرضکہ برق نے اسکو تسلی اور دلاسا دیا اور کہا مین تیری معشوقہ کو چھڑانے جاتا ہون یہ کہکر سمت دریاے سحر چلا اس اثنا مین گازر روزگار نے پوشاک سیاہ رنگ لیلاے لیل کو دھوکر سفید کیا اور بحر نور مین ہر ایک انجم غوطہ زن ہوا شعاع آفتاب سے دریاے زرین موج گیر عالم تھا کہ نظم

زمین و آسمان لبریز از نور
جہان غوطہ زدہ در بحر کافور
مصفا چون ضمیر عارفان بود
سحرگہ نوا فشان آن چنان بود

برق یاد خالق نور و ظلمت کرتا ہوا قریب ساحل دریاے سحر پہونچا اور بحر فکر مین غوطہ زن ہوا کہ کیونکر پار دریا کے جاؤن اور اُس گوہر قلزم محبوبی کا پتا پاؤن یہ تو اس فکر مین ٹھہرا تھا صرصر نے دور سے دیکھا کیونکہ یہ بھاگ کر دریا سے ہنوز پار نہ اُتری تھی اب جو برق کو دیکھا اپنے دل سے مشورہ پذیر ہوئی کہ کل اسی بھڑوے نے مجھے گھیرا تھا اور لشتارے چھین لیے تھے اُسکا بدلہ آج لینا چاہیے یہ سوچکر اپنی صورت عمرو کی ایسی بنائی اور راہ کاٹ کر برق کے سامنے سے آئی تاکہ معلوم ہو کہ دریا کے اُس پار سے آیا ہی فی الجملہ جب برق نے اُستاد کو آتے دیکھا دوڑ کر قدم پر گرا اور گویا ہوا کہ زہے میمون و مبارک یہ صبح عالم افروز ہی کہ آفتاب عالمتاب سپہر عیاری نے ہم خاکساران ذرہ نشان پر پرتو مرحمت ڈالا اور چشم مشتاقان مین نور مثل طور کے مشاہدۂ جمال عین الکمال حضرت اُستاد الاستاد سے تجلی پذیر ہوا بیت

وہ میدِ صبح سعادت کہ یار باز آمد
ہزار شکر کہ آن غمگسار باز آمد

صرصر نے سر اُسکا اُٹھا کر سینے سے لگایا اور وقت بغلگیر ہونے کے مُنھ سے سفوف بیہوشی پھونکا کہ برق کے دماغ مین اُسنے سرایت کی اور بیہوش ہوگیا اُسنے لشتارہ باندھ کر پشت پر لادا اور آگے بڑھی راہ مین خیال آیا کہ درباب گرفتاری عیاران سرکار شہنشاہ طلسم سے حکم صرف نفاذ نہین پایا مبادا شہنشاہ کہے کہ عیارون کو لاکر طلسم کی راہ دکھاتی ہی تو تیرے واسطے قباحت ہوگی یہ

سو چکر یار دریاے سحر کے نہ گئی پشتارہ لیے اپنے خیمے مین آئی اور ارادہ کیا کہ اول گرفتار کے حال سے شاہ طلسم کو اطلاع دون اگر وہ طلب فرمائین تو لیجاؤن اسی فکر مین تھی کہ تیز نگاہ اور شمیمہ نقب زن بھی یہان آئین صرصر نے اُن سے کہا کہ ابھی میرے قریب نہ آؤ پہلے ہاتھ دھو لو مین دیکھ لون کہ تم کوئی عیار تو نہین ہو اُن دونون عیارنیون نے دست و پا دھو کر اسکا شک مٹایا اور نشان اور پتے سب دیے اسوقت اُسنے کہا کہ تم پشتارہ لیکر یہان ٹھہرو مین دربار شہنشاہ مین جا کر اسکے لیجانے کی نسبت دریافت کر آؤن عیارنیون نے عرض کیا واری کچھ نوش جان فرمائیے تو پھر تشریف لیجائیے گا کہ آپ کو کل سے یہی محنت شاقہ پڑ رہی ہے صرصر اُنکے کہنے سے ٹھہر گئی لیکن تشکیل صبح ہوتے وقت یاد محبوب مین رو دھو کے خیمے مین گیا وہان سے دربار شاہی کی طرف چلا راہ مین ضرغام سے ملاقی ہوا اُس سے کہا کہ برق میری معشوقہ کو چھڑانے گیا ہے ابھی تک نہین آیا ضرغام اس کیفیت کو سُنکر دریاے سحر کی طرف راہی ہوا اور اسوقت پہونچا کہ صرصر پشتارہ برق کا باندھ رہی تھی اُسنے گرفتار ہونا برق کا دیکھکر صورت اپنی مثل ایک جادوگرنی کے بنائی سندلی سیندور کی ماتھے پر لگائی دو چار ٹیکے نیل کے جسم پر دیے گلے مین صندل کا مالا پہنا لہنگا قیمتی زیب قامت کیا پھر پیشواز اوپر سے پہنی دو پٹے کی گاتی باندھکر گلے مین ڈالی کچھ ہاتھون مین باندھی اور قد کو مثل سرو روان کے کہ چمن روح پرور مین اُگا ہو آراستہ کیا اور چہرہ کو مانند رخسارہ تازہ گل کے بنایا کہ جو آب حیات سے دھویا ہوا تھا نظم

نگارے دلفریبے جانگدازے — پری پیکر بتِ عاشق نوازے

زلفش سنبل اندر تاب می شد — ز رشک عارضش گل آب می شد

اس صورت سے درست ہو کر خیمہ صرصر کے قریب آکر اس طرح جست کی کہ سر خیمے پھاندھ کر بیچ صحن خیمہ مین اُترا ایسلیے کہ معلوم ہو اُڑتی ہوئی آئی ہے صرصر عیار بچیون سے باتین کر رہی تھی جادوگرنی کو دیکھکر مراسم تعظیم بجا لائی اور مستفسر ہوئی کہ باعث رونق افروزی حضور کیا ہے ساحرہ نے کہا مین دربار شاہ جادوان سے آئی ہون شہنشاہ نے کتاب دیکھکر معلوم کیا ہے کہ تمنے برق فرنگی عیار کو گرفتار کیا ہے اسیلیے مجھے بھیجا ہے اور بتاکید اکید ارشاد فیض بنیاد ہوا ہے کہ قیدی کو جلد لیکر حاضر ہو تمھین عیش و آرام سوجھا ہے اور مین متردد ہون صرصر نے کہا مین عیش کرنے والی صدقہ گئی کنیز ابھی ابھی تمھارے ساتھ چلتی ہے ساحرہ نے کہا مین ٹھہر نہین سکتی تم قیدی لیکر آؤ مین جاتی ہون یہ کہکر صحن خیمہ سے پھر جست کی اور خیمہ پھاندکر یہ جادہ جا اپنا راستہ لیا صرصر کو یقین واثق ہوا

کہ بیشک یہ ساحرہ فرستادہ شاہ طلسم تھی کیونکہ اگر عیار آتا تو مجھ سے پشتارہ برق کا طلب کرتا نہ کہ یون
چلا جاتا معلوم ہوتا ہی کہ پل پر یزدان کے دربانون نے شہنشاہ کو قید ہونے کی برق کے خبر دی ہوگی
اسنے اس ساحرہ کو بھیجا اب جانا لازم ہی یہ سوچکر سب ساتھ کی عیارہ بچیون سے کہا تم یہین ٹھہرو
مین جاکر قیدی کو دے آؤن وہ سب تو ٹھہر رہین اور یہ پشتارہ اٹھاکر چلی وہان ضرغام نے
کنارے دریاے بحر کے جاکر ایک جگہہ کھودکر اپنا جسم زمین مین چھپایا یعنی زمین کھودی ہوئی مین لیٹا اور
اوپر سے مٹی ڈال لی بالکل زمین دوز ہوگیا اور گرد اپنے حلقہ ہاے کمند بچھاکر خس پوش کردیے سر کمند کا
اپنے ہاتھ مین رکھا ہاتھ بھی زیر خاک چھپا لیا صرف دو نتھنین اور آنکھین کھلی رہین اور مثل خفتگان خاک
چشم براہ انتظار تھا کہ صرصر کنارے دریا کے آکر پہونچی اور چاہتی تھی کہ جست کرکے پل پر جائے جیسے ہی
حلقہ ہاے کمند مین پانون رکھا ضرغام نے جھٹکا مارا کہ پانون مین حلقہ پیچ ہوا اور یہ الجھ کر گر گئی
ضرغام تڑپکر اٹھا اور نعرہ کرکے سینے پر سوار ہوا صرصر نے کہا ارے موے تو کہان تھا اسنے کہا اُستانی
ساحرہ بنکر کون گیا تھا تمنے اتنا بھی نہ پہچانا یہ کہکر پشتارہ اسکے پاس سے جدا کرکے اسکو بیہوش کیا
اور برق کو ہوشیار کرکے سب کیفیت بیان کی صرصر کی مشکین باندھکر ہوشیار کیا اور کہا مین تجکو
ذبح کرونگا اسنے کہا مین تیرے بس مین ہون جو چاہے سو کر عیار بولے کہ اتنا دچاہتے تمکو نہوتے اور
گھوڑے کا دانا دلوانا منظور نہوتا تو البتہ ہم زندہ نہ رکھتے صرصر نے ہنسکر کہا کیون شامتیون مین دانہ
دلنے کے قابل ہون نام خدا کیا ارمان تم لوگون کے دل مین ہین غرضکہ دونون عیار اسکو لیکر
بارگاہ مہرخ کو چلے کچھ دور راہ طی کی ہوگی کہ ایک پنجہ کمر مین صرصر کے پڑا اور لیکر سمت فلک چلا گیا عیار
بھاگ کر علحدہ ہوے یہ پنجہ فرستادہ افراسیاب تھا کہ اسنے جب عیارہ بچیون کو عرصہ ہوا تو پنجہ روانہ
کیا کہ صرصر جہان ملے اٹھا لائے اسوقت پنجہ نے اسکو لیجاکر دربار شہنشاہ مین پہونچایا اس نے تسلیم
کرکے سب کیفیت عرض کی ہنوز افراسیاب نے کچھ نہ کہا تھا کہ نامہ حیرت کا آیا اسکو ملاحظہ کیا لکھا
تھا کہ نسبت گرفتاری عمرو بندگان حضور سے کوئی حکم شرف صدور نہین پایا امید کہ شہنشاہ
خود نزول اجلال فرمائین یا کسی ملازم خاص کو روانہ کرین کہ یہ مہم سر ہو افراسیاب نے نامہ پڑھکر
دستکدی اور پکارا کہ اے آسمان شعلہ خوار جادو حاضر ہو اس صدا کے ساتھ ہی ایک آسمان تمام
باغ پر چھا گیا اور اسمین سے شعلے برسنے لگے بعد لمحے کے وہ آسمان شق ہوا اور ایک ساحر مثل شعلے کے
زمین پر گرا آنکھین مثل شعلے کے روشن تھین رنگ جسم از سرتاپا نیلا منھ سے دھوان اسکے نکلتا تھا
صورت ناپاک کو اُس شریر کی دیکھکر ترک فلک کا پنتا تھا فی الحقیقت بموجب نظم

کھوپڑی اُسکے سر کی وہ اوندھی — جیسے ہووے بخیل کی ہانڈی
آنکھ وہ جسمین تھا نہ ایک خلل — چشم بد دور غیرت حنظل
ناک تھی یا کہ غوک تھا مردہ — دانت تھے مثل سلک خرمہرہ
تھے وہ رخسارہ یا چک صحرا — یا کوئی گلگلا ہو سخت جلا
یون وہ لب اُسکے غیرت زاغی — جیسے کیلے کی ہو بھلی داغی
کان اُسکے اگر نظر آئین — شپرک اُنکو دیکھ شرمائین
پوست تھا اُسکا گرگون سے سخت — یا کہ کیفیت خر کا تھا کمبخت
سر سے پا تک وہ خرس وش بد دین — ہو بہو تھا سیاہ دیو لعین

شاہ جادوان کو اُسنے سلام کیا شہنشاہ نے ارشاد فرمایا کہ عمرو دو تین روز سے ملکہ حیرت کے شہر مین ہی تم اُسکو ڈھونڈھکر گرفتار کرلاؤ یہ حکم سنتے ہی وہ ساحر اُڑکر اپنے آسمان بحر مین جاکر مخفی ہوا اور مع آسمان سمت ملک حیرت روانہ ہوا یہ بلاے آسمانی تو عمرو کے لیے جاتی ہی لیکن عمرو کی کیفیت سُنیئے کہ یہ غار مین بفراغت تمام مسکن گزین ہین اور دل سے مشورہ ہی کہ اے عمرو شکر ہی خدا کا چندے پریشانی سے جابجا پھرنے کی تو بچے سچ ہی کہ صحبت مردمان زہرا فعی سے بھی زیادہ بدتر ہی کہ

مثنوی

قعر چہ بگزید ہر کو عاقل ست — زانکہ در خلوت صفاہاے دل ست
ظلمت چہ بہ کہ ظلمتہاے خلق — ے گریزو عاقل از غوغاے خلق

اسی کیفیت مین دور سے دیکھا کہ ایک دھوبی بیل پر لادی لادے کندھے پر میلے کپڑون کی گٹھری رکھے جامدانی کا انگرکھا پہنے ہاتھون مین چاندی کے کڑے پڑے ہوئے بموجب مثل دھوبی کا چھیلا آدھا اُجلا آدھا میلا بنا ہوا برہا گاتا آتا ہی اور پیچھے اُسکے بہت سے دھوبی بیلون پر کپڑے لادے اور بیلون کے گلے مین گھنٹیان پڑی ہوئین کسی بیل پر دھوبن ٹانگین پھیلاے سوار ڈوری ناتھ مین بندھی ہوئی ہاتھ مین لیے ہوے گھما گھماکر بیل کو مارتی جاتی اور کسی بیل پر پاٹا اور تناؤ کے بانس لدے پیچھے اُسکے دھوبی پتیلا بھٹی چڑھانے کا اور ناند اسونڈن کرنے کا کندھے پر اوندھا لڑکے کا ہاتھ پکڑے بھیارے بھیّا کہتا چلا آتا ہی عمرو کی طمع اُنکو دیکھکر جنبش مین آئی اور گلیم اوڑھکر غار سے باہر نکلا اور قریب اُنکے پہونچکر اس قدر توقف پذیر ہوا کہ دھوبی بیچ چوک مین اُس شہر کے پہونچے عمرو نے زنبیل کی کنڈیان کھولین اور گلیم اُتاری آدمیون کے مجمع مین ٹھہر کر ایک لادی پر جو سب سے آگے تھی جال لیاسی مارا اور زنبیل مین رکھ لی آپ الگ جاکر کھڑا ہوا دھوبی نے جو دیکھا کہ لادی بیل پر نہین ہو گھبراکر دو چار مرد آدمی کے گریبان مین ہاتھ ڈالا کہ تمنے لادی اُتاری ہو سب دھوبی جمع ہو گئے اور گالیان اُن شریف بیچارون کو دینے لگے کہ اے کمینون ہم طرے

گھونسون کے تمھارا پلیتھن نکال دینگے ایک بولا کہ وہ کل رسید کرون گا کہ مغزان کا پھٹ جاے گا دوسرے نے کہا بھاڑو کے بھاڑ وہ تھاپڑ جماؤن گا کہ چہرہ بگڑ جاے گا مجھے بھی ٹال ٹال کے کوئی اور بنایا ہی کہ مال گھما دیا لادی ٹہلا دی مارے مار کے بکھیان توڑ دونگا اُس ہنگامے کا وہ غوغا بلند ہوا کہ ساکنان شہر اور دوکاندار سب مجتمع ہو گئے اور دھوبی اور لڑکے اور دھوبنین بیل یکجا ٹھہرا کر اُن مرد آدمیون کے گرد جمع ہوئے عمرو نے فرصت جو پائی کترا کر بیلون پاس گیا اور جال مار کر مع بیل ورلادیان سب نذر زنبیل کر کے گلیم اوڑھ کر ٹھہرا ادھر وہ بیچارے بھلے مانس حیران تھے کہ یا اللہ ہم کس آفت مین پھنسے اور لوگون کا اُسپر ہجوم ایک کہتا تھا کہ یہ کس آفت کے چور ہین جو دن دہاڑے اتنی بڑی لادی غائب کر لے گئے کوئی کہتا تھا کہ ارے چوٹٹو اس دھوبی پر رحم کرو یہ بیچارہ مر جائیگا غریب آدمی ہی کوئی کہ رہا تھا کہ یہ دھوبی ملکہ حیرت کا ہی اُسکا مال چرا لینا دل لگی نہین ہی ٹنڈیان کس جائینگی سیدھے بندھے قید مین سڑ جائینگے اسی طرح ہر شخص اپنی اپنی کہتا تھا وہ لوگ چپکے کھڑے تھے کچھ نہ کہتے تھے اس اثنا مین ایک دھوبی نے جہان بیل کھڑے تھے اُدھر دیکھا بیلون کو نپایا اور آگے بڑھکر دیکھا کہ شاید کہین چلے گئے ہون جب کسی طرف سراغ نپایا سب دھوبیون سے آکر کہا کہ بھیا بیلون سمیت کوئی لادیان لے گیا یہ سننا تھا کہ سب نے دوہائی دینا شروع کی اور شور ایسا مچایا کہ شہر کا کوتوال مع اپنے پیادون کے دوڑا اور آکر سارا ماجرا اُسنکر مع چند اُن راہگیرون کے جنکو پہلے پکڑا تھا اور دھوبیون کو لیکر حیرت کے پاس چلا جب قریب باغ ملکہ سب پہونچے دھوبی پکارے کہ دوہائی ملکہ عالم کی ہم آپ کی زیر حمایت لوٹے گئے حضور کی پوشاک بھی چور لے گئے آج تک طلسم مین یہ اندھیر نہ تھا جو آب ہی حیرت نے جب شور و غل فریاد کا سُنا ملازمین سے پوچھا کہ یہ ہنگامہ کیسا ہی یہ کہہ ہی رہی تھی کہ عرض ہوئی کوتوال امیدوار باریابی ہی ملکہ نے سامنے اُسکو طلب کر کے سب کیفیت سُنکر اُن دو آدمیون کو سامنے اپنے بلوایا اور کہا تمنے یہ کیا حرکت کی وہ رونے لگے اور عرض رسا ہوے کہ حضور چوری کبھی نہ کرینگے چاہے مارے فاقون کے مر جائین حیرت نے اُنکے انکار سے زمین پر دوہتڑ مارا اور ایک پتلا اُسمین سے نکلا پتلے سے پوچھا کہ کپڑے دھوبیون کے کس نے لیے ہین پتلے نے ہنسکر جواب دیا کہ ملکہ عالم رو در برو ناد ان بنتی جاتی ہین سوائے عمرو کے اور کوئی بھی لینے والا ہی اے ملکہ آپ کو ہوشیار رہنا چاہیے وہ شخص اس شہر مین آیا ہوا ہی کہ جسکی نسبت یہ بجا ہی قطعہ

وز ویست کہ دہر از دہن مار بدر زدد پاپوش بدزدد ز پے پیک دوندہ		خال از رخ زنگی بشب تار بدزدد نعل از قدم اسپ رہوار بدزدد	

یہ کہکر وہ پتلا زمین مین پھر سما گیا اور ملکہ نے کوتوال سے کہا یہ مرد آدمی سب بے تقصیر ہین انھین رہا
کر دے لادی دھوبیون کی عمرو عیار لے گیا ہی ان دھوبیون کو ہماری سرکار سے دو تین سو روپیہ
دلا دے کہ بیل وغیرہ خرید لین اور جنکے جنکے کپڑے گئے ہین اُن کو قیمت دین کوتوال نے حکم ملکہ کی
تعمیل کی روپیہ لیکر دھوبی اپنے گھر گئے اور کوتوال شہر مین آکر انتظام کرنے لگا اس اثنا مین عمرو
ایک ساحر بنکر بزاز کی دوکان پر گیا اور عمدہ عمدہ تھان کپڑے کے دیکھنے کو طلب کیے بزاز نے سامنے
لاکر ڈال دیے اُسنے دیکھتے دیکھتے اُنکو غائب کر دیا بزاز نے غل مچایا اور چاہا گرفتار کرے عمرو
نے گلیم اوڑھ لی اب بزاز حیران اوس دوکان سے اُتر کر اور دوکانداروں کو دوکان سپرد کر کے ڈھونڈھنے
چلا عمرو نے اُس کو جاتے دیکھکر بہت جلد اُسکی سی صورت بنکر دوکان پر آکر ساری دوکان لوٹ
لی اور بظاہر کوٹھری مین قفل لگا یا دکاندار سمجھے کہ دوکان بڑھا کر چور کی تلاش مین جائیگا عمرو
وہان سے ہٹ کر گلیم اوڑھکر بیٹھا اس ہنگام مین بزاز ہر سمت چور کو ڈھونڈھکر جو آیا دوکان بند
پائی قفل کھولکر جو دیکھا سب مال و رکٹھریان ندارد سر پیٹتا باہر نکلا اور ساتھ کے دوکانداروں
سے لڑنے لگا کہ مین تمھین سونپ گیا تھا تمنے میرا اسباب لیا ہی دوکاندار کہتے ہین ابھی تو پلٹ کر آیا
تھا دوکان بند کر کے پھر چلا گیا ہم کیا جانین تیرا مال کیا ہوا بزاز کہتا ہی مین آیا ہی نہین تم کیون
جھوٹ بولتے ہو تمکو میرا اسباب دینا ہوگا خلاصہ کلام اسقدر تہتک ہوا کہ سب بزاز اور جوہری
وغیرہ اس بزاز کو اپنی اپنی دوکان سے اٹھکر زد و کوب کرنے لگے عمرو نے ان سب کو مصروف
فتنہ فساد دیکھکر دوکانین خالی پائین گلیم اوتاری اور جال آکر مارا بہت دوکانون کو لوٹ کر
زنبیل مین بھرا اور گلیم اوڑھکر اپنا راستہ لیا دوکاندار جب لڑ بھڑ کر دوکانون مین آئے سب اسباب
غائب پایا اور زیادہ شور و غوغا مچایا کوتوال دوڑ کر آیا سب حال سُنایا دوہائی تہائی کا شور
بلند پایا سبکو لیکر ملکہ کے پاس آیا ملکہ ایک بار تو پتلے کو بلا کر معلوم کر چکی تھی اسنے بزازون اور
جوہریون کو روپیہ دلوا کر حکم دیا کہ دوکانین اپنی اپنی بند رکھو ایک چور اس شہر مین آیا ہی
کہ وہ سب کو دیکھتا ہی اور کوئی اُسکو نہین دیکھ سکتا فی الجملہ وہی سب کو لوٹتا ہی اگر اب اپنے مال
کی تم آپ حفاظت نکرو گے تو کچھ سماعت یہان نہوگی یہ کہکر کوتوال سے حکم دیا کہ ڈھنڈھورا
تمام شہر مین پٹوادے یعنے جو کوئی اپنے اسباب کی حفاظت نہ کرے گا اور اسباب اُسکا تلف ہوگا

تو سرکار کچھ سماعت اسکی فریاد کی نہ فرمائیگی ہان اُس چور کا بند و بست گرفتار کرنے کا سرکار کر رہی ہے جب وہ قید ہوگا اُسوقت شاید مال مسروقہ اس سے ملے لازم ہی کہ تا گرفتاری اُس دزد کے نگہبانی سب اپنی آپ کرین کوتوال یہ حکم سُنکر رخصت ہوا اور منادی کو حکم دیا کہ اُسنے سارے شہر مین دہل زنی کی اور حکم ملکہ سے جو اوپر مذکور ہوا رعایا کو باخبر کیا پھر تو تمام شہر مین الجل پڑ گئی دوکانین بند ہونے لگین عایا شہر نے اسباب اپنا اپنا تہ خانون مین رکھا اور عورتون نے گہنا اپنا زمین مین گاڑا اُنکو ایک عالم ہو کا نظر آنے لگا کتے گلی کوچون مین بھونکنے لگے سناٹا ہوگیا اور ہزارہا ساحر تلاش مین عمرو کی نکلا کوئی کہین چھپ کر بیٹھا اور کوئی بچا سرآ دمیون کو ساتھ لیکر ہر سمت پھرنے لگا عمرو یہ کیفیت دیکھکر پھر غار مین جا بیٹھا اور براہ نقب نانبائی کی دوکان سے جاکر شیرمال و کباب لیے اور کلوار کے یہان سے شراب لیکر اپنی جگہ پر آیا کھانا کھایا اور شراب پی آرام پذیر ہوا دل سے کہتا تھا کہ بیت

خلوتے خواہم کہ دور چرخ اگر چون گردباد		خاکدان دہر را بیز دنیا بد گردمن	

حاصل کلام یہ تو فارغ از کار روزگار متمکن ہین اور وہان حیرت متردد بیٹھی تھی کہ یکایک آسمان تمام باغ پر ابر چھایا اور چمک صاعقہ کی ظاہر ہوئی آسمان شعلہ خوار فلک پر سے چکر کھاتا ہوا زمین پر اترا حیرت مراسم تعظیم بجالائی اور اس کو مسند پر تکلف پر بٹھایا جام شراب کا بھر دیا اُسنے عرض کیا کہ اے ملکہ مین عمرو کو گرفتار کرنے کو آیا ہون بعد اسکی گرفتاری کے عیش و عشرت کرون گا ابھی شراب بھی نہ پیونگا حیرت نے کہا خوب ہوا جو تم آئے مجھکو یقین ہی کہ تم اس مکار کو ڈھونڈھ لوگے مین تو ہزارون ساحرون کو بھیج چکی ہون کہین پتہ نہین معلوم ہوتا ہی اُسنے کہا اے ملکہ جب تمھین پتا نہین ملتا کہ زوجہ شاہ طلسم ہو تو مین بھلا کیا کر سکونگا ملکہ نے کہا اسپر کیا منحصر ہی ایک کام ہم سے نہ نکلا تم سے راست آیا ہم تم ایک ہین یہ کچھ جدائی نہین ہی یہ تقریر شعلہ سنتے ہی اُٹھا اور گوشہ باغ مین کہ جہان بہت سے درخت کھڑے لگے تھے آگر زمین لیپی لونگ اور ہار رکھے مالا لیکر جپنا شروع کیا بعد ساعت بھر کے سر اُٹھا کر کہا اے ملکہ عمرو آسمان پر نہین ہی یہ کہکر سحر پڑھنے لگا لمحہ بھر کے بعد گویا ہوا کہ زمین پر بھی نہین ہی اسی طرح ابکی جو سحر پڑھا معلوم ہو کہ زیر زمین ہی اُسنے پھر سحر خوانی آغاز کی اب کی دریافت ہوا کہ سمت مشرق ایک غار مین بیٹھا ہی یہ معلوم کرتے ہی اُٹھا کہ مین جا کر پکڑے لاتا ہون حیرت سمجھی کہ ایسا نہو یہ بھی مارا جائے اس باعث سے کہنے لگی کہ مین بھی ساتھ چلتی ہون اور ہمراہ ہولی اسکے ساتھ زمرد جادو اور یاقوت وغیرہ ساحر اور جادوگرون کا غول ہمراہ ہوا شعلہ خوار نے کہا بھیڑ دیکھکر عمرو بھاگ جائیگا اچھا مین سحر کرتا ہون کہ وہ جہان چھپا بیٹھا ہی بلبلا کر نکل آئے اور جب تہ زمین سے نکل آئے اُسوقت ساحر اسکو

گرفتار کرلیں یہ کہکر درباغ پر سب کو لیکر کھڑا ہوا اور ایک ناریل اپنے آسمان سحر کی طرف مارا کہ وہ آسمان چکر کھانے لگا اور ایک چادر آتش شیمن سے گر کر چار طرف پھیلی اور اندر زمین کے سما گئی دھوان تہ زمین سے نکلنے لگا اور یہان غار مین اسقدر گرمی عمرو کو معلوم ہوئی کہ دم گھٹنے لگا پیاس کی شدت ہوئی زنبیل سے پانی نکالکر پیا اس عرصہ مین دھوان غار مین گھٹا وہ مقام عمرو کے لیے چاہ بابل بنگیا عمرو یہان ٹھہر نہ سکا نقب کی راہ سے بنیے کے گھر گیا کوٹھری مین ٹھہرا دیکھا یہان زمین بھی تپتی ہے اور شہر بیز ہے عمرو گیہون کے بورے مین جا بیٹھا کیونکہ بورے مین بیٹھنے کا ٹھکانا پہلے ہی کر رکھا تھا وہان حرارت کم ہوئی اور تشنگی بھی کس لیے کہ شعلہ خوار نے زمین گرم ہونے کا سحر کیا ہے اور بورے زمین سے بلند ہین اندر طبقہ زمین اسقدر گرم ہوا کہ تنور ہوگیا اور جس طور بھاپ موسم سرما مین چاہ سے نکلتی ہے اس طرح دھوان نکلنے لگا اور ہر طرف پھیلا اور زمین کے تفتیدہ ہونے سے ارض وسما شعلہ خیز بنگیا خلقت شہر کی گھبرائی ہنگامہ مچ گیا ہر ایک کی زبان پر اُف اُف جاری ہوا فریاد ہر شخص پکارنے لگا زمین سے دھوان نکلتا تھا اور فلک سے چادر آتش گر کر اندر زمین کے سما جاتی تھی ہوا گرم چلتی تھی رعایائے شہر گھرون مین اور تہ خانون مین چھپتی تھی مگر مرتی تھی کنوئین شہر کے خشک ہوگئے تھے عجب حال تھا کہ قطعہ

زگرما آن چنان می شد نفس گرم ز باد گرم بند ارے کہ تقدیر	کہ لب از تاب آن چون شمع میسوخت بدنیا دوزخے دیگر برافروخت

ساحران زبردست وہان کے بزور سحر کے اپنی جان بچاتے تھے اور ایسے صدہا ہلاک ہوگئے تھے شور گریہ وماتم جو برپا ہوا حیرت نے کہا اے شعلہ اس سحر کو موقوف کر و اُسنے جواب دیا کہ یقین ہے شدت گرما سے عمرو مر گیا ہوگا حیرت نے مسکرا کر کہا میری دانست مین عمرو کا بال بیکا نہوا ہوگا اسکو ایسا ویسا نہ تصور کرنا وہ بمقتضائے بیت

سراپائے او جملہ پر پوست درنگ	وزافسون او زیرکان گشتہ دنگ

جلدی اُسکی گرفتاری کی تدبیر کر و اس سحر مین میری رعیت ہلاک ہوئی جاتی ہے آسمان شعلہ خوار نے کہنے سے حیرت کے سحر گرمی کا موقوف کیا اور زمین کو لیپ کر خون خوک سے چوکا دیکر سحر پڑھنے لگا اور ماش کے آٹے کے پتلے بنا کر گرد چوکے کے رکھے ماش پڑھکر اُنپر مارے کہ پتلون نے پھریری لی اور بعد لمحہ کے جاندار ہوکر سامنے آئے سلام کیا اُنکو اُسنے حکم دیا کہ زمین مین سما جاؤ اور لوگون کے مکانون مین کوٹھریون مین نکلو اور کوئی غار ومغاک نشیب نہ چھوڑو سب

جگہ جاکر تلاش کرو جس جگہ عمرو کو دیکھنا مجھے آگر خبر کرنا خبردار کوئی دقیقہ تجسس مین فروگذاشت نہ رکھنا یہ حکم سُنکر قریب سو پتلے کے زمین مین سماگیا اور رعایاے شہر کے مکانون مین کوٹھری وغیرہ مین آگرڈھونڈھنا شروع کیا اتفاقا جہان عمرو بورے مین بیٹھا ہوا اسی کوٹھری مین بنیے نے روپیہ پیسہ رکھنے کے لیے غلہ کا صندوق رکھا ہوا اُسوقت بنیا بکری کا کچھ روپیہ رکھنے کوٹھری مین آیا اور روپیہ گن کر غلہ مین ڈالکر چلا گیا عمرو نے کھنکار جو روپیہ کی سُنی بچین ہوگیا اور جب بنیا کوٹھری بند کرکے چلا گیا عمرو بورے سے نکلا اور غلہ کا صندوق جال مارکر زنبیل مین رکھا بورے مین جایا چاہتا تھا کہ ایک پتلا یہان بھی نہ زمین سے نکلا عمرو جال لیکر چلا کہ پتلے پر مارے لن مگر پتلا اُسکو دیکھکر جلدی زمین مین سماگیا عمرو سمجھا کہ یہ مجھے دیکھ گیا ہو مگر کوئی آفت برپا کرے گا یہ سوچکر بورے مین جاکر نقب مین گیا اور نقب کا مُہرہ مٹی سے لیپ کر نانبائی کے مکان مین آیا اور کوٹھری مین چھپ کر بیٹھا ادھر پتلے نے جاکر شعلہ خوار کو خبر دی کہ عمرو بنیے کے مکان مین کوٹھری کے اندر ہو میرے سامنے روپیہ لیکر بورے مین چھپا ہو شعلہ خوار یہ خبر سُنکر حیرت سے گویا ہوا کہ آپ ٹھہریے مین گرفتار کیے لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اور پتلے کو ہمراہ لیا یہانتک بلکہ بنیے کے گھر آیا بنیا سمجھا کہ یہ سردار زبردست ہو من دو من غلہ خریدنے آیا ہو یہ سمجھکر عرض کرنے لگا کہ حضور کیا کیجیے گا مین سب سے کم نرخ پر آپکے ہاتھ بیچون گا شعلہ خوار نے اُسکی بات کا کچھ جواب نہ دیا اور درانہ گھر مین چلا گیا بنیا سمجھا کہ شہر مین غدر تو پڑا ہی ہوا ہی معلوم ہوتا ہی کہ یہ لوٹنے آیا ہی یہ معلوم کرکے غل مچانے لگا کہ دوہائی ہی سرکار کی گھر لوٹے لیتے ہین ارے یہ کیا اندھیر ہی دن دہاڑے ڈاکہ پڑتا ہی دوڑو فریاد کو پہونچو مارے ڈالتے ہین اُسکی آواز سے بنیے سب دوڑے اُسوقت پتلے نے کہا اے بنیے چپ رہ غل کیون مچاتا ہی جب لوٹین جب ہی کہنا اسقدر رنجیدہ تیری کوٹھری مین چور بیٹھا ہوا اور تیرے غلے کا روپیہ سب اُسنے نکالا ہی ہم اُسکو قید کرنے آئے ہین اب تیرے غل سے عجب نہین جو وہ بھاگ گیا ہو پتلے کے اس کلام سے بنیا خاموش ہوا اور شعلہ خوار کوٹھری کھولکر اندر گیا پتلے سے پوچھا کہ وہ دزد کس بورے مین ہی پتلے نے بتایا اُس نے پہلے سحر کا حصار کردیا کہ عمرو نکل نہ جائے پھر بورا گرا کر سب گیہون جو تھے الٹ پلٹ کردیکھے اور پتلے سے کہا اے وہ کیا سوئی تھا جو نہین معلوم ہوتا ہی تو کیسا دیکھ گیا تھا پتلے نے کہا مین ضرور دیکھ گیا اب جانے چلا گیا ہو شعلہ نے اور بورے بھی چاک کرکے ہاتھون سے اناج ہٹا ہٹا کر دیکھے کہین پتا نہ ملا اُسکو غصہ آیا سحر پڑھکر پتلے پر پھونکا کہ وہ پتلا جل گیا آپ کوٹھری سے باہر نکلا بنیا ابنا

غلہ لٹا ہوا دیکھکر سر پیٹنے لگا کہ ہائے میرا روپیہ چور لے گیا آخر ناچار گیہون سمیٹ کر بورے مین پھر بھرے
اور بورا کھڑا کر کے باہر آیا لیکن حیران تھا کہ چور آیا کدھر سے اور ادھر نانبائی کے مکان مین بھی ایک
پتلا نکلا **عمرو** نے اُسکو دیکھکر گلیم اوڑھ لی مگر پتلا بھی دیکھ چکا تھا اُسنے جاکر **شعلہ خوار** سے بیان کیا کہ
عمرو نانبائی کے مکان کی کوٹھری مین تھا مجکو دیکھکر چھپ گیا **شعلہ خوار** چیلے کے ہمراہ نانبائی کے
یہان آیا وہ بھی غل مچانے لگا چیلے نے منع کیا کہ بھائی چپ رہو گھر مین چور بیٹھا ہی یہ سُنکر نانبائی
نے کوٹھری کھولی لیکن **عمرو** پہلے ہی پتلے کو دیکھکر نقب کا مُنھ بند کر کے کلوار کے یہان چلا گیا تھا
اُسوقت **شعلہ خوار** نے ہر چند تفحص کیا لیکن سراغ نپایا پتلے پر خفا ہوا کہ مجکو سب جگہ دوڑاتا پھرتا
ہی صحیح خبر نہین لاتا یہ کہکر ایک ماش سحر پڑھ کر مارا کہ یہ پتلا بھی جل گیا اور آپ کوٹھری سے نکلکر سحر
تازہ کی فکر مین تھا کہ ایک پتلا **عمرو** کو کلوار کے یہان دیکھ آیا اور کہا کہ میرے ساتھ چلیے مین پتلا دوسرا
یہ چیلے کے ہمراہ ہوا مگر وہان **عمرو** نے بھی چیلے کو دیکھا یہ کلوار کی دوکان سے پھر بنیے کے یہان آیا اور
بورے سر کشادہ درست کر کے رکھے آپ بورے مین اوتر کر بیٹھا اس عرصہ مین پتلا **شعلہ** کو لے کلوار
کے یہان آیا کلوار نے عرض کیا کہ آپ مالک ہو کر آج کیا ہی جو سبکے گھر مین گھستے پھرتے ہین اسنے کہا
تیری کوٹھری مین چور بیٹھا ہی اسکو گرفتار کرنے آئے ہین کلوار بولا کہ تمھاری خوب بن پڑی ہی اسی
بہانے سے لوٹتے پھرتے ہو بنیے سُنا تھا ابھی بنیا دہائی دے رہا تھا **شعلہ** کو اس تقریر سے بہت غصہ
آیا لیکن ضبط کر کے خاموش ہو رہا دو چار دوکاندار بلا کر کھڑے کر لیے کہ مین اسکی کوٹھری مین
جاتا ہون تم گواہ رہنا کہ کوئی چیز اسکی تلف نہین ہوئی غرضیکہ اندر جا کر ہر سمت ڈھونڈھا کہین پتہ
عمرو کا نپایا غصے مین آکر اُس پتلے کو بھی جلایا اور وہان سے نکلکر ایک جگہ ٹھہر کر سحر کی دستگردی
ایک طاؤس محلک کی جانب سے اُترا اُس سے پوچھا کہ **عمرو** کا پتہ نہین ملتا تو بتا کہ وہ کہان ہی
یہ سُنکر طاؤس منقار کھولکر خوب ہنسا اور گویا ہوا کہ **عمرو** نے نقب شاخ در شاخ کھودی ہے
ایک کلوار کی کوٹھری مین دوسری نانبائی کے یہان اور تیسری نقب بنیے کے یہان فی الجملہ جب
تو اُسے ڈھونڈھنے جاتا ہی وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ چلا جاتا ہی اب فی الحال بنیے کی کوٹھری
مین بورے کے اندر ہی یہ کہکر طاؤس سحر اُڑ گیا اور اُسنے زمین لیپ کر ایسا سحر بیٹھکر پڑھا کہ تینون منھ
نقب کے مسدود ہوے اور ماش کے آٹے کے سانپ بنا کر بزور سحر اُنکو زندہ کر کے حکم دیا کہ
اس غار مین جاؤ جہان **عمرو** نے نقب کندہ کی ہی وہان جدھر جدھر سرنگ گئی ہو اُسی طرف
ایک ایک سانپ جاکر بیٹھے اور مہرے نقب کے روکے یہ حکم سُنکر سانپون نے جاکر دہنہ ہائے

نقب روکے اور شعلہ نے سب پہلون کو جو زمین مین سمائے ہوئے تھے بلا لیا اور اپنے ہمراہ لیکر بنیے کے مکان پر آیا بنیے نے کہا صاحب ابھی تو آپ تلاشی لے گئے تھے پھر کیون آئے شعلہ نے کہا چپ چور بھاگ کر پھر تیرے یہان آیا ہو بنیے نے جواب دیا کہ چور بڑا زبردست ہی جب دیکھو تب میرے ہی گھر مین پھر پھر کے آتا ہو ایک بار تو غلہ لے گیا اکی دیکھیے کیا لیتا ہو یہ کہکر قفل کوٹھری کا کھولا عمرو نے صدا باتون کی جو سنی چاہا نقب مین چلا جاؤن جیسے ہی وہین نقب مین قدم رکھا سانپ نے پھنکار ماری عمرو نے جلدی پاؤن ہٹا لیا اور خیال کیا کہ یقین ہو راہ نقب کی بزور سحر بند کی گئی ہو آخر بورے مین آکر کروٹ کے بل لیٹا زنبیل کی چورا سی گھنڈیان وا کر کے منھ اسکا خوب پھیلا دیا کہ زنبیل کے اندر کا حال جو کوئی باہر سے دیکھے تو بخوبی اسکو دکھائی دے غرضکہ اپنے جسم کو گیہون مین پوشیدہ کر کے چپ ہو رہا اور شعلہ سب بورے جھانک کر اور ہاتھون سے اناج ہٹا کر ڈھونڈھتا ہوا جس مین عمرو تھا اس بورے مین آکر دیکھنے لگا جسدم اوپر کے کچھ گیہون ہٹائے عمرو تو نظر نہ آیا لیکن عجب تماشہ دیکھا کہ ایک جنگل سرسبز و شاداب نہایت وسیع ہو اور اسمین درخت بار دار مثل سرقدان مست مینائے جوانی کے جھومتے ہین اور کثرت ازہار سے روے زمین رشک فرماے چرخ برین نظر آتا ہی عکس ریاحین عطر بیز سے پر زاغ مانند طاؤس زرین بال کے بنا ہی سبحان اللہ مثنوی

ز ہر سو چشمہ چون آب حیوان ٭ چراغ لالہ ہر جانب فروزان
بنفشہ رستہ و سنبل دمیدہ ٭ نسیم صبح جیب گل دریدہ
شقایق بر یکے بایستادہ ٭ چو بر شاخ زمرد جام بادہ

یہان کے چشمون مین مچھلیان پڑی ہین اپسرجن بچیان پریزادین حور نژاد سوار ہین سر سے پانک زیور مرصع جواہر کار پہنے ہین جن مین ہر ایک لاثانی ہر اٹھتی جوانی ہو کرشمہ جمال سے اپنے عروسان بہشت کو جلوہ گری تعلیم کرتی تھین اور تاب رخسار سے آفتاب عالمتاب کو آتش غیرت مین جلاتی تھین تیر غمزہ ہدف سینہ عشاق مین رخنہ پرداز تھا اور لب جان بخش ہر ایک کا تنگ شکر کی طرح کام دل کے لیے چاشنی بخش اور حلاوت سے دمساز تھا کہ نظم

خراسندہ ماہی چو سرو بلند ٭ مسلسل دو گیسو چو مشکین کمند
زسیمین زنخ گوئی آمیختہ ٭ بر و طوق از غبغب آویختہ
بدان طوق گو آن بت بہر جوے ٭ زمہ طوق بردہ ز خورشید گوے

سامنے اس صحراے مینا فام کے کئی شہر جنت آباد مینو سواد نظر آتے تھے عجائب غرائب لوگون کے

تماشے ان ملکون مین دکھائی دیتے تھے کہین تماشبینون کا ہجوم ہو کہین سودے والون کی دھوم ہو
کسی جادو کا ئین بجی ہین کہین پریون کی ہنسی دل لگی ہو عمارتین مرتفع و سربلند ہین کا شانہ سپہر سے
زیادہ ارجمند ہین شعلہ نے جو یہ سیر و کیفیت دیکھی آپ مارے ہنسی کے لوٹ گیا اور کہا عمرو بھی بڑا ساحر
ہو جس نے اپنے جادو کے زور سے ایسا طلسم اس بورے مین بنایا ہو اور معلوم ہوتا ہو کہ وہ اپنے
بنائے ہوئے طلسم مین جاکر چھپا ہو لیکن مین ایسا ساحر نہین ہون جو اُسکے طلسم مین نہ جا سکون اور
اسکو ڈھونڈھکر پکڑ نہ لاؤن یہ کہکر بورے پر چڑھکر اُسی جنگل اور ملک کی جو نظر آتے تھے سیدھا
تاک کر دھم سے کودا اور سیدھا زنبیل مین چلا گیا عمرو نے گھنڈیان زنبیل کی بند کین اور بورے
مین سنبھل کر بیٹھا سمجھا کہ جب تک یہ نابکار زندہ ہو نقب کا راستہ بند رہے گا اور تم نکل نہ سکو گے
یہ سوچکر پہلے زنبیل سے اُسکا سر نکالا اور بیہوشی مُنھ پر ملکر بیہوش کیا بعد اُسکے زنبیل سے کھینچکر فی الفور
ذبح کر ڈالا پھر تو الحفیظ الامان وہ غور وہ غوغا بلند ہوا کہ یقین تھا طبقہ زمین کا شق ہو جائے
آگ کوٹھری مین لگ گئی پتلے جل گئے پتھر تمام شہر مین برسنے لگے عمرو نقب مین کود گیا یہان کے
سانپ ساحر کے مرنے سے غائب ہو گئے تھے یہ تو اپنے غار مین پہونچکر ساحر کی صورت بنکر باہر نکلا
اور ادھر سے بیٹے کی کوٹھری مین جو شور برپا ہوا اور آگ لگی بنیا سمجھا کہ کوئی آفت آئی گھبرا کر
مع اپنے لڑکے اور جورو وغیرہ کے گھر بار چھوڑ کر بھاگا اور کہتا جاتا تھا کہ ارے بھاگو آفت آئی ہائے
مار ڈالا ارے لوٹ لیا وا ے غضب گھر بار سب پھونک دیا اسکے غل مچانے اور بھاگنے سے رعایا ئے
شہر تو پہلے ہی خوف زدہ ہو رہی تھی اور ڈھنڈھورا سُن چکی تھی اُسوقت ہر شخص یہی سمجھا کہ یقین ہی
ڈاکہ پڑا یا عمرو کے چھڑانے کو اُسکے طرفدار آگئے اور قتل و غارت کرتے ہین ایسا کچھ جانکر تمام شہر مین
بھگدر پڑی دروازے گھرون کے بند ہو گئے دوکانین چھوڑ چھوڑ کے لوگ بھاگے عمرو جو بشکل ساحر
غار سے نکلا شہر مین تلاطم دیکھکر دوکانون پر جال مارنا شروع کیا اور جن اکیلے ساحر دیا دو چار کو
جاتے بھاگتے دیکھکر للکارا کہ باشید اے دغا بازو اور خنجر کھینچکر جست کی ایک کے کندھے پر سوار
ہوا اور دوسرے کا سر اُڑا دیا جسکے کندھے پر چڑھا ہو وہ ایسا گھبرایا ہو کہ نہ سحر اُسکو یاد آتا ہو نہ عمرو
کو پکڑتا ہو اور عمرو نے اسی طرح جہان جسکو پایا ہلاک کیا گلی کوچون مین لاشین جو بھاگنے والون
نے دیکھین جی چھوٹ گئے بدحواس ہو کر جدھر جسکا مُنھ اُٹھا اُدھر بھاگا اور جادوگرنیان مُنھ ڈھاک کر
رونے لگین کہتی تھین کہ یا سامری و جمشید عمرو کے ہاتھ سے ہماری اور ہمارے وارثون کی جان بچاؤ
غرضکہ تھوڑے عرصہ تک عمرو نے خوب لوٹا اور غوغاے عظیم جو شہر مین برپا ہوا حیرت ننگے سر

اور ننگے پانوں باغ سے نکلکر دوڑی دیکھا تو شہر کے مکانوں مین جابجا آگ لگی ہو رعیت بھاگی جاتی ہو رونا پیٹنا گھر گھر پڑا ہو آفت اور ہنگامہ برپا ہو اس اثنا مین کچھ ساحر روتے ہوئے آئے اور کہا اے ملکہ آسمان شعلہ خوار جادو کو عمرو نے مارا اور سارا شہر لوٹ لیا حیرت یہ سنتے ہی چیخین مارکر رونے لگی اور سر پیٹتی ہوئی چلی کہ ہائے لوگو وہ شہنشاہ کا بہت پیارا تھا مین اب کیا افراسیاب کو منھ دکھاؤنگی اُسکی لاش تو بتا دو کہان ہو کچھ ساحرون نے بتایا کہ بیٹے کے گھر مارا گیا حیرت اُسکی طرف چلی لیکن مارے خوف کے گرد اپنے حصار کرلیا اور کوتوال شہر نے دہل زنی کی کہ کوئی خوف نہ کھائے اور اپنے گھر مین باطمینان تمام رہے عمرو عیار کے سوا کوئی اور مخالف یہان نہین ہو اب وہ عیار بھی گرفتار ہوا چاہتا ہو اس آواز کو سنکر عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور بھاگ کر غار مین چلا گیا اور رعایا ے شہر نے فی الجملہ تسکین پائی حیرت نے جاکر شعلہ کی لاش اُٹھائی اور تخت سحر پہ ڈالکر آپ بھی سوار ہوئی ملک اپنا زمرد جادو کے سپرد کیا یاقوت کو اپنے ساتھ لیا اور نالان و گریان افراسیاب کے پاس چلی لیکن اس دادو دہش اور قتل و قمع مین وہ سارا دن تمام ہوا اور دیو شب نے کسوت ظلام اور لباس نیلی فام دربر کر کے سریر سلطنت بر عالم کے غلبہ پایا اور امیر لشکر زنگبار بعزم شبخون خیل و تبادر پر علم عباسی بلند فرمایا کہ نظم

	چو خورشید تابندہ شد ناپدید بساط زمین عنبر آلود شد		شب تیرہ بر چرخ لشکر کشید ز وا پاے گردون بر از دود شد

عمرو لباس شبروی پہنکر غار سے باہر نکلا اور ازبسکہ حیرت کے باغ مین قید ہوکر پہلے آچکا تھا اس باعث سے وہ راہ بخوبی جانتا تھا وہین اپنے تیئین پہونچایا اور دیوار باغ پر کمند مارکر چڑھا دیکھا کہ تمام باغ مین روشنی ہو رہی ہو اور زمرد مسند پر بیٹھی ہو کئی سو ساحر ارکان دولت اور مشیر سلطنت حاضر ہین کنیزین دست بستہ سامنے کھڑی ہین اور ہر مقام پر پہرے فرد وہشت عمرو سے بیٹھے ہین اور ترقی خواہ سلطنت اپنی اپنی راے درباب گرفتاری عمرو پیش زمرد ظاہر کر رہے ہین عمرو یہ سب کیفیت دیکھکر آہستہ سے بدستیاری کمند باغ مین اوترا اور درختون کے جھرمٹ مین پوشیدہ ہوکر ٹھہرا اتفاقاً ایک خواص دربار غ پر کسی کام کو گئی تھی پھر کر جو آئی قریب عمرو کے نکلی عمرو نے حلقے کمند کے گانٹھکر اس طرح مارے کہ اُسکی گردن مین پڑے کمند کو جو کھینچا وہ چیت گری چاہتی تھی کہ غل مچاے عمرو نے حباب بیہوشی مارکر بیہوش کر دیا اور وہین بیٹھکر صورت اپنی مثل اُسکی شکل کے بنائی اور پیراہن اُسکا پہنکر اُسکو وہین چھوڑا اور آپ وہان سے بارہ دری مین جہان اور

پرستارین حاضر تھین آکر کاروبار وہان کا کرنے لگا لیکن اسطرف اُسطرف پھرتا جاتا تھا اور پر وانہ بیہوشی شمعون پر ڈالتا جاتا تھا ایک لمحہ مین وہ بیہوشی بلند ہوئی اور سب ساحرون کے دماغ مین اُسنے تاثیر کی سے زمرد کے مست ہوکر بیہوش ہوے اور کنیزین جو وہان موجود تھین سب بیہوش ہوگئین عمرو نے دیکھا کہ در باغ سے اندر تک ساحر بعہدۂ نگہبانی بیٹھے ہین اگر ذرا بھی کھٹکا ہوگا تو یہ سب دوڑ آوینگے اس خیال سے نہایت آہستہ آہستہ زمرد کے پاس گیا اور اُسکو اُٹھاکر اس مکان کی ایک کوٹھری مین لایا کپڑے اُسکے اوتارکر آپ پہنے اور اُسکی ایسی صورت بنکر ایک صندوق مین اُسکو بند کردیا اور آپ باہر نکلکر پانی چھڑک کر حضاران انجمن کو ہوشیار کرکے کہا کیا باعث ہی کہ تم سب غافل ہوگئے تھے سب نے عرض کیا کہ ہم خود استعجاب مین ہین یہ ماجرا کیا ہوا زمرد نقلی نے کہا یہ مین نے سحر اپنا آزمایا تھا کہ دیکھون موثر ہوتا ہی یا نہین اب مین سحر کرونگی کہ عمرو جہان ہوگا از خود بیہوش ہوجائیگا ڈھونڈھکر قید کرلونگی یہ سُنکر سب ساحر تعریف کرنے لگے کہ واہ فی التحقیقت یہ سحر نایاب ہی غرضکہ اب عمرو نے جملہ ساحرون اور پہرے چوکی والون وغیرہ کو اپنے پاس بلایا اور بتاکید تمام ارشاد فرمایا کہ تم سب جاکر تمام مہاجنون اور جوہریونکو بلالاؤ ساحر حسب الحکم مہاجنان شہر کے پاس گئے اور اپنے ساتھ لیکر حاضر ہوے ملکہ نے باآہستگی اُن سے کہا کہ آج رات کو عمرو سے اور ہم سے پھر مقابلہ ہی اُسکو گرفتار کرنا منظور ہی فی الجملہ اگر عمرو غالب آئیگا تو سارے شہر کے لٹ جانے کا احتمال ہی بنابر اسکے تمھین لازم ہی کہ جو کچھ روپیہ اپنے پاس رکھتے ہو سرکار مین داخل کردو اگر یہان سے لٹ جائیگا تو ہم اپنے پاس سے دینگے اور اگر نہ داخل کروگے تمھین اختیار ہی ہم بری الذمہ ہین اس حکم کو سُنکر جو لوگ اس قول پر رہے کہ روپیہ اپنی گانٹھ کا اچھا ہوتا ہی وہ تو چپ رہے اور باقی جوہری اور مہاجنون نے گھر جاکر اپنا مال نقد جنس بھیجنا شروع کیا زمرد نقلی نے ایک جگہ سب ڈھیر کرایا اور ملازمین سے کہا آج میرے پاس آکر شریک صحبت ہون سب مجھکر شراب پیین کچھ لحاظ اور ادب میرے سردار ہونے کا نہ کرین اسلیے کہ شغل میخواری مین بیداری اور حفاظت بخوبی ہوگی جملہ ساحر حسب الامر حضور مین حاضر ہوے اور ملکہ نے میخانہ طلب کرکے اپنے ہاتھ سے شراب ہر ایک کو تقسیم فرمائی لیکن آنکھ بچاکر بیہوشی بوتلون مین ملائی جبکہ وہ شراب ساحرون نے پی بیہوش ہوگئے عمرو نے اول جو مال کہ مہاجنون نے جمع کیا تھا جال مارکر زنبیل مین رکھا اور خنجر بران لیکر ساحران روسیاہ کے سر کاٹنا شروع کیے باغ مین حیرت کے شعلے بلند ہوئے اور زمانہ رستخیز و شور

قیامت انگیز برپا ہوا افسران فوج سمت باغ دوڑے پلٹنین رسالے ساحرون کے مسلح و مکمل ہوکر دربار باغ پر آئے رعیت شہر کی مارے ہول کے گھر چھوڑ کر بھاگی غل ہوا کہ ارے عمرو آگیا کسی نے کہا غضب ہوا کہ حیرت کو مار ڈالا بعض نے کہا حیرت چاڑو تو اپنے دھگڑے پاس گئی ہے وہ ہلاک ہوتی تو خوب تھا کہ اس مردار نے عمرو کو یہان لاکر سارے شہر کو قتل کرادیا ایک نے جواب دیا کہ زمرد آج سنا ہے کہ قتل ہوگئی فی الجملہ جو جسکی سمجھ مین آتا تھا وہ کہتا تھا اور عورتین فرط خوف سے کنوؤن مین گرتی تھین جنھون نے مال سرکار مین جمع کیا وہ سب سے زیادہ بدحواس ہر طرف پھرتے تھے کہ جب زمرد مرگئی تو ہمارے مال کا نشان کون دیگا اور حیرت کہیگی کہ جب میری وزیرزادی ہی مرگئی تو تمھارا مال کیسا حاصل کلام شہر مین تو غل درہنگامہ برپا تھا اور فوج نے آکر باغ کا محاصرہ کیا ساحر اندرون باغ در آئے عمرو نے اتنے عرصہ مین جملہ ساحرون کا فیصلہ کردیا لیکن کوٹھری مین بہر قتل زمرد نہ جاسکا ساحرون کو آتے دیکھا گلیم اوڑھکر غائب ہوگیا اور باغ سے نکلکر اپنا راستہ لیا ساحرون نے لاشین آکر اٹھائین سارا مکان لٹا ہوا پایا کارگذار ریاست سب مرے پڑے تھے انکے عزیز و اقارب چاک گریبان سینہ کوبان لاشین لیکر گھرون کو گئے وہ رات ہر ایک کو روتے پیٹتے گذری گھر گھر کہرام برپا رہا یہانتک کہ جمشید خورشید نے علم فتح و نصرت قبہ فیروزہ فام فلک پر بلند فرمایا اور شاہ ستارگان نے حجاب ظلمت کو ایوان صفہ سپہر مینا گون سے اٹھایا کہ

نظم

چو از وہماے سر و صبح تمام	بیک دم طشت مہر افتاد از بام
عروس آفتاب خوب رخسار	از ین نیلی تتق بنمود دیدار

عمرو گلی کوچہ شہر کے طے کرکے اپنے غار مین آیا راہ مین ہر مقام پر سناٹا پایا گھرون کے دروازے بند رعایا فراری یہ حال دیکھکر دل سے کہا ہماری آمد ایسی ہی ہے کہ کوئی آرام سے نہ رہیگا غرضکہ جب غار مین پہونچا فرضیہ نماز صبح ادا کرکے تسبیح بدست پشت دیوار سے لگاکر سو گیا اب یہ فتنہ تو سو گیا لیکن ملکہ حیرت تخت سحر پر لاش آسمان شعلہ خوار کی رکھے مثل بلاے آسمانی کے پاس شاہ جادوان کے نازل ہوئی اور تسلیم کرکے لاشہ سامنے رکھ دیا اور مثل ابر کے اشکبار ہوئی شہنشاہ نے استفسار کیا کہ اے برق رخسار اسکے خرمن حیات کو عمرو نے کیونکر جلایا کیا حادثہ پیش آیا حیرت نے جواب دیا ؎

ہر بن موجون پر طاؤس کھلا ہی بہار	غم کے داغون نے تو مجکو رشک گلشن کردیا

یہ کہکر با چشم تر جملہ کیفیت بیان کی اور عرض پیرا ہوئی کہ حضور یہان غافل بیٹھے ہین اور وہ عیار سارا طلسم اسی طرح برباد کرے گا اور ہاتھ نہ آئے گا **افراسیاب** نے بھی اس ماجرے کو سُنکر دست تاسف ملے اگر خیال کیا کہ حاضران دربار میرے جزع و فزع سے بیدل ہو جاینگے اسوجہ سے ملکہ کو سمجھانا شروع کیا کہ اے **ملکہ** لڑائی مین جانبین کے لوگ قتل ہی ہوتے ہین اب تم لاش **شعلہ خوار** کی لیجاکر جلادو مین دوسری تدبیر کرتا ہون اور خود چلتا ہون یہ حکم سُنکر ساحر لاشہ اُٹھالے گئے اور شاہ نے پھر حکم دیا کہ اے **حیرت** مجھے خوف ہے کہ **عمرو** تمھین کوئی زک نہ دے بنابرا اسکے اب تم چندے میرے پاس رہو اور مین کسی اور کو اُس شہر کا حاکم کرکے بھیجتا ہون تاکہ گرفتاری **عمرو** کا بخوبی انتظام کرے یہ کہکر سمت فلک سحر پڑھکر پھونکا پیرنے سحر کے **ظلمات چہار چشم جادو** کو اطلاع دی کہ شہنشاہ یاد فرماتے ہین وہ اپنے مقام سے چلا اُدھر شہنشاہ ساحران نے صدا دی کہ لے **ظلمات** جلد حاضر ہوا تنا کہتے ہی ایک تڑاقا ہوا اور فلک کی طرف سے وہ ساحر خبیث دیو پیکر اوترا یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی موکل جہنم ہے بمصداق **فرد**

از کجا پیدا شد آیا این بلائے ناگہان	زین بلائے ناگہان مارا خدایا وارہان

چار آنکھین مثل تنور کے روشن تھین اور شعلہ خیزی مین مثل گلخن تھین کریہ منظر ایسا تھا کہ **نظم**

چو بنمودے بہ وقت خشم دندان	شدے از ہیبتش چون آب سندان
دو چشمش چون دو کانون پر آذر	دہانش ہمچو غارے پر زخنجر

جب شہنشاہ کو اُسنے سلام کیا اُسنے حکم دیا کہ مین نے تجکو ملک **ملکہ حیرت** کا بادشاہ کیا لیکن اس شرط سے کہ **عمرو** وہان ہے اور کسی کے ہاتھ نہین آتا ہے تم اُسکو گرفتار کرکے میرے پاس بھیجو تمھین حکومت وہان کی مبارک ہو یہ کہکر خلعت ریاست اسکو عنایت فرمایا وہ ہنوز جانہ چکا تھا کہ چند ساحر نالان و گریان حاضر ہوئے اور عرض کنان تھے کہ **زمرد** کا کہین پتہ نہین ملتا اور **عمرو** نے اکابران شہر کو مارا مہاجنون اور جوہریون کا دوالا نکال دیا مفصلاً سب حال جب وہ عرض کر چکے **حیرت** رونے لگی کہ نہین معلوم **عمرو** نے وزیرزادی کو میری کیا کیا **افراسیاب** نے اسکے رونے سے کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ کوٹھری مین صندوق کے اندر **زمرد** بند ہے اور **عمرو** غار مین اسوقت سو رہا ہے شہنشاہ نے کہا اسوقت کوئی اگر آجاتا تو **عمرو** بآسانی گرفتار ہو جاتا کیونکہ سو رہا ہے یہ کہکر چاہا کہ تیلا سحر کا روانہ کرون لیکن **ظلمات** نے عرض کیا کہ حضور مین جاتے ہی اُس مفتری کو گرفتار کرکے بھیجدونگا تیلا اگر بھیجے گا تو پھر میرے جانے کی کیا ضرورت ہے شاہ اِس کے عذر کرنے سے تامل پذیر ہوا

اور حیرت نے یاقوت کو ساتھ کیا کہ جاکر زمرد کو صندوق سے نکالے غرض کہ ظلمات اژدر خونخوار پر سوار ہوکر روانہ ہوا اور بعد قطع مسافت راہ شہر حیرت مین پہونچا یاقوت نے تمام افسران فوج سے کہا کہ حکم شہنشاہ ہی بجائے حیرت اِنکو حاکم جاننا افسران فوج نے سر جادہ انقیاد پر رکھا اور اُسکو ہمراہ لیکر دارالامارت شاہی مین آئے تخت پر بٹھایا بارہ ہزار گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے مشعلین روشن ہوئین عنبر و مشک و مِرچ و لونگ کا بخور ہونے لگا شعلے اُٹھنے لگے عطردان سامنے رکھے گئے نذرین گذرنے لگین ارباب نشاط حاضر ہوئے ناچ ہونے لگا دور جام سے سخن آغاز ہوا کہ **مثنوی**

یکے معبر جشنے آراستند	گلستان عشرت بہ پیراستند
مغنی چو زہرہ برامشگرے	صراحی درخشندہ چون مشترے
بتالون لواے طرب گشتہ راست	نبوے کہ طبعے فریبندہ خواست

تمام شہر مین دہل ڈگی ہوئی اور دُہائی پھری جارچی نے ندا دی کہ خلق خدا کی ملک بادشاہ کا حکم ظلمات چار چشم کا جو حاکم وقت کی اطاعت نکرے گا گردن مارا جائیگا سزا پائیگا حیرت معزول ہوئین اب ظلمات یہان کا حاکم ہی ڈھنڈھورے کی آواز سے عمرو کی بھی آنکھ کھلی گلیم اوڑھکر باہر آیا تمام شہر مین رونق پائی نئے حاکم تخت ہونے کی مسرت بے اندازہ دیکھی شہر کی دوکانین خوف سے عمرو کے بند تھین اس جشن کی خوشی مین ہار پھول والے اور تنبولی اور خوشبو ساز وغیرہ نے دوکانین کھولی ہین اور گہنا ہار بدھی طرہ وغیرہ ڈالیان ہر قسم کی لگاکر دارالامارت شاہی کیجانب لیے جاتے ہین عمرو بھی صورت اپنی تبدیل کرکے انکے ساتھ چلا اور دارالامارۃ شاہی مین پہونچکر ٹھہر ادیکھا جن لوگون نے ڈالی پیش کش کی اُنکو اشرفیان انعام مین ملین عمرو کو اشرفیان دیکھکر لالچ آیا اور فکر عیاری کرنے لگا لیکن ظلمات جب بخوبی حاکم ہوچکا اُسوقت اُسنے حکم دیا کہ ایک مکان نہایت عمدہ چارسوق بازار مین میرے رہنے کے لیے خالی ہو اور اُس عمارت مین چار سمت کو دیکھ سکون تاکہ جسطرف وہ عیار ہو میرے سحر سے از خود چلا آئے حسب الحکم کار پردازان سلطنت نے ایک بارہ دری نہایت پر تکلف فرش ملوکانہ اور اسباب شاہانہ سے ناف شہر مین آراستہ کردی مسند ہاے مغرق بچھادین بلگڑیان جواہر کار لگوادین جب تمام رات درستی ہوچکی ظلمات کو اطلاع دی وہ دن بھر حکمرانی مین مشغول رہا جسوقت کہ منتظم روزگار نے پردہ مشکین قصر جہان مین لٹکایا اور چراغ ستارگان ہفت منظر کاخ افلاک فیروزہ فام مین روشن ہوے ماہ منیر زیب گیر سپہر ہوا کہ **نظم**

شبے چون روے زنگی در سیاہی	رسیدہ رنگ ظلمت تا پشت ماہی

رواق چرخ اخضر گشت تاریک
فروزان شمع در فانوس باریک

ظلمات مع چار ہزار ساحران نامی کے اس مکان عالیشان مین آیا عمرو بھی بہ شکل سیدل مددگار خ
پڑا کر بیٹھا یہان ظلمات نے حکم دیا کہ خاصہ حاضر کرو تاکہ اکل و شرب سے فارغ ہوکر سحر خوانی مین مصروف
ہون حسب ارشاد بکاولون نے طعام لذیذ انواع و اقسام کا موجود کیا اور دسترخوان اطلس رومی کا
بچھایا اُسپر گردہاے نان کہ مثل قرص قمر کے افق منور تنور سے طالع ہوئی تھین رکھین اور قفلیان
شیر برنج کی جو ماہتاب کی قفلی کو اپنے روبرو سرو بناتی تھین چن دین نان آفتابی گرما گرم
پنجہ آفتاب سے گرتی تھین اور نان ہوائی خاطر کو شگفتان ہوا و ہوس بڑھاتین کہ قطعہ

فراز منبر خباز قرص گرد پنداری
تنور نا لو انار خلیل اللہ را ماند
کہ خورشید جہانتابست طالع گشتہ از گردون
کز وہر لحظہ آید تازہ نانے ہمچو گل بیرون

بعدہ ترتیب سفرہ گستری ظلمات مع رفقا کے کھانا کھانے لگا اسوقت عمرو نے خوان کھانے کے اندر
قصر کے جاتے دیکھکر تجویز کیا کہ اسوقت ظلمات کھانا کھائے گا یہ معلوم کرکے اپنی صورت مثل ایک
رکابدار کے گوشے مین ٹھہر کر بنائی یعنے سر اپنا مونڈکر ٹوپی جوگوشیہ پہنی اور لنگی زانو تک کی باندھی پانون
مین بڑی نوک کا جوتہ پہنکر دوہر کمر سے لپیٹی اور تھال ہاتھ پر رکھا مرزائی کمر تک کی زیب قامت
فرمائی تھال مین سموسے اور مٹھائی کے جا لوز بنے ہوے لگائے ایک ایک سموسے سو سو پرتین
اس طرح بنائین کہ ایک پرت اٹھاؤ سو پرت الگ الگ ہوجائین اور پھر ملی رہین تکلف
یہ کہ ایک پرت سلونی دوسری چاشنی دار تیسری میٹھی چوتھی بالکل ترش اسی طرح سو پرت کا الگ
الگ مزا اور ذائقہ و لذت ہو اور کھلے اس ترکیب سے ایک سو پرت کے بنائے کہ ہر پرت مین
شیرہ انگور کا بھرا تھا نہایت عمدہ کہ ذائقہ اُنسے ٹپکتا تھا لوزات اور خطائین پنجۂ نگارین لعبتان
چین و چگل کو شرماتی تھین اچار و مربا وہ لذیذ کہ چھانگین اُسکی چشم عشوہ گران نمکین کو اپنے اوپر
لبھاتی تھین در بہشت آب و تاب مین حقیقۃ دریاے بہشت کے جواہرات کہ غیرت بخش تھا چھپے کا
کھیلے اور سموسون وغیرہ پر نقش تھا کہ نظم

رقم اُسکی اگر کرون مین صفات
نبے ہر ایک سطر شاخ نبات
ایسا خوشرنگ۔ تھال ہاتھ مین تھا
طشت مہر فلک سے اچھا تھا
لوزین برفی کی خوشنما ایسی
بے خریدے نہ چین آئے کبھی
در بہشت اس طرح کی عمدہ تھی
آنکھ پڑتی تھی جسپہ حورون کی

ایسا پڑا کہ ٹوٹے ہونٹھون سے ... دانت مین بھی ذرا نہ وہ چپکے
نکلتیان تھین ورق کی یا مالے ... زہرہ و مشتری شکر پارے

غرضکہ اس طرح کے پکوان اور مٹھائی آراستہ کر کے سب کو زہر آلود کیا اور وہ سم قاتل اس مین ملایا کہ جسکے سونگھنے اور دیکھنے سے انسان پانی ہو جائے اور کسی تریاق سے صحت نہ پائے یہ تدبیر کر کے تھال ہاتھ پر رکھے اندر قصر کے آیا اور ظلمات کو سلام کر کے تھال سامنے رکھدیا اُسنے دیکھا کہ جا نور سبز و سرخ تھال مین رکھے ہین اور خوشے انگور کے ایسے ہین کہ ابھی گویا ڈالی سے ٹوٹے ہین کھیلے کی رتین الماس کی ظاہر ہوتی ہین ایسی آب و تاب رکھتی ہین یہ دیکھکر سب ساحر تعریف کرنے لگے اور ظلمات نے پوچھا کہ لے رکابدار تو کیا ملکہ حیرت کا ملازم ہی رکابدار نے عرض کیا کہ مین وہین دھوکر اللہ میان کا نوکر ہون اور کسی کا نوکر چاکر نہین اور مجھے نوکر کون رکھ سکتا ہی میرا سودا غریب کھاتے ہین اور غریبون ہی سے ایک دو روپے مجکو ملجاتے ہین امیر کا تو نام ہی نام سن لو بموجب مثل اونچی دوکان پھیکا پکوان اور بمقتضاے رباعی

نا فہم امیرون سے پڑا ہی پالا ... ہردم کی خوشامد نے غضب مین ڈالا
وہ آپ تو کھالین تمھین کیا دینگے سحر ... رزاق کوئی اور ہی دینے والا

آج آپ ایسے قدر دان کی بخشش کا شہرا سنکر اپنی جورو کا گہنا گروی گانٹھ کر کے مٹھائی وغیرہ بنا لایا اب قدر شناسی حضور کے اختیار مین ہی ظلمات اس تقریر کو سنکر ہنسا اور کہا تو بڑا صاف گو ہی کیون نہو اپنے فن مین تو کامل ہی اور کاملین نازک مزاج عالی دماغ ہوا کرتے ہین یہ کہکر کئی اشرفیان انعام دین اور تھال سے تھوڑا پکوان اور مٹھائی لیکر خوان مین لگائی تو ڑے زر پوش خوان پر ڈالکر یاقوت کو طلب کیا یاقوت جب سے آئی ہی زمرد کو صندوق سے نکالکر ذکر معزولی حیرت کر رہی ہی اسکے طلب کرنے سے دونون حاضر ہوئین اُسنے کہا یہ خوان اپنے ساتھ خدمت شہنشاہ مین لیجاؤ اور میری جانب سے عرض کرنا کہ یہ مٹھائی بھی یادگار زمانہ ہی حضور ضرور بالضرور نوش فرمائین ملکہ حیرت کو بھی کھلائین زمرد اور یاقوت دو خوان تخت سحر پر رکھکر سمت شاہ طلسم چلین اور اُسنے باقی شیرینی دسترخوان پر جو لوگ بیٹھے تھے اُنکو بھی دی اور آپ بھی کھائی ہر طرف سے شور تحسین و آفرین نسبت رکابدار کے بلند ہوا اور رکابدار جھک جھک کر سلام کرنے لگا اسمین ایک شخص نے کہا میان رکابدار تمھارا نام کیا ہی رکابدار نے جانا کہ فدوی کو استاد چرب دست کہتے ہین اور بیگانے کا نام خورد برد ہی لوگون نے کہا دونون نام اسم با مسمے ہین کیا کہنا ایک نے کہا دیکھیے یہ مٹھائی

کے طائر گیا عمر بناے ہین دوسرا بولا کہ کیون میان چرب دست ایسا جانور بھی بنا سکتے ہو جو اڑ سکے
رکابدار نے کہا جناب آپ کو وہ مرغا بنا کر دکھلاؤن جو گھر تک اڑتا ساتھ جاے اس کلام پر سب نے
قہقہہ لگایا کہ میان چرب دست بڑے ظریف معلوم ہوتے ہین ظلمات نے کہا جواہر ہین تو لنے کا
آدمی ہی لیکن ایسا شخص اور مفلوک رہے افسوس ہی ہی

اگر بہر سر موئیت ہنر دو صد باشد	ہنر بکار نیاید چو بخت بد باشد

غرضکہ ایسی ہی باتین بنا بنا کر وہ سب پکوان اور مٹھائی کھا گئے بعد فراغ دسترخوان اٹھا ہاتھ
منھ دھو کر سب نے گلوریان کھائین حقہ پینے لگے اور ظلمات نے رکابدار سے کہا مین پانچسو روپیہ
ماہوار کا تجکو نوکر رکھتا ہون بشرطیکہ تو منظور کرے رکابدار نے کہا اگر آپ بچ جائیے گا اور زندہ رہیے گا
تو مین نوکری کرونگا سب یہ سنکر کان کھڑے کیے اور پوچھا کہ یہ تو نے کیا کہا اسنے جواب دیا کہ حضور عمرو
کو پکڑنے آئے ہین اور وہ نہایت مکار ہی اسوجہ سے مین نے یہ عرض کیا کہ آپ اس مہم سے فراغت
کر لین یہ کہکر سلام کر کے وہان سے رخصت ہوا اور اگر گلیم اوڑھ کر ٹھہرا کہ دیکھون پردہ غیب سے کیا
ظاہر ہوتا ہی اور ادھر زہر نے ظلمات وغیرہ کے جسم مین تاثیر بخشی سر پھرنے لگا اور جی متلایا چاہا کہ
پلنگ پر جا کر آرام کرون لیکن اٹھا نہ گیا اپنے رفیقون سے کہا کہ مجھ سے اٹھا نہین جاتا ہو تم بغلون
مین ہاتھ دیکر پلنگ پر لٹا دو ساحرون نے دل مین کہا کہ ابے اور بہت سا کھا جا اور اسکی بغلون مین
ہاتھ دیکر چھپر کھٹ مین لٹا دیا اسنے پوچھا کہ کیون بھئی مین کچھ زیادہ کھانا کھا گیا ہون لوگون نے براہ
خوشامد عرض کیا نہین خداوند نہیے اس سے زیادہ زیادہ کھا جاتے ہین آپ نے کھایا ہی کیا ہی ظاہر
مین تو یہ کہا اور آپس مین گرم سخن ہوے کہ بھڑوے نے ایسی نعمتین دیکھی تو کبھی تھی نہین مارے
ہو کے سیر ون نگل گیا اب نخرے کرتا ہی اسکے لیے چورن چاہیے ہی کہ مثنوی

مایۂ عیش آدمی شکم است	تا بتدریج میرود چہ غم است
گر بہ بند د چنان کہ نکشاید	کو دل از عمر برکند شاید
ور کشاید چنانکہ نتوان بست	گو بشو از حیات دنیا دست

ادھر تو یہ کیفیت ہوئی اور ادھر جن لوگون نے کہ پکوان کھایا تھا وہ بھی لوٹنے لگے اور بیہوش
ہوئے بعض کو دست آنے لگے بعض کا پیٹ پھولا ظلمات کا بھی پیٹ پھول کر دمامہ ہو گیا اور
زبان اینٹھ گئی ملازم وغیرہ دوا علاج کو دوڑے ہر طرف دوا دوش کرنے لگے لیکن وہان کام
تمام ہو گیا یعنی کئی سو ساحر و ظلمات پانی کی طرح بہہ گئے اور ہلاک ہو گئے انکے مرتے ہی غلغلہ

عظیم برپا ہوا آگ پتھر برسنے لگے رعایاے شہر بدحواس ہوے اور منتظم لوگ وہ ایوان شاہی چھوڑکر بھاگ گئے عمرو ساحرہ کی صورت بنکر اندر قصر کے آیا اور جال مارکر تمام اسباب وہان کا مع فرش و ظروف شیشہ آلات وکرسی و میز وغیرہ زنبیل مین رکھا ساحرون کے لباس اور جھولیان اور دھوتیان وغیرہ اوتارکر اپنا راستہ لیا جو دوکان راہ مین ملگئی اُسکو لوٹا جو راہگیر راستے مین ملا اُسکو قتل کیا ایک لمحہ مین آفت برپا کردی ساری رونق خاک مین ملادی دوہائی تہائی مچ گئی شہر مین ہر سمت کو اندھیر گھپ ہوگیا آپ رات بھر لوٹتا پھرا کوتوال بھی مارے ڈر کے کوتوالی سے بھاگ گیا اسی ہنگامہ مین وہ رات تمام ہوئی اور عیار زرین راے آفتاب کمند شعاع لیکر شہر مینو سواد و مینار زنگ شہر مین آیا اور شب تیرہ رو نے منھ چھپایا کہ نظم

فرو ریخت زرچرخ گوہر فروش در مہر بکشاد گردون سپہر	زباد ار گردون برآمد خروش بیارا ست روے زمین را سپہر

عمرو دم سحر غار مین اوتر گیا اور نماز سحر ادا کرکے خاموش بیٹھا دل سے کہتا تھا کہ نظم

مین وہ قانع ہون اگر پھینکدون کہنہ پاپوش	رہئین افسر کی طرح قیصر و خاقان سر پر

اس گوشہ قناعت مین وہ روزی رسان خلق تمھین سب پہونچا جائیگا غرضکہ یہ تو یہان ہین مگر ذکر سُنیے کہ زمرد اور یاقوت وہ پکوان اور شیرینی لیے خدمت شہنشاہ ساحران مین پہونچین اور تسلیم کرکے تھال سامنے رکھا سارا حال بیان کیا افراسیاب اس طرح کا نایاب پکوان دیکھکر نہایت خوش ہوا اور کہا اے ملکہ حیرت یہ تمھارے رکابدار نے پکایا ہی تم اتنی مدت تو وہان حاکم رہین ہمکو ایسا پکوان نہین بھیجا حیرت عرض پیرا ہوئی کہ میرے رکابدار کو یہ لیاقت نہین جو ایسا پکوان پکائے زمرد نے عرض کیا کہ مین نے سُنا ہی کہ اس رکابدار کا نام اُستاد چرب دست ہی اور نوکر کسی کا نہین ہی شاہ طلسم نے یہ سُنکر ایک ڈلی مٹھائی کی لیکر چاہا نوش کرے مصور نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ہمنے کبھی چرب دست کا نام بھی نہین سُنا وہان عمرو موجود ہی ایسا نہو یہ اُسکی کارسازی ہو سرمایہ وزیر نے مصور کے کلام کی تائید کی کہ حضور ہمنے ہزار ہا روپیہ خراب کیا پکوان پکوایا لیکن اتنی پر تون کا کھلا نہین دیکھا افراسیاب نے کہا عمرو کیا باورچی ہی جو تم اُسکی جانب ایسا خیال کرتے ہو سرمایہ جوابدہ ہوا کہ وہ عیار ہی سب کامون مین دخل رکھتا ہی آپ کتاب جمشیدی دیکھیے حال کھلجائے گا افراسیاب نے سب کے کہنے سے کتاب منگوا کر دیکھی لکھا تھا کہ یہ سب کام عمرو کا ہی اور اس نے ظلمات کا کام تمام کیا اگر اس مٹھائی کی ایک ڈلی تو کھالیتا تو مرجاتا کبھی ایسی غفلت نکرنا یہ عبارت

کتاب سے دیکھکر شہنشاہ فرط غضب سے تھرانے لگا اور مٹھائی وغیرہ کا حکم دیا کہ زمین مین دفن کردو
بمجرد حکم مٹھائی زمین مین دفن کردی اور شاہ نے ایک نامہ لکھکر سحر کے چیلے کو دیا کہ دانائے جادو
کے پاس لیجاے بتلا لیکر چلا اور پہاڑ کے درے مین کہ وہین دانائے جادو رہتا ہی پہونچکر نامہ اسکو
دیا اسنے نامہ کو آنکھون سے لگایا اور سر پر رکھا پھر کھولکر پڑھا لکھا تھا کہ ای دانائے جادو تم ہمارے
پاس بہت جلد آؤ کہ ہم سوار ہوا چاہتے ہین یہ مضمون پڑھکر تخت پر دانا سوار ہوا وہ تخت عقیق زرد
کا تھا اب جو بلند ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب نکلا ہوا ہی غرضکہ بعد لمحہ کے خدمت شاہ مین پہونچا
تسلیم کی اور نذر دی شاہ نے اسکو خلعت دیا اور کہا ای دانا کئی روز سے عمرو ملک حیرت مین
ہی تم میرے ساتھ چلو اور اسکو گرفتار کرو دانا نے عرض کیا غلام حاضر ہی اچھا تشریف لے چلیے یہ
سنتے ہی شہنشاہ نے سواری مانگی تخت سحر حاضر ہوا اسی تجمل و شوکت سے جیسا کہ اول ذکر کیا گیا
سوار ہوکر مع حیرت اور مصور اور دانائے جادو وغیرہ کے روانہ ہوا اور سواری اسکی ایک
درہ کوہ کے سامنے پہونچی اس درے مین بالکل اندھیرا تھا شاہ جادوان نے سحر پڑھکر دستک دی اور
پکارا کہ ای ماہ جادو روشنی کر اس کہنے سے دو چاند تاریکی مین فوراً نکل آئے اور دور تک روشنی
ہوگئی سواری اس اندھیرے سے آگے بڑھی اور کچھ دیر نہ گذری تھی کہ شہر حیرت مین پہونچ
گئے حیرت نے کہا ای شہنشاہ مین کبھی اس راہ سے نہین آئی آپ بہت جلد تشریف لائے
افراسیاب نے جواب دیا کہ یہ راہ طلسمی ہی سوائے میرے کوئی ادھر نہین آسکتا غرض کہ باتین
کرتے ہوے جب داخل شہر ہوے رعایائے شہر واکابران مملکت سرور و شادان لینے کو آئے اور
شہنشاہ جادوان کے گرد پھرے اور عرض کرتے تھے کہ ای شہنشاہ ہمارے گھر لٹ گئے اور ہمارے
عزیز مارے گئے ہم برباد ہوگئے آج ظل عاطفت وامان آپ نے ہمپر ڈالا ہی یقین ہی کہ ہم اپنی داد
کو پہونچین اور اپنے دشمن بدانجام کو ذلیل و خوار گرفتار عذاب الیم مین دیکھکر خوش ہوئین کہ بقول قطعہ

شاہا غم رعیت بیچارہ میخوری	اینست رسم قاعدۂ دادگستری
از حال بیکسان نظر لطف و امداد	کز تاج و تخت و دولت و اقبال برخوری

افراسیاب نے ہر ایک کو تسکین دیکر دلاسا دیا اور دارالامارۂ شاہی مین آیا ملازمین نے لاشین ساحرون اور
ظلمات کی اٹھائین مکانات شاہی پاک و صاف کرکے آراستہ کر دیے شہنشاہ نے حکم دیا کہ منادی
ندا کرے کہ سب اہل شہر دروازے اپنے اپنے اور دوکانین کھولین کسی طرح کا خوف نہ کرین جو
مال انکا تلف ہوگیا ہی یا اب ہوگا وہ سرکار سے دیا جاویگا اور عمرو گرفتار ہوکر سزا پائیگا حسب الارشاد

منادی نے اہل شہر کو مژدہ طرب سنایا فی الفور دوکانین کھلین رونق کاروبار آغاز ہوئی ہر طرف آرایش و زیبایش تھی اور چہل پہل لوگ کرنے لگے کہ بمقتضاے مصرعہ نئے سر سے آئی چمن مین بہار شہنشاہ نے ملکہ کو پکڑ کر دوبارہ تخت پر بٹھایا حیرت نے مسکرا کر کہا بیت

نکالا غیر کو گھر سے بلایا یار نے مجکو	مری سرکار مین ہر روز ہر طرفی بحالی ہی

شاہ جادوان نے جواب دیا کہ اے ملکہ تم اس عزل و نصب سے ناراض نہو تم میری جان و دل کی مالک ہو اور سارے طلسم کی حاکم ہو لیکن براے مصلحت کار جب کبھی ایسا اتفاق ہو تو آزردہ ہونا مناسب نہین حیرت نے یہ عذر سنکر شرما کر بجا کر آنکھون کو گردش دیکر سر جھکایا شاہ اس ادا پر ہزار جان سے نثار ہوا ؎

نگارے دلفریبے جانگدازے	پری پیکر بتِ عاشق نوازے

قصہ مختصر اہالیان سلطنت نے نذرین دین اور باغ مین جلسہ انبساط کی بنیاد کی شہنشاہ مع رفقا کے باغ مین حیرت کے آکر زیب وہ تخت حکومت ہوا ناچ ہونے لگا نظم

کردہ بہ ترانہ دل آویز چون گوشہ عود ساز کردے	بازار نشاط و عیش را تیز ناہید دو گوش باز کردے

اسی عشرت و طرب مین مصروف تھا کہ یکایک ایک پنجہ نے نامہ لا کر ہاتھ مین دیا شاہ جادوان نے پڑھا ماہی زمرد رنگ نے لکھا تھا کہ اے برخوردار سعادت آثار میرا جی تیرے دیکھنے کو چاہتا ہی لازم ہی کہ میرے پاس آ کر اپنے دیدار فرحت آثار سے مسرور کر دا فراسیاب نامہ پڑھکر گویا ہوا کہ لے دانا ے جادو مین سمت پردہ ظلمات اپنی نانی جان کے پاس جاتا ہون تم ایسا نکرنا کہ مثل ظلمات کے بکوان کے لالچ مین اپنی جان دے دو بلکہ اسیوقت عمرو کو گرفتار کر کے قتل کروا اور اے ملکہ تم بھی غفلت کو کام نفرمانا جسوقت وہ عیار دغا شعار گرفتار ہو فوراً سر کاٹ ڈالنا غرضکہ نہایت طریقہ سے حزم و احتیاط فہمایش کر کے سوار ہو کر روانہ ہوا اسکی روانگی کے بعد دانا نے تدبیر سحر خوانی کی اور تھوڑی مٹی لیکر اپنے جسم کے خون سے گوندھ کر ایک پتلا بنایا اور سیپٹ مین پتلے کے بیر سحر کا بٹھایا کہ وہ پتلا زندہ ہو کر بولنے لگا اس سے کہا کیون استاد عمرو سے لڑنے کو کیا کہتے ہو پتلے نے جواب دیا کہ عمرو سے مقابلہ کرنیکو ایک حصہ سحر تو دس حصہ عقل چاہیے اسکا مقابلہ اچھے اچھے نہین کر سکتے تم بیچارے کیا ہو مجھ سے کہو تو کرہ نار سے آگ لے آؤن اور تحت الثرے سے مٹی لاؤن لیکن عمرو کو نہین لا سکتا باوجودیکہ وہ غار مین بیٹھا ہی اور مین جانتا ہون مگر یہ مجال نہین جو وہان جاؤن یہ تقریر

سنکر دانا مایوس ہوا کہ میرے سحر نے جواب دیا اب کوئی افسون نہ چلے گا اور عمرو گرفتار نہوگا سحر کے بیر بھی ہار چکے اور جوگیون کے چھکے چھوٹ گئے عمرو بلاے بے درمان ہے اسی تردد مین فکر کرتے کرتے اسکے ذہن مین آیا کہ عمرو لالچی اور مرد طامع ہے اُسے لالچ دیکر گرفتار کرنا چاہیے زر و جواہر کا دانہ دام تمزویر مین بچھا کر اُس مرغ زیرک کو پھانسئے کہ بمقتضاے قطعہ

چون بہ قوت حریف خصم نۂ	حیلہ و مکر را ز دست مدہ
کر بہ حیلت کمان قوت را	بیتوانے کہ بگسلانے زہ

حاصل مرام ایک مکر تازہ سوچکر حکم دیا کہ میرے لیے ہوادار حاضر کرو تاکہ سوار ہوکر شہر کی سیر کرونگا اور رعایا تمام پریشان و برباد ہے کئی بار لٹی ہے اس سبب سے اشرفیان اور جواہر گلی کوچون مین لٹاؤنگا حکم دیتے ہی ملکہ حیرت کے کہار وردیان زرق برق پہنے مچھلیان اور تمغے پیٹھ پر اور شانون وغیرہ پر لگاے ہوادار جواہر کار کاندھے پر اُٹھائے حاضر ہوگئے اُسنے بہت سے توڑے اشرفیون کے اور بہت سے صندوقچے جواہر کے کہارون کے سر پر رکھوائے اور کچھ توڑے وغیرہ ہوادار پر اپنے آگے رکھکر سوار ہوا اور اُس پتلے کو جو اپنے خون سے ابھی بنایا تھا ہمراہ لیا پتلا ہوادار کا پایہ پکڑے باتین کرتا ہوا چلا جسوقت بیچ شہر مین پہونچا دونون ہاتھون سے مٹھیان بھر بھر کر زر و جواہر پھینکنے لگا محتاجین کا ہجوم ہوا اور اس عطیۂ بیکران کو دیکھکر تمام اہل شہر مثل مور و ملخ جمع ہوگئے اور ہر کہ و مہ دامن آرزو پھیلا کر سر راہ آکھڑے ہوے ہر شخص گوہر کی امید مین صدف وار منھ کھولے کھڑا تھا اور ہر ایک چشم امید و حسرت سے آنکھین اُسی سمت لگائے ٹکٹکی باندھے تھا ایک شور بپا تھا کہ قطعہ

ہم گنج دارے ہم خدم ہم ملک داری ہم حشم	بیرون نہ از خلوت قدم بر بام عالم زن علم
رنج جانب مقصود کن امروز را نابود کن	احباب را خوشنود کن پروا ز دل بار غم

عمرو کے کان مین شور و غل کی صدا جو پہونچی گلیم اوڑھکر غار سے باہر آیا عجیب ماجرا دیکھا کہ ایک ساحر ہوادار پر سوار ہے اور مٹھیان بھر بھر کر اشرفیان اور جواہرات چارطرف پھینکتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ سنہرے رنگ کا مینھ برس رہا ہے یہ دیکھتے ہی عمرو کے منھ مین پانی بھر آیا اور دل سے کہا اس رقم بالائی کو لینا چاہیے ہر چند کہ عقل مصلحت سنج نے سمجھایا کہ یہ تمھارے ہی لیے جال بچھایا گیا ہے اور کنواں خس پوش ہوا ہے عاقل ایسے مال پر لعنت بھیجتے ہین اور جادۂ قناعت سے قدم باہر نہین رکھتے ہین خبردار آگے نہ بڑھنا جہان کہین گل ہے وہان خار ضرور در پئے آزار ہے اور جہان گنج ہے وہان مار زہردار ہے کہ مثنوی

ہر چہ کہ دور نیست رسد در زمان	انچہ نباشد نہ رسد بے گمان	
پس زپے انچہ نخواہد رسید	رنجش بیہودہ چہ باید کشید	

ہر چند عقل دور اندیش نے ممانعت فرمائی لیکن بمصداق ع بدوز و طمع دیدہ ہوشمند + عمرو اشرفیان دیکھکر کب کسی کی سنتا تھا دل سے مشورہ پذیر تھا کہ فرد

مکن زغصہ شکایت کہ در طریق طلب	براحتے نرسید آنکہ زحمتے نہ کشید

ڈرنا کاہے کا جو بھی اتنا مال مفت ہاتھ سے جاتا ہی تمھارا کوئی کیا کرے گا کہ قطعہ

ہر کہ آسودہ گے در احت جست	دل خود را ز محنت شاد نکرد
وان کہ ترسید از جفاے خمار	قدح بادۂ مراد نخورد

ایسا کچھ سوچکر بہت جلد صورت اپنی ساحر کی ایسی بنا کر اُس گروہ ساحران مین جو لوٹ رہے تھے اپنے تیئن پہونچایا اور جیسے ہی دانا نے زر و جواہر پھینکا جال ایسا سی مارا کہ جو لوگ لوٹنے کو گرے تھے انکی پگڑیان اور ٹوپیان تک مع مال کے جال مین آگئین جو شخص کہ زمین سے مٹھی باندھکر سیدھا ہوا اور بخیال اسکے کہ میری مٹھی مین زر و جواہر ہی ہاتھ کھولا اُسی وقت بمصداق بلیت خلق سے آج تک پایا نہ کچھ خاک + بلیگی ایکدن مٹی زمین سے + سواے خاک کے کچھ نہ پایا حیران وار دیکھنے لگا کون لے گیا اور تیلا جو دانا کے ساتھ تھا اُسنے بھی دیکھا کہ ایکی کسی نے کچھ لیا یا یہ دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ عمرو وہی اور داناے جادو بھی دمبدم پوچھتا جاتا تھا کہ عمرو لوٹنے آیا کہ نہین ایکی تیلے نے اسکو چپکے سے تبلایا کہ جلدی جلدی اشرفیان پھینکو عمرو آیا یہ سُنتے ہی اُسنے دو توڑے منہ کھول لٹاے کہ لوبھائیو لوٹو ساری خلقت مٹھیان باندھکر زمین پر گر پڑی اور عمرو نے بھی جھک کر جال مارا تیلے نے جال مارتے ہی دیکھکر اسکو بخوبی پہچانا اور ہنوز عمرو سیدھا نہ ہوا تھا کہ تیلا جست کرکے گردن پر سوار ہوا پھر تو بمقتضاے مصرعہ مرغ دانا پھنس گیا دانہ کی خاطر جال مین + داناے جادو نے جب تیلے کو گردن پر سوار دیکھا ہنستا ہوا وہان سے ہوا اور پھر واکر باغ مین حیرت کے پاس آیا اور تیلا عمرو کو گھوڑا بناے ایڑ لگاتا باغ کی طرف چلا عمرو نے ہر چند چاہا کہ جال مارون لیکن ہاتھ نہ اُٹھ سکا اگر اور سمت جانے کا قصد کیا وہ بھی ممکن نہ ہوا ناچار سمت باغ چلا اور دل سے کہتا تھا کہ آفت مین تجکو حرص نے پھنسایا اور کبھی دل مضطر کو تسکین دیتا تھا کہ گھبرانا نہ چاہیے مارا نہ جاؤنگا خدا مالک ہی فرد

مردے باید کہ از بلا نہ گریزد	وز بہر کسے از سر جان برخیزد

اسی طرح قریب پہونچا اور ادھر دانائے جادو کو ہنستا ہوا دیکھکر حیرت نے کہا تم تو اسقدر شاد آئے ہو جیسے عمرو کو پکڑ لائے اُسنے جواب دیا کہ افضال سامری سے ایسا ہی کچھ ہی جیسا ای ملکہ آپ فرماتی ہین حیرت کو اسکے کہنے کا یقین نہ آیا یہ باتین ہی تھین کہ پتلا عمرو کو اندر باغ کے لایا سب نے دیکھا کہ ایک ساحر کی گردن پر پتلا سوار ہنکاتا ہوا لا رہا ہی حیرت نے اُس ساحر سے پوچھا کہ تو کون ہی عمرو نے کہا مین خداوند لقا کا نوکر ہون خداوند کا ایک عقاب رات کو زمین پر گر پڑا تھا اُسکو ڈھونڈھنے مین یہان آیا ہون پتلا یہ تقریر سُنکر بولا کہ ای ملکہ آپ اسکے فقرے مین نہ آیئے گا یہ عمرو ہی مین نے خوب پہچان کر گرفتار کیا ہی یہ کہکر ایسا سحر پڑھا کہ ابر باغ پر آکر برسنے لگا عمرو پر جو بوندیان پڑین رنگ و روغن جسم پر سے دفع ہو گیا اور صورت اصلی نکل آئی حیرت شکل دیکھتے ہی پکاری کہ کیون عمرو پھر ہم نہین ہین اور تو ایک عیار نا چیز ہو اب تجکو ثمرہ اپنی مکاری کا ملے گا کہ بقول شخصے بیت بدمے کنی و نیک طمع مے داری + خبر بد بنود سزاے بدکاری + اسوقت کس حال مین اپنے تئین پاتا ہی عمرو نے جواب دیا کہ مصرعہ چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ است + ای حیرت تجھ ایسی بچیان ہزارون مین نے مار ڈالین ساحر شمشمش کو مارا دمامہ کا سر اوتارا اب تیری اور افراسیاب کی باری ہی یہ کلام جو اہل دربار نے سُنے گھبرائے کس لیئے کہ عمرو کی حرکتون سے بخوبی واقف ہین کہ جب وہ قید ہو کر آیا ہی ساحرون کو ذلیل اور قتل کر کے چلا گیا ہی اُسوقت بعض گویا ہوے کہ سیان آج پھر کوئی آفت آیا چاہتی ہی یہان سے چلو ایسا نہو کہ ہماری داڑھیان مونڈین اور ذلت کے ساتھ ہلاک کیے جائین ایک نے کہا دانائے جادو گرفتار کر کے تو عمرو کو لائے ہین مگر اب زندہ رہین گے تو ہم جھک کر سلام کرینگے دوسرے نے جواب دیا کہ بھئی تم سچ کہتے ہو آج حیرت کا بھی خاتمہ ہی ہم تو ابھی سے اپنے گھر جاتے ہین بقول سعدی ؎ چہ خوش گفت یکتاش با خیل تاش + چو دشمن خراشیدی ایمن مباش + ساحرون کی باتین خوفناک دانائے جو سُنین سمجھا کہ بڑے بڑے زبردست یہان موجود ہین مگر عمرو کے آنے سے کانپتے ہین بیشک تو بھی قتل ہو گا یہ سوچکر اسکو بھی دست آنے لگے لیکن حیرت نے سحر مین عمرو کو مسحور کیا کہ بھاگ نجائے اور پتلا گردن پر سے اوترا عمرو نے کہا مجھ سے لقا نے رات کو کہا تھا کہ کل عمرو مارا جائیگا مین حیران ہون کہ اب وہ قتل ہو گا یا مین ہلاک ہونگا عمرو یہ کہتے ہی رونے لگا اور اہل دربار ایک ایک آنکھ بچا کر چلے گئے یاقوت نے عرض کیا کہ ای ملکہ عمرو نہین ہی آپ

اسکو چھوڑ دیجیے حیرت نے جواب دیا کہ کچھ دیوانی ہو میری جان پر بھی اگر بن جائیگی جب بھی مین اسکو نہ رہا کرونگی اور ایک نامہ شعر بحال گرفتاری عمرو لکھکر بادشاہ طلسم کے پاس بھیجا تیلا سحر کا ظلمات مین لے گیا شہنشاہ ساحران اپنی مانی سے باتین کر رہا تھا کہ تیلے نے جاکر نامہ دیا پڑھکر بغصہ خطاب کیا کہ حیرت چاڑو سے مین کہہ آیا تھا کہ عمرو کو پاتے ہی مار ڈالنا نامے پیام کی کیا ضرورت تھی اُسنے اتنی دیر کیون لگائی یہ کہکر اسکے ساتھ جو ساحر کہ دس پانچ یہان آئے ہین انمین سے ایک ساحر برق انداز جادو نام سے حکم دیا کہ تم جاکر عمرو کو قتل کرو خبردار تامل نہ کرنا یہ حکم سُنکر برق انداز روانہ ہوا اور تیلا جو نامہ لیکر آیا تھا وہ پھر کر حیرت پاس گیا اور گویا ہوا کہ شہنشاہ قتل عمرو کے توقف کرنے سے آپ پر بہت خفا ہوے بُرا بھلا کہا اور برق انداز کو بھیجا ہو وہ آیا چاہتا ہی حیرت نے غصہ شاہ معلوم کرکے اسی وقت حکم دیا کہ میدان سیاسنگاہ بیرون قلعہ مقرر کرکے دار استادہ کی جائے اور لشکر ساحران تیار ہوکر اس جگہ محاصرہ کرے ڈھنڈھورا پٹ جاے کہ تمام شہر اُس ناعیار کے حال خراب کو دیکھکر دل شاد و بند غم سے آزاد ہو بمجرد حکم دینے کے جارچی نے منادی کی اور میدان خونی مین دار استادہ ہوئی فوج کمر باندھکر تیار ہوئی ہر طرف دیکھو دیکھو کا چلو چلو کا غلغلہ برپا ہوا اس اثنا مین برق انداز بھی آپہونچا اور عمرو کو عرادہ پر بٹھاکر بہر قتل لے چلے حیرت بھی آراستہ و پیراستہ ہوکر سوار ہوئی باجے بجنے لگے اور ساحر عرابے کو گھیر کر روانہ ہوے شہر مین عورت و مرد کا دربام پر اور گلیون و کاکون مین ہجوم تھا ہر سمت ٹھٹ لگا تھا کوئی کہتا تھا کہ میان اس عیار نے گھر کے گھر بہلوگون کے ناس کردیے بستیان اوجاڑ دین آج شکر ہو سامری کا کہ یہ گرفتار ہوا دوسرا جواب وہ تھا کہ ابھی کسنے دیکھا ہو جب یہ قتل ہوجاے اور کچھ عرصہ اسکی ہلاکت کو گذرے اور زندہ نہو جب جانو کہ اسکے شر سے جمشید نے بچایا بعض نے کہا ابھی کل کا ذکر ہی کہ اسنے اس جگہ کیا کیا فتور برپا کیا اور توبہ توبہ ہر جگہ مچادی تیراہ تراہ پڑگئی تھی آج بے مونس و غمخوار دیکھیے ناچاری کے ساتھ گرفتار ہو غرضکہ اسی طرح ساحر خوشی کرتے تھے لیکن انمین جو اولی الالباب بصارت تھے وہ عبرت انگیز باتین کرتے تھے کہ میان ہم تو دوست ہو یا دشمن حق بات ضرور کہین گے یعنے مقام عبرت اور جاے تاسف ہی کہ شہنشاہ عیاران مصاحب و رفیق خاص حمزہ صاحبقران صاحب زور و زر اہل ہنر یون دست دشمن مین گرفتار ہوکر مارا جاے اور جسکی لاش گور و کفن بھی نپائے طعمہ زاغ و زغن ہو نہ صف ماتم اُسکی بچھے نہ شیلون ہو یہ سب روزگار ناہنجار کی گردش ہی جاے غور ارباب بینش ہی نظم

ہاں ولا ہو متاع دہر قلیل
کرے اللہ خاتمہ بالخیر
اسکے خواہاں ہیں یک دیگر اغیار
بزم رنگین واندرون پر زہر
زردی روے درہم و دینار
روے حال گذشتگان ہی کھلا
ٹھہرنے کب ثبات ہی پایا
کس سے دُنیانے پائداری کی

ہی مگر زاد راہ صبر جمیل
نخل دُنیا ہے بے اثر کا ثمر
کہیں اغیار بھی ہوے ہیں یار
شکر و شہد و نعمت و دنیا
سبب زرد روئی زردار
کون سا تھا جلیل ملک جل
ہی یہ گویا درخت کا سایا
لذت ناتمام ہی گویا

یہ گلستان نہیں ہی قابل سیر
ہی فقط دشمنی یک دیگر
ہست چون مار گرچہ زیبا وہر
باعث تلخ کامی عقبے
آئینہ نقش پا کا دیکھ دلا
جسکا بستر ہوا نہ خاک اجل
کس سے اس بیوفانے یاری کی
خواب کا احتلام ہی گویا

مردم شہر تو اس تقریر میں تھے اور عمرو بحسرت و یاس ایک ایک کا منہ تکتا تھا دل سے کہتا تھا کہ اے کس بیکسان واے پروردگار عالم دعالمیان کیا میری قضا کشان کشان اس شہر میں کھینچ لائی تھی قسمت میں لکھی ہوئی یہ ذلت ورسوائی تھی افسوس ہی کہ زیارت سے اپنے آقا حمزہ صاحبقران کے بھی محروم رہا اسوقت میں مہرخ اور بہار وغیرہ کا سواے رب جلیل کے اور کون کفیل ہی یہان ایسا رفیق کون ہی جو میرے حال کی رفیقان غمخوار کو خبر کرے یا میرے حال زار پر اشک حسرت بہاے ہان ایک مخمور ہی لیکن نہیں معلوم کہ وہ کہان ہی اور کس رنج میں ہی کہ ترجیع بند

خبر جو قتل کی میری ہوئی ہی شہر میں عام
ہر اک طرف سے یہی ہی صدا چلو دیکھو
خدا ہی جانے وہ آگاہ اُس سے ہو کہ نہو

ہوا ہی جمع یہان ایک جہان تماشہ کو
غرضکہ حال مرا جاے سیر ہی اب تو
کوئی یہ میری زبانی تک اُس سے جا کے کہو

بجرم عشق توام میکشند و غوغائیست
تو نیز بر سر بام آکہ خوش تماشائیست

یہان تو عمرو یاد مخمور کی کرتا ہی اور ادھر وہ سرگشتہ کوے الفت مجنون بادیہ محبت جب سے خلعت معاف سرا کے جشن شاہ جادوان میں سے امان پا کے جو اپنے گھر گئی یاد میں اپنے محبوب زیبا کے پھر بیقرار اور اشکبار ہوئی پھر واہی بلبلانا اور بلبل کی طرح عشق گلعذار میں شور مچانا اور یہ لب پر لانا کہ غزل

نگاہ قاتل کا آہ لڑنا جو یاد ہمکو وہ آرہا ہی
تو کوئی گویا دل و جگر پر ہمارے چھریان لگا رہا ہی
جو غور کیجیے تو وہ گئے دن کہان کا آنا کہان کا جانا
اک آمد و رفت سانس کی ہی بس اور اب ہم میں کیا رہا ہی
وہ بعد مردن جو بارے آیا تو سب نے اسکو یہ کہ سنایا
یہ وہ پڑا ہی جو پہروں اکثر تمھارے در پہ کھڑا رہا ہی

کوئی تو اُس سے کہے کہ صاحب جو نادر بردا تھا تمھارا
ذرا چلو تم کہ ایک مجمع اب اُسکی میت اُٹھا رہا ہی

نصیب فرہاد خواب شیرین ہوا تھا جسطرح ہو مین بھی
یہ دست عشق اب اسیطرح سے تھپک تھپک کر سلا رہا ہی

وہ لذت وصل یاد کرکے گہے یہ رویا گہے مین پٹیا
تمام شب مجھ مین اور دل مین عجب طرح کا مزا رہا ہی

قلق گذرتا ہی مجھکو کیا کیا سنو ہون حسرت بھرا جبین
کہ کوئی معشوق روٹھے عاشق کو اپنے کیا کیا منا رہا ہی

ہجوم یاس اب ہی اپنے دل پر نہین کوئی پاس غیر حرمان
وبال جان زندگی ہوئی ہی کہ لطف جینے کا کیا رہا ہی

دل اسلیے جان بلب پڑا ہی کہ مبتلا تم پہ جو ہوا ہی
یہ سچ ہی صاحب نے کیا کیا ہی کیا یہ اپنا ہی پا رہا ہی

کہان وہ صحبت کہان وہ مجلس بکنج تنہا ہون نہین ہی جس
نہ کوئی ہمدم نہ کوئی مونس نہ کوئی اک آشنا رہا ہی

فقط ہی درد غم نہانی حباب آسا ہی زندگانی
بڑا جو دم تمھا رفیق جانی سو وہ بھی ہونٹھون پہ آرہا ہی

ہی تیرنے عاشق کا وقت رحلت چلا تبو دیکھ اُسکو بسر وقت
کہ آہ کیا کیا وہ دل کی حالت اشارتو نہین جتا رہا ہی

اسی اندوہ و تعب مین اُستاد عشق نے سبق پڑھایا کہ عمرو و ملک حیرت مین بیشتر رہا ہوا تھا اب نہین معلوم اُسپر کیا گذری چلکر خبر اُسکی لینا واجب ہی از بسکہ اپنا جانا موجب رسوائی تھا اس سبب سے دو پتلے بزور سحر کاغذ کے بنائے اور اُنھین حکم دیا کہ عمرو کی خبر لاؤ جہان وہ ہو وہین اپنے تئین پہونچاؤ پتلے شہر حیرت مین آ کھڑے ہوے اور جو کچھ کہ عمرو قتل و غارت یہان کرتا تھا اُسکی کیفیت مخمور سے جاکر کہتے تھے اور وہ رنجور سُنکر خوش ہوتی تھی اور عمرو کی فطرت پر حیران کا رتھی کہ وہ بھی آفت کا عیار ہی جسنے ناک مین دم ساحرون کا کر رکھا ہی اسی حالت مین ایک دن پتلون نے خبر گرفتاری عمرو اور قتل کرنے کی تیاری کا ماجرا سُنایا یہ سُنتے ہی رنگ روفق ہوا دل کو قلق ہوا کلیجہ دونون ہاتھہ سے تھام لیا اور سمت فلک دیکھا اور دل سے کہا اگر عمرو مارا گیا تو معشوق کے ملنے کا سہارا گیا کہ رباعی

بن جائے وہان ہی چین پانا مشکل
اور ضعف سے ہی قدم اُٹھانا مشکل
جرأت پھر زیست ہوے کس طرح بھلا
جانا مشکل ہی اور نہ جانا مشکل

دل کی بیتابی سے ناچار ہوکر اشکبار با دل بیقرار تخت پر سوار ہوئی اور نہایت تیزی کے ساتھ اُس جا آکر پہونچی کہ عمرو میدان خونی مین زیر تیغ بیٹھا تھا گرد ہزارون ساحرون کا مجمع تھا اور جلاد تیغ و خنجر کو سنگ چٹا رہے تھے اور بعضے حکم قتل ملکہ سے حاصل کیا چاہتے تھے اور نعرے کرتے تھے نظم

طائرون کو حرص دانہ نے پھنسایا دام مین
حق اگر سمجھین تو ہی شکوہ عبث صیاد کا
جسکی آپہونچی قضا وہ ہر طرح مارا گیا
حکم حاکم سے پھر اسمین جرم کیا جلاد کا

اس اثنا مین حیرت سے برق انداز اجازت لیکر تلوار کھینچے سر پر عمرو کے آیا اور عمرو نے وقت

مرگ اپنا دیکھ کر رخ جانب قبلہ کیا دل سے اپنے عقائد کی تجدید کی کلمہ زبان پر جاری کیا اور بخضوع وخشوع تمام خدائے دوجہان کی یاد کرنے لگا اور اسی سے لو لگائی کہ **نظم**

یا الٰہی پُر از گناہ ہون مین	فرط عصیان سے روسیاہ ہون مین
کر عطا میرے دل کو اپنا درد	کر مجھے اپنے غم مین عارض زرد
کھول دے میرے دیدۂ ادراک	لوث عصیان سے لوح دل ہو پاک
عذر کرتا ہون مین ندامت سے	بخش عصیان کو اپنی رحمت سے

زبان عمرو صرف مناجات تھی اور برق تدار تلوار تول رہا تھا کہ سر جدا کرے اسوقت مخمور نے سحر پڑھکر اس بلندی سے ایک چکر مارا کہ وہ ہاتھ بر برق انداز کے آکر پڑا اور ہاتھ اسکا مع تلوار کٹکر دور گرا فوج ساحران متحیر ہو کر دیکھنے لگی کہ یہ آفت کہان سے آئی اور مخمور نے ایسا سحر پڑھا کہ بجلی چمکی اور آنکھیں سب کی بند ہوگئین اور اندھیرا ہوگیا اسی تاریکی مین مخمور پنجہ لیکر گری اور عمرو کو لیکر اڑی حیرت اور دانا وغیرہ بزور سحر اڑکر پیچھے چلے مخمور نے دور جاکر ایک پتلا عمرو کی صورت کا جھولی سے نکالکر پھینکا حیرت نے دیکھا کہ عمرو قلابازیان کھاتا زمین کی طرف جاتا ہو اُسنے سحر پڑھکر اسکو روکا اور خیال کیا کہ میرے افسون سے جو کوئی عمرو کو لیے جاتا تھا اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا ہو غرضکہ اُس پتلے کو جلادون کو لاکر سپرد کیا کہ جلد اسکو ہلاک کرو یہ تو ادھر پھر کر آئی اور اُس طرف مخمور بعجلت تمام اُڑتی ہوئی اپنے باغ مین پہونچی اور اپنی کنیزون اور متعلقون وغیرہ سے کھڑے کھڑے حکم دیا کہ مین اپنی خالہ ملکہ نسترن جادو کے مکان پر طلسم ظاہر مین ہونگی تم اسباب ومال میرا لیکر وہین آنا یہ کہکر تخت سحر پر عمرو کو ہوشیار کر کے بٹھایا کیونکہ یہ تموج ہوا سے بیہوش ہوگیا تھا فی الجملہ تخت کو اوڑا کر سمت دریاے سحر چلی **نظم**

زجاوہ بود تخت گوہرین ساز	با فسون باہم آمدیہ پرواز
نشستند برسر آن تخت بران	پری در بر چو بلقیس وسلیمان
بصد عشرت عمرو رفتہ از انجا	رسیدانگہ سحاب آسا بدریا

جب دریاے سحر پر پہونچے مخمور نے مین عمرو کو دابکر دریا کے اندر کود پڑی از بسکہ اس دریاے سحر کے کئی راستے ہین ایک راہ تو وہ ذکر کی گئی تھی کہ دھر لیکر عمرو کو دریا مین کود دی تھی اور ایک رستہ یہ ہو کہ وہ راہ کل ساحران معزز جانتے ہین اور یہ راہ سوائے حیرت اور شاہ طلسم اور مخمور کے اور کوئی نہین جانتا ہو اور علاوہ اسکے اور بھی رازہاے طلسم سے مخمور آگاہ ہو کہ حال اُسکا مذکور ہوگا

خلاصہ کلام اُسوقت مخمور جو بجز افسون مین کو دی غلطان و پیچان دیر تک چلی گئی کچھ عرصہ مین ایک ایسے مقام پر پہونچی کہ عمرو کی آنکھ کھُلی دیکھا کہ چار سمت کو پانی بھرا ہی اور اوپر سر کے بھی دریا ہی زیر قدم بھی بجز خار بہتا ہی لیکن جہان مین کھڑا ہون وہان سوکھا ہی اور ہزارون ساحر نہنگ صورت ماہی طلعت وہان شناوری کرتا ہی اور پانی وہانکا بصد آب و تاب موجزن ہی نہایت مصفا ہی کہ بیت

روان اندر و ماہی سیم سا ۔ چو ماہی تو اندر سپہر مدور

اور بیچ پانی مین ایک تختہ فولادی اس طرح لگا ہی کہ جیسے دروازہ ہوتا ہی اور اسمین قفل برابر پشتر کے لگا ہی مخمور نے اپنے جوڑے سے ایک کنجی نکالکر اُس قفل کو کھولا اور تختہ ہٹا کر ایک سمت کر دیا اور آپ عمرو کو لیکر تختے کی پشت پر آئی تختہ کھینچکر پھر لگا دیا عمرو کی آنکھین دوبارہ بند ہو گئین بعد لمحے کے جو آنکھ کھُلی دریا کے پار طلسم ظاہر مین اپنے تئین پایا اور مخمور کو روبرو کھڑا دیکھا سجدہ شکر بدرگاہ منزل رسان رہ گم کردگان بجا لایا اُسوقت مخمور نے باادب تمام سلام کیا اور گوہر سخن کو رشتۂ تقریر مین یون منسلک فرمایا کہ حضرت عشق کی بدولت یہ ذلت و رسوائی مین نے اُٹھائی ہی اور کنیز آپ کو پار دریاے سحر کے لائی ہی اب مجھے خدمت نور الدہر مین پہونچا دینے کا اقرار فرمایئے اور مفارقت کے رنج سے میری جان بچایئے کہ فرد

دست وفا در کمر عہد کن ۔ تا نشوی عہد شکن جہد کن

محبت شاہزادۂ نامدار مین گھر بار چھوڑا اپنے بیگانے سے رشتہ الفت توڑ کر منھ موڑا اب دیکھیے کیا تقدیر دکھاتی ہی اور کیا مصیبت پیش آتی ہی کہ غزل

کہ اسکو یاد اشکِ سرخ کیون بھر لائے ہم بھولے ۔ یہ کھٹکا لگ رہا ہی دیکھیے کیا اسکا گل پھولے
کیا چاہے جو دریا پار تو ہر ایک قطرے کو ۔ تو اپنی چشم سے ای ابر تر دو چار آنسو لے
سفارش لوگ کرتے ہین مری اور مین یہ ڈرتا ہون ۔ کہین اس بات کا بدلہ نہ کچھ مجھ سے وہ بد خو لے
بھلا کیونکر پکارون مین کہ جسکی یہ تقید ہو ۔ کہ منھ مین چپکے چپکے بھی نہ میرے نام کو تو لے
خدا جانے کدھر اب بیخودی لیجائے ای جرأت ۔ اُٹھایا اُنکے در سے اور رستہ گھر کا ہم بھولے

عمرو نے اس داستان اشتیاق و شرح دفتر فراق کو سنکر ساحل مقصد سے ہمکنار ہونے کا اس غریق لجۂ الم و شناور بحر ستم کو مژدہ دیا اور نہایت تسکین اور تشفی دی کہ ای ملکہ انشاء اللہ دامن تمھارا گوہر وصال شہزادہ خوش خصال سے مالا مال ہوگا اب تم مہرخ کے لشکر مین چلکر قیام کرو اور بمقتضاے نظم

کر ملاقات ہمدمون سے تو ۔ گرم بازی ہو محرمون سے تو

عشق کا اپنے دل سے غم کم کر ساتھ والون کو اپنے خرم کر

اگر حیات مستعار باقی ہی تو بعد گردگار ایکدن دلدار بھی ملاقی ہی ہیچ بیکار ہی اپنا یہ اظہار ہی کہ رباعی

ہستی گویا ہی اک مسافرخانہ ہر روز ہی قافلون کا آنا جانا
رنجیدہ کسی کو یان نہ کہہ لینے سے پھر جا کے نہین ہی اس سرا سے آنا

مخمور کے گلشن خاطر خزان رسیدہ مین آبیاری کلام تسکین بخش عمرو سے بہار تازہ آئی اور سُرخی چہرۂ زرد پر چھائی اور بہ شگفتہ پیشانی عندلیب آسا زمزمہ سنج ہوئی کہ اے نخلبند ریاض عیاری لشکر مہرخ مین فی الحال جانا میرا بہتر نہین اسمین دو وجہ ہین ایک یہ کہ غاہ جادوان میرے تعاقب کرینگا دوسرے سب متعلق میرے میری خالہ کے یہان آئینگے اگر مجکو وہان نپائینگے تو پریشان و آوارہ ہونگے لازم ہی کہ وہین آپ بھی تشریف لے چلیے بعد چندے قابو پاکر لشکر مہرخ مین چلین گے عمرو کو بھی یہ بات پسند آئی اور سوچا کہ شاید خالہ بھی اسکی میرے شریک ہوجاے مگر فرط احتیاط سے پوچھا کہ ایسا نہو خالہ تمہاری کچھ دغا کرین مخمور نے کہا مجکو اُنپر اعتقاد واثق ہی یہ باتین فیما بین ہو رہی تھین کہ یکجانب سے ساحر کریہ منظر خرس پیکر پیدا ہوا اس لیے کہ یہ جادوگر اسی صحرا مین مسکن گزین ہی اور ناقوس جادو نام ہی اُسنے جو مخمور کو عمرو کے ساتھ گرم سخن دیکھا سمجھا کہ مخمور عمرو سے ملگئی ہی بدینوجہ للکارا کہ او مردار تو افراسیاب سے بغاوت کرکے اس عیار کے ساتھ نکل آئی ہی میرے ہاتھ سے کہان جائیگی عمرو اسکا نعرہ سُنکر بھاگا اور پہاڑ قریب تھا اُسپر چڑھ گیا اور مخمور نے ناقوس سے کہا اے نابکار تو کیون اپنی جان دیا چاہتا ہی مجھے خبر نہو اپنا راستہ لے ناقوس نے ڈانٹا کہ مین تجکو ہرگز جانے ندونگا اور گرفتار کرکے پاس شہنشاہ کے لیجاؤنگا مخمور بولی کہ تو کیون اپنی جورو کو رانڈ بناتا ہی خیر اب جو تجھسے ہوسکے قصور دکوتاہی نکر یہ سنتا تھا کہ اسنے ناریل سحر کا مخمور پر مارا اسنے خالی دیکر گولا دے مارا اُسنے بھی روکیا اور اُڑکر پہاڑ پر گیا وہان عمرو بیٹھا تھا لیکن اُسنے عمرو کو نہین دیکھا لڑائی مین مصروف رہا اور دوسرا گولہ مارا مخمور نے وہ گولہ ہاتھ سے پکڑ لیا ہاتھ اُسکا جھنجھنا گیا لیکن ناقوس اسکی اولوالعزمی دیکھکر سمجھا کہ یہ رنڈی منظور نظر شاہ طلسم ہی یون قتل نہوگی اسکو شمشیر سے قتل کرنا چاہیے یہ سوچکر تلوار کھینچکر آپڑا عمرو نے پہاڑ پر سے دیکھا کہ عورت مرد کا سامنا ہی تلوار مین مخمور ہار جائیگی یہ تصور کرکے پتھر کلہ فلاخن مین رکھکر مارا کہ کاسہ سر اُس خیرہ سر کا ترش کر دور گرا غل و شور برپا ہوا کہ مارا ناقوس جادو کو مخمور نہایت خوش ہوئی اور گوہن کو دیکھکر پوچھا کہ بھیا یہ چھینکا کیسا ہی عمرو نے کہا یہ گوپھن آلۂ جنگ و جدل ہی غرضکہ اب صلاح کی کہ اتنا دن جو باقی ہی اسمین

چھپ رہیں اور رات کو تخت پر بیٹھ کر چلیں یہ سوچکر ایک درۂ کوہ میں دونوں آکر مخفی ہوے جبکہ شیر زرین چنگال مہر بیشہ سپہر سے غار مغرب میں گیا اور دب اکبر و اصغر نے حوالی قطب شمالی میں جست و خیز شروع کی کہ نظم

چو خورشید تابندہ بنمودہ پشت ۔ ہوا شد سیاہ و زمین شد درشت
زمین از تفِ گرمی آفتاب ۔ ز سر سام سودا در آمد بخواب

رات کو دونوں سوار ہوکر روانہ ہوے اور ایک ملک میں پہونچے کہ طلسم ظاہر میں یہ ملک نہایت وسیع اور آباد ہے رعیت نوجوان اور دلشاد ہے عمارتیں عالیجاب اور بلند ہیں معمار خرد کے پسند ہیں کہ بیت

شہرے چو ارم بتازہ روئے ۔ چون باغ بہشت در نکوئے

دونوں سیر کرتے ایوان شاہی میں آئے یہاں سریر جہانبانی پر ملکہ نسترن جادو جلوہ فرما تھی مخمور نے اُسکو تسلیم کی اُسنے اُٹھکر اُسکو گلے سے لگایا اور پیار کیا پوچھا کہ بیٹا کیونکر آنا ہوا مخمور نے باغ سخن کو اپنی حکایت بے آبروئی سے سرسبز کیا اور نہال بیان کو گلستان تقریر الم تاثیر میں بویا نسترن کو پیٹھ اپنی دکھائی کہ شاہ جادوان نے تازیانے کھلوا کر میری یہ حالت بنائی نسترن گلے اسکو لگا کر خوب روئی اور گویا ہوئی کہ میں اُس موے کو گہری گور میں تو پاؤں اور جہاں تیری دائی نے ہاتھ دھوئے ہوں وہاں اُس موے کو سات بار صدقہ کروں جسنے تجھکو مارا وہ افراسیاب بھڑوا اپنی حکومت پر دھمکاتا ہو تو صاحب میری بچی کو ایسا مارا کہ لہولہان کر دیا غرضکہ خوب تک جھک نسترن اپنے باغ میں لائی اور عمرو کے لیے خوابگاہ مقرر کی پلنگڑی نہایت نفیس و معقول بچھادی کنیزان مہ جمال کو بہر خدمت گذاری مقرر کیا اور آپ مخمور سے کہا اے فرزند یہاں سے گنبد جمشیدی کا راستہ نزدیک ہی ہم تم چلکر بحر اپنا وہاں جگائیں اور آج رات کو وہیں رہیں کس لیے کہ شاہ طلسم سے مقابلہ کرنا ہے مخمور نے کہا اچھا چلو یہ کہکر ساتھ ہوئی عمرو نے انکو جاتے دیکھکر اپنی صورت ایک ساحرہ کی سی بنائی کہ مبادا انکی غیبت میں کوئی یہاں آئے اور مجکو پہچان کر گرفتار کرے خلاصہ یہ تو پلنگ پر بعد اکل و شرب کے بفراغت تمام لیٹے اور وہ دونوں گنبد جمشیدی کی طرف گئیں مگر حیرت کا حال سنیے کہ جب چیلا لیکر آئی اور اسکو قتل کرایا دیکھا تو وہ ماش کے آٹے کا پتلا تھا اسکو غیظ و غضب طاری ہوا لیکن کیا کر سکتی تھی دانا سے کہا بڑا غضب ہوا وہ مکار چھوٹ گیا تمام شہر میں اول تو غلغلہ تہنیت بلند تھا رہائی کی خبر سنتے ہی اندوہ و الم طاری ہوا اس عرصے میں افراسیاب بھی اپنی نانی کے پاس سے آیا حیرت وغیرہ کو غمگین پایا سبب اندوہ استفسار فرمایا ملکہ نے جو کچھ گذرا تھا عرض کیا شاہ نے حکم دیا ایک ساحر

جاکر دیکھے کہ مخمور اپنے گھر مین ہی یا نہین جب اتحکم کچھ لوگ گئے اور مخمور کو نہ پایا کنیزون سے پوچھا کہ ملکہ
کہان گئی ہین اُنھون نے جواب دیا وہ کل سے کہین تشریف لیگئی ہین ہمین نہین معلوم وہ ساحر پھر آئے اور
شہنشاہ ساحران سے اطلاع دہ ہوے اُسنے کہا ای ملکہ حیرت یہ کام اسی فتحرام کا ہی تمنے سفارش
کرکے اسکو جیسا ابکی بار دخیل کیا ویسے ہی اسکا مزا پایا اب مجھے قتل کرنا مخمور کا واجب اور لازم ہی کیونکہ وہ
بہت سے راستے طلسم کے جانتی ہی یہ باتین کہ رہا تھا کہ طائران طلسم سامنے آئے اور عرض رسا ہوے کہ ای
شہنشاہ ناقوس نے عمرو اور مخمور کو روکا تھا لیکن مارا گیا یہ سنتے ہی یقین واثق ہوا کہ مخمور نے بغاوت
کی اور ابریق وزیر نے کہا لڑائی اب بڑی سخت پڑیگی عمرو کا چھوٹ جانا بُرا ہوا افراسیاب نے
کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ نسترن کے مکان پر مخمور گئی ہی یہ معلوم کرکے حضاران دربار مین سے
ایک ساحر خونخوار شمشیر زن جادو نام کو حکم دیا کہ جاکر اس قطامہ فتحرام کو پکڑ لا حکم پاتے ہی خونخوار
اڑکر روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے دوبارہ عظیم قوی بازوے جادو نام سے کہا کہ تو بھی جا اور
خونخوار کی مدد کر کیونکہ مخمور بڑی زبردست ہی شاید اس سے گرفتار نہو سکے اس حکم سے یہ بھی
روانہ ہوا مگر خونخوار پہلے جاکر پہونچا عمرو ساحر بنا ہوا پلنگ پر بیٹھا تھا کنیزین خدمتگذاری مین
مصروف تھین اُسنے مستفسر ہوا کہ مخمور کہان گئی ہی اُنھون نے کہا وہ یہان نہین آئین خونخوار بولا کہ
مجھ سے کہان چھپکر جائیگی بغیر گرفتار کیے مین نہ جاؤنگا اور وہ بدذات عمرو نہین معلوم کہان ہی جسنے
اُسکو خراب کر رکھا ہی عمرو نے جو یہ باتین سنین روتا ہوا پلنگ پر سے اُٹھا خونخوار نے پوچھا کیا ہوا
عمرو بولا کہ طلسم کی رنڈیون کو مرد تو نصیب نہین ہوتا ہی نسترن مجکو پکڑ لائی ہی اور دن رات اپنی
خدمت مین رکھتی ہی آپ مجھے یہان سے لیتے چلیے اور دونون ہاتھ سے اُنکی بلائین لین روغن بیہوشی
ملدیا خونخوار بیہوش ہوکر گرا عمرو چاہتا تھا کہ سر کاٹ ڈالے اُسی وقت عظیم آکر پہونچا اور عمرو کو خنجر
بکف دیکھکر پنجہ مین دابکر اُڑا ایسا ان جو کنیزین تھین وہ غل مچانے لگین کہ وہ سوا لیے جاتا ہی لیکن عمرو
نے اس اضطرار مین خنجر کہ جس سے خونخوار کو ذبح کیا چاہتا تھا عظیم کے ہاتھ پر مارا کہ ہاتھ اُسکا کٹ گیا
اور عمرو چھوٹ کر زمین پر گرا گرتے ہی گلیم اوڑھ کر غائب ہوگیا اور ایک جگہ ٹھہر کر صورت اپنی شکل
کنیز مخمور کے بنائی اور آکر لونڈیون کے پاس بیٹھ رہا تھا کہ عظیم بھی پھر کر آیا اور خونخوار جو بیہوش پڑا تھا
اُسکو اُٹھا لے گیا اس اثنا مین پچھلی رات باقی رہگئی اور مخمور و نسترن بھی گنبد جمشیدی سے پھر کر آئین
اور کنیزون سے مستفسر ہوئین کہ خواجہ عمرو کہان ہین کنیزون نے کہا عمرو کو ساحر اُڑا کر لے چلا تھا لیکن
وہ خنجر مار کر اُسکے ہاتھ سے چھوٹے مگر آپ اُڑکر کہین چلے گئے مخمور نے یہ حال سُنکر کہا مین خواجہ

کو ڈھونڈھنے جاتی ہون ایسا نہو کہ وہ کسی آفت مین مبتلا ہو جائین یہ کہکر جایا چاہتی تھی کہ عمرو جو کنیز بنا ہوا موجود تھا اُسنے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا مین بشکل کنیز حاضر ہون تم اپنی فکر کرو اُسوقت نسترن بولی کہ میرا ایک احاطہ سحر ہی باقی رات وہین چلکر بسر کرو وہان ایکبار افراسیاب بھی آجائیگا تو ہمکو نپائیگا یہ کہکر مع عمرو کے روانہ ہوئی لیکن عظیم بہار پر آیا خونخوار کو ہوشیار کر کے اسنے سب ماجرا بیان کیا کہ عمرو تجھ کو مارے ڈالتا تھا مین اُٹھالایا اب چلو عمرو کو ڈھونڈھین کہ وہ میرا ہاتھ بھی کاٹ گیا ہی یہ کہکر ہر سمت تلاش کر کے دونون مخمور کی خالہ کے یہان پھر آئے مکان سارا خالی پایا دونون نے باہم مشورہ کیا کہ اب ڈھونڈھتے کہان پھرین لازم ہی کہ اس مکان مین آگ لگاو جہان کہین نسترن اور مخمور ہونگی اُنکے دلکو لگے گی آپ دوڑی آئینگی ہم گرفتار کرلین گے غرضکہ یہی کیا جب گھر مین آگ لگی اور شعلے اُٹھنے لگے مخمور اور نسترن بیتاب ہوکر احاطہ سے دوڑین اور آکر ابر سحر برساکر آگ کو بجھایا اور ادھر عظیم وغیرہ مقابلہ کرنے کو بڑھے اور ایک کنیز نے مخمور سے کہا کہ بی بی اسما گھبراہٹ مین عمرو کو احاطہ سحر مین اکیلا چھوڑ آئین ایسا نہو کہ اُنپر کوئی آفت آئے اتفاق سے یہ کلمہ خونخوار نے سُنا دل سے کہا عظیم کو یہین چھوڑو اور عمرو اکیلا احاطہ سحر مین ہی اُسکو چلکر گرفتار کرو یہ سوچکر بزور سحر اسقدر بلند ہوا کہ احاطہ کو شناخت کر کے سحر کرتا ہوا وہین اُترا کہ عمرو جہان کھڑا تھا اور کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑا دو چار لونڈیان غُل مچانے لگین کہ ارے لیے جاتا ہی اس غل کو سُنکر مخمور عقاب بنکر دوڑی اور راہ مین کنیزون سے حال سُنکر پیچھے خونخوار کے چلی نسترن نے چاہا تھا کہ ساتھ جاے کہا خالہ امان تم عظیم کا سامنا کرو اور اپنے گھر کا بند و بست کرو مین پکڑے لاتی ہون عظیم نے جو یہ ماجرا سُنا اپنے دل مین کہا غضب ہوا خونخوار اپنا مطلب کر گیا یعنی عمرو کو لے گیا اب اُسکا نام ہوگا شہنشاہ سے انعام ملے گا یہ سوچکر یہ بھی تعاقب مین چلا اس دوادوش مین زاہد سفید پوش صبح صادق نے سجادہ آفتاب واسطے وظائف والصبح اذا تنفس کے بچھایا اور صوفی سیاہ لباس شب نے خلوتخانہ واللیل اذا عسعس مین قرار پکڑا کہ نظم

چو صبح در بر گردون کشید خلعت نور — بگشتہ ظاہر و روشن بوادی افلاک
جہان کشادہ ز رخ پردۂ شب بجور — درستی زر خورشید زیر تودۂ خاک

عظیم جو چلا اسی طرف ہوکر نکلا کہ قران عیار درہ کوہ مین بصورت ساحر ٹھہرا ہوا تھا اُسنے اُسکو پکارا کہ بھائی سویرے سویرے کہان چلے عظیم زمین پر اُتر کر پاس آیا اور کہا بھائی تمنے کچھ اور بھی سُنا خونخوار کی مین نے عمرو کے ہاتھ سے جان بچائی وہ مجھی کو فریب دیکر عمرو کو پکڑ لے گیا مجھے خبر بھی نہین کی قران

نے سارا حال سُنکر کہا وہ دغاباز تو ہے ہی میرے ساتھ جلو مین اسکو گرفتار کردون یہ کہکر ہاتھ پکڑ لیا اور لیکر چلا اور ادھر خونخوار جو عمرو کو لیے جاتا تھا راہ مین ایک ساحرہ سلیمان جادو نام پہاڑ پر بیٹھی تھی اُسکے ہاتھ مین چھڑی سامری کی تھی اُسمین یہ وصف تھا کہ اگر زمین پر مارے تو طبقہ زمین ٹوٹ جائے اور اگر بلند کرے تو فلک کو ہلائے غرضکہ اُسنے دیکھا ایک ساحر آسمان مین غرق ایک شخص کو لٹکائے لیے جاتا ہے یہ دیکھتے ہی سحر کرکے چھڑی کو اونچا کیا وہ چھڑی جاکر خونخوار کی کمر مین لپٹ گئی کہ وہ آگے نہ جاسکا اور وہین اُتر آیا اُسنے پوچھا کہ تو کون ہے اور یہ کس بن مانس کو صحرا سے پکڑ لایا ہے خونخوار نے کہا یہ عمرو عیار ہے مخمور کے پاس سے اسکو گرفتار کیا ہے اُسنے جواب دیا کہ ہوے تجھ دیوانہ ہے مخمور معشوقہ شہنشاہ ہے اور ایسے سحر جانتی ہو کہ مین اُسکا مقابلہ نہین کرسکتی تو بھلا کیونکر اسکے پاس سے عمرو کو پکڑ لایا چل دور ہو حرامزادے جھوٹے یہ کہکر چھڑی جو اُٹھائی خونخوار کا کچھ بس نہ چلا عمرو کو چھوڑ کر بھاگا اور پاس افراسیاب کے آیا سارا ماجرا مفصل کہہ سُنایا شاہ جادوان غضبناک ہوا اور کہا ایسے شخص کو بھیجتا ہون کہ دونون کو پکڑ لائے اور سرمایہ اور ابرلیق وزیرون نے عرض کیا کہ ہمین حکم ہو ہم جائین شہنشاہ نے کہا تم ٹھہرو اور ایک ساحر قصاب جادو نام سے کہا تم جاکر سلیمان کو مع عمرو پکڑ کے لاؤ وہ حکم سُنکر بزور سحر اُڑکر چلا لیکن یہان سلیمان نے اپنی لونڈیون کو بُلاکر حکم دیا کہ فرش بچھاؤ گلدستے سامنے لگاؤ سامان بزم عشرت مہیا کرو کنیزان بموجب ارشاد تعمیل حکم مین مصروف ہوئین اور اس پہاڑ کو عزت وہ انجمن کسریٰ و کے بنایا گلدستے فرش کے روبرو چُن کر گلزار جواہر مین لگایا کہ نظم

درختان سر اندر سر یکدگر نہالش ز طوبے دلاویزتر		بران جلوہ گر میوۂ نغزتر گیاہش ز سوسن زبان تیزتر	

عمرو مجلس آرائی کے بعد حسب اجازت سلیمان بیٹھا اُسنے پوچھا کہ اے عمرو تونے ساحران نامی کو بہت تنگ و ذلیل کرکے کیونکر ہلاک کیا عمرو نے کہا میری کیا حقیقت ہو جو چاہتے ہین خداوند لقا کرتے ہین خداوند نے میرے ساتھ فرشتگان مقرب اپنے کردیے ہین پہلے بھی ایک فرشتے نے مجھے پانی مین ہوتا بچایا اور ایک ملک نے پانی جیرا جب مین ساحر شمش پاس گیا اور دریا مین اُسکو مارا اب میرے ساتھ چالیس فرشتے کردیے ہین وہی میری مدد کرتے ہین یہ باتین ہو رہی تھین کہ مخمور جو تعاقب مین چلی تھی یہان آئی کنیزون نے سلام کیا اور سلیمان بہر تعظیم اُٹھی نہایت اعزاز سے مسند پر بٹھایا اور پوچھا اے ملکہ تم افراسیاب سے کیون بگڑ بین مخمور نے کہا وہ موا جلاد ہے اُسنے ذرا سی بات کرنے

مین مجھے کوڑے کھلوائے اور سارا ماجرا اپنا بیان کر کے کہا اے سلیمان تم بھی ہم سے ملجاؤ دیکھو بہار اور
صرخ کا شاہ طلسم نے کیا کر لیا یہ کلمات سُنکر سلیمان نے بظاہر تو کہا اچھا مگر دل مین مشورہ کیا کہ اسکو مع
عمرو کے دھوکے سے پکڑ کر شہنشاہ کے پاس لے چلنا چاہیے فی الجملہ یہ سوچکر مخمور سے گویا ہوئی کہ اب
مین تمھاری شریک ہوں میرے یہان جو نان خشک میسر ہو اسے نوش فرمائیے مخمور نے کہا یہان تکلف
اپنے مزاج مین نہین خیر بہتر ہو منگوائیے سلیمان اُٹھکر اپنے قصر مین گئی اور کھانے مین بیہوشی ملا کر
لائی کنیزون سے حکم کیا اُنھون نے دسترخوان پر تکلف بچھایا اُسنے کھانا اپنے ہاتھ سے چنکر مخمور
سے کہا بسم اللہ کیجیے مخمور نے پہلے عمرو کو دسترخوان پر بٹھایا اور قسم دیکر اپنے ہاتھ سے نوالا بنا کر کھلایا
عمرو نے چپکے سے کہا بھی کہ ای ملکہ اس کھانے مین دغا ہو لیکن مخمور نے کہا خواجہ خدا حافظ ہو یہ کیا
کرے گی کھاؤ بھی غرضکہ دونون کھا کر بیہوش ہو گئے سلیمان نے تخت سحر پر ڈالکر قصد کیا کہ پاس
افراسیاب کے جاؤن کہ اسوقت قصاب جو چلا تھا یہان پہونچا اور للکارا کہ ای سلیمان تو نے
قیدی کو شہنشاہ کے چھین لیا دیکھ مین تیری چوٹی پکڑ کر کھینچتا لیے چلتا ہون سلیمان یہ کلمات سنکر
بولی کہ او بھڑوے قصائی ابھی جو کنیزون سے حکم دیتی ہون تو مارے جوتیون کے فرش کر دیتی
ہین تو بھی اس لائق ہوا کہ میرا مقابلہ کرنے آیا ہو قصاب نے یہ سُنکر نارنج مارا سلیمان نے رو کر کے
گویہ مارا لڑائی ہونے لگی لیکن اتفاق وقت سے مخمور کو بھی ہوش آیا اور تخت سے اُٹھکر للکاری
کہ ای چُڑیل و مالزادی قحبہ بڑی کھلی پکاری رہ تو سہی قطامہ تو نے مجھ سے دغا کی یہ نعرہ سُنکر سلیمان
گھبرائی دل سے کہا غضب ہوا مخمور ہوشیار ہو گئی اور قصاب سے گویا ہوئی کہ تو مجھسے کیا لڑتا ہو دو
عمرو اور مخمور موجود ہین ہم تم ملکر انکو گرفتار کرین غرضکہ قصاب اور سلیمان نارنج و ترنج لیکر مخمور
کی طرف بڑھے اور مخمور نے اپنی جھولی سے ایک ساغر بلورین نکالا اور سحر پڑھکر سمت فلک اچھالا
فوراً ایک تڑاقا ہوا اور چار طرف سے ابر گھر آیا ہوائے سرد عیسیٰ دم مسیح نفس وزان ہوئی اور
ایک تخت فلک کی طرف سے جھکر کھاتا زمین پر اُترا اس تخت پر ایک نازنین چاردہ سالہ لباس
ارغوانی پہنے جان مشتاقان و روح بیدلان سوار تھی گلابی شراب کی سامنے رکھی تھی اور جام مے
سرخ ہاتھ مین لیے تھی صورت زیبا کو اُس صنم دلربا کی مشاطہ صنعت یزدانی نے گلگونہ لطافت
سے آراستہ کیا تھا اور صیقل قدرت سبحانی نے چمن سے آئینہ رخسار تابناک کو اُسکے منور اور روشن
بنایا تھا وہ چہرۂ زیبا کہ خورشید جہانتاب سامنے اسکے تاب نہین تھا اور وہ زلف چلیپا کہ مشک ختن
کا جگر غیرت سے خوںناب تھا لبہائے یاقوت فام لعل یمن کو شرماتے تھے عقیق جگری کو اپنے رو برو

سیاہ بناتے تھے کہ مثنوی

پری چہرۂ سیم و قدی چون صنوبر	ہمہ جالش ز یک دیگر نکوتر
جگر از ہر دو چشمش شیر خوردہ	شکر از ہر دو لعلش شیر خوردہ
لبش گوئی کہ حلوائے نبات ست	چہ حلوائے نبات آب حیات ست

وہ نازنین اپنا تخت برلب جوئبار لاکر ٹھہری اور بیک غمزہ صبر و ہوش قصاب کا کھو دیا اور سلیمان کو دیوانہ بنایا وہ یون شعر عاشقانہ پڑھتے ہوے سامنے اس نازنین کے آئے کہ نظم

ازل سے گرفتار پیدا ہوا ہے	یہ دل کیا مزے دار پیدا ہوا ہے
ہوا چشم مردم سے آرام پنہان	وہ جب سے ستمگار پیدا ہوا ہے
ذرا ورنگ آکے دیکھو تماشہ	عجب نقش دیوار پیدا ہوا ہے
کراہا جو مین تو وہ رک کر یہ بولا	کہان کا یہ بیمار پیدا ہوا ہے
سوے جس سے گھل گھل کے مجنون سے لاکھون	ہمین بھی وہ آزار پیدا ہوا ہے
جو کہیے کہ لو مول دل تو یہ بولے	بڑا لو لو زر دار پیدا ہوا ہے
کبھی بیٹھے رونا کبھی سننے لگنا	عجب ہم مین اسرار پیدا ہوا ہے

جب قریب اس غارتگر صبر و شکیب کے آئے اسنے ایک جام شراب سرخ سے بھر کر قصاب کو عطا کیا یہ وسکو پیکر مست و لایعقل ہوا تالیان بجانے لگا پھر اُس زہرہ جبین بت مہر تمکین نے دوسرا ساغر سلیمان کو دیا وہ بھی پیتے ہی دیوانی ہوئی دونون گلے ملکر ناچنے لگے اور کہتے تھے کہ نظم

وہاں پہ ہار کر چوبک دہل نہ تھا صدا دیتا	کہ ہو حکم آج یون پیر مغان کا میکشو نکلا
اگلی مین سطر دشون کی یہ قدغن ہے کہ جو نکلے	کوئی فرد بشر بے نشہ و بے ساغر مینا
گلے مین جبہ سالوس و سرپر رکھے کے عمامہ	اگر ہو محتسب یا قاضی و مفتی کا ہو فتوا
تم اس اعلاے دین می پرستان دشمن خم کو	نکل جانے نہ دینا کر کے سب ہر سمت سے بلوا
خراباتی بنا ناسیکدے مین کھینچ کر لانا	پلا کر مے کو دھیا بار سائی مین لگا دینا

اسی طرح عالم مستی مین قصاب نے سلیمان کو برہنہ کر ڈالا اور سلیمان اس سے باتین فحش کرنے پر آمادہ ہوئی اُس نازنین نے جو تخت پر بیٹھی تھی پکار کر کہا کہ مجھے دعوی محبت کا کر کے تم دونون نے غیر سے کیون دل لگایا کہ بموجب بیت سب سہین گے جو میان لاکھ برائی ہوگی + پر کہین آنکھ لڑائی تو لڑائی ہوگی + اب تم دونون باہم لڑ کر مر جاؤ ہمارے عاشقون مین نام کر جاؤ یہ حکم سنتے ہی قصاب

نے ناریل سحر پڑھکر سلیمان پر مارا اور اُسنے ترنج سحر کا قصاب پر لگایا اسکا ناریخ اسکے سینے کو اور اُسکا ناریل
اسکے سینے کو توڑ گیا دونون مرکز زمین پر گرے اس پہاڑ پر آگ لگی غل وشور پیدا ہوا سلیمان کے سحر سے جو
مکانات وغیرہ یہان تھے وہ غائب ہو گئے اصلی عمارت اور کنیزین رہ گئین اور وہ نازنین جو مخمور کے سحر
سے پیدا ہوئی تھی غائب ہو گئی عمرو نے مخمور پر تحسین و آفرین کی اور جال الیاسی لگاکر سارا مکان سلیمان
کا لوٹ لیا اور مخمور تخت پر سوار کرکے عمرو کو اپنی خالہ کے مکان پر آئی یہان کنیزین اور ملازم مخمور مع مال
و اسباب کے آئے ہوئے تھے انھین دیکھکر اپنی خالہ سے کہا آپ بھی اپنا مال و اسباب بار کرا کر لشکر مہرخ
مین تشریف لے چلیے یہ کلام سُنکر اُسنے اپنے اہلکارون سے حکم دیا کہ چھکڑون پر اسباب لدوا کر
مہرخ کی طرف روانہ ہو وہ حکم پاتے ہی تیاری سفر کرکے چھکڑے اور عرادے اسباب کے لیکر چلے لیکن نسترن
اور مخمور اور عمرو تخت پر سوار ہو کر علیحدہ چلے راہ مین عمرو نے مخمور سے کہا اے ملکہ مین طلسم باطن مین مدت
تک رہا مگر کچھ مال اور خزانہ شاہ طلسم کا کسی جگہ مین نے نہ پایا مخمور نے کہا خواجہ تمھین مال کی اگر خواہش ہو
تو میرے مال سے چالیس ہزار اشرفی آپ کی نذر ہو اور جب لڑائی فتح ہو گی شاہ جادوان مارا جائیگا مین
آپ کو کو ٹھے مال کے تبلا دونگی کہ اُن مین طاوس زمرد کے ہین اور ہر ایک طاوس کے پیٹ مین لعل و گوہر
بھرے ہین اور جواہر کے پتلے ہین کہ جنکے شکم مین اشرفیان رکھی ہین اور ایک خزانہ شاہ طلسم کا مین جانتی
ہون کہ اسمین اسی ہزار گھوڑون کا طلائی ساز یعنے زین و لجام مرصع کا رکھا ہو اور جن گھوڑون کا وہ ساز
ہو اس اصطبل کو بھی مین جانتی ہون لیکن خواجہ طلسم کا فتح ہونا غیر ممکن ہی بغیر لوح کے فتح نہوگا عمرو نے
کہا اے ملکہ لوح بھی وہ صانع طلسم ہیشر وہ ہزار عالم دلادیگا الحاصل چالیس ہزار اشرفی کے پانے سے عمرو
بہت خوش ہوا اور اتنے بڑے خزانے کا حال سُنکر منھ مین پانی بھر آیا اور شادان و فرحان باتین کرتے سمت
لشکر چلے مگر وہان طائران سحر نے خبر قتل قصاب و سلیمان شہنشاہ ساحران کو پہونچائی اُسنے کف افسوس
ملے اور بغصہ طغیان جادو نام ایک ساحر کو حکم دیا کہ جلد جا کر صرف اتنا دیکھ آ کہ مخمور بھی لشکر مہرخ مین تو
نہین گئی اگر جاتی ہو تو اسکو روکنا اور اگر نہ گئی ہو تو دیکھکر چلا آنا تو مقابلہ نہ کرنا کیونکہ وہ بڑی زبردست ہی
مین خود جاؤنگا اور اسکو گرفتار کر لاؤنگا یہ تقریر سُنکر طغیان روانہ ہوا اتفاق سے جب پار دریاے سحر کے
آیا راہ مین عظیم اور قران جو خونخوار کے تعاقب مین چلے تھے انسے ملاقات ہوئی عظیم نے پوچھا کہ اے
طغیان اس دغا باز کا حال کہو کہ وہ عمرو کو لیکر پاس شہنشاہ کے گیا ہو گا اور اپنی رسوخیت جتاتا ہو گا
دیکھیے کیا زمانہ دغا بازی کا ہی کہ ہمنے تو اسکی جان بچائی عمرو ذبح کیے ڈالتا تھا اسکے پنجے سے چھڑایا
اپنا ہاتھ کٹوایا اور وہ ہمین سے چال کر گیا طغیان یہ سُنکر بولا کہ میان کیا بکتے ہو کون عمرو کو لے گیا یہان

مخمور نے آفت مچائی ہی سلیمان کو مار کر اور قصاب کو راہ عدم دکھا کر اس نا عیار کو لیکر بھاگی ہی یہ کہکر ساری کیفیت مفصل سنائی قران نے جو یہ ماجرا سنا دل سے کہا یہ استاد کو مارنے جاتا ہی اسکو یہین قتل کرنا چاہیے یہ تجویز کر کے کہا ای عظیم بھر اب خونخوار کا تعاقب تو گیا چلو تھوڑی دیر میرے مقام پر ٹھہرو شراب پیو کچھ کھالو تو خدمت شہنشاہ کو مین جانا طغیان نے یہ کلام سنکر پوچھا کہ اے عظیم یہ کون ہین اُسنے کہا انکا نام بیابان جادو ہی مگر بہت خوبیو نکے آدمی ہین بیچارے بڑی دیر سے براہ محبت میرے ساتھ خراب ہین آؤ تم بھی میرے ساتھ لمحہ بھر ٹھہر کر چلے جاؤ اُسنے جواب دیا کہ شہنشاہ ساحران نے خبر منگوائی ہی مجھے عرصہ ہوگا تو وہ خفا ہونگے یہ عذر سنکر قران نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا واہ واہ ایک لمحہ مین کیا حرج ہوگا کبھی کبھی غریبون پر بھی کرم فرمایئے پھر ہم کہان اور آپ کہان یہ صحبت بھی یادگار رہی یہ کہتا ہوا دونون کو ہمراہ لیے درہ کوہ مین جہان آپ رہا کرتا تھا آیا اور مرگ چھالا بچھا یا گلابیان شراب کی آغشتہ بیہوشی سامنے رکھیں دونون کو مسند بٹھایا اور ایک ایک جام شراب بھر کر دیا دونون نے خوب شراب پی اور بیہوش ہوئے قران نے پہلے بغدہ طغیان پر مارا کہ وہ ہلاک ہوا اور غل و شور برپا ہوا دوبارہ عظیم کے سر پر بغدہ لگایا چاہتا تھا کہ یکبہ حمایت کر اور اُسکو اُٹھائے گیا قران بھی بیان سے بھاگا اور کئی کوس نکل گیا وہان دیکھا کہ گاڑیان چھکڑے اشرفی روپے سے بھرے اور ہر قسم کے مال و اسباب سے لدے کنیزین اور ساحر ہزار در ہزار انکو گھیرے ایک سمت چلے جاتے ہین قران ساحر کی صورت تو بنا ہی تھا اُسنے ستفسہ ہوا کہ یہ مال کسکا ہی اور کہان جاتا ہی لوگون نے کہا مخمور کا مال ہی لشکر ماہرخ مین جاتا ہی قران حال تو زبانی طغیان کے سن ہی چکا تھا سمجھا کہ یہ مال بھی گویا ہمارا ہی ہی بحفاظت اسکو پہونچانا چاہیے یہ سمجھ کر ساتھ ہولیا جب کچھ آگے بڑھے ایک پہاڑ پر منظلم جادو نام ساحرہ بیٹھا تھا اُسنے بھی پوچھا کہ یہ اسباب کسکا ہی لوگون نے بتلایا جب اُسنے کیفیت سُنی جھلا کر نعرہ مارا کہ با شیدائے نمکحرامان تم سب شہنشاہ کا گھر برباد کر کے جاتے ہو مین تمھین جیتا نہ چھوڑونگا یہ کہکر ایک سحر ایسا کیا کہ تاریکی عالم مین پھیلی اور ملازمان مخمور اندھے ہوگئے قران اُسکے نعرہ کرنے سے پہلے ہی بھاگ گیا تھا دور سے تاریکی اور مبتلائے آفت لوگون کو دیکھکر ایک ساحرہ معزز کی قطع بنکر اسکے پاس گیا اور اُسکے سحر کی بہت تعریف کی کہ واہ واہ کیا کہنا آپکا مثل نہین آپ جمشید عہد ہین سامری وقت ہین لونا جاری سے بھی یہ نہو سکتا تھا جو آپنے سحر کیا ہی منظلم بزہ انکسار تعریف سُنکر سلام کو جھکا قران پاس تو آہی چکا تھا بغدہ تان کر جو سر پر لگاتا ہی گھوپڑی کے ہزار ٹکڑے ہوئے شور و ہنگامہ مچا گہ مارا منظلم کو وہ تاریکی دور ہوئی اور ملازمان مخمور اچھے ہوئے قران انکے پاس آیا اور کہا چلے چلو تمسے کسی کی مجال نہین

جو آنکھ ملائے انھوں نے پوچھا آپ کون ہیں آپ نے بڑا ہمپر احسان کیا قران نے جواب دیا کہ میں بھی ملکہ کا نوکر ہوں مخمور نے مجھے بھیجا ہو کہ اسباب کی نگہبانی کرکے پہونچا دوں غرضکہ اسی طرح اسباب لیے کچھ عرصے میں داخل لشکر مہرخ ہوے لیکن پہلے انسے مخمور کا تخت پہونچا اور عمرو نے کہا ای ملکہ پہلے مجکو کنارے لشکر کے اوتار دو مخمور نے تخت اوتارا عمرو اوتر کر اندر بارگاہ کے گیا اور آمد مخمور سے مطلع کیا مہرخ نے خبر سنتے ہی حکم دیا کہ سرداران ذوی احترام زیب و زینت فرماکر بہر استقبال مخمور روانہ ہوں اور لشکر بھی بڑے احتشام سے لینے جاے بمجرد ارشاد طبل بشارت پر چوب پڑی اور فوج تیار ہوکر آگے بڑھی بہار اور نافرمان اور مہرخ مو اور طاوس و آفت اور ہلال سحر افگن اور رعد اور برق محشر جملہ ساحران نامی تختہاے سحر پر سوار ہوکر لباس فاخرہ زیب قامت فرماکر روانہ ہوے باجے جنگی بجنے لگے صداے طرقوا بلند ہوئی زمین سے آسمان تک غلغلہ شادمانی بلند تھا نقیبہاے خوش گلو شور تہنیت مچاتے تھے اور کہتے تھے نظم

نہ دیکھی یہ کثرت نہ دیکھا یہ زور — محب شاد ہوں خستہ دشمن ہوں اور

خدایا یہ اقبال عالی رہے — ہمیشہ ظفر کی بحالی رہے

یہ تلوار دشمن کا سر کاٹ لائے — یہ ثعبان خون عدو چاٹ لائے

اسی طرح بصد حشمت و شوکت قریب مخمور پہونچے وہ بھی انکو دیکھکر تخت سے اتری سرداروں نے رسم تعظیم و تکریم ادا کی مخمور ہر ایک کے گلے ملی سب نے خوش آمدی مرحبا کہکر اپنے ہمراہ سوار کیا اور لیکر چلے سیر لشکر کی دکھاتے زر و جواہر لٹاتے بارگاہ کے نزدیک پہونچے مہرخ در بارگاہ پر برسم استقبال منتظر کھڑی تھی نگاہ راہ کی سمت لڑی تھی مخمور وغیرہ دیکھکر پیادہ پا ہوئیں اور جھک کر مجرا کیا اوسنے مخمور کو گلے لگایا اور کہا بیٹی مزاج اچھا ہو تیرے آنے سے میرے لشکر کو تقویت ہوئی اور دل کو سرور حاصل ہوا یہ کہکر خلعت جواہر کار عنایت فرمایا پھر نسترن کا حال استفسار فرماکر مراعات سلطانی اور الطاف خسروانی مبذول کرکے خاطر عشرت اثر کو اسکے شاد کیا اور حکم دیا کہ بارگاہ شاہی کے متصل بارگاہ مخمور کے لیے نصب کی جاے اور جملہ سامان عیش و آرام مہیا ہو اوسوقت منتظمان کار سلطنت درستی بارگاہ میں مصروف ہوئے اور ملکہ مہرخ اپنی بارگاہ میں مخمور کو لائی کرسی یاقوت احمر کی قریب تخت بیٹھنے کو مرحمت کی مخمور نے نذر دی پانچہزار روپیہ علاوہ اور مصارف کے خرچ جیب خاص کیلیے مہرخ نے مقرر فرمایا اور فرمان عشرت توامان جشن ہونے کے لیے صادر کیا پھر تو مغنیاں ماہرو خوش گلو ساز وغیرہ ہر قسم کا لیکر حاضر ہوے اور انجمن یادگار جشن فریدون و جمشید ترتیب پذیر ہوئی سرا سجے

بارگاہ کے ہرسمت سے اُٹھوادیے وہ سامنے صحرا وکوہ مین درختون کی سرسبزی مردہ دلون کو زندہ جاوید بناتی تھی خضر راہ جادہ عشرت نظر آتی تھی پانی چشمون کا بصد لطافت لہرین لیتا تھا دل کو بادہ خواران بزم کے ٹھنڈک بخشتا تھا بارگاہ مین ہر ایک سردار و عیار بصد عشرت بادہ کشی کر رہا تھا مطرب بالحان داؤدی نغمہ مسرت سُناتا تھا کہ ابیات

شگفتہ شد گل حمرا و گشت بلبل مست
اساس توبہ کہ در محکمے چو سنگ نمود
بیار بادہ کہ در بارگاہ استغنا
ازین رباط دو در چون ضرورتست رحیل

صلائے سرخوشی اے عاشقان بادہ پرست
ببین کہ جام زجاجے چگونہ اش بشکست
چہ پاسبان و چہ سلطان چہ ہوشیار چہ مست
رواق طاق معیشت چہ سر بلند و چہ پست

الحاصل یہ سب مطیعان عمرو عیش و مسرت مین مشغول ہین اور قران بھی مال و اسباب لیکر آچکا ہی مخمور کے ملازم اور کنیزین جملہ راحت و آرام سے یہان فروکش ہین لیکن اب حال حزن مآل افراسیاب بدسگال کا سلک تسطیر مین منسلک کیا جاتا ہی

داستان بھیجنا افراسیاب کا ہوشیار کٹنی کو واسطے گرفتاری مخمور کے اور مارا جانا اُس کٹنی کا عمرو کے ہاتھ سے اور گرفتار ہونا مخمور کا اور چھوٹنا عمرو کی عیاری سے پھر نامہ آنا لقا کے پاس سے افراسیاب کو اور بھیجنا افراسیاب کا ساحران نامی کو بہر جنگ حمزہ صاحبقران اور مقابلہ کرنا ساحرون سے شہزادہ ملک قاسم کا اور عشق ہونا شہزادے کا ملکہ نرگسی چشم دختر حنظل جادو سے اور کشتہ سحر ہونا آخر کو اور جانا طلسم آئینہ مین شہزادہ ایرج کا۔ ملؤلفہ

اے کعبۂ دین بادہ خواران
زاہد نے ہی تجھ سے منھ کی کھائی
اے مجمع خلق و لطف و احسان
اللہ رکھے تجھے سلامت
برسات کی فصل ساقیا ہی

وے قبلۂ مسلم رند کیشان
اے شیخ مقیم بیت احرام
اے ساقی مہربان و ذی شان
پھر دل ہی طپان بشکل بسمل
اے پینے کو دل ترس رہا ہی

اے دشمن جان پارسائی
جسکا کرے طوف ہر مے آشام
ہو دختر رز کی تجھ سے حرمت
پھر زیست ہمین ہی اپنی مشکل
گھنگھور گھٹائین آکے برسین

افسوس ہے کو جاہ رسین
وہ جام دے جو دکھائے یہ رنگ
دکھلاؤن بہار باغ الفت
ہر اک جسے پڑھ کے مست ہو جائے
فریاد ہے دہن سے دمساز
پھر ضعف سے اک غشی سی چھائے
ساقی بادل گھرا ہوا ہی
بدلی مین جو جام لب تلک آئے
خورشید سخنوری ہو پیدا
دکھلاؤ چمک دمک بیان کی
افروختہ تر ز شب چراغے

اس ٹھنڈی ہوا مین یہ ہوس ہی
جادو و عیاری اور نیرنگ
اک عشق کی داستان لکھو مین
صبر و ہوش و خرد سے کھو جائے
پھر ہاتھ بڑھین سوے گریبان
پھر بے خبری خبر کو آئے
وہ سرخ ہو مے گھٹا مین کالی
منھ سے مرے آفتاب لگ جائے
مے پی چکے اب تو حسب لخواہ
مشتاق ہی بزم داستان کی
لفظش جو طراوت معانی

یاد مے سرخ ہر نفس ہی
وہ دے جو مجھے ایاغ الفت
اس رنگ مین پھولوں و پھلو مین
پھر شیشہ دل سے آئے آواز
پھر ہونے لگین جنون کے سامان
ایسے مین جو جام دے مزا ہی
جیسے کہ مسی پہ ہووے لالی
مشرق کی طرح دہن ہو میرا
دل سکے گئے ہوے ہین ہر جاہ
ہر نکتہ از و شگفتہ باغے
معنیش چو آب زندگانی

حدیقہ بندان گلشن معانی و گل چینان بہارستان نکتہ دانی عندلیبان شاخسار غرائب حکایات و مرغولہ سنجان چمنستان عجائب روایات ریاض اسمار مین نغال خوش کلامی اس طرح بٹھاتے ہین و رعنا دل وار گلزار تحریر مین صریر کلک سے یون زمزمہ سنجی فرماتے ہین کہ افراسیاب منتظر خبر مخمور بیٹھا تھا کہ عظیم کو نیچہ سحر جو قران کے ہاتھ سے بچا لے گیا تھا سامنے لایا اور اسنے قتل ہونا طغیان کا بیان کیا شاہ جادوان نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اس اثنا مین افسر لشکر حیرت کی عرضی آئی اسکو جو پڑھا لکھا تھا کہ مخمور لشکر مہرخ مین آئی ہی اور جو کچھ تعظیم اور استقبال اور جشن کی کیفیت تھی وہ سب اس عرضی مین درج تھی اس حال کے معلوم ہونے سے شاہ جادوان قاصد ہوا کہ مین خود بہر گرفتاری مخمور جاؤن لیکن مصوّر مانع ہوا کہ حضور کا جانا اچھا نہین عمرو نے یہان آکر کیسی آفتین برپا کی تھین مبادا نسبت بندگان شہنشاہ کے کوئی بے ادبی کرے تو بہتر نہ ہوگا اس فہمایش سے شاہ جادوان جانے سے باز رہا اور صرصر کو جو پہلے سے حاضر دربار تھی سامنے طلب کرکے بہت برا بھلا کہا کہ تجھ سے کچھ نہین ہو سکتا جب عیار طلسم مین نہ آئے تھے تو بہت کچھ اپنی تعلیان کرتی تھی اب استادی وہ کہان گئی صرصر ان باتون کو سنکر عرض پیرا ہوئی کہ پہلے بھی یہ کنیز عمرو کو گرفتار کرا لائی تھی اور اب بھی کسی طرح کاصر نہین ہی جاتی ہون اور گرفتار کیے لاتی ہون یہ کہکر رخصت ہو کر چلی اسکے جانے سے شاہ جادوان کو کچھ تسکین نہوئی اور حیرت سے پوچھا کہ تمھارے ملک مین

پانچ کٹنیان رہتی تھیں انھیں طلب کرو حیرت نے بموجب ارشاد چوبدار روانہ کیا اُسنے کٹنیون کو اطلاع دی
پانچون حسب الطلب لباس مکاری زیب بدن کر کے خدمت شہنشاہ مین حاضر ہوئین یہ پانچون فریب
اور دغابازی مین شیطان کو درس دیتی تھین اور نیرنگ سازی و عربدہ پردازی و نقشبازی مین دہم
وخیال کو سبق پڑھاتی تھین کہ **بیت**

لعبت بازگیر صحرا و دہ — وز دو دگان بردہ بہ بازی فرہ

انھون نے جب شاہ کو تسلیم کی اُسنے پوچھا کہ تم کیا کرسکتی ہو کٹنیون نے جو شاہ کو اپنی جانب مجاطب
پایا اور موقع جسارت دیکھا فوراً قریب تخت آئین اور بلاگردان ہوئین کہ ہم تیرے واری اور
نثار ہوجائین اور صدقہ جائین ہمارے کام کو آپ کیا پوچھتے ہین ہمنے سیکڑون گھر غارت کردیے
لاکھون کو بہلا کر پھسلا کر پیچ ڈالا ہزارون نسبتین اور بیاہ کرادیے اور صدہا طلاقین دلادین آپسمین
دوشیدائے محبت کے جانی دشمنی کرادی اور بہت بہو بیٹیان جنکا دامن تک کسی نے نہ دیکھا تھا
اُنکو نو نو یار کرادیے اور بڑے بڑے الڑیل مہاجنون کے گھر بھید بتاکر چورون کو کودیا جہان ہوا
نہ جاسکتی تھی وہان کا حال بتایا اب دُنیا مین تو کوئی جعل و فریب ایسا نہوگا جو ہمکو آتا نہو ہم
آگ لگا کے پانی کو دوڑتے ہین دوست رہتے ہین اور دشمنی کرتے ہین ہمارے کاٹے کا منتر نہین
کہیے تو زمین مین سما جائین اور دنیا ز پشت ماہی تحت الثریٰ سے چرالائین اور اگر فرمایے تو فلک چہارم
پر اپنے تئین پہونچائین اور ورق آفتاب سے سونا اُتار لائین آسمان پھاڑ کر تھگلی لگانا ہمارے
بائین ہاتھ کا کرتب ہی عرش اعظم ہلنے لگے اس طرح دل ہلاتے ہین شہنشاہ نے یہ تقریر سُنکر استفسار فرمایا
کہ تم مین زیادہ اُستاد کون ہی انھون نے اپنے مین ایک عورت کو بتایا کہ وہ سب سے زیادہ ضعیف
اور نام اُسکا ہوشیار کٹنی ہی اُسکو سب نے کہا کہ یہ ہماری بڑی ملکہ شیطان کی خالہ ہی اور اکثر ہمکو
فریب اسنے سکھایا ہی کہ **بیت** دیدہ دری پُر ہنرے تیز ہوش ٭ حیلہ گرے سخت دلی سخت کوش ٭
شہنشاہ ساحران نے صفت **ہوشیار** کی سُنکر ارشاد فرمایا کہ **مخمور سرخ چشم** یہان سے بھاگ کر
لشکر مہرخ مین گئی ہی چاہتا ہون کہ تو اُسکو گرفتار کرادے اور وہان سے نکال لائے مجھ تک پہونچادے
ہر چند کہ ساحر زبردست بھیجکر مین اسکو قید کرا سکتا ہون لیکن ساحر کو عیار قتل کر ڈالتے ہین بدین وجہ
کہ عیار مکار ہین اور مکار سے مکاری ہی کر کے انسان پیش پاتا ہی اور گوے سبقت میدان فطرت
سے دانشمند ہی لیجاتا ہی مین تجکو بھیجتا ہون اگر اس مہم کو اپنے حسن تدبیر سے تو سر انجام دیگی مال
دنیا سے مستغنی کردونگا اور مرتبہ و اقبال کی افزونی جاہ و دولت سے ترقی ہوگی کہ تمام عالم

تجھپر رشک کریگا بمصداق قطعہ

چو کار تو از حق بر آمد چنان کن	کہ یارے تر از تو کارے بر آید
نظر در مرادات یاران ہمان بہ	کہ بے زحمت انتظارے بر آید

ہوشیار نے مراعات شہنشاہی اپنی نسبت دیکھکر درج مکاری دہن سے شعبدۂ سخن ظاہر کیا کہ قربان جاؤن یہ کونسی بڑی بات ہی جسکے لیے سرکار اسقدر بمبالغہ تاکید مین فرماتے ہین ایسے کام تو میری چھوکریان کرلیتی ہین اور میری تو یہ صفت ہی کہ بیت

تریاک وزہر ہست مرا بر سر زبان	این بہر دوستان بود آن بہر دشمنان

مخمور اور عمرو وغیرہ کو باندھکر اگر حضور مین نہ لاؤن تو نام اپنا ہوشیار نہ رکھا آپ اطمینان کامل رکھیے شہنشاہ جادوان نے اُسکو خلعت مرحمت کیا اور زر وجواہر دیکر کٹنیون کو بھی رخصت فرمایا اور ایک ساحر سے حکم دیا کہ ہوشیار کو دریاے خون روان کے پار پہونچادے اسنے تخت سحر پر کٹنی کو بٹھایا اور لیکر چلا بعد جانے کٹنی کے افراسیاب بھی مع حیرت اور مصور وغیرہ کے وہان سے اُٹھکر باغ سیب مین آیا اور حیرت سے کہا کہ تم بھی مقابلہ مہرخ مین جاؤ اور اپنے لشکر مین ٹھہر کر منتظر وقت کی رہو حیرت یہ حکم سنکر سوار ہوئی اور اپنے لشکر کی طرف گئی اس عرصہ مین پنجہ سحر نامہ خداوند باختر لقا کا لایا اسکو جو پڑھا لکھا تھا کہ عرصۂ مدید منقضی ہوا کہ کوئی ساحر ہماری مدد کو نہین آیا لازم کہ بمجرد نامہ دیکھنے کے کسی ساحر زبردست کو روانہ کرو کہ ع

صبا ز منزل جانان گذر دریغ مدار	وز و بعاشق بیدل نظر دریغ مدار

شاہ جادوان مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر حرف زن ہوا کہ ای خونخوار شمشیر زن جادو تم پہلے مخمور کو گرفتار کرنے گئے تھے لیکن سلیمان کے ہاتھ سے بھاگ آئے اب خداوند کی مدد کو جاؤ گے خونخوار نے جواب دیا کہ حضور کا اقبال چاہیے مرجانا اور بچانا کیا افراسیاب نے کہا تم اپنے بھائی عمود زن جادو کو بھی اپنے ہمراہ لیلو اور لشکر کثیر لیجاکر خداوند کی مدد کرو اس حکم کو سنکر خونخوار اور بھائی اُسکا عازم روانگی ہوے خلعت رخصت پایا فوج ساحران کو حکم تیاری ملا بارہ ہزار ساحر مسلح و مکمل ہوکر طائران سحر پر سوار ہوے باجے بجے اور ناقوس پھنکے افسر اژدہون پر چڑھکر چل کھڑے ہوے ان اژدہون سے یہ معلوم ہوتا تھا آسمان پر پانی لہرین لے رہا ہے یا فلک نے موذی پن ظاہر کیا ہی قطعہ

گہے شدہ چو سپر گرد گہ بہ نیزہ دراز	گہے نمودہ ز تن حلقہ ہا کمند آسا
نہ ابر لیک دو برق اندر و شدہ پنہان	نہ بحر لیک برو موج بیکران پیدا

اسی طرح بعد قطع مسافت راہ طلسم سے باہر نکل کر بر سبیل یلغار قریب لشکر لقا پہونچے سلیمان و بختیارک آمد فوج ساحران کی علامت دیکھکر استقبال کو آئے خونخوار اور عمود سے ملاقات کی لشکر ساحران مقام پاکیزہ مین اُترو دیا اور ان دونون کو باعزاز تمام بارگاہ مین پہونچایا لقا کو دونون نے سجدہ کیا اور دنگلون پر قرار لیا ساقی سہ لقا نے جام مے ارغوانی انھین پلایا اور ناچ ہونے لگا جب دماغ انکے بادۂ خوش گوار سے سرگرم ہوے حال لشکر امیر پوچھا بختیارک نے ابتداے پیدایش امیر یعنی زمان نوشیروان سے ہنگام اپنے بیان تک مفصل کہ سنایا اور کہا باعث فتح پانے اسلامیون کا یہ بھی ہو کہ داماد خداوند کے اُدھر تو سے اور بیٹیان لشکر حمزہ مین موجود ہین اور خداوند لاکھون تقدیرین روز فرماتے ہین تمام عالم کے مالک ہین پس بیٹیان خداوند کی کہ نور چکیدۂ قدرت ہین ضرور ہزار دو ہزار تقدیر کی مالک ہونگی وہ بھی تقدیر کرتی ہین کہ جو امیر سے لڑتا ہی مارا جاتا ہو اور جو طلسم مین عمرو سے مقابلہ کرتا ہی ہلاک ہوتا ہی اور اب سکے خداوند کی بڑی بیٹی کے شوہر شاہزادہ بدیع الزمان جو طلسم مین قید ہین خداوند زادی چاہتی ہونگی کہ طلسم برباد ہوجائے خونخوار اور عمود نے جو یہ تقریر سنی ہوش باختہ ہو گئے اور گھبرا کر بولے کہ پھر ہمارا لڑنا بیکار ہی ہمین چاہیے کہ حمزہ کی اطاعت کرین بختیارک نے جواب دیا کہ یہ امر خداوند کو منظور نہین کہ جو میرا حریف ہو اُسکی اطاعت کرین فی الجملہ خداوند کی مشیت پیچیدہ بہت ہی بہتر یہ ہی کہ جو خداوند فرمائین وہ انسان کرے اور دمبدم متوقع نزول رحمت خداوندی کا رہے کہ بمصداق

بیت

گنہ اگرچہ نبود اختیار ما حافظ		تو در طریق ادب کوش گو گناہ منست	

غرضکہ دو روز اسی طرح یہ دونون تباہ روزگار صحبت آرا رہے اور کسل سفر سے آسودہ ہوے ایک دن جس وقت کہ تیغ حیات سوز نور ہندوی شب پسپہر زرنگار آفتاب پر پہونچی اور رایت پرچم سیاہ میدان روزگار بے مہر من اللیل اذا یغشیٰ کا بلند ہوا کہ بمقتضاے نظم

ہوے بدخواہ یک دیگر جو مردم شب تیرہ ہوئی فتنے پہ مائل		مہر خورشید نے دستار کی گم سیاہی ہو گئی ہر سمت حائل	

دونون ساحران نابکار آمادۂ کارزار ہوے اور حکم دیا کہ لشکر مین طبل جنگ بجے ہر ایک معلوم کرے کہ کل معرکۂ جدال و قتال ہی بے لڑے بھڑے جان بچنا محال ہو اس حکم کے بموجب لشکر ساحران مین صداے نقارۂ رزمی بلند ہوئی جواسیسان لشکر امیر بعد توقیر روبروے شہنشاہ کشور گیر بارگاہ اسلامیان مین آئے اور مراسم تعظیم و تسلیم بسر ارادت بجا لائے لب عجز کو دعاے دولت ابد قرین بادشاہ

مین واکیا کہ قطعہ

سکای مبارک پی شہنشاہی کہ حاصل کردہ اند ۔ اختران آسمان از طلعت بنیک اختری
سور دولت شو و چون سایہ پر ہماے ۔ بر ہر آن بومی کہ تو ظل ہمایون گستری
من چہ گویم در کمال کبریاے حضرتت ۔ آفرین باد آفرین کز ہر چہ گویم برتری

وہ ساحر تیرہ روبد انجام خونخوار شمشیر زن عمود زن جادو نام نے لشکر عدو مین آکر قیام کیا تھا آج طبل جنگ بجوایا ہی آمادہ حرب ہوکر بکھیڑا مچایا ہی باقی خیریت ہی یہ عرض کرکے ہرکارے دوبارہ خبر لینے سدھارے لیکن شاہ گردون بارگاہ نے حکم محکم قضا شیم بوق ترکی اور نائے گیومرثی کے بجنے کا صادر فرمایا چالاک بن عمرو نقارخانہ سکندری مین آیا داروغۂ نقارخانہ نے نذر دی لیکر واسطے عمرو کے امانتاً جمع کرکے پھر غاشیہ طبل اٹھاکر چوب لگائی جسکی صدا سے نسر طائر سپہر فلک پر پھڑ پھڑایا اور گاؤ زمین کا سر پھرا خلاصہ یہ کہ ارض و سما مین زلزلہ پڑگیا کہ نظم

قیامت سے نہ تھا کچھ شور وہ کم ۔ لگے ہلنے جبال و دشت اس دم
ہوا بہتون کا زہرہ خوف سے آب ۔ ہر اک دل فرط دہشت سے تھا بیتاب

دلاوران عرصہ گاہ نبرد ہوشیار ہوکر سامان جنگ جوئی مین مصروف ہوے شاہ نے دربار سویرے برخاست فرمایا ہر ایک بہادر اپنی جگہہ پر آیا سلح خانے کھل گئے ہتھیار نکلنے لگے گھوڑون کے ساز درست ہونے لگے زرہ جوشن و برگستوان پسند کرکے زیب تن سازان نامی کرنے لگے اُس طرف ساحر سحر جگاتے تھے پوجا پاٹ جاپ منترون کے ہو رہے تھے ڈمرو بجتے تھے نقیب اور جارچی دونون سمت کے تعریف شجاعت کرکے دل مردان عالم کے بڑھاتے تھے چار پہر رات تک یہی معرکہ رہا آخر وہ زمانہ آیا کہ لواے ظلام ترک شب تیرہ فام نگون سار ہوا اور شہنشاہ گردون سریر بفر و تمکین تیغہ مہر اور نیزہ خط شعاع لے کر توسن سپہر پر سوار ہوا کہ نظم

دگر روز کاین خسرو خاوری ۔ برآمد برین چرخ نیلوفری
زمانہ در روشنی باز کرد ۔ جہان بازی دیگر آغاز کرد

صبح ہوتے ہی سپاہ جنگجو کینہ خواہ جانبین سے قشون قشون اور انبوہ انبوہ وارد دشت وغا ہوئی امیر پچھلی رات سے مصروف طاعت آلہ تھے دعاے فتح و ظفر مانگتے واسطے خاصان خدا کے دلاتے تھے نہایت خضوع و خشوع سے استغاثہ فرماتے تھے کہ بقول رباعی

بندہ سے ہو کیا بیان اوصاف خدا ۔ قطرہ کیا کہہ سکے صفات دریا

کن کہتے ہی ہو گیا سبھی کچھ موجود ‌ ‌ حقا کہ تو ہی ہو مالک ارض وسما

تجھے اس لشکر شقاوت اثر پر فتحیاب فرمانا ہر آفت سے بچانا اس دعا کرنے مین خبر درود جنود میدان قتال مین پہنچی آپ بھی سلاح جنگ سے آراستہ ہو کر اور تبرکات انبیا علیہم السّلام ذات فائض البرکات پر پیراستہ فرما کر مسجد کے پاس سے برآمد ہوئے اور اشقر دیوزاد پر سوار ہو کر دولت والا ہمت سلطان گردون رفعت پر حاضر ہو کر ٹھہرے یہان تمام سرداران لشکر یگان یگان آئے اور امیر کو مجرا کر کے منتظر تشریف آوری شہنشاہ ہوئے کہ یکایک عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ چرخی پر کھنچا ہر ایک سردار مع امیر کے مجراگاہ پر جا کر کھڑا ہوا دیکھا محل سے کنول بردارنیان اور لالٹینین اور پنجشاخے دلیان طلائی نقرئی پنجشاخے لیے ظاہر ہوئین اور اطفال مہ لقا عود و عنبر کے لگنے اور بوٹے بچھر کرتے ہوئے پھر ترکنین اور جلبشنین اردہ بیگنیان وغیرہ انتظار کنان دروازے تک آئین اور کہاریان تخت جہان پناہ اٹھائے لباس زرین مچھلیان سرون پر لگائے جیسے ہی دروازے پر پہونچی تھین کہ کہارون نے تخت بڑھکر بدلوایا اور اہتمام زمانہ پھر گیا مردہا پکارا کہ نظم

شاہ گردون پناہ عالی جاہ ‌ ‌ زیر فرمان ہو ماہی سے تاماہ
مہر خصلت ہو یہ نکو القاب ‌ ‌ رونق تخت و تاج عرش جناب
دشمن اس گھر کے نامراد رہین ‌ ‌ دوست آباد اور شاد رہین

جمال باکمال سلطان عالی شان جب نظر آیا امیر اور سردارون نے مجرا کیا پایۂ تخت شاہی کو بوسہ دیا چارطرف سے سردار گھوڑے اڑاتے قلب میں تخت کو لیے نقارے پر چوب پڑتی نقیب فسانۂ جنگ پہلوانان گذشتہ پڑھتے آگے بڑھے اور اسی شان وشوکت سے قریب دادگاہ مصاف پہونچے پھر تو یہ کیفیت تھی کہ ابیات

اٹھا ہر سمت سے شور قیامت ‌ ‌ ہوئی بس مشتعل نار عداوت
زمین ہلنے لگی نیچے قدم کے ‌ ‌ کیا طوفان بھر پرے نے علم کے
ہوا وہ آب بستہ بحر جاری ‌ ‌ معاذ اللہ اسکی اضطراری
جو قطرہ تھا وہ سیلاب مان تھا ‌ ‌ جو ذرہ تھا وہ دشت بیکران تھا

جس وقت کہ وارد دشت قتال ہوئے دیکھا کہ لقا فوج بیکران لیکر بڑے کر و فر سے تخت ہاتھی پر کھچوائے آتا ہی بختیارک خواصی مین بیٹھا مگس رانی کر رہا ہی گرد سالاران لشکر کا مجمع ہی فوج ساحران کا ایک جانب پرا جما ہی برقین تلوار کی چمکتی ہین سحر سے شعلہ ہاے آتش بلند ہین ماے

اور دہل کی آواز گنبد گردان گردون مین پیچیدہ غرضکہ اول بیلدارون نے میدان برابر کیا پھر سقون نے گرد و غبار آب پاشی کرکے بٹھایا اور صف آراؤن نے میمنہ و میسرہ درست فرمایا کڑکیتون نے کڑکا سُنایا کہ نظم

ہوئے آراستہ لشکر بدستور ۔ دل خالی ہوا جینے سے معمور
نقیبون نے صدا دی یہ باہنگ ۔ دلیرو ہے یہ وقت نام اور ننگ
نہین ہے پیچھے رہنے کا یہ ہنگام ۔ بڑھے آب روان کی طرح ہر گام
دمامے کوس دان بجتے تھے ہر بار ۔ ہوا تھا فتنۂ خوابیدہ بیدار
بھرا تھا دل یہ ہر نقارچی کا ۔ کہ شہنا پہ گمان امتلا تھا

جب کارسازی لشکر ہو چکی عمو وزن جادو اجازت لقا سے لیکر میدان مین آیا پہلے آگ پتھر برساکر اپنی شوکت جتاکر للکارا کہ ای لشکر خداپرستان وای زیردستان جسکو آرزوے مرگ ہو آئے میدان مین لشکر امیر مین شہزادہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاور سیاہ نیزۂ صاحبقران دست چپ مین شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی پر سوار تھے اور یہ گھوڑا طلسم کا ہو باگ پر اُسکی ہاتھ ڈالا کہ مین اس ساحر کا جاکر سامنا کرون اُسوقت ملک باختر وغیرہ کے زیرکردہ سردار گرد اگرد کھڑے تھے اس ارادے پر اطلاع پاکر عرض رسا ہوے کہ ہم جب تک زندہ ہین جان نثاری کرینگے اور آپکو لڑنے نہ دینگے یہ کہکر تہمتن خان خاوری نے گھوڑا اُڑاکر سامنے تخت شاہی کے آکر دست بستہ اجازت حرب چاہی بادشاہ نے فرمایا کہ سپرد کیا خداے قدیر کو تہمتن رخصت ہوکر سامنے عمو وزن کے آیا اُس بیحیا نے سینہ بے کینہ کو اس بہادر کے تاک کر نیزہ لگایا تہمتن نے سنان نیزہ کو اپنے برچھے کی سنان پر روکا چند طعن ردو بدل ہوئی تھین کہ نیزہ عمو وزن کے ہاتھ سے نکلکر دُور گرا اور اُسنے شرمندہ ہوکر عمو دبر پھر پڑھکر مارا ایک شعلۂ آتش اس گرز سے نکلکر تہمتن پر گرا کہ یہ دلاور بیہوش ہو گیا اُسنے قاش زین سے کمربند مین ہاتھ دیکر اُٹھالیا اور رشکریان لقا کو بلاکر اُنکے حوالے کیا لقا نے حکم دیا کہ ایک خیمہ مین قید بٹھاکر اسکو گرفتار کرو بموجب حکم تہمتن کو ہتھکڑیان بٹھاکر قید کیا اور عمو وزن نے پھر نہیب دی کہ اور جسکا جی مرنے کو چاہے وہ لڑنے کو آئے ابکی تہمتن کا بھائی التماس خان خاوری اجازت شاہ سے لیکر مقابلے کو آیا لیکن اُسپر بھی وہی حادثہ گذرا اور گرفتار ہو گیا پھر عمو وزن مبارزخواہ ہوا ادھر سے زہراے جوشن پوش حسب ارشاد شہنشاہ سامنے گیا لیکن ضرب گرز سے ساحر کی بیہوش ہوا اسی طرح تا بہ شام پچیس سردار مطیع و منقاد شہزادہ قاسم اسیر سرپنجہ تقدیر ہوے قاسم اُسوقت خود

عازم میدان ہوا لیکن از بسکہ شام ہوگئی تھی اور وہ زمانہ ہوا کہ خورشید عالم افروز سیاہ زنگبار شب کی وجہ سے زنجیر شعاع میں بندھ کر زندان کدہ مغرب میں گیا اور ظلمت آباد نام اس جہان بیوفا کا رکھا گیا ترک فلک تھالی نے امیر ہوا کہ نظم

رہی اس طرح سارے دن وہ پیکار		رہا پھر صبح پر موقوف وہ کار	
صفیں ٹوٹیں رہی قائم وہ بازی		ستاروں میں بھی تھی اک ترکتازی	

عمو دزن طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھرا مگر کہتا گیا کہ اے مسلمانان اگر تمنے آج رات کو خدمت خداوند میں آکر سجدہ نہ کیا تو کل کا دن تمھارے لیے روز فردا ہوگا یعنے کوئی زندہ نہ بچے گا یہ لاف وگزاف لشکر غازیوں نے بھی لعن وطعن لقا پر کی آخر دونوں لشکر رزم گاہ سے پھر کر خیمہ میں آئے اور سب نے کمر کھولی آسودہ ہوئے طلایہ کے گشت اور اردلی کی چوکیاں ہوگئیں عیار اپنے اپنے سردار کی بارگاہ پر حفاظت کے لیے آئے بادشاہ نے شب کے دربار کا نظارہ کیا سردار دست راست اور دست چپ آکر نگلہاے شوکت پر متمکن ہوئے ساقیان حور پیکر جام بادۂ احمر انجمن نشینان کو دیتے تھے لیکن بوجہ گرفتار ہو جانے سرداران قاسم کے مزاج ہمایون شہنشاہ مکدر تھا ناچ ورنگ کا چرچا نہ تھا اور اسطرف لقا بھی اپنی بارگاہ میں جب پہونچا فرط عشرت سے حکم جشن ہونے کا دیا لولیان قمر طلعت و رامشگران مہر صورت نے ترانۂ خرمی آغاز کیا رقص و سرود کا ہنگامہ گرم ہوا لشکر میں اچھی سب طرح کی درستی ہوگئی سرداران امیر جہان قید ہیں وہاں ساحروں نے حصار سحر کر دیا کہ کوئی عیار آکر دست برد نہ کرے بعد اس اہتمام و انتظام کے بختیارک نے عمو دزن کو گرمایا کہ دشمن کو فرصت دینا اچھا نہیں ہی آج ہی نقارۂ رزم بجواؤ اور لشکر عدو کا خاتمہ کرو خداوند کی عادت ہی کہ تقدیر پلٹ دیتے ہیں آج تمھاری نسبت تقدیر اچھی کی ہو آیندہ شاید بندگان مغضوب پر رحم آجائے اور تقدیر پھیر دیں اس سے بہتر ہی کہ اسوقت کو غنیمت سمجھو ان باتوں کو سنکر عمو دزن نے حکم دیا کہ کوس رزم پر چوب پڑے بموجب حکم نفیر سحر کو دم ملا اور لڑنے والوں نے نقارۂ جنگی بجایا ہرکاروں نے جو بہر جاسوسی یہاں موجود تھے خبر جا کر خدمت شاہ اسلام میں گذارش کی شہنشاہ شنوۂ نواخت طبل رزم کی نسبت کچھ فرمانے نپاے تھے کہ شاہزادہ ملک قاسم دنگل افراسیابی سے اٹھکر روبروے تخت شاہ آئے و باادب تمام عرض پیرا ہوئے کہ نظم

شہا بخت وجاہ تو پاینده باد		مہ و سال میمون و فرخنده باد	
فلک بندہ و آفتابت غلام		زمانہ مطیع و جہانت بکام	

آج میرے نام پر طبل جنگ بجے یعنی کل سوا میرے اور کوئی مقابلہ کرنے ساحروں سے میدان میں نہ نکلے

کیونکہ اس حقیر کے رفیق آج بہت سے گرفتار ہوگئے ہین چاہتا ہون کہ عمرو ذزن کو سزاے سخت دون اور سر اُس ناسزا کا کاٹ کر خدمت عالی مین حاضر کرون اور یا مین بھی مثل اپنے رفقا کے اسیر و دستگیر ہو کر اُن وفا شعارون کا ساتھ دون کہ قطعہ

بصحبت یاران غنیمت دان کہ نقد زندگی   خاص از بہر نثار صحبت یاران خوش است
خوش بود بہر تماشا گلشن عمر عزیز   آن تماشا ہم بدیدار ہوا داران خوش است

یہ عرض شہزادہ گرامی منزلت کی شہنشاہ نے مسموع فرما کر ارشاد کیا کہ ای شہزادہ عالی ہمم وہ ساحر اظلم ہی تمھارا اور اُسکا مقابلہ کیا ہی بس مناسب ہو کہ

نہ ہر جاے مرکب توان تاختن   کہ جاہا سپر باید انداختن

انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی زمانہ آئیگا کہ ساحران نا ہنجار برباد و خوار ہونگے اور سردار تمھارے رہا ہو کر آ ملینگے غرض ہر چند لآلی آبدار اندرز و پند دامن شہزادہ مین شاہ اسلام نے گرا‌ئے لیکن قاسم نے انکو زیب گوش اپنے شاہد ہوش کے نہ کیا اور اپنی عرض کے پذیرا ہونے پر مصر ہوا اور کہا اگر میرے نامزد ہو کر طبل جنگ نہ بجیگا تو غلام اپنے تیئن چوب رنگ کریگا آخر بادشاہ نے حکم دیا کہ تخصیص کے ساتھ بنام شہزادۂ قاسم نقارہ رزم بجے یعنی یہ مشتہر کر دیا جاے کہ کل سواے قاسم کے کوئی لڑنے کا ارادہ نہ کرے حسب الارشاد خسرو گیتی ستان چالاک نے نقارخانے مین جا کر شرطیہ بنام شہزادہ قاسم طبل سکندر پر چوب لگائی کہ نظم

یہ غرش مین ہوا طبل سکندر   زلزل مین پڑے کہسار اور بر
اڑے تھے اس صدا سے دیو کے ہوش   دریدہ اُس سے تھا ہر پردہ گوش

طبل شرطی بجنے سے دونون لشکرون مین قاسم کے مقابلے کی خبر مشتہر ہوئی اور بختیارک نے جب یہ کیفیت سنی پکارا الصلواۃ بر محمد و آل محمد و لعنت بر لقا ای عمرو ذزن اب تم دونون بھائی زندہ رہتے نظر نہین آتے آج خداوند کے داماد نے طبل اپنے نام پر بجوایا ہی پھر خداوند کب چاہینگے کہ بیٹی میری رانڈ ہو جائے اور اُدھر خداوند زادی تدبیر تیرے ہلاک ہونے کی کرے گی عمرو ذزن یہ تقریر سنکر گھبرایا اور لقا کی طرف بحسرت دیکھا اُس مرتد نے کہا تم نہ گھبراؤ شیطان کے کہنے پر نہ جاؤ وہ ورغلاتا ہی اور اسکا کام بندگان قدرت کو بہکانا ہی مین تقدیر آج مٹھی مین بند کیے لیتا ہون کل جیسا موقع دیکھونگا ویسا کرونگا خلاصہ کلام تیاری جنگ کی دونون لشکرون مین ہونے لگی شاہ لشکر اسلام نے دربار سویرے برخاست فرمایا ہر ایک سردار اپنی اپنی بارگاہ مین آیا قاسم جب اپنے مقام پر

پہونچے دل سے مشورت پذیر ہوے کہ کل روز معرکہ بنر دہی سحر سے تم نابلد ہو ضرور ہو کہ قتل ہوگے یا گرفتار ہوکر سامنے لقا کے پہونچوگے پھر وہ دشمن خدا بڑے عذاب سے قتل کرائیگا اس سے بہتر ہی کہ اس دُنیاے فانی پر اعتبار نکرو اور خوان پر از نعمتہاے گوناگون جہان سے آج تم بھی چاشنی عیش و مسرت چکھو اور اُسکی لذت معلوم کرو کیونکہ اس غدار نے ہزارون کو براز حسرت و ارمان آغوش لحد مین سلایا ہو اور سیکڑون کو بہ ہزاران تمنا و آرزو خاک مین ملایا ہو کون اس دار ناپائدار سے دلشاد ہوکر گیا اور کس نے اس سے دل لگا کر نخل عشرت و کامرانی ثمر مراد اور امید بدامن آرزو مین چنا کہ **نظم**

ازل سے ہی یہی دنیا کا دستور	کوئی ناکام ہو اور کوئی مسرور
کسی کے بر مین ہی پیراہن زر	نہین سر پہ کسی بے پر کے چادر
کسی کا گھر ہی رشک صحن گلشن	کوئی بلبل نمط کرتا ہو شیون
کسی کا رات کو ہی خشت زیر سر	کسی کے سر پہ ہی شاہی کا افسر

خلاصہ کلام دل سے شہزادے نے دنیا کو فانی سمجھ کر تہیہ کیا کہ آج سامان عشرت ہر طرح کا مہیا کرکے خوب عیش و نشاط مین بسر کیجیے کہ **بیت** برلب جوے نشین وگذر عمر ببین + این اشارت ز جہان گذران مارا بس + اس کیفیت کو دل سے تجویز فرماکر سیارہ بن عمرو اپنے عیار کو بلا کر ارشاد کیا کہ لشکر اسلام جہانتک اُترا ہوا ہی اسکی حد سے پانچ کوس بڑھکر لب دریا خیمہ زربفتی ہمارے لیے نصب کیا جاے اور صحرا کے درختون کو بادلے سے منڈھوا دو کوسون تک روشنی کرا دو ارباب نشاط حاضر ہوکر مجرا کرین آج جنگل مین ہم سیر شب ماہ دیکھین گے خاطر حزین کو شاد و خرم کرینگے اس حکم کو سُنتے ہی سیارہ نے انتظام کیا ہزارہا آدمی دوڑ پڑا لشکر کی حد سے دور ہٹکر دامن کوہ مین جنگل کو خار و خاشاک سے صاف کردیا اور ایک کوہ پر شکوہ کا دامن جو نہایت وسیع اور فرح افزا تھا تجویز کرکے خیمہ استادہ کیا فی الواقع اُس پہاڑ پر روح فرہاد نثار تھی قدرت خالق بحر و بر سے طرفہ بہار بھی مثل ہمت جوانمردان اور مانند رتبہ صاحبدلان بلند تھا سر کوہ فرق ہمت اوج سپہر سے ارجمند تھا چشمہاے شیرین صاف تر دل صفا پاکبازان سے اُسمین جاری کنارے چشمون کے سبزہ ہاے زنگاری دامن کوہ مین کوسون تک ریاحین و ارمثل نجم فلک کے تابان اور جداول آب روان رشک وہ انہار روضۂ رضوان سبزہ سایہ بید مین آرام گیر اور یاسمن لب آب اور کنار چمن مین فرحت پذیر پاے ثبات کوہ کی نسبت والجبال وتادا کہنا واجب تھا فضاے دشت کی صفت مین فادخلی فی عبادی وادخلی فی جنتی کہنا روا بنفشہ حوالی گل مین گویا گرد عارض گلرخان

زلف دلفریب کا جوبن دکھاتا تھا اور سنبل تر لالۂ احمر کے قریب مثل خط غالیہ بیز سبز رنگون کے اگاتا تھا
جیسے نوجوان رعنایان گلشن کی مسین بھیگتی تھین ایک جانب بید طبری نیمۂ اطلس گلگون کا پہنے اور
سرو سہی جامۂ حریر و پر کیے زبان نسیم مشکبار نے اسرار روائح گلزار کو چار سوے عالم مین فاش کیا
تھا اور گفتگوے بلبل اور حکایت رنگ و بوے گل کو ساکنان سرا پچۂ عالم بالا کے کان تک پہونچایا
تھا طائران شیرین نوا خطبۂ ثناے ملک متعال زبان حال سے پڑھتے تھے نقاش قدرت نے
لوح سنگین کوہ پر قلم قدرت سے کیا کیا نقش زیبا رقم فرمائے ہین اور کلک نیرنگ تحریر باغبان
تقدیر نے کیسے کیسے گل بوٹے بنائے ہین بحق بیت

ز بلبل بر گلش تسبیح خوانست　　که ہر خارے بہ تسبیحش زبان ست

نظر ارباب بنیش مین کنارے جوئبار کے خط سبزہ سے حرف و فجرنا فیہا من العیون پڑھے جاتے تھے اور
لوح زمردین سبزہ سے وجعلنا فیہا جنت رقم قلم کہ دیوار حقیقی نظر آتے تھے کہ ابیات

ریاحین برکنار جوے رستہ　　بہ آب ژالہ دست و روی شستہ
درختان چون بتان قد برکشیدہ　　زیک دیگر بہ خوبی سر کشیدہ
فراز شاخ مرغان خوش آواز　　بالحان از غنو نہا کردہ بر ساز
نہال سرو کز جنت سبق داشت　　خط طوطی لہم بہ ہر ورق داشت

ایسے مقام دلکش مین آرام گاہ شہزادہ عشرت پناہ آراستہ کی اسباب شاہانہ سیارہ نے مہیا کیا کہ نظم

بسے زیور از گوہر شاہوار　　بسے خاتم و یارہ و گوشوار
بسے درج و صندوق با قفل زر　　پُر از لعل و یاقوت و دُر و گہر
ز زرینہ آلات و سیمینہ ظرف　　ز ہر گونہ تحفہ ہاے شگرف

نہرون مین کنول بلور کے روشن کر کے چھوڑ دیے اور درختون کو بادلے سے منڈھا جھاڑ فرشی قد آدم
استادہ کیے فرش شاہانہ لب نہر بچھایا کنارے ہر جوئبار کے سرو چراغان کیا مےخانہ ایک جانب
سجا گیا اور ایک سمت پلنگ جواہر کار شہزادہ کا لگایا مہوشان گل اندام آکر جمع ہوئے اور دشت
مین گاتیان دوپٹہ کی باندھکر چھلی چھلیا کھیلتے تھے سور نکھیان اور بجرے چشمون مین پڑگئے جلترنگ
انیر بجنے لگا اور جا نجھون نے کہ جو ننگے جواہر کار پہنے تھین اور کڑے مگر وہان ہاتھون مین رکھتی
تھین بجرون کو کھینا شروع کیا اور ہر سمت ناچ کنارے کنارے ہونے لگا مقیش کترا ہوا اڑایا
جاتا تھا ستارے فلک سے ٹوٹکر گویا دمین پر گرتے تھے قمقمے اور رنگ کی پچکاریان چلتی تھین حقیقت

یہن یہ عالم تھا کہ نظم

وہ خیمہ جو تھا غیرت آسمان
شعاع تھی مگر وہ خط مہر کی
سراپچے ہر اک سمت اُٹھوا دیئے
زمین بنگئی وان کی سب رشک عرش
اُڑاتے تھے مقیش جو سب کھڑے
درختون مین پھل تھے لگے نور کے

سجا اُس جگہ پر بصد عز و شان
کھچے آگے خیمے کے وہ سائبان
در باغ خلد برین وا کیے
لب نہر روشن چراغان ہوئے
ستارے فلک سے لگے ٹوٹنے
پریرو ہر اک سو تھے بازی کنان

طناب اُسکی ہر ایک زرتار تھی
کہ تھا سلک گوہر کا جسمین سمان
تمامی کا ہر جا پہ بچھوایا فرش
کہ پانی مین اختر نمایان ہوئے
لکتے تھے جو گیند بلور کے
عجب حسن اُنکا عجب آن بان

جب یہ جلسۂ عشرت پیرا جمع ہو چکا تھا شہزادہ کو اطلاع دی قاسم لباس رنگین پہنکر اور آرایش اپنی زر و گوہر سے فرما کر زینت بخش انجمن ہوا مسند جواہر نگار پر لب نہر آکر بیٹھا سامنے رقاصان زہرہ ناچنے لگے اور اشعار عاشقانہ گانے لگے ہوا کے بندھ جانے سے کیا سمان بندھا وہ سناٹے کا عالم اور صحرا کی فضا فرش زمردین سبزہ زنگاری پر چاندنی کا چھٹکنا اور کھیت کرنا عجب لطف دکھاتا تھا زمین فرط صفا سے اور عکس ستارگان سے فلک اطلس بنگئی تھی پھولون کی خوشبو سے زمانہ مہکتا تھا ایسے وقت مین سہ رخون نے اونچے سرون مین لہک کر جو پھاگ گایا تو ناہید فلک کو دیوانہ بنایا کہ

مثنوی

گل نغمۂ تر کی تھی یہ بہار
کہ گرتی تھین وان ڈالیان جھوم جھوم
بندھا اس طرح کا جو اسدم سمان
وہ بُراق سا ہر طرف دشت و در
درختون کے پتے چمکتے ہوئے
گرے جیسے چھلنی سے چھن چھن کے دھوپ
نظر جو کہ پڑتی تھی بوٹی جڑی
وہ بیٹھے تھے کان اپنے ادھر لگا

کہ صحرا کے گل اسکے آگے تھے خار
بچھی ہر طرف چادر نور تھی
صبا بھی لگی رقص کرنے وہان
وہ اُجلا سا میدان چمکتی تھی ریت
خس و خار سارے جھلکتے ہوئے
تماشہ نہ دیکھا تھا جو یہ کبھی
ہر اک عالم شوق مین تھی کھڑی

فقط بلبل و گل کا کب تھا ہجوم
یہی چاندنی اسکو منظور تھی
وہ سنسان جنگل وہ نور قمر
اوگا نور سے چاند تارونکا کھیت
درختون کے سایے مین سبزہ کا وہ روپ
در و دشت غش ہو پڑے تھے سبھی
یہان تک کہ وہ بھی جو تھے نقش پا

ساقی رنگین لباس نے پیمانہ شراب ہوش ربا بربادکن اساس تو بہ دینا شروع کیا دماغ بادہ ناب سے شہزادہ کا گرم ہوا خیال آیا کہ اسوقت کوئی معشوق بنا مہر دیدار اگر پہلو مین ہوتا تو بہتر تھا کہ فرد

چمن ہی ابر ہی ٹھنڈی ہوا چلتی ہی دریا ہی
فقط اک تیری جا ای ساقی گلفام باقی ہی

اس تصور کے آتے ہی عجب اتفاق ہوا یعنے یہان سے کچھ دور پر قریب سرحد طلسم ہوش ربا ایک پہاڑ ہی کہ نام اُسکا نرگس کوہ ہی اور حوالی کوہ مین ایک شہر آباد ہی اور قلعہ مستحکم بنا ہی حاکم شہر کا زنار بلا افگن جادو

نام مصاحب خاص افراسیاب شاہ جادوان ہی اور ہمیشہ دربار افراسیاب مین اندر طلسم ہوشربا کے رہتا ہی اور خراج گذار شاہ جادوان ہی ہر چند کہ یہ شہر بیرون طلسم آباد ہی لیکن ساحرون کی بستی ہی اور خلقت یہان کی مطیع شہنشاہ افراسیاب کی ہی زبارہ از بسکہ طلسم مین جو رہتا ہی اس لیے زوجہ اسکی ملکہ حنظل جادو سریر جہانبانی پر بیٹھی ہی اور انتظام سلطنت کرتی ہی اور ایک دختر اسکی ہی کہ حسینان جہان کو حسن اسکا غیرت دلاتا ہی اور یوسف مصری کو غلام بناتا ہی یا دمین اسکی لعبتان روزگار زلیخا کردار سودے کا خلل سر بازار خریدتے ہین اور مجنون و لیلے وار ادھر ادھر صحرا لبجرا پھرتے ہین کہ بیت

روز دلاو تش چو نظر کرد مشتری	انصاف داد گفت کہ این سعد اکبر است

نام اس رشک گلزار کا ملکہ نرگسی چشم ہی مثل ماہ سپہر کے سریع السیر ہتی ہی یعنی کوہ و دشت و بحر کی سیر کرتی ہی آج کی شب مع کنیزان خورشید رو اور وزیرزادی سوگند جادو سے تخت سحر تیار کرا کر سیر کنان اپنے باغ سے روانہ ہوئی اتفاق سے اس طرف پہونچی کہ جہان قاسم نے جلسہ کیا ہی سامان عشرت مہیا ہی صداے ارغنون اور صوت قانون اور حسن بتان اور مشعل چراغان کی کیفیت دیکھکر چاہا کہ اس جلسہ مین جاکر بہ تفصیل جملہ سامان مشاہدہ کرون لیکن سوگند نے منع کیا کہ اے ملکہ غیر صحبت مین جانا اچھا نہین لازم ہی کہ سامنے اس جشن کے آپ بھی اتر کر ٹھہریے اور مین بزور سحر فرش شاہانہ اور اسباب ملوکانہ حاضر کرون ناچ دیکھیے انجمن آراے انبساط ہو جیے جو کوئی اس محفل خلد مشاکل کا بانی ہوگا وہ یقین ہی کہ آپ کا حال دریافت کرے اور حضور کے جلسے کی طرف آئے پھر اسوقت پیام و سلام ہو کر سارا حال منکشف ہو جائے گا اور جہان آپ جاتی ہین وہ خود آئیگا ملکہ نے یہ کلام سنکر وزیرزادی کی راے کو پسند کیا اور سوگند نے تخت زمین پر اتار کر ایک مقام پاکیزہ و مصفا پسند کر کے ایسا سحر پڑھا کہ وہ مقام بہ رخسار رشک لالہ زار بنا اور گلستان عشرت پر تیار ہوکر نظم

شبنم اس سبزہ زار کے اندر	جون زمرد کے کان مین گوہر	تھی اُسی سبزہ زار کے اندر
ایک نہر وان ادھر سے اُدھر	یون نظر آتی تھی وہ ضرب المثل	سبز کا غذ پہ نقرئی جدول
نہر کے آس پاس بوتیمار	کہین طاؤس تھے قطار قطار	کہین حق سرہ کہین کوکو
قمریان محو یاد حق ہمہ سو		

جب اس سامان عشرت انتما اور جاے فرحت فزا کی درستی اور انتظام ہو چکا لب نہر وہ سرو خرامان مسند زر پر جلوہ کنان ہوئی اور کنیزین ساز لیکر بجانے لگین غزلہاے عاشقانہ گانے لگین کہ غزل

وہ بیکس ہون نہین ہی کوئی میرے غمگسار و ہمنین	رہا اک دل سو وہ بھی ہی تمھارے جان نثار و ہمنین

سوے گور غریبان آئین وہ یہ پوچھتے یارب
مرے کشتہ کی تربت کون سی ہے ان مزارون مین

ترا اُجڑا ہوا جوبن یہ انکو گدگداتا ہے
کہ لوٹے جاتے ہین مارے ہنسی کے پھول ایک رونین

حقیقت عاشقون کے مرگ کی ہمسے کوئی پوچھے
بہت جب نیند آئی سو رہے جاکر مزارونمین

اِدھر بھی اک نگاہ ناز اپنے حسن کا صدقہ
الٰہی حشر کے دن آنکھ نیچی ہو نہ یارون مین

جگر روتا ہے دلکو دل جگر کو طرفہ ماتم ہے
یہ اُسکے سوگوارونمین وہ اسکے سوگوارونمین

اِدھر دل لوٹتا ہے اُس طرف بجلی تڑپتی ہے
الٰہی خیر ہو بحث آپڑی دو بے قرارون مین

نظر ہے آئینہ پر ما نگتے ہین عکس سے بوسے
وہ خود اپنے در دولت پہ ہین امیدوارونمین

رہے ہم زخمیون کی قبر مین یارب کوئی روزن
مزے مرکر بھی اُٹھین چاندنی آئے مزارونمین

ہوے ہم قتل جب جلسہ نظر آیا حسینون کا
بتایہ خون ناحق چلو چلو گلعذارون مین

اسیر انسے نہ بچتی وحشت زرا آنکھون مین پی جاتے
جوانی کا گذر شاید نہین پرہیزگارون مین

قاسم کے سمع ہمایون مین گانے کی صدا آئی مسند سے اُٹھکر میدان مین آئے ازبسکہ چاندنی پھیلی ہوئی تھی دور ایک جلسہ مہ جبینون کا نظر آیا عقل حیران ہوئی کہ الٰہی یہ پریان ہین یا حوران جنان ہین یہ کیسا عشرت کا سامان ہے آخر دل نے کہا اس جلسہ کو چلکر قریب سے دیکھیے یہ سوچکر اسی سمت کا راستہ لیا جب نزدیک اس انجمن رشک بزم انجم کے پہونچا یہ عالم نظر آیا کہ نظم

سامنے اک نگار کو پایا
بوستان مین بہار کو پایا

بحر دیگر

بلور کا اک چبوترہ خوب
اک حوض بھی اُسکے آگے محبوب

اُسپہ تخت اور تخت پہ حور
یعنے اک نازنین مغرور

بحر دیگر

گرد حلقہ کیے کنیزین سب
چاند کے گرد جس طرح کوکب

باغ کی سیر کوئی کرتی ہے
کوئی انگیا مین پھول دھرتی ہے

کوئی گلرو ہے محو گلبازی
کوئی دکھلا رہی ہے طنازی

گلبدن اک کھڑی ہے زیر شجر
ہے لب نہر اک پری پیکر

کوئی جھولے پہ بیٹھی گاتی ہے
کوئی طناز سُر لگاتی ہے

کہین کوئی بجا رہی ہے ستار
خوش گلو کوئی گا رہی ہے ملار

ذائقہ دل مین سب کی سب ہم سن
جھانکنے تاکنے کے اُنکے دن

بے جگت بات وہ نہ کرتی تھین
اپنی چالاکیون پہ مرتی تھین

اُن کا مارا نہ مانگتا پانی
بیچ مین اُنکے ہی وہ ماہ لقا
نازنین نوجوان حسین کم سِن
فتنۂ دہر قامت رعنا

سچ تو یون ہی جوانی دیوانی
حور پریان ہون جسپہ دل سے فدا
مار رکھنے کے عاشقون کے دن
چال دم بھر مین حشر کر دے بپا

الحق اس صنم زیبا صورت کی شکل کو دیکھکر کیونکر کسی دل کو قرار رہے کہ جسکے عکس رخسار نے روشنی طلیعہ سحر کو دی ہو اور جسکے رنگ زلف تابدار نے غالیہ فروش شام کی ظلام سے مدد کی ہو سپہر مینائی نے نظیر اُسکا سواے آئینہ مہر کے اور کہین نہ دیکھا تھا اور نقش بند خیال نے تمثال بے نظیر کو اسکے سواے عالم خواب کے اور کہین نہ پایا تھا بمقتضاے **مثنوی**

لب لعلش نگین خاتم جم
خم زلفش در آتش کردہ صد لعل

وہان از حلقۂ انگشتری کم
عذارش قبلۂ آتش پرستان

ز رنگ عارضش دے ہوا لعل
دہانش آرزوے تنگدستان

قاسم بیک نگاہ اس رشک ماہ پر شیفتہ ہوا اور آواز بلند پکار کر اس رباعی کو پڑھا کہ **رباعی**

ہم کیونکر نہ آہ و نالے کرتے ہی رہین
اتنے ہی لیے جہان مین جرأت ہم تو

دکھ پر دکھ کس طرح نہ بھرتے ہی رہین
جیتے ہین کہ تا کسی پہ مرتے ہی رہین

اس صدا کو چند کنیزان ملکہ نے سُنا اور آئینہ رخسار شہزادہ عالی تبار کو دیکھکر اپنے تئین حیران کار بنایا لیکن براہ ناز و انداز ان شوخ چشمون نے دوپٹے سے مُنھ چھپایا اور اوہی اوہی کر کے سامنے سے بھاگین اور اپنی ہمجولیون سے اٹھلا اٹھلا کر ہاتھ ہاتھے پر رکھکر انگلی دانتون مین دابکر گویا ہوئین کہ **نظم**

ملک قاسم کی اس جا پا کے آہٹ
جھجھک کر نکلی آنکھونسے جون برق
نہ جس سے واسطہ نہ جان پہچان
مین اپنے دل مین یہ حیران ہون باجی
کھڑا ہی گھورتا ایسا نڈر ہو
زنانے مین نہ گھس آتا کہین تم

لگین دکھلانے سب وان چلبلاہٹ
کوئی بولی بھلا لازم یہ کب ہی
وہ آیا بن بلائے گھر مین مہمان
یہ ہی کون اپنے دل مین کیا ہی سمجھا
ذرا اس کے کلیجے کو تو دیکھو
ابھی نخرے کی خوبی واہ جی واہ

خجالت کے پسینے مین کوئی غرق
یہ کیسا دن دہاڑے لو غضب ہی
ڈھٹائی دیکھکر اس نوجوان کی
جو اس جنگل مین تنہا اس طرف آ
کوئی بولی ہوئی ہی عقل کچھ گم
قیامت گرم ہوا لندا لندا

اس گفتگو کو سوسن وزیرزادی نے سُنکر کنیزون کو گھڑکا کہ اے متاہو یہ کس سے ایسی باتین کرتی ہو لونڈیون نے عرض کیا دیکھیے یہ کون سامنے کھڑا ہی اوئی مردوا کیسا ڈھیٹ ہی کہ کہے سے بھی نہین ہٹتا قاسم یہ باتین سُنکر ہنسکر گویا ہوا کہ **بیت** ہم جا ہین تو در توڑ کے درانہ در آئین ✤ پردہ لیے بیٹھی رہے دیوار تمھارا

سوگند نے کہا کیا کہنا آپ ایسے ہی ہین مگر یہان کوئی اُودماتی نہین ہی یہ باتین کسی اور جگہ جا کر کیجیے اسپر مہربانی رکھیے خلاصہ کلام اس تکرار کے ہونے سے ملکہ نے بھی آواز سُنی اور بولی کہ ارے یہ کیا ہو جو سب ایک جگہ غول باندھے کھڑی ہو اور چیختی ہو ایک کنیز نے جواب دیا کہ حضور یہان مردوا گھس آیا ہی ملکہ بھی اُٹھی کہ مین تو چلکر دیکھون اور وہان آئی کہ جہان شہزادہ کھڑا تھا ملکہ کی نظر اسکے جمال حور تمثال پر جو پڑی اک تیر کمان خانہ عشق کا کھایا اور اس شہسوار حُسن کے ناوک مژگان کا اپنے دل وحشی کو نشانہ بنایا خنجر جانستان ابروان پرخم نے حلال کیا اور تیغ ادا و ناز نے ایک ہی وار مین تسمہ بھی لگا نہ رکھا عقل و ہوش کا فیصلہ کر دیا دیکھا کہ ایک محبوب لاثانی جسکی اُٹھتی جوانی ہی آفتاب رخسار ہی گلشن خوبی کا گل پُر بہار ہی اگر مردم چشم شب تاریک مین رخسار روشن اسکے دیکھین تو یقین کرین کہ صبح صادق تتق اُفق مشرق سے طالع ہوئی ہی اور اگر دیدۂ روزگار بہ پردہ شب دیجور مین اسپر نظر کرے تو بیشک جانے کہ آفتاب جہان تاب کی روشنی پھیلی ہی عارض گلگون مثل گل سیراب اور خط رخسار پر مثل سنبل کے پر پیچ و تاب یہ معلوم ہوتا تھا کہ نقاش حکمت نے دائرہ عنبر پر پرکار قدرت سے صفحہ عذار پر کھینچا ہی یا کشتکاری دہقان فطرت سے سبزہ کنارے آب حیات کے اُگا ہی الحق اسکی شان مین یہ کہنا روا ہی قطعہ

چوگان زمشک برمہ تابان کشیدہ — سہ را چو گوے در خم چوگان کشیدہ
آن خط سبز فام کہ خضرات نام او — خوش برکنار چشمہ حیوان کشیدہ
آوردہ زشعر سیہ سایبان حسن — برروے آفتاب درخشان کشیدہ

ملکہ پھر آکر گری غش کر گئی اور شہزادہ کا بھی یہی نقشہ ہوا سوگند نے دونون کو گلاب و کیوڑا چھڑک کر ہوشیار کیا جب آنکھ شہزادے کی کھلی ملکہ بھی ہوشیار ہو کر پاس کھڑی تھی ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا ملکہ نے شرما کر سر جھکا لیا آخر دونون خرمان خرمان آکر مسند پر بیٹھے لیکن وہان جب سیارہ نے دیکھا کہ سارا جلسہ جمع ہی لیکن شہزادہ نہین ہی ہر سمت نگران ہوا کچھ دور پر چند پریون کو صحبت آرا دیکھکر یہ بھی اُسی سمت چلا قریب پہونچکر شہزادے کو پاس اک مہ جبین کے بیٹھے پایا اور وزیرزادی کو اُس پری کی مصروف انتظام دیکھا سیارہ اسپر عاشق ہوا اور پاس اپنے شہزادے کے آکر پہونچا سوگند نے جو اسکی صورت کو دیکھا ازبسکہ یہ بیٹیا عمرو کا ہی اور خواجہ کا حلیہ اکثر بیان کیا گیا ہی اسوجہ سے اسکی بھی صورت ویسے ہی دبلی اور لاغر مثل موش صحرائی کے ہی سوگند نے قہقہہ مارا اور خوب ہنسی ملکہ سے کہا حضور ذرا دیکھیے آپ کے سر پر بن مانس آکر کھڑا ہوا ہی سیارہ نے کہا مجھے تو سب بیبیان اور جنگل کے درختون پر سے بھتنیان اُتر کر بیٹھی نظر آتی ہین اس کلمہ پر سب نے قہقہہ لگایا اور شہزادے نے سیارہ کو بٹھلایا شریک بزم کیا الحاصل ملکہ نے سوگند کے

اشارے سے شہزادے کو جام مرارغوانی بھر کر دیا شہزادے نے ارشاد فرمایا کہ گل بوستان خوبی و اختر سپہر محبوبی تم شمع کسن انجمن دل افروز کی ہو اپنا نام نامی ظاہر کرو اور اپنے دین و آئین کا پتا بتاؤ اگر مذہب اسلام رکھتی ہو گی تو ہم یہ شراب پئین گے اور نہین تو ہم کہان اور تم کہان ملکہ نے یہ کلام شہزادۂ عالی مقام سنکر کہا آپ اپنا نام بتایئے مجھے تو تمام عالم جانتا ہو کہ ملکہ نرگسی چشم ہون اور تمام کیفیت اپنی بیان کی شہزادے نے جب سارا حال سنا فرمایا کہ مجھے **قاسم بن علمشاہ بن حمزہ صاحبقران** کہتے ہین اور ہم لوگ غیر ملت و مذہب والے انسان سے محبت نہین کرتے اگر ہماری دوستی درکار ہی تو سحر سے توبہ کرو اور **لقا** و دیگر خداوندان باطل پر لعنت بھیجو کیونکہ یہ سب مخلوق ہین اور خالق وہی ایک وحدہٗ لاشریک ہو کہ جسنے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ اور ندرت طراز کلک فطرت سے منشور ظہور کائنات مسطور فرمایا اور بمصداق اذا اراد شیئاً دم بھر مین حدیقہ موجودات کو سرسبز فرمایا اور طلسم آفرینش کو بہ فحوائے ان یقول لہ کن فیکون کے بنایا کہ **بیت**

	صانعے کز کمال عز و جلال		در ثنائیش زبان ناطقہ لال

حمد الٰہی کو شہزادے نے اس طرح بدستیاری خامہ زبان لوح سینہ ملکہ پر ترقیم فرمایا کہ سیاہی باطل پرستی کی ورق خاطر سے دھو گئی نام معبود حقیقی سنکر مسرور ہو گئی شہزادے کی گردن مین ہاتھ ڈالکر بولی کہ صاحب تم خفا نہو مین سحر تو بالکل نہین جانتی ہون لیکن **لقا** اور **جمشید** وغیرہ کو مانتی ہون آج سے ان مونڈی کاٹون پر بھی لعنت کرون گی کہ **فرد**

	سر ارادت با آستان حضرت دوست		کہ ہرچہ بر سر ما میرود عنایت اوست

شاہزادے نے جب اُسکو راضی پایا کلمہ طیبہ بتایا ملکہ کلمہ پڑھکر مع کنیزون اور سوگند کے مسلمان ہوئی پھر تو شاہزادے نے جام بادۂ احمر ملکہ کے ہاتھ سے لیکر پیا اور ارشاد فرمایا **غزل**

گل در بر و می در کف و معشوقہ بکام ست	سلطان جہانم بچنین روز غلام است
گو شمع میارید درین بزم کہ امشب	در مجلس ما ماہ رخ دوست تمام است
در مذہب ما بادہ حلال ست ولیکن	بے روے تو ای سرو گل اندام حرام است
گوشم ہمہ بر قول نے و نغمہ چنگ است	چشمم ہمہ بر لعل لب و گردش جام است
از ننگ چہ گوئی کہ مرا نام ز ننگ است	در نام چہ پرسی کہ مرا ننگ ز نام است
میخوارہ و سرگشتہ و رندیم و نظر باز	وانکس کہ چو ما نیست درین شہر کدام است
حافظ منشین بے مے و معشوق زمانے	کایام گل و یاسمن و عید صیام است

دورِ جام دمادم دیے در پے چلنے لگا اور سوگند کو سیارہ نے چھیڑنا شروع کیا اور کہنے لگا کہ اے ملکہ آپ کی وزیرزادی مجھ کو اشارے سے بلاتی ہے کہ پہاڑ کے درے میں چل کر ہم تم ہم آغوش ہوں سوگند نے جو یہ کلام سُنا سیارہ پر ایک دوہتڑ مارا کہ موے مرجیا جن خدا تجھے غارت کرے جھوٹے تو صاحب بھلا ایسی میری کیا کھاٹ کھٹی تھی جو اس سے اشارے کرتی میں تو اس سے لوٹا بھی نہ اُٹھواؤں موا اپنے حوصلے نکالتا ہے ارمان پورے کرتا ہے جوانا مرگ تو اسی ہوس میں رہے گا میں کبھی تجھ کو نگی بھی نہیں سیارہ نے کہا مُنہ سے یہ باتیں سب کے سنانے کو کرتی ہو اور اپنے ہاتھ سینے سے لپٹا کر اشارہ کرتی ہو کہ یوں گلے سے لگاؤں گی اتفاق سے اسوقت سوگند کے ہاتھ سینے سے لپٹے تھے اسکے کہنے سے اسنے ہاتھ ہٹائے ساری محفل اس حرکت پر مارے ہنسی کے لوٹ گئی اور سیارہ نے سب کی آنکھ بچا کر چٹکی لے لی سوگند پھر کوسنے لگی سیارہ نے کہا دیکھیے میں بولتا چالتا نہیں ہوں یہ رنڈی بڑی متانی ہے میں جو اسکے اشاروں کو نہیں مانتا ہوں اور اسکو پسند نہیں کرتا تو یہ مجھے کوستی ہے خلاصہ کلام ایسا اسکو ستایا کہ رو دی اور کھسیانی ہو کر ماتھا کوٹ لیا کہ ہاے اللہ میں کیا کروں اور ملکہ سے کہا حضور اللہ کی قسم منع کیجیے نہیں ہزاروں بھوگ سُنا کر ایسے تیسے کو رکھ دونگی یہ دل لگی اپنی ماں بہنوں سے کرے اپنے دل میں سمجھا کیا ہے شہزادے نے سیارہ کو منع کیا جب وہ چپ ہو رہا سوگند اسکی طرف دیکھکر ہنسی اور منھ چڑھا کر دوپٹے کی آڑ کر لی سیارہ نے ملکہ سے کہا حضور آپنے دیکھا ملکہ نے کہا سچ تو ہے رنڈی تو آپ اشارے کرتی ہے اور کھلی جاتی ہے اس بیچارہ کا نام بدنام کرتی ہے غرضکہ اس مذاق میں رات تھوڑی رہی اور ہر ایک مست و مخمور ہو گیا شاہزادے نے سیارہ سے کہا آج تم کچھ گا کر دل بہلاؤ سیارہ تو فرزند عمرو ہی ہر چند کہ خواجہ کو الحان داؤد خدا نے دیا ہے ویسا تو یہ نہیں ہے لیکن پھر بھی بمصداق الولد سر لابیہ نے دخل تمام علم موسیقی میں رکھتا ہے ساز لیکر ایسا بجایا اور ایسا گایا کہ اہل انجمن کو دیوانہ بنایا وہ پچھلی رات کا سماں چاندنی شبنم کے گرنے سے خوب صاف ہو گئی تھی روشنی جھلملا کر گل ہو گئی تھی کہیں کہیں جو چراغ جلتا تھا وہ بھی بارخ زرد ہرا رہا تھا چکور چاند پر دوڑتے تھے بہار پر طاؤس رنگین ناچتے تھے تردد کوساری کے قہقہے بلند تھے نازنینوں کے جسم میں پھولوں کی مہک آتی تھی رات بھر کے نشے کا خمار تھا آنکھوں میں سرخ ڈورے نشے کے پڑے تھے نیند کا خمار تھا جماہیاں لیتے تھے پروانوں کے پر لگن میں شمعدانوں کے ڈھیر تھے فرش میں جھول پڑ گیا تھا اس وقت ملکہ اور شہزادے میں باہم بوس و کنار شروع ہوا اور سوگند سے سیارہ مختلط تھا کنیزیں روبرو سے ہٹ گئی تھیں شیدائے یکدیگر باہم لپٹے تھے کہ نظم

گہے چون زلف بر پایش فتادی
چو عذرا و شاہ این ہم ترکتازی
میارا آرزو در باز بستہ
سن و تو از میان بیرون زدہ گام

گہے چون خال بر رخ بوسہ دادی
صنم ہم شد دلیر بوسہ بازی
چونا محرم برون در نشستہ
نماندہ امتیاز ہر دو جز نام

ماتھے کی افشان اور لبون کی مسی چھوٹ گئی چولیان مسک گئین پائجامے مین جھرسین پڑ گئین سوا وصل ہونے کے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رہا پھر ذرا ہر ایک کو ہوش آیا سیارہ کو سامنے طلب فرمایا سوگند بھی خلوت سے سامنے ملکہ کے آئی دیکھا تو بال سر کے کھلے ہین رخسارہ پر نشان بوسون کے ہین کرتی اوپر چڑھ گئی رہی پائنچے چھوٹے ہوئے پیچھے زمین پر گھسٹتے چلے آتے ہین آنکھین ندامت سے نیچی ہین غرضکہ اسی طرح جب یہ دولون روبرو آئے شہزادے نے فرمایا کہ ہان اے سیارہ اسنے پھر گانا شروع کیا کہ غزل

مزاج سیر چمن سے جو یار کا پھر جاے
جو تیرے دھیان مین ہو کیون نہ اسکے در پہ ملا
نہ پھر تو مجھ سے کہ ای بت وہ پھر جے کیا خاک
جو وقت مرگ قضا را ترا گذارا ہو
کوئی تو گھر مین بھی رہنے کا وقت بتلاؤ
گلی مین اس بت قاتل ہی کے یہ دیکھی سیر
خدا کے واسطے ایسا عمل کوئی بتلاؤ
کہے ہین جب بت قاتل کے در پہ دیکھ مجھے

گلون کا اور ہی کچھ رنگ ہو ہوا پھر جاے
ہر اک پکار پکار اسکا آشنا پھر جاے
خدانخواستہ جس شخص سے خدا پھر جاے
تو کیا عجب ہو مری آنکھ مین قضا پھر جاے
کہ آن کر کوئی محروم تا کجا پھر جاے
اک جاے جان سے اک اور دوسرا پھر جاے
کہ یا پھر آئے وہ یا اُس سے دل مرا پھر جاے
خدا کرے کہین یہ بندہ خدا پھر جاے

آخر اس ہنگامہ عشرت مین اور جلسہ مسرت مین وہ رات تمام ہوئی اور مشاطہ قدرت نے عروس خاور کو زیور زرین پنھاکر حجلہ مشرق سے منظر سپہر پر جلوہ گر کیا صحرائے فلک چہرہ تابناک شاہد ہوا سے منور اور روشن ہوا عاشق و معشوق کی جدائی کا زمانہ آیا کہ نظم

چو روز دگر شاہ گیتی فروز
در مہر بکشا دگر دان سپہر

بہ فیروزی آورد شب را بروز
بیاراست روی زمین را بمہر

وہ نور کا تڑکا جالوزون کا آشیانون سے اترنا اور سورج کی کرن کا پہاڑون سے پھوٹنا درختون کے سبز سبز پتون پر سنہرا پن آنا یہ معلوم ہوتا تھا کہ شاہد بہار نے طلائی زیور زیب قامت فرمایا ہی چشمون کے کنارے مرغابی و سرخاب و بوتیمار و قاز و کلنگ ہوا سے لوٹ کر گرتے تھے غوطہ بادی

وکلیل کرتے تھے اور ہر قسم کے طائر اشجار پُر بہار پر بیٹھ کر زمزمہ سرائی کرتے تھے بلبلان شوریدہ کا شور تھا کہ بموجب نظم

روان آب در سبزہ آب خورد	چو سیماب در پیکر لاجورد
ریاحین دمیدہ براطراف جوے	صبا عطر بیز و ہوا مشکبوے

ایسے وقت پُر بہار مین اور سامان فرحت انتما مین معشوق کا جدا ہونا ہاے کیا غضب کا سامنا تھا کہ رباعی

ہمکو نہ کوئی سُناے اُسکا جانا	ہو اینی تو موت ہاے اُسکا جانا
آمد ہی پر جسکے جی چلا جاتا تھا	اب دیکھیے کیا دکھائے اُسکا جانا

ملکہ اور شہزادہ دونون ملکر رونے لگے قاسم نے کہا اے ملکہ کبھی کبھی مزار پر ہم غریبون کے بھی آنا اور دو پھول چڑھا کر غنچہ دل کھلا جانا ملکہ نے کہا اے مونس جان نوازہ مین آج رات کو پھر اسی مقام پر آؤنگی پھر سنگ مفارقت سینہ پر رکھکر ہم دونون بسر کرین شام مواصلت کی راہ دیکھین قاسم نے یہ کلام محبت آمیز سُنکر کہا ع پس زانکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد ٭ آج ہماری جان جانے کا سامان ہے لشکر اسلام مین عمرو زن اور خونخوار شمشیر زن نے آکر آفت برپا کی ہے میرے رفیقون کو گرفتار کیا ہے مین نے اپنے نام طبل جنگ بجوایا ہے یہان سے جاکر اُسکا مقابلہ کرونگا از بسکہ سحر نہین جانتا ہون یقینی ہے کہ جان جائیگی یا نوبت بہ گرفتاری آئیگی ملکہ نے جو یہ کیفیت سُنی بیقرار ہو گئی اور سوگند کی طرف دیکھا سوگند بھی بیچارہ کی مہاجرت مین اشک ریز تھی ملکہ سے عرض پیرا ہوئی کہ یہ تو محرم دل و جان واقف اسرار نہان ہین انسے کسی چیز کا عزیز کرنا کیا تیغہ سحر کش حوالے کیجیے یہ دن بھر شغل شکار عدو مین بسر کرین اور ہم آپ یہان سے چلکر زمین وآرایش کرین روز مفارقت دونون کا بخوبی کٹ جائیگا شام کو وہ جامع المتفرقین پھر ملائیگا اگر چہ سخ کچھ مدار یار ہے تو پھر انشاء اللہ ہمکناری دلدار ہے ملکہ نے یہ تقریر سُنکر ایک کنیز سے کہا کہ لا تیغہ سحر کش دے اُسنے اپنی کمر سے کھولکر شہزادے کے حوالے کیا اور فرمایا کہ یہ تیغہ تحفہ طلسم ہوشربا ہے افراسیاب جادو نے میرے باپ کو دیا ہے کہ اپنے قلعہ کی حفاظت کیلیے رکھے پس مان میری یہ جانتی ہے کہ لڑکی میری سیر دوست ہے اور راتون کو اکیلی صحرا بہ صحرا پھرا کرتی ہے ایسا نہو کہ کسی آفت کا سامنا ہو اور کوئی ساحر اکیلا جانکر اسکو دھمکا کے آبرو مین فرق لائے ایسا کچھ جانکر یہ تلوار ساتھ کر دی ہے خاصیت اسکی یہ ہے کہ جسکے پاس یہ تلوار ہو سحر اُسپر کسی کا اثر نہ کریگا اور اس شمشیر سے کیسا ہی زبردست ساحر ہوگا دو ٹکڑے ہوگا غرضکہ قاسم تلوار پاکر بہت خوش ہوا اور اُسکو نیام سے کھینچ کر ملاحظہ فرمایا ایک شمشیر جوہر دار کو دیکھا کہ فرد نمودہ تیغ کبود تو جوہر از تن خویش

چوب بنفشۂ سیراب قطرۂ باران ہو اس تلوار کو کمر سے لگایا ملکہ روتی ہوئی تخت پر بیٹھکر مع کنیزون کے روانہ ہوئی لیکن جاتے وقت چشم اشکبار وہ بیقرار یہ کہتی تھی کہ **رباعی**

آتش سے جو غم کی دل جلا خاک ہوا
اور جل کے جگر بھی اب مرا خاک ہوا
جون شمع ملا نہ کچھ بجز سوز فراق
حاصل ہمین عاشقی مین کیا خاک ہوا

قاسم نے بسنت کہا اے شمع محفل خوبی وائے رونق بزم محبوبی آج کی شب ضرور اپنے جمال نورانی سے چشم تیرہ عاشق زار کو منور کرنا اور اگر آنے مین ذرا بھی تغافل ہوگا تو بمقتضائے **رباعی**

گر شکل نہ اپنی تو دکھا جاوے گا
تو مجکو غم فراق کھا جاوے گا
ایسا ہی ہجوم غم اگر تو تن سے میرے
گھبرا گھبرا کے جی چلا جاوے گا

قصہ مختصر جب ملکہ روانہ ہوگئی شہزادہ باچشم تر سب سامان جشن اسی طرح چھوڑکر اور ملازمون سے تاکید فرماکر کہ کوئی دقیقہ آرایش و زیبایش مین باقی نہ رہے آج کل سے زیادہ تکلف کا سامان ہو مین رزم گاہ سے واپس ہو کر یہان آؤنگا اور دل بہلاؤنگا غرضکہ سب طرح سے قدغن کر کے روانہ ہوا از بسکہ بارادۂ رزم چلا تھا اسوجہ سے مسلح و مکمل تھا اور مرکب شبرنگ زہرہ جبین زیر ران تھا سیارہ نے جاکر جو سردار کہ باقی تھے انھین اطلاع دی کہ اسباب تزک و احتشام خدمت شاہزادہ مین لیکر حاضر ہون تمام سطیع و منقاد مع جلوس بیکران شہزادہ پاس آئے سب کو لیکر یہ تو ادھر سے چلا اور ادھر امیر با توقیر نے رات بھر تیاری جنگ مین اوقات بسر کی دم سحر موافق دستور کے مسجد مین نماز پڑھکر سوار ہوئے اور دربار گاہ سلطان باکرم پر پہونچے شاہ جمجاہ جب برآمد ہوئے تخت کو گھیر کر سمت دشت مصاف چلے کہ **نظم**

چلا مشرق سے جب سلطان خاور
نماز صبح کو وہ مرد دیندار
چلے خورشید آسایش شتابان
صدائے طرقوا آئی فلک سے
فلک فرسا تھے زنگار رنگ رایت
ادھر آئی لقا کی فوج سادی

عنان توسن گردون اٹھاکر
رکھا بار جہاد اپنی کمر پر
ہوا لشکر ہر اک سو سے نمایان
نقیب و چوبدار انکے تھے ہمراہ
کوئی قمری کوئی طاؤس جنت
تھے دونون طرف میدان مین لشکر

اٹھے آغوش راحت سے سحر وار
ادا سے سمجھے کہ ہے یہ فرض دیگر
چلی شہ کی سواری اس چمک سے
صدا حاجب کی تھی نصر من اللہ
ادھر تو تھا یہ سامان سواری
صفین آراستہ تھین سب برابر

جب لشکر پڑنے پر تل گئے اور ساحرون کے پرے جگے سمود زلف میدان کارزار مین نکلا اور اپنی اولوالعزمی دکھاکر مبارز طلب ہوا ہنوز کوئی لشکر امیر سے مقابلے کو نہ گیا تھا کہ یکایک صحرا

کی طرف سے گرد اُٹھی سبکی نظر اُس طرف گئی دیکھا آگے ہاتھی پر علم نشان فوج کا جلوہ دکھاتا پھریرا اُسکا لہراتا پیدا ہوا اسکے پیچھے کئی ہزار جوان رستم تمثال زرہ چاندی سونے کی کڑیون کی زیب بر کیے گھوڑے اُڑاتے نکلے پھر سترہ سو جوڑی نقرئی وطلائی نقارون کی بجتی ہوئی ظاہر ہوئی جسکی صدا سے گوش فلک کر ہوا پھر اٹھارہ ہزار عراوہ زرسرخ وسفید لدا ہوا آیا کہ زروگوہر نثار ہوتا تھا اور شہزادہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاور سیاہ زیر سیاہ علم شیر پیکر زرہ یاقوت نگار در بر کیے مرکب چمکاتا ظاہر ہوا وہ مرکب اصل بکھدھری کرتا دہان سے کھیلتا ران پٹڑی کی سوار کے لڑکت دکھاتا اپنے سائے سے رم کرتا کہ

مثنوی

ز آسیب گام وسمش گاہ تگ	نشان بر رخ ماہ و پشت سمک
بجا یک روے از فلک کم نبود	صبا مرد میدان او ہم نبود

فی الجملہ قاسم رات ہی سے اجازت حرب شہنشاہ سے لے چکا تھا بادشاہ کو دور سے تسلیم کر کے گھوڑا بڑھا کر عمود زن کے مقابلہ مین گیا اور لشکر نے شاہزادے کے ایک سمت پر اجمایا باجے بجے علم کل لشکر کے جلوہ دکھانے لگے امیر دعاے فتح وظفریابی اپنے پوتے کی مانگنے لگے ادھر بختیارک نے لقا کو گرمایا کہ یا خداوند داماد آپکے بڑے تیور سے آئے ہین اس ساحر کو بغیر ہلاک کیے نہ چھوڑینگے ذرا تقدیر کو اپنی سنبھالیے لقا نے کہا مین تقدیر کر چکا ہون کہ قاسم مارا جائیگا یہ باتین ہو رہی تھین کہ قاسم نے ساحر سے ضرب طلب کی اُسنے آج نیزہ بھی نہ لگایا پہلے ہی اپنا گرز سحر کا اُٹھا کر شہزادے پر وار کیا اس پر بسبب تیغہ سحر کش کے جادو اثر پذیر نہوا اور وہی تیغہ جو کلہ عمود پر لگایا دو ٹکڑے اس گرز کے ہوئے عمود زن نے جھلا کر تلوار سحر تڑپھکر لگائی شہزادے نے وہ بھی خالی دی اور تیغہ سحر کش جو کمر کو تبلا کر سر پر مارا عمود زن نے سپر سحر کی چہرے پر اپنے پناہ کی تیغہ سپر کو کاٹ کر مع اُسکے خود ناپاک اور سواری کے واسطہ کے دو ٹکڑے کرکے زمین پر اُترا اور شور اسکے مرنے کا برپا ہوا لشکر اسلام مین نعرہ اللہ اکبر بلند ہوا اور بختیارک پکارا کہ صلوٰۃ بر محمد یہ ضرب دست نہ دیکھی ہوگی اُنپر نہ جادو چلا اور نہ خداوند کی تقدیر نے کچھ اثر کیا واہ واہ کیا کہنا یا خداوند اب تقدیر گریز فرمایئے غرض بعد ہلاک عمود زن کے بھائی اُسکا خونخوار شمشیر زن غضبناک ہو کر شہزادے کے مقابلے مین آیا اور بزور سحر شمشیر آبدار کا وار کیا قاسم نے اسکے وار کو بھی رد کرکے تیغہ سحر کش سے اُسے واصل جہنم کیا پھر تو وہ غل شور مچا کہ پناہ بخدا آندھی سیاہ اُٹھی کہ جہان تاریک ہو گیا اور لقا کی یہ حالت ہوئی کہ بفحواے نظم

عجب صدمہ ہوا جان حزین پر
کبھی تھا بیقراری سے وہ بیہوش
وہ بسمل کی طرح لوٹا زمین پر
کبھی تھا اضطراری ہم آغوش

آخر فوج کے مرد و زن کو للکارا عدا آسا نعرہ مارا کہ گیا کھڑے دیکھتے ہو خبردار بنیرۂ حمزہ جان سلامت نہ لیجائے لشکر حکم اپنے خداوند کا تسکر لینا لینا کہکر بڑھا اور ساحرون نے ایک سمت حملہ کیا نارپل ترنج سحر کے مارنا شروع کیے کبھی اژدہے پیدا ہوے اور کبھی فلک کی طرف سے انگارے برسے لیکن بسبب تختہ سحر گش کے جادو نے تاثیر نہ کی اور قاسم نعرہ کرکے اس بحر فوج مین غوطہ زن ہوا کہ بیت

من آن شہسوارم کہ در روز جنگ
نہ ضیغم بچشم آمدی نے پلنگ

ادھر صاحبقران اسم اعظم پڑھتے شمشیر کھینچکر بڑھے اور لشکر اسلام فوج لقا پر چلا بادشاہ نے تخت آگے بڑھایا طبل و بوق و دمامے ترکی کو دم ملا دو بحر زخار لشکر باہم ملگئے اور تلوارون کی موج اٹھنے لگی کشتی حیات طوفانی ہوئی کہ نظم

بڑھی ہر سمت سے جب فوج اسلام
نقیبون نے دلیرون کو کیا گرم
صدائے کرنا جو ہر کہین تھی
سرون پر نعل توسن بولتا تھا
ہوا دریائے خون ہر جوہر تیغ
جو کوچے تھے وہ لاشون سے پٹے تھے
اکیلے نے پرے خالی کیے تھے
زرہ پوشون کے آئے سب تہ دام
ہوئے دل تنگ اور جاتی رہی شرم
غبار آسا پراگندہ زمین تھی
نقیبون کی جگہہ رن بولتا تھا
جو قطرہ تھا نظر آتا تھا وہ میغ
قدم آگے جو تھے پیچھے ہٹے تھے
کئی لشکر بھرے خالی کیے تھے

قاسم پر تو سحر تاثیر نکرتا تھا ساحرون کے کشتے کے پشتے کیے تھے لاشون کے انبار لگادیے تھے لشکری شہزادے فوج لقا پر گرے تھے تلوارون کی ہوا سن سن چلتی تھی غبار کی طرح جانین ہر ایک کی برباد تھین روحین رہرو جادہ عدم ناشاد و نامراد تھین وہ عسکر جنگ جو کینہ ور تھے علم تیغ و بازو سپر تھے کہ نظم

کیے کشتون کے پشتے حسب دستور
ہزارون کی رکے کس طرح سے راہ
پرے خالی ہوے میدان مین معمور
وہ کافر بھاگ نکلے قصہ کوتاہ

شام تک شعلہ آتش قتال بلند رہا اور اس آتش سے بحر خون جاری تھا کہ بموجب ابیات

ہوا یہ شعلہ ہنگام نادرد
وہ زخمی تھے جو اس فوج شقی کے
گرجوی آتش سوزان ہوئی سرد
کیا انکو حوالے چاندنی کے

شام کو بختیارک نے طبل بازگشت لشکر بجوایا اور لقا شکست کھا کر میدان مین نہ ٹھہر سکا مع لشکر کے بھاگ کر اندر قلعہ کوہ عقیق کے چلا گیا پل تختہ قلعہ کا اٹھوا کر دروازہ قلعہ کا بند کر لیا لشکر امیر نے خیمہ وخرگاہ لشکر عدو لوٹ لیا امیر بہ فتح وظفر قاسم کے سر پر سے زر نثار کرتے ہوے پھرے کشتے اپنے لشکر کے میدان سے اٹھوائے راوی کہتا ہو کہ جب ساحر ہاتھ سے قاسم کے مارے گئے تھے تو سرداران قاسم جو گرفتار ہو گئے تھے ان پر سے سحر دفع ہو گیا اور قید اصلی توڑ کر نکلے از بسکہ لقا پر وقت صعب تھا اُن سردارون کو کون روکتا کیونکہ سب بھاگ کر قلعہ مین گئے تھے وہ سردار رہا ہو کر خدمت شہزادہ قاسم مین آئے ہر ایک سردار داخل حمام ہوا اور نہا کر لباس خون آلود بتدیل کر کے بارگاہ سلیمانی مین آکر زیب وہ کرسی ودنگل ہوے شاہ نے شب کے دربار مین حکم جشن ہونے کا دیا فوراً جلسۂ عشرت جمگیا سب ناچ دیکھنے لگے اور مصروف عیش ونشاط ہوے لیکن قاسم حمام کر کے لباس پر تکلف جواہر آگین پہنکر سیارہ کو ہمراہ لیکر اسی صحرا کی طرف روانہ ہوے جہان ملکہ سے ملاقات ہوئی تھی یہان حسب الارشاد ملازمون نے فرش بدل دیا جو کل سامان تھا اس سے زیادہ کیا تھا سارے جنگل مین گلاب کیوڑہ وبید مشک کا چھڑکاؤ تھا اور جواہر کو میدان مین چھڑکا کر زمین کو ہمسر آسمان بنایا تھا خلاصہ یہ کہ وہ مقام انجمن سپہر سے بھی بڑھکر تھا کہ شاہزادہ آکر پہونچا اور مسند پر جلوہ گر ہوا لیکن دل مضطر یاد مین اُس ساقی مستانہ ادا حور پیکر کے بیقرار تھا یہی خیال آتا تھا کہ دیکھیے اب وہ سراپا ناز آتی ہو یا نہین اگر نہ آئی اور بیرحمی جتائی تو اپنی زندگی بھی محال ہو جینا وبال ہو کبھی کہتا تھا کہ رباعی

دل آنکھون سے خون ہو بہا ہی میرا	احوال مین کیا کہون کہ کیا ہی میرا
جی تن مین کسی طرح ٹھہرتا ہی نہین	آ جلد کہ دم اُکھڑ چلا ہی میرا

اور کبھی اُٹھ کر ہر سمت دیکھتا تھا اور بیتاب گھبر کتا تھا تو دل وحشی شاد ہو جاتا تھا جب کسیکو آتے نہ دیکھتا تھا تو باخاطر حزین وہ غمگین یہ لب پر لاتا تھا کہ رباعی

آنے کو کہا تھا یار تو نے تو آ	کب تک کرون انتظار تیرا مین بھلا
تو نے بھی جہان مین یہ سُنی ہو گی مثل	کہتے ہین کہ الکریم اذا وعد وفا

حاصل الامر شہزادہ تو انتظار مین بیقرار بیان کرتا ہو لیکن اب طرف ثانی کی کیفیت سنیے کہ وہ جو تیغہ دیکر اور یاد خنجر ابروے دلدار دل مین لیکر روانہ ہوئی کچھ عرصہ مین اپنے باغ مین کہ جو بیرون قلعہ نرگس کوہ ہو پہونچی لیکن کئی روز سے اپنی مان پاس نہ گئی تھی اس باعث سے حنظل جادو اسکے دیکھنے کو

باغ مین رات سے آئی ہوئی تھی اسوقت ملکہ کو جو اُسنے آتے دیکھا ملکہ نے بادب تمام سلام کیا مان نے
اُسکی بہ غضب عتاب وخطاب کیا کہ افوہ چھوکری خوب تو اب ہوائی دیدہ ہوئی ہی رات
رات بھر غائب رہتی ہی نہ گھر کا خیال نہ کچھ دین و دنیا کی فکر دس دس روز باغ مین اکیلے
رہنا اور ہر جگہہ مارے مارے پھرنا سچ بتا کہ تو کہان گئی تھی ملکہ نے یہ کلمات نصیحت آگین سُنکر جواب
دیا کہ ای جان کے سر کی قسم مین کوئی کوس بھر ایک صحرا مین چاندنی کی بہار دیکھتے دیکھتے سو گئی
آنکھ صبح کو کھلی نہین تو رات ہی کو چلی آتی خنظل اس عذر کو سُنکر خاموش تو ہو رہی لیکن طور لڑکی
کے بیڈھب دیکھے کہ رنگ چہرہ کا فق ہی بچی کھچی معلوم ہوتی ہی سر کہین ڈالتی ہی پڑتا کہین ہی رات
ہی بھر مین چھاتیان اُبھر آئی ہین جیسے کسی مرد کا ہاتھ لگا ہی دیدہ ہوائی ہی آنکھ کا پانی مر گیا ہی چار طرف
آنکھین چلکر چلی جاتی ہین ظاہر ہوتا ہی کہ کسی کو ڈھونڈھتی ہین یہ کیفیت سمجھ بوجھ کے کنیزون سے
علیحدہ جاکر دھمکا کر ڈرا کر دم دلاسا دیکر پوچھا کہ سچ بتاؤ ملکہ کہان گئی تھی کنیزین سب رفیق ملکہ کی تھین
وہ لگین قسمین کھانے کہ ہمین اپنے دیدون کی قسم شہزادی سوائے جنگل کی سیر دیکھنے کے اور کہین
نہین گئین خنظل سمجھی کہ یہ سب حرمانک ہین ایسی باتین نہ بتائینگی لیکن کچھ دال مین کالا ہی آج
سے اپنی لڑکی کو کہین جانے نہ دینا چاہیے ایسا کچھ سوچکر بیٹی کو اپنے گلے سے لگایا اور کہا بابا مین تمھارے
بھلے کو کہتی ہون منگنی تمھاری ہو گئی ہی اب تم پرائے گھر کی ہو دولھا تمھارا جو سُنے گا تو کیا کہے گا گھر
سے کہین جایا نہ کرو یہین سیر تماشہ کیا کم ہی جو چاہو وہ سب سامری کی عنایت سے موجود ہو جائے
بیٹا مین نے تو کبھی تجھپر تانس کی نہین ڈھیلی رسی چھوڑے رکاب پر اب دُنیا کی باتین سُن سُن کر
ہول آتی ہی دیکھو نا مہ جبین نے کیسا نام شہنشاہ ساحران کا روشن کیا ہی اسد پر عاشق ہو کر
اپنے تئین ستیاناس کیا سلطنت چھوڑی چین عیش تجا دین وایمان برباد کیا مجھے دھڑکا ہی کہ
لشکر مسلمانون کا یہان سے قریب اُترا ہوا ہی اور وہ لوگ نگوڑے خوبصورت بہت ہین پھر تم جا نو
جوانی تو دیوانی ایسا نہو کہین پاؤن اونچ نیچ پڑے تو بیری رسوائی کیسی ہو اس سے بہتر یہ ہی
کہ جب تک یہ موے مسلمان یہان سے وہان نہو لین تم کہین جایا نہ کرو بٹیا تمکو کرنا کیا نام خدا تم
خود سمجھدار ہو ان باتون کو گرہ مین باندھو ملکہ یہ کلام سُنکر رونے لگی اور کہا خوب گھم گھم مین
آپ نے مجھے بدکار بنایا میرے جانے کی جلن تو سب کو تھی یہی ہر ایک کو ملولا تھا کہ ہی ملکہ اسطرح
بر اجتی پھرتی ہی آخر دشمنون کی مراد پوری ہوئی اب تو وہ گھی کے چراغ جلائین کہ میرے مدعی
قید ہوے یا سامری جو میلا بُرا چیتے ہون اُن کا دونون جہان مین منھ کالا ہو اور جو میری

لگائی بجھائی کرے وہ اپنی جوان جوانی سے بائے دیدے گھٹنون کے آگے آئے اپنی اولاد سے بائے وہ بھی قید ہو سوے کے پانون مین ہتکڑیان پڑین دنیا سے کلپتا جائے اُسکے گھر مین مری کے جھانکڑ جمغید کرے اُس کی بہتی پکے جو مجھے بدنام کرے بدکار بنائے ایک اُسکا نام لیوا اور پانی کا دیوا نہ رہے غرض جب ملکہ نے ڈوپٹہ اُٹھا کر گود پھیلا کر کوسنا شروع کیا خنظل نے اُٹھ اُسکو گھُڑکا کہ چل چپ رہ ٹڑٹڑ چلی جاتی ہی خبردار اب کہین قدم نکالا تو مجھ سے بُرا کوئی نہین ملکہ آپکے غصے کی آنکھ دیکھکر چپ ہوگئی اور دیدار معشوق کے دیکھنے سے نا اُمید ہوئی دریا آنکھ سے اشکون کا اُمنڈا سر شک غم نے طوفان برپا کیا وہ رات کا مزا جو دل مین سمایا تھا اور پہلے پہل دل لگایا تھا عنان توسن صبر و قرار ہاتھ سے چھوٹ گئی کہ

ابیات

سمان شب کا آنکھون مین چھایا ہوا — مزا دل مین سارا سمایا ہوا
اُٹھے جو کوئی وصل کا دیکھ خواب — نہ وصل تو دل کو ہوا اضطراب
نئی بات کا لطف پانا غضب — وہ پہلے پہل دل لگانا غضب

مان سے کہا چاہے میری جان جائے یا رہے مجھے تو سیر کا لپکا ہی گھر مین گھٹ کر تو نہ بیٹھون گی ضرور سیر کو جاؤن گی یہی نہ ایک جان ہی چاہے خدا اے چاہے بندہ لے آپ مجھے کاٹ بھی ڈالیے گا تو مین بغیر جائے نہ رہونگی اور جن لوگون نے آپ کو بھڑکایا ہی انھین مین خوب جانتی ہون پھر اچھا کیا ہوگا مین انھین دن رات پھر کر جلاؤنگی لو صاحب یکایک جو مین بیٹھون تو لوگ کہین گے کہ نرگسی چشم کہین کسی کے ساتھ پکڑی گئی مان نے دیوٗن دیوٗن کر کے عیب کو چھپایا مگر بیٹی کو نکلنے نہین دیتی ہی یہ کہکر رونے لگی اشکون سے منھ دھونے لگی مان کی محبت آخر رحم آگیا اور ایک آدھ بڑی بوڑھی رئیس بول اُٹھی کہ ہان بی سچ تو ہی اب لڑکی کا لہو پانی ایک کرنا بیکار ہی پہلے تو اسکو چسکا اکیلے دوکیلے رہنے کا ہر کہین پھرنے کا ڈال دیا آج روکے سے کیا ہوگا یہی نہ کہ کوئی آزار دشمنون کو لگ جائیگا اور کوئی مرض اُٹھ کھڑا ہوگا شل مشہور ہی کہ گربہ کشتن روز اول یہ تقریر سنکر خنظل بولی کہ اچھا یہ سیر کو جب جایا کرے تو ملکہ حسامہ جادو اپنی دایہ کو ساتھ لے لیا کرے اور حسامہ کو بلا کر حکم دیا کہ آج سے لڑکی تمھارے سپرد ہی جہان کہین جائے سایہ کی طرح اسکے ساتھ رہنا خبردار اکیلا نہ چھوڑنا نہین مین بری طرح پیش آؤنگی یہ جو ملکہ نے سُنا اپنا حال تباہ کیا اور جواب دیا کہ مجھ سے یہ قید فرنگ نہ اُٹھی ہی نہ اُٹھے گی لو صاحب دائی مجھپر گردراہ ہونگی مین تو مان کا دباؤ سہتی نہین دائی جو میرے ساتھ رہینگی اور ہر بات مین پٹ پٹ بولین گی پھر مجھے کہان تاب

ہوگی مین بھی کچھ کھونگی تو نگوڑماری بدنام ہونگی اس سے مین درگذری بھٹ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹین کان ایسی بے اعتبار مین ہون کہ دائی کو لیے لیے پھرون بھاڑ مین جاے سیر چولھے مین جاے تماشہ مین اپنی جان دونگی کہین نہ جاؤنگی اور جاؤنگی تو اس بڑھیا نگوڑی کو نہ لیجاؤنگی مان نے جو یہ باتین سنین تو کہا اگر تو اکیلی جائیگی تو مارے مار کے تیرا بھوسہ نکالونگی تو موئی مجھ سے بھی نخرے بگھارنے لگی ایسی خود مختار ٹھہری کہ کوئی بڑا بوڑھا واقفکار اسکے ساتھ نرہے خواہ تیرے لیے کچھ ہی کیون نہو تو جیے یا مرے مگر دایہ ضرور ساتھ رہیگی قصہ کوتاہ ملکہ نے لاکھ لاکھ زور مارا کہ اکیلے جانا ملے مگر ممکن نہوا اور دایہ کے لیے ایک صحنچی مین اسکی مان نے پلنگ بچھوا دیا وہ حفاظت کے لیے وہان فروکش ہوئی اور حنظل وہان سے قلعہ مین چلی گئی اب ملکہ کو بالکل ملنے سے محبوب کے یاس ہوگئی اور وہ باغ اسکو زندان خانے سے بدتر ہوگیا بیقرار ہوکر چمن مین سب سے الگ جاکر ٹہلنے لگی تشکل زلف سنبل مسلسل یاد کاکل خمدار مین زنجیر نظر آئی اور خیال قامت قیامت زا مین ہر ایک سرو سہی کو دار سمجھی نرگس نگاہ غضب سے چشم کی یاد مین گھورتی تھی ہر ایک کلی اسکے حال پر بسورتی تھی غنچے چٹکتے تھے یا گھڑکیان دیتے تھے گل فرط غصہ سے منھ لال کیے تھے لہر سبزہ کی جیسے کوئی خنجر چمکا کر دھمکاتا ہو اس طرح پتیرے بدلتی تھین بلبلین شاخ سبز پر بیٹھ کر عوض ترنم سرائی کے منھ سے زہر اگلتی تھین جو پھول تھا وہ نظر مین داغ بیمار تھا جو خار تھا وہ درپے آزار تھا ہوائے وصال گلعذار مین باد صبا چراغ زندگانی گل کیا چاہتی تھی سوسن زبان دراز باتین سنایا چاہتی تھی تمیم کاکل معنبر یار جو دماغ مین بسی تھی تو بو پھولون کی سر پھراتی تھی اور بیتابانہ وہ بیقرار یہ غزل اپنی زبان پر لاتی تھی کہ غزل

چاک کر ڈالا گریبان سلکے ہر غمخوار نے
آہ بھر کر کچھ کہا ایسا ترے بیمار نے

دور ہی سے قتل کو فرما جو بھیجا یار نے
آہ کیا تڑپا یہ مارا حسرت دیدار نے

مین وحشی ہون کہ گر جاؤن تو پابوسی کرین
سر اٹھایا ہی بہت گوشت مین ہر خار نے

دیکھکر بیمار کو تیرے یہ کہتے ہین طبیب
سیکڑون کی جان کھوئی ہی اسی آزار نے

کل سے اک بیمار سا جو تیرے در پر تھا پڑا
سو اٹھا کر آج لے سونپا کہین دو چار نے

کیا کہین اے ہمدمو ہجر عشق کا ایسا مرض
کھو دیا دنیا سے ہمکو آہ جبر آزار نے

طرفہ حالت ہی کہ اسکے گھر مین ہوگی عید سی
جب ہلائے دست و پا تکبھی ترے بیمار نے

حسرتین کیا کیا ہمارے دل مین آئین جبکہ آہ
دلبری کی نہ عاشق کی کسی دلدار نے

وصل کی شب بھی یہی کہتے ہو جرأت ہان نہین
مار ڈالا ہمکو تو اس آپکے انکار نے

یہی اندوہ والم سوگند پر مفارقت سیارہ مین طاری تھا زمانہ ہجر کٹتا بار الم بھاری تھا جہان اسکی جب یاد آتی تھین کلیجہ ہل جاتا تھا دل مجروح پر چھریان کوئی لگا کر نمک چھڑکتا تھا بیتیابانہ یہ کہتی تھی کہ ای ناکام تونے کیون بیٹھے بٹھائے یہ رنج مول لیا کہ **فرد** موے سر ہین تا بہ پا اور پانون مین زنجیر ہی + دیکھ لو صورت مری یہ عشق کی تصویر ہی + غرضکہ اسی بیتابی مین ملکہ کے پاس آئی اور اسکو رنجیدہ دل کبیدہ دیکھکر گرد پھری تصدق ہوئی اور عرض کیا کہ حضور دن تھوڑا باقی ہی حمام کیجیے پوشاک بدلیے اپنی آرایش وزیبایش مین مصروف ہو جیے ملکہ نے آہ سرد بھر کر پڑھا کہ **نظم**

صورت اخگر ہمین جز سوختن کیا چاہیے
تن پہ غیر از خاک اپنے پیرہن کیا چاہیے

رنج ہی راحت سے بہتر درد ہی درمان ہی خوب
ہم ہین عاشق ہمکو جز رنج و محن کیا چاہیے

ہم اسیر دام حسرت کیا کرین گلگشت باغ
بلبل تصویر کو سیر چمن کیا چاہیے

دے تہ تکلیف لباس عمد گی ہمکو کوئی
مردہ دل جو ہو اسے غیر از کفن کیا چاہیے

سوگند نے کہا حضور آپ چلنے کی تیاری تو فرمایے خداوند کریم کوئی صورت معشوق سے ملنے کی بھی پیدا کر دے گا مین آپ کو جس طرح بنے گا اے جلون گی ملکہ اس کلام سے مثل گل کے شگفتہ خاطر ہوئی جان تازہ قالب مین آئی اور گویا ہوئی کہ **مطلع** خرم آن روز کزین منزل ویران بروم + راحت جان طلبم وز پے جانان بروم + **سوگند** نے کہا اے ملکہ اس دائی کو قریب شام شراب مین بیہوشی پلا دیجیے اور غافل کر کے چلیے صبح نہونے پائے کہ پھر آیے کوئی کانون کان واقف نہو گا ہمارا آپکا مقصد بر آئیگا ملکہ یہ تدبیر معلوم کرتے ہی پھڑک گئی اور کہا واہ واہ صد آفرین کیا خوب تدبیر سوچی اسی وقت حمام گرم کرا کے نہا دھو کر باہر آئی اور کشتی پوشاک کی منگا کر اپنی تزئین مین مصروف ہوئی زیور یاقوت احمر کا مرصع سر سے پانون تک پہنا اور جوڑا دھانی اس نہال باغ زندگانی نے قامت نازک پر آراستہ فرمایا یہ ظاہر تھا کہ اسکا جسم ماہ ذبین آسمان حسن ہی اور زیور ا سمین ستارے ہین کہ بمقتضائے **مثنوی**

گردن اسکی پوشاک کا کیا بیان
فقط ایک پشواز آب روان

زبس موتیون کی تھی سنجاف گل
کہے تو وہ میٹھی تھی موتی مین تل

گریبان مین تکمہ اک الماس کا
ستارہ سا مہتاب کے پاس کا

وہ کرتی وہ انگیا جواہر نگار
نیا باغ اور ابتدا کی بہار

جھلک پائجامے کی دامن سے یون
کہ روشن ہو فانوس مین شمع جون

وہ ترکیب اور چاند سا وہ بدن — وہ بازو پہ ڈھلکے ہوئے نورتن
وہ آنکھون کی مستی وہ مژگان کی نوک — کرن پھول کی اور بالے کی جھوک
جواہر سے سینے کی ہیکل جڑی — کمر اور رکوبے کے نیچے پڑی
فقط موتیون کی لڑی پاے زیب — کہ جسکے قدم سے گہر پاے زیب
کرشمہ ادا غمزہ ہر آن مین — غرض دلبری اسکے فرمان مین

جب خوب آراستہ ہو چکی کنیزون سے فرمایا آج ہم کہین نہ جا ئینگے یہین جلسہ جائین گے شراب وکباب لاؤ ارباب نشاط کو بلاؤ اور دایہ امان سے کہو یہان آکر بیٹھین میرا جی بہلا دین ایسا نہوین کسی یار کو بلالون حسب الارشاد جملہ سامان مہیا ہوگیا اور دایہ بھی پاس آکر بیٹھی سوگند نے شراب مین خوب بیہوشی ملا دی اور جام بھر کر ملکہ کو دیا ملکہ نے کہا دایہ امان پہلے تم پیو دائی نے اسکے اصرار کرنے سے شراب پی ملکہ نے متواتر کئی ساغر پلا دیے کہ ٹانگون مین سر ڈالکر اُسی جگہ پڑرہی بیہوش ہوگئی اس ہنگام مین بازیگر روزگار مین عجوزہ سیہ چردہ کی آمد ہوئی اور معشوقہ خورشید نے بہارستان مغرب کی راہ لی **نظم**

تعلق دل پہ یعنی گئے روز کب — ملے مجھ سے شمع نسب فروز کب
ہوئی شب لیا مہ نے جام شراب — گیا سجدۂ شکر مین آفتاب
عجب شب تھی وہ جون سحر روسفید — عجب روز تھا مثل روز امید

دایہ کے اور زیادہ بیہوشی سنگھا کر ملکہ بیہوش بخوبی کر کے تخت سحر سوگند نے تیار کیا مع چند کنیزون کے سوار ہو کر راہ خانہ محبوب کی لی **بیت**

منزلون ہے یہان سے خانہ یار — شوق کہتا ہے دو قدم بھی نہین

بعد کچھ عرصے کے اپنے مشتاق کے پاس بخت رسا نے پہونچایا وہی صحرا نظر آیا جہان غزال بادیہ محبت سکن گزین تھا تخت سے اُتر کر اٹھلاتی پائون کی چھاگل سے مژدہ آمد سناتی آگے بڑھی شہزادہ قاسم تو دیر سے اسکا منتظر ہر سمت ٹہلتا پھرتا تھا اس سراپا ناز کو آتے دیکھکر مضطربانہ دوڑا اور یہ زبان پر لایا **خمسہ**

کسے ایسے قیامت زا چلن بھاتے ہین صاحب کے — نرالی آفتین ناز و ادا ڈھاتے ہین صاحب کے
خلاف وضع ہی پامال چلاتے ہین صاحب کے — قدم انداز سے باہر ہوے جاتے ہین صاحب کے

رستم رفتار مین کرتی ہی ٹھوکر دیکھتے جاؤ

غرضکہ جب قریب اس ممرورواں کے پہونچا گودمیں اُٹھالیا ملکہ نے بھی رخسار بر رخسار رکھدیا آخرالامر مسند پر لب نہر بٹھایا ادھر سیارہ نے اپنے مطلوب کو گلے سے لگایا اور شکرانہ معبود حقیقی ادا کیا ملکہ نے سب حال رو رو کر اپنا بیان کیا کہ آج تم سے ملنے کی کسی طرح امید نہ تھی خدا سوگند کا بھلا کرے جنے دایہ کے بیہوش کرنے کی تدبیر نکالی اور اللہ نے پھر تمھاری صورت دکھائی قاسم نے کہا اے جان جان اب تم بیان سے نجانا میں تمھارے والدین سے سمجھ لونگا سوگند نے کہا جیسا موقع ہوگا دیکھ لیا جائیگا اب داد عیش و خرمی دو رات تھوڑی ہے دو باتیں ہنسی خوشی کی کرلو قاسم نے ارباب نشاط کو حکم دیا گانا ہونے لگا جام شراب گردش میں آیا ٹانگوں کی قینچیاں بندھ گئیں بوس وکنار شروع ہوا دونوں مست ولایعقل ہوکر جام محبت سے سرشار لڑکھڑاتے پلنگ پر آگرے اور سیارہ اپنی معشوقہ کو علحدہ لے گیا شب بھر یکدیگر باہم عشرت پذیر ہوے مرادیں بر آئیں آرزوئیں پوری ہوئیں **نظم**

خوشا دہ زمانہ کہ دو اک جگہ	کریں یک دگر جلوۂ مہر و مہ
سبھی یوں تو دنیا کے ہیں کاروبار	ولے حاصل عمر ہی وصل یار
بہم مل کے بیٹھے ہیں وہ رشک مہ	قران مہ و مہر ہے اک جگہ
ہراک برج رشک گلستان ہے آج	بہار وصال غریباں ہی آج
پسینہ پسینہ ہوا سب بدن	کہ جوں شبنم آلودہ ہو یاسمن
لبوں سے ملے لب ہن سے دہن	دلوں سے ملے دل بدن سے بدن
لگی آنکھ سے آنکھ خوش حال ہو	گئیں حسرتیں دل کی پامال ہو
لگی جا کے چھاتی جو چھاتی کے ساتھ	چلے ناز و غمزے کے آپس میں ہاتھ

آخر بعد لذت بوس وکنار گلے میں باہیں ڈال کر وہ سرشار ہوگئے لیکن بمصداق **بیت**

ہزار افسوس پھر یہ چرخ پر زور	کرے گا مشتری کو ماہ سے دور

خنظل ملکہ کی ماں بدگمان ہوکر تو گئی تھی دایہ کے چھوڑ جانے پر اکتفا پذیر نہوئی وہ پہر رات گئے قلعہ نرگس کوہ سے ملکہ کے باغ میں آئی کچھ ترکنیں قلماقنیاں اردہ بیگنیاں پہرے چوکی کے لیے حاضر تھیں باقی باغ میں سناٹا تھا اُسنے پہرے کے لوگوں سے استفسار کیا کہ ملکہ کہاں ہے آیا اُنھوں نے عرض کیا کہ وہ شام سے کہیں تشریف لے گئیں ہیں اُسنے کہا دائی ساتھ ہے یا نہیں اُنھوں نے جواب دیا کہ وہ بارہ دری میں سوتی ہیں **خنظل** نے بارہ دری میں آکر ہر چند دایہ کو جھنجھوڑا کہ یہ

بیدار ہو مگر وہ نہ اُٹھی اُسوقت تو اُسنے ملازمون سے کہا ارے روشنی تو لاؤ کہین دائی کو زہر دیکر تو نہین سلا دیا ہو لوگ شمع جلا کر لائے خنظل نے دیکھا کہ سانس تو دایہ لیتی ہی لیکن بیہوش ہی کپڑا پانی سے تر کرکے اُسکے دماغ پر رکھا کہ چھینک آئی اور ہوشیار ہوئی خنظل نے غصہ سے کہا خوب تو حفاظت چھوکری کی کرتی ہی دائی نے کہا بی بیٹھو حواس مین آؤ تمھاری چھوکری ہی ایسی ہو تو کوئی کیا کرے دل کی لگی بُری ہوتی ہی وہ مجھے سنکھیا دیکر جاتی تو عجب نہ تھا مین ایسی نگہبانی سے باز آئی تم اپنی لڑکی کی خبر لو خنظل یہ باتین سُنکر بغیظ و غضب تمام ڈھونڈھنے چلی اور بزور سحر اس قدر بلند ہوئی کہ تمام دنیا پیش نگاہ تھی آخر ایک طرف کثرت سے مشعل و چراغان روشن دیکھے یقین واثق ہوا کہ وہ شوخ دیدہ بھی یہین ہوگی یہ تجویز کرکے اس جگہہ اپنی تئین پہونچایا عجیب معاملہ نظر آیا کہ بیچ جنگل اوٹ پھولون کے کھڑے ہین اور ملازم کسی شخص کے پہرے پر اوٹ کے اُسطرف چھپر کھٹ مرصع بچھا ہی گرد اگرد اُسکے قرابے گلاب کیوڑے کے مُنھ کھلے رکھے ہین نخلخے ہوا کے رُخ پر دھرے ہین اور ملکہ سر بازو پر ایک مہ پارہ نوجوان کے رکھے بیاری بغل مین مُنھ ڈالے اسکا ہاتھ اسکے سینے پر اسکا ہاتھ اسکی چھاتی پر پڑے سو رہے ہین اور ملکہ کے پائچے چڑھ گئے ہین رانین کھلی ہین پنڈلی سے پنڈلی گتھی ہوئی ہی کہ

نظم

دیکھا تو وہ دونون کرتے تھے خواب　　گل تکیے تھے آفتاب و مہتاب
بند اُسکی وہ چشم نرگسی تھی　　چھاتی کچھ کچھ کھلی ہوئی تھی
سمٹی تھی جو محرم اُس قمر کی　　برجون پہ سے چاندنی تھی سرکی
لپٹے تھے جو بال کروٹون مین　　بل کھا گئی تھی کمر لٹون مین

یہ کیفیت دیکھتے ہی شعلہ غضب اور زیادہ بھڑکا اور ایسا سحر پڑھا کہ ہوا ٹھنڈھی چلی جسقدر کہ پاسبان تھے بیہوش ہوگئے اور یہ تفرقہ انداز طالب و مطلوب قریب پلنگ کے آئی ملکہ کو صورت لو اُس گلبدن سے جدا کیا اور ایک نعرہ مارا کہ او گیسو بریدہ ننگ خاندان یہ کیا غضب تو نے کیا کہ قفل عصمت کلید فاجری سے وا کیا اس صدا سے شہزادہ کی آنکھ کھلی اور قاسم بھی بیدار ہوا عوض مسیحا کے بلا بالین پر نظر آئی مگر بہ جلدی تمام اُٹھکر پہلو سے تیغہ سحر سر کش لیا خنظل یہ دیکھکر گھبرائی اور کمر مین ملکہ کے پنجہ دیکر اُڑی پکاری کہ او قحبہ تیغہ سحر بھی تو نے اپنے دھگڑے کو دیدیا رہ تو سہی کیا تیرا حال کرتی ہون یہ ہنگامہ اور غل جو ہوا سوگند پہلوے سیارہ سے اُٹھکر دوڑی خنظل نے جو اُسکو آتے دیکھا کچھ بال اپنے سر کے نوچکر اُسکی جانب پھینکے کہ وہ زنجیر آتشین بنکر اُس اسیر دام زلف

کے دست و پا وغیرہ مین لپٹے حنظل اسکو بھی کھینچ کر اڑتی ہوئی چلی اور سو گندہ لٹکتی جاتی تھی مگر سیارہ سے کہتی جاتی تھی کہ دیدار یار و شما بقیامت او فتاد ادھر ملکہ قاسم کو پکار کر سناتی تھی کہ ای شہریار خدا حافظ و ناصر اپنے دل نازک پر میرے مرنے کی خبر سنکر کچھ صدمہ و ملال نہ کرنا تمھین حفظ و حمایت مین پروردگار کی دیا اللہ نگہبان ہم آغوش قبر مین سونے جاتے ہین اور حسرت تمھارے دیدار کی دم نزع دلمین رکھتے ہین کہ نظم

دکھا دو ذرا پھر رُخ اپنا ہمین چلے ہم تو دنیا سے ناشاد ہائے	مری جان اللہ کو سونپا تمھین نہ کچھ رنج اسکا ترے دل پہ آئے

قاسم نے تیغہ سحر لیکر ہر چند دواد دوش کی کہ ملکہ تک مین پہونچون کسی طرح ممکن نہوا ناچار بنگاہ حسرت دیر تک دیکھتا رہا اور زار زار بچشم خونبار روتا تھا آخر نگاہ سے وہ کشتہ تیغ ستم تڑپتی ہوئی غائب ہو گئی اور آنکھون سے یہ دیکھتا ہوا فرش خاک پر اسی جگہ گر پڑا اور گریبان کو تا بدامن چاک کیا بیتابانہ یہ اشعار زبان پر لایا کہ اشعار

فسانہ بیکسی کا اپنی جب آکر سناتا ہی کہون کیا آہ مجھ آزردہ دل پر کیا گذرتی ہی جلائی سے تری پیر نہایت غم ہی ای پیارے خدا جانے کہ دلپر آج کیا حالت گذرتی ہی یہی صحبت بہم رہتی ہی مثل غنچہ و شبنم کوئی بندہ خدا کا جانچ لیوے اور تو دیکھے حقیقت کوئی کہتا ہی مگر روینگی گر اس سے	دل آفت زدہ رو رو کے مجکو بھی رولاتا ہی کہ جب عاشق کوئی معشوق کو اپنے ستاتا ہی خدا کے واسطے آجا نہین تو جی سے جاتا ہی کبھی بیتاب ہوتا ہی کبھی آنسو بہاتا ہی ادھر روتا ہون مین اور اسطرف وہ مسکراتا ہی ارے بیرحم کا فر کیش یہ کیا تجکو بھاتا ہی تو منھ کو پھیر کر وہ اسطرف سے مسکراتا ہی

اسی ولولہ جنون مین ترنگ آئی کہ یہان اشک بہانے سے کیا فائدہ راہ کوچہ دلدار تلاش کیجیے یا اسکو ڈھونڈھ نکالیے یا اپنی جان دیجیے یہ سوچکر سیارہ سے فرمایا کہ دادا جان سے جاکر میری جانب سے عرض کرے کہ چندروز تک مین دربار مین حاضر نہونگا ماندہ ہون سیارہ حسب اجازت امیر کے پاس گیا امیر پچھلی رات سے عبادت کرنے اٹھتے ہین مسجد کے پاس تھے سیارہ نے پہونچکر شہزادہ کی علالت بیان کی امیر نے فرمایا کہ میری طرف سے دعا کہنا اور مین بھی دیکھنے کسی روز آؤنگا سیارہ پھر وہان سے خدمت شہزادہ مین آیا قاسم نے فرمایا کہ مرکب حاضر کر مین تلاش مین اپنی محبوبہ کے جاؤنگا سیارہ نے عرض کیا کہ حضور کا جانا ابھی اچھا نہین ایسا نہو کہ آپ کو متلاشی ملکہ سمجھکر اسکو کوئی گزند پہونچائین اور قید وبند

زیادہ کرین اس سے بہتر یہ ہی کہ غلام کو روانہ کیجیے تا کہ خبر ملکہ یوسف کی آپ کے لاؤن اور موقع دیکھکر یا آپکو وہان لے چلون یا اُسکو آپ تک پہونچاؤن شہزادے نے فرمایا کہ اچھا جاؤ مگر جلد آنا دیر نہ لگانا ورنہ مین تڑپ کر ہلاک ہو جاؤنگا ہاے وہ اُسکی بھولی بھولی باتین جب مجھے یاد آتی ہین تو دل مضطر پر کوئی جیسے چھُریان لگاتا ہی کسی صورت آرام نہین آتا ہی دل کو کوئی ہاتھون سے مسلتا ہی بانسون اُچھلتا ہی

نظم

جس طرح ہو گا تب فرقت بسر کر لینگے ہم	وہ تو کب آتے ہین تو بھی اے اجل آئی نہ آج
کھل گئی بے مایگی دل کے شگافِ زخم سے	قطرۂ خون مجھے تھے سو وہ بھی کچھ نکلا نہ آج
خواب کیسا رات بھر رو یا کیا سُنکے یار	قصۂ مرگِ عدو سمجھا مرا افسانہ آج
گورکن ہین منتظر بیکار رکھا ہی کفن	اب نہ گرا اے مرگ ہم سے ناز معشوقانہ آج
کل نگاہِ منتظر ڈوبی ہوئی تھی جام مین	پھرتی ہی آنکھون مین اپنی گردش پیمانہ آج
دشت مین کس شکلِ لیلی نے قدم رنجہ کیا	گھر بھلاے دیتی ہی دلچسپی ویرانہ آج
قیس کا روز رہائی تھا سو ہینے اے جنون	جان کر فال زبون طوق گلو پہنا نہ آج

سیارہ نے شہزادے کو سمجھایا کہ حضور اگر ملکہ آپ سے راضی ہی تو کوئی اُسکو روک نہ سکے گا آج کل مین وہ خود کوئی تدبیر ملنے کی پیدا کرے گی آپ اسقدر مضطر نہون مین جاتا ہون اور خبر لاتا ہون یہ کہکر قنطورۂ زربفتی اور ریتیا یہ سقرلاتی سے آراستہ ہو کر بہانے عیاری جسم پر پیراستہ کرکے صورت اپنی مثل ساحرون کے بنائی اور منزل مقصد کی راہ لی شہزادہ فرش خاک سے اُٹھکر خیمہ مین آیا اور پلنگری پر لیٹ کر درد مہاجرت سے کروٹین لینے لگا ہجر سے عشق کی کراہنا شروع کیا بیتاب ہو کر کہتا تھا کہ

ابیات

اس عہد مین الٰہی محبت کو کیا ہوا	چھوڑا وفا کو اُسنے مروت کو کیا ہوا
امیدوار وعدۂ دیدار مر چلے	آتے ہی آتے ہاے قیامت کو کیا ہوا
اُمٹکے گئے یہ ایسی گئی دل سے ہمنشین	معلوم بھی ہوا نہ کہ طاقت کو کیا ہوا
بخشش نے مجکو ابر کرم کی خجل کیا	اے چشم جوش اشک ندامت کو کیا ہوا
جاتا ہی یار تیغ بکف غیر کی طرف	اے کشتۂ ستم تری غیرت کو کیا ہوا

حاصل کلام یہ ناکام تو یاد محبوب مین بیقرار ہی مگر اُسوا سیر سرپنجۂ قضا و تقدیر یعنی ملکہ دلگیر کو جب حنظل گرفتار کرکے لائی قلعہ مین اسلیے نہ گئی کہ اس آوارگی سے خرد و بزرگ آگاہ ہو گا ہنسی ہوئی ہو لڑکی

بدنام ہو جائے گی غرض باغ مین لاکر سوبنجایا اور ملکہ کو کئی طمانچے زور زور لگائے بغصہ پکاری **نظم**

بیٹی کی طرف کیا نظارہ
لٹوائی بہار باغ تو نے

جھلا کے کہا کہ خام پارہ
ہٹتا نہیں غصہ تھامنے سے

حرمت مین لگایا داغ تو نے
چل دور ہو میرے سامنے سے

سوگند کو بھی مارا اور کہا ملزادی تو نے میری لڑکی کو خراب کیا سوگند اور ملکہ اسوقت تو خاموش ہو رہین لیکن کچھ دیر کے بعد **خنظل** نے ملکہ کو سمجھانا شروع کیا کہ خیر آج تو مین طرح دیتی ہون درگذر کرتی ہون اب اگر تجھے کہین جاتے سنون گی حلال ہی کر ڈالون گی خبردار کبھی بھولے سے بھی ایسی حرکت نہ کرنا یہ کلام ترحم کے سُنکر سوگند کو جواب دینے کی جسارت ہوئی اور روکر **خنظل** کے پانؤن پر گری عرض کیا کہ پہلے حضور دو باتین میری سن لین پھر جو چاہین وہ کرین ہم آپکے بس مین ہین **خنظل** بولی کہ کیا کہتی ہی اُسنے کہا ہونیوالی بات بدنامی تقدیر مین لکھی ہو تو کوئی کیا کرے اور مین کمبخت ناشاد ملکہ سے کہتی تھی کہ حضور نجایئے میرا کہنا نہ مانا اپنے ساتھ مجھے بھی رسوا کیا سُنیئے حضور اصل بات یہ ہی کہ ملکہ جو سیر کو گیئن **قاسم** پوتا **حمزہ** کا صحرا مین صحبت آرا تھا اُسنے ملکہ کو اپنا برابر والا سمجھ کر منت شریک بزم کیا اور کہا اسمین عیب کچھ نہین کیا ایسا ہوتا نہین ہی کہ شاہ و شہریار باہم تپاک کرین اور ایک جگہ ملکر بیٹھین یہ کلام اسکا ملکہ نے پسند فرمایا اور جاکر مسند پر بیٹھین اُسنے شراب اپنے ہاتھ سے شہزادی سمجھ کر پلائی ناچ ملکہ دیکھا کین اسوقت ملکہ کے سر مین درد ہوا فرمایا کہ مین اب جاکر آرام کرونگی **قاسم** نے پھر براہ عجز کہا کہ یہین میرے پلنگ پر لیٹے لیٹے ناچ دیکھیے پھر چلی جایئے گا ملکہ نے جاکر تیغہ سحرکش پہلو مین رکھ لیا اور لیٹتے ہی سو گیئن مین نامراد بھی پڑ رہی جسکا نامناسب نجانا ادھر **قاسم** بھی ملکہ کے پاس جا لیٹا اور سو گیا اُسوقت آپ جاکر پہونچین اور گرفتار کر لایئن اور ننگے کھلے ہونے کو مین خود حامی ہون جوانی کی نیند سویا ہوا برابر ملکہ کا اسمین کچھ قصور نہین اُسوقت آپ کے پہنچنے سے تلوار وہی پہلو مین رکھی تھی **قاسم** نے بیدار ہوکر اُٹھالی اور نہین تو ملکہ نے اُسے نہین دی اگر رونے پیٹنے کو دونون کے کہو تو ملکہ کا ابھی سن کیا ہی روکر روٹی مانگتی ہین سمجھین کہ مان نے مجھے غیر مرد پاس دیکھا ہی اب مار ڈالین گی مارے ڈر کے اسی کی منتین کرنے لگین کہ شاید یہ بچالے اور اُدھر وہ یہ سمجھا کہ ملکہ کو نہین معلوم کون پکڑے لیے جاتا ہی اور یہ میری مہمان عزیز ہی اپنے دل مین کیا کہے گی کہ اس سے کچھ نہو سکا اس سبب سے وہ بھی جزع و فزع کرنے لگا اور اگر آپکو میری باتون کا اور کہنے کا یقین نہو تو ملاحظہ فرمایئے کہ ملکہ کا شیشۂ عصمت سنگ شرارت سے **قاسم** کے شکست نہین ہوا اور مسلمان حرام نہین کرتے اسی سے اُنکو خدا نے نوازا ہی یہ تقریر جب **خنظل** نے

سُنی ملکہ کو ہر طرح سے دیکھا بخوبی محفوظ پایا سوگند کے کہنے کا یقین آیا کہ بیشک جو اسنے بیان کیا ہی یہی کیفیت واقع مین گذری ہی ورنہ آگ اور خس ایک جا ہو تو ممکن نہین کہ نہ جلے اُسوقت بظاہر تو غصہ کی نگاہ رکھی مگر ملکہ کو عتاب کرنے سے باز رہی اور چند عورتین اپنی جانب سے بہر حفاظت تعین کرکے چاہا کہ آپ قلعہ مین جائے پھر سوچی کہ کل جاؤنگی آج کے دن رہکر اسکا رنگ ڈھنگ دیکھ لون غرضکہ یہ بھی وہین فروکش ہوئی اور ملکہ اپنی جگہہ کھنچی ہین مان سے علاحدہ پلنگ پر جا کر لیٹی لیکن نیند کیسی اور سونا کہان کا دل پہلو مین دلدار کو ڈھونڈھتا تھا تنہائی مین کلیجہ منھ کو آتا تھا مانند ماہی بے آب کے وہ گوہر غلطان قلزم محبت مین تڑپتی آہ سرد بھر کر یہ پڑھتی تھی کہ ابیات

دم تری الفتِ پوشیدہ کے بھرنیوالے — دل جلے سینہ جلے اُف نہین کرنیوالے
عشق مین جی سے گذرتے ہین گذرنیوالے — موت کی راہ نہین دیکھتے مرنیوالے
بزم ماتم مین کبھی شب ہی کو آجا چھپکر — او مرے سوگ کے پردے مین سنورنیوالے
آخری وقت بھی پورا نہ کیا وعدۂ وصل — آپ آتے ہی رہے مرگئے مرنیوالے
نزع مین ہم ہین غم عشق یہ چلاتا ہی — دیکھ غربت مین مجھے چھوڑ نہ مرنیوالے
جان دینے کو کہا اُسنے تو ہنسکر بولے — تم سلامت رہو ہر روز کے مرنیوالے
آبِ خنجر کو بھی قاتل نے مجھے ترسایا — نہ دیے حلق سے دو گھونٹ اُترنیوالے
پھر بہار آئی ہی پھر ہمکو جنون ہوتا ہی — کیا دن آئے ہین فراغت سے گذرنیوالے
آسمان پر جو ستارے نکل آئے تو امیر — یاد آئے مجھے داغ اپنے اُبھرنیوالے

قصہ مختصر یہ سوختہ جگر تو ہجر مین بیقرار ہین لیکن سیارہ جو روانہ ہوا تھا راہ سے نابلد تھا رات کا وقت راہ بھی کسی سے پوچھ نہ سکتا تھا راستہ بھولکر ایک بیابان وحشت افزا مین جا پڑا کہ باد سموم جہان کی دم بھر مین انسان کو گلاتی تھی اور تاب و تپ وہانکی ابر بہاری کو پیاسا رکھکر جلاتی پیک تیز گام ماہ اُس جگہ کی صعوبت سے فلک پر راہ بھولتا تھا خیال عالم گرد وہان کی منازل طی نہ کرسکتا تھا پاؤن مین چھالا پڑتا تھا نہ گھانس اُس جگہہ کبھی جمی تھی نہ کوئی چشمہ آب تھا چٹیل میدان منزلون تک نظر آتا تھا کہ ابیات

برستی تھی وہ آگ افلاک سے — اُٹھتا تھا دھوان مرکز خاک سے
تنور فلک تھا بشدت طپان — ہوئین ذرۂ ریگ چنگاریان
جہانتک نظر کرتی تھی کام وان — عجب وحشت آگین تھا ہو کا مکان
کسی جا پہ تھے ٹنڈ سوکھے کھڑے — تھے انبار کانٹون کے ہر سو پڑے

کہین سایہ ڈھونڈھو تو پیدا نہ تھا		کسی سمت پانی کا دریا نہ تھا

سیارہ نے دل سے شکر خدا کیا کہ اگر دن کو اس صحرائے آتشین مین گذر ہوتا تو جانبری نہوتی اور جلد وہان سے سبک گام ہوا کہ صبح نہو جائے آخر بدقت تمام اُس بادیہ پر مخافت کو طے کیا اور مرغزار دلکشا مین پہونچا پانی چشمے سے پیا اور ٹھہر گیا کہ رات کو راہ نہ ملے گی دن ہولے تو چلون فی الجملہ بعد کچھ عرصے کے وہ زمانہ آیا کہ شاہد قمر چہرۂ شب شعاع آفتاب کی زنجیر مین گرفتار ہوئی اور عیارۂ خاور تلاش مین اُسکی راہ نورد ہوا کہ نظم

فلک تیغ مہر از میان برکشید		شب تیرہ دامن از و در کشید
روان شد چو عیار شرقی دیار		بہ صحرائے افلاک کردہ گذار

سیارہ نے نماز سحر پڑھکر آگے کا راستہ لیا کچھ دور چلا تھا کہ ایک آندھی بڑے جوش وخروش سے ظاہر ہوئی اور ایک ساحر تیرہ روغدار کو سامنے سے آتے دیکھا سیارہ آپ بھی صورت ساحر کی بنا تھا اُس سے بڑھکر صاحب سلامت کی اور پوچھا کہ بھائی کہان چلے اُسنے کہا ملکہ حنظل کے پاس جاتا ہون اسلیے کہ نہ وہ اپنی لڑکی کی شادی کرتی ہو نہ جواب دیتی ہو اور لڑکی کو سُنا ہو کہ وہ سیر بن کرتی پھرتی ہو مین نے اپنے لڑکے کو بھی منگنی کرکے پھنسا یا ہو آج فیصلہ کر لونگا یہ کلام جو سیارہ نے سُنے چاہا کہ اسکا کام تمام کرکے اُسکی صورت بنکر چلون اسی فکر مین اُسکے ساتھ ہوا لیکن کچھ دور چلکر وہ اُڑکر روانہ ہوگیا یہ ناچارہ پیچھے سے نیچے نیچے اُسکو دیکھتا ہوا چلا یہانتک کہ قلعہ نرگس کوہ دکھائی دیا برج اُسکے نہایت مستحکم تھے بلندی حصار وسعت وسواد اعظم بیت

کسے ندیدہ فرازش مگر بہ چشم ضمیر		کسے نرفتہ نشیبش مگر بپائے گمان

اور اُس قلعہ فلک فرسا کے داہنے جانب ایک باغ رشک وہ باغ عدن پُر از نسرین و یاسمن بنا تھا وہ ساحر کہ نام اُسکا ظالم جادو ہو اُڑتا ہوا باغ کی طرف چلا اور سیارہ ٹھہر رہا جب وہ نزدیک باغ پہونچا بر ورسحر ایک طائر کو حنظل پاس بھیجا کہ میرے آنے سے اُسکو مطلع کرے طائر نے جاکر خبردی حنظل سمدھی کی آمد سنکر گھبرائی کس لیے کہ اگر وہ یہان آئے گا دختر میری اسی جگہ ہو محل خانے کا واسطہ ہو ایسا نہو کہ کچھ حال اُسکی بدچلنی کا سن لے اس باعث سے خود برسم تعظیم بیرون باغ آئی اور اثنائے راہ مین ظالم سے ملی باتین کرتی ہوئی اسکو اندر قلعہ کے لے گئی مقام بہتر پر بٹھایا شراب وکباب کی صلاح کی ناریج ہونے کا حکم دیا جلسہ جما بابعد امورات کے سبب آنے کا پوچھا اُسنے کہا بیٹی تمھاری نوجوان گلی گلی ماری پھرتی ہو اور تم شادی نہین کرتین آج ہان نہین کا مجھے

جواب دو خنطل یہ تقریر سُنکر سمجھی کہ اسکو شاید ملکہ کی آوارگی کی خبر ہوگئی بس تڑق کر بولی کہ جو کوئی اُسکو
بد کہتا ہو وہ جھک مارتا ہی بچی میری سیدھی بات تو کرنا جانتی نہین وہ نگوڑی یاری آشنائی کیا جانے اور
سنو صاحب جو تمھیں شادی کرنا ہی تو وہ خرابون کی خراب ہی گون ہو تو کرو نہین ہین گلے تو لگاتی نہین یہ کچھ
بھلیان تو ہین نہین جو سڑی جاتی ہین جب تم لوگون نے میری دہلیز کی خاک لے ڈالی تب مین نے منگنی
کی اور اب یہ باتین ہین مگر اب بھی کچھ بندی کو ایسی پروا نہین یہ نہ سمجھنا کہ یہ میری لڑکی کو کوئی نہ پوچھے گا
اور نہ پوچھے تو بلا سے نہ پوچھے اُسکو کسی بات کی کمی ہی یہ کہکر کوسنا شروع کیا کہ یا سامری جس طرح میری بچی
کو لوگون نے بدنام کیا ہی اُنکی کنواریون کے آگے آئے اُنکی بھی بڑی یوہین کھالی جایئن غرض کہ ایسا کچھ
اُسکو آڑے ہاتھون لیا کہ کچھ کہتے بن نہ پڑا اتنا تو کہا کہ مین کب کہتا ہون کہ ملکہ خراب ہی لیکن شادی کب
کرو گی اُسنے کہا کرونگی کیون نہین اسکا باپ شاہ افراسیاب کے پاس سے آئے تو تیاری کر دن بچی
میری دو ہا جو تو ہے نہین سب ہی ارمان نکالنا ہین کنوار بھل اُتارنا ہو گھبراؤ نہین مین خط اُسکے باپ
کو لکھتی ہون اور جلدی سامان کرتی ہون یہ گفتگو سُنکر ظالم رخصت ہوا لیکن اُسنے روکا کہ آج کہان جاؤ
کل چلے جانا اور سامان دعوت مہیا کیا مگر ملکہ کی حفاظت کے لیے ایک ساحر کو مخفی جانب باغ بھیجا کہ
رات کو تحفظ بخوبی کرنا کہین جانے نہ دینا مین اُبھی ہون مہمان کی خاطرداری مین ہون نہین خود چلتی
تو یہان سے جا اور خاصدان میں لیجا اگر ملکہ پوچھین کہ کیون آئی ہو تو کہنا آپ کی مان نے گلوریان
بھیجی ہین یہ نہایت اُس کو نہو کہ میرا پہرا دینے یہ آئی ہین وہ ساحرہ خاصدان لیکر اُسکے کہنے سے روانہ
ہوئی جب قلعے کے باہر نکلی اس جگہ سیارہ ٹھہرا ہوا تھا ساحرہ کو جاتے دیکھکر قریب اُسکے گیا اور
پکارا کہ ہمارے میان ظالم جادو کیا کرتے ہین اُسنے جواب دیا کہ اپنی سمدھن سے باتین کر رہے ہین تم
بھی جاؤ کیا تم اُنکے ملازم ہو اُسنے کہا ہان ور کیا ہم تمھارے ساتھ چلین گے ساحرہ بولی کہ مین ملکہ پاس
باغ مین گلوریان لیے جاتی ہون اور وہین آج رہونگی پھر تمھارا ساتھ نہو گا سیارہ کو جب یہ حقیقت
معلوم ہو چکی باتین کرنے مین حباب بیہوشی ساحرہ کے منھ پر مارا کہ وہ بیہوش ہو کر گری اُسنے کپڑے
اُسکے اُتار کے اسکی ایسی صورت اپنی بنائی اور اسکو خوب سا بیہوش کرکے غار مین ڈالدیا اور آپ
خاصدان لیکر سمت باغ چلا یہانتک کہ داخل گلزار ہوا دیکھا کہ یہ گلشن زینت بخش باغ عدن ہی
شاہد چمن پر عجب جوبن ہی کہین سنبل سودا خیز ہی کسی جا شگوفہ شل نافہ اور عطردان کے مشکبار اور عطر بیز
ہے نرگس مصروف بنظر بازی ہی گلون کی بہار مین رونق تازی ہی دار بست کا سلسلہ وار بند دست
ہی بوے گل سے بلبل شیدا مست ہی ہر سمت مہتمم اور کار پرداز اس جگہ کی بہار ہی رو گل کا تودا نہین

ہزار در ہزار ہی سبحان اللہ وبجدہ نظم

بخوبی باغ چون خلد برین بود	درون خلد برین گل حور عین بود
سمن ساقی و نرگس جام در دست	بنفشہ برخمار و سرخ گل مست
فگندہ سنبل تر زلف بر دوش	کشادہ باد نسرین را بنا گوش
نوائے بلبل و آواز دراج	شکیب عاشقان را کردہ تاراج

سیارہ ہر سمت ملکہ کو تلاش کرتا چلا یہان کچھ کنیزین بھاگ کر بروقت گرفتاری ملکہ آئین تھین اور ملکہ کی خطا جب معاف ہوئی تو انھین بھی امان ملی ہی اور کچھ عورتین ملازم حنظل کی موجود ہین وہ سب سیارہ کو دیکھکر بولین کہ ای زینت بزم جادو کہان آئین اُسنے کہا بیبیوین یا ن لیکر آئی ہون اور پاس جاکر چپکے سے کہا ملکہ نے تو خوب گل کھلایا ہی اُڑی اُڑی طاق بیٹھی انکا سُسرا یہ خبر سُنکر آیا ہی مجھے اُنکی مان نے یہین بھٹہرنے کو بھیجا ہی صاحبزادی ہین کہان ذرا مین تو دیکھون کہ اپنا کیا حال بنایا ہی اور مجھے بھی ڈر معلوم ہوتا ہی کہ کہین میرے پہرے سے نکل جائے جو میری ناک چوٹی کٹے سامری آبرو رکھین یہ تقریر سُنکر سب عورتون نے کہا ملکہ وہ سامنے بارہ دری مین پلنگ پر مردہ سی پڑی ہین بہن خوب ہوا جو تم آئین ہم بھی ڈر رہے تھے کہ ایسا نہو کہین جائے تو ہمپر آفت آئے اب تم جانو تمھارا کام جانے ہم وہان جائینگے بھی نہین یہ کہکر سب کنارے ہوئین اور سیارہ اندر بارہ دری کے آیا اور آہستہ در کی آڑ مین ٹھہر کر جانا کہ سنون ملکہ کیا کہتی ہی دیکھا کہ سوگند پلنگ کی پٹی کے نیچے لیٹی ہی اور ملکہ اُس سے چپکے چپکے کہ رہی ہی کہ کیون سوگند اسوقت قاسم کیا کرتے ہونگے اُسنے جواب دیا کہ آپ کی محبت کا دم بھرتے ہونگے ملکہ نے کہا نہین معلوم میرے پکڑ جانے کے بعد اُنکے دل پر کیا گذری ہوگی ہائے کوئی اُنھین تسکین دینے والا بھی نہوگا کہین ایسا تو نہو اپنی جان دے دین افسوس کسکو اُن تک بھیجون اور اُنکی خیر و عافیت منگواؤن یہ کہکر زار زار روئی اور یہ زبان پر لائی کہ غزل

راحت ہمین نصیب کہان ہجر یار سے	آہین نکل رہی ہین دل بیقرار سے
اللہ رے طول بردم دیدہ ہوئے ہین ہم	آنکھین سفید ہین کشش انتظار سے
کسوقت زلف یار کا ہمکو نہین خیال	فرصت کہان ہی سلسلۂ انتشار سے
بخشین کفن کو خاک لحد نے کدورتین	کس کس کو ہی غبار ترے خاکسار سے
برآئی ایک رات بھی اپنی نہ آرزو	اتنا گلہ رہا ہمین آغوش یار سے

ای چاہ آہ اپنے دوست سے گر ہمکنار ہون	پھر غم نہین ہی کشمکش روزگار سے

سیارہ اس حال کو ملکہ کے دیکھکر بڑھا اور پانون کی آہٹ دی ملکہ نے نگاہ اٹھاکر دیکھا اور اسکو آتے
جان کر چپ ہو رہی اور سوگند نے بھی اودھر نظر کی اس سے اشارے سے کہا کہ میرے پاس آؤ سوگند
گھبرائی کہ دیکھیے یہ کیا کہیگی مگر ناچاری اٹھ آئی سیارہ اسکو بارہ دری کے ایک کونے مین ہاتھ پکڑکے
لایا پہلے تو تمسخر کی راہ سے اسکو بوکھلایا کہ کیون ری تو نے خوب ملکہ کو بدراہ کیا یارون کے بغل مین
لیجاکر سلایا سوگند یہ بات سنکر ڈر گئی اور لگی کانپنے اور قسمین کھائین کہ مین نہین جانتی کیسے یار
تم کیا کہتی ہو اسنے کہا مین سب جانتی ہون پہلی رات کو تیغہ سحر کش دیگر ساحرون کو قتل کرایا
دوسری رات کو ساتھ سوئی سوگند یہ باتین سنکر بہت خائف و لرزان ہوئی سیارہ نے کہا
اگر تو میرے گلے سے لگ جائے تو مین تجھے قاسم پاس لے چلون سوگند اسکے گلے سے عورت جانکر
لپٹی اسنے خوب لپٹایا پیار کیا سوگند نے کہا بتاؤ کیونکر ہمین لیچلوگی اسوقت اسنے کہا مین سیارہ
ہون سوگند جھجھک کر تیوریان چڑھاکر برا بھلا کہتی آغوش سے تڑپ کر نکلی اور جاکر ملکہ پاس جبکی
بیٹھ رہی شہزادی نے پوچھا کہ کیا تھا کہان گئی تھی اسنے کہا میری بلا جانے موے آسیب کی خاصیت
رکھتے ہین جہان دیکھو وہان موجود شہزادی نے کہا ارے کون ہے کیا بکتی ہے سوگند بولی وہی
سوا تا نتیا عیار ہے قاسم کا اور کون ہے یہ سننا تھا کہ ملکہ اٹھ کر دوڑی اور ادھر سے سیارہ نے بڑھکر
تسلیم کی اور ایک گلوری مین بیہوشی ملاکر ملکہ کو دی کہ شہزادے نے آپ کو بھیجی ہے لیکر بہزاران
اشتیاق کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوگئی سوگند نے کہا ارے موئے یہ تو نے کیا کیا سیارہ نے
چپکے سے کہا مین ملکہ کو پشتارہ باندھکر لیے جاتا ہون تمھین چاہیے کہ سحر ایسا کرو کہ جتنی عورتین باغ
مین ہین سب بیہوش ہوجائین اور تم بھی اٹھکر ہمارے ساتھ چلو سوگند نے یہ سنتے ہی سحر پڑھکر دستکدی
کہ جو ساکن باغ تھے وہ بیہوش ہوگئے کیونکہ وہ لوگ یہ تو جانتے نہ تھے کہ ہمپر کوئی سحر کرے گا عین
غفلت مین بیہوش ہوئے سیارہ پشتارہ ملکہ کا باندھکر پیٹھ پر لادکر راہی ہوا سوگند بزور سحر
اڑکر چلی دونون باغ سے باہر نکلے اور سوگند رہبری کرتی ہوئی آگے آگے چلی اب کی وہ راہ نہ ملی
جدھر صحرائے ہولناک تھا بلکہ پہر بھر کے عرصہ مین وہ مقام آگیا جہان قاسم انتظار جانان مین پلنگ
پر پڑا تڑپ رہا ہے کہ سیارہ نے پشتارہ ملکہ کا علحدہ رکھکر سوگند سے کہا تم ملکہ کو ہوشیار کرو اور آپ
پاس شہزادے کے آیا قاسم نے جو اسکی صورت دیکھی اٹھ بیٹھا اور بے اختیار اس سے
مستفسر ہوا کہ رباعی

قاصد پیغام کچھ سنا یا نہ گیا	یا خوف سے اسکے پاس جایا نہ گیا	اک بات بنا کے یون ہی مجکو تھا بھیج
بیچین کیا نہ کوئی آیا نہ گیا	کہو کیا پیام لائے کہان گئے تھے کیا کر آئے	سیارہ نے کہا جو کچھ ہونے کیا ہوگا

وہ آپ ہی ظہور مین آئیگا اور اُسنے یکایک خبر عشرت بیان کرنا مناسب نجانا اس سببسے شہزادے کو باتون مین لگایا ادھر سوگند نے ملکہ کو ہوشیار کرکے مژدہ دیا کہ مبارک ہو سیارہ جو گیا تھا وہ آپ کو پاس شہزادے کے لایا ہی ملکہ شکر کنان شادان و فرحان خیمے مین آئی قاسم نے جو اپنے مطلوب کو آتے دیکھا بیتابانہ یہ کہتا ہوا دوڑا کہ بیت منم کہ دیدہ بدیدار دوست کردم باز ✤ چہ شکر گومیت اے کارساز بندہ نواز ✤ آخر آغوش محبت مین لیکر مسند پر لاکر بٹھایا اور رنج مفارقت کو یاد کرکے گوہر اشک باہم ایک نے دوسرے پر نثار کیے ملکہ نے کہا ہی بایۂ راحت آرام بغیر تیرے جو احوال مجھ ناکام پر گذرا الغجواے نظم

درد ہجران کشیدہ ام کہ مپرس	زہر ہجران چشیدہ ام کہ مپرس	آن چنان در ہواے خاک درش
میروو آب دیدہ ام کہ مپرس	بے تو در کلبہ گدائی خویش	رنجہاے کشیدہ ام کہ مپرس

قاسم نے یہ کلام درد التیام سنکر جواب دیا کہ فرد

تو تو کہے سرگذشت اپنی ظالم	مین کس سے کہون جو کچھ کہ مجھپر گذری

شرح ایام درد فراق کون کرسکتا ہی وہی یہ حال جانتا ہی جو کسی پر مرتا ہی اب ہنسی خوشی کی باتین کرو اس رنج جانکاہ کو دل سے بھلا دو یہ کہکر حکم کیا کہ ابیات

خوشتر ز عیش و صحبت باغ و بہار چیست	ساقی کجاست گو سبب انتظار چیست
معنی آب زندگی و روضۂ ارم	جز طرف جو کنار می خوشگوار چیست
ہر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شمار	کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست
سہو و خطاے بندہ جو گیرند اعتبار	معنی عفو و رحمت پروردگار چیست

حسب الطلب شاہزادہ عالی مقام ساقی و بادہ و جام ایکجا ہوے ہنگامۂ عشرت گرم ہوا لیکن اس خبر کو چند مشیرون نے صاحبقران سے عرض کیا کہ شاہزادی نرگس کوہ کی ملکہ نرگسی چشم دام محبت مین شاہزادہ قاسم کے آکر مسلمان ہوئی امیر نے سب کیفیت سنکر ارشاد کیا کہ اول سے اگر یہ حال ظاہر ہوتا تو قاسم کو ممانعت کی جاتی کہ یہ اے ناموس مین رخنہ پردازی اچھی نہین مگر اب شاہزادی نے آکر اسلام مین پناہ لی ہو خطر مروت سے دور ہی کہ پھر اُسے ساحرون کے حوالے کردیا جاے تاکہ دین جدید سے اُسکو پھیرین پس یہان سے ایک سو اکیس کشتی زیور الماس کی ملکہ کے لیے بھیجی جائے اور جملہ اسباب عیش و آرام

مہیا کر دیا جائے چنانچہ بنابر ارشاد مقبل وفادار کشتیان زیور کی اور چنگیر جوڑے چاندی سونے کے اور بہت سا اسباب راحت لیکر خدمت شاہزادے مین آیا اسباب پیش کیا امیر کی جانب سے دعا کہی قاسم نے خلعت دیا یہ تو رخصت ہو کر چلا آیا اور قاسم و ملکہ اور سیارہ و سوگند مشغول عشرت ہوے اختلاط ہونے لگا طالبان یکدیگر باہم بغلگیر ہوے اور فرط عشرت سے زبان پر جاری تھا کہ نظم

ساقی بیار بادہ کہ ماہ صیام رفت	دردہ قدح کہ موسم ناموس و نام رفت
وقت عزیز رفت بیا تا قضا کنیم	عمرے کہ بے حضور صراحی و جام رفت
در تاب توبہ چند توان سوخت ہمچو عود	مے دہ کہ عمر در سر سوداے خام رفت
مستم کن آنچنان کہ ندانم ز بیخودی	در عرصۂ خیال کہ آمد کدام رفت
زاہد کو دانہ خلوت و تنہائی و نیاز	عشاق را حوالہ بعیش مدام رفت

الحاصل یہ تو اس طرح کا جلسہ جمائے مصروف انبساط و ارتباط ہین مگر جس عورت کو کہ سیارہ بیہوش کر کے چھوڑ آیا تھا اُسکو ہوش آیا اور اپنے تئین برہنہ دیکھکر بہزار خرابی باغ مین ملکہ کے آئی اور کسی کنیز سے کپڑے مانگ کر پہنے اور پوچھا کہ ملکہ کہان ہین لوگون نے کہا کہ بارہ دری مین تھین وہین جاکر دیکھو اُسنے وہان جاکر دیکھا کسی کو نہ پایا ہر جگہ کونا کونا باغ کا ڈھونڈھا کہین سراغ اس زلیخا منش کا نہ پایا معلوم کیا کہ تلاش مین اپنے عزیز مصر کے گھر سے نکل گئی اور مجکو جو بیہوش کر گیا وہ معلوم ہوتا ہی کہ کوئی عیار تھا آخر نالان و گریان چند کنیز اور وہ ساحرہ سامنے خنظل کے گئین اور بیساختہ کہہ گذرین کہ حضور ملکہ بھاگ گئین کہین کا سکا پتا نہین ہی خنظل سمدھی کے سامنے اس خبر کو سنکر چپ ہو گئی رنگ چہرے کا زرد ہو گیا کاٹو تو خون نہین ہزارون گھڑے پانی پڑ گیا مکر کرتی گیا سر جھکا کر رونے لگی ظالم نے کہا نہین دلون کہ مین جھینکتا تھا کیون دیکھا خیر اب تھین کیا کہون اُس گیسو بریدہ کو سزا دینے جاتا ہون یہ کہکر بزور سحر پرواز کر کے بغضب تمام روانہ ہوا اور قلعہ سے نکلکر کوہ و دشت کو دیکھتا چلا کہین پتا جب نہ ملا دل سے سوچا کہ سوائے لشکر حمزہ کے اور کہین نہ ہو گی یہ سوچکر اُسی جانب آیا یہان لشکر اسلام مین بھی ملکہ کو نہ دیکھا اور آگے بڑھا پانچ کوس پرا آگے بیچ جنگل مین ایک میدان بہ از باغ ارم دیکھا اور لب نہر مسند پر ایک جوان رعنا حور شمائل کو بیٹھے پایا اور ملکہ کو سر اُسکے زانو پر رکھے بیٹھے دیکھا آتش غضب مین یہ ناری جل گیا اور بجلی کی طرح تڑپ کر گرا نعرہ کیا کہ منم ظالم جادو یہ سُنکر سوگند پکاری کہ ای شہر یار خبردار ہو جیے قاسم بزم مسرت مین بیٹھا تھا اسوجہ سے ہتھیار صندلی پر رکھے تھے اُسنے اٹھکر تیغہ سحر کش اُٹھایا مگر اتنے عرصہ مین ملکہ کو نیچے مین دابکر ہوئے

آسمان ہو املکہ نے شور واویلا بلند کیا اور قاسم تیغہ لیے پیچھے دوڑتا چلا مگر کیا ہو سکتا تھا یہ جا وہ جا وہ راہی ہوا اور قاسم بیہوش ہو کر گر پڑا سیارہ نے گلاب کیوڑا چھڑک کر ہوشیار کیا جب آنکھ کھلی تو وہی بلبلانا شور مچانا اور نعرہ وآہ مارنا بار بار اضطرابی دل سے یہ لب پر لانا کہ رباعی

غم اب تو ملا بجائے آرام ہمین	اک لحظہ نہین ہے ہائے آرام ہمین
آتے نہین خواب مین بھی وہ لوگ نظر	دیکھے سے جنھون کے آئے آرام ہمین

سیارہ شہزادے کا گو کہ عیار ہے مگر لنگوٹیا یار ہے جس شہزادی سے انکے باپ پیدا ہوے ہین اسکی وزیرزادی سے پیدا ہوا ہے جس طرح عمرو امیر سے ہنستا ہے برا بھلا کہ لیتا ہے اسی طرح یہ بھی شہزادے سے کیا بلکہ انکے باپ سے گستاخ ہے اسوقت بیکسی پر ملکہ اور شہزادے کے دل تو اسکا جلا مگر غفلت پر انکی اسکو غصہ آیا گویا ہوا کہ بس دیکھی بہادری آپ کی یہی دعوئے شجاعت تھا تیغہ لیتے ہی رہے اُٹھایا نہ گیا بہت بھاری تھا اسوقت رانڈ موون کی طرح آنسوے گھلانا اوئی اللہ کہکر سر پر ہاتھ دھر کر رونا آتا ہے دس سے وہ بیچاری عورت اچھی تھی جو جان بچاکر تین بار چلی آئی جاؤ میان تم سے کچھ نہو سکے گا یہ ظالم جادو اُسکا سسرا ہے جاتے ہی ملکہ کو اپنے بیٹے پاس لیجائیگا کچھ عشقبازی دل لگی نہین ہے کہ مصرعہ عشقبازی نام سربازی کا ہے ÷ قاسم کو اسکی باتون سے غضب طاری ہوا اور فرمایا انشاء اللہ نرگس کوہ مین گھسکر ایسی ہلوڑین ماردونگا کہ یہ ساحران غدار یا وہی تو کرینگے دریاے خون بہادونگا گھوڑا میرا جلد حاضر کر سیارہ طعنے دینے کو آندھی تھا اب بربادی کا جو شہزادے کی خیال آیا عرض رسا ہوا کہ آپ ٹھہریے مین جاتا ہون قاسم نے کہا اب ٹھہرنا کجا کہ بیت

عاشق سے بھی ہوتا ہے کہین صبر و تحمل	وہ کام تو کہتا ہے جو آتا نہین مجکو

ناچار سیارہ نے اتنا تو کیا کہ جھپٹ کر سرداران قاسم کو اطلاع دی وہ سب خدمت مین شہزادے کے آئے سمجھانے لگے کہ حضور تامل فرمائین ہم لوگ جاتے ہین اور شہزادی کو لاتے ہین قاسم نے ایک کا کہنا نہ مانا اور مرکب پر سوار ہوا کہ نظم

بہ بالا صنوبر بر رخ آفتاب	بہ بر جستگی مطلع انتخاب	بہ خشکی پلنگ و بدریا نہنگ
ندیدہ کسے پشت او روز جنگ	حمائل یکے تیغ مصری کزو	برا زہر غم جام عمر عدو
بباز و کمان برزدہ تیر چند	بہ بند و کمر رستم دیو بند	بدست عنان رسان بجنگ
رجز خوان وان گشت بر عزم جنگ		

پھر تو جلد جلد تمام سرداران ذی احترام سوار ہوے اور لشکر قاسم مین وردی پلٹنون رسالون کی بجی کمر بندی ہوئی سات لاکھ فوج نے کوچ کیا زمین دہلنے لگی غبار

وحشت سے ایک نیا آسمان عدو پر ستم کرنے کو پیدا ہوگیا طبل و نقارے کڑکڑائے بہادرون نے گھوڑے
اُٹھائے آن واحد مین قریب شہزادے کے آگئے اور ہمراہی مین چلے قاسم نے کہا اتنا بڑا لشکر ایک قلعہ پر
لیجانا اچھا نہین تم سب یہین ٹھہرو جو کوئی میرے ساتھ آئیگا وہ میرا دشمن ہے آخر لشکر تو مایوس ہوکر
پھر گیا لیکن سردارون نے ساتھ نہ چھوڑا کئی ہزار آدمی ہمراہ رہا اس ہل چل کی صدا گوش حق نیوش
امیر مین پہونچی ہلکارون سے پوچھا یہ غل کیسا ہے انھون نے سارا ماجرا مفصل عرض کردیا امیر نے فرمایا
کہ خدا خیر کرے قاسم جاہل مزاج ہے اور ساحرون کا سامنا ہے وہ جاکر جان دے دیگا **مقبل** تو
چالیس ہزار سوار اپنے ساتھ لیکر پیچھے جا لیکن اتنی دور رہ کہ قاسم یہ نجانے کہ میری مدد کو دادا نے بھیجا
ہے نہین تو وہ تجھی سے لڑنے لگے گا یہ سنتے ہی **مقبل** بیرون بارگاہ آیا اور نفیر جنگی بجائی چالیس ہزار
کا لشکر فی الفور تیار ہوا اور اس ماہ انجم سپہر صاحبقرانی کے پیچھے مثل ستارون کے چلا عجب کروفر
یہ عسکر نصرت اثر رکھتا تھا **نظم**

ہوا اس شان و شوکت سے روانہ	پئے تنبیہ مردودِ زمانہ	وہ سب فولاد پوش اُسکے تھے ہمراہ
کہ جوشن اُنکے تھے ابر اور وہ ماہ	جو ہین نقارے پر ڈنکا لگایا	قدم کہسار کا لغزش مین آیا
نقیبون کی صدا تھی نالۂ صور	زمین سے استقامت ہوگئی دور	سراپا غرق آہن سارا لشکر
عیان مردانگی کے اُس سے جوہر	وہ گھوڑی فال خوش جنگی سواری	سبک رو صورت باد بہاری
خجل رفتار سے آہوے مشکین	دل نافہ ایال اُنکے سے خونین	وہ تیغ تیز گردن مین حائل
کہ جس سے وہم کا خونین ہوا دل	وہ لشکر تھا کہ بحر بیکران تھا	بلند و پست صحرا پر روان تھا

فی الجملہ عقب شاہزادہ **نصرت** خیم یہ لشکر روانہ تھا اور شاہزادہ کی رکاب سیارہ تھا بنے سوگند زود
سحر اُڑتی ہوئی رہبری کرتی چلی اور قاسم نہایت اضطراب سے یاد محبوب مین یہ کہتا جاتا تھا **نظم**

خیال روی تو در ہر طریق ہمرہ ماست	نسیم موی تو پیوند جان آگہ ماست
اگر بزلف دراز تو دست ما نرسید	گناہ بخت پریشان و دست کوتہ ماست
بحاجب در خلوت سرای خاص بگو	فلان زگوشہ نشینان خاک درگہ ماست

اسی طرح یہ تورہ نورد بیابان فراق ہین لیکن **ظالم** نے اُس اسیر سلاسل الفت ملکہ پر حسرت کو قلعہ مین
پہونچایا **خنظل** خیر سندہ ندامت زدہ برج قلعہ پر کھڑی چشم براہ انتظار تھی جب ظالم آیا اُسے دیکھ
بن نہ پڑا دوڑکر سیدھی پاؤن پر گری اور کہا بھائی تمنے میری آبرو رکھ لی اب اپنے دامن مین مجھے
چھپا لو تمھاری امانت ہے اسی وقت اس نامراد کا گلا گھونٹ دو سامری کی قسم مین اُف نہ کرونگی

مجھے آہ نہ آئیگی یہ کہکر ملکہ کو دو تین تھپیڑ مار کر ایک زنجیر طلائی منگا کر پاؤن مین پنہائی اور بغصہ عتاب خطاب کیا کہ اے مردار جو تو پرائے گھر کی ہوتی اور میرا اختیار رہوتا تو پیسے پر رکھکر بوٹیان کاٹتی اور چیل کوون کو بانٹتی یہ کہکر حکم کیا کہ ایوان شاہی مین جو پائین باغ ہی وہان نے جاکر اسکو قید کرو ملازم ملکہ کو لیکے اور کئی جادوگرنیان واسطے نگہبانی کے مقرر ہوئین یہ تو قید ہوئی اور ظالم کو باعث از تمام برج قلعہ پر بٹھایا اس عرصہ مین یوسف مصر افلاک زندان خانہ مغرب مین مقید ہوا اور زلیخاے شب نے سواد دیدۂ اشک شبنم گرانا شروع کیا کہ ابیات

نشستہ ملکہ بیدل خموش ہمچو عروس	بروی منفعل وسینہ چاک و دل مایوس
بتار زلف کشیدند شانہ از مژگان	سرشک دیدہ بجاے گلاب شد افشان
بدیدہ اش بکشیدند سرمہ از تف آہ	کہ روزگار بچشمش شدہ زیادہ سیاہ

ملکہ اس شب ہجران مین یار غمخوار سے جدا اسیر سلسلہ زلف دوتا بحسرت ویاس رو کر یہ خطاب فلک ظلم اساس سے کرتی تھی کہ اے جفا پسند یہ کیا تو نے کیا جو مجھ ناکام وبخت نافرجام کو دوست دلنواز سے جدا کیا رحم نہ اصلا کیا اپنا حال زار کسکو دکھاؤن اور کس سے اُسکی خبر منگاؤن اسی طرح اشک خونین دیدۂ خونبار سے گرانا اور بیقرار ہوکر لب پر لانا کہ نظم

لعل سیراب بخون تشنہ لب یار منست	از پے دیدن او دادن جان کار منست
بندۂ طالع خویشم کہ درین قحط وفا	عشق آن بوے کہ سرمست خریدار منست
شربت قند وگلاب از لب یارم فرمود	نرگس او کہ طبیب دل بیمار منست

رات کو خنظل نے آکر جو بیٹی کا حال دیکھا محبت مادری سے کلیجہ منھ کو آیا سمجھانے لگی کہ مثنوی

سمجھانے لگی کہ مرتی ہی کیون	ترک خورد خواب کرتی ہو کیون	ثابت تجھ اثر ستارے کا ہی
اس چاند کو کیا گہن لگا ہی	صورت تری زار ہو گئی ہی	گل ہوکے تو خار ہو گئی ہی
رحم اپنی جوانی پر ذرا کر	منھ دیکھ تو آئینہ منگا کر	اے ہی تری عقل کسنے کھوئی
ناجنس کو چاہتا ہی کوئی	محبوس کیا ہی تجکو ہرچند	توبہ کا در کیا نہین بند
بھولے سے بھی کر نہ یاد قاسم	پھر گھر وہی تو وہی وہی ہم	سمجھانے سے تھا ہمین سروکار
اب مان نہ مان تو ہی مختار	تو قید جفا مین ہی کہ ہم بین	تو دام بلا مین ہی کہ ہم ہین
تم راہ نہین کہ ساتھ دیجے	دکھ بوجھ نہین کہ بانٹ لیجے	جھنجھلائی وہ خستہ دل کہ بس ہین
تم ایک کہوگی گر تو مین دس	رنجور جو ہون تو مین نے کیا	مجبور جو ہون تو مین نے کیا

ما ما مری حالت اب روی ہی
تم کیا ہو ہزار ہین کھون ہین
کچھ روگ جو دربئے خلش ہو
اس باغ کی اور ہی ہوا ہو

بہتر ہی وہی جو کچھ بدی ہو
سوچی کہ وہ یہ نہین سمجھتی
درمان کے لیے دوا دوش ہو

بلبل اسی رشک گل کی ہوتی ہین
ہو بلکہ برنگ زلف آ الجھتی
بیماری عشق لا دوا ہے

حنظل ناچار برج قلعہ پر چلی گئی اور اسی اندوہ و تعب مین ماتم کنان سپہر پر ماہ شب افروز کے گم ہونے کا ماتم برپا ہوا اور گریبان سحر چاک ہوا خورشید با رخ زرد بہر جستجو سرگرم تگاپو تھا کہ نظم

وہ شب بیاری اندوہ و غم مین کٹی
رہی صورت آنکھون مین جو یار کی

گھڑی جو کٹی سو الم مین کٹی
ہوئی یاد مین صبح رخسار کی

جسدم ملکہ نسیم سحری سے خطاب کرنے لگی اور پیام یار کو دینے لگی بپتا بیان کرتی تھی اور مان اسکی برج قلعہ پر مع ظالم کے بیٹھی تھی کہ یکایک سامنے سے گرد اُٹھی اور لشکر کے سردار قاسم کے کئی ہزار نمایان ہوئے سب کے بیچ مین شہزادہ گھوڑا اُڑائے زیر قلعہ آکر پہونچے کیونکہ شہزادہ راتون رات برسم یلغار آیا ہی کہین ٹھہرا نہین صبح کو قریب قلعہ جب پہونچا دلاورون نے باجا بجایا اور نعرہ انا مبارز بلند کیا ظالم نے کہا دیکھو آخر وہ مفسد یہان بھی آیا لیکن مین اسے زندہ کب چھوڑتا ہون یہ کہکر حکم کیا کہ افواج قلعہ کی تیار ہوکر باہر نکلے ساحرون نے جلد جلد کمر باندھی اسباب سحر اپنے ہمراہ لیا طائران سحر پر سوار ہوئے ترہیان چھنکین پل تختہ قلعہ کا اُٹھوا لیا فیلبند دروازہ کھلا اور لشکر ساحرون کا باہر نکلا ظالم اژدر شعلہ فشان پر آگے آگے اور پیچھے کئی ہزار ساحران غدار بڑے جوش و خروش سے مقابلے مین شہزادے عالی تبار کے آئے کہ نظم

رجز خوان بنا وردگہ رو نمود
دو کوہ دماوند بر پاے گشت
ز سوے دگر قاسم نامور
نبرد آزمودند از نیزہ ہا
بنا نیزہ در خاک محکم نمود
چرا مے نیائی بمیدان من

بسے خویشتن را بمردی ستود
ز کینہ ے ظالم کمین ساختہ
بمیدان چو شیر ژیان جلوہ گر
عدو را چو سرگرم پیکار دید
زبان را بدشنام ظالم کشود
گرفتم ترا روے ناوردنیست

کشیدند صف سرفرازان بدشت
بخون یلان خنجر افراختہ
سخن مختصر ہر دو جنگ آزما
کہ قاسم حسام از میان بر کشید
خروشید کاے کینہ جو اہرمن
یکے ہم درین انجمن مرد نیست

نعرہ شہزادہ دلاور سنکر ظالم میدان مین رعد آسا گرجتا ہوا آیا اور سحر کی نیرنگیان دکھانے لگا کبھی سمت فلک سے آگ برسی اور کبھی تیر کا باران برسا غرض سو طرح کی آفت آئی تیغہ سحر کے سبب شہزادہ

پر کچھ تاثیر نہوئی اور شہزادہ نے تیغہ بلند کر کے کمر کو تبلا کر سر پر ہاتھ مارا پھر تو نظم

گر قاسم چو بازو برافراخت چست
زمین رزم جنگ آوران یاد گیر
سخن مختصر با سپہر خیار

ظفر از خدا بر بد اندیش جست
سیہ دل بزیر سپر غند نہان
دو ابش کرو انگاہ نمبو دچار

بزد بر سرش تیغ و گفت ای دلیر
بلا بر سرش آمد از آسمان

ایک ہاتھ مین سے اژدہے اور ظالم کے چار ٹکڑے ہوے شور عظیم اسکے پیرون نے مچایا آندھیان اٹھین آگ برسی اور فوج ساحران لینا لینا کہکر شہزادے پر آگری ادھر سے بھی غازیون نے گھوڑے اٹھائے اور زدوکشت کی نوبت آئی تہلکہ عظیم پڑ گیا کہ ابیات

دو لشکر بہم تیغ کین آختند
زخون ہم سر بحر زخار گشت

روان سیل خون بر زمین ساختند
چو تیغے کہ آن راز تابندہ برق

بشمشیر اسلامیان بین دشت
کس از پیر و برنا نمیکرد فرق

لشکریان شہزادہ سحر سے مجبور تھے لیکن جنگاہ سے کب دور تھے مرتے تھے مگر گھس پڑتے تھے یہ حال جو سوگند نے دیکھا کہ فوج شہزادے کی سحر سے ہلاک ہوتی ہے آپ درۂ کوہ مین گئی اور سحر کرنے لگی لشکر عدو پر تیر برسنے لگے یہ سب کیفیت فصیل قلعہ پر سے ملکہ خنظل نے دیکھی کہ میرے لشکر پر تیر برس رہے ہین اسطرلاب جادو اپنی رفیق سے گویا ہوئی کہ مسلمان ساحر زبردست ہوتے ہین میرے لشکر پر پیکان گر رہے ہین تو یہانسے جا اور کسی طرح ایسا سحر کر کہ تیغہ سحر کش ہاتھ آجاے یہ تقریر سنکر اسطرلاب اڑی اور بہت بلند ہو کر پتھر یہ سنگدل برسانے لگی سوگند نے پتھر برستے دیکھکر ہر طرف دیکھا کہ یہ کون سحر کر رہا ہے معلوم ہوا کہ اسطرلاب ہے پس یہ بھی اڑی اور غافل اسکو پا کر پشت پر جا کر ایک ناریل سحر کا مارا کہ اسکے سینے سے نکل گیا وہ مر کر زمین پر گری صدا ے شور نشور برپا ہوئی اتفاق سے ملکہ حسامہ دایہ نے سوگند کو جو قتل کرتے دیکھا بغضب تمام اسکی جا کر ہمسر ہوئی اور سوگند کو پکڑ کر درۂ کوہ مین چاہا کہ سر کاٹ کر پاس خنظل کے لیجاؤن کیونکہ اگر زندہ لیجاؤنگی تو ملکہ نرگسی چشم اسکو قتل نہونے دیگی غرضکہ یہ قتل کیا چاہتی تھی کہ سیارہ نے دیکھا سحر سے سوگند کے تیر برستے تھے اب نہین برستے معلوم ہوا کہ وہ کسی آفت مین پھنسی یہ سوچکر صورت اپنی ملکہ خنظل کی ایسی بنائی اور جہان کوہستان مین سوگند تھی وہان آیا حسامہ کو خنجر بکف آمادہ اسکے قتل پر پایا پکارا دایہ صاحب آپ نے بڑا کام کیا جو اس غیبانی کو پکڑ لائین حسامہ نے جو یہ صدا سنی اور خنظل کو اپنا ثنا خوان پایا شرط تعظیم بجالائی اور سیارہ نے اسکے قریب پہونچکر بیضۂ بیہوشی مارا کہ یہ بیہوش ہوئی سر نجس اسکا تن سے فی الفور جدا کیا غل و شور برپا ہوا کہ مارا

سوگند نے حسامہ کو یہ ہنگامہ جو خنظل نے دیکھا فوراً نفیر بجائی کہ لشکر اندر قلعے کے چلا آئے ساحرون نے صدائے نفیر جو سُنی سمجھے کہ خنظل لڑنے سے منع کرتی ہی یہ معلوم کر کے سب اُٹھ کر اندر قلعے کے گئے اور در قلعہ بند کر لیا قاسم نے جب میدان صاف دیکھا فرمایا آج تو دن تمام ہو چکا ہی کل قلعہ پر حملہ کرونگا یہ فرما کر اُسی جگہ خیمہ استادہ کرا کر قلعہ کو محصور کر کے اُترا مگر دل سے خیال کیا سب کچھ کشت و خون وغیرہ ہوا لیکن دلدار کا پتا نہ ملا یہ سوچکر بیقراریان کرنے لگا رُباعی

تو کیا کہون کس طرح کٹی ہین راتین		ملنے کی جو اُسکے سوچتا ہون گھاتین	
یاد آتی ہین جب وہ پیاری پیاری باتین		حیران اِدھر اُدھر ترا سکتا ہون	

اسی بیتابی مین سیارہ کو بلا کر ارشاد کیا کہ اب کام ہمارا تمام ہی اُسنے عرض کیا عشق کا یہی انجام ہی مرجائیگا تو نام عشق مین کر جائیگا قاسم نے کہا یار بھی ہمسے جدا ہی اور اجل بھی ہمسے خفا ہی اب شب فراق ڈرانے کو آتی ہی چشم سیارہ گان سے آنکھین دکھاتی ہی سیارہ نے حال ابتر شہزادے کا دیکھکر رحم کھایا اور جتنا دن باقی تھا بیٹھا سمجھایا کیا جس وقت کہ مہر زرین علم سیر عالم کر کے کلبۂ احزان مغرب مین جا کر ماتم نشین ہوا اور ماہتاب جگر داغدار لیکر عارض صبح شاہد سحر کے تمنائے دیدار مین پھرنے لگا نظم

ابی ہی چہ گریہ رنگ گلنار میگریست		دیدم بوقت شام شفق زار میگریست	
خون آسمان بدامن کہسار میگریست		بارید بسکہ تیر بلا در شب فراق	
نرگس بحالت دل بیمار میگریست		سوسن کبود کردہ سر رخت خویش آہ	

سیارہ بانے عیاری کے پہنکر قلعے کی سمت چلا اور در قلعہ پر پہونچکر ٹھہرا کہ کیونکر اندر قلعہ کے جاؤن یہ تو یہان کھڑا ہی مگر خنظل کو حسامہ دائی کے مرنے کا بڑا رنج ہوا ہی اسنے اپنے سر کے بال کھولکر پریشان کر کے جھٹکے ایک سیاہی بالون سے پیدا ہوئی اور لوٹ کر پرچھائین آدمی کی بنی اُس کالی بلا سے کہا جا کر سیارہ عیار کو لشکر قاسم سے پکڑ لا وہ بلائے سیاہ حسب الحکم روانہ ہوئی اور لشکر شہزادہ مین آکر ہر سمت تجسس کر کے پھر گئی کیونکہ سیارہ تو وہان سے آکر نزدیک ساحر در قلعہ پر ٹھہرا ہی اسے کیونکر ملتا اسنے خنظل پاس آکر کہا کہ مین نے سب جگہ اُس عیار کو ڈھونڈھا کہین پتا نہ ملا شاید لشکر حمزہ کی طرف گیا ہو خنظل یہ کلام سنکر مایوس ہوئی اور اشارہ کیا کہ وہ پرچھائین بالون مین اُسکے جا کر غائب ہو گئی اُسوقت آفت جادو نام ایک رفیق نے عرض کیا کہ اے ملکہ آپ سوچتی کیا ہین اپنے شوہر زنار افگن پاس کسی کو طلسم ہوشربا مین بھیجیے اور اس حال کی آگہین

اطلاع کیجیے یہ لڑائی مسلمانون کی بڑی سخت جنگ ہو یہ لوگ نہ جادو کو مانتے ہین نہ کسی کو اپنے نزدیک
زبردست جانتے ہین ترک فلک سے مقابلہ کرنے والے ہین ہوا سے لڑنے والے ہین خنظل بولی
سچ کہتی ہو اور پھر اپنے بالون کو پریشان کیا وہی سیاہی دوبارہ پیدا ہوئی اُس بس کی گانٹھ سے
حکم کیا کہ باغ آسیب مین زنار کے پاس جاکر سب کیفیت یہان کی بیان کر کہنا کہ جلد چلو گھر سار برباد
ہوا عورت ذات اکیلی ہین ہون مجھ سے کیا ہو سکتا ہو لیکن سب حال اس طرح نہ کہنا کہ دربار والے
شاہ دوران کے سُنین اور شوہر میرا ذلیل ہو اُنھین الگ بلا کے چپکے سے کہنا اس حکم کو سُنکر وہ پرچھائین
راہی ہوئی خنظل اسکو بھیجکر قلعے کا انتظام کرنے لگی سیارہ در قلعہ پر کھڑا دعائین کر رہا تھا کہ اُنھی
مجکو اندر کسی طرح جانا ملے اتفاق سے ایک محلدار کہ قلعے کے باہر اُسکا گھر تھا کئی روز پیشتر اس
جنگ کے رخصت لیکر اپنے مکان مین آئی تھی اُسنے جو قلعے پر لڑائی ہوتے سُنی خیال کیا اگر مین
نہ جاؤن گی نمکحرام کہلاؤنگی ایسے وقت مین شریک ہونا لازم ہی یہ سوچکر روانہ ہوئی جب قریب
قلعے کے پہونچی پکاری کوئی یہان ہی سیارہ جو ساحر بنا کھڑا تھا حاضر ہو کر سامنے آیا اسنے کہا
دروازہ کھلواؤ سیارہ نے بڑھکر پکارا کہ بی محلدار صاحب آئی ہین دروازہ کھولو ساحر جو پہرے
پر تعین تھے انھون نے پھاٹک کی کھڑکی کھولدی سیارہ پہلے آپ کھڑکی سے اندر آیا پھر محلدار
سے کہا آیئے وہ بھی اندر آئی دربان سمجھے کہ یہ ساحر محلدار کے ساتھ ہی اور محلدار سمجھی کہ یہ بھی کوئی
ملازم خنظل ہی الحاصل جب اندر شہر کے آئے گو کہ رات کا وقت تھا لیکن کمال حسن خیز اور زرریز شہر
دیکھا حسینان دہر اکٹھا تھے دکانین آباد روشن چراغان تھے سڑکین پختہ اور ہموار بنی تھین کہ کہکشان
فلک کو شرماتی تھین سیارہ محلدار کے ساتھ سیر دیکھتا ایک گلی مین آیا وہان تنہائی جو پائی اپنے
پاس سے شیشی عطر کی نکالی اور کہا بی محلدار صاحب اس عطر کو سونگھیے مین نے کھچوایا ہی تبلایئے
تو کتنے تولے کا ہی اُسنے شیشی لیکر نتھنون سے لگائی فوراً چھینک آئی بیہوش ہو کر گری اسنے
پیرہن اُسکا سب اُتار لیا اور گوشے مین بیٹھکر آئینہ رکھکر فتیلہ عیاری جلا کر اسکی ایسی صورت بنا اسکو
خوب بیہوش کر کے وہین چھوڑا آپ آگے بڑھا راہ مین سوچا کہ خنظل برج قلعہ پر آج کل رہتی
ہو وہین ملکہ بھی ہوگی یہ سوچکر اُسی جانب چلا جب قریب برج کے پہونچا ایک کہاری اُدھر
سے آتی تھی اُسنے سلام کر کے کہا بی محلدار کہان تھین حضور کئی بار یاد کر چکین سیارہ نے جواب
دیا کہ بی کیا کہون خوب ہوا جو مین نگوڑی یہان نہ تھی نہین کتنا بے مین پکڑی جاتی بھلا سنو تو
کیا ماجرا گذرا کچھ حال تو کہو کہاری نے کہا بس زبان نہ کھلواؤ وہی مثل ہو کیا اور گرنجا نا مین

ہوتی تو کر دکھاتی اری بی کیا تم ننھی ہو شکر لیے یار تو گھر گھیرے پڑا ہو اور پھر تم مجھسے پوچھتی ہو کہ کیا ہوا
سیارہ نے کہا میرے سر کی قسم ہمکو ہی ہر کرے جو نہ بتائے سچ کہو کیا معاملہ ہی کہاری نے کہا حاشا للہ
بی بی مین کانون پر ہاتھ دھرتی ہون جسکا باپ اُسکا باپ مین نہین جانتی کہ ملکہ نے کیا کیا ہان
اتنا تو سُنا کہ کہین دھگڑے پاس پکڑی گئین لو بی بی یہ شہزادیان ہین جنکو محل کیسا کوئی کونا آڑ بھی
نصیب نہ تھا بیچ میدان مین مخلدار نے کہا بچی ہو نادان وہ کیا جانے اور وہ مردوا بھی ایسا کچھ دارینہ
نہو گا کسی کا ننھا لاڈلا ہو گا پھر میدان نہوتا تو کیا ہوتا کہاری تڑق کر بولی کہ بی بیٹھو ایسی ننھی ہین
کہ روٹی کو لوٹی پانی کو مم کہتی ہین منھ سے دودھ کی بو آتی ہی نوجائے دس کھلائے شادی ہو جاتی
تو چار بچون کی مان ہو تین اتنا جانتی نہین کہ آشنائی یون کرتے ہین یہ نجانتی تھین کہ بیچ میدان
مین جو ہم لیکر بیٹھتے ہین اسکا انجام کیا ہو گا آدمی اپنا آگم اندیشہ تو سوچ لیتا ہی اب اچھا ہوا کہ
دوبار پکڑی آئین اکیلے گھر مین تھکاری پہنے پڑی رہتی ہین سیارہ نے کہا خنظل نے اپنے پاس
قید کیا ہو گا کہاری نے جواب دیا نہین ایوان شاہی مین جو پائین باغ بنا ہی وہان قید ہین خنظل
آپ اُنکا پہرا دیتین یا لڑائی کا بند وبست کرتین شاباش کہو عورت ذات کو جو سب طرف کی تاک رکھتی ہی
سیارہ نے کہا خیر جو کچھ ہو گا دیکھا جائیگا مین حضور پاس تو ہو آؤن یہ کہکر آگے چلا کہاری بھی اپنی راہ گئی
لیکن یہ ادھر سے پھر کر ایوان شاہی کو ڈھونڈھتا آخر وہین آکر پہونچا اُس کا رخ رفعت بخش قصر کسری
کو بہت رفیع دیکھا ہر کنگرہ اُسکا بہ از مشکوے پرویز تھا بلکہ خورنق بہرام جسکو نعمان بن منظر نے بنایا تھا
نظر آتا تھا یہ تو از بسکہ مخلدار کی صورت بنا ہوا تھا کسی نے اُسکو منع نہین کیا اندر قصر کے گیا ہر سمت دروازے
لگے تھے بیچ ایوان مین تخت شاہی بچھا تھا کرسیان ڈنگل قرینے سے بچے تھے ایک طرف زنانی ڈیوڑھی
پر پردہ زنبوری پڑا تھا ہزارہا حاجب کھڑا تھا لیکن یہ پردہ اُٹھا کر چلا دربان نے پوچھا کہان جاؤگی
اُسنے پھر کر کہا موندسی کاٹے اپنے بیگانے کو نہین پہچانتے مخلدار ہین مدت گی آنے جانے والی آج مجھے
بھول گیا سپاہی بولا کہ مخلدار آج تو تم ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو ایک شخص بولا آج جوبن بھی
زیادہ ہی مخلدار نے کہا شامتین آئی ہین موے زبان کا مزا نکالتے ہین یہ کہکر اندر پردے کے جاکر ہاتھ
نکالکر انگوٹھا دکھایا کہ ناشدنیو تم ارمان مین رہو گے اور مین ہتے نہ چڑھون گی غرضکہ آگے بڑھا اندر
محل کے ایک آدھ نے پوچھا کہ بی مخلدار کیا ہی کہا موے سپاہی ایسا ہنساتے ہین کہ پیٹ مین بل
پڑے جاتے ہین زیر ناف درد ہونے لگا خلاصہ کلام آگے چلکر قلیا قنیون ترکنون حبشنون کے غلے
کو طے کرکے باورچی خانے سے گذر کر دو دو منھ ہر ایک سے ہنستی باتین بناتی پائین باغ مین آئی

عجب تختۂ گلزار بہار آگین دیکھا کہ جہان کی ہوا نسیم بہار کو اعتدال بخش تھی اور شمامۂ ریحان روح افزا دماغ جان کو معطر فرماتی کہ ابیات

گلستانے چو گلزار جوانی
گلش سیراب زآب زندگانی
نوائے عندلیبش عشرت انگیز
نسیم عطر بیزش راحت آمیز

سیارہ ہر سمت دیکھتا صحنچیوں مین کنیزون اینسون جلیسون کی باتین سُنتا جاتا تھا کوئی کہتی تھی دیکھیے اس عشق کا کیا انجام ہوتا ہی دوسری جواب دہ تھی کہ دو مین ایک کی جان جائیگی سر کٹیگا اور کیا ہوگا کوئی انگشت بدندان تھی ہاہا کرتی تھی کوئی ناک بھون چڑھائے کہتی تھی کہ اتنے سے بیت پر اس چھوکری نے یہ آفت ڈھائی کہ مردوا ساتھ لگا لائی امان باوا کی ناک کٹوائی یہ معرکہ ڈال دیا اسی طرح کوئی پاندان کھولے پان کھاتی تھی کوئی مسی لگاتی تھی کوئی کہانی کہتی تھی کہ ایک تھا بادشاہ ہمارا تمھارا خدا بادشاہ کہانی ایسی جھوٹی نہین بات ایسی میٹھی نہین یہی کیفیت سیارہ دیکھتا سنتا بارہ دری تک پہونچا یہان تلنگنون کا پہرا کھڑا تھا ایک تلنگن پکاری ہوکس دیر سیارہ نے کہا محلدار تلنگن بولی کہ اندر نجانا محلدار نے کہا نہ جاؤنگی مجھے کیا پڑی ہی جو جیسا کرے گا ویسا پائے گا پہرے والیون کا تو راج ہی اپنا پرایا کچھ پہچانتی نہین صاحب مان کی ماما اُنسے تو خیر صلاح کو بھیجا گلوریان بھیجین ہم ہر وقت کے پاس رہنے والے لیکر آئے ہین یہ کہتی ہین اندر نجانا مین سچ کہون جمشید قسم مجھے آج تک کسی نے روکا نہین مین جوتی کی نوک پر ایسی نوکری مارتی ہون کیا مجھے ناک کاٹنون نے کٹنی مشاطہ مقرر کیا ہی جو جانے کی مناہی کرتی ہین ملکہ اتنے پہرے مین جو آگئی ہی جانتی ہین اب مان بیٹی مین ملاپ نہوگا وہی شل ہی مان بیٹیون مین لڑائی ہوئی لوگون نے جانا بیر پڑی یہ کہکر پھر کر سیارہ چلا دوسری پہرے والی نے جو پہرے پر تھی اُس سے کہا ارے جانے دے سچ ہی یہ لوگ ناک کا بال ہین دو دن مین ایک ہو جائینگے اور اسوقت نہین معلوم یہ کیا کیا جا کر لگائے گی ہم تم پہرے کے لیے ہین کبھی سامنے جانا نصیب نہین ہوتا پھر ہماری کون سنیگا یہ کلام تلنگنی نے سُنکر محلدار کو پکارا کہ بی محلدار خفا نہو جاؤ جاؤ ہم بھی تو حکم کے تابع ہین اگر نہ روکتے ابھی تم بھی الزام دیتین کہ تم کیسا پہرے پر کھڑی تھین کہ مین نا چلی گئی اور کسی نے نہ روکا محلدار نے کہا بی بی سچ کہتی ہو مگر دو جنی کو روکتے ہین یہ کہتا ہوا سیارہ اندر بارہ دری کے گیا یہان شیشہ آلات روشن تھا فرش تاقم بچھا تھا ایک طرف پلنگڑی پر ملکہ زنجیر پہنے پڑی کراہتی ہی اور چار ساحرہ معزز کھٹولی بچھائے پہرا دینے ملکہ کا بیٹھی ہین لیکن وہ سوختہ جان آتش محبت تپ مفارقت

سے جب ہوش مین آتی ہی تو بیتابانہ زبان پر لاتی ہی رو کر چلاتی ہی درد دل سناتی ہی کہ نظم

بے آگری لاشہ ہوا لاغر بس تن ہوگیا	ذرۂ ریگ بیابان اپنا مدفن ہوگیا
ایک ہی جنبش مین تھی صد راحت خواب عدم	طفلہاے اشک کو گہوارہ دامن ہوگیا
بیکسی سے نزع مین اپنے کو رویا آپ مین	دم جو کچھ باقی رہا تھا صرف شیون ہوگیا

سیارہ جب آگے بڑھا جادوگرنیون نے پوچھا بی محلدار کہان آئین محلدار نے سلام کیا اور کہا بی بی حاکم سے ناچاری ہی نہین تو یہان آتے بوٹی کانپتی ہی لو یہ گلوریان حضور نے شہزادی کے لیے بھیجی ہین اور فرمایا ہی کہ سمجھا کر انکو کھلا تا کہ بچپنے سے ملکہ کو پان پر پان کھانے کی عادت ہی ایسا نہو ترک عادت سے بیمار ہو جائے یہ کہکر خاصدان سے چارون کو گلوریان نکال کر دین کہ تم بھی کھاؤ ملکہ سب تھوڑی کھائینگی رئیس کے یہان سارا مال نوکر چکھتے ہین آدھے کا تہا سرکار کو ملتا ہی سونے کا خاصدان بھی اپنے پاس رکھو جو کوئی پوچھے تو بتانا نہین تمھارا مال ہی وہ جادوگرنیان ان باتون سے خوش ہوگئین اور وہ گلوریان چارون نے کھائین بیہوش ہوگئین سیارہ ملکہ کے قریب گیا ملکہ نے محلدار کو دیکھکر فرمایا کہ اری محلدار اب ہمارا وقت آخر ہی کس لیے کہ بمقتضاے قطعہ

کوئی ہمارے تغافل شعار سے کہدے	کہ آپ ذرہ نوازی جو مہروار کرین
تو باوجود تقاضاے مرگ و شدت نزع	ہم اور بھی نفس چند انتظار کرین

اسنے کہا حضور مین سیارہ ہون ملکہ یہ سنتے ہی اٹھکر لپٹ گئی اور کہا ع شد بحمد اللہ میسر انچہ می جستیم ما کہو بھیا سوگند کیسی ہین بظاہر تو سوگند کو پوچھا مگر اس پردے مین گویا شہزادے کا حال دریافت کیا سیارہ نے ایک گلوری ملکہ کو کھلائی کہ یہ بھی بیہوش ہوئی اسنے پشتارہ مین باندھا اور چاہا کہ کسی تدبیر سے نکل جائے مگر خنظل نے علاوہ چار جادوگرنیون کے ایک ساحرہ اور مخفی مکاندار جادو نام کو مقرر کیا تھا کہ ملکہ کو چھپ کر دیکھتی رہے اسنے پوشیدہ ملکہ کی باتین سنکر سیارہ پشتارہ باندھ رہا تھا کہ جاکر خنظل کو اطلاع دی کہ عیار ملکہ کو لیے جاتا ہی وہ سنتے ہی بغضب تمام جلی اور شعلے کی طرح لپک کر سیارہ پر آگری اسنے ہر چند چاہا کہ پشتارہ لیکر بھاگ جاؤن خنظل نے سحر کر دیا کہ زمین نے پانون پکڑ لیے اسنے ملکہ کو چھین کر ہوشیار کر کے گھر کا کہ او بے حیا تیرے ہتھکنڈے اب بھی نہین جاتے ملکہ نے کہا اسمین میرا گناہ کوئی نہین اگر کوئی مجھے آکر بیہوش کرے تو مین کیا کرون خنظل سوچی کہ یہ سچ کہتی ہی بولی کہ بیٹا یہ بد ذات مسلمان ایسے ہی ہین ملکہ نے کہا تم مجھے مار ڈالو جھگڑا فیصل ہو جائے خنظل بولی کہ اس موے عیار کو مین قتل کرتی ہون کہ تجھے لیجایا کرتا ہی

سیارہ یہ کلام سنکر ڈرا اور گویا ہوا کہ میرے بھائی بند تجھے اگر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالین گے خنظل سوچی کہ عیار بہت مفسد ہوتے ہین لشکر اسلام مین بہت ہین ایسا نہو کہ اسکے قتل کرنے سے تجھے ضرر پہونچا یئن اسکو پوشیدہ طور پر ہلاک کرنا چاہیے یہ سوچکر مکاندار سے کہا اسکو لیجا کر باہر قلعے کے کسی پہاڑ پر ذبح کر ڈال تیرا کوئی کیا کریگا وہ یہ حکم پاکر پنجے مین سیارہ کو داب کر لے اڑی اور باہر قلعے کے دامن کوہ مین لائی قضائے کار مقبل جو عقب مین قاسم کے چلا تھا آج شام کو آکر پہونچا مگر لشکر شاہزادے سے دو کوس پیچھے اترا از بسکہ شب ماہ تھی کھڑا چاندنی کی کیفیت اور صحرا کی سیر دیکھ رہا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک ساحرہ کسی کو پنجے مین دابے لیے جاتی ہی یہ تو قادر انداز بے بدل ہی کہ شب تار مین بال کو تیر سے پردتا ہو اُسنے تاک کر جو تیر مارا مکاندار کے سینے پر لگکر پشت کو توڑ دیا وہ مر کر گری شور برپا ہوا اور سیارہ ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے قلابازی کھاتا چلا مقبل نے دوڑ کر ہاتھوں پر روکا اور زمین پر اُتارا دیکھا سیارہ ہی ہوشیار کر کے کہا تجھے خدا نے بچایا اُسنے کہا زندگی تھی بچ گیا اور ساری کیفیت اپنی عیاری کی بیان کی پھر وہان سے رخصت ہوکر قاسم پاس آیا یاد مطلوب کر رہے تھے کہ سیارہ کو دیکھکر پکارے فرد

نقد روان خویش نثار تو می کنم	جانے کہ ہست در سر کارے تو می کنم

ای یار دلنواز کہو کہ اُس معشوقہ بامروت کی کیا کیفیت ہی سیارہ نے ساری کیفیت خدمت والا ہمت مین شہزادے کے عرض کی اُسنے جب سُنا کہ مطلوب کو نہین لایا بے مقصود پھر آیا ہی شور و مصیبتا بلند کیا لیکن اس عیاری کے کرنے مین وہ رات آخر ہو چکی تھی اور قاصدان سیارہ خبر افلاک لیکر نظر سے مردم دنیا کے نہان ہوے اور خورشید بارادہ قلعہ گیری گنبد سپہر میدان چرخ مین آیا کہ ابیات

روز دیگر کہ چرخ شعبدہ باز صبح سیمین قبائے زرین تاج	کرد صندوق حلہ را سر باز تاج از در نہاد و تخت از عاج

قاسم نے اٹھکر نماز پڑھی اور دعائے فتح و ظفر مانگ کر کمر بندی کا حکم دیا اور آپ بھی مسلح و مکمل ہوا اور مقبل اپنی جگہ پر آکر سمجھا کہ اتمو میرا آنا سیارہ نے کہا ہوگا پھر اب مجھے بھی شہزادے کے پاس جانا روا ہی یہ سوچکر فوج کو تیار کر کے آپ پہلے سب سے خدمت شہزادہ مین پہونچکر مراسم نیاز مندی بجا لایا امیر کی طرف سے دعا کی اپنا آنا بیان کیا شہزادے نے اُسے خلعت دیکر کارسازی لشکر کا امر فرمایا اُسنے باہر آکر تمام لشکر کو آراستہ کیا صدائے کرنا صور سے دم اور دعوی رکھتی تھی اور فغان مرل

گوشہ گردون کے پار بھی ہر دلاور بحر آہن مین غوطہ مارے تھا نامردی سے کنارے تھا کہ ابیات

اُٹھایا یا علی کہکر علم کو
بڑھایا کہہ کے بسم اللہ قدم کو
رفیقون سے کہا باندھو کمر تم
ذرا ہو حملہ آور قلعہ پر تم
لڑو بہر خدا اعدائے دین سے
قصاص خون لو ہر اک لعین سے
دکھایا ہے یہ دن بخت رسا نے
زرہ پہنو چڑھاؤ داستانے
کسے یہ تاب ہو سکتا ہے یہ دل
جو تم سادات سے ہووے مقابل
جہان کھینچو گے تم شمشیر پرخم
پسر ہون زال کا بولے گا رستم
چلے تلوار برق آسا چمک کے
اڑین پھر ہوش جلاد فلک کے
تلاطم پر ہوا وہ بحر لشکر
مثل طوفان خیزی مین برابر
ہوا عسکر جو وہ آمادۂ جنگ
کہ تنگ اسپ کیا میدان ہوا تنگ
دم شمشیر طوفان تھا سر کوہ
دلیرون کے تھے گویا پشت پر کوہ
زمین کو کرنا نے کیا ہلا یا
بدن خورشید کا بھی تھرتھرایا
زہے زیب گلگون تھے وہ رایت
ستون سقف گردون تھے وہ رایت
چلا وہ شیر نر پھر سوے جنگاہ
یلان فوج کو لے اپنے ہمراہ
ہوا میدان وہ میدان محشر
نمایان ہر طرف سامان محشر

اس کر و فر سے جب روبرو قلعے کے پہونچا لشکر نے صف کھینچی ادھر خنظل بھی ملکہ کو قید مین زیادہ مبتلا کرکے برج قلعہ پر آئی لشکر کو شہزادے کے صف آرا دیکھا فوج کو تیار ہونے کا حکم دیا اور آج خود ارادہ مقابلے کا کیا ہنوز برج سے قلعے کے نہ اُٹھی تھی کہ سامنے صحرا کیطرف سے گرد اڑی لکہ ہاے ابر رنگ برنگ کے بروے ہوا ظاہر ہوے اور ساحران غدار بدہیئت بدشعار اژدر سوار دکھائی دیے ہر ایک صورت اپنی ڈراونی بنائے ماتھے اور منھ پر ٹیکے لگائے سانپ سر سے لپیٹے اور منھ سے رال اڑاتے تھے آگے سب کے اژدہے پر سوار ایک ساحر جوان طرحدار موتیون کے مالے گلے مین ڈالے جواہر بیش قیمت کے اکے بازو پر بندھے کمر مین کردھنی سونے کی بندھی پیدا ہوا اور زمین پر اس فوج کا خیمہ و خرگاہ بہیر و بنگاہ کا سامان عرابہ اور گردون پر لدا چلا آتا تھا جب قریب قلعہ وہ لشکر پہونچا فوج ساحران ہوا سے اترکر مقابل لشکر قاسم ٹھہری اور وہ ساحر جوان خوش رو برج قلعہ کی طرف چلا خنظل نے جو اُسے آتے دیکھا پہچانا کہ میرا داماد یعنی ملکہ کی جبس سے شگنی ہے طولان بن ظالم جادو ہے اپنے باپ کے مارے جانے کی خبر سُنکر بارادہ رزم قاسم آیا ہے بس داماد کو دیکھتے ہی مع ساحران نامی کہ برج قلعے سے چلی اور قریب اسکے آکر گرد پھرنے لگی سمدھی کو یاد کرکے روئی طولان نے جھک کر با ادب تمام سلام کیا اُسنے بلائین لین گلے سے لگایا اور کہا بیٹا باپ تمہارے مارے گئے اب چچا تمہارے یعنی میرے شوہر جو تمہارے خسر بھی ہوتے ہین طلسم سے آیا چاہتے ہین مین قاصد بھیج چکی ہون وہ آکر اس موذی کو سزا دینگے خوب

ہوا جو تم آگئے چلو قلعہ مین چلکر اپنی منگیتر کی نگہبانی کرو مین آج اس لڑائی سے مہلت پاکر عقد کردونگا کہ تم اسکو اپنے قبضے مین رکھو طولان نے یہ تقریر سنکر شرماکر سر جھکا لیا اور کہا امان جان مین اسوقت اس مسلمان کو سزا جاکر دیتا ہون آپ جاکر برج پر بیٹھکر تماشا دیکھیے اور کچھ تردد نہ فرمایئے خلاصۂ کلام ہرچند حنظل مانع ہوئی لیکن اُسنے نہ مانا اور واپس ہوکر سامنے قاسم کے آیا سیارہ نے سوگند سے اسکا حال پوچھا اُسنے کہا ملکہ کا منگیتر یہی ہی قاسم سے سیارہ نے آکر بیان کیا کہ ذرا سنبھل کر لڑیئے گا یہ شخص پورا حریف یعنی رقیب آپکا ہی قاسم نے کہا خدا مالک ہی غرضکہ وہ لشکر مقابل مین صف آرا ہوا ادھر نفیر سحر بجی اُدھر طبل رزمی پر چوب پڑی صفوف جدال و قتال آراستہ ہوگئین نقیب للکارے جوانون کو پکارے ہان دلاور و ہمت نہ ہارو عدو کو ٹوک کر مارو بہادری مین دو جہان کا عیش و آرام ہی نامردی مین بموجب مثل نکٹا جیا برے احوال زندگی حرام ہی اس صدا کو سنکر پھر تو نظم

کمر مرنے پہ باندھی اہل دین نے
یہ جان تازہ دی جان آفرین نے
صفین آراستہ کین ساحرون نے
ہجوم آن پر کیا ناکامیون نے
ادھر بھی نعرۂ اللہ اکبر
ہوا ایسا کہ گوش اس سے ہوئے کر
عروج اپنے کی تھی ہر اک کو امید
ہوئی نیزہ کی پرچم تاج خورشید
کیا طولان نے پھر میدان کا آہنگ
ہوئی منظور قاسم سے اُسے جنگ
اڑا کر اژدہا میدان مین آیا
رجز پڑھتا ہوا میدان مین آیا
طویل ایسا تھا جیسے چرخ دوار
بدن پہنا تھا اُس کا مثل کہسار
درفش تیرہ اک ظالم کے ہمراہ
کہ پرچم اسکی تھی داغ دل ماہ
غرض آیا جو میدان مین ستمگر
بڑھایا یان سے قاسم نے تکاور

شہزادۂ دلاور جب اُسکے مقابل آکر ہوے طولان تیغۂ سحر کشتہ اُنکے زیب کمر دیکھکر خائف ہوا اور اژدہے پر سے اُترکر جھولی سے سحر کی ایک پتلی نکال کر زمین پر کھڑی کی آپ بیٹھکر سحر پڑھنے لگا بعد تھوڑی دیر کے وہ پتلی غائب ہوگئی اور قلعہ کی جانب سے ایک تخت پیدا ہوا قاسم نے دیکھا کہ ملکہ نرگسی چشم تخت پر سوار ہی با دیدۂ خونبار ہی پاؤن مین زنجیر پڑی ہی قید کر رکھی ہی بال سر کے پریشان ہین آنکھین بغیر دید جمال یار حیران ہین رخسار اس گلعذار کے طمانچے کھانے سے نیلے مثل سوسن ہین لب گل برگ تر پر بدلے مسی کے اوداسی چھائی ہی حضرت عشق نے عجب صورت بنائی ہی حیرت سے انگشت بدندان ہی زبان سے راز عشق اور جمال یار کی مدح خوان ہی کہ اشعار

اس انجمن مین کوئی دل شادمان نہ تھا
تھی اجڑے گھر کی رات سواد جہان نہ تھا
جنس شباب کا یہ کبھی قدردان نہ تھا
گردون کی سات پشت مین اک نوجوان نہ تھا

جبتک اُنھین پسند تھی لکھنؤ کی سادگی　　کاجل کی کوٹھری مین بھی بہتان ہوا نہ تھا
تھا ضعف میری غفلت پیری سے ہم بغل　　اس نیند کے نصیب مین بخت جوان نہ تھا
بجلی تھی مہربان کبھی آتش کی تھی بہار　　صد شکر بے چراغ مرا آشیان نہ تھا
مسکا دیا جو زخم محبت نے ہر جگھہ　　اتنا بھی تنگ جامۂ تاب و توان نہ تھا

قصہ کوتاہ وہ رشک ماہ قریب شاہزادہ کے آئی قاسم گھوڑے سے اتر پڑا اور یہ کہتا ہوا دوڑا کہ بیت

المنۃ للہ کہ اگر رنج کشیدیم　　دیدیم ترا وز تو بہ مقصود رسیدیم

سوگند نے جو یہ کیفیت دیکھی پکاری کہ اے سرشار جام عاشقی شہزادہ والا گہر یہ تصویر ساحری ہے بلکہ نہین ہے دھوکا نہ کھایئے تیغۂ سحر کش سنبھالیے شہزادے نے جو یہ صدا سُنی تیغہ پر ہاتھ ڈالا ملکہ نرگسی نے انگلی اپنی دانتون مین دابی اور بحسرت شاہزادے کو دیکھکر رونے لگی آہ سرد بھر کر بولی کہ ابیات

یاری اندر کس نمی بینیم یاران را چہ شد　　دوستی کی آخر آمد دوستداران را چہ شد
کس نمیگوید کہ یاری داشت حق دوستی　　حق شناسان را چہ حال افتاد و یاران را چہ شد

کیون شہزادے یہ تیغہ ہمنے تمکو اسی لیے دیا تھا کہ تم ہمین پر ہاتھ صاف کرو فرض کرو کہ مین نرگسی چشم نہ سہی ہم شبیہ تو ہون تمکو صورت جانان پر ہاتھ اُٹھاتے شرم نہین آتی لاؤ یہ تیغہ مجھے دو شہزادہ پیکر جان فریب مطلوب دیکھکر ایسا دیوانہ عقل و خرد سے بیگانہ ہو رہا تھا کہ کچھ خیال انجام کار نہ کیا اور فرمایا کہ فرد

آنچنان مہر توام در دل و جان جا گرفت　　کہ گرم سر برہ مہر تو از جان نرود

یہ تیغہ حاضر ہے لو اور اس جرم مین کہ مین نے تمپر تلوار کھینچی ہے مجھے گھائل کرو اس تصویر نے تیغہ جیسے ہی ہاتھ سے انکے لیا ایک شور برپا ہوا اور اندھیرا ہو گیا اسی اندھیرے مین طولان آکر کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑا سوگند نے سحر پڑھکر دستک دی کہ وہ تاریکی دور ہوئی سب نے دیکھا کہ شہزادے کو طولان پنجے مین دابے لیے جاتا ہے سیارہ نے سوگند سے کہا کہ لشکر سے خبردار مین تعاقب شاہزادہ مین جاتا ہون یہ کہکر شاہزادے کو دیکھتا چلا ادھر فوج ساحران لشکر شاہزادے پر حملہ زن ہوئی سوگند زمین پر بیٹھ گئی اور سحر پڑھکر روے خاک دو ہتڑ مارا غبار زمین سے سیاہ اُٹھا اور مثل دیوار کے درمیان لشکر طولان و قاسم کے حائل ہو گیا ساحران ہر چند خواستگار ہوے کہ اس دیوار کو ہٹا دین اور لشکر حریف کو قتل کرین ممکن نہوا اسی اثنا مین حکم حنظل پہونچا کہ تا آنے طولان کے جنگ نکرنا صفوف لشکر آراستہ رہین تاکہ وہی آکر کام اس لشکر کا تمام کرین غرضکہ اس

حکم سے فوج ساحران کی ادھر سردار شاہزادے کے انتظار مین ٹھہرے لیکن خنظل نے آفت جادو اپنی رفیق کو بھیجا کہ طولان سے جاکر کہے میان قلعہ مین اس مفتری گنہگار کو لاکر قتل کرو کہ اہل قلعہ خوش ہون آفت اڑکر پاس طولان کے بروے ہوا پہونچی اور پیام خنظل کا کہا اُس نے جواب دیا کہ اندر قلعے کے لیجانا اسکا صلاح نہین ہے وہان ملکہ اسکی عاشق ہوا ایسا نہو کہ اسکو ہلاک ہوتے دیکھکر اپنے تئین بھی ہلاک کرے اور میرا گھر برباد ہوجائے مین اسکا سر کاٹ کر خدمت مین امان جان کی حاضر ہوتا ہون ملکہ جب سُنے گی کہ عاشق میرا مرگیا رنج تو ہوگا لیکن صبر کرکے چپ ہورہیگی کیونکہ سُنا ہوا حال دیکھنے کے برابر نہین آفت یہ تقریر سُنکر پھر گئی اور سب کیفیت خنظل سے آکر بیان کی وہ سُنکر خاموش ہورہی اور طولان دامن کوہ مین قاسم کو لایا اور زمین پر استادہ کرکے عتاب و خطاب کرنے لگا اس اثنا مین وہ پتلی سحر کی جو ملکہ کی صورت بنکر گئی تھی تیغہ سحر کش لائی طولان نے تیغہ لیکر پتلی سے کہا جادہ منھ کھولکر کھڑی ہوگئی مُنھ سے اسکے دھوان نکلا اور غلغلک مارکر ایک ساحر بنا اور سلام کرکے چلا گیا اُسنے پتلی اُٹھاکر اپنی جھولی مین رکھ لی قاسم نے یہ ماجرا دیکھکر دل سے افسوس کیا کہ ملکہ کی صورت بنکر یہ ساحر جو ابھی گیا ہی میرے سامنے آیا تھا جو مین نے تیغہ دیدیا یہ تو افسوس کرنے لگے اور طولان نے بغصہ کہا کہ اے نالائق تو میری منگیتر کو بھگائے گیا تھا اب کہہ کہ تجھے کس طرح قتل کرون شہزادے نے اسکے کلام کا کچھ جواب نہ دیا اس اثنا مین سیارہ جو تعقب مین چلا تھا آکر پہونچا اور صورت خنظل کی اپنی بنکر طولان کے پاس آیا کہا خبردار اس شہزادہ کو قتل نہ کرنا نہین بہت پچھتائے گا طولان نے یہ کلام سنکر کہا اور بھی ہو تو کوئی اسکی طرفدار معلوم ہوتی ہی سیارہ نے دیکھا کہ کوئی سحر اور ظاہری قید کی علامت شہزادہ پر معلوم نہین ہوتی یہ سمجھکر پاس سے طولان کے بھاگا مگر کہتا گیا کہ اے شہزادے کھڑے کیا کرتے ہو یہ حرامزادہ لاف زنی کرتا ہی مارو اسکو اگر مسحور بہ سحر نہین ہو قاسم ایک سکتے کے عالم مین کھڑا تھا اسکے کہنے سے چونک گیا اور دوڑکر طولان سے لپٹا ایک ہاتھ گلے پر رکھکر اس طرح فشردہ کیا کہ منھ سے وہ بول نہ سکا اور قاسم نے اُسکو گراکر دوسرا ہاتھ سر کے نیچے رکھکر گردن کو دھڑ سے مع نرخرے کے کھینچ لیا پھر تو آگ پتھر سے برسنے لگی اور شور دار وگیر برپا ہوا قاسم نے تیغہ سحر کش لے لیا اور سیارہ نے جھولا اسکے سحر کا اور جو کچھ جواہر وہ پہنے تھا اُتار لیا پھر وہان سے شادان و فرحان لشکر مین آئے سوگند نے وہ غبار درمیان لشکر سے دور کیا شہزادہ تیغہ سحر کھینچکر نعرہ اللہ اکبر کرکے صف عسکر ساحران مین جا پڑا سوگند نے نارنج و ترنج لگانا شروع کیا اور مقبل نے تیر دن کا مینھ برسایا پھر تو نظم

ہوا پہلے سے ہنگامہ دوبالا		جلا یا اُس شرر نے خشک اور تر		ہوئی پھر آتش کین شعلہ آور

نظر مین مہر بھی تھا مہ کا ہالا
نہ راہِ امن کو بھولے تھے مردم
ہوئے تھے بند رستے غیر شمشیر
بنائے کوہ کو اک زلزلہ تھا
لبِ سوفار سے پیکان تھا گلگون
رہا یہ پاس نامِ ننگ تا شام
پریشان کون اہو خوش کسکا لشکر

زمین لاشون سے رشکِ آسمان تھی
نیام اپنا کیا تھا تیغ سے گم
حنائے پائے اسپان لکہ زن
قدم گاوِ زمین کا کانپتا تھا
ہوا تھا زنگ جلاد فلک بھی
چھپا خورشید مہر آیا لب بام

لہو کی دہار اک سیل دمان تھی
پرندہ تھا نہ اس صحرا مین جز تیر
ہوا خون دماغ دوست دشمن
زبان نیزہ رشکِ موجۂ خون
سما بھی کانپتا تھا اور سمک بھی
تماشے کو ہوئی وا چشم اختر

جسوقت کہ اریکہ آرائے فلک چارم آمد فوج انجم شکر رو بفرار لایا سپاہ ساحران مین طبل بازگشتی بجا اور ہر ایک ساحر بھاگ کر اندر قلعے کے گیا خنظل نے جب قاسم کو مع تیغہ سحر آکر لڑتے دیکھا تو ساحرون کو بھیج کر طولان کا حال دریافت کیا انھون نے آکر اسکو مردہ پایا جا کر بیان کر دیا کہ وہ مارا گیا خنظل لڑائی کا انتظام اور حفاظت قلعہ اُس وقت کر رہی تھی جا نہ سکی رو کر چپ ہو رہی اب جو فوج پھر کر قلعہ مین آئی در قلعہ بند کر کے افسر مقرر کر کے روتی ہوئی ہائے میرے مرادون والے دولھا افسوس تو ناشاد دنیا سے گیا کہتی ہوئی لاش پر آئی خوب روئی اور پیٹی چلائی کہ ؎ جو گل نہ کھلنے پائے تھے پھول اُنکے آگئے ✣ مسند سے دولھا اُٹھتے ہی تکیہ مین سو گئے ✣ ہائے آئی برات میرے نوشا کدھر گئے ای میرے غیرت والے اب میری بیٹی کا راج اور سہاگ کون کریگا ہائے وہ جنم کی رنڈیا ہو گئی ہائے اُسکی مانگ اُجڑ گئی تم کیسی میٹھی نیند رات بھر کے جاگے پانون پھیلائے سو رہے ہو آج عروس مرگ سے ہمکنار ہوئے آغوش لحد مین جا کر لیٹے خلاصہ کلام رو پیٹ کے لاش کو اپنے آئین اور دین جمشیدی کے بموجب اُٹھایا یہ تو اس ہنگامہ اندوہ والم مین مصروف رہی لیکن شاہزادہ قتل و قمع کر کے جب پھرا لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا مقبل نے طلایہ قایم کیا اور شاہزادہ خیمہ مین پلنگڑی پر آکر لیٹا پھر وہی دیوانگی اور بیقراری دل پر طاری ہوئی یادِ جانان مین سر دُھننے لگا اور یہ زبان پر لایا

نظم

دل سے خلشِ ہجر کا صدمہ نہ اُٹھے گا
آئی ہوئی اُسکی نہ مرے سر کہین آجائے
سکھلائے کہین رنگ بدلنا نہ مری آہ

کھٹکے گا کلیجے مین یہ کانٹا ابھی کچھ اور
گردن کو جھکائے نہ بڑھاپا ابھی کچھ اور
بہروپ کھائے نہ یہ دُنیا ابھی کچھ اور

جب بیقراری شہزادہ کی حد سے زیادہ بڑھی سیارہ اور سوگند نے آکر سمجھایا ہزار صورت سے دل بہلایا یہان تک کہ آفتاب مثل عاشق کے بیقرار چہرہ زرد کیے وابستر کیے تپ ہجر سے تھراتا خیمۂ مشرق سے

نکلا اور بادیہ گرد افلاک ہوکر دلسوزی جتانے لگا کہ بمقتضاے ابیات

ہوا پھر جلوہ گر وارا ے خورشید	کہ گردون ہر سحر اہی جاے خورشید	غبار و گرد مطلق ہوگیا دور
ہوا روے زمین آئینۂ نور	سحر گہ پھر وہی خصمی وہی قہر	بلا سے تھا مقابل فتنۂ دہر
ہوئی ہر سمت فکر تاخت و تاراج	سر آرام تھا بالین کا محتاج	نماز صبح پڑھ کر وہ دلاور
رجز خوان پھر چڑھا گھوڑے پہ اوپر	چلا وہ شیر نر پھر سوے جنگاہ	یلان فوج کو لے اپنے ہمراہ
ہوا میدان وہ میدان محشر	نمایان ہر طرف سامان محشر	ہوا محشر یہ رو یکینہ کے دم سے
کہ مردے چونک اٹھے خواب عدم سے	نہ صد پارہ فقط تھا پردۂ گوش	زمین کانپی فلک کا اڑ گیا ہوش
فلک تیرہ ہوا یہ گرد چھائی	ہوئی زیر و زبر ساری خدائی	کمر لشکر نے باندھی بہر پیکار
پڑی طبل و دہل پر چوب یکبار	کہون کیا فوج کین کی پاے مردی	ہوا تیرہ سپہر لاجوردی

جب روبروے قلعہ لشکر پہونچا **حنظل** رو پیٹ کر لاش طولان کی اٹھا کر برج قلعہ پر بیٹھی تھی آمد لشکر **قاسم** دیکھکر خود عازم جنگ ہوئی اُسوقت **آفت جادو** اسکی مصاحب نے عرض کیا کہ مین آج مقابلہ کو جاتی ہون اور اس ناسزا کو سزا دیتی ہون **حنظل** نے اُسے خلعت سرفرازی دیکر فوج جو کچھ طولان کی اور قلعہ کی قتل و قمع سے باقی تھی اُنکو حکم کمر بندی کا دیا ساحر جلد جلد تیار ہوتے در قلعہ کھلا علم فوج ظاہر ہوا تخت اور اژدر ساحرون کے نکلے میدان جنگ مین صفین جم گئین کہ **نظم**

مقام اپنے سے جب آئے وہ باہر	وہ چندان ہو گئی وہ شورش تر
گرین شورش کا دو دریا ارادہ	کوئی طوفان نہین اس سے زیادہ
معاذ اللہ کیا غوغا تھا ہر سو	کہ بھاگے شیر صحرا مثل آہو

الحاصل بعد صف آرائی لشکر **آفت** میدان مین آئی اور نعرہ زن ہوئی کہ **قاسم** تیغہ سحر کے بھروسے پر لڑتا ہے یہ بھی صدقہ ملکہ نرگسی حشیم کا ہے ورنہ ابتک تو زندہ درگور ہوتا آج کسی پہلوان کو میرے مقابلے مین روانہ کر کہ اُسے راہ عدم دکھاؤن مزا سرکشی کا چکھاؤن یہ نہیب سنکر سرداران **قاسم** کو تاب نہ آئی اور زبیر ابراے جوشن پوش نے گھوڑے کی باگ لی رخش صرصر تگ تین طرارون مین اُس لکاتہ کے روبرو جا پہونچا اُسنے افسون پڑھ کر دستک دی کہ گوشہ صحرا کی طرف سے ایک سوار اسپ نیز رو پر سوار مسلح و مکمل پیدا ہوا اور زبیر ابراے سے مقابلہ کرنے لگا دونون مین اول تو نیزہ چلا جب باہم برابر رہے سوار سحر نے تلوار لگائی اور ایسا سحر پڑھا کہ زبیر ابراے بیحس و حرکت ہوگیا سوار نے کمر مین ہاتھ ڈالکر قاش زین سے اُٹھا لیا اور لشکر ساحران کے سپرد کیا کہ اُنھون نے لیجاکر اندر خیمے کے قید کیا ادھر سوار نے پھر مبارز طلبی کی سلیم شیر شکار شہزادے سے اجازت لیکر

رزم کے لیے گیا بعد نیزہ وری کے نوبت شمشیر زنی کی جب آئی سوار سحر نے انکی بھی وہی حالت کی گرفتار
کر کے لشکریون کو دیا اور پھر طلبگار ستیز ہوا اسی طرح چالیس سردار جانباز اُسنے گرفتار کیے دن تمام ہوگیا
اور خسرو عالم آرا جہان گیر سیر عالم کر کے منزل مغرب کی طرف قدم زن ہوا اور لشکر انجم باخیل وحشم
ہمراہ سپہ سالار ترک فلک دشت نبرد افلاک مین آیا کہ **نظم**

ہوا تھا گرد سے آلودہ رو مہر — گیا دریاے مغرب مین فرو مہر
اڑا ایسا غبار لشکر زنگ — ہوا رخت جہان کیسے کا ہمرنگ
پھرے اپنی طرف ہر ایک لشکر — کہ راحت کے لیے شب ہی مقرر

سب نے کمر کھولی آسودہ ہوے **آفت** اندر خیمہ کے نہ گئی فوج ساحران کو لیکر مقابل عسکر شہزادہ
دلاور اُتری کیونکہ ہر سحر **قاسم** قلعہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کرتا ہی اگر کوئی سامنے اُترا ہوگا تو قلعہ پر یورش
نکریگا اور اسی لیے اسنے سرداران شہزادے سے ٹوک کر مقابلہ کیا کہ دو ایک روز اسی حیلہ مین بسر
ہون تا کہ زمار شوہر **خنظل** آجائے اگر شہزادے سے مین ارادہ رزم کرونگی تیغہ کے سبب ایک ہی
روز مین فیصلہ ہوجائیگا اور قلعہ بھی ہاتھ سے جاتا رہیگا فی الجملہ جب لشکر ساحران باہر قلعے کے اُترا
بازار لشکر کی کھل گئی طلایہ دونون طرف پھرنے لگا سیارہ نے **قاسم** سے کہا آپکے دادا کا یہ آئین
نہین کہ حریف لشکریون سے طلب جنگ ہوا اور افسر سبقت کر کے آپ لڑنے لگے دیکھیے امیر باوجود
کہ اسم اعظم جانتے ہین مگر پیش قدمی نہین فرماتے جو جس سے طالب ستیز ہوتا ہی اسی کو لڑنے بھیجتے
ہین منشا تقریر کا یہ کہ اب آپ کو بھی تامل کرنا ہوگا اور زمانہ بحیر مطلوب طول کھینچے گا مین لشکر عدو
مین جاتا ہون آپ دل کو مضبوط کر کے آرام پذیر رہیے اور نظر بہ فضل کریم کارساز رکھیے یہ کہکر
صورت اپنی ساحر کی بنائی اور راہ لشکر حریف لی جب داخل لشکر ہوا دیکھا **آفت** اپنے خیمے مین
مشغول عشرت ہی ناچ دیکھ رہی ہی جام شراب گردش مین ہی یہ کیفیت دیکھتا ہوا دوسری سمت
جو آیا دیکھا ایک خیمہ مخمل کا استادہ ہی پردہ جواہر دوز پڑا ہی پہرا چوکی کچھ نہین تخلیہ ہی اسنے پردہ
اُٹھا کر دیکھا اسی سوار سحر کو سونے کے پلنگ پر خواب راحت مین پایا فوراً ایک لوٹ مار کر اپنے
تئین زیر پلنگ پہونچایا اور کیفیے مین سفوف بیہوشی رکھکر نتھنون سے اُسکے نے لاکر جو پھونکا
سوار بیہوش ہوگیا یہ چادر مین پلنگ کے پشتارہ باندھکر وہان سے لے نکلا صحرا مین لاکر گڑھا
کھود کر اُسکو دفن کر دیا پھر وہان سے لشکر حریف مین گیا اور ساحر تو بنا تھا ہی بازار مین پھرنے لگا
ایک دکان پر کبابی کباب بیچ رہا کان تُڑھا رہا تھا اسنے تجویز کیا کہ کبابی کو زک پہونچاؤن یہ سوچکر

مقوے کے چار بلے اپنے سر کے اوپر لگاے اور کئی ہاتھ درست کیے جسم مین روغن ایسا ملا کہ سارا بدن آگ کی طرح دہکنے لگا اس شکل ہیبت ناک سے آہستہ آہستہ کبابی کی دوکان کے پاس آکر پکارا کیون جی ہماری خبر بھی ہی اُسنے جو پیچھے پھر کے اُسکو دیکھا مارے ڈر کے تھر تھر کانپنے لگا اور ہاتھ باندھکر پوچھا کہ آپ کون ہین اُسنے کہا کہ جہان تم جمعرات کو چراغ جلایا کرتے ہو ہم وہی ہین کبابی نے کہا میری خطا معاف کیجیے مین نے ابکی آپ کے یہان گڑ کا ملیدا چڑھایا تھا اُسنے کہا ہم اب تمسے بہت راضی ہین چلو اندر دوکان کے کہ تمکو ہم بہت کچھ دین یہ کہکر ہاتھ پکڑکر کبابی کو اندر اسکی پال کے لایا اور مُنھ پر اُسکے ہاتھ بیہوشی کا بھرا پھیر دیا کہ وہ بیہوش ہوگیا اُسکو اسی جگہ بیٹھکر سوار سحر کی صورت کے مثل زنگ روغن لگا کر بنایا اور ہتھیار سب لگا دیے بخوبی آراستہ کر کے ہوشیار کیا اور کہا حکم خداوند سامری کا یون ہوا کہ کبابی تمھارا سیوا بہت کرتا ہی اسکو جا کر سوار سحر بنا دو بموجب حکم خداوند مین نے تجھے سوار بنا دیا اور سوار سحر کو غائب کر دیا ہی اور مسلمانون کی قضا تیرے ہاتھ سے ہی خبردار آج سے اپنے تئین کبابی نہ کہنا جو پوچھے کہنا سوار سحر ہون یہ سمجھا کر وہان سے ہاتھ پکڑے خیمہ سوار مین لایا جسنے دیکھا یہی سمجھا کہ سوار کہین گیا تھا اب آیا ہی غرضکہ کبابی کو خیمے مین بٹھایا اور کہا آرام کرو صبح کو قاسم ہی سے لڑنا وہ افسر ہی اسکو قتل کیا اور سب فوج بھاگی کل ہی فتح ہو جائیگی اس طرح سمجھا کر عیار رہ تو اپنے لشکر مین چلا آیا اور کبابی نے جو سونے کا پلنگ اور کمخواب کا اوقچہ اور بارگاہ کی تیاری دیکھی دل سے کہا کہ خداوند نے مجھے سلطنت دی بیشک مین سوار سحر ہون رات بھر اسی خوشی مین جاگتا رہا جسوقت لوٹے شوکت انتہاے خاقان زرین کلاہ خاور گردون پر بلند ہوا اور لشکر زنگ ظلمت روبہ فرار لایا کہ بمقتضاے ابیات

وہ شب آنکھون مین کاٹی مثل اختر
ہوئی مردانگی دونون کو منظور
ہلال آسا چمکتے تھے جو خنجر
وہ صحرا ہوگیا تھا رشک گلزار
نہ لشکر بحر عمان تھا وہ لشکر
تماشاے جہان سے آنکھ کیلول

غرض خورشید نے کی یہ مہم سر
چلے لشکر سوے میدان جنگاہ
صف لشکر تھی گردون کے برابر
ادھر سے وہ سپاہ ظلم بنیاد
کہ تھا وہ کشتی گردون کا لنگر

تردد رات کا جب ہوگیا دور
کہ اک کشور مین کب ہتے ہین دو شاہ
علم ہر رنگ کے ہر سو نمودار
کہ تھا شہر عظیم فتنہ آباد
غرض لشکر ہوے دونون مقابل

بعد صف آرائی کارزار کبابی کو سوار سحر آفت نے سمجھکر حکم کیا کہ میدان مین جا کر نبرد آزما ہو وہ گھوڑا بڑھا کر رزمگاہ مین گیا اور نعرہ زن ہوا کہ ای قاسم آج تو میرے مقابلے مین آ تو شہزادہ مرکب اُڑا کر اُسکے سامنے گیا کبابی نے تلوار ماری شہزادے نے خالی دیکر جو

جوہا تہم تلوار کا مارا کبابی کے دو ٹکڑے ہوئے شور اُسکے مرنے کا نہ اُٹھا اُدھر قاسم نے مبارز طلبی فرمائی
آفت لبغضب تمام سامنے آئی اور ایک نارنج سحر پڑھکر مارا کہ تمام لشکر مین شہزادے کے اندھیرا
ہوگیا شہزادے کو بسبب تیغہ سحر کے روشنی دکھائی دیتی تھی اور باقی کسی کو سوجھائی نہ دیتا تھا
قاسم نے دیکھا کہ خنطل آکر میرے پاؤن پر گری ہی اور کہتی ہی کہ ملکہ کو لینا آپ کو منظور ہو تو تیغہ سحر مجھے
دیجیے کہ ملکہ کو جا کر لے آؤن شہزادہ تمام مطلوب سنکر بیقرار ہوگیا اور تیغہ اُسکے حوالے کیا تیغہ دیتے
ہی آفت آئی نعرہ ہوا کہ منم آفت جادو کمر مین پنجہ دیگر زور سحر انکو لے اُڑی اور لشکر ساحران سے
کہتی گئی کہ تم کمر کھولو اور طبل آرام بجا کر پھر جاؤ لشکر مین طبل امان بجا اور سب پھر کر خیمون مین آگئے
اُسوقت روشنی ہوئی اور سحر کی تاریکی مٹی سب نے دیکھا کہ شاہزادہ لشکر مین نہین ہی ایک تلاطم
پڑ گیا سیارہ لشکر کو حوالے سوگند کے کرکے صورت ساحر کی بنکر بہر تلاش چلا مگر آفت کا ایک باغ
جنگل مین ہی وہان قاسم کو لائی اور بارہ دری مین آکر زمین پر لٹا کر سحر کر دیا تاکہ یہ بے قابو رہین
اُٹھ نہ سکین اور آپ بچہ سور کا لینے گئی کہ اسکو جھٹکا کرکے قاسم کو قتل کرون اور اسکی روح کا
پیر بناؤن جب یہ جا چکی سیارہ ڈھونڈھتا ہوا قریب باغ پہونچا عقل سے دریافت کیا کہ شہزادہ
اسی باغ مین ہوگا فی الفور صورت اپنی مالن کی ایسی بنائی پاؤن مین کڑے الوٹ بچھوے پہنے
چُنری سرخ اوڑھی لنگے پر سوائی لگائی زلف غالیہ بیز عنبر آگین کو رخسارہ رنگین پر چھوڑا اور چشم
غزالین کو سرمہ آگین کیا کہ ابیات

زلف ہزار دل بیکے تار مو بہ بست — راہ ہزار چارہ گر از چار سو بہ بست
سما عاشقان ببوی نمش دہند جان — بکشود نافہ و در ہر آرزو بہ بست

پھولون کی ٹوکری ہاتھ پر رکھکر چھم چھم کرتی در باغ پر آئی اُس نزہت گاہ کو نمونہ اعلی علیین پاتا
کہ صبا زلف پر تاب بنفشہ سے مشک ناب کا نافہ کھولے تھی اور عطار شمار جعد پر شکن شکین سنبل
سے عنبر تر برستا تھا ریاحین جنان روائح گلہائے سیراب سے مشام جان عالمیان معطر فرمایا
اور باغ جنان اشجار پربہار سے اُسکے سرسبزی اور لطافت قرض لیتا تھا کہ نظم

شگفتہ اُس مین تھے گلہائے الوان — کہ ہر تختہ تھا رشک صد گلستان
مصفا ایسا تھا آئینہ آب — کہ اُس سے نیلگون تھا رنگ سیماب
یہ مینائی تھے سبزے سے در وبام — کہ بھولا خامہ ارژنگ کا کام
ایاغ بادہ بہجت تھا ہر گل — ترنم سنج ہر گلبن پہ بلبل

جب آگے بڑھی باغبانون نے پوچھا کہ تم کون ہو اُسنے کہا کہ سرکار کی مالن ہون جتنے خنظل کے ملازم ہین سب کے پاس ہمیشہ سے آتی جاتی ہون آج یہان مالک آئے ہین میرا بھی جی چاہا کہ اس باغ کو دیکھ آؤن باغبان بولے کہ تم اکیلے مین آیا کرو اسوقت تو جاؤ مگر یارون کو نہ بھولنا ہم تو تمھاری ادا کے دوانے ہین ایک نے کہا ذرا مُنھ پھیر کر ہنس تو دو دوسرا بولا کہ ہنسی اور پھبتی غرض یہ تو سب آوازے کسنے لگے مگر باغبانون کے چودھری کا لڑکا تو مالن کے سرو قامت کو دیکھکر قمری کی طرح طوق محبت درگلو ہوا اور سیب ذقن پر جان شیرین کھونے لگا اُٹھکر ساتھ چلا اور کہتا جاتا تھا کہ اے جان جہان مجھے اپنے گلزار رخسار کا بلبل سمجھ کر ابیات

دکھا دین ہم دل پر داغ دل اے یار دیکھو گے	عجب ہی سیر سوجھے گی جو یہ گلزار دیکھو گے
لگی ہے آگ سینے مین جگر جل جائیگا غم سے	بہینگے اشک آنکھون سے مژہ خونبار دیکھو گے

یہ کہکر نزدیک جاکر ہاتھ پکڑ لیا کہ میری جان کہان جاتی ہو ذرا میرے ساتھ آؤ مالن نے مسکرا کر کہا کہ اپنی بھینا کو بلاؤ آگ لگاؤن تیری باتون کو کیا جلد مزے مین آگیا باغبان ایسا بیتاب تھا کہ اسکی باتون کو غمزہ وناز جان کر آغوش مین اُٹھا کر جس کوٹھری مین کہ آپ رہتا تھا لایا یہان ایک کونے مین امرود رکھے تھے ایک مین شفتالون کی پال پڑی تھی کہین بیج رکھے تھے میٹھے کدو ڈھیر تھے بیچ مین کھٹری بچھی تھی اُسپر مالن کو بٹھایا حسب اتفاق آفت اسوقت بچہ خوک لیکر آگئی اور اسکو جھٹکا کیا بھینٹ جو تیار ہوئی سحر کے بیر آئے اور کہا کیا غافل بیٹھی ہے سیارہ عیار کوٹھری مین مالن بنا بیٹھا ہے یہ سنتے ہی بغضب تمام دوڑی کہتی ہوئی کہ موا عیار یہان بھی آیا یہ صدا سیارہ نے جو سُنی سمجھا کہ راز تیرا کھل گیا آفت یہان بھی آتی ہے یہ جان کر باغبان بچہ تو پاس بیٹھا ہی تھا فوراً ہاتھ بیہوشی کا اُسکے منھ پر مل دیا کہ وہ بیہوش ہوا آپ اُٹھکر کوٹھری کے پٹ کی آڑ مین کھڑا ہو گیا کہ آفت نے آتے ہی دروازہ کھولا اور جیسے ہی سر اندر جانے کے لیے ڈالا اُسنے اس زور سے تیغہ مارا کہ سر نجس تن سے جدا ہو گیا العیاذ باللہ شور عظیم بلند ہوا کہ مارا مجھے نام میرا آفت جادو تھا باغبان وغیرہ سب ملازم باغ سے بھاگ گئے اور قاسم کے جسم مین طاقت آگئی اُٹھ بیٹھا ایک جگہ بارہ دری کے کونے مین خیمہ بھر رکھا تھا اُٹھا کر جو ساحر کہ نظر پڑا اُسکو مارا اور ادھر سیارہ باغبان بچہ کو مار کر شہزادے کے پاس آیا اور انھین ہمراہ لیکر سمت لشکر روانہ ہوا ادھر کچھ باغبان وغیرہ بھاگ کر خنظل پاس گئے اور خبر ہلاکت آفت بیان کی یہ رونے لگی اور برج قلعہ پر آکر نفیر بجائی کہ فوج ساری جو باہر اتری ہوئی تھی اندر چلی آئی دروازہ بند کیا اس عرصہ مین قاسم آکر پہونچا فوج تو جا چکی تھی یہ بھی اپنے لشکر مین داخل ہوا

اُسوقت وہ سردار جو سوار سحر پکڑ لے گیا تھا آفت کے مرنے سے سحر کی قید سے چھوٹے ازبسکہ لشکر ساحران کو
بیم وہراس آمد قاسم طاری تھا کسی نے انھین نہ روکا وہ بھی پاس شہزادیکے آئے اور بآرام تمام
اقامت گزین ہوئے لیکن وہ سپاہی کا انسان فرستادہ خنظل طلسم مین زنار بلا افگن کے پاس
پہونچا نامہ دیا اسمین سارا حال ملکہ اور قاسم کا مرقوم تھا وہ گھر کی بربادی پڑھکر روتا ہوا افراسیاب
کے پاس گیا اور عرض کیا کہ تیغہ سحر کے حربے کا کچھ توڑ بتایئے میرا سارا گھر برباد ہو گیا افراسیاب نے
اپنے خزانے سے ایک لعل بے بہا منگا کر اسکو عنایت کیا کہ اسکا اگہ بنوا کر بازو پر باندھنا اور جب مقابل
حریف جانا بازو اُسکے سامنے کر دینا لعل کا عکس اور چمک جو اُسپر پڑیگی وہ بیہوش ہو جائیگا تم
اُس سے تیغہ چھین لینا اور اُسکو گرفتار کرنا بعد لمحہ کے وہ پھر ہوشیار ہو جائیگا جو چاہنا سو کرنا اُسنے
وہ لعل لیکر اُسی وقت اگہ بنوا کر بازو پر باندھا اور فوج ساحران ساتھ لیکر بحشم و خدم روانہ ہوا بعد
طے کرنے مسافت راہ کے قریب اپنے قلعے کے پہونچا یہان برج قلعہ پر زوجہ اُسکی بیٹھی تھی اور قلعہ بند تھا
شہزادہ نے بھی ایک دن حملہ کرنے سے تامل فرمایا تھا کہ یکایک لکہ ابر سمت فلک ظاہر ہوا پر کالے
آتش کے اُڑتے نظر آئے بارہ ہزار ساحر اژدہون پر سوار اور بارہ ہزار شیر پر اور بارہ ہزار فیل پر بیٹھے
ہوئے ہاتھی اور شیر اُنکے بزور سحر اُڑتے دکھائی دیے اور بارہ ہزار پیادے نشان کھولے اُڑتے آکر پہونچے
نوبت و نقارے بجتے سُنائی دیے اور چار اژدہون پر تخت کھنچا ہوا زنار بلا افگن بیٹھا ہوا سر پر
چتر شاہی پھرتا تاج پہنے قبائے فرمان روائی زیب بر کیے دکھائی دیا خنظل اُسکو آتے دیکھکر مع
ملازمون کے بہر استقبال آئی اور زر نثار کرتی تصدق اُتارتی ہوئی قلعے مین لائی سوگندہ نے شہزادے
سے کہا باپ ملکہ نرگسی حشم کا یہی ہے خدا خیر کرے یہ بڑا زبردست جادوگر ہے شہزادے نے فرمایا کہ خدا
ہمارا اسب سے زبردست ہے غرضکہ فوج ساحران مقابل جنود مسعود شہزادہ اُتری اور بارگاہ زنار
کی قلب لشکر مین نصب کی گئی زنار اندر قلعے کے گیا بی بی نے اسکی مارا جانا طولان وغیرہ کا سب
حال بیان کیا اُسنے کہا کہ حمزہ نے اپنے پوتے کو منع کیا یا نہین کیونکہ لڑائی تھی تو لقا سے اور افراسیاب
سے مجھسے کیا مطلب تھا خیر مین نامہ لکھتا ہون یہ کہکر نامہ لکھا کہ یا امیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب اپنے
پوتے کو آپ منع فرمایئے ورنہ وہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ لکھکر طاہر جادو نام ایک ساحر کے ہاتھ
خدمت امیر مین بھیجا وہ جب لشکر امیر مین پہونچا اپنے آنے سے امیر کو اطلاع کی انھون نے
الگ خیمے مین اُتروا کر بنہایت عزت کے ساتھ سامنے بلوایا اور نامہ پڑھکر جواب لکھا کہ مجھے قاسم کے
مقدمے مین کچھ دخل نہین تم جانو وہ جانے اگر تم مجھ سے نہ لڑوگے تو مین بھی تمسے لڑنے نہ آؤنگا

یہ تحریر کرکے حوالے کیا کہ طائر جواب زنار پاس لایا اسنے پڑھکر کہا کہ حمزہ کو شہر کرنا منظور رہو خیر بجے طبل جنگ یہ کہکر آپ بیرون قلعہ یہان کی فوج لیکر آیا اور بارگاہ مین آکر بیٹھا جسوقت کہ برہمن فلک زنار شعاع گلے مین تبخانہ مغرب مین گیا اور ہندوی فلک تعالی نذر کی لیکر درچومک پر دین کی بنا کرا اشنان کے لیئے بحر نیلگون سپہر آیا نظم

شب تیرہ نے پھر بہر تماشا جہان مین ہر طرف پھیلی سیاہی		جہان مین دیدۂ اختر کیے وا سپاہ زنگ نے کی پھر چڑھائی	

رات بھر تیاری جنگ دلاوران نے کی زنار نے طبل رزم بجوایا شہزادے کے یہان بھی نقارۂ جنگی گڑگڑایا دونون جانب ایک غوغاے عظیم بلند ہوا ساحر سحر جگانے لگے بہادر تلوارین سان پر چڑھانے لگے خلاصہ کلام اسی تدبیر مین وہ شب بسر ہوئی اور اسکندر شہنشاہ خاور نے سپاہ زنگبار شب کو شکست دی کہ نظم

سپاہ زنگ نے لی سر پہ چادر بڑھا خورشید آسا لشکر دین		سحر پیدا ہوئی مثل سکندر پے جنگ و پے رزم و پے کین	

سحرگاہ قاسم نماز پڑھکر سوار ہوا اور فوج ظفر موج کو لیکر دشت قتال مین آیا ادھر سے زنار لشکر ساحران نابکار ہمراہ لایا صفین جمین میدان رزمی پاک و صاف ہوا نقیبون نے دلیرون کو گرمایا دل ہر ایک کا بڑھایا جب یہ پیچھے ہٹے زنار کی طرف سے مہنت جادو نام ایک ساحر میدان مین آیا ادھر الماس خان مقابلے کو گیا اور طالب حرب ہوا مہنت اپنے کان کا چکر اتار کر سحر پڑھتا بڑھا اور چکر کھینچ مارا الماس کی گردن مین وہ چکر طوق کی طرح پڑ گیا اور سر بہر نے پھر زمین کے جھک گیا ساحر نے چاہا کہ بڑھکر سر کاٹ لون اسوقت قاسم گھوڑا بڑھا کر للکارتا ہوا آسکے آگے گیا اور تیغہ بحر کا وار کیا مہنت ہر چند سنبھلا اور سحر پڑھتا گیا لیکن کچھ نہ ہوا تیغے سے دو پرکالے ہوئے شور اسکے مرنے کا بلند ہوا پھر تو مہنت کے مرنے سے زنار کو تاب نہ رہی خود اژدر بڑھا کے مقابل ہوا اور سحر کی برقین چمکانے لگا شہزادے نے تیغہ سحر بلند کرکے حملہ کیا زنار نے گھبرا کر بازو سامنے کر دیا جیسے ہی روشنی لعل کی قاسم پر پڑی بیہوشی طاری ہوئی زنار نے تیغہ ہاتھ سے لے لیا اور کمر مین پنجہ دیکر انکو بھی لے اڑا فوج مین غل ہوا جان نثاران شاہزادہ لینا لینا کہکر چلے تھے کہ زنار نے طبل امان بجوا دیا اور پکار کر کہا کہ اول قاسم کو قتل کرون تو تم کو سزا دون غرضکہ لشکر بایں شاہزادہ رنجیدہ پھرے اور ساحر بھی خیمون مین جاکر آسودہ ہوئے زنار نے قاسم کو ایک ساحر نہنگ جادو

تام کے حوالے کیا کہ اُسکو بحفاظت تمام قید کر قلعے کے اندر وہ گیسو بریدہ نرگسی چشم موجود ہے
وہان لیجانا اسکا صلاح نہین نہنگ نے شہزادے کو لاکر قریب ایک درہ کوہ کے ایک خیمے مین
قید کیا اور آپ پہرا دینے بیٹھا کہ اکیلے مین جو آئیگا مجھے معلوم ہوگا لشکر مین کثرت مردم سے شناخت
نہین ہو سکتی غرضکہ یہ تو ساکن ہوا اور سیّارہ صورت ساحر کی ایسی بنکر لشکر سے چلا اور تجسس
کنان اسکے خیمے مین آیا اُسنے پوچھا تو کون ہی سیّارہ نے جواب دیا کہ زنار کے پاس سے آیا ہون
آپ کی خیریت اُنھون نے دریافت کی ہی یہ سُنتے ہی نہنگ نے ایک گولا موم کا سامنے پھینک دیا
کہ اُسکو اُٹھا کر میرے پاس آؤ سیارہ نے جیسے ہی اُس گولے پر ہاتھ ڈالا ہاتھ جل گیا چھوڑ کر بھاگا
نہنگ پیچھے دوڑا مگر نہ پایا پھر آکر خیمے مین بیٹھا مگر سیارہ جو بھاگا راہ مین ایک ساحر پیر مرد
اسکو ملا از بسکہ یہ بھی بشکل ساحر تھا اُسکے قریب گیا اور حباب بیہوشی مار کر اسکو بیہوش کر کے کپڑے
اُسکے لیکر اور اُسی کی ایسی صورت بنکر اُسکو زمین مین دفن کر دیا اور ایک تھال مین کچھ مٹھائی
لگا کر خیمۂ نہنگ مین گیا اور کہا نذر جمشید کی مٹھائی لایا ہون اُسنے ویسی گولا پھر اُسکے سامنے
پھینکا کہ اُسکو اُٹھا لا سیارہ تو اُسکے حال سے واقف تھا اُٹھانے نہ جھکا بلکہ بھاگ گیا نہنگ
سمجھا کہ یہ بھی کوئی عیار تھا مگر اب اس اثنا مین زنار خود یہان آیا اُسنے کہا دو دفعہ عیار یہان آچکا
ہی اور بھاگ گیا زنار نے کہا بہت خبردار رہنا مین تمھین ہوشیار کرنے آیا تھا یہ کہکر پھر ا راہ مین
سیارہ نے اسے جاتے دیکھا سمجھا کہ نہنگ کے پاس سے آتا ہی یہ معلوم کر کے بہت جلد زنار
کی صورت آپ بنکر نہنگ کے پاس گیا اُسنے کہا آپ پھر کیون آئے اُسنے جواب دیا کہ مین چاہتا
ہون تمھارے پاس رہکر نگہبانی کرون یہ کہتا ہوا قریب پہونچ گیا اور کہا دیکھو پشت پر تمھاری وہ
عیار آپہونچا نہنگ گھبرا کر دیکھنے لگا سیارہ نے اس زور سے خنجر مارا کہ سر کٹ گیا شور قیامت کا بلند
ہوا قاسم چھوٹ گیا اور اُسنے قید ہوتے وقت دیکھا تھا کہ تیغہ سحر زنار نے درہ کوہ مین گڑوا دیا ہی
کس لیے کہ ایک بار قلعہ کوہ مین رکھنے سے تیغہ جاتا رہا تھا اور درے مین دفن کرنے سے کسی کو گمان
بھی نہو گا کہ تیغہ درہ کوہ مین دفن ہی خلاصہ یہ کہ قاسم اس راز سے واقف تھا اُسنے کھود کر تیغہ
لیلیا اور ہمراہ سیارہ کے داخل لشکر نصرت اثر ہوا اس ہنگامے کی خبر زنار کو پہونچی کہ ایک عیار
نہنگ کو مار کر قاسم کو چھڑا لے گیا اس خبر کو سُنتے ہی مثل مار سر کوفتہ کے پیچ و تاب اُسنے کھا کر اُسیوقت
حکم دیا کہ لشکر مین طبل جنگ بجے اور جتنی رات کہ باقی ہی آلات حرب و ضرب کی تیاری مین بسر
ہو صبح کو بغیر قتل کیے قاسم کے میدان سے نہ پھرون گا حسب الحکم کوس حربی پر چوب پڑی

اور نفیر سحر کو دم ملا یہ خبر شاہزادے نے سنی اپنے یہان بھی طبل جنگ بجوا دیا دونون لشکر لڑنے پر تل گئے سلح خانے کھل گئے پچھلی رات سے تا سحر ہنگامہ کارزار کی تیاری مین گرم رہا جسوقت دارائے دولت آرائے سواد اعظم مشرقستان بجاہ و حشم توسن فلک پر سوار ہوا اور خیل انجم مملکت افلاک سے دست بردار ہوکر چھپ گیا نظم

سیاہ سحر چون علم بر کشید	جہان حرف تکسب را قلم در کشید
برافروختہ شمع رخ آفتاب	چو برداشت از ظلمت شب نقاب

صبحدم سپاہ ہر دو سوادگاہ مصاف مین بکر و فر آکر پہونچی دہل اور دمامے بجنے لگے نقیب للکارنے لگے کہ نظم

پکارا عرصہ کین داد بیداد	ہوئی عریان ہر اک شمشیر فولاد
ترقی دن کی تھی آتش کا بڑھنا	غضب ہو شعلہ سرکش کا بڑھنا
ہوا وارد جو قاسم دشت کین مین	گڑے نیزے خجالت سے زمین مین
قضا نے کیا فقط ہاتھ اس کا چوما	قدر نے بھی لیا بازو کا بوسا
سپہ سالار لشکر اُسکے ہمراہ	جوان بہتر سے بہتر اُسکے ہمراہ
دم شمشیر کے ڈر سے تہ خاک	کفن تھا مردہ صد سالہ کا چاک
غرض ترتیب لشکر ہو چکی جب	بڑھا زنار اڑا کر اپنا مرکب
غضب سے ڈانٹ کر بولا وہ بدخواہ	کہان ہے قاسم بیہوش و بیجاہ
مقابل مجھ سے ہو آکر اگر آج	ملاؤن خاک و خون مین اسکا سر آج
سنا قاسم نے جب نعرہ عدو کا	ہوا غصے سے رنگ رخ بھبھوکا
اڑا کر رخش کو وہ آیا دلاور	ہوا دشمن سے اپنے ہمگادر

جب قاسم مقابل ہوا زنار نے ایک ناریل سحر پڑھکر صحرا کی طرف پھینکا کہ یکایک ایسی آندھی تیرہ و تار آئی کہ دنیا اندھیر ہو گئی ہاتھ کو ہاتھ سوجھائی نہ دیتا تھا اُسی تاریکی مین ایک پتلا زنار نے جھولی سے نکالکر سر کاٹ کر زمین پر ڈال دیا اور قاسم کو اُس تاریکی مین بہ سبب تیغہ سحر کے نظر آتا تھا اُنکے سامنے اکہ بازو کا کیا عکس سے لعل کے یہ بیہوش ہوا اُسنے تیغہ ہاتھ سے لیکر اُنکو بھی قید کر لیا سحر کی دستک دی کہ پنجہ آیا اور شہزادے کو اٹھا کر ایک سمت لے گیا پھر اُسنے سحر پڑھا کہ وہ تاریکی دور ہوئی سب نے دیکھا کہ لاشہ قاسم کا خاک و خون مین غلطان ہو سر الگ ہے دھڑ جدا پڑا ہے لشکریان قاسم نے گریبان چاک کیے لو مقبل تلوار پکڑ کر زنار پر جا پڑا اُسنے پھر سحر کی دستک دی کہ عالم مین تاریکی پھیلی اور پنجہ

پیدا ہوا مقبل کو بھی اُٹھا لے گیا زنار نے تیلا نکالکر سر کاٹ کر ڈال دیا اور تاریکی موقوف کر دی سب نے دیکھا کہ لاش مقبل کی پڑی ہی خاک و خون مین بھری چشم حسرت آلود کھلی ہی اور سردار تلوارین پکڑ کر فوج ساحران پر چلے اسوقت زنار نے طبل بازگشت بجوایا اور پکار کر کہا کہ ای لشکر مسلمانان پھر جاؤ لاشین ان دونون کی ہمراہ لو اور حمزہ کو جاکر دکھاؤ کہدینا کہ جو یہان آئیگا اسی طرح مارا جائیگا طبل امان بجنے سے سردار ناچار ہوے اور روتے پیٹتے سر پر خاک اڑاتے لاشہ قاسم کے پاس آئے پکارے کہ ای آقا افسوس ہی کہ تیرا ارمان نہ نکلا ملکہ نرگسی چشم کو تو نے ہم پہلو نہ کیا ہاے اس عالم شباب مین تو حسرت بھرا دنیا سے اُٹھ گیا اُدھر سیارہ گرد لاش کے پھرتا تھا اور کہتا تھا کہ ای مالک میرے اپنے غلام کو اپنے پاس بلا لے مین کس طرح بغیر تیرے زندگی کرون گا کہان جاؤنگا کس کا ہو رہونگا آخر جنازہ دونون لاشون کا بنا کر کاندھے پر اُٹھا کر نالان و گریان سمت لشکر صاحبقران روانہ ہوے جب لشکر اسلام کے قریب پہونچے ہرکارون نے صداے نالہ و شیون سُنکر خبر آکر دریافت کی اور جاکر بارگاہ مین امیر سے بیان کیا کہ شاہزادہ قاسم نرگس کوہ پر مارے گئے اور مقبل بھی انپر سے نثار ہوا لاشین دونون کی آتی ہین یہ خبر سُنتے ہی سالار سردار اور امیر نامدار ننگے سر ننگے پانون دوڑے آکر دیکھا تو سیارہ خون منھ پر ملے جنازہ اُٹھائے اُٹھا ہی ہر سردار خاک اڑاتا ہی امیر آکر جنازے کے ہمراہ ہوئے اور آنسوؤن سے رونے لگے مگر جو سردار اور تھے انھون نے شور واویلا فلک کو پہونچایا جسقدر لشکر کے دوکان دار اہل حرفہ تھے وہ سب روتے تھے اور علمشاہ باپ کو قاسم کے غش پہ غش آتے تھے ایسے نوجوان فرزند قاسم لاش پدر سے لپٹا تھا اور کہتا تھا ای والد مجھ خستہ جگر کے سر پر کون دست شفقت رکھے گا آخر وہ دونون لاشین بارگاہ مین آکر رکھی گئین صف ماتم بچھ گئی یہ خبر محلات امیر مین پہونچی ملکہ خورشید خاوری مادر قاسم یہ کہکر کہ ہاے میری کوکھ اجڑ گئی فرش خاک پر گری اور زوجہ قاسم ملکہ گیتی افروز دختر لقانے چوڑیان توڑین تھو اوتاری پچھاڑین کھانے لگی کہ ہی میرا آج سہاگ لٹ گیا پھر تو ملکہ رابعہ زرلفت اطلس پوش مادر علمشاہ کے بین کسی سے سُنے نہ جاتے تھے جب وہ کہتی تھی کہ اے میرے کڑیل جوان بیٹیا تمھاری برات نرگس کوہ سے پھر آئی چاندسی بنو بیاہ کر نہ لائے ای میرے گیسوؤن والے میرے نازون کے پالے تجھے کیسی نیند آگئی کون سی نظر کھا گئی اسوقت بائیس ہزار عورت گرد حلقہ باندھے دوہتڑ سرد سینے پر لگاتی تھین کہرام برپا تھا پنس پڑی تھی در و دیوار زمین و زمان روتا تھا ایک ہنگامہ ماتم برپا تھا نظم

ایک بولی کہ ہاے اے بیٹیا | اپنی آواز پھر سُنا دے ذرا
غش | اک کھڑی آہ سرد بھرتی تھی

روتی تھی اور بین کرتی تھی	نخل شاداب نوجوانی ہائے	اختر برج کامرانی ہائے
گر پڑا خاک پر قلم ہوکر	چل بسا راہی عدم ہوکر	روتے روتے جو سب ہوئے بیہوش
پڑ گیا دشت و بر میں ایک خروش	ایک تھا حال دوست اور دشمن	نعرہ زن تھے تمام مرد و زن

الحاصل لاش اٹھانے کی تجویز کی اور خیمہ سیاہ غسل کے لیے مقرر فرمایا اسوقت خواجہ زادے برسم تعزیت خدمت امیر میں آئے اور عرض کیا کہ ایک بار اسی طرح لاشہ شاہزادہ بدیع الزمان کا آیا تھا مگر ماتش کے آٹے کا پتلا تھا اس لاش پر بھی بنابر احتیاط اپنی اسم اعظم پڑھکر چھڑکیے شاید ویسا معاملہ یہ بھی ہو امیر نے اسم اعظم دم کر کے پانی لاشوں پر چھڑکا دونوں لاشیں پتلے آٹے کے تھے یہ دیکھکر لشکریوں اور خادمان محل اور امیر اور سرداروں کو تسکین ہوئی معلوم ہوا کہ قاسم و مقبل قید میں امیر نے پتلے پھنکوا دیے اور چپ ہو رہے لیکن ایرج کو باپ کے قید ہونے کا بڑا رنج ہوا اور بعد ایک روز کے امیر سے عرض کیا کہ میرا جی گھبراتا ہے امیدوار ہوں کہ شکار کھیلنے کے لیے مجھے جانا ملے امیر نے اجازت دی ایرج نے شاپور شیر دل اپنے عیار سے حکم دیا کہ سامان شکار درست کیا جائے خیمہ وغیرہ لدے ارباب نشاط کو بھی حکم ملے کہ ہمراہ چلیں شاپور نے بازداروں کو اور قراول بہلیوں کو شہزادے کے ارشاد سے خبردار کیا سب نے تیاری کی ایک دن پیشتر ہاتھیوں پر بارگاہ تیار ہوکر روانہ دشت ہوئی اور کسی قدر فوج بھی بارگاہ کے ساتھ گئی باز اور بہری و جرہ و شاہین و عقاب وغیرہ بازدار لیکر چلے چیتوں کی کھٹولیاں ٹانگوں پر رکھکر روانہ کیں کتوں کو ڈورے لیے ہوئے باؤلیاں دیتے آگے بڑھے جسوقت کہ ساکن برج اسد شیر زرین چنگ فلک پلنگ شب پر حملہ آور ہوا اور دشت اخضر سپہر سے گلہ ستاروں کا رو بفرار لایا کہ **ابیات**

چو طاؤس زرین جناح سپہر	بگسترد بازو براطراف دہر
پریدند از آشیان طائران	نسیم سحر گشتہ ہر سو روان

ایرج باز تیز پرواز جو ایک جھپٹ میں سیمرغ کو قلعہ قاف سے پکڑ لاتا اور بیم چنگل سے اسکے نسر طائر آشیانہ سبز سپہر میں جاکر چھپتا ہاتھ پر بٹھا کر سوار ہوا اور سمت دشت چلا وہ صبح کو سبزہ کی لہلہاہٹ دل پژمردہ کو طراوت بخشتی تھی نسیم عنبر شمیم غنچہ خاطر کھلاتی تھی شاہزادے نے اوّل صید طائران کرنا شروع کیا اور اپنے باز کو کہ اسکی تعریف میں یہ کنارہ ہوا ہی جانوروں پر چھوڑا کہ **مثنوی**

چو از باز گردی پر و بال خویش | ز ہیبت شدی سینۂ چرخ ریش
دگر جانب آسمان تاختے | عقاب فلک پر بینداختے

پہر دن چڑھے تک دشت طائرون سے خالی ہو گیا پھر اسپ مراد کو صید گور و گوزن پر دوڑایا اور کمند نشاط کو گلوے آہوان صحرا مین ڈالا جہان کہین کچھار مین ہرن کھیر و کرتے نظر آئے نشانہ تیر ہوے

نظم

وہ کرنے لگا جا کے صید افگنی | وزندون کی پھر جان پر آ بنی
کیے صید اس درجہ گور و گوزن | نہ میزان گردون مین ہو جنکا وزن
بہت شیر مارے بہت پیل مست | ہوے کرگدن زور بازو سے پست
وہ کرتا رہا دوپہر تک شکار | ہوا جس گھڑی وقت نصف النہار

ٹھیک دوپہر کو ایک آندھی تیرہ و تار آئی دن کی رات ہو گئی اور مرکب کے منھ پر ہوا جو لگی کنوتی بدلکر وہ رہوار باد پا فرفر کرتا ایک سمت راہی ہوا شاہزادہ بھی راہ امن اور جاے تحفظ تلاش فرماتا گھوڑے کو مہمیز کرتا گیا یہان تک کہ ایک درۂ کوہ کے متصل پہونچا اور وہان جھکڑ آندھی کے کم ہوے اُسوقت ایک بجلی چمکی اور کمر مین شاہزادے کے لپٹ گئی قاش زین سے اُسکو اٹھا کر ایک سمت لیگئی آنکھین اسکی تموج ہوا سے بند ہو گئین لے جانیوالے نے اتنا تو کہا کہ طلسم آئینہ کی شاہزادی پاس یہ نوجوان جاتا ہی جو کوئی اُسکے ساتھ ہو وہ سُن رکھے مگر وہان ہمراہ اسکے کون تھا جو سُنتا بعد کچھ عرصے کے ملازم اُسکے آئے اور رہوار خالی پاکر متفکر ہوے ناچار ہر سمت ڈھونڈھکر جانب لشکر امیر پھرے لیکن شاپور عیار تجسس کنان آگے کو روانہ ہوا اور سب ملازم لشکر مین جب آئے امیر سے ساری کیفیت غائب ہو جانے ایرج کی بیان کی امیر نے فرمایا کہ خداوند عالم اُسکا نگہبان رہے یہ فرماکر خاموش ہو رہے واضح ہو کہ شاہزادگان قاسم و ایرج کا حال اور فتح ہونا طلسم آئینہ کا اور رہائی قاسم کا ذکر جلد ثانی مین یہ حقیر مترجم گذارش کریگا اب اس جلد کا ازبسکہ خاتمہ منظور ہی اس لحاظ سے باقی حال ہوشیار کٹنی اور مخمور کا اور داستان لشکر امیر سے اور پہلی بار ملاقات عمرو کی کوکب روشن ضمیر سے ہونا اور ریلے کا چاہ زمرد وغیرہ کے بیان ناظرین پڑھکر محظوظ ہون اور امید ہی کہ دامن عفو سے میری غلطیون کو چھپائین

نظم

چنین گفت مرد سخندان یمن | کہ اے باغبان ریاض سخن
درین روضۂ پاک مینو نشان | درختے معانی بنوع نشان

کہ ہر کو خورد میوہ زین درخت ۔ نشانندہ را گوید اے نیک بخت
درین باغ خوش میوہ ہاے ترست ۔ بزیبائی از یک دگر بہتر ست

کرشمہ سنجان نعبت تسطیر و عربدہ جویان نیرنگی حسن شاہد تقریر عروس زیباے بیان کی آرائش اس طرح فرماتے ہین کہ ہوشیار کٹنی کو جب ساحر پار دریاے سحر کے لیکر آیا صاحبان دریا سے حکم شاہ طلسم بیان کیا یعنی کہدیا کہ جسوقت یہ عورت دریا سے اُترنے کا قصد کرے فوراً راہ دینا اور بعافیت اُتار دینا یہ کہکر ساحر تو مراجعت کر گیا اور وہ محتالہ فقیرنی بنکر لشکر مہرخ مین آئی ہر طرف خیمہ و بارگاہ کے در پر مانگنے لگی ایک دن سر راہ پچھے بارگاہ کے اُٹھتے تھے اور مہرخ سیر و گشت کر رہی تھی دربار معمور تھا کہ اس عجوزہ نے روبرو آکر دعا دی اور سوال کیا مہرخ نے اسکو بارگاہ مین بلایا اور پوچھا کہ بڑھیا تو کون ہی اُسنے کہا داری مین سب عزیز ونکو کھا گئی اب تنہا عاقبت کے بوریے اُٹھانے کو رہ گئی ہون ایک جگہ نوکری کی تھی آپ جانیے اپنے مزاج مین وہی خو بو کسی کی بات سہنے کی عادت نہین اُنھون نے بھی چھڑا دیا آخر بھیک مانگنے لگی بی بی اب بہت آرام سے ہون دن بھر مانگا اور شام کو پیر پھیلا کر سو رہنا بیت

گدا را میسر چو شد نان شام ۔ چنان خوش بخسپد کہ سلطان تمام

مہرخ نے ارشاد فرمایا کہ تو میرے یہان بقیہ عمر اپنی بسر کر سرکار سے کھانا دونون وقت ملے گا کپڑے دیے جائینگے خیمہ رہنے کو پائے گی ایک ملازم کاروبار کے لیے تیرے پاس رہے گا اور کچھ کام تجھ سے نہ لیا جائیگا کٹنی نے یہ عنایت دیکھکر زبان کو صفت و ثنا مین کھولا اور براہ مکاری درج دہن سے گوہر سخن کو میزان بیان مین تولا کہ تثنوی

ای خوشست آئین جہان داشتن ۔ ملک بد نیکو نہ توان داشتن
بیخ نہالیکہ تو آبش دہی ۔ میوہ شاخش نبود جز بہی

مین بھی یہی امید کر کے آئی ہون کہ مدت العمر سایۂ عاطفت پیرایۂ دامن دولت حضور مین رہون اور زمرۂ مناجاتیون مین شمار کی جاؤن مہرخ نے براہ غریب نوازی پوشاک منگوا کر عنایت فرمائی خیمہ رہنے کو دیا کھانا مقرر کیا یہ جاکر ساکن ہوئی اتفاق سے جسوقت یہ بارگاہ مین آئی تھی کوئی عیار نہ تھا کس لیے کہ عیار تو کم بارگاہ مین رہتے ہین اور عمرو خیمۂ مخمور مین بہت رہتا ہی کیونکہ مخمور ہر وقت حال نور الدہر کا پوچھتی ہی اور انھین کا حال بیان کرا کر سنا کرتی ہی عمرو کو بہت کچھ دیا کرتی اور وعدہ دینے کا کیا ہی اب اسقدر صحبت بڑھی ہی کہ تمام ساحرون مین چرچا ہی

مخمور عاشق عمرو ہی دونون ایک ہی مسند پر پڑے رہتے ہین افراسیاب کو بھی یہ خبر پہونچی ہی
آتش رشک مین جلا جی مین کہتا ہی کہ مخمور ایسے نامعقول عیار پر عاشق ہوئی ہی سچ ہی رنڈی کا کیا
اعتبار ناک نہ ہو تو گوہ کھائے بمقتضائے بیت

اگر نیک بودے سر انجام زن	زنان را مزن نام بودے نہ زن

سب تو اسکو عمرو کا شیدائی جانتے ہین اور عمرو اسکو بجائے فرزند کے جانتا ہی مال کے لالچ سے
اور راز طلسم دریافت کرنیکے لیے خلوت پذیر رہتا ہی قصہ کوتاہ کٹنی نے خالی میدان پاکر مہرخ کے دلمین
گھر بنایا اور اپنے افسون آمیز افسانون پر خوب لبھایا ہر وقت کی مصاحبت گرم کرنے لگی اور جو یا
وقت تھی ایک دن اُسنے اپنی ہنرمندی دکھانے کو پلاؤ بہت خوش ذائقہ پکایا اور دسترخوان
پر سامنے مہرخ کے لگایا مہرخ نے اسکو عمدہ سمجھکر کہلا بھیجا کہ اللہ ای مخمور تم کیا آئین خواجہ کے دیکھنے
کو ہم ترس گئے آج تم بھی آؤ اور عمرو بھی آئین دسترخوان بچھا ہی پلاؤ بہت مزے کا پکا ہی نوش
فرمائین جب یہ پیام پہونچا مخمور اور عمرو آکر دسترخوان پر بیٹھے مہرخ نے کہا خواجہ سلامت ہم نے ایک
نیا ملازم رکھا ہی اسکو سب باتون مین دخل ہی رکابداری بھی جانتا ہی اُسی نے پلاؤ پکایا ہی عمرو
کو یہ تقریر سنکر خیال آیا کہ کہین صرصر رکابدار بنکر آئی ہو وہ آگے بھی لڑکی بنکر آئی اور رعد کو
پکڑ لے گئی تھی مخمور کی فکر مین اب آئی ہوگی یہ سوچکر قاب اُٹھاکر پلاؤ کو سونگھا اور زنبیل سے تپھر
نکالکر چانولون کو رگڑا پوچھا وہ رکابدار ملازم نیا کہان سے آیا ہی مہرخ نے سب حال بیان کیا وہ ایک
فقیرنی ہی مین لے رکھ لیا ہی اُسنے کہا سامنے بلواؤ ہوشیار حسب الطلب سامنے آئی عمرو نے صورت
بغور دیکھکر کہا کہ عیار یہ تو نہین مگر کٹنی معلوم ہوتی ہی بڑی چالاک ہی تیور بد ہین یہ کہکر فرمایا کہ میری
طرف اے نیکبخت ذرا دیکھ تو سہی کٹنی نے آنکھ سے آنکھ ملائی عمرو نے بھلا وادیکر بعد لمحے کے پھر کہا دیکھون
تیری آنکھ اُسنے پھر اُنکی جانب دیکھا عمرو نے کہا دیکھیے پہلے جس نگاہ سے اُسنے دیکھا تھا ابکی وہ نظر
نہ تھی اتنے ہی عرصے مین تیور اور ہو گئے مقرر یہ کٹنی اور اسکی مان کٹنی اگر کہو تو کوڑے مار کر قبول کرا دون
یہ کہکر زنبیل سے کوڑا نکالا ہوشیار نے دیکھا کہ بیڈھب اسوقت مار پڑیگی جان جاتی رہے تو عجب
نہین دوڑ کر قدمون پر گر پڑی اور عرض رسا ہوئی کہ خواجہ سبحان اللہ کیا کہنا آپ کا مثل نہین
خوب پہچانا مین ہوشیار کٹنی ہون افراسیاب نے لاکھون روپے دیکر مخمور کے پکڑنے کو بھیجا ہی
لیکن اب عہد کرتی ہون کہ کسی طرح کی دغا نہ کرونگی میرا جی نہین چاہتا کہ ملکہ مہرخ کے قدم چھوڑکر
کہین جاؤن کس لیے کہ ملکہ نے میرے حال پر عنایت ہی ایسی فرمائی ہی مگر عمرو نے اسکا عذر سنکر

فرمایا کہ مین کسی طرح تیرے رہنے کی اجازت نہ دونگا کس لیے کہ ع اصل بد از خطا خطا نکند مہرخ
نے دیکھا کہ عمرو اسکے رہنے پر راضی نہین ازبسکہ مانوس اس سے ہوچکی ہی گویا ہوئی کہ خواجہ یہ اقرار
کرتی ہی کہ مجھ سے خطا سرزد نہ ہوگی اُس کو رہنے دیجیے عمرو نے کہا آپ بادشاہ لشکر ہین جیسا مناسب
جانیے کیجیے میرے نزدیک اسکا پاس رہنا اچھا نہین کہ بیت بقول خصم بد اندیش غرہ نتوان کرد
کسے کہ کرد چنین عافیت پشیمان شد + مہرخ نے کہا کہ یہ الگ پڑی رہیگی مین کبھی اسکو منھ نہ
لگاؤنگی یہ کہا اور کٹنی سے اشارہ کیا کہ وہ سامنے سے ٹل گئی عمرو کھانا کھانے لگا وہ بات رفت و
گذشت ہوئی بعد فراغت سب اپنی اپنی جگہ پر گئے ہوشیار دو ایک روز اپنے خیمے سے باہر نہ نکلی
اور کسی کو اُسنے اپنی صورت نہ دکھائی سب کو کچھ خیال بھی اسکا نہ رہا بعد دو دن کے بہار اور شکیل کے
خیمے مین جانے آنے لگی دل سے کہتی تھی کہ مہرخ کو اگر پکڑ لے جاؤن وعدے کے خلاف شاہ طلسم کے
ہوگا اور مخمور پاس عمرو رہتا ہی پھر قابو نہین چل سکتا آخر ایک رات کو چھپ کر حیرت کے پاس
گئی اور سارا حال بیان کرکے کہا کہ آپ میرے ساتھ کوئی ساحر زبردست کر دیجیے تا کہ جسوقت مین
مخمور کو اپنے قبضے مین لاؤن وہ ساحر گرفتار کرکے شہنشاہ کے پاس لے جائے حیرت نے اسکی تقریر
بعینہ شاہ جادوان کو لکھ بھیجی اُسنے نامہ پڑھکر باغبان سے کہا تم جاؤ اور کٹنی کے پاس رہو وہ
حکم پاکر اُٹھا باغبان کی زوجہ نے چپکے سے کہا مخمور کو شاہ خراب کرنا چاہتا ہی تو کیون اپنی شامت
لایا چاہتا ہی اُسنے یہ کلام سُنکر جواب دیا کہ تابعدار کو مالک کے کام مین کیا عذر رہا افراسیاب نے
بھی اسکی آہستہ تقریر کو سُنکر پوچھا کہ کیا ہی باغبان نے عرض کیا کہ گلچین جانے کو منع کرتی ہی شاہ
نے کہا تیری راست گوئی سے مین بہت خوش ہون اچھا اب جا اور مخمور کو پکڑ لا یہ آداب بجا
لاکر راہی ہوا گلچین بھی اُٹھکر چلی اور راہ مین شوہر سے کہا کہ کیون مجھے رانڈ کیا چاہتا ہی عمرو
سے علاوت اچھی نہین اسنے کہا تو واہی ہی بیہودہ بکتی ہی جاکر باغ مین بیٹھ رہ مین شاہ کے کام کو
ضرور جاؤنگا یہ کہکر چلا زوجہ اسکی ناچار اپنے باغ مین گئی اور یہ بارگاہ حیرت مین آیا اُسنے کٹنی
کے ساتھ کر دیا کٹنی اسکو بزور سحر صورت بدلوا کر اپنے خیمے مین لائی اور بٹھا کر مخمور کے خیمے مین گئی
اتفاق سے عمرو اُسوقت کہین گیا تھا اُسنے قابو پاکر مکر و اکیا کہ اے ملکہ مین نے صنعت کرکے
ایک چڑیا بنائی ہی آپکے دیکھنے قابل ہی مخمور نے کہا آخر اُس چڑیا مین کیا وصف ہی اُسنے جواب دیا
کہ ورائے طلسم کے زور سے چینی کی پتلیان باہم لڑتی ہین گاتی بجاتی ہین مخمور کو اسکے کہنے سے
اشتیاق پیدا ہوا اور خرامان خرامان اسکے ہمراہ خیمے مین آئی یہان باغبان بیٹھا تھا اُسنے

اُٹھکر خاکِ جمشیدی چھڑک دی کہ مخمور بیہوش ہوگئی وہ کمر بین نیچہ دیکر لے آڑا اور کشتی اسباب وغیرہ
سب چھوڑکر بھاگی لشکریان مہرخ نے دیکھا کہ ایک رسی مخمور کے لپٹی ہوئی اُڑاے لیے جاتی ہی سب نے
غل مچایا عیار اور ساحر دوڑے لیکن باغبان دریاے سحر سے بہت جلد گذر گیا سب حیران ہوکر
رہگئے مگر کشتی بھاگتی ہوئی قریب دریا پہونچی تھی اتفاق سے عمرو جو مخمور کے لیے دوڑتا آیا تھا
اسکی نگاہ کشتی پر پڑی پکارا کہ اے قحبہ کھڑی رہ کہان جاتی ہی کشتی نے اسکی آواز سُنکر بہت جلد اپنے تئین
پل پر زادون پر پہونچایا محافظان دریا نے کہا کہ ہم تجھے ہاتھون ہاتھ پہونچاے دیتے ہین ہنوز
لیکر جانے نہ پائے تھے کہ عمرو نے دیکھا یہ نکل جائیگی فی الفور کلہ فلاخن مین پتھر رکھکر سر پر چرخ دیکر
جو مارا کشتی کے سر پر جاکر پڑا کہ کاسہ سر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا وہ تڑپ کر مر گئی اُسی کے سر گئی کہ گردکہ
نیا قت کا معاملہ ہوا ساحر عمرو کو پکڑنے دوڑے اُسنے گلیم اوڑھ لی اور اپنے لشکر مین آیا باغبان
کا حال مہرخ وغیرہ سے کہکر کہا کہ مین جاتا ہون جان بازی کرکے مخمور کو لاتا ہون یہ کلمہ سُنکر سب
جواب دہ ہوے کہ مخمور کا خدا نگہبان ہی آپ نہ جائیے دریاے سحر سے گذرنا مشکل ہی عمرو
نے نہ مانا اور راہی ہوا بعد اُسکے اور عیار بھی روانہ ہوے لیکن مخمور کے پکڑ جانے کا حال حیرت
نے بھی سنا شادان و فرحان سوار ہوکر باغ سیب مین آئی اُسوقت شاہ طلسم پردہ
ظلمات مین گیا تھا باغبان نے مخمور کو لاکر خوب سحر سے مسحور کرکے ہوشیار کیا تھا کہ حیرت
پہونچی اور مخمور پر عتاب کرنے لگی کہ او جلد و حرامزادی تجھ سے شہنشاہ نے کیا برائی کی تھی تجکو
خاک سے پاک کیا شاہزادی بنایا کل شاہان طلسم تیری خاطر کرتے تھے اور تو عمرو پر عاشق
ہوئی یہ کلام حیرت کر رہی تھی کہ ایک لکہ ابر سرخ آیا اور سواری بادشاہ طلسم کی آئی سب نے
استقبال کیا بادشاہ آکر تخت پر بیٹھا اور مخمور کو بہت سخت سُست کہا مخمور سمجھی کہ بیشک اب
تیری جان گئی افسوس کہ دم مرگ تونے اپنے شاہزادے نور الدہر کی بھی صورت نہ دیکھی
یوہین دُنیا سے محروم چلی دل سے روکر یہ کہنے لگی کہ ابیات

دیکھا کبھی نہ وصل جدائی مین مر گئے
صبر و قرار و ہوش و خرد یک بیک گئے
یوہین ہماری عمر کے دن سب گذر گئے
اُسکے دو چار ہوتے ہی یارب کدھر گئے

یہ تو خیال مطلوب مین تھی کہ شاہ جادوان نے دوبارہ خطاب کیا کہ تجھ پر عمرو عاشق ہی اُسنے جواب دیا
کہ عمرو تو میرے باپ کے برابر ہی مگر او میرے سیکڑون یار ہین کسی بھڑوے کا اجارہ تو نہین مین
ایک دن مین اسّی ہزار کرونگی یہ جواب شاہ طلسم سُنکر بہت برہم ہوا اور کہا تجھے عمرو کا بھروسہ ہی

کہ وہ آکر چھڑالے جائیگا مخمور نے کہا بھروسہ تو مجھے خدا کی ذات کا ہی لیکن عمرو کا یہان سے چھڑانا کیسا
وہ تو آسمان پر سے لے جا سکتے ہین ایسے ہین کہ تیرے نتھنون مین تیر چلاتے ہین افراسیاب نے
یہ غصّہ کہا کہ او قحبہ تو مجھے اُس عیار سے دھمکاتی ہی مین سامنے اُسکے تجھے آگ مین جلاؤنگا یہ کہکر
حکم دیا کہ ای حیرت تم اپنے لشکر مین جاکر سامنے فوج مہرخ کے میدان مین لکڑیان جمع کراؤ اور
اسکو اُسکے رفیقون کے روبرو جلادو اور ایک ساحرہ نہایت معزز رنگین سحر جادو سے حکم
دیا کہ تم جاکر پہرا چوکی مقرر کرو اور لکڑیون کا انتظام وغیرہ کرکے حیرت کی مددگار ہو رنگین سحر
حسب ارشاد شاہ کئی ہزار ساحرا پنے ہمراہ لیکر چلی اور پار دریا کے اُترکر روبروے لشکر مہرخ خیمہ استاد
کراکے اُتری ساحرون سے حکم دیا کہ انبار ہیزم لگاؤ ساحر صحرا کے درخت کاٹکر ایک جگہ جمع کرنے
لگے اتفاقاً عمرو جو فکر رہائی مخمور مین چلا تھا اُسنے ساحرون کو دیکھا صورت ساحر بنکر قریب
گیا سبب لکڑی جمع کرنے کا پوچھا اُنھون نے سارا ماجرا بیان کیا عمرو نے چاہا کہ یہان ٹھہر کر کچھ عیاری
کرون لیکن شاہ جادوان نے اپنے مقام پر کتاب سامری دیکھی اسلیے کہ مخمور کے چھڑانے کو عمرو
ضرور آئیگا دیکھون اسوقت کہان ہی کتاب سے ظاہر ہوا کہ عمرو انبار ہیزم جہان ہو رہا ہی وہان
بہ شکل ساحر کھڑا ہی یہ دیکھکر اُسنے حیرت سے کہا لو اُنکے آشنا یعنے عمرو لکڑیون کے پاس
آپہونچے اب تم اسکو لیجاؤ اور مین اُنھین بھی گرفتار کراے دیتا ہون جوڑے کے جوڑے کو جلادو
یہ کتبہ پتلے کے ہاتھ لکھ بھیجا کہ اے رنگین سحر قریب لکڑیون کے عمرو کھڑا ہی اسکو گرفتار کرلو اس
مضمون کو جب پتلے سے پڑھکر رنگین خیمے سے نکلکر یک نگاہ تلاش عمرو مین دوڑانے لگی
عمرو نے بھی اسکو کسی کا جویا سمجھکر گلیم اوڑھ لی غائب ہوگیا اور وہان سے دور ہٹ کر گلیم اُتاری
دیکھا کہ برق فرنگی صورت ساحر کی بنا ہوا آتا ہی اُسنے زفیل عیاری بجاکر اُسکو بلایا جب وہ
نزدیک آیا کہا بیٹا آج مخمور جلائی جائیگی اسوقت تم میری صورت بنکر ساحرونکے سامنے جاؤ
اور اپنے تئین قید کرادو پھر مین سمجھ لونگا برق نے کہا بہت خوب اور فی الفور صورت اپنی شکل
عمرو کے بنائی اور لشکر کے سامنے گیا یہان صرصر کو شاہ جادوان نے بھیجا تھا کہ عمرو آیا ہوا ہی
تو بھی رنگین سحر کے پاس جا اور حفاظت کر صرصر آکر کئی ساحرا پنے ہمراہ لیکر انبار ہیزم کے گرد
ٹہل رہی تھی کہ برق بصورت عمرو ادھر سے گذرا صرصر نیمچہ بکر ڈانٹتی ہوئی بڑھی برق
نے بھی خنجر کھینچا اور مقابل ہوا ہنوز دو ایک ہاتھ چلے تھے کہ ساحر صرصر کے ساتھ جو تھے آگرے
اور بزور سحر عمرو نقلی کو پکڑلیا سامنے رنگین سحر کے لائے اُسنے برق کو قید کرکے شہنشاہ ساحران

کو لکھ بھیجا کہ عمرو کو حسب الارشاد والا صرصر نے پہچان کر گرفتار کرا دیا جب یہ نامہ افراسیاب کو پہونچا پڑھکر بہت خوش ہوا اور بسکہ کتاب تو پہلے خبر دے ہی چکی تھی کہ عمرو آیا ہوا ہی اسوقت یہ سمجھا کہ بیشک وہی گرفتار ہوا اور دوسرے عیار بھی اسنے پہچان کر گرفتار کرایا ہی اب اسکے عمرو ہونے مین کچھ شبہ نہین غرض کہ خوشنود ہوکر حیرت سے کہا کہ ای ملکہ تیاری کرو اور اس مخمور کو بھی لے چلو مین بھی چلتا ہون تاکہ عمرو کے ساتھ اسکو جلا کر دل ٹھنڈا کرون حیرت یہ سنتے ہی اٹھی کہ اسکے اٹھنے سے ہزارہا ساحر اٹھ کھڑا ہوا طلسم باطن مین غلغلہ پڑ گیا جسقدر کہ مخمور کے یہان دوست تھے انکو صدمۂ عظیم ہوا اور باہم مشورہ کیا کہ چلکر آخر وقت مین مخمور کو پھر دیکھ لین اور دشمنون نے کہا کہ آج اسکا حال سقیم دیکھکر دل شاد کرین چنانچہ دوست و دشمن سب بر سر راہ کھڑے ہوے ادھر حیرت نے ہاتھون مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان مخمور کے پنھاکر تخت سحر پر جادو سے بے بس کر کے بٹھا لیا اور خود اپنے طاؤس پر سوار ہوکر چلی ہزارون ساحر محاصرہ کیے روانہ ہوے اور شاہ طلسم بھی برق کرو فر سے سوار ہوکر چلا خمار جادو بہن نے مخمور کو لاکھ طرح سمجھایا کہ بہن اگر تو سچے دل سے راسخ الاعتقاد ہوکر افراسیاب کی اطاعت کرے تو مین اپنی ضمانت کر کے تجھے چھڑا لون مخمور نے جواب دیا کہ جلنا میرا ہزار زندگی سے بہتر ہی مین ہرگز ایسے روسیاہ ظالم بادشاہ کی اطاعت نہ کرون گی خمار ناچار چپ ہو رہی اور شاہ طلسم سے بھی سفارش نہ کر سکی مگر زار و نزار بہن کے لیے روتی تھی ادھر جو لوگ کہ تماشائی تھے انمین بعض روتے تھے اور بعض ہنستے تھے اور بعض جو زیرک دانا تھے وہ عبرت پذیر تھے اور کہتے تھے کہ میان اس شاہزادی کا یہ سن اور یہ دلن حسن ایسا ہی صورت ویسی ہی فلک کا یہ ظلم کہ اسکو جلنے کے لیے مقرر کیا ہی افسوس ہی کہ کیا جفا پسند چرخ بے درد ہی رباعی

در عالم بیوفا کسے خرم نیست		شادی و نشاط در بنی آدم نیست	
آنکس کہ درین زمانہ اور اغم نیست		یا آدم نیست یا ازین عالم نیست	

خلاصہ کلام یہ مجمع قیدی کو لیے مع شاہ طلسم کے آتا ہی لیکن حال عمرو سنیے کہ جب برق گرفتار ہو چکا اسوقت عمرو گلیم اوڑھے خیمہ رنگین سحر مین آیا دیکھا تو یہ مسند پر بیٹھی ہی اور چند ملازم ساحر اسکے گرد و پیش حاضر ہین عمرو نے صدا دی کہ ای رنگین سحر مین فرشتہ سامری ہون خداوند سامنے درہ کوہ ہے وہان تشریف لائے ہین اور عمرو کے گرفتار ہونے سے بہت خوش ہین تمھین بلاتے ہین یقین ہی کہ عمر جاودانی عطا فرمائین گے رنگین سحر یہ صدائے غیبی سنکر بہت خوش ہوئی اور سمجھی کہ ندا دینے والا کوئی دکھائی نہین دیتا بیشک یہ فرشتۂ خداوند کی آواز ہی پس اسی وقت اٹھکر تنہا چلی اگر

کسی نے ساتھ چلنے کا قصد کیا تو مانع ہوئی کہ تم لوگ بغیر طلب خداوند جانے کے قابل نہین غرضکہ اکیلی
چلکر نزدیک درۂ کوہ کے پہونچی عمرو پہلے سے اسکا منتظر یہان آ بیٹھا تھا اور صورت اپنی نہایت
خوفناک بنا چکا تھا کئی سر اور کئی ہاتھ پانون بنائے تھے اور کان اور آنکھ سے شعلے نکلتے تھے رنگین سحر
کے آنے سے ایک پلیٹ مین کچھ میوہ لیے ظاہر ہوا اور قریب آکر کہا کہ آپ کو آنے مین عرصہ گذرا خداوند
تشریف لے گئے مگر یہ میوہ دے گئے ہین کہ اسکو کھائیے عمر بڑھ جائیگی یہ کہکر وہ میوہ اسکے ہاتھ مین
دیا اور آپ سامنے سے غائب ہوگیا رنگین سحر نے جانا کہ فرشتہ تھا میوہ دیکر پاس خداوند کے گیا
اس نے میوہ کچھ کھایا اور باقی لیکر خیمے کی طرف چلی راہ مین بیہوش ہوکر گری عمرو نے ظاہر ہوکر کپڑے
اسکے لیے اور اسی کی صورت اپنی بنائی اور اسکو زمین کھود کر دفن کر دیا آپ وہان سے خیمہ مین آیا
اور ساحر جو لکڑیان جمع کر رہے تھے اُن سے حکم دیا پہلے زمین پر بارود بچھاؤ اُسکے اوپر لکڑیون کا
انبار کرو کہ مجرمون کو جلاتے وقت آگ لگاتے ہی فیصلہ ہو جائے دیر نہ لگے کیونکہ عمرو کے مددگار
بہت ہین ایسا نہ ہو کوئی بیچ مین پڑ جائے اور آگ مین سے کوئی اُسکو لے جائے یہ کہکر الگ جاکر
زنبیل سے بیہوشی ایسی نکالی کہ بارود معلوم ہوتی تھی اور ساحرون کے حوالے کی اُنھون نے
زمین پر اُسکو بچھایا اُسپر لکڑیان ڈھیر کین لکڑیون پر بھی سیرون بارود ڈالدی خوب انتظام کیا اسمین
افراسیاب کی سواری بڑی دھوم سے آئی اور حیرت اُس مجرمۂ سرکار عشق ملکہ مخمور کو طوق
و سلاسل مین گرفتار لائی اُسکے آنے سے تمام طلسم مین غلغلہ پڑا اور لشکر مہرخ مین بھی یہ خبر پہونچی کہ
مخمور جلائی جاتی ہے یہ سنتے ہی ہر ایک نے بچھاڑ کھائی اور مہرخ جان دینے پر آمادہ ہوئی جلد جلد
لشکر طیار کرایا سب سردار نارنج و ترنج اسباب سحر لیکر تخت اور اژدہائے سحر پر سوار ہوئے پھر تو نظم

چلی فوج جنگی سوئے رزمگاہ
ہوا بحر آہن مین پیدا خروش
ہوئین مشتعل سحر آتش فشان
کہ دریائے خون جیسے ہوکے روان

وہ شیرون کا غصہ خدا کی پناہ
کسی سمت سے بڑھ کے ساحر چلے
برستی تھین ہر سمت چنگاریان
وہ باجون کا بجنا وہ قرنا کا شور

بڑھے جس گھڑی سارے فولاد پوش
سواری کے اژدر شرر ریز تھے
لیے سرخ سرخ ہاتھ مین جھنڈیان
وہ آندھی کا چلنا وہ جادو کا زور

غرضکہ یہ لشکر حسبدم روانہ ہوا صدائے نفیر جنگی سنکر قران صحرا سے دوڑ کر آیا اور مہرخ سے کہا آپ کہان جاتی
ہین اُس نے اپنے ارادے سے مطلع کیا قران نے جواب دیا کہ آج تک ہم تدبیر سے نہ لڑتے تو اب تک شاہ طلسم کے
ہاتھ سے قتل ہو جاتے جان دینا کیا مشکل ہے جب چاہو لڑکر مر جاؤ اِس وقت پر کیا منحصر ہے خواجہ صاحب
گئے ہین وہ جب تک نہ آئین آگے نہ بڑھو مین خبر لینے جاتا ہون تم یہین ٹھہرو مہرخ اسکے روکنے سے

تھی اور یہ بہر خبر روانہ ہوا مگر وہاں جب افراسیاب مع مخمور آکر پہونچا رنگین سحر نے استقبال کیا حیرت نے سحر سے ایک بنگلہ مینا نگار بنایا اور شہنشاہ وہاں مسند آرا ہوا ہر طرف ساحران نامی جوق جوق میدان کو گھیر کر کھڑے ہوے اور کسی قدر فوج بہر تحفظ انبار ہیزم کو محاصرہ کر کے ٹھہری اور افراسیاب نے مخمور کو سامنے بلا کر بہت کچھ سمجھایا کہ اب بھی اپنے افعال سے توبہ کر تو میری رکن سلطنت طلسم ہے شاہزادی ہو کر ایک عیار پر مبتلا ہونا ہمجنسون مین ذلت اُٹھانا مناسب حال نہین تو اپنے تئین خیال کر اپنے حسن و خوبی پر رحم کھا ان حرکتون سے باز آ مخمور یہ کلمات نصیحت سُنکر رونے لگی اور آہ سرد دل پر درد سے بھر کر پکاری نظم

آہ کس پردہ نشین سے دیدۂ دل لڑ گئے	شدت گریہ سے جو آنکھون پہ پردے پڑ گئے
بعد مرگ اعمال سے جو اپنے کھینچا انفعال	آخر اس شرمندگی سے ہم زمین مین گڑ گئے
دل ہی جب چھاتی کا پھوڑا ہو تو کیا جینے کا لطف	کیون اجل کیا پاؤن مین تیرے پھپھولے پڑ گئے

اے شہنشاہ اس عشق نے مجکو آپ مین نہ رکھا بہت آرزو رکھتی ہون کہ جلد مجھے قتل فرمایئے غم عشق سے چھڑایئے افراسیاب اسکی تقریر سُنکر سمجھا کہ یہ باز نہ آئیگی چلا کر حکم دیا کہ لے جا کر مع عمرو کے اسکو جلادو رنگین سحر نے حیرت سے عرض کیا کہ آپ قید سحر کی دفع کر دیجیے تاکہ مین اس مجرمہ کو لے جا کر انبار ہیزم پر بٹھاؤن حیرت نے کچھ افسون پڑھا کہ مخمور پر سے سحر دفع ہوا لیکن ہزارہا ساحر جلیل محاصرہ کیے تھے مخمور تنہا کیونکر بھاگ سکتی فلک کو دیکھکر رہ گئی اور رنگین سحر نے اسکو لیجا کر لکڑی کے ڈھیر پر بٹھایا اور عمرو نقلی یعنی برق فرنگی کو بھی پہلو مین متمکن کیا برق نے دیکھا کہ لکڑیون کے نیچے بارود بھی ہے دل سے کہا اُستاد کے نام کو خدا رکھے مشہور ہوگا کہ برق نے اُستاد کے نام پر جان دی کیونکہ اُستاد مجکو گرفتار کرا کر اب تک نہ آئے اب یہان جان جانے کا سامان ہے اس اثنا مین مخمور نے عمرو نقلی سے کہا کہ خواجہ مجھ سوختہ بخت کی محبت مین تمنے اپنے تئین ناحق قید کرایا میرے خون کا عوض شاہ طلسم سے لیتے میرا جلنا اس تغافل شعار فراموش کار شاہزادہ نورالدہر سے بیان کرتے بعد فتح طلسم شاید وہ مغرور ہماری مشت خاک پر آتا کہ لمؤلفہ

بعد فنا یہ خاک جو برباد ہی میری	دامن اہی ڈھونڈھتی یہ کسی شہسوار کا

یہ کہکر زار زار اشک خونین دیدۂ خون بار سے برسانے لگی اور بیتابانہ یہ سُنانے لگی کہ نظم

احوال خوش نصیبون کا ہم بزم ہین جو تیرے	افسوس ہی کہ ہمنے وان کا نہ بار پایا
ملک وصال ایک مدت لیا بسا غمون سے	آخر اُجاڑ دینا اُس کا قرار پایا

کیا اعتبار یہان کا پھر اُسکو خوار دیکھا
جس نے جہان مین آکر کچھ اعتبار پایا
آہون کے شعلے جس جا اُٹھتے تھے میر شب سے
وان جا کے صبح دیکھا مشتِ غبار پایا

برق یعنے عمرو نقلی نے یہ حسرت آگین باتین سُنکر جواب دیا کہ اے ملکہ خدا کو یاد کرو گھڑی مین کچھ کا کچھ ہو جاتا ہی ہم نے ہزارون ساحر مار ڈالے دیکھو خدا کیا کرتا ہی اس عرصہ مین رنگین سحر نے آکر مخمور کو ڈانٹا کہ اری نمکحرام اب بھی اپنی بدذاتی سے باز آ اس رونے دھونے سے کیا حاصل ہی اپنی جان بچا برق نے جو غور سے دیکھا تو رنگین سحر کو پہچانا کہ اُستاد ہین خوش ہوا کہ اب ضرور چھوٹے اور مخمور نے تڑاق سے جواب دیا کہ او قطامہ کیا مجھے بار بار مرنے سے ڈراتی ہی جا دور ہو مین ہرگز شاہ طلسم کی اطاعت نکرونگی یہ سُنتے ہی رنگین سحر نے پکار کر کہا اے شہنشاہ یہ مجرمہ کسی طرح مطیع نہین ہوتی افراسیاب نے کہا کہ تم ہٹ آؤ اور حکم دیا کہ انبار ہیزم مین آگ لگائی جاے ایک ساحر بولا لیکر دوڑا اُسوقت قران جو خبر لینے آیا تھا بشکل ساحر کھڑا ماجرا سارا دیکھ رہا تھا جیسے ساحر پولا جلا کر چلا تھا قران نے دوڑ کر اُسکے سر پر ینده مارا کہ سر کر کڑے ٹکڑے ہو گیا اور شور اس کے مرنے کا بلند ہوا آندھی سیاہ آئی آگ پتھر برسنے لگے قران بھاگا اور عمرو نے اُسی غلغلے مین لکڑی کے ڈھیر پر جست کر کے جا کر جال مارا اور مخمور کو کھینچکر زنبیل مین ڈالا اور ازبسکہ سحر تو دفع ہو چکا تھا برق بھی کود کر بھاگا لینا لینا کا غوغا برپا ہوا عمرو بھی بھاگا ساحر جو پیچھے دوڑے عمرو نے حقہ آتشبازی داغ کر انبار ہیزم پر مارا کہ لکڑیون مین آگ لگی اور شعلہ بلند ہوا بارود بیہوشی کی اوڑی اور ساحرون کے دماغ مین دھوان گیا ہزارہا ساحر بیہوش ہو کر گرا یہان تک بنگلہ مین حیرت اور افراسیاب بھی بیہوش ہوے اُسوقت قران نے دوڑ کر مہرخ کو اس حال کی خبر دی اُسی وقت وہ لشکر لیے مسلح و مکمل کھڑی تھی آکر گری تاریخ و ترنج مار کے ہزارون کو بیجان کیا جو بیہوش نہ ہوے تھے وہ بھاگے یہان لشکریان نے پتھر برسانا شروع کیے عمرو جال مار کر لوٹنے لگا خلاصہ یہ کہ دم بھر مین آفت برپا کی دریا خون کا بہ گیا

نظم

وہ تیغ سحر ایک برق غضب تھی
کسی کو تاب اُس آتش کی کب تھی
جہان اُس شعلہ دم کا پڑ گیا عکس
وہ گویا شیشۂ آتش کا تھا عکس
لگے گوشے مین جب چھپنے وہ خونریز
سوارون نے کیا گھوڑے کو مہمیز
ہوے فیرون کے آگے سے وہ گمراہ
پریشان و گریزان مثل روباہ

اس ہنگامے مین یکایک زمین کو زلزل ہوا اور پریان یعنے تگلین عمرو نے مہرخ سے کہا کہ اب یہان نہ ٹھہرو یہ پریان افراسیاب کو ہوشیار کردینگی اور وہ سب کو گرفتار کریگا حسب ارشاد

مہرخ نے نفیر سحر بجائی سب فوج جمع ہوگئی یہ سب کو لیکر روانہ ہوئی اور وہان پرلون نے پچکاری
منہ پر خواجہ طلسم کے اور حیرت کے لگائی انکو ہوش آیا عجب حال ابتر اپنے ملازمون کا دیکھا کہ بہت سے
جلے ہوئے گرد لکڑی کے ڈھیر کے پڑے ہین اور ہزارون لاشین خاک و خون مین غلطان آگ لگی ہی
خیمے جلے ہین حسرت و یاس برستی ہی نہ عمرو کا پتہ ہی نہ مخمور جلتی ہی یہ دیکھتے ہی آتش غضب بھڑکی اور
فرط غیظ سے پکارا کہ مجھ سے غلطی ہوئی جو اس پار دریاے سحر کے مخمور کو لایا مگر اب یہ سب باغی میرے
ہاتھ سے بچکر کہان جائینگے اب کی کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر بیٹھے بیٹھے غائب ہوگیا غربال جادو
نام ایک ساحر ہی کہ اسکے پاس سحر کا جال ہی کہ اسمین ساحر کی گردن پھنس جاتی ہی اور لٹک جاتا ہی اسی کو
یہ لینے گیا ہی آیندہ حال اسکا معلوم ہوگا ادھر حیرت آکر اپنے لشکر کو درست اور جمع کرکے اتری اسطرف
مہرخ بفتح و فیروزی اپنی بارگاہ مین پہونچی لشکر نے کمر کھولی بزم مسرت آراستہ ہوئی سب سردار اپنی
اپنی جگہ پر بیٹھے اسوقت عیار بھی آئے عمرو نے مخمور کو زنبیل سے نکالا سب اٹھکر گلے سے ملے اور
عمرو کی تعریف کرنے لگے عمرو نے کہا اے مہرخ اس کشتی کے رکھنے کا تم نے تماشہ دیکھا مہرخ نے عذر کیا کہ اب
بغیر تمھاری صلاح کے کوئی امر نہ کرونگی عمرو بولا کہ اب کی افراسیاب بڑی آفت لائیگا اور اے
مخمور تم بھی زبردست جادوگرنی نہین ہو کیونکہ نہ کوئی راز طلسم بتاتی ہو نہ افراسیاب پر سبقت
لیجاتی ہو مخمور نے کہا خواجہ شاہ طلسم کا ہم لوگ کچھ نہین کرسکتے ہین مین چار روز چاہ سامری پر جاکر
رہون تو زمین و آسمان کے قلابے ملادون امین شکیل جو عشق خوبصورت مین بیہوش سا
رہتا ہی یہ گفتگو سنکر کچھ آپ مین آیا اور کہا کاش شاہ طلسم مجھ کو پکڑ کر میری معشوقہ پاس قید کردے تو
بہتر ہو اور اگر میرا استاد میرے حال کی خبر پاتا افراسیاب کو مزا چکھاتا وہ البتہ ہمسر شاہ جادوان
ہی عمرو نے پوچھا وہ کون ہی اور کہان رہتا ہی شکیل بولا کہ جہان وہ رہتا ہی وہان کوئی جا نہین سکتا
راہ سخت دشوار گذار ہی عمرو نے کہا بتاؤ تو سہی اس نے کہا دو راہین اسکے طلسم کی ہین ایک راہ
تو کوہ عقیق کی طرف سے ہی اور دوسری راہ ملک لوح داران جادو کی جانب سے ہی اور
وہ بادشاہ طلسم ہی اسکا طلسم بھی بہت بڑا ہی مثل طلسم ہوش ربا کے ہی اگر وہان کوئی جاے
اور کہے شاگرد تیرا مرتا ہی اس سے افراسیاب سے مقابلہ ہی یہ سنکر وہ بھی چلا آئیگا عمرو نے
کہا نام اسکے طلسم کا کیا ہی اور اسکا نام اور راہ کی کیفیت مفصل بتاؤ کہ کیونکر ہی شکیل جواب دہ
ہوا کہ اسکا اسم گرامی نام نامی کوکب روشن ضمیر ہی اور اسکی بیٹی ہی کہ بے مثل ساحرہ ہی نام اسکا
بران شمشیر زن ہی اور نام اسکے طلسم کا نور افشان ہی اگر کوئی جاے تو بیابان ریگستان

کے آگے دریاے ہفت رنگ ملے گا اُس طرف دریا کے سرحد اُسکے طلسم کی شروع ہو جاتی ہی
افراسیاب نے کئی بار چاہا کہ وہان جاکر سیر کرے وہ ممکن نہ ہوا نہ اُدھر کا کوئی اِدھر آسکتا ہی نہ اِسطرف
سے کوئی اُس جانب جاسکتا ہی بلکہ کوکب کئی بار چلا بھی آیا افراسیاب نہ جاسکا اور اُس طرف
دریا کے بیابان اور صحرا اُس طلسم کے پڑتے ہین وہ مجھے مفصل طور پر یاد نہین کہ کدھر راہ ہی اور کیا
کیا بنا ہی عمرو نے پوچھا کہ دریاے ہفت رنگ کیسا ہی شکیل نے کہا اُسمین سبز سرخ زرد و سیاہ سفید
سات رنگ کا پانی بہتا ہی عمرو نے افسوس کیا کہ اگر مین ساحر ہوتا تو جاکر لے آتا اور پیارا تمھارا
اُسکو پہونچاتا مخمور نے کہا خواجہ اُس دریا کی انتہا سنا ہی کہ نہین ہی اگر کوئی سیکڑون برس چلے جب
بھی انتہا تک نہ پہونچے اور مین راستہ جانتی ہون بلکہ ایک آدھ عزیز میرا اس طلسم مین رہتا ہی
مین جاکر جو کہوگے کہ آونگی لیکن بڑی خرابی یہ ہی کہ اُس دریا مین نہ کشتی ملتی ہی نہ کوئی ملاح ہی عمرو
بولا کہ کچھ کیون نہ ہو مین جاتا ہون مہرخ نے گھبراکر کہا اے شکیل تو نے بیقراری کرکے خواجہ کو ہم سے
جدا کیا اب لشکر کس کے سہارے سے رہیگا مخمور بول اُٹھی کہ خواجہ آپ نہ جایئے مین جاتی ہون
یہ کہکر اُٹھی اور اپنے خیمے مین آکر تیاری سفر کرنے لگی لیکن اب کیفیت افراسیاب کی سُنیے کہ اُسنے
غصّے مین آکر کیا تدبیر کی ہی اور کیا آفت برپا کرتا ہی

داستان پکڑ لیجانا صرصر کا مخمور کو اور چھڑانا عمرو کا اور قتل کرنا بہت سے ساحرون کو
اور لانا افراسیاب کا غربال جادو کو اور گرفتار کر لینا جال سحر مین عمرو کو مع کل
لشکر مہرخ کے اور اُٹھا لیجانا جال توڑ کر عمرو کو براق شمشیر زن دختر کوکب کا اپنے طلسم
مین اور ملاقات پہلی مرتبہ ہونا عمرو اور کوکب کی پھر عمرو کا آکر قتل کرنا غربال کو
اور چھڑانا لشکر مہرخ کو پھر لڑنا مصوّر جادو کا اور عیاریان کرنا عیارون کی اور
نامہ آنا لقا کا اور بھیجنا افراسیاب کا اہلیل اور مہلیل جادو کو واسطے مدد لقا کے
اور مارا جانا اُنکا عیارون کے ہاتھ سے پھر کیفیت جنگ ساحران و عیاری
عمرو وغیرہ کی لمؤلفہ

ساقیا رندی کی بہار آئی ہی
سبز ہوے تختۂ صحن چمن
نافۂ گل لخلخہ ریز آج ہی
زلف بنفشہ بھی ہی عنبر فشان
عطر فروش اب ہی نسیم سخن
زخم زن تار رگ گل ہوا
کیون نہو نشتر زن دل آرزو
صفحۂ قرطاس ہو رشک چمن
تاج حریفان ہون کرم سے ترے
ہولبا مے دام مین اپنے اسیر
آتش مے نشہ کرے تیز دم
پھر قلم جادہ ہو جادو طراز
پی چکے اے جادۂ مے لالہ فام
گرد چنان زمزمۂ داستان

زمزمہ پرداز ہزار آئی ہی
ہندو لالہ نے پیالہ لیا
باد صبا غالیہ بیز آج ہی
زیب تن لالہ ہوا سرخ لباس
بلبل بستان ہوے محو سخن
جس طرف ہی دیکھیے طرفہ بہار
ساقیا لا منہ سے لگا دے سبو
پھر کرون مین قصۂ رنگین بیان
مے پلا یاقوت کے رنگ کی مجھے
کلک سیہ مست ہو میرا روان
معرکۂ جنگ مین ہو تیغ علم
وہ ہون مین جمشید کہ جام شراب
ہان لکھوا فسانۂ شیرین کلام

غنچۂ لب بستہ ہوے خندہ زن
جام مے لعل دو سالہ لیا
ترک سمن مست ہی غمزہ کنان
توبہ شکن بن گئے ایمان اساس
مست فغان یہ دل بلبل ہوا
بنت عنب بھی کرے ساقی نکھار
مین دکھاؤن گا تجھے رنگ سخن
پھر ہو تر و تازہ دل دوستان
دست سبو ساقیا ہو دستگیر
پھر لکھون مخمور کی مین داستان
نشۂ مے ایسا ہو نیرنگ ساز
اب ہی سر کاسۂ افراسیاب
بلبل تقدیر بہ گلزار جہان

طغرا نگاران رنگین بیان و مرقسمان نقش تماہد بدیع ایجال داستان بخط گلزار حدیقہ اسمار کو یون سر بسر بیان کرتے ہین اور تقریر نگار رنگ کی نیرنگی خامہ جادو طراز سے اس طرح دکھاتے ہین کہ جب سرمست بادۂ محبت یعنے مخمور رامروت زادراہ بہر سفر مہیا کر چکی بارگاہ مین آکر سب سرداران سے رخصت ہوئی اور طاؤس سحر پر بیٹھ کر سمت دریاے ہفت رنگ چلی عمرو نے دل سے تجویز کیا کہ تو بھی اسکے پیچھے روانہ ہو کچھ نہین تو راہ طلسم ہی سے آگاہی ہو گی یہان بیٹھے رہنے سے کیا حاصل ہی یہ سوچکر یہ بھی چلا لیکن مخمور جب سرحد لشکر سے نکلکر صحرا مین پہونچی وہان صرصر عیارہ در کوہ مین کھڑی بھی فکر گرفتاری عیاران کر رہی تھی اُسنے اُسکو جاتے دیکھکر صورت اپنی مثل عمرو کی صورت کے بنائی اور مخمور جب کچھ آگے بڑھ گئی یہ دوڑی اور پکاری کہ اے ملکہ ذرا ٹھہرو مین کچھ کہون گا مخمور نے جو عمرو کو آتے دیکھا طاؤس اپنا زمین پر اوتارا صرصر قریب گئی اور حباب بیہوشی مارا کہ مخمور بیہوش ہو گئی اُسنے پشتارے مین باندھ کر پشت پر لادا اور لیکر چلی اُسوقت عمرو جو عقب مین آتا تھا یہان پہونچا دیکھا صرصر پشتارہ لیے جاتی ہی اور طاؤس مخمور کا کھڑا ہی یہ دیکھتی ہی اُسنے ڈانٹا کہ کہان جاتی ہی مین آ پہونچا صرصر نے اسکا نعرہ سنکر پشتارہ اُتار کر الگ رکھا کہ عیار زبردست سے پشتارہ لیکر نہ لڑسکون گی غرض نیمچہ کھینچکر مقابل

ہوئی عمرو نے اسکے پنجہ کا وار رد کر کے حلقے کمند کے مارے صرصر جست کر کے حلقون سے نکلی عمرو نے دوبارہ قابو پاکر جال پشتارے پر مارا اور زنبیل مین ڈال لیا صرصر حلقون سے نکلکر دور گری پھر جھپٹ کر آئی اور پشتارہ چھیننے سے جھلا کر بڑی تڑپ جھڑپ سے لڑنے لگی اتفاق سے ایک ساحر سانگ وہین تن تنہا پہاڑ پر بیٹھا یہ کیفیت دیکھتا تھا اُسنے وہین سے سحر کیا کہ دو پنجے آ کر گرے اور صرصر و عمرو کو اٹھا لے گئے اور سامنے اُس ساحر کے لائے اُسنے کہا تم کون ہو عمرو نے کہا کیا کہون شرم کی بات ہی یہ میری جورو ہی لیکن آوارہ ہوگئی ہی پھر آپ جانیے بموجب بیت

زن بد در سرای مرد نکو		ہم درین عالم است دوزخ او	

جب اسکو بدفعلی کرنے سے منع کرتا ہون یہ لڑنے پر آمادہ ہوتی ہی صرصر نے جو یہ کلام سنے لگی کوسنے دینے کہ تیری جورو کے منھ کو جھلسون اور جو مجھے اپنی جورو کہے اُسکی صورت کو آگ لگاؤن منگل توار اپنی ایڑی چوٹی پر سے صدقے اوتارون ای سانگ اس موے دغاباز جھوٹے کی باتون پر نہ جانا مین عیارہ ہی شہنشاہ جادوان کی صرصر ہون اور یہ عمرو ہی سانگ نے یہ کلام سنکر جواب دیا کہ مین ملازم شاہ نہین ہون رعایا ہون اس سبب سے پہچان نہین سکتا اور بزور سحر اگر شناخت کرنا چاہون تو عرصہ تک سحر کرنا ہوگا بدین لحاظ مین تم دونون کو شاہ کے دربار مین لیے چلتا ہون یہ کہکر اُن دونون کو اپنے مکان کے ستون سے باندھ دیا اور آپ گانے لگا عمرو نے دیکھا کہ اس پہاڑ پر مختصر سا مکان بنا ہی فرش فروش شیشہ آلات سے سجا ہی اور ستار کونے مین رکھا ہی سمجھا کہ اس ساحر کو گانے سے بھی شوق ہی یہ جان کر آپ بھی بندھے بندھے گانے لگا اُسنے کہا تمھین علم موسیقی مین بڑا دخل ہی عمرو نے کہا اگر کھلے ہوتے تو مزا دکھاتے ازبسکہ اسکو اُسکے گانے سے ایک محویت کا عالم تھا اُٹھکر کھول دیا اور کہا آپ کچھ شغل کیجیے عمرو نے جوڑی نَے کی نکال منھ سے لگائی اور ستار اُسکا اُٹھاکر ہاتھ سے بجانے لگا اور غزلیات عاشقانہ و اشعار مدح حسن معشوقان مین گانے لگا اُسوقت یہ کیفیت ہوئی کہ سانگ کھانا پینا چھوڑ کر زار زار روتا تھا اور ہمہ تن ہو کر بت بن گیا تھا جب ذرا ہوش آتا تھا تو بے اختیار تعریفین کرتا تھا اور عمرو خوب جی توڑ کر گایا کہ وہان کے تمام وحوش و طیور گرد جمع ہوگئے یہ عالم تھا **نظم**

گاتا تھا وہ دلکش زمانہ	ٹپہ ٹھمری اغزل ترانہ
واقف تھا ہر ایک زیر و بم سے	انسان سے کٹے سے تال سم سے
ہر تال پہ تانسین قربان	بیخود ہوا باؤلا پریشان

اسی طرح گاتے گاتے تھم گیا اور عرض کیا کہ ای سانگ مجھے عادت شراب خواری کی بہت ہی اور لاگر دو
ایک جام شراب کے عنایت فرمایئے تو آپ کو خوب محظوظ کر دون سانگ نے حسب خواہش اسکے
کشتی بادہ ارغوانی کی لگائی اور کہا تم بھی پیو اور مجھے بھی دو عمرو نے کشتی سے گلابی اٹھا کر شراب جام
مین انڈیلی اور سادہ جام خالی از بیہوشی اسکے حوالے کیا اسوقت صرصر جو بندھی ہوئی تھی
پکاری ای سانگ یہ شراب بیہوشی آمیز ای ہرگز ہرگز نہ پینا ورنہ عیار تجھے مار ڈالے گا سانگ
اس کلمہ کو سنکر تامل پذیر ہوا مگر عمرو نے ایسا کچھ انجام مصلحت کا سوچکر اول سادہ جام دیا تھا اسوقت
عرض رسا ہوا کہ حضور یہ میری دشمن ہی سامری نہ کرے جو عورت بدی پر آجائے آپ میری خاطر سے
اس ساغر کو کسی اور کو پلا کر میری نسبت اس کی عداوت دریافت فرمالیجیے سانگ نے یہ تقریر سنکر اپنے
ملازمون کو بلایا ہر ایک ساحر جو اسکے خدمتی ہین حاضر ہوے اُن مین سے ایک کو وہ شراب پلائی
کچھ بھی اسکو نہوا سامنے بیٹھا ہنسا کیا عمرو نے کہا کیون حضور آپ نے ملاحظہ فرمایا یہ عورت میری دشمن
ہی سانگ کو عمرو کے قول پر اعتبار آیا اور کہا تو سچا ہی لا ساغر شراب اور دے اسنے پھر سادہ جام بھر
کر دیا یہ تو پینے مین مصروف ہوا اور عمرو نے بیہوشی ساری بوتل مین فرصت پاکر ملائی اور جو دو ایک ساحر
وہان تھے انھین پیالے بھر کر دیے اور دور مین سانگ کو بھی جام دیا وہ بھی پی گیا صرصر ہر چند کہتی
رہی اسکے چیخنے کی کسی نے سماعت نہ کی اور دو ایک جام سب نے پیے بیہوش ہوگئے عمرو نے صرصر کو
بندھے اور بے قابو پاکر چند بوسے لیے اور کہا کیون جانی عیاری بھی تمھین آتی ہی صرصر بظاہر اسکو
کوسنے لگی لیکن دل مین آفرین کرتی تھی اور عمرو نے جال مار کر اُس مکان کا کل اسباب لوٹکر زنبیل
مین رکھا اور خنجر سے جو دو ایک ملازم سانگ کے تھے اُنکے سر کاٹے شور اُن کے مرنے کا بلند ہوا اُسنے
سانگ کے بھی خنجر مارا وہ رویین تن تھا خنجر اچٹ گیا فی الفور اُسکو اُٹھا کر زنبیل مین ڈالا اور صرصر
پاس آکر اُسکو چھیڑنے لگا صرصر نے کہا او موندی کاٹے اب تو تیری مراد پوری ہوئی مجھے تو کھول دے
عمرو نے کھولنے کے ارادے ہاتھ بڑھا کر اُسکے سینے پر رکھا صرصر نے سسکی بھر کر کہا سامری کی قسم جو تو نے
مجھے بے طریق ہاتھ لگایا تو اپنی اور تیری جان ایک کر دونگی الغرض یہ تو صرصر سے مصروف دل لگی
کرنے مین ہی مگر افراسیاب جو غائب ہوا تھا طلسم باطن کے ایک پہاڑ پر آکر پہونچا وہ کوہ گلہائے
بوقلمون سے گلدستہ بنا ہوا تھا قلعہ کوہ پر صندل کا بنگلہ بہت آراستہ تھا مسند لا سمین بچھی تھی شغرمان جادو
مع اپنے رفیقون کے صحبت آرا تھا جب شاہ طلسم پہاڑ پر قدم زن ہوا بیرنے جادو کے اُسکو آمد شاہ
کی خبر دی وہ بہر استقبال بنگلہ سے نکلا اور پاس آکر تسلیم کی شاہنشاہ نے گوشۂ چشم سے سلام لیا

اور فرمایا کہ اے غربال تم جال سحر کا لے جاؤ اور سب نمک حراموں کو قید کر لو اُس نے عرض کیا بہت خوب لیکن شاہ جو میرے کلبہ احزان میں تشریف لائے ہیں تو بنگلے میں اگر قدم رنجہ فرمائیں میں حاضر ہوں جو ارشاد ہوگا بسر و چشم بجا لاؤں گا افراسیاب حسب التماس بنگلے میں آکر مسند پر جلوہ فرما ہوا اُسی وقت طائر خوش رنگ سامنے آئے اور بزبان فصیح گویا ہوے کہ اے شہنشاہ سانگ رویئن تن کے گھر کو عمرو نے لوٹ لیا اور جو کچھ ماجرا گذرا تھا سب بیان کیا افراسیاب نے یہ کیفیت سُنکر غربال سے کہا کہ کسی کو بھیج تا کہ عمرو کو سانگ کے گھر سے پکڑ لائے اُسنے حسب ارشاد شور جادو اور ناوک جادو نام دو رفیق اپنے روانہ کیے اور آپ خدمت شاہ میں مشغول رہا کشتی شراب ناب کی حاضر کی ارباب نشاط کو بلایا جلسۂ عشرت جمایا مگر ناوک جادو وہاں جا کر پہونچا کہ عمرو اختلاط صرصر سے کر رہا تھا اُسنے دیکھا کہ آندھی آئی اور علامت آمد ساحر معلوم ہوتی ہی یہ دریافت کر کے فوراً گلیم اوڑھ کر مخفی ہوا اسی اثنا میں ناوک آکر پہونچا اور صرصر کو بندھے دیکھکر مستفسر ہوا کہ عمرو کہاں گیا اُسنے کہا آپ کو آتے دیکھکر بھاگ گیا بولا کہاں جائیگا میں ابھی پکڑے لاتا ہوں یہ کہکر چلا صرصر نے پکارا کہ مجھے کھولتے جاؤ اُسنے جواب دیا کہ تجھے کھولنے میں عرصہ ہوگا وہ عیار نکل جائیگا اُسکو پکڑ لاؤں تو تجھے آکر چھڑاؤں یہ کہتا ہوا باہر نکلا عمرو بھی گلیم اوڑھے اُس مکان سے باہر آیا دیکھا کہ ساحر مجھے ڈھونڈھ رہا ہی خیال کیا کہ یہ اکیلا تو ہی مار وا اسکو یہ سوچکر گوشے میں ٹھہر کر مخمور کو زنبیل سے نکالکر نتپارے سے کھولا اور ہوشیار کر کے سب حال کہا مخمور ساری حقیقت سے آگاہ ہو کر ڈانٹتی ہوئی چلی اور عمرو ٹھہر رہا ناوک نے جو اسکا للکارنا سُنا نارنج پکڑ کر سامنے آیا اور حربہ کیا مخمور نے اشارہ کیا کہ نارنج اُسکا ڈوٹکڑے ہو کر زمین پر گرا پھر اُسنے کمان سحر کی نکالی اور تیر مارنا شروع کیے مخمور نے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پتلا زمین سے خنجر لیے نکلا اور تیروں کو اُسنے قلم کرنا شروع کیا اُسوقت مخمور نے ناریل جادو کا پڑھکر مارا کہ سینۂ ناوک کو توڑ گیا اور وہ مر کر زمین پر گرا غوغاے عظیم بلند ہوا عمرو نے آکر اسکا جھولا اسباب سحر کا اور کپڑے وغیرہ اُتار لیے اسوقت شور جادو آکر سانگ کے گھر میں پہونچا اور صرصر سے حال پوچھکر باہر نکلا صرصر نے کہا مجھے کھولتے جاؤ اُسنے صرصر کو کھولا جب باہر نکلا دیکھا شعلۂ آتش بلند ہیں اور صدا آتی ہی مارا ناوک جادو کو یہ گھبرا کر دوڑا مخمور نے اسکو دیکھکر للکارا کہ ادھر آ کہاں جاتا ہی نعرہ سُنکر یہ مقابل ہوا اور اپنے سر کے بال نوچکر مخمور پر مارے کہ وہ بال ماران سیاہ بنکر چلے مخمور نے اپنے کان سے بالا اُتار کر مارا کہ اُسنے بڑھکر اُن سانپوں کو حلقے میں گھیر لیا اور ایک گولا فولادی سحر پڑھکر لگایا کہ شور کے سر پر پڑا سر ٹوٹ کر بھیجا نکل گیا یہ بھی واصل جہنم ہوا

بیر فریاد کرتے سمت شاہ طلسم گئے یہان مخمور اور عمرو پھر سمت طلسم کو کب چلے عمرو نے کہا اے ملکہ
پیدا کر چلو تخت سحر تیار کر لو مخمور نے کہا خواجہ تم لشکر مین جاؤ مین چلی جاؤنگی عمرو نے کہا مین تمھارے
پیچھے نہ آتا تو پھر تم کو شاہ طلسم پاس صرصر لے چلی تھی میرا چلنا تمھارے ساتھ ضرور ہی مخمور یہ سنکر سمجھی
کہ انکے ساتھ چلنے مین غم عشق برطرف ہوگا یہ تجویز کر کے تخت سحر سے بنا کر سوار کر کے راہی ہوئی
ادھر پیر سحر کے افراسیاب پاس پہونچے اور قتل ناوک و شور بیان کیا یہ سنتے ہی شہنشاہ غربال کی طرف
متوجہ ہوا اسنے کچھ کہا نہ سنا فی الفور جال سحر کا لیکر بغضب تمام چلا اور ہنوز کوس بھر مخمور و عمرو گئے ہونگے
کہ تاریکی ہوگئی اور گلے مین دونون کے پھندا پڑگیا دونون اڑتے ہوئے جاتے ہی تھے بروے ہوا لٹک
گئے پھر جو روشنی ہوئی دیکھا کہ سنہری کڑیون کا جال زیر آسمان دور تک پھیلا ہوا ہے ادھر غربال نے
سحر کا طائر روانہ کیا اے شہنشاہ کمترین نے حضور کے گنہگارون کو گرفتار کیا ہے طائر نے جا کر خبر عرض کی
افراسیاب شادان و فرحان چلا اور آ کر ایک نعرہ مارا کہ ای عمرو بڑی سرکشی تو نے کر رکھی تھی دیکھا تو نے
کہ کیا ہوگیا ایسی صدا یہ ہولناک دی تھی کہ عمرو اور مخمور دونون بیہوش ہو گئے افراسیاب نے
دونون کو جال سے چھڑا کر رسی مین باندھا اور لشکر حیرت کی طرف چلا غربال سے کہا تم جادو اپنا
لشکر لیکر آؤ سب باغیون سے مقابلہ کرو وہ لشکر لینے روانہ ہوا اور افراسیاب بارگاہ حیرت مین آیا
اسنے استقبال کیا شاہ تخت پر بیٹھا عمرو اور مخمور کو ہوشیار کیا انھون نے دیکھا کہ ہم دونون رسی مین
بندھے ہین اور حیرت کرسی پر بیٹھی ہے شاہ طلسم سامنے متمکن ہے یہ دیکھکر نظر بخدا کر کے خاموش ہو رہے
پھر غربال جو اپنے مقام پر آیا بارہ ہزار ساحر کا یہ مالک ہے انھین حکم تیار ہونے کا دیا حسب الحکم نفیر سحر
بجی ہر ایک سلح و مکمل ہوا اسباب سحر سازی اپنے ہمراہ لیا طائران سحر پر سوار ہو کر لشکر چلا آگے آگے
غربال کرگدن پر سوار اسکے برابر برابر خرسان جادو و ہیران جادو و جلاد زبردست جادو و خونخوار
روئین تن جادو و وہم جادو و غربت جادو و آتشبار جادو و ناقوس جادو وغیرہ تمام سردار
چلے دم بدم جو سامری و جمشید کی بولتے تھے آگ پانی برساتے راہی ہوئے نظم

دریا کی طرح خروش پیدا
سیاح زمین و آسمان تھے
آندھی اٹھی دن بنا شب تار
شل گیسو چڑھا وہ سر پر

موج لشکر سے جوش پیدا
سرخ آنکھین وان لہو کے دھارے
شعلے ہوے چارسو نمودار
پہونچا حیرت کی فوج مین وہ

شبدیز صبا کے ہمعنان تھے
ہر سمت برستے تھے شرارے
چھایا بدلی کی طرح لشکر
آیا جرأت کی موج مین وہ

جب لشکر حیرت کے برابر پہونچا بہر تعظیم سردار آئے اور بارگاہ مین لے گئے حیرت نے لشکر اتروایا بارگاہ

غرباِل کی آراستہ ہوئی سرداران کے فردکش ہوے وہ دن اسی آمد لشکر مین تمام ہوا اور ردائِ ظلمت شبِ صیاد روزگار نے عالم مین بچھایا اور مرغ منور مہر قفس مغرب مین قید ہوا نظم

مانند بلاے زلفِ خمدار
نازل ہوئی شام سر یکبار
تاریکیٔ شام شامت آئی
گویا صبح قیامت آئی

غرباِل جادو سے شاہ طلسم نے کہا کہ مین آج لشکر مین رہونگا تو طبل رزم بجوا کل کا معرکہ مین دیکھ جاؤنگا اسنے حسب الحکم لشکر مین نقارہ رزم بجوایا حیرت کے لشکر مین کوس جنگی گڑگڑایا عیار لشکر مین بشکل مبدل حاضر تھے کل حال دریافت کرکے روبروے ملکہ مہرخ کے بارگاہ مین آئے اور بعد دعا و ثناے شاہی کے عرض پرداز ہوے کہ عمرو اور مخمور قید ہوکر آئے ہین اور غرباِل جادو نے انھین جال مین سحر کے قید کیا ہی اور طبل جنگ بجوایا ہی کل ارادہ نبرد رکھتا ہی مہرخ نے حال گرفتاری خواجہ سنکر اشکِ حسرت گراے اور غرباِل کا نام سنکر رنگ چہرے کا فق ہوا سمجھی کہ اب جانبری غیر ممکن ہی لیکن دل کو مضبوط کرکے زبان سے کچھ نکہا کہ فوج بیدل ہو جائیگی بلکہ حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل رزم بجے سردارون نے حکم پاکر نقارخانہ مین جاکر کوس حربی بجایا لشکر مین خبر جنگ مشتہر ہوئی جسدم بہادرون کے کان مین صداے نقارہ پہونچی اسلحہ صیقل اور درست فرمانے لگے ساحر سحر جگانے لگے سلح خانون سے وہ وہ تیغ جوہردار نکلی کہ جو روز مصاف رگ سنگ کاٹے دریا مین پشت نہنگ کاٹے دم مین خون عدو چاٹے نظم

کاٹے درمیان رزم گہ خود
اکدم مین کرے وہ صف کی صف صاف
بکتر چار آئینہ زرہ خود
کاٹے سر و دوش سینہ صاف
ہر سو وہ دوان ہو لہو کی صورت
رن مین جو برس پڑے وہ خونبار
مواج ہو خون کا بحرِ ذخار
کس مین بل ہین جیسے تک مین
ہر رگ مین روان لہو کی صورت
معشوقہ نازنین لچک مین

آج کی رات ہر سمت اک شور محشر بپا تھا کہین ڈمرو بجتا تھا کسی جا آسی بجتی تھی سنکھ پھکتا تھا کوئی چپ بیٹھا دھیان کرتا تھا کوئی مصروف اشنان مین کسی نے پکار کر بیر بلائے تھے کوئی مالا جپتا تھا کوئی چپکا بیٹھا تھا کہین بھیرون اور نارسنگھ کی اگیار تھی کہین کلوا مہابیر کی پکار تھی کسی نے سوہنی کی پڑھنت پڑھی کسی نے لونا چماری کی بھینٹ دی کسی نے بکرا حلال کیا تو کہین سور چڑھایا گیا کوئی منتر جگاتا تھا اور کوئی جنتر بناتا تھا کلھڑیان اور بھجنگے پڑے تھے کہین انڈے گڑے تھے الحفیظ والامان وہ اژدرون کا پھنکارنا مورون کا سحر کے جھنکار شیرون کا ڈکارنا اسد فلک کا کلیجہ دہلاتا تھا حمل چرخ کو چکر مین لاتا تھا سکلہوم کا دھوان سپہر دوار تک پیچیدہ ہوکر گھٹتا تھا لونگ کا بخور ہو رہا تھا شراب کی بوتل ہر کہین لنڈھی تھی زمین

ہر جگہ لپی پُتی تھی کسی جا گوگل سُلگ رہا تھا جو جوگی سیوا کرتے تھے اُنھون نے لوبان جلایا تھا یون تا وقت سنائے آتے تھے ڈفلا بجنے سے ساحر گردن ہلاتے تھے کوئی بیٹھا گردن کا خون اگیاری مین دیتا تھا کوئی بائین ہاتھ کی چھنگلیا چھیدتا تھا کوئی جھوستا تھا کوئی چومک جلا کر ڈنڈوت کرکے زمین چومتا تھا مہرخ و بہار و سرخ مو و نافرمان و طاؤس و ہلال سحر و آفت و شکیل وغیرہ سب نے سحر تازہ تازہ تیار کیے تھے آمادۂ مرگ و مہیائے قضا ہوے تھے کائنات کے جادو بنائے جبر بڑے زبردست بلائے تھے ایسے منتر جگائے تھے نظم

جادو وا یسے تھے اُن کے بس مین
دشمن کو رہِ فنا دکھائین
بھرے ہوئے تیر تھے قفس مین
تیزی مین وہ مثل نشتر مل
نعرے کے جھنجلا کے گر لگائین
اور اڑنے مین برنگ نکہت گل

اسی طرح تمام رات جانبین مین تیاری جنگ سے غوغائے عظیم برپا رہا جس وقت کہ ساحر شب مثل افراسیاب کے ظلمات کی طرف سدھارا اور آفتاب چوکیدارون کی طرح گنبد خاور سے دام زرین شعاع لیے بصد جاہ و جلال باہر آیا نظم

طاؤس سحر اوڑا ہوا پر
گردون پہ چڑھا بخار کی طرح
پہونچا سرِ گنبد سما پر
اُٹھا گرد و غبار کی طرح

دم سحر معرکہ رزم کا ہنگامہ گرم ہوا لشکر دونون جانب سے وادگاہ مصاف مین وارد ہوے تخت حکومت پر ملکہ مہرخ سوار گرد تمام سردار مرکبہاے پری پیکر زیران تختہاے سحر روان طاؤس و عقاب و فیل و سمند آتشین پران دمبدم گرنا اور جلاجل بجتی تھی زمین لرزتی تھی بہادر خندہ زن نامردون کا لرزان بدن ساحر مُنھ سے شعلے اُڑاتے سحر کی نیرنگی دکھاتے جب جنگ گاہ مین پہونچے ابر سحر برسا کر گرد بٹھا کر صف آرا ہوے یکایک ہزار در ہزار رنگ کے باجے بجتے سنائی دیے اور صداے طرقوا بلند کرتے طائر سحر نظر آئے چونسٹھ ہزار نقارے ایک بار بجے کہ تمام پہاڑ ہلنے لگے اور بنگلہ زمرد کا بنا ہوا بزور سحر اُڑتا پہونچا اندر اس بنگلے کے تخت جواہر آگین بچھا تھا کئی سو گرد تخت کے کرسیان نصب تھین شاہ طلسم تخت پر جلوہ گر تھا اور برابر حیرت بیٹھی تھی سامنے ہزارون نازنین بہ لباس زرین دست بستہ عہدے ہاتھون مین لیے سرگرم خدمت تھین اور بنگلے کو گھیرے لاکھون ساحر شیر و اژدر آتشین پر سوار ڈراونی صورتین بنائے شرربار و شعلہ بیز میدان مین آکر ٹھہرے پھر ایک طرف سے شہزادہ بال جال لیے مع اپنے سردارون کے بارہ ہزار ساحر لیکر جنگاہ مین صف آرا ہوا اس مجمع کو دیکھکر فلک بھی چکر مین تھا چرخ فلک کا جی چھوٹ گیا وہ میدان سے آتش سحر کے شرر کرۂ نار تک جاتے تھے آندھی نے چشم خورشید کو اندھا بنایا تھا بجلیان چمکتی تھین ابر شق ہو کر صداے مہیب دیتے

بڑے بڑے پہاڑ اکھڑ کر بروے ہوا قائم ہوے تھے الحاصل ہر طرف ایک ہلچل پڑی تھی
قیامت کبریٰ برپا تھی کہ بموجب ابیات

گھنگھور گھٹائین آرہی تھین — بام گردون پہ چھا رہی تھین
بادل کی گرج ہوا کے جھونکے — موج باد صبا کے جھونکے
بجلی کی کڑک وہ ابر کا زور — کوندے کی لپک وہ رعد کا شور
افلاک پہ کانپتا تھا خورشید — منھ ابر مین ڈھانپتا تھا خورشید
چلاتی تھی قوس ہو کے دل گیر — گوشے مین چھپا تھا سہم کر تیر
تھا شاخ نہال تر مین رعشہ — ہر ریشہ و برگ و بر مین رعشہ
تشویش مین جان انس وجان تھی — ہونٹھون پہ صدائے الامان تھی

جسدم صفوف جدال ترتیب ہو چکین نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑک کر کہا اے نامیو یہ دن قسمت سے نصیب ہوا یہ معرکہ تقدیر نے دکھایا کسی کو کب میسر ہوتا ہی آج کونسا مائی کا پوت بھابلی رن چڑھ کر نام پر جوجھ مرتا ہی کھیت رہتا ہی اور کون اپنی مان کا لال سرخرو ہو کر بالا جیت رہتا ہی بڑے باپ کا وہی بیٹا ہی جو کھد یڑ کر دشمن کو مارے اور وہی پوت کپوت ہی جو لڑنے مرنے سے جی ہارے یہ کہکر کڑکیت ہٹے اور خرسان خرس دندان اپنے سردار نابکار کو غربال نے حکم دیا کہ تو جا کر لشکر حریف کو شکست دیدے وہ حسب الحکم اژدر اڑا کر افراسیاب سے اجازت لیکر میدان مین آیا اسوقت بحکم شاہ طلسم عمرو اور مخمور کو جال مین باندھکر بروے ہوا لٹکا دیا مہرخ و بہار وغیرہ نے لٹکے دیکھکر خاک سر پر ڈالی اور مطیعون مین ایک ساحر سلسلہ جادو نام کو بمقابلہ خرسان بھیجا جب یہ جا کر مقابل ہوا اس نے ناریل سحر کا مارا سلسلہ نے زمین پر دو ہتڑ مارے کہ ایک زنجیر نکلکر اسکے لپٹ گئی اسنے ایسا افسون پڑھا کہ ایک پتلا خنجر لیے زمین سے نکلا اسنے خنجر سے زنجیر کو کاٹ دیا خرسان جو چھوٹا فوراً زمین پر لوٹ کر مانند شعلہ جوالہ کے بنا اور سلسلہ پر آگرا اسنے ہر چند رد سحر کیا کچھ نہوا آخرکار جلنے لگا سارے جسم مین آبلے پڑگئے تڑپ کر مر گیا اور شور برپا ہوا یہ سانحہ دیکھکر مسلسل جادو بھائی سلسلہ کا دوڑ پڑا اور خرسان پر اپنی کمر سے زنجیر کھولکر ماری کہ وہ سانپ بنکر لپٹی وہ پھر زمین پر گرا اور طاؤس بنکر سانپ کو نکل گیا اور اڑکر سر پر مسلسل کے آکر منقار ماری کہ وہ بیتاب ہو کر گرا اور مر گیا غل اسکے مرنے کا برپا ہوا اسوقت تو برق محشر کو تاب نرہی بیٹے کو اپنے ارشارہ کیا رعد زمین مین غرق ہوا اور برق محشر بجلی بنکر چمکتی ہوئی چلی کہ یکایک رعد

پاس حریف کے نکلا اور اس طرح چیخا کہ خرسان بیہوش ہو کر گرا اوپر سے برق محشر تڑپ کر گرا کر جو گری دو ٹکڑے کر کے زمین میں اتر گئی ہنگامہ محشر آسا بلند ہوا کہ مارا خرسان جادو کو یہ معاملہ دیکھکر افراسیاب نے نعرہ مارا کہ لینا اے غربال سنتے دوڑ کر جال مارا کہ رعد کی گردن پھنسی اور یہ بھی لٹک گیا اس عرصہ میں برق محشر زمین سے نکلی اور بیٹے کو گرفتار دیکھکر جھپٹ کر غربال پر گری اُسنے جال مارکر اُسکو بھی پکڑا اور برابر عمرو اور مخمور کے دونوں کو لٹکا دیا راوی کہتا ہے ایک سرا جال کا غربال کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا آسمان پر پھیلا ہے نظر نہیں آتا کہ کتنی دور یہ جال مارکر آدمیوں کو لٹکاتا جاتا ہے۔ القصہ جب رعد و برق محشر لٹک چکے غربال اپنی جگہ پہ جا کھڑا ہوا اور اپنے سردار بیران جادو سے حکم دیا کہ جاکر باقی ماندہ حریفوں کو تو غارت کرو وہ بموجب ارشاد اسکے اپنا شیر اڑا کر میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا اُسوقت قریب تخت مرصع طاؤس سحر پہ بصد زیبایش بہار سوار تھی سر سے پاتک زیور زمردین پہنے چھالے کان سے بڑھکر کمر تک موتی کے بہو نچے تھے مانگ موتی سے بھری آنچل بلہو کا دوپٹہ سر پہ پا نجامہ بوٹے دار اطلس کا پانچے کلائی پر ڈالے طاؤس سے کود کر سامنے حریف کے گئی افراسیاب نے جھک کر دیکھا اور سینے پر ہاتھ مارا نعرہ آہ سرد کھینچکر حیرت کے لحاظ سے چپ ہو رہا ادھر بیران نے دوڑ کر تیغہ بہار پر مارا یہ فوراً زمین میں سما گئی مگر سر اپنا باہر رکھا سر پر گلدستہ مانند کلغی کے لگا تھا بیران کا تیغہ اُسی گلدستہ پر پڑا پنکھڑیاں اسکی بکھر گئیں اور پھولوں کی خوشبو ہر سو پھیلی بیران نے کہا کیا خوشبو عمدہ ہے اُسوقت بہار زمین سے نکلی اور بیحد بڑھکر پکاری کہ اے بہار آؤ جھونکے ہوا ے سرد کے آنے لگے اور چمنستان سرسبز و شاداب نظر آتے تھے دم بھر میں یہ عالم ہوا کہ نظم

گلدستۂ گل مہک رہے تھے	مرغان چمن چہک رہے تھے	کیونکر نہ رخ زمین کو ہو ناز
سبزے کی روش ہے سبزہ آغاز	ہر پھول سنگار کر رہا تھا	ہر نخل نکھار کر رہا تھا
بلبل کی زبان پہ تھا ترانہ	بدلی کا کھنچا تھا شامیانہ	جو پھول تھا کھلکھلا رہا تھا
جو غنچہ تھا مسکرا رہا تھا	بھیگیں ہیں مسیں کہ تر زمین ہے	سبزہ خطِ عارضِ حسین ہے
سنبل بھی خوشی کے ذکر میں تھی	کنگھی چوٹی کی فکر میں تھی	مسی سوسن لگا رہی تھی
نرآئینہ لبس دکھا رہی تھی	منہدی تھی کھڑی قطار باندھے	صف تھی لب جوئبار باندھے
شمشاد عصا لیے کھڑا تھا	خم پشتِ ادب کیے کھڑا تھا	اس باغ سحر میں وہ نگار اگر

بھٹھری اور پکاری کہ اے بیران تم نے بھی یہاں کے پھول سونگھے کچھ بہار دیکھی بیران یہ صدا

سنکر دوڑا اور باغ مین آکر عرض پیرا ہوا کہ اب یہ پھول سونگھتا ہون اور کچھ گلہاے خوشبودار
توڑکر سونگھے پھر تو ہبران اپنے گریبان کو پھاڑکر پکارا کہ بیت

ننگ جامہ دری پاس عزیزان کیا		دامن یار سے چھوٹے تو گریبان کیا

میری جان ملکہ بہار جو مجھے ارشاد فرمائیے بجا لاؤن اُس سراپا بہار نے ارشاد فرمایا کہ جا غربال کو
پکڑ لا ہبران وہان سے تالیان بجاتا شعر عاشقانہ پڑھتا سمت غربال چلا اور آکر فوج پر اُسکی
گرا جسکو اُسنے ناریل مارا چلا دیا جس پر ناریخ مارا دو کر دیا آفت برپا کر دی سیکڑون ساحر مار ڈالے
غلغلہ جو بلند ہوا افراسیاب نے حیرت سے کہا دیکھو یہ تمھاری بہن کا کرشمہ ہے یہ کہکر ہاتھ اپنے
اُٹھائے انگلیون سے ایک بجلی چمک کر ہبران پر گری کہ اُسکے ٹکڑے ہوئے حیرت نے کہا حضور
نے اپنے ملازم کو آپ ہی قتل کیا شاہ نے جواب دیا کہ اسپر سے سحر بغیر مارے نہ اُترتا اور یہ ہزارون کا
فیصلہ کر دیتا یہ کہکر بنگلے سے بیٹھے بیٹھے ایک نارجیل چمنستان بہار پر مارا کہ اُس نارجیل کے باغ مین
گرنے سے شرر پیدا ہوے اور گلشن مین آگ لگی انار مثل انار آتشبازی کے چھوٹنے لگے اور
سرو ہر ایک سرو چراغان بنے گلہاے سرخ مثل چراغ کے روشن تھے کہ بموجب نظم

سرو آتشبار ہو گئے تھے	شمشاد و چنار ہو گئے تھے	کھل کھل کے انار ٹوٹتے تھے
گلشن مین انار چھوٹتے تھے	باغ آتش گل سے جل رہا تھا	پنکھا نارون کا جھل رہا تھا
ہر پھول بنا چراغ کا گل	شعلہ ریز گل دھوان بھا بلبل	آتش زن مرغ نغمہ خوان تھے
طوطی قفس کے ہم زبان تھے		آخر سارا باغ جب جل گیا سحر ٹوٹنے سے بہار پر بیہوشی چھائی

افراسیاب نے نعرہ مارا کہ لینا اسکو غربال نے آکر جال مارا کہ گردن پھنسی اور یہ بھی لٹک گئی پھر تو
نافرمان اور سرخ مو وغیرہ زار زار روئین اور نافرمان سحر کا تیغہ کھینچکر غربال کی طرف چلی
اُسنے اپنے سردار خونخوار سے کہا روک اسکو اُسنے بڑھکر ترسول مارا نافرمان نے جادو کی سپر پر
روکا اور جوڑے سے ناریل نکالکر مارا کہ شعلہ ہاے آتش نے خونخوار کو گھیرا اُسنے سحر پڑھکر دستکدی
کہ دریا پیدا ہوا اور پانی نے آگ کو بجھا دیا اُسوقت شاہ طلسم نے نعرہ مارا کہ اے غربال لے اسکو
پھر اُسنے دوڑکر جال مارا کہ نافرمان بھی لٹک گئی یہ کیفیت دیکھکر مہرخ بغضب تمام تخت پر سے
کودی اور قریب خونخوار پہونچکر اُسکے لپٹ گئی اُسنے ہر چند سحر کیے اور ترسول مارے لیکن اُسنے
نہ چھوڑا اور بزور سحر صورت شیر غران کی ایسی بناکر اُسکو چیر کر پھینکدیا ہنگامہ برپا ہوا کہ مارا خونخوار
کو غربال جال لیکر دوڑا مہرخ زمین مین غرق ہو گئی اور پشت پر غربال کے نکلی چاہا کہ دو ٹکڑے کرے اسے بھی

لپیٹ کر چیر ڈالون اسکو غضبناک دیکھ کر جلاد زبردست بیچ مین آگیا ملکہ مہرخ مو نے جو مہرخ کو
تنہا دیکھا طاؤس کو اڑا کر جلاد کا جا کر سامنا کیا اور کچھ ستارے ہاتھ پر رکھکر جو اڑائے وہ فلک کی طرف جا کر
وہان سے مثل تیر شہاب سر پر جلاد کے گرے کہ اسفل کی طرف سنے نکل گئے غلغلہ ہوا کہ کشتی جلاد
زبردست جادو را غربال جال لیکر اسکی جانب پھرا مہرخ مو بھی زمین مین غرق ہو گئی اس
عرصہ مین مہرخ میدان سے الگ جا کھڑی ہوئی اور وہم جادو نے غربال سے کہا آپ بھی
ہٹ جائیے مین سب کو گرفتار کیے لیتا ہون یہ کہکر نارنج پکڑ کر آگے بڑھا غربال بھی علیحدہ
جا کھڑا ہوا اسوقت مہرخ مو زمین سے نکلی وہم نے نارنج کھینچکر مارا مہرخ مو نے دستک دی نارنج
الٹا پھر گیا وہم نے اپنے پھرے ہوئے سحر کو بمشکل روکا دونون مین ردو بدل ہو رہی تھی کہ غربال
جال لیکر دوڑا مہرخ نے اسکو آتے دیکھکر بہ چستی تمام ترو ہم پر دوڑ کر تلوار ماری کہ اسکی کمر پر پڑی
دو ٹکڑے اسکے ہوئے شور اسکے مرنے کا برپا ہوا اور مہرخ وکنج مو زمین مین سما گئین غربال
جال لیے کھڑا رہ گیا اسوقت عزت جادو نے پاس آکر کہا آپ ہٹیے مین ان دونون کو پکڑے
دیتا ہون اس اثنا مین سرخ مو باہر نکلی عزت نے دوڑ کر کمند سحر کی ماری سرخ مو تڑپ کر
کمند توڑ کر نکلی تھی کہ غربال نے دوڑ کر جال مارا گردن اسکی بھی پھنس گئی اور برابر اور ون کے
لٹک گئی اسیدم مہرخ زمین سے ظاہر ہوئی اور غربال تو جال کو دیکھ رہا تھا اسنے تلوار سحر کی
ماری عزت نے لاکھ رد سحر کیا مگر نہ بچ سکا دو ٹکڑے ہوئے صدا پیدا ہوئی کہ مارا عزت جادو کو اور
مہرخ تلوار لیے غربال پر آگری یہ صورت دیکھکر آتشبار دوڑا مہرخ نے اس زور سے تلوار ماری
کہ آتشبار کے دو پرکالے ہوئے پھر غربال جال لیکر چلا مہرخ زمین مین سما گئی اسوقت طرفہ ہنگامہ
رزم و پیکار گرم تھا کہ ساحرون کے مرنے سے بیر غل مچاتے تھے اور شعلے بلند تھے اندھڑ چلتے تھے
آگ ہر سمت لگی تھی مہرخ جان بچ کر دم بدم زمین سے نکلتی تھی اور عدو کا کام شمشیر شرربیز
سے تمام کرتی تھی افراسیاب بھی اسکی جرأت دیکھکر دنگ تھا آخر اسنے للکارا کہ فوج ساحران
چار سمت سے گھیرے اور مہرخ کو گرفتار کرے اس حکم کو سنکر ناقوس جادو کچھ فوج لیکر بڑھا
اور غربال جال لیکر مستعد ہوا یہ ہنگامہ دیکھکر ہلال سحر افگن اور آفت جادو دوڑے
ہلال نے طوق اپنے گلے سے کھینچکر مارا کہ ناقوس کے اژدر بنکر لپٹا لیکن اسنے ناقوس جو بجایا اژدر
پانی ہو گیا اور صدائے ناقوس سے ہلال و آفت دونون بیہوش ہو گئے غربال نے جال مارکر
ان کو بھی لٹکا دیا کہ یکایک مہرخ زمین سے نکلی فوج ساحران لینا لینا کہکر اسیر چلی اسنے بجالاکی تمام

اڑکر ایک تلوار **ناقوس** کے ایسی لگائی کہ سر اُسکا کٹ کر دور گرا شور محشر آسا بلند ہوا اُسوقت **غربال** نے دوڑکر جال مارا **مہرخ** فوراً شعلہ بنکر مانند شرر کے جال سے نکلی اور ایک ہی تلوار **غربال** کے لگائی یہ بھی بزور سحر اُڑ گیا اور ساحرون نے نارنج ترنج **مہرخ** پر مارنا شروع کیا اُسنے بھی شعلہ جوالہ کی طرح صف لشکر دشمن پر اپنے تئین گرایا اور تہلکہ ڈال دیا ادھر لشکر صف باندھے اسکا کھڑا تھا بہر مدد لشکریان غربال پر جا پڑا پھر تو **مہرخ** کی یہ کیفیت تھی **نظم**

میدان مین ہوئی جو وہ صف آرا — محشر کیا دم مین آشکارا — تیغ اُسکی غضب خرقتان تھی
دشمن کو بلاے جانستان تھی — زن سے ادھر آئی سن سے نکلی — خون چاٹ کے عضو تن سے نکلی
بازو کو بغل کو سر کو کاٹا — سینہ کاٹا جگر کو کاٹا — وہ سر جو پناہ خود مین تھا
جھجکی نہ پلک کہ گود مین تھا — اکھڑے نخل حیات جڑ سے — سر کٹ کے گرے زمین پہ دھڑ سے

لشکر تو دونون آپس مین بھڑے ہوے تھے اور عیاران **عمرو** بھاگ کر پہاڑ مین جا چھپے تھے الحفیظ والامان ایسی جنگ ہو رہی تھی کہ دیدہ مریخ حیران تھا ہر سمت ساحر شیر بنکر اور اژدر بنکر گتھے تھے پھنکارنے اور دھرد کے مارنے سے جنگل لرزان تھا آسمان پر جال تنا تھا زمین پر بازوون کی بہادرون کے مچھلیان تڑپتی تھین سحر کے جانور ہر سمت دوڑتے تھے لہو کے دریا جاری تھے کہ بمقتضاے ابیات

تھے سانپ وہان جو بر سر جنگ — کچھ اُن مین سفید کچھ سیہ رنگ — اُلجھے تھے بزنگ زلف خمدار
آپس مین گتھے تھے صورت مار — دھڑ دسے بدن جھنجھوڑتے تھے — پنجے کی طرح مروڑتے تھے
نخل ایسے ہوے تھے شیر لڑ کر — تھے کھینچتے اُن کو دم پکڑ کر — غالب ہوا کفر عاجز اسلام
چھائی تھی سحر پہ ظلمت شام — مغلوب تھا کوئی کوئی غالب — تھا کوئی امان کا سب سے طالب
تھا کوئی جو چوٹ کھا کے بھاگا — بسیاختہ دم دبا کے بھاگا

اس غوغاے عظیم مین **افراسیاب** جو بنگلے سے کودا اور نعرہ مارا کہ باشیدا اے نجم امان یہ کہکر ایسا سحر پڑھا کہ لشکریان **مہرخ** کمر تک زمین مین غرق ہونے لگے پھر تو فوج مین بھگدڑ پڑ گئی لیکن **مہرخ** نے مرنا گوارا کیا اور قدم معرکے سے نہ ہٹایا اور ایک ناریل زمین پر مارا کہ زمین شق ہوئی اور پانی نکلا بڑھکر دریاے زخار کی طرح موجزن ہوا اس مین جادو کے زور سے مچھلی بنکر یہ گری اور **افراسیاب** کی طرف چلی **افراسیاب** نے چارہ جمشیدی شست مین باندھکر دریا مین پھینکا اُسوقت **مہرخ** کو کچھ چارہ نہوا وہ چارہ کھاکر شست مین پھنسی شاہ جادوان کھینچکر کنارے لایا اور **غربال** سے اشارہ کیا کہ اُسنے اوپر جال مارا پھر تو اُسکی بھی گردن پھنسی اور شاہ طلسم نے سحر کیا کہ وہ دریا جو اُسنے بنایا تھا غائب ہوا اور مچھلی

جوتھی صورت اُسکی بھی اصلی ہوگئی اور سب کے برابر ہوے ہوا یہ بھی اُٹھ گئی افسر کے گرفتار ہونے سے رہی سہی فوج جو تھی بھاگی اور افراسیاب برق چشمک وغیرہ جو رفیق کہ باقی ہین اُن سے حکم کیا کہ لشکر فراری پر چمک چمک کر گرو اور اُنکا تعاقب کرو بجلیان کڑکڑا کے کہین اور خرمن حیات ہراک کا جلاتی تھین شکیل فوج کو لیکر بھاگا اور بجلیان سر پر چمکتی ہوئی چلین یہانتک کہ بارگاہ و خرگاہ وغیرہ چھوٹا کوئی کسی طرف کوئی کسی سمت بھاگ نکلا کوہ و دشت مین جاکر غار و جبال و شعاب مین ہرایک نے اپنے تئین مخفی کیا شاہ طلسم نے کھڑے کھڑے بارگاہ اور بازارین لشکر سے لٹوالین اور بارگاہ اور بازار مین آگ لگادی عیاران اسلام چھپے ہوے یہ سانحہ دیکھکر اشک حسرت گراتے تھے اور لاکھ لاکھ تدبیر کرتے تھے کچھ بن نہ آتا تھا کہ ابیات

ہراک سو نالۂ ماتم بپا تھا	فلک دودِ دل آہ رسا تھا
پڑے کشتے تھے ہر سو رو بہ قبلہ	تڑپتا تھا کہین بسمل کا لاشہ
ستونِ بارگاہ دین گرا تھا	ہراک بازار کا جھنڈا اکھٹا تھا
کسی مین دم نہ تھا عاجز تھی تلوار	بہادر ہٹ گئے تھے چار و ناچار

عیار بچیان بھی لوٹ پر گری تھین مال و اسباب سے جھولیان بھری تھین یہ ہنگامہ دن بھر گرم رہا جس دم ساحر روزگار نے دام رشتہ کہکشان میدان فلک پر بچھایا اور ظلمت شب نے نور مہر و ماہ پر حملہ کیا نظم

ایسا کچھ ہوا جہان مین اندھیر	تاریکی نے مہر کو لیا گھیر
خورشید ہوا ذکا سے یون گم	جس طرح نظر سے نور مردم

شاہ طلسم نے حکم دیا کہ ایک سر جال کا گنبد نور سے اور دوسرا امیری بارگاہ کے کلس سے باندھ دو اور جو لوگ کہ زمین مین آدھے سما گئے ہین انھین بھی جال مین لٹکا دو اس حکم کو سنکر غربال نے سب کو زمین سے نکالکر جال مین لٹکایا اور سرے دام کے گنبد نور اور بارگاہ کے کلس سے باندھ دیے ایک الگنی سی تمام طلسم مین تنی تھی اور ہزارون ساحرون کی گردن پھنسی تھی بہت تو سسکنے لگے تھے اور بہت تڑپتے تڑپتے مر گئے تھے الحاصل افراسیاب جنگاہ سے پھر کر بارگاہ مین آیا اور مستفسر ہوا کہ لشکر عدو سے کون گرفتار ہونے کو رہ گیا ساحرون نے عرض کیا کہ چار عیار اور شکیل نہین قید ہوے باقی سب گرفتار ہین یہ دریافت کرکے حیرت سے کہا کہ تم تو گھبراتی تھین دیکھا دم بھر مین سب کو قید کر لیا اب عیار وغیرہ کو بھی کل گرفتار کرونگا اور جلاد حاضر رہین سب کو راہ عدم دکھاؤنگا اے غربال تم سامنے جو پہاڑ ہے وہان خیمہ

استادگرا کے آج کی شب رہو اور جال کا پہرا دو عیار تمھاری فکر مین ضرور آئینگے اُن سے ہوشیار رہنا
اور جس کو گرفتار کرنا جال مین لٹکا دینا غربال نے ارشاد کے بموجب خیمہ پہاڑ پر استادہ کرایا اور مع اپنے
باقی ماندہ سردارون سے وہان آکر بیٹھا اور شراب پینے لگا ناچ سامنے ہونے لگا ادھر شہنشاہ ساحران
نے جشن کے سلر یچے بارگاہ کے اُٹھوا دیئے فرش قاقم وسنجاب دور تک بچھ گیا ہزار ہا جھاڑ فرشی
بازارون سے تا بارگاہ روشن ہو گیا طلسم کے نقار خانے مین نوبت خوشی کی بجنے لگی حیرت
قلمکار جواہر در جوڑا پہنکر زیور سے سراپا آراستہ ہوکر پہلوے شہنشاہ مین بیٹھی توشک خانہ کھل
گیا خلعت اور لباس اہل دربار کو ملنے لگے ساقیان زرین لباس کشتیان بادۂ احمر کی لیکر حاضر ہوئے
دورے گلفام چلنے لگا اکابران طلسم خبر فتح کی سنکر مبارکباد کو آئے نذرین گذرنے لگین پریرویان زہرہ
تمکین ماہ جبین بصد حسن و ادا ناچتی اور گاتی تھین یہ تو داد عیش خرمی دیتا ہی خوشی کر رہا ادھر غربال
مصروف مسرت و انبساط ہی مگر عیاران لشکر عمرو بیتاب و بیقرار ہین آخر برق فرنگی نے قران سے کہا
خلیفہ مین تو جاکر عیاری کرتا ہون یا تو اپنی جان دونگا یا اس غربال کو مارونگا قران نے جواب دیا کہ
اچھا تم سب اپنی اپنی تدبیر کرو مین بھی اسی فکر مین جاتا ہون یہ کہکر چار عیار ایک سمت راہی ہوئے
اور ضرغام نے ایک جگہ ٹھہر کر صورت اپنی شکل دار بازان یعنے نٹ کے بنائی لنگوٹ کسکر بازو
پر مٹی چڑھائی کان مین کنڈل پہنا بانس کندھے پر رکھا کالا گنڈہ گرہ دار گردن مین باندھا اور خم
ٹھونکتا قلابازیان کھاتا کھیل تماشے کی صدا دیتا روانہ ہوا ایک طرف سے برق فرنگی سامنے
اُس پہاڑ کے آیا جہان پر غربال ساکن ہو دیکھا ساحرون کا دامن کوہ مین مجمع ہو اسی جگہ گوشہ مین
ٹھہر کر صورت اپنی کلوا ران کی ایسی بنائی بڑی بڑی آنکھین جتی بھوئین چہرہ حسین و تمکین ناک
مین نتھ پہنے لٹکن قریب دہن جھوم لیتا سرخ چنری گنگام کا لہنگا ہر ٹھوکر سے چلنے مین بھڑکتا
بوتلین شراب کی لیکر چلا الحق اُسکے حسن دلاویز کی نسبت یہ کہنا بجا تھا کہ ۔ مثنوی

پیدا چتون سے سحر و اعجاز
غمزہ عشوہ چھب ادا و ناز
نظرون مین مئے حیا بھری تھی
پتلی تھی کہ شیشے مین پری تھی
حسن و خوبی کی ناک ہی ناک
اک شعلہ تابناک ہی ناک
کان گہر لطیف ہین کان
مینائے گلو کے قیف ہین کان
بالا مہتاب کا ہے بالا
بجلی سے چمک دمک مین بالا
سو ول سے ہو زرخرید بندہ
بندے کا ہو زرخرید بندہ
پتون سے بھری جو بالیان ہین
پھولون کی ہری وہ ڈالیان ہین
ہین گال وہ دو گلاب کے پھول
نخل جمہ شباب کے پھول
بسج مہر فشان دہن ہی
موتی دندان صدف دہن ہی

دیکھے جو گلا گلے صراحی	خجلت سے پگھل چلے صراحی	غرضکہ اس خوبی سے آراستہ ہوکر

زیر کوہ بھٹی شراب کی بنائی اور اوپر نیچے پر تولین شراب سرخ کی رکھکر دکان جمائی جو کوئی اس طرف آیا کلوارن کے حسن کو دیکھکر فریفتہ ہوا اور کچھ دام دیکر چپکے ہی دینا کہکر بیٹھ گیا گھڑی بھر مین بادہ خوارون کے ٹھٹھ لگ گئے اور کلوارن مسکرا مسکرا کر سینہ کھول کے اپنی آن وادا پر ہر ایک کو لبھانے لگی ہر شخص مست ہوکر جھومتا تھا اور بلب تمنا یہ کہتا تھا کہ مثنوی

ساقن ہو نگاہ مہربانی	دے جام شراب ارغوانی	بھولے سے کبھی ہمین بھی کر یاد
بھٹی ہو تری مدام آباد	امسال ہو میکشون کا ایکا	قاضی کو شراب کا ہو ٹھیکا
مستون کے ہمیشہ جمگھٹے ہون	میخانے مین بادہ کش ڈٹے ہون	یہ جادو جو ہوا اور ہائے ہوئے

مستان بلند ہوئی ملازمین غربال بہر خبر گیری پہاڑ سے اتر کر آئے اور ساقن کو دیکھکر اسکی چشم میگون کے متوالے ہوئے دو ایک جام پیکر گئے اور غربال سے تعریف کرنے لگے وہ بھی مشتاق ہوا اور چوبدار سے کہا ساقن کو جاکر بلالا اسنے آکر ساقن سے کہا کہ مالک ہمارے آپکے خواہشمند ہین گلابیان شراب تحفہ کی لیکر چلیئے اور بادہ مراد سے اپنے جام آرزو کو لبریز سمجھیے کلوارن نے پہلے تو کچھ اغماض کیا پھر کہا حکم حاکم سے کچھ بس نہین اچھا چلو مین چلتی ہون یہ کہکر دکان بڑھائی اور گلابیان شراب کی لیکر ہمراہ چوبدار کے پہاڑ پر آئی جب سامنے غربال کے گئی شراب سامنے رکھی اور گھونگھٹ ہٹاکر اپنا جلوہ حسن تابناک دکھاکر ساغر چشم کو گردش مین لائی غربال نے ہاتھ پکڑکر پہلو مین بٹھالیا اور ملازمون سے اشارہ کیا کہ یہان سے ہٹ جاؤ وہ حسب ایما ایک ایک کرکے باہر گئے اور یہ دونون تنہا رہے ساقن بھی غمزے کرنے لگی اور اکیلا دیکھکر اٹھی کہ مین جاتی ہون وہ اٹھکر لپٹ گیا اور منتین کرنے لگا اسی اثنا مین خم ٹھونکنے کی آواز آئی اور نٹ نے صدا دی کہ اقبال بالا رہے دولت کی بڑھتی ہو بڑے بڑے کھیل تماشے یہ سنتے ہی ساقن نے کہا اسکو بلاؤ مین تماشہ کراؤن گی اسنے خاطر سے اسکی نٹ کو طلب کیا کہ کسی طرح ساقن راضی ہوجائے غرض ملازم گئے اور نٹ کو پہاڑ پر لائے تماشہ ہونے لگا لیکن شاہ جادوان کو سحر کے بیر نے خبر دی کیونکہ اسکو کھٹکا عیارون کا تھا اسلیے بیر مقرر کیا تھا کہ جو کوئی آئے مجکو اطلاع ہوجائے اسوقت حیرت سے شاہ نے کہا کہ عیار بڑے غضب کے ہین ساقن اور نٹ بنکر غربال کے پاس گئے چلو مین تمکو تماشہ دکھاؤن یہ کہکر حیرت کا ہاتھ پکڑکر چلا یہان ساقن نے تماشہ دیکھتے دیکھتے ملازمین غربال کو شراب پلائی تھی اور اسے بھی جام شراب آغشتہ بیہوشی دیا تھا وہ پیا چاہتا تھا کہ افراسیاب آکر پہونچا اور نعرہ زن ہوا

کر ای خیرہ سران کہان بچکر جاؤ گے مین آپہونچا یہ صدا سنتے ہی ساقن اور نٹ جست کرکے بھاگے شہنشاہ نے کہا ای غربال گرفتار کر انھین اُسنے زمین پر دوہتڑ مارا کہ دو زنگی نکلے اور عیارون کے لپٹ گئے پکڑ کر انھین بھی سب مقیدون کے برابر جال مین لٹکا دیا اسوقت شہنشاہ ساحران نے کچھ کان مین غربال کے کہا اُسنے وہان تخلیہ کرا کر ایک ساحر کو بلا کر کہا حکم شاہ یہ ہی کہ تم میری صورت بزور سحر بنکر یہان بیٹھو جو کوئی پوچھے کہنا مین غربال ہون اس ساحر نے کہا ایسا ہی ہوگا اور شکل اپنی بعینہ شل غربال بنائی اسوقت غربال اصلی جہان افراسیاب نے جاے سکونت بنائی ہی وہان چلا گیا اور شاہ جادوان بھی حیرت کو لیکر باغ سیب مین آیا کہ چلکر ہمراہ زوجہ کے آرام کرون صبح کو آکر سب کو قتل کرونگا غربال کے مخفی ہونے کا حال اُسکے ملازمون کو بھی معلوم نہوا اُسی طرح وہ سرگرم کار و خدمت غربال نقلی کے رہے لیکن بعد چلے جانے شاہ طلسم کے جانسوز و قران زیر کوہ آئے اتفاق سے دو ساحر کسی کام کو پہاڑ کے نیچے آئے تھے پھر کر جو اوپر جانے لگے عیارون نے پکارا کہ بھائیو ایک بات سنتے جاؤ وہ دونون ٹھہر گئے اِنھون نے قریب جاکر بیضہ بیہوشی اُنکے منھ پر مارے کہ وہ دونون بیہوش ہوئے یہ انکا پیراہن لیکر اور انھین کی ایسی صورت بنکر پہاڑ پر گئے دیکھا ایک سمت میخانہ آراستہ ہی وہان جب پہونچے ساحر نے کہا حضور بڑی دیر سے شراب مانگ رہے ہین تم کہان گئے تھے قران بولا انھین کے کام کو گئے تھے اور سمجھے کہ جنکو ہم بیہوش کرآئے ہین معلوم ہوتا ہی کہ وہ ساقی تھے یہ سمجھکر گلابیان شراب کی لیکر خیمۂ غربال نقلی مین گئے قران تو جاکر پہلو مین اُسکے کھڑا ہو گیا اور جانسوز شراب لیکر سامنے ٹھہرا اُسنے کچھ دیر مین شراب طلب کی اُسنے جام بھر کر پیش کیا اُسنے چاہا تھا کہ پیوے اُسوقت ایک سمت سے صدا آئی خبردار نہ پینا اور زمین سے ایک زنگی نکلا جانسوز کو لپٹ گیا اور اڑ کر جال مین جاکر لٹکا یا وہان سے ہنوز نہ پھرا تھا کہ قران جو پہلو مین کھڑا تھا اُسنے غربال کے سر پر بغدہ مارا کہ وہ ہلاک ہوا شور عظیم برپا ہوا کہ مارا فطرت جادو کو آگ برسنے لگی اُسی ہلڑ مین قران جست و خیز کرکے نکل گیا اور سمجھا کہ یہ غربال اصلی نہ تھا کیونکہ اسکے مرنے سے جال مین قیدی اُسی طرح لٹکے رہے کوئی رہا نہوا اگر یہ اصلی غربال ہوتا تو سحر اسکا باطل ہو جاتا اور مرنے سے اُسکے قیدی چھوٹ جاتے قصہ مختصر قران بھاگ گیا اور وہ زنگی کہ شاہ طلسم اُسکو مخفی بہر حفاظت مقرر کر گیا تھا جانسوز کو جال مین لٹکا کر پاس افراسیاب کے گیا اور قتل فطرت سے اُسے خبردار کیا حیرت نے کہا قران عیار بہت زبردست ہی اُسکا قید ہونا مشکل ہی افراسیاب بولا غربال ایسی جگہ جاکر رہا ہی کہ کوئی اُسکو نپائیگا اور جال سحر کا کوئی توڑ نہ سکیگا

پس پہرے چوکی کی کچھ حاجت نہین جو ساحر وہان اُترے ہین وہی کافی ہین اور لشکر بھی حیرت کا
موجود ہی اب رات تھوڑی ہی مین چلکر سب کو قتل کرتا ہون ہان اتنے عرصے مین قران کو گرفتار
کرنا چاہیے یہ کہکر عیار بچیون کو بلا کر تاکید اکید حکم دیا کہ تم پانچ عیارہ ہو اور وہ ایک عیار تنہا ہی
گھیر کر اسکو پکڑ لاؤ اور اُس زنگی ساحرہ سے جو خبر لیکر آیا تھا حکم دیا کہ تم مخفی طور پر عیار بچیون کے ساتھ
رہو جہان یہ اُس عیار کو پہچانکر لڑنے لگین تم سحر سے اسکو قید کر لینا وہ زنگی اور عیار بچیان حسب الحکم
روانہ ہوئین ادھر قران اُس فکر مین پھر رہا ہی کہ اصلی غربال کو ڈھونڈھکر قتل کرون اور
ہر سمت تجسس کرتا رہا لیکن اُسکو نپایا ادھر عیار بچیون نے بھی قران کو تلاش کیا مگر پتا نہ ملا
آخر کار وہ زمانہ آیا کہ زال دنیا نے بھی لباس سیاہ اُتار کر خوشی مین قید ہونے لشکریان اسلام کے
خلعت زعفرانی تنویر آفتاب کا زیب قامت فرمایا کہ نظم

دگر روز چون چشمۂ آفتاب برافراخت رایت سپہدار شرق	فرو شست از دیدہ ہا گرد خواب شہ غرب در بحر خون گشتہ غرق

صبح کو افراسیاب شادان و فرحان بستر سے خواب نوشین کے اُٹھا اور حمام کر کے خلعت فاخرہ
زیب بر فرمایا اکابران طلسم حاضر ہوے سب کو ہمراہ لیکر سوار ہو کر بحشم و خدم روانہ ہوا اور بارگاہ
حیرت مین آیا دیکھا سب قیدی جال مین اُسی طرح لٹکے ہین یہ دیکھکر اپنے ملازمون سے بکمال بشاشت
حکم دیا کہ میدان مین سولیان استادہ کرو اور آرہ کش تسمہ کش جلاد حاضر ہون کارپرداز تعمیل
حکم مین مصروف ہوے دارین کھڑی ہونے لگین لشکر کمر باندھ کر گرد میدان کے جا کھڑا ہوا جلاد تیغہا
برہنہ لیے ہر سمت پھرنے لگے خلقت کا اژدہام ہوا یہ تو اس فکر مین مصروف ہی لیکن کارسازی
حافظ حقیقی دیکھیے کہ بمصداق بیت

مسبب کے اسباب دیکھو ذرا	کہ قدرت مین اسکی ہی کیا کیا دھرا

بموجب مثل مصرع دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست ؏ جس بادشاہ کا ذکر پیشتر کیا گیا ہی یعنی
کوکب روشن ضمیر صبح کو سریر طلسم نور افشان پر جب جلوہ گر ہوا تمام سرداران شاہان
ممالک طلسم گوہر افشان یعنی بلند پرواز جادو و ملکہ زیور زرین پوش و سباک دوش جادو و ملکہ
زمرد پوش جادو و ملکہ یاقوت پوش جادو و ملکہ فیروزہ پوش جادو و ملکہ طولان سبز پوش
جادو و ملکہ الماس پوش جادو و ملکہ ستارہ چشم جادو و ملکہ خور چہرہ جادو و ملکہ گوہر دندان
جادو و ملکہ زرنگار جادو و ملکہ محبوب جادو و ملکہ خورشید تاجدار جادو و ملکہ ماہ تاجدار جادو

ملکہ فیروزہ تاجدار جادو و ملکہ گلزار جادو و ملکہ خرسان جادو و ملک ترسان جادو و فرزان شاہ جادو و خونخوار جادو و اژدر جادو و محکم جادو و مقیم جادو و طغیان گوہر شاہ جادو و سہراب شاہ جادو و فخر شاہ جادو و مظفر شاہ جب دو و قرطاش شاہ جادو و مسہو کاکل کشا فیل دندان جادو و غیرہ ہزاروں ساحر حاضر دربار ہوکر پایہ بپایہ بیٹھے اور بیٹی کوکب کی ملکہ بران شمشیر زن برابر تخت شاہی کے کرسی پر جلوہ فرما تھی ہزران وزیر سر پر شاہ کے مروحہ جنبانی کر رہا تھا چتر شاہی پھر رہا تھا اسوقت اہل دربار پوشاکین سرخ زیب قامت فرماے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ بادشاہ مثل ماہ کے سر پر سپہر سلطنت پر تابان ہے اور اہل دربار مثل ثابت وسیارگان کے گرد اُسکے جمع ہین یا آفتاب چرخ چہارم پر بصد جلال درخشان ہے اور سردار مانند تنویر شعاع کے اُسکو گھیرے ہین کہ ابیات

فریدون حشمتے جمشید جاہے	سکندر رتبہ کیتے وارا نیاہے
زعدلش چون رخ خوبان مہوش	بیک جا جمع گشتہ آب و آتش

صیت دولت وکامگاری اور ذکر عظمت و شہریاری کا اُسکے مثل خورشید بصفِ النہار ظاہر و باہر بہت سے سلاطین نامدار حلقہ اطاعت گوش جان ڈالے تھے اور بادشاہان رفیع مقدار غاشیہ حکم کو اُسکے دوش ہوش پر رکھ کر مانند غلامون کے اُسکے سامنے حاضر تھے مثنوی

داغ نہ ناصیۂ سرکشان	تیغ زن تارک لشکرکشان
سعد لتش قاہر خونخوارگان	مرحمتش چارۂ بیچارگان

سامنے اُس شاہ عالی جاہ کے زہرہ وشان قمر صورت ناچ رہی تھین اور دور جام بادۂ ارغوانی چلتا تھا ہنگامہ عشرت و نشاط برپا تھا کہ یکایک شاہ نے فرمایا کہ اسوقت کچھ طبع عالی مکدر ہے سیر باغ کو جی چاہتا ہے یہ کہکر تخت سے اُٹھکر سمت صحرا چلا اکابران طلسم کا مجمع ساتھ ہوا اسوقت وہ ماہ سپہر خوبی اور گل شاداب گلشن محبوبی کہ ماہ و آفتاب اُسکی غلامی کا داغ اپنی پیشانی مین رکھے تھے اور گوہر شب چراغ سامنے اُسکے حسن مصفا کے بے آبرو تھے وہ کون رونق انجمن یعنی بران شمشیر زن کہ حسینان دہر کی افسر اُسکو کتنا زیبا ہے بلکہ یہ سراپا اُسکا ہے۔ سراپا

قامت مدآہ عاشقان ہے	یا آمد حشر کا نشان ہے	زلف ابجد لوح حسن کالام
جوڑا نہین فوج کا بندھا لام	دل اہل نگنے ہین وہ مانگ ہے فرد	دیکھے تو ہو رنگ کہکشان زرد
محشر سے بھی کرتی تھی وہ بھون چالی	پیدا جنبش سے جسکے بھونچالی	نوک خنجر ہو نوک مژگان

کہیے اُسے نشتر رگ جان
توکان کی گوشہ ہو تو
مشاطہ نے حسن کو دیا کیل
باب صفت دہن کو کھولوں
عیسے بو دش مین غوطہ زن ہین
ہی چاہ ذقن مین باؤلی عقل
برق سر طور ہی وہ گردن
بازو نازک کلائیان نرم
نسرین و گل و سمن نہ پہونچے
ابھری ابھری وہ چھاتیان ہین
زنبور کنول کے پھول پر ہی
عقدہ ہی یہ رشتۂ نظر کا
گویا پشت و پناہ خوبی
ہی موقع شرم بولنا کیا
شکل صدف دو پارہ کہیے
زانو آئینہ حلب ہین
کچھ اصل نہین گل و ثمر کی
مہرومہ آسمان ہین تلوے
حورین آنکھوں سے تلوے سہلائین

آنکھوں مین بھرا ہی شربت زہر
تو جس سے لگائے شمع کی لو
زلف ابر سیاہ ہی تو رخ بدر
پہلے کوثر سے منھ کو دھولوں
دندانے ہین سیمین کے وہ دندان
ٹھُکی کھائے جہان چلے عقل
شانون کو خدا کی شان کہیے
شاخ مرجان کو جس سے ہو شرم
کف مہر ہی اونگلیان کرن ہین
ہین سیب کہ ناسپاتیان ہین
ہی پیٹ کہ نور کا ہی تختہ
سکتا ہی جو مصرع کمر کا
ہی کوہ سرین وہ پیکر حسن
راز مخفی کا کھولنا کیا
رانین برق تجلی طور
ساقین ہین بلور ہین نشیب ہین
رخسار بتان پہ لات مارے
آئینہ قدسیان ہین تلوے
سایہ ہی کہ سایۂ پری ہو

شوخی غصہ حیا غضب قہر
کیا ناک ہین خوش نما ہو وہ کیل
یہ عید کا دن وہ لیلۃ القدر
لب داخل چشمۂ دہن ہین
منھ کھولین صفت مین کیا سخندان
فوارۂ نور ہے وہ گردن
نور حق کا نشان کہیے
اس پہونچے کو نسترن نہ پہونچے
برگ نخل ریاض تن ہین
بھٹنی پستان پہ جلوہ گر ہی
شفاف بلور کا ہی تختہ
ہی پشت وہ تکیہ گاہ خوبی
یا بالش شاہ کشور حسن
برج و قمر و ستارہ کہیے
ساق سیمین ہین شمع کافور
ایڑی نازک اس قمر کی
ایڑی چوٹی پہ اپنی وارے
پائے نازک جو دیکھنے پائین
ہمزاد جو و دلبری کا ہی

یہ نازنین بھی پدر کے ہمراہ مع کنیزان ماہرو کے روانہ ہوئی اور عرض پیرا تھی کہ اے والد ماجد روبروئے گنبد سامری جو صحرائے وسیع و سرسبز واقع ہوا ہی سارے طلسم سے وہ مقام نہایت بلند ہی وہان چلکر جملہ ساحر سامنے آپکے پرواز کرین تاکہ مزاج ہمایون شہنشاہ اس کیفیت اور تماشے کے ملاحظہ سے شاد ہو کوکب نے فرمایا کہ تمہارا ابھی لڑکپنا ہے لڑکپن نہین جاتا ہی بات یاد ہی جو اچھل کود کی ہی اچھا چلو آج ہم بھی پرواز کرینگے اور سُنا ہی کہ ملکہ گوہر افشان بلند پرواز خوب اُڑتی ہین انکی بلند پروازی دیکھین گے یہ باتین کرتے ہوئے اُسی سمت کہ جہان کا پتہ اُس

سرو بستان دلبری یعنی بران شمشیر زن نے تبلایا روانہ ہوے یہان تک کہ اُس مرغزار نمونہ باغ باغ شداد مین پہونچے ازبسکہ ایام بہارین نے اطراف بساط غبرا کو ریاحین سے مثل اختران چرخ کے درخشندہ بنایا تھا اور برنگ قبۂ خضرا کے پُر از کواکب فرمایا تھا فراش صبا نے بسیط زمین کو فرش زنگار رنگ سے آراستہ کیا تھا اور نخلبند صنع قدرت نے چمن جہان کو گلہاے گوناگون سے پیراستہ کیا تھا ایسے مقام دلکش مین کئی کوس کا ایک باغ سیر سلطان کے لیے تعمیر تھا اُسی کے ملحق نقل گنبد سامری بہر پرستش بنائی ہی سواری بادشاہ کی اندر باغ کے آئی اور بیچ گلشن مین جو بارہ دری جواہر جڑی بنی ٹھی بنی سنوری تھی اُسکے کوٹھے پر تخت بچھا کر شاہ قرار پذیر ہوا اور سیر حدیقہ رشک روضۂ ریاض بیدا کرتا تھا اللہ اللہ وہ نور کا تڑکا اور اسوقت اِن گلعذار نسرین بدنون کا اسما گلہاے باغ جوبن اپنا دکھاتے تھے ادھر یہ سمن بو سرو قد جو اتراتے پھرتے تھے تو گویا باغ مین تازہ فصل بہار نے گل کھلائے تھے چمن چمن سے پھولون کی بھینی بھینی خوشبو آتی تھی نسیم مشکبار چارسو عطر برساتی تھی کہ بہ مقتضاے مثنوی

مشاطۂ موسم بہاری ۔ دکھلاتی تھی اپنی دستکاری
بو مین ہر پھول بس رہا تھا ۔ جوبن سب پر برس رہا تھا
کنگھی کے شجر سے شانہ لیکر ۔ سنبل بھی بنا رہا تھا گھونگھر
نرگس بھی لگا رہی تھی کاجل ۔ عشق پیچان دکھاتا تھا بل
بیلے البیلے بن رہے تھے ۔ کیلے بن ٹھن کے تن رہے تھے
مالن بھی صبا چمن تھے مالی ۔ پھولون کی لگا رہی تھی ڈالی
سمٹی بھی دلھن بنی ہوئی تھی ۔ جوہی گویا چھوئی موئی تھی
شرما کے بجاے تھا لجا لو ۔ سر اپنا جھکاے تھا لجالو

اُسوقت ڈوپٹے کی گاتیان باندھکر وہ سب خورشید رخسار سمت فلک اُڑین ادھر تو آفتاب بلند ہو رہا تھا ادھر یہ مہر پیکر زرین لباس جو پرواز کنان ہوئین گویا ہزارون آفتاب آج کے دن نکل آئے اور یہ زمین کے چاند فلک پر پہونچے تھے کوئی ماہرو پانچ کوس بلند ہوئی اور کوئی سنا تا بھر کر اس سے اونچی نکل گئی کوئی تین کوس پر جا کر تھرانے لگی یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایوان چرخ زبرجدی مین قندیلین لٹکائی ہین یا حورین جنت سے اُتر کر بہر سیر بردے ہوا آئی ہین جب سب نے پرواز کی ملکہ گوہر افشان بلند پرواز ہر ایک سے زیادہ بلند ہوئی کہ جلسہ ساحر دوربین سحر کی لگا کر دیکھتے تھے لیکن نظر نہ آتی تھی ہر سمت غلغلۂ تحسین و آفرین بلند تھا اُسوقت کوکب نے بران شمشیر زن سے کہا اے فرزند تم بھی اپنی تیزی دکھاؤ اور آج اسقدر بلند ہو کہ طلسم ہوشربا سے کوئی نشانی لاؤ بران نے حسب ارشاد پدر دوپٹے کی گاتی باندھکر اپنے جوڑے کو کھولا اور اختر مروارید

ریہ موتی گنبد سامری کا ہی ہزار در ہزار بحر اس سے پیدا ہوتے ہین اور ساحران عالم پر جس کے
پاس یہ موتی ہو وہ غالب رہتا ہی نکالکر ہاتھ پر رکھا ضو اُسکی مثل شعاع آفتاب کے پھیلی اس نے انگلی
سے اشارہ کیا کہ وہ شعاع چراغ کی لو کی طرح کٹنے لگی اور زمین پر بچھے ہو کر گرتی تھی عجب نیرنگ اسوقت
ظاہر تھا گویا ستارے ٹوٹ کر گر رہے تھے اتنی لو کا ٹین کہ زمین سے بڑھتے بڑھتے آسمان تک ایک
لڑی موتی کی بندھ گئی پھر تو وہ گوہر تابندہ بحر حسن لڑی تھام کر اُڑی اختر مروارید سے لو بن کر گر رہی
تھین اور زمین تک آتے آتے وہ موتی ہو جاتی تھین کیا سیر ہو رہی تھی کہ جر دست ہوا ہزارون مشعل
اور چراغ روشن تھے یا ستارے ٹوٹتے تھے اور زمین پر موتی برستے تھے اور لڑیان موتیون کی زمین
سے آسمان تک بندھتی تھین یہ ظاہر تھا کہ مشاطہ قدرت نے موتی کا سہرا افلاک کے سر پر باندھا
ہوا تھین لڑیون مین وہ مہر سپہر خوبی بال شوق کھولے بلند ہوتی جاتی تھی اور اپنے رخسار تاباں سے
خورشید درخشان کو شرمندہ فرماتی تھی یا دام زلف مین خاطر خلقت ہوائی پھنسا کر برباد کرتی تھی
واہ واہ اور اہا ہا کا شور چار طرف سے برپا تھا اور ہر کہ دمہ اوپر ہی کو دیکھتا تھا کہ **مثنوی**

فرصت جو ذرا ملے خدا ساز ‌ شہپر مین بھری ہوائے پرواز
چاہا سیر جہان کو دیکھون ‌ کیفیت آسمان کو دیکھون
اُٹھی وہ مثال درد و بیمار ‌ پران ہوئی مثل رنگ رخسار
جلد اُڑکے وہ دود آہ کیطرح ‌ گردون پہ گئی نگاہ کی طرح
پرواز کا حوصلہ نکالا ‌ دیکھا چپ و راست زیر و بالا

جسدم بلند اس درجہ ہوئی کہ گیتی برابر دانہ خردل کے نظر آنے لگی کہ **بیت**۔

پھر بر و بحر کا نظر آنا محال تھا ‌ سارا سواد چہرۂ لیلے کا خال تھا

اس بلندی پر مانند نسیم یا مانند خورشید وہ رشک ناہید ٹھہراتی اور بیک نگاہ دوڑا کر تمام عالم کی
خبر گیران ہوئی طلسم آئینہ و طلسم ہزار برج و طلسم سوسن و طلسم ہوش ربا سب پیش نگاہ
تھے ہر سمت کی سیر کرتے کرتے طلسم ہوشربا مین نیا تماشہ نظر آیا یعنے ایک طلائی جال کو بروے
ہوا تنا دیکھا کہ سرا اُس کا گنبد نور مین بندھا ہی اور دوسرا دریاے خون روان کے قریب ایک
بارگاہ کے کلس سے اٹکا ہوا ہی اور ہزارہا آدمی اُسمین لٹکتا ہی بعض اس مین سسکتے ہین بعض کا دم
گھٹتا ہی بعض تڑپ کر مر گئے ہین اور ایک میدان مین لشکر اوترا ہی بہر اچوکی معین ہی سولیان گڑی
ہوئی ہین جلاد باشمشیر برہنہ کھڑے ہین ایک شور مچا ہی یہ دیکھکر حیران ہوئی کہ ماجرا کیا ہی اور آگے

بڑھی ناگاہ نگاہ اُسکی عمرو پر پڑی ایک شخص عجیب المخلقت کو جال مین لٹکے دیکھا سمجھی یہ کوئی طلسمی جال مین پھنس گیا ہی جب تو شکل عجیب اسکی ہو کہ تو مڑی سا سر زیرہ کی ایسی آنکھین کلچہ کی طرح گال موتی کی طرح دانت مُنھ گردن پھنسنے سے جو کھلا ہی تو ظاہر مین گردن تاگے کے مانند ہو رسی کی طرح ہاتھ پاؤن ہین چھ گز کا دھڑ نیچے کا ہی تین گز کا دھڑ اوپر کا ہی یہ دیکھکر سوچی کہ اس بیچارے کو اس آفت سے چھڑانا چاہیے اور یہی نشانی اس طلسم کی اپنے باپ کے پاس لیجانا چاہیے ایسا کچھ دل سے سوچکر اختر مروارید کی لو کٹڑے کھڑے بروے ہوا کالی اور اتنی لوین جمع ہوئین کہ آفتاب اکٹھا ہو کر بن گئین اُس آفتاب مین غائب ہو کر یہ بھی چلی جال مین جو لوگ پھنسے تھے وہ گویا دل سے دعا اپنی رہائی کی مانگ رہے تھے زبان حال سے کہتے تھے کہ اے خالق خیط الابیض من خیط الاسود ہمکو اس دام بلا سے رہائی دے کہ بمقتضائے نظم

یارب ترے انس و جن ہین سب ہین	ہین انس کی جن سے ساری زمین
ہر نخل مین گل ہی گل مین بو ہی	ہر بو مین جو لطف ہی وہ تو ہی
تو چشمہ چشم انس و جان ہی	چشمہ ترے فیض کا روان ہی
غائب قدرت سے تیری موجود	نابود ہو بود و بود نابود
چھوٹا ہو بڑا بلند ہو پست	ہو ہست سے نیست نیست سے ہست

اسی ہنگام مین کہ خورشید حیات ان کا لب بام تھا وہ ماہ تمام آفتاب بنی ہوئی جال پر آکر ٹھہرائی و گرمی آفتاب سحر کی جو بڑی کڑیان جال کی بھٹکنے لگین اور آفتاب یکایک شق ہوا بران ظاہر ہو کر مثل شہباز کے گری عمرو جال سے چھوٹ کر گرا چاہتا تھا کہ بھاگون کہ اسنے پنجے مین دابا اور سنبھل کر جایا چاہتی تھی جال کی کڑی ٹوٹنے سے تمام مقید بستی کی طرف چلے لیکن گردن ہر ایک کی پھنسی رہی کیونکہ سب کڑیان تو اُسکی درست تھین اور غربال جسکا یہ سحر ہی وہ بھی زندہ ہی یہ سبب کیونکر رہا ہوتے دوسرے یہ کہ اسکو صرف لیجانا عمرو کا منظور تھا اس لیے جال کو ٹکڑے ٹکڑے نہ کیا الحاصل جال جیسے ہی گرنے لگا ساحرون نے غوغا مچایا افراسیاب دوڑا اور اڑکر جتنا جال کہ ٹوٹ گیا تھا اُسکو تو چھوڑ دیا اور جو دو ایک قیدی اس ٹکڑے مین تھے وہ جو گرنے لگے سحر پڑھا کہ نجون نے سحر کے انھین روکا باقی دو سرا سر جال کا شاہ طلسم نے روک کر نعرہ کیا اے غربال غل وہ ایک طرف سے اُڑکر آیا اور جال کو روکا شاہ طلسم جال اُسکو دیکر آفتاب کی طرف جھپٹا بران کچھ دور گئی تھی کہ اُسکو جاکر گھیرا اور شاہ کے آنے سے بہت سے ساحر دوڑے بران نے مروارید

کی لوین جو کاٹین وہ شعلہ بنکر ساحرون پر گرین کہ اُن کا رخت ہستی جلنے لگا اور ساحرون کے مرنے کا غل برپا ہوا آگ پتھر برسنے لگے لیکن شاہ جادوان اژدر بنکر بران پر چلا اور قلاب آتشین ایسے چھوڑے کہ اس موذی کے ہاتھ سے خدا کی مار وہ سراپا ناز زخمی ہوئی اژدر آتش دہن اژدر کے چھالے جسم مین پڑے لیکن جی کڑا کر کے عمرو کو ہاتھ سے نہ چھوڑا اور اختر مروارید شاہ طلسم پر کھینچ مارا وہ بھی جست کر کے الگ ہوا اگر پڑ جاتا تو سینہ توڑ جاتا مگر اُسکی ضو پڑنے اور پاس کے نکل جانے سے افراسیاب اژدر سے بصورت اصلی ہو گیا بران نے اُڑ کر اپنا موتی پھر ہاتھ مین روکا اور شاہ کمند سحر لیکر اسکی سمت چلا اسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ دو پتلے باور کے اُڑتے ہوئے آئے اور شاہ کے ہاتھ مین لپٹ گئے افراسیاب نے انگلیان چمکائین کہ بجلیان تڑپ کر پتلون پر گرین دونون جل گئے صدا آئی کہ حق نمک کوکب سے ہم ادا ہوئے شاہ طلسم پھر کمند لیکر دوڑا از بسکہ یہ بادشاہ شہنشاہ جادوان اور مالک طلسم ہی بران اسکی ہمسر نہین اب کی کمند کا وار نہ رد کر سکی اُسنے کمند مین اسکو پھانسا مگر ایسی زبردست یہ ساحرہ ہی کہ تڑپ کر نکل گئی حلقے اُس نے کمند کے توڑے اور کمند کے ڈورے تمام اعضا مین پیوست ہو گئے خون سارے جسم سے جاری ہوا اور جا بجا بدن فگار ہو گیا ادھر افراسیاب نے کھینچا اس طرف اسنے زور کیا پھر یہ عورت نازک اندام وہ مرد قوی بازو آخر یہ کھنچتی ہوئی چلی لیکن اب حال سُنیئے کہ کوکب جب اُڑی ہوئی بیٹی کو عرصہ گذرا اور اُتر کر نہ آئی عقل سے دریافت کیا کہ شاید بہت جو بلند ہو گئی ہی فرط نزاکت سے تھک کر کہین گری ہی بیہوش ہو گئی ہی یا کوئی اور آفت مین مبتلا ہوئی ہی اگر کسی کو حکم دون کہ خبر لائے تو کوئی اتنا بلند اُڑ نہ سکیگا لازم ہی کہ مین خود پرواز کرون یہ سوچکر تخت سے جست کر کے اُڑا اور جب بروے ہوا بلندی پر پہونچا ہر سمت نگران تھا طلسم ہوشربا مین ایک ہنگامہ برپا دیکھا کہ بیٹی میری کمند مین پھنسی ہی اور ساحر گھیرے ہین افراسیاب سے لڑائی پڑی ہی دیکھتے ہی مثل شعلہ جوالہ کے بسرعت تمام تر طلسم مین افراسیاب پر آ گرا اور ایک برق بنکر سر پر چمکا افراسیاب گھبرایا اسنے اپنی شبیہ کا پتلا سامنے چھوڑ دیا کوکب جو بجلی بنکر گرا پتلے کے دو ٹکڑے کیے اور کمند سحر کو جلا کر بران کو نجات دی کہ یہ سنبھل کر عمرو کو لیکر اپنے گھر گئی اس اثنا مین افراسیاب پھر پیدا ہوا اور برق سرخ رنگ بنکر کوکب پر آ گرا اسنے بھی اپنی صورت کا پتلا سامنے کیا آپ غائب ہوا برق سرخ جو گری کوکب نقلی کے دو ٹکڑے ہوئے افراسیاب سمجھا کہ مین نے مار لیا ایک بار پشت پر نعرہ ہوا کہ منم کوکب اُسوقت افراسیاب نے اپنے بازو پر سے اکہ سامری کا کھولا ادھر کوکب نے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پتلا آئینہ جمشیدی

دیکھ کر آیا اس اثنا مین افراسیاب نے اسکے سامنے کوکب کے کر دیا کوکب نے بھی فی الفور آئینہ روبروے افراسیاب
کے کیا اسکے عکس سے کوکب کو بیہوشی چھائی اور آئینہ دیکھنے سے افراسیاب پر غفلت اور غشی طاری
ہوئی دونون چکر کھاتے سمت زمین چلے تھے کہ تیلے طلسمی زمین سے نکلے اور کچھ تیلے لباس زرین پہنے
مرکبہاے پرندہ پر سوار طلسم کوکب کی طرف سے آئے تیلون نے افراسیاب کو روکا اور سوارون
نے کوکب کو سنبھالا اسوقت تیلے دونون بادشاہون کو ہوشیار کیا چاہتے تھے کہ یکایک پھر زمین
شق ہوئی اور ایک مچھلی نے کہ مانند زمرد کے سارا جسم اسکا تھا سر نکالا یہ نانی افراسیاب کی ماہی
زمرد رنگ ہی بارہا ذکر اسکا پیشتر کیا گیا ہی اسوقت اسنے منھ پھیلا کر اژدر کی طرح افراسیاب کو نگلا
اس اثنا مین سواران طلسمی کوکب کو ہوشیار کر چکے تھے کہ ماہی نے پکار کر صدا دی کہ بیٹا کوکب
یہ لڑائی بکھیڑا کیسا ہی کوئی اپنے بھائی سے لڑتا ہی آپس مین فساد کرتا ہی اسنے بہت برا کیا جو تمھاری
دختر پر کہ بجاے لڑکی کے ہی ہاتھ اٹھایا مین لیے جاتی ہون افراسیاب کو بھی سمجھاؤنگی اور بیٹیا
تم بھی سدھارو یہ کہکر غایب ہوگئی کوکب بھی اپنے طلسم کو گیا بعد کچھ عرصے کے اسی باغ مین کہ
جہانسے اڑا تھا آیا یہان تمام سردار فلک سے اترکر منتظر تھے سب نے استقبال کیا کوکب تخت پر
متمکن ہوا لیکن بران نے عمرو کو لاکر زمین پر ڈالدیا تھا اور اپنے مرہم سحر لگا کر حواس درست کرکے
حلقے جال عمرو کے گردن سے نکالے اور مرہم لگایا عمرو کی آنکھین فرط ضعف سے بند تھین اسوقت
کچھ افاقہ ہوا اور دلکو چین ملا تا دیر آنکھ بند کیے پڑا رہا اس اثنا مین کوکب آکر سریر جلوہ گر ہوا
بران نے پہلے کیفیت جنگ پوچھی مزاج کا حال دریافت کیا پھر عرض پیرا ہوئی کہ اے بدر عالی گہر
یہ مجرم ہیں اسلیے لائی ہون کہ آپ ملاحظہ فرماکر تبلائیے کہ یہ انسان ہی یا حیوان ہی طائر یا دیو بھیا ہی
یا مرجیا جن ہی آخر کون اور کیا ہی اور افراسیاب نے اسکو کس لیے قید کیا تھا اور پھر اسکے رہا ہونے
مین ایسا کیون ناراض ہوکر لڑا کوکب نے اسکے التماس کرنے سے عمرو کی جانب بغور دیکھا اور اہل دربار
سے کہا پہچانو تو یہ کون ہی سب صورت عمرو کی دیکھکر ہنسنے لگے اور اپنی عقل آرائی سے کسی نے کہا
کہ یہ طائر سحر شاہ طلسم ہی کوئی خطا اس سے ہوئی ہوگی اس وجہ سے افراسیاب نے اسکو قید کیا
تھا کوئی بولا یہ بردہ ظلمات کی بلا ہی بادشاہ اسکو مطیع کرنا چاہتا ہوگا غرضکہ اسی طرح سب سخن سنج
تھے کہ کوکب نے فہیم فاروس سے کہا تم بتاؤ کہ یہ کون ہی کیونکہ تم کاہن اور ساحر زبردست ہو
یہ کلام سنکر اسنے عرض کیا کہ بزرگان طلسم اس طلسم کا زائچہ بنا کر جو کچھ حال کہ ہونے والا ہی لکھ گئے ہین
اگر ارشاد ہو تو وہ زائچہ لاؤن کیا بعید ہی کہ اسکا بھی حال لکھا ہو کوکب نے فرمایا کہ مجھے اسکا حال بخوبی

معلوم ہوا اور مین روشن ضمیر اسی واسطے کہلاتا ہون سنو یہ شخص عمرو عیار ہوا اور اسکی توصیف خداوند سامری اپنی کتاب مین لکھ گئے ہین اسکا قدم جہان پہونچا پھر وہان دین سامری برباد ہوا یران نے بڑا غضب کیا جو اسکو یہان لا ہین اچھا تم زائچہ لاؤ دیکھون بانیان طلسم نے کیا لکھا فہیم حسب الحکم زائچہ طلسم لایا شاہ نے پڑھا اُسمین حکم نکلا کہ سال آخر طلسم ہوشربا سنہ جلوس سامری مین اسد اغازی نواسہ حمزہ ہما جنقران کا آئیگا اور طلسم ہوشربا فتح کریگا اور شاہ طلسم نور افشان قید عمرو کو چھڑائیگا پس لازم ہی کہ وہ عمرو کی شراکت کرے کیونکہ شاہ جادوان مارا جائیگا اور شاہ نور افشان کا بڑا رتبہ و مرتبہ ہوگا اور اگر شریک عمرو کے نہوگا تو مثل افراسیاب کے اسکو بھی ذلت ہوگی اور جان بھی جائیگی یہ پڑھکر زائچہ تو فہیم کو دیا اور آپ عمرو کی طرف متوجہ ہوا عمرو بھی بخوبی ہوشیار ہوچکا تھا آنکھ کھولکر جو دیکھا دربار شاہی معمور پایا اور قصر فلک رفعت اور باغ پربہار نظر آیا ایسا مکان عالی شان کبھی اسکی نگاہ سے نہ گذرا تھا **مثنوی**

کہون قصر عالی کی تعریف کیا
تھی اک خشت سیم ایک تھی خشت زر
وہ گلشن کہ جسپر فدا تھی بہار
نظیر اُسکا روے زمین پر نہ تھا
وہ فوارے نہرون کے اندر روان
کہ تھی شیشہ آلات سے وہ بھری
جلو مین ملازم بہت سحر کار
رکھے دوش پر دار شمشاد تھا
کسی کا جو تھا نصف سونے کا تن
کوئی لوہے کا اور کوئی جست کا
ہوا راست جسدم وہ عالی مقام
کٹے تیرا عشرت مین دن اور رات
گنہگار م امیدوار آمدم
ز خردان خطا از بزرگان عطا
اسیری کا اپنی کرون کیا بیان

کہ روز اُسپہ ہوتا ہی گردون فدا
جلائے جو موتی تو چونا ہوا
وہ گلشن خوشی جس سے تھی ہمکنار
جہان ایک اصلی لگا تھا شجر
ستارے ہون جیسے فلک پر دوان
نظر آگیا تخت پر ایک شاہ
ہزارون پریزادوان بے شمار
کوئی شخص شیشہ کا سر تا بپا
تو تھا نصف چاندی کا اسکا بدن
عمرو نے جو دیکھا یہ سب ماجرا
کیا شاہ کو پہلے جھک کر سلام
جو ہین کمترین اُنسے کمتر ہون مین
بدرگاہ تو شرمسار آمدم
زسر تا قدم جرم سارا ہون مین
کہ رونے کے قابل ہی یہ داستان

نظر جب پڑی اُسکی دیوار پر
وہ چونا بھرا نور و ونا ہوا
بہشت بریں اُس سے بہتر نہ تھا
جواہر کا بھی دوسرا تھا شجر
وہ اُن پر بنی تھی جو بارہ دری
کلہ گوشہ اُسکا تھا تا اوج ماہ
کوئی باندھے تر سول دلشاد تھا
کہ حیرت مین گویا وہ آئینہ تھا
کوئی تانبے کا کوئی پیتل کا تھا
ادب سے وہان پھر کھڑا ہو گیا
کیا عرض پھر اے شہ نیک ذات
پریشان بہت بندہ پرور ہون مین
بدی از من و نیکی آید ترا
بُرا یا بھلا ہون تمھارا ہون مین
بگڑ بھی چکی تھی لڑائی تمام

مگر ذات تیری بہت آئی کام

عمرو کا بیان فصاحت انتما شاہ نے سنکر حکم دیا کہ کرسی جواہر آگین قریب تخت بچھے اور خواجہ صاحب آپ تشریف فرما ہوجیے عمرو اسکے اصرار سے کرسی پر متمکن ہوا اور سارا حال طلسم مین آنے کا بیان کیا پھر یہ بھی کہا کہ مین مرد غریب نہایت مفلس ہون بھائی صاحب قران مجکو بہت کچھ دیتے تھے اب یاوری طالع سے آپ کی خدمت مین پہونچا ہون دیکھون کیا پاتا ہون کوکب نے کشتیان جواہر و گوہر سے لبریز منگا کر عنایت فرمائین اور کہا خواجہ اگر دختر میری تمھین نہ چھڑاتی تو تم ہلاک ہوجاتے اب تک تمھارے ساتھی جال مین قید ہین شاہ طلسم نالی اسکی لے گئی ہی جب وہ وہان سے آئیگا تو سب کو راہ عدم دکھائے گا کوئی ایسا شخص ہو تاکہ قریب دریاے سحر کے جاتا وہان پہاڑ پر ایک مکان تہخانے کی طرح بنا ہی سونے کی سیڑھیان تہخانے مین بنی ہین اسمین جا کر **غربال** رہتا ہی جب اسکو کوئی قتل کرے تو جال سحر کا ٹوٹے اور ہر ایک مقید چھوٹے عمرو یہ حال سنکر چپ ہو رہا اور دل سے سوچا کہ اب زمانہ تیرے لیے بہتری کا ہی یہ لوگ بھی سب ساحر ہین انکو شریک کیا تو کیا اور نہ شریک کیا تو کیا چلکر **غربال** کو مارکر سب کو چھڑائیے یقین ہی ایام بد نکل گئے اب کوئی کچھ ضرر نہ پہونچا یگا مگر یہان سے چلیے تو انکو سب کو لوٹ کر سب مال یہان کا لیکر چلیے یہ سوچکر کچھ گنگنانے لگا کوکب کو آواز اسکی اچھی معلوم ہوئی اور **بران** تو لوٹ ہوگئی اور ساحر بھی مشتاق ہوے اور فرمایش گانے کی سب نے کی عمرو نے کہا میرا دل ٹھکانے نہین کیا خاک گاؤن مفلس ناچار مصیبت مین گرفتار ہون یہ کلام سنکر سب نے بہت کچھ منگوا کر دیا اور کوکب نے بھی گانے کو کہا عمرو نے اسوقت نَے کی جوڑی نکال کر بجائی اور یہ غزل گائی

غزل

نہ نکلین گے کبھی ارمان جو میرے دل مین رہتے ہین — مسافر یہ ہمیشہ ایک ہی منزل مین رہتے ہین

نہ خار غم کہین چبھ جاے یہ اندیشہ رہتا ہی — وہ یون کیون پانون پھیلا کر ہمارے دل مین رہتے ہین

مری شامت بھی جاکر اسکے گیسو کی ہوا آرایش — سیہ بختی تو کہتی ہی ہم اسکے تل مین رہتے ہین

بوقت نزع زلفون مین پھنسا ہی تیرے دم جاکر — جہاز عمر ہم لنگر کیے ساحل مین رہتے ہین

درازی اور دے یارب شب ہجران جانان کو — تڑپنے کے مزے باقی دل بسمل مین رہتے ہین

وہ منھ کو پھیر کر شرما کے میرے ساتھ سوتے ہین — تمنا کچھ بر آتی ہی کچھ ارمان دل مین رہتے ہین

شب فرقت ستارے دیکھکر گردون سے کہتا ہون — یہ کسکی یاد ہی جو داغ تیرے دل مین رہتے ہین

ہم انکو چھیڑ کر باتین سنین اور خوب بکوائین — ارادے آج تو ای جاہ کیا کیا دل مین رہتے ہین

ایسی صداے دلکش سے عمرو نے یہ غزل گائی کہ حاضرین دربار کی ہچکی بندھگئی کہ ابیات

ہر اک راگنی کا تبدّل رہا
جو گانے کا جھگڑے کے سامان ہوا
کیا بھیرویں کا جو سب نے خیال
جو ابرو کبھی زیر لب ہو گیا
جو گایا وہ بہلانے کو سب کے دیس
کسی سُر میں نکلی جو دیپک کی لاگ

چراغ خرد اُسکا برگل رہا
تو دل اور بھی سب کا ویران ہوا
تو فق ہو گیا مُنھ سحر کے مثال
ہرن صبر اُسکے سبب ہو گیا
لگی سنگ کو شیشۂ دل کی ٹھیس
بھڑکنے لگی اور سینہ میں آگ

ہزار ہا کیا لاکھوں روپے عمرو کو سب نے دیے پہر بھر تک یہ گا تا رہا پھر خاموش ہوا ازبسکہ آتش شوق سب کی شعلہ زن تھی ابھی کچھ اور ابھی اور کی ہر ایک نے صدا دی عمرو نے کہا میرا گانے کو کیا پتھر دل چاہے نہ شراب نہ کباب اور شوقین سب جمع ہیں یہ سُنتے ہی کوکب نے ساقی کو اشارہ کیا کہ اُسنے جام لاکر عمرو کو دیا اُسنے کہا ایک جام میں میرا کیا بھلا ہوگا آج میخانہ میرے سپرد کیجیے اور بادہ خواری کی صحبت جمانے کا تکلف دیکھیے میں بادشاہ اسلام کو شراب پلاتا ہوں وہ تکلفات تو کسیکو نصیب ہو سکتے ہیں لیکن پھر بھی آپ ملاحظہ فرمائیے گا کہ کیا سے کیا ہوگا کوکب نے حسب درخواست عمرو کو کشتیاں بادۂ احمر کی منگا کر حوالے کیں عمرو نے شراب گلابی کی جام میں جام کی کنٹر کی شیشے میں اُلٹ پھیر کر کے بیہوشی کا سفوف آنکھ بچا کر ملا یا اور سبز سُرخ شیشے برابر چنکر گلابیوں کا گلدستہ بنا یا غرضکہ جام شراب سے بھر کر تعریف شراب کی کرتا ہوا سامنے کوکب کے گیا اور جام پیش کیا اُسنے ساغر بجندہ پیشانی ہاتھ سے لیکر چاہا کہ نوش کروں ازبسکہ یہ بادشاہ طلسم ہو اور زبردست ساحر ہمسر افراسیاب ہی شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی اُسوقت اُسنے جام ہاتھ سے پھینک دیا اور عمرو سے کہا تو بد باطن انتہا سے زیادہ ہی سچ کہ بیت

نیکی کرنا بدوں سے ایسی ہی　　جیسے نیکوں سے کی بدی تونے

تو ہی کہہ کیا نیکی کا بدلہ یہی ہی جو تو نے کیا بارے خیر گذری جو میں تیرا شریک نہوا یہ عتاب سنکر عمرو نے بمنت عرض کیا کہ میں نے امتحان کی راہ سے بیہوشی شراب میں ملائی تھی کہ دیکھوں آپ کو اطلاع اسکی ہوتی ہی یا نہیں یہ کہکر دست بستہ آگے بڑھا اور قریب تخت پہونچکر عفو جرائم کا خواستگار ہوا کوکب نے کہا خواجہ تم مکار ہو تمھارے قول کا اعتبار نہیں اب ہوشربا میں تم جاؤ اسی لایق ہو کہ افراسیاب کی جوتیاں کھاؤ یہ کہکر سینے پر ہاتھ رکھکر اس زور سے ڈھکیلا کہ عمرو کو معلوم ہوا میں پستی کی طرف قلابازیاں کھاتا جاتا ہوں آخر فرط خوف سے آنکھیں اسکی بند ہو گئیں

بعد کچھ عرصے کے جو آنکھ کھلی نہ وہ باغ دیکھا نہ قصر شاہی نہ دربار نہ وزیر نہ شہریار کا پتہ پایا
بلکہ قریب دریاے **خون رواں** ایک پہاڑ کے نزدیک اپنے تئین کھڑا دیکھا حیران کار
ہوا کہ الٰہی یہ کیا طلسمات ہی کجا **طلسم نور افشان** کہان دریاے سحر مین کہان تھا اور کس جا آگیا
سبحان اللہ ایک ایک بشر کو تونے ایسی طاقت عنایت فرمائی ہی کہ جس نے یہ طلسم دکھلایا مجھے
دم بھر مین کہان سے کہان پہونچایا کہ **بیت** گر اجو بعد فنا بیقرار زیر زمین ✽ وہ مضطرب تھا
کہ میدان حشر مین نکلا ✽ تا دیر اسی طرح حیران رہا آخر بنظر فراست اس آمد و رفت کو نیرنگ
جادو سمجھ کر اپنے حواس درست کیے اور غور جو کیا اسی کوہ کے نزدیک اپنے تئین استادہ پایا
جہان جاے سکونت **غربال شاہ** کوکب نے بتائی تو سمجھا کہ **کوکب** دل سے میرا شریک
معلوم ہوتا ہی یہ امر غصہ کا میری بے اعتدالی کے باعث اس سے ظہور مین آیا مگر اسمین
بھی میری فوج کی رہائی اسکو مد نظر رہی کس لیے کہ اگر مجکو وہ جلد نہ بھیجتا تو سب قیدی قتل
ہو جاتے کیونکہ **افراسیاب** جب اپنی نانی پاس سے آتا سب کو ہلاک کرتا مین **کوکب** ہی کے
پاس بیٹھا رہتا اگر وہ دعوت اور خاطر مدارات کرتا تو کیا ہی اسنے بہتر کیا جو مجھے جلد یہان پہونچایا
فی الحقیقت کہ وہ مرد با مروت ہی غرضکہ ایسا کچھ سوچکر صورت اپنی مثل صورت **افراسیاب** بنائی
کہ تاج شاہی برسر و چار قب شہنشاہی در بر مالے موتیون کے گلے مین ڈالکر کھور چندن کے جسم
پر لگاکر نہایت آراستہ ہو کر پہاڑ پر چڑھا دیکھا کہ عجب فرحت کی جگہ ہی کہ اس پہاڑ پر روح فرہاد
نثار ہی ہر سمت گلزار و حدیقہ پر بہار اشجار بار ور پر از ثمار ہین طائران خوش الحان نوا سنج ہین
اور سونے کی سیڑھیان ایک طرف نشیب مین بنی ہین **عمرو** نے در تہ خانے پر بیٹھکر پکارا کہ اے
غربال ادھر آ تیر نے سحر کے اسے خبر دی کہ تجھے **عمرو** بلاتا ہی وہ گھبراکر تہ خانے سے نکلا دیکھا تو
افراسیاب کھڑا ہی حیران ہوا کہ اگر اسکو گرفتار کرون اور یہ شاہ طلسم ہو تو اپنی بھی جان جاے
دوسرے یہ کہ **عمرو** کو **پران** اپنے طلسم مین لے گئی ہی وہ یہان کہان آیا آج ہی گیا اور آج ہی
چلا آیا فرض کرو بزور سحر **پران** اسکو جس طرح لے گئی تھی اسی طرح پہونچا گئی تو اسکو میرا مسکن
کیونکر ملا بہرصورت اسمین کچھ فتور ہی یکایک اسپر ہاتھ نہ ڈالو امتحان کرلو یہ سوچکر شاہ کو
سلام کرکے قریب آیا اور بہ نگاہ سحر **عمرو** نے دیکھا کہ یہ کچھ متوحش ہی کہا اے **غربال** طریقہ احتیاط
یہی چاہیے جیسا کہ تم کرتے ہو یعنے مجھ پر بھی نگاہ سحر کی ڈالتے ہو مین اس لیے آیا ہون کہ وہ
دزد یعنے **عمرو** چھوٹ گیا ہی تمھین ایک تحفہ طلسم دے آؤن تا کہ اسکی وجہ سے ہر شخص کی

بیچ

نظر سے مخفی رہو اور تم سب کو دیکھو تمھین کوئی نہ دیکھے اچھا اگر تم مجھسے بدگمان ہو تو مین جاتا ہون
تو یہ عطر سارے جسم مین اپنے ملکر بیٹھنا تاکہ سب کی نگاہ سے چھپے رہو یہ کہکر ایک شیشہ عطر بیہوشی
آئینہ کا نکال کر اُسکو دیا اور آپ دو قدم آگے بڑھکر گلیم اوڑھ لی غائب ہو گیا غربال اُسوقت
سمجھا کہ اگر یہ افراسیاب نہ ہوتا تو میرے مافی الضمیر سے اور نگاہ سحر ڈالنے سے کیونکر آگاہ ہوتا
اور پھر غائب نہو جاتا بلکہ عیار کا تو یہ کام ہی کہ پاس بیٹھے اور مکاری کرے بیشک یہ بادشاہ طلسم تھا
خیر اسوقت کی بے اعتدالی کرنے کا عذر کسی وقت مین کر لون گا یہ سمجھکر شیشہ عطر لیکر چلا عمرو بھی
اُسکے ہمراہ گلیم اوڑھے روانہ ہوا وہ تہ خانہ مین اُتر گیا وہان جاے وسیع تھی اور پلنگڑی اسکی بچھی
تھی مسند لگی تھی شراب کی کشتیان اور جملہ سامان راحت و آرام مہیا تھا عمرو ایک کنارے ٹھہر رہا اُسنے
وہ شیشہ کھولکر عطر لیکر پہلے منھ پر ملا اور آئینہ اُٹھا کر دیکھنے لگا کہ دیکھون میرا سر غائب ہو گیا یا نہین
لیکن عطر کی خوشبو جب دماغ مین پہونچی چھینک آئی اور بیہوش ہو گیا عمرو نے گلیم اُتاری خنجر سے
چھاتی پر چڑھکر ذبح کر ڈالا پھر تو غوغاے عظیم برپا ہوا کہ لیجیو لیجیو پکڑیو ارے اسنے غضب کیا کہ
مارا غربال جادو کو یہان تو یہ شور و غوغا برپا تھا لیکن وہان جال سحر ٹوٹ گیا اور عمرو نے یہان
سارا تہ خانہ لوٹ کر اپنا راستہ لیا جب زیر کوہ اُترا دیکھا کہ شعلے اُٹھ رہے ہین آگ برس رہی ہی عمرو
دوڑتا ہوا قریب لشکر پہونچا یہان حیرت اور جملہ ساحر منتظر افراسیاب ٹھہرے ہوئے تھے کہ یکایک
جال ٹوٹا اور مہرخ و بہار وغیرہ ساحران نامی چھوٹے جو کہ زبردست ساحر تھے وہ بیہوش نہ ہوئے
تھے اور ایسے ویسے بیہوش تھے وہ قلابازیان کھاتے چلے تھے کہ ہوشیار ساحرون نے دستک دی پنجے
پیدا ہوے اور گرنے والون کو روک کر زمین پر پہونچایا عیار بھی دونون چھوٹے مہرخ نے سحر پڑھا کہ سب
ہوشیار ہونے غوغا بلند ہوا حیرت خیمے سے نکلکر دوڑی سردار سالار سب جھپٹنے لگے دیکھا جال ٹوٹ
گیا اور ہر ایک قیدی چھوٹ گیا تاریخ ترنج پکڑ کر آگے بڑھے کہ ان سب کو گرفتار کیجیے اُسوقت مہرخ اور
بہار و مخمور کو بھی قید ہونے سے غصہ کمال تھا گو کہ کسلمند سارا لشکر تھا جان پر کھیل کر حملہ آور ہوا
بہار نے گلدستہ جھولی سے نکالکر مارا کہ ہوا سرد چلی اور پھول برسنے لگے جسنے وہ پھول سونگھے تالیان بجاتا
دیوانہ وار لشکر حیرت کی طرف چلا ایک سمت سے مخمور نے جام زرین شراب سحر سے کھینچ مارا ہر شخص
اُسکی تاثیر سے شعر توصیف ساقی و شراب مین پڑھتا دیوانہ لا یعقل بنا مہرخ نے گولے فولادی
لگائے رعد نے گرجنا شروع کیا برق محشر چمک کر گرنے لگی پھر تو بھڑکر تلوار سحر کی چلنے لگی حیرت
ایسی ہی زبردست ساحرہ ہی جوان سب کے سحر روک رہی تھی اور ہر ایک کے جواب دیتی تھی آگ

کبھی برساتی اور کبھی دریا جاری کرتی کبھی اپنے لشکر کو روکتی اور گاہے حریف پر حملہ کرتی دم بھر میں لاش پر لاش گری تھی بسمل طپیان تھے سیلاب خون روان تھے ترسول چلتے تھے کہ نظم

بہم کرتے تھے آتش افشانیاں
پریشان ہوئے ہر طرف مثل دود
بھبھوں یا سن آنے لگیں بجلیاں
ہوا ابر تر ایک فوراً عیاں
تڑپ بجلیوں کی وہ زائل ہوئی
کہ پیدا ہوا اژدہا ایک بار
پھر اُس شعلہ سے بھی برستی تھی آگ
جسے کاٹا پانی کی صورت بہا
اُتارا اپنی اُنگلی سے انگشتری
تڑپنے لگے لاشے پھر ہر طرف
عجب فن ہے کی سب نے آغاز جنگ
نہ گردن رہی اور نہ منکا بچا
ہوئے غٹ پٹ اور وار چلنے لگے
کہ گرنے لگے دشت میں دست و پا
وہاں کشتوں کے پشتے پٹ پٹ گئے

زمین تھیں قشقوں سے پیشانیاں
گرجنے لگا ابر جو رعد وار
بدن کو جلانے لگیں بجلیاں
برسنے لگا پھر وہ اس زور سے
وہ جادو کی تاثیر باطل ہوئی
جو دم چھوڑتا تھا وہ سوئے ہوا
نکلتے تھے اُس آگ سے کالے ناگ
یہ دیکھا جو مخمور نے ماجرا
طرف اژدہے کے وہیں پھینکدی
اُٹھا ایک بیک ایک غول آہنین کا
برسنے لگے یاں کے لشکر پہ سنگ
اُٹھا فوج مہرخ سے بھی ایک غول
بہم اُن میں ہتھیار چلنے لگے
لڑائی کا سامان بہم رہا
ہوا پر بہم لڑکے سب کٹ گئے

ہوئے کالے بادل فلک پر نمود
چمکنے لگیں بجلیاں بھی ہزار
وہ مہرخ نے کچھ پڑھکے پھونکا دہان
کہ کر صاحب گوش تھے شور سے
ہوا پھر تو حیرت سے سحر آشکار
نکلتا تھا منہ سے بیہ شعلہ سا
جسے چھو لیا بس وہیں وہ رہا
بڑھی سحر پڑھتی ادھر مہ لقا
گھڑی بھر میں اژدر ہوا ہر طرف
ہوا پر جو پہونچا تو لشکر تمام
ہر اک سنگ جو سیکڑوں دشمن کا تھا
ارادہ کہ سر لیجیے انکے سول
ہوا کشت و خون یہ بروئے ہوا
کوئی دو گھڑی تک یہ عالم رہا

غرضکہ اسی طرح کا شور محشر زا شام تک برپا رہا جس دم کہ مہر عالم آرا نے دام شعاعی سے رہائی پا کر راہ گاہ مغرب کا راستہ لیا اور خسرو انجم نے بجاہ و حشم اقلیم فلک کو تسخیر فرمایا کہ نظم

غروب اسمیں خورشید تابان ہوا
ہوا چاند گردون پہ جلوہ نما
ستارے نکلنے کا سامان ہوا
وہ گولا تھا سب کے لیے رال کا

حیرت سمجھی کہ یہ مخالف اب قید نہ رہ سکیں گے شہنشاہ کے آنے پر کوئی اور تدبیر کیجائیگی رات کو جنگ موقوف کرنا چاہیے یہ سوچکر طبل بازگشت بجوایا اور رنجیدہ پھر کر بارگاہ میں آئی اسکے لشکر نے کمر کھولی ادھر مہرخ جو مقام فرودگاہ پر پہونچی دیکھا بارگاہیں جلی پڑی ہیں اور بازارین لٹ گئی ہیں رعایا فراری ہے یہ کہکر ساحرون کو اُسی وقت اطراف میں اپنے ممالک کے جو دفع

ہو چکے ہین اور جبکے سردار حاکم اس لشکر مین موجود ہین روانہ کیا کہ وہ جاکر جملہ اسباب شاہانہ بارگاہ وخیمہ وخرگاہ لائے جھنڈے گنج کے استادہ ہوئے لشکر نے کمر کھولی ڈھنڈھورا پٹا کہ جو لوگ فرار ہوئے ہین وہ آکر آباد ہون آواز دہل زن کی سُنکر **شکیل** جو فوج لیکر شعاب جبال مین مخفی ہوگیا تھا ہر ایک پراگندہ کو جمع کرکے اپنے ہمراہ لیکر شادان وفرحان آکر داخل لشکر ہوا رات بھر مین پھر وہی سامان وہی جلسہ عشرت اقتران جمع ہوا بارگاہ مین **مہرخ** سریر جہانبانی پر آکر متمکن ہوئی سردار گرد تشریف فرما ہوے ارباب نشاط کو بلایا ناچ ہونے لگا مے پرستی آغاز ہوئی سردار بھی حاضر بارگاہ ہوے **قران** جو فکر عیاری کرتا اپنے تئین چھپاتا پھرتا تھا بارگاہ مین آیا **عمرو** بھی لشکر کے ساتھ آیا تھا سب سے مِلا اُسوقت عجب طرح کی مسرت ہر ایک کو تھی باہم گلے ملتے تھے اور مبارکباد دیتے تھے نذرین بادشاہ لشکر کو گذرتی تھین خلعت عطا ہورہے تھے زہرہ جبینان ماہ پیکر ترانہ عشرت وخرمی گاتی تھین کہ **نظم**

شب عیش وعشرت جو بھی رقص کی
چلی کج اداؤن کی سیدھی قطار
کوئی ہاتھ سر پر رکھے ناز سے
گلوری جو کھائی اسی سر پھر گیا
بجا طبل سارنگیان چھڑ گئین
کہ سردارون پر سے کرو زر نثار

تو زہرہ نے تیاری کی رقص کی
کمر ناز سے کوئی لچکاتی تھی
یسین دل روان ایسے انداز سے
غرض جبکہ پہونچی ہر اک مہ لقا
ہوئی ناچ مین صرف ہر نازنین
غنی سب کو اک آن مین کر دیا

ہوا حکم رقاصہ کو ایک بار
کوئی اپنی آنکھون کو مٹکاتی تھی
کوئی بولی تھم جاؤ بھینا ذرا
عجب لطف تھا اور عجب حسن تھا
دیا حکم **مہرخ** نے پھر ایکبار
جواہر سے دامان کو بھر دیا

یہان تو یہ جلسہ جما ہی لیکن **افراسیاب** کو جو ماہی **زمرد رنگ** نگل گئی اپنے مقام پر پہونچکر اُگلا جب شاہ کو ہوش آیا نانی کو سلام کیا اور گویا ہوا کہ آپ مجھے لے آئین وہان **کوکب** نے سب اسیرون کو رہا کرکے میری فوج کو درہم برہم کیا ہوگا ماہی یہ کلام سُنکر خفا ہوئی اور کہا اے بیوقوف جسدم کہ **بران** نے **عمرو** کو آکر چھڑایا تھا تو اُسکو لعنت تمام بلاتا اور سبب لڑنے کا پوچھتا نہ کہ یکایک توڑنے لگا آپس مین اپنے ہم مذہبون سے بگاڑ کرنا اچھا نہین اب یہان سے جاکر نامہ **کوکب** کو تحریر کر اور باعث بگاڑ کا دریافت کرکے حتی الامکان صلح کا پیام دے اور ملجا ورنہ دشمنون کو قوت کمال ہوگی **افراسیاب** یہ کلمات موعظت سُنکر اسی جگہ آرام پذیر ہوا کیونکہ نہایت کسلمند تھا جس وقت کہ منشی رودگار نے دائرہ آفتابی ورق چرخ پر برقم زرین ترقیم فرمایا اور وصلی کو سیاہی شب کی دھوکر نقاط انجم اور خط کہکشان کو مٹایا کہ **مثنوی**

فلک تھا جو دامن مین شب سب لیے
خوشی آئینہ پھیلی جو صحرا مین دھوپ

دُرِ انجم اُسنے نچھاور کیے
ہوا صاف تارون کا ذروینہ روپ

شاہ جادوان سوار ہوکر روانہ ہوا جب لشکر حیرت مین پہونچا اُسکو نوحہ گر خاک بر سر پایا سارا ماجرا قتل غربال ورہائی باغبان سُنکر کف افسوس ملے اور بغضب تمام چاہا کہ ابھی جاکر سب کو گرفتار کرون حیرت نے عرض کیا کہ اب کوکب انکا شریک معلوم ہوتا ہی آپ نہ جائیے یہ سب معرکہ جوپڑا کوکب ہی کا فساد تھا آپ اُسکو نامہ تحریر فرمایئے شاہ طلسم اسکے منع کرنے سے تھم گیا اور چاہا کہ مکتوب تحریر کرون اُسوقت مصوّر کہ اوّل سے آیا ہوا ہی مگر تصویرین سحر سے سب حریفون کی کھینچنے مین مصروف ہی چندیے سے طلسم باطن مین جاکر چلہ کش ہوا تھا یہ حال لڑائی کا سُنکر آیا سب اہل لشکر نے مع بادشاہ تک استقبال کیا اور بارگاہ مین لاکر پہونچایا ساتھ والون کو اسکے اتروایا اپنے سارا ماجرا شرکت کوکب کا جب سُنا کہا میرا بھی نام خط مین ضرور لکھنا اگر کوکب مانے گا تو اسکی بھی تصویر مین کھینچون گا یہ مشورے باہم ہورہے تھے کہ صرصر حاضر ہوئی شاہ جادوان اسکو دیکھکر بہت برہم ہوا کہ نا لزادی تو قران کو قید کرنے گئی تھی خالی پھر آئی اُسنے عرض کیا کہ ہنوز مین مبتلا نتھی قران تھی کہ سارے مجرم جال سے چھوٹے اور ہنگامہ سارے طلسم مین برپا ہوگیا کنیز مجبور ہوگئی مگر اب جاکر کسی عیار کو یا سردار کو لاتی ہون یہ عرض کرکے مع عیارنیون کے روانہ ہوئی جب کنارے لشکر مہرخ کے پہونچین سب الگ الگ ہوگئین لیکن صرصر صبار فتار صورت فراشون کی بنکر داخل بارگاہ ہوئین اور ایک کونے مین بیٹھکر فکر عیاری کرتے تھین یہان صبح کو نماز پڑھکر عمرو کرسی پر آکر بیٹھا ہی دربار جمع ہوتا جاتا ہی کہ یکایک نگاہ عمرو کی دو فراشون پر پڑی کہ مردنگین وغیرہ اُٹھا رہے ہین کنول سے شمعین وغیرہ نکالتے ہین مگر چال اُنکی عیارون کی طرح ہی یہ سمجھکر بغور ملاحظہ کیا اور پہچانا کہ عیارہ ہین براہ استہزا پکارا کہ اے کنیز و لوٹا بیت الخلا مین رکھ آو کنول مردنگ پنچھو دُ یہ صدا سُنتے ہی عیارہ سمجھ گئین کہ ہمین پہچان لیا جست کرکے سرنچہ بارگاہ کا پھاندکر بھاگین عمرو بھی سرنچہ فراکر پیچھے دوڑا اور لشکر کے کنارے وہ پہونچین تھین کہ یہ بھی جا پہونچا اسوقت تو دونون عیارنیون نے تیغچے کھینچے اور لڑنے لگین عمرو بھی گردش کھینچکر مقابل ہوا صرصر نے کمند ماری اور صبار فتار نے نیمچہ مارا عمرو نے اسی طرح گردش کی کہ اُسکا نیمچہ خالی گیا اور خنجر سے حلقہ ہاے کمند بھی کٹ گئے اس اثنا مین برق فرنگی یہان آکر پہونچا اور استاد کو گھرا دیکھکر تلوار کھینچکر آپڑا ایک سے یہ لڑنے لگا اور ایک سے عمرو مقابلہ کرنے لگا لیکن اور عیار یہ جیان جو علٰحدہ علٰحدہ ہوگئین تھین

اُن مین سے تیز نگاہ نے دور سے اس لڑائی کو دیکھا دل سے سوچی کہ یہی وقت قابو کا ہی تو چلکر مہرخ کو پکڑ لاے یہ تجویز کر کے فوراً اپنے تئین بشکل عمرو تیار کیا اور دوڑتی ہوئی بارگاہ مین گئی مہرخ سے کہا ذرا ادھر آئیے مجھے کچھ کہنا ہی مہرخ حکم سے عمرو کے گردن تابی کبھی نہ کرتی تھی فوراً تخت سے اُٹھ کر قریب آئی عیارہ نے ہاتھ پکڑ لیا اور کنارے لشکر کے لائی اور بیضہ بیہوشی منھ پر لگا کر بیہوش کر کے پشتارہ باندھا لیکر چلی اُسی طرف سے ہوکر نکلی جہان صرصر و عمرو لڑ رہے تھے دور سے نعرہ زن ہوئی کہ اے صرصر کیون لڑتی ہو مین مہرخ کو پکڑ لائی صرصر و صبا رفتار یہ صدا سنکر بھاگین اور عمرو و برق نے تعاقب کیا مگر تیز نگاہ دور تھی بعجلت تمام چلی اور عمرو وغیرہ جو لپکے تو صرصر نے پھر روکا جب تیز نگاہ کچھ دور نکل گئی تو دونون عیارہ پھر بھاگین اسی طرح رکتی اور بھاگتی قریب دریاے خون روان پہونچین عیارین جلد ہمین دریا کے پار پہونچا و محافظان دریاے سحر پہنچے کمر مین دیکر تینون کو پار لے گئے اسوقت عمرو و برق مجبور آب دیدہ ہوکر واپس ہوے عیارچیون نے مہرخ کو باغ سیب مین پہونچایا اور ایک ساحرہ کو روانہ کیا کہ شہنشاہ جادوان کو لشکر حیرت مین جاکر اس حال کی خبر دے اُسنے آکر بادشاہ سے خبر کی افراسیاب بکمال فرح مع حیرت سوار ہوکر باغ سیب مین آیا اور مہرخ کو قید سحر پہنا کر ہوشیار کیا جب آنکھ اُسکی کھلی اپنے تئین سامنے شاہ جادوان کے دیکھا گردن جھکا کر چپ ہو رہی اور حیرت بولی کیون چڑو تو مقابل شہنشاہ بادشاہ بنکر بیٹھی تھی دیکھ کیا تیرا حال ہوتا ہی مہرخ نے کہا خدا میرا بچانے والا ہی شاہ طلسم نے حکم دیا کہ بیرون باغ جلاد کو بلا کر اسکو قتل کرو دریا کے اُس پار نہ لے جاؤ بمجرد حکم طائران باغ اوڑے اور جلاد طلب ہوے طلسم باطن مین غلغلہ ہوا کہ جو شاہ طلسم سے بغاوت کرے گا اُسکا انجام یہی ہوگا آج مہرخ بادشاہ لشکر عمرو قتل ہوتی ہی ساحر جوق جوق آنا شروع ہوے یہان تو قتل مہرخ کی تیاری ہوئی ہی لیکن کیفیت عمرو کی سُنیے کہ یہ بیتاب و بیقرار ہوکر کنارے سے دریاے سحر کے جو پھرا ہر طرف اس فکر مین دوڑ رہا تھا کہ کس طرح پار دریاے سحر کے جاؤن اور مہرخ کو چھڑاؤن ہر طرف دوڑ دھوپ کی کچھ بس نہ چلا ناچار مجبور ہوکر پہاڑ پر چڑھ گیا اور برجوع قلب سے درگاہ رب العزت مین استغاثہ کرنے لگا کہ

مثنوی

الٰہی دعا ہو مری مستجاب	مجھے پار دریا کے پہونچا شتاب
زمانے مین مخلوق ہین تیری سب	غرض ہر طرح تو ہی سب کا ہی رب

عجب ذات تیری ہی اے بے نیاز — کہین ہی نیاز اور کسی جا ہی ناز
جو ماہیت بحر زخار ہی — کسے اُسکا معلوم اسرار ہی
مگر اتنا ظاہر ہوا ہی نشان — کہ اک موج کن مین بنے دو جہان
اسی موج سے عرش ہی اوج پر — حباب فلک اس سے ہین جلوہ گر
عجب کیا جو ہو بحر رحمت کا جوش — اسی بحر سے مین بھی ہون جرعہ نوش

اس دعا کرنے سے خضر قبول مددگار ہوے اور قلزم آرزو مین باد مراد سے بیڑا پار ہوا یعنے ایک ساحر طلسم باطن مین ہنس جادو نام رہتا ہی اور سسرال اُسکی اُس پار دریا کے طلسم ظاہر مین ہی فی الجملہ زوجہ اُسکی اپنے میکے مین آئی تھی اُسنے اپنے بھائی عقاب جادو کو بھیجا تھا کہ میری بی بی کو لے آؤ بھائی اُسکا گیا اور ایک دن رہ کر دعوت کھا اپنی پیٹھ پر بھاوج کو سوار کرکے بشکل عقاب اُڑتا ہوا چلا اتفاق سے راہ مین اسکو رفع احتیاج کی ضرورت ہوئی اُسی کوہ پر اُتر اکہ جہان عمرو بیٹھا دعا کر رہا تھا وہ بھاوج کو اُتار کر ایک جگہ بٹھا کر آپ بہت دور کسی کونے مین جاکر احتیاج رفع کرنے لگا عمرو نے دعا کرتے کرتے جو نگاہ کی دیکھا ایک زن حسینہ و جمیلہ کہ زلف لا دین اُسکی کمند گردن طائر جان عاشقان ہی اور چشم فتان اُسکی گردش دہ بخت بیدلان ہی ہمہ تن بجھو گہنا پاتا پہنے ہی رخسار تابناک سے خرمن جان صبر و قرار پر آتش زن ہے **نظم**

گیا آنکھ اُٹھا کر جو اُسنے خیال — شب تار عشاق تھے سر کے بال
ہویدا تھے موتی ہر اک تار مین — کہ جیسے ستارے شب تار مین
نہ تھے سر کے بالون مین لولو عیان — کہ تھے سنبلستان مین جگنو عیان
وہ یا پیچ مین لائے جان جہان — دل روشن عاشقان جہان
عجب اُسکی چتون تھی عالم فریب — دلون کو جو دیتی تھی سو سو فریب
جدھر پڑ گئی نور آگین نظر — تو فی الفور بجلی گری جانون پر

ایسی زن زہرہ شمائل کو دیکھکر حیران ہوا کہ الٰہی یہ کہان سے یکایک آگئی لیکن اُٹھکر اُسکے پاس گیا اور کہا اے نازک اندام ذرا میری طرف دیکھو وہ عورت اس صدا سے پھر کر دیکھنے لگی کہ یہ کون آیا عمرو نے بیضہ بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہوئی اُسکا پیرہن اُتار کر زنبیل مین اُسکو رکھ لیا اور آپ وہی کپڑے اور زیور وغیرہ پہنکر فی الفور اُسی کی ایسی صورت بنگیا اس عرصہ مین عقاب فارغ ضرورت سے ہوکر آیا اور کہا بھابی آؤ سوار ہو عمرو نے اُسکو دیکھ کر بالشت بھر کا گھونگھٹ

نکال لیا اور وہ غلطک مار کر صورت عقاب کی بنکر سامنے آیا عمرو آہستہ سے اُسپر سوار ہوا اور
اُسنے پرواز کر کے اپنے تیئن قریب دریاے سحر پہونچایا چاہا اُس پار جاؤن دریا مین تلاطم پیدا
ہوا اور پاٹ دریا کا بڑھنے لگا اسوقت عقاب نے پکار کر کہا کہ زوجہ ہنس جادو مصاحب
بادشاہ طلسم کو مین پرسون لینے گیا تھا اور سند پار اُترنے کی جو ہنس نے شہنشاہ سے حاصل
کی تھی وہ محافظان دریا کو دے گیا تھا آج مجکو راستہ ملنا چاہیے یہ صدا دینے سے خروش دریا
کا کم ہوا اور اصلی حالت پر بہنے لگا یہ اڑتا ہوا پار دریا کے پہونچا اور دم بھر مین ایک مکان مین آکر
اُترا عمرو نے دیکھا کہ صحن مکان شستہ و رفتہ ہی سامنے ایوان مین جو کا تختون کا بچھا ہی اُس پر
فرش دری چاندنی کا بہت ستھرا و عمدہ ہی گاؤ تکیہ لگا ہی دیوار مین تصویرین اور آئینہ نصب ہین
طاق برابر برابر بنے ہین اُنمین اچاریان اور گلدستے دھرے ہین دوسری سمت دالان مین باورچیخانہ
ہی اناج کی کوٹھری مین قفل لگا ہی چوکی بچھی ہی ظروف ہر قسم کا اُسپر چنا ہی ایک صحنچی مین جو کا دیا ہی
ہار پھول رکھے ہین اسباب ساحری مہیا ہی چوکے پر گاؤ سے پشت لگائے ایک ساحر سانولے رنگ
کا بیٹھا ہی جس وقت کہ اُسنے اپنی بی بی کو دیکھا تخت سے اُٹھ کر قریب آیا عمرو نے بھی گھونگھٹ
اُٹھا کر مسکرا کر آنکھون کو پھرایا اُسنے آکر گود مین پشت عقاب سے اُٹھا کر تخت پر لیجا کر بٹھایا اور کہا ای
بھائی عقاب تم اپنے گھر جاؤ مین اپنی زوجہ کو گھر بار سپرد کر کے بہ دلجمعی تمام دربار شاہ طلسم مین جانیوالا
ہون وہان مہرخ کے قتل کی تیاری ہو رہی ہی ایک عالم جمع ہی ابھی اپنے گھر سے ہو کر آؤ اور تماشہ
دیکھو عقاب یہ کلام سُنکر چلا گیا جب تنہائی ہوئی اُس نے زوجہ سے اختلاط کرنا شروع کیا عمرو
وہان سے اُٹھا اُسنے پوچھا کہان جاتی ہو جواب دیا کہ کوٹھری مین شراب لینے وہ چپ ہو رہا
عمرو نے کوٹھری مین جا کر دیکھا کہ چند اسباب خانہ داری برتن اور صندوق اور پٹارے وغیرہ رکھے
ہین طاق پر شیشے شراب کے چنے ہین یہ دیکھکر ایک شیشہ شراب کا لیکر وہین بیہوشی آمیز کر کے باہر
آیا اور جام بھر کے پہلے ہنس کو دیا وہ بے وسواس پی گیا اور چاہا کہ بی بی سے لپٹون عمرو
پہلو سے تڑپ کر نکلا وہ اُٹھکر پیچھے چلا تھا کہ بیہوش ہو کر گرا عمرو نے جال الیاسی مار کر سارا
مکان اُسکا لوٹا کوئی چیز باقی نہ رکھی پھر اُسکا پیراہن لیکر اُسی کی ایسی شکل بنکر اُسے بھی زنبیل مین
رکھ لیا اور آپ جھولی سحر کی گلے مین ڈالکر وہان سے جب باہر نکلا دیکھا خلقت گروہ گروہ چلی
جاتی ہی بعض اُن مین عشرت کرتے ہین کہتے جاتے ہین کہ آج دشمن مارا جاتا ہی اسی مکارہ
مہرخ نے شراکت کر کے عمرو کو تقویت دی آج وہ بیکس و ناچار بندھی بیٹھی ہی یہ تقریر سُنکر دوسرا

بولا کہ میاں توبہ کرو کسی کی مصیبت پر ہنسنا نہ کہو یہ بھی گردش فلک ناہنجار ہی جو عالی ہمتوں کو دام مصیبت مین پھنساتا ہی اور شاہون کو تخت عزت سے اُتار کر بوریائے فلاکت پر بٹھاتا ہی کسی کا دل شاد نہین رکھتا کوئی گھر آباد نہین رکھتا نظم

جلادینے مین یہ وہ بیباک ہی	کہ سارا جہان مشت خاشاک ہی
مقابل اگر کوہ ہو جنگ کو	لہو سے بھرے ہر رگ سنگ کو
یہ جس جا یہ آتش فشانی کرے	جو فولاد بھی ہو تو پانی کرے

اسی طرح باتین کرتے جاتے تھے عمرو بھی انھین کے ساتھ چلا یہان تک کہ دربار سیب پر پہونچا اُس جگہہ بڑا مجمع نظر آیا کہ سامنے افراسیاب وحیرت کرسی پر بیٹھے تھے اور جلاد بانیغہائے برہنہ سر پر مہرخ کے کھڑے تھے ساحرہر سمت قہقہے لگاتے تھے مہرخ بحسرت ہر سمت فلک دیکھتی اور دل سے دعا کر رہی تھی کہ ای خالق بے نیاز ابیات

تو ہی خالق ظلمت و نور ہی	دلون سے قرین چشم سے دور ہی
تو ہی روشنی بخش خورشید و ماہ	کیا روز و شب کو سفید و سیاہ
ہین مخلوق تیرے زمین و زمان	خدائے جہان و خداوند جان
کرم سے ترے ای جہان آفرین	رہا قید سے ہوے یہ دل حزین

یہ دیکھکر عمرو بھی رونے لگا لیکن قریب شہنشاہ ساحران جاکر عرض کیا کہ میرا جی چاہتا ہی اس مجرمہ کو اپنے ہاتھ سے مین قتل کرون شاہ نے کہا جاؤ اور سر کاٹ لاؤ ہنس تلوار کھینچکر بڑھا جلادونکو ہٹادیا شاہ سے کہا آپ سحر اپنا دفع کر دیجیے مین نے اس کو خوب مسحور کر لیا اسکو تو یہ گمان مطلق نہ تھا کہ کوئی عیار یہان آئیگا کیونکہ دریا کے پار کوئی نہین آسکتا ہی پس بادشاہ نے سحر اپنا دفع کر دیا عمرو قریب جاکر مہرخ کو دھمکانے لگا کہ بادشاہ طلسم کی اطاعت کر تو جان تیری بچ جاے اس اسیرہ نے جھلا کر جواب دیا کہ لاکھ جان میری نام پر عمرو کے فدا ہی تو مجکو جلد قتل کر عمرو نے کہا تیرے دشمنون کو مارون یہ کہکر جال الیاسی مار کر مہرخ کو کھینچکر زنبیل مین ڈال دیا اور نعرہ کیا کہ منم عمرو عیار نامدار یہ نعرہ سُنکر ساحر لینا لینا کہکر دوڑے عمرو نے دو تین حقہ ہاے نفتی داغ کر مارے کہ دھوان پھیلا اور تاریکی ہو گئی اسی اندھیری مین دو ایک ساحر دن کے خنجر مارا سر اُنکے جدا ہوے شور و غوغا اُنکے مرنے کا بلند ہوا اور زیادہ تاریکی چھائی عمرو گلیم اوڑھکر غائب ہوا افراسیاب وحیرت کو ایک عالم محویت اور حیرت تا دیر رہا پھر جو ذرا حواس درست ہوئے دیکھا دو ایک ساحر

مرے پڑے ہین اور مصرخ کا پتہ نہین ہی یہ دیکھکر دنگ ہوگیا اور حیرت نے کہا ای شہنشاہ عمرو بدبلا
ہی مجکو یہ حیرت ہی کہ وہ یہان کس طرح آیا شاہ طلسم نے کچھ سحر پڑھا کہ ایک تیلا پیدا ہوا اُس سے کہا
کہ عمرو کہان ہی اُسنے جواب دیا کہ اِس پار دریا کے طلسم مین پھر اُس سے پوچھا کہ سچ بتا اُسنے کہا
مین جھوٹے پر لعنت کرتا ہون وہ طلسم مین ہی شاہ نے اسوقت کتاب سامری منگاکر دیکھی ظاہر
ہوا کہ عمرو زوجہ ہہنس جادو بنکر پشت عقاب پر سوار ہوکر آیا ہی پھر ہہنس کو بھی اُسنے قید کیا
اور آپ اسکی صورت بنکر مصرخ کو آکر چھڑا لے گیا یہ دیکھکر عقاب کو شاہ نے بلوایا اور کہا اے
بے وقوف تو عمرو کو اپنی پیٹھ پر لادکر یہان لے آیا اور بھائی کو اپنے قتل کرایا عقاب یہ سُنکر
رونے لگا اور ہہنس کے گھر کی طرف چلا اور وہ سارا مجمع برطرف ہوا جلاد محروم ہوکر اپنے گھر
چلے اور ساحران طلسم عبرت کرتے نام عمرو سے خوف کھاتے اپنی جگہ پر گئے بادشاہ طلسم باغ
مین جاکر بیٹھا اور حکم دیا کہ طائران طلسم ہر سمت ندا کرین یعنے عمرو طلسم مین آیا ہی سب لوگ
یہان کے ہوشیار رہین اور بندوبست کیا جاے کہ وہ مفتری اب دریا کے پار نہ آنے پاے غرضکہ
منادی نے ندا کی سب ہوشیار ہوگئے اور محافظان دریا سے کہلا بھیجا کہ بغیر میرے حکمنامے کے
کسی کو پار اُترنے نہ دینا یہ بندوبست کرکے ٹھہرا تھا کہ مصور کا نامہ آیا لکھا تھا کہ سُنا گیا ہی عمرو
پار دریا کے طلسم باطن مین گیا ہی فی الجملہ عمرو کی تصویر بن جائیگی اسکو پہچان کر گرفتار کردونگا
بجز اسکے اور کوئی صورت اس کی گرفتاری کی ظاہر مین نظر نہین آتی ہی جب یہ نامہ پڑھا
جواب لکھا کہ ضرور تشریف لائیے اور ہر ایک حضار دربار سے کہا اب خداوند زادے تشریف
لاتے ہین وہ عمرو کو قید کرا دینگے یہ خبر طلسم مین مشتہر ہوئی ہر جگہ لوگ ذکر کرنے لگے عمرو نے بھی
یہ ماجرا سُنا گھبرایا کہ دیکھیے جان کیونکر بچتی ہی آخر گلیم اوڑھے پھر ہہنس جادو کے مکان مین آیا
اور فی الفور دوبارہ اُسکی جورو کی ایسی صورت بنکر اسباب ظاہری تخت وری وغیرہ زنبیل
سے نکالکر قاعدے سے درست کرکے بیٹھا راوی کہتا ہی کہ ہہنس نے جب اپنی زوجہ کو اُسکے میکے
بھیجا تھا تو ملازمون کو رخصت دی تھی کہ اس عرصے مین فرصت ہی تم بھی اپنے اپنے گھر ہو آو
اُسوقت غلغلہ جو طلسم مین ہہنس جادو کے مارے جانے کا برپا ہوا ماما اصیلین بدحواس دوڑی
آئین بی بی کو اپنی بیٹھے دیکھکر سلام کیا بلائین لین کہ واری دشمنون مدعیون کے منھ مین خاک
پڑے افواہ اُڑاتے ہین عمرو نے کہا کیا کچھ کہو تو انھون نے کہا میان کو کہتے ہین کہ دشمن اُنکے
عمرو کے ہاتھ سے مارے گئے یہ سُنتے ہی عمرو لگا سر پیٹنے تنھا اوتاری چوڑیان توڑین اور بیچ انگنائی

مین ٹانگین پھیلا کر واویلا مچانے لگا اُس وقت **عقاب** جو آیا اور بھاوج کو غمناک دیکھکر سوچا کہ شاہ طلسم نے کہا تھا **عمرو** تیری بھاوج کی شکل بنکر آیا ہی اب نہین معلوم یہ میری بھاوج ہی یا **عمرو** ہی اس سوچ مین رونا بھی بھولا اور بغور دیکھنے لگا **عمرو** نے اسکو متوحش دیکھکر بفراست دریافت کیا کہ معلوم ہوتا ہی میرے حال سے کچھ مطلع ہو گیا یہ دریافت کرتے ہی پکارا کہ بھیا ایک پہاڑ پر مجکو ٹھہرا کر تم جو گئے تھے وہان ایک شخص آیا اور اُسنے ایک انڈا میرے منھ پر مارا پھر مجھے ہوش نہ رہا بعد کچھ دیر کے اس اکیلے گھر مین اپنے تئین مین نے پایا اور ایک دبلے پتلے آدمی کو دیکھا کہ اُسنے پہلے سارا گھر لوٹا پھر میرا گہنا تو اتار ہی چکا تھا مجکو خنجر سے ہلاک کرنے قریب آیا جان تو پیاری ہوتی ہی مین نے غل مچایا وہ بھاگ گیا اب سنتی ہون کہ وہ عیار تھا اور اُسنے میرے وارث کو مار ڈالا ہی کیون یہ بات سچ ہی کہ بھائی تمھارے مارے گئے **عقاب** نے جو یہ تقریر سُنی سمجھا کہ **عمرو** جب میرے بھائی کو قتل کر چکا ہو گا تو گھر لوٹ کر اسکو بھی زنبیل سے نکالکر مارتا ہو گا کیونکہ **عمرو** پہلے بھی اس پار آیا تھا اور شہرون کو لوٹا تھا اسوجہ سے ساحر زنبیل سے واقف ہین غرضکہ **عقاب** کو جب یقین ہوا کہ یہ میری بھاوج ہی پاس بیٹھکر ہاے ہاے کر کے پیٹنے لگا پھر تو **عمرو** نے اُٹھکر دو تین ٹکرین دیوار سے لگائین کہ سر پھٹ گیا خون بہنے لگا اور بین کرنا شروع کیے کہ ہی ہی میرے ناز اُٹھانے والے تو کدھر چل بسا ہی ہی میرا بادشاہی تخت لٹ گیا لوگو میرا وارث مجھسے روٹھ گیا

نظم

طمانچون سے نیلے کیے اُسنے گال / کیا اُسنے ماتم مین سینے کو لال

کہانتک اے لوگو مین دُکھ بھرون / جیے میرا خاوند اور مین مرون

ارے لوگو قسمت مری سو گئی / یہ کہتے ہی سر پیٹا غش ہو گئی

ہوئی بعد لمحے کے جب ہوشیار / بھرے اشک آنکھو مین دل بیقرار

سخن تھا زبان پر یہ ہر دم کہ ہاے / کدھر رانڈ یہ ڈھونڈھنے تجکو جاے

مرا ماہ پیکر کہان ہی بتاؤ / اُسے میری چھاتی سے لاکر لگاؤ

اسی نوحہ و شیون مین سر پیٹتا باہر نکلکر چلا **عقاب** ہان ہان کرتا پیچھے دوڑا کہ بھابھی کہان جاتی ہو اس نے ایک اسکی نہ سُنی اُسنے ہاتھ جوڑے منتین کین مگر نہ مانا اور سر سے لہو بہتا چاک گریبان سینہ زنان سر برہنہ کیے سیدھی باغ **سیب** کی طرف چلی **عقاب** اُسوقت تو آگے بڑھ گیا اور خدمت شاہ جادوان مین آکر عرض پیرا ہوا کہ **عمرو** پہلے تو میری بھاوج بنکر بھائی کے پاس

آیا جب اُنکو مار چکا اور گھر لوٹ چکا تو بھاوج کو زنبیل سے نکالکر قتل کرنے کا ارادہ کیا اُسنے غل مچایا اسوجہ سے چھوڑکر بھاگا اور صورت میرے بھائی کی بنکر آیا مجھ کو چھڑائے گیا فی الجملہ بھابھی نے جب سے رہا ہوکر حال اپنے شوہر کا سُنا ہی سر پھوڑا ہی قریب بہ ہلاکت اپنے تئین پہونچایا ہی اب آپ آئی ہین شاہ طلسم کتاب سے اوّل دریافت ہی کر چکا تھا کہ عمرو پہلے زوجہ ہنس بنا تھا پھر اسکی شکل بنکر یہان آیا تھا اس دھوکے مین دوبارہ کتاب نہ دیکھی عقاب کے قول کو صحیح سمجھا اس اثنا مین باغ کے در پر صدائے نالہ وزاری برپا ہوئی اور زوجہ ہنس سامنے بادشاہ کے آئی پانون پر گر پڑی شاہ نے سر اُسکا اُٹھاکر دیکھا ہچکی لگی ہی لہو بہ رہا ہی بال کھلے ہین اس حال زار کو دیکھکر آپ بھی آب دیدہ ہوا اور کہا خداوند سے چارہ نہین ہی ای نیک بخت ہنس جادو تو نہین ہی اور باقی سب چیز تیرے واسطے موجود رہا ہی تیرے خاوند کا تجھ کو ملے گا جا اپنے گھر مین چین سے رہ اور صبر کر یہ کلمات تشفی آمیز سُنکر وہ سوگوار عرض کنان ہوئی کہ میرے پاس اب کیا ہی گھر سارا عمرو لوٹ لے گیا اب اکیلے مکان مین اگر رہون زمانہ کہے گا کہ یہ جوان جہان ہی دیور کے پاس رہتی ہوگی ای شاہ مین بدنام ہوجاؤن گی مجھے میرے مان باپ پاس پہونچا دیجیے آپکی مہربانی اگر ہوگی اور وہان تنخواہ ملے گی کھاؤن گی اور آپ کو دعا دون گی ورنہ دیجیے گا تو مین چرخا پونی کرکے اوقات بسر کرون گی یہ کہکر خوب روئی حیرت بھی رونے لگی اور گویا ہوئی کہ ای شہنشاہ یہان جو یہ رہے گی تو ہر وقت شوہر اسکو یاد آئے گا کہ ہائے یہان وہ بیٹھتا تھا اس جگہ سوتا تھا اس یاد مین دن رات رو روکر مر جائیگی لازم ہی کہ اسکو والدین کے یہان اسکے بھجوا دیجیے شاہ طلسم نے اسکے کہنے سے دو تین ساحر خدمتگار اپنے ساتھ کیے کہ بحفاظت تمام اسکو میکے مین پہونچا آؤ اور ایک طاؤس سحر سے بناکر سوار کرکے کچھ روپیہ دیکر روانہ کیا جب دریائے سحر کے کنارے پہونچے شاہ طلسم کے خاص اردلی کے خدمتگار تمغے باندھے ساتھ تھے انکو کون روکتا پاسبانان دریا نے راستہ دیا اور طاؤس اُڑتا ہوا پار دریا کے اُسی کوہ کے قریب پہونچا کہ جہان سے عمرو عوض بنکر پشت عقاب پر سوار ہوا تھا وہان پہونچکر ان ساحران ہمراہی سے کہا کہ اسی جگہ مجھکو اُس عیار نے بیہوش کیا تھا تم ذرا مجھے اُتارو تو مین اپنے خاوند کو رو لون کہ وہ گھڑی کم بخت کون سی تھی جو مین یہان پہونچی تھی اور مین بھوکی بھی ہون کئی دن سے کچھ کھایا نہین اس جگہ ٹھہر کر کھاؤن گی یہ التماس سُنکر ساحرون نے طاؤس اُتارا پہلے تو عمرو ہائے ہائے کرکے خوب رویا پھر کچھ میوہ اپنے پاس سے نکالا اور اُن ساحرون کو دیا کہ تم بھی کھاؤ اور آپ بھی ایک آدھ دانہ

کھایا لیکن وہ میوہ کھاکر بیہوش ہوگئے عمرو نے سب کے تمغے اور لباس اور جو کچھ انکے پاس تھا
لیکر ایک رقعہ لکھکر انکی داڑھی کے بالون مین باندھ دیا مضمون رقعہ یہ تھا کہ اے خیرہ سر افراسیاب
ستم کشندہ ساحران عالم دیکھا تو نے کہ اسی ایک عیاری سے جس صورت سے کہ وہان گیا تھا اُسی
طرح بفضلہ تعالی چلا آیا اسی طرح ایک روز تجکو بھی آکر مار ڈالونگا ورنہ میری اطاعت
مین حاضر ہو اور اسلام اختیار کر یہ رقعہ باندھکر کوہ سے اتر کر اپنے لشکر کا راستہ لیا لشکر مین
جب سے برق عیار نے آکر کہا ہو کہ عیار بھی مہرخ کو پار دریاے سحر کے لے گئی یہ سنتے ہی بہار و
نافرمان پچھاڑین کھانے لگین یقین ہوگیا کہ مہرخ زندہ نہ بچے گی آخر مایوس ہوکر ہر ایک دعا
مین مصروف ہوئین اور بیتابانہ درگاہ کریم کارساز مین کہتی تھین کہ بیت

تو وہ کریم ہی ناشاد کو جو شاد کرے	مراد مند کو ہر طرح بامراد کرے

خداوندا ہمارے سرپرست اور بادشاہ لشکر کو اس موذی کے ہاتھ سے رہائی دے یہ دعا اور وِرد زبان
تھی اور گریہ اہل لشکر کر رہے تھے کہ عمرو آکر پہونچا اور سب کو تسکین دیکر مہرخ کو زنبیل سے نکالا اُسکی
ہوا آنکھ کھلی اپنی بارگاہ مین اپنے تئین پایا سجدۂ شکر معبود حقیقی ادا فرمایا اور حمام کرکے خلعت شاہانہ
پہنکر تخت پر جلوس کیا شور تہنیت بلند ہوا سردار تمام مسرور ہوے اور عمرو کی عیاری کا حال
سنکر سب کو نہایت تعجب ہوا الحاصل صحبت عیش برپا ہوئی بادہ خواری ہونے لگی نغمہ مسرت
آغاز ہوا یہ تو سب مصروف عیش و نشاط ہین لیکن کچھ عرصے مین پہاڑ پر ساحر ہوشیار ہوے
اور اپنے تئین برہنہ دیکھکر نالان و گریان پھر کر پاس افراسیاب کے گئے اُسنے رقعہ داڑھی سے کھولکر
پڑھا اور زانو پیٹ لیا کہا اے حیرت وہ زوجہ ہنس جادو نہ تھی عمرو تھا کہ دھوکا دیکر پار
اتر گیا یہ سنتے ہی خدمتگارون نے آپس مین کہا کہ بھائی ہمارے نصیب اچھے تھے جو اُس عیار نے
ہمین ہلاک نہ کیا اور اپنے اوپر سے سب کے صدقے اتارے لیکن شہنشاہ ساحران نے نامہ بنام مصور
لکھا مضمون یہ تھا کہ اے قدوۂ ساحران واے زبدۂ سامری پرستان حضور نے یہان تشریف
فرما ہونے کا وعدہ فرمایا تھا کہ عمرو کو گرفتار کردونگا فی الحال مکار یہان سے طلسم ظاہر مین چلا گیا
آپ اسکو قید کر لیجیے یہ لکھکر بچے کے ہاتھ روانہ کیا جب نامہ مصور کو پہونچا وہ عازم روانگی کا تھا
ٹھہر گیا اور صورت نگار اپنی زوجہ سے کہا مین عمرو کو اب گرفتار کرتا ہون مین نے تصویر اُسکی
کھینچی جس حال مین وہ ہوگا مین شناخت کرلونگا یہ تقریر اُسنے تو اپنی زوجہ سے بیان کی لیکن
برق فرنگی عیار بصورت مبدل بہر خبر گیری آیا تھا اُسنے بھی سارا ماجرا سنا اور جاکر عمرو سے

سب کیفیت بیان کی عمرو نے کہا بیٹا کسی صورت سے میری تصویر مصور پاس سے لانا چاہیے برق فرنگی
نے عرض کیا جاتا ہون اگر بن پڑتا ہی تو لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اور عمرو بھی بارگاہ سے اُٹھکر صحرا
مین گیا اور صورت ساحر کی بنکر مخفی ہوا لیکن شاہ طلسم نے بعد تحریر نامہ عیاز بچیون کو بلا کر کہا کہ
تمھاری جانبازی مین کسی طرح کا شک نہین مگر لازم ہی کہ لشکر حیرت مین جاکر مصور کی حفاظت
کرو اور جب وہ عمرو کو گرفتار کرلین تو یہان لے آؤ عیار نیان حسب الحکم پاس مصور کے آئین حکم
شاہ سے اسکو اطلاع کی اُسنے اپنی بارگاہ کے چار سمت چار خیمے استادکرا کر عیاز بچیون کو فرودگش
کیا کہ یہان رہکر تم میرے حال کی نگران رہو اور بہت سے ساحرون کا پہرا مقرر کیا کہ اجنبی کو آنے
نہ دینا اور چند کنیزین اپنی خدمت کو پاس رکھ لین باقی سب ملازمون کو باہر رہنے کا حکم دیا
جب سب انتظام کر چکا تصویر عمرو کی صندوق سے نکالکر اپنے گلے مین پہن لی کہ ہر وقت پیش نگاہ
رہے تاکہ مین دھوکا نہ کھاؤن غرض سب طرح اطمینان کر لیا کہ برق جو عیاری کرنے چلا تھا بصورت
مبدل اسکے لشکر مین آیا دیکھا بڑا انتظام ہی کوئی بارگاہ مین جانے نہین پاتا ہی یہ دیکھکر کھڑا
ٹھہر رہا اس اثنا مین ساقی ازل نے مینا ہے زنگاری سے آفتاب کو ساغر مغرب مین بھرا اور
مجلس بادہ خواران کی طرح خم خانہ سپہر مین کواکب محفل آرا ہوے نظم

وہ رات اس طرح کی طرحدار تھی	کہ اُس سے خجل زلف دلدار تھی
چراغان سے روشن وہ لشکر ہوا	کہ جیسے ستارون کی پھیلے ضیا
ضیا سے چراغون کے انجم سیاہ	خجل قمقمون سے تھی قندیل ماہ

رات کو طشت صاف کرنے کے لیے مہترانی مہ پارہ ٹوکرا کمر پر رکھے ہاتھون مین ٹوکر یہان اور پانون مین
بیلی سونے کی پہنے کان مین تپے بالیان اور جھمکے آراستہ کیے بصد ناز و انداز آنکھ ہر ایک سے ملاتی
اپنی آن بان دکھاتی جاتی تھی برق نے جو اُسکو دیکھا سوچا کہ اندر بارگاہ کے جائیگی اسکو لینا چاہیے
یہ سوچکر قریب اُسکے گیا اور یہ شعر پڑھا کہ بیت دل مین تھی زہرہ جبینون سے صفائی منظور ہے
میری قسمت کا ستارہ ہوا جھاڑو بیلا ✣ جھاڑو کا نام سنکر مہترانی نے پھر کر دیکھا اور مسکرائی برق
نے کچھ اشرفیان دکھائین اور منت سے کہا واسطہ سامری کا ایک بات میری سنتی جاؤ مہترانی لالچ
مین آکر اسکے پاس آئی اور کہا میان تم چلے وہ جو درخت سامنے لگا ہی اور اُس جگہ گوشہ تنہائی ہی کوئی
آتا جاتا نہین ہی وہان جاکر ٹھہرو مین آتی ہون یہان بات کرنے مین بدنامی ہی برادری مین
پنچایت سے اُٹھ جاؤنگی حقہ پانی بند ہو جائیگا برق نے کہا ہم تیرے عوض روٹی پکا دینگے

مہترانی بولی کہ کیا ضرورت ہی جو بات سہل مین ہو جائے اُسکو مشکل کیون کیجیے یہ سُنکر برق اول تنہائی
مین گیا پیچھے مہترانی بھی ٹالا بالا دیکر کترا کر وہین آئی اُسنے اُسکو اشرفیان دین اور رخسار پر محبت سے
ہاتھ پھیرا مہترانی بولی کہ مین بات سُننے آئی ہون یہ ٹھٹھے بازی مجھے اچھی نہین لگتی یہ کہکر جھاولی
بتائی اور جانے لگی برق نے ہاتھ بیہوشی کا بھرا ہوا تو مُنھ پر پھیرا ہی تھا دو قدم آگے بڑھی تھی کہ
بیہوش ہو کر گری اُسنے زیور اور پیرہن اُسکا اُتار کر آئینہ سامنے رکھکر فلیتہ عیاری جلد کر اُسکی ایسی صورت
اپنی بنائی بلکہ اور زیادہ اپنے حسن کی بناوٹ کی مانگ سر پر نکالی گلے مین چمپا کلی پہنی دوپٹے کی
گاتی اس طرح سر پر باندھی کہ چھاتی کے اُبھار پر سب کی نگاہ پڑے رخسار ٹوکرا اُٹھانے کے بوجھ سے
ایسے تمتما کر سُرخ ہو گئے تھے کہ فی الحقیقت گلاب کو شرماتے تھے **نظم**

وہ رخسار سرخ اُسکے تھے بیمثال	کہ گل زرد ہو اُن سے ملکر کمال
وہ لب اُسکے دونون تھے قند و شکر	چٹتے تھے باتون مین با یک دگر
نزاکت کو موے میان باندھلائے	وہین ڈھونڈھے جو وہ عدم کھو یا جائے
وہ سینہ تھا اک سطح آب گہر	مگر دو حباب اُسمین تھے جلوہ گر
جو قد دیکھے محشر اُسے آئے یاد	قیامت تھی قامت کی اک خانہ زاد

اس صورت زیبا سے تیار ہو کر بارگاہ کی سمت چلا جسنے نگاہ کی فریفتہ ہو گیا سپاہی شعر عشق انگیز
پڑھنے لگے دربان آوازے کستے تھے ایک بولا بی مہترانی جو کچھ گرا پڑا ہو یہان سے بھی اُٹھا لو
دوسرے نے کہا کیون تمھاری جو کی کون صاف کرتا ہی مہترانی نے مُسکرا کر کہا کچھ شامت آئی ہی
مجکو دل لگی باز بنایا ہی دیکھو حضور سے آج کہون گی یہ کہتی ہوئی اندر بارگاہ کے گئی اور جہان ملازم
اور کنیزان ماہرو کا مجمع دیکھا ٹوکرا جو کی خانہ مین رکھکر آ بیٹھی کہا مری سلام لیجیے ذرا سی تماکو کھلا دیجیے
ایک کنیز نے پان لگا کر دیا دوپٹے سے پکڑ لیا جھک کر سلام کیا ایک خواص بولی کہ میری بہو کچھ گا
مہترانی نے ایک غزل گائی اس مین ایک خواص کو احتیاج کی ضرورت ہوئی اُسنے کہا تو میٹھی مُردار
اٹھلاتی ہی میرا مارے پیشاب کے بُرا حال ہی جلد جا کر کما لے ٹوکرا ہٹائے تو مین جاؤن مہترانی نے
کہا بی بی خفا نہو چلو چلتی ہون یہ کہکر اُٹھی پیچھے پیچھے خواص آفتابہ لیے آئی مہترانی نے ٹوکرا ہٹا دیا
اور کہا آؤ وہ اندر جیسے ہی آئی اُسنے حباب بیہوشی مارا کہ اُسکی آواز بھی نہ نکلی بیہوش ہو گئی برق
نے فوراً پیرہن اُسکا اُتارا اور اُسکو خوب بیہوش کر کے آپ اُسکی ایسی صورت وہین بیٹھکر بنا
اور ایک قنات کی آڑ مین اُسکو لٹا کر اور اپنے ٹوکرے کو رکھکر وہان سے آیا اور جہان سے وہ کنیز

اٹھ گئی تھی اُسی بستر پر آکر بیٹھا لوگ سمجھے کہ مہترانی چلی گئی ہوگی اس اثنا مین دوسرے درجے مین پلنگڑی
جواہر کار آراستہ تھی اور بیچ مین پردہ پڑا تھا ادھر کنیزین تھین اس طرف مصوّر لیٹا تھا ایک کنیز
کو انھین مین سے بلا لیا تھا اُس سے اختلاط کر رہا تھا برق نے ہزار تدبیر کی کہ مین مصوّر پاس
جاؤن موقع نہ ملا لیکن حال سُنیے کہ اسی بارگاہ کے متصل بارگاہ صورت نگار کی برپا ہے وہ
اُسوقت شوہر پاس آئی اور کنول برداریون اور خواصون کو دربار گاہ پر چھوڑکر اکیلی پردہ
اُٹھا کر مصوّر پاس گئی وہ کنیز کے اسوقت بوسے لے رہا تھا اور کنیز بھی گردن مین ہاتھ ڈالے
تھی اس کیفیت کو صورت نگار دیکھکر پیچھے ہٹی اور مصوّر گھبرا کر اُٹھ بیٹھا کنیز بالون کو سمیٹتی
دوپٹہ اوڑھتی پلنگ سے اُٹھی کہتی تھی کہ میان تم تو ناحق مجھے بدنام کرتے ہو مین راضی نہو تی
تھی نگوڑمارا زبردستی جو کوئی نوچا اور کھسوٹی کرے تو کیا کرون لیکن مصوّر نے زوجہ سے
اپنی کہا کہ اے ملکہ آپ رُک کیون رہین آیئے آیئے صورت نگار نے کہا کیا کرون آکے تم مزے
اُڑاؤ مجھے بُلا کر کیا کرو گے کم بخت جو مین جانتی کہ یہان یہ کرشمہ ہو رہا ہے تو کا ہے کو آتی پرائے
مزے مین کھنڈت ڈالتی اور کنیز سے بولی کہ رہ تو قحبہ کیا باتین بناتی دھگڑے پاس سے اُٹھی ہی
اب کیا پوچھنا ہے ہم گھر والی بنین اے سر منڈ اگر گدھے پر سوار نہ کیا تو اپنا نام نہ رکھا تو سوت
بن کر لی لیٹی تو پڑین تھین پھر راضی نہین تھین یہ کہکر جوتی اُتار کر دوڑی لونڈی بُڑبُڑاتی ہوئی
بھاگی کہ جیسے انکے میان مین لعل لگے تھے جو کسی نے توڑ لیے اُسوقت مصوّر نے آکر بی بی کا ہاتھ
پکڑ لیا کہ صاحب سُنو تو سُنو تو غصہ جانے دو اُسکی خطا کیا ہے مین نے پانون دبانے بُلایا تھا لو آؤ بیٹھو یہ
کہکر بمنت بٹھایا صورت نگار بیٹھی تو مگر رنجیدہ کچھ رُکی ہوئی ہرچند مصوّر نے گدگدایا مگر بات
نہ کی اُٹھکر اپنی بارگاہ کو چلی برق سارا ماجرا کنیز بنا ہوا دیکھ رہا تھا اسکے ساتھ ہو لیا جب یہ اپنی
بارگاہ مین آئی وہان کا سارا غصہ لونڈیون پر اپنی اُتارا کسی کو گالیان دین کسی کو جوتیان لگائین
کسی پر کوٹھا پھٹکارا ناحق ناحق خفا ہوئی کسی سے کہا حرامزادی بیجوان کیسا بھرا ہے کہ سُلگتا نہین
کسی سے کہا مین نے تجھے پکارا تھا جواب تو نے کیون نہ دیا غرض خوب بک جھک کر برق جو
کنیز بنا ہوا آیا تھا اسکی طرف متوجہ ہوئی کہ بی دل لگن تم میان کو کیون چھوڑ آئین اُس نے
کہا بی بی تم پاس ہی بیٹھے دیکھ آئین مجھ سے اُس لونڈی کا حال سُنیے کہ کیا کیا اُسکے ناز میان
اُٹھاتے ہین یہ بات مطلب کی جو اُسنے سُنی سب کنیزون پر خفا تو تھی اُن کو ہٹا دیا اور اکیلی
برق کو لیکر بیٹھی باتین پوچھنے لگی اُسنے کہا بی بی وہ دن رات ٹانگون مین ٹانگین ڈالے پڑی

رہتی ہی میان چلہ کھینچنے کے بہانے اُسی کو تو لیے پڑے رہتے ہین یہ باتین کرتے کرتے جماہی لی اور اُٹھا کہ حضور مین پھر حاضر ہونگی صورت نگار نے کہا اری بیٹھ بھی اُسنے کہا عوض نہین کر سکتی مجھے شراب پینے کی عادت ہی صورت نگار نے کشتی شراب کی اسکو حوالے کی کہ تو بھی پی اور مجھے بھی پلا برق نے جام شراب بیہوشی ملا کر اسکو دیا کہ وہ پیتے ہی بیہوش ہو گئی تنہائی تو تھی ہی اسنے پیرہن اُسکا لیکر اور اُسکو خوب بیہوش کر کے صورت اُسی کی ایسی بنکر اور اُسکو اسی جگھہ کی ایک دری لپیٹ کر بارگاہ کے ایک گوشے مین کھڑا کر دیا اور آپ پلنگ پر لیٹ رہا یہ تو بن سنور کر لیٹا لیکن مصور نے چلے آنے اپنی زوجہ کے پہلے تو کچھ کنیز کی خاطر داری اور دلجوئی کی پھر وہان سے جبری رات گئے بی بی پاس آیا اور پلنگ پر بیٹھ کر اور شانہ پکڑ کر کھینچا کہ ادھر آؤ مُنھ سے بولو میرا قصور معاف کرو زوجہ نقلی نے کروٹ لیکر اسکی صورت دیکھ کر مُنھ چھپا لیا اور کہا جاؤ جاؤ تم اپنی لونڈی سے خوش رہو اُسی سے قصور معاف کراؤ مجھ سے کیا سروکار ہی مصور نے ہاتھ باندھے منتین کین گلے سے لگایا قسم کھائی کہ اب اس کنیز کو بجاے اپنی مان بہن کے تصور کرونگا اُسوقت برق نے سیدھے مُنھ سے بات کی اور ہنسکر بولا یہ بی بی کے پاس لیٹا اور اختلاط کرنے لگا اس عرصہ مین تصویر جو عمرو کی گلے مین پڑی تھی اُسپر نگاہ جا پڑی دیکھا کہ صورت ساحر کی بنا ہوا ایک درہ کوہ مین بیٹھا ہی یہ دیکھکر زوجہ سے کہا کہ تمھاری بک جھک مین عمرو کی گرفتاری کا کچھ خیال نہین رہا دیکھو درہ کوہ مین اسوقت بیٹھا ہی چلو گرفتار کرلین اور پاس شہنشاہ کے بھجوا کر اطمینان حاصل کرین صورت نگار نقلی نے کہا اچھا چلو مگر بھیڑ ساتھ نہ لو اکیلے چلو تاکہ وہ بھاگ نہ جائے مصور نے کہا اچھا اور بی بی کا ہاتھ پکڑ کر روانہ ہوا جب قریب راہ کوہ کے پہونچا زوجہ مصنوعی نے کہا تم ٹھہرو مین درہ کوہ مین جا کر گرفتار کیے لاتی ہون یہ کہکر جھپٹ کر درہ کوہ مین گیا وہان عمرو بیٹھا تھا اس سے کہا بھاگ جاؤ مصور تمھین پکڑنے آیا ہی عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور صورت نگار نقلی نے ایک چیخ ماری کہ ارے دوڑو یہان بلا بیٹھی ہی مصور دوڑ کر درہ کوہ مین آیا دیکھا نہ عمرو ہی نہ کوئی ہی زوجہ میری دہشت سے کانپ رہی ہی اسنے کہا رات کا وقت تھا اس لیے مین تمکو منع کرتا تھا کہ اکیلی درے مین نہ جاؤ آخر ڈر گیئن یہ کہکر گلے سے لگایا اور کہا اب چلو صبح کو عمرو کو پکڑینگے یہ باتین کر کے اسکو گود مین اُٹھا کر اپنی خوابگاہ مین لایا اور لپٹ کر پیار کرنے لگا زوجہ مصنوعی نے اپنے پاس سے عطر بیہوشی نکالکر انگیا مین ملا خوشبو سے اُسکی مصور چھینک مار کر بیہوش ہو گیا برق نے تصویر عمرو کی گلے سے اُتار لی اور چاہا کہ اس کا بھی پشتارہ باندھ کر

لیجاؤن لیکن کیفیت سنیئے کہ عیار بچیان چارون کو نون بر بارگاہ کے اپنے اپنے خیمے سے جب زیادہ رات گئی تو نکلکر پہرا دینے لگین یکایک اُنھون نے چھینک کی آواز سُنی صرصر نے صبا رفتار سے کہا یہ تو چھینک ایسی ہی جیسے کسی نے کسی کو بیہوشی دی اسنے کہا واری سچ کہتی ہو چلو دیکھین بارگاہ مین کیا ہو رہا ہی یہ کہکر اندر بارگاہ کے آئین اُنکے آنے سے برق سرنچہ بارگار چاک کرکے نعرہ مارکے کہ منم برق فرنگی بھاگ گیا صرصر بھی سرنچہ بھاند کر پیچھے روانہ ہوئی لیکن برق دامن کوہ مین آنکر ٹھہرا اور صرصر جو چلی سمجھی کہ اگر وہ عیار مل جائیگا تو برابر کا مقابلہ ہوگا ہاتھ نہ آئے گا لازم ہی کہ تدبیر کردن جس سے وہ دھوکا کھائے یہ سوچکر اپنی صورت عمرو کی ایسی بنائی اور آگے بڑھکر زفیل عیاری بجائی برق دامن کوہ مین متلاشی عمرو تو کھڑا ہی تھا زفیل کی صدا سُنکر مقام بلند پر سے نگران ہوا از بسکہ شب ماہ تھی اور چاندنی چھٹکی ہوئی تھی اُسنے دور سے دیکھا کہ اُستاد کھڑے ہین دوڑکر قریب آیا کیونکہ ایک بار مصور کے ساتھ جو آیا تھا تو ورہ کوہ مین اُستاد سے ملاقات ہو چکی تھی سمجھا کہ اُستاد اسی جگہ ملے تھے یہ وہی کھڑے ہین غرض کہ پاس آکر عرض پیرا ہوا کہ اُستاد مصور تو بچ گیا لیکن مین تصویر آپ کی اُسکے پاس سے لایا ہون صرصر نے آواز بنا کر کہا کہ بیٹا بڑا کام کیا شاباش مرحبا لاؤ وہ تصویر مجھے دے برق نے وہ تصویر نکالکر حوالے کی صرصر تصویر لیکر جست کرکے بھاگی اور نعرہ زن ہوئی کہ منم صرصر نعرہ سُنکر برق دوڑا لیکن وہ بھاگ کر بارگاہ مصور مین آئی اور اُس کو ہوشیار کرکے سب حال بیان کیا کہ آپ ایسے غافل ہو گئے عیار کو بغل مین لیکر سوئے وہ تصویر اُتار لے گیا مین اُس سے چھین لائی ورنہ آپ کی ساری محنت برباد گئی تھی یہ کہکر تصویر حوالے کی وہ تصویر ملنے سے بہت خوش ہوا مگر اپنی زوجہ کو سب جگہ تلاش کیا کہین پتہ نہ ملا نہایت پریشان ہوا آخر دل سے تجویز کیا کہ عیار اُس کو پکڑ لے گیا ہی یہ سوچکر بزور سحر پرواز کرکے صحرا مین جاکر ہر ایک جھاڑی جھنڈی وغیرہ مین تلاش کی کہین سراغ نپایا آخرکار وہ رات اسکو زوجہ کے ڈھونڈھنے مین بسر ہوئی یہان تک کہ مصور قدرت نے صورت زیبائی کے ساتھ شاہد آفتاب کی نگارخانہ افلاک پر جلوہ طرازی فرمائی اور پرند مشک فام شب سے نقش و نگار انجم درخشان کو مٹا کر سطح سپہر کو مصفا فرمایا کہ ابیات

اُٹھائے غرض صدمہ ہائے کثیر
ہوا طائر دل جب اسکا کباب

گیا شب کو مر کے اُسنے اخیر
تو پیدا ہوا بیضۂ آفتاب

صبح کو نالان وگریان پرواز کرکے دریائے سحر سے اُتر کر باغ سیب مین گیا اور شاہ طلسم آرام مین

تھا اُسکو بیدار کرکے فریاد کنان ہوا کہ تیرے لڑائی جھگڑے نے آخر یہ نوبت پہونچائی کہ ہم کو سامری کی عیار پکڑ لے گئے شاہ طلسم سو کر اُٹھا تھا بدمزاج ہو رہا تھا لیکن اسکی عظمت بہت کرتا ہی اُسکے خفا ہونے سے خاموش ہو رہا اور خوابگاہ سے اُٹھکر سریر جہانبانی پر آکر بیٹھا ساحران نامی حاضر دربار ہو کر حسب مراتب متمکن ہوے اُسوقت کہ جب مزاج شگفتہ ہوا مصوّر کے بیقرار ہونے پر ہنسا اور کہا خباب نے عیارون کے ہاتھ سے ابھی کیا مصیبت اور دکھ اُٹھایا ہی میرے کلیجے کو دیکھیے کہ ہزارہا بندگان سامری کو عیارون نے مارا مگر مین نے اُف نہ کی مروجہ آپ کی بغیر فتح ہوئے طلسم کے ہلاک ہو نہین سکتین گھبرایئے نہین چھوٹ آئینگی یہ کہکر چاہا کہ کتاب سامری مین حال اسکی زوجہ کا دریافت کرے لیکن جو کہ یہ بات ظاہر تھی کچھ راز پوشیدہ اور عقدہ سربستہ نہ تھا مصوّر کہہ رہا تھا کہ صورت میری بی بی کی بنکر برق عیار آیا تھا وہی اُسکو پکڑ لے گیا بس اس کھلی ہوئی بات کا کتاب مین دیکھنا کیا ضرور تھا کیونکہ کتاب تو اس لیے ہی کہ جو امر کسی طرح سمجھ مین نہ آئے وہ اُس سے دریافت کرے حاصل یہ کہ حسب بیان مصوّر اس نے سحر پڑھکر دستک دی یکایک ایک برق چمکی اور پنجہ سحر پیدا ہوا اُسکو حکم دیا کہ جہان برق عیار ہو وہان سے جاکر اُٹھالا پنجہ چمک کر روانہ ہوا ادھر برق نے جب صرصر کو نہ پایا رنجیدہ پھر کر لشکر مین آیا یہان عمرو سے ملاقات ہوئی ساری کیفیت بیان کی اس اثنا مین گریبان سحر چاک ہوا اور صبح اورنگ آرائے سلطنت ہوئی عمرو اور برق بھی بارگاہ مین آئے اُس وقت پنجہ فرستادہ شاہ طلسم بجلی کی طرح چمک کر گرا عمرو نے تو گھبرا کر گلیم اوڑھ لی لیکن پنجہ برق کو اُٹھا کر چلا اُس پر ساحرون نے ہزارون نارنج و ترنج وغیرہ حربے سحر کے کیے لیکن کچھ تاثیر نہوئی طائر بنکر ساحر خیر کو روانہ ہوئے اور پنجہ اسکو لیے ہوئے سامنے شہنشاہ طلسم کے لایا برق نے ہوشیار ہو کر دربار شاہ جادوان مین اپنے تئین پایا اور عجب طرح کی بہار کا باغ طلسمی دیکھا کہ عقل دنگ ہو گئی گو کہ اس باغ کی کیفیت اور بہار کی آرایش بیشتر لکھی گئی ہی اسلیے مکرر او سہ کرر ارادہ نہین کیا گیا لیکن یہ دارالامارہ شاہ طلسم ہی ہر وقت مین نئی بہار اور صورت سحر کاری سے دمبدم دوسری اسمین ظاہر ہوتی ہی فی الجملہ اُسوقت برق نے دیکھا کہ ہزار در ہزار بلبلین شاخہائے شجر بار دار پر شور کر رہی ہین برق عیار آیا ہی زمین و آسمان یہان کا نئے رنگ کا ہی کہ نظم

عجب طرح کا باغ پرخوف تھا	کہ خود خوف دامن ہی اپنے چھپا
نظر آئی پرخوف ہر ایک شے	فلک کو جو دیکھا تو پیتل کا ہی

نظر بھر کے دیکھے کہاں اتنی تاب — کہ صاف اسمین لوہے کا تھا آفتاب
پر اسکی تمازت کا یہ حال تھا — کہ وہ آگ کی طرح سے لال تھا
فلک پر چمک جاتی تھی گاہ برق — وہ پھر جاتی تھی آگ بالائے فرق
کبھی آنے لگتی تھی آواز رعد — زمین پر برستی تھی آگ اسکے بعد
زمین آسمان دونون حدت مین تیز — شرر بیز گردون زمین شعلہ خیز
عجب طور کے نخل آئے نظر — کہ ہر شاخ و برگ انکے تھے شعلہ ور
عجب سرخ طائر تھے پرواز مین — جگر شق ہو ہیبت یہ آواز مین
کسی جا اگر نہر آئی نظر — تو دیکھا اسے آگ سے گرم تر
نکلتا تھا پانی سے پیہم دھوان — حباب ایسے تھے جیسے چنگاریان

برق ایسے مقام طلسمی کو دیکھکر نہایت خائف ہوا مگر شاہ طلسم کو تسلیم کی اسنے خطاب کیا کہ ای برق تونے جو صورت نگار کو بیہوش کیا تو یہ بتادے کہ اسکو کہاں رکھا اور گیا کیا ہر چند کہ مین کتاب سامری کو دیکھکر معلوم کر سکتا ہون لیکن اسمین بھی یہ معلوم ہوگا کہ برق اسکو اپنے لشکر مین کسی جا مخفی کر آیا ہی اس حال کے ظاہر ہونے سے بھی تجھی سے استفسار کرنا پڑتا بدین لحاظ اول ہی تجھ سے پوچھا جاتا ہی اگر بتلا دیگا تجکو رہائی دیجاویگی برق یہ کلمات سنکر گویا ہوا کہ مین نے اسکو مار ڈالا افراسیاب نے کہا یہ غلط ہی کیونکہ وہ قتل نہین ہو سکتی برق نے کہا لشکر حمزہ سے میرے تمام کا اور عیار آیا تھا وہ اسکو لے گیا افراسیاب بولا کہ سب کتنے عیار ہین برق نے جواب دیا کہ ایک لاکھ چوراسی ہزار دو چار دن مین وہ سب یہان آئینگے شاہ طلسم نے کہا کوئی یہان نہین آ سکتا تو جھوٹا ہی یہ کہکر مصور سے کہا کہ یہ عیار تھا اگنہگار ہی جو چاہو وہ کرو مصور گویا ہوا کہ ای عیار اگر تو میری زوجہ کو بتلا دے تو دریائے سحر کے پار اتار دون برق بولا اگر تم سچا اقرار کرو تو بتا دون مصور نے قسم کھائی برق نے کہا سچ تو یہ ہی کہ تمھاری بی بی کو مین نے عمرو کو دیدیا اور انھون نے اسکو زنبیل مین رکھ لیا وہ بغیر لاکھ روپیہ لیے چھوڑنے کے نہین کیونکہ مرد طماع ہین اس تقریر کو سنکر شاہ جادوان نے کہا یہ بات فی الحقیقت سچ کہی اب صورت نگار کا چھوٹنا مشکل ہی اسلیے کہ زنبیل پر نہ سحر اثر کرتا ہی نہ کتاب سامری زنبیل کے اندر کا حال بتلاتی ہی یہ سنتے ہی مصور رونے لگا اور پوچھا کہ ای برق تو کبھی زنبیل مین گیا ہی اسمین کیا کیا ہی اسنے کہا میرا تو گھر ہی ہی جب جی چاہتا ہی جاتا ہون سیر کرتا ہون اسمین سات شہر ہین دریا

ہین جنگل وغیرہ ہین بارگاہ حضرت آدمؑ استادہ ہی جنات بیٹھے ہین شراب کا پیالہ گردش مین ہی ہزارہا ساحر قید ہین اُن پر صبح و شام سو سو کوڑے پڑتے ہین دن بھر ٹوکری ڈھلواتے ہین رات کو سوکھے ٹکڑے کھانے کو ملتے ہین یہ بیان سنتے ہی مصور چیخین مار کر رویا اور کہا میری بی بی نے تو گلاب کی پنکھڑی اور پھول کی چھڑی بھی نہین کھائی وہ تو سو کوڑے کھا کر مرگئی ہوگی برق نے کہا ہزار کے صدقے سے مرگئی ہوگی اگر ایسی ہی محبت ہی تو پانچ لاکھ روپیہ اور خلعت فاخرہ یہان سے خدمت مین اُستاد کی روانہ کرو مین عرضی سفارش مین لکھدونگا اگر مزاج مین اُنکے آئیگا چھوڑ دینگے ورنہ گئی تو ہی یہ سنتے ہی ایک تختہ کاغذ خان بالغ حنا پر بصد آداب مصور نے عرضی بنام عمرو تحریر کی جس کا مضمون یہ تھا کہ

مثنوی

بعرض شاہنشاہِ اعظم	سلیمانِ زمان عیار عالم
درخشان اختر اوج سعادت	درخشان ابر دریا بار رحمت
حقیقت دان وحی آسمانی	بیان فرمائے اسرار نہانی
نہال گلشن افضال باری	بہار بوستان شہریاری
عدو غمگین محبش شاد بادا	ہمیشہ ملک او آباد بادا

عروس عرضداشت اس کمترین کی آراستہ زیور دستخط خاص اعجاز اختصاص سے ہو اور ساعت مسعود و آوان محمود مین خدمت بابرکت مین پہونچے یعنی میرے حال پر حضور کو رحم آئے اور میری زوجہ زنبیل سے رہائی پائے پانچ لاکھ روپیہ اور خلعت واسطے نذر ملازمان حضور کے حسب اتفاق رائے شاگرد رشید جناب برق فرنگی ارسال خدمت ہین اگر شرف قبول فرمائین خوشا نصیب اور زہے طالع اور زوجہ میری اگر چھوٹے تو گویا مرغ بے پر و بال قفس الم و ستم سے آزاد ہو کر آشیانہ سدرۃ المنتہیٰ کامیابی پر پہونچے الٰہی آفتاب سلطنت سعادت قرین مطلع عز و تمکین سے ساطع و لامع رہے یہ رقیمہ لکھ کے روپیہ مذکور مع خلعت کے منگوا کر ایک ساحر کو حوالے کیا کہ خدمت عمرو مین لیجائے اور پشت عریضہ پر برق نے بھی لکھدیا کہ آپ صورت نگار کو بھیجدین تاکہ مین قید سے چھوٹون غرض کہ وہ نامہ دار مع تحفہ جات کے روانہ ہوا اور تا آنے جواب کے برق کو کرسی جواہر آگین پر بٹھایا خاطر سے پیش آیا مگر نامہ دار دریائے سحر سے اُتر کر بارگاہ عمرو مین پہونچا یہان برق کی گرفتاری کا ذکر ہو رہا تھا ہر ایک رنج مین تھا عمرو بھی گلیم اُتار کر بیٹھا کہ ساحر نے لا کر نامہ دیا عمرو نے پشت نامہ پر خط برق کا پہچانا اور سوچا کہ اُسنے عیاری کر کے

ساحرون کو پریشان کرنا چاہا ہی یہ سمجھکر قرطاس وخامہ و دوات لیکر جواب نامہ لکھا کہ اے زیارت گاہ
سامری کیشان وائے پشت وپناہ جمشید پرستان عرضی تمھاری نظر اشرف سے گذری اگر میرا فرزند
بھی گرفتار ہوجاتا تو بھی مین صورت نگار کو نہ دیتا لیکن برق کو اپنے فرزند سے زیادہ سمجھتا
ہون کہ اُسکی خاطر سے نذر تمھاری قبول کرکے زوجہ کو تمھاری کنارے دریائے سحر کے لاتا ہون تم
بھی برق کو لیکر اس پار آؤ اور اسکو چھوڑ دو اپنی زوجہ کو لیجاؤ یہ لکھکر ساحر کے حوالے کیا اور روپیہ
وخلعت وغیرہ زنبیل مین رکھا ساحر جواب لیکر دربار شاہِ جادوان مین پہونچا مصور نے نامہ پڑھا
نہایت خوش ہوا اور تخت پر برق کو بٹھا کر کچھ اور روپیہ واسطے دینے عمرو کے ہمراہ لیکر روانہ ہوا
اور اس پار دریا کے آکر ایک پہاڑ پر ٹھہرا ایک ساحر کو بھیجا کہ جاکر عمرو کو میرے آنے سے اطلاع
دے ساحر نے آکر عمرو سے کہا چلیے اور صورت نگار کو دیجیے عمرو نے کہا تم چلو مین آتا ہون
ساحر تو گیا اور اسنے الگ جاکر زنبیل سے ایک کنیز کو نکال کر بصورت صورت نگار بیہوش کرکے
بنایا اور ہوشیار کرکے اس سے کہا مین نے ہزار ہا لونڈیان بیچ ڈالین تجھ پر رحم کیا بادشاہزادی
بنایا نام تیرا ملکہ صورت نگار رکھا اور اصلی اس نام کی شاہزادی کو دریا مین ڈبو آیا اب تجھے
شاہزادی کے شوہر پاس لیے چلتا ہون وہین رہنا اگر وہ پوچھے تو کہنا مین صورت نگار تمھاری
زوجہ ہون اگر پوچھے سحر یاد ہی تو کہنا زنبیل مین جانے سے سحر بھول گئی یہ فہمایش لونڈی سنکر خوش
ہوئی کہ شکر ہی قید سے تو چھوٹی جوانی مفت جاتی تھی اب عیش مین گذرے گی غرضکہ عمرو اسے لیکر
باعزاز تمام روانہ ہوا اور قریب اُسی پہاڑ کے جہان مصور ٹھہرا تھا پہونچا برق نے دیکھا کہ استاد
تو آتے ہین کہا اے مصور تمھاری ایسی ہی خاطر تھی جو تمھاری زوجہ کو لاتے ہین یہ سنتے ہی مصور
دوڑا اور آکر ہاتھ زوجہ کا پکڑا رخسار وپیشانی پر بوسہ دیا اور بخندہ پیشانی کہتا تھا بیت

ہزار شکر کہ مقصود ما میسر شد		مشام جان زخوشبو ءِ تن معطر شد	

یہ کہکر عمرو کی طرف متوجہ ہوا اور شکریہ مین اس طرح زبان عجز انتما کو وا کیا کہ خواجہ آپ نے بڑا احسان
کیا کہ میری زوجہ کو رہائی دی ہرچند کہ اداے شکریہ سے اس عنایت بے غایت کے زبان ژولیدہ
بیان لال ہی لیکن شبدیز لسان میدان احسان بے پایان مین جولان اور دوان ہی کہ بیت

شکر فیض تو چمن چون کند اے ابر بہار		کہ اگر خار وگر گل ہمہ پروردہ تست	

یہ کہکر براہ امتحان تصویر عمرو کی جو گلے مین پڑی تھی یعنے یہ اصلی عمرو ہی یا نہین دیکھی تصویر بصورت عمرو
ہوگئی معلوم ہوا کہ بیشک یہ عمرو ہی اُسوقت ایک کشتی جواہر کی مع اشرفیون کے منگا کردی

عمرو نے کہا میری تصویر ذرا مجکو بھی دکھا دیجیے اُسنے تصویر دکھائی دیکھا کہ جیسے کپڑے مین پہنے
ہون ویسے ہی تصویر کا لباس ہی اور سر مو صورت مین فرق نہین ہی یہ دیکھکر کہا ای مصور
مین نے ہزارون ساحر مار ڈالے لیکن ایسا سحر تصویر کا کسی پاس نہین دیکھا غرضکہ تصویر دیکھکر
اسکو دیدی اور رخصت ہوکر عمرو و برق اپنے لشکر مین آئے مہرخ نے تصدق برق پر سے
اُتارا اور عیاری کا حال سُنکر سب مسرور ہوے عمرو نے کہا میرے شاگرد نے دو چار کوڑیان مجھ کو
دلا دین کہ قرضداری سے کچھ ادائی ہو جائیگی اور مین نے بھی دو انگرکھے گاڑھے کے برق کے لیے
بنائے ہین عید کے دن دونگا برق نے عرض کیا کہ میرے پاس آپ کی عنایت سے سب
کچھ ہی آپ زیربار نہو جیسے سب اہل دربار ان باتون سے ہنسنے لگے اور ساقی نے جام بھر کر دیا
ہنگامۂ عشرت گرم ہوا ادھر تو باطمینان تمام سب مصروف انبساط ہین لیکن مصور اپنی بی بی
کو بارگاہ مین لایا مسند عزت پر بٹھایا وہ کنیز عرصۂ دراز سے مرد سے واقف نہوئی تھی ہاتھ
لگاتے ہی مزے مین آگئی مگر مصور پاس نامہ آیا لکھا تھا کہ آپ نے زوجہ کو اگر پایا ہو تو
ہمارے پاس آئیے کہ ہم اور حیرت بھی بی بی سے آپ کی طین یہ پڑھکر بی بی سمیت سوار ہوکر
باغ سیب مین گیا سب نے تعظیم کی اور برابر شاہ طلسم کے یہ متمکن ہوا اور افراسیاب سے
کہا خداوند با ختر آپ کو سلامت رکھے کہ آپ نے عزت و آبرو بچائی اسمین حیرت نے کہا کہ
صورت نگار کا رنگ بدل گیا کنیز نے کہا تکلیف مین انسان سرخ و سفید کب ہوتا ہی ایک
ساحر بولا کہ ملکہ سے زنبیل کا حال پوچھو یہ سُنکر کنیز بولی کہ زنبیل مین کبھی اندھیرا کبھی اُجالا
کہین صحرا ہزارہا ساحر قید ہین ایک ایک روٹی اور گڑ کی ڈلی ملتی ہی یہ باتین ہو رہی تھین
کہ عیار پہچان بھی آئین اور سب نے صورت نگار نقلی کی بلائین لین اور سامنے آکر غور
سے جو دیکھا تو ہنسین اور صرصر نے آپس مین کہا کہ صورت نگار اصلی نہین ہی یہ کلمات
مصور نے بھی سُنے کہا تم کیا چپکے چپکے کہتی ہو اُنھون نے کہا حضور آپنے پانچ لاکھ روپے
جواہر وغیرہ خرچ کیا لیکن بی بی کو بھی پہچانا پوچھو تو کہ سحر بھی یاد ہی یہ سُنتے ہی کنیز بولی کہ زنبیل
مین جانے سے سحر بھول گئی صرصر نے اسکے بولنے سے آواز پہچانی کہ دراصل صورت نگار نہین
ہی گویا ہوئی کہ حضور ہم عیارہ نہ ٹھہرے کوئی گدہی ٹھہرے یہ کوئی بڑھیا کہین کی لونڈی ہی
دو کوڑے مار یے ابھی قبول دے گی یہ سُنتے ہی مصور گھبرایا اور شاہ سے کہا واسطہ سامری کا
آپ کتاب دیکھ دیجیے یہ اصلی زوجہ میری ہی یا نہین ازبسکہ شناخت کرنا صورت کا تھا اور

ایک دھوکے کی بات دریافت کرنی تھی اس وجہ سے کتاب دیکھی معلوم ہوا کہ صورت نگار اپنی
بارگاہ مین لیٹی کھڑی ہی اور ایک درخت کے نیچے لشکر سے ہٹکر ہمترائی بیہوش پڑی ہی اور بیت الخلا
مین لونڈی بیہوش ہی یہ دیکھتے ہی صرصر وغیرہ سے کہا کیون مردارو مین نے تمکو حفاظت کے لیے
جو بھیجا تھا تو ایسی ہی نگہبانی کرتے ہین کہ اتنے آدمی عیار نے بیہوش کیے اور تمکو خبر نہوئی صرصر
یہ عتاب دیکھکر عذر خواہ ہوئی اور پھر عیاری چاہا کہ جاؤن مگر شاہ طلسم نے مصور سے کہا کہ یہ
عورت کنیز ملک بروغ ہی اور بی بی آپ کی دری مین لیٹی ہوئی بارگاہ مین ہی یہ سنتے ہی
مصور اڑکر چلا مگر حال سنیے کہ بارگاہ مین برق کی ثنا جو عمرو نے بہت کی ضرغام و جانسوز بھی
اس فکر مین چلے کہ ہم بھی عیاری کر کے نام آوری حاصل کرین آخر لشکر کفار مین آئے یہان نہ عیار
پہچان تھین نہ حیرت تھی سناٹا تھا قابو جو پایا دل سے یہ سوچے کہ مصور آخر بارگاہ
مین کسی وقت آئے ہی گا ابھی سے اسکے قید کرنے کا سامان کر رکھو یہ سوچکر کنارے لشکر کے
ایک درخت کے نیچے بیٹھکر نقب لگانا شروع کی اور بارگاہ مین صورت نگار کی مہرہ اسکا توڑا دری
کو جو خنجر سے کاٹا صورت نگار جو اسمین لیٹی تھی زمین پر گری عیارون نے گرنے کی صدا سنکر
اسکو کھینچکر سر نقب پر لا کر رکھا اس طرح کہ آدھا دھڑ نقب مین اور آدھا بارگاہ مین اور اسکے پاؤن
کے نیچے حلقے کمند کے لگا کر آپ بھی چھپکر بیٹھے کہ جو اس کو اٹھانے آئیگا ہم بیضہ بیہوشی مارکر اسکو
بیہوش کر کے لیجاینگے غرض کہ یہ تو گویا دام مین دانہ ڈالکر بیٹھے اور مصور بیتابانہ آکر بارگاہ مین
پہونچا دری کو الٹا ایک جگہ اپنی زوجہ کو پڑے دیکھا شانے پکڑ کر جو اٹھایا پاؤن کو گڈھے
مین لٹکا پایا حیران ہو کر گردن ڈالکر جھانکنے لگا اسوقت ایک عیار نے کمند ماری اور دوسرے
نے بیضہ بیہوشی مارا کہ یہ بیہوش ہوا عیارون نے اسکو بھی کھینچا اور اسکی زوجہ کو بھی ٹانگ پکڑ کر
نقب مین کر لیا ایک نے مصور کو پشتارہ مین باندھکر لادا اور دوسرے نے اسکی جورو کو سنبھالا
لیکر کنارے لشکر کے نقب سے نکلے اور اپنی بارگاہ کی طرف راہی ہوے لیکن صحرا کی طرف سے چلے
کہ کوئی ہمکو شناخت نہ کرے جب جنگل مین پہونچے تصویر عمرو کی اتار لی اور باہم مشورہ کیا
کہ سر انکے کاٹ کر لے چلین یہ سوچکر خنجر دونون نے مارا خنجر جسم پر سے انکے اچٹ گیا پتھر مارے
وہ بھی الٹے پھر آئے اسوقت تجویز کیا کہ زمین مین نالی بنا کر بارود بچھا کر انکو اڑا دین ایسا ہی
عمل مین لائے یہ تو سرنگ اڑانے کی فکر مین ہین وہان شاہ طلسم نے پھر کتاب سامری دیکھی کہ مرشدزادے
تنہا گئے ہین دیکھون کیا معاملہ گذرا کتاب مین معلوم ہوا کہ عیار دونون کو قتل کیا چاہتے ہین

یہ دیکھتے ہی کتاب بند کر کے خود پرواز کر کے چلا اور بہت جلد آکر وہین پہونچا کہ عیار نقب کھود کر بارود بچھا رہے تھے شاہ نے نعرہ کیا کہ دونون عیار بھاگے لیکن اسنے سحر کیا کہ دونون کمر تک زمین مین سما گئے اسوقت بارگاہ سے برق اور قران بھی بہر عیاری چلے تھے جب جنگل مین آئے بلندی سے لشکر ساحران کو دیکھکر عیاری سوچنے لگے کہ ان کو ایک سناٹا معلوم ہوا اور غور کر کے جو دیکھا تو ضرغام اور جانسوز کو شاہ طلسم نے گرفتار کیا ہی یہ دیکھتے ہی قران ایک ساحر کی صورت بنا اور برق کو بصورت اصلی مشکین باندھکر لیچلا شاہ کے سامنے جاکر سلام کیا اور عرض پیرا ہوا کہ میرے سہاڑ پر جہان مین رہتا ہون یہ عیار آیا تھا مین نے گرفتار کیا ہی شاہ جادوان خوش ہوا اور قران کو پچیس اشرفیان ہاتھ پر رکھکر نذر دینے لگا جب قریب آیا عرض کیا ان دونون عیارون کو بھی مجھے دیجیے کہ اپنے سحر مین مبتلا کریکے حضور کے ہمراہ چلون شاہ نے نذر پر اسکی ہاتھ رکھا اور سحر کیا کہ عیار زمین سے نکل آئے سحر برطرف ہوگیا اُسوقت قران پاس تو کھڑا ہی تھا تاک کر حباب بیہوشی جو لگاتا ہو شاہ طلسم کے مُنھ پر پڑا کہ یہ بیہوش ہوکر گرا قران نے بغدہ تان کر چاہا کہ سر پر لگاؤن یکایک زمین تھرا کر شق ہوئی صدا آئی کہ لینا پکڑنا جانے نہ دینا قران اور تینون عیار گھبرا کر بھاگے اور افراسیاب و مصور و صورت نگار زمین مین سما گئے بعد لمحہ کے تینون کی آنکھ کھلی دیکھا کہ زمین یہان کی زمرد کی ہی آسمان سونے کا ہی بیابان سرسبز شاداب ہی بہار یہان کی نایاب ہی کہ

نظم

کہ ناگہ اُسے ایک صحرا ملا — نہایت خوش آیند و دلچسپ تھا

ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی جو آنے لگی — تو روح اسکی کچھ لطف پانے لگی

نمایان ہوئی اُس جگہ ایک جھیل — کہ تھے سنگ پشت اُسمین مانند فیل

کنارے کہین منھ نکالے نہنگ — کسی جا پہ دو مچھلیون مین تھی جنگ

اُسی جھیل مین آکے تینون نہائے — تو بیہوشی اُتری حواس اُنمین آئے

جب خوب ہوشیار ہوے تین پریزادین زرین پوش حسینہ و جمیلہ سامنے آئین عرض پیرا ہوئین کہ ہم طلسم کی پریان ہین اور یہ بیابان طلسم اور جھیل رہائی کی ہی آپ شاہ ہوکر اکیلے ہر جگہ چلے جاتے ہین اُسوقت عیار آپ کو مارے ڈالتے تھے ہم اُٹھا لائے یہ سنتے ہی افراسیاب کو غیرت آئی اور مصور سے گویا ہوا کہ میری عزت تو جا چکی تمام طلسم مین مشہور ہوگیا کہ شاہ طلسم کو عیار مارے ڈالتا تھا آپ اس طلسم کی سیر کیجیے مین جاکر قران کو گرفتار کرتا ہون یہ کہکر پریون سے کہا مرغزار دے جب

سیر کر چکین تو بحفاظت تمام میرے پاس پہونچا دینا غرضکہ آپ روانہ ہوا یہ تو ادھر سے آتا ہی اور مصور
مع اپنی بی بی کے سیر طلسم مین مصروف ہی مگر برق وغیرہ عیار جو اپنی بارگاہ مین بھاگ کر گئے عمرو سے
سب حال کہا عمرو نے جب سُنا کہ لشکر ساحران خالی ہی مصور وغیرہ زمین مین سما گئے ہین یہ معلوم
کر کے سب عیارون کو لیکر جنگل مین گیا اور آپ بصورت مصور بنا برق کو صورت نگار
بنایا اور جانسوز کو خدمتگار بنا کر روانہ ہوا یہانتک کہ لشکر ساحران مین پہونچا سب ساحر دوڑ ملنے
نہایت خوش ہوے نذرین دین تصدق اُتارے عمرو بارگاہ مین جاکر بیٹھا اور اپنے سردارون
مالی جادو وبہزاد جادو وغیرہ کو بلا کر حکم دیا کہ میرا خزانہ اور اسباب وغیرہ سب ایک جگہ کرد
کر اسکو لیجا کر زمین کہین مخفی کر دن تاکہ ایسا نہو عیار اسکو آکر لیجائین حسب الارشاد صندوق زر وجواہر
کے اور دست بقچے اور بدر بارِ شالون کی سب ایک جا کر کے عرض کیا کہ مال سب حاضر ہے یہان
لانے مین عرصہ ہوگا وہین چلکر لے لیجیے عمرو نے وہان سے سب کو ہٹا دیا اور جال مار کر زنبیل مین
رکھا اور رفیقون سے حکم دیا کہ صندوق مین کنکر پتھر بھر دو تاکہ مصور یہ مال لے جائے تو بہت پچھتائے
اور پشیمانی اُٹھائے ملازم حسب ارشاد عمل مین لائے جملہ صندوق خس وخاشاک وسنگریزون سے
لبریز کر دیے یہ انتظام عمرو کر رہا تھا کہ وہان مصور نے تصویر دیکھی کیونکہ جسوقت شاہ طلسم نے
ضرغام وغیرہ کو گرفتار کیا تھا تو تصویر اُن سے چھین لی تھی لیکن جب زمین مین غرق ہوکر صحرائے
طلسم مین پہونچا اسوقت تصویر مصور کو دیکر آپ بہر گرفتاری قران گیا فی الجملہ اسوقت جو
شبیہ عمرو دیکھی معلوم ہوا کہ میری صورت بنکر میرے مال کو تاراج وبرباد کرتا ہی یہ دیکھتے ہی پریزادون
سے مصور نے کہا جلد مجھے لشکر مین پہونچا دو انھون نے اسکو ایک صحرا مین لاکر کہا جائیے وہ لشکر
آپ کا سامنے نظر آتا ہی مصور بعجلت تمام تر مع اپنی زوجہ کے اُڑکر چلا اور بارگاہ کے قریب آکر نعرہ زن
ہوا کہ باش اے دزد مکار مین آپہونچا یہ نعرہ سُنتے ہی برق اور جانسوز جست کر کے بھاگے
مصور کو بسبب تصویر کے حال عمرو کا ظاہر ہوا تھا اُن عیارون سے واقف نہ تھا اس سبب سے
یہ تو بھاگ گئے مگر اُسنے عمرو پر ایسا سحر کیا کہ وہ فرار نہو سکا پانون زمین نے پکڑ لیے اسکو مسحور کر کے
بارگاہ مین گیا اور سب مال وغیرہ کو دیکھا ملازمون کو کنکر پتھر بھرے صندوق مین پایا بہت خفا ہوا
سب کو نکال دیا آخر سارا اسباب لٹا ہوا دیکھکر عمرو سے کہا دیکھ تو مین تیرا کیا حال کرتا ہون اور جلاد
کو طلب کر کے حکم دیا کہ جلد سر اس دزد کا جدا کر جلاد مستعد قتل ہوا عمرو رجوع قلب سے دعا کرنے لگا
اسوقت عیار برق جو بھاگ کر گیا صحرا مین پہونچا وہان قران سے ملاقات ہوئی اُس سے کہا

کہ اُستاد گرفتار ہوگئے اور سارا حال بیان کیا **قران** نے ماجرا سُنکر فوراً صورت اپنی مثل **افراسیاب**
کے بنائی تاج گوہرنگار سر پر رکھکر اور چار قب شاہنشاہی در بر کر کے مالا ہاے مروارید گلے مین ڈالکر
قباے قلم زرکار و جواہر دوز پہنی قشقہ سے پیشانی کو مزین کیا تصویرین سامری و جمشید و لقا کی
کہنی سے شانے تک باندھکر درست ہوکر **برق** سے کہا کہ شیر صحرائی کی صورت تم بنو **برق** نے پوست
شیر کی نکالی اور اُسکے پاس گھنڈیان لگی ہوئی بہت سی کھالین شیر اور آہو اور سگ وغیرہ کی رہتی
ہین اور یہ **برق** چارپایہ تو بے مثل بنتا ہی چنانچہ **نوشیروان** نامے کے دفتر مین ملک فرنگ پر جب مقابلہ
مرزوق فرنگی سے اور امیر سے واقع ہوا یہ عیار **مرزوق** کا تھا اور کتا بنکر سب **امیر** کے سردارون
اور **عمرو** کو پکڑ لے گیا تھا اور کسی نے اس کو شناخت نہ کیا پھر **عمرو** کے ہاتھ سے زیر ہوکر مسلمان ہوا اور
اطاعت مین ابتک ہی فی الجملہ شیر کی کھال پہنکر گھنڈیان پیٹ کے برابر درست کر کے بالون مین چھپائین
اور وہ ببر غران اور ضیغم دمان بنکر تیار ہوا کہ شیر فلک جسکی ہیبت سے برج اسد مین جاکر چھپتا اور
خنجر گزار سپہر کا زہرہ خوف سے آب ہوتا تھا **نظم**

بوقت خشم اگر دندان دکھائے		تو ثور چرخ ڈر کر تھرتھرائے
صدائے رعد غرش مین تھی پیدا		چمک آنکھون مین مثل برق ہویدا

اس شکل سے جب تیار ہوا **قران** اُسکی پشت پر سوار ہوا وہ لیکر سمت لشکر **مصور** چلا جب لشکر
مین پہونچا ساحرون نے دیکھا کہ **افراسیاب** شیر پر سوار نہایت کر و فر سے آتا ہی بہر تعظیم ہر شخص حاضر
خدمت ہوا جلاد **عمرو** کو قتل کرنے سے ٹھہر گیا اور **مصور** بھی خبر سُنکر دوڑا اور استقبال کر کے بارگاہ مین
لے گیا عرض کیا کہ خوب ہوا آپ تشریف لائے ہین مین نے اس نا عیار مکار کو قتل کرنا چاہا ہو شاہ طلسم
نے حال سُنکر کہا اے مرشدزادے برحق آپ اپنا سحر اسپر نہ رکھیے مین شیر سے اس عیار کو کھلوائے دیتا
ہون یہ کہکر شیر سے اُترا اور کہا لے شیر اس عیار کو جاکر کھا لے شیر نقلی غرا کر جو چلا جس قدر تماشائی
اور جلاد وغیرہ تھے بھاگ گئے اور **مصور** نے سحر کی قید **عمرو** پر سے دور کر دی شیر نے جاکر **عمرو** کو مُنھ
مین دابا **عمرو** کی گویا فرط خوف سے جان نکل گئی جیتے جی مر گیا اور گھگی بندھ گئی دل سے دعا کرتا تھا
کہ الٰہی پنجۂ عذاب خیبر سے مجھے نجات دے آخر بیہوش ہوگیا لیکن شیر نے نہ چھوڑا مُنھ سے ہکا دیا پیٹھ پر
لاد کر سامنے شاہ طلسم کے لایا اُسنے کہا وہ خیمہ جو خالی ہی وہان جاکر اسکو کھا لے اور میری سواری کو
حاضر ہو شیر حکم پاکر خیمے مین گیا اور تنہائی پاکر **عمرو** سے ہوشیار کر کے کہا اُستاد خوف نہ کھایئے مین
ہون **برق** اور سب حال بیان کیا **عمرو** کی جان مین جان آئی شاگرد کو گلے سے لگایا کہا بیٹیا یہان

جو کچھ شاہ طلسم کو نذر و غیرہ ملے گی اور مصوّر پاس جو کچھ ہو وہ لینا چاہیے برق نے کہا زیادہ طمع نکیجیے
آپ کی قید ہوئے تو بڑی مشکل سے ہوگی عمرو یہ کلمہ سنکر خفا ہوا کہ بیہودہ تو نے مجھ ایسے قانع کو طامع
اور لالچی مقرر کیا ہے برق نے کہا آپ خفا ہوں میں جاتا ہوں آپ کا نقصان مجھے بھی نہیں منظور
یہ کہکر شیر بنا ہوا قران پاس آیا لیکن یہاں قران نے بارگاہ میں بیٹھکر سرداران نامی کو جمع کر کے
باتیں کرنا شروع کیں مصوّر نے ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب بھر دیا قران نے لیکر
آنکھ بچاکر بیہوشی اس میں ملائی اور مصوّر کو دیا کہ پہلے مرشد زادے آپ پئیں مصور نے جام لیکر
پیا قران نے ساقی سے گلابی لیکر کہا کہ عمرو کے قتل ہونے کی خوشی میں سب کو شراب پلاؤں گا
اور گلابی میں بیہوشی بجالا کی ملا کر ہر ایک کو شراب پلائی بعد لمحہ کے تاثیر ہوئی اور ساحر جو تھے پیزار
باہم لڑکر بیہوش ہوئے اسوقت قران نے بغدا نکال کر دو چار کے سر کاٹے شور اُن کے مرنے کا
بلند ہوا ساحران لشکر کچھ بھاگے اور کچھ سمت بارگاہ دوڑے غلغلہ جو ہوا عمرو خیمے سے بہ شکل
ساحر لٹیا لینا کہتا ہوا نکلا اور بارگاہ میں جاکر جال مار کر لوٹنے لگا برق نے بھی زمین پر گر کر غلطک لگائی
کہ پوست شیر کی اُتر گئی اور نعرہ کیا منم برق اور قران نے بھی نعرہ کیا دونوں سرایچے پھاند کر
بھاگے اور عمرو کشتیاں جواہر کی اور اسباب وہاں کا لوٹ کر نعرہ کر کے بھاگا مصوّر پر اس وجہ سے
ہاتھ نہ ڈالا کہ اسکی قضا نہیں ہے ایسا نہو کہ پھر آفت میں مبتلا ہو جائیں غرض کہ سب لوٹ مار کر
نکل گئے ساحروں نے مصوّر کو آکر ہوشیار کیا اسنے اس کیفیت پر اطلاع پا کر سر اپنا پیٹ لیا
اور چاہا کہ بہر گرفتاری عیاران جاؤں لیکن صورت نگار اسکی زوجہ نے منع کیا کہ عیار آفت روزگار
ہیں اُنکا تعاقب اچھا نہیں سکے مانع ہونے سے یہ رکا اور بارگاہ میں نیا سامان وغیرہ درست کر کے
فروکش ہوا مگر عیار جو بھاگ کر چلے اپنے لشکر میں آئے بارگاہ میں پہونچکر مہرخ وغیرہ سے سب ماجرا
بیان کیا ہر ایک نے ذلت عدو سنکر خندہ زنی کی اور قہقہے لگائے آخر ہنگامہ عشرت گرم ہوا رقص
و سرود کے تماشے میں مصروف ہوئے قران صحرا میں چلا گیا اور عیار اپنے کام میں سرگرم ہوئے
یعنے فکر عیاری کرنے لگے لیکن شاہ طلسم جو بہر گرفتاری قران روانہ ہوا تھا راہ میں سوچا کہ کتاب سامری
میں چلکر اُسکا حال دریافت کر دیہ تجویز کر کے باغ سیب میں گیا سب نے تعظیم کی تخت پر آکر
متمکن ہوا یہاں وہ کنیز جس کو عمرو نے مصوّر کی زوجہ بناکر بھیجا تھا بیٹھی تھی اس کو حکم دیا کہ یہاں
سے نکل جا وہ مایوس باغ سے نکلکر طلسم میں بھیک مانگنے لگی ایک دن ایک ساحر نے دیکھا جوان
عورت دیکھکر اپنے گھر میں لیجاکر رکھا ادھر افراسیاب نے کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ قران

سیری صورت بنکر گیا اور مصور کو لوٹ کر ساحرون کو قتل کر کے چلا گیا اسوقت صرصر ابین ہی یہ دیکھتے ہی
چاہا کہ جا کر گرفتار کرون لیکن حیرت اسکو عازم روانگی سمجھ کر مستفسر ہوئی کہ حضور کہان جانے والے
ہین شاہ جادوان نے اپنا ارادہ ظاہر کیا حیرت عرض پیرا ہوئی کہ ملازمان شاہ کے لائق وشایان
کب ہو کہ عیارون کے پیچھے دوڑتے پھرین لازم ہو کہ حضرت جہان پناہ تامل فرمائین اور کوئی تدبیر
گرفتاری عیاران کی جائیگی افراسیاب اسکے روکنے سے کچھ سمجھ بوجھ کر بیٹھا اور جام مے ارغوانی پیکر
مزاج کو اعتدال پر لانا چاہا ناچ سامنے ہونے لگا اسوقت پنجے نے لاکر نامہ دیا لفافے پر مہر خداوند لقا
ثبت تھی اُس کو آنکھون سے لگایا نامہ کھولکر پڑھا لکھا تھا کہ اے بندۂ غفلت شعار شہنشاہ ساحران
اپنے خداوند سے تونے غفلت کی ہو بندگان خوابی نے خداوند کو عاجز و پریشان کر رکھا ہو اور تجھ
سے کچھ نہین ہو سکتا خداوند نے اسی دن کے لیے تجکو یہ سلطنت طلسم عطا فرمائی تھی اور شاہ جادوان
بنایا تھا کہ تو خداوند کی خبر نہ لے لازم کہ بہ مجرد دیکھنے نامے کے یا تو کسی ساحر جلیل القدر کو بہر مقابلہ حمزہ
روانہ کر یا جواب بھیجدے کہ مین مدد نہین کرونگا تا کہ خداوند اور کوئی تدبیر کرین اور کسی دوسرے
بندے کو اپنے بلائین یا خود وہان تشریف لیجائین اس مضمون کو پڑھکر اور عتاب خداوندی
دریافت کر کے شاہ لرز گیا اور اسی وقت سحر پڑھکر دستک دی زمانہ تاریک ہو گیا بعد لمحے کے تاریکی
دور ہوئی اور ابر برودے ہوا پیدا ہو کر زمین پر اُترا اُس ابر پر دو ساحر سیاہ فام گندہ دہن بد باطن
سوار تھے شعلہائے آتش سارے جسم سے اُن کے نکلتے تھے سامنے بادشاہ کے آکر دست بستہ
سلام کر کے ٹھہرے اُسنے حکم دیا کہ اے اہلیل جادو و تحلیل جادو تم اپنے ملک سے جمعیت کثیر
لیکر پاس خداوند کے جاؤ اور لشکر خدا پرستان کو ہلاک کرو اور ایک عرضی جواب مین نامے کے آپ
بھی لکھکر اُن کے حوالے کی مضمون یہ تھا کہ یا خداوند دراصل اس بندۂ گنہگار سے غفلت اور خطا
سرزد ہوئی قصور میرا معاف فرمایئے اور مین بدل اعانت اور جانثاری کرنے کو حضور کی حاضر ہون
دو ساحر گرامی منزلت خدمت سراپا برکت مین بہ جمعیت کثیر حاضر ہوتے ہین یہ کام خداوند کے
بندگان مغضوب کا تمام کر دینگے قصہ مختصر عرضی لیکر وہ ساحر اپنے ملک مین آئے اور لشکر کو حکم تیار
ہونے کا دیا فوج سپہ سالار سردار حربہ ہائے آتشین لیکر سوار ہوے طائران سحر اور اژدہائے دمان
پر کاٹھی اور زین بچھ گئے باجے جنگی بجنے لگے بڑے کر و فر سے لاکھ ساحر چلنے پر مستعد ہوے دونون
ساحر اژدہون پر تخت اپنا کھچوا کر سوار ہوے اور سمت کوہ عقیق چلے گاتے اور ڈمرو بجاتے جاتے تھے
کالی گھٹا اُمڈی نظر آتی تھی زمین تھراتی تھی کہ نظم

ہوا پر اڑا تخت سردار کا — وہ سب لشکر اس تخت کے گرد تھا
بندھے چست تھے کھاروے کے لنگوٹ — بھبوں کے دلوں پر لڑائی کی چوٹ
بیان انکی شکلوں کا کیا کیجیے — تصور جو کیجے ڈرا کیجیے
درازی تھی انکی رز دے حسد — کھنبے ساٹھ گز کے فقط انکے قد

الحاصل بعد قطع جادۂ طلسم کوہ **عقیق** مین پہونچے بیان وہ خرس بادیۂ ضلالت مردود و گمراہ یعنے **زمرد شاہ** لقاے بے لقا راندہ درگاہ آیۂ نکبت خداوندی پر اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ یکایک رعد گرجا اور بموجب ابیات

ہوئے کالے بادل فلک پر نمود — پریشان ہوئے ہر طرف مثل دود
گرجنے لگا ابر وہ رعد وار — چمکنے لگین بجلیان بھی ہزار
بھبون پاس آنے لگین بجلیان — بدن کو جلانے لگین بجلیان

لقا یہ علامت دیکھکر پکارا کہ کوئی بندہ خاص ہمارا آتا ہی یہ کلام **بختیارک** سلیمان سنکر بہر استقبال چلے اور بارگاہ سے باہر آکر سمت ابر دیکھا کہ ہزارہا ساحر گردن دشیر آتشین پر سوار آتا ہی اور اژدہون پر تخت کھنچا ہی دو ساحر تاج ولباس فاخرہ سے آراستہ بیٹھے ہین یہ دیکھکر **بختیارک** نے صدا دی کہ بیت

نہ دانم بہر تشریف قدومت خانہ وارم — غریبم خاکسارم گوشۂ ویرانہ دارم

اس ندا کو سنکر وہ ساحر اترے اور شیطان سے بغلگیر ہوے لشکر ساحران اترنے لگا طبل ونقارے بجنے لگے دونون ساحر ہمراہ شیطان کے بارگاہ مین آئے خداوند کو سجدہ کیا نذر دی اور عرضی **افراسیاب** کی پیش کی **لقا** عرضی پڑھکر بولا کہ ہم نے تقصیر شاہ طلسم معاف کی اور اپنی رحمت اسپر نازل کرینگے غرضکہ یہ دونون ساحر دنگل پر بیٹھے اور ساقی نے جام شراب زعفرانی دیا ناچ ہونے لگا انھون نے سب حال لشکر امیر کا استفسار کیا کہ وہ کیسے بندگان قدرت ہین جن پر اسقدر رحم خداوند کا ہی کہ باوجود اس سرکشی کے خداوند انھین غارت نہین فرماتے **بختیارک** نے کہا یہ راز خداوندی ہین اس امر کا دریافت کرنے والا بہت جلد ہلاک ہوتا ہی اتنا مین جانتا ہون کہ **حمزہ** دن بھر خداوند سے لڑتا ہی اور بعد نصف شب کے ایک تہ خانے مین اترکر نظر مردم سے مخفی ہوکر الٹا لٹکتا ہی اور توبہ توبہ کرتا ہی خداوند اسکی خطائین روز گذشتہ کی معاف کر دیتے ہین صبح کو پھر وہ سرکشی پر کمر باندھتا ہی دوسرے یہ کہ خداوند نے ان بندگان مغضوب کو عالم خواب مین پیدا کر کے

فراموش فرمایا اب نسبت اُنکے تقدیر ہلاک و غارت فرمانے پر خداوند قادر بغیین ہین چاہتے ہین کہ کسی بندہ زبردست کے ہاتھ سے ان سرکشون کو برباد و تباہ کراؤن یہ باتین سُنکر ساحرون کو خوف طاری ہوا اور کہا جب خداوند خطا مین حمزہ کی ہر روز معاف کردیتے ہین تو ہم کیونکر اُس سے ہم نبرد ہو سکین گے بختیارک نے کہا تم ڈرو نہین خداوند نے فرمایا ہی کہ اب خطا اسکی معاف نہ کرون گا اور تم کو اُسپر غلبہ حاصل ہوگا یہ سُنتے ہی لقا نے پکارا کہ اے بندو میرے مین نے تم کو نظر کردہ کیا اور تمھارے ہاتھ سے سب کو قتل کراکر افتخار جاوید تم کو عطا کرون گا زبان خداوند سے یہ کلمات مرحمت مشحون استماع کر کے سجدے مین گرے اور بہت خوشنود ہوے اس اثنا مین وہ دن بھی آخر ہوا اور ساحر روزگار نے طلسم عالم مین تاریکی شب ظاہر کی اور روانہ پارے انجم کو رائی سرسون کی طرح میدان چرخ مین چھٹکا یا اور رال کا گولا مہتاب تابان کو بنایا کہ ابیات

درخشان خدائے ستارے کیے	عطا چرخ کو ماہ پارے کیے
لگا ناچنے چرخ نیلوفری	بجائی تھی دف زہرہ و مشتری
خوشی کی ہوئی چرخ پر انجمن	کہ سارے ستارے ہوے خندہ زن

ساحرون نے حکم دیا کہ ہمارے نام پر نقارہ جنگی گرد گرا ے بموجب حکم لقا فوج ساحران مین نفیر بجی اور طبل رزم پر چوب پڑی آسمان کو چکر آیا اور زمین کو جنبش ہوئی کہ **نظم**

دماموں سے نقارے تھے کامیاب	بجین توبتین ہر طرف کو شتاب
صدا بم کی دوُن دوُن جو تھی کیا کہون	یہ مطلب تھا ہی زیر گردون دون

صدائے طبل سُنکر چوالیس لشکر امیر کشورگیر جو بصورت مبدل بہر خبر فوج ساحران مین آئے تھے پھر کر بارگاہ سلیمانی مین سامنے شہنشاہ گردون بارگاہ سعد بن قباد عالی نژاد کے حاضر ہو کر عرض پیرا بزبان عجز بیان ہوے کہ **قطعہ**

اے خسرو زمانہ کہ از روے معدلت	مسند فراز گنبد اخضر نہادہ
بادا ابلق سپہر ترا رام کز ظفر	صد داغ بر جبین مہ و خور نہادہ

دو ساحر اہلیل و تحلیل جادو نام نے اکر شور و شر مچایا ہی طبل جنگ بجوایا ہی اس خبر کو عرض کر کے ہرکارے علحدہ ہوے اور شاہ نے سمت صاحبقران ملاحظہ فرمایا وہ ارادہ شاہ پر اطلاع پاکر ارشاد کنان ہوے کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل خدائے جبار و قہار طبل حرب نواخت مین آئے کیونکہ جیسا کچھ منشی تقدیر نے ہماری سرنوشت مین ترقیم فرمایا ہی وہی پیش آنی ہی کہ **بیت**

خصم را گردن نہم بے اعتباری آورد
مردن اولےٰ تر کہ در بے اعتباری زیستن

حسب فرمان قضا جریان چالاک کے جاکر نقارخانہ سلیمانی مین طبل سکندری پر دوال دی شور محشر آشکار ہوا ہر ایک بہادر خبردار ہوا کہ دم سحر ہنگامہ کارزار ہوگا نقد جان عروس جلاوت پر نثار ہوگا اس معرکہ مین پروردگار آبرو رکھ لے اور سرخرو کرے غرضکہ دربار شاہ نے برخاست فرماکر حکم آراستگی فوج صادر فرمایا درستی آلات حرب مین ہر ایک تہور دستگاہ جلاوت شعار مصروف ہوا جوش شجاعت مین بہادران زمان کے ورد زبان تھا کہ کل معرکہ ہمارے ہاتھ ہے تیغ و گردن کا ساتھ ہے کہ نظم

اگر بر نیاریم تیغ از نیام
کہ بیش زبونان زبونی کنیم

زمردی بما بر نیارند نام
اگر یار باشد جہان آفرین

بخود ننگ را رہنمونی کنیم
بہ تیغ از عدو باز خواہیم کین

شب بھر جانبین مین تیاری سامان جدال و قتال رہی شمشیر ہائے صاعقہ خصال اور خدنگہائے جانستان و شعلہ پایہ پر آبداری دی گئی کمان ہر ایک خطا کرداروں کے لیے سینک کر درست ہوئی اسی مشغلے مین جب رات کٹ گئی اور طاؤس روشن نگاہ گرم خو آشیانہ نور مشرق سے اڑا اور صولت و شہامت کو اپنی خلق پر زاغ شب کو شکار کر کے ظاہر کیا علم خط صبح ہوا کہ مثنوی -

یہ طاؤس رخشان مین تھی روشنی
ادھر آتا تھا وہ بڑی دور سے

کہ چشم خلائق کو دی روشنی
وہ پرواز مین تھا پر نور سے

دم سحر امیر درود و وظائف سے فارغ ہو کر اسلحہ زیب جسم فرماکر مع تمام سرداران ذی وقار کے در دولت بادشاہ پر حاضر ہوئے اور پلٹنین رسالے فوج فوج و موج موج میدان جنگاہ کو گئے شہنشاہ عالم نے بھی نماز پڑھکر اسلحہ زیب قامت کئے اور سواری طلب کی کہ ابیات

غرض صبح جسدم ہوئی جلوہ گر
درخشان و تابان وہ تھا بہر طور
کمربند مین کار ہیرے کا تھا
کہ جو دو کرے کوہ کو ایک بار
ہر اک فن سے واقف جو تھا وہ جوان
پکارے کہ ہے توس ہی آفتاب
اٹھا تخت ہر اک کہاری چلی
اور اُنپر بہت شوخ مینے کا کام

تو فوراً جلوس آیا دروازے پر
لپٹا کمربند وہ زرنگار
گلے مین بھی اک ہار ہیرے کا تھا
وہ بائین طرف ترکش لاجواب
رکھی سیدھی کاندھے پہ اپنی کمان
غرض جب وہ سب اسلحہ سج چکا
کہے تو کہ باد بہاری چلی
سرون مین جو ہیرے نکے تعویذ تھے

رکھا سر پہ تاج جواہر نگار
کہ جس پر جواہر کا بالکل تھا کار
حمائل وہ تلوار کی آبدار
کہ ہر تیر تیر قضا کا جواب
کمان کاندھے پر دیکھکر شیخ و شاب
ہوا تخت شوکت پہ جلوہ نما
لگین مچھلیان تھین سرون پر تمام
سیہ شب مین تارے تھے چھلکے ہوئے

جڑاؤ وہ مینے کے تھے سیس پھول
کہ قتال رنگ انکے مریخ کے
کہارون کی تعریف مین کیا کرون
صبا سے زیادہ تھے وہ بے مکان
کہ اک قدرتِ حق ہویدا ہوئی
ادا سبنے بڑھ بڑھ کے مجرے کیے
مغرق ہر اک ساندنی پیش پیش
لیے خاصبان خاص بردار تھے
بیان کیا کرون اُسکے لشکر کا حال
گرے ابر مین جیسے آواز رعد
زرِ سرخ ہوتا تھا اُس پر فدا
بڑھے عمر و دولت بڑھے عز و شان
ادھر سے کے لشکر لقا بھی چلا
ہر اک سحر مین چیدۂ روزگار
مقابل ہوئی فوج سے آکے فوج
تو ساحر ہی ساحر تھے میدان مین
ہوئے قلب مین جلوہ گر بادشاہ
قیامت سی اُس دشت مین آگئی
سنو حال ان سب کے سامان کا
تو پانی بیابان مین بڑھتا تھا
کسی نے کیا اژدہون کا برن
وہ سب لشکر شہ سے اقرب ہوئے
کہ اے نامداران میدان کین
عوض جان کے تو اُسکو اگر ان مین
پکارا کہ اے حمزۂ نامور

کہ تھے رنگ مین جیسے اُنیس پھول
اسی طرح دروازے تک آیا تخت
روانی کی توصیف مین کیا کرون
پڑی تھی جو چلمن لیکایک بندھی
سواری شہنشہ کی پیدا ہوئی
چلا تخت شاہنشہِ نامدار
کہ اک لق سے تھا شمار انکا بیش
تئی وردیان مختلف زیبِ تن
ہر اک نوجوان شیر دل خوش جمال
سمان صبح کا روشنی کا ظہور
قدم با قدم مثل بادِ صبا
غرض پہونچا لشکر بیابان مین
بیابان مین وارد ہوا بے حیا
وہ کھینچے اُسکے بس ہاتھیون پر سوار
ملے جس طرح سوج سے آکے موج
پرے جم گئے رن مین جب ہر طرف
بڑھے ہر طرف ساحر روسیاہ
اُٹھا ایک جانب سے طوفان سا
کسی نے کیا سحر طوفان کا
بنا ایک غول اُنمین سے بشکل شیر
دکھانے لگے اپنا اپنا وہ فن
غرض جب کہ ترتیب لشکر ہوا
کوئی شے شجاعت سے بہتر نہین
ہلے یہ صدا دے کے جبدم نقیب
مقابل مرے ہو کوئی جلوہ گر

کڑے ہاتھ مین ایسے یاقوت کے
کہارون نے بڑھکر بدلوایا تخت
نہ ہوتی تھی چلنے مین اُنکے تکان
کسے تاب تھی یہ جو دیکھے کوئی
کھڑے ہو گئے جتنے سردار تھے
ہوئے گرد امیرانِ عالی وقار
ہزارون زرہ پوش اسوار تھے
نگاہون سے گذرا چمن کا چمن
وہ نقارے ہاتھی پہ آن سبکے بعد
درختون پہ نغمہ سرا تھے طیور
نقیبون کی یہ بات زیب وہان
بہادر ڈٹے آکے میدان مین
تھے ہمراہ ساحر بہت بیشمار
ہو جس طرح برج سیہ آشکار
جما جب وہ لشکر بیابان مین
ہر اک غول نے باندھی یکبار صف
زمین ایک باری وہ تھرا گئی
سمندر سے بھی لاکھ حصہ سوا
بڑھی صنعت اک طرح کی ہر ایک بڑھتا تھا
گھرے بیچ مین شیرون کے وہ دلیر
ہزارون مین سے شکل عقرب ہوئے
نقیبون نے دی یک بیک یہ صدا
چلو نام بکتا ہو میدان مین
تو اہلیل نکلا بشکل مہیب
اس ندا کو سنکر دار اب کشتو کشتا

امیر گھوڑا اُڑا کر سامنے گیا اور طالب حرب ہوا **اہلیل جادو** زمین پر گرہ کر اژدر وہان بنکر شعلہ ہائے آتش چھوڑتا اُسپر آیا شاہزادہ نے بہت سے تیر لگائے جب تیر قریب پہونچے آتش دہن اژدر سے جل گئے شاہزادہ تلوار کھینچکر جاپڑا لیکن اُسنے قلاب آتش چھوڑ کر دم کھینچا **داراب** نے لنگر مارا کہ پاتک زمین مین غرق ہوگیا مگر دم اژدر کا وہ زور تھا کہ تھم نہ سکا کھنچتا ہوا مُنھ مین اژدر ہے کے گیا اژدر اُسکو نگل کر اپنے لشکر مین آیا اور اوگل دیا شاہزادہ بیہوش تھا اُس کو دار وغہ زندان میخوار **سرکش جادو** کے حوالے کیا کہ اُسنے لیجاکر مقید کیا اور **اہلیل جادو** پھر میدان مین آکر مبارز خواہ ہوا اب کی بار پسر **بدیع الزمان** شاہزادہ **تورج** اسکے سامنے گیا فی الفور اُس ساحر نے ایک گلدستہ لیکر روبرو کیا وہ گلدستہ کھل گیا اور چہرہ اُسمین سے پری کا نکلکر خندہ زن ہوا صدائے قہقہہ بلند ہوئی اس غنچہ دہن کے ہنسنے سے **تورج** روتے روتے بیہوش ہوگیا اُسنے انکو بھی باندھ لیا اور میخوار کے حوالے کیا پھر نعرۂ ہل من مبارز کی صدا بلند کی ابکی بار **خورشید بن ہاشم تیغ زن** نبیرۂ **امیر** نے اجازت حرب بادشاہ سے لیکر مرکب کی باگ اُٹھائی جب سامنے **اہلیل** کے گیا اُس نے کچھ پڑھ کر دستک دی ہوا تند چلی اور زمین سے ایک سرو قد نکلی صورت رعنا اسکی گل گلشن داؤدی تھی قامت زیبا مین وہ صنوبر شمشاد تھی پاس اس نونہال صاحبقرانی کے آئی اور پکاری کہ کیون صاحب ہمارا تمھین ذرا بھی خیال نہین **خورشید** یہ صدا اُسنکر مرکب سے اُترا اور پاس اس نازک بدن کے گیا اُسنے آغوش محبت مین لیا اور گلے سے لگایا شہزادہ گلے ملتے ہی بیہوش ہوگیا وہ زن سحر تو پھر زمین مین سماگئی اور **اہلیل** نے انکو زندان بان کو دیکر قید کرایا اور پھر طالب ستیز ہوا لشکر اسلام سے شاہزادگان ذی وقار اور سرداران عالی تبار جاجاکر اسکے سحر کی عربدہ پردازی سے مقید ہوئے اور قریب ایک سو بیس[۲] سردار کے قید ہوگئے اُسوقت **بختیارک** نے **وسواس** عیار کو بلا کر کہا تو چپکے سے جاکر کہہ آ کہ اے **اہلیل** اب جنگ مغلوبہ کر کے حریف کو قتل کرو کیونکہ **حمزہ** مالک اسم اعظم ہے اگر وہ مقابلے مین آئے گا تو کچھ بن نہ پڑے گا **وسواس** نے جاکر پیام دیا **اہلیل** نے ساحرون کو للکارا کہ ہان ان سرکشون کو گھیر و اور قتل کر و ساحرا ور سپہ سالاران لشکر یہ حکم سُنکر حربے لیکر حملہ آور ہوے اس طرف سے **امیر** بھی **اشقر** اُڑا کر چلے اور بقیہ سردار ون کے نعرے بلند ہوے بادشاہ نے بھی تخت چھوڑ کر مرکب خنگ سیہ قیطاس زیر ران کیا تلوار کھینچی سپاہ ہر دو باہم ملگئی بھڑ کر تلوار چلنے لگی ہر ایک بہادر نے شمشیر زنی سے تہلکہ ڈال دیا اُسوقت ساحرون نے سحر کیا کہ عقرب و مار برسنے لگے اور جسکو وہ کاٹتے تھے پانی ہوکر وہ بہتا تھا کہ

نظم

وہ جادو مین تھے ہر کسی سے سوا | ہر اک سحر مین ساحری سے سوا
لیا گھیر جب لشکر شاہ کو

دبا ہے گہن جس طرح ماہ کو
قمر ہو جو عقرب مین اے ہمنشین
عجب رنج مین ہر دلاور گھرا
گئی بائین سمت اسکی جسدم نگاہ
ہزارون دکھائی دیے انکو شیر
دکھائی جو دی تھین بلائین عجیب
تو ڈوبے بہت مرد طوفان مین
یہ حمزہ نے دیکھا جو ہین ماجرا
تو جادوگرون کا ہوا رنگ فق
بڑھا پڑھ کے بسم اللہ آگے وہ شیر
بلا دور اُس جا سے تھی بیگمان
یہ دھیان آگیا اُنکو اُسدم مگر
تو چمکائی وہ برق کر کے علم
یہ چکر مین تھا دائرہ نور کا
تو وہ جل گیا اُسپہ بجلی گری
ملی اسم سے تیغ کو ایسی تاب
نہ اژدر رہے اور نہ بچھو رہے
شہ فوج انجم کی آمد ہوئی
ادھر سینہ زن سارے ساحر رہے

جو عقرب کے اندر قمر آگیا
تو ہرگز لڑائی مبارک نہین
نگہ داہنی جانب جو کی ناگہان
تو عقرب نظر آئے لاکھون سیاہ
اسی طرح جس سمت منہ پھر گیا
وہ اک تبہ ہوگئین سب قریب
بہت سے ہوے اژدہون سے ہلاک
وہین اسم اعظم پڑھا پر ملا
پرا تھا جو اُن ساحرون کا کھڑا
ہوا اسم اعظم کے باعث دلیر
مگر رہتی تھی ہر طرف کی بلا
کہ وہ اسم اعظم پڑھا تیغ پر
پھری گرد اُس مہ کے شدت سے وہ
نظر آتا تھا دائرہ نور کا
صدا فوج کے دے رہے تھے نقیب
کہ طوفان کا کھویا اُسنے شباب
لڑائی رہی صبح سے تابہ شام
لڑائی وہ پھر صبح پر اُٹھ رہی

تو دل شاہ کا وان یہ گھبرا گیا
غرض ہر طرف سے وہ لشکر گھرا
نظر آئے اژدر کشادہ دہان
پس پشت جسدم لیا منہ کو پھیر
نظر آئی اُنکو نئی ایک بلا
بلاؤن نے گھیرا جو میدان مین
بہت کو کیا عقربون نے بھی خاک
پڑھا پانچسو بار جب اسم حق
تو لرزہ سبھون کے بدن مین پڑا
جدھر اسم پڑھتے تھے صاحبقران
اُسے دور کس طرح کرتے بھلا
وہ جب کر چکے تیغ پر اسم دم
مشابہ تھی ہالے کی صورت سے وہ
پڑی روشنی جسپہ تلوار کی
کہ نصر من اللہ فتح قریب
نہ شیر اسکے باعث سے یکسو رہے
چھپا مہر آخر ہوا دن تمام
بجے اس طرف کو دہل فتح کے

جسوقت کہ زاہد قدرت نے شعلہ ہائے تنویر شعاع مہر کو آیہ واللیل اذا عسعس سے فرو کیا اور تیغ کہکشان کو میدان سپہر مین چمکایا لشکر لقا مین طبل امان بجا اور لشکر جانبین کا خیمہ گاہ کی طرف پھرا **اہلیل جادو** چلتے وقت کہتا گیا کہ اے مسلمانون آج مین **حمزہ** کا اسم اعظم بند کر کے تم سب کو قتل کرونگا ورنہ آکر خداوند کو سجدہ کرو سرکشی سے باز آؤ غازیون نے اُس تقریر کے جواب مین لعن طعن **لقا** پر کی لیکن **امیر** اپنے بیٹون اور سردارون کے قید ہو جانے سے رنجیدہ و دل کبیدہ پھرے لشکر نے کمر کھولی اور کشتون کو دفن کرایا زخمیون کا علاج ہونے لگا بادشاہ نے شب کی خستگی کا خیال کر کے رات کا دربار معاف کیا ہر ایک بہادر اپنی اپنی جگہ پر آرام

گزین ہوے طلایہ پھرنے لگا امیر نے عبادت کرکے کام انجام کیا بادشاہ سمت عیش محل تشریف لے چلے سردار اور عیار جلوخانے تک پہونچانے ہمراہ آئے راہ مین بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک عمرو کے نہونے سے ساحرون کا لشکر پر غلبہ ہوتا ہے سردار گرفتار ہوجاتے ہین ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار نام کو ہین لیکن کسی سے کچھ نہین ہوسکتا یہ فرماکر شاہ تو داخل شبستان ہوے مگر عیارون نے غیرت مین آکر تہیہ کیا کہ چل کر ساحران نابکار اہلیل و تحلیل کو قتل کرکے اپنے سردارون کو چھڑانا چاہیے ایسا کچھ مشورہ کرکے ابوالفتح اصفہانی و چالاک بن عمرو و گلباد عراقی و کلباد عراقی چار عیار قنطورۂ زربفتی و پتیاوے سقرلاتی لگا کر حیلہاے ناحق سے چست و چالاک ہوکر روانہ ہوے اس طرف لقا جب اپنی بارگاہ مین پھر کر آیا واسطے اُن دونون ساحرون کے حکم دیا کہ حوالی قلعہ کوہ عقیق مین جو باغ کہ باغ یمنا کہلاتا ہے وہان جشن کا سامان مہیا کیا جاے اور آج سے اُس باغ کی ایسی تیاری ہو کہ اُسے ہم جنت قرار دینگے اس حکم کو سُنکر سلیمان نے باغ کی آرایش کرائی اور سامان عشرت مہیا کیا دم بھر مین یہ عالم ہوگیا کہ نونہالان گلشن تاج پوش تھے جام مے نزارت و تراوت نوش تھے ہر شجر جو بن مین پری تھا آسیب خزان سے بری تھا زمین وہان کی فلک تھی ایسی چمک تھی کہ نظم

وہ گل پھول اُسمین نمایان ہوے
جواہر کی تھین پڑیان نہر کی
سنڈھے تھے روپہلی تمامی سے سب
کہ رشک اُنسے جنت کے طائر کرین
عجب سیر باغ دل آرا کی تھی
سُنو لطف انگور کی تاک کا
سنہری جو تھی دار بست آشکار
پڑی پھرتی تھین نالنین ہر طرف
ہر اک روش اسطرح کا تھا کنول
صفائی دل صاف کی ڈھنگ تھی

کہ بہزاد و مانی بھی حیران ہوے
ہر اک سو خرامان بط و قرقرے
بہار اُسکی تھی چاندنی مین غضب
جو تھی مختلف طائرون کی صدا
وہ ساری زمین مشک سارا کی تھی
ہر اک کا مڈانی کی تھیلی چڑھی
ہری بیل دیتی تھی اُس پر بہار
دو رستہ رکھے جھاڑ بلور کے
کہ تازہ رہے جس سے دل کا کنول
نہ دُنیا مین تھا اُس سے بہتر مقام

صفت کرسکون مین کہان نہر کی
شجر بار ور سر سے پا تک ہرے
خوش آواز ایسی ہی تھین بلبلین
بجا ہی جو کہیے کہ ارگن بجا
یہ مضمون اسی طبع چالاک کا
دو بالا ضیا خوشون کو دیتی تھی
لیے بیلچے ہاتھ مین باندھے صف
یہ تھا صاف روشن کہ ہین نور کے
فروزان وہ ہر ایک مرزنگ تھی
غرض شستہ و رفتہ تھا ہر مقام

جب جملہ سامان آراستگی باغ ہوچکا لقا مع جادوگرون کے داخل باغ ہوکر تخت پر بیٹھا شراب ارغوانی کا دور چلنے لگا اُسوقت اہلیل سے بختیارک نے کہا آپ دونون صاحب یہان تشریف

فرماہین وہان لشکر مین عیار آکر سرداران مقید کو رہا کر لیجا ئینگے **اہلیل** نے یہ کلام سنکر جواب دیا کہ
مین دن بھر بسبب رزم و پیکار کے تھک گیا ہون لشکر مین جا کر اندرون بارگاہ آرام کرونگا
اور محافظ مجرمان بھی رہونگا یہ کہکر خداوند سے رخصت ہو کر بارگاہ مین پہونچکر آرام گزین ہوا اور
باغ مین اُسکے بھائی کے سامنے ناچ ہونے لگا لیکن عیار چارون جو اُنکے قتل کے لیے چلے تھے اُن مین
سے **کلباد عراقی** نوجوان کی صورت بنکر غریب آدمی کی ایسی وضع بنا کر یعنے لنگوٹی باندھی انگرکھا
پیوندداری پہنکر برہنہ پا در باغ مینا پر آیا یہان جلسۂ عشرت کی دھوم تھی ایک کیفیت ہجوم تھی جتنے
ساحر اور امرا اندر باغ کے تھے اُن کے ملازم اور چوبدار و خدمتگار در باغ پر جو صحنچیان بنی تھین اُن مین
جمع تھے کوئی شراب پیتا تھا کوئی اندر باغ کے جاتا تھا کوئی باہر آتا تھا کوئی لوٹیا لیے دوڑا جاتا تھا
کہ میان پیشاب کو اُٹھے ہین کوئی لالٹین اور جوڑا پاپوش کا لیے اندر گیا تھا کہ حضور اُٹھے ہین کسی
کے کاندھے پر میان کی شال پڑی تھی کسی کے کاندھے پر تہ کیا ہوا شالی رومال تھا کوئی کہنی پر
رومال یا چادر اتہ کیے ڈالے گرگٹ گڑی سنبھالے تھا معرکہ اور جتنے ہر ایک کے سر پر لگے تھے سرخ
پگڑیان باندھے تھے بعض چنی ہوئی چکن پہنے کمر باندھے کمر سے بنی پاک گھٹے سے تھا اُنھین مین سے
ایک بوڑھا چوبدار اکیلا ایک طرف کی صحنچی مین بیٹھا تھا اور بسبب کبر سنی کے تھک گیا تھا حقہ
پینے کو جی چاہتا تھا مگر اُٹھتا نہ تھا اتفاق سے **کلباد** اکیلا دیکھ کر اُسی طرف گیا چوبدار تو گویا خدا
سے چاہتا تھا کہ کوئی ادھر آئے اس کا آنا غنیمت سمجھا جیسے خضر ملے خوش ہو کر یہ بھی نہ پوچھا کہ تم
کون ہو بلکہ ممنت گویا ہوا کہ میان صاحبزادے تم سلامت رہو ذرا سی آگ لیتے آؤ **کلباد** نے
کہا بہت خوب کیا میان مردہے صاحب حقہ پیجیے گا کہیے تو چلم بھر تا لاؤن اور حقہ تازہ کر کے رکھ جاؤن
مردہے نے کہا اے تم جیتے رہو اور تم بھی پینا **کلباد** نے حقہ تازہ کر کے رکھا اور چلم لیکر آگ لینے گیا
اور چلم مین بیہوشی بھر کر آگ لا یا مدار یا تیار کر کے مردہے کے روبرو رکھا اس نے کہا سلگاؤ
جواب دیا کہ مین نہین پیتا ہون آپ کے فرمانے سے بھر دیا وہ دعائین دینے لگا اور ایک دم
کھینچکر لگایا دھوان منھ ہی مین رہا اور مردہا بیہوش ہو گیا از بسکہ تنہائی تھی **کلباد** نے اُسکے کپڑے
اُتار کر وہین ٹھہر کر مثل اس کے اپنی صورت بنائی اور اُس کو زیادہ بیہوش کر کے پگڑی سر پہ
اپنے رکھ کر عصا لیکر باغ کی طرف چلا چلتے وقت اُس کو اسی کے بچھونے دری چادر وغیرہ مین
لپیٹ کر مخفی کر دیا غرضکہ جب اندر باغ کے گیا عجب باغ زینت آگین دیکھا اور زیر نگیرہ
زرتار جواہر کار تخت پر **لقا** کو بیٹھے پایا گرد امیران عظام کا مجمع دیکھا ایک طرف دنگل پر **تحلیل**

بیٹھا تھا اور رقاصہ ناچ رہی تھی ہنگامۂ عشرت گرم تھا کہ یہ بھی سامنے اُس انجمن رشک دہ بزم انجم سپہر کے جاکر ٹھہرا اُسوقت بختیارک نے تحلیل سے کہا کہ آپ کے بھائی صاحب اکیلے لشکر مین گئے ہین ذرا اُن کی خبر رکھیے اور سرداران امیر کو اچھی طرح قید کیجیے ورنہ عیار آکر لیجا ئینگے تحلیل نے کہا کہ آپ سبھی سمجھین وہم بہت ہو میرا بھائی ایسا نہین ہو کہ کوئی اس کی موجودگی مین لشکر کے اندر آسکے اور قیدیون کی جانب دیکھ سکے بختیارک نے کہا بڑے بول نہ بولو آج رات خیر سے کٹتی نہین معلوم ہوتی آگے تو عمرو عیار تھا اب اُسکے بیٹے اور شاگرد سب ملک الموت ہین مجکو تو آج سب حاضرین دربار عیار نظر آتے ہین بلکہ در و دیوار سب عیار ہی عیار ہین ابھی وقت ہے تم خداوند کی تقدیر کے بھروسے پر نہ رہو کچھ تدبیر ایسی کرو کہ زندہ بچو تحلیل ان باتون سے ہنسنے لگا اور گویا ہوا کہ ہم ایسے ویسے ساحر نہین ہین کہ ہمین کوئی مار ڈالے تم دیکھنا کہ اسم اعظم حمزہ بند کر کے خداپرستون کا خاتمہ کرتا ہون بختیارک نے کہا کہ تقریر سے کام نہ چلے گا جو مین کہتا ہون واسطہ سامری کا مانو غافل نہ رہو خلاصہ یہ کہ اس شیطان نے ایسا ورغلایا کہ اس نے ایک رقعہ لکھا یہ کیفیت اس مین درج تھی کہ بھائی مکان اپنی سکونت کا اور قیدیون کی جگہ سحر بند کر دو کہ عیار سارے لشکر مین پھیلے ہین یہ لکھ کر اِدھر اُدھر دیکھا سامنے کلباد بشکل چوبدار کھڑا تھا اُس کو پاس بلا کر رقعہ دیا کہ اہلیل پاس لشکر مین لیجائے اور کہا زبانی بھی کہہ دینا کہ سحر سے غفلت نہ کرین عیار کا بہت خیال رکھین کوئی زندان کی سمت جانے نہ پائے کلباد بپیام سنکر رقعہ لیے چلا دل سے کہتا تھا کہ موقع تو خوب ہاتھ آیا اب مارا مین نے دونون کو فی الجملہ وہان سے لشکر مین پہونچکر اہلیل کے پاس آیا اور رقعہ دیکر کہا کہ آپ اسکو پڑھکر ذرا علیحدہ چلین کہ آپ کے بھائی نے اور کچھ کہا ہے اُسنے رقعہ مین خط اپنے بھائی کا پہچانا اور چوبدار کے ساتھ اُٹھ کر کنارے لشکر کے گیا اور چوبدار مصنوعی نے تنہائی مین پہونچکر حباب بیہوشی منھ پر مارا کہ وہ بیہوش ہو کر گرا اُس نے لباس اُسکا اُتارا اور وہین بیٹھ کر فتیلہ عیاری جلا کے اُس کی ایسی صورت اپنی بنائی اور ایک گٹھری کی طرح اُسے باندھ کر چادر مین چھپائے ہاتھ مین لٹکائے بارگاہ مین آیا ملازمین سے کہا تم سب ہٹ جاؤ مجھے بھائی صاحب نے ایک چیز ایسی بھیجی ہے کہ مخفی کر کے اُس کو رکھونگا وہ سب ہٹ گئے اس نے ایک صندوق مین اہلیل کو بند کر کے قفل دے دیا اور آپ باہر بارگاہ کے آکر پکارا کہ کوئی ہے ملازم حاضر کہکر سامنے آئے اُن سے حکم دیا کہ مجھے آج کھٹکا ہے کہ عیار آکر قیدیون کو چھڑا لیجائینگے لہذا داروغہ محبس سے کہو کہ سب اسیرون کو یہان لے آئے مین آپ پہرا دونگا یہ حکم سنکر ملازم چلے اور کلباد بھی چلا کہ زندان سے سردارون کو

نجات دلواکر باہر سے باہر ہی لیجاؤنگا غرضکہ اول کچھ نوکرون نے میخوار سرکش جادو
دار وغہ سے جاکر اطلاع دی کہ حضور قیدیون کو مانگتے ہین جلد لے چلو دار وغہ حکم پاتے ہی اسیران
کو زنجیر سحر مین باندھکر چلے راہ مین اسکو دیوانہ آہن خوار جادو نام کہ توشک خانہ کا مالک ہی
ملا اور اُسنے میخوار کو ٹوکا کہ اسیرون کو کہان لیے جاتا ہی میخوار نے کہا حضور مانگتے ہین یہ گفتگو
ہتی کہ اہلیل نقلی بھی آکر پہونچا آہن خوار اسکو دیکھکر خاموش ہورہا بلکہ بارگاہ کی طرف چلا گیا
اور کلباد نے ٹھہرکر کہا کہ مین اپنا سحر اُن پر قائم کرتا ہون تم اے میخوار جادو اپنی قید سب پر سے
رفع کردو اُسنے سحر کار دپڑھنا شروع کیا لیکن دیوانہ آہن خوار جو بارگاہ مین گیا یہ تو مالک
توشک خانہ ہی لباس وغیرہ رکھنے کے لیے جو صندوق کھولے ایک مین اہلیل کو بند پایا حیران
ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی یعنے ایک اہلیل تو قیدیون کو چھڑا رہے ہین اور دوسرے یہان ہین آخر سحر
پڑھکر دستک دی کہ زمین سے ایک عورت سیہ فام رقعہ لیے نکلی وہ رقعہ لیکر پڑھا لکھا تھا کہ
یہ اہلیل اصلی ہی اور وہ عیار ہی جو قیدیون پاس ہی یہ پڑھکر رقعہ زن سحر کو دیا کہ وہ لیکر غائب
ہوئی اور یہ اُٹھکر دوڑا کہ ایسا نہو عیار اسیرون کو چھڑا لیجائے اور راستے سے ایسا سحر کیا کہ کلباد
زمین پر گرکر لوٹنے لگا میخوار یا تو سحر پڑھ رہا تھا یا اُسکو اُٹھانے مین مصروف ہوا اس عرصہ مین
دیوانہ آہن خوار پہونچا اور پکارا کہ لینا اس بدذات کو یہ مکار عیار ہی مالک کو ہمارے صندوق
مین بند کر آیا ہی یہ سُنتے ہی میخوار نے سحر کیا کہ کلباد بھی ہمراہ سردارون کے زنجیر آتشین مین بندھ
گیا یہ لیکر سردارون کو قید خانہ مین گیا اور آہن خوار نے آکر اہلیل کو ہوشیار کرکے سارا ماجرا
بیان کیا اس نے پوچھا کہ پھر وہ عیار کہان ہی اُسنے کہا قید کر آیا ہون اہلیل سب حقیقت سُنکر
خائف ہوا اور لباس درباری پہنکر باغ کی طرف چلا کہ بھائی سے سب حال کہکر اُسکو بھی بلالون
اکیلا لشکر مین رہنا اچھا نہین ایک سے دو بھلے یہ سوچکر روانہ ہوا اُسکو جاتے الوا لفتح عیار
نے دور سے دیکھا کیونکہ چار عیار بہر عیاری آئے ہین وہ سب اسی فکر مین پھر رہے تھے غرضکہ جب
اُسنے جاتے دیکھا فوراً اپنی صورت مثل برہمن کے بنائی چند وے دار ٹوپی پہنی انگوچھا کندھے پر
ڈالکر ایک سرے مین انگوچھے کے پترہ باندھا و سلر سینے کے قریب لٹکایا مرزائی کے نیچے جینئو
چھپایا اور دھوتی تہمبری باندھے قشقہ پیشانی پر دیا لشکر سے نکلکر شگن ساعت پکارتا چلا جب
اہلیل لشکر کو طے کرکے صحرا مین پہونچا برہمن نے اسکو دیکھکر اسیس دی کہ بھگوان بھلا کرے پرمیشر
بنائے رکھے نارائن کرے بچہ آنند رہو بول بالا دشمن رد رہے اب تو آپ کی نوین برسہیت

ہی چندرمان بلی ہی چولا لکھی رہیگا بھگوان کی دیا سے مورے مہراج کی بڑھتی کے دن ہین منگل
پانچوان سورج کو بہتری یعنی شرف ہی سب کام سدھ ہون گے اہلیل نے یہ باتین سنکر گھوڑا
روک لیا اور کہا مہاراج آج بڑی خیر ہوئی جان بچگئی نہین تو عیار نے مار ڈالا تھا آپ ذرا پترے مین
دیکھیے تو کہ مین اور بھائی میرا حمزہ پر فتحیاب ہوگا برہمن نے یہ سنکر کہا راہ چلتے مین شگن پوچھنا اچھا
نہین ذرا ٹھہر جایئے تو مین بچار دون اہلیل گھوڑے سے اُترکر برہمن کے پاس آیا اور پانچ روپیہ
پوتھی کھلوائی سامنے رکھے برہمن نے پوتھی کھولی اور سیکھ بر کھ متھن کرکھ سنکھ کنیان تلا برچھیک
وغیرہ کا انگلیون پر بچار کرکے کہا یہ پوتھی مین جو شنجرف سے سرخ کنڈلی کھنچی ہی اسپر انگلی رکھیے اور روشنی
منگا یئے کہ غور کرون اہلیل نے ایک تنکا اُٹھا کر سحر پڑھا کہ شعل کی طرح جلنے لگا اور شعل کو ہاتھ مین لیے
بیٹھ کر پوتھی کی کنڈلی پر انگلی رکھی برہمن نے اسکو پوتھی کی طرف مشغول دیکھکر ایک بکتا بیہوشی کا
اُس شعل پر ڈال دیا کہ یکایک بھبکا نکلا اور دھوان ایسا پھیلا کہ اہلیل اُس مین چھپ گیا
اور بو سے اس کی بیہوش ہوگیا ابوالفتح نے اُسی شعل کی روشنی مین بیٹھکر مثل اُسکے صورت
اپنی بنائی اور اُس کا لباس پہنکر جب درست ہو چکا اس کو ایک غار مین ڈالکر پتھر سے دہن غار
بند کردیا لیکن وہ شعل سحر کی اُسی طرح روشن زمین پر پڑی رہی یہ سمجھا کہ جب تک اہلیل
زندہ ہی شعل نہ بجھے گی اُس کے سحر کی ہی غرضکہ اُس کو چھوڑ کر آپ گھوڑے پر سوار ہو کے
باغ بینا مین گیا اور خداوند کو سلام کر کے بیٹھا تھا بھائی نے اُس سے کہا کہ اے برادر تم کیون
آئے مین نے تم کو رقعہ بھیجا تھا ہزار ہا یہان عیار فکر مین ہم دونون کی پھرتے ہین تم نے غضب
کیا کہ اکیلے چلے آئے اہلیل نے یہ تقریر سنکر جواب دیا کہ آپ نے خوب رقعہ بھیجا تھا کہ اس جوبدار
نے تو میرا خاتمہ کر دیا تھا یہ کہکر سب سرگذشت کلباد کی جو کچھ کہ برہمن بنکر زبانی اہلیل کے
سُنی تھی بیان کی تحلیل نے اُسوقت کہ بھائی کو بلا سے نجات پایا ہوا دیکھا گلے سے لگایا اور کہا
اب تم کو اکیلا مین نہ چھوڑون گا چلو مین بھی لشکر مین چلکر شب بسر کرون یہ کہکر خداوند سے
رخصت ہو کر روانہ ہوا بختیارک نے کہا کہ راستے مین دوست دشمن کو دیکھتے جانا اُس نے کہا
مین بخوبی ہوشیار ہون اور باہر آکر دونون گھوڑون پر چڑھکر چلے راہ مین اُسکو خیال آیا
کہ کہین ایسا نہ ہو یہ شخص میرے بھائی کی صورت بنکر آیا ہو اور مجھے دھوکا دیکر لے چلا ہو یہ
سوچکر کچھ سحر پڑھ کر پھونکا رنگ وروغن عیاری اُڑ گیا اور صورت اصلی ابوالفتح کی ظاہر ہوگئی
ابوالفتح گھوڑے سے کود کر بھاگا اُسنے اپنے گلے سے مالا توڑ کر پھینکا کہ سانپ بنکر لپٹا اور

ابوالفتح کھنچکر سامنے آیا اُسنے کہا سچ بتا کہ تو کون ہی اور میرے بھائی کو تونے کیا کیا اُسنے جواب دیا
مین عیار ہون بھائی کو تیرے غار مین ڈال آیا ہون وہ خواستگار ہوا کہ چل مجکو بتا دے ابوالفتح
بولا کہ مجھے چھوڑ دو تو بتا دون اُسنے کہا او بدذات یہ تیری مکاری نہ چلے گی مین تجھے چھوڑ دون کہ تو
بھاگ جائے اور پھر آکر مجھے ستائے ابوالفتح نے کہا اگر تمھین یہ خیال ہی کہ مین بھاگ جاؤنگا تو
لشکر مین چلو معاملہ کر و بھائی کو اپنے لو اور میرے بھائی کو دو تحلیل بولا کہ ارے حرامزادے میرے
تیرے معاملہ مین مقدمہ کیا ہی مین کچھ ایسا کمزور ہون جو تجھ سے دب جاؤن یہ کہکر کچھ سحر ایسا پڑھا کہ
ابوالفتح خود بخود دوڑتا ہوا چلا اور اُسی جگہ آیا جہان اہلیل غار مین بند تھا تحلیل نے اُس کو
باہر نکالا مگر وہ بیہوش بہت تھا ابوالفتح سے کہا اسکو ہوشیار کرو اُسنے کہا مجھ پر سے سحر اُتار لو
تو مین ہوشیار کرون تحلیل یہ کلام سُنکر سوچا تو حصار سحر سے کر دے اور اُسکو چھوڑ دے پھر
گرفتار کر لینا یہ حصار سے باہر تو جا نہ سکے گا اس سے خوف کرنا کیا ہی یہ سوچکر دسحر پڑھکر ابوالفتح کو
رہا کیا لیکن گرد حصار کر دیا یہ تو جادو کرنے مین مصروف ہوا لیکن ابوالفتح جو پاس چھوٹا ہوا
کھڑا تھا اُسنے بیضۂ بیہوشی مارا کہ دھم سے زمین پر گرا ابوالفتح خنجر کھینچکر سینے پر سوار ہوا کہ ذبح کرون
اُسوقت اہلیل جو پہلے سے بیہوش پڑا تھا اتفاقاً ہوائے سرد صحرا کی جو اُسنے کھائی ہوشیار ہوکر
اُٹھ بیٹھا دیکھا کہ ایک شخص کسی کو ذبح کرنا چاہتا ہی یہ دیکھکر اُسنے ایسا سحر کیا کہ ابوالفتح زمین پر گرکر
بیحس وحرکت ہوگیا اور یہ اُٹھکر اپنے بھائی کے قریب آیا اور اس کو پہچان کر ہائے کرکے لپٹ گیا
اور خیال مین گذرا کہ اور کوئی عیار نہ آجائے یہ سوچکر ایک ہاتھ سے اپنے بھائی کو اور دوسرے ہاتھ
سے ابوالفتح کو اُٹھا کر بزور سحر اُڑکر چلا اور اپنی بارگاہ مین پہونچکر ہوشیار کیا اور دونون نے اپنی
کیفیت بیان کی پھر داروغہ میخوار کو بلا کر ابوالفتح کو بھی زندان مین بھیجکر قید کرایا در باب حفاظت
تاکید شدید کردی اور باہم مشورہ کیا کہ عیار بڑے غضب کے ہین یقین ہی کہ پھر آوینگے اب کوئی
سحر ایسا کرنا چاہیے کہ جو آئے گرفتار ہو جائے یہ مصلحت کرکے ایک تصویر ماش کے آٹے کی بنائی اور
ایک بط الماس کی تراشی ہوئی جھولے سے سحر کے نکالکر تصویر کو سائبان بارگاہ کے نیچے اور بط کو
اپنے پلنگ کے برابر کھڑا کر دیا اور ملازمین سے اپنے بلا کر کہا کہ جو کوئی تم مین سے اندر بارگاہ کے آئے
تو کہدے کہ مین نوکر ہون اور اس کام کے لیے اندر آتا ہون اگر یہ کلمے نہ کہے گا تو اُلٹا بارگاہ کے
سائبان مین لٹک جائیگا ملازمین سُنکر خاموش ہو رہے اور اُنھون نے نوکرون کو منتخب بھی
کیا کچھ لوگون کو کاروبار کے لیے اندر رکھا باقی کو باہر رہنے کا حکم دیا غرضکہ سب جب درستی

ہو چکی پلنگ پر لیٹے اُس وقت اہلیل نے کہا بھائی خداوند نے باغ مین جشن کیا ہی وہ نایاب جلسہ ہی کہ میرا دل وہین لگا ہی اگر تم کہو تو مین جاؤن اب تو رات بھی تھوڑی ہی اور مکان بھی سحر بند کر لیا ہی بھائی اُسکا یہ تقریر سُنکر بولا کہ بھائی مین کچھ ڈرتا تھوڑی ہون تم شوق سے جاؤ اور اپنا دل بہلاؤ لیکن راہ مین ذرا عیارون سے بچکر جانا اُسنے کہا مین اُڑکر جاؤنگا زمین پر نہ اُترونگا یہ کہکر بارگاہ سے نکلا اور پرواز کر کے روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے اہلیل سو رہا اور خدمتگار چپی کرنے لگا بعد لمحہ کے خدمتگار اُٹھکر باہر بارگاہ کے آیا جہان چالاک خدمتگار کی صورت بنا ہوا فکر مین اندر جانے کے تھا کہ اس خدمتگار نے اُس کو دیکھا اور کہا بھائی تم بھی نوکرون مین ہو چالاک نے کہا ہم خداوند کے نوکر ہین اسوقت دم گھبرایا ادھر چلے آئے اگر تمھارا کچھ کام ہو تو کر دین کیا ہوا ہمارا تمھارا ایک واسطہ ہی اُس خدمتگار نے کہا کہ میری نوکری اسوقت تھی مگر میرے پیٹ مین درد ہی اگر تم دم بھر بڑے حضور کی چپی کرو تو مین بیت الخلا ہو آؤن مگر بھائی بارگاہ سحر بند ہی تم پردہ اُٹھا کر یہ کہنا کہ مین خدمتگار ہون پاؤن دابنے آیا ہون اگر یہ نہ کہوگے تو اُلٹے لٹک جاؤگے چالاک نے کہا بھائی تم نے خوب بتا دیا نہین مین مفت مین پکڑ جاتا اچھا تم رفع احتیاج کو جاؤ مین اندر جاتا ہون وہ یہ سُنکر ایک طرف گیا اور یہ وہی کلمے کہکر اندر آیا دیکھا کہ تکیہ کے نیچے اہلیل سوتا ہی اور اُسکے داہنی سمت ایک گلدستہ رکھا ہی اور پلنگ کے برابر ربط رکھی تصویر زیر سایبان استادہ ہی غرضکہ چالاک نے پلنگ پر بیٹھ کر بٹا بیہوشی کا مُنھ پر مل دیا کہ چھینک مار کر بیہوش ہو گیا یہ چھاتی پر چڑھکر چاہتا ہی کہ ذبح کرے یکایک گلدستہ پھولون کا قہقہہ مار کر پھٹا اور شعلہ اُس مین سے نکلکر چار سمت چالاک کے حصار ہو گیا اُسوقت چالاک بجس ہو گیا سینے پر بیٹھا ہی مگر ہاتھ نہین ہلتا ہی جو اُسے ذبح کرے نہ آپ اُتر سکتا ہی کہ بھاگے ادھر وہ بطالماس کی پکاری کر لینا پکڑنا عیار اہلیل کو مارے ڈالتا ہی ساحر اور ملازم یہ غل سُنکر دوڑے لیکن جو اندر آنے لگا سایبان مین اُلٹا لٹک گیا کیونکہ سب کو تو وہ کلمات معلوم نہ تھے جو اُس نے ملازمون کو سکھا دیے تھے وہ تو کچھ آدمی مخصوص کر لیے تھے کہ وہ جانتے تھے اُن مین سے ایک رفع احتیاج کو گیا تھا اور دو ایک باہر تھے یہ ہنگامہ دیکھکر اندر بارگاہ کے نہ آئے بلکہ دوڑکر باغ مینا مین نگئے اور تحلیل سے کہا چلیے آپ کے بھائی کو عیار مارے ڈالتا ہی وہ بدحواس دوڑا اور اُڑتا ہوا قریب بارگاہ آیا پکارا کہ جسکو آنا ہو میرے ساتھ اندر آئے ورنہ بسبب سحر کے پھر نہ آسکے گا کیونکہ مین اندر جا کے اور زیادہ راہ بند کر دونگا کہ اندر سے عیار نکل نہ جائے اور باہر سے کوئی اور

عیار اندر نہ چلا آئے یہ کلمات کلبا دعراقی عیار نے کہ چار عیار جو چلے تھے اُن مین سے ایک یہ باقی رہ
اُسنے سُننے کس لیے کہ یہ بھی ساحر بنا ہوا عیاری کی فکر مین پھر رہا تھا غل سُنکر دوڑا آیا اور کہا چلیے ہم آپکے
ساتھ چلتے ہین تحلیل اس خوف سے اندر نہ جاتا تھا اور لوگون کو بلاتا تھا کہ مبادا مین تنہا جاؤن
مقدمہ عیار کا ہی کہین مجھ پر آفت نہ آئے بدین لحاظ اور ساحر بھی خوف ناک تھے اور اندر نہ جاتے تھے
کلبا د نے جو ساتھ چلنا قبول کیا اُسنے غنیمت جانکر ہمراہ لیا اور اندر آکر اوّل اوّل سحر کرکے حصار آتش
جو گرد چالاک تھا اُسے دور کیا تا کہ میرے بھائی کی چھاتی پر سے اُترے غرض جب سحر اُتر گیا چالاک
کے ہاتھ پاؤن کھلے اُسنے چاہا کہ بھاگ جاؤن لیکن اُسنے سحر کر دیا کہ کوئی بارگاہ کے باہر جا نہ سکے
اِس سبب سے چالاک وہین رہگیا اُسنے کہا کیون او موذی اب کہہ کہ تیرا حال کیا کرون یہان تیری
عیاری کچھ نہین چل سکتی یہ کہکر ایک سمت گلاب کا شیشہ رکھا تھا چاہا کہ اُٹھا کر بھائی کے منھ پر
چھڑکون اور تازیانہ لیکر عیار کو مارون اُسوقت وہ بط الماس کی کھڑی تھی پکاری کہ واہ واہ صاحب
تم خود ایسے غافل ہوے کہ عیار کو اپنے ساتھ لے آئے اتنا بھی نہ پہچانا کہ یہ شخص غیر ہی یا اپنا ہی جس کو ہم
اندر بارگاہ کے لیے جاتے ہین یہ کلام بط کے سُنکر یا تو شیشہ اُٹھانے جھکا تھا یا جھک کر چاہتا تھا
کہ سنبھلے لیکن عیارون نے دیکھا کہ اس بطخ حرامزادی نے سب کام بگاڑا اب غفلت نہ کرو یہ
سوچکر بچالاکی تمام کلبا د نے اسے سنبھلنے بھی نہ دیا ایک خنجر اس زور سے پشت کی جانب سے مارا کہ
سر تحلیل کا کٹ کر دور گرا غل وشور برپا ہوا اسوقت چالاک چھوٹ گیا کیونکہ اسی نے
اسکو قید کیا تھا بس رہا ہوتے ہی خنجر کھینچکر اہلیل جو بیہوش پڑا تھا اسپر لگایا بطخ چیخنے لگی گلدستہ
کھل گیا اور شعلے نکلکر گرد چالاک کے پھیلے لیکن کلبا د نے دوبارہ بڑے زور سے خنجر مارا کہ سر اُسکا
بھی جدا ہوا العیاذ باللہ وہ صدائین مہیب پیدا ہوئین کہ گویا آسمان پھٹ پڑا وہ بطخ اور تیلی
اور گلدستہ جلنے لگا بجلیان چمک کر گرنے لگین نوکر چاکر جو باہر بارگاہ کے تھے وہ بدحواس ہوکر
بھاگے کہ یکایک یہ کیا آفت آگئی عیار نعرے کرکے سر تحیہ ہاے بارگاہ پھاند کر بھاگے لیکن یہ غل
وشور سُنکر دیو اشہ آہن خوار جادو اور منجوار سرکش جادو ہتیا باندھ دوڑے اور عیارون نے
اُنھین دیکھا یا تو بھاگے تھے یا پھرے اور کلبا د تو ساحر کی صورت تھا اور چالاک خدمتگار
بنا ہوا تھا کچھ صورت بدلنے کی تو ضرورت تھی نہین دوڑکر منجوار وغیرہ کے پاس آئے رونے لگے
ہاے ہاے اہلیل و تحلیل دونون کو خدمت سامری مین عیارون نے بھیجا ہم دونون عیارون
کے پیچھے دوڑے تھے مگر وہ سامنے کی طرف بھاگ گئے اُس طرف چند درخت گنجان لگے ہین

اس مین سے آثار اُن کے ظاہر ہوتے ہین مگر ہم فرط وحشت سے جا نہین سکتے یہ تقریر سنکر اُن
دونون نے کہا چلو ہم چلتے ہین یہ کہکر دونون ہمراہ ہوے وہان ساحر اور ملازم وغیرہ سب
بارگاہ کی طرف دوڑے جاتے تھے آگ پتھر برس رہے تھے غوغا بلند تھا قابو عیارون نے بخوبی
پایا کچھ دور ان دونون کو لگا کر لائے اور کہا دیکھیے وہ عیار کھڑے ہین اُنھون نے ذرا اُدھر
دیکھا کہ انھون نے بیضۂ بیہوشی مارے دونون بیہوش ہوکر گرے چالاک وگلباد نے
سر کاٹ لیے یہان بھی ہنگامہ محشر آسا بلند ہوا غلغلہ ہوتے ہی فوج ساحران سے کچھ لوگ اسطرف
بھی دوڑے عیار نعرے مار کے بھاگے مگر میخوار کے مرنے سے سردار اور دو عیار جو قید تھے اُن پر
سے سحر دفع ہوگیا باہم مشورہ کیا کہ یقین ہی کسی مرشد نے کام ساحرون کا تمام کیا بس عیار تو خنجر
کھینچکر اور سردار تلوار پکڑکر زندان سے نکلے ساحر تو آفت برپا ہونے سے چار سمت گھبرائے
پھرتے تھے کہ یکایک سردار آگرے اور زیر تیغ لشکریان لقا اور ساحرون کو رکھ لیا ساحر اسقدر
بدحواس تھے کہ سحر کرنا بھولے اور فوج مین بھگدر پڑی مگر سردارون نے دم بھر مین دریا خون کا
بہادیا لاشون کا انبار لگا دیا صفین صاف کر دین نظم۔

شل پرناوکِ شرربار
تھے زاغ کمان کے پرنمودار
شمشیر ہر ایک تیز تر تھی
شکلِ قدِ یار باڑھ پر تھی
ہنگامۂ حشر زا بپا تھا
مر مر کے ہر ایک گر رہا تھا
لڑتے بھڑتے وہان سے سردار
اپنے لشکر مین پہونچے جرار

اس ہنگامے کی خبر باغ مینا
مین لقا کو پہونچی کہ ساحر واصل جہنم ہوے اور سرداران امیر قتل و غارت کرکے چلے گئے
لشکر مین آفت برپا ہی قیامت کا سامنا ہی لقا وہان سے اس خبر کو سنکر سوار ہوا اور جب
لشکر مین پہونچا دیکھا لاش پر لاش پڑی ہی لشکریون کی صورت خون مین بھری ہی خیمے
جلتے ہین ساحر بھاگتے پھرتے ہین یہ کیفیت دیکھکر طبل آسایش اُسنے بجوایا سردارون کو بلا کر دلاسا
دیا پھر بارگاہ نکبت جاہ مین آکر تخت پر بیٹھا ادھر ساحر باقیماندہ لاشے اہلیل و تخلیل
وغیرہ کے سامنے لائے کہا ہم طلسم مین جاتے ہین اُسنے کہا اُنکو غرور ہوگیا تھا اسی سبب سے
مین نے اُنکو غارت کر دیا مین کسی کی مدد کا محتاج نہین ہون بختیارک بولا کہ خداپرست
بڑے پیارے بندے خداوند کے ہین کہ خداوند اُنکی خاطر سے اپنے ملک اور قیطول چھوڑکر بھاگتے
پھرتے ہین اور جس ملک مین جاتے ہین اُنکی خوشی کے واسطے وہان کے بادشاہ اور زبردستون
کو اُنکے ہاتھ سے قتل کراتے ہین ساحر یہ کلمات سنکر الحق اور سچ کہتے ہین سمت طلسم گئے اسطرح

سردار جب لشکر مین پہونچے دیکھا کہ رات سب گذر چکی ہی یعنے وہ وقت ہی کہ دیو سیاہ ساحر شب آمد زاہد صومعہ مشرق کی منگر رو بفرار لایا ہی اور تیغ شعاع مہر نے اپنی تاب سے جہان کو منور فرمایا ہی کہ **نظم**

غرض ہو گئی جب سحر آشکار ہر اک ذرے کا تھا مقدر رسا	برآمد ہوا شاہ مشرق دیار کہ خورشید تابان نے بخشی ضیا

امیر سجد کے پاس پھر تماد تشریف فرما ہوے اُنکے سردارون نے قدمبوسی کی امیر نے سب کو گلے سے لگایا باعث رہائی استفسار فرمایا سردارون نے عیارون کا حال بیان کیا عیارون کو خلعت عنایت کیا بعد ادائے فریضہ نماز بارگاہ مین آکر سب عشرت پیرا ہوے لیکن ساحر جب طلسم مین بھاگ کر گئے راہ مین ایک شہر اُنکو ملا کہ وہان کی حاکم ہمشیرہ **اہلیل و تحلیل** ہی اُسنے سُنا کہ کچھ ساحر بھاگ کر خداوند کے پاس سے آئے ہین خدمت **افراسیاب** مین جاتے ہین اُسنے ساحرون کو بلا کر پوچھا کہ تم کس کے ہمراہ خداوند کے پاس گئے تھے ساحرون نے کل واقعہ رزم اور قتل ہونا **اہلیل و تحلیل** کا بیان کیا جب اس لکاتہ نے کہ نام اُسکا **گلستان** جادو ہی مارا جانا بھائیون کا اپنے شعلہ آتش غضب کا نون سینہ مین مشتعل ہوئی اور عازم ہوئی کہ انتقام خون برادران مسلمانون سے چلکر لے ساحرون کو عرضی لکھکر حوالے کی کہ خدمت شاہ جادوان مین پہونچا دینا اُسمین یہ قلمبند کر دیا کہ کنیز کے دو بھائی مارے گئے مجھے اسقدر تاب ضبط باقی نہ تھی جو حاضر خدمت حضور ہو کر اجازت جانے کی لیتی فی الحال بہر جنگ خداپرستان مین جاتی ہون اطلاعاً عرضی ملازمان شہنشاہ مین بھیجدی غرضکہ عریضہ لیکر تو ساحر اُس طرف روانہ ہوئے اور اُسنے اپنے لشکر کو حکم تیار ہونے کا دیا فوج مین طبل سفر بجایا بارہ ہزار ساحر درست و چست ہوا **گلستان** طاؤس آتشین پر سوار ہوئی بجلیان چمکنے لگین ابر گھر آئے بڑے تجمل و شان سے سواری اُسکی چلی اور بعد طے مسافت راہ لشکر **لقا** مین پہونچی یہان **لقا** مارے جانے سے ساحرون کے رنجیدہ دل کبیدہ بیٹھا تھا کہ فلک پر برق چمکی سب حیران ہو کر دیکھنے لگے **بختیارک** نے کہا کوئی بندہ مقرب خداوند آتا ہی **لقا** بولا کہ مین نے تجھکو اسلیے شیطان بنایا ہی کہ تو پہلے سے میری مشیت کا راز ظاہر کر دیتا ہی فی الحقیقت بندہ خاص میرا آتا ہی جا استقبال کر کے لے آ اُسوقت اور ملازمون نے پوچھا کہ یا خداوند کون سا بندہ آتا ہی اُسنے جواب دیا کہ لاکھون بندے میرے ہین کس کو مین بتاؤن کون آتا ہی جب سامنے آئے گا تو بتا دون گا الحاصل یہ مزخرف بیہودہ بکتا رہا وہان **بختیارک** نے جا کر

استقبال کیا گلستان کو لیکر بارگاہ مین آیا اُسنے خداوند کو سجدہ کیا لقا نے کہا ای بندی قدرت مزاج اچھا ہے بختیارک نے پکارا کہ خداوند بڑی دیر سے تمھین یاد کر رہے تھے لقا نے اُسکی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا کرسی پر بٹھایا اُسنے نذر دی خلعت فاخرہ عنایت ہوا اُدھر لشکر اُسکا اُترا لقا نے کہا اے بندی قدرت ہم نے تمھین جگہ اپنے رہنے کی عنایت کی تم باغ مینا مین جاکر اُترو اور سلیمان سے حکم دیا کہ تمام سامان عشرت باغ مین بہر آسائش ملکہ مہیا کرو حسب الحکم جنگیر جو گھوڑے وغیرہ سامان مطبخ خانہ اور آبخانہ ہمہ نعمت اس باغ مین مہیا کردی گلستان اپنی کنیزون کو لیکر وہان گئی اور راہ کی تھکی ماندی تھی دن بھر آرام گزین ہوئی دل مین بہت خوش ہوئی تھی کہ خداوند نے جیتے جی بہشت رہنے کو مجھے عطا فرمائی غرضکہ تمام دن باغ مین رہکر آسودہ ہوئی جسوقت کہ نخلبند حدیقۂ قدرت نے گل آفتاب کو خمول و پژمردہ کیا اور چمنستان افلاک مین گل ہاے کواکب شگفتہ فرمائے کہ بموجب نظم

لبانِ گل باغ ہر تبسم تھا	فلک کا چمن پھر منور ہوا
ستارون مین تھی ایسی تابندگی	کہ روشن تھی وہ رات تارون بھری

گلستان دربار خداوند مین آئی دو چار جام بادۂ ارغوانی پیے حال خداپرستون کا پوچھا بختیارک نے کہا کہ وہ گروہ بلاے بد ہے کوئی اُنسے عہدہ برآ نہین ہو سکتا کیونکہ خداوند کو پیدا کیے کی شرم ہے اب تم یہان آئی ہو دو چار دن رہکر تماشا دیکھو گلستان نے جواب دیا کہ ملک جی سحر کا مقدمہ بہت زبردست ہے خداپرست کیا کرلین گے مین آگ کے سمندر کو برف کا دریا کرتی ہون اور برف کے دریا کو آتش کا بناتی ہون دم بھر مین زمین و آسمان کے قلابے ملاتی ہون ابھی خداپرستون سے کسی اچھے ساحر سے سامنا نہین ہوا تم میرے نام پر طبل جنگ بجواؤ پھر کیفیت دیکھو ایک لمحے مین کیا تھا اور کیا ہوگیا ساری اُنکی زبردستی نکال دونگی بختیارک نے کہا ابھی طبل جنگ نہ بجواؤ زمانے کی ٹھنڈی ہوا کھاؤ حمزہ مالک اسم اعظم ہے اول اسم اعظم بند کرنے کی تدبیر کرو عیارون سے محفوظ رہو تو پھر جو چاہنا سو کرنا مین محبت سے یہ کہتا ہون تمھاری جوانی پر ترس آتا ہے گلستان بولی کہ ملک جی تمھاری تعریف جیسی مین نے سُنی تھی اس سے زیادہ پایا اور تمھاری ذات بہت غنیمت ہے لیکن اب تو طبل بجتا ہے پھر دیکھا جائیگا یہ کہکر حکم دیا کہ نقارہ رزم بجے ہر ایک لڑنے پر مستعد ہوے حسب الحکم خناس عیار نے نقارخانے مین جاکر کوس جمشیدی پر چوب لگائی ساحرون اور لقا پرستون مین تیاری جدال و قتال ہونا آغاز ہوئی ادھر ہرکارے دوان دوان خدمت والا نعمت سلطان اسلامیان مین آکر عرض پیرا ہوے کہ **بیت**

شہا ملک دین در پناہ تو باد		چراغ ہنر شمع راہ تو باد

گلستان بہار و نام ایک ساحرہ آکر آمادہ پرخاش ہوئی ہے مقابلہ ملازمان و بندگان درگاہ سے کیا چاہتی ہے شاہ نے یہ خبر سنکر حکم نواخت طبل جنگ دیا نقارہ رزم بجتے ہی وہی ہنگامہ شور و غل برپا ہوا نظم

طبل جنگی کی تھی صدائے دون
خون ہوا خوف سے دل گردون
سب بہادر بکمال جرات سے

باتیں یہ بانکپن کی کرتے تھے
آخر اک روز ہم کو مرنا ہے
روح کو جسم سے بچھڑنا ہے

آج میدان میں لڑکے مرجائیں
نام دنیا میں اپنا کر جائیں
کرتے تھے اسلحہ کو اپنے درست

تھے سوار و پیادہ چاق و چست
شہ کا دربار بھی ہوا برخاست
فتنہ ہائے بلا زجا برخاست

آئے سب غازی اپنے خیموں میں
تاکہ تیاری جدال کریں
یہ تو اس فکر میں ہوئے مصروف

وان گلستان تھی سحر سے ماوف
ایک چوکی بچھا کے صندل کی
غسل کرکے وہ اسپہ آ بیٹھی

سامنے تھالی ایک برنجی تھی
لونگ الائچی و پھول سے تھی بھری
آگ سلگا کے گرد سحر پڑھا

اور رکھے کے ماش کا آٹا
کرکے تیار اسکے دو پتلے
شیشۂ آتشی میں بند کیے

رکے شیشہ کو جب وہان سے چلی
بجلیاں چمکیں اور اٹھی آندھی
فوج اسلام میں جو وہ آئی

ہر طرف دھوم جنگ کی دیکھی
سحر سے حال امیر کا پوچھا
ہیر نے سحر کے یہ بتلایا

بیٹھے مسجد میں ہیں وہ نیک نہاد
کرتے ہیں طاعت خدائے عباد
اٹھکے اس سے قریب مسجد آ

منھ کو شیشہ کے جلد کھول دیا
نکلے شیشے سے دونوں وہ پتلے
اور گر کر زمین پہ دیو بنے

کالی صورت مہیب تھے نقشے
آتشیں گرز ہاتھ میں اُن کے
گیا مسجد میں ایک اُن میں سے

دیکھا اسکو امیر نے آتے
اسم اعظم کیا جو ورد زبان
سحر کے دیو کا نہ پھر تھا نشان

زور سے اسم پاک کو جو پڑھا
دوسرے دیو نے وہ بند کیا
پھر گلستان نے لے کے وہ پتلا

اُسی شیشہ میں جلد بند کیا
پھر پکاری وہ قحبۂ بے باک
بند کرکے چلی میں اسم پاک

بند ہونے سے اسم اعظم کے
ہوش میں اپنے پھر امیر نہ تھے
لے کے شیشہ کو ساحرہ جلدی

لشکر ساحران میں جا پہونچی
ہوئی اس عرصہ میں سحر پیدا
ہوا گردون پہ مہر جلوہ نما

مہر تابان کا حکم جاری تھا
شہ سیارگان فراری تھا
زینت تخت چرخ تھا خورشید

اس طرح نکلا جس طرح امید
آئے مسجد میں صبح کو سردار
کہ کرین چل کے طاعت غفار

غش میں پایا امیر والا کو
رہنما اور اپنے آقا کو
بارگہ میں لٹا دیا لا کر

شاہ نے بھی سنی محل مین خبر امیر کے بیہوش ہونے سے ایک غلغلہ برپا ہوا لیکن چونکہ روز جنگ تھا کوئی ٹھہر نہ سکا کہ بہادری مین فرق آجائے گا آخر دولت جہان پناہ پر سردار آئے اور لشکر کی پلٹنین اور رسالے خیل خیل ذیل ذیل میدان مصاف کی طرف راہی ہوے اس طرف شہنشاہ خبر بیہوش ہوجانے صاحبقران کی سنکر بہت جلد برآمد ہوئے کہ لشکر ہراسان ہوکر پراگندہ و منتشر نہو کہ نظم

نہ کی دیر پھر شاہ نے زینہار ۔ چلے سوے لشکر وہ ہوکر سوار
جب آپہونچے شاہ گرامی وہان ۔ بہت لطف سے تھی سلامی وہان
ہوئین پلٹنین اور رسالے درست ۔ سلامی کو سب باجے والے درست
جلوس اُنکے ہمراہ جو کچھ کہ تھا ۔ بیان اک زبان سے کرون سکا کیا
زبانین جو ہون برگ گل سے کثیر ۔ تو شاید بیان ہووے عشر عشیر
غرض جبکہ تخت آگے باہر ہوا ۔ تو مجرے کو ہر شخص حاضر ہوا
اور جب وہ پہونچے جو ہین تخت پاس ۔ تو دی نذر اپنی بہوش و حواس
عیان جب وہ خورشید انور ہوا ۔ قمر ضو سے مہر منور ہوا
جلو مین امیران عالی وقار ۔ تکلف سے سب مرکبون پر سوار
اُدھر فوج بے حد و بے شمار ۔ ادھر وہ پیکر تھے لاکھون سوار
نئی وردیان سبکی تھین زیب جسم ۔ جدا رنگ مین ساری فوجونکی قسم
غرض جب یہ فوجین صفین باندھکر ۔ ہوئے ناقہ اسوار تب جلوہ گر
وہ ناقے روان اس قدر تیز گام ۔ روانی مین بے جنکے شبدیز گام
ہویدا پھر آواز عشرت ہوئی ۔ کہ نوبت کے آنے کی نوبت ہوئی
نئے جوڑے پہنے ہوئے نوبتی ۔ عجب لطف کی زرق برق انمین تھی
فلک زیر ران اسپ چالاک تھا ۔ نقارہ ہر اک برج افلاک تھا
وہ قرنا کی پہونچی صدا دور دور ۔ بہادر کو ہی لڑکے مرنا ضرور
بہ شان و تجمل بجاہ و حشم ۔ یہ فوج و یہ لشکر یہ طبل و علم
وہ میدان کین مین جو داخل ہوئے ۔ تو فوج عدو کے مقابل ہوئے
لقا تخت نکہت پہ اپنے سوار ۔ برابر کھنچی ساحرون کی قطار

دیا حکم شہ نے یہ سب فوج کو	صفین باندھکر تم سب استادہ ہو
جو ہین حکم قطعی یہ جاری ہوا	وہ لشکر درست ایک باری ہوا
ادھر فوج کی یہ درستی ہوئی	گلستان بھی میدان مین آکر جمی

بعد صفوف آرائی جانبین **گلستان** میدان مین نکلکر مبارز خواہ ہوئی اس طرف سے شہزادہ **ہاشم تیغزن** نے بادشاہ سے اجازت لیکر میدان کی راہ لی جب مقابل اُس ساحرہ کے نہال گلشن صاحبقرانی آیا اُس قحبہ نے نیا گل کھلایا یعنے کچھ سحر پڑھکر سمت فلک دم کیا یکایک ابر پیدا ہوا اُس ابر پر سے ایک پہلوان تیرہ روزگار کہ یہ منظر بدشعار اُترا اور شاہزادے کا ہم نبرد ہوا اور پکارا کہ اگر تو صاحب زور ہی تو کشتی لڑنا میرا دستور رہی مرکب سے اُترکر مجھ سے نصیب آزمائی کر کہ رع تا یار کرا باشد ومیلش بہ کہ باشد ٭ **ہاشم** یہ سنتے ہی مرکب سے کود کر دامن گردان آستینین چڑھا کر کشتی کا ٹھاٹھ بدل کر سامنے گیا ہاتھ سے ہاتھ ملا دہنا ہاتھ گھسیٹ کر بایان ہاتھ گردن پر رکھا پھر تو دستی زبردستی کے ساتھ کھینچی اور بغلی ڈوبنے لگے پیچ بند ہنے لگے پیچ کا توڑ ہونے لگا توڑ کا جوڑ کا بند ہوتا تھا سلسلہ کشتی کا بلند تھا کبھی وہ آنچ لگاتا تھا کبھی یہ نیچے پکڑ لاتا تھا اندری کھینچتا تھا پھر وہ تڑپ کر اُٹھتا یہ قابو پاکر کولے پر بھر کر مارتا مگر وہ پٹ گرتا الحاصل طول تقریر نا کجا عنقریب تھا کہ شاہزادہ **ہاشم** اسے چت کر کے باندھے کہ **گلستان** نے سحر پڑھا شہزادے کے ہاتھ پانؤن مین طاقت نرہی پہلوان نے ایک مقام پر اکھیڑ کر جو مارا چارون شانے چت کر دیا اور شکنجہ باندھکر بغلکریان لقا کو دیا اُنھون نے شاہزادے کو قید کیا ادھر پہلوان نے نعرہ مارا کہ اور جس کو آرزو ہو لڑنے مرنے کو وہ آئے اسلامیون کا دستور ہی کہ جو حریف لڑائی چاہتا ہی اُسی طرح لڑتے ہین یعنے اگر حریف شمشیر سے لڑے اہل اسلام بھی سوائے تلوار کے اور کوئی حربہ اُسپر نہ کرینگے اور کشتی لڑنا چاہے تو بجز کشتی لڑنے کے اور کسی طرح مقابلہ نہ کرینگے پہلوان کے نہیب دینے سے سرداران اسلام نے نکلنا شروع کیا لیکن جو آیا اور کشتی لڑا سحر کی وجہ سے بےطاقت ہوکر زیر ہوا اور ساحرون مین قید ہوا اسیطرح ساٹھ سردار رستم توان اور اسفندیار دوران جو وقت رزم گینڈے کی کمر توڑ ڈالین اور شیر کی کلائیان مروڑ ڈالین اسیر ہوگئے اُسوقت عیار کے وسیلے سے **بختیارک** نے کہلا بھیجا کہ اے ملکہ دشمن کو مہلت دینا اچھا نہین ایک ایک سے کب تک لڑوگی ایسے مین اسم اعظم حمزہ بند ہو کل خداپرستون کا خاتمہ کرو **گلستان** یہ پیام سنکر مستعد ہوئی اور ساحرون کو حکم حملہ کرنے کا دیا

آپ بھی ہاریل سحر کا سمت لشکر امیر پر پارا گھٹا گھر آئی برق شعلہ بار چمک کر زمین پر لوٹنے لگی پانی موصلا دھار برسنے لگا فراش سبک سیر صبا نے سایبان ابر فضا سے ہلا اور ساحت دنیا مین ڈالا خروش رعد دل آشوب اور نہیب برق سینہ سوز نے غوغاے رستخیز بلند کیا بوند پانی کی جسکے سر پر پڑتی تھی وہ پتھر کا ہو جاتا تھا اور ریزش باران طغیانی پر تھا یہ عالم نظر آتا تھا کہ طوفان نوح دوبارہ آیا **نظم**

گل و لالہ کا دیکھا دستہ وہان	نظر آگیا مینھ برستا وہان
وہ پانی برستا تھا اس زور سے	کہ تھے کان گنگ اُسکے غل شور سے
پھر اک کڑکڑاہٹ فلک پر ہوئی	وہ آواز کچھ حد سے باہر ہوئی
وہین قطع مینھ کا برسنا ہوا	اور اولے لگے پڑنے بے اِنتہا
غرض ژالہ باری جو کچھ ہو چکی	تو پھر مینھ برسنے کی شدت ہوئی

ایک جانب سے علاوہ اس آفت آسمانی کے لشکر ساحران ترسول و نیسول لیکر حملہ آور تھے گولے فولادی لگاتے تھے بجلیان گراتے تھے آتش فساد شعلہ ور تھی سرداران اسلام سپر سر پر پانی روکنے کو آڑ کیے تھے اور بادشاہ کے سر پر ہزارون ڈھال سایہ فگن تھین اور ہزارہا آدمی پتھر کا ہو گیا تھا طرفہ طلسم تھا کہ لشکر کی صفین بتخانہ آذری تھین یا نگارخانہ چینی تھین پتلے پتھر کے بیحس کھڑے تھے کہ **نظم**

دل اُنکا رہا غم سے گو لخت لخت	مگر سب غمون سے ہوا غم یہ سخت
بنا سنگ کا جب کہ سارا بدن	ہوا وزن مین جیسے پارا بدن
فلک سنگدل صرف بیداد تھا	ہر اک نوجوان رشک فرہاد تھا
زبس سختیون سے رہی اُنکو جنگ	وہ نازک بدن ہو گئے آپ سنگ

یہ صورت دیکھکر جو پتھر نہوے تھے اُنھون نے دل اپنے پتھر کر لیے تلوار کھینچکر جانبازی کرتے تھے لاش پر لاش گرا دی تھی اور ہر دم یہی تلاش تھی کہ حریف بچکر جانے نہ پایین ایک سمت سے لقا اور **فرامرز** اور **سلیمان عنبرین مو** ٹوٹ پڑا تھا بھڑ کر تلوار چلتی تھی بحر شمشیر جوش پر تھا ہر ایک موت کے ہاتھون سوکھے گھاٹ اُتر رہا تھا سر حباب آسا دریاے خون مین تیرتے نظر آتے تھے یا کنول بہر تماشاے عروس مرگ دریا مین چھوڑے گئے تھے **مولفہ**

تلوار کی آنچ تیز تر تھی	رخت ہستی کو خاک کر گئی تھی
دریاے لہو بہ رنگ احمر	

اور اُسمین فلک کا عکس خنجر
میدان آئینہ حال محشر
ملکر گلے جوڑتے تھے رشتے
تلوار جو چل رہی تھی سن سن
گردون کا بھی دل دہل رہا تھا
چشم حیران تھا ہر ستارہ

تھا شاہد مرگ کا نگینا
دکھلاتا تھا لیس جمال محشر
لوہا ہر سو برس رہا تھا
آندھی تھی وہ کاٹنے مین گردن
غالب ہوا کفر عاجز اسلام
کرکے اس جنگ کا نظارا

یا قوت پہ کردیا تھا مینا
تلوار کے ڈورے رگ سے جا نکے
منھ زخمون کا پانی مانگتا تھا
رن بول رہا تھا غل مچا تھا
چھائی پھروان پہ ظلمت شام

جب اخر ورشب نے شہسوار سبزۂ فلک کو ننگا اور سپاہی روزگار نے خنجر آفتاب کو نیام سیاہ محمل شب مین کیا لشکر ساحران کا اس زور سے ہجوم ہوا کہ بادشاہ اسلام نے زخم کاری کھائے اور کل سردار زخمی ہوگئے اور لشکری تمام تھک کے ہو گئے لشکر لقا کی طغیانی دیکھ کر عیاران اسلام نے بارگاہ سلیمانی اوکھڑوا کے بار کرائی اور ناموس صاحبقرانی کو بعجلت تمام سوار کرکے راہ فرار اختیار کی ادھر شیران سلطنت اور وزیران ابہت امیر کو کہ بیہوش پڑے تھے ہوادار پر ڈالکر سمت دشت کے بھاگے ادھر بادشاہ کو سرداران زخمی نے میدان سے ہٹایا شاہ نے کثرت زخمہاے کاری سے غش فرمایا تھا اور ہر ایک سردار کا یہی حال تھا کہ سیروں لہو زخمون سے بہ گیا تھا سر ہر نے پر زین کے لگا تھا غش پر غش آتے تھے آخر طبل بازگشت بجوا کر معاودت فرما ہوے اور سمت کوہستان بادشاہ کو لیکر چلے سر سے پا تک خون مین نہائے تھے اور بخت برگشتہ کی شکایت ہر ایک کے ورد زبان تھی

نظم

ای دل از ین جہان دل آزار درگذر	وز تنگنائے گنبد دوار درگذر
کار جہان نہ لائق اہل بصیرت ست	مردانہ وار از سر این کار درگذر
چون می توان بگلشن روحانیان رسید	سعی نما وزین رہ پُر خار درگذر
در بحر غم زحرص چو غواص شوخ چشم	غوطہ مخور زگوہر شہوار درگذر

یہ شکست نصیب اولیاے دولت قاہرہ شہنشاہ اسلامیان دیکھکر بختیارک ہاتھی پر سے کود کر پاس **گلستان** کے آیا اور کہا اے ملکہ مرحبا صد مرحبا کیا کہنا اب ان باغیون کا تعاقب نہ چھوڑیئے آج ہی سب کا خاتمہ کیجیے کیون کہ مثل چلی آتی ہی کہ کار امروز بفردا مگذار اور بموجب **بیت**

نخستین نشان خرد آن بود	کہ از بد ہمہ وقت ترسان بود

یہ لوگ دشمن جان و ایمان ہین انھین مہلت دینا نہ چاہیئے **گلستان** نے کہا کہ ملک جی تم سچ کہتے ہو

مین بھی یہی عزم رکھتی ہون یہ کہکر حکم دیا کہ حریف کا خیمہ وخرگاہ مال ومتاع لوٹ لو فوج ساحران غارت ولوٹ پر گری یہی مہلت اسلامیون کو نکل جانے کی ملی جب خوب لوٹ ہو چکی اور بازارین لشکر اسلام کی تباہ وبرباد ہوئین کوئی کسی طرف اور کوئی کسی جانب اپنی عورتون اور بچون کو لیے نکل گیا اور کوہ ودشت مین جاکر چھپا اور ہزار در ہزار آدمی مارا گیا اسوقت گلستان ساحرون کو لیکر عقب فوج اسلام چلی اور لقا بھی مع لشکر کے روانہ ہوا ہاتھی پر سے پکار پکار کر کہتا جاتا تھا کہ اے بندو میرے قہر کو میرے دیکھو کہ ہمیشہ جن بندون کے ہاتھ سے بھاگتا تھا اور انکی نازبرداریان کیا کرتا تھا آج ایک آن واحد مین اُن کو برباد وتباہ کر دیا یہ کہتا تھا اور فرط مسرت سے قہقہے مارتا تھا یہ تو اس طرح جویاے حریفان رواں ہین اور اہل اسلام بحال پریشان گریزان ایک پہاڑ کے دامن مین آئے اور عیار سب کو لیکر قلہ کوہ پر چڑھ گئے اور اُس مقام کو ماوا وملجا اپنا مقرر کیا اور سر کوہ پر امیر کو فرش خاک پر اور بادشاہ کو لٹا دیا ناموس گرد بال کھولکر بیٹھے اور گریہ وزاری کرتے تھے

نظم

	که پیدا شد زہر موکیش خروشے کمند دل شکن در بر بفگند		بدان سان در ولش افتاده جوشے بدوست وقصب از مہ بفگند	

ان کو روتا پیٹتا چھوڑ کر عیارون نے بہت جلد گھاٹیان پہاڑ کی روکین اور ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار حقہ ہاے نفتی اور قارورہ ہاے آتشبازی گھاٹیون مین دابکر کمانون مین خدنگہاے جانستان پیوستہ کرکے پتھر کلہ فلاخن مین دیکر فلیتہ ہاے عیاری روشن کرکے مستعد ہوکر ٹھہرے اور جو جو سردار کہ کم زخمی ہین وہ بھی سینہ سپر کرکے تیغین کھینچکر جان دینے پر آمادہ ہوے پہاڑ پر نالہ وشیون کئی ہزار عورتون کا بلند تھا جان شیرین پر بنی تھی گویا پہاڑ پر فرہاد کا عرس تھا چرخ بے ستون صداے گریہ سے ہلتا تھا اسوقت فوج لیے گلستان زیر کوہ آکر پہونچی اور ساحرون نے چاہا کہ پہاڑ پر چڑھ کر سب کو گرفتار کرین عیارون نے حقہ نفتی اور قارورہ آتشبازی جو داغ کر مارے منھ ساحرون کے جھلس گئے اور پیرہن جلنے لگے وہ بجھانے مین مصروف ہوے تھے کہ اوپر سے ایک لاکھ چوراسی ہزار پتھر پڑا کہ ہزار ہا ساحر واصل جہنم ہوا آخر ساحر اُکھڑ کر چلے تھے کہ خدنگ دلدوز لیے پڑے کہ طائر جان اُن کے شکار ہوے پھر تو فوج سکا رُخ پھرا اور گلستان نے کہا کثرت عیاران ہے اس وجہ سے سحر اگر کرون تو بھی اثر نہ ہوگا کیونکہ اگر ایک دو دشمن بیہوش ہوتے تیلے سحر کے بھیجکر گرفتار کر لیتی یہ سوئے تو لاکھا ہین اسکے لیے آج رات کو

بھینٹ دیگر ایسا سحر تیار کرونگی کہ صبح کو سب پہاڑ سے اتر آینگے اور ہاتھ سے گردنیں اپنی کاٹ
ڈالیں گے چاہیے کہ فوج گرد پہاڑ کے گھیر کر اترے اور دن بھر سے میں بھی خستہ و شکستہ ہوں
کوہ سے ہٹ کر بارگاہ استادہ ہو کہ دم لوں اور آرام کروں بموجب حکم کوہ کو فوج نے محصور کیا اور بارگاہ
جمشیدی برپا ہوئی اور خیمہ زربفتی **گلستان** کے لیے استادہ ہوا بارگاہ میں **لقا** تخت پر بیٹھا اور
حکم دیا کہ آج رات عیش و مسرت میں گذار کر بسر ہو تاکہ صبح عشرت منھ دکھائے اور دشمن مارا جائے
یہ کلام سنکر ساقی و مطرب بصد طرب حاضر ہوئے تھاپ طبلے پر پڑی بانگ عشرت بلند ہوئی
فتح کی گھڑی گذرنے لگیں نوبتیں خوشی کی بجتی تھیں **گلستان** بھی نہا دھو کر بارگاہ میں آئی **لقا** نے
خلعت عنایت کیا اور منظور نظر فرمایا بولا کہ اے بندی قدرت ہم اپنا نور قدرت تیرے پیٹ میں
اتار ینگے **گلستان** مسکرا کر آنکھیں پھرا کر چپ ہو رہی **بختیارک** کھڑے ہو کر ناچنے لگا اور پکارا
کہ ہریالی بنی مبارک باشد اب خدائی تم نہیں لاکھوں تقدیر تمھارے قبضے میں ہیں لیکن آج
رات کٹ جائے تو پھر شب زفاف آئے یہ رات مجھے تم پر بھاری نظر آتی ہے یہ تو بتلاؤ کہ اسم اعظم
حمزہ بند کر کے کیا کیا اس نے جواب دیا کہ اس شیشہ کو صندوق میں بند کر دیا ہے **بختیارک**
نے کہا میری صلاح اس شیشے کے رکھنے کی یہاں نہیں ہے ایسی جگہ اس کو بھجواؤ کہ تمام عمر نہ کھل سکے
عیار لاکھ ڈھونڈھیں مگر نہ پائیں **گلستان** بولی کہ میرا جی چاہتا ہے پاس **افراسیاب** کے یہ شیشہ
بھیجدوں کہ پردۂ ظلمات طلسم میں لیجا کر رکھے ہر چند کہ عیار وہاں بھی ہیں مگر عیار دریائے سحر کے
پار نہیں جا سکتے اور فرض کیا کہ پار چلے بھی گئے تو پردہ ظلمات کا راستہ کیونکر پائیں گے کہ وہ راہ
سوائے شاہ جادوان کے اور کوئی نہیں جانتا ہے **بختیارک** نے کہا بہتر تو ہے **گلستان** نے
اسی وقت عرضی شاہ طلسم کو اس مضمون کی لکھی کہ اے شہنشاہ والا گہر عالی جناب کنیز نے خدمت
خداوندی میں پہونچکر اسم اعظم **حمزہ** بند کر کے لشکر باغیان کو تھوکا بنایا اب چند کس پاشکستہ ایک
پہاڑ پر آکر ٹھہرے ہیں صبح کو انھیں بھی قتل کروں گی فی الحال شیشہ کو جسمیں اسم اعظم بند ہے خدمت
ہمایوں میں بھیجتی ہوں ترصد کہ پردۂ ظلمات میں اسکو ایسی جگہ مخفی فرمایئے کہ **عمرو** کا دسترس نہ چل سکے
زیادہ حد ادب سامری و جمشید کے فضل سے دوست شاد و دشمن پامال رہیں یہ عرضی غنچہ دہن نام
ایک کنیز کو دی اور صندوق سے شیشہ منگا کر حوالے کیا حکم دیا کہ خدمت **افراسیاب** میں
لے جائے وہ لیکر روانہ ہوئی ادھر **بختیارک** نے کہا اے ملکہ اسم اعظم بند رہنے سے یہ فائدہ ہے کہ
شاید دشمن تمھارے زندہ نہ رہیں جب بھی **حمزہ** بیہوش رہے گا اور اگر بیہوشی کو عرصہ گذرے گا

تو مر جائے گا اور اُسکے مرنے سے عمرو اور اسد وغیرہ بھی بے یار و یاور ہو کر ہلاک ہو جائینگے طلسم کا عذر بھی ہٹ جائے گا اور خداوند کو بھی کوئی نہ ستائے گا اچھا اب تم بھی یہان نہ ٹھہرو کسی غار مین کوہ و دشت کے جاکر آج کی شب بسر کرو تا کہ عیار تمھین نہ پائین کس لیے کہ بہت بڑی حفاظت تمھارے بھائیون نے کی تھی مگر نہ بچ سکے ہمون آتش دکاسہ ہو تم پر بھی یہ رات کٹتی نظر نہین آتی گلستان اُسکے کہنے کو بہت صحیح اور درست جانتی ہو اور سمجھی ہو کہ یہ راز خداوند کی مشیت سے بخوبی جانتا ہو کیونکہ آنکی درگاہ کا شیطان ہو کہنا اسکا عین حکم خداوند ہو یہ سمجھکر پر پرواز پیدا کرکے ایک سمت چلی گئی اور صحرا مین جاکر بہت دور ایک غار اپنا مسکن مقرر کیا یہ بلا تو غار مین بیٹھی ہو اس طرف لقا بادۂ کامرانی نوش کر رہا ہو عیش مین بیٹھا ہو کہ نظم

سر راہ سب آکے بیٹھے تمام	ہوا مرو وزن کا بڑا اژدہام
جو سنسان مدت سے بازار تھا	جو دیکھا تو اک دم مین گلزار تھا
دکانداروں کی طبع خرسند تھی	ہر اک کی دکان آئینہ بند تھی
کیا اُسنے پھر طائفون کو طلب	لگے کرنے مجرا وہین آکے سب
ہر اک قصر مین یون عشرت ہوئی	کہ زہرہ کو گردون پہ حسرت ہوئی
عجب رات بھر اک سمان بندھ گیا	کہ سب محو عشرت تھے کچھ غم نہ تھا

غرضکہ یہان تو یہ جلسۂ مسرت ہو لیکن اب حال اُن اسیران رنج و محن یعنی عیاران لشکر اسلام اور سرداران مجروح مبتلائے آلام کا سُنیے کہ جب تورج و ہاشم و داراب و اسفندیار شاہ گیلانی و چوگان بن حمزہ وغیرہ فرزندان امیر کو ہوش آگیا تھا اور بادشاہ آنکھ کھولتے تھے تو ناموس کو مصروف گریہ دیکھا بال کھولے پریشان حال دیکھکر جوش شجاعت سے اُٹھنے کا ارادہ کرتے تھے کہ جاکر حریف سے مقابلہ کرین لیکن زخم شق ہو جاتے تھے اور لہو جاری ہوتا تھا پھر گر پڑتے تھے اور بیہوش ہو جاتے تھے شہزادیان ہر ایک کی بیبیان اپنے اپنے شوہر سے لپٹ جاتی تھین اور بلبلا کر روتی تھین مثنوی

ہر اک رو کے یون کر رہی تھی خطاب	کہ اے جان جان ہو یہ کیسا عذاب
یہ کس طرح کی آفت آئی ہو اب	ہماری تمھاری جدائی ہو اب
چھٹین گے جو ہم تجھسے اے رشک حور	مرینگے گلا کاٹ کر اب ضرور
خطائین مری اے سخی بخش دو	مرے جرم تم با خوشی بخش دو

کیے ہوں جو ہم نے تمہارے قصور | کرو عفو دل سے وہ سارے قصور
وطن کا بڑا رہ گیا اشتیاق | قضا و قدر کا ہو یہ اتفاق
نہو سر پہ تم سا جو صاحب جمال | تو جینا ہمارا ہو امر محال
اُٹھیں ناز سے پھر وہ ماہ تمام | کیے زہر کے سب نے تیار جام
لگیں کہنے وہ گل بدن بھر کے آہ | کنیزیں کہاں اب پھرینگی تباہ
جئیں گے نہ رنج و بلا کے لیے | پلا دو یہ زہراب خدا کے لیے
بچھڑنے کا صدمہ جو ہونے لگا | تو ہر ایک مل مل کے رونے لگا
بلائیں وہ لے لے کے رونے لگیں | غم و درد سے جان کھونے لگیں
ادھر تو یہ سامان مرنے کا تھا | اُدھر حال عیاران سُنیے ذرا

عیار ناموس کے پاس دوڑ کر آئے اور عرض پیرا ہوئے کہ اے شہزادو گریبان صبر دست رنج والم سے چاک نہ کرو انشاء اللہ آج رات ہم ساحروں پر سے گذرنے نہ دینگے فی النار والسقر کرینگے تم اس جزع و فزع کرنے کے عوض درگاہ کریم کارساز میں دعا کرو تا کہ شب غم گذر کر سحر کامرانی جلوہ دکھائے لشکر حریف کی صبح ہو جائے غلام جاتے ہیں اور تدبیر کرتے ہیں انکے سمجھانے سے شور گریہ و ماتم کم ہوا اور ہر ایک نے رخ سمت قبلہ کر کے دعا کرنا شروع کی اور واسطہ نور کرامت ظہور جناب ختمی مآب الف الف تحیۃ وثنا کا دلایا کہ الٰہی واسطہ اُس نور سعادت گنجور کا کہ جسکے پیدا کرنے کے لیے کون و مکان تو نے خلق فرمایا اور ہر ایک انبیا کی خطا کو اُسی نور کے ذریعے سے معاف کیا وہی نور شافع ہر مجرم و تقصیر وار ٹھہرا کہ

رباعی

سُن جلوہ احمدی کا تک مجھ سے سخن | تھا نور محمدی عیاں پیش از کن
تھی ذات خدا کی ساتھ ہی ذات رسول | اُس سے یہ کہا تھا کن کہ موجود بکن

ہم پر سے یہ بلا دفع کر دے خداوند دشمنوں کو یہ رات کالی بلا ہو جائے صبح بشاشت خنداں ہمکو منھ دکھائے جب یہ مصروف دعا ہوئیں عیاروں نے فکر کی کہ زیر کوہ فوج محاصرہ کیے ہوئے اُتری ہے یہاں سے کیونکر جائیں جو اس قحبہ کو ٹھکانے لگائیں یہ سوچکر ایک سو عیار بحر فکر میں غوطہ زن ہوا آخر گوہر مراد حاصل کر کے سر گریبان سے نکالا فی الفور صورتیں اپنی مثل نازنینان حور تمثال زہرہ جمال کے آراستہ کیں اور ایسا حسن دلاویز غارتگر جان دیا ان رنگ و روغن لگا کر درست کیا کہ گویا نقاش ازل اور مصور قدرت نے صفحہ رخسار کو اُنکے نقشہائے گوناگوں

سے منقوش فرمایا اور چہرۂ دلپذیر کو نقاط خال اور لام زلف اور میم دہن سے لوح ابجد دبستان عشق بنایا تھا۔ ابیات

ہر اک آنکھ تھی اسقدر سحرکار
کہ شاگرد ہوں سامری سے ہزار

یہ ادنےٰ سا تھا سحر اور آنمین فن
کبھی تھیں وہ نرگس کبھی تھیں ہرن

نظر آئے ابرو کے ایسے حسام
دل رستم و سام جن کے نیام

جو دیکھے کوئی ابروے متصل
ہمیشہ رکھے طاق نسیان پہ دل

یہ اک اور تشبیہ آئی پسند
دھوان دو طرف تھا رخون کا بلند

دریچہ اگر طور تھا نور کا
جبین میں عیان نور تھا طور کا

سُنی بھی نہین طور کی نردبان
تھی بینی اُسی نور کی نردبان

غضب انکی پلکون کے تھے نیشتر
چھدے جس سے لاکھون ہی دل بیشتر

تر و تازہ رخسار جوبن بھرے
کہ گل بھی نضارت تصدق کرے

حلب کے وہ آئینے تھے لاجواب
کہ مُنھ دیکھتے تھے کھڑے شیخ و شاب

فدا غبغب سُرخ پر تھی بہی
تصدق تھا قامت پہ سرو سہی

بدن مین وہ تھا زعفرانی لباس
کہ خود زعفران جسکے آگے اُداس

یہ تاثیر رنگت کی تھی آشکار
ہنسنے دیتے تھے لوگ بے اختیار

جو کہتا ہون مین سچ سمجھ اُسکو تو
مہکتی تھی کوسون تلک اُسکی بو

کوئی پہنے کنگن کوئی دست بند
کہ بیہوش جس سے دل ہوشمند

کلائی مین تھین سمرنین جو عیان
ستارے تھے در پہونچے تھے کہکشان

پڑا حسن دست حنائی کا شور
وہ چھلون سے آراستہ پور پور

کڑے پاؤن مین تھے مرصع نگار
چھڑون مین ہزارون در آبدار

پڑے جسکی چھب تختی پر اک نگاہ
ہمیشہ وہ کھینچا کرے دل سے آہ

کہان تک لکھا کیجیے اب یہ حال
ہر ایک حسن و زیور مین تھی بیمثال

جب بایں شکل و شمائل درست ہو چلے اور عیارون کو در باب حفاظت مجروحان و ناموس تاکید کر کے ایک طرف سے نیچے کوہ کے اُترے یہان ساحرون کے بستر لگے تھے پہرے کھڑے تھے ہوشیار سب بیٹھے تھے کہ صداے خلخال و پازیب سُنی سب اوپر دیکھنے لگے ایک سو لعبتان شوخ

دیباک کو آتے دیکھا جماعت جادوگران انکے متصل گئی اور بیک نظر ان کے حسن سودا خیز دیکھکر متاع ہوش وحواس برباد کی کہ بیت

دل رفت وسینہ نیز تہی شد زجان کنون ۔۔۔ اے صبر باز گرد کہ اینجا نہ جا تست

بے اختیار ہوکر پوچھا کہ اے ماہ تابان فلک حسن وجمال تم سب اس شب تار مین کوہ سے اترکر کیون آئی ہو کس کی تلاش مین گھبرائی ہو انھون نے جواب دیا کہ ہم کنیزین ملکہ گیتی افروز دختر خداوند کی ہین پیشتر خداوند لقا کو ہم پرستش کرتے تھے جب سے خداوندزادی مسلمانون کے قبضے مین آئین ناچار اُسکے ساتھ رہے اور کسی کو ایسا نہ پاتے تھے کہ اُسکے ساتھ نکل جاتے اور وہ ہم کو پنجہ مسلمانان سے چھڑاتا آج ہم لوگون کی مراد بر آئی کہ مسلمان مغلوب ہوے تم لوگون کے پاس آئے ہین کہ ہمین اپنی خدمت مین لاؤ اور یہان سے خداوند کی خدمت مین پہونچاؤ اس لیے ہم اور بھی آئے ہین کہ صبح کو ہمراہ مسلمانان کے قتل وغارت ہونے سے محفوظ رہین اور پھر دین قدیم خداوندا ختیار کرکے تمھین دعاے خیر دین ساحر یہ گفتگو سُنکر نہایت خوش ہوے کہ خداوند نے یہ نعمت بالائی ہمین عنایت فرمائی کنیزون سے گویا ہوے کہ تم گھبراؤ نہین صبح کو سب مسلمان غارت ہوجاینگے تم وہان رہتین تو لٹ جاتین خوب ہوا جو چلی آئین یہ کہکر اُن کے ہاتھ پکڑکے اپنے اپنے بستر پر لائے اور تنہائی کا شغل غنیمت جانکر شکر خداوند سامری کرتے تھے آخر سرگرم اختلاط ہوئے کنیزون نے کہا ہم کو عادت بادہ خواری کی بہت ہی اور کئی روز سے بسبب جنگ وجدال کے شراب ہم کو نصیب نہین ہوئی اور بھوکے پیاسے بھی ہین بھاگتے بھاگتے جان پر بنی ہی اگر دو ایک جام شراب ہمین دو تو حواس ہمارے درست ہون ساحرون نے گلابیان شراب کی سامنے رکھین اور کھانا پانی موجود کیا کنیزان نقلی نے ایک ایک جام آغشتہ بہ دارو بیہوشی آنکھ بچاکر کیا اور اپنے اپنے خواستگار کو دیا کہ اول تم پی لو تو ہم پئین انھون نے شراب پی اور بیہوش ہوے عیارون نے فوراً خنجر نکالکر سو ساحرون کے سر کاٹ ڈالے شور اُنکے مرنے کا بلند ہوا آندھیان پیدا ہوئین اور ساحر دوڑے کہ یہ کیا آفت آئی عیار پہاڑ کے نیچے تو اُترہی چلے تھے نعرے کرکے جنگل کی طرف بھاگ گئے ساحر لاشین اُنکی اُٹھاکر سامنے لقا کے لے گئے اور عرض پیرا ہوے کہ سو ساحر مارے گئے بختیارک پکارا کہ عیار واسطے عیاری کے زیر کوہ اترے ہون گے اور راہ پیدا کرکے لشکر مین گلستان کے قتل کے لیے آئے ہونگے اسدون کے لیے ہنسنے ملکہ کو شغنی کردیا ہی یہ کہکر لقا سے کہا یا خداوند تقدیر فرمایئے کہ

ملکہ گلستان معشوقہ قدرت آج کی رات محفوظ رہے اور ساحرون سے کہا ان لاشون کو لیجا کر جلا دو
اور رو رباب حفاظت تاکید کی کہا اگر کوئی عورت مرد زیر کوہ اُترے فی الفور گرفتار کرنا ہرگز انکے قریب
مین نہ آنا ساحر حسب ارشاد آکر سرگرم حفاظت ہوے لیکن عیار جو بھاگ کر صحرا مین آئے صورت
اپنی فراش و خدمتگار وغیرہ کی بناکر بارگاہ لقا مین گئے وہان گلستان کو نہ پایا مگر بختیارک
سرگرم سخن تھا کہ یا خداوند مین جانتا کہ عیار پہاڑ سے اُتر آینگے تو ملکہ گلستان سے پتا پوچھ لیتا کہ
آپ صحرا مین کس جگہ جاکر مخفی ہو جیے گا اگر ٹھکانا معلوم ہوتا تو مین خود ملکہ کے پاس جاکر نگہبانی کرتا
اب از روے قدرت بتائیے کہ ملکہ کہان ہین لقا نے کہا کہ قدرت جانتے ہین لیکن بتائین گے نہین
یہ گفتگو تمام عیارون نے سُنی اور خیال کیا کہ اس شیطان نے اُس قحبہ کو کسی جا جنگل مین چھپا دیا ہم
چلو صحرا مین چلکر تلاش کرین یہ سوچکر سب وہان سے پھرے اور باہم مشورہ کیا کہ ہم مین سے ایک
عیار بہیئت اصلی کوہ و دشت مین خنجر بکف پھرے اور ہم سب کسی مقام بلند سے پوشیدہ ہوکر
دیکھتے رہین جب گلستان گرفتار کرنے اُسکو آئے ہم اسکی جاے سکونت دیکھ لین اور عیاری
کرین یہ صلاح کرکے عمران خطالی بھانجے نے عمرو کے نیمچہ کھینچکر پھرنا شروع کیا اور کہتا جاتا
تھا کہ وہ قحبہ حرامزادی گلستان اگر ملجاتی تو مزہ چکھا دیتا اتفاق سے غار مین گلستان چھپی بیٹھی
تھی جب اس طرف سے عمران بکتا ہوا نکلا اُسنے صدا سُنی گھبرا کر غار سے باہر نکلی اور اکیلا
ایک عیار کو تیغ بکف دیکھکر سحر پڑھا کہ بجیس و حرکت ہوکر گر پڑا اُسنے آکر ایک درخت سے اسکو
باندھ دیا اور کہا موے صبح کو تیرے رفیقون کے روبرو تجھکو ذبح کرونگی نہین معلوم تو پہاڑ پر
سے کیونکر اُتر آیا شاید تو پہاڑ پر مسکن گزین نہ تھا صحرا مین بھاگ آیا یہ کہکر غار مین پھر اُتر گئی اُس
غار کو اور عیار جو چھپے تھے اُنھون نے دیکھا اور سمک یلطاقی بن عمرو فوراً صورت ایک
مرد مہیب شکل بنا کہ چار سر مقوے کے اور سات ہاتھ تین پاؤن درست کیے آنکھین بیشمار سر دن
مین بنائین ایک ہاتھ مین ترسول اور دوسرے مین پنسول تیسرے مین تلوار چوتھے مین خنجر
پانچوین مین گرز آتش چھٹے مین مشعل آگ کی ساتوین مین تھالی برنجی لیکر روغن ایسا جسم پر ملا کہ شعلے
کی طرح چمکنے لگا جب اس طرح درست ہو چکا دہن غار پر پہونچکر پکارا کہ اے بندی قدرت باہر آ گلستان
صدا اسکی سُنکر باہر آئی اور شکل ہیبت ناک دیکھکر خائف ہوئی پوچھا آپ کون بزرگوار ہین اسنے جواب دیا
کہ مین فرشتہ خداوند ہون لقا نے حکم دیا کہ میری بندی قدرت کا پہرا دے اور اس غار کا پتہ بتلایا مین
حاضر ہوا ہون آپ غار مین کیون چھپی بیٹھی ہین یہان تشریف رکھیے کیا مجال کسی کی جو یہان آ سکے

یہ کہکر وہین غار کے قریب اسکو لیکر ٹھہرا تھا کہ وہان چالاک نے صورت اپنی شکل صورت بختیارک
کے بنائی رفیدہ سر پر رکھا ایک سو اکیس کلی کا جامہ پہنا گھیتلا پانؤن مین پہنکر چار عیارون کو خدمتگار
بنایا ایک ان مین لالٹین لیکر آگے چلا اور تین خدمتگار دست بستہ پشت پر روانہ ہوئے اور جب
قریب غار پہونچا اپنا اعتقاد بڑھانے اور ساحرہ کو دھوکا دینے کے لیے پکارا کہ ای ملکہ گلستان مین
نہ کہتا تھا کہ یہ رات خیر سے کٹتی نظر نہین آتی آپ ایسی غافل ہوگئین کہ عیار کو پہلو مین لیے بیٹھی
ہین یہ فرشتہ قدرت خداوند نہین ہی عیار ہی جلد اسکو گرفتار کیجیے یہ صدا دینا تھا کہ گلستان فرشتہ کی
جانب پھری سمک اُٹھکر بھاگا اِسنے ایسا سحر کیا کہ بے حس ہوکر زمین پر گرا اِسنے اسکو بھی باندھ دیا
اسوقت بختیارک قریب آیا اور گویا ہوا کہ مجھے خداوند نے پتا بتایا کہ میری بندی صحرا مین بیٹھی ہی
جلد اے شیطان جاکر فرشتہ قدرت بنکر عیار اسکو قتل کیا چاہتے ہین یہ فرماکر ایک ملک قدرت کو
حکم دیا کہ وہ مجکو یہان پہونچا گیا کیون ملکہ اگر مین نہ آتا تو عیار کام تمھارا تمام ہی کرچکا تھا دیکھو
خداوند کو بھی تمھارا بہت خیال ہی پھر گلستان نے خداوند کا سجدہ اس شکریے مین ادا کیا اور
بختیارک کے پاس آکر بے وسواس باتین کرنے لگی کہ ملک جی ان دونون عیارون کو آپ
خدمت خداوند مین لے جائیے مین یہان سے بھی جاتی ہون اور صحرائے طلسم مین جاکر رہونگی
وہان سحر بھی تیار کرونگی اور صبح کو آؤنگی بختیارک نقلی نے کہا کہ خداوند تمھاری یہ اتنی ہی
تکلیف اُٹھانے سے بے چین ہین اور مجکو ایک گلوری دی ہی کہ میری بندی کو کھلا دینا اس
گلوری کے کھانے سے خزانے زمین کے اندر جو نہان ہین تمھاری نظر مین ظاہر ہونگے اور
عیار جس حال مین تمھارے پاس آئے گا معلوم ہوجائیگا اور کوئی حربہ جسم پر کارگر نہوگا عمر بڑھ جائیگی
اس گلوری مین عطیہ خداوند پڑا ہی اے ملکہ خداوند تمپر بڑی عنایت کرتے ہین اور فرماتے تھے کہ
آج ہی نور قدرت اسکے پیٹ مین اُتار دونگا یہ کہکر ایک خاصدان طلائی اپنے پاس سے نکالکر
کھولا اس مین ایک گلوری گنگا جمنی ورق سے لپٹی کیوڑے گلاب سے بسی ہوئی رکھی تھی وہ
سامنے کی گلستان نے ہنسکر شرم سے گردن جھکا کر وہ گلوری کھائی بختیارک نے کہا ہرے پان کا
بیڑا ہمین نے آپ کو کھلایا ذرا ہمارا خیال ہمیشہ رکھیے گا یہ کہکر ہاتھ پکڑکر لے چلا کہ چلو اب خداوند
پاس آرام کرو گلستان کمر لچکاتی سسکی بھرتی مزے مین ساتھ چلی جب پان کی پیک حلق سے
اُتری چکر کھا کر گری عیارون نے گرد اسکے نالی کھود کر بارود بچھائی اور چادر کا فتیلہ بنا کر آگ مین
لگا کر آپ الگ کھڑے ہوئے ایک لمحے مین صدا دھماکے کی بلند ہوئی طبقہ اتنی زمین کا سع

گلستان کے اُڑ گیا پھر تو وہ آندھی زور شور سے آئی کہ دنیا تاریک ہو گئی صدا ہائے مہیب آنے لگین
عمران و سمک پر سے سحر دفع ہو گیا درخت سے جو بزور جادو بندھے تھے کھل گئے شور و غوغا
بلند ہوا کہ مارا ملکہ گلستان جادو کو تین سو سال کی عمر یہ ملکہ رکھتی تھی اور ہنوز باغ جوانی سے
کوئی پھول آرزو کا اسنے نہ چنا تھا اسکے مرنے سے سارا لشکر جو میدان مین پتھر کا ہو گیا تھا وہ
بصورت اصل ہو گیا اور دیکھا کہ رات کا وقت ہے ہم میدان مین مسلح و مکمل اپنے مرکب پر سوار
کھڑے ہین نہ ہمارا بادشاہ ہے نہ بارگاہ کا پتا ہے یہ دیکھکر اپنی بارگاہ لیکر کے پڑاو کی طرف سے
جہان بازار مین لٹی خیمے چلے ہوئے پائے حیران ہو کر سمت صحرا چلے اس طرف سے عیار یہ تہیہ کر کے
کہ پہاڑ پر لوگ خستہ اور زخمی ہین ان سے تو کچھ ہو نہ سکے گا لیکن سارا لشکر جو پتھر کا ہو گیا تھا وہ
تندرست ہوا ہو گا اسکو لانا چاہیے یہ سوچکر چلے تھے کہ راہ مین پلٹن اور رسالے ہزارہ در ہزار
ملے اُن سے جا کر سارا ماجرا بیان کیا اور کہا کہ مالک تمھارے پہاڑ پر کھڑے ہین ہم ساحرہ کو
اگر قتل نہ کرتے تو تم سب رہا نہ ہوتے اب لشکر ساحران اور حریفان دامن کوہ مین اُترا ہوا
مصروف عیش و نشاط ہے اور نہایت غافل ہے اسپر چلکر حملہ کرو داد رہا کر بھگا دو سردار اور لشکری
کئی لاکھ یہ کلمات سُنکر وہین سے بجور مشعلین اور رن مہتا بین سُلگا کر تلوار آبدار بنیام انتقام
سے کھینچکر چار غول ہوئے اور گھوڑے اُڑا کر ایک غول تو مین سے اور ایک یسار سے اور ایک
اوپر سے لشکر ساحران پر آ گرا پشت پر کوہ تھا ایک غول جو باقی رہا وہ لشکر قفا پر آ پڑا وہ سب تو
غافل تھے اُنھون نے طنابین خیمون کی کاٹ دین اور بارگاہون مین آگ لگائی پہرے چوکی
ولے سوارون کو قتل کیا طلایہ دار کو زیر تیغ رکھا پھر تو گھبرا کر لوگ خیمون سے باہر نکلے جو سنبھلے
اور صاحب حواس تھے انسے تلوار چلنے لگی جو بہادر جنگ دیدہ کارآزمودہ تھے ایسی ایسی ہزارہون
افتاد جھیلے ہوئے تھے وہ گھوڑا اُٹھا کر لشکر حریف کی طرح اپنے لشکر کو دو ایک ہاتھ لگا کر تلوار کے
لینا لینا کہتے ایک طرف کو نکل گئے کہ میان انجام لڑائی کا بُرا ہوتا ہو جان بچانا چاہیے انکا تو یہ حال ہوا
اور جو بودے تھے اور بدحواس ناتجربہ کار تھے وہ گھبرا کر مسلح و مکمل ہونے لگے لیکن زیر جامہ اُٹھا کر
گلے مین پہنتے تھے لیکن جب میانی پیشانی مین نہ آتی تھی تو درزی کو الزام دیتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ ابن حرامزادے
نے بنایا ہی نہین بعض جامہ کو پاؤن مین پہنتے تھے اور جب آستین مین پاؤن نہ آتے تھے تو بکتے تھے
کہ خیاط نے مہربانی تنگ کر دین بعض ترکش مین تلوار رکھتے تھے اور نیام مین تیر پہ دیتے تھے خلاصہ
یہ کہ ایک ہنگامہ گیر و دار گرم تھا لشکر ساحران تو کل بارہ ہزار تھا اس مین سے بہت تلے مارے

جا چکے تھے جو باقی تھے وہ پہلے ہی حملہ مین مارے گئے اس لیے کہ غافل تھے اور جو کچھ بچ بھی گئے وہ بھاگے ادھر لشکر لقا سے جو کچھ بھاگے تھے وہ انکو ملے یہ انکو حریف سمجھے اور وہ لوگ انھین دشمن معلوم کر کے حملہ آور ہوے باہم تلوار چلنے لگی غرضکہ وہ معرکہ پڑا تھا کہ شور محشر زا بپا تھا کہین آپس مین تلوار چلتی تھی کہین حریف سے مقابلہ تھا یہ ہارے ہوے دیران جب بلند ہوئی بارگاہ لقا مین رقاص ساز پھینک کر بھاگے اور لقا باہر نکل آیا حال اپنے لشکر کا ابتر پایا اور ساحرون کو آمادہ سفر سقر دیکھا لشکریان اسلام قتل و غارت کر رہے تھے خیام حسد آتش شمشیر سے جل رہے تھے تلوار بڑے زور سے چلتی نعرہ ہاے دلاوران سے دنیا ہلتی تھی کہ ابیات

دکھاے رنگ تلوارون نے ایسے	چمک ہو برق کی دریا پہ جیسے
بیان کیا کیجیے ان کی شجاعت	کیا اس شب کو فرداے قیامت
سر اعداے دین تھا اور تلوار	ہوا تھا لجۂ خون بحر زخار
حباب آسا تھے اسمین کاسۂ سر	تپان تھے مثل ماہی انکے پیکر
چمکتی تھی سنان نیزہ اسطرح	شعاع مہر ہو دریا مین جس طرح
فدا تھی انکی ہمت پر شجاعت	ہر اک انمین تھا خضر بحر جرات
جو نامی فوج اعدا کے تھے سردار	انھین پر چلتی تھی بس انکی تلوار
دم شمشیر نے طوفان کیا تھا	سیاہ ساحر کو بیجان کیا تھا
وہی اپنی سلامت لے گئے جان	ہوئے جو آپ کی صورت گریزان

بختیارک نے یہ حال دیکھکر لقا سے کہا کہ وہ مارا لیجیے آپ کی معشوقہ فی النار ہوئین اب تقدیر گریز کیجیے ورنہ حمزہ پہاڑ سے اتر کر قیامت برپا کریگا بھاگتے راستہ نہ ملے گا لقا اسکے کہنے سے بارگاہ وغیرہ چھوڑ کر رو بفرار لایا لقا اندر قلعہ عقیق کوہ کے داخل ہوا اور قلعہ بند کر کے فیلبند دروازے سے پل تختہ خندق پر آب کا اٹھوالیا ادھر فتح نصیب غازیان دینداری ہوے عدو کو شکست فاش ہوئی عین غفلت مین ہزارون لقا پرست مارے گئے اور بقیہ السیف بھاگے صبح تک خوب لوہا برسا ہر ایک جان بچانے کو ترسا آخر وہ زمانہ آیا کہ ترک فلک نے تیغ مہر سے زنگ ظلمت دور کر کے ساخت عالم مین چمکایا اور لشکر ساحر شب رو بفرار لایا صبح ہوتے ہی مطلع صاف تھا کہ نظم

جو دامن کوہ کا تھا خون سے لال	شفق پھولی تھی یہ ظاہر تھا احوال
گل انجم نہ تھے چرخ کہن سے	سحر کو پھول عدو پر خندہ زن تھے

عیارون اور فوج کے سردارون نے بارگاہ سلیمانی اور ناموس صاحبقرانی کو ہمراہ لیکر مع بادشاہ و امیر کے پہاڑ سے اُتر کے جہان لشکر اول اُترا تھا اسی جگہ کو آباد کیا بارگہ نصب ہوئی شادی نے ندا دی کہ دشمن بھاگا دوست شاد اور لشکر مین آکر آباد ہون پھر تو رعایا برایا جو بھاگ گئی تھی کوہ و دشت سے آ آکر آباد ہوئی بازارین آراستہ ہوئین ناچ جا بجا ہونے لگا بازار مسرت و انبساط گرم تھا کہ شعر

رونق عہد شباب است دگر بستان را		بیرسد مژدہ گل بلبل خوش لحان را	

بادشاہ اسلامیان کے زخم کو اور سردارون نے جسم مجروح کو ٹانکے دیکر مرہم لگا کر باندھا اور امیر بیہوش کو اُسی طرح پلنگڑی پر لٹا دیا اور ہر ایک بحر حیرت مین غرق تھا کہ ساحرہ ماری گئی پھر کیا سبب ہی جو امیر کی بیہوشی نہ دفع ہوئی سردار عیار گرد پلنگ کے کھڑے روتے تھے بعض عیار ہر سو بہر جستجو تکاپو کرتے تھے لیکن کسی ساحرہ کو نپاتے تھے جو قتل کرتے آخر بے نیل مرام پھر آتے تھے اور امیر اسوجہ سے بیہوش تھے کہ گلستان نے سحر کا پتلا شیشہ مین بند کر کے ایک ساحر کو دیا تھا کہ طلسم مین لیجاے اس ساحر نے اپنا سحر اس شیشہ پر کر کے کہ جب تک مین مارا نہ جاؤن یہ شیشہ نہ کھلے اور مالک اسم اعظم ہوشیار نہو یہ تدبیر کر کے راستہ طلسم کا لیا تھا خلاصہ یہ کہ بعد طی مراحل داخل طلسم ہوا لیکن پہلے ظاہر کا طلسم پڑتا ہی اور وہان لشکر مہرخ کا آکر اُترا ہوا ہی اور عیار بالادی کے لیے بشکل مبدل پھرا کرتے ہین اتفاق سے برق فرنگی ساحر کی صورت بنا ہوا جنگل مین کھڑا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک ساحر سمت دریاے سحر بہ تعجیل تمام اُڑا جاتا ہی یہ دیکھکر سوچا کہ اُسکو قتل کرنا چاہیے کس لیے کہ جو ساحر کم ہو وہی سہی ایسا کچھ سمجھ کر پکارا کہ واہ واہ بھائی صاحب اتنی بے مروتی اور بے اعتنائی آپ کو لازم نہین اس ساحر نے اسکی آواز سنکر کہا کہ مجھکو کام بہت ضرورت کا ہی اسوقت معاف فرمایئے برق نے کہا اگر ہماری ایک بات نہ سنوگے تو تمھارے لیے بڑی قباحت ہوگی شہنشاہ کے دربار مین معلوم ہوتا ہی کہ تم جاتے ہو کیونکہ دریاے سحر کی سمت تمھارا رُخ ہی اور وہان اپنا پرایا جو جاتا ہی شہنشاہ اسکو قتل کرتے ہین یہ کلام سُنتے ہی وہ ساحر گھبرایا اور سمجھا کہ یہ یہان کا رہنے والا ہی تو اسجگہ کے حال سے واقف ہین اس سے کیفیت پوچھنا چاہیے ایسا کچھ سمجھکر زمین پر اُترا اور گویا ہوا کہ بھائی مین ملکہ گلستان کا نوکر ہون شیشہ جس مین اسم اعظم حمزہ بند ہی شاہ جادوان کے پاس لیے جاتا ہون اور سب حال بربادی لشکر اسلام بیان کر کے مستفسر ہوا کہ تم اب بتاؤ شہنشاہ کیون ہر شخص کو قتل کرتے ہین برق نے کہا عمرو عیار صورت بدلکر دربار شاہ

مین گیا اور بندگان حضور کو نہایت پریشان کیا اب جو کوئی جاتا ہے شہنشاہ بغیر پرسش اسکو قتل
کرتے ہین خیر یہ تو سب کچھ ہے لیکن یار تمنے ایسی خوش خبری مسلمانون کے ہلاک ہونے کی سنائی ہے کہ
جی چاہتا ہے منھ تمھارا لعل و گہر سے بھر دیجیے آؤ ذرا میرے گلے سے تو لپٹ جاؤ یہ کہکر ہاتھ پھیلا دئے
وہ ساحر گلے سے لگا برق نے سفوف بیہوشی منھ سے جو پھونکا دماغ مین سرایت کر گیا چکر
کھا کر وہ گرا اس نے خنجر سے سر کاٹ ڈالا شور و غل برپا ہوا بعد لمحے کے وہ آفت دور ہوئی اِ
اسکے سحر کا جھولا تلاش کر کے شیشہ نکالا اور پتھر سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور پتلا جو اس مین بند تھا
وہ بسبب ہلاک ہونے گلستان اور اس ساحر کے ماش کے آٹے کا ہو گیا تھا اسکو بھی ٹکڑے ٹکڑے
کر کے اور جو کچھ مال وغیرہ جھولے سے پایا وہ عمرو کے لیے لیکر لشکر کا راستہ لیا یہ تو ادھر چلا اور وہان
امیر کو ہوش آگیا آنکھین کھولین مگر مارے ضعف و نقاہت کے طاقت نہ تھی اشارے سے
حال پوچھا بادشاہ نے کل احوال ابتدا سے انتہا تک بیان کر کے عرق فواکہات اور شوربے
مرغ وغیرہ پلایا کہ جسم مین طاقت آئی اور اُٹھکر بیٹھے کھانا نوش فرمایا آخر غسل صحت فرما کر دنگل
شوکت پر بصد حشمت جلوہ آرا ہوئے نذرین فتح کی گذرنے لگین سردار سب زیب دہ کرسی
و دنگل ہوئے بادشاہ تخت پر بیٹھے حکم جشن ہونے کا دیا ساقیان سیمین ساق ماہ رخسار بادہ
گلنار لیکر حاضر ہوئے مطربان مہر و یدار و لعبتان حور کردار نے سامنے ناچنا گانا شروع کیا
اور ترانہ شادی و مبارکباد گایا کہ نظم

بزم عشرت ہری بھری تھی
صہبا تھی کہ شیشہ مین پری تھی
تھے دور کہ گردش زمانہ
یا گردش چشم جادوانہ
مست مئے ناب جھومتے تھے
اسنکر لبِ جام چومتے تھے
چھیڑے رقاصون نے ادھر ساز
میٹھی وہ دھنین سریلی آواز
اس طرح کے توڑے لیتے تھے وہ
دل توڑے مروڑے دیتے تھے وہ

حاصل مرام یہ تو مصروف انبساط ہین مگر برق جو بارگاہ مہرخ مین پہونچا وہ مال جو ساحر کا لے لیا
تھا عمرو کو نذر دیا عمرو نے خوش ہو کر کہا یہ شاگرد میرا بڑا سعادتمند ہے برق نے کل ماجرا
شیشہ توڑنے اور لشکر امیر کا حال جو کچھ زبان ساحر سے سُنا تھا عرض کیا عمرو نے ابتری لشکر
مہرخ سے کہا کہ مجکو جلد باہر طلسم کے پہونچا کہ سیلاب آگیا نہین معلوم جیتا ہے یا بیمار گلزار جنان ہوا
اگر میرے مالک کا بال بیکا ہوا خود ایک موئے جسم بھی کم ہو گیا ہو تو گلیم اوڑھکر لقا اور جلہ اسکے

پرستاروں کا سر کاٹ ڈالونگا مہرخ نے کہا خواجہ آپ گھبرایئے نہین مین حال آپ کے مالک کا دریافت کیئے دیتی ہون یہ کہکر کچھ سحر پڑھا کہ زمین شق ہوئی اور ایک مینار پیدا ہوا اُس مینار مین ایک طاق بنا تھا اور طاق پر کتاب زر نفت کے جزدوان مین کی ہوئی رکھی تھی اس نے وہ کتاب لیکر جزدوان سے نکالکر کھولی اور پڑھی سارا حال گلستان کا اور قتل کرنا عیارون کا اُسکو اور ہوش مین آنا امیر لکھا تھا عمرو کو یہ کیفیت سُنکر تسکین ہوئی مہرخ نے پھر جزدوان مین کتاب طاق پر رکھدی اور سحر پڑھا کہ مینار زمین مین غرق ہوگیا بعد اس کیفیت کے سب مشغول عیش ہوے لیکن عمرو نے کہا اے ملکہ مین حیران ہون کہ طلسم کیونکر فتح ہوگا اور اسد و مہ جبین وغیرہ کیونکر رہا ہون گے بہت ساحرون کو مین نے قتل کیا مگر کچھ مطلب براری نہ ہوئی مہرخ نے یہ کلمات سُنکر تسلی دی کہ انشاء اللہ ایک دن طلسم فتح ہوگا اور شہزادہ چھوٹے گا آپ تشویش نہ فرمایئے عمرو کو ان باتون سے کچھ تسکین نہوئی اور بارگاہ سے نکلکر صحرا مین چلا راہ مین ملاقات قران سے ہوئی اسنے پوچھا کہ استاد کہان جایئے گا عمرو نے کہا یہان دم گھبراتا ہی براے تفریح یون ہی پھرتا ہون یہ کہی رہا تھے کہ صداے زنگ بجنے کی آئی اور ضرغام ساحر بنا ہوا سامنے سے ظاہر ہوا قران نے اسکو پکارا اسنے آکر عمرو کو سلام کیا اُس سے پوچھا کہ کہان سے آتے ہو اسنے عرض کی کہ دریاے سحر کی طرف سے مگر عجب ماجرا دیکھا ہی کہ دل میرا متردد ہی یعنے ایک ساحر خورشید زرین سحر نام کہ طلسم باطن کا ایک شاہزادہ ہی اپنے ملک سے اس ارادے پر چلا تھا کہ بکا یک گنبد نور پر جاکر حملہ کرونگا اور اسد کو چھڑا دونگا کیونکہ میری بہن ملکہ ہلال سحر افگن شریک عمرو ہی وہین مین بھی جاؤنگا لیکن میرا شریک ہونا افراسیاب کو ظاہر نہین غفلت مین قتل و غارت کرکے اپنی بہن کے پاس جاؤنگا کہ وہان میری پھوپھی ملکہ مہرخ مو بھی ہین فی الجملہ جب اس ارادے پر چلا اسکے لشکریون مین سے کسی نے اس حال کی خبر حیرت کو پہونچائی اسنے ملکہ ناگن جادو نام ایک ساحرہ کو بھیجا کہ وہ استقبال کرنے کے بہانے سے آکر خورشید کے پاس پہونچی اور خاک قبر جمشید ڈالکر اسکو گرفتار کرکے پاس حیرت وغیرہ کے لیے جاتی ہی عمرو نے یہ کیفیت سُنکر پوچھا کہ فوج کیا اسکے پاس نہ تھی جو اسیر ہوگیا ضرغام گویا ہوا کہ بارہ ہزار ساحر اسکے ساتھ تھے جب وہ قید ہوا تو لشکری اسکے کوہستان کی جانب جاکر پوشیدہ ہوے اور باہم یہ مشورہ کیا کہ ہم آج یہ قدرت نہین رکھتے ہین جو زوجۂ شاہ طلسم سے مقابلہ کرسکین مگر لشکر مہرخ مین جاکر خورشید کی پھوپھی اور بہن سے اس حال کی اطلاع دین اور انکے ہمراہ ملکر ہم نبرد ہون

غرضکہ ایک ساحر کو انھون نے لشکر مین ہمارے بھیجا ہی عمرو سارا ماجرا لشکر قران سے کہنے لگا ای فرزند شاہزادہ خورشید کو چھوڑانا لازم ہی چلو اس امر مین کد اور کوشش کرین یہ کہکر تینون جدا جدا فکر مین عیاری کے روانہ ہوے لیکن وہ ساحر لشکر خورشید کا پاس ملکہ سرخ مو کے پہونچا اور کہا اے ملکہ آپ کے بھتیجے قید ہوگئے اور کل احوال جو اوپر مذکور ہوا بیان کیا سرخ مو یہ سنتے ہی جوش خون سے بیتاب ہوگئی اور چاہا کہ لشکر لیکر جاؤن اور فوج پر حیرت کے حملہ کرون پھر خیال کیا کہ ناگن ابھی راہ مین ہی چلکر اُسے مارون اور اپنے بھتیجے کو چھوڑالون یہ سوچکر ہنس آتشین پر بیٹھکر روانہ ہوئی ہر سمت ڈھونڈھنے لگی اور بہر تفحص ایک درخت کے نیچے اُترکر ہیک نگاہ ہر طرف دوڑانے لگی ناگاہ صبا رفتار عیارہ نے کہ صحرا مین تھی اسکو دور سے دیکھا اور فی الفور بروغن عیاری صورت اپنی مثل صورت برق فرنگی کے بنائی اور قریب آکر اسکے گویا ہوئی کہ ای ملکہ کس فکر مین یہان تنہا کھڑی ہو سرخ مو نے سارا حال اسکو برق سمجھکر بیان کیا اور کہا میرا ارادہ ہی کہ طبقہ زمین کا توڑکر زندان مین جاکر ٹھہرون جب بھتیجا میرا آکر وہان قید ہو مین اسکو چھوڑا کرے لاؤن صبا رفتار جب سارے حال پر اطلاع پاچکی پاس تو کھڑی ہی تھی حباب بیہوشی اسنے مارا کہ سرخ مو بیہوش ہوکر گری اسنے پشتارہ مین باندھا اور لیکر روانہ ہوئی ادھر ناگن جاکر بارگاہ حیرت مین پہونچی اور خورشید کو سامنے پیش کیا حیرت نے ہزبان جادو داروغہ محبس کو بلاکر حکم دیا کہ اسکو لے جاکر قید کردو مین شہنشاہ کو عرضی لکھتی ہون جیسا وہ فرمائین گے عمل مین آئیگا دار وغہ زندان اپنے سحر مین مسحور کرکے خورشید کو زندان مین لایا اور حیرت نے اس حال کی عرضی افراسیاب کو لکھکر چیلے کے ہاتھ بھیجی جب عرضی باغ سیب مین پہونچی شاہ جادوان اسی تجمل سے جیسا کہ اکثر ذکر ہوا ہی سوار ہوکر لشکر حیرت مین آیا اور جب داخل لشکر ہوا حیرت نے مع تمام سردارون کے استقبال کیا شاہ جادوان تخت پر آکر بیٹھا اُسوقت صبا رفتار پشتارہ لیے آئی اور کہا سرخ مو اپنے بھتیجے کے چھوڑانے کو آئی تھی مین اسکو گرفتار کرلائی ہون شاہ نے فرمایا کہ اسکو بھی لیجاکر مقید کرو صبا رفتار نے حسب ارشاد اسکو بھی زندان مین پہونچایا اسوقت حیرت نے کہا ای شہنشاہ یہ نمک حرام جو گرفتار ہین انکو قتل کیون نہین کرتے افراسیاب جواب دہ ہوا کہ مار ڈالنا سہل ہی جلانا مشکل ہی کروڑون روپئے کھلاکر انھین پالا ہی کیونکر یکایک قتل کیا جائے یہان تو یہ باتین ہورہی ہین لیکن عیار جو فکر عیاری مین چلے تھے اُن مین سے عمرو صورت ساحر کے شکل بنکر لشکر

حیرت مین داخل ہوا اور اسنے دار وغۂ زندان کو قید مین لیجاتے ایک خیمہ مین دیکھا سمجھا کہ یہی زندانخانہ ہے اور وہان پہرا چوکی بھی زیادہ تھا مرزبان درزندان پر کرسی بچھائے بیٹھا تھا اسکو دیکھکر عمرو نے ایک گوشہ مین بیٹھکر صورت اپنی مثل ایک زن خوبصورت کے بنائی گیسوے مشکفام کو بل دیکر رخسارون پر چھوڑا اور مانگ کو موتیون سے بھرا جوڑا ترچھا باندھا چشم غزالین سرمہ آگین کر کے رخسار تابناک کو گلگونہ کش فرمایا سر سے پا تک زیور مرصع کار پہنا اسوقت اسکے حسن دلاویز پر لعبتان دہر ہزار جان سے نثار تھے بلکہ مہر و ماہ تصدق ہر بار تھے موے مژہ دیوانگان حسن کو تنکے چنواتے اور ابرو اسکے حسام بکر دل عشاق کو نشانہ بناتے دست و پا مین مہندی رچی دل عاشق کو خون کرتی دل کی لگی ہوئی آگ کو اور زیادہ بھڑکاتی کہ نظم

عجب دست رنگین تھا اس ماہ کا	کہ مرجان کا پنجہ فدا ہوگیا
حنا سے بظاہر تھا سینہ بھرا	مگر صاف باطن مین کینہ بھرا
وہ باہین ستمگار تھین گول گول	گھٹے نور سے جسکے ہیرے کا مول
کلائی کو یہ ناز کی تھی حصول	وہ لچکے جو پہونچے وہان ایک پھول
غرض ایسی تھی شکل اس ماہ کی	نظر آتی تھی قدرت اللہ کی

اس خوبی سے درست ہوکر دولائی کا جھمٹ مار کر جھاؤلیان دیتا کمر اور کولے کا عالم دکھاتا سامنے سے مرزبان کے ہوکر نکلا اور دولائی ہٹا کر آنکھ سے آنکھ لڑائی اور رخ روشن کی جھلک دکھائی پھر آگے کو چلی مرزبان شیفتہ و فریفتہ ہوکر بیقرار شعر عاشقانہ پڑھتا اُٹھکر پیچھے چلا اور جب تنہائی مین پہونچا بے اختیار یہ زبان پر لایا کہ بیت

کون سے دلمین نہین وصل کی تیرے حسرت	کون آئینہ ہے جسمین تری تصویر نہین

وہ نازک اندام یہ شعر سنکر پھری اور منہ سے دوپٹہ ہٹا کر مسکرائی مرزبان نے دوڑکر ہاتھ پکڑلیا اور کہا بیت

دور سے بھی کبھی ملنے کے اشارے نہوئے	ہم کہین کے نہوے تم جو ہمارے نہوئے

اس نازنین نے ہاتھ جھٹک کر چھڑایا اور کہا جاؤ جاؤ مین ایسے بے مروت مردون سے بات نہین کرتی مرزبان قدم پر گر پڑا کہ اے جان جہان مین تابعدار ہون تمام عمر گردن اطاعت سے نہ اٹھاؤنگا اس محبوبہ نے پاؤن پر سے سر ہٹادیا اور اپنا ماتھا کوٹ لیا کہ ہی ہی مین نگوڑ ماری اس طرف آکر کس غضب مین پڑ گئی ارے لوگو یہ مردوا کیسا جھچڑا ہے کیون میرے پیچھے پڑ گیا اچھا کہو کیا کہتے ہو

مرزبان نے پھر تو گلے سے لگالیا اور پیار کرنا چاہا کہ اس گل پیرہن نے کہا کہ ہٹو دیکھو کوئی آجائے گا یہ کہکر چھوٹے کپڑے اپنے سنبھالے اور خاصدان نکال کر ایک گلوری کھائی اور چاہا کہ خاصدان بند کرے مرزبان نے کلائی پکڑکر کہا واہ واہ ہمین نہین اسنے انگوٹھا دکھایا لیکن اسنے نمانا ایک گلوری لیکر کھا گیا اور کھاتے ہی بیہوش ہوگیا عمرو نے اور زیادہ اسکو بیہوش کرکے کپڑے اسکے اتار کر اسکی ایسی اپنی صورت بنائی اور اسکو غار مین ایک مقام پر ڈالکر آپ وہان سے خیمۂ زندان پر آکر بیٹھا لیکن شاہ طلسم اور حیرت سے جو گفتگو دربارہ قتل مجرمان ہو رہی تھی آخر بادشاہ نے اپنی زوجہ کو خوشنود رکھنے کے لیے صبا رفتار سے حکم دیا کہ جا اور داروغۂ زندان سے کہ کہ قیدی لیکر حاضر ہو صبا رفتار یہ حکم پاکر مجلس مین آئی اور داروغہ کو حکم شاہ سے اطلاع دی عمرو نے قیدیون کے لیجانے مین ذرا تساہل کیا صبا رفتار نے کہا مین ساتھ چلون تو کیا قباحت ہے عمرو نے جواب دیا کہ تم عیارہ ہوکے بیوقوف بن گئین تمھارے ساتھ چلنے سے کیا فائدہ ہے آؤ ادھر سنو اور ایک کونے مین لاکر چاہا کہ اسکو بھی بیہوش کرون اسوقت صبا رفتار پہچان گئی کہ یہ عمرو ہے فوراً لوگون کے سنانے کو پکاری کہ خواجہ قیدیون کا چھڑا لیجانا بہت مشکل ہے یہ کہکر خنجر کھینچکر حملہ آور ہوئی عمرو نے حلقے کمند کے اس طرح مارے کہ یہ الجھ کر گری حباب مارکر اسکو بھی بیہوش کردیا لوگ یہ صدا سنکر دوڑ آئے تھے انسے کہا کہ یہ عیار عیارہ صبا رفتار کی صورت بنکر آیا تھا مین نے اسکو گرفتار کیا اب تم قیدیون پر سے سحر کو دفع کرو مین جبتک کپڑے پہنتا ہون پھر سامنے شاہ طلسم کے لیجاؤن گا یہ تقریر سنکر ساحر قیدیون کے رہا کرنے مین مصروف ہوے لیکن صبا رفتار کو دیر ہوئی تو افراسیاب نے سحر پڑھکر دستک دی زمین سے ایک پتلی نکلی اس سے پوچھا کہ داروغہ زندان کیا کرتا ہے پتلی نے کہا داروغہ زندان غار مین بیہوش پڑا ہے اور عمرو قیدیون کو چھڑا لئے جاتا ہے یہ کہکر پتلی تو غائب ہوگئی افراسیاب بغیظ و غضب تمام مانند برق کے زندان مین آیا اور عمرو کو مع قیدیون اور صبا رفتار کے پنجۂ سحر مین دابکر بارگاہ مین لایا اور صبا رفتار کو ہوشیار کرکے کہا کہ مرزبان غار مین بیہوش پڑا ہے جا اُسے ہوشیار کرکے یہان لے آ عیارہ تو ادھر گئی اور اسنے قیدیون کو ہوشیار کرکے کہا اے خورشید مین نے جاگیر ملک و مال تجکو اسی دن کے لیے دیا تھا کہ تو مجھ سے نمک حرامی کرے اور عین غفلت مین طلسم کشا کو چھڑانے کا قصد کرے خیر جو کچھ ہوا وہ ہوا اب بھی اپنے ارادۂ فاسد سے باز آ اور از راہ صدق ارادت میری اطاعت کر تو جان تیری بچ جائے اور خطا تیری معاف کرو ون خورشید نے ان باتون کا جواب دیا کہ مین تیری اطاعت کسی طرح نہ کرون گا اگر قضا ہو مارا

جاؤنگا ورنہ چھوٹ کر اپنی پھوپھی کا ساتھ دونگا اسد یہان اکیلا آیا تھا اب شریک کتنے ساحر ہین
افراسیاب نے کہا پھر وہ شریک ہین تو کیا ہین مہرخ کی کیا حقیقت ہی ابھی جاتا ہون سردربار پکڑ کر
ہوا لاؤن خورشید نے کہا کہ زیادہ گولی نہ کر کہین دغا سے کسی کو مارا ہوگا آج تک تونے کسی کو نہ مارا
تیرے رفیق بہت سے مارے گئے انکا عوض نہ لیا شہنشاہ ساحران یہ کلمات سخت سُنکر نہایت برہم
ہوا اور ناگن سے کہا یہ آمادہ مرگ ہی جو منھ مین آتا ہی اسکے وہ کہتا ہی تم سامنے لشکر مہرخ کے اسکو لیجاکر
مع اسکی پھوپھی اور عمرو کے قتل کرو دیکھون تو کون اسے چھڑاتا ہی بھون کو عمرو کی عیاری پر گھمنڈ
ہی تم پہلے عمرو ہی کو قتل کرنا یہ حکم دے رہا تھا کہ صبا رفتار داروغہ ہرزبان کو ہوشیار کرکے
لائی شہنشاہ نے حکم دیا کہ ای ساحر ہرزبان ساٹھ ہزار ساحر تیار کراکر ناگن کے پاس جاؤ اور
ان باغیون کو سامنے انکے رفیقون کے قتل کرو پس بمجرد حکم ساٹھ ہزار ساحر تیار ہوے اور قیدیون
کو اراب پر بٹھلا کرلے چلے ناگن بھی ساتھ ہوئی اسکے مطیع پچاس ہزار ساحر تھے وہ بھی درست
وچست ہوکر چلے گھنٹے و ناقوس بجنے لگے غلغلہ عظیم برپا ہوا ناگن کی مان فی الحال بہت علیل ہے
غش کی حالت مین پڑی رہتی ہی اسنے بسبب اسکے کہ میری مان کی خبر کون لےگا لازم ہی کہ ساتھ
لیتی چلون ہرچند کہ کہین دور جانا نہین ہی پھر بھی مریض کی خبر گیری لازم و واجب ہی یہ سوچکر
پالکی مین اپنی مان افعی جادو نام کو بھی سوار کرکے ساتھ لے لیا یہان تک کہ بعد کچھ عرصے
کے لشکر مہرخ کے سامنے جاکر پہونچے کیونکہ پانچ یا سات کوس کا بہر جنگ وجدال دونون لشکر
کے درمیان مین فاصلہ رکھا ہی غرضکہ جب وہان پہونچے عیارون نے جو فکر مین عیاری کی
پھر رہے تھے عمرو کو بھی قید دیکھا اور فکر زیادہ کرنے لگے کہ بہت جلد ان کو چھڑانا چاہیئے ادھر طائران
سحر سامنے مہرخ کے گئے اور بعد بجا لانے دعا وثنائے شاہی کے عرض پیرا ہوے کہ فوج غاہ طلسم خواجہ
اور سرخ مو اسکے بھتیجے کو سامنے لشکر ظفر پیکر کے قتل کرنے لائی ہی یہ کہکر علحدہ ہوے مہرخ نے
جب یہ ماجرا سنا فرمایا بغیر عمرو کے زندگی بیکار ہی یہان بھی لشکر تیار ہو یہ فرماکر نفیر سحر بجائی کل
لشکر کمر باندھکر مرنے پر تیار ہوا نقارہ جنگی گڑگڑایا دلاور بہت جلد مسلح مکمل ہوکر مرکب ہاے تازی
پر سوار ہوے ساحرانے اپنے حربے لیکر طائران سحر پر بیٹھے ایک ہنگامہ قیامت زا برپا ہوا اسوقت
قران غلغلہ سُنکر لشکر مین دوڑا اور مہرخ سے کہا کہ آپ تامل فرمایئے اور لشکر لیے وقت کی منتظر
رہیے جب ہم عیار گرفتار ہو جایئن اسوقت آپ کو اختیار ہی یا جب نعرہ ساحرون کے
بیرون کا سُنیئے یعنی یہ صدا کہ مارا مجھے نام میرا ناگن تھا اسوقت فوج عدو پر آکر گریے گا

غرض اسکے کہنے سے کوہ و دشت مین لشکر لیجا کر متواری ہوئی اور وقت کی منتظر رہی ادہر ناگن نے حکم دیا کہ اس جگہ خیمہ ایستادہ کیا جاے اور آج شب بھر میدان خونی کی تیاری ہو اور منادی ندا کرے تاکہ لشکر حریف مین ان لوگون کے قتل کی خبر پہونچے اور وہ لوگ آکر اسکا حال خراب دیکھین کیونکہ حکم شاہ یہی ہی اور اس لیے ان کو قتل کے لیے بھیجا ہی خلاصہ کلام اسی وقت خیمہ و خرگاہ استادہ ہوے اور لشکر کے بیچ مین قیدیون کو رکھا ایک طرف مرزبان اور دوسری سمت ناگن خیمہ زن ہوئی اور اپنی مان کا پلنگ ایک خیمہ مین بچھوادیا اور دہل زنی کا حکم دیا تاکہ پھر کوئی دقیقہ باقی نہ رہے صبح ہوتے ہی مجرمون کو قتل کر ڈالون گی غرضکہ منادی نے صدا دی کہ جو حاکم طلسم سے منحرف ہوگا وہ نہایت خراب حال سے قتل کیا جائے گا یہ صدا جو چار دانگ طلسم مین بلند ہوئی دشمن شاد اور دوست عمرو کے غمگین ہوے وہ دن سارا اسی انتظام مین گذرا آخر شاہ خاور زندان خانہ مغرب مین جاکر اسیر ہوا اور ظلمت شب نے میدان عالم مین خیمہ تاریکی برپا کیا کہ ابیات

چھپا نور جسوقت خورشید کا
ستارے فلک پر نمایان نہ تھے
ہوا خانہ دہر ظلمت سرا
پہ سماوی سیہ مین تھے موتی ٹکے

شام ہوتے ہی بخوف عیاران ناگن اور مرزبان نے سحر کیا کہ گرد ان کے لشکر کے ایک ابر آکر محیط ہوا اور اس قدر جھکا کہ سراسر زمین سے مل گیا اور یہ عالم ہوا کہ بجاے آسمان کے بھی ابر تھا اور چارون سمت لشکر کے دیوارین ابر کی کھنچ گئین لیکن جسوقت فلک کی جانب لکہ ہاے ابر پیدا ہوے عیار جو لشکر مین عیاری کرنے کو بشکل مبدل موجود تھے سمجھے کہ کوئی آفت آیا چاہتی ہی یہ ابر کا آنا خالی از فساد نہین ہی یہ سوچکر جست و خیز کرکے سرحد لشکر سے نکل گئے اور دور سے جو دیکھا تو ایک قلعہ ابر کا بنا ہوا نظر آتا ہی لشکر ناگن کا دکھائی نہین دیتا آسمان ابر کا دیوارین ابر کی زمین ابر کی ہان آتنا ہی کہ ان دیوارون مین طاق بنے ہین ایوان بنے ہین ان کے ساحر بیٹھے نظر آتے ہین اور کچھ لشکر کے چراغون کی روشنی ظاہر ہوتی ہی یہ دیکھکر عیار بہت گھبراے کہ افسوس لشکر سے ہم ناحق نکل آئے اب جانا اُس جانب کو نہایت دشوار ہی کاش اندر رہجاتے تو ہمراہ عمرو کے چھوٹ آتے یا اپنی جان دیتے اسی طرح افسوس کر رہے تھے کہ قران نے برق سے کچھ کان مین کہا برق ایک طرف بہت خوب کہکر چلا گیا پھر قران نے اور عیارون سے بھی کچھ کہا کہ وہ بھی ایک طرف گئے جب یہ جا چکے قران بھی ایک جانب روانہ ہوا مگر برق جو

اوڑ گیا تھا ایک مقام پر بیٹھکر ایک عورت بنا کہ بدن دوہرا اور گدبدا ایسا دوا کی دھونی دیکر بنایا
کہ ہیئت ہی بدل ڈالی چھوٹے چھوٹے ہاتھ پتلی پتلی انگلیاں کمر چپلی کولے بھاری موافق کی تیاری
انگیا کسی کسائی ٹھیک سر میں زری کا موباف پڑا اونچا سر گندھا پیشانی ہموار و بلند جھکی بھوین ✦
ستوان ناک شتر رنگ گات ابھری رانیں پر گوشت بھری بھری لباس سر سے پا تک ہلکا پیازی
رنگا ہوا زیب قامت فرمائے زیور الماسی مگر مختصر پہنے کہ بہ مقتضائے نظم

کلک و زبان صفت بہم کر	وصفِ رخ و زلف ساتھ ضم کر	یہ ظلمتِ کفر ہے وہ اسلام
یہ رات وہ دن یہ صبح وہ شام	یہ دل ہے تو وہ سیاہی دل	یہ گل ہے تو وہ چراغ محفل
یہ چشمۂ خضر ہے وہ ظلمات	یہ ہجر کا دن وہ وصل کی رات	ماتھا سرِ لوحِ صفا ہے
پیشانی نسخۂ وفا ہے	گردیدۂ مست بحر گل ہے	ابرو محراب دار پل ہے
منھ میں ہے زبان کہ گل میں نم ہے	یا حقۂ لعل میں گہر ہے	گردن لیا کسی نے سینہ
تشکل ہوا زخم دل کا سینا	پستان جو ہیں میوۂ بہاری	محرم انگور کی پٹاری
ہیں ناف و کمر جو دونوں باہم	مضمون کے بیچ میں پھنسے ہم	یہ بال و بال کا ہے پھندا
یا تارِ خیال کا ہے پھندا	اعجاز ہے گردشِ قدم میں	ٹھوکر مردے جلائے دم میں

اس صورت دل فریب سے درست ہو کر ہاتھ میں تھال لیے کچھ پکوان اور مٹھائی اس میں رکھے
نہایت ناز و انداز سے سامنے اس قلعۂ ابر کے آکر ایک جانب کو روانہ ہوا کچھ دور گیا ہوگا کہ
ضرغام سے **قران** نے کہا تھا کہ تو عاشق بننا وہ ایک مقام پر ژولیدہ مو پریشان حال گریبان
چاک کھڑا تھا دوڑ کر اس نازنین کے قریب آیا اور پکارا کہ **بیت**

وہ تمھیں ہو جو چراتے ہو ہمیں دیکھتے آنکھ	ہمسے دل بھی تو کسی طرح چرایا نہ گیا

یہ کہکر پاس پہونچ کے ہاتھ پکڑ لیا اس زن ماہ پیکر نے کہا صاحب تم مجھے کیوں بدنام کرتے ہو ان
باتوں میں جان جائیگی اب میری محبت سے ہاتھ اٹھاؤ ورنہ اچھا نہوگا میں کہانتک جنگل میں تمھارے
لیے آیا کروں جس دن میرا خاوند دیکھ لے گا بڑی آفت ہوگی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ **قران** بشکل مرد
قوی ہیکل سونٹا ہاتھ میں لیے ایک طرف سے آکر پہونچا اور للکارا کہ کیوں مال زادی تو ہمیشہ کہا کرتی
تھی کہ مجھے کسی کے ساتھ پکڑ لو تو میں جانوں آج میں نے تیرے یار کے ساتھ تجھے پکڑا آج تیری
ناک کاٹوں گا یہ بیسوا پن تیرا سب ظاہر ہوگیا اس ڈانٹنے کے ساتھ ہی وہ عورت تو سہم کر بیٹھ گئی
اور وہ عاشق بھاگا پھر کچھ مطلوبہ کا بھی خیال نہ کیا کہ کیا اسپر گذرے گی شوہر مصنوعی نے آکر

بال سر کے پکڑے اور براہ بناوٹ اس عورت کو مارنے لگا اور عورت نے شور و داد و بیداد و فریاد بلند کیا
اور شوہر کو بھی دو ہتڑ مارتی تھی اور کہتی تھی کہ تیرا اجارہ ہی جو میرا جی چاہیگا کرونگی اور تیرے منھ مین
پوچھون گی بھڑوے آج تجھے بڑی غیرت آئی اور کل سنے دس روپیہ کا کپڑا مجھکو لادیا تو وہ چپکے
سے لیلیا یہ نہ جانا کہ آخر یہ کس علاقہ سے دیتا ہی پھر کسی کا مال کھا لینا ٹھٹھے بازی ہی آج آیا ہی اپنا
قرق جتانے اپنی بھینا پر قرق نہین کرتا جو دن دہاڑے یار بلاتی ہی غرضکہ عورت تو مرد کو دشنام
دیتی ہی کاٹ کھاتی ہی اور مرد سونٹے مار رہا ہی شور و غل بے انتہا مچا ہی ازبسکہ چاندنی رات تھی
اور ابر کا قلعہ نزدیک تھا طاق و ایوان مین وہان کے ساحر تو بیٹھے ہی تھے اُنھون نے بھی یہ ماجرا
دیکھا اور مرزبان سے جا کر کہا ذرا چلکر دیکھیے تو جنگل مین عجیب دل لگی ہو رہی ہی یہ سُنکر اسنے
بھی آکر ان دونون کو لڑتے ہوئے دیکھا چاندنی مین عورت کا قد قطعہ دار ثابت ہوا ایک سحر کا
پنجہ بھیجا کہ وہ جا کر عورت کو اُٹھا لایا اُسوقت ابر ہٹ گیا پنجے نے عورت کو سامنے رکھدیا اسنے
پاس سے جو رُخ زیبا کا اسکے نظارہ کیا اور از سر تا پا اسکو دیکھا بیک نظر دیوانہ و فریفتہ ہوا
اور کہا کہ اے گل پیرہن یہ کون تھا جو تجھ ایسے معشوق کو کہ جس کو گل کا بوجھ بار معلوم ہوتا ہوگا
زد و کوب کر رہا تھا یہ کلمات سُنکر اس سیمین عذار نے کہا کہ آپ آج کی مار کو کیا کہتے ہین جب سے
مین اس قصائی کے پالے پڑی ہڈی ہڈی میری چور ہی اسوقت آپ نے بڑا غضب کیا جو اسکے
پاس سے مجھے اٹھوا لیا اب وہ بغیر ناک کاٹے یا مار ڈالے مجھے نہ چھوڑے گا موئی کا طبع بڑا بدگمان
ہے کہے گا کہ بتا کس یار نے تجھے بلوایا تھا مرزبان نے کہا کہ کیا مجال اسکی جو تجھے اب ہاتھ لگا سکے
عورت نے جواب دیا کہ کیون مجال کو کیا چاہیے وہ میرا شوہر ہی واسطہ سامری کا اگر مجکو
آپ نے بلایا ہی تو میرے شوہر کو بھی بلا لیجیے ورنہ بڑی قباحت میرے لیے ہوگی اور اب مین
یون تو جا بھی نہین سکتی وہ یہی کہے گا کہ تو آشنا کے یہان گئی تھی ہائے لوگو مین کس غضب
مین پڑ گئی ارے صاحب جلد اسے بلوائیے مرزبان نے چاہا کہ پنجہ بھیجکر بلائے عورت نے کہا
پنجہ نہ بھیجیے گا وہ آدمی جلے تن ہی ناحق مجکو آکر مارے گا آبرو کے ساتھ بلوائیے گا کہ وہ خوش ہو
غصہ اسکا اُتر جائے پھر انصاف کر کے رضامند کر کے اس سے فارغخطی مجھے دلوائیے گا مرزبان
فارغخطی کا نام سُنکر شاد ہو گیا اور ایک ساحر سے حکم دیا کہ تخت سحر پر بٹھا کر اسکے شوہر کو لے آ ساحر
حسب الحکم تخت لیکر گیا وہان وہ مرد بک جھک رہا تھا کہ ساحر نے کہا چلیے جہان آپ کی
زوجہ ہی اُنھون نے بلایا ہی اور سوار کر کے اندر قلعہ سحاب کے سامنے مرزبان کے لایا اسنے

بعزت تمام ٹھلایا بعد کچھ دیر کے سمجھانے لگا کہ زوجہ تمہاری آوارہ ہی کچھ روپیہ مجھ سے لیلو اور اسکو چھوڑ
اس مرد نے کہا اسوقت خستہ و شکستہ بہت ہون صبح کو اسکا جواب دونگا پھر مرزبان نے ایک
ساحر سے حکم دیا کہ اسکو لیجاکر خیمے مین رکھو ساحر قران کو خیمہ مین لایا پالنگڑی چاندی کی سونے
کو دی ادھر عورت سے مرزبان اختلاط کرنے لگا عورت نے کہا مین بھی اپنے شوہر کے خیمے مین
جاتی ہون جب فارغخطی ہو جائیگی اس وقت دیکھا جائیگا مرزبان اس کلمہ سے بیتاب ہو گیا اور
کہا تم یہین ٹھہرو عورت نے کہا خوب تم تو پرائی جورو پر لہلوٹ ہو گئے یہ کہکر اٹھی کہ جاتی ہون
مرزبان اٹھکر لپٹ گیا اور قسمین دینے لگا عورت نے کہا ذرا دم لو مین ابھی تو جاتی ہون
اور جب وہ سو جائیگا تو کسی حیلے سے آؤنگی یہ کہکر وہان سے خیمہ مین آئی قران سے سب حال
کہا اور کہا اب کی جاکر مین مرزبان کو پکڑے لیتا ہون یہ بایقین کر رہا تھا کہ ایک طرف سے صدا
کراہنے کی آئی برق نے در خیمہ پر آکر ایک ساحر سے پوچھا کہ یہ کون آہ آہ کرتا ہی اس ساحر نے
کہا مان ناگن کی بیہوش اور ماندی رہتی ہی وہ ہی کراہتی ہی یہ سُنکر برق اسی آواز کی طرف
گیا دیکھا کہ ایک خیمہ استادہ ہی اندر اسکے پلنگ پر ایک مریضہ لیٹی ہی ایک جانب چوکی پاخانہ
پھرنے کی لگی ہی دو ایک کنیزین مہ پارہ جوان خدمت کو حاضر ہین پلنگ کے قریب کچھ
تعلیخہ بنے ہوئے رکھے ہوئے ہین کھرے کٹے پڑے ہین کچھ عورتین پٹی پکڑے بیٹھی ہین پنکھا
جھل رہی ہین برق نے قریب خیمہ پہونچکر ایک عورت کو ان مین سے باشارۂ انگشت طلب کیا جب
وہ اُٹھکر پاس آئی کہا کیون گیان ہمین پہچانا اس کنیز نے کہا مین مطلق واقف نہین اسنے
کہا اب کا ہیکو پہچانوگی مین وہی تو مہرزبان کی ہون یہ کہتے کہتے حباب بیہوشی مارا کہ تڑاق سے
اُسے چھینک آئی اور بیہوش ہو گئی برق اسکو اُٹھا اپنے خیمے مین لایا مگر رُو پر سے نہ آیا
پشت پر سے سراپچہ چاک کر کے اندر آیا اور در خیمہ پر جاکر پکار کر کہدیا کہ اندر خیمہ کے ہم زن و شوہر
سوتے ہین کوئی یہان نہ آئے دوسرے جہان تمہین مین جاؤن کوئی بیل مزاہم نہو ساحرون
نے جو یہ کلام سُنا تو سمجھے کہ زن بدکار ہی شاید کہ یہ شوہر کو سلا کر میان پاس ہمارے جائے یا اور
کچھ کرے اسکے درمیان مین بولنا اچھا نہین وہ سب تو یہ سوچکر چپ ہوئے ادھر اسنے کپڑے اس
کنیز کے اُتار کر آپ پہنے اور اپنے کپڑے وہی زنانے اسکو پہنائے اور مثل اسکی صورت کے شکل اپنی بنائی اور
جس صورت پر آپ عورت بنا ہوا تھا اسی طرح کی عورت اسکو بنا کر فلیتہ دافع بیہوشی سونگھایا کہ وہ
ہوشیار ہوئی دیکھا کہ میری صورت کی ایک عورت سامنے موجود ہی یہ دیکھکر براہ استعجاب اسنے

کیفیت پوچھی برق نے کہا کہ گیان مین تم کھڑی باتین کر رہی تھی کہ ایک ہوا کا جھونکا لگا دونون
بیہوش ہو گئے اسوقت سامری کو دیکھا کہ تشریف لائے اور میرے تمھارے منھ پر ہاتھ مارا اور
فرمایا کہ ہمنے تم دونون کو کایا پلٹ کر دیا اسمین تمھارے لیے بہتری ہو اور ہماری مشیت اسی کی
مقتضی ہی کہ کنیز ناگن کو مرزبان کی زوجہ بنا کر اسکا مرتبہ دو مرتبہ بڑھائین اور تجکو اس کنیز کی
صورت بنائین لو گیان مشیت خداوند مین کیا چارہ ہو اب تم میری حقیقت سنو کہ یہ شخص جو
پلنگ پر لیٹا ہو اسکی مین زوجہ تھی مجھ پر مرزبان عاشق ہو صبح کو فارغخطی میرے شوہر سے مجکو
دلا کر مجھے اپنے پاس رکھتا لہذا جو کوئی پوچھے اسی مرد کی زوجہ اپنے تیئین بتلانا اور مجھ سے
مرزبان نے وعدہ لیا تھا کہ جب شوہر تیرا سو جائے تو میرے پاس آنا اب یہ سوتا ہی تم اسکے
پاس جاؤ اور داد عیش وخرمی دو مین تمھارے عوض تمھاری بی بی مریضہ کی خدمت مین جاتی
ہون وہ کنیز مدت گذری تھی کہ مرد سے واقف نہ تھی اور تکلیف مین رہا کرتی تھی زر و زیور
دیکھکر اور زوجہ اتنے بڑے امیر کا ہونا سنکر نہایت خوشنود ہوئی اور کہا کہ گیان اچھا مجھے مرزبان
پاس پہونچا دو اور اپنا نام بتلا دو برق نے کہا میرا نام محبوب ہی یہ کہکر اپنے ساتھ لیا اور خیمہ
مرزبان کا بتلا دیا وہ اندر خیمہ کے گئی مرزبان چشم براہ انتظار تھا اسکو دیکھکر پکارا بیت

آج آتے ہین وہ کچھ آنکھون مین فرماتے ہوئے — سحر اور اعجاز اک پردے مین دکھلاتے ہوئے

یہ کہکر اٹھکر گود مین لیکر پلنگ پر بٹھایا لب سے لب ملایا شراب کا جام پلایا یہ کنیز نہایت مسرور ہو کر
مصروف عشرت وطرب ہوئی اور ادھر برق کنیز بنا ہوا خیمہ افعی مین پہونچا اور کاروبار کرنے لگا
لیکن شمعون پر پروانہ ہائے بیہوشی چھیکتا جاتا تھا بعد لمحہ کے شمع سے دود بیہوشی بلند ہوا جو
لوگ وہان خدمتی تھے وہ بیہوش ہو گئے اسوقت افعی کے بھی منھ پر غبار بیہوشی کا مل دیا کہ ایک
تو وہ بیہوش ہی رہتی تھی اور بھی مثل مُردے کے ہو گئی برق نے اسکو اٹھا کر ایک گوشہ خیمہ
مین لا کر دری اور چاندنی وغیرہ مین چھپا دیا اور آپ صورت اسکی ایسی بنکر اسی کا لباس
پہنکر مریضون کی طرح پلنگ پر آکر لیٹ رہا کبھی غش ہو جاتا تھا اور کبھی کراہتا تھا اور کبھی آہ آہ
کرتا تھا اور پلنگ کے پاس جو عورت کہ بیہوش تھی اسکو چھینٹا دے کر ہوشیار کیا جب اسکی آنکھ
کھلی تو عورت سے کہا کہ مجھے ڈالکر اکیلا سب کمبختین سو رہین ذرا ان پر پانی چھڑک دے کہ ہوشیار
ہو جائین اور میرے ہاتھ پاؤن اینٹھتے ہین ذرا دبائین اس عورت نے حسب ارشاد سب کو پانی
چھڑک کر ہوشیار کیا اور وہ سب اسکی خدمت مین مصروف ہوئین اس عیاری کرنے مین وہ شب

اخیر ہوئی اور آفتاب مثل رنگ رخ بیمار روے زرد با تن تپ دار کے لرزان شفا خانہ سپہر مین آیا
اور حکیم علی الاطلاق نے واسطے دفع حرارت و تقویت قلب کے طبا شیر سحر کو ظاہر فرمایا نظم

عمرو کو جو کرتے تھے ساحر ہلاک	گریبان سحر کا ہوا غم سے چاک
ہوا تھا زمانے کو ایسا قلق	کہ تھا صبح کا رنگ بھی غم سے فق

دم صبح ناگن خواب راحت سے بیدار ہوئی اور ہمرزبان بھی اس عورت سے لوٹ ہو رہا تھا صبح اٹھکر اسکے لیے کنیزین بہر خدمت مقرر کین فواکہات کی ڈالیان کھانے کو منگا دین شوہر مصنوعی کو اسکے بلا کر ہمراہ لیا کہ قتل عمرو سے فراغت ہولے تو تمھین مال و زر دیکر خوشنود کرون غرضکہ کل لشکر کو حکم کمربندی کا دیا ایک طرف سے ناگن سوار ہوکر آئی سب فوج درست ہوکر پرا باندھکر کھڑی ہوئی رات ہی سے جلاد میدان مین پھر رہے تھے اور چبوترے ریگ کے بنے تھے بوریئے بچھے تھے اسپر لاکر عمرو کو بٹھایا اور سرخ مو و خورشید کی زبانین چھیدکر سوزن دیکر انکو بھی زیر تیغ بٹھایا اسوقت سحر پڑھا کہ وہ ابر کا حصار ہر طرف ہوا اسلیے کہ مہرخ وغیرہ حال خراب اپنے ساتھیون کا دیکھین پھر تو عمرو وغیرہ کو یقین اپنی مرگ کا ہوگیا اور بلبلا کر رجوع قلب سے دعا کرنے لگا کہ اے پروردگار مجھ سے تونے وعدہ فرمایا ہی کہ جب تک اپنی موت تین بار مین خود نہ طلب کرون اسوقت تک نہ مرون خداوندا تو سچا ہی اور تیرا قول سچا ہی اور تو عالم اور دانا ہی کہ مین نے موت کا خیال بھی نہین کیا الٰہی اپنے برگزیدہ حبیبؐ کے نور کا واسطہ مجھے ان کافرون کے ہاتھ سے نجات دے کہ نظم

تو ہی معبود یکتا دو جہان کا	تو ہی خالق زمین و آسمان کا
تو ہی ہی حاکم ارواح و اجسام	تو ہی ہی باعث آغاز و انجام
تجھی سے ہی نشان اوج و پستی	تجھی سے ہی بہار باغ ہستی
ہی تیرے فیض سے ہر چیز موجود	ترے ہی حکم مین ہی بود و نابود
بچالے اے خدا تو جان کو میری	عطا کر تو دوا درمان کو میری

یہ دعا کر رہا ہی وہان جلادون نے حکم پوچھا کہ مار ڈالنا ہمارا کام ہی ذرا سمجھ بوجھکر حکم دیجیے یہ لوگ بڑے زبردستان روزگار سے ہین قتل کرنا آسان نہین ہی ہمرزبان نے کہا لاکھ حکم کا ایک حکم دیا کہ جلد سر کاٹ کر ان گنہگارون کے حاضر کرو جلاد تو حکم پوچھ رہے تھے اور حصار ابر کا دفع ہونے سے ضرغام اور جانسوز جو بیرون لشکر تھے صورت ساحرون کی بدلکر لشکر مین آ کھڑے ہوے ادھر

جلاد حکم ثانی اور ثالث پوچھ رہے تھے اور تیغہ کھینچکر واسطے قتل کے چلے تھے کہ عیارون نے پتھر گوپھن
مین رکھکر مارے انکے سر پر آکر پڑے کہ کاسہ ہائے سر ترشش کر دور گرے سب ساحر عمرو کے قتل ہونیکا
تماشہ دیکھ رہے تھے کسی نے یہ نہ دیکھا کہ پتھر جلادون کو کس نے لگائے اور انکے مرنے کا ایک غوغا سا بلند
ہوا اب کوئی جلادی کا نام نہین لیتا اسوقت مرزبان نے کہا مین خود قتل کرتا ہون یہ سُنتے اسی
قران جو پاس کھڑا تھا اسنے کہا آپ ٹھہریئے مین قتل کرنے جاتا ہون مین سب جلادون کا باپ
ہون دم بھر مین سیکڑون کو مار ڈالتا ہون یہ سُنکر مرزبان نے کہا جلد ان تینون کو قتل کر مین تجھے
بہت خوش کرونگا قران نے کہا اوّل انعام منگا دیجیے تو قتل کرون اسنے سو روپے منگا کر
عنایت کیے یہان یہ گفتگو ہو رہی تھی کنیزین ناگن کی روتی پیٹتی آئین اسنے پوچھا کیا ہی کہا جلد
چلیے مان آپ کی دم توڑ رہی ہین دیدار آخری دیکھ لیجیے ناگن بیتابانہ دوڑی وہان برق ہاتھ
پانون ٹپک رہا تھا موت کا پسینہ ماتھے پر تھا تشنج ہو رہا تھا غشی طاری ہوئی تھی کہ ناگن ہائے ہائے
اس بندی کی مان کہتی ہوئی آئی برق اور زیادہ تڑپنے لگا بعد کچھ لمحے کے ذرا ٹھہر کر آنکھ کھولی اور
کہا کہ میری بیٹی آئی ناگن نے کہا امان کھڑی تو ہون برق نے ہاتھ پھیلا کر سر کو چھاتی سے لگایا
اور کہا بیٹا ذرا کنیزون کو یہان سے ہٹا دو تو مین کچھ وصیت کرون اسنے سب لونڈیون کو دور ہٹا دیا
جب تنہائی ہوئی برق نے کہا بیٹیا لونڈیان کہتی تھین کہ بی بی کے پسینے مین بو آتی ہی ذرا تو سونگھکر
دیکھ تو کہ میرے پسینے مین مردے کی بو آتی ہی ناگن یہ کلام سُنکر براہ غضب بولی کہ یہ کون سی
غیبالی کنیز ہی جسنے بیمار کے مُنھ پر یہ کلمات کہے مارے کوڑون کے کھال اڑا دونگی برق نے کہا
بیٹیا خفا نہو تمھین میری جان کی قسم ماتھے پر سے پسینہ لیکر ذرا سونگھ تو اگر بو آتی ہی تو کنیزون کو
کچھ نہ کہنا کہ وہ و سچی ہین اور جھوٹھ نکلے تو سزا دینا اسکے قسم دلانے سے ناگن نے کچھ پسینہ پوچھ کر
سونگھا برق نے تو بیہوشی مُنھ پر پہلے ہی مل رکھی تھی یہ سونگھتے ہی بیہوش ہو گئی برق دوڑ کر اسکی
مان کو دری سے نکالکر قریب اسکے لایا اور دونون کو برابر لٹا دیا ادھر قران جب سو روپے انعام
کے لے چکا بغدہ کمر سے نکالکر گویا ہوا کہ کہیے تو آپ کو قتل کرون مرزبان نے کہا کچھ سودائی ہوا ہی
قران نے کہا آپ کے پیچھے ایک صاحب کھڑے اشارے کر رہے ہین کہ مرزبان کو مار ڈالو یہ سُنکر
مرزبان نے پھر کر دیکھا اسنے اس زور سے بغدہ مارا کہ سر کٹ کر دس قدم پر جا کر گرا ایک شور دار
وگیر برپا ہوا زمانہ مین تاریکی برپا ہو گئی ساحر لینا لینا کہکر دوڑے تھے کہ وہان برق نے ناگن اور
افعی دونون کے سر جدا کر ڈالے آندھیان اٹھین بیر غل مچانے لگے فوج ساحران بدحواس

ہوکر اس طرف دوڑے برق خنجر کھینچے تو کھڑا ہی تھا اس لشکر شقاوت اثر مین در آیا قران وضرغام وجانسوز نغیدہ پکڑ کر نیمچے کھینچکر حملہ آور ہوئے اسوقت ساحرون نے طاریخ و تریخ ان پر مارے لیکن مرنے سے ناگن وغیرہ افسرون کے خورشید وسرخ مو وعمرو پر سے سحر کی قید دفع ہو گئی تھی عمرو نے اٹھکر سوزن زبان سرخ مو سے نکال لیا ادھر خورشید بھی چھوٹا دونون نے عیارون کو کھڑے دیکھا دیکھکر رد سحر پڑھا کہ ناریخ و تریخ ساحرون کے بیکار رہگئے اور ان دونون نے لڑنا شروع کیا آگ برسنے لگی پتھر گرنے لگے برف پڑنے لگی جب یہ ہنگامہ بلند ہوا مہرخ جو فوج ساحران لئے منتظر ٹھہری ہوئی تھی آکر گری العیاذ باللہ کہیر تو وہ حشر برپا ہوا کہ یقین تھا روز قیامت جانکر مردے قبر سے باہر نکل آئینگے گولے فولادی اور گجھیے پیکان اور سوئی کے چلنے لگے رعد چیخین مارنے لگا اور برق محشر چمک کر گرنے لگی حریف کے دو ٹکڑے ہونے لگے بہار نے بہار کا عالم پیدا کیا مخمور نے لوگون کو مست ولایعقل بنایا تلوار سحر کی بڑے گھمسان سے چلنے لگی لاش پر لاش گرنے لگی کہ

نظم

گیا دست تہور اسے جب باز ہوا ہوش مخالف گرم پرواز
سپر مین وہ نہان تھے گو ستمگار کمر تک ہی کب بجلی سی تلوار
گری جس سر پہ جاکر برق محشر کفل تک آ کے ٹھہرا فرق تا سر
سپر حائل ہوئی نہ خود و جوشن دو پارہ سب ہوئے مردود دشمن
ہوئے توسن سے جب وہ مائل خاک اٹھا یہ شور غل خس کم جہان پاک
ہوئے مجروح و خستہ سر بسر وہ عقیق آسا ہوئے خونین جگر وہ
زمین نعل ستوران سے ہوئی گرد سر کہسار ہین گو پال سے گرد
کمند ریشمی تھی یون گلوگیر بندھے تھے پیل جنگی سترہ بے پیر
فلک تیرہ ہوا یہ گرد چھائی ہوئی زیر و زبر ساری خدائی
گرہ ترا بنی ہوئی ان سب کو بہبود کہ عرض راہ مین ہوتے تھے نابود
غنیمت تھا بچانا اپنے سر کا پدر بھی ہوگیا دشمن پسر کا
کمندون مین ہوئے صدہا گرفتار اسی ذلت کے تھے ظالم سزاوار

غرض شکست فاش کھا کر بقیۃ السیف سمت لشکر حیرت بھاگے اور مہرخ اسباب دشمن لوٹ کر بہ فتح وظفر خورشید و عمرو وغیرہ کو لیکر اپنی بارگاہ مین آئی عمرو پر سے تصدق بہت اتارا

خورشید اپنی بہن ملکہ ہلال سحر افگن سے ملا اور بارہ ہزار ساحر اسکی فوج کے حاضر ہوے بارگاہ اسکی استادہ ہوئی مہرخ نے خلعت عنایت کیا اور حکم جشن ہونے کا دیا ساقی و مطرب جام بادۂ ارغوانی اور ساز خوش آہنگ لیکر حاضر ہوے جلسہ عیش آغاز ہوا

نظم

ہر اک معشوق مصروف تبسم
عجب صحبت تھی وہ اور طرفہ ہنگام
بھلا کیونکر نہ وہ صحبت رہے یاد
برآئین آرزوئین حسب دلخواہ

لبالب خندۂ عشرت تھے مردم
مبارک روز تھا فرخندہ ایام
عدو پامال تھے اور دوست تھے شاد
ہوئے درویش بھی انعام سے شاہ

ادھر فوج ہزیمت خوردہ لاشین ناگن وغیرہ کی لیے لشکر حیرت مین پہونچی اور بارگاہ مین سامنے شاہ طلسم کے لاشین رکھ دین حقیقت ظلم عیاران بیان کی افراسیاب نے سب ماجرا سنکر کف افسوس ملے اور منھ کو پیٹ لیا حیرت نے کہا اے شہنشاہ آپ نشہ مین شراب کے بدست رہتے ہین نہ رعایا کی خبر نہ گھر کی سدھ عیارون کا ظلم بڑھتا جاتا ہی اور آپ طرح دیتے ہین یہ تا بکجا مین جانتی ہون کہ ایک دن وہ مجھے بھی آکر مار ڈالین گے اب میرا جی چاہتا ہی کہ اپنا گلا اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالون افراسیاب نے اسوقت بی بی کو رنجیدہ دیکھکر گلے سے لگا لیا اور کہا گھبراؤ نہین دیکھو تو مین ان باغیون کے ساتھ کیا کرتا ہون پوند لوند یا بی کو ترسا ترسا کر نہ مارا تو نام اپنا نہ رکھا مجھے سب حال عیارون کی مکاری کا معلوم ہوگیا ہی مقدمہ طلسم بہت نازک ہی ذرا چوکے اور بلا مین گرفتار ہوے دیکھو طلسم کشا بند ہی مگر آئین طلسم ایسا ہی کہ قتل نہین کر سکتا یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک بجلی چمکی اور لکہ ابر کے فلک پر ظاہر ہوے اور بجلیان سنہلی روپہلی چمکنے لگین پھر وہ ابر شق ہوا اور ایک ساحر شتر پر سوار مانے پہنے جواہر زیب بدن کیے بصورت مہیب ماران سیاہ و سرخ سر سے لپیٹے زمین پر اترا اسکو دیکھکر حیرت اپنی جگہ سے اٹھی اور گویا ہوئی کہ آؤ میرے بھائی بیرن یہ کہکر گلے سے لگانے چلی اسنے اول شہنشاہ کو مجرا کیا پھر حیرت کے سینے سے سر بادب تمام لگایا اسنے بلائین لین اپنے پاس بٹھایا اسوقت فوج ساحران جو اسکے ساتھ آئی ہی باجے بجاتی بڑے عظم و شان سے آئی ہر ایک کو حکم اترنے کا ملا ایک لاکھ ساحر نے کمر کھولی عجب گھما گھم ہوئی یہ ساحر حیرت کا خالہ زاد بھائی عنقائے ستارہ پیشانی نام ہی اور اسی طرح ملکہ بہار کا بھی یہ بھائی ہی ملک سیارہ اس طلسم مین ایک شہر ہی کہ وہان کا بادشاہ ہی جب اسنے سنا کہ ایک بہن میری باغیون کی شریک ہوگئی اور دوسری بہن مقابل لشکر حریف بہر جنگ خیمہ زن ہی تو اسکی مدد کے لیے لاکھ ساحر

سے آیا ہی خلاصہ کلام جب یہ بآرام تمام بیٹھا ساقی نے لاکر جام شراب بحکم شاہ جادوان اسکو دیا ناچ سامنے اسکے ہونے لگا لیکن وہ مستفسر ہوا کہ اے شہنشاہ آپنے اس قدر نمکحراموں کو مہلت کیوں دی کہ ان کے ساتھ جمعیت کثیر ہوگئی فساد زیادہ بڑھا یہ سُنکر شاہ نے حال عیاروں کی بد ذاتی کا اور جو کچھ ماجرا طلسم مین گذر چکا تھا بیان کیا اور عیاروں کی جانب سے کمال ہی شکوہ کیا عنقا نے کہا غلام کو رخصت دیجیے کہ جاکر ان عیاروں کو باندھکر اور سر باغیون کے کاٹ کر حضور مین لائے شاہ نے کہا تم میرے فرزند ہو تمھین مین نہ بھیجون گا ادھر حیرت نے کہا بھیا مین تمھین لڑنے نہ دونگی اسنے کہا مین ضرور لڑونگا اور اگر تم مانع ہوگی تو مین اپنے تئین ہلاک کر ڈالونگا شاہ نے کہا اچھا دو ایک دن کے بعد مقابلہ کرنا ابھی تو تم آئے ہو اسنے نہ مانا در حکم طبل جنگ دیا شاہ طلسم اسکو نشیب و فراز عیاران کی مکاری کا سمجھا کر سمت باغ سیب پار دریاے سحر کے گیا اور یہان جسوقت کہ شہنشاہ معرکہ آرائے اورنگ سپہر بارگاہ مغرب مین جاکر مقیم ہوا اور ممالک دہر پر قبضہ ترک ہندوے شب نے کیا کہ بمقتضاے ابیات

ہوا سلطان خاور جب گریزان	ہوئی پھر کہکشان کی تیغ عریان
خہ سیارگان بازینت و فر	سر یہ چرخ پر تھا جلوہ گستر

صداے قرنا و طبل جنگ کا شور تھا یہ خبر طایران سحر لیکر دربار ڈربار خجستہ کردار ملکہ مہرخ نامدار مین پہونچے اور متمثل بشکل انسان ہو کر بصد ادب آستانہ دولت کو چوم کر عرض پیرا ہوئے کہ اے سلطانہ دولت و اقبال مثنوی

تو اے شہ بخوبی اخلاق خویش	سبق بردے از بادشاہان پیش
زہے دین دانش زہے عدل و داد	زہے ملک و دولت کہ پاینده باد

لشکر مخالف مین عنقاے ستارہ پیشانی نام ساحر بدانجام نے آکر طبل رزم بجوایا ہی بکھیڑا مچایا ہی یہ خبر عرض کر کے کنارے ہوئے عیار اسی وقت بارگاہ سے نکل گئے اور مہرخ نے بھی حکم نواخت طبل لشکر حرب کو دیا کوس جلال پر چوب پڑی فلک چکرایا زمین تھرائی اور ساحروں کے بکھرنے اور پڑھنت پڑھنے کی باری آئی بہادرون نے آلات حرب و ضرب کی درستی شروع کی نظم

کسی نے کی پڑھنت سے جا یہ آغاز	کہین ناقوس کی برپا تھی آواز
کسی نے موم کا گولا بنایا	کسی نے سامنے دھولا بٹھایا
کوئی اگیارہ کرتا تھا کوئی جاپ	کوئی کرتا تھا ہن تا دور ہو پاپ

سپاہی کر رہے تھے صاف تلوار ۔ کہین خنجر کہین گرز گران بار
نقیبون کی صدا تھی ہان خبردار ۔ زرہ سے خود سے جوشن سے ہشیار
نہین ہی یہ مقام ننگ واکراہ ۔ شکست و فتح کا مالک ہی اللہ
رہا شب بھر یہی ہنگامہ برپا ۔ ہوئی صبح ظفر مشرق سے پیدا
نہیب تیغ بران سے کٹی شب ۔ گریزان سب نظر آتے تھے کوکب

جسوقت کہ پرچم زرافشان علم آفتاب کو صبح نے اڑایا اور سپیدہ سحر ہمرنگ تیغ صاف نظر آیا مہرخ تخت پر عیش گاہ سے نکلکر سوار ہوئی ہر ایک سردار ساحران ذیوقار نے مجرا و سلام کرکے تخت کو قلب لشکر مین رکھ لیا اور سمت وادگاہ مصاف چلے پھر تو طائران سحر سر پر سایہ فگن تھے شعلہ ہاے آتش بلند گروہ گروہ ساحر نیرنگ بازی اور شعبدہ پردازی سحر کی دکھلاتے شیر کو سحر کے فیل مست سے لڑاتے آگ کا دریا بناتے سیلین برف کی برساتے روانہ ہوے اور دشت قتال مین پہونچے اس طرف سے بھی رایت ہاے رنگارنگ پیدا ہوے اور بنگلہ خوشنا بردوے ہوا اڑتا ہوا حیرت کا آیا اور ساحرون نے غل یا سامری و جمشید کا مچایا اس بنگلہ مین مصور و صورت نگار مقیم تھے اور حیرت تخت پر بصد حشمت جلوہ فرما تھی گرد بنگلے کے ساحر گردن اور شیر نشین پر سوار کوڑے ماران سیاہ کے ہاتھو مین لیے صورتین مہیب بنائے وارد ہوے اور ایک سمت سے عنقا ہنس پر سوار برابر اسکے لاکھ ساحر کی قطار نمودار ہوا اسکے ساحرون نے الگ پرا جمایا اول میدان بزدست تیغ چھنکر زمین کو آئینہ سان صاف کیا پھر ابر سحر برساکر گرد و غبار کو بٹھایا ترغیب لشکر جانبین مین آغاز ہوئی صفوف کارزار جم گئین پھر نقیب دونون طرف سے نکلکر پکارے کہ قطعہ

چو خصم قصد تو گرداز براے دفع ضرر ۔ بجد و جہد بکوش از رہ عقل مشہوری
کہ گر سر او بدست آیدت بکام رسی ۔ وگر سہم نرسد آن زمان تو معذوری

ہان دلیرو نام کی جگہ ہی جان پر کھیلو نشان جرأت میدان شجاعت مین نصب کرو کہ بیت

نہ برزو آج باقی ہی نہ ہی سام ۔ شجاعت سے مگر مشہور ہی نام

یہ صدا دے کر جب نقیب ہٹے لشکر عنقا سے گذارہ مار زبان نام ایک سردار میدان مین آیا اور سحر کی نیرنگیان دکھا کر رجز خوان ہوا کہ قطعہ

من آنم کہ در شیوۂ طعن و ضرب ۔ بلغیران ودر آموزم آداب حرب
گدا مین اہر بران دلیری کنند ۔ کہ سر پنجہ برصید من افگنند

یہ لاف و گزاف سنکر لشکر صرصر سے ایک سردار خورشید غزالہ کوہ پیکر نام اژدہا اوپر اڑکر اسکے مقابل جاکر ہوا
اسے ایک ناریل مارا کہ ہزاروں سانپ اس میں سے نکلے اور حریف پر آکر حملہ آور ہوئے غزالہ نے
اسوقت ناریل مارا کہ ہزاروں عقرب ناریل سے نکلکر سانپوں سے لڑنے لگے گذارہ نے پھر کچھ سحر
پھونکا کہ زمین شق ہوئی اور ایک شیر غران پیدا ہوا اور تھپڑ اٹھا کر غزالہ پر آیا اسنے ہزار ہا سحر
پڑھے مگر جانبری نہوئی شیر کا طمانچہ پڑ گیا یہ اژدر پر سے گرا شیر نے ہلاک کر ڈالا لشکر حریف میں شور
تہنیت بلند ہوا اسوقت صرصر نے بغضب تمام تخت اپنا آگے بڑھایا اور جولے سے ایک
لونگ پھول دار نکالکر سحر پڑھکر کھینچ ماری وہ لونگ ترسول بنکر چلی ہر چند گذارہ نے سحر رد کیا
مگر بچ نہ سکا وہ لونگ کا ترسول سینہ کے پار ہو گیا پھر غریو بلند ہوا اور عنقا خود بھنور اڑاکر میدان
میں آیا اور سحر پڑھکر دستک دی چار ہزار سوار نیزہ دار صحرا کی طرف سے آکر ایک جگہ ٹھہر اور اپنے
اپنے نیزے کو ہر ایک نے گردش دی سنانوں سے ان کی ایک ایک ستارہ نکلا اور چمکتا ہوا بلند ہوا اور
لشکر صرصر پر گرا اور جسکے سر پر پڑا تو ڈکر زمین پر آیا اب وسبدم چار ہزار ستارہ ٹوٹ کر مثل تیر شہاب گرتا ہے
اور ہزاروں ساحر مرتے ہیں یہ دیکھ دیکھ کر مشکین موے کاکل کشا بہن ملکہ سرخ مو کی آگے بڑھی
اور اپنی کاکل کھولی ستارے بالوں سے نکلکر لشکر حریف پر گرنے لگے عنقا نے اپنے سواروں کو
للکارا کہ لینا اسکو ایک نیزہ دار نے نیزہ اسکی طرف کو جھکایا کہ سنان برچھی کی ٹوٹ کر گری مشکین مو
پر آئی یہ بزور سحر اڑ گئی مگر سنان ایڑی پر پڑی کہ توڑ کر پار نکل گئی اور یہ زخمی ہوئی اسوقت ملکہ یاقوت
نے ایک ناریل مارا کہ عنقا نے ناریل رد کر کے پھر سوار کو للکارا اسنے برچھی ہلائی ستارہ ٹوٹ کر ان
پر یاقوت کی پڑا کہ توڑ کر زمین پر گرا اس عرصہ میں تاریکی ہو گئی اور ستارے ٹوٹ کر گرنے لگے ہزاروں
ساحر صرصر کے مرنے لگے یہ کیفیت دیکھکر بہار جو تخت پر بہزاراں ناز و انداز سوار تھی اور گلدستے
سامنے اسکے رکھے ہوئے تھے صرصر سے اجازت لیکر سمت فلک اڑ گئی اور ہلاکو کڑاہٹ کی ہوئی
پھر ایک آواز ایسی مہیب آئی کہ دنیا دہل گئی اور کئی ہزار جادوگرنیاں در در گوش مرصع پوش حسن میں
لیلی سے بہتر خوبان جہان کی افسر ایک ایک ہاتھ میں دو دو گلدستے لیے ظاہر ہوئیں اور بہار فلک
پر سے اتری ہاتھ میں ایک گیند لیے تھی اس گیندے کو سامنے عنقا کے اسنے پھینکدیا عنقا نے
دوڑ کر اٹھا لیا اور ان نازنینوں نے گلدستے سامنے نیزہ داروں کے پھینکے کہ انھوں نے اٹھا اٹھا لیے
اور سونگھ سونگھ کر مست ہو کر شعر عاشقانہ پڑھنے لگے اور عنقا بھی دیوانہ وار شعر پڑھتا بہار کی جانب
چلا اسوقت حسرت بھرکے بنگلے سے کودی اور وہ سحر پڑھتی آگے بڑھی بہار نے ایک گلدستہ جنگل

کی طرف پھینک کر صدا دی کہ اے بہار اسی وقت جھونکے نسیم عنبر شمیم کے چلنے لگے اور میدان مین خوشبو پھیلی یکایک آنکھین سب کی بند ہوگیئن پھر جو آنکھ کھلی اس میدان کو بہتر از گلزار فردوس پایا کہ درخت گلزار پر بہار چمن چمن نہال گلشن پر ہزار طرح کا جوبن کہین بنفشہ اور کہین یاسمن زلف و رخ سبزہ رنگان دہر کو شرماتے اور سرو شمشاد قامت رعنائے شاہدان چین و چگل پر طعنہ زنی فرماتے نرگس مست سحر فن نگاہ بازی اور سوسن با نیمہ زبانی مستعد بزبان درازی کہ قطعہ

سبزہا لیش از ثمرہائے زبرجد بر کنار
کوہسارش را کمرہائے مرصع بر میان
بانہال جویبارش شاخ طوبی متصل
وز نسیم بوستانش باغ جنت بوستان

اور اس چمنستان پر فضا مین وہ نیرنگ ساز حسن یعنی ملکہ بہار مع کنیزان گلعذار کے لاکھون بناؤ کیے مصروف گلگشت تھی اسوقت اسکے رخسار زیبا پر بہار ہزار گل نثار کرتی اور نرگس پنجہ مژگان سے اسکے چشم مردم فریب کی بلائین لیتی زلف سنبل اسکے ایک ایک تار مو پر تصدق اور نثار تھی اور قد دلجو پر سہی و صنوبر فریفتہ ہر بار تھے کہ بمقتضائے غزل

اے روے ماہ منظر تو نو بہار حسن
خال و خط تو مرکز لطف و مدار حسن
در چشم پر خمار تو پنہان فسون سحر
در زلف بیقرار تو پیدا قرار حسن
ماہی نیافت چون رخ خط برج نیکوئی
سروی نخواست چون قدت از جویبار حسن
خرم شد از ملاحت تو عہد دلبری
فرخ شد از لطافت تو روزگار حسن
از دام زلف و دانہ خال تو در جہان
یک مرغ دل نماند نگشتہ شکار حسن
دائم بلطف دایہ طبع از میان جان
می پرورد بناز ترا در کنار حسن
حافظ طمع برید کہ بیند نظیر دوست
دیوانہ نیست غیر تو اندر دیار حسن

اس جمال دلربا کو دیکھکر حیرت و عنقا مصور و صورت نگار مع سواران وغیرہ اپنے کے دیوانہ وار بیقرار شعر عاشقانہ پڑھتے سمت اس عشوہ ساز غارتگر ایمان کے چلے کہ غزل

اے بردہ گوئے حسن ز خوبان روزگار
قدرت براستی چو سہی سرو جویبار
الحق چو دیدہ نقش و نشان دہان تو
موہوم نقطہ ایست نہ پنہان نہ آشکار
دادیم دل بدست رخ و زلف و خال تو
از دست ہر یکی چہ کشد این دل فگار
بادا ہزار دشمن اگر یار با من ست
دانم مصاف را و نترسم ز کارزار
عشقت چو در سراچہ دل خانہ گیر شد
زین در اگر بدر شوم آیم باضطرار

گر سرو پیش قد تو سر میکند مرنج
منصوبہ ہوئے تو حافظ کنون جو باخت

عقل طویل را نبود ہیچ اعتبار
در ششدر غمت و لشر افتاد مہرہ دار

سردار تو اس طرح بیتابی کرتے تھے اور لشکری شمیم گلہائے عطر فشان سے بیہوش ہو گئے تھے اسوقت مہرخ نے اس فوج پر حملہ کیا ہزارون کو ذبح کر ڈالا اور ہزارون کو زندہ اسیر کر لیا دریائے خون جاری ہوا ایک ہنگامہ بگیر و بہ بند برپا ہوا بیرِ سحر کے غل مچاتے تھے ساحرون کے مرنے سے آندھیان اُٹھتی تھیں شور و غوغا بلند تھا یقین تھا کہ کل لشکر کا آج ہی حریف کے خاتمہ ہو جائے گا کہ یکایک فلک پر ایک صاعقہ چمکا اور نعرہ ہوا کہ منم افراسیاب جادو بہار کے حسن دلاویز کو دیکھکر شاہ جادوان نے دل پر ہاتھ رکھ لیا کہ **بیت**

خوبروے کاین چنین باشد بلاے جان بود
بذلہ گوے و عشوہ ساز و شوخ چشم و غمزہ زن

دل نے کہا کہ چلکر اسوقت اسکے قدم پر گر اور عذر کرکے اس غزال تاتار خوبی کو کبھی سے رم خوردہ ہی رام کر مگر سارے لشکر اپنے برباد دیکھکر سمجھا کہ یہ محبت اسکی باعث اسکے سحر کا ہی کہ دل بیتزار ارا ور از خود رفتہ و بیقرار ہی یہ سوچکر ایک برق ہاتھ ملا کر گرائی کہ چمنستان بہار جلنے لگے اور بہار سحر اپنا باطل ہونے سے بیہوش ہو گئی اسوقت شاہ طلسم نے پنجۂ سحر بھیجے کہ **حیرت** اور **مصور** و **صورت نگار** و **عنقا** کو اُٹھا کر سمت باغ **سیب** لے گئے اور سحر کے باطل ہونے سے لشکری **حیرت** کے ہوشیار ہو کر فوج پر **مہرخ** و بہار کے حملہ آور ہوئے **مہرخ** نے شاہ جادوان کو دیکھکر خیال کیا کہ لڑائی بنکر بگڑ گئی اب سب گرفتار ہو جائنگے یہ سوچکر طبل امان بجوا کر پھری اودھر شاہ طلسم بھی اپنے سے کمترین لوگون کا تعاقب کرنا مناسب نہ سمجھا اور پھر گیا ادھر لشکر **حیرت کا** خستہ و شکستہ جا کر فروکش ہوا اُس طرف **مہرخ** داخل بارگاہ ہوئی اور لشکر نے کمر کھولی حکم رقص و سرود کا دیا تھاپ طبلے پر پڑی ناچ ہونے لگا سب عیش و نشاط مین مصروف ہوئے اور بہار بعد کچھ عرصے کے ہوشیار ہوئی اسمار رد سحر ہر ایک نے اسیر پڑھکر دم کیے اسوقت حواس ٹھکانے ہوئے غرضکہ یہ تو سب مصروف ناؤ نوش ہین اودھر **افراسیاب** جب باغ مین پہونچا **حیرت** وغیرہ کو مست و لایعقل دیکھکر آب چشمہ سامری ان پر چھڑکا کہ وہ سب بھی ہوشیار ہوئے اور شاہ سے پوچھا کہ ہم یہان کیونکر آئے **افراسیاب** نے سب حال بیان کیا کہ آج بہار نے تم سب کو مار ڈالا ہوتا مین جا کر اُٹھا لایا یہ سُنکر **مصور** تھرتھر ارے غصے کے کانپنے لگا اور بولا کہ اس چھوکری بہار نے میرا بھی پاس نہ کیا اور مجھے برسر میدان ذلت دی اب بن جانے ہی کام سب کا تمام کرونگا آج تک اس لیے طرح دیتا تھا کہ میرے دادا سامری کے سب بندے ہین گیا انھین غارت

گردن یہ کہکر چاہتا تھا کہ اُٹھے لیکن عنقا نے دست بستہ عرض کیا کہ اب تو غلام سے معرکہ پڑا ہے حضور
تامل فرمادین ایک بار اور مجھے جانے دین یہ عرض کرکے اوّل اُڑتا ہوا لشکر حیرت مین آیا اور باقیماندہ
اپنی فوج کو ساتھ لیکر کوچ کرکے دامن کوہ مین پہونچکر خیمہ استادہ کرایا سب فوج اتری اور
یہ بھی داخل خیمہ ہوا مےنوشی مین مشغول رہا جسوقت کہ مینائے زمردفام سپہر سے آفتاب میکدہ مغرب
مین گیا اور ساغر شمیم ماہتاب انجمن کواکب مین دورپذیر ہوا کہ **نظم**

ناہید فلک نے کھولے گیسو		چھائی ظلمت جہان مین ہرسو	
ساقی فلک نے مہ کا ساغر		مے سے بھرا نور کے سراسر	

سر شام اسنے خون خوک سے چوکا دیا زمین کو لیپ کر آپ بھی اسی خون سے نہا کر چوکے مین بیٹھکر آگ
موہن بھوگ اپنے ہاتھ سے تیار کیا نذر سامری دیگر بھینٹ چڑھی بیر سحر کے حاضر ہوئے انکو موہن بھوگ
کھلایا جو باقی رہا وہ آپ کھایا پھر ایکسو ایک جانور پرند منگاکر کے خون انکا بھینٹ دیا شراب اگیار
مین ڈالی ایک موم کا سانپ بنایا انگلی چیر کر خون سانپ پر ڈالا کہ وہ زندہ ہوکر خون چاٹنے لگا
اس سے کہا کہ جاکر میرے دشمنون کو پکڑ لا وہ سانپ اُڑکر روانہ ہوا یہان بارگاہ مین جلسہ عشرت
جمع ہے **مہرخ** تخت پر جلوہ فرما ہے کہ سانپ فلک پر سے اُتر کر آیا اسے دیکھکر ساحرون نے ہزارون
سحر کیے کہ کسی طرح اسکو مار ڈالین لیکن وہ سانپ کمر مین **مہرخ** کے لپٹ کر اُڑا صدہا ترنج و نارنج ساحرون
نے اسپر مارے مگر کچھ نہوا **مہرخ** کو اُڑا کر لے گیا اور سامنے **عنقا** کے لایا اسنے کہا کیون اے **مہرخ** نمک حرامی
کا ثمرہ دیکھا یہ کہکر خیمہ کے اندر لے گیا اور صندوق مین بند کردیا اور اپنے سحر مین ایسا مبتلا کردیا کہ ملکہ
مہرخ بیہوش ہوگئی بعدازین پھر اس سانپ کو بھیجا یہان تمام دربار مین شاہ لشکر کے جانے
سے درہمی تھی شتر سوار دوڑائے گئے تھے کہ جلد خبر لاؤ یہ سانپ کون تھا بہار سرگرم انتظام تھی
کہ لشکر برباد نہو بازار نہ لٹ جائین بعض سردار غم مین **مہرخ** کے گریبان چاک و گریان تھے کہ وہ
سانپ پھر پیدا ہوا اور **سرخ مو** کی کمر مین لپٹ کے اُڑ گیا لاکھ لاکھ سب نے سحر کیا کچھ نہوا وہ
سامنے **عنقا** کے لایا اسنے اسکو بھی برا کہکر مسحور بسحر کرکے صندوق مین بند کیا اور سانپ کو پھر روانہ
کیا یہان اوّل مرتبہ سے زیادہ تلاطم تھا عیار بھی غوغا سنکر لشکر مین آئے تھے کہ سانپ **طاؤس**
کی کمر مین آکر لپٹا اور اڑا کر لے گیا عیار پیچھے پیچھے تعاقب مین چلے ازبسکہ **عمرو** دوندہ بیدرنگ
ہے یہ سانپ کے برابر پہونچا اور عیار گئے یہانتک کہ **عمرو** دامن کوہ مین جب پہونچا دیکھا ایک
لشکر ساحرون کا اترا ہوا ہے اور ایک جانب سامنے خیمہ کے **عنقا** بیٹھا مشغول سحر خوانی ہے اور

وہ سانپ اسکے روبرو طاؤس کو لایا اُسنے لعنت ملامت کرکے جاکر اسکو بھی قید کیا جب یہ ماجرا عمرو نے دیکھا دل سے کہا کہ اس حرامزادے کو داصل جہنم کرنا چاہیے یہ سوچکر اوّل صحرا مین آکر زنبیل عیاری بجائی اور عیار جو دوڑے چلے آتے تھے زنبیل کی صدا پر دوڑ آئے دیکھا تو اُستاد کھڑے ہین سامنے باادب آکر ٹھہرے عمرو نے کہا جاؤ اور بہار سے کہو کہ لشکر کچھ تیار کرا کر اسی جنگل مین آکر ٹھہرے مگر سب سردارون کو ساتھ لائے بارگاہ مین اسی طرح لوگ بیٹھے رہین تاکہ سانپ خالی نہ پھرے کس لیے کہ یہ سحر عنقا کا ہے اگر بارخالی جائیگا تو وہ ہوشیار ہوجائیگا میری عیاری مین فرق پڑیگا ملکہ بہار اپنی صورت کی ایک ساحرہ بنا کر وہان بٹھا کر یہان آئے تو اچھا ہے یہ حکم سنکر برق لشکر مین گیا اور بہار سے سب کیفیت کہی بہار نے ایک کنیز کو اپنی صورت کا بزور سحر بنا کر اس جگہ چھوڑا اور کہا میری طرح حکم احکام دینا جو کوئی پوچھے اپنے تئین بہار جتانا یہ کہکر اپنے لشکر ذاتی کو حکم تیاری کا بطور مخفی دیا جب سب کمر باندھکر مستعد ہوئے یہ بھی طاؤس پر بیٹھکر بموجب نشان دہی برق کے اسی صحرا کی طرف چلی کسی کو یہ معلوم نہ ہوا کہ بہار لشکر مین نہین ہے بلکہ سب جانتے ہین بہار موجود ہے اور وہ سانپ دمبدم آکر ساحرون کو لیجاتا ہے ایک ہنگامہ برپا ہے ساحر واسطہ نور جناب حیدر کرار کا دلا رہے ہین کہ خدایا بحق نور وصی مصطفےٰ علی اژدر در شیر کبریا کا کہ **ابیات**

علیؑ مشکل کشائے جن و انسان	علیؑ قرآن ردائے ملک یمان
علیؑ شیر خدا شاہِ دو عالم	علیؑ ہین رونقِ بنیادِ آدم
جو کہتے ہین نصاری مین کہون کیا	وہ عین ذات ہے یہ بھی ہو زیبا
بچایا تھر سے خالق کے سب کو	بجھایا آتش غیظ و غضب کو
بکے راہِ خدا مین آپ مولا	روا کین حاجتین سائل کی کیا کیا
فدائے نام اقدس کیون نہو جان	مرے مولا کے ہین عالم پہ احسان
طفیل پنجتنؑ اے ربِّ عالم	مٹادے اس بلا کا ہمسے تو غم
مرے دشمن الٰہی خاک ہوجائین	جگر ول انکے تر مین چاک ہوجائین

انکو مصروف و عارہیے اور حال ہے سپہر عیاری کا سینئے کہ انھون نے کئی بار باغ سیب کو دیکھا ہے اور وہان جو کنیزین خدمتی شاہ طلسم کی ہین اُنکی صورتین صفحہ خیال اور لوح دل پر اپنے مرتسم کر ائے ضرورت کر رکھی ہین چنانچہ سامنے رکھکر ان کنیزون مین ایک کنیز کی تصویر خیالی پیش نظر فرماکر

اپنی تشکل ویسی ہی بنائی اسوقت کی دستکاری پر مشاطہ حسن یقین تھا کہ ہاتھ چوم لے کہ اگر ایسی تصویر مانی و بہزاد کھینچنے بیٹھتے تو ہر اعضا پر اپنا عجز لکھتے کہ ہم سے جیسی اصل شبیہ تھی ویسی نقل نہ ہو سکی الحق بروے صفا کے روبرو آئینہ سکندر حیران ساری حقیقت اسکی آئینہ لیکر اگر مقابل ہوتا تو قلعی کھل جاتی شمس و قمر نے وہ رخ نہیں دیکھا شوق دید مین بیتاب شب و روز سرگردان ہین ہر حلقہ گیسوے پیچ مشک بیز کا صدہا نافہ ختن مین پنہان رکھتا ہو دہن تنگ کو چشمہ آب حیوان اگر لکھون تو گیسو کو سکندر کہون کہ بمصداق لمولفہ

لب شیرین کے قرین آئے ہین آکر گیسو	چشمہ خضر دہن ہی تو سکندر گیسو

دندان کو گوہر سے تشبیہ دینا بے آبروئی کی بات ہو اختر فلک حسن کہنے مین تفاوت دن رات ہو پھر کیا کہون لازم ہو کہ چپ ہو رہون اللہ اللہ کس کس اعضا کی صفت کرون دست و پا سینہ پشت کمر ساق و پا ہر اک لاجواب نور کے سانچہ مین صانع عالم نے ڈھالے تھے خوبان دہر سے نرالے تھے

نظم

زبان بھر وقت ہو شرح و بیان مین
خجل جسکے کف پا سے ہوا ماہ
فروغ چہرہ ایسا جلوہ گر تھا
کہ تھی قربان جس پر جان مضطر
وہ مژگان اور چشم شوخ و سرشار
رہے پریون کے دل مین جنکا ارمان
کمر سے تا بساق اک صورت نور

تجلی ہی جمال داستان مین
شعاع حسن کا پھیلا جو دامن
کہ تاریکی کا عالم سے سفر تھا
وہ گیسو جس سے برہم تھا زمانہ
تصدق روح ہو جس پر سے ہر بار
وہ گردن اور سینہ اور وہ بازو
فدا ان کے تصور پر رہے حور

ضیا فروز عالم ایسی تھی واہ
ہوا شب پر گمان روز روشن
کہان یہ حسن یوسف کو میسر
وہ ابرو دل جگر جسکے نشانہ
وہ دندان وہ دہن اور وہ زنخدان
کہ جنکا تھا جہان مین شور ہر سو
پیشواز زرنگار جواہر کار سے مزین

و مجلی جسم نازنین کو کیا زیور مرصع لعل و گوہر کا از سرتاپا پہنکر ایسی صورت آئینہ مین دیکھکر عشق عشق کرنے لگا اور تخت زرجد شاہ کا جو کہ حکیم نے اس حکمت کے ساتھ بنایا ہو کہ بروے ہوا اڑتا ہی واضح ہو کہ زرجد شاہ ایک بادشاہ ملک زبرجد نگار مین تھا کہ بعد بھر دماسہ جادو خدائی کا دعوی کرتا تھا اسکے پاس تخت ایسا تھا کہ اسپر بیٹھکر اپنے قصر پر کہ وہ بزور سحر معلق تین سو ساٹھ گز زمین سے بلند تعمیر کیا جایا کرتا تھا اور وہ تخت وابستہ ایک لوح کا تھا کہ جب لوح کو سر پر رکھو تو نہایت بلند ہوتا تھا اور جب برابر کمر کے لوح کو رکھو تو نیچے نیچے بروے ہوا روان ہوتا تھا اور جب پاؤن کے نیچے لوح کو رکھو تو زمین پر اتر آتا تھا فی الجملہ جب امیر سے اور اس بادشاہ سے مقابلہ پڑا اور

وہ مارا گیا تو وہ تخت مع لوح کے عمرو کے ہاتھ لگا اور از بسکہ ساختہ حکیم تھا اس سبب سے وہی تاثیر اڑنے کی تخت میں باقی رہی اگر سحر کے زور سے بنا ہوتا تو بعد مرگ اس بادشاہ کے اثر اسکا جاتا رہتا بعد اس تخت کو زنبیل سے نکالکر کنارے کنارے اسکے گلدستے چنے اور گلدستون پر عطر بیہوشی خوب سا چھڑکا اور ایک طرف گلابی شراب کی مع جام زرین رکھکر عمرو بشکل محبوبۂ دلنواز سوار ہوا اور تخت اوڑا کر اسی جگہہ آیا کہ جہان عنقا چوکی مین بیٹھا تھا اور ایکبار سانپ مشکین مو کو پکڑ کر لایا تھا وہ اس اسیرہ سے عتاب خطاب کر رہا تھا کہ عمرو نے پازیب اپنی بجائی عنقا نے جو خلخال کا چھماکا سنکر اوپر کو دیکھا ایک تخت جواہر آگین نظر آیا کہ جیسے ستارہ ٹوٹ کے زمین پر اترا ہی عنقا یہ دیکھتے ہی سمجھا کہ شاہ طلسم آتا ہی فی الفور کھڑا ہوگیا کہ یکایک وہ تخت زمین پر اترا اسوقت اس نے اس صورت دلفریب حور وش برق کردار کو دیکھا کہ کبھی چشم خیال دیدہ وہم و گمان نے بھی اسکے نہ دیکھا تھا رعب حسن سے ہچکچک ہوکر رہ گیا کہ بیت

دل رسیدہ مار انیس ہوس شد		ستارہ بدر خشید ماہ مجلس شد

بعد لمحہ کے قریب تخت گیا اور گرد اسکے پھرنے لگا وہ راحت جان چھم چھم کرتی تخت سے اتری اور مسکرا کر ہاتھ اسکا پکڑ لیا اسنے کہا کہ فرد

تا بہ بینی کہ نگارت بچہ آئین آمد		قدحی در کش و سرخوش تماشا بخرام

اے مایۂ زندگانی و آرام تو کس قاف کی پری ہی کہ سایۂ وجود دلبری جس پر پڑے وہ ہم طالع ہما ہوجاے اس حور کردار نے لب لعلین سے یون گہر ریزی فرمائی کہ مین کنیز شہنشاہ ہون تمھاری خیریت دریافت کرنے کو بھیجا ہی اور کتاب سامری دیکھکر گرفتار کرنا حریفون کا معلوم کرکے بہت تعریف فرمائی ہی اور ارشاد کیا ہی کہ قیدیون کو اچھی طرح رکھنا اور میوہ اور گلدستہ اور شراب بھیجی ہی یہ تحفہ لیلو اور اپنی خیریت لکھ دو کہ مین جاؤن جانے کا نام سنکر اسکے ہوش پران ہوے ایک آہ سرد بھر کر پکارا کہ شعر

دیکھنا یاس سے وہ تیرے تمنائی کا		ہاے وہ نزع مین بالین سے ترا اٹھ جانا

اے نازک بدن دل بیتاب کو تڑپا کر اب کہان جاؤ گی میرے صدر سینے پر لحظہ بھر آرام کرو اس سراپا ناز نے ہنسکر جواب دیا کہ میان حواس مین آؤ مین بادشاہ طلسم کی منظور نظر ہون اگر کسی سے وہ سنتے دیکھ لین تو نہ معلوم کس بلا مین مجھے پھنسا ئین ناک چوٹی کیری کٹوا ئین چلو ہٹو مجھے جانے دو اس رکھائی کو دیکھکر عنقا نے سر قدم پر رکھدیا اور کہا مین حیرت کا بھائی ہون تجکو شاہ طلسم

سے مانگ لونگا اور مجھسے اسنے بولئے مین شہنشاہ ناراض نہونگے غرض کہ اسکے منت کرنے سے اس صنم یکتا نے کہا اچھا کہو مطلب کیا ہے اسوقت تو اسنے گود مین اُٹھالیا اور اندر خیمے کے لایا مسند ناز پر بٹھایا وہی شراب جو یہ نازنین لائی تھی سامنے رکھی اس ساقی مست ناز نے جام بھر کر اپنے دست نگارین پر رکھکر کہا کہ مطلع

آن کس کہ بدست جام دارد	سلطانی جم مدام دارد

عنقا نے بیتاب ہو کر جام ہاتھ سے لیا اور شعر پڑھا کہ بیت

بر سینۂ ریش دردمندان	لعلت نمک تمام دارد

اور وہ جام بے اندیشۂ انجام پی لیا پیتے ہی سر و پا کی کچھ خبر نرہی بیہوش ہو گیا پھر تو وہ پنجۂ نگارین جلاد بنگئے اس بیحیا کو اُلٹا کر کے بیک ضرب خنجر سر کو جدا کیا شور و غوغا بلند ہوا کہ مارا عنقا کو عمرو نے دوڑ کر سامنے جو صندوق رکھے تھے ان کو وا کیا اس مین مہرخ وغیرہ بند تھین اور اسکے مرنے سے وہ سانپ بھی باطل ہو گیا اور ان سب قیدیون کو بھی ہوش آگیا تھا صندوق سے نکلے ادھر ہنگامہ لشکری عنقا کے دوڑے تھے کہ مہرخ اور سرخ موئے گولے سحر کے اور ہار فلفل مارنا شروع کیے کہ آگ پتھر برسنے لگے اور گولے ساحرون کے سینے توڑتے تھے شعلے جلاتے تھے عمرو نے تخت زرجد شاہ تو زنبیل مین رکھا اور زر و زیور اپنا اُتار کر باندھا پھر جال الیاسی لیکر لوٹنا شروع کیا لیکن لشکر حریف بہت تھا ساحرون نے گھیرا اور جلد جلد پلٹنون رسالون مین کمر بندی ہونے لگی اسوقت شور و غوغا سنکر بہار جو لشکر لیے کمینگاہ مین تھی آگر گری نارنج و ترنج چلنے لگا لاشس پر لاش اوپر دہ پر مردہ گرنے لگا شمشیر صاعقہ خصال بہادران نے جادہ ملک عدم کا بنا دیا بلکہ فنا کا شہر فنا کا دکھا دیا آب تیغ کی طغیانی ہوئی زورق حیات نابکاران طوفانی ہوئی کہ بمقتضائے نظم

کیا اس فوج کو اس طرح تاراج جلائے برق جیسے خانمان کو پریشانہ گئے جیسے تڑپ کر صفون کے بدلے تھے لاشونکے انبار سحرگہ بادشاہ ملک خاور نہ ملتی بھاگنے کی تھی انھین راہ	کہ اہل فوج تھے راحت کے محتاج قضا بھی دیکھنے آئی تماشا پراگندہ نظر آیا وہ لشکر رہی نا صبح خونریزی نہایت بصد شوکت چڑھا خنگ فلک پر	کیا برباد ایسا اس مکان کو گرا اس طرح سے مردہ پہ مردا ہوئی تھی ہمدگر یہ جنگ و پیکار ہوئی حاصل عدو کو پھر ہزیمت گریبان چاک تھے ساحر سحرگاہ

جس دم ترک مشرق نیزہ خط شعاع لیکر عرصہ گاہ فلک مین آیا

اور ساحر شب شکست کھاکر روبفرار لایا لشکریان حریف مالان و گریان لاش عنقا اٹھاکر بھاگے اور مہرخ مظفر و منصور مع سردارون کے داخل بارگاہ ہوئی بہت سا زر و جواہر عمرو کو دیا اور ویساہی ناچ اور راگ وغیرہ ہونے لگا اسوقت بہار اور عمرو اپنی جگہ سے اٹھکر سامنے تخت شاہی کے آئے اور باادب تمام دعا و ثنا بادشاہ کی بزبان فصاحت انتما بجالاکر عرض پیرا ہوئے قطعہ

ایا شہے کہ کف کامگار در تخت — کمند در بر گردون کامران انداخت

شہا ز نزول حوادث چو آسمان ایمن — بران بیار کہ چتر تو سائبان انداخت

اگر مزاج عدالت امتزاج صاحب تخت و تاج کے خلاف نہو تو براہ ترقی خواہی و نیک سگالی بندگان درگاہ کچھ کلمات بے ادبانہ زبان پر لاءین مہرخ یہ تقریر سنکر تخت پر کھڑی ہوگئی اور عمرو سے کہا خواجہ برائے خدا مجھے ذلیل نہ فرمایئے آپ کو بادشاہ لشکر کے معزول کرنیکا اختیار ہی یہ عجز کس لیے فرماتے ہین جو ارشاد کیجیے کنیز بجالائیگی کہ نظم

اے مقصد ہمت بلندان — مقصود دل نیازمندان

دولت تو وہی ہر کہ خواہی — از قسمت بندگی و شاہی

توفیق تو گر نہ رہ نماید — این راہ بعقل کے کشاید

عمرو نے یہ کلمات سنکر کہا کہ وہ بادشاہی کے کب سزاوار ہی جسکو ہر کس و ناکس بادشاہ کا گرفتار کرلے جائے اور سلطان لشکر کے دم سے فوج وابستہ ہوتی ہی جب شاہ ہر بار قید و بند ہوجائے تو شکست اس لشکر کو رکھی ہوتی ہی پس شاہی کیلیے یہ شایستہ اور بایستہ ہی کہ شہنشاہ ایسا زبردست ہو کہ سوائے اپنے ہمسر کے اور کسی سے مغلوب نہو اور ہیبت شمشیر عالی جاہ سے ترک فلک سپر پشت عمل کی اوپر آکر گرے اور جسم اسد چرخ مین رعشہ پڑے کہ بخلاف اس کے تم اونے ادنے ساحرون کے ہاتھ سے ذلیل ہوتی ہو اور قید کرلیتے ہین مہرخ یہ سخنان نصیحت سنکر گویا ہوئی کہ ارشاد ہدایت بنیاد حضور نہایت بجا اور درست ہی اے بہار مین نے چند روز کے واسطے تمکو اپنا قائم مقام کیا یہ لشکر وغیرہ تمہارے حوالے ہی اور تمکو خدائے کریم کے سپرد کیا مین بیشہ سامری مین جاکر چلہ کشی کر کے سحر کو اپنے جگاؤنگی انشاء اللہ پھر جو وہان سے مراجعت کرونگی تو سوائے ساحر زبردست مثل بادشاہ طلسم اور اسکی زوجہ اور منصور وغیرہ کے کسی سے زیر نہونگی عمرو نے پوچھا اپنے ساتھ کسے لیجاؤگی اسنے جواب دیا کہ وہ مقام ایسا نہین جہان کسی کا گذر ہو سکے یہ کہکر کچھ سحر پڑھا کہ یکایک آندھی آئی اور بعد اسکے ایک عورت تخت پر سوار آگے سونے کا پاندان لیے اس آندھی کی تاریکی سے پیدا ہوئی اور پاندان اسنے سامنے مہرخ کے رکھدیا اسنے کھولا

اسمین سے طاؤس سبز برابر بالغنت کے نکلا اور دم بھر مین بڑھکر مثل قامت مرکب پرندکے عظیم الجثہ ہوگیا مہرخ اُسپر سوار ہوئی وہ عورت پاندان لیکر تخت پر بیٹھکر ہمراہ چلی اور دونون اس آندھی کی سیاہی مین غائب ہوگیئن بعد اسکے جانے کے بہار نے تخت پر غاشیہ ڈالکر تاج شاہی رکھکر حکم احکام مین اپنے میکن مصروف کیا ادھر تو یہ معرکہ گذرا اور اس طرف ساحر ہزیمت خوردہ لاش عنقا کی لیے سامنے شاہ جادوان کے گئے اور سب کیفیت بیان کی حیرت نے بھائی کی نعش دیکھکر حال اپنا تباہ کیا اور زار زار روئی اور سر پیٹا اور بادشاہ طلسم بھی آزردہ ہوا آخر بر طبق جمشیدی لاش کو اُٹھایا جب فراغت ہوئی شاہ نے ارادہ کیا کہ کسی زبردست کو بہر جنگ حریف بھیجون یہ عزم دیکھکر مصوّر اُٹھا اور کہا مین تصویرین سب کی بنا چکا ہون اب جاکر ہر ایک باغی کو غارت کیے دیتا ہون شاہ نے کہا آپ میری زیارت گاہ مین ایسا نہو کہ عیار کچھ بے ادبی کرین اُسنے جواب دیا کہ کیا مجال جس صورت سے عیار میرے پاس آئیگا اسکی تصویر مین نے بنائی ہو ویسی ہی صورت تصویرین جائیگی یہ کہکر مع اپنی بی بی کے سوار ہوکر لشکر مین آیا اور بارگاہ مین بیٹھا اسکے آنے سے سردار وغیرہ مثل اژدر خان جادو و شکوہ زرین قبا و جادو قریب چار سو ساحر نامی کے بارگاہ مین آکر شکمن ہوے انسے کہا کہ کل مین سب فوج عدد کا خاتمہ بالکل کردونگا سرداران نے عرض کیا کہ کل کے دن اور جنگ موقوف رکھیے کیونکہ ایک سوداگر زادہ دور دراز سے منزل طی کرکے آپ کے لیے اقمشہ و اجنسہ گرانمایہ لایا ہی اور ساٹھ ہزار ملک اس طلسم مین آباد ہین وہ سوداگر جو آخر سرحد طلسم پر ملک واقع ہوا ہی وہان کا رہنے والا ہی اتنی مسافت قطع کرکے یہان پہونچا ہی ایسا نہو کہ ہنگامۂ جدال مین مال اسکا لٹ جائے کل اسکو رخصت کردیجیے تو بہتر ہی ؎

بزرگان مسافر بجان پروزند		کہ نام نکو شان بعالم برند		

مصوّر نے کہا تاجر کی آجکل کیا ضرورت تھی مگر خیر اب جو وہ میرا نام سنکر آیا ہی تو آج ہی بلالو کہ جنگ مین درنگ نہو یہ حکم سنتے ہی چوبدار سوداگر کو بلانے گئے تاجر کو جب خبر ہوئی تحفہ ہر دیار و امصار لیکر جانب بارگاہ روانہ ہوا لیکن صورت نگار نے مصوّر سے کہا ایسا نہو کہ عمرو بشکل تاجر یہان آئے اور رنج دے ذرا تصویر کو دیکھ لو مصوّر نے تصویر دیکھی اس شبیہ نے یہ صورت پیدا کی تھی کہ بارگاہ مین بہار وغیرہ سردار بیٹھے ہین اور عمرو بشکل اصل کرسی پر بیٹھا ہی یہ دیکھکر گویا ہوا کہ تصویر دن مین جہان عمرو ہی وہان کی بارگاہ تک کا نقشہ بن گیا ہو کچھ شبیہ

نہین ہو سوداگر کو بلا تو غرضکہ تاجر نے آکر تسلیم کی اور نذر دی زمرہ مین تاجرون کے کرسی بیٹھنے کو
اسے عنایت ہوئی پھر حکم ہوا کہ اشیاء نادرہ ملاحظہ کراؤ وہ اسباب عمدہ و بہتر دکھانے لگا مگر
جاسوس جو خبر کو گئے تھے سب کیفیت دریافت کر کے سامنے بہار کے گئے اور جو کچھ وہان دیکھا و سُنا
تھا وہ شرح و حال مفصلاً معرض بیان مین لائے **عمرو** نے جب سُنا کہ تاجر مال لیکر بہت آیا ہی مُنھ
مین پانی بھر آیا دل سے کہا کہ تصویر سے اگر ڈر گئے تو عیاری کیا خاک کروگے یہ مال مفت جاتا ہی
اگر اس کو نہ لیا تو قرضدار ہوگے چلو خدا مالک ہی یہ سوچکر اُٹھا بہار نے کہا خواجہ کہان کا عزم ہی
جواب دیا کہ ذرا ہم بھی سیر کر آئین بہار بولی کہ **مصور** کی بارگاہ مین بطمع مال براے خدا نہ جائیے گا
اسکو غافل نہ جانیے گا **عمرو** نے کہا سمجھ لینگے یہ کہکر روانہ ہوا اور باہر بارگاہ کے آکر صورت ساحر
کی ایسی بنکر لشکر **مصور** مین پہونچکر ٹھہرا دیکھا کہ ملازم سوداگر کے اسباب دوڑ دوڑ کر لاتے ہین اور
بارگاہ کے در پر کچھ لوگ کھڑے ہین کہ وہ لیکر دست بدست اندر پہونچاتے ہین تاکہ ملاحظہ کرانے
مین عرصہ نہو یہ کیفیت دیکھکر **عمرو** علیحدہ گیا اور صورت خدمتگار کی ایسی بنا سر پہ دستار معرکہ دار
رکھکر انگرکھا پہنکر پیٹی پاک کمر سے لگا کر سامنے اس خیمے کے آیا جہان سے مال لیکر ملازم جاتے ہین
دیکھا کہ ایک زنگی صندوقچہ لیکر خیمے سے نکلا اور سمت بارگاہ دوڑا **عمرو** اسکے قریب گیا اور کہا کہ
حضور نے فرمایا ہی کہ میرے پلنگ کے پاس جو صندوقچہ رکھا ہی وہ بھی لیتے آنا زنگی نے جواب
دیا کہ پلنگ کے پاس قلمدان رکھا ہی صندوقچہ تو نہین ہی **عمرو** نے کہا کہ ہان ہان وہی زنگی نے
کہا کہ تم صندوقچہ لے چلو مین وہ بھی لایا یہ کہکر صندوقچہ دیا اسنے لیکر دو قدم چلکر زنبیل مین
رکھ لیا اودھر وہ زنگی قلمدان لیکر بارگاہ مین گیا اور تاجر کے سامنے رکھا اسنے کہا دیر کیون لگائی
زنگی بولا کہ دوبارہ آنا جانا پڑا سوداگر نے کہا کہ پھر قلمدان کیون لایا اسنے عرض کیا کہ **مصور** کا خدمتگار
صندوقچہ لے آیا اور قلمدان لانے کو کہہ آیا تھا یہ سُنتے ہی اس سوداگر نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور
دریافت فرمائین کوئی خدمتگار صندوقچہ لایا ہی **مصور** نے کہا جلد تحقیق کیا جائے کہ کون خدمتگار
لایا ہی سب خدمتگار بلائے گئے اور تحقیق کیا کسی نے اقرار نہ کیا تو سوداگر کی جان نکل گئی کہ
کئی لاکھ روپے کا جواہر اس مین تھا رونے لگا **صورت نگار** نے کہا صاحب تم تصویر تو دیکھو
مصور نے **عمرو** کی تصویر دیکھی وہان **عمرو** جب صندوقچہ لے گیا تو جلد دھوتی باندھ مرزائی
پہن مٹھائی کا تھال ہاتھ پر رکھکر خوانچہ والا بنکر پھرنے لگا **مصور** نے تصویر دیکھکر کہا کہ **عمرو**
میرے لشکر مین حلوائی بنا ہوا پھر رہا ہی خدمتگار کی صورت تو نہین ہی یہ کہکر زنگی سے کہا کہ سچ

بتا صندوقچہ کیا کیا اسنے گواہ پیش کیے لوگون نے کہا کہ ہمارے سامنے اسنے صندوقچہ خدمتگار کو دیا غرضکہ
جب پتہ نہ لگا چاہا عمرو کو گرفتار کرون سردارون نے عرض کیا کہ عمرو کے گرفتار کرنے مین عیار چھڑانے
آئینگے زیادہ بلوا ہوگا سوداگر اور بھی لٹ جائیگا۔ تامل فرمائیے یہ سُنکر حکم دیا کہ یہ روپیہ جو تلف ہوا ہی
ہماری سرکار سے دیا جائے سوداگر دعائین دینے لگا اور پھر اسباب دکھانے مین مصروف ہوا وہان
عمرو نے پھر صورت اپنی مثل ساحر کے بنائی اور وہی صندوقچہ جواہر سے خالی کر کے کنکر پتھر بھر کر
دربارگاہ پر آیا اور کہا صندوقچہ جو کھو گیا تھا یہ تو نہین ہو لوگ یہ سنتے ہی ہاتھون ہاتھ اندر
لے گئے سوداگر نے دیکھتے ہی کہا کہ ہان یہی ہی مصور نے کہا یہ تیرے ہاتھ کیونکر آیا عمرو نے کہا مین
ہمیشہ سے کوہستان مین رہتا ہون ایک شخص کو اس وقت دیکھا کہ صندوق لیے جاتا ہی اسکو
گرفتار کیا اور پوچھا یہ کہان سے آیا ہی اسنے یہان کا پتا بتا دیا اور منتین کرنے لگا اُسکو تو مین نے چھوڑ
دیا صندوقچہ لیکر یہان حاضر ہوا اب مجھے نہین معلوم کہ مال آپکا اسمین ہی یا نہین مصور نے کہا
تو بڑا ایماندار ہی اچھا بیٹھ جا کرسی دی عمرو بیٹھا لیکن جب عمرو بارگاہ سے چلا تھا تو بہار فکرمند
تھی اسوقت اتفاق سے قران بارگاہ مین آیا بہار نے اس سے کہا کہ اُستاد تمھارے لشکر حریف
مین گئے ہین ایسا نہو مصور کچھ گزند پہونچائے قران سب حقیقت سُنکر مدد کرنے کو چلا اور لشکر عدو
مین بشکل مبدل آیا اسوقت سوداگر یعنی منیب صندوقچہ گم ہونے سے لوگون پر تاکید کرتا تھا اور ادھر
اُدھر واد وش کر رہا تھا کہ قران اسکے قریب گیا اور ہاتھ پکڑ لیا کہ چلو ہم چور کو بتا دین وہ یہ سُنکر
جھپکا چلا آیا جب لشکر سے نکلا تنہائی مین آتے ہی ایک حباب بیہوشی قران نے مار کر اُسکو بیہوش
کر کے پیرہن اسکا لیکر اسی کی ایسی صورت بنا اور اسکو ایک گڑھے مین ڈالکر آپ بارگاہ مین اسوقت آیا
کہ عمرو صندوقچہ لیکر آیا تھا غرضکہ یہ بھی پاس تاجر کے ٹھہرا اور صندوقچہ تاجر نے جو عمرو سے پایا
تھا خوشی خوشی کھولا دیکھا تو پتھر کنکر بھرے ہین دیکھتے ہی سر پیٹنے لگا مصور نے کہا کہ بھلا عقل کے
خلاف ہی کہ چور مال لے جائے اور پھر دیدے اس ساحر نے اتنی بیوقوفی کی کہ جو اسکو گرفتار کر کے
چھوڑ دیا اچھا اے تاجر اپنے کسی معتبر شخص کو بلا کہ مین رقعہ اپنے خزانچی کو لکھ دون کہ روپیہ میرے
خزانے سے لے لے تاجر نے جو منیب کہ پاس کھڑا تھا اسکو دیکھکر عرض کی کہ اس سے بڑھکر اور
کوئی معتبر نہین ہی مصور نے یہ سُنکر شقہ لکھا کہ سعادت آثار ہیرالال بعافیت باشند تین لاکھ روپیہ
کا جواہر و اشرفیان وغیرہ حامل رقعہ کو بغیر دستوری اور بٹے کے اسی وقت دیکر دستخطی لے لو تاکید
مزید اس باب مین تصور کرو المرقوم فلان سنہ فلان ساہری شقہ حوالے منیب کے کیا عمرو کا رنگ

زرد ہوگیا کہ یہ روپیہ مفت گیا لیکن **عمرو** نے نیب کی صورت بغور دیکھی پہچانا کہ **قران** ہے فرط خوشی سے رنگ رو سرخ ہوگیا اور اشارے سے کہا کہ خبردار اس روپیہ مین کوڑی کا فرق نہ پڑے مین آکر حساب لونگا غرضکہ **قران** شقہ لیکر خزانچی کے پاس گیا دیکھا کہ روپیہ دہانہ کا تقسیم ہو رہا ہے دس پانچ متصدی بہی کھاتہ کھولے بیٹھے ہین لیکھا ڈیوڑھا لگا رہے ہین اسنے بھی شقہ دیکر جواہر وصول کیا رسید لکھکر راہی ہوا درہ کوہ مین جاکر جواہر دفن کردیا اور پھر سمت لشکر چلا ادھر خزانچی روپیہ بہی پر خرچ کی لکھکر دستخط کرانے سامنے **مصور** کے لایا اسنے دستخط کرکے پوچھا ای تاجر روپیہ پایا تاجر کے نیب کو تلاش کیا پتا نہ لگا ایک غوغا بلند ہوا قضا رکار کچھ لوگ لشکر کے باہر جو گئے ایک غار مین نیب کو پایا اٹھا کر تاجر کے سامنے پانی چھڑک کر ہوشیار کیا پوچھا ارے تو روپیہ لایا ہوا اسنے کہا خوب نشہ ہے پھر پوچھا ارے تو شقہ لیگیا تھا اسنے کہا کھانا پیٹ بھر کھایا ہے یہ تقریر سنکر لوگون نے کہا کہ اسکو خوب ابھی نشہ ہے ایک نے کہا کہ اپنے تئین بناتا ہے تاجر نے کہا لیجاؤ قید کرو مار پیٹ کر قبولواؤ لوگ اسکو تو لیکر چلے اور **عمرو** سمجھا کہ اب زیادہ تحقیقات ہوگی اور **مصور** تصویر دیکھے گا تو حال کھل جائیگا انگڑائی لی **مصور** بولا کہ شاید آپ کا جی گھبرایا **عمرو** نے کہا جی نہین رفع احتیاج کی ضرورت ہے **مصور** نے حکم دیا کہ ہمارے بیت الخلا مین لے جاؤ خدمتگار آفتابہ لیکر ساتھ ہوئے **عمرو** پائخانہ مین جاکر اس طرف کا سراچہ چاک کرکے باہر نکل گیا لشکریون نے خیال کیا کہ وہی ساحر جو صندوقچہ لیکر آیا تھا اب جاتا ہوگا اور **عمرو** وہان سے درۂ کوہ مین آیا کچھ لکڑیان جمع کرکے آگ سلگائی اور بھبھوت منھ پر ملا جٹا مین بالون کی گھنگر جوڑا سر پر باندھا لنگوٹ کسکر دست پناہ سامنے رکھا ایک ٹھیک سامنے رکھ لی کان مین کنڈل پہلے گلے مین کنٹھی ڈالی مہنت بنکر بیٹھا یہانتک کہ خوب پرستش ہوئی **صورت نگار** گویا ہوئی کہ تصویر دیکھیے ایسا نہو کہ عیار خزانے سے روپیہ نے گئے ہون یہ باتین تھین کہ خدمتگار آئے اور کہا کہ وہ صاحب جو پائخانے گئے تھے آفتابہ لیکر سراچہ چاک کرکے چلے گئے **مصور** یہ سنکر دنگ ہوگیا اور سمجھا کہ وہ **عمرو** تھا جو خالی صندوقچہ لایا تھا افسوس کہ نکل گیا آخر تصویر دیکھی معلوم ہوا کہ درۂ کوہ مین صورت مہنت کی بنا بیٹھا ہے ادھر سوداگر نے عرض کیا کہ روپیہ میرا گیا مین برباد ہوگیا **مصور** برہم ہوا کہ مین کیا کرون ایک بار مین دیچکا رسید تیرے نیب کی موجود ہے تاجر نے پھر نیب کو بلایا اب اسکے ہوش درست ہوچکے تھے اسنے آکر کہا کہ اس طرح چور کو بتلانے کو مجھے ایک شخص تنہائی مین لے گیا اور مجھے ایسا کچھ منھ پر مارا کہ مین بیہوش ہوگیا مجھے معلوم نہین کہ شقہ کب لکھا گیا اور روپیہ کب ملا یہ رسید میرے ہاتھ کی لکھی

نہین ہی یہ حال سُنکر **مصوّر** نے کہا اسے رہا کردو یہ بے خطا ہی اور سوداگر سے کہا اب جا مین تیرے روپے
ملنے کا بندوبست کچھ نہین کرسکتا تاجر یہ سُنکر رونے لگا اسنے حکم دیا کہ نکال دو حرامزادے کو یہ فیل کرتا ہی
لوگون نے تاجر سے کہا کہ اسوقت چلے جاؤ حضور کا مزاج برہم ہی موقع و محل دیکھکر پھر عرض کرنا تو
مل جائیگا تاجر نا چار اُٹھا ملازمون سے کہا یہان سے اسباب باحتیاط جو پھیلا ہوا ہی اُٹھا لو لیکن
عمرو جب مہنت بنا اور اسنے دیکھا کہ کوئی ادھر نہ آیا اور کچھ مطلب براری نہ ہوئی وہ اسباب سب
زنبیل مین رکھکر پھر ساحر بنکر بارگاہ مین آیا جب تاجر نے کہا اسباب یہان کا اُٹھا لو **عمرو** نے
بڑھکر درج جواہر اُٹھا لیا تاجر مال اُٹھوا کر آگے چلا یہ بھی ساتھ ہوا کہ راہ مین اور کچھ دست برد کرون
لیکن درج اُٹھاتے وقت **مصور** کو کچھ شبہ گذرا تصویر کو دیکھا ظاہر ہوا کہ **عمرو** سوداگر کے ساتھ
ہی ہنوز بارگاہ سے نکل کر تاجر کچھ دور گیا تھا کہ **مصور** ننگے پانون اُٹھکر دوڑا اور در بارگاہ پر پہونچکر
ایک نارنج جھولے سے نکالکر سحر پڑھنے لگا **قران** جو جواہر دفن کر کے لشکر مین آیا تھا اسنے دیکھا کہ
اُستاد تاجر کے ساتھ ہین اور **مصوّر** نارنج مارا چاہتا ہی یہ دیکھکر پتھر فلاخن مین رکھکر مارا کہ ہاتھ پر
آکر پڑا نارنج ٹکڑے ٹکڑے ہوکر گرا اور ہاتھ پر بہت ضرب **مصور** کے آئی ادھر **قران** نے کہا اُستاد
خبردار یہ کہکر بھاگا **عمرو** نے بھی گلیم اوڑھ لی **مصوّر** لینا لینا کہتا ہوا ہاتھ سہلاتا رہ گیا ساحر چارطرف
دوڑتے پھرے کسی کو بھی نہ پایا **مصور** بارگاہ مین گیا بی بی کو اپنا ہاتھ دکھایا اور کہا اب بغیر
مارے **عمرو** کو نہ چھوڑونگا اسنے مجھے بہت ذلیل کیا یہ کہ رہا تھا کہ سوداگر در بارگاہ پر آکر دوہائی
دینے لگا کہ ارے میرا درج جواہر بے بہا بھی وزدے گیا مین برباد ہوگیا فریاد ہی مجکو ہائے جیتے جی
مار ڈالا **مصور** نے درج لیجاتے اپنی آنکھ سے دیکھا تھا سرداروں سے کہا سچ تو یہ ہی کہ تاجر
لٹ گیا اس سے کہدو کہ ابھی روپیہ اگر تجھے دونگا تو عیار لیجائینگے تو صبر کر نقصان جو کچھ ہوا ہی
وہ عنایت ہوگا سردارون نے یہ حکم سُنکر تاجر کو آکر تسلی دیکر رخصت کیا اور **مصور** نے چاہا کہ
طبل رزم بجنے کا حکم دون لیکن **عمرو** کا حال سُنیے کہ گلیم اوڑھکر صحرا مین جو گیا پھو نچکر ایک فرشتہ
نورانی صورت کا اپنے تئین بنایا یعنی ایسا حسین و مہ جبین اپنے تئین کیا کہ رخسار پر نگاہ کسی کی ٹھہر
نہ سکتی چار ہاتھ مقوے کے بنائے اور پانچ آنکھین چہرے مین درست کین دیو جامہ نکالکر
پہنا کہ وہ دمبدم رنگ بدلتا ہی کبھی سُرخ کبھی سبز ہوتا ہی گاہے اور رنگ تبدیل کرتا ہو سر پر تاج
زنبیل سے نکالکر پہنا کہ ہر کنگرے پر جسکے لعل رمانی نصب تھے اور بیچ مین ایک گوہر شب چراغ
لگا تھا رشک ضیائے شمس سپہر تھا مالا ہیرے اور موتی کے گلے مین ڈالے اسوقت اسکے چہرہ

نورانی و مصفا کی نسبت یہ کہنا زیبا تھا کہ **مثنوی**

بر سر از شین شرع ساختہ تاج	دل او عرش و سجدہ اش معراج
شرف کارخانۂ ملکوت	کارفرمای عرصۂ جبروت
بودہ شیطان کش فرشتہ نسیم	در روش بر ہوا نہادہ ام

بر زمرد کے جواہر کار شانوں مین لگائے صدہا نافہ ہائے مشک پر دن مین چھپائے اور تخت پر جلوہ افروز ہو بیٹھکر پران پر ان قریب بارگاہ **مصور** پہونچکر ایک حقہ پر از مشک و عنبر بر وسے ہوا اچھالا کہ وہ شق ہوا اور شمیم مشک عنبر کوسون تک پھیلی بارگاہ سامری بس گئی سب ساحر گویا ہوے کہ کیا خوشبو پھیلی ہی یہ ذکر تھا کہ صدا آئی کہ منم فرشتہ قدرت سامری جملہ ساحر کھڑے ہوکر دیکھنے لگے عجیب صورت نورانی نظر آئی کہ اگر زلیخا یہ صورت دیکھنے کو آتی حسن یوسف نہ تلاوت کرتی و عندہ لن لقی و حسن مآب ہر ایک کا فریصدق ارادت پڑھے دلائل شواہد وسعادت عزت و عظمت صفحات رخسار سے پیدا اور آثار جلال جبروت ناصیہ نور آگین سے ہویدا کہ **بیت**

رای تیزش شق سر قضا را محرم	دل پاکش بنظر لطف خدا را منظور

پرون کو جب جنبش ہوتی ہی نافہ ہائے مشک و عنبر سارا برستے ہین مشام جان معنبر و معطر ہوتے ہین چہرہ تاب ناک بکہ نور ہی کہ نگاہ کو خیرگی ہوتی ہی یہ دیکھتے ہی **مصور** نے ہاتھ باندھکر التماس کیا کہ **بیت**

کلبۂ ما روضہ شد چون مقدم رضوان رسید	دیدہ روشن شد چو بوے یوسف کنعان رسید

آپ تشریف لایئے اس عرض کرنے سے وہ تخت زمین پر اترا جملہ ساحرون نے سجدہ کیا فرشتے نے کہا کہ حکم سامری مجھکو یہ ہی کہ اُسکے پوتے کی مع اُسکے متعلقین کے عمر بڑھادون کیونکہ عمرو عیار بلاے بے درمان ہی جب تم لوگون کی موت نہو گی تو آکر قتل کسی کو نہ کر سکے گا اب تمھین چاہیے کہ دو ایک مٹکے قند کا شربت گلاب و کیوڑہ ڈال کر تیار کرو کہ مین سامری کے لگانے کا بھبھوت اس مین ڈالکر تمھین پلاؤن پھر عمرو کا پنجہ تم پر کسی طرح قابض نہوگا یہ کلام سُنتے ہی **مصور** نے قند منگا کر کوری ٹھلیون مین نہایت طہارت کے ساتھ گھلوایا اور قرابے گلاب و کیوڑے کے اس مین انڈلواے لشکریون نے فرشتے کی زیارت کرنے کے لیے ہجوم کیا غرضکہ ہزار ہا دونا مٹھائی کا اور ہزار ہا تخت کے گرد روپیہ لوگون نے چڑھایا اس عرصہ مین شربت تیار ہوا فرشتے نے اُٹھکر نذر سامری کی دیگر بہوشی سب کے سامنے اسمین ملائی ہر ایک سے کہا دیکھو یہ بھبھوت سامری کا ہی لہذا

بیہوشی ملا کر دو جام اپنے ہاتھ سے **مصور** کو اور **صورت نگار** کو پلائے اور حکم دیا کہ ایک ایک جام سب نوش کریں پھر تو ایک پر دوسرا ٹوٹ پڑا اور شور لاؤ لاؤ اور ہمیں بھی ہمیں بھی کا بلند ہوا اور یہ کہ

لمولفہ

ایک کہتا تھا کہ ہم محروم ہی رہا تے رہے	دوسرا کہتا تھا خم کی خبر ہمکو بھی ذرا

غرضکہ وہ گھڑے لوگوں نے دھو دھو کے پیئے جب بیہوشی نے نشہ کیا **مصور** بی بی **صورت نگار** سے گویا ہوا کہ تو سامنے فرشتہ قدرت کے رقص کر دوپٹہ پھینک کر ناچنے لگی اور **مصور** بھی بکر کو دکر نے لگا کل حاضرین جلسہ اہا ہا واہ مار لینا لینا کا شور مچانے لگے اور کلمات بیہودہ زبان پر لانے لگے رنگ صحبت دگرگون تھا

نظم

بنکار رہے تھے رند ہر سو	برپا ہوا شور ہائے اور ہو
وہ دورہ کل وہ شور قلقل	تھا سب کی زبان پہ بے تامل
ترمے سے شیخ جی کا جامہ	اچھلے میخانہ میں عمامہ
دختر قاضی ہوا ایسی بدنام	کوچوں میں کچی کچی پھرے عام
بیٹھا کوئی سر ملا رہا تھا	برپا کھڑا کوئی گا رہا تھا
جوتی کوئی سر پہ باندھتا تھا	ٹوپی کوئی پاؤں میں پہنتا
چت ہوگیا کوئی کوئی اوندھا	تھا ہوش نہ سر و پا کا اصلا
اک دوسرے کے لگاتا تھا دھول	بڑھے ای جاہ اپنے لاحول

اس کیفیت کو تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ سب بیہوش ہو گئے **عمرو** نے اٹھکر بارگاہ کے سر اپچے ڈال دیے اور سب کے پیرہن اتار کر زنبیل میں رکھے داڑھی و مونچھ ابرو و بال سر کے زن و مرد سب کے مونڈے چہروں کو سیاہ کیا ہار جوتیوں کے گلے میں پہنائے مال اور اسباب بارگاہ کا لوٹ کر داخل زنبیل کیا پھر چاہا کہ **مصور** کے گلے سے تصویر اپنی اتاروں جیسے ہی تصویر پر ہاتھ ڈالا ایک پنجہ زمین سے نکلا اور چاہا کہ ہاتھ میں لپٹ جائے **عمرو** تصویر اتارنے سے باز رہا پنجہ غائب ہوگیا اس نے پھر ارادہ کیا کہ تصویر اتاروں لیکن پھر وہی صورت پیش آئی اسنے چاہا کہ **مصور** کو مار ڈالوں خنجر لیکر چلا تھا کہ اب کی بار ایک پتلا زمین سے نکلا **عمرو** اسکو دیکھکر خائف ہوا اور ہٹھکر پتلے نے ظاہر ہوتے ہی غل مچایا کہ دوڑو **مصور** کو **عمرو** مارے ڈالتا ہے وہ غل مچایا کیا **عمرو** نے جلد جلد دو ایک ساحروں کے سر جدا کیے مگر **مصور** تک نہ پہونچ سکا شور ساحروں

کے مرنے کا بلند ہوا لشکر کے لوگ گھبرا کر دوڑے عمرو تخت زبرجد شاہ پہلے ہی زنبیل مین رکھ چکا تھا
اُسوقت نعرہ مار کر بھاگا ٥

عمرو ہون مین وہ اژدہاے دمان ۔ نہ ساحر کا باقی نہ رکھون نشان

یہ تو سر تختہ چاک کر کے بھاگا اور ساحر بدحواس اس غم مین کہ شاید مصوّر وغیرہ مارے گئے اندر بارگاہ
کے آئے سب کو بیہوش دیکھا باران سحر برسایا کہ ہر ایک ہوش مین آیا اور ایک دوسرے کی شکل دیکھکر
ہنسنے لگا تکلف یہ کہ وہ اسکو ہنستا ہی یہ اسکو اور صورت نگار اپنے شوہر روسیاہ کو دیکھکر خندہ زن
ہوئی مصوّر نے کہا تو بڑی بیغیرت ہو کہ مردون کے سامنے ننگی بیٹھی ہی یہ کہکر اسنے اپنی طرف دیکھا
اوئی کہکر رانون مین بدن چراتی بھاگی آخر ہر ایک نے غسل کیا کالک منھ سے چھڑائی کپڑے عمدہ
پہنے دربار مین آ کر مقیم ہوے مصوّر نے کہا عمرو آفت روزگار ہی ذلت پر ذلت دیتا ہی ابھی سوداگر
کو لوٹ چکا تھا کہ مجھپر آ کر ہتا صاف کیا کیا تدبیر کرون جو ہاتھ آئے یہ تقریر سنکر صورت نگار از راہ
طنز گویا ہوئی کہ اگر خیریت اپنی چاہتے ہو تو عمرو سے ملجاؤ اسنے بغصہ جواب دیا کہ مین پوتا سامری
کا ہون ابھی اسکو گرفتار کرتا ہون یہ کہکر تصویر مین دیکھا تو یہ امر اُسپر بخوبی ظاہر ہوگیا اور وہ اسبات
سے اچھی طرح ماہر ہوگیا کہ عمرو جس صحرا مین بیٹھا تھا کیفیت تصویر مین نظر آئی اسنے قصد کیا کہ جا کر
گرفتار کرون کہ پھر اسوقت ایک ساحر ظالم جادو نام اسکے ملازم نے عرض کیا کہ آپ بیٹھے رہین غلام
جا کر اس دزد مکار کو لاتا ہی یہ کہکر اوڑ کر چلا اور اسی جگہ آیا جہان عمرو بشکل ساحر کھڑا تھا لیکن ساحر
کو اُڑتا ہوا آتا دیکھکر عمرو کسی گوشے مین چلا گیا یہ جا کر ہر طرف ڈھونڈھنے لگا عمرو دوسرے ساحر
کی شکل بنکر اوّل مرتبے سے کچھ شکل مین فرق کر کے اسکے پاس آیا اسنے پوچھا کہ کیون بھائی تمنے
عمرو کو تو نہین دیکھا عمرو نے کہا تمھین اس سے کیا کام ہی اسنے سب حقیقت دینے ذلت مصوّر
وغیرہ کی بیان کر کے کہا مین اسکو گرفتار کرنے آیا ہون عمرو نے کہا مصوّر نادان ہی جو عمرو ایسے
فطین سے مقابلہ کرتا اور لڑتا ہے انسان کو چاہیے کہ اپنے ہمسر سے مقابلہ کرے نہ کہ جو اپنے سے
بہتر ہو عمرو وہ شخص ہی جو لقا کی داڑھی مونڈتا ہی اور جب سے یہان آیا ہی شاہ جادوان کو اسنے
پریشان کر رکھا ہی تم دیکھنا کہ ایک روز مصوّر کتے کی طرح مارا جائیگا یہ گفتگو ظالم سُنکر اول تو خوفناک
ہوگیا پھر سوچا کہ یہ تجھکو ڈراتا ہی شاید یہی عمرو ہی یہ سوچکر افسون پڑھکر پھونکا کہ عمرو کا رنگ و روغن
عیاری کا اُڑ گیا اسنے گرفتار کر کے کہا اے دزد مکار تو تو مجھکو دھمکاتا ہی دیکھ تو کس طرح مین تجھکو ہلاک
کرتا ہون یہ کہکر کھینچتا ہوا لے چلا اور چاہا کہ پنجہ مین دابکر اُڑ جاؤن لیکن موت با نون پکڑے تھی

اسکے دل مین خیال آیا کہ اور عیار عمرو کے چھڑانے کو آئین گے انکو بھی گرفتار کرجاؤنگا اور پھر چلنے مین یہ فائدہ جاتا رہے گا ایسا کچھ سوچکر زمین پر بیٹھا اسکو جاتے برق فرنگی نے دیکھا آگے جاکر کمند زمین پر بچھا پوشیدہ کی آپ جھاڑی مین چھپ کر بیٹھا جب ظالم کمند کی جگہ پہونچا اسنے جھٹکا دیا کہ پانوں کمند مین پھنسا اور گرا اچھلکر برق دوڑکر پاس آیا کہ اسکو ہلاک کرون مگر اسنے سحر پڑھا کہ برق زمین مین ران تک سماگیا اور آپ سحر سے حلقہ ہاے کمند کاٹنے لگا مگر رشتہ حیات قطع ہوچکا تھا موت کے پھندے مین پھنس چکا تھا ہنوز کمند کھول ہی رہا تھا کہ قران ساحر بنا اس جگہ پھرتا تھا اس کیفیت کو دیکھا اور دوڑتا ہوا آیا اور کہا ٹھہرو ٹھہرو مین کچھ کہونگا یہ کہکر نزدیک پہونچکر اسس زور سے بغدہ مارا کہ سر کے ٹکڑے ٹکڑے اڑ گئے شور اسکے مرنے کا بلند ہوا عمرو اور برق چھوٹ گئے قران نے عرض کی حضور کا جواہر میرے پاس رکھا ہو چلکر لے لیجیے اور رہاے دفن جواہر پر لاکر کھودکر حوالے کیا عمرو نے شاباش و مرحبا کہکر نذر زنبیل کیا اور کچھ جھوٹے نگینے نکالکر دینے لگا قران نے عرض کیا کہ حضور کا دیا سب کچھ میرے پاس ہو آپ کی مہربانی چاہیے عمرو نے نگینے بھی رکھ لیے اور فکر عیاری مین الگ الگ چلے وہان افراسیاب نے جب مصور کے آنے مین عرصہ گذرا کتاب سامری دیکھکر حال دریافت کیا اور حیرت سے کہا کہ نبیرہ سامری صرف لائق زیارت ہین کچھ ہو نہین سکتا دیکھو عیارون نے بہت دق کیا ہو چلو انکو تسلی دین یہ کہکر بجاہ وحشم تمام سوار ہو کر مع حیرت کے داخل بارگاہ مصور ہوا ہر ایک نے تعظیم دی تخت پر جلوہ آرا ہوا اور سارا حال عیارون کی مکاری کا سنکر گویا ہوا کہ مرشد زادے آپ مقابل نہ فرمایئے مین انگشتری جمشید کی حیرت کو بھیجکر منگاتا ہون اور جاہ زمرد پر کہ پرستش گاہ ساحران جہان ہو میلا کرتا ہون سب ساحر اور عیار خود بخود آکر حاضر ہون گے ہر ایک کو قتل کردونگا مصور نے کہا ایک مرتبہ تو مین باغیون سے دل کھولکر لڑون پھر جو چاہیے گا کیجیے گا یہ ذکر ہو رہا تھا کہ صدا نالہ وزاری کی سنائی دی اور ہرکارون نے سامنے آکر بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ ظالم مارا گیا منظلم بن ظالم جادو لاش اٹھا کر لاتا ہو شہنشاہ یہ خبر سنکر گویا ہوا کہ لاش بنا بر آئین جمشید اٹھاے اور بعد فراغت یہان آئے یہی جاکر حکم منظلم کو سنایا اس نے ایسا ہی کیا اور بعد انفراغ حاصل کرنے حاضر دربار ہوا نذر دی مجرا کیا اپنے باپ کی جگہ پر بیٹھکر عرض پیرا ہوا کہ مین انتقام خون پدر زنہار حرامون سے لینے آیا ہون شاہ جادوان نے فرمایا کیا مضائقہ ہو مصور خواہش جنگ تو رکھتا ہی تھا ادھر اسنے درخواست کی شہنشاہ نے فرمایا کہ آج

شام کو طبل جنگ بجے صبح کو مقابلہ کیا جاے یہ کہکر مصروف بادہ خواری ہوئے جسوقت کہ منشی قدرت نے دن کی وصلی کو سواد شب سے سیاہ کیا اور نقاط انجم لوح آسمان زبر جدی سے ظاہر ہوے بحکم مصور طبل رزم پر چوب پڑی طائران سحر خدمت والا ہمت بندگان ملکہ بہار مین حاضر ہو کر بہ قاعدہ مستمرہ عرض پیرا ہوے کہ رباعی

ای شاہ زمین بر آسمان داری تخت	شست ست عدو تا تو کماندار ی تخت
حلہ سبک آری و گران داری تخت	پیری تو بدانش و جوان داری بخت

لشکر حریف مین بنام مظلم طبل جنگ بجا ہی باقی خیر صلاح ہی بہار نے یہ خبر سنکر تکیہ لعنایت کردگار فرماکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑے ہر شخص کل کے دن تیغ و سر سے بازی کرے کہ ع کانکہ جنگ آرد بخون خویش بازی می کند * غرض جب فرمان قضا جویان کوس حربی کی صدا ادھر بھی بلند ہوئی ساحرون مین ڈمرو بجنے لگا کڑھاو چڑھ گئے موہن بھوگ کا بھوگ بیرون کو لگایا منتر جنتر موہنی اور جوہنی اور سوہنی کی جاپ اور پڑھنت شروع ہوئی کوئی پڑھتا تھا کہ کتھا سپاری بنگلہ پان ران ران میرے دشمن کو ران شہپال جوگی نے لگائی باڑ نی ایک پھول ہنسے ایک مین بیر بسے جو سو نگھے میرا پھول اپنا گلا آپ کاٹ مرے تجکو قسم لونا چماری کی دُہائی سامری کی پڑھو منتر دوالی مین جگایا ایشر باجا چھو چھو خلاصہ کلام ساحر جانبین کے تو اپنے حربے درست کرتے تھے اور سبارزان معرکۂ جلاوت و پرچم کشایان لواے نصرت انتماے شجاعت تعین جوہر دار صیقل فرماتے تھے مرکبون کی رکابین اور تسمے لوٹتے ہوے تھے تیاری جدال مین مشغول تھے باتین بانکین کی کرتے تھے کہ نظم

لگاتا تھا تیغہ کوئی سان پر	چڑھاتا تھا چوٹین کوئی دھیان پر
کوئی کہ رہا تھا عدو کا لہو	پیے تیغ میری تو ہون سرخرو
ہوے مستعد نیزہ باز آکے سب	کہ شیر نیستان تھے وقت غضب
پیادون کے اک جا نظر آئے غول	کہ جو جو ہر تیغ لیتے تھے مول
ہر اک کا یہی قول تھا برملا	کہ ہی تیغ تیز اور عدو کا گلا

اسی تیاری مین رات گذری اور حاملہ شب کے بطن سے طفل خوئی نیستان شجاع مین پیدا ہوا دایۂ صبا نے مشیمۂ شب کو شگافتہ فرمایا کہ ابیات

اطفال غنچہ دایۂ باد نسیم نے	پروان پھر چڑھا کے سب طفل کے گل ہوے

صبح ظفر رنگ گل گلشن سرور	تھی خندہ زن کہ روز طرب نے کیا ظہور

صبح کو ملکہ بہار عیش گاہ سے برآمد ہو کر سوار ہوئی طرم بجا ترئی پھکی نقارون پر چوب پڑی صدائے نصر من اللہ و فتح قریب بلند ہوئی شہنا نواز دمباز ذلت بھیردین بھیاس بجانے لگے سردار مجرا اور سلام کر کے گرد تخت کے سواریان سحر کی اڑا کر روانہ ہوئے اللہ اللہ وہ نور کا تڑکا سفیدہ سحر کا نمایان ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا دریائے اخضر فلک مین وہ چراغون کا ستارون کے جھلملانا صحرا مین طائرون کا شور مچانا اسوقت ملکہ بہار کا دھانی دوپٹہ اوڑھکر سوار ہونا عجب لطف دکھاتا تھا جوانان گلشن دہر کو قتیل تیغ ادا بناتا تھا سحر سے ابر کے ٹکڑے سرخ و سبز ہر رنگ کے سر پر سایہ فگن تھے بہار افزائے جوبن تھے سحر کے چمن سامنے تخت کے ظاہر ہوتے تھے اور اس مین غنچہ و گل کھلتے تھے نسیم صبح اٹھلا کر چلتی تھی ہواخواہی کا بہار کی دم بھرتی تھی اور بہار لڑنے جو چلی تھی تو اس طرح آراستہ ہو کے

بناخن زرہ بافت از مشکناب	در آویخت از گوشۂ آفتاب

بلکہ اسکی شان مین یہ کہنا زیبا تھا کہ فرد

مہش مشک ساد شکرے فروش	دو نرگس کمان کش دو گل درع پوش

اور ترک روزگار اس بیت سے اسکا ثنا خوان تھا کہ بیت

دہن مملکت نہ خندۂ و خوش	تا سر تیغ تو نگر دو زار

سرداران ذی رتبہ اور کنیزان عالی مرتبہ کے طاؤس و عقاب وغیرہ مثل ستارہ ہائے سحری کے ابر کے ٹکڑون مین چمکتے نظر آتے تھے اور سامنے دسبدم گلہائے رنگا رنگ و شگوفہ ہائے بوقلمون کھلاتے تھے کہ مثنوی

ساز عیش و طرب تھا ہر سو
گت چھیڑ رہی تھی باد صرصر
گلشن کو تھی رنگ و رنگ کی دھن
چینی کی پیالیان تھین یکسر
گیسو آب گہر سے دھوئے
گچ موتیون سے بھری ہوئی مانگ
نکھری تھی غضب نکھار کر کے

شہنائی بجا رہا تھا شبو
باجون کی صدا سے شور و غل تھا
دریا کو تھی جلترنگ کی دھن
تھی ایسی بہار حسن آرا
موتی ہر بال مین پروے
زیور سے لباس سے کیا لیس
بے مثل نبی سنگار کر کے

شاخ گل کا ستار لیکر
ہر شاخ طرم تھی گل بگل تھا
جتنے تھے حباب چشمۂ تر
چمکا ہوا حسن کا ستارا
آراستہ خوب جو وہ تھی مانگ
کنگھی چوٹی سے مرتقا لیس
تھی ناخن پا سے لیکے تا فرق

دریاے جواہرات مین غرق | خلاصہ کلام وہ ماہ تمام لشکر لیے میدان قتال مین پہونچی اسطرف

افراسیاب اپنی زوجہ کو لیکر گنبد نور کے اس کمرے مین جا بیٹھا کہ جہان سے لشکر مہرخ کا دکھائی
دیتا ہو اور مصوّر و منظلم شیر آتشین اور اژدران پر سوار مع فوج بیشمار وارد عرصہ نبرد ہوے
پھر تو آنے سے دونون لشکرون کے یہ کیفیت ہوئی کہ بیت

پشت زمین چو روے فلک زسلاح پست		روے فلک چو پشت زمین پست از غبار

جب میدان کو بلیدار ہموار کر چکے ابر سحر برسا گرد و غبار فرو ہوا صف کارزار جانبین مین کھنچ گئین
جلاجل و دف اور قرنا بجے علمون کے پھریرے کھل گئے علمدار آگے بڑھے کڑکا ہوا نقیبون کی
صدا سے دلیرون کے نعرے سے دشت کوس بجنے لگا دلیر بشاش ہوئے نامرد بدحواس ہوے
منظلم اژدر اڑا کر میدان مین آیا اور للکارا کہ ادھر آؤ میرے مقابلے کو بہار کا ایک ملازم
گلزار جادو نام جا کر مقابل ہوا منظلم نے ایک ناریل مارا اسنے ہر چند روکیا مگر ناریل سرپر آکر
توڑ کر پار نکل گیا ران سے گلنار زخمی ہوا بہار نے ایک پنجہ بھیجا کہ وہ اسکو میدان سے اٹھا
لایا اور گلنار جادو جاکر ہم نبرد ہوا منظلم نے ایک نارنج مارا کہ گلنار کے سینے پر پڑا توڑ گیا شور
اسکے مرنے کا بلند ہوا طول کلام تا کجا چالیس سردار بہار کے یکے بعد دیگرے جاکر لڑے اور کام
آئے اسوقت منظلم نے ڈانٹا کہ اے بہار تو خود آکہ مجھے مزا لڑائی کا ملے کیا لاشی پاشی کو بھیجکر
جان اپنی چھپاتی ہو بہار تو اسکا نعرہ سنکر تخت سے کود پڑی اور دوپٹے کی گاتی باندھکر چلی اسکو
جاتے افراسیاب نے گنبد نور پر سے دیکھا حیرت پاس بیٹھی تھی اس سبب سے بیتابی نہ کرسکا
کلیجہ پکڑ کر رہ گیا اور وہ سفاکہ عالم سامنے منظلم کے پہونچی اسنے ایک ناریل مارا بہار نے انگلی سے
اشارہ کیا کہ ناریل الٹا پھر گیا اور ترنج منظلم پر کھینچ مارا وہ ترنج قریب اسکے جاکر شق ہوا خوشبو
اس مین سے ایسی پیدا ہوئی کہ میدان جنگ رشک تاتار بنگیا اور مشام عدوے تہی مغز خوشبو
سے بھر گیا ساحر اس شمیم عطر بیز کو سونگھکر بیہوش ہو گئے اور منظلم تو دیوانہ وار تالیان بجانے
لگا اور روے پر بہار اس رشک گلزار کا دیکھکر قہقہہ مارے ہنستا تھا اور کہتا تھا کہ بیت

از شورش آہ من ہمہ شب		مادام تو دوش زاغنودہ

اے نازک بدن اگر مجھے قتل کرنا منظور ہو تو سرشار قدم ہو کہ شعر

خیالات تیغت کہ برندہ باد		منازل ازارہ واح اعدا گرفت

یہ کہتے کہتے بیہوش ہو کر گرا بہار نے چاہا کہ سر کاٹ لون اسوقت تو مصوّر کو تاب نہ رہی ڈانٹتا ہوا

دوڑا سامنے بہار کے آکر جھولے سے سحر کے ایک صندوقچہ نکالکر کھولا سب نے دیکھا کہ صندوقچے سے ایک پتلی نکلی اور بڑھکر مثل صورت بہار شبیہ پیدا کی وہی لباس وہی زیور گلدستے ہاتھ مین لیے سامنے بہار کے آکر بناز و تبختر گویا ہوئی کہ کیون بہن بہار ہم سے خفا ہو بہار اسکو دیکھکر زرد اور خزان ہوگئی مگر جی داری کرکے ایک گلدستہ اسپر مارا پتلی نے قہقہہ مارا کہ منھ سے شعلہ پیدا ہوا اور گلدستے کو جلایا پھر پتلی آگے بڑھی اور ہاتھ سے آرسی اُتار کر بہار کو دکھائی بہار آرسی دیکھکر مثل برگ بید کے تھرتھر کانپی آخر سنبھلا نہ گیا بیہوش ہوگئی پتلی نے کمر پنجے سے تھام کر پرواز کیا اسوقت تو لشکر مین بہار کے غریو ہوا اور نافرمان و سرخ مو وغیرہ نے ناریل و ترنج صدہا اس ہمشبیہ بہار پر مارے لیکن جب اسنے قہقہہ مارا ناریخ وغیرہ شعلہ دہن سے جلگئے مصور نے جب سارے لشکر کو عدو کے حملہ کرتے دیکھا صندوقچہ سے سب کی تصویرین نکالکر زمین پر پھینکین کہ وہ صورت رعد و برق و شکیل و طاؤس و ہلال و مخمور وغیرہ کی بنکر لڑنے لگین اب جو سحر کہ مخمور کرتی ہو وہی ہمشبیہ مخمور کرتی ہو کہ لشکری بہار کے قتل ہوتے ہین پھر تو مصور نے مظلم کو ہوشیار کردیا اور بہار کو پتلی سے لیکر قید کرکے ترسول پکڑکر حملہ کیا لشکریان بہار پر عجب مصیبت پڑی کہ مرنے لگے دم محبت کا بھرنے لگے شور نشور قیامت برپا ہوا کوئی مرکر گرا کوئی نیم جان ہوکر تڑپتا تھا مصور قتل کرتا ہوا صف لشکر پر آگرا اور مردے پر مردا گرا تا ہوا ساتون صفون کو توڑکر پشت لشکر پر نکلا اور پھر دوسری صف پر جو گرا ہلاک کرتا ہوا ادہر لشکر کے نکلا لیکن بہادرون نے بھی مرنا گوارا کیا میدان سے نہ کنارا کیا بارگاہ کی حد نہ چھوڑی دونون لشکر مل گئے گولے فولادی ہزارون مصور پر مارے مگر یہ نبیرۂ سامری ہو کوئی چوٹ اسنے نہ کھائی اور ہم شبیہون کو للکارا کہ ہان اپنی اپنی صورت کے سردارون کو گرفتار کرو پتلیان یہ نعرہ لشکر سحر کی نیرنگیان دکھانے لگین اب تکلف یہ ہوا کہ رعد جسطرح چیخ مارتا ہو اسی طرح ہمشبیہ بھی اسکا چیختا ہو کہ ساحر لشکر مہرخ کے بیہوش ہوتے ہین گویا پتلیان ان سردارون کا عکس ہین کہ جو عمل یہ کرتی ہین وہی وہ بھی کرتی ہین انکا فعل ان پر اثر کرتا ہو اور انکا جادو ان پر تاثیر نہین کرتا کیونکہ یہ انسان ہین وہ جادو کی پتلیان ہین لشکر کی حالت ابتر ہو مظلم فوج لیکر گرا ہو کشتون کے ڈھیر لگے ہین وہ رن پڑا ہو کہ ترک فلک نے باین ہمہ پیرانہ سالی کبھی نہ دیکھا تھا کہ بمقتضائے ابیات

وہ سینے تھے جو آئینے سے بھی صاف وہان سر کاٹنے بیٹھے تھے بدخواہ		مشبک ہوگئے تیرون سے تا ناف گل تر بار جس چھاتی پہ تھا آہ	

بچانا جان کا سمجھے غنیمت
کہ ہووے ننگ کیونکر یہ گوارا
غرض سمجھے ہر اک جینے کو زحمت

ہزیمت کی پھر آئی اُن کو غیرت
نہین اپنے لیے جز مرگ چارا
بھری دل مین ہوائے سیر جنت

یہ کیفیت عیاران اسلام نے پہاڑون پر چڑھکر مشاہدہ کی اور اپنے لشکر کے حال پر نہایت افسوس کیا **عمرو** نے کہا اب ہمارے لشکر کو شکست فاش ہوا چاہتی ہو غنیمت ہو جو بے سردار کا لشکر اسقدر رکا کیسون ہی تم مین سے کوئی ایسا ہو جو اس لڑائی کو روکے اور فوج عدو کو بھگائے عیارون نے گردن جھکالی اور **عمرو** کی بات کا جواب ندیا **قران** نے عرض کی جائے اُستاد خالی است الامر فوق الادب اگر ارشاد ہو تو مین جاؤن **عمرو** نے اسکی پشت پر ہاتھ پھیر کر کہا تو نظر کردہ شاہ مردان شیر یزدان ہو اور میری زیارت گاہ ہو یہ لڑائی سخت ہو اگر تو کام آیا تو میری زیارت مٹ جائیگی دوسرے یہ کہ تو میرا جان بخش ہو جب مین گرفتار ہو جاؤن تو مجھے چھڑانے جاتا یہ کہکر فی الفور صورت ایک ساحر کی ایسی بنکر تیار ہوا اور **برق** کو حکم دیا کہ دوڑکر جا اور مطبعون مین سے ایک جادوگر کو بلا لا **برق** بموجب حکم دوڑ گیا اتفاق سے **سرخ مو** لڑتی ہوئی کنارے لشکر کے آگئی تھی اس سے کہا چلو خواجہ تمکو بلاتے ہین **سرخ مو** نے بہر امتحان کہ اصلی **برق** یہ ہی یا نہین انگوٹھی اپنی اُتار کر پھینکی کہ اسکو اٹھالے تو مین آؤن **برق** نے اُٹھالی **سرخ مو** طاؤس اُڑا کر اسکے ساتھ پہاڑ پر آئی **عمرو** نے کہا تم تخت بنا مجکو دو اور جیب مین سوار ہو کر چلون تو تخت کو روان کرو کہ جہان مین بتاؤن تخت روانہ ہو **سرخ مو** نے جھولے سے ماش کا آٹا نکالکر چار تیلیان بنائین اور تخت خواجہ کو دیا کچھ افسون پڑھا کہ تیلیون نے جسم انسان پیدا کرکے پر شانون پر نکالے اور تخت کو اُٹھالیا **عمرو** بشکل ساحر تخت پر بیٹھا منقل آتشین سامنے رکھ لی تصویرین سامری وجمشید کی گلے مین ڈالین یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک بلاے سیاہ ہو جو تخت پر دانت نکالے بیٹھی ہو **نظم**

بھجنگ پیکر کوئی ہو جیسے مست
ساری انداز پر کدورت ہو
سر تھا یار اس چرخ مکاری
بدبنا تھا تو طرز بھی بد تھا

ہمت آسا تھی تاب وطاقت پست
اک قیامت تھی اسکی چیتون مین
تھا سیہ فام اور جٹا دھاری
مار گردن مین اسکی پیچیدہ

آنکھین پر قہر بھونڈی صورت ہو
مار کی طرح زہر گردن مین
جسم تھا زار کج ادا قد تھا
جو کوئی دیکھے ہو وہ رنجیدہ

اصل مطلب باین ہیئت بد تخت کو تیلیون سے روانہ کرکے بیچ لشکر مین جاکر نعرہ زن ہوا کہ

سنم ملک الموت جادو وائے مصوّر خیرہ سر اپنی سب پتلیون کو اکٹھا کرکے بھیج میرے مقابلے کو مین
نوکر عمرو نامدار کا ہون مصور تو ہر سمت زد و گشت کرتا پھرتا تھا اسکا نعرہ سُنکر اپنی پتلیون کو
قریب آکر للکارا کہ لینا اسکو جتنے ہم شبیہ کہ لشکر مہرخ کے لیے اسنے بنائے تھے سب عمرو پر حملہ آور
ہوئے عمرو نے جھولے سے شیشہ آب سحر نکالا ناظرین کو یاد ہوگا کہ سابق مین افراسیاب
نے ایک ساحر ہوشیار جادو نام کو دو شیشے آب سحر کے دیکر لڑنے کو بھیجا تھا اس ساحر کو قتل
کرکے عمرو نے شیشہ ہاے آب حاصل کیے تھے اور اسی پانی کا ایک چھینٹا مخمور کے منھ پر مکان
برق محشر جادو مین بھی لگایا تھا فی الجملہ وہ پانی ساحر زبردست کو بیہوش کردیتا ہے اور
سحر کو باطل کردیتا ہے پس جیسے ہی تصویرین اسپر حملہ زن ہوئین اسنے وہی آب سحر لیکر جو
قریب آئی چھینٹا مارا کہ بھبق سے ایک شعلہ پیدا ہوا اور تصویر جلگئی لشکریان مظلم مصور نے
پھر تو عمرو پر ہجوم کیا اسوقت سرداران لشکر شریک اسلام نے دیکھا کہ ایک ساحر جو ہمارا طرفدار
ہے ساری فوج اسپر گرا چاہتی ہے یہ دیکھتے ہی جانین اپنی لڑا دین اور چارون طرف سے سینے
اپنے سپر کیے کہ کوئی پشت و پہلو پر سے آکر حملہ نہ کرے اور تصویرون نے ہر سمت سے آکر آرسیان
اُتار کر ہاتھ سے عمرو کو دکھائین عمرو نے اسوقت منڈھی نکالکر چھتری کی طرح سایہ فگن کرلی
اور اپنے سردارون سے کہا کہ تم سب میری حفاظت نہ کرو مین ایسا ویسا ساحر نہین ہون
جو لاکھ دو لاکھ سے اکیلا نہ لڑون اور کسی کا حربہ مجھ تک پہونچ جائے سردار حیرتناک ہوے
اور لڑنے لگے ادھر پتلیان جب آرسیان دکھا چکین ترسول پکڑ کر حملہ آور ہوئین جو قریب آئی
یہ دیکھا ازبسکہ سب سحر کی شبیہین ہین اسوجہ سے بہ برکت اعجاز جناب دانیال علیہ السّلام جلکر
راکھ ہوگئین یہ تصویرین تھین جل گئین جاندار یعنی انسان ہوتین تو منڈھی مین اُلٹی لٹک جاتین
لہذا جب تصویرین جل گئین سردار بوجہ ان تصویرون کے بدحواس و پریشان تھے اور انکا سحر
حریف پر کارگر نہوتا تھا اب سب کے حواس درست ہوے اور رعد چیخین مارنے لگا اور برق محشر
چمک چمک کر گرنے لگی مخمور نے جام زرین پھینکا کہ ساحر مست و لایعقل ہونے لگے اور اسی طرح
سب سردار بڑھکر آگے حربے کرنے لگے بگڑی لڑائی بن گئی فضل خدا سے کہ ع بگڑی بن جاتی
ہے جب فضل خدا ہوتا ہے عمرو نے مصور کو ڈانٹا کہ لے بیحیا تو کیسا نبیرۂ سامری ہے کہ میرے مقابلہ
سے ڈرتا ہے مصور شیر آتشین اُڑا کر سامنے آیا اور کہا ارے تو نے بڑا غضب کیا کہ میری تصویرین
جو ایک مدت مین تیار ہوئی تھین جلا دین یہ کہکر ناریل سحر کا مارا کہ وہ شق ہوا اور چار بت تلے

تلوار زمین پہ نکلکر عمرو پر چلے عمرو نے ایک چھینٹا پانی کا مارا کہ پتلے سب جلکر غائب ہوے عمرو نے تخت آگے بڑھایا اور کہا لے اسکو یہ کہکر چھینٹا پانی کا منھ پر مارا کہ مصوّر بیہوش ہوکر شیر پر سے گرا قلابازیان کھاتا ہوا سمت زمین چلا یہ ماجرا دیکھکر زوجہ اسکی صورت نگار مانند برق بسرعت تمام چمک کر گری اور دبیچ مین دابکر مصوّر کو لے گئی اور بیہوش دیکھکر سوچی کہ یہان مین اسکو اگر لیکر ٹھہرونگی تو حریف فرصت نہ دے گا یہ مارا جائیگا یہ سوچکر سمت صحرا لیگئی اسکے چلے جانے سے پانوں اہل لشکر کے اُٹھ گئے اور شیران بیشۂ شجاعت نے شمشیر سحر لیکر قتل وغارت آغاز کیا فوج عدو مین بھگدر پڑ گئی یہ سب ماجرا برج گنبد نور پر سے شاہ طلسم نے دیکھا اور بیتاب ہوکر اُٹھا کہ جاکر اس ساحر کو جس نے مصوّر کا یہ حال کیا قتل کرون مگر حیرت نے کہا کہ آپ بزور سحر دیکھیے تو یہ ساحر کون ہی اور کیسا سحر کرتا ہی جو مصوّر ایسے ساحر کو اسنے بیہوش کردیا شاہ نے سحر پڑھکر دستک دی کچھ پتلے پیدا ہوے اسنے حکم کیا کہ کتاب سامری لاؤ پتلے جاکر کتاب لائے اسنے اسمین دیکھا لکھا تھا کہ یہ ساحر نہین عمرو عیار ہی اور شیشہ ہاے سحر آب جو تو نے اول اپنے ملازم ہوشیار کو دیے تھے وہ اسکے پاس ہین یہ دیکھکر کتاب بند کی اور منھ پیٹ لیا کہ خود کردہ را درمان چیست اور حیرت سے سب حال کہا اور کہا کہ اسکا توڑ ہر چند کہ مین جانتا ہون لیکن کتاب سے لڑنے کو جانے کے لیے ممانعت نکلتی ہی اور دوسرے فوج بھی بھاگ کھڑی ہوئی ہی اور شام بھی ہوگئی ہی تم جاکر طبل امان بجوادو یہ کہکر فرط ندامت سے آپ بیٹھے بیٹھے غائب ہوگیا اور حیرت طاؤس پر سوار ہوکر سمت لشکر چلی اس عرصہ مین یہان لاشہ ڈھیر ہوگئے تھے ہزارون ساحر مارے گئے تھے پسپا ہوکر پڑاؤ پر تلوار چل رہی تھی عمرو جال مار کر لوٹ رہا تھا ہنگامہ رستخیز برپا تھا یقین تھا کہ بارگاہ وغیرہ حیرت ومصوّر کی لٹ جائے اور بہار کو سب سردار چھڑالین اسوقت حیرت آکر پہونچی اور حکم دیا کہ جلد طبل بازگشت بجے اسکے لشکر کے بہادر ساحر پائے ہمت گاڑے لڑرہے تھے انھون نے فوراً طبل بجایا صدا اسکی ہر ایک بہادر کے کان مین پہونچی معلوم ہوا کہ حریف پناہ مانگتا ہی ازبسکہ یہ بھی خستہ وشکستہ تھے اور سراپردۂ چرخ زنگاری سے لیلاے لیل کی بھی آمد تھی یعنی سیاہی مغرب سے نکلکر چار دانگ عالم اور عرصۂ غبرا پر محیط ہوچکی تھی ستارے دیدہ سیران کی طرح اس فتح کو دیکھ رہے تھے **نظم**

سواد شب مین مہ تھا جلوہ گستر	کہ نکلا چاہ سے یوسف تھا باہر
فلک کو انقلاب اور دن گریزان	عدو کے تھے وہان زخم خندان

آخر لشکر جانبین کے خیمہ گاہ کی جانب پھرے اور ملک الموت جادو کا سب نے شکریہ کمال درجہ ادا
کیا لشکر پڑاؤ پر پہونچکر آرام گیر ہوا سردار داخل بارگاہ ہوے اسوقت صبح مو بارگاہ مین آئی اور
عمرو کے ہاتھون کو بوسہ دیا کہ لے مہر فلک عیاری خواجہ کارے کردے کہ کسے در عمر خود نکردہ باشد
عمرو ہنس پڑا اسوقت سب کو ظاہر ہوا کہ یہ عمرو ہی ہے سب نے نذر دی اور تعریف کی ادھر حیرت جب
بارگاہ مین آئی صورت نگار بھی مصور کو لیے داخل بارگاہ ہوئی لیکن افراسیاب یہان سے
اٹھکر چاہ سامری پر گیا انشاء اللہ بر وقت فتح طلسم ان مقامون کا حال گزارش ہوگا غرض اس
کنوئین سے پانی بھر کر باغ سیب مین لایا اور ایک پتلا طلسم کا طلب کر کے ایک کوزہ آب سکو
دیا کہ بارگاہ حیرت مین لیجاے تاکہ مصور پر چھڑک کر ہوشیار کرین پتلا وہ پانی لیکر حیرت
کے پاس آیا پیام شاہ عرض کیا مصور بیہوش پڑا تھا وہ پانی لیکر حیرت نے مصور پر چھڑکا
وہ ہوش مین آیا اور غسل کیا لباس تبدیل کر کے بارگاہ مین آیا اتفاق سے صرصر عیارہ سامنے
حاضر تھی اپنی شکست کی خجالت اسپر غصہ کر کے سنائی کہ عمرو کیسی کیسی عیاریان کرتا ہے مگر تجھ سے
کچھ ہو نہین سکتا صرصر نے عرض کیا کہ آپ خفا ہوون مین عیاری کرنے جاتی ہون یہ کہکر روانہ
ہوئی اسنے ضرغام کو دیکھا کہ لشکر سے اپنے نکلکر کسی طرف جاتا ہے بس فی الفور صورت ضرغام
کی سی بنکر بارگاہ اسلام مین آئی دیکھا کہ عمرو کرسی پر متمکن ہے سردار جمع ہین اسنے دل سے تصور
کیا کہ عمرو کو یہان سے اٹھا کر باہر لے چل اور بن پڑے تو پکڑ لے جا یہ سوچکر قریب گئی اور کہا خواجہ
آپ غافل کیا بیٹھے ہین بہار کو مصور مارے ڈالتا ہے عمرو یہ سنتے ہی بیتاب ہوکر اٹھا اور بولا کہ
افسوس اور چلا کہ جا کر عیاری کرون صرصر ساتھ ہوئی عمرو نے انداز رفتار اور طرز تکلم سے پہچانا
کہ صرصر ہے پکارا کہ ای یار دل نواز مین تیری تنہائی مین بلا کر لیجانے کے شمار وہان لیجا کر وصل
سے اپنے شاد کام فرماتا صرصر ان باتون سے جست کر کے سمت صحرا بھاگی لیکن اسنے تعاقب سکا نہ چھوڑا
اور صرصر بھی صحرا مین پہونچکر خنجر لیکر مستعد جنگ ہوئی آخر دونون گتھ گئے خنجر چلنے لگا عین گرمی
جنگ مین صرصر نے کہا کہ کیون ای عیار بہار کے قید ہونے سے دلکو تو چوٹ لگی ہوگی عمرو بولا کہ ایسی
تجھے پکڑ کر اپنا مطلب نکال لون تو بہار کو جا کر چھڑاؤن صرصر کوسنے لگی کہ تجھ مطلب نکالنے والے کو
گہری گور مین تو پون موئے آئینہ اگر میسر نہو تو چپنی مین پیشاب کر کے ذرا اپنی صورت دیکھ عمرو نے
کہا مجھے وہی چپنی درکار ہے جسمین پیشاب کرون صرصر بولی کہ منھ بنوا حواس مین آ بیہودہ گوئی نکر
مین تیرے منھ لگنے کے قابل نہین ہون عمرو نے جواب دیا کہ مین تو قابل ہون صرصر جھیپ گئی

اور فرط حیا سے آنکھیں نیچی کرکے بولی کیا نگوڑا اسمہ پھٹ بجیا ہی ہیں تجھسے بات نہیں کرتی اب میں جاکر بہار کا پہرا دیتی ہوں جب جانوں کہ تو آکر چھڑا لیجائے اور اس سے مراد صرصر کی یہ تھی کہ عمرو کو لگا کر وہاں لیجاؤں تاکہ مصور بزور سحر گرفتار کرے غرضکہ عمرو نے جب یہ گفتگو اسکی سنی کہا کہ ای صرصر خواہ تو اس امر میں مبالغہ کرے یا نکرے میں بہر رہائی بہار ضرور جاؤنگا اسنے جواب دیا کہ شرط یاری اور وفاداری بھی یہی ہی کہ اپنے رفیق اور دوست کو اسیر نہ دیکھ سکے کہ شنوی

گر شمری یار کسے را شمار	کہ بود اندر غم و شادیت یار
دوست کہ در شادی و غم نیست دوست	تو چہ شوی شاد کہ غم خود ہم اوست

حاصل مرام بعد عہد و پیمان کے صرصر جست کرکے روانہ ہوئی اور عمرو بھی موافق وعدہ کے روانہ ہوا راہ میں برق و قران کہ عقب عمرو بارگاہ سے یہ بھی چلے تھے ملاقات ہوئی اسنے سارا ماجرا شرط رہائی بہار کا بیان کیا یہ دونوں بھی لشکر حریف کی سمت چلے لیکن عمرو جب قریب لشکر عدو پہونچا پگڑی چکوے دار سر پر رکھی چیکن پہنکر عصا ہاتھ میں لیکر بصورت چوبدار دربارگاہ مصور پر آیا وہاں مصور نے بہار کو بلا کر عتاب و خطاب آغاز کیا تھا کہ رہا تھا کہ دیکھ تو کس عذاب الیم سے تجکو قتل کرتا ہوں اور بہار گویا تھی کہ اپنی خیریت سنا و عمرو تو یہاں تشریف لایا چاہتے ہیں صورت نگار نے کہا کہ ہم تصویر دیکھا کرینگے اور اس عیار کو بھی گرفتار کرینگے اس گفت و شنید میں تھے کہ صرصر آئی لیکن عمرو کو بشکل چوبدار دیکھتی آئی اور چپکے سے مصور کو آگاہ کیا کہ عمرو دروازے پر کھڑا ہی چلکر گرفتار کر لیجیے مصور اٹھکر چلا اور دربارگاہ پر آیا لیکن عمرو نے بھی صرصر کو اپنے تیئں دیکھ جاتے دیکھا تھا جب وہ اندر گئی یہ عصا اور چیکن وغیرہ زنبیل میں رکھ بت کہنی سے تا بشانہ باندھکر دھوتی باندھے بشکل ساحر ٹھہر رہا مصور نے باہر آکر ایک آدھ سے پوچھا کہ کوئی چوبدار یہاں کھڑا تھا کسی نے اقرار نہ کیا صرصر سے کہا اری کسکو عمرو بتاتی ہی وہ کہاں گیا صرصر بھی ہر سمت نگران ہوئی اسوقت عمرو نے آگے بڑھکر مصور سے کہا حضور اسقدر حیران کیوں ہیں تصویر کو دیکھیے آپ ہی معلوم ہوجائیگا کہ عمرو کہاں ہی مصور نے اسکے کہنے سے تصویر دیکھی اس میں معلوم ہوا کہ یہی عمرو ہی تصویر دیکھکر سر اونچا کیا ادھر عمرو نے ایک دھول صرصر کے لگائی اور گلیم اوڑھ لی نعرہ کیا منم عمرو حاضرین ساحروں کے ہوش اڑگئے مصور خفیف ہوکر بارگاہ میں آیا صرصر نے سب ماجرا بیان کیا کہ اسطرح عہد کرکے میں عمرو کو لائی ہوں مناکہ حضور پکڑ کر قتل کریں لازم ہی کہ آپ ہر وقت تصویر دیکھیں مصور نے کہا کہاں تک وہ تصویر دیکھی جاے آخر میں

بھی تو احتیاج بشری رکھتا ہون صرصر نے کہا وہ دعوی کر کے آیا ہی آپ جائیے علحدہ بیٹھیے کسی کو
اپنے پاس آنے نہ دیجیے مصور کو یہ راے پسند آئی اور الگ خیمہ خالی کرا کے جا بیٹھا دو خدمتگار کاربار
کے لیے ساتھ لیے اور صرصر کو پاس بٹھالیا لیکن اس جلدی مین کوئی سامان راحت ساتھ نہ
لایا تھا خدمتگارون کو بھیجا کہ جا کر کشتیان شراب کی لے آؤ وہ بموجب حکم باہر خیمے کے نکلے
عمرو گھات مین لگا ہوا تھا بشکل ساحر قریب آیا اور کہا بھائی مین نے عمرو کو بیرون لشکر دیکھا ہی
مگر عیار زبردست ہی مین تنہا ڈرتا ہون ساتھ چلو تو گرفتار کرو دونون خدمتگارون کو لالچ آیا کہ
عمرو کے گرفتار کرنے سے انعام وافر پائینگے اس طمع مین ساتھ چلے جب لشکر سے نکلکر تنہائی مین
آئے عمرو نے کچھ میوہ نکالکر دیا کہ لو کھاتے چلو وہ کھا کر بیہوش ہوے دونون کے کپڑے اتار کر
ایک کی ان مین سے صورت بنکر انکو کسی غار مین ڈالدیا اور وہان سے خیمہ مین مصور کے پاس آیا
مگر صرصر موجود تھی اسنے دیکھتے ہی پہچانا مصور سے کہا خدمتگار سے خبردار مصور حیران ہو کر
ہنوز متوجہ نہوا تھا کہ عمرو نے دوڑ کر ایک دھول اسکے بھی لگائی اور نعرہ کر کے بھاگا مصور
ٹوپی سنبھالتا رہ گیا عمرو باہر گوشے مین جاکر دوسرے خدمتگار کے کپڑے پہنکر اور اسی کی ایسی صورت
بنکر خیمے مین آیا مصور باتین صرصر سے کر رہا تھا اسکا کچھ خیال نہ کیا یہ سرپر آکر رومال جھلنے لگا اتنے
مین صرصر نے کہا کہ حضور مقرر بہار کو عمرو چھڑا لیجائیگا آپ دیکھتے ہین کہ کیا کیا وہ زیادتیان ن
کرتا ہی مصور بولا کہ کیا مجال اب جو آسکے عمرو جو سرپر کھڑا ہی ایک دھول مار کر بولا کہ کیون بے بھول
گیا جوتیان کھانا صرصر نے کہا حضور لیجیے گا وہ تو سرپر کھڑا ہی عمرو نے چاہا کہ گلیم اوڑھ لون لیکن
مصور نے اتنا جلد سحر کیا کہ عمرو کے دست و پا بیحس و حرکت ہو گئے اسنے گرفتار کر لیا صرصر
نے کہا مبارک ہو مصور نے اپنا مالا موتیون کا اسکو انعام مین دیا مگر حال سنیے کہ برق اور قران
بھی لشکر مین آئے تھے ان مین سے برق خدمتگار بنکر بارگاہ مین مصور کی آیا از بسکہ سب خیال
گرفتاری عمرو دیکھتے تھے کسی نے اسکی جانب توجہ نہ کی جسوقت کہ مصور اٹھکر الگ خیمہ مین گیا
صورت نگار کو بھی خوف ہوا کہ ایسا نہو کہ مجمع مین عیار چلے آئین اور آکر یہان مجکو ستائین
یہ سوچکر حکم دیا کہ دربار برخاست سب چلے جائین کوئی یہان نہ ٹھہرے اور بہار کو زندان مین بھجوا کر
منظلم سے کہا کہ تم حفاظت اسکی کرنا غرضکہ بارگاہ مین کوئی نرہا صرف برق ٹھہرا رہا جب صورت نگار
نے اسکو دیکھا کہا تو کیون ٹھہرا رہا برق نے کہا مجھے کچھ عرض کرنا ہی اسنے کہا جلد کہہ اور باہر جا برق
دوڑکر قریب آیا اور ہاتھ مین بیہوشی خوب بھر رکھی تھی ایک تھپڑ منھ پر مارا کہ صورت نگار

بیہوش ہوکر گری اسنے وہین بیٹھکر کپڑے اسکے اتارے اور صورت اسکی ایسی بناکر اسکو قنات مین لپیٹ کر
کھڑا کر دیا اور آپ چلا کہ مصور کو جاکر پکڑلون جب باہر بارگاہ کے چلا غلغلہ عمرو کے گرفتار ہونے کا
سنا دل سے کہا ایک نشد دو شد بہار تو قیدی ہی تھی استاد بھی پھنسے خیر چلو تو دیکھو تو کہ کیا ہوتا ہی
اسی طرح در خیمہ پر آیا وہان صرصر موجود تھی یہ سمجھا کہ اگر آنکھ سے آنکھ مل گئی تو صرصر مجھے پہچان لیگی یہ
سوچکر آنکھ پر ہاتھ رکھکر اوئی کہکر بیٹھ گیا کہ ہی ہی میری آنکھ مین کچھ پڑگیا مصور دوڑکر قریب آیا گود
مین اٹھاکر مسند پر لاکر بٹھایا کہا صاحب دیکھون تو کہ کیا پڑگیا کٹورے مین پانی لبریز بھرکر منگاؤ کہ
اسمین آنکھ کھولین جو کچھ ہوگا نکل جائیگا صرصر پانی لینے دوڑی مگر سوچی کہ ایسا نہو کہ صورت نگار
مین کچھ فتور ہوگیا اب ایسا کچھ آنکھ مین پڑا ہی کہ آنکھ کیسی منھ تک نہین کھولتی یہ سوچکر چاہتی
تھی کہ بڑھکر مصور سے کہے کہ آپ سحر سے دریافت کیجیے یہ آپ کی بی بی نہین ہی ہنوز لب ہلنے نہ پائے
تھے کہ پشت پر سے حلقے کمند کے پڑے یہ الجھکر گری قران جو بدار بنکر اس فکر مین ہمراہ صورت نگار
کے داخل خیمہ ہوا تھا کہ چلکر مصور کے ایک بغدا لگاؤن اسوقت صورت نگار کو غمزے کرتے
دیکھکر یہ سمجھ گیا کہ برق عیار ہی متامل پذیر ہوا کہ اسکی عیاری دیکھ لو اسی تماشہ مین تھا کہ صرصر جو آگے بڑھی
سمجھا کہ پردہ فاش کریگی بس کمند مارکر اسکو گرایا صرصر چیخی کہ حضور دوڑیے قران گود مین اٹھاکر
باہر لے گیا صرصر نے لشکریون سے کہا ارے مجکو چھڑاؤ جو قریب آیا قران نے کہا جو کوئی اس
مقدمہ مین بولے گا مورد عتاب سلطانی ہوگا یہ عیار ہی جو عمرو اور بہار کو بصورت صرصر چھڑانے
آیا تھا اسکے فقرے پر نہ جاؤ حضور نے گرفتار کرکے مجھے دیا ہی کہ سر اسکا کاٹون لشکری سمجھے کہ بیشک
یہ سچا ہی سب کنارے ہوئے ادھر مصور اٹھکر چاہتا تھا کہ دوڑے برق نے دامن پکڑ لیا کہا
واہ صاحب واہ تمھین تو عیار بھی بڑی پیاری ہوئی جو مجکو اکیلا چھوڑکر چلے دوسرے یہ کہ مقدمہ
عیار کا ہی ہر بار زک اٹھاتے ہو اور پھر وہی باز نہ آکر کرتے ہو کسی دن تم پر پڑجائیگا جب راضی ہوگے
عیار عیارہ کو دیکھو بدکر پکڑلے گیا آپس مین کہی بدی ہوگئی کہ ہم تمکو پکڑکر بھاگین گے جو چھڑانے
پیچھے آئیگا اسکو دوسرا عیار مار ڈالے گا اسوقت کوئی تمھاری فکر مین لگا ہوگا لے جاکر دیکھ لو جان
پر بنجاتی ہی یا نہین مصور یہ تقریر سنکر بیچارے ڈرکے بیٹھ گیا ادھر قران نے جنگل مین صرصر کو لیجاکر
کہا استانی اب تم بہت چل نکلی ہو کیون اکیلے مین مصور پاس کیون بیٹھی تھین ہی خبر کہ ناک
کاٹ ڈالون صرصر لگی کوسنے کہ تیری استانی غارت ہو موے خدا کی مار تجھ پر کیا قرق جتاتا ہی
تیرے استاد کا مردا نکلے لاش کھٹیا پر کھنچاتی جائے قران نے کوسنا سنکر منھ پر تپنا بیہوشی کا مل دیا

کہ یہ بیہوش ہو گئی ایک غار مین اسکو ڈالکر آپ پھر لشکر مصور مین آکر ٹھہرا اس طرف برق نے
مصور سے کہا یہان عیاریان ہوتی ہین لاؤ عمرو اور بہار کو میرے حوالے کرو کہ پاس شاہ جادوان
کے لے جاؤن مصور اسکے کہنے سے خوفناک ہوکر ٹھہرا تھا اس تقریر کو سنکر گویا ہوا کہ مین تمھین
بلا مین پھنساؤن عیارون کے ہاتھ سے قتل کراؤن تو قیدیون کو تمھارے سپرد کرون صورت نگار
اس مکار سے بگڑ گئی اور آنکھون مین آنسو بھر لائی اور مصور نے گلے سے لگاکر کہا اے جانِ جہان خفا
کیون ہوئین اسنے کہا چلو ہٹو ہمکو غیر سمجھکر قیدیون کے دینے مین کیا کیا حیلے اور بہانے آپ نے کیے اچھا
تم جانو تمھارا کام جانے مین غیر مجھسے کیا مطلب یہ کہکر دامن جھٹک کر اٹھی مصور نے اٹھکر گود
مین لے لیا اور کہا ناراض نہو تم مختار ہو میری جان کی قیدی کیا حقیقت رکھتے ہین یہ باتین بناکر
در خیمہ پر آیا ملازمین سے قید کو بہار کی منگایا عمرو تو موجود ہی تھا دونون پر سے سحر اپنا دفع
کر کے کہا لو اپنے سحر مین انھین گرفتار کرو صورت نگار اٹھکر قریب عمرو کے آئی اور ہار گلے
سے اُتار کر دونون کی گردن مین پہنایا تاکہ بظاہر یہ معلوم ہو کہ اپنے سحر مین گرفتار کیا مگر ہار پہنانے
مین چپکے سے کہا مین ہون برق میرے کہنے پر عمل کر دتا کہ معلوم ہو سحر سمجھر یہ لوگ ہین غرضکہ ہار
پہنا کر حکم کیا کہ اے مجرمون میرے ساتھ ساتھ آؤ بموجب حکم دونون ساتھ ہوے مصور نے کہا اے
ملکہ تخت پر سوار ہو کر جاؤ باغ سیب تک پیدل تم سے کیونکر جایا جائیگا برق نے کہا مین باہر جاکر
تخت پر سوار ہونگی لیکن قیدی میرے سحر سے آپ دوڑتے چلے آئینگے یہ کہکر خیمے کے جب باہر گیا
بہار نے کہا اے برق میرا جی چاہتا ہے کہ اپنے تئین ظاہر کر کے ان بدکردارون کو سزا دون برق
بولا کہ بسم اللہ بہار نے ایک ناریل سحر کا بارگاہ مصور پر مارا کہ شعلہ پیدا ہوا اور بارگاہ جلنے لگی بہار
نے نعرہ کیا غلغلہ ہوا ساحر دوڑے عمرو نے بھی جال مار کر لوٹنا شروع کیا برق بھی نعرہ کر کے خنجر
کھینچکر لڑنے لگا مصور خیمے کے باہر نکل آیا ایک جانب معظم دوڑا بہار نے جب یورش زیادہ دیکھا
سحر کو پڑھکر دستک دی اور پکاری کہ اے بہار آؤ دفعۃً سب کی آنکھین بند ہو گئین پھر جو دیکھا
عجب عالم نظر آیا کہ ایک میدان مین چار دیواری بلور کی سراسر نور کی کھنچی ہے اندر اسکے چمنستان سبز و
شاداب گل و بار سے لدے ہین اپنی تازگی اور نزہت کے روبرو خاک حسرت دیدۂ روضۂ ارم مین
ڈالتے ہین طراوت ازہار انہار بوستان جنت نشان خورنق کے دلپر داغ حیرت دیتے ہین درخت
تمام گلہاے زنگارنگ سے جلوۂ طاؤس ہین اور پھول بنی زرنگاری سے فروغ بخش تاج کاؤس نظم

بلبل شاخ شجر پہ بیٹھی
آنکھ آتش گل پہ سینکتی تھی
کوئل نہین اس گھڑی تھی کوکی

آواز تھی قدسی سرہ کی مانند سرشک بادل امڈے جو کھیت تھا لہلہا رہا تھا	اودی اودی گھٹائین آئین جس طرح سے جنگ کو دل امڈے	ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین آئین سبزہ جوبن دکھا رہا تھا

ہوائے سرد کے جھونکے تمام لشکریون کو لگے دیوانہ وار اسی بوستان سحر کی سمت چلے جب اندر آئے اس رشک گلزار سراپا بہار کو بہزاران ناز و انداز کھڑے دیکھا کہ زلف رشک سنبل رخسار پر لہراتی ہی یا مصحف عارض پر نقاش قدرت نے جدول کھینچی ہی دوپٹے کی گاتی بندھی ہی جوبن ابھرا ہی نیا انداز سراپا ہی جوا عضا ہی نزاکت سے بھرا ہی

نظم

جوبن کا ابھار سینہ پر تھا پھولے دریا مین دو کنول تھے اسیر جو پڑی نگاہ اکبار دل بیٹھ گیا مگر ہوا اورد	پھل نخل مراد مین لگا تھا وہ لعل تھے یا دو دو از گون درج بیہوش ہوا ہر ایک ہوشیار دل زلف کے پیچ و خم مین اٹکا	روشن تھے گلاس یا کنول تھے یا قلعۂ رنگ حسن کے برج رنگ رخ لالہ گون ہوا زرد شانہ پر شانہ بن کے لٹکا

مصوّر اور منظلم وغیرہ بیتابیان کرتے منت کنان سمت اس غارتگر جان کے چلے مگر ہنگامہ جو ہوا حیرت بھی سوار ہوکر لشکر مصوّر مین آئی بہار کو باغ و بہار کے سحر کرنے مین مصروف دیکھکر سیدھی شاہ جادوان کے باغ سیب مین گئی اور پکاری کہ فریاد از دست عیاران فریاد شاہ طلسم نے پاس بٹھا کر سب ماجرا سُنا اور پرواز کرکے چلا اسوقت آکر پہونچا کہ مصوّر وغیرہ قریب بہار پہونچکر منت کر رہے تھے کہ یکایک بجلی چمکی اور نعرہ ہوا کہ منم افراسیاب یہ نعرہ سُنکر بہار سمجھی کہ اب بڑا فساد ہوگا لازم ہی کہ ٹل جاؤن یہ سوچکر سحر کرکے زمین مین غرق ہو گئی اور عیار جو لوٹ رہے تھے بھاگ گئے لیکن مصوّر وغیرہ بہار کے غائب ہونے سے جو گریبان چاک کرکے شعر عاشقانہ پڑھتے جنگل کی جانب چلے تھے کہ افراسیاب آکر گرا اور پنجے مین دابکر لے گیا جب بلند ہوا کچھ سحر پڑھا کہ باغ بہار کا لگایا غائب ہوگیا لیکن بہار جو زمین مین شل گنج زر کے غرق ہوئی تھی قریب اپنے لشکر کے جاکر نکلی اور از بسکہ عمداً اپنا سحر چھوڑ کر گئی جو تھی تو سحر کارد پڑھتی گئی تھی کہ جو کوئی اسکو دفع کرے تو مین بیہوش ہون حاصل یہ کہ جب بارگاہ مین پہونچی سردارون نے تعظیم دی خوشی کی کرسی پر یہ جلوہ گر ہوئی جلسۂ عشرت کا سامان مہیا ہوا عیار بھی سب آکر جمع ہوئے مسرت و سرور کے ساتھ بیٹھے ادھر شاہ طلسم جب سحر دفع کر گیا ہر ایک کو ہوش آیا لشکر نے قرار پکڑا اور مصوّر کو شاہ طلسم باغ سیب مین لایا کتاب سامری دیکھکر

کہا اے مرشد زادے بی بی آپ کی بارگاہ مین قنات سے پٹی کھڑی ہو اور صرصر بیہوش غار مین پڑی ہی یہ کہکر ایک پنجہ سحر کا بھیجا کہ صرصر کو جاکر وہ اُٹھا لایا اور ایک ساحر کو بھیجا کہ اسنے جاکر صورت نگار کو قنات سے نکالکر ہوشیار کیا اور کہا آپ کے شوہر باغ سیب مین ہین یہ سُنکر اسنے بھی تبدیل لباس کر کے راستہ باغ کا لیا جب یہ انتظام ہو چکا مظلم نے کہا ای شہنشاہ عمرو کو جیسا سُنا تھا ویسا ہی پایا افراسیاب بولا کہ اب دو چار دن مین میلا ہوگا سب ہیکڑی نکل جائیگی مصور نے کہا میرے تن وجان مین آگ لگی ہی شعلے اُٹھتے ہین جی چاہتا ہی کہ اپنی جان اور تمھاروں کی جان ایک کر دون افراسیاب گویا ہوا کہ چند روز تامل کیجیے کاہیکو تصدیع فرمایئے طرفین کے ساحر مارے جائینگے کچھ فائدہ نہوگا مصور نے کہا جان جائے یا رہے مین تو جاکر ایکبار سحر اور کرتا ہون ہر چند کہ تصویرین جو بنائی تھین وہ گئی گذرین لیکن میرے سحر کی پناہ نہین ہی نبیرۂ سامری ہون یہ جنگ بھی یادگار رہیگی یہ کہکر اُٹھا شاہ جادوان ہر چند مانع ہوا مگر اسنے نہ مانا اور مظلم اور اپنی بی بی کو ہمراہ لیکر کہا ای حیرت تم نہ جاؤ اس جنگ سے کچھ نتیجہ بہتر نہوگا مرشد زادے تو بزرگ ہین انھین مین نہین روک سکتا حیرت اسکے کہنے سے ٹھہری اور مصور جب داخل لشکر ہوا صرصر بھی اسکے ساتھ آئی تھی فکر عیاری مین سمت صحرا چلی گئی لیکن مصور دن بھر ترتیب لشکر مین مصروف رہا جسوقت مصور آفرینش نے تصویر تنویر ماہ شب افروز کو سطح چرخ پر کھینچا اور منشی بدائع طراز قدرت نے فقرے نور کے سطار عقد ثریا و کہکشان مین تحریر کیے **نظم**

لباس فلک مین ستارے ٹکے　　نظر آئے انجم چمکتے ہوے
قبا سبز تھی چرخ کی نور بیز　　چمک ٹوٹنے سے تھی تارونکی تیز

مصور نے نفیر سحر کو دم دیا طبل جنگ لشکر مین بجا طائر سحر کے خبر لیکر خدمت بہار مین آکر مراسم عجز و انکسار بصد عظمت و حرمت بجا لاکر عرض پیرا ہوے **نظم**

چورائے خردہ وان ور کار بستی　　بیک تدبیر صد لشکر شکستی
چو کار مملکت را نظم دادی　　بیک مکتوب اقلیمی کشادی

مصور بجیا پھر آمادۂ مرگ ہوا ہی طبل جنگ بجوا کر طالب ازمان حضور سے لڑنا چاہتا ہی بہار نے بھی طبل جنگ بجوایا لشکر مین جانبین کے تیاری شروع ہوئی پھر وہی ہنگامہ شور و شر برپا ہوا رات بھر ساحر سحر جگایا کیے بہادر ہتھیار سان پر لگایا کیے کلوا بیر دن محمد ابیر کی پکار رہی اسلحے کی بلند جھنکار رہی جسوقت گریبان سحر مین تکمہ زر نگار شعاع ہالہ مہر ٹکا اور گوئی خورشید

رشتۂ نفس نسیم صبح نے بدستیاری سوزن دم سحر سیا کہ بموجب **نظم**

تجلی خور جب زرافشان ہوئی — جہان نے قبا پہنی پھر دھوپ چھانکی
گلے مین فلک کے خطِ مہر سے — چمکتے ہوئے ہار زر تار کے

بہار بکر و فر سوار ہوکر مع لشکر نصرت اثر عازم دشت وغا ہوئی وہ ہوا کا فرفر چلنا اور صحرا مین گلہای خودرو کی بہار بہادرون کا تیکھاپن جادوگرنیون پر ہزار طرح کا جوبن طاؤسان سحر کا شور باجون کا غل لاکھون طرح کا تجمل گھٹا کا اُٹھنا بادل کا فوجون کے اُمڈنا نقیبون کا کویل کی طرح کوکنا رن کے کھیت کا سرسبز ہونا عجب طرح کا سامان تھا جان کے جانے کا سب کو خوف ہر آن تھا غرضکہ جب میدان مصاف مین پہونچے اسطرف سے **مصور** وغیرہ با فوج بیکران آئے پلٹن اور رسالون مین پرے جمگئے میدان آئینہ سان صاف اور شفاف ہوا بعد ترتیب صفوف لشکر نقیب للکارے بہادرون کو پکارے کہ جوانو سر و گردن تیغ کی لاگ ہی آتش خشم و غضب بھڑکی ہی جو نہین بجھتی یہ وہی آگ ہی آج معرکہ تمھارے ہاتھ ہی شجاعت اور بہادری کا چولی دامن کا ساتھ ہی یہ کہکر کنارے ہوے **مصور** سامنے آکر پکارا کہ اے **بہار** تجھے بھی یہ لیاقت ہوئی کہ سامری کا پوتا تجھ سے آکر مقابلہ کرے **بہار** نے پکار کر جواب دیا کہ اگر سامری خود ہمسے لڑنے آتا تو اس سخرے کو بھی راہ وار تلوار کی دکھاتی جب تک دم مین دم رہتا لڑے جاتی ای بیحیا تجھے شرم نہین آتی کہ سردار ہمارے لشکر کا نہین ہی اور تو بے سردار کی فوج پر چڑھکر آیا ہی یہ کلمات سُنکر **مصور** نے پکارا کہ اے **منظلم** حملہ کر بہار نے بھی اپنے سرداران کو للکارا کہ ہان قتل و غارت آغاز کرو پھر تو ایک ساحر ادھر کا نکلا ادھر سے **منظلم** آیا دونون مین ناریخ و ترنج چلنے لگے کچھ دیر تک ردوبدل رہی آخر **منظلم** غالب آیا ساحر بہار کی طرف کا مارا گیا اور اسی طرح چند ساحر بہار کے زخمی ہوئے بعضے جان سے مارے گئے اُسوقت **نافرمان** نے بڑھکر ایک ناریل مارا کہ **منظلم** اژدر پر سے اُڑکر علیحدہ ہوا ناریل اژدہے پر پڑا کہ وہ جل گیا **منظلم** ترسول لیکر **نافرمان** پر آپڑا چوبیٹن چلنے لگین اسنے دریا آگ کا پیدا کیا تو اسنے پانی برساکر بجھایا اسنے سانپ ظاہر کیے تو اُسنے طاؤس پیدا کیے کہ وہ سانپون کو کھا گئے یہ کیفیت **مصور** نے جو دیکھی فوج کے سردارون کو للکارا کہ گھیر کر ان چند باغیون کو قتل کرو اور آپ شیر آتشین اُڑاکر فوج پر بہار کی جا گرا دونون لشکر باہم مل گئے تلوار سحر کی چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہوئی **نظم**

ہوئی یہ کشمکش لشکر مین آخر — قیامت کے ہوئے آثار ظاہر

کہین بجلی گر رہی تھی کہین رعد کا شور تھا کسی جا شعلے بلند تھے کہین مینھ کا زور تھا کہین دریا ظاہر ہو کر طوفان خیز تھا کہین ابر سرخ شرر ریز تھا کہین مار و عقرب باہم گتھے تھے کہین گینڈے و فیل سر جوڑے تھے ساحرون کے مرنے سے بیر غل مچاتے تھے اندھڑ چلتے تھے کبھی خاک برستی تھی کبھی برفباری تھی مصور از بسکہ نبیرۂ سامری ہے جب اسنے دیکھا کہ لشکر حریف غالب آیا چاہتا ہے فوراً شیر پر سے اتر کر زمین پر آیا اور زمین پر دوہتڑ مار کر پکارا کہ اب کوئی نام لیوا سامری کا شاید باقی نہین رہا جو کہ اُسکے پوتے کی آکر مدد کرتا یہ نعرہ کرتے ہی زمین خشگافتہ ہوئی اور بالشت بالشت برابر کے پتلے ہزارہا نکلکر مجسم بہ قامت انسان ہوے ہاتھون مین آئینے لیے تھے دوڑ کر ہر ایک لشکری بہار کے سامنے آئے اور دوڑ کر وہ آئینے دکھائے آئینون مین تصویرین جڑی تھین وہ پیکرہاے بیجان قہقہہ مار کر ہنسین جس نے وہ شبیہین دیکھین دیوانہ ہو کر اپنے لشکر کو آپ قتل کرنے لگا شور رستخیز برپا ہوا بہار نے سحر پڑھکر دستک دی کہ گھٹا گھر آئی مہین مہین بوندیان پڑنے لگین جسکے سر پتلون مین سے بوند پڑی جل گیا مگر پتلے ہزارون ہین اور تصویرین دکھا چکے تھے لشکر بہار کا مسحور ہو چکا تھا یا لوگ سب لشکریون کے آٹھگئے اور فوج نے مصور کی سپرین بزور سحر سر پہ آڑ کین تاکہ پانی سحر کا ہمپر نہ پڑے اور مصور تیغۂ آتشین پکڑ کر آ گرا لاشون کے انبار لگانے لگا لیکن بہار نے پاے ثبات گاڑ دیے پتلون کو جلانا شروع کیا اسوقت مشکل سخت یہ تھی کہ اپنی فوج جو دیوانی ہوئی تھی وہ تو قتل کرتی تھی اور اسکو لشکریان بہار جو مسحور ہوے تھے ہلاک نہ کرتے تھے اور وہ پتلے جدا آفت برپا کر رہے تھے صرف بہار کے پانی برسانے سے ساحران نامی تھمے ہوے تھے باقی لشکر سراسیمہ و بدحواس تھا آفت برس رہی تھی لاش پر لاش گرتی تھی عنقریب تھا کہ شکست فاش ہو سردار پیچھے ہٹے آتے تھے زخمون مین چور تھے قریب بارگاہ پڑاؤ تک ہٹ آئے تھے وہ مقام بھی چھوٹا چاہتا تھا یہ حال دیکھکر عیار پہاڑ سے اُترے اور دوڑ کر بہار کے پاس آئے عرض کیا کہ اے ملکہ اب موقع ٹھہرنے کا نہین ہے آپ بھی نکل چلیے بہار نے کہا سارا لشکر مسحور ہے میرے بھاگنے سے یہ سب قتل ہو جائینگے پس سرداری کے خلاف ہے جو اپنی جان بچائے اور فوج کو قتل کرائے **بیت**

نیاساید اندر دیار تو کس — کہ آسایش خویش خواہی و بس

عیارون نے کہا سلامتی بادشاہ کی ہر حال مین چاہیے کہ سلامتی ملک و مال کی اسی کے دم سے وابستہ ہے کہ بمقتضاے **بیت**

چاکران کم اگر شوند چہ غم — از سرشہ مباد موئے کم

بہار نے کہا مین بادشاہ نہین ہون اور سمجھانا بیکار ہے مین نہ بھاگونگی اسوقت تو عیار ناچار ہوے اور قران نے کہا مین مصور کو پکڑے لیے جاتا ہون برق نے کہا مین جاکر مظلم کو لیتا ہون عمرو نے کہا جو مین کرونگا وہ آپ تم پر ظاہر ہو جائیگا یہ کہکر چاہتے تھے کہ جائین بہار نے کہا خواجہ ایک لمحہ بھر تامل فرمایئے مین مطیع اسلام ہون جیسا مصور نے سامری کو پکار کر چلیے بلائے مین بھی دعا کر کے اپنے خدا کو پکارتی ہون وہ میری مدد غیب سے بھیجے گا عمرو اس کہنے سے ٹھہر گیا اور بہار نے تاج اُتار کر محتاج بدرگاہ بے نیاز لمن الملک لیتہ الواحد القہار ہو کر بخشوع و خضوع تمام بہ ارادت و صداقت رجوع قلب سے نالۂ و استغاثہ کیا کہ ای جبار و قہار عزت بخش ذلیل و ذلت دہ جلیل و قادر توانا ہمپر سے اس بلا کو دفع کر اور دشمن کو ہمارے مغلوب فرما خداوندا ہمارے جرم و عصیان سے درگذر کر کے ہمپر رحم کر اور بمصداق و انصرنا علی القوم الکافرین ہمکو فتح دے کہ نظم

عقوبت مکن عذر خواہ آمدم	بدرگاہ تو روسیاہ آمدم
سر پر اکہ بر سر نہادی کلاہ	بیند از در پائے ہر خاک راہ

اب انکو تو مصروف دعا چھوڑیے شمۂ حال صرصر سحر چشم سنیئے کہ جب طاؤس پر بیٹھکر ہمراہ زن سحر روانہ ہوئی طاؤس اسکو لیے ہوے ایک دشت طلسمی مین لایا جہ درخت وہان تھا قدرت چمن بند عالم ظاہر کرتا تھا باغبان ازل کی صنعت دکھاتا تھا زمین وہان کی فرط صفا اور نور سے رخسار شاہدان کو شرماتی تھی اور نسیم مشکبار مشام جان عالمیان کو معنبر او رمعطر فرماتی تھی اشجار رنگ جوان بختان دہر پر بار بیکار پیڑون کی طرح تھے میوے فرط حلاوت او رشیرینی و لطافت سے پٹکے پڑتے تھے مگر کسی پھول سے چہرہ پریزاد کا نکلا ہوا قہقہے لگا رہا تھا کسی پھل سے مار سیاہ کنچہ برباد کیے لہرا رہا تھا درختون کے نیچے جانور آکر بولتے تھے اور زنان حسینہ و جمیلہ بنکر رقص کرتے اور گاتے تھے پانی برس رہا تھا ہر شاخ شجر مین جھولا پڑا تھا قطرہ کسی کے جسم پر نہ پڑتا تھا نہ جھولنے والا کوئی نظر آتا تھا مگر راگ اور ملار گانے کی صدا آتی تھی دلکو محو اور بیقرار کرتی تھی مثنوی

اب اس باغ کا وصف لکھون مین کیا	ہر اک گل جہان ہو طلسمات کا
لب چشمہ ایسا ہی سبزہ ہرا	زمرد سے بھی لاکھ درجہ کھرا
عیان گرد اُسکے شجر سبزہ دار	ہر اک نخل پر تھی چمن کی بہار
تر و تازۂ و سرو تھا اسقدر	رکھے پانون اسپر جو کوئی بشر
اثر یہ برودت کا تھا آشکار	دماغ اُسکا ہو جائے سرد ایکبار

بہت طائر وسجا پرے کے پرے
پروبال تھے جنکے ہر رنگ کے
ہراک جفت تھا سرخ وسبز اور زرد
مگر تھا ہراک رنگ شوخی مین فرد
ہزارون طرح کے تھے نقش ونگار
طلسمات کا رنگ تھا آشکار
غرض اُتری مہرخ وہان شاد شاد
چلی اک طرف کو خجستہ نہاد
زمین طے ہوئی جب طلسمات کی
زن سحر نے ہنسکے یہ بات کی
طلسمات کی حد ہوئی اب تمام
ہے اب جا خدا حافظ اے نیکنام
گلے ملکے آپس مین بایکدگر
وہ غائب ہوئی یہ لگی راہ پر
ہوئی جب وہ آگے کو وانسے روان
تو اک قصر عالی ملا ناگہان
بلندی مین اسکی کرون کیا بیان
زمین پر وہ تھا دوسرا آسمان
وہان اک دریچہ دکھائی دیا
دریچہ وہ تھا قصر فردوس کا
دریچہ پہ تھی ایک چلمن پڑی
کہ ہر تیلی اسکی زمرد کی تھی

ہزارہا ساحر نیچے اس کاخ عالیشان کے جمع تھے کوئی اژدر پیکر تھا تو کسی کے دس سر ایک جلی تھے شکلین کالی کالی صورتین نرالی سامری سامری جپ رہے تھے چلمن سے شرر نکلتے تھے ستارون کی طرح ٹوٹ کر گرتے تھے قصر کے اندر سے گھنٹے ہزارہا ایک بار بجتے ساحر دمبدم ایک پانون سے کھڑے ہوکر سجدے مین گرتے تھے مہرخ نے بھی جاکر ایک طرف آسنی بچھائی اور جتنے سحر کہ یاد رکھتی تھی جو منتر کہ حفظ تھے سب کو پڑھ گئی یکایک صدا آئی کہ جا تو یہ کل سحر ہمنے تیرے قبضے مین دیے اسنے جب یہ صدا سنی سات بوٹیان اپنے جسم سے کاٹ کر پکاری کہ یا سامری تمھارا بھوگ دیتی ہون فوراً ایک تڑاقا ہوا بوٹیان زمین سے اُچھل کر زمین پر گرین اور غائب ہوگیئن اور جو کچھ لہو تن سے نکلکر بہا وہ زمین نے پی لیا پھر آواز آئی کہ افسوس اگر تو طمع نہوتی اور ساتھ مسلمانون کا نہ دیتی تو ہم تجکو اپنے روبرو بلاتے اور جلوۂ قدرت دکھاتے اچھا اب ہمارے نام کا چلہ کھینچ اور اسی صحرائے طلسم مین جاکر مقیم ہو جو مانگے گی ملے گا ہر چند کہ ہمارا مقام خدائی اور ہی لیکن اس جگہ جو ہمارا نام لیکر پکارتا ہی ہم اُسکو مراد دیتے ہین اسی وجہ سے ہمارے بندون نے یہان اسما آغاز کیا ہو اس صحرا کا نام سامری بن رکھا ہی ہمارے نزدیک سب بندے برابر ہین کیا افراسیاب اور کیا مصور یہان اتنا فرق ہی کہ وہ لوگ سات دریا طلسم کے سات پہاڑ سات جنگل طی کرکے ہماری قبر پر آتے ہین اور ہمارے خاص بندے ہین اور تم لوگ وہان نہین جا سکتے

اسلیے ہم یہان تمکو بلا کر اپنی عنایت ظاہر کرتے ہین مہرخ اسی غرض سے ابتک مسلمان نہین ہوئی
تھی کہ سحر کرنے مین پرستش کرنا ہوگا اسوقت اس کلمات سے ہر چند دل نہ مانتا تھا اور نہایت
درجہ کراہت آئی مگر مطلب فوت ہوتا تھا بنابر مصلحت سجدہ کیا ایک پانون سے کھڑے ہوکر
پکاری کہ یا خداوند مجھے شاہ جادوان پر غالب کر صدا آئی کہ یہ نہوگا اور کچھ مانگ اسنے کہا اگر
غالب نہ آؤن تو مغلوب بھی نہون آواز آئی کہ یہ بھی نہوگا لیکن اگر تو چلہ کھینچکر پوجا کرے تو
اتنا ہوگا کہ ہر ایک ساحر علاوہ شاہ طلسم کے اور کوئی تجھپر غالب نہ آئیگا زوجہ بادشاہ طلسم
تک سے تجھکو برابری رہیگی یہ سنکر مہرخ صحراے طلسم مین آکر چلہ کش ہوئی پوجا کرتی رہی جب چلہ
پورا ہوا صدا آئی کہ جلد جا تیرے لشکر کو میرے پوتے نے برباد کر رکھا ہے کچھ پھول یہان سے چُنتی
ہوئی جانا اور طلسمی تیلون سے لشکر کو اپنے بچانا مہرخ نے یہ صدا سنکر پھول چنکر سحر کی جھولی مین بھرے
اور دستک دی کہ آندھی آئی ابر زرد رنگ پیدا ہوکر زمین پر اُترا اس ابر پر بیٹھکر اپنے لشکر کی جانب
روانہ ہوئی اور اسوقت آکر پہونچی کہ بہار دعا مین مصروف تھی اور ہنوز دعا تمام نہ ہوئی تھی
کہ ابر زرد سمت فلک نمایان ہوا اور نعرہ کی صدا آئی کہ منم ملکہ مہرخ سحر چشم لشکریون نے اپنی مالکہ
کو دیکھکر خوشی کی مہرخ نے پھول باغ سامری کے لشکر مصور پر کھینچ مارے دفعۃً ایسی آندھی آئی
کہ جہان سیاہ ہوگیا اور لگے ابر سرخ و زرد کے لشکر حریف پر آکر چھا گئے ایک طرف کے ابر سے
پیکان تیر اور دوسری سمت سے پتھر گران برسنے لگے مہرخ نے ابر اپنا زمین پر اُتار کر نعرہ کیا کہ
اے بجیا آئینہ دار جادو یہ تحفہ باغ سامری کا آکر لے اور پھول پھینک کر الیسا سحر پڑھا کہ
زمین شق ہوئی ایک ساحر پیدا ہوا کہ سارا جسم اسکا آئینے کی طرح چمکتا تھا اور وہ پھول اسنے
اُٹھا کر سونگھے اسی وقت جسم مین آگ لگی اور جلکر خاک ہوگیا صدا آئی مارا آئینہ دار کو بس
اسکے جلتے ہی وہ پتلے بھی جو آئینے لشکر بہار کو دکھاتے پھرتے تھے سب جل گئے اور لشکری جو دیوانے
ہوکر اپنے لشکر سے لڑ رہے تھے ہوش مین ہوکر حملہ آور فوج عدو پر ہوے ادھر سے تو فوج
نے حملہ کیا اور اس طرف سنگ و پیکان برس رہے تھے لشکر مصور بہت کام آیا ہزار ون
ساحر مارے گئے عارض شاہد ارض کو گلگونہ خون سے جوانان صف شکن نے ملا اور پاے
عروس مرگ کو جان دیگر حنا آلودہ کیا تلوار صاعقہ بار مہرخ نے خرمن جان عدو مین آگ
لگا دی خلاصہ یہ کہ ساری فوج بھگا دی

بیات

برق آسا جدھر گئی مہرخ
ڈھیر کشتون کے کر گئی مہرخ

دامنِ دشت خون سے لال کیا	بے چھری سحر سے حلال کیا
خونِ دشمن کا ہے کے گلگونہ	عارضِ شاہد زمین کو رنگا
تاب آئی نہ فوج دشمن کو	بھاگے ناچار چھوڑ کر رن کو

مصوّر کے لشکر مین تیر اور پتھر برس رہے تھے ہرچند رد سحر پڑھا مگر یہ سحر دفع نہو سکا آخر سمجھا کہ کوئی تیر یا پتھر مجھپر بھی پڑ جاے گا تو خاتمہ ہو جائیگا یہ جانکر زمین مین سما گیا اور بہت دور جا کر نکلا کل فوج کو شکست ہو چکی تھی صورت نگار بھی بھاگ گئی تھی مصور نے طبل امان بجوایا اسوقت مہرخ نے کچھ ایسا سحر پڑھا کہ وہ لکہ ہاے ابر غائب ہو گئے پیکان اور پتھر برسنا موقوف ہوئے طبل بازگشت بجوا کر معاودت فرمائی لیکن مظلم نے جب مہرخ کو فتحیاب دیکھا تو ایک ساحر ملازم بہار کو عین جنگ مین گرفتار کر کے صحرا مین لے گیا اور وہان اسکو قتل کر کے لباس اسکا لیکر بزور سحر اسی کی ایسی صورت بنا اور جب مہرخ لشکر لیکر پھری یہ بھی ساتھ آیا مہرخ نے تخت شاہی پر جلوس کیا سب نے نذرین دین محفل انبساط آراستہ ہوئی سردار پایہ بپایہ بیٹھے لشکر نے کمر کھولی ادھر مصوّر جو پھر کر داخل بارگاہ ہوا سب سردار آئے مگر مظلم نہ آیا اسنے تلاش کرایا معلوم ہوا کہ لشکر مین نہین ہے پس یقین ہوا کہ مارا گیا رنج وافسوس کر کے خاموش ہو رہا لیکن مظلم اس فکر مین یہان ٹھہرا کہ بن پڑے تو سر مہرخ یا بہار کا کاٹ لیجاؤن یا عمرو کو آزار پہونچاؤن خلاصہ کلام یہ کہ جب مہرخ مصروف عیش ونشاط ہوئی عیار بھی ملاقات کو بارگاہ مین آئے مظلم دربارگاہ پر کھڑا تھا اتفاق سے برق عیار جو بارگاہ مین آنے لگا مظلم سوچا کہ عمرو عیار زبردست ہے شاید ہاتھ نہ آئے تو اسی کو لے چل یہ سوچکر برق کو پنجے مین دابکر اڑا برق نے غل مچایا کہ دوڑو مجھے ساحر لیے جاتا ہے مظلم نے سحر کیا کہ برق کی زبان بند ہو گئی مگر دو ایک نے غل مچاتے سنا تھا انھون نے جا کر عمرو کو اس حال کی اطلاع دی عمرو نے ضرغام سے کہا ذرا خبر تو لاؤ کیا ماجرا ہے وہ روانہ ہوا لیکن مظلم بارگاہ مصور مین جلد برق کو لایا وہ اسکے زندہ آنے سے بہت خوش ہوا اور صورت نگار نے کہا یہی موا مجکو قنات مین لپیٹ گیا تھا لاؤ اسکو مجکو دو کہ قتل کرون مصوّر نے کہا تم عیارون کے مقدمہ مین دخل نہ دو مین خود قتل کرونگا مظلم نے کہا آپ توقف فرمائیے مین اسکو لیجا کر قید کرتا ہون اور عمرو اسکو چھڑانے آئیگا پھر اسکو بھی گرفتار کرونگا مصور نے کہا اچھا لیجاؤ مگر احتیاط سے رکھنا یہ برق کو لیکر چلا مگر بصورت مبدل ضرغام جو خبر کو آیا تھا یہان پر یہ موجود تھا اسنے جا کر عمرو سے سارا ماجرا بیان کیا عمرو اسی وقت چلا

کہ برق کو جاکر چھڑاؤن اور ساحر نیکر لشکر مصوّر مین آیا دیکھا کہ مظلم اڑا ہوا مع برق کے جاتا
ہی عمرو بھی بطور مخفی پیچھے پیچھے چلا مظلم ایک پہاڑ کے قریب آیا اور بزور سحر ایک خیمہ استادہ کرکے
اندر خیمہ کے لے گیا اور برق کو اسمین چار میخ گاڑکر چومیخا باندھ دیا عمرو نے یہ سارا ماجرا پہاڑ پر سے
چڑھکر دیکھا اور رو کر دعا کرنے لگا کہ پروردگار تو برق کو اس ظالم کے ہاتھ سے نجات دے
آخر محبت کی وجہ سے تاب نہ آئی پہاڑ سے اُترکر خیمہ کے اندر گیا مظلم نے پوچھا تو کون ہی عمرو نے کہا
مین نے آج ادھر خیمہ کھڑا دیکھا نئی بات تھی حال دریافت کرنے کیلئے آیا مظلم اسکو گھورنے لگا
عمرو سمجھا کہ نگاہ سحر ڈالکر مجھکو پہچاننا چاہتا ہی یہ سمجھکر خیمہ سے نکل گیا کہ آپ خفا ہوتے ہین مین جاتا
ہون اور بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گیا وہان سے دیکھا کہ مظلم کوئلے سلگا رہا ہی اور کہتا جاتا ہی کہ اے
عیار تیری بوٹیاں کاٹکر بھونونگا عمرو اسوقت بہت جلد ایک شکل ہیبت ناک بنکر تیار ہوا کہ
مقوے کے دس سر لگائے بہت سے ہاتھ بنائے دیو جامہ پہنکر تاج یاقوت احمر سر پر رکھا اور قریب
خیمہ پہونچکر کودا اور بیچ خیمہ مین آکر ٹھہر نعرہ کیا منم ملک الموت خداوند لقا مظلم کھڑا ہوگیا اور کہا
کیونکر تشریف لائے اسنے کہا خداوند لقا نے بہر قبض روح تیری بھیجا ہی اور کہا ہی کہ عیار کی قضا نہین
ہی ابھی جو اسکو قتل کرتا ہی تو اسکی روح جاکر قبض کر مظلم پیام اجل سُنکر بدحواس ہوگیا کہا جو
آپ فرمایئے وہ کرون عمرو نے ڈانٹا کہ جلد اسکی مشکین کھولدے جب مجرم کے کھولنے کو فرشتے نے
کہا اسکے دل مین شک گذرا کہ کہین یہ عیار نہو یہ سمجھکر گھورنے لگا عمرو از بسکہ دیو جامہ پہنے تھا اور
یہ اشیاء عطیہ انبیاء علیہم السّلام ہین اثر سحر موثر نہین ہوتا ہی نگاہ سحر ڈالنے سے خود اسی کی آنکھین
جلنے لگین یقین تھا کہ حدقہ سے باہر نکل پڑینگی اسوقت دلکو یقین ہوا کہ ملک الموت بیشک یہی ہی
جب تو اسقدر جلال آگین ہی کہ نگاہ سحر جسم پر اثر نہین کرتی بلکہ حدت جسم سے اسکے آنکھین پھوٹ جایئن
تو عجب نہین گرگڑاکر برق کو کھولنے لگا عمرو نے جب یہ جھکا خیال کیا کہ کون زیادہ فقرے کرے
تو ابھی اسکو یہ سوچکر کمر سے خنجر کھینچکر بیاحق گردن پر اس زور سے لگایا کہ دھڑ سے سر کٹکر دور
گرا شور برپا ہوا کہ مارا مظلم کو خیمہ سحر غائب ہوگیا لاش اسکی بیر اُٹھاکر مصوّر پاس لے گئے
عمرو نے برق کو رہا کرکے اپنے لشکر کا راستہ لیا مگر لاشہ اسکا بونڈے اُڑائے ہوئے سامنے مصوّر
کے آئے اور پکارے کہ عمرو نے اسکو قتل کیا یہ سُنتے ہی مصوّر رونے لگا آخر لاشہ آئین جمشیدی کے
بموجب اُٹھایا جب فراغت ہوئی اسکے دادا کو نامہ لکھا کہ اے جلاد جادو بیٹا اور پوتا تمھارا
ظالم و مظلم دونون خدمت سامری و جمشید مین گئے قضا و قدر سے کیا چارہ ہی ہمکو انکے مرنے سے

بڑا رنج ہوا لازم ہے کہ تم بھی صبر کرو اگر چہ باسامری نے تو بہت جلد ایکے قاتلون کو ہم قتل کرینگے اور تمھارے فرزندون کا انتقام خون لینگے یہ لکھ کر ایک ساحر کو دیا کہ وہ جہان مصور رہتا ہے اس شہر مین لے گیا واضح ہو کہ جلاد جادو ایک ساحر سابق مین قتل ہو چکا ہے مگر وہ ملازم تماشا شاہ طلسم کا اور یہ جلاد سردار مصور ہے خلاصہ یہ کہ جب نامہ جلاد کو پہونچا مرگ فرزند کا حال پڑھکر آتش رنج سے سینہ کباب ہو گیا اور شعلہ آہ جگر سے اٹھا اسی ہزار کا یہ افسر ہے انتظام ملک کے لیے مصور اسے چھوڑ آیا تھا اس لشکر کو اسنے پڑھتے ہی حامہ کوچ کرنے کا حکم دیا کوس سفر پر چوب پڑی لشکر مین کمر بندی ہوئی ساحر طائران سحر پر سوار ہوئے بہادر مرکبون پر بیٹھکر چلنے پر تیار ہوئے جھانجھین بجنے لگین قرنا کودم ملا بیتل کی تھالیان اسقدر بلند ہوئین کہ برنجی ملک سر پر چھایا ہوا تھا نا قوس کی صدا سے کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی غرضکہ بڑے کر و فر جاہ حشم سے یہ جلاد اژدہے پر چڑھکر روانہ ہوا اور بعد قطع منازل و مراحل لشکر مصور مین پہونچا اور لشکر کو حکم اترنے کا دیا کہ سب خیمہ وغیرہ استادہ کر کے اترے اور یہ بارگاہ مین آکر مصور کے قدم سے لپٹ کر خوب رو دیا کہ ہاے میرا سارا گھر تباہ ہو گیا افسوس میرے شیر بادیہ ہلاکت مین جا کر مقیم ہوے واے صد واے میرے گھر کے چاند حضیض مرگ مین گرفتار ہوے مصور نے اسکو بہت تسلی دی اور کہا صبر کرو اسنے کہا صبر تو کیا ہی ہے لیکن اب اجازت دیجیے کہ لشکر مرخ جا کر تہ و بالا کر دون اور عمرو کو اس طرح مارون کہ دشمنون کے حواس جاتے رہین مصور بولا کہ مرخ سامری کے باغ مین سنا ہے کہ گئی تھی اور سحر جا کر جگا لائی ہے کچھ پھول وہان سے لیکر آئی ہے اسکا ر د تم سے نہو سکے گا مین پوتا سامری کا ہون اسکے سحر کا رد اپنے پاس درست کر لون تو مقابلہ کرنا اچھا اب خیمہ مین جا کر آرام کرو اور یہ بتاؤ کہ کھانا میرے ساتھ کھاؤ گے یا الگ نوش کرو گے جلاد نے عرض کی کہ فرط قلق سے غذا بالکل ترک ہو گئی ہے جو کچھ نوش کیجیے گا اپنا اولش بھیجد یجیے گا یہ کہکر اپنے خیمے مین آیا اور آرام پذیر ہوا ادھر طائران سحر نے جا کر بعد دعا و ثناے شہنشاہی کے مرخ سے سب کیفیت یہان کی عرض کی عمرو یہان آچکا تھا سارا حال سنکر گویا ہوا کہ چلکر میان جلاد کو بھی ذرا دیکھ آئین یہ کہکر چلا اور عیار بھی روانہ ہوے مگر عمرو جب لشکر حریف مین آیا دیکھا کہ ایک بکاول کسی طرف جاتا ہے اسکے پاس آکر گویا ہوا کہ بھائی ہم بھی تمھاری برادری مین سب طرح کا کھانا پکانا جانتے ہین مگر بیکار رہین کہین ہمکو بھی آدھ سیر آٹے سے لگاو بکاول نے کہا پھر کسی وقت تم میرے پاس آنا تو کچھ تدبیر کرونگا عمرو نے کہا اچھا لیکن ایک

بات میری الگ اگر معلوم ہو اسکے کہنے سے کسی گوشے مین آیا عمرو نے حباب بیہوشی منھ پر مار کر اُسکو
بیہوش کر کے اسکا پیرہن اُتار لیا اور اسی کی ایسی صورت بنا تھال ہاتھ پر رکھکر کپڑون پر تیل گھی ہلدی
سا لیکے دھبے لگا کر اور تھال مین مٹھائی اور سموسے اور پکوان آغشتہ بدارو بیہوشی چنکر رومال
سفید سے ڈھانک کر بارگاہ مصور مین آیا مصور کھانا کھانے کے لیے جلاد سے تو پوچھ ہی چکا تھا
جبکہ وہ چلا گیا تو اسنے دربار برخاست کر کے دسترخوان بچھوایا تھا اور مع اپنی زوجہ کے مصروف
خورد و نوش تھا کہ بکاول نے جا کر سلام کیا اور تھال سامنے رکھدیا مصور نے پوچھا کیا ہے عرض
کیا کہ مٹھائی اور پکوان جلاد نے حضور کے لیے بھیجا ہے مصور خوش ہوا اور اپنی بی بی سے کہا لو یہ عمدہ
پکوان ہے کھاؤ صورت نگار نے کہا آپ کھائیے مین حاضر ہوتی ہون یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر دوسرے
خیمہ مین گئی وہان تازی مٹھائی اسنے بنوا کر رکھ چھوڑی ہے اسوقت چاہا کہ جلاد نے جو مٹھائی
بھیجی ہے اس سے اپنی مٹھائی مقابل کرون کہ کونسی عمدہ اور لذیذ ہے غرضکہ یہ تو ادھر آئی اور ادھر
مصور نے مٹھائی کھائی عمرو نے اپنے پاس سے جو دو چار خدمتگار وہان تھے انکو بھی کچھ مٹھائی دی
کہ تم ہمیشہ اپنی سرکار کے آگے کا اولش کھاتے ہو تمھین لذت یہان کے کھانے کی بخوبی معلوم ہے ہمارے
ہاتھ کی بھی بنی ہوئی چیز کھاؤ مگر ایمان سے کہنا کہ یہ لذیذ اور تحفہ ہے یا تمھارے یہان کی بھی
عمدہ ہوتی ہے اس تقریر کو سنکر مصور نے ملازمون سے کہا کہ ہان کھاؤ اور انصاف کرو کہ کس کے
یہان کی عمدہ ہے خدمتگارون نے حسب اجازت گوشہ مین الگ لیجا کر مٹھائی کھائی جب وہان
سے آنے لگے بیہوش ہو کر گرے مصور اُٹھا کہ دیکھون آدمیون کو کیا ہوا یہ بھی بیہوش ہو کر گرا
عمرو سمجھا کہ صورت نگار آجائیگی تو سب کام بگڑ جائیگا جلد کوئی تدبیر کرے یہ سوچکر مصور کو
ایک چاندنی مین گٹھری کی طرح باندھا اور سر پہ رکھکر باہر بارگاہ کے یہ کہتا ہوا نکلا کہ مین ایسی
نوکری سے باز آیا مین نے بکاولون مین نوکری کی ہے کچھ مزدورون مین نہین کی باہر ایک آدھ
ساحر نے پوچھا بھی کہ میان بکاول کہتے کیا ہو جواب دیا کہ حضور ادھر سے جلاد نے تھال
مٹھائی کا لدوا کر بھیجا یہان سے انھون نے یہ گٹھری دی کہ لیتا جا بھلا خداوندین بکاول نہ ٹھہر
مزدور ٹھہرا اس گفتگو کو سنکر ساحر سمجھے کہ مصور نے یہ گٹھری شاید جلاد کو بھیجی ہے یہ سمجھکر کوئی اسکا مزاحم
نہوا اور عمرو اسکو لیے ہوے لشکر سے نکلکر صحرا کی طرف چلا کہ یون یہ ہلاک نہین ہوتا چلکر زمین مین
دفن کر دون یا کسی پہاڑ پہ سے پھینکدون غرضکہ یہ تو ادھر گیا اور اس طرف صورت نگار مٹھائی لیکر آئی
خدمتگارون کو بیہوش پایا اور شوہر کا اپنے نشان نہ دیکھا لوگون سے باہر آکر پوچھا کہ مالک تمھارے

کہان ہین اُنھون نے کہا کہ اندر ہی تھے بلکہ بکاول جو آیا تھا وہ ایک گٹھری لے گیا ہی بس یہ سُنتے ہی اسنے ایک دوہتڑ زمین پر مارا اور کہا افسوس عمرو انکو پکڑ لے گیا ہی اور وہین سے تیبابانہ بزور سحر اُڑ کر چلی لیکن باغ سیب مین افراسیاب سے حیرت نے کہا اے شہنشاہ مرشدزادے پر نہین معلوم کیا گذری ذرا آپ کتاب تو دیکھیے شاہ جادوان نے کتاب دیکھکر سارا ماجرا لڑائی کا بیان کرکے کہا اب عمرو اُن کو پکڑ لا رہا ہی ہلاک کیا چاہتا ہی یہ کہکر کتاب بند کی اور دو ساحر آفتاب جادو و مہتاب جادو کہ حاضرین دربار سے ہین حکم دیا کہ جلد لشکر کے قریب کوہسار ہی وہان جاؤ اور مصور کو عمرو سے بچاؤ حسب الحکم وہ دونون ساحر بھی روانہ ہوے ادھر صورت نگار جو روتی ہوئی چلی سارے لشکر مین غلغلہ ہوا کہ عمرو مصور کو گرفتار کرلے گیا ہی صدہا ساحر چار سمت کو بہر تجسس چلے اور جلاد نے بھی یہ کیفیت سُنی ازبسکہ یہ پیشتر ہی سے آمادۂ حرب و پیکار تھا گرفتاری مصور سُنکر شل ہاردم بریدہ کے برخود پیچیدہ ہوا اور خیال کیا کہ جبتک مصور کا پتا معلوم نہ ہو تو چلکر لشکر مہرخ پر حملہ کرا اور سر باغیون کے کاٹ لا بس اسی غصہ مین سرداران لشکر کو حکم دیا کمر بندی کا اور آپ بھی اژدہے پر بیٹھکر مسلح و مکمل ہوکر چلا ایک لمحہ مین اسی ہزار ساحران غدار بصورت ہاے عجیب و باشکال غریب ڈمرو بجاتے ترہیان پھونکتے رال کے شعلے اُڑاتے چلے

نظم

کسا یا گھوڑون کو باندھا کمر کو	لگایا جسم پر تیغ و تبر کو
نشان اور بان کے کھولے پھریرے	سلاح حرب تھا سب ساتھ اُنکے
درشتی سے ہوے آمادۂ جنگ	ستمگاران و بدین و بدآہنگ
بھرے غصے مین وہاتھو نمین شمشیر	کہ جیسے گرسنہ ہووے کوئی شیر

اس لشکر کو اپنے عسکر نصرت اثر کی جانب عیارون نے جاتے دیکھا بارگاہ مین سامنے بادشاہ لشکر کے آکر عرض رسا ہوے کہ بیت

ملک کوکبہ شاہ جمشید و بخت	فلک مرتبہ ماہ و خورشید تخت

خواجہ عمرو مصور کو پکڑ لے گئے اسی غصہ مین جلاد بدنہاد مع اسی ہزار ساحر کے لشکر حضور پر آکر گرا چاہتا ہی عین غفلت مین بندگان شہنشاہی کو ضرر پہونچانے آتا ہی مہرخ نے یہ فطرت اور چالاکی عمرو کی سُنکر ہنس دیا اور کہا خدا کرے بجڑا مصور مارا جاے یہ کہکر نفیر سحر بجائی کہ خبر اسکے لشکر مین پہونچی جلد جلد فوج مین کمر بندی ہوئی افسر مسلح و مکمل ہوے کہ نظم

ادھر سے بھی جنود نصرت آئین
ہوئے راہی پے تنبیہ بیدین

سراسر تیغ زن او رصف شکن تھے
بس اک کو اک زبان اور اک سخن تھے

سبھی گرگ کہن تھے اور سبھی شیر
کہین کیا زندگی سے تو جوان سیر

سراسر پر جلاوت ان کو کہیے
شنگ بحر جرأت ان کو کہیے

ہوا جب متصل دشمن سے لشکر
ہوا غالب نہایت خوف اسپر

قیاس و فہم سے باہر تھی وہ فوج
مسلح اور مکمل صورت موج

جب دونون لشکر مقابل ہوے صفین جم گئین بجلیان چمکنے لگین ابر گھر آئے نقیب للکارنے لگے بہادر ڈھال تلوار کھڑکھڑانے لگے جلاد میدان مین آکر نعرہ زن ہوا کہ اے نمکحرامو آؤ میرے مقابلہ مین ایک ساحر مہرخ سے اجازت لیکر سامنے گیا اور نارنج اسپر لگایا جلاد نے خالی دیکر جو تیغ مارا یہ ساحر جان بحق تسلیم ہوا اور اسی طرح چند ساحر ملازم مہرخ مارے گئے اسوقت سرخمو نے نکلکر ایک ناریل مارا جلاد نے اشارہ کیا کہ ناریل الٹا پھر گیا سرخمو زمین مین سماگئی جلاد نے سحر پڑھکر سمت فلک پھونکا ابر گھر آیا اور پتھر برسنے لگے مہرخ نے سحر پڑھکر پیرہن فولادی ہر ایک لشکری کے سر پر ظاہر سایہ فگن ہوئین پھر مہرخ نے آگے تخت بڑھاکر ایک گولا فولادی مارا جلاد اژدہے پر سے اتر گیا گولے نے اژدر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا لیکن جلاد کے اترنے سے فوج نے اسکی جانا کہ ہمارا مالک کام آیا یہ معلوم کیکے لشکر لینا لینا کہکر چلا ادھر سے مہرخ نے بھی حملہ کیا دونون لشکر باہم مل گئے شور قیامت خیز بلند ہوا ساحر سے ساحر لپٹا بہادر سے بہادر بھڑ گیا مار و عقرب برسنے لگے اسوقت مہرخ جو سحر جگالائی تھی وہی آغاز کیے اور جسکو دیکر گولا مارا راستہ راہ سقر کا دکھایا اور رازِ رزر دوسخ وغیرہ لشکر جلاد پر آکر محیط ہوے سلین رن کی پیکان تیر اور پتھر وغیرہ برسنے لگے اور عین جنگ مین جلاد نے آکر مہرخ پر ایک نارنج مارا اسنے نارنج خالی دیکر شمشیر سحر کا ایک ہاتھ مارا کہ اس بیحیا کے دو ٹکڑے ہوے شور اسکے مرنے کا بلند ہوا اور افسر کے مرنے سے فوج مین بھگدڑ پڑ گئی ولاوران نصرت شعار نے سبکو زیر تیغ رکھ لیا کہ ابیات

مدد اسنے طلب اللہ سے کی
وہ جنگ آغاز بسم اللہ سے کی

یہ جانبازون کا تھا اسوقت عالم
کہ جیسے گوسفندون مین ہو ضیغم

کیا تیرون نے انکے ترک ترکش
ملا ترکش انھین پہلوے سرکش

جو دشمن تھا بسان کوہ البرز
کیا سرمہ لگا کر اسپہ اک گرز

ہوئی تیرونکی اسجا ایسی بوچھار
کہ آئینے مشبک تھے زرہ دار

حاصل کلام جب فوج مین ہزیمت پڑی مصور و حیرت ہر چند کہ قریب آتری ہوئی تھی مگر نہ صورت نگار تھی نہ حیرت موجود تھی اس فوج نے افسرون کے نہونے سے جنگ آغاز نہ کی اور مد ولشکر جلاد کو نہ دی یہ لشکر سراسیمہ و بدحواس بھاگ کر کوہ و دشت مین پراگندہ ہوگیا اور مہرخ بفتح و فیروزی قتل و غارت کرکے داخل بارگاہ ہوئی لشکر بھی آرام پذیر ہوا سردار بھی عیش مین مصروف ہوے لیکن عمرو کا بھی حال سنیے کہ جب مصور کو لیکر چلا از بسکہ وہ بنیرہ سامری ہے راہ بھولکر صحرا مین پھرنے لگا دل سے کہتا تھا کہ ہمیشہ تو ادھر سے آیا جایا کرتا تھا آج راستہ نہ ملنے کا کیا سبب ہے اسی سوچ مین متصل ایک کوہ کے پہونچا دیکھا درے مین ایک پہاڑ کے راستہ ہے یہ اندر درے کے آیا اور مصور کو زمین پر رکھو لا چاہا کہ تصویر اپنی اُتار لون دیکھا تو تصویر گلے مین نہین ہے پھر جب الگ ہٹا تصویر دیکھی کہ گلے مین ہے سمجھا کہ اسکے سحر کے باعث سے تصویر چھپ جاتی ہے اور فی الحقیقت گمان اسکا صحیح تھا یعنی جب سے عیار دھوکا دینے لگے تو مصور نے سحر کیا ہے کہ جب مین قید ہو جاؤن تصویر چھپ جائے غرضکہ جب تصویر نہ اُتار سکا چاہا اسکو کسی طرح مار ڈالون اسوقت ایک جانب کو رونے کی آواز سُنی معلوم کیا کہ صورت نگار گریان و نالان شوہر کو تمام بن ڈھونڈھتی پھرتی ہے یہ معلوم کرکے تصور کیا کہ یہ بمشکل ہلاک ہوگا اور جورو اسکی تجسس کنان ادھو بھی آئیگی تو ادرفتہ ڈھائیگی بس اس فکر کے کرتے ہی بہت جلد صورت اپنی مثل ایک ساحر سیہ فام کر یہ منظر کے بنائی منقل آتش ہاتھ مین لیکر دھوتی تہمری باندھکر مانے گلے مین پہنے سانپ موم کے بنے ہوے سر سے لپیٹے اور مصور کو فلیتہ رفع بیہوشی دیکر ہوشیار کردیا جب اسکی آنکھ کھلی پوچھا کہ یہان مین کیونکر آیا اسنے کہا مین طلسم باطن کا رہنے والا ہون حسب اتفاق ایک کام کو جاتا تھا ادھر آنکلا ایک ساحر کو دیکھا کہ وہ آپکو ہلاک کیا چاہتا ہے مین نے نعرہ کیا کہ باش اے مکار اور چاہا کہ اسکو گرفتار کرون وہ عیار یکایک غائب ہوگیا مین نے آکر آپ کو ہوشیار کیا یہ تقریر سُنکر مصور نے اسکو گلے سے لگایا اور کہا وہ عیار عمرو تھا جو کہ فوراً غائب ہوگیا گلیم اوڑھلی ہوگی اور آپنے آکر میری جان بچائی مین احسانمند ہوا تمام عمر آپکا شکریہ ادا کرونگا یہ باتین کر رہا تھا کہ بی بی بھی اسکی ڈھونڈھتی ہوئی آئی اور شوہر کو اپنے زندہ دیکھکر مسرور ہوئی مصور نے کہا میری زندگی کا تو یہ صاحب جو پاس کھڑے ہین باعث ہوے ورنہ عمرو تو کام تمام کرچکا تھا صورت نگار سارا ماجرا سُنکر ممنون ہوئی اور پوچھا کہ نام نامی اور اسم گرامی آپکا کیا ہے عمرو نے کہا دانائے جادو اس خاکسار کو کہتے ہین اور حیلہ ساز جادو بھی نام کرتے ہین مصور نے اپنی بی بی سے کہا کہ نظم

کی عرض کہ آپ ہین فلک جاہ
مداح ہو کیا زبان میری
احسان ہو آپ کا کرم ہو
روشن ہو قدم سے کفش خانہ
بولا وہ شہنشہ نکو ذات
تکلیف تکلفات کیسی
اصرار بڑھا جو آخر کار

احسان کیا جزاکم اللہ
دولت جان آبرو حکومت
بار منت سے پشت خم ہو
دعوت وہین نوش جان کرین آپ
کافی ہو یہ باہمی ملاقات
بولا وہ کہ ہان یہ سب بجا ہو
ساتھ اسکے چلا وہ مرد ہشیار

حضرت نے بچائی جان میری
سب بچ گئی آپ کی بدولت
چلیے مرے ساتھ جا بکاشانہ
اپنا مجھے میزبان کریں آپ
احسان یہ کیسا بات کیسی
خاطر شکنی کہان روا ہی

سب ملکر چھوڑ روانہ ہوئے مصور نے کہا بروے فلک اڑ کر چلین کہ عیارین کی زحمت سے بچین عمرو نے کہا اس جگہ کا سبزہ قابل دید ہی تفریح کنان تشریف لیچلیے دل خرم کو شاد کیجیے عمرو کے کہنے سے پیدل روانہ ہوئے کچھ دور آگے بڑھے تھے کہ مہمان بلا کوشش نے خاصدان نکالا اور روبرے میزبان کیا مصور نے کہا آپ نوش فرمایئے اسنے جواب دیا کہ اب انکار بیجا ہی ہمارا آپکا ایک معاملہ ہو اسوقت مصور نے ایک گلوری آپ لیکر کھائی اور ایک لیکر اپنی بی بی کو دی حلق سے پیک اترنا تھی کہ دونون چکر کھا کر گرے اور بیہوش ہو گئے عمرو نے چاہا کہ دونون کو باندھکر اپنا راستہ لوں اسوقت آفتاب و مہتاب جادو فرستادہ شاہ جادوان آکر پہونچے لیکن خدا کو بات رکھنا عمرو کی منظور تھی ان دونون نے طلسم ظاہر کے کوہستان مین پہونچکر سحر ایسا پڑھا کہ مصور اور جو اسکے ساتھ ہو وہ ہمارے پہونچنے تک بیہوش ہو جائے اور یہ سحر اس خیال سے انھون نے کیا کہ نبیرہ سامری کو تو ہم ہوشیار کر لین گے لیکن عیار جو انکے ساتھ ہوگا وہ بھاگ نہ سکیگا پس ادھر انھون نے سحر کیا ادھر عمرو نے گلوریان کھلائین وہ دونون تو بیہوش تھے کہ تیسرا عمرو بھی بیہوش ہو گیا آفتاب و مہتاب نے آکر دیکھا کہ مصور اور اسکی زوجہ اور ایک ساحر اور بیہوش پڑا ہی انھون نے رد سحر اپنا پڑھا کہ عمرو تو ہوشیار ہو گیا لیکن وہ دونون کسی طرح نہ چونکے کس لیے کہ بیہوشی کی گلوریان کھا کر بیہوش ہوے تھے فی الجملہ جب یہ ہوشیار نہوئے انھون نے عمرو سے استفسار کیا کہ یہ کیا ماجرا ہی عمرو نے کہا مین بھی انکو ہوشیار کر رہا تھا کہ تم آئے مجھے بھی نہین معلوم کہ یہ کیونکر بیہوش ہین تم ٹھہرو مین پانی لاؤن شاید عیار انکو بیہوش کر گیا ہو یہ کہکر چاہتا تھا کہ یہان سے ٹلجائے مگر ان دونون نے کہا کہ ایسا نہو کہ یہ پانی لینے جائے اور عیار آکر ہمین ستائین یا کچھ اسی ساحر کا فتور ہو بہر صورت ان تینون کو سامنے افراسیاب کے لیجانا چاہیے یہ سوچکر فوراً سحر پڑھا

کہ عمرو پھر بیہوش ہوگیا تخت سحر پر لٹا کر تینون کو پرواز کرکے چلے اور دریاے سحر سے جب پار اُترے دو ایک ساحرون کی زبانی سُنا کہ شہنشاہ گنبد نور پر جو برج کہ مینا نگار ہی اور وہان سے لشکر طلسم ظاہر کے دکھائی دیتے ہین تشریف لے گئے ہین یہ بھی اُسی سمت چلے آخر برج مینا پر آئے شہنشاہ کو سلام کرکے عرض پیرا ہوے کہ غلامان جانباز نے یہان سے جاکر سحر کیا کہ نیرہ سامری اور انکی زوجہ اور یہ ساحر جو انکے پاس پڑا ہی بیہوش ہوگئے مگر اب جو سحر رد کرتے ہین تو ایک شخص تو ان مین کا ہوشیار ہی اور مصور وغیرہ نہین ہوشیار ہوتے ہین یہ کہکر رد سحر کیا کہ عمرو کی آنکھ کھلی اسنے دیکھا کہ ایک گنبد فلک فرسا تعمیر بصد تزئین ہی معلوم ہوتا ہی کہ قصر بہشت برین ہی نردبان نظر رسا روبرو اسکی رفعت کے کوتاہ ہی سائبان چرخ اسکے دامن مین پوشیدہ ہی جواہر مرصع کار مینا کیا ہوا سقف دستون مین لگا ہی شیشہ آلات فرش و منبر و کرسی و دنگل سے آراستہ ہی گھنٹے ٹنگے ہین ہزارون ساحر دست بستہ روبروے تخت شہنشاہی حاضر ہین حیرت بھی پہلو مین جلوہ گر ہی کہ بمقتضاے نظم

نہالی دران قصر زیبندہ دید	بہشتی سراے فریبندہ دید
پراز حور آراستہ چون بہشت	بہشت زمین گشت عنبر سرشت
زبس گوہرین گوش گردن کشان	شدہ چشم بینندہ گوہر فشان
زتابندہ یاقوت و رخشندہ لعل	خرامندہ را آتشین گشت نعل
نگرگان دریا بہم تاختند	ہمہ جوہر این جا برانداختند

عمرو ہوشیار ہوتے ہی سامنے تخت شاہنشاہی کے آیا اور بہ ادب تمام رسم سلام بجا لاکر دعا و ثناے بادشاہی نہایت فصاحت سے ادا کرنے لگا کہ نظم

نخستین ثناے جہاندار گفت	کہ بادا جہاندار با کام جفت
انوشہ منش یاد سالار دہر	زنوشین جہان باد بسیار بہر
سر سرکش از شادی افراختہ	سر خصم در پایش انداختہ
سر تخت جمشید جاے تو باو	سر سران خاک پاے تو باو
نہ پیچید کسے گردن از راے تو	سرمایہ پائیگہ پاے تو

اے شہریار گردون وقار آپ کے ملازم آپ ہی سحر کرتے ہین اور آپ ہی اسکو رد نہین کرسکتے یہ کہکر اپنے جھولے سے سحر کے ایک کوزہ آب نکالکر دکھلانے کی راہ سے کچھ سحر پڑھکر پھونکا اور

چھینٹا مصور اور اسکی بی بی کے منھ پر دیا کہ دونون کی آنکھ کھلی اور اٹھ کر شہنشاہ ساحران کو
دیکھکر حیرتناک ہوے کہ ہم یہان کیونکر آئے اسوقت عمرو نے واویلا مچایا کہ اچھی آپ دعوت
کرنے لیچلے تھے کہ گرفتار ہوکر مین یہان آیا آپ نبیرہ سامری ہین شاید بھجنٹ مین میری جان
لیجیے گا مصور نے بعد رسم سلام و تعظیم وغیرہ پوچھا کہ ہمکو یہان کون لایا شاہ نے کتاب دیکھکر
بھیجنا آفتاب و مہتاب کا بیان کرکے کہا کہ انھین دونون نے سحر سے آپ کو بیہوش
کر دیا تھا اور پوشیدہ طور پر سحر کیا تھا ورنہ آپ ایسے معزز بیہوش نہوتے یہ بیان سنکر
مصور نے ہاتھ پکڑ کر عمرو کا سامنے شاہ جادوان کے کہا کہ یہ شخص ہمارا محسن ہی اور تفصیل
عمرو کے ہاتھ سے اپنا گرفتار ہونا اور پھر ہوشیار ہوکر دانائے جادو کو پاتا بیان کیا شاہ نے یہ
جا بنادی سنکر دانائے جادو کو خلعت دیا اور کرسی زرین پر انکو بٹھایا مصور کو مطلق نہ معلوم
ہوا کہ اسی کی گلوریون سے مین بیہوش ہوا تھا بلکہ آفتاب وغیرہ کے سحر سے سمجھا کہ بیہوش
ہوا تھا غرضکہ بعد کچھ دیر کے کہا ای شہنشاہ اب مین جاتا ہون اور جنگ آغاز کرتا ہون
بادشاہ طلسم نے کہا ای مرشد زادے آپ بیکار تکلیف کرتے ہین مجھے میلا کرنے دیجیے تامل فرمایئے
اسنے کہا آپ کو اختیار ہی مین لشکر مین جاکر ٹھہرتا ہون آپ میلا کیجیے جو کچھ مجھسے تصویرین
کھنچ سکین گی مین بھی کھینچون گا یہ کہکر تخت سحر پر دانائے جادو کو بٹھاکر مع اپنی بی بی کے روانہ
ہوا اور دریاے سحر کے پار آیا مگر عمرو نے دل مین غور کیا کہ اگر اسکے ساتھ جاؤ گے ایسا نہو کہ وہان
عیاری کرنے مین عرصہ ہو اور شاہ طلسم میلا شروع کرے اور تم سے بچاؤ کی تدبیر نہو سکے بہتر یہ ہی
کہ تم بھی چلکر کوئی فکر معقول کرو یہ سوچکر مصور سے کہا ذرا تخت اتارئے مجکو پیشاب کی احتیاج
ہی اسنے تخت اتارا عمرو نے کہا سامنے لشکر دکھائی دیتا ہی آپ تشریف لیچلیے مین حاضر ہوتا ہون
مصور بھی سمجھا کہ قبل سے مین جاکر سامان دعوت مہیا کردون اس خیال سے وہ علاحدہ ہی لیکر
آگے روانہ ہوا اور عمرو وہان سے اصلی صورت اپنی بناکر اپنے لشکر مین آیا اور بارگاہ مین پہونچکر
کرسی پر تمکن ہوا مہرخ نے حال فتحیابی جنگ اور قتل ہونا جلاد کا بیان کیا اس خردہ کو سنکر
خوش ہوا پھر اپنی سب کیفیت بیان کی کہ مین گنبد مینا پر بھی ہو آیا اسکی فطرت پر ہر ایک کو
حیرت ہوئی آخر شمع راے روشن کرکے تدبیر اپنے بچاؤ کی میلا ہونے سے قبل سب کرنے لگے
اور ادھر مصور نے دانائے جادو کا بہت راستہ دیکھا جب وہ نہ آیا کچھ سحر پڑھا کہ ایک تصویر
زمین سے نکلی اُس سے کہا دانائے جادو جہان ہو وہان سے جاکر بلا لا تصویر نے قہقہہ مارا

اور کہا حضور وہ تو عمرو عیار تھا اور جملہ کیفیت اسکی بیان کی مصور کے ہوش اُڑ گئے ادھر جلاد کا قتل ہونا جنگ کی کیفیت سُنکر بولا کہ مقرر یہ طلسم برباد ہوگا عمر طلسم کی پوری ہو چکی ہی یہ کہہ ہی رہا تھا کہ ایک پتلا نامہ شاہ طلسم کا لایا اسکو پڑھا لکھا تھا کہ اے مرشدزادے دانا ے جادو ہمین امر وزیرک معلوم ہوتا ہی بعد دعوت کے اُسکو رخصت نکرنا ہم اسکو اپنا ملازم کر کے رتبہ و مرتبہ عطا کرینگے جب یہ مضمون پڑھا خجل ہو کر لکھا کہ دانا ے جادو عمرو عیار تھا یہ نامہ جب پتلا شاہ طلسم کے پاس لے گیا اور اسنے بھی کتاب سامری دیکھکر سارا حال دریافت کر کے کہا افسوس کیا کیا ذلیتین یہ عیار دیتا ہی اور ہم لوگون کو اندھا جا کر آنکھون مین خاک ڈالتا ہی خیر اب اے حیرت تم جاؤ اور انگشتری جمشید لاؤ کہ مین میلا کر کے ایک متنفس کو بھی ان مین سے باقی و زندہ نہ رکھون حیرت یہ حکم شاہ سُنکر انگشتری لانے کی فکر مین مصروف ہوئی

داستان خاتمہ جلد اول آمد آمد لقا کا پاس افراسیاب کے اور جانا مدد کو بیکان جادو کا اور مقابلہ لشکر اسلام سے کرنا اور عیاران لشکر کا عیاریان کرنا اور لشکر مہرخ پر ہوشیار بن اژدر سوار جادو کا تخت لانا اور قتل کرنا اسکو عمرو کا پھر لانا حیرت کا انگشتری جمشید افراسیاب کی بوٹیان چڑھا کر تسخیر جمشید کو اور میلا ہونا چاہ زمرد پر اور جمع ہونا جملہ ساحران طلسم کا میلے مین اور گرفتار ہو جانا سب لشکر مہرخ کا اور چھڑانا عمرو کا عیاری کر کے اور لوٹنا میلے کو پھر بھاگنا مہرخ کا اور تعاقب کرنا افراسیاب کا پھر دھوکا دیکر شبخون مارنا مہرخ کا اور پھر تعاقب کرنا اسکا افراسیاب کا اور بھاگنا مہرخ کا آخر آنے سے عشاق جادو کے پناہ پانا اور جانا عمرو و مخمور کا طلسم نور افشان مین طلسمی عجائبات دیکھتے ہوے پاس کوکب روشن ضمیر کے مولف

	بار احسان سے سر فگندہ رندون کو امید واری کب تک		ساقی ہون مین تیرے در کا بندہ ساقی غفلت شعاری کب تک	

کر آتش مے کو تیز تر جلد
بوتل کا اگرا دے کاگ ساقی
کہسار سے ابر پھر گھر آئے
اس سال ہی میکشون کا میلا
پھر بادہ کشون کے جمگھٹے ہین
میلا نئے رنگ کا ہی ساقی
دوکانین شراب کی لگی ہین
ہر سمت ہین مہوشون کے جمگھٹ
ہنگامۂ عیش ہر طرف ہی
شیشے مے سرخ کے چنے ہین
ہی باغ کھلا ہوا ہر اک سو
ہین جام برنگ لالہ و گل
ہین جھومتے مست انجمن مین
صراف برنگ گل ہین زردار
لون دانۂ لعل و دُر ہین پُر نور
اسباب دکانون مین دھرا ہی
ساقی موسم بہار کا ہی
ہی سوسن دو زبان سے جو لاگ
صد برگ نے سیکڑا لیا ہی
سوسن جو اُٹھائے بیس مین تنسو
اُٹھ جائین جو سو تو پھر ہزار ا
مجکو بھی پلا دے بادہ ساقی
دکھلا دُن بہار باغ نیرنگ
ہو نشۂ مے سمند چالاک
دریائے لہو کی ہو روانی
ساقی بطمی کے کھول پر جلد
اس دل کی بجھا دے آگ ساقی
میخانے مین بادہ کش پھر آئے
رندون کا ہی ہو جگہ یہ جلسا
میخانے مین رند پھر ڈٹے ہین
جلسا نئے ڈھنگ کا ہی ساقی
کیا دل کو سرور دے رہی ہین
ہر جا ہین تماش بینون کے ٹھٹ
میخانے مین بجتے ہین دف و نی
سیخون پہ کباب بھن رہے ہین
شمشاد قدون مین گل کی ہی بو
بلبل کی صدا ہی شور قلقل
جیسے جھومین شجر چمن مین
پھولون کی طرح چنے ہین دینار
جس طرح چمن مین تاک انگور
گویا کہ چمن ہرا بھرا ہر
غنچہ زر گل لٹا رہا ہی
ق
بھڑکی ہی چمن مین رشک کی آگ
اسبات پہ اپنی جسم گیا ہی
سیٹی نہ ہو بات ہی یہی تو
توڑا اپنا لٹا دے سارا
لکھون وہ فسانہ جو ہی باقی
ہی شاہ طلسم سے مجھے جنگ
پامال کرے عدو کا ادراک
یا دورۂ جام ارغوانی

بدلی جو ہوا آنکھ محتسب کی
پیشانی مین چین اگر وہ ڈالے
بجلی کی طرح جو سے چمکے تلوار
آنکھون مین ہو ڈھال کی سیاہی
کھائے دہان زخم خندان
ہو نشہ مے مین اسقدر چور
ای جاہ یہ جوش طبع تا کے
زینت دہ انجمن ہو تم جاہ
از موبد کہن این حکایت

ہر بادہ کش اسکو سمجھے بدلی
میخوار اسے موج بھر جانے
سمجھین کہ ہی موج بحر ذخار
سمجھین کہ گھٹا ہی گھر کے آئی
پھولون کے نظر پڑین خیابان
سمجھین لب مے غ عارض حور
مشتاق فسانہ انجمن ہی
لکھو پھر داستان دل خواہ
آراستہ شد بدین روایت

طلسم سازان نیرنگی بیان و نیرنگ طرازان رنگین داستان جانستان جلسہ افسانہ طرازی و جمع کنندگان مجمع کربدہ پردازی بہزاران زیب و زینت مشتاقان کلام دلچسپ کا یون جلسہ جماتے ہین اور تماشا گاہ سخن مین بدستیاری خامہ جادو نگار ارباب سیر کو اس طرح میلا دکھاتے ہین کہ جب حیرت پر کدورت حسب الحکم افراسیاب بے حجاب عازم ہوئی کہ واسطے لینے انگشتری جمشید کے جاؤن ہنوز روانہ نہ ہوئی تھی کہ پنجہ پھر نامہ لقا لایا شاہ طلسم نے سر پر رکھا آنکھون سے لگایا پھر کھولکر پڑھا لکھا تھا کہ ای بندۂ خاص ہمارے ہمین خدا پرستون اور عیارون نے بہت تنگ کیا ہی اور تو ہماری خبر نہین لیتا ہی ہمنے اٹھارہ ہزار ملک باختر تیرا نام ہونے کے واسطے چھوڑے کہ سب بندے مغضوب تیرے ہی ہاتھ سے قتل ہون اور فی الجملہ کسی ساحر زبردست کو اس طرف جلد بھیج ورنہ ہم تجھسے ناراض ہوکر اور سمت کو چلے جاوینگے اس مضمون کو پڑھکر افراسیاب نے کچھ سحر پڑھا کہ تھوڑے عرصہ مین آندھی آئی اور بگولے کے مانند ایک ساحر زر و روسیہ قلب اترتا ہوا سامنے شاہ طلسم کے آیا تسلیم کی نذر دی ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا شہنشاہ ساحران نے اس سے ارشاد کیا کہ اے پیکان جادو تم بمدد خداوند جاؤ لیکن طلسم مین میلا ہونے کو ہی اتنا جلد دشمنان خداوند کو ہلاک کرنا کہ میلے مین اگر شریک ہونا پیکان یہ حکم سنتے ہی فوراً پھر کر اپنے مقام پر آیا اور بارہ ہزار ساحر ہمراہ لیکر چلا یہ تو اس طرف سے روانہ ہوا مگر لشکر امیر کا حال سنیئے کہ جمہور جہان سوز پر تو سی شہنشاہ تبرزن پسر خواندۂ امیر نے اجازت شکار کی امیر سے لیکر سامان صید افگنی فراہم ہونے کا حکم دیا اسی وقت سے باز تیز پرواز و طائران جانستان مرغان

لیکر لوگ حاضر ہوے اور صیادان عنقا شکار جانوران شکاری کو سامنے لائے و قراول او بہیلیے چیتے اور کتون کو لیکر روانہ ہوے یہ سامان اسوقت سے کہ دام دار فلک نے مرغ زرین بال مہر کو رشتہ ظلمت شب مین گرفتار کیا اور قفس مغرب مین لیجاکر بند فرمایا ہوا کیا کہ نظم

شب آہنگ چون برزد از کوہ دود — برآہنگ شب مرغ وحشان نمود
برآویخت ہندوے چرخ از کمر — بہار و نی شہ جر سہاے زر

آخر وہ وقت آیا کہ بیضہ خورشید بطن زاغ شب سے نکلا اور دام کہکشان کو صیاد روزگار نے لپیٹ کر دانہ انجم اٹھالیا کہ نظم

چو صبح از دم گرگ برزد زبان — بخفتن در آمد سگ پاسبان
خروس غنودہ فرو کوفت بال — دہل زن بزد بر تبیرہ دوال

صبح کو نماز پڑھکر شاہزادہ سوار ہوا اسپ صرصر تک کو بو قدمے پر لگاے دشت نزہت افزا کی سیر کرتا اور صناعی نیرنگ طراز قدرت کی دیکھتا روانہ تھا تا اینکہ چراگاہ وحشیان کے متصل پہونچکر صید افگن ہوا اور جانوران پرندے آشیانہ دہر اور مرغزار دنیا کو خالی کیا نظم

دران دشت از صداے طبلک باز — ہمہ مرغان صید افگن بہ پرواز
زنکیو بردہ بازان سیاک خیز — بخون صید کردہ چنگ را تیز
وزان جانب دگر شاہین تاراج — ربودہ نقد جان از کبک دراج

جب طائران دشت سے گردون پر موے اور روے گردون خالی نظر آیا اسوقت عنان توسن خوش خرام کو شکار گور و گوزن کی جانب منعطف فرمایا ناگاہ ایک ارنا بھاگا ہوا اسکی زد پر آیا تیر اسپر مارا مگر تیر کھاکر بھاگا گھوڑا تعاقب مین اٹھایا کچھ دور گیا تھا کہ سامنے سے ایک سوار مرکب باد رفتار پر سوار ترکش مصری باندھے اور کمان کیانی مین تیر دل دوز جوڑے پیدا ہوا شہزادے نے کہا اے جوان یہ شکار میرا ہی اسکو صید نہ کرنا اس خطا کردار نے کہنا اس صیاد طائر صواب کا نہ سنا اور تیر ارنے پر مارا کہ وہ گرا شہزادہ بھی اسکے قریب گیا اور گویا ہوا کہ اے بہادر شیوہ مردانگی کے خلاف تو نے کیا کہ باوجود ممانعت بھی پراے صید پر دست انداز ہوا اس سوار نے کہا ای اجل رسیدہ یہ بیابان اور سرحد میری ہی تو کون ہی جو منع کرتا ہی اور یہان شکار کھیلنے کس ذریعے سے آیا ہی بہتر یہ ہی کہ سیدھا کان دبا کے اپنی راہ لے ورنہ شکار شہباز اجل ہوگا اور طائر روح دام ہلاکت مین پھنسے گا مین غلام خونخوار شراب خوار کوہی کا ہون کہ جو اس دشت کا مالک ہی اور نام سلیمان عنبر مو

ہو بڑا جرار ہو مرد میدان کارزار ہو جمہور نے یہ کلمات درشت سنکر حلم کو کام فرمایا اور تیر اپنا ارنے کے جسم سے نکالکر پھرنے کا ارادہ کیا مگر اس سوار غلام نے تیر جو دیکھا دل کو اپنے نشانہ تیر قضا بنایا شہزادہ سے کہا کہ یہ تیر میرے بہت پسند ہو لا مجھے دے اور تو اپنی راہ لے شہزادے نے فرمایا کہ ہر چند ہم ملک گیر اور کشورستان ہین مگر تاہم تیرے کہنے سے چلے جانے پر آمادہ ہین کیونکہ اول عجز کرنا طریقہ بہادران دوران کا ہو اب تیر تو ہمسے طلب کرتا ہو اور ہتھیار چھنوا دینا پیشہ نامردان ہو حاصل کلام یہ کہ اپنے اوپر رحم کھاکر مجھسے آویزش نہ کر اپنی راہ لے ورنہ مارا جائیگا کہ نظم

رہا کن رہے کان زبان آورد	زہے بد خلل در کمان آورد

اس خاطی نے ایک بھی سخن صواب نہ سنا اور تیغ کھینچکر حملہ آور ہوا شہزادے نے وار اسکا رد کر کے نعرہ کیا کہ ع

منم جمہور شاہنشاہ ترطوس	کہ بستانیم روس و تاج کاوس

اور تلوار خارا شگاف نیام سے لیکر بڑھا اس بیحیا نے شمشیر جانستان کے جوہر برق خرمن ہستی سوز دیکھکر عنان مرکب پھیری اور راہ فرار اختیار کی کہ فرد

قلم کرد گوشش و علم کرد دوم	با صطبل رو کرد وا فگندہ سم

شہزادے نے للکار کر فرمایا کہ اب مین خنکار ہاتھ سے کب جانے دیتا ہون اور عقب اسکے چار ہزار سوار ملازم اسکے پیچھے تجسس کنان آتے تھے انکو اسنے حکم دیا کہ اس بے ادب کو گھیر کر مار و وہ سوار شہزادے پر حملہ آور ہوے اس نہنگ بحر تہور و جلادت نے اس بحر فوج مین غوطہ زنی فرمائی کہ بمقتضائے نظم

دو دست آوریدہ بکوشش برون	بہر دست شمشیر الماس گون
بہر جا کہ باز و برافراختی	سر خصم و ر پایش انداختی
دو دستی چنان میگذارید تیغ	کز و خصم جان را نیامد دریغ
چو بر فرق پیل آمدی خنجرش	فرو ریختی زیر پایش سرش
چو تیرے کہ آتش زدوم برزند	دم مادیان را بہم برزند

فوج جمہور کی جو پیچھے رہ گئی تھی اسوقت آکر پہونچی اور اپنے مالک کو سرگرم پیکار دیکھ کر لڑنے لگی ہنگامہ گیر و دار برپا ہوا در عین سرگرمی جلال و قتال مین صفون کو طے کرکے شہزادہ قریب اپنے عدو کے پہونچا اسنے بناچاری تلوار ماری رد کر کے شہزادے نے ہاتھ مارا کہ وہ مع راکب و مرکب

کے چار پر کالے ہوا طالب تیر آیا جگاہ خدنگ قضا ہوا لشکری اسکے سب مارے گئے تھے چند مردان کار آزمودہ لاش اسکی اُٹھا کر بھاگے شہزادہ شکار کھیل کر معاودت فرما ہوا اور لشکر مین پہونچکر غسل فرما کر لباس نوزیب بر کر کے بارگاہ مین آیا ہمراہیون نے کمر کھولی آسودہ ہوئے جمہور بھی دست چپ مین جاگزین ہوا ناچ دیکھنے لگا امیر سے کچھ ماجرا حرب وضرب بیان نہ کیا مگر لاش اس غلام کی جب خونخوار کوہی کے پاس پہونچی اور اسنے سب کیفیت جنگ سُنی آگ ہوگیا اسیوقت اسّی ہزار کوہی کو حکم دیا کہ جلد تیاری کرو اور خدمت خداوند مین چلو بموجب حکم لشکر درست ہوکر طبل سفر بجا کر چلا اور یہ بھی بکروفر تمام مرکب تازی نژاد پر سوار ہوکر راہی ہوا کہ بمقتضاے

ابیات

بجنبید جنبیدن با شکوہ زمانہ در کینہ یکتا و باز	چو از زلزلہ کالبدہاے کوہ در آمد بہ غریدن آواز کوس
رسیدند لشکر بہ لشکر فراز فلک بردہان دہل دادہ بوس	

راہ مین عرضی تحریر کیے اور اسمین سب حقیقت قتل ہونے اپنے غلام کی مندرج فرما کر خدمت لقا مین بھیجی جب وہ عریضہ ملاحظہ مین گذرا لقا نے خوش ہوکر استقبال کے لیے جوانان خنجر گذار کو بھیجا لیکن جواسیسان لشکر امیر بہان لگے ہوئے تھے عرضی کے مضمون پر اطلاع پاکر خدمت شاہ اسلام مین گئے اور سب کیفیت معرض بیان مین لائے امیر نے حال سُنکر جمہور سے فرمایا کہ ای فرزند تمنے اس لڑائی کا حال ہمسے مطلق ذکر نہ کیا جمہور نے عرض کی کہ کیا جز مقدمہ آپ سے بیان کرتا آخر جو کچھ مین نے کیا تھا وہ آپ ہی ظاہر ہوگیا یہان تو یہ ذکر تھا ادھر سے سردار استقبال کر کے خونخوار کو لائے لشکر نے اسکے داخل کر کے خیمہ وخرگاہ نصب کیے وہ بارگاہ مین سامنے لقا کے آیا سجدہ کیا نذر دی خلعت پایا بیٹھ کر شغل مے نوشی مین مصروف ہوا جام بلورین گردش مین تھا رقاص مجرا کر رہے تھے دن بھر تو شغل وطرب رہا جسوقت کہ فرہاد وار ماہ منیر تیشہ نور لیکر بہر تراش کوہ ظلمت شب بے ستون چرخ پر آیا اور خسرو خاور پشت کوہستان کی طرف جاکر روپوش ہوا کہ

نظم

چو گوہر برآموزنہ زنگی بتاج مہ روشن از تیرہ شب تافتہ	شہ چین فرود آمد از تخت عاج چو آئینہ روشنی یافتہ

خونخوار کے حکم سے لشکر مین کوہیون اور لقا کے طبل جنگ بجا ہرکارے دوان دوان خدمت شاہ گیتی ستان مین حاضر ہوکر عرض پیرا ہوے کہ **نظم**

کہ سرسبز باد آن ہمایون درخت — کہ ناموش بلند است ینروش سخت
بتاج و بہ تختش جہان تازہ باد — سر خصم او تاج دروازہ باد

اس شب کو لشکر بیدینان مین طبل جنگ بجا ہی کل پر ایک عازم دشت دغا ہوا امیر نے یہ خبر سنکر حسب فرمان قضا جریان شہنشاہ دوران حکم نواخت طبل جنگ یا کر جیالا اکنے فوراً نقارخانہ مین جاکر طبل سکندری پر چوب لگائی کہ جسکی چونسٹھ کوس تک صدا گئی دنیا گویا دہل گئی نظم

بغرید کوس از در شہریار — جہان شد ز بانگ جرس بیقرار
بہ تیرہ بغریدن آمد جواب — بغرید ہر سو چو بانگ ہزبر

بہادروں مین سامان حرب کی درستی ہونے لگی لیکن سرہنگ تیزرفتار عیار لشکر عدو مین بہر دستبرد بشکل سبدل گیا خونخوار طبل جنگ بجوا کر اپنی بارگاہ مین برائے انتظام لشکر دربار خداوند مین سے اٹھ کر آیا عیار اسوقت ایک چوبدار کی صورت بنکر پاس اسکے آیا اور گویا ہوا کہ چلیے سرکار مین آپ کی یاد ہو رہی ہی اسنے کہا مین ابھی وہان سے آتا ہون عیار بولا کہ کار ضروری ہی بتاکید خداوند نے کہدیا ہی کہ بلالاؤ خونخوار از بسکہ یہان کا رہنے والا نہین ہی جو چوبدار کو پہچانتا کہ یہ ملازم خداوند ہی یا نہین بس ساتھ ہولیا راہ مین جب کوئی مقام تنہائی ملا عیار نے حباب بیہوشی منھ پر مار کر بیہوش کر کے پشتارہ مثل گٹھری کے باندھا اور رات کا تو وقت تھا ہی اٹھتا بیٹھتا سامنے امیر کے آیا شاہ نے ہنوز دربار برخاست نہ فرمایا تھا کہ اسنے پشتارہ لاکر سامنے رکھدیا اور سارا ماجرا بیان کیا امیر نے کہا کہ اسکو ہوشیار کرو شاید میرے سمجھانے سے راہ راست پر آجاوے عیار نے فلیتہ دافع بیہوشی دیا کہ اسکی آنکھ کھلی ایکبار رجاہا کہ اٹھ بیٹھوں کمند مین مضبوط بندھا تھا اٹھ نہ سکا اسوقت تو آنکھ کھولکر اچھی طرح دیکھا کہ مین کہان آیا ہون جب بغور نگاہ کی ایک بارگاہ رفیع کو دیکھا کہ نظم

یکے تخت زر دید چون آفتاب — درو چشمہ ز در چو دریائے آب
غلامان گل چہرہ دلربائے — کمر در کمر گرد تختش بپائے
ز روم و زیران و از چین و زنگ — سلاطین صفہا کشیدند تنگ
بہ مو مجلس و چہرہ آراستہ — ز روئے جہان گرد برخاستہ
مے و مجلس شہ بآواز چنگ — بہ رخسارہ گیتی درآور درنگ

ہر چند کہ رعب غالب تھا مگر دل کڑا کر کے پکارا کہ یا امیر خوب عیار کے بھروسے پر آپ لڑتے ہین

اور ہر ایک کو ذلیل و زبون گرفتار کرا کے کرتے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ مین قسم اپنے دین و آئین
کی کھاتا ہون کہ مین نے عیار تو تیری گرفتاری کے لیے نہین بھیجا اور اب جو تو آ گیا ہی تو ای بہادر تیری
آبرو مین سر مو فرق نہ آئیگا بیا بیا کہ کرم کر دی یہ کہکر چاہا کہ کمند کھلوانے کو کہون اسنے زور کر کے
کمند توڑ ڈالی امیر نے اٹھکر گلے سے لگایا برابر اپنے کرسی دی نہایت خاطر داری کی کہ وہ اخلاق
امیر اور جاہ و جلال شاہ اسلام دیکھکر دنگ ہو گیا دل سے کہتا تھا کہ اطاعت کرنا ایسے شاہ
فرخندہ بخت کی سزاوار ہی جسکا مطیع گردون دوار ہی لیکن از راہ نخوت اٹھ کھڑا ہوا کہ یا امیر
مین رخصت ہوتا ہون امیر نے ایک خلعت پر از گوہر اور اسپ بازین زر عنایت فرمایا کہ
سوار ہو کر یہ بارگاہ لقا مین گیا اور امیر کو بہ سخن ہای پسندیدہ یاد کیا بڑی تعریف کی یہ ماجرا
سنکر بختیارک نے کہا کہ اب تمھارا رنگ بدرنگ ہی آدھے مسلمان ہو آئے اب کل اُسی
بارگاہ مین بیٹھو گے خونخوار تو ہنسکر خاموش ہو رہا اور ادھر بادشاہ اسلام نے دربار برخاست
فرمایا سردار آکر سامان جدال کرنے لگے رات بھر دلاوران عرصہ جلادت مین تیاری رہی اسلحے
کی چقاچاق سے گنبد گردان کو گردش تھی اسی درستی مین جو سے فیض تنویر آفتاب کوہ خاور سے
جاری ہوئی اور گرد شب کے سامنے شیون نے نقاب رخ روشن سے اٹھائی نظم

چو گیتی در روشنی باز کرد	جہان بازی دیگر آغاز کرد
بآتش بدل گشت مست خلرر	کلیجہ شد آن سیم گاورس دار

لشکر جانبین سے گروہ گروہ گروہ دادگاہ مصاف مین برآمد ہوے سرداران اسلام اور
امیر عالی مقام بعد ادائے فریضہ نماز سحر در دولت شاہ عالی جاہ پر حاضر ہوے بادشاہ بھی تو
مشتاق رزم تھے بہت سویرے برآمد ہوے سردارون کا مجرا اور سلام ہوا سواری حضور عالم کی
سمت جنگ گاہ روانہ ہوئی وہ باد بہاری کا ہجوم قدم با قدم آگے بڑھنا اور رسالون کا پلٹنون
کا سامنے سے گذرنا نسیم سحری کا فرفر چلنا باجون کا بجنا ڈنکے کی صدا عجب سامان حیرت افزا
تھا کہ ایسے سہانے وقت مین جوانان نوخاستہ سلح سجوگ سے مثل زیور عروس شجاعت
کے مزین تھے اور حلہ طاعت آرسے جلوہ گر ہو کر مہد زرین خانہ زین کو منور کیے تھے بہار
گلزار بھی شجاعت دیکھنے نکلے تھے نظم

در آمد بہ جنبش دو لشکر چو کوہ	کزان جنبش آمد جہانی ستوہ
فریدون نسب شاہ بہمن نژاد	چو برخاست از اول بامداد

ہمہ ساز لشکر بہ ترتیب جنگ — بر آراست از جہ تیر و خدنگ
غبار زمین بر ہوا راہ بست — عنان سلامت برون شد ز دست
ز بس گرد بر تارک ترک زین — زمین آسمان آسمان شد زمین

میدان نبرد میں پہونچکر صف آرا ہوے ادھر سے لقا اور خونخوار با فوج بیشمار و جرار آئے رن کی زمین
کانپنے لگی صفیں جم گئیں نقیب نقابت کرنے لگے کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے خونخوار گینڈے کو چمچاک
مار کر میدان میں آکر سلح شوری دکھانے لگا اور للکار کر مبارز خواہ ہوا جمہور دست چپ سے
مرکب اڑا کر سامنے شاہ کے آیا اجازت حرب جاری خلعت رخصت پایا جاکر حریف سے ہمتگاور
ہوا گینڈا اسکا سات قدم پھٹرکھا کر ہٹ گیا تین قدم گھوڑا شہزادے کا پیچھے سرکا دونوں برچھے
اٹھاکر مرکب رانوں میں مسلتے ہوے مقابل ہوے اور نیزہ بازی کی آغاز ہوئی ڈانڈ ابینڈ ہی
پڑ گئی سنان پر سنان بنان پر بنان بجنے لگی جب تین سو ساٹھ طعن رد و بدل ہوئیں جمہور نے
بند صاحبقرانی باندھکر مرکب اڑایا کہ یہ بند حریف سے کھل نہ سکے گا اور نیزہ کسی طرح نہ سنبھلا ہاتھ
سے چھوٹ کر گرا دور خونخوار کے نیزہ نہ نکلا گویا سینے کے پار نکل گیا تیغ آبدار کو کھینچکر کمر کو تیلا کر
سر پر مارا شہزادے نے سپر کو چہرہ پر نور پر لیا اور تلوار کو رد کر کے تیغ اپنا نیام سے لیا اور فرمایا کہ نوبت
تو گذشت نوبت ما رسید یہ کہکر ہاتھ مارا اسنے تلوار باڑھ دار دیکھکر سپر سامنے کی اور اپنے تئیں کھل
کر گدن پر پہونچایا شہزادے کا تیغہ سپر کاٹ کر چار انگل کا زخم سر پہ دیتا ہوا گینڈے کی گردن پر
گرا کہ گردن اسکی قلم ہوئی خونخوار پاؤں جما کر کودا اور شمشیر تولکر چلا کہ ایک ہی کڑک میں پاؤں
مرکب شہزادے کے اڑا دوں شہزادہ فی الفور جست کر کے گھوڑے کے آگے آگیا اسنے تلوار پھینک کر
چاہا کہ لپٹ جاؤں اس طرف سے شہزادہ بھی چلا تھا کہ نوبت و نقارے کی صدا فلک کی طرف
سے آئی اور باز و بط قرقرے و ساحران غدار فیلان آتشین پر سوار ظاہر ہوے خونخوار اسلیئے زخمی
بھی ہو چکا تھا انکے آنے سے ٹھہر گیا سامان سواری دونوں بہادر دیکھنے لگے بارہ ہزار سوار ساحر
رال اڑاتے سحر کی نیرنگیاں دکھاتے اور آگے سب کے پیکان جادو فرستادہ شاہ جادوان بہ صورت
مہیب اژدرہاں پر سوار آکر پہونچا اور خداوند کو سجدہ کیا عرض پیرا ہوا کہ طبل بازگشت بجوائیے
میں کسل سفر سے آسودہ ہوں تو ان خدا پرستوں کا خاتمہ کر دوں لقا نے دیکھا کہ خونخوار
زخمی ہو چکا ہے لڑائی بن نہ پڑیگی یہ سوچکر پکارا کہ تقدیر گریز خداوندی کی فوج میدان سے مراجعت
کرے بموجب حکم لشکر میں طبل بازگشت بجا خونخوار مقابلہ شہزادہ فیروز مند سے پھر آیا امیر

بھی ناچار نقارہ آسایش بجوا کر معاودت فرما ہوے لشکر خیمہ گاہ پر آکر آسودہ ہوے فوج ساحران
نے بھی خیام و بارگاہ نصب کیے امیر نے شب کا دربار شاہ سے معاف کرا لیا بادشاہ آکر داخل
شبستان ہوے سردار بارگاہوں میں آرام پذیر ہوے ادھر پیکان دربار لقا میں بیٹھکر ناچ
دیکھنے لگا اور حال لشکر امیر کا پوچھا بختیارک نے ابتدا سے انتہا تک سب کہا یہ باتیں یہاں
ہوتی ہیں مگر ایک جملہ اور سنیے کہ جب افراسیاب پیکان کو بھیج چکا حیرت عازم ہوئی
کہ انگشتری جمشید کی لیتی جاؤں شاہ نے فرمایا کہ ذرا ٹھہر جاؤ اور دبیر کو حکم دیا کہ دو نامے تحریر کر ایک
بنام ملکہ افشان جادو اور دوسرا بنام ہوشیار بن اثر در سوار جادو اور دونوں میں مضمون
یہ ہو کہ بہر مدد خداوند سمت عقیق کوہ جاؤ اور وہاں نہ جاؤ تو میرے پاس حاضر ہو کہ ملکہ حیرت
بجرہ کہ ہفت بلاے طلسم کی طرف انگوٹھی لینے جاتی ہیں تا آنے ملکہ موصوف کے تم لوگ باغیوں
سے آکر مقابلہ کرو منشی نے حسب ارشاد توقیع و قیع ترقیم کیے شہنشاہ نے دو ساحر بلا کر نامے دیے
کہ ہوشیار ظلمت میں رہتا ہے ایک شخص ادھر جاے اور ایک شخص دہنہ طلسم پر کہ جہاں سے لشکر
خداوند بہت قریب ہو جائے کہ ملکہ افشان شہر افشانیہ کی مالک ہیں پر رہتی ہیں خلاصہ کلام
دونوں ساحر نامے لیکر مقام مذکورہ پر گئے اور نامے دیکر جواب لیے ہوشیار نے تو لکھا کہ میں آپکی
خدمت میں حاضر ہوتا ہوں اور افشان نے تحریر کیا کہ کنیز خداوند سے بہت قریب ہے اگر خداوند
مجھکو بہ عزت طلب فرمائیں تو جاؤں اور بغیر کسی ذی عزت کے بلانے سے میں نہ جاؤں گی
نامہ دار جب دونوں عرضیاں شاہ جادوان کے پاس لائے اسنے پڑھا افشان کے عذر پر
غصہ آیا تھا مگر وہ عزیز دار ملکہ شرارہ جادو ہے جو اول میں عمرو کے ہاتھ سے بمقدمہ گرفتاری
بدیع الزمان قتل ہو چکی تھی اس باعث سے بادشاہ کی بھی عزیز اور بزرگ ہے شاہ طلسم غصہ
کو ضبط کر کے بیٹھا پھر کچھ سوچکر عرضی خداوند کو لکھی کہ یا خداوند قریب وہاں شہر افشانیہ ہے اور
وہاں کی حاکم ملکہ افشان جادو ہے آپ شیطان کو بھیجکر باآبروے تمام بلا بھیجیے کیونکہ اسنے یہی عذر
آپ پاس آنے میں کیا ہے غرضکہ عرضی دیکر انھیں دونوں ساحروں کو جو نامے لیکر گئے تھے خداوند
پاس بھیجا ساحر دریا سے اتر کر جب طلسم ظاہر میں آئے باہم مصلحت پذیر ہوئے کہ ذرا اب لشکر مہرخ
کو دیکھتے چلیں اور زمین پر اترے سیر کناں پیدل چلے عمرو بارگاہ میں مشورہ میلے کے شر سے بچنے کا
کر رہا تھا یکایک اٹھکر باہر آیا کہ دیکھوں لشکر حریف میں اب کیا کیا بند و بست ہے اتفاقاً باہر جب
آیا دو ساحروں کو ایک سمت لشکر سے نکلکر جاتے دیکھا تو یہ بھی انکے پیچھے چلا اور ایک جگہ ٹھہر کر

صورت ساحر کی ایسی بنا وہ کچھ دور ہی گئے تھے کہ یہ انکے پاس پہونچکر باہم صاحب سلامت کر کے
گویا ہوا کہ آپ کو یا تو دربار شاہ جادوان مین دیکھا تھا یا آج دیکھا فرمایئے کہان کا عزم کیا ان دونون
نے اپنی طرف کا ساحر سمجھ کر سارا حال وماجرا بیان کیا اسنے سب کیفیت عرضی نامہ وغیرہ کی سنکر
کہا کہ بعد مدت آپ سے ملاقات ہم سے ہوئی ہے میرے غریب خانے پر تشریف لیچلیے ایک آدھ جام شراب
پیکر جایئے گا انھون نے ہاتھ باندھکر کہا مہربانی آپ کی ہمین عرصہ جانے مین ہوگا اسنے کہا اچھا تو
یہین ٹھہر جایئے میرے پاس ایک گلابی ہے وہی پی لیجیے اسکے اصرار سے وہ ساحر ٹھہرے اور دو دو
جام شراب کے کہ بیہوشی آمیز تھی پیتے ہی بیہوش ہو گئے عمرو نے عرضی افراسیاب کی جھولے سے انکے
نکالکر پھاڑ ڈالی اور اپنے ہاتھ سے عرضی کا یہ مضمون لکھا کہ یا خداوند یہ دونون ساحر بڑے حرامزادے
ہین اور نہایت مفتری ہین لیکن مجھکو بسبب مروت کے یہان سزا دیتے بن نہ پڑی آپ کی خدمت
مین اسلیے بھیجتا ہون کہ جب یہ وہان پہونچین ناک و کان انکے کاٹکر خوب سی جوتیان لگا کر انکو
نکال دیجیے گا اور ایک رقعہ شیطان بختیارک کو لکھا کہ ارے حرامزادے مجھے اتنا زمانہ طلسم مین
آئے ہوئے ہوا تو نے خراج ریش تراشی کہ میری جوتیان کھانے سے بال جو تیرے سر پہ نہین
جمتے وہ حجامت کا حق آج تک نہ بھیجا لازم ہے کہ سب روپیہ جمع کر کے رکھ چھوڑنا انشاء اللہ بعد
فتح طلسم مابدولت تشریف خود لاتے ہین اگر اپنے دام کوڑی کوڑی نہ پایئن گے تو تیرا بھی مثل تیرے
باپ کے ہریسہ پکا ئینگے غرضکہ جب یہ لکھ چکا عرضی پر مہر شاہ طلسم کی جو اسکے پاس مصنوعی بہر عیاری
ہے کر کے نیچے عرضی کے لکھ دیا کہ ایک رقعہ بنام شیطان مین نے لکھا تھا شاید یہ ساحر براے حرامزدگی
نہ دین تو آپ تلاشی لیکر چھنوا لیجیے گا اور شیطان اسکو الگ لیجا کر پڑھین دربار مین نہ پڑھین یہ لکھ کر رقعہ
تو ساحرون کی کمر مین باندھ دیا اور عرضی کو جھولے مین رکھکر اپنا راستہ لیا وہ ساحر بعد کچھ دیر کے
ہوشیار ہوئے اور سوچے کہ شراب بہت تیز تھی جسکو پیکر بیہوش ہو گئے تھے یا یہ شخص شراب پلانے والا
عیار تھا کہ بیہوشی پلا گیا پھر کہا اگر عیار ہوتا تو بیہوش کر چکا تھا مار ڈالتا لوٹ لیتا ہماری سب چیزین
موجود ہین یہ کہکر جھولے مین نامہ دیکھا وہ بھی اسی طرح رکھا پایا کہا سامری کا شکر ہے کہ سب طرح سے
خیر ہی چلو چلو اب دیر ہوتی ہے غرضکہ یہان سے اڑکر بعد قطع مسافت راہ اسوقت آکر پہونچے کہ لقا جنگ گاہ
سے پھر کر بارگاہ مین آیا تھا اور ریکان وغیرہ سب بیٹھے تھے مگر بختیارک لشکر ساحران اترو انے
اور خیمون کے نصب کرانے کے انتظام مین تھا کہ ساحرون نے خداوند کو مجرا اور سجدہ کیا عرضی شاہ
جادوان کی پیش کی لقا نے پڑھکر پوچھا کہ کوئی اور بھی رقعہ تمھارے پاس ہے انھون نے کہا نہین

لقا نے کہا سچ ہو کہ تم بڑے دغاباز اور بدذات ہو یہ کہکر حکم دیا کہ انھین گرفتار کرو اور جوتیان مارو
اور بسکہ وہ دونون ساحر تھے جب اپنی بےعزتی اُنھون نے دیکھی پھر کہنے لگے کہ جو گرفتار کرنے چلا بیہوش
ہوا لقا نے بیکان سے کہا اے بندۂ قدرت قید کرا نکو بیکان اور اُسکے مطیع سردار دم پڑھ پڑھ کر اُن
دونون کے جا کر لپٹ گئے اور ادرو بلوہ پکڑ کر سامنے لائے لقا نے کہا ناک اور کان کاٹ کر
جوتیان لگاؤ حسب الحکم جلاد نے ناک کان کاٹ لیے ہر چند وہ کہا کیے کہ ہم نامہ دار اور بے قصور
ہین شاہ طلسم ہمکو عزیز رکھتا ہو اخشان کے بلانے کے لیے عرضی آپ کو لکھی ہو لقا نے ایک نہ سنی
کہا یہ بیکار ہین اور بعد ناک اور کان کاٹنے کے جوتیان اُنپر پڑنے لگین خوب بندھ کر وہ پٹے شور
واویلا جو بلند ہوا بختیارک دوڑا آیا حال پوچھکر عرضی دیکھی پھر ساحرون کو زدوکوب کرنے سے
منع کیا اور ان سے پوچھا کہ تمکو راہ مین تو کوئی نہین ملا تھا انھون نے شراب پینا راہ مین بیان
کیا شیطان بولا کہ بیشک رقعہ بھی تمھارے پاس ہوگا یہ کہکر کمر مین تلاش کیا رقعہ ملا پڑھکر آنکھون سے
لگایا اور پکارا کہ او بے گیدی لقا ہمارے مرشد نے ریش تراشی کا خراج مانگا ہو میرے پاس تو
جمع ہو تجھکو بھی موجود رکھنا چاہیے دیکھ ان حضرت نے ان دونون کے ناک و کان وہان سے
کٹوا ڈالے یہ کہکر رقعہ دیا لقا پڑھکر شرمندہ ہوا اور سمجھا کہ عمرو کا یہ فتور تھا ساحرون کو تورہا کردیا
مگر بباعث اپنے خداوند ہونے کے پھر عذر نہ کیا کیونکہ لوگ کہتے کہ خداوند آپ ہی تو پٹواتے ہین اور
آپ ہی پھر منت کرتے ہین لہذا جو مشیت خداوند مین گذرا وہی ٹھیک تھا ساحران بینی و گوش
بریدہ نالان و گریان سمت طلسم گئے اور یہان بیکان نے پوچھا کہ ملک جی یہ کیا معاملہ تھا اسنے کہا
معاملہ کیا ہو میرے مالک اور پیر و مرشد نے جو کچھ لکھا تھا تعمیل اُسکی ہوگئی اب ریش تراشی کا خراج
مانگا ہو وہ مین طلسم مین بھیجدونگا خداوند اگر نہ بھیجین گے جوتیان کھائینگے بیکان نے کہا خداوند
سے بڑھکر اور کون ہو اسنے کہا وہ بھی کوئی ہین مین نام انکا نہ لونگا میرے باپ کا ہر بیسہ بکا چکے ہین غرض
اس کو ثابت ہوا کہ یہ عمرو کو کہتا ہو بس یہ سمجھکر گویا ہوا کہ ملک جی توبہ توبہ کرو ایک عیار کو خداوند
پر ترجیح دیتے ہو دیکھو مین ایک ساعت مین لشکر خداپرستان غارت کیے دیتا ہون بختیارک نے
کہا بس چپ رہو بہت لاف و گزاف نہ کرو مرشدزادے ہر وقت یہان تشریف رکھتے ہین ایسا ہو
کہ تمھارا بھی فیصلہ کردین بیکان کو ان باتون سے غصہ آیا اور ایک تیر اپنے ترکش سے نکالکر سحر
پڑھکر فولاد جادو نام اپنے سردار کو دیا کہ اس تیر کو جا کر پہاڑ پر رکھ کر منھ سمت لشکر امیر کا کرکے
کہنا کہ اے بیکان بحکم خداوند سامری جدھر تیر کا منھ ہو اس لشکر پر تیر برسین فولاد تیر لیکر چلا مگر لشکر

ساحران عین جنگ گاہ مین آیا تھا عیار سمجھ چلے تھے کہ یہ جوائے ہین فتور ضرور کرینگے بدین لحاظ صورت بدلکر بارگاہ عدو مین کھڑے اُنکے عزم کو دریافت کر رہے تھے انھون نے سب کیفیت ساحرون کے ناک وکان کٹنے کی دیکھی اور پیکان کا تیر بھیجنا بھی دیکھا فولاد کے ساتھ عیار بھی چلے اور باہر بارگاہ کے آکر سمک عیار تو امیر کے پاس گیا کہ انکو اس حال کی خبر دون تاکہ اسم اعظم پڑھین اور سردار سب بارگاہ سلیمانی مین چلے جائین کہ سحر کی آفت سے محفوظ رہین فی الجملہ یہ تو ادھر گیا اور چالاک بن عمرو فولاد کے ساتھ ہوا اور پاؤن شاطری مار کر اس سے پہلے کوہ کے قریب جاکر ایک کھال شیر کی کسوت عیاری سے نکالی اور اپنے جسم پر پہنکر گھنڈیان سینہ پر لگا کر درہ کوہ مین مخفی منتظر ہوکر ٹھہرا اس عرصہ مین فولاد قریب کوہ پہونچا اور چاہا کہ گھاٹیان طے کرکے پہاڑ پر جاؤن شیر دھڑ دھڑا کا مار کر یکایک اسپر آپڑا یہ بدحواس ہوکر چت گرا اور سحر سارا بھولا اور فرط خوف سے بیہوش ہوگیا چالاک اسکی چھاتی پر اسی طرح شیر بنا ہوا چڑھا اور منھ سے سفوف بیہوشی پھونکا کہ وہ بسبب زندہ ہونے کے سانس لیتا تھا دماغ مین بیہوشی نے سرایت کی اب بالکل بیخبر ہوگیا اسنے سینے پر سے کود کر کھال اُتاری اور وہ تیر جو سحر کا تھا جھولے سے نکال لیا بجائے اسکے ویسا ہی تیر رکھ دیا اور آپ درہ کوہ مین جاکر چھپ رہا کچھ دیر کے بعد فولاد کی بیہوشی جاتی رہی ہرچند کہ ہوشیار ہوا مگر وہی خیال پیش نظر تھا کہ شیر مجھے دبائے بیٹھا ہے اس وجہ سے گھگی بندھ گئی تا دیر آنکھ بند کیے پڑا رہا جب کسی نے اُسے آزار نہ دیا اور طبیعت نے خوف برطرف کیا قوت ادراکیہ اور متمیزہ قوی ہوئی اسوقت آنکھ کھلی اور دیکھا کہ شیر نہین ہے بس جان گرامی تو کمال عزیز ہوتی ہے اُٹھکر بھاگا کہ ایسا نہو پھر شیر آجائے جب دور نکل گیا چندان حواس درست ہوئے گرد اپنے حصار سحر کا پڑھا اور دوسری جانب بہت دور نکل گیا تو پہاڑ پر چڑھا اور تیر نکالکر جانب لشکر امیر رُخ اسکا کرکے رکھا اور یہ پکارا کہ بحکم سامری تیر لشکر عدو پر برسین اُدھر تو اسنے تیر رکھا اور ادھر چالاک درہ سے نکلکر پہاڑ پر چڑھا اور تیر کا منھ جانب لشکر لقا رکھکر پکارا کہ بحکم خداوند سامری یہ جدھر تیر کا منھ ہے اس لشکر پر تیر برسین فی الفور لشکر لقا پر ایک ابر آکر محیط ہوا اور زیر ابر پتلے سحر کے آکر روبرو ہوا کھڑے رہے ہاتھ مین تیر وکمان لیے تھے تیر پھر کمان مین پیوستہ کرکے تاک تاک کر لشکریون کو مارنے لگے

پھر تو بمقتضائے بیت

کس نیاموخت علم تیر از من
کہ مرا عاقبت نشانہ نہ کرد

لشکری غافل شعبدہ بازی چرخ غدار سے تھے اور کوئی اپنے بستر پر زندگی سے اختلاط کر رہا تھا اور کوئی شراب پیتا تھا کہین ڈھولک بج رہی تھی ستار کہین چھڑ رہا تھا کوئی خداوند کی عبادت

مین تصویر لقا کی سامنے رکھکر سجدہ و سجود کرتا تھا خلاصہ یہ کہ سب اپنے اپنے کام مین مصروف تھے اور یہ نہ جانتے تھے کہ ترک فلک کمین گاہ مین ایسی ایسی ہزار آفتین نہان رکھتا ہو کہ یکایک نشانۂ خدنگ دل دوز اجل ہونے لگے اور دس ہزار آدمی ایکسہی بوچھار مین گرکر خاک پر مرغ نیم بسمل کی طرح لوٹنے لگے لشکر ساحران مین اور غیر ساحران مین غریو الحفیظ والامان کا بلند ہوا از بسکہ لشکر دور تک اترا ہوا ہی لاکھون آدمی ہی بعض ساحر سمجھے کہ یہ لشکر لقا کی شرارت ہی یہ سمجھکر تُرہی اور نفیر سحر بجا کر اپنے اپنے خیمون سے نکلکر لشکر لقا پر جا پڑے یہ بیچارے بھی گرنے لگے پلٹنین رسالے بھی تیار ہوئے بعض لشکری سمجھے کہ امیر شبخون آئے ہین اور پلٹن والے جو چلے رسالہ تیار کھڑا تھا اُس سے بھڑ گئے بے پرسش تلوار چلنے لگی گوشت خر و دندان سگ کا نقشہ ہوا غوغا جو مچا پیکان و بختیارک وغیرہ دوڑے دیکھا کہ فلک پر سے تیر برس رہے ہین بختیارک ناچنے لگا اور پکارا کہ صلواۃ بر ابراہیم ولعنت بر لقا ای پیکان دیکھا تو نے مرشد زادے کی کارسازی کہ بمصداق بیت

تیر باران بلا سے ہوگئی کشت اپنی سبز
رہگیا دہقان دعاے ابر رحمت مانگتا

وہ نہ ہوا جو تو نے چاہا تھا لشکر حریف پر تیر نہ برسے ہمین پر یہ آفت آئی کہ بمصداق بیت

ابر رحمت سے تو محروم رہی کشت مری
کوئی بجلی ہی فلک تو نے گرائی ہوتی

پیکان نے بہت جلد رد سحر پڑھا اور پہر بھر کامل سحر خوانی کی کہ عرق عرق ہوگیا اسوقت وہ پتلے غائب ہوئے اور ابر شق ہوکر برطرف ہوگیا مگر اس پہر بھر کے عرصہ ہی مین لاکھون آدمی تیرون سے ہلاک ہوگئے تھے اب جو تیر پڑنا موقوف ہوئے تو لشکر کا باہم لڑنا نہین موقوف ہوتا اتنے بڑے لشکر کو کون روک سکے مینھ تیرون کا برستا تھا خنجر آسمان شجاعت مین برنگ ہلال تھے بہادرون کے چہرے خون بھرے ہوئے آفتاب مثال تھے کہ نظم

زتاب نفس در ہوا بستہ تیغ
جہان سوخت از آتش برق تیغ
زبس عطشئہ تیغ برخون و خاک
دماغ ہوا پر شد از جان پاک
جگر تاب شد نعرہ ہاے بلند
گلوگیر شد حلقہ ہاے کمند
سم بادپایان پولاد نعل
زخون دلیران زمین کرد لعل
ز رنگ کمان ہاے بازو شکن
بسی خلق را بردہ از خویشتن
درخشیدن تیغ آئینہ تاب
درخشان تر از چشمۂ آفتاب

یہ غوغا جب بلند ہوا فولاد بہاڑ پر تیر رکھکر چلا کہ معلوم ہوتا ہو لشکر [illegible] پر تیر برس رہے ہین جب اپنے لشکر مین آیا جنگ عظیم برپا دیکھی سمجھا کہ فوج دشمن عاجز ہوکر یہان آگری ہی یہ جان کر لڑنے لگے شعلے آتش کے بلند ہوئے شرارے اُڑتے تھے ستارے ٹوٹ کر گرتے تھے یہ شور سنکر لشکر امیر

بھی تیار ہوا سردار خیمون سے نکل آئے بادشاہ بھی برآمد ہوے کہ سمک عیار اور چالاک نے آکر بصد ادب سارا ماجرا بیان کیا بادشاہ اور سردار ہنس پڑے اور چالاک کو خلعت فاخرہ عنایت کیا اور فوج کو حکم دیا کہ جب تک یہ ہنگامہ رہے یہان بھی کوئی کمر نہ کھولے فی الجملہ یہان تو انتظام ر اور اس طرف لاکھون آدمی مارا گیا جس وقت کہ نسیم سحر لبان خدنگ سینہ ہندوی شب کے پار گذری اور شفق صبح سے زمین خون آلود نظر آئی کہ نظم

چو روز دگر مرغ بگشاد بال — تہی شد دماغ سپہر از خیال
بغول سیہ بانگ بر زد خروش — درآمد بغریدن آواز کوس

دم سحر نبرد آزمایان باہم نے ایک دوسرے کو پہچانا اور لڑنا موقوف کیا کمر کھولی خجالت سے سر زانو مین ڈالکر بیٹھے اور بختیارک ہجو ملیح کے طور پر تعریف پیکان کی کرتا ہوا پھرا کہ آپ کا مثل نہین کیا نایاب سحر آپ نے کیا حضور کی اندھی ہاتھی کی مثل ہوئی جو اپنی فوج کو مارتا ہو واہ مرشد زادے واہ میان پیکان کے کیا چونا آپ نے لگایا سارا جادو کرنا بھلا دیا یہ کہکر خداوند سے کہا کہ آپنے یہ تقدیر کیسی کی لقا نے جھلا کر جواب دیا کہ قلم قدرت میرا اُس وقت آڑا ہو گیا جدھر قلم چل گیا چل گیا تجھے مشیت مین میری کیا دخل ہی غرض بعد اس گفت و شنید کے پیکان نے فوج ساحران کا جائزہ لیا سو دو سو زندہ بچے باقی بارہ ہزار کے بارہ ہزار مارے گئے منھ اپنا پیٹ لیا اور افراسیاب کو یہ سب کیفیت عرضی مین لکھکر روانہ کی اور لکھا کہ اور فوج بھیجیے یہ عرضی لیکر ایک ساحر گیا اور پہلے دنکے وہ دونون ساحر بینی و گوش بریدہ جاکر پہونچے شاہ جادوان انکا حال دیکھکر آگ ہو گیا اور جب یہ عرضی پیکان کی پہونچی فرط غضب سے کچھ التفات نہ کیا عرضی پر اور ساحر سے کہا اگر مقدمہ خداوند کا نہوتا تو مین اپنے ملازمون کا عوض لیتا خیر تو جا اور پیکان سے کہنا کہ تنہا مقابلہ کر جب مسلمان مغلوب ہونگے ان کے قتل کو فوج خداوند کافی ہی مین بعد کچھ روز کے فوج کو تجویز کر کے بھیجونگا ساحر یہ کیفیت سب سنکر واپس آیا اور جملہ حال بیان کیا پیکان تو تنہا لڑنے پر آمادہ ہوا اسوقت خونخوار کوہی نے کہا میرے نام طبل جنگ بجوایئے غلام مقابلہ کرے گا اور بختیارک نے کہا کہ ای پیکان تم بھی جسوقت کہ خونخوار لڑنے لگے حریف پر سحر کرنا کہ خونخوار اسکو زیر کرے پیکان نے کہا ایسا ہی ہوگا غرضکہ دن بھر یہی صلاح و مشورہ رہا اور لشکر پراگندہ کو ترتیب کیا لاشین میدان سے اُٹھوائین بعد ان تدبیرات کے جب سواد شب سے حرفہاے نیک و بد نیرنگ طراز ازل و ابد نے اوراق سپہر پر لکھے اور طالع مسعود اور زمان محمود کی خبر ستارے لوح فلک پر دینے لگے کہ ابیات

زسر سبزی گنبد تابناک — زمرد شدہ لوح طفلان بخاک
ستارہ بر آن لوح زیبا زسیم — نبشتہ بسے حرف امید وبیم

حکم نواختن طبل جنگ دیا نقارہ رزمی گڑ گڑایا ہرکارے خبر لیکر پیش ملازمان شہنشاہ سریر گردون نظیر حاضر ہوکر شرائط ادب ومراسم تعظیم بجالائے اس طرح عرض پیرا ہوے کہ ابیات

سخن راند در پوزش شہریار — کہ باد آفرین بر تو از کردگار
زہر شاہ کاید جہان را پدید — بدست تو داد آفرینش کلید
زبر کار مغرب تو بر داختی — علم بر خط مشرق افراختی

لشکر خسران مآل بدسگال مین طبل جدال بجا ہو چکا انکی شامت آئی ہو قضا نے گھیرا ہو شاہ نے بھی ارشاد فرمایا کہ یہان بھی جام ایزد پاک کچھ باک نہین نقارۂ رزم بجے اور ہر ایک بہادر لڑنے کا عزم کرے اس حکم محکم سے کوس اسکندری پر دوال دیا گیا شور افتادۂ عالم عالمگیر ہوا دنائے ترکی نے عالم صدائے صور پیدا کیا ابیات

زغریدن کوس گردون شگاف — زمین را برآمد نفیر از ناف
ہمان نائے ترکی برآورد شور — ببازوے ترکان برآورد زور

بعد برخاست ہونے دربار خیام ذوی الاحترام مین آکر درستی آلات حرب کرنے لگے غریو دونون لشکرون مین بلند رہا ہتھیارون کی جھنکار نغمہ عندلیب گلشن تھی جوہر شمشیر کی بہار چمن چمن تھی دلاور رنگ جوانان باغ جھومتے تھے شاہد قبضۂ تیغ کا منھ چومتے تھے اور گلستان شجاعت مین سرو آسا قیام پذیر تھے اور قمری دار طوق محبت عروس مرگ اُن کے گلوگیر تھے اسی ہنگام مین شب سوسن بہار کی بہار گلزار دہر سے مٹی اور گل زرد خورشید صحن گلشن نیلوفری فلک مین بصد آب وتاب پھولا کہ ابیات

بہنگام چو گل خوش بود روزگار — بخندد جہان چون بخندد بہار
چو خورشید روشن برآید باوج — زروشن جہان بر زند نور موج
شہ از خواب سر برزد آشوبناک — دل پاک را کرد زاندیشہ پاک
بطاعت گہ آمد نیایش نمود — زبادافرا لشکر آرایش نمود
زیاری دہ خود داور داوری — کہے یار گے خواست وگہ یاوری
چو نخلے بغلطید بر روے خاک — کمر بست وزد دامن ورع پاک

امیر نماز سحر اور اوراد سے فارغ ہوکر مسلح و مکمل در دولت شہنشاہ عدل گستر پر حاضر ہوئے شاہ گردون پایگاہ طاعت آلہ سے فراغت کرچکے تھے مانند آفتاب عالمتاب کے افق کاشانہ دولت سے ساطع الانوار ہوئے ہر ایک سردار کا مجرا اور سلام ہوا اور تخت شاہنشاہ سمت دشت مصاف چلا کہ

نہاد ندش اورنگ بر پشت پیل — کشیدند شمشیر گردش دو میل
وران ہین بحر لے دریا شکوہ — حصاری زد از موج لشکر چو کوہ
سپہ را بآیین پیشینہ روز — برآراست سالار گیتی فروز
چپ و راست پیراہن آن حصار — ز پولاد بستند بر رہ غبار

میدان نبرد میں وارد ہوئے تھے کہ لشکر لقا بھی بڑے کر و فر سے آیا صف آراؤن نے دونون جانب پرا جمایا خس و خاشاک بیلدارون نے دور کیا سقون نے گرد و غبار بٹھایا نقیب نقابت کرکے ہٹے اسوقت فولاد جادو میدان میں سحر کی نیرنگی دکھاکر طالب نبرد ہوا جمہور شاہ سے اجازت لیکر سامنے گیا اسنے ترسول گینڈا بڑھاکر مارا اسلیئے کہ اول زور سے کار برآری نہو تو سحر کرون جمہور نے ترسول روکر کے ایک ڈانڈ نیزے کی کمر پر اس زور سے لگائی کہ وہ سنبھل نہ سکا پشت زین سے برروئے زمین گرا جمہور شل شیر غضبناک کے اپنے مرکب سے کود کر اسکے قریب آیا اور ایسی ٹھوکر ماری کہ تن خاکی کو اسکے گرد برد کردیا ایک پانون اپنا اسکے پانون پر رکھا اور دوسرا پانون ہاتھ سے پکڑکر ایسا جھٹکا دیا کہ ایک پیکر کے دو پیکر بنائے شل کرپاس چیر ڈالا غریو جان لشکر کفار سے نکلا اور خونخوار یہ طاقت دیکھکر دنگ ہوگیا پیکان کا یہ سردار تھا اسنے سرداران باقی ماندہ کو للکارا کہ ہان اس خدا پرست کو جانے نہ دینا اسوقت سو دو سو ساحر نارنج و ترنج پکڑکر شہزادے پر آگرا پھر تو امیر بھی اسم اعظم پڑھتے ہوئے اشقر اڑاکر چلے اور جمہور کو ہٹاکر ساحرون پر جا پڑے یہ دیکھکر کوہی اور لقا پرست بھی تلوارین کھینچکر حملہ آور ہوئے پھر تو بادشاہ اسلام نے تخت آگے بڑھایا اور جملہ فوج اسلام نے جنگ آغاز کی ساحرون نے نارنج و ترنج مارے وہ ببرکت اسم اعظم سب باطل ہوئے اور سردار سے سردار اور پیادے سے پیادہ سوار سے سوار بھڑ گیا کھچا کھچ تلوار کا اور فشافش تیر کی بلند ہوئی کہ بمقتضائے نظم

ز عکس سر تیغ و برق سنان — دل اژدہائے سپہر رفت و گشت ارغوان
ترنگ کمان رفت در مغز کوہ — فشانش کنان تیر بر ہر گروہ
بولادی لخت گردن کشان — برون ریختہ مغز با اژدہان

زبیداد گوپال پیل افگنان / فلک جامہ در خشم پیل افگنان
نشیب پلک رگ زیر پائے مور / زبال عقابان تہی گرد زور
سر نیزہ از طاس سک سرنگون / بہ پرچم فرو ریختہ طاس خون
سیم باد پایان زخون چون عقیق / شدہ تا نماز زین بخون در غریق
سنان در سپر کوکب افروختہ / سپر بر سپر کوکب دوختہ
زبس خشت اینہا کہ شد بہ ہلاک / بحدی ست بر کشتگان خون و خاک
سرافشانی تیغ گردن فراز / برآورد از جوی خون لالہ زار
زہر قبضۂ خنجری در شتاب / برآورد خون اژدہا سر زخواب
زبس کشتگان کرد بر گرد راہ / چو بازار محشر شدہ حرب گاہ

اسی طرح تا شام سر برساکیے اور خون بہا کیا جس وقت کہ اژدہاے سیاہ شب نے شہسوار مشرق دیار کو نگلا اور تیرگی نے عالم کو گھیر لیا کہ بمصداق نظم

چو در برقع کوہ رفت آفتاب / سپر روز روشن فرو شد بخواب
شب تیرہ چون اژدہای سیاہ / زماہی برآورد و سر سوی ماہ

بختیارک نے خیال کیا کہ رات کو ساحر باقی ماندہ بھی ہلاک ہونگے لشکر پسپا ہوتا چلا آتا ہے یہ دیکھکر فوراً طبل امان بجواکر پھر الشکر اسلام بھی معاودت فرما ہوا دونوں جگہ سے ولاور جاکر آرام گزین ہوے اور شاہ بارگاہ مین بیٹھے ساقی ومی ومطرب حاضر ہوے جام عشرت گردش مین آیا **بختیارک** نے کہا کیون **پیکان** تم نے زوران بدگان مغضوب کا دیکھا **خونخوار** نے کہا ملک جی وہ لوگ ایسے ہی ہین مجھے بھی ان سے لڑنے کی حسرت ہی آپ نے آ ہکی جنگ ساحر کو بھیجکر مفت خراب کی **بختیارک** نے کہا مین چاہتا ہون کہ تم چندے یہان اور رہو اور تم خدمت امیر مین جانے کی جلدی کرتے ہو آج اپنے نام پر طبل بجواؤ اور ڈنکے کی چوٹ پر جاکر مسلمان ہوجاؤ **خونخوار** ان باتون کو سنکر ہنسا اور حکم نواخت طبل دیا نقارہ بجتے ہی ہرکارے خدمت شاہ مین جاکر مخبر ہوے اس طرف بھی دہل اور دمامے بجے تیاری جدال وقتال شروع ہوئی رات بھر درستی ہوئی جس وقت کہ طاق فیروزہ فام آسمان پر صانع قدرت نے یاقوت رخشان مہر سنگ کوہ خاور سے نکلا اور بساط گوہر آمود نوز یر شب کو اکب کو لپیٹا کہ بمقتضاے نظم

چنین تا یکے روز زاین چرخ پیر / برآورد گوہر زدریاے قیر

	فرو شست گردون قبا را ز نیل ز گوران ہمہ دشت گردند گور بجوشید خون از دم گرم نے	چو خورشید پر زد سر از گنج نیل دگر بارہ شیران نمودند شور بغافل در آمد جرس باد رائے	

صبح امیر نماز پڑھکر آستان شاہ پر آکر ہمراہ خسرو لجکلاہ مع سرداران عالی جاہ کے وارد دشت نبرد ہوئے لقا بھی آیا فوج دریا موج ساتھ لایا بعد ترتیب لشکر خونخوار گینڈا بڑھاکر میدان مین آیا ہنر ہائے شایستہ دکھاکر طالب ستیز ہوا ازبسکہ جمہور سے یہ معرکہ اٹکا ہوا ہی اور اس ہنگامے کے موجد گویا یہی ہین اس باعث سے آج بھی انھین نے مرکب اڑایا اور اجازت لیکر میدان مین آکر مقابلہ کیا چونکہ اول روز نیزہ بازی ہو چکی تھی آج خونخوار نے گرز گران چرخ دیکر لگایا شہزادے نے اپنے گرز پر گا تھا اور جواب مین اسکی ضرب کے آپ بھی گرز مارا اسنے بھی گرز پر روکا مگر دونون کے گھٹنے جاکر زمین پر لگے اور کمر پر گینڈے کی وہ لکان پڑی کہ ٹوٹ گئی خونخوار کود کر گھوڑے سے کرتے حریف کا چلا تھا کہ شہزادہ بھی کود ادہ دوڑکر لپٹ گیا کشتی آغاز ہوئی یہان مارا اور وہان ٹیکا بڑی تڑپ اور جھڑپ سے خونخوار لڑنے لگا عین کشتی مین حسب فہمایش بختیارک مخفی طور پر بیکان نے سحر کیا کہ جمہور کی قوت جسم کی جاتی رہی اسنے جست کرکے باندھ لیا اس کشتی مین دن آخر ہو چکا تھا لشکر لقا مین طبل بازگشت بجا اور سب جنگاہ سے پھر کر داخل خیام بارگاہ ہوئے امیر بھی بارگاہ مین آئے لشکر آسودہ ہوئے امیر نے فرمایا کہ مجکو جمہور کے گرفتار ہونے کا بڑا تعجب ہی سرداروں نے عرض کیا کہ ہم جانتے ہین وہ سحر سے قید ہوا ہی یہان تو یہ چرچا ہی مگر اس طرف خونخوار نے قید شہزادے کو پہنوا کر سامنے اپنے بلایا اور بعنایت تمام خطاب کیا کہ مین نے تجکو بمردانگی میدان مین زیر کیا پھر میری اطاعت مین کیا تامل ہی خداوند کو سجدہ نہین کرتا جمہور نے کہا مجھ پر سحر کیا اور دغا سے قید کرکے تو لایا اور اب باتین بناتا ہی خونخوار نے کہا مجھکو اصلا اسکی خبر نہین اور بیکان سے کہا مجھے آپ بدنام نہ کیجیے اسپر سے سحر اتار دیجیے اسنے اپنا جادو دور کر دیا کہ جسم شہزادے کا توانا ہوا خونخوار نے کہا آہنگرون کو بلاؤ کہ قید بھی کاٹ دین شہزادے نے یہ سنکر خانہ زرین چرخ ارکر ہتکڑیان بیڑیان وغیرہ توڑ ڈالین خونخوار نے چاہا کہ مثل اسکے جیسا کہ امیر نے میری کی تھی اسکو بھی بہ تعظیم و تکریم مہمان بناؤن اور خلعت دیکر رخصت کرون شہزادے نے فرمایا کہ ہم غیر مذہب کے یہان شراب تک نہین پیتے اگر تجکو ہم سے مقابلہ کرنا منظور ہی تو اٹھ کھڑا ہو کار امروز بفردا نہ گذار اسی وقت نصیب آزمائی کر خونخوار یہ سنکر دنگل سے کود اور سر پیچ بارگاہ کے اٹھوا دیے

صحن بارگاہ کرسی و دنگل سے خالی کرایا اور آپ چٹ لنگوٹ باندھکر شہزادے سے مقابل ہوا بختیارک نے کہا یا خداوند میان خونخوار اب چلے کسی طرح نہ رکین گے غرضکہ دونون مین دستیان کھینچکر داؤن اور پیچ شروع ہوئے جمہور نے چار گھڑی کشتی مین اکھیڑ مار کر چارون شانے چت کر دیا اور سینہ پر بیٹھا چاہتا تھا کہ سوال سلام کرکے اسکے انکار پر سر اسکا گردن سے کھینچ لے لیکن اسنے پچکے سے کہا کہ اے شہریار مین آپکا غلام ہون یہان سے آپ جا کر میری بارگاہ کے قریب ٹھہریے مین بھی آتا ہون جمہور اسکے سینے سے اُٹھا اور پکار کر کہا کہ ای فرقہ لقا پرستان مین جاتا ہون تم مین کوئی ایسا ہو کہ روکے مجھکو کسی نے جواب نہ دیا باہر آ کر ٹھہرا بعد کچھ دیر کے خونخوار بھی اُٹھ کر آیا اور جمہور کو اپنی بارگاہ مین لایا اس ہنگام مین وہ بقیہ دن تمام ہوا اور فلک خونخوار نے جمہور کواکب کو بارگاہ زنگاری مین بلایا ماہ کو بہر دعوت روبرو مہمانون کے پیش کیا کہ بفحوائے نظم

سیاہی ندید آمد از گنج راہ
بر آشفت گردون چو زنجیر مے

جہان خوش نباشد کہ گرد و سیاہ
بزنگی بدل گشت کشمیر مے

خونخوار نے اپنی فوج کے افسرون کو بلایا اور فرمایا آگاہ ہو کہ یہ سخرہ لقا دعوی خدائی کا کرتا ہی مگر کیسا خداوند ہی کہ جو اسکی مدد کو آتا ہی مارا جاتا ہی اور ذلیل ہوتا ہی بنا بر اسکے مین نے اطاعت خدا پرستون کی اختیار کی اور خدا کو واحد اور لاشریک جانا اب تم بھی مسلمان ہو اور میرے ساتھ چلو افسرون نے کہنا اسکا بدل منظور کیا اور خدا کو یکتا اور بے مانند مانا تو اسوقت انکو حکم دیا کہ تم جا کر مخفی طور سے لشکر اپنا تیار کراؤ اور ہم بھی سوار ہوتے ہین اس لشکر بے ایمان لقا پر شبخون مار کر خدمت امیر مین چلو افسر یہ حکم پا کر گئے او کمیدان نے پلٹن کو اور رسالے دار نے رسالے کو تیار کرایا اس اثنا مین خونخوار اور جمہور نے نکل کر فوج لقا پر حملہ کیا لشکر کو ہیون کا نام و نعرہ اپنے مالک کا سنکر تلوارین کھینچکر جا پڑا فوج لقا کی خالی تھی اسّی ہزار کوہی کے گرنے سے لشکر مین کھلبلی ہو گئی فوج خونخوار نے طنابین خیمون کی کاٹ دین کہ وہ جھوم کر گرے لوگ اسکے نیچے سے نکلنے نپائے تھے کہ انھون نے گھوڑے دوڑا دیے پھر تو یہ عالم ہوا کہ جیسے دام مین چڑیان پھنس کر پھڑکتی ہین سب کا طائر روح تڑپ کر قفس تن سے پرواز کر گیا اور وہ غلغلہ اسوقت برپا ہوا کہ صیاد فلک کا کلیجہ شق ہو جاتا تو عجب نہ تھا چارطرف بدحواسی مثل ابر کے چھا گئی کہ للمؤلفہ

گرا کٹ کے خیمہ تو عالم یہ تھا
تو گل خور دم مین لگا کھینچنے

کوئی اُٹھ کے بھاگا کوئی گر پڑا
یہ گھبراہٹ اسدم تھی باہم دگر

کوئی اپنا گھوڑا گیا کھینچنے
کہ کھولا جو گھوڑے کو بس کھینچکر

اگاڑی نہ کھولی پچھاڑی کو کھول
چڑھے اُلٹے جلدی سے تلوار تول
کوئی زیر جامے کو گردن مین ڈال
یہ بولا گریبان تنگ ہے کمال
غرض اضطراب انکو اسدرجہ تھا
کہ جامے کا پیجامہ ہونے لگا
اسی اثنا مین مردان جنگ آزما
علم کا دکھانے لگے راستا
چمکنے لگی برق شمشیر پھر
برسنے لگے ہر طرف تیر پھر
چلی صرصر تیغ سن سن وہان
بجھی شمع ہستی دشمن وہان
یہ اُگلے تھے تلوارون نے منھ سے لال
کہ تھا عارض شاہد رزم لال
ہوئی آتش کینہ یہ شعلہ ور
کہ تھا ہر طرف الحذر الحذر
ہوا جان دینے کی ایسی بڑھی
کہ باغ اجل مین بہار آ گئی
ہوئے قطع اس طرح سے پیل تن
کہ ہو قطع جس طرح سرو چمن
پھلے پھولے زخمون سے تھے نخل قد
گلستان تھا میدان دم جد و کد
سرون پر تھی یون ڈھال سایہ فگن
کہ چھایا ہو جیسے سحاب چمن
کشا کش مین دم اسطرح سے پڑے
کہ تار نفس کے تھے چھوٹے پڑے
غرض لشکر کافر بے حیا
یہ تلوار کی آنچ کو سہہ سکا

اسی اضطراب مین پلٹن ایک طرف سے آئی اور ادھر رسالہ کھڑا تھا اسکو فوج عدو سمجھکر لڑنے لگی رسالہ ایک جانب سے آیا وہ اپنے ہی یہان کی پلٹن سے بھڑ گیا **لقا** اور **بیکان** وغیرہ بارگاہ سے باہر دوڑے سارا لشکر باہم لڑتے دیکھکر حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے ادھر **جمہور** اور **خونخوار** تلوارین مارتے اپنی فوج کو لیکر سمت لشکر اسلام چلے یہان بھی طلایہ قایم تھے اور ساری فوج کمر باندھے مستعد تھی اس لشکر کو آتے دیکھکر طلایہ دار آگے بڑھے اور پکارے کہ کون آتا ہے **جمہور** سارے لشکر کو ٹھہرا کر اکیلا فوج مین آیا سلام کیا اور سارا ماجرا بیان کیا اسوقت لشکریان اسلام بہر استقبال **خونخوار** گئے اور مع اسکے لشکر کے اُسے لیکر آئے جملہ فوج کے کوہیون نے خیمے برپا کیے اور استقامت پذیر ہوے اور **خونخوار** کو **جمہور** نے اپنی بارگاہ مین لاکر فروکش کیا اس طرف لشکریان **لقا** کو باہم لڑتے دیکھکر بیکان نے کہا شاید **حمزہ** شبخون آیا ہے مین بھی سحر کرتا ہون **بختیارک** نے کہا **حمزہ** کا دستور نہین جو شبخون آئے اور غفلت مین کسی کو ہلاک کرے ہان **حمزہ** اور اُسکی اولاد اسجگہ شبخون مارتے ہین کہ جہان لاکھون آدمی حریف کے ہون اور وہ اکیلے ہون لہذا یہ مرشدی کسی اور ہی کی ہے تم سحر نہ کرو عجب نہین جو ہماری فوج آپسمین لڑتی ہو اچھا بزور سحر طبل امان بجاؤ کہ سب کے کان مین صدا اسکی پہونچے اگر شبخون آیا ہے تو لڑائی موقوف نہوگی اور باہمی جنگ ہوگی تو موقوف ہو جائیگی **بیکان** نے اسکے کہنے سے کچھ سحر پڑھا کہ ہزارون پتلے برروے ہوا آکر نعرہ زن ہوے کہ اے بندگان خداوند کیون باہم لڑتے ہو جنگ موقوف کرو یہ ندا ہر ایک کے گوش زد ہوئی اور لڑائی موقوف کی معلوم کیا کہ آپسمین نبرد آزما ۱۸۰

تھے آخر سب نے پھر قیام کیا مگر اس جنگ مین بھی لاکھون آدمی مارے گئے دشت مین خون کے
نالے بہے رات بھر اسی ہنگامہ مین ہر شخص رہا جسوقت کہ میدان عالم شفق خونین رنگ سحر سے
گلنار ہوا اور خورشید خونخوار طلعت نے جمہور انجم پر چھاپا مارا کہ **نظم**

دگر روز کاین بود سجادہ زنگ	ز پہلوے شبدیز بکشاد تنگ
زمین فرش سا زر چون در نوشت	برآورد سر صبح با تیغ و طشت
بفرمان شہ رایت افراختند	دران ہین صحرا وطن ساختند

صبح کو نقارہ ظاہر ہوا کہ **خونخوار** شبخون مار کر لشکر اسلام مین چلا گیا کف افسوس ملکر خاموش ہو رہا اور یہ
وہان شہنشاہ گیتی ستان تخت سلیمانی پر آکر جلوہ فرما ہوے **جمہور** نے آکر زمین ادب کو بوسہ دیا اور
خونخوار سے نذر دلائی اور ماجرای دوشین عرض کیا بادشاہ نے **خونخوار** کو براہ عنایت خلعت
سے مخلع فرمایا بارگاہ رہنے کو عنایت فرمائی خراج اسکے ملک کا معاف کیا اور مہینہ سرکار سے مقرر
فرمایا پھر جلسہ عیش شروع ہوا ناچ ہونے لگا مگر لشکر **لقا** مین ایک کہرام برپا تھا یعنے رات کو بیٹا
باپ کے ہاتھ سے مارا گیا تھا اور باپ بیٹے کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا کوئی سر پیٹتا تھا کوئی گریبان
چاک تھا **پیکان** نے افسران فوج کو بلا کر بہت کچھ زر و جواہر دیا اور نہایت تسکین دی دلداری
کی پھر خداوند سے کہا کہ مین جا کر پہاڑ پر سے سحر کرتا ہون کہ لشکر عدو پر ایسی آفت آئیگی کہ جس سے
جانبری کسی طرح نہوگی یہ کلمات سنکر **لقا** کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ **صدف** جادو نام ایک سردار نے عرض
کیا کہ آج مین طبل جنگ بجواکر امیدوار ہون کہ اپنا سحر عدو سوز حضور کو دکھاؤن **پیکان**
نے کہا کیا مضائقہ ہی یہ حکم سنکر صدف سحر کرکے اٹھ گیا اور اپنے خیمہ مین دن بھر سحر جگایا کیا جبکہ
صدف چرخ سے گوہر تابدار کوکب ظاہر ہوے اور رشتہ عقد ثریا ہمسلک مالہاے در شہوار
ہوا کہ **ابیات**

چو از تیرہ شب روز روشن نہفت	طلایہ برون رفت جاسوس خفت
شب تیرہ پہلو بہ بستر بنرد	بطالع تر و ہی ستارہ شمرد

شام ہوتے ہی طبل جنگ گڑگڑایا صدا اسکی مثل موج کے لشکر مین پھیلی ہرکارون نے جاکر
بادشاہ سے عرض کیا کہ **بیت**

شہا شہریارا جہان داورا	فلک پایگہ مشتری پیکرا

آج پھر گبران ناہنجار آمادہ کارزار ہین نقارہ رزمی بجا ہی ہر ایک آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہی

شاہ اسلام نے نقارہ بجوایا وہی قہر و غضب کا ہنگامہ لشکر میں شب بھر برپا رہا جسدم کہ عروس عالم کو مادر دہر نے زیور زرین تار شعاع مہر سے آراستہ کیا اور جہان دو دا فگنی ظلمت شب سے رہائی پاکر خلل یغما د خلیج کے روغنی پذیر ہوا کہ **نظم**

وگر روز کاین ساقی صبح خیز	زمے کرد برخاک یاقوت ریز
دو لشکر چو دریائے آتش دمان	کشادند بازاز کمینها کمان

امیر مسجد سے در دولت شاہ پر آئے اور تخت بادشاہی کو قلب لشکر میں رکھکر بڑے کر و فر سے داخل دشت مصاف ہوئے اس طرف سے لشکر حریف بھی آکر صف آرا ہوا اور بعد ترتیب لشکر **صدف** نے اژدر اُڑا کر للکارا مبارز طلب کیا **خونخوار** شاہ سے اجازت لیکر سامنے گیا **صدف** نے ایک ناریل سحر کا مارا کہ یہ بہادر بیہوش ہوگیا اسنے باندھ کر لشکر میں اپنے بھیجدیا اور پھر طالب رزم ہوا دس سردار بڑے بڑے جاکر اسیر ہوئے اسوقت **چالاک** عیار جو رکاب **امیر** کی تھامے تھا چھوڑ کر سمت صحرا گیا اور بشکل مبارزان عرصہ شجاعت کے تلوار و تیر ترکش وغیرہ ہتھیار جسم پر لگا کر مرکب باد رفتار پر سوار ہوکر للکارتا ہوا سامنے **صدف** کے آیا **بختیارک** نے اسکو دیکھکر کہا اے **پیکان** مرشد زادے لڑنے آئے ہیں اپنے سردار کو بلا لو نہیں مارا جائیگا **پیکان** بولا کہ تو واہی ہے ادھر **صدف** نے ناریل سحر پڑھکر چاہا کہ لگاؤں **چالاک** نے پتھر منجنیق میں رکھکر مارا کہ کاسہ سر اسکا ترش کر دور گرا شور اُسکے مرنے کا برپا ہوا **بختیارک** صلوٰۃ پڑھنے لگا سردار جو لشکر اسلام کے فوج عدو میں گرفتار ہوئے تھے ہوشیار ہوئے اور اپنے تئیں قید دیکھکر زنجیریں بیڑیاں توڑ تلواریں مارتے چلے **پیکان** نے کہا انسے کوئی نہ بولے دیکھو تو میں کیا کرتا ہوں یہ کہکر طبل امان بجوا کر پھرا **امیر** بھی داخل بارگاہ ہوئے لشکریوں نے کمر کھولی مگر **غیار** جادو اور **اثیت** جادو سے **پیکان** نے حکم دیا کہ تم جاکر پہاڑ پر سحر کرو وہ دونوں پہاڑ پر گئے اور زمین کو خون خوک سے لیپ کر چوکا دیا اور اسی خون سے نہا کر منقل آتش روبرو رکھ کر سحر پڑھا اور تل منقل پر جلائے کہ شعلہ بھڑک کر بلند ہوئے اور ایک ناریل زمین پر مارا کہ وہ زمین میں سما گیا لشکر اسلام میں سب بآرام بیٹھے تھے کہ یکایک زلزلہ آیا زمین شق ہوگئی لوگ غرق ہوئے **چالاک** وغیرہ چند عیار بھاگ کر لشکر کی حد سے باہر نکل گئے اور لشکریان اسلام بارگاہ سلیمانی میں دوڑ کر چلے آئے **امیر** سے آکر ماجرا بیان کیا اور جہانتک اس بارگاہ میں لوگ سما سکے آکر ٹھہرے باقی بھگدڑ پڑ گئی **امیر** اسم اعظم پڑھتے ہوئے شکستہ پائی کے لیکر ہر سمت چھڑکتے کہ ایک جانب سے دریا آگ کا موج مارتا ہوا ظاہر ہوا **امیر** نے جہانتک حصار ربانی سے کھینچدیا ہی وہانتک نہ زمین شق ہوئی نہ دریا سے

آتش آیا مگر گرد لشکر کے دریا محیط ہو گیا راہ آمد و رفت بند ہوئی امیر کہان تک حصار باندھتے کیونکہ لشکر کئی فرسخ تک تھا جو لوگ بارگاہ اور اندر حصار کے تھے وہ تو محفوظ تھے اور باہر کے آدمیون مین تلاطم تھا بھگدر پڑی تھی حتی الامکان بھاگ کر حصار مین فوج نے اپنے تئین پہونچایا تلے اوپر آدمی بوجہ کثرت کے تھے اور دیکھ رہے تھے کہ خیام اور بستر سب غرق دریاے آتش ہو گئے ہین مرکز خاک کرۂ نار ہی ہواے سموم چلتی ہی مچھلی بازو کی آگ اُگلتی ہی اس طرح رو مین رو مین سے بسبب حرارت کے چنگاری نکلتی ہی اُف اُف ہر دہن سے جاری ہی ظاہر ہی کہ یہ شرارت انسانون کی ہی جو فرقہ ناری ہی دل سینون مین جلتے ہین آبلے والون کی طرح بھنتے ہین کہ **نظم**

شعلے پیدا تھے پیرہن سے — چنگاریان اُڑتی تھین بدن سے
آتش افشان ہوا تن کوہ — برفستان مین تھا سکن کوہ
جو سنگ تھا وہ شررفشان تھا — اولے پہ سماق کا گمان تھا
دل اہل جہان کا جل رہا تھا — آہون سے دُھوان نکل رہا تھا
دست مژگان سے دیدۂ تر — پنکھے جھلتے تھے مردمک پر
سد و دہنی سیف کی روانی — قطرہ لب تیغ پر تھا پانی

آخر ادھر تو سب نے سجادے بچھاے اور دعا درگاہ مین خدا کی کرنے لگے اور اس طرف عیار صورتین بدلکر لشکر لقا مین گئے اور فکر عیاری مین ٹھہرے اور جو اسیران لشکر عدو نے یہ خبر لقا کو پہونچائی اس گبر کو موقع افتخار ہاتھ آیا پکارا کہ دیدی قدرت مرا کیسا غضب مین نے بندگان مغضوب پر نازل کیا سب کافرون نے کہا کہ برحق یا خداوند تجھ مین بڑی قدرت ہی یہان تو یہ تذکرہ ہی ادھر عیار جو لشکر مین پھر رہے تھے انمین سے **برق خطائی** اس طرف جا نکلا کہ جہان پکیان کا باورچیخانہ ہی یہ از بسکہ بشکل ساحر تھا داروغہ مطبخ کو اشارہ سے بُلایا وہ سمجھا کہ ساحر میرے مالک کا نوکر ہی کچھ تو سبب ہی جو بلاتا ہی غرضکہ اُٹھکر قریب آیا اس نے کہا مین ابھی دربار مین تھا حضور فرماتے تھے کہ داروغہ مطبخ کا تغلب و تصرف کرنا ظاہر ہو چکا ہی سزا دینا واجب ہی داروغہ کا یہ کلام سُنتے ہی جی چھوٹ گیا اسنے کہا گو کہ تم مجھے نہین جانتے ہو مگر مجکو تمھارا بہت پاس ہی چلو دیوانجی سے تمھاری سفارش کردون کہ حساب ٹھیک کر دین داروغہ اسی وقت منت کرتا ہوا ساتھ ہوا اسنے مقام تنہائی پر اسکو لاکر حباب بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہوا فی الفور یہ صورت اسکی بنا پیرہن اسی کا پہنکر اور اسکو زیادہ تر بیہوش کر کے گٹھری باندھکر جنگل مین لاکر مار ڈالا اور آپ وہان سے مطبخ مین آکر اہتمام کھانا پکانے کا کرنے لگا

آخر سب کھانے مین بیہوشی ملادی اور وہان پیکان کو جب بھوکھ لگی تو دربار سے اُٹھ کر آیا کھانا طلب کیا دار و غہ نے خوان کھانے کے بھجوائے اور خدمتگار ون کو بھی کچھ کھانا دیا پھر سامنے مالک کے حاضر ہوا وہ اپنے رفیقون کے ساتھ کھانا کھارہا تھا جب کھا چکا چاہا دربار مین جاؤن مگر سر پھر نے لگا لیٹ رہا اور یہی کیفیت سب رفیقون اور نوکرون کی ہوئی آخر سب بیہوش ہوے نیرگ خنجر نکالکر چاہتا تھا کہ اسکو ذبح کرے اتفاق سے ایک ساحر میخوار جادو نام باہر سے آیا اسنے دیکھا کہ ساری محفل بیہوش پڑی ہی اور ایک شخص پیکان کو قتل کیا چاہتا ہی یہ دیکھتے ہی سحر سے نیرگ کو گرفتار کیا اور پوچھا تو کون ہی اسنے کہا عیار ہون اور قتل کرنے ساحرون کو آیا تھا میخوار سارا حال سُنکر اسکو باہر لیکر چلا کہ قید کراؤن جب بارگاہ کے باہر آیا سرہنگ مصری عیار بھی بہر عیاری آیا تھا اسنے پشت پر سے حلقے کمند کے مارے میخوار غافل تھا الجھکر گرا جب تک سنبھلے سنبھلے اس نے خنجر مارا کہ سر اُسکا کٹ گیا غل اور شور برپا ہوا نیرگ اور سرہنگ دونون بھاگ گئے ساحر شور سُنکر دوڑے بارگاہ مین آکر پیکان وغیرہ کو ہوشیار کیا جب سب ہوشیار ہوے پیکان کے حواس باختہ ہوگئے اور جلد سوار ہوکر دربار خداوندین گیا عیارون نے اسکو جاتے دیکھکر تعاقب کیا صورت بدلکر دربار مین جا کھڑے ہوے پیکان نے سب کیفیت بیان کی کہ آج عیار مجھکو قتل ہی کر چکے تھے بختیارک بولا کہ آج بچ گئے تو کل قتل ہوے اب بچنا دشوار ہی مرشدزادے در پی ہلاک ہو چکے اسی گفتگو مین غبار اور اتیست بھی پہاڑ پر سے آئے بختیارک نے کہا تم نے لشکر اسلام پر سحر کیا ہی یہان ٹھہرو نہین ہلاک ہوگے اتیست نے یہ سُنکر غبار سے کہا کہ کوہ عقیق کے پاس کوہ سبز ہی وہان ایک احاطہ سحر بنا ہی اور اسمین ایک جوگی میرا دوست اور اسکے چیلے رہتے ہین وہان چلکر ہم تم بھی رہین اور حمزہ کا اسم اعظم بندکرین کیونکہ ہمنے یہ سحر ایسا کیا تھا کہ تمام عالم دریاے آتش مین غرق ہوجاتا مگر حمزہ نے حصار کر کے لشکر اپنا بچا لیا اور محنت گوارا کر کے سارا سحر دن بھر مین باطل کر دیا یہ کہکر کوہ سبز کی طرف چلے اس وقت بختیارک نے کہا تمنے بڑا غضب کیا جو نشان اپنے مسکن کا بتا دیا عیار وہان پہونچین گے کیونکہ وہ یہان ضرور ہونگے یہ کلام سُنکر اتیست ہنسا اور کہا جو وہان آئیگا مارا جائیگا ہم اسلیے وہان جاتے ہین کہ تنہائی مین اپنے بیگانے کی تمیز ہوتی ہی کثرت لشکر مین عیار شناخت نہین ہو سکتے اور بچنا بھی محال اور دشوار ہی یہ کہکر بر پرواز پیدا کر کے روانہ ہوئے عیار بھی انکے تعاقب مین باہر بارگاہ کے نکلے اثناے راہ مین چالاک اور ابوالفتح سے ملاقات ہوئی اور کل حال انسے بیان کیا انھون نے کہا تم ذرا دیر

یہین ٹھہرو ہم کوہ سبز کی طرف جاتے ہین یہ کہکر روانہ ہوے مگر اول وہ دونون ساحرا حاطہ
سحر کے قریب پہونچے دیکھا دروازہ بند ہی یہ سحر سے دیوار پھاندکر چلے جوگی کے چیلون نے غل مچایا
کہ چور آئے انھون نے قریب جاکر جوگی سے اپنے تیئین ظاہر کیا اسنے پہچان کر اتیست کو گلے سے
لگایا مرگ چھالا بچھا دیا یہ دونون بیٹھے پھر چیلون سے کہا تمھارے یہان مہمان آئے ہین جلد
انکے لیے بھوجن لاؤ چیلے کچھ حلوا اور پوری اور مٹھائی تھالیون مین لائے اتیست نے کہا پہلے تشنے
پانی سے فراغت کرلین تو کھائین جوگی نے چیلون سے کہا شراب انکے لیے جلد لاؤ چیلے گویا
ہوے کہ بابا جی دارو تو نہین رہی ٹھنڈھائی یعنے بھنگ ہی جوگی بولا کہ بازار سے لے آؤ دو چیلے
نکلکر روانہ ہوے جب کوہ سبز سے آگے بڑھے ادھر سے دونون عیار احاطہ سحر ساحر بنے ہوے
ڈھونڈھتے آتے تھے چیلون کو دیکھکر قریب آئے اور کہا احاطہ سحر مین ہمارے مالک گئے ہین
ہمکو وہ مقام معلوم ہو تو بتا دو چیلون نے کہا تم اتیست کے نوکر ہو عیارون نے کہا ہان چیلے
بتانے لگے ادھر سے پھر کریون سامنے کو جاؤ تو مرگھٹ ملے گا اسکے آگے ببول کا جنگل ہی اسمین
ہوکر جہان ندی ملے اسی کے کنارے احاطہ بنا ہی عیار جب یہ سن چکے پوچھا تم کہان جاتے ہو
انھون نے سارا ماجرا شراب منگانے کا بیان کیا عیار پاس تو کھڑے ہی تھے سنتے سنتے دونون
نے بیضہ بیہوشی مارے کہ چیلے بیہوش ہوئے یہ انکی صورت بنکر لباس وہی پہنکر بوتلین شراب
کی آغشتہ بدارو بیہوشی لیکر اسی پتہ پر جو سن چکے ہین چلے اور آکر احاطہ سحر مین پہونچے دیکھا
کہ احاطہ مین مختصر سا باغ لگا ہی گل و ثمر سے پھولا پھلا ہی بیچ مین چبوترے پر جوگی کان مین
کنڈل پہنے ہاتھون مین لوہے کے کڑے ڈالے بھبھوت ملے بیٹھا ساحرون سے باتین کر رہا ہی
دونون عیارون نے بوتلین جاکر سامنے رکھدین ساحر تو انتظار شراب مین کھانا لیے بیٹھے ہی تھے
فوراً کھایا اور پھر پھر کر پینے لگے جوگی نے چیلون سے کہا میری ٹھنڈھائی بھی لاؤ عیارون نے الگ جاکر چیلون سے جو دو
ایک وہان تھے بھنگ طلب کی انھون نے کہا طاق پر رکھی ہی اور وہین سل بھی ہی اسوقت گھوٹنے بیٹھ رہو گے جاکر پیس لاؤ مگر ذرا
زیادہ بنانا کہ ہم تم بھی پئین عیار گئے اور بھنگ پیسکر چھانکر بیہوشی ملاکر چیلون کو تھوڑی دیتے آئے
باقی لٹیا مین بھرکر سامنے جوگی کے لائے وہ بھی پی گیا بعد ایک لمحہ کے سب بیہوش ہوے
عیارون نے سب کے سر کاٹ ڈالے غل اور شور برپا ہوا عیار بھاگ کر لشکر کو چلے یہان وہ
حصار آتش جو گرد لشکر تھا غائب ہو گیا اور اہل اسلام نے بلا سے نجات پائی طبل بشارت پر چوب
پڑی جواسیس لشکر لقا خبر لیکر گئے اور بعد اداے مراسم ادب عرض رسا ہوئے کہ لشکر عدو نے سحر کی آفت

سے نجات پائی اور شیطان پکارا کہ وہ مارا کیون مین نہ کہتا تھا کہ اب جانبری غیر ممکن ہی پیکان کو اسوقت غصہ آیا اور کہا یا خداوند آپ کیسی الٹی تقدیر کرتے ہین جو آپکی مدد کرتا ہی وہی مارا جاتا ہی لقا نے گڑگڑا کر بعتاب کہا کہ اے بے ادب تو بھی اس لایق ہوا جو مشیت ایزدی مین دخل دینے لگا اب تو بھی مارا جائیگا پیکان خفا ہونے سے خداوند کے ڈر گیا اور خاموش ہو رہا از بسکہ اس ماجرے کے گذرنے مین دن ختم ہو چکا تھا اور شب شل جوگی کے کنڈل ہالۂ ماہ کا کان مین ڈالکر احاطہ چار دانگ عالم مین آئی تھی اور ستارون کو چیلون کی طرح اپنے ساتھ لائی تھی کہ بمقتضائے

ابیات

چو سلطان شب چتر بر سر گرفت	سواد جہان راہ عنبر گرفت
ستارہ فشان گنج از در فشاندند	کہ مہد زمین گاو بر گنج راند

پیکان نے طبل جنگ بجا دیا جسکی کیفیت شمع ہمایون شاہ اسلام مین ہرکارون نے پہونچائی ادھر بھی نقارہ سکندری بجا حسب دستور دربار برخاست ہوا بہادر تیاری جدال و قتال کی کرنے لگے۔ اُدھر بختیارک نے کہا ای پیکان آج تم بچتے نہین معلوم ہوتے اسنے کہا تو ضرور سچا ہی لیکن مین بہت ہوشیار رہونگا یہ کہکر دربار سے اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا چار شمع سحر پڑھکر چار سمت بارگاہ کے روشن کر کے ملازمین وغیرہ سب کو باہر بارگاہ کے بھیجدیا اور سراپچے بارگاہ کے اُٹھوا دیے کہ روشنی دور تک شمعون کی پھیلی غرض ایسا بند و بست کر کے باطمینان تمام آرام پذیر ہوا اور لشکرون مین ہتھیار صیقل ہونے لگے بہادر منچلے داد شجاعت دینے لگے لیکن عیاران اسلام اس فکر مین چلے کہ بن پڑے تو پیکان کو اس شب خواب مرگ مین کرین اس ارادے پر جب لشکر اعدا مین پہونچے دیکھا کہ بارگاہ کے سراپچے اُٹھے ہین شمعین روشن ہین پیکان آرام کر رہا ہی حاجب دربان کوئی نہین سناٹا ہی یہ دیکھکر باہم کہا اسمین کوئی اسرار ہی ہم سب یہان ٹھہرین ایک شخص جا کر عیاری کرے آخر یہی کیا سب ٹھہر گئے اور سرہنگ آگے بڑھا جب شمع کی روشنی مین پہونچا سوجھنا موقوف ہو گیا ناچار پھر آیا علٰحدہ جب ہوا پھر دکھائی دینے لگا یہ سمجھا آنکھ مین وہان کچھ پڑ گیا تھا یہ سوچکر آنکھ ملتا ہوا پھر آگے بڑھا پھر وہی نقشہ ہوا اسوقت خیال کیا کہ یہ شمعین سحر کی ہین اب کی پھر کر اپنے ساتھیون پاس آ کر سب حال بیان کیا عیارون نے کہا نقب لگا کر اندر بارگاہ کے چلو شمعون کو اوپر جلنے دو یہ کہکر چالاک ایک گوشے مین گیا اور نقب کھودنے لگا جب شمع کی روشنی جس جگہ پر تھی وہان پہونچا خنجر نے زمین کو نہ کھودا اور

زمین فولاد کی طرح سخت تھی مجبور ہو کر نقب سے باہر نکلکر مُنھ اُسکا بند کر کے باہم صلاح کی کہ ایک پہاڑ پر چڑھکر شمعون کو پتھر مارکر گرد بردکرین اور ایسا ہی کیا مگر جو پتھر مارا وہ اُلٹا پھر آیا شمعون تک نہ پہونچا خلاصہ یہ کہ کوئی تدبیر پیش نہ گئی آخر وہ رات تمام ہوگئی اور کمانداز مشرق چرخ مقوس بر پایگان شعاع آیا اور خیل انجم ہندی شب آماجگاہ خدنگ فنا ہوا کہ بمقتضاے **نظم**

دگر روز کین ترک سلطان شکوہ	ز دریاے کین کوہ بر زد چو کوہ
گرایندہ شد ہر دو لشکر بجون	علم بر کشیدند چون بے ستون
درآمد ز دریا بہ غریدن ابر	زہر بیشہ سر بر زدن زد ہزبر

سیاہ ہر دو سو کینہ خواہ دشت مصاف مین آئی بادشاہ حجاجاہ کو تمام سردار مع امیر نامدار کے عیش محل سے لیکر جنگاہ مین آئے ایک طرف سے لقا مع پیکان روسیاہ کے با فوج بیشمار وارد ہوا تتق گرد ایسا بلند ہوا کہ خاطر پر گردون کے غبار ستم آیا نوجوانون کو خاک مین ملانے کا موقع ملا فوج مین صف کشی ہوئی دشت نبرد صاف ہوا مگر دلون مین کدورت آئی نقیبون نے مذمت دُنیاے فانی سُنائی کہ **بیت** نہ اسفندیار جہانگیر گرد * کہ از چشم زخم جہان جان نبرد * ہان دلیرو نہ اسفندیار ہی نہ رستم وستان ہی فقط ناموری کی باقی داستان ہی تم بھی گوے شجاعت میدان سے لیجاؤ رستم کی روح کو شرماؤ خلاصہ بعد ترتیب لشکر پیکان پھولون کی چھڑیان بجاے تیغ و تیر و سنان کے لیے میدان مین آکر مبارز خواہ ہوا لشکر اسلام سے فرامرز عاد مغربی پسر خواندہ امیر شاہ ملک مغرب کا بادشاہ سے اجازت لیکر سامنے اسکے گیا اور طالب ضرب ہوا اسنے پکارکر کہا کہ لے نسیم یہ شہزادہ گرمی مین آیا ہی اسکو ٹھنڈا کر دے یہ کہتے ہی ایک جھونکا ہواے سرد کا آیا کہ فرامرز گھوڑے سے بیہوش ہو کر گرا بعد لمحے کے یہ جب ہوشیار ہوا اسنے پھول کی چھڑی کندھے پر رکھکر کہا اے شہزادہ خداوند سامنے کھڑے ہین جاؤ اور سجدہ کرو اپنے معبود کو پہچانو فرامرز اسی وقت گھوڑے پر چڑھکر سامنے لقا کے گیا اور سجدہ کرکے صف لشکر مین اسکی جا کھڑا ہوا اس گبر نے کہا آخر میرے بندے ہین کہانتک نہ مجھکو پہچانینگے غرضکہ بعد جانے فرامرز کے پیکان نے پھر مبارز طلبی کی سرداران فرامرز ایک کے بعد ایک بارادہ رزم گئے مگر اُسکے سحر سے لقا پرست ہوئے چار سو سردار شہزادہ مذکور کا جب جاچکا اُسوقت علم شاہ بن حمزہ اجازت لیکر سامنے گئے مگر ان کو بھی زمانے نے سرد مہری دکھائی یعنی جھونکا ہواے سرد کا کھا کر اول تو بیہوش ہوئے اور دوبارہ پھول کی چھڑی سے لقا پرستی اختیار کی خلاصہ کلام دن بھر یہی ہنگامہ گرم رہا کئی ہزار

مرد جرار آزمودہ کار جا کر دشمن کا شریک ہوا جسوقت کہ ہندوے شب تھالی ماہ کی لیکر پوجا کرنے آیا اور ترک خاور یغل شہزادۂ مغرب کے سربسجود ہوا کہ ابیات

بدینگونہ تا شب درآمد بسر	نشد زخم کس درمیان کارگر
بہ مہلت زہر شب عذر خواہ آمدند	زمیدان سو خوابگاہ آمدند

لشکروں مین طبل آسایش بجا امیر غمناک بقیہ فوج لیکر مراجعت فرما ہوئے لشکر آسودہ ہوا عیار فکر عیاری مین راہی ہوئے اس طرف لقا نے سرداران اسلام کے لیے بارگاہ ہاے گوہرنگار رہنے کو اور کنیزان فاخرہ لباس وماہ رخسار خدمت کو عنایت فرمائین اور بارگاہ مین روبرو اپنے کرسیان مرصع کار بیٹھنے کو دین اور استفسار کیا کہ لشکر اسلام سے مقابلہ کروگے ہر ایک نے اقرار کیا کہ جو خداوند کی اطاعت نکریگا ہم اسکے دشمن ہین لقا ان باتون سے بہت خوشنود ہوا اور حکم کیا کہ یہان جو دریا کہ واقع ہوا ہے کنارے اسکے بساط شاہانہ اور اسباب ملوکانہ وساز وسامان خسروانہ مہیا ہو کہ مین ان شہزادون کی دعوت کرونگا اس حکم کے سنتے ہی سلیمان اور ملازم اسکے روانہ ہوے ایک بیشہ سبز وخرم برلب آبجو تجویز کرکے تعمیل حکم کرنے لگے روشنی بہ از فروغ مہر وماہ کردی فرش قاقم لب ساحل بچھایا کہ جسکی صفائی کے روبرو چہرہ ماہ داغی نظر آیا نظم

چو بینو چراگاہے آمد پدید	کہ از خرمی سر بمینو کشید
پے آہو از چشم انگیختہ	چو بر نیفہا نافہا ریختہ
سوادے کہ در وے سیاہی نبود	دگر بود جز پشت ماہی نبود
بر آراستہ بزمے چو روشن بہشت	کہ دندان شیران بر آن سرشت
نشاط مے قرمزی ساختند	نشاطے ہم از قرمز انداختند
نشستہ برامش زہر کشورے	غریب اوستادے و رامشگرے
نواساز خنیا گران شگرف	بقانون نوازان برآوردہ حرف

جملہ ساز عشرت مہیا ہو چکا اور لقا سرداران اسلام کو لیکر انجمن انبساط مین آکر بیٹھا اسوقت صحرا کی سرسبزی اور نازنینان شام زلف وصبح رخسار کا مثل سحر خیزی کے خندہ زن ہونا اور ایک لطف تازہ اور مسرت بے اندازہ دیتا تھا ساقیان مہر دیدار زیور جواہر کار پہنے حاضر تھے شراب یاقوت رنگ سے دل ودماغ مالامال کامرانی کرتے تھے فی الجملہ بختیارک نے کان مین خداوند کے کہا کہ سرداران اسلام مسحور بسحر ہین اسوقت شراب ہمارے یہان کی کہ انکے نزدیک کافر ہین

پی لینگے مگر جب انکو ہوش آئیگا اور سپاہ واشغل اور ساحرون کے پیکان بھی مارا گیا تو پھر یہ لوگ
اس طرح برے طور سے پیش آئینگے کہ جان نہ بچے گی کیونکہ کہین گے ہمکو شراب کا فریب دیکر بدمذہب پلا کر
خراب کیا لازم ہے کہ ان مین سے ایک شخص سے حکم دیجیے کہ ہمنے سنا ہے کہ اہل اسلام مین شراب
عمدہ ہوتی ہے تم جاکر خرید کر لاؤ اور اپنے ہی ہاتھ لیے سب اپنے بھائی بندون کو پلاؤ لقا نے
اس رائے کو پسند کیا اور فرامرز سے یہی باتین آموختہ شیطان کہین فرامرز اٹھکر لشکر اسلام مین
گیا طلایہ دار نے اپنے شہزادے کو دیکھکر منع نہ کیا سوچا اگر مانع ہونگا یہ مجھکو مار ینگے اور مین اینپر
ہاتھ نہ اٹھا سکونگا فی الجملہ شہزادے کو دیکھکر میخانے سے پکر لکر تنگہاے شراب لایا اور سب کو
پلانے لگا جلسہ ناؤ نوش شروع ہوا اور عیاران اسلام بھی اس دشت مین پھر رہے تھے
ان مین ابوالفتح قریب انجمن گیا اتفاق سے ایک ساقی بچہ کسی کام کو اس طرف آیا اسنے دور کر
حباب بیہوشی اسکے مارا کہ وہ چکر کھا کر گرا از بسکہ ہجوم خلق تھا کسی نے اسکو نہ دیکھا ساقی کو یہ
اٹھا کر الگ لایا اور پیرہن اسکا لیکر صورت اسی کی ایسی بنکر محفل مین آیا اور جام شراب آغشتہ
بیہوشی سامنے پیکان کے لایا اسنے اسکی صورت دیکھکر ایک قہقہہ لگایا اور سحر کیا کہ روغن
منھ پر سے عیاری کا اڑ گیا اسنے گرفتار کر لیا اسکے گرفتار ہونے سے پھر اور کوئی عیار جسارت پذیر
نہوا اور یہ جلسہ ایک رات اور دن بھر جمع رہا جسوقت کہ فراش روزگار نے بساط زعفرانی زرد
اٹھایا اور پرند مشکفام حریر سیاہ شب کو عالم مین بچھایا کہ نظم

چو شب قفل فیروزہ بر زد بہ گنج	ز لشکر گہ شاہ فیروزمند
نژاد دے کا فور شد مشک سنج	غریوے بر آمد بہ چرخ بلند

طبل جنگی بجے شاہ اسلام سے ہرکارون نے جاکر بہزاران احترام خبر دی اس طرف بھی دہل و نقارے
نواخت مین آئے اہل اسلام کے دلون مین خوف وبیم پیدا ہوا کہ کل بڑا معرکہ پڑیگا ہمارے سردار
جو مسحور ہین انسے سامنا ہوگا اسطرف خشوع وخضوع وزاری تھی اس طرف ناؤ نوش وکامگاری
تھی پیکان اور بختیارک فرط عشرت سے ایک جگہ بیٹھکر چوسر کھیلنے لگے آج بھی عیار صورت
فراش وخدمتگار کی بنکر بارگاہ مین پیکان کے گئے اسوقت پرچھائین پیدا ہوئی اور کان مین
اسنے کہدیا کہ عیار آئے ہین پیکان نے ہنسکر کہا کہ ملک جی عیار آئے ہین وہ یہ سنتے ہی ایسا
گھبرایا کہ اپنے خیمہ مین چلا گیا اور پیکان سحر پڑھکر پلنگ پر لیٹ رہا اور حکم کر دیا کہ جو کوئی یہان
آئے اسکو منع نہ کرنا ملازم سب بغیر پہرا درچوکی کے جاکر سو رہے عیار بھی پہلے تو چلے آئے

تھے دوبارہ ساحر نیکر بارگاہ مین گئے ایک جھونکا ہواے سرد کا انکے جسم پر لگا کہ وہین بیہوش ہوکر پڑرہے اسی سحر و ساحری اور ترتیب لشکر مین وہ رات تمام ہوئی اور جھونکون نے نسیم عنبر شمیم کے سبزہ گلشن دہر کو سلایا خسرو مشرق خواب نوشین سے بیدار ہوکر سریر سپہر پر آیا کہ بفحواے

ابیات

سحر گہ کہ مشکین پرند طراز یکایک یلان جملہ برخاستند	بدیباے عودی بدل گشت راز برفتاری شاہ برخاستند

امیر علد وگیر در دولت شاہ گردون پناہ پر مع سرداران خیر خواہ کے آئے اور شاہ کے ہمراہ چلے اور ادھر **پیکان** جب اُٹھا عیار جو بیہوش پڑے تھے اُنکو ہوشیار کر کے کہا کہ جاؤ یہ احسان یاد رکھنا پھر کبھی نہ آنا یہ کہکر فوج آپ لیکر چلا ساحر بت گلون مین ڈالے مرکب اُڑاتے شان و شوکت دکھاتے میدان مین آکر ٹھہرے بیلچہ کاردون نے پستی و بلندی کو ہموار کیا اور سقون نے گرد و غبار بٹھایا کر کیت کڑکا کہنے لگے صف آرا میمنہ و میسرہ درست کرتے تھے **نظم**

سوے میمنہ رومی و بربری سوے میسرہ تنگ چشان چین	چو یاجوج در سدّ اسکندری شدہ تنگ ترا بنوہ ایشان زمین

بعد ترتیب لشکر **لقا** نے چاہا کہ فرزندان امیر کو بہر حرب بھیجے **بختیارک** مانع ہوا کہ امیر اسم اعظم پڑھکر سحر و فع کر دینگے اور یہ لوگ قابو سے نکل جاوینگے اس راے کو اس گبر نے پسند کر کے **پیکان** کو حکم دیا کہ جنگ آغاز کرے اس بیحیا نے **شوم** جادو نام ایک اپنے مطیع کو میدان مین بھیجا اسنے سحر سازی اپنی دکھا کر مبارز طلبی کی شہزادہ **جمہور** با دشاہ سے اجازت لیکر مقابلہ مین گیا **شوم** نے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک برق چمکی اور چادر سیاہ ظلمت کی چھاگئی اور شہزادہ نے اسوقت دل قوی کر کے تلوار اس روسیاہ پر لگائی اسنے دوبارہ افسون ایسا پڑھا کہ شہزادہ مع مرکب کے پتھر کا ہوگیا پھر نعرہ ہل من مبارز بلند کیا مطیعان جمہور جا کر مقابل ہونے لگے مگر سب پتھر کے ہوئے اُسوقت شاہزادہ **کوریج** بن **بدیع الزمان** مرکب اڑا کر سامنے گیا **پیکان** نے **شوم** کو بلالیا اور خود نکلکر سامنا کیا اور پکارا کہ ای نسیم اس شہزادہ کو ٹھنڈا کر فی الفور ہواے سرد کا جھونکا لگا کہ شہزادہ بیہوش ہوگیا بعد لمحے کے ہوشیار ہوا تھا کہ اسنے پھول کی چھڑی کندھے پر رکھکر کہا جاؤ اور خداوند کو سجدہ کرو شہزادہ بھی مثل اوروں کے جا کر **لقا** پرست ہوا بعد انکے **خورشید** بن **ہاشم** بن **حمزہ** آیا اسکا بھی یہی حال ہوا طول تقریر کہا تک آج قریب

سو سردار نامی کے پتھر کا ہوگیا اور سو ڈیڑھ سو مطیع لشکر عدو ہوا دن بھر یہی ہنگامہ رستخیز برپا رہا جس وقت کہ بہار کہن بطرز نو چمن نیلوفری فلک مین گل ہاے انجم کی ظاہر ہوئی اور سقف خانہ گیتی چینی نگار بنی کہ ابیات

چو شب جلوہ کرد از پرند سیاہ — رخ و زلف آراست از رشک ماہ
صدف بود گفتی مگر ماہ و چرخ — در و غالیہ سود عطار کرخ

لشکرون مین طبل آسایش بجا جنگگاہ سے مراجعت کرکے آسودہ ہوئے امیر نے قصد کیا کہ جو ساحر یہان نہین ہین اُنکے بارے مین تو ناچاری ہی اور جو پتھر کے ہوگئے ہین اُن پر جاکر اسم اعظم دم کرین اور رہا کرا لائین غرض اس طرف چلے تھے کہ ہرکارون نے خبر دی کہ ای شہریار لشکر حریف نے ان لوگون کا محاصرہ کرلیا ہی جو پتھر کے ہوگئے ہین اس خیال سے کہ امیر سحر باطل کرکے چھڑا لیجا ینگے اس خبر کو سنکر امیر ٹھہر گئے کہ اب جانے مین لڑائی ہوگی پھر لڑائی تو ہونی ہی ہی رات کو جنگ و جدال سے کیا فائدہ جب ساحر قتل ہونگے تو وہ لوگ آپ ہی رہا ہو جا ینگے اور فی الجملہ یہ تو نظر بفضل کریم کارساز کرکے ٹھہرے اور اس طرف لقا پھر لب دریا آکر عیش مین مصروف ہوا ویسا ہی جلسہ دوشینہ جمایا جام بادہ ساقی رخسار سادہ کو پلایا نظم

یکے مجلس آراست از دودمی — کہ مینو ز شہرش بر آورد می
بہ می لہو میکرد با مہتران — سزد ساغرش ہر دو از می گران

عیاران اسلام بھی تدبیرین پھرنے لگے اتفاق سے پیکان محفل سے اُٹھکر چوکی پر بہر رفع احتیاج گیا چالاک نے اسکو جاتے دیکھا فوراً صورت اسی کی ایسی بنکر کنارے محفل کے آیا اور اشارے سے شتوم جادو کو بلایا وہ اپنا مالک اسکو سمجھکر اُٹھا بختیارک نے پوچھا کہ کہان چلے اسنے کہا حاضر ہوتا ہون میرے مالک بلاتے ہین یہ کہکر قریب چالاک آیا اسنے ہاتھ پکڑ لیا کہ علحدہ آؤ کچھ مشورہ کرنا ہی یہ کہکر صحرا کی طرف بڑھا اس طرف سے چوکی پر سے پیکان محفل مین جب آیا بختیارک گویا ہوا کہ آپ شتوم کو بلالے گئے تھے وہ کہان ہین اُسنے کہا مین نہین بلالے گیا بختیارک بولا کہ ہاے مارڈالا ارے جلدی خبر لو ورنہ اُسکا کام تمام ہی پیکان اور چند ساحر روشنی لیکر صحرا کی طرف دوڑے اور یہان چالاک نے بعینہ بیہوشی مارکر اُسکو بیہوش کیا تھا اور قتل کیا چاہتا تھا کہ غلغلہ تکبیر بگیر سنکر اور ساحر وغیرہ کو آتے دیکھکر اسکو کندھے پر لادکر بھاگا ساحرون نے کہا دیکھیے وہ جاتا ہی پیکان نے پوچھا کدھر ایک نے کہا کہ ابھی ابھی اس طرف کو کوئی گیا ہی

یہ سنکر سب اسی طرف دوڑے چالاک کود کر جنگل سے حد لشکر لقا تک پہونچا تھا کہ پیچھے اپنے
لینا لینا کا شور سنکر سمجھا کہ اس طرف سے طلایہ دار اور لشکری دوڑ نکلے اس طرف سے ساحر آتے ہین
تم اپنے لشکر تک پہونچ نہ سکوگے یہ سوچکر ادھر ادھر گھبرا کر دیکھا از بسکہ لقا نے حکم عیش و مسرت
دیا ہی تو شب کو بھی دکانین کھلی ہین سودا بک رہا ہی ایک حلوائی کے کڑھاؤ مین روغن بھر کڑھا تا
اور کھولتا ہوا تھا اسنے شوم کو اس کڑھاؤ مین ڈال دیا اور خنجر کھینچکر حلوائی پر دوڑا وہ بیچارہ دکان
چھوڑکر بھاگا اور شوم مثل سبنیہ کے تل گیا اور صدا اسکے مرنے کی بلند ہوئی اور آگ پتھر برسنے لگے اور
بختیارک نے کہا فی النار و السقر وہ مارا دیکھیے ہمارے مرشد زادے کیا صاف طور پر عیاری کرتے
ہین ادھر پیکان سر پکڑکر بیٹھ گیا کہ ارے ظالم غضب کیا مگر لشکری چالاک پر آ گرے اسنے بھی
خنجر زنی شروع کی اور گھر گیا اسوقت بقدرت خداے تعالی سردار جو سحر سے شوم کے پتھر ہوگئے
تھے انسان ہوئے اور دیکھا مرکب ہمارے زیر ران ہین مسلح و مکمل لشکر حریف مین ہم کھڑے ہین
یہ دیکھتے ہی تیغہاے آبدار نیام سے لیکر فوج پر گرے چالاک کو لوگ چھوڑکر ان کی سمت متوجہ
ہوئے یہ تو جست و خیز کرکے نکل گیا اور فوج مین کھچا کھچ تلوار کا بلند ہوا لشکر از بسکہ فرسنگہا فرسنگ
تک اترا ہوا ہی آج بھی وہی ہنگامہ ہوا کہ پلٹن سے اپنے یہان کی رسالہ بھڑ گیا اور رسالے سے پلٹن
شور و دار و گیر برپا تھا لقا کا جلسۂ عشرت بیدل بہم ہوا وہان سے بہت جلد سوار ہوکر کنارے لشکر
کے آیا سردار امیر کے جو لقا پرست ہین انھون نے کہا ہم ابھی جاکر لشکر عدو کا خاتمہ کیے دیتے ہین
بختیارک نے انکو روکا کہ تم نہ جاؤ دریافت کیا جاے کہ یہ کیا معاملہ ہی فی الجملہ جب تک دریافت
کیا جائے انتظام کرین جب تک ہزارہا سر کٹ گیا لاشون سے میدان پٹ گیا گھوڑون کے
ہمہمون سے دشت گونجنے لگا اور تلوارون کی شپاشپ اور سائین سائین صداے تیر و تفنگ
سے رن بولنے لگا ہتھیارون کے چلنے سے ہوا تند ہوگئی گویا صرصر اجل باغ دہر مین چلنے لگی
کہ گلشن ہستی پر خزان آئی کہ بمقتضاے

نظم

گلد کوبہ گرزہ آسفت جوش | برآورد از گاو گردون خروش
پلارک بکا ورسہ نقرہ گون | زمہرہ برآورد گاورس خون
خدنگ سہ پر کردہ زاہن گزار | جو مرغ دو پر بر سر مرغزار
زنیزہ نیستان شدہ روے خاک | زگوپال ہا کوہ گشتہ مغاک
سنان بر سر سوے بازی کنان | بخون روے دشمن نمازی کنان

زغریدن شیر در چرم گرگ سنان چشمۂ خون کشادہ زسنگ	شدہ فتنۂ خر دراسر بزرگ بر ور ستہ صد بیشۂ تیر و خدنگ

سرداران اسلام تلوارین مارتے لشکر سے نکلکر اپنے خیمے وخرگاہ کی جانب چلے طلایہ دار نے بچاکر داخل خیام کیا اور ادھر ساحرون نے بڑی جد وکد سے باہمی جنگ کو موقوف کرایا رات بھر اسی جدّ وکد دد واد وش مین بسر ہوئی یہانتک کہ ترک خاور بصد کر و فر تیغہ مہر لیکر ہندوی شب کے مقابلہ کو نکلا اور اسکا شور سُنکر سیارگان رو بفرار لائے کہ **نظم**

برآورد مرغ سحر گہ غریو پرستش کنان خلق برخاستند	چو سر سائے از نور صبحی زدیو پرستشگری را بیارا ستند

صبح کو شاہ اسلام دربار مین تشریف لائے سردار جو رہا ہوکر آئے تھے انھین خلعت عنایت کیے اور اسطرف لاشین ساحرون اور سپاہیون کی اُٹھوائی گئین **بختیارک** نے کہاکہ ای **پیکان** تم بچے رہنا اور آج کا دن مجھکو تم پر بھاری معلوم ہوتا ہی **پیکان** اسکے کہنے سے خائف ہوکر بولا کہ مین جاکر خیمہ مین تنہا بیٹھتا ہون اور اسم اعظم حمزہ بند کرنے کا سحر کر دنگا آج اسم اعظم بند کرکے کل فرزندان امیر کو لشکر اسلام سے لڑوا کر اسکا عوض لونگا جیساکہ میری فوج آپس مین لڑی ہی یہ کہکر حکم دیا کہ ایک خیمہ کنارے لشکر کے میرے لیے استادہ ہو فرش پلنگ پیخانہ وغیرہ جملہ اسباب راحت اس جگہ مہیا ہو کہ مجھے باہر آنے کی ضرورت نہ پڑے کوئی شخص اس جگہ نہ ٹھہرے جملہ درستی کرکے خادم و ملازم چلے آئین اس حکم کو سُنکر ملازمان لقا بہر ترتیب سامان راحت چلے لیکن عیارون کے دل سے لگی ہوئی تھی بصورت مبدل بارگاہ حریف مین کھڑے یہ گفتگو سن رہے تھے جب ملازم خیمہ استاد کرنے چلے یہ بھی بارگاہ سے نکلکر علٰحدہ گئے اور لنگیان باندھکر انڈویان سر پر رکھکر مزدور بنکر اس جگہ آئے کہ خیمہ جہان لدرہا تھا عرض کیاکہ اگر مزدور درکار ہو تو ہم حاضر ہین دار وغہ فراش خانہ نے ایک کے سر پر سائر کی قنات رکھی دوسرے کو پیخانے کی کشتیان اور کچھ بوتلین حوالے کین اسی طرح چند عیار اسباب لیکر گئے جب خیمہ پہونچ گیا مزدورون کو اُجرت دیکر رخصت کرنا چاہا چالاک نے دار وغہ کو ہاتھ باندھکر یہ سُنایا کہ مالک میرے جہان سے مین اسباب لایا ہون اس خیمہ مین ٹٹو امیرا رہگیا ہی اور اسی مین تمام عمر کی کمائی ہی آپ میرے ساتھ چلین تو جاکر ڈھونڈھ لون ورنہ مین غریب بیچارہ مرجاؤنگا یہ کہکر چپکے سے کہاکہ ایک اشرفی آپ کو بھی دونگا داروغہ بمصداق **مصرع** طمع را سہ حرف است

ہر سہ تہی ہے لالچ مین آ گر سوچا کہ جلکر ٹوا اسکا حاصل کر و آدھا تو اسکو دینا باقی آپ لینا مزدور تو ہی یہ کیا کرے گا خلاصہ یہ کہ ہمزہ چلا جب کسی گوشہ مین پہونچا عیار نے بیضۂ بیہوشی مار کر بیہوش کیا اور پیرہن اسکا لیکر مثل اسکی صورت کے شکل اپنی بنا کر اسکو اور زیادہ بیہوش کرکے کسی گڑھے مین ڈال دیا اور آپ خیمہ استادہ کرنے لگا لیکن ملازمون سے حکم دیا کہ تم سب چلے جاؤ صرف مزدور رہجائین مین تنہا انتظام کر لونگا کیونکہ پیکان کو خوف عیارون کا بہت ہی بدین لحاظ کسی کا ٹھہرنا اچھا نہین ازبسکہ یہ داروغہ ہی بنا برارشاد اسکے سب ملازم چلے گئے صرف مزدور کہ اصل مین عیار ہین رہ گئے ازبسکہ اُن سے کہا کہ جلد خیمہ کے چار طرف دس دس گز زمین کھود کر بارود بچھا دو ہر چہار سمت نقب لگا دو عیارون نے ہر ایک جانب سرنگ لگا کر دس گز کے فاصلہ پر خیمے سے رکھا اور چادرین پھاڑ کر بارود مین بھر کر سر نقب پر فلیتے لگا کر چھپا دیے اور ہر ایک عیار نے جتنی کہ بارود کسوت عیاری مین بہر ضرورت رکھتے تھے نکالکر سرنگ مین بچھا دی فلیتے لگا دیے اور کشتیان شراب ناب کی چنکر گلدستے پھولون کے رکھے حاصل یہ کہ سب طور کا سامان درست کیا اور اس طرف پیکان سوچا کہ کل لشکر اسلام کو غارت کرنا ضرور ہی آج حجت ختم کرنا چاہیے یہ تجویز کرکے ایک نامہ لکھکر خدمت امیر مین بھیجا اہلکارون نے شاہ اسلام سے عرض کیا کہ نامہ دار عدو کا آتا ہی بادشاہ نے بارگاہ سلیمانی مین باستقبال تمام نامہ دار کو بلاکر کرسی زرین پر بٹھایا اسلیے کہ نامہ دار لقاپرست ہی ساحر ہوتا تو اس بارگاہ مین نہ آسکتا غرضکہ جب نامہ پڑھا لکھا تھا کہ یا امیر آپ بھی آکر خداوند کو سجدہ کیجیے ورنہ آج اسم اعظم بند کرکے اسلامیون سے ایک تن بھی زندہ نہ رکھونگا نامہ پڑھکر امیر نے نامہ کے جواب مین لکھا کہ بعد حمد خداے تعالی و درود بر محبوب ذوالجلال و خلیل اللہ بمثال کے اے بدسگال جو کچھ تجھ سے بن پڑے وہ کر ہم کبھی تیرے خداوند سگ ترد بر اور شغال کو سواے لعنت کرنے کے کلمۂ خیر سے یاد نہ کرینگے راہ ضلالت پر قدم نہ دھرینگے اسم اعظم پر اسکو بھروسہ نہین تکیہ بفضل کردگار ہی ہر حال مین شریک پروردگار ہی یہ لکھکر نامہ دار کو دیا کہ وہ پیکان کے پاس لایا وہ پڑھکر آگ ہوگیا اور کہا قضا ہی فرقۂ عدو کی دامنگیر ہی یہ کہکر اٹھا کہ خیمہ مین جاکر اسم اعظم بند کردون بختیارک نے کہا کہ میری خاطر سے اتنا دن جو باقی ہی یہان تشریف رکھیے آج کا دن خاتمہ کا ہی ہم آپ کو دیکھین آپ ہمین دیکھیے پھر ہم کہان اور آپ کہان پیکان ان باتون سے اسنکر بیٹھ گیا اور کہا مکہ جی تم میری برائی ہمیشہ چاہتے ہو بد کلمہ منھ سے نکالتے ہو شیطان نے کہا اہل اسلام سے کوئی بیکری جتا کر بچا

نہین تم شاید بچ جاؤ اور یہ باتین مین اسلیے کہتا ہون کہ واسطہ ساحری کا بہت ہوشیار رہنا آج کسی طور تم نہ بچو گے فی الجملہ انھین باتون مین وہ دن تمام ہوا اور معمار روزگار نے قصر فلک سے قبۂ تابان مہر کو منہدم کیا اور خیمہ ربع مسکون مین سواد شب کی بارود کو بچھا کر فلیتہ سلک ثریا لگایا **نظم**

چو شب عقد خورشید برہم شکست	عقیقی در آمد شفق رابدست
زاندیشہاے چنین ہولناک	دو لشکر غنودند باترس و باک

شام ہوتے ہی **پیکان** اُٹھکر جانب خیمہ سحر کرنے چلا مگر کہتا گیا کہ طبل جنگ پر چوب پڑے کل مین ہون اور یہ خدا پرست ہین بنا برحکم اسکے طبل جنگ پر دوال دیا گیا ماہیان **خبری** اور **توسیان** وغیرہ نے دربار شاہ اسلام مین آکر بعد دعا و ثنا کے خبر عرض کی یہان بھی کوس حربی بجا صدا اسکی جس نے سُنی کانپنے لگا اہل اسلام سمجھے کہ کل ساحرون کے ہاتھ سے لشکر سارا برباد ہوگا یہ سمجھکر دلون کو ہراس تھا بہادرون کا چہرہ اداس تھا نامرد ہر ایک بدحواس تھا دلاور آلات حرب درست کرتے تھے بیغیرت روتے پھرتے تھے لشکر عدو مین چہل پہل ہو رہی تھی کہین ہنسی دل لگی ہوتی تھی کہین خندہ زنی تھی دندان طمع مال اسلامیان لوٹنے پر شمشیر آسا تیز تھے براہ افتخار تیغ زبان سے جوہر ریز تھے کہ کل ہم ہین اور یہ پلارک آبدار ہی ہمارے روبرو گیدی اسفندیار ہے **بیت** چو دست از عنان سوے خنجر کشم ✤ براندیش را دام و رسن درکشم ✤ غرضکہ لشکری تو تیاری لڑائی کی کرنے لگے اور **پیکان** گرد اپنے حصار سحر کا کرتا ہوا جیب و راست دیکھتا بھالتا خیمہ مین آیا مزدور تو چلے گئے تھے صرف داروغہ ٹھہرا ہوا تھا اسنے مجرا کیا اسنے خیمے مین جملہ سامان راحت موجود دیکھکر حکم دیا کہ اب تم بھی چلے جاؤ چالاک وہان سے چلا گیا جب تنہائی ہوئی اسنے چند دانے ماش اور سرسون کے گرد خیمہ کے جھٹکا کر سحر پڑھکر دستک دیدی اور آپ بے کھٹکے ہو کر بیٹھا اسم اعظم بند کرنے کی فکر کرنے لگا لیکن عیار لشکر اسلام مین بہت ہین چنانچہ جو عیار کہ سرنگ لگانے کے راز لیے آگاہ نہ تھے وہ صورت بدلکر بہر قتل **پیکان** خیمے کے قریب آئے جیسے ہی نزدیک اُسکے پہونچے دل گھبرانے لگا اور حالت دیوانگی مزاج پر طاری ہوئی جب آپ سے باہر ہونے لگے وہان سے ہٹ آئے پھر ہوشیار ہوگئے سمجھے کہ یہ باعث سحر کا ہے کہ وہان جانے سے ہم بیخود ہوئے افسوس کہ اس ساحر بیحیا سے کچھ بس نہین چلتا صبح کو یہ لشکر اسلام کو تباہ و برباد کریگا یہ خیال کرکے رکے اور رونے لگے اور صحرا مین آکر دست بدعا ہوئے کہ خداوندا ہمین اور ہمارے لشکر کو شر سے اس بے ایمان کے بچالے **فرد** تو دادی مرا پایہ گاہ بلند ✤ توام دستگیر اندرین

پارے بند ہ یہ سب دعا مین مصروف ہوئے اور وہان عیار خیمے مین کچھ فاصلے سے گھات مین لگے رہے جب پیکان آگ دھتورے کے پھل بر بنجی تھالی مین رکھکر اور جو کا دیگر سحر پڑھنے مین مصروف ہوا اور اگیار پر شراب ڈالکر پیرون کو بلانے لگا اُسوقت چالاک اور سماک وغیرہ نے بسم اللہ کہکر قدم بڑھایا اور وہان کچھ پہرا چوکی تو مقرر نہ تھا کیونکہ پیکان نے ایک شب شمعین روشن کردی تھین اور دوسری رات کو ہوا کے جھونکے سے عیار بیہوش ہوئے تھے آج دانے ماش اور سرسون کے جھٹکا دیے ہین کہ جو جاتا ہے دیوانہ ہوتا ہے فی الجملہ عیار تو دس گز کے فاصلہ پر مہرہ بنا چکے ہین اُنھون نے چار طرف سے فلیتون مین آگ لگا دی اور فوراً وہان سے ہٹ گئے العیاذ باللہ آگ لگاتے ہی ایک صداے ہولناک سرنگ اُڑنے کی آئی اور مع خیمہ و مسند او اگیار اور پیکان سمت عالم بالا تشریف لے گئے ایسا دھماکا ہوا کہ لقا بارگاہ مین تخت سے اچھل کر گر پڑا اور بختیارک آپ سے آپ گلیم پکڑ کر لوٹنے لگا کہ ہاے بڑی چوٹ دل مین لگی جملہ حاضرین دربار اور لشکریون کے کان گنگ رہے دیر تک سائین سائین کے سوا اور کچھ سُنائی نہ دیتا تھا اور فلک سے خیمے کے پارچے اور ستون کے ٹکڑے مٹی وغیرہ برس رہی تھی سب کہتے تھے کہ خداوند لقا کو غصہ آیا ہے اسی وجہ سے یہ آفت برپا ہے یہ ہنگامہ تو تھا ہی مگر اور دل لگی سُنیئے کہ پیکان کے مرنے سے تاریکی ہو گئی اور شور و غل از خود پیدا ہوا آندھی بڑے زور سے آئی اور سرداران امیر کہ سحر سے اسکے لقا پرست ہو گئے تھے وہ سب ہوش مین آگئے اور اپنے تئین بت بنے دیکھکر تلوارین کھینچکر بارگاہ مین لقا پرستون کو قتل کرنے لگے وہ سب خائف تو تھے ہی گھبرا کر بھاگے اور لقا بھی سراپچہ پھاڑ کر بدقت تمام جان کو سلامت لے گیا سردار بارگاہ سے باہر آکر لشکر پر گرے اس اندھیرے مین یہ اور اندھیر ہوا انھون کی طنابین کیشن مرکب نقب اُڑنے کا دھماکا لشکر رسیان توڑ کر صحرا کی طرف بھاگے فوج مین بھگدڑ پڑ گئی اور بختیارک اور سلیمان کملیان اوڑھکر ایک غار مین اُتر گئے اور اوندھے پڑ گئے کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہے وہان پڑے ہوئے حالت ابتر اپنے لشکر کی دیکھتے تھے اور سُن رہے تھے کہ لوگ رو رہے ہین کوئی کہتا ہے ہاے بھائی کدھر جاؤن کوئی کہتا ہے اے میرے داتا یہ کیا کیا ارے میرا بیٹا خیمے مین رہگیا کوئی گویا ہے یارو واسطہ خداوند کا بتاؤ تو کہ بچین گے یا نہین کسی کے لب پر نالۂ جانکاہ ہے کہ ہاے میری ایک رات کی بیاہی دلھن نہین معلوم کدھر گئی خدا کو معلوم کہ اسپر کیا گذری ہو گی کوئی کہتا تھا کہ امان جان کی بڑھاپے مین مٹی خراب ہوئی گھوڑون کی ٹاپون سے کچل گئی ہونگی کوئی اپنی بہن کو یاد کرتا تھا لڑکے باپ کے

سینے سے پیٹتے تھے اور ہائے امان ہائے امان رو رو کر پکارتے تھے جنگل سے گھوڑون کے ہنہنانے کی صدا آتی تھی یہ ظاہر ہوتا تھا کہ فوج آتی ہے لوگ اس طرف سے اُس طرف بھاگ کر جاتے اور پھر اُدھر سے اودھر بھاگ آتے تھے عیاران اسلام لوٹتے پھرتے تھے اور پکارتے جاتے تھے کہ ارے بھاگو فوج آگئی اسی ہنگامہ مین بہادرون نے تلوار پکڑ کر اور گروہ گروہ ہوکر صید علد و کرنا شروع کیا مارے تلوارون کے تہلکہ ڈال دیا نعرے شیرون کی طرح مارے جدھر جا پڑے کھیت کے کھیت اور رن کے رن صاف کردیے ازبسکہ لشکر لقا اور فرامرز بن نوشیروان اور کوہیون کا ملاکر کئی کرور کا ہو اور اتنے بڑے لشکر مین ممکن نہین کہ سب بودے ہون پس جو لوگ کہ بہادر تھے وہ پاے ثبات اس آفت مین بھی گاڑے رہے اور مرکبون پر بیٹھکر داد شجاعت دینے لگے مگر سرداران اسلام قلیل تھے اور لشکر کفار کثیر تھا غوغاے رستخیز نبرد سارے لشکر مین برپا تھا اس باعث سے جو پلٹن کہ جلادت اور تہوری کر کے بڑھی حریف اپنا اپنی ہی فوج کو سمجھی اور لڑنے لگی سرداران اسلام کہ جنگ دیدہ اور کار آزمودہ تھے جب تلوار کسی پر لگاتے تھے تو اللہ اکبر کہتے تھے یہ ایسلیے کہ اگر مرد مسلمان ہمنبرد ہوگا تو نام اللہ کا سُنکر کہدے گا کہ ہم کوئی غیر نہین ہین اور کافر ہوگا تو واصل جہنم ہوگا اس شناخت سے باہم لڑنے سے بچے اور چونکہ قلیل بھی تھے اس سبب سے فوج دشمن کے شر سے ایمن رہے اور شمشیر نے انکی خونریزی کر کے رنگ گل ہاے باغ عالم دکھا دیا نخلہاے قد کی سرتراشی کر کے گلستان شجاعت کو آراستہ بنایا جوہر تیغ نے اس شب تاریک مین نقشہ سوسن کے رنگ کا جمایا کہ بمقتضاے ابیات

سیاه از دو سو جنبش انگیختند / شب و روز با هم در آمیختند

ز بیم چقاچق که آمد ز تیر / گفن گشت در زیر جوشن حریر

ز تگا برنگ درخشنده میغ / زماهی در تها برآورده تیغ

درآمد لغبر تیدن ابر سیاه / زماهی تف تیغ بر شد بماه

چنان آمده هر دو لشکر غریو / کز ان هول دیوانه شد مغز دیو

ز گرد گران سنگ جا لشکران / زمین را همین سوده شد استخوان

جب لشکر عدو باہم لڑنے لگا اہل اسلام نکلکر اپنے لشکر مین آئے یہان جملہ سپاہ تیار تھی عیارون نے پہلے جاکر آمد سرداران بیان کی پھر سردار روان ہوئے اُدھر جو بہادر تھے وہ کٹ مرے اور باقی سمت صحرا و کوہ بھاگے لشکر کے فرار ہونے سے ایک خیمہ مین ابوالفتح عیار قید تھا اسنے جب

کوئی روکنے والا نہ دیکھا اور ساحرون کے مرنے سے قید سحر کی دفع ہو چکی تھی دہان سے نکلکر اپنے لشکر کا راستہ لیا لشکر دن مین رات بھر باہم کشت وخون رہا آخر صباغ روزگار نے کسوت نیلگون سپہر سے سیاہی شب کو مٹایا اور لباس عالم کو سرخی گل آفتاب سے گلنار رنگا کر بمصداق ع

برون آتش آید ز گردندہ روز گل سرخ بر طاق نیلوفری		سیہ کار شب چون شود درخت سوز سحر گہ کہ آمد بہ رنگ اختری	

صبح ہوتے وہ ہنگامہ برطرف ہوا لقا اور بختیارک غار سے نکلے فوج نے خداوند کو اپنی پہچانکر سجدہ کیا اور خداوند نے خیمہ پیکان کو جاکر دیکھا اس جگہ ایک غار عظیم الشان نظر آیا تو بختیارک نے کہا مزا اس گبر کی یہی تھی بہت لاف وگزاف کیا کرتا تھا مین کہتا تھا کہ مرشدزادے کی شان مین بے ادبی نہ کر نہ مانا آخر سیدھا جہنم کو روانہ ہوگیا یہ کہکر خداوند کو لیکر بارگاہ مین آیا تخت نکبت پر بٹھایا لشکر مین آکر انتظام کیا فراری لشکر کو منادی کر کے بلا کر آباد کرایا یہان تو یہ انتظام رہا اُس طرف سردار صبح کو دربار مین بادشاہ سے ملے انکے آنے سے امیر نے جشن کیا ہر ایک کو خلعت و زر دیا چالاک اور عیاران دیگر کا رتبہ بڑھا کہ بمقتضائے نظم

مغنی و ساقی و دور شراب جہانرا زداد و دہش داد بہر بہ نوروزی شہ نو آئین سرود ہمہ سال با افسر و تخت باد		نبودی زرشہ دور تا وقت خواب بہ پیرا ستش فیلسوفان دہر مغنی سرایندہ بربانگ رود کہ دولت پناہا جوان بخت باد	

شہنشاہ اسلام کہ بعشرت تمام جلوہ گستر ہین لیکن لقا نے یہ نامہ افراسیاب کو پھر تحریر کیا کہ اس بندۂ قدرت پیکان کو غرور ہو گیا تھا اور تکبار کسی کا ہمارے پسند نہین بدینوجہ ہمنے اسکو اپنے بہشت مین بھیجدیا لازم ہی کہ کسی اور کو ہماری مدد کے لیے روانہ کر یہ لکھکر حسب دستور قدیم پہاڑ پر رکھدیا پنجہ خدمت شاہ جادوان مین لایا شاہ ہمراہ حیرت کے بارگاہ لشکر مین آیا تھا اسلیے کہ حیرت انگشتری جمشید لینے جانے والی ہی لشکر کسی ساحر زبردست کے سپرد کرے فی الجملہ جب پنجہ نے نامہ لاکر دیا شاہ جادوان نے بڑھکر مرگ ساحران پر افسوس کر کے فرمایا کہ خداوند کے تشریف لانے سے چاہیے تھا کہ برکت ہوتی امن وامان رہتی بخلاف اسکے سراپا طلسم برباد ہوا جاتا ہی اب مین کسکو بھیجون کیا کرون اگر خاموش ہو رہون تو ایمان مین فرق آتا ہی یہ کہہ رہا تھا کہ یکایک طائران سحر سامنے آکر ساحر بنکر دعا و ثنائے شاہی بجالائے اور عرض

پیرا ہوئے کہ ہوشیار بن آذر سوار جادو اور سوفار جادو بھائی پیکان کا یہ دونون حاضر
ہوتے ہین شاہ نے چند ساحر بہر استقبال بھیجکر انکو سامنے بلوایا انھون نے آکر شاہ کو نذر دی اور
اپنی عزت کے موافق بیٹھے سوفار کو شاہ نے نامۂ خداوند دکھایا کہ بھائی تیرے خداوند لکھتے ہین کہ
تیرا بھائی مارا گیا سوفار مرگ برادر سنکر زار زار رویا اور اٹھا کہ جاکر انتقام خون اسکا لشکر اسلام
سے لیتا ہون شاہ طلسم کو تو بھیجنا بہر مدد خداوند کسی کو ضرور تھا اسکے عازم ہونے سے خوش ہوکر
خلعت رخصت عنایت فرمایا وہ بارگاہ سے نکلکر اپنے جاے سکونت پر بہر ترتیب لشکر روانہ ہوا
حال اسکا بسبب طول اوراق فسانہ ترک کیا جاتا ہے انشاء اللہ جلد ثانی مین لشکر امیر سے جاکر
مقابلہ کرنا اسکا بیان ہوگا حاصل مرام جب یہ جاچکا ہوشیار کو شاہ جادوان نے لشکر سپرد کر کے
حیرت سے کہا کہ تم انگشتری لینے جاؤ ہوشیار نے کہا مین تامل کا آدمی نہین ہون آج ہی سب
نمکحرامون کا کام تمام کرونگا افراسیاب نے یہ سخن سنکے بہت سمجھایا کہ اب مقابلہ کرنا مناسب
نہین جس حال مین مصور شہزادے حیران ہو چکے تو تمھاری کیا چلے گی تم صرف لشکر مین
بادشاہی بنے رہو مجھے میلا کرنے دو ہوشیار نے سمجھانے سے بہت کچھ شکریہ شاہ کا ادا کیا لیکن
براہ جسارت وارتکاب عرض کی کہ جب غلام مارا جائے یا عاجز آئے اسوقت حضور میلا کرین حالیکہ
تابعدار زندہ ہے میلا کرنا ضرور نہین کیفیت سے

صواب آنچنان شد کہ آرم شتاب	کہ آزرم دشمن بود ناصواب

شہنشاہ ساحران نے ارشاد کیا کہ تمھین اختیار ہے یہ کہکر پوچھا کہ مصور کہان ہین لوگون نے
عرض کیا کہ صحرا مین کسی جگہہ مخفی ہوکر تصویرین باغون کی کھینچتے ہین اور زوجہ انکی اپنے لشکر کی اور
انکی خبرگیری کیا کرتی ہین یہ سنکر حیرت سے کہا کہ اچھا تم باغ سیب مین جاکر طیاری جانے کی کرو
مین ظلمات سے جاکر کسی ساحر کو بہر نگہبانی لشکر بھیجونگا اور اے ہوشیار تم بھی مقابلہ کر کے حوصلہ
اپنا نکال لو یہ کہکر سوار ہوکر سمت ظلمات روانہ ہوا اور حیرت جانب باغ سیاب گئی بعد
اسکے ہوشیار کسل سفر سے آسودہ ہوا اپنے لشکر کو بڑے کروفر و اندیشے سے آراستہ کیا پھر ایکدن
قریب شام کہ آفتاب تابان مثل افراسیاب کے سمت ظلمات گیا اور طلسم عالم مین برنگ نگین
خاتم جمشید اختر حلقہ ہاے افلاک پر تابان ہوے نظم

نگہبان این مار پیکر درفش	زراندود و بر پرنیانے بنفش
رقیبان لشکر بآئین پاس	نگہبان تر از مرد انجم شناس

اس ہنگام مین نفیر سحر کو دم دیا ساحرون نے گھنٹے اور ناقوس بجائے یہ خبر لیکر طائران بھر خدمت
مورخ مین آئے اور گذارش پذیر ہوئے کہ فرو ہمہ روز وخورشید باتاج زر ☆ بپایین تخت
تو بند دکمر ☆ ہوشیار نام ساحر نے آکر طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ فاسد اس بیخبر کے ذہن مین آیا
ہی اس خبر کو سنکر ادھر بھی طبل و نقارے بجے ساحران نامی آمادہ حرب و پیکار ہوے لیکن عیاران
لشکر مع عمرو کے بارگاہ سے نکل گئے اور آنمین سے عمرو ایک نوجوان چہاردہ سالہ کی صورت
بنا یعنے گلنار جوڑا پہنا ہاتھون کو حنا سے رنگین کیا کلاہ گوہر آلود سر پر رکھی اور لشکر حریف کا
میخانہ تلاش کرکے قریب خیمہ ساقی ملازم ہوشیار آیا وہ کرسی بچھائے در خیمہ پر بیٹھا تھا اس سے
بمنت تمام کہا کہ مین اشراف کا لڑکا ہون لیکن خواہش روزگار رکھتا ہون اگر آپ عنایت
فرماکر شراب پلانے کے لیے مجکو نوکر رکھا دیجیے تو بڑا احسان کیجیے ساقی نے اسکو ماہ رخسار و مہر
تمثال دیکھکر فوراً اپنے پاس بلا لیا اور کہا یہ شیشے شراب کے لیکر بارگاہ مین جاؤ آج شراب
حضور کو پلاؤ کل موقع پاکر حضور سے تمھارے مقرر کر لینے کو عرض کر دونگا کیونکہ کم سنون اور
خوبصورتون کی تو ہنگام مے کشی ساقی بنانے کی ضرورت ہوتی ہی وہ تمکو فی الفور ملازم کر لینگے
عمرو نے یہ سنکر شیشہاے شراب لیے اور بارگاہ مین گیا دیکھا کہ سردار گروہ ہوشیار لکے بیٹھے
ہین دربار لگا ہی وہ بڑے تزک سے ڈنگل پر بیٹھا ہی یہ دیکھکر عمرو نے اسکو مجرا کیا اسنے بنظر غور اسکی
جانب دیکھا اور پہچانا کہ عیار ہی خیال کیا کہ اسکو پاس بلاکر ہاتھ پکڑ لون اور حال دریافت کرون
بس اشارہ کیا کہ جام مے حاضر کر عمرو بھی کچھ اسکے عزم پر مطلع ہو گیا مگر بیلا عیاری کا کہ وہ ایک
گیند ہوتا ہی اور عیار ہی اسکو چکنا کرکے آستین مین یا ہاتھ مین پوشیدہ کرکے رکھتے ہین جو کوئی
ہاتھ پکڑنا چاہتا ہی وہی گیند بجا لا کی ہاتھ مین دیتے ہین کہ گرفتار کرنے والا جانتا ہی مین نے
ہاتھ پکڑا اور عیار چلے جاتے ہین اور وہی گیند کسی وقت اس طرح تاک کر مارتے ہین کہ منھ کھلے
ہی حلق مین آکر پھنس جاتا ہی پھر انسان بول نہین سکتا فی الجملہ عمرو نے وہی بیلا آستین مین
مخفی کرکے جام بھر کر پیش کیا اسنے جام تو نہ لیا لیکن ہاتھ پکڑنا چاہا اسنے ہاتھ کو اس طرح گردش
دی کہ بیلا ہاتھ مین اسکے رہا اور عمرو نے دونون ہاتھ ڈھیلکی کھاکر زمین پر جاکر دونون لاتین
اسکی چھاتی پر مارین کہ ڈنگل کے پیچھے چت گرا ساحر وغیرہ سب بھچک تھے کہ یہ کیا ماجرا ہی اور وہ
جب تک اٹھے یہ سراپچہ چاک کرکے بھاگا جب وہ اٹھا پکارا لینا اسکو ساحر دوڑے مگر اب
ملنا کجا یہ جادہ جا کچھ دور جاکر کسی گوشے مین غائب ہو گیا ہوشیار نے کہا یہ عیار بلاے بد ہی

سب صاحب اپنے اپنے خیمون مین جاکر طیاری جنگ کی کرین مین اکیلا اس شب کو بسر کرونگا
یہ کہکر دربار برخاست کرکے گرد بارگاہ کے حصار سحر کا کردیا کہ بارگاہ نظر مردم سے پوشیدہ ہو گئی پھر
عیار ہرچند جویا ہوئے اور ہزارہا تدبیرین کرتے رہے مگر جانا ممکن نہ ہوا اور رات بھر جانبین کے ساحر
سحر افسون خوانی مین مصروف رہے ڈفلے اور ڈمرو اور نفیرین اور ناقوس بجا کیے اس شب کو ہندوے
فلک بھی رشتہ خط استوا مین دانۂ کواکب پر مصروف افسون خوانی تھا کہ صبح کو نیرنگ تازہ اور نئی
بازی بروے کار لائیگا کسی کا سینہ چاک کرکے دل و جگر بھینٹ مین لگائیگا اور کسی کو بصورت ناقوس
فریادی بنائیگا کوئی بیر بصد تدبیر قبضہ کریگا اور کوئی صورت مار پیچ و تاب کھائیگا آفت و بلا مین
پھنسے گا کوئی بصد خرمی تخت روان پر بیٹھکر عروج گیر ہوگا اور کوئی نشیب عدم مین گرکر غرلت پذیر
ہوگا خلاصہ سخن ایک جانب شب بھر سحر سازی رہی اور دوسری جانب دونون لشکرون
مین اسلحے سے بازی رہی بہادرون نے جوہر تیغ آبدار دکھاکر بہرام فلک کی کرکری کردی ترک فلک
کی ترکی تمام کرنا چاہی تیغ کہکشان مین انجم کے دندانے پڑگئے قوس چرخ کے کمان دارون کے
سہم کر چھکے چھوٹے تیر زنون نے شیران نیستان شجاعت کے خطوط ابیض و اسود فلک پر طعن
کی بلکہ اپنی سفاکی کے رو برو بیداد گری سپہر پر طعن کی اسی ساز و سامان جنگ مین فلک دوار
نے انقلاب دکھایا سیاہ سحر دست تطاول دراز کیے آئی اور گنجینۂ گوہر آگین اختر لٹ گیا نظم

سپیدہ چو سر بر زد از باختر — سیاہی بنجا در فرو بردہ سر
دگر بار میدان شد آراستہ — ز بیغول ہا نغمہ برخاستہ

لشکری خیل خیل داخل دشت مصاف ہوئے مہرخ اور بہار بڑی شوکت و شان سے تخت سحر
پر با فوج بیشمار سمت جنگاہ چلین نقارے بجنے لگے ساحر سحر کی نیرنگی دکھاتے ساتھ ہوئے کہ نظم

رخ خاریدن کوہ خارا شگاف — پر افگندہ سیمرغ در کوہ قاف
ز فریاد خر مہرۂ گاؤ دم — علی اللہ بر آمد ز رویینہ خم
سیاہ از دو سو ماند ور داوری — کہ دولت کرا میکند یاوری

جب میدان مین پہونچکر صف آرا ہوئی ایک جانب سے ابر سیہ فلک پر چھایا اور ہزارہا شعلے بجلی
کی طرح ابر مین چمکنے لگے بعد اس کے زور و شور سے ابر شق ہوا اور ہوشیار اژدر پر سوار ظاہر ہوا
پھر تو ہزارہا بجلیان گرنے لگین کہ میدان کے سب درخت اور جھاڑیان جل گئین ابر سے پانی
موسلا دھار برسا گرد کا عالم نہ رہا زمانہ پر گرد و ریت تھا مگر دشت مصفا ہوا نفیر و جھانجھ کی صدائے

رعد کا دم بند کیا تمام عالم پراز شور و غوغا ہو گیا شیر نیستان چھوڑ کر فرط ہول سے بھاگے بیابان
درندون سے خالی ہو گئے زمین مثل گوگرد کے بے آب تھی ہوا دوزخ سے بڑھکر جگر تاب تھی
خلاصہ یہ کہ ایک جانب نازنینان سیم ساق و سمن اندام یعنے مہرخ و بہار گلفام نے پرا جمایا
دوسری طرف دیو سار داہرمن اور بلاہائے سیار نے صفوف لشکر کو آراستہ کیا ہوشیار بعد
ترتیب لشکر میدان مین آکر آگ پتھر برسانے لگا اور مبارز اپنا چاہنے لگا کہ ابیات

کہن پوستینے برآمد بہ جنگ	چو از ژرف دریا برآید نہنگ	پیادہ بکردار یک پارہ کوہ
زبانصد سوارش فزونتر شکوہ	چو عفریتی از بحر خون آمدہ	ز دہلیز دوزخ برون آمدہ
درآمد چنان اژدہا پارۂ	فرشتہ کشے آدمی خوارۂ	سیہ ماری افسون گرگے درو
سراپای از سبز رگے درد	دہانے فراخ و سیہ چون لوید	کز و چشم بینندہ گشتی سفید
بسے خویشتن را بمردی ستود	کہ سوزان تر از آتشم زیر دود	چو در معرکہ بر کشم تیغ تیز
بگو ہا کنم کوہ را سنگ زیر	گرم شیر پیش آید و گر ہژبر	بر و سیل بارم چو بارندہ ابر
سلاح از تنم رستہ چون شیر نر	ز پولاد دارم سلاح دگر	چو گردن برآرم بہ گردن کشی
نہ زاب ہراسم نہ از آتشے	بہر دم کشی اژدہا پیکرم	نہ مردم کشم بلکہ مردم خورم
بگفت این و برزد برابرو شکنج	چو ماری کہ پیچد ز سودائے گنج	

لشکر مہرخ سے ایک ساحر ناوک جادو نام اس بدانجام کے مقابلے کو گیا اسنے کچھ پڑھکر دستک دی کہ ایک تیر غیب سے
آکر لگا ناوک نشانہ تیر قضا ہوا پھر اسنے نعرہ مارا دوسرا ساحر سامنے اسکے گیا لیکن خدنگ اجل سے
نہ بچ سکا اسی طرح چند ساحر اس ناہنجار نے جانب عدم بھیجے اسوقت بہار عازم وغا ہوئی اور
دوپٹہ گاتی کی طرح باندھکر جوڑے کو سنبھالکر تخت سے کودی اور میدان مین آکر سحر خوان ہوئی
ناگاہ اہل لشکر ہوشیار کی آنکھین بند ہو گئین پھر جو آنکھ کھلی صفحہ خاک کو گلہائے رنگا رنگ سے
ہم طبق سپہر پر از کواکب پایا سطح ارض اژرنگ چین نظر آیا جبین سبزہ سے سحاب چمن نے
گرد و غبار دھویا تھا دل لالہ کے خون نے جوش کھاکر شاہد صندلین رخسار ارض کو سرخ کیا تھا
سرنسترن کہ سفید تھا مشک بید نے سایہ کرکے عنبرآگین بنایا تھا لب ناردن مے آلود تھا نظم

بگل چیدن آمد عروسے بباغ	فروزندہ روئے چو روشن چراغ
ز بوئے گل و سایۂ سرو تن	بہ بلبل درآمد نشاط سخن

بہار سرتاپا بہار ہزار ہزار سنگھار کیے زیر شمشاد پانچے کلائی پر ڈالے گھڑی تھی ہاتھ مین پھول

کی چھڑی تھی قدر شک سہی بالا تھا حسن کا عالم دنیا سے نرالا تھا کہ ابیات

بہار روے از زہرہ دل بردہ بود	چو ہاروت ہید بیش و مردہ بود
زن کار روانست دلبیار ہوش	فلک را ز نیرنگ پیچید گوش
زحل را بشوید سیاہی ز روے	شود بر حصاری بیک تار موے
بخوبی چہ گویم پری پیکرے	پری را نباشد چنین پیکرے

جھونکے ہواے باغ سحر کے کھاکر لشکری اور ہوشیار بیخبر اور دیوانے ہوئے شعر عاشقانہ پڑھتے تالیان بجاتے سمت اُس عربدہ ساز کے چلے بیت

بیک شعبدہ بست بازیش را	تہ کرد نیرنگ سازیش را

جب لشکری مع ہوشیار کے قریب چمنستان سحر پہونچے فلک نے نیرنگی دکھائی چند بلبلین خوش الحان صحرا سے اڑکر آئین اور سر دوش ہوشیار پر بیٹھکر نغمہ سنج ہوئین کہ اے یادگار سامری پرستان ملکہ بہار کے سحر مین آپ مبتلا ہوتے ہین یہ ننگ گوارا کرتے ہین بلبلون کا یہ کہنا تھا کہ ہوشیار ہوشیار ہوگیا اور سحر پڑھنے لگا کہ ابر گھر آیا اُسمین سے انگارے آتش کے برسنے لگے بہار نے دیکھا کہ چمنستان جلنے لگا اُسنے بھی افسون پڑھا کہ ایکبار ایک ابر اس باغ سحر پر آگر مثل سرپوش کے ڈھک گیا آگ جو برستی تھی اُس ابر پر گرتی تھی باغ مین کوئی چنگاری نہ آتی تھی لشکر ہوشیار کہ شیداے روے بہار تھا وہ اُسی طرح بیتاب و دیوانہ رہا ہوشیار سمجھا کہ تا زمانیکہ یہ باغ سحر کا نہ مٹے گا لشکر کو ہوش نہ آئیگا یہ سمجھکر اُسی جگہہ زمین صاف کرکے بیٹھا چاہا سحر پڑھکر بیرون کو بلاکر باغ کو برباد کرون زمین صاف کرتے اسکو دور سے عیارون نے دیکھا عمرو نے کہا لشکر اسکا باغ بہار کو گھیرے ہی اور طالب بہار ہی وہ آتشباری کی وجہ سے اندر باغ کے ہو اسوقت بہار حکم دیتی کہ جاؤ اپنے مالک کو پکڑ لاؤ تو لشکری ہوشیار پر جا پڑتے یا وہ اہل لشکر کو مارتا یا فوج اُسکی اُسکو قتل کرتی مین جاتا ہون اور مہرخ سے حملہ کراکر اُسکو ہلاک کرتا ہون یہ کہکر چلا مگر راہ مین ایک عیاری خیال مین آئی یعنی فوراً صورت اپنی مثل شبیہہ ملکہ بہار بنائی اور گلیم اوڑھے میدان مین آیا وہان کھڑے ہوکر اس طرح گلیم اُتار کر جست کی کہ آواز چھم چھم کی بلند ہوئی سب اُس طرف دیکھنے لگے یہ جست کرکے زمین پر اُترا ہر ایک کو یہ معلوم ہوا کہ بہار باغ سحر سے اُترکر آتی ہی عاشقان روے بہار بسبب پوشیدہ ہو جانے اپنی مطلوبہ کے بیقرار تھے اسوقت نیچے بہار نقلی کے دوڑے اور پکارے کہ اے مہارا فزاے باغ خاطر عشاق بنظر نرگس نیم باز ذرا ہماری

جانب دیکھے بہار نے انھین تو کچھ جواب نہ دیا مگر ہوشیار سے پکار کر کہا کہ حضور میری خطا معاف
فرمایئے اور اگر انکار ہے مجبر نہ برسین تو مین آپ پاس حاضر ہون اور ہمراہ جناب خدمت شاہ طلسم
مین چلون اور اگر اس عرض کو پذیرا نہ کیجیے گا تو مین آپ ہی کے لشکر کو آپ کی گرفتاری کا حکم
دیتی ہون ہوشیار مصروف ردے بہار تھا اسوقت عجز کرنا سنکر خوش ہوا کہ ایسی ساحرہ جسکا
عاشق شاہ طلسم ہے میری مطیع ہو اور دوسرے فوج بھی میری اسکے قبضے مین ہے اگر حملہ کریگی تو بری
شکل پڑجائیگی یہ سوچکر پکارا کہ مین خود آتا ہون اور قریب ملکہ آیا بہار نقلی نے کہا اپنے ساتھ
کیا بیر سحر کے بھی لائے ہو اسنے کہا نہین اسنے کہا وہ کیا پیچھے پیچھے آتے ہین یہ سنتے ہی اسنے پیچھے پھر کر
دیکھا بہار یعنے عمرو نے بیاض گردن پر اس زور سے خنجر مارا کہ سر کٹ گیا پھر تو آگ برسنا موقوف
ہوئی مگر شور و غوغا و تاریکی ہوگئی عمرو کا حال دیکھکر مہرخ رو رہی تھی کہ افسوس بہار اس طرف
ملی جاتی ہے اسدم عمرو نے جب نعرہ کیا مہرخ کی جان مین جان آئی ادھر بہار ابر سحر ہٹا کر باہر
نکلی فوج ہوشیار کی اب تک مسحور ہی محبوبہ کو دیکھتے ہی منت کرتے قریب آئے بہار نے حکم دیا کہ اے
عاشقان من حیرت کے لشکر سے جا کر مقابلہ کرو جب فتح پاؤ گے میرے پاس آنا اوپر ذکر
کیا گیا کہ شاہ طلسم لڑنے کو منع کرتا تھا مگر ہوشیار نے مصر ہوکر اجازت لی اور آمادہ کارزار ہوا ملازم
اسکے بارہ ہزار ساحر تھے انھین کو ہمراہ لیکر دشت نبرد مین آیا تھا فوج حیرت کو ساتھ نہ لایا تھا
اس لحاظ سے لشکر حیرت بھی مسلح و مکمل تھا کہ اگر ہماری جانب کی شکست ہوگی تو حملہ فوج حریف
کا ہنگام غفلت مین رکنا محال ہوگا خلاصہ یہ کہ جب بارہ ہزار ساحر اس فوج پر گرے باہم نارنج
و ترنج چلنے لگے ناریل ہر سمت برستے تھے مار و عقرب پیدا ہوتے تھے تلوار سحر کی اور ترسول و پنسول
چلتے تھے ساحرون کے مرنے سے بیر غل مچاتے تھے ازبسکہ لشکر حیرت کثرت سے تھا یہ بارہ ہزار
ساحر گھر گئے اور ایک ایک کو دس دس نے ملکر ہلاک کیا پہر بھر کے عرصے مین سب مارے گئے
لشکر مہرخ مین کوس فتح پر چوب پڑی بہار نے باغ سحر برطرف کیا لشکر پھر کر بستر پر آیا سردارون کو
لیکر مہرخ داخل بارگاہ ہوئی عیار بھی آئے سب بیٹھکر جام مے عشرت نوش کرتے تھے مگر حال سنیئے کہ
طائران سحر حیرت پاس باغ سیب مین گئے اور مارا جانا ہوشیار اور اسکی فوج کا بیان
کیا حیرت نے سب کیفیت سنکر نامہ شاہ طلسم کو لکھا اور سمت ظلمات روانہ کیا پنجہ نے سحر کے
افراسیاب کو جا کر نامہ دیا اور اسنے پڑھکر افسوس کیا اور وہان سے جانب باغ سیب آیا
سب نے استقبال کیا یہ آکر تخت پر بیٹھا اور تمام ساحران نامی مثل شکوہ بن فیلان فیل

سوار زرین قبا سے جادو مبہوت فیل خوار جادو وغیرہ اپنی اپنی جگہ پر متمکن تھے
اُن سے حکم دیا کہ آج نقار خانہ طلسمی مین حکم دو کہ چونسٹھ ہزار نقارہ بجے اور طائران سحر تمام
طلسم مین پکار دین کہ آج کے ساتوین دن چاہ زمرد پر میلا ہی اور خداوند جمشید و سامری کے
دربار کا دن ہی یہ حکم سُنتے ہی ساحرون نے پرواز کی کیونکہ نقار خانہ طلسمی بروے ہوا ہی ساٹھ
ہزار نقارہ معلق رکھا ہو ساحر اور چھلے طلسمی چوب لیے اُس جگہ حاضر ہین غلاف نقارون
پر سُرخ بانات کے چڑھے ہین ساحرون نے جاکر حکم شاہ تبلون کو سُنایا انھون نے قرنا اور
نقارون کو بجایا کاخ روزگار اور گنبد خضرا مین صدا گونجنے لگی تمام ساکنان طلسم نے آواز
سُنی مہرخ نے اپنی جگہ پر عمرو سے کہا کہ نقارہ طلسمی بجتے ہین میلا آغاز ہوا اب بچاو کی صورت
کوئی نہین عمرو نے کہا مین ایک کنوئین مین اُتر کر بیٹھ رہونگا تم سب کو زنبیل مین رکھ لونگا مہرخ
بولی کہ شاہ طلسم تمھارا احوال کتاب سامری مین دیکھے گا اگر اسکو ثابت ہوا کہ تم کنوئین مین ہو وہ
کنوان پٹوا دے گا پھر نکلنا دشوار ہوگا عمرو نے پوچھا کہ اس بحر زخار آفت سے ساحل مراد پر پہونچنے
کی تمنے کیا تدبیر سوچی ہی مہرخ جواب دہ ہوئی کہ راے عالی اس باب مین قرین صواب ہی
اور کلید زبان سے باب مصلحت کا افتتاح بہر مقاصد مشکل فتح الباب کنیز بحکم المامور معذور
براہ استطاعت کلام خیر ختام کہ لایق بندگان صداقت التیام ہی عرض کر دیتی ہی ورنہ بموجب
بیت ای نطق تو کلید نہانخانہ کمال ✤ تقریر تو نتیجہ تایید ذوالجلال ✤ مین کیا اس بارے
مین سخن سرائی کرون اور حکمت لقمان را آموختن کے مثل چراغ پیش آفتاب جلاؤن عمرو
نے کہا اس مشورت کے لیے تخلیہ چاہیے مہرخ مع چند مشیرون کے علیحدہ خیمے مین آئی صلاح
ہونے لگی سب نے متفق الکلمہ یہی کہا کہ عمرو جو کچھ تجویز کرین وہی اولے اور انسب ہی عمرو
گویا ہوا کہ ایک دن سر شام تین سردار با فوج بے شمار تین خیمے میرے ساتھ لیکر چلین اور جہان
مین ان سردارون کو مامور کرون وہان سے جنبش نہ کرین پھر آگے مین سمجھ لونگا یہ باتین سنکر
سرخمو اور نافرمان اور افتخار جادو کہ شریک انجمن مشاورت تھے عرض رسا ہوے کہ خواجہ
ہم آپ کے ساتھ ہین عمرو نے کہا اس راز کو کسی سے بیان نکرنا جاؤ اور لشکر چار لاکھ ساحر کا بطور
مخفی تیار کراؤ جب شام ہوگی مین تمھین لیچلونگا یہ کہکر خلوت سے باہر آکر ٹھہرے اور سرخمو
وغیرہ نے لشکر چپکے چپکے مسلح و مکمل کرایا جس وقت کہ نہانخانہ مغرب مین سرخمو ئے فلک جاکر
نہان ہوا اور گروہ انجم مشورہ کرنے خیمہ زنگاری سپہر مین آیا کہ بمقتضاے ابیات

چو سیارهٔ چرخ شبدیز راند — بهر برج کا مد صدای بلند
چو زلف شب از حلقهٔ عنبری — سمن رنگ بر طاق نیلوفری

شام کو عمرو بارگاہ سے صحرا مین گیا سر خمو اور نافرمان اور افتخار ایک کے بعد ایک جنگل مین آئے اور اسی طرح فوج بھی ہزار در ہزار دو دو ہزار ہو کر پھیر کھا کر مقام وعدہ گاہ پر آئی کسی کو مطلق ظاہر نہوا کہ چار لاکھ آدمی کدھر گیا کس لیے کہ لشکر قریب پچاس لاکھ کے ہی پچاس آدمی سے چار آدمی اگر کم ہو جائین تو کیا معلوم ہو خلاصہ جب عمرو کے پاس سب جمع ہوئے وہ بھی تخت سحر پر بیٹھ کر ایک جانب سردار در لشکر کو لیچلا اور دس کوس لشکر مہرخ سے نکل گیا ایک کوہ سیاہ کے قریب پہونچا در ے اس کوہ کے مثل گور جہودان کے تنگ و تاریک تھے اور راستے اُسکی گھاٹیون کے مانند جادهٔ صراط دوزخ کے باریک تھے گرد اسکے ایک دریاے محیط موج زن تھا لیکن سیاہی کوہ کے عکس سے دریا بھی سیاہ تھا۔ نظم

چنین تا گذرگہ بجاے رسید — کہ یکبارہ شد روشنی ناپدید
زیک سو سیاہی بر آورده حرف — دگر سو گذربستہ دریاے ژرف
شد آن راه از موے باریک تر — ز تاریکی شام تاریک تر

عمرو نے ایک خیمہ سیاہ رنگ کا اُس جگہ نصب کرایا اور ملکہ نافرمان کو مع ایک لاکھ ساحر کے یہان فروکش کیا اور کہدیا کہ بغیر میری اجازت کے یہان سے نہلنا یہ کہکر آگے وہان سے روانہ ہوا اور اس کوہ سیاہ سے اور دس کوس آگے جا کر قریب کوہستان پہونچا شناخت کیلئے ایک کوہ سبز رنگ تجویز کر کے خیمہ سبز رنگ استادہ کرایا وہ پہاڑ مثل سبز پوش جنان کے رخت اخضر زیب بر کیے تھا خضر راه گم گشتگان بادیۂ ضلالت تھا اور خضر و الیاس کی طرح مردم بروزگار سے روپوش درخت ہاے گنجان مریدون کے طور اُس پیر سبز پوش کے گرد تھے۔ نظم

بر پیرامنش بیشہ ہاے خدنگ — بہم در شده شاخ در شاخ تنگ
فزون تر درخش ز نیجہ ارش — ز آب و ہوا یافتہ پرورش
چو زنیگونہ جاے بدست آمدش — در آن جاے فرخ نشست آمدش

خیمہ سبز مین ملکہ سر خمو کو مقیم کر کے لاکھ آدمی گھاٹیون مین پہاڑ کی فروکش کیے اور اُن سے بھی تاکید یہی کر دی کہ بغیر میرے یہان سے نہ ٹلنا اور پھر عمرو وہان سے دس کوس اور آگے بڑھ گیا اتفاق سے ایک بیابان قلب تاریک کوہستان مین ملا کہ ایسا قلعہ مستحکم ضحاک کا بھی نہ ہوگا

پہاڑون کے درے ایسی راہین پر پیچ رکھتے تھے کہ حلقہ ہاے زلف گلرخان دہر کو شرماتے تھے فرہاد کو
کاکل جنبوبن شیرین یاد دلاتے تھے بیابان ہرچند کہ سرسبزی مین رشک گلستان تھا مگر چشمۂ حیوان
کی طرح ظلمت مین نہان تھا چشمہاے صاف ہر سمت روان گرد درختہاے گنجان **نظم**

پدید آمد آن چشمۂ سیم رنگ　چو سیمی کہ بالاید از ناف سنگ
بفرسود تا زیر کان سیاہ　تنے چند را سر برآید زراہ
پس کوہ خارا شود ناپدید　کس آن بند را می ندانند کلید

افتخار جادو کو دو لاکھ ساحر سے یہان مقرر کر کے سمجھا دیا کہ بغیر میرے حکم یہان سے نہ ہٹنا اور
بعد اس فہمایش کے تخت سحر پر بیٹھکر ایک ساحر ہمراہ لیکر مراجعت کی اور سمر **حمکو** سے دوبارہ ملتا ہوا
پاس نافرمان کے آیا اور بیٹھکر نشیب و فراز سمجھانے لگا **نافرمان** نے کہا خواجہ آج کے ساتوین
دن وہ جلسہ ہوگا کہ دیدۂ روزگار اسکے دیکھنے کا ندیدہ ہی بلکہ یہ مہیلہ دیدہ ہی نہ شنیدہ ہی ایک
اکیس بارگاہین بادشاہ طلسم کی استادہ ہونگی **حیرت** کی سواری کے ساتھ ساٹھ ہزار غول
ساحرون کے لباس زنگ بزنگ کا پہنے چلین گے ساٹھ ہزار شاہ اور شہزادیان طلسم کی آئینگی
حیرت پرسے زرنثار ہوگا اور ایک کنوان کہ مثل تالاب کے ہی اور اُسی کو دم دکھتے ہین زر
وجواہر سے پٹ جایگا **عمرو** نے سب ماجرا سُنکر جواب دیا کہ جو کچھ سامنے آنیوالا ہی اُسکا بیان
کرنا ضرور ہی ہمارا خدا مالک ہی کچھ نہ کچھ ہمین بھی مل رہیگا اب تم یہان ٹھہرو مین اور تدبیر کو جاتا
ہون یہ کہکر وہان سے **مہرخ** پاس آیا اس تردد کرنے کا کچھ مطلق ذکر نہ کیا اور مثل دستور قدیم
حکم دیا کہ جلسۂ عشرت کا سامان مہیا ہو بمجرد ارشاد ساقیان زرین لباس بربادکن ساس توبہ
سامان لیکر حاضر ہوے ناچ ہونے لگا جام مے گردش پذیر ہوا **نظم**

تماشاے رامشگران بازکرد　درخرمی بر جہان بازکرد
نیوخند شد نالۂ چنگ را　بہ کف بر نہاد آب گلرنگ را

ازبسکہ ان ترددات مین رات زیادہ آچکی تھی دربار برخاست کیا ہر ایک آرام پذیر ہوا یہ سب تو
بآرام تمام حالت امید و بیم مین مقیم ہین لیکن حال میلے کا سُنیے **لمؤلفہ**

ہان ساقیا وقت یاد رہی ہی　دے بادہ کہ دور آخری ہی
للہ چھلکا دے خوب سا آج　پھر رند نہو کسی کا محتاج
دے ہوش رُبا وہ جام ساقی　دنیا مین ہو جس سے نام ساقی

ساقی اک اور جام رنگین
درپیش ہی جلسہ نگارین

ساقی مرے جوش کی قسم ہی
کھوئے ہوے ہوش کی قسم ہی

ساقی پیر مغان کا صدقہ
ساقی تجھے اپنی جان کا صدقہ

وہ سر کہ بھرا ہی جس مین سودا
وہ جان کہ جس مین ہی تمنا

وہ دل جو ہی آرزو سے لبریز
وہ آتش شوق جو کہ ہی تیز

وہ رنج کہ جسکا دل ہی مسکن
وہ لب کہ ہمیشہ جنبہ شیون

ان سب کی قسم ہی میرے ساقی
دے جام شراب باقی ساقی

کانٹا جو لگا ہی دل ہی بیتاب
دے گل سکے کٹورے مین مجھے آب

لکھون مین وہ داستان رنگین
فردوسی بھی جسکا ہوے گل چین

ہر حرف سے دلبری ہو پیدا
گل کی طرح نازکی ہو پیدا

ٹپکے لفظون سے پھر لطافت
آب مضمون کی ہو تراوت

دامان نگاہ ناظرین کو
پھولون سے بھردون بطرز نیکو

اے خامہ جاہ سامری فن
بھر آج طرارے مثل توسن

طالبان نگین الفاظ انگشتری داستان و فتاحان ابواب حجلہ بیان نقش روشن فسانہ کو لوح قرطاس پر یون منقوش فرماتے ہین اور نازپروردگان حجلہ ضمیر عشاق کو منظر فصاحت مین جلوہ گر فرما کر اس طرح میلا دکھاتے ہین کہ جب حجلہ مشرق سے عروس زرین لباس مہر چہرۂ ہفت نظارافلاک مین روشنی بخش ہوئی اور حلقہ ماہ و نگین کواکب جوہری روزگار نے صندوق نہانخانہ غرب مین بند کیے کہ یہ مضمون نور بیز ابیات

فروزندہ روزے چو فردوس پاک
برآوردہ سر گنج قارون زخاک

بغرلت کمر بستہ باد خزان
نسیم بہاری زہر سو وزان

باغ سیب مین افراسیاب اورنگ شہی پر جلوہ گر ہوا اور حیرت سے حکم دیا کہ انگشتری لینے جادہ اول ہی سے سامان جانے کا کر چلی تھی اپنی کنیزون کو طلب کیا سترہ نازنین پری جمال زیور جواہر بےمثال پہنے رخت پر زر سے آراستہ حاضر ہوئین تھال سونے کے ہاتھ مین لیے تھین اُن مین جواہر اور اشرفیان بھری تھین پھر کچھ ساحر سور اور بھیڑیان اور بکریان لیے آئے کہ ان جانورون کے گلے مین ہار پڑے تھے اور ٹیکے سیندور کے ماتھے پر دیے تھے

انکے بعد بہت سے تھال لیے کنیزین آئین کہ اُن مین موہن بھوگ بھرا تھا چوکیین گھی کی روشن تھین جب یہ سامان آچکا حسرت تخت طاؤسی پر سوار ہوئی چار طاؤس جواہر کے چارون کونون پر تخت کے کھڑے تھے دمین انکی سر پر ملکہ کے چتر ہوگئین نقار خانہ طلسمی مین نوبت بجنے لگی شاہ جادوان نے پاندان سے ایک گلوری بنا کر اپنے ہاتھ سے ملکہ کو کھلائی اکابرین دربار نے نذرین دین شاہ نے بازو پکڑکر کچھ منتر سامری و جمشید کے پڑھے اور ملکہ پر دم کیے پھر تو اُس مہ چہاردہ سالہ کا حسن حسینان دہر سے دوبالا ہوگیا کہ بہ یک اشارہ گوشہ چشم نیرنگ سامری اور بازی روزگار کو خاک مین ملاتی تھی اور ہزار مردے جلاکر مسیحا کو لب جان بخش کا شرمندہ احسان بناتی کہ

نظم

ترا اے معجزے رفتار روح افزا دکھاتی ہے تمنائے حیات نجبر وزہ آزماتی ہے		صدائے خلخال پا کی مژدۂ صحت سناتی ہے جدھر جاتے ہو ہر گھر سے یہی آواز آتی ہے	

مسیحا ہو تو بیمارون کو دم بھر دیکھتے جاؤ

خلاصہ یہ کہ اس سامان نمایان اور تجمل بیکران سے ملکہ روانہ ہوئی اور بعد کچھ عرصے کے ایک دشت پر فضا مین پہونچی کہ ہوا وہان کی ہوائے روضۂ رضوان دل سے مٹاتی تھی مسیحا نفسی کر کے دلہائے مردہ کو جلاتی تھی سبزہ برنگ سبز بختان دہر چین سے پانون پھیلا کے سوتا تھا گلہائے خود رو سے دشت نگار خانہ چین معلوم ہوتا تھا برگ گل ہمشکل زبان تھے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ گلرخان دہر اس بہار کے شوق دید مین خاک مین ملکر زبان تبوصیف بوستان کھولے ہین نرگستان تھا یا خفتگان خاک آنکھین کھولے سیر دیکھتے ہین طائران خوش نوا مثل خضر کے لباس زمردین پہنے ہر سمت پران قمریان سر لب جوئبار پر مثل واعظ کے بر سر منبر شان کد نور حقیقی مین خطبہ خوان کسی جا شمشاد لالے پر اکڑتا کہین غنچہ درازی قامت شمشاد پر ہنستا تھا کسی جگہ لالہ پیالہ دکھا کر نرگس مست کو نچاتا تھا کہین برگ سوسن زبان حال و مقال سے باتین سناتا تھا دشت بر روح قیس نثار تھی غرض طرفہ بہار تھی کہ

قصیدہ

فیض ترتیب ہوا نے یہ دکھائی تاثیر تخت طاؤسی گلشن پہ ہے سایہ کیے ابر آہ قمری مین مزہ اور مزے مین تاثیر دیکھتے دیکھتے بڑھ جاتی ہے گلشن کی بہار		زر محلول ہے اخگر تو کھرل ہے صندل چتر کھولے ہوئے فرق خستہ گل پر سنبل سبزہ مین دیکھیے بھولا نے لگے پھولین پھل دیدۂ نرگس شہلا کو نہ سمجھو احول	

خضر فرماتے ہین سنبل سے تری عمر دراز شاخ پر پھول ہین جنبش مین زمین پر سنبل	پھول سے کہتے ہین پھلتا رہے گلزار امل سب ہوا کھاتے ہین گلشن مین سوار و پیدل

اس دشت فرح ناک مین یہ سرو خرامان ہوئی اور قریب ایک کوہ پر شکوہ کے پہونچی درے سے کوہ کے ایک خط سرخ اس طرح ظاہر تھا کہ جیسے بند کمرون مین روزن کی راہ سے لیکر دھوپ از زمین تا فلک معلوم ہوتی ہی کہ بموجب ع سٹی کا پل بندھا تھا محیط سپہر پر + اور سنہری لکیر مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک ظاہر تھی گویا اوراق جریدۂ دہر پر طلائی جدول کھنچی تھی اصل مین اس خط کو قطب جنوبی اور شمالی جو طلسم کے حکمانے بنائے ہین اُنکے درمیان سے خط معدل النہار بنایا تھا واضح ہو کہ کتب علم ہیئت مین مسطور ہی کہ معدل النہار وسط حقیقی قطب شمالی اور جنوبی مین واقع ہوا ہی اور بہ نسبت محاذات اُسی خط کے خط استوا زمین پر متخیل ہوتا ہی اور جسوقت کوئی شخص قطب شمالی کے نیچے کھڑا ہو تو معدل النہار افق جنوبی پر ہوگا فی الجملہ یہ بحث باعث طوالت فسانہ ہی یہان صرف مراد یہ ہی کہ حیرت انگشتری لینے اُس جگہ جاتی ہی کہ جہان حجرۂ ہفت بلا ہی اور یہ مقام علم نیرنج و ہیئت سے حکماے طلسم نے خاص طلسمی بنائے ہین اور طلسم مین رات و دن ادا ہوتے ہین اور خط استوا اور قطب بخلاف ان قطبون افلاک دُنیاوی کے اور بنائے جاتے ہین جیسے کہ طلسم دنیا مین چار پہر کے رات و دن ہوتے ہین اور خداے دوجہان کہ مطلق رہا اُسکے دن پچاس ہزار برس کے ہین دُنیا بھی مثل طلسم کے ہی اور باطل ہونا اس طلسم کا روز قیامت ہی کہ جو لوگ اس طلسم مین پھنس گئے ہین وہ اسکے ٹوٹنے سے اپنے مسکن اصلی پر پہونچین گے اگر ناری ہین جہنم مین اور ناجی ہین تو فردوس مین اور بمصداق وہم فیہا خالدون ہمیشہ اُن مقامون مین رہینگے اور راستہ اس طلسم دُنیا مین آنے کا عالم ارواح سے یہ ہی کہ اول ملائکہ بحکم حکیم علی الاطلاق مادہ جنین کو زیر عرش جگہ دیتے ہین کہ صاحب تقلیب وہان سے ہوتا ہی پھر وہان سے کرسی کی طرف لاتے ہین کہ وہان سے مالک صدر ہوتا ہی پھر وہان سے فلک شمس پر پہونچاتے ہین کہ صاحب حرارت غریزیہ ہوتا ہی پھر فلک ہفتم پر کہ مقام زحل ہی بالغ ملتا ہی کہ محل عقل ہی پھر فلک قمر پر لاتے ہین کہ صاحب صورت اور حیات ہوتا ہی پھر فلک مشتری پر لیجاتے ہین کہ علم پاتا ہی پھر فلک عطارد پر جاتا ہی کہ فکر پیدا ہوتی ہی وہان سے فلک مریخ پر آتا ہی کہ وہم حاصل ہوتا ہی پھر فلک زہرہ پر آکر خیال پاتا ہی پھر کرۂ نار منتقل ہوتا ہی کہ اخذ صغرا کرتے

پھر کرۂ باد پر آ کر خون ملتا ہی پھر کرۂ آب پر آ کر بلغم پاتا ہی پھر کرۂ خاک پر آ کر مالک سودا ہوتا
ہی پھر وہ مادہ طرف بخارات کے مائل ہوتا ہی اور ملائکہ اُسکو جانب ابر پھینکتے ہین اور وہ ابر
باران بنتا اور باران سے زمین پر آ کر نباتات اور اجناس مین مشترک ہوتا ہی اور وہی نباتات
و اجناس خداے تعالی اُسکے پدر کی روزی کرتا ہی کہ جسکے کھانے سے صلب پدر مین نطفہ
ہو کر رہتا ہی پھر بمصداق یخرج من بین الصلب والترائب آخر ہنگام شہوت بطن مادر مین
منتقل ہوتا ہی پھر زمین پر آتا ہی اس معنی کو حضرت صوفی ما یقیمان یین فرماتے ہین کہ **بیت**
مرغ شاخ درخت لاہوتیم ✣ گوہر درج گنج اسراریم ✣ آنے کا اس طلسم مین دُنیا کے یہ راستہ
ہی اور جانے کا وہان گور ہی اور وہان سے عالم برزخ مین اور وہان سے قیامت اور قیامت
سے صراط اور صراط سے میزان اور میزان سے پرسش اعمال اور وہان سے مسکن اصلی روح کا
کہ بموجب **مصرعہ** دوست باد دوست رفت دیار بیار ✣ آمدم برسر مطلب **حیرت** مسکن
اصلی پر طلسم کے جایا چاہتی تھی اُسی خط کے نیچے نیچے درہ کوہ مین داخل ہوئی اور عجائب
و غرائب طلسم کے دیکھتی ہوئی یعنی کہین اندھیرا کہین اوجالا مرحلے طلسم کے جو بنے ہین کہ فاتح
طلسم کے طلسم توڑتے وقت بیان اسکا کیا جائیگا ہر ایک کو ملاحظہ کرتی جنگل مین قریب
ایک احاطے کے پہونچی احاطہ پر چار سو مینار یاقوت احمر کا چڑھا تھا دروازہ اسکا بند تھا
ملکہ نے سحر پڑھا دروازہ کھل گیا اندر آئی خط معدل النہار کی روشنی یہان بھی پائی اُسی کے
سایے مین کچھ دور چلکر ایک نقب مین سما گئی پھر جو اُس کنج خوبی نے سر نکالا ایک مکان
سونے کا نظر پڑا اس طلسم مین سات حجرے بنائے ہین ایک سونے کا دوسرا چاندی کا
تیسرا زمرد کا چوتھا یاقوت کا پانچوان نیلم کا چھٹا موتی کا ساتوان الماس کا ہی چنانچہ
ان سب حجرون مین مال طلسمی اور کنجیان ہین لیکن ساتوین حجرے مین سات کوٹھریان ہین
کہ ہر کوٹھری مین بلا بند ہی جب وہ کوٹھریان کھلینگی بلائین نکلکر لشکر **مہرخ** کو برباد
کرینگی اور یہ بلائین موت نہین رکھتی ہین دفع کرنا نہایت مشکل ہوگا انشاء اللہ حال اُنکا
بروقت شکست طلسم بیان ہوگا غرضکہ ملکہ قریب مکان طلائی کے آئی سبحان اللہ اس عمارت
کا کیا کہنا در و دروازے عجب نہین جو کندن ہیرا رشک کھائے زنگ طلا مین جواہر کو بھی کرکے
جواہر کی گلکاری بنائی تھی حور قصور جنان چھوڑ کر اسپر شیدائی تھی زنگ تجلی طور کلیم اُسپر
نثار ہر پایہ کی سربلندی پر قصر بہرام گور تصدق ہر بار اُسکی محراب سے اگر ہلال کو کشایہ

کیا جائے تو کشادہ دل گدائے شب جام جم پر فخر کرے آستان کو اُسکی اگر فلک کہون تو روئے زمین
کا احسان فلک پیر پر گردن عالم امکان کی مجال نہین جو وسعت صحن کو اُسکی پیمائش کرے
معمار عقل کی کیا طاقت جو زبان دل سے ستایش کرے مہندس خیال ہرچند کہ خوبی مین طاق
ہی بلکہ بہتری سے جفت ہی مگر اُسکے گوشہ ہائے مثلث کی توصیف مین مالا یطاق ہی سقف منقش
سپہر اُسکی سقف رنگین کے روبرو واژون اور آفتاب شرم سے اُسکے شمسے کے سامنے دینار زرخزانہ
قارون نزاکت طرح عمارات پر انگشت اشارت بار اور صفائے در و دیوار پر نگاہ سرمہ آلود
نازنینان دہر سے غبار نظر تماشائی اگر غرفہ تک اُسکے پہونچے تو منازل قمر سمجھے اور فکر محاسب
اگر اُسکے میناروں پر پہونچے تو کنگرہ عرش عظیم جانے کہ بہ مقتضائے **ابیات**

عجب اُسکی رفعت عجب اُسکی شان — عجب اُسکے پردے عجب سائبان
عجائب تھین نہرین عجائب بحر — عجب اُسکے سقفین عجب اُسکے در
عجب اُسکا نقشہ عجائب فروش — عجائب نگار اور عجائب نقوش
مکان ایسا آراستہ پُرشکوہ — ہراک برج الماس مانند کوہ
تماشائی کا دل بھی ہو آئینہ — کہ جس پر کدورت کبھی آئے نہ

سامنے اُس قصر کے گلشن نگارین بنا تھا تماشہ ہائے گل پر بلبل شیوا زبان کا چہچہہ نرگس مست کہ
مدام باغ مین رہتی ہی لیکن یہ بہار اُسنے بھی نہ دیکھی تھی سنبل اُسی کی الفت مین پیچ و تاب کھاتی
تھی لالہ اُسی کے عشق مین دل خون ہی عشق پیچان باغ کو اُسی کا جنون ہی کہ **بفحوائے نظم**

زگلبانگ سایۂ زند باف — دریدہ صبا شہر گل تا بناف
زمین چون زر آب چون لاجورد — چو دیبائے نیم ازرق و نیم زرد
نوائے چکاوک بہ از بانگ رود — برآورد باد شتابان سرود
گرہ بر کمرگہ زدہ ساق جو — رسیدہ بہ دہقان وزد و درد

حیرت نے اُس گلشن پر بہار مین ایک مقام پر کھڑے ہو کر کچھ افسون سحر پڑھا اور پکار کر کہا
کہ اے کنندکن آؤ یکایک نسیم بہاری چمن مین وزان ہوئی اور کلیان کھلکر پھول ہو گئین ایک
تخت بروے ہوا اُڑتا ہوا آیا ہزار ہا گھنگرو تخت مین بندھا تھا اُسکی صدا سے بروے ہوا
پریان ناچتی معلوم ہوتی تھین جب وہ تخت زمین پر اُترا ایک سونے کی تیلی اُسپر بیٹھی مگر
بولتی ہوئی تصویر تھی یا بتان آذری پر لات مارتی تھی اُٹری چوٹی پر اپنی وارتی تھی کہ ابیات

صنم بین کہ آن نقش پرواز کرد	گرہ گاہے گرہ بست وگہ باز کرد
برہ و چادرے از رخام سپید	چو برگ سمن بر سر مشک بید

حیرت کو اُس تیلی نے سلام کر کے لب گوہر فشان سے رشتہ نظم مین اس طرح موتی پروے اور کام دو دہان ساطع کو براز نداق سخن اس طرح کیا کہ ملکہ عالم نے اس کنیز ناچیز کو کیون یاد فرمایا ہی مرتبہ خاکسار افلاک پر پہونچایا ہی حیرت نے صورت حال کا جلوہ آئینہ بیان مین یون دکھلایا اور رباب مقاصد کو کنز دقائق گفتار سے وا کیا کہ اے کندن کنجی حجرہ طلائی کی تمھارے پاس ہی حجرہ کھولو کہ انگشتری جمشیدی شاہ جادوان نے منگائی ہی نذر بھینٹ لیکر یہ حقیرہ لینے آئی ہی کندن نے نذر کی چیزین دیکھکر ایک قہقہہ مارا اور عرض کیا کلید حاضر ہی لیکن یہ بھینٹ اور نذر اصلی نہین ہی اور اس سے انگشتری دست خداوند جمشید نہ ملے گی لازم یہ ہی کہ حضور زحمت فرما کر مراجعت فرمائین اور شہنشاہ سے اصلی بھینٹ لائین کنیز انتظار مین حضور کے ٹھہری رہیگی یہان سے قدم نہ ہٹائیگی حیرت ان باتون سے صورت آئینہ حیران ہوئی آخر سب سامان نذر کا چھوڑ کر پھری اور خدمت شاہ جادوان مین آئی ماجرائے گذشتہ زبان پر لائی افراسیاب نے ساری کیفیت سنکر سحر پڑھا کہ آندھی سیاہ آئی تاریکی عالم مین چھائی بعد ایک لمحہ کے فلک کی جانب سے ایک تخت زمین پر مثل بلا کے نازل ہوا کہ اُسپر ایک پیر زمین گیر سوار تھا پیر فلک کا سگا بڑا بھائی عروس روزگار کو سامنے اُسکے شرم آئی جب شیطان جنت سے نکلا تھا تو اسی کے کندھے پر سوار ہو کر زمین پر آیا تھا نہین بلکہ دردہر کو اُسی نے سبق پڑھایا تھا فرط ضعف و نقاہت سے جھریان جسم پر پڑی تھین ہڈیان پسلیان گنی جاتی تھین کہ بہ مقتضائے ابیات

ظالم و تیرہ رو ضعیف و نحیف	اس ضعیفی پہ انتہا کا کثیف
دم گفتار منھ سے بو آتی	نتن بینی کی کوسون تک جاتی
کرتا شیطان کمر اس سے یاد	زال دنیا کا تھا وہی استاد
تھا غلامی کا اُسکی دم بھرتا	سامنا پیر چرخ کیا کرتا

ایک کتاب کہ جریدۂ افلاک اور دفتر دہر اُسکا دو ورقہ تھا سفیدی و سیاہی اوراق لیل و نہار بین السطور صفحہ ہاتھ مین لیے سامنے شاہ کے آیا بادشاہ براہ تعظیم اور اہل دربار بہ تکریم اُٹھے باعزاز اُسکو بٹھایا پیر نے استفسار کیا کہ مجھے کیون بلایا ہی شہنشاہ نے کہا کہ انگشتری جمشید

مین نے منگانا چاہا ہی چنانچہ وہ مجھے منگا دیجیے تمنائے دل پوری کیجیے پیر نے کہا اس خیال محال سے باز آ شہنشاہ نے کہا بغیر انگشتری کے یہان خاتمہ ہی نقش طلسم باطل ہوتا ہی نام ونشان مٹتا ہی سلطنت جو زیر نگین ہی حلقہ اطاعت غیر مین جاتی ہی پیر نے کہا تجھ سے تکلیف گوارا نہ ہوگی انگوٹھی سے ہاتھ اٹھا شاہ نے کہا سر کٹ جائے مگر سر دست انگشتری ہاتھ آئے پیر نے کچھ پڑھکر سمت فلک پھونکا ایک تپلا چھری اور جام لیے پیدا ہوا چھری شاہ کو دی اور جام سامنے رکھا پیر نے کہا سات بوٹیان اپنے جسم کی کاٹ کر اس جام مین ڈال دے دو دو دونون ہاتھ کی دو دو دونون پیر کی دو دو دونون کا نون کی ایک سینے کی شاہ نے فوراً بوٹیان کاٹ کر جام مین ڈالین کہ یاقوت احمر بن گئین پیر نے ایک آہ کی منھ سے شعلہ نکلا کہ جلکر وہ راکھ ہوگیا شاہ نے وہی راکھ اپنے زخمون پر لگائی کہ زخم اچھے ہوگئے اس جگہ دوسرے دفتر مین ہی کہ پیر زندہ جدھر سے آیا تھا ادھر ہی چلا گیا اور کہتا گیا کہ پیالے مین جو خون بھرا ہی پونچھکر زخمون پر لگالے کہ اچھے ہوجائین اور یاقوت کے ٹکڑون کی سمرن بنا کر حیرت کے حوالے کر کہ جائے اور انگوٹھی لے آئے افراسیاب نے ایسا ہی کیا اور سمرن حیرت کے حوالے کی کہ وہ لیکر روانہ ہوئی اور اسی طرح راہ طے کر کے قریب حجرۂ طلائی پہونچی کندن تیلی منتظر کھڑی تھی اس سے کہا مین اصلی بھینٹ لائی ہون حجرہ کھولدے اسنے حجرے کے پاس آ کر سجدہ کیا اور کنجی ازار بند سے اپنے کھولکر قفل مین لگائی اس وقت اس نازکبدن کا اونچے ہوکر ایک ہاتھ سے قفل تھامنا اور دوسرے سے کنجی لگانا ہزار ناز دکھاتا تھا وہ تیلی تیلی انگلیان چوڑی ہتھیلی کا رنگ برنگ شہاب وہ دونون پائنچے چھوٹ کر پانون پر آجانا قفل کھولنے مین منھ بنجانا بالون کا رخ پر آنا سر ہلا کر بالون کو ہٹانا آخر بمقتضائے ع کھولا کنجی نے جو رخانہ صدا تڑاقے کی ہوئی قفل کھل گیا یہ پائنچے اٹھاتی کنجی و قفل لیے پیچھے ہٹی اور حیرت سلام کرتی ہوئی داخل حجرہ ہوئی سبحان اللہ جس عمارت کی خوبی اور بہتری باہر سے بری از صفات ہی پھر وصف اندرونی کرنا چھوٹا منھ اور بڑی بات ہی در و دیوار منقش و رنگین جھتین رشک دہ نگارخانہ چین کمرے بہ از قصور ہائے بہشت برین خلاصہ یہ کہ جو جگہ تھی وہ دلچسپ و خوش آئین فرش دیبائے چین ہر مقام پر بچھا تھا شیشہ آلات لگا تھا چار طرف کمرے تھے بیچ مین حجرہ تھا ملکہ کمرے طے کر کے حجرے مین آئی وہان ایک تخت بچھا تھا روبرو اسکے پردہ پڑا تھا ملکہ نے پردے کے روبرو سجدہ کیا ایک پانون سے کھڑی ہوئی اس وقت ہزار ہا گھنٹا اور

ناقوس از خود بجنے لگا اور پردہ آپ سے آپ اُٹھ گیا تخت پر پتھر کا پتلا کہ ہم شبیہ جمشید تھا نظر آیا ملکہ نے پھر اُسکو سجدہ کیا پتلے نے صدا دی کہ ای شہزادی طلسم کی کیا چاہتی ہے حیرت نے عرض کیا کہ انگوٹھی یہ کہکر وہ سور بکریاں موہن بھوگ وغیرہ وغیرہ پیش کیا پتلا اُن سب کا ایک نوالہ کر گیا اور ہاتھ اپنا بڑھایا کہ انگوٹھی اُتار لے حیرت نے جب اُنگلی پر ہاتھ ڈالا کہ انگوٹھی اُتارون اُنگلی آگ کی طرح جلتی تھی ہاتھ ملکہ کا جل گیا اُف کر کے ہاتھ کھینچ لیا پتلے نے کہا اول وہ یاقوت کی کنٹھی جو بوٹیون کی جسم شاہ طلسم کے بنی ہی ہاتھ مین پہنا دے پھر انگوٹھی اُتارے ملکہ نے کنٹھی پہلے پہنا دی پھر انگوٹھی اُتار لی یکایک ہزارہا گھنٹے اور ناقوس بجے پردہ تخت کے سامنے پڑ گیا ملکہ سجدہ کر کے پھری جب حجرے کے باہر آئی گندن نے مبارکباد دی اور دوڑ کر حجرے کو بند کیا قفل دیا اور عرض پیرا ہوئی کہ کنیز کو اب اجازت ہو کہ جائے ملکہ نے رخصت دی پتلی تخت پر بیٹھکر جدھر سے آئی تھی اُسی طرف چلی گئی اور حیرت بھی انگشتری لیکر سوار ہوئی طائران طلسم نے آکر سر پر سایہ کیا اور جتنے کہ دیو اور خبیث طلسم مین تھے سب نظر آنے لگے لیکن ملکہ لیے ہوے انگوٹھی کو وہ مقامات طے کرتی ہوئی قریب باغ سیب پہونچی مگر باغ موصوف مین نہ گئی بلکہ ایک اور باغ مین جاکر ٹھہری اور کنیزون کو حکم کیا کہ تجمل بیکران اور سامان نمایان حاضر کرو بموجب حکم سامان حاضر ہوا یعنے ہزارہا نقارے طاؤسون پر لدے بروے فلک بجتے ہوے چلے اور فلک کی طرف سے پھول سنہرے اور روپہلے برسنے لگے ہزارہا چوکمین از خود روشن ہوگئین اور باجے ہزار در ہزار رنگ کے بجنے لگے کئی ہزار مردنگ بجاکر ساحر بھجن جمشید کے گانے لگے سترہ سو کنیزین عبیر و گلال اڑاتی اور رنگپاشی کرتی ساتھ ہوئین ملکہ نے ایک کشتی مین انگوٹھی کو لگا کر تورے پوش جواہر کار ڈال کر اپنے ساتھ لیا اور آپ بھی نہایت آراستہ و پیراستہ ہو کر سوار ہوئی اور سمت باغ سیب چلی کہ ابیات

جہان در جہان لشکر آراستہ	ز بوق و دہل بانگ برخاستہ
ز دیبا ے چینی بہ خروارہا	ہم از مشک چینی برانبارہا
طبق ہاے کافور با بوے مشک	ز کافور تر بیشتر عود خشک
غلامان لشکر شکن خیل خیل	کنیزان کہ در مردہ آرند میل

اس تجمل سے قریب باغ سیب جب پہونچی افراسیاب کو خبر ہوئی کہ ملکہ انگوٹھی بڑے دھوم سے لاتی ہین شاہ جادوان یہ خبر سنتے ہی مع تمام اہل دربار اور معزز ساحرون کے

اُٹھ کھڑا ہوا کہ انگوٹھی کا استقبال کرنا لازم ہے اور باغ سے کچھ ہی آگے بڑھا تھا کہ ملکہ ملاقی ہوئی
وہ سب تجمل بیرون باغ ملکہ ٹھہر اکر ہمراہ شہنشاہ اندر باغ کے آئی شہنشاہ سب کی نظر سے
غائب ہوگیا بعد کچھ دیر کے سارے درخت باغ کے بادلے سے منڈھ گئے اور ہر پھول مثل
گوہر شب چراغ کے روشن ہوگیا پتیوں میں چمک پیدا ہوئی برگ گل تالیاں بجانے لگے
پتی پتی سے صدا جمشید کی جمؔ کی بلند ہوئی بیچ بارہ دری میں تخت جو بچھا تھا آئینہ اُس کے
سامنے لگ گیا ہزارہا منقلین سونے چاندی کی روبروے تخت روشن ہوگئیں بخور سلگا دیا
اُسوقت شہنشاہ طلسم آئینہ میں ظاہر ہوا آج وہ تاج سر پر دیے تھا کہ دیدۂ روزگار جسکے
دیکھنے کا محتاج تھا اور وہ قباے برزر زیب بر فرمائے تھا کہ قباے زنگار رنگ فلک کی قبا
جسکے مقابل نیلی اور سیاہ تھی خلاصہ یہ کہ جب شہنشاہ طلسم ظاہر ہوا ہزار دن گھنٹے اور ناقوس
بجنے لگے سب سے اول حیرت نے کشتی انگوٹھی کی نذر دی شہنشاہ نے مسکرا کر نذر قبول کی
تورے پوش ہٹا کر انگوٹھی کو ہاتھ میں لیا پہلے جمشید کو سجدہ کیا پھر انگوٹھی کو پہنا نگینہ
انگوٹھی کا آفتاب سے زیادہ روشن تھا مگر یہ ثابت نہ ہوتا تھا کہ کس چیز کا ہی کچھ نقش اُسپر
جادو کے کندہ تھے کہ جسکی وجہ سے ساحر اور خبیث مطیع اور سر افگندہ تھے غرضکہ جب انگوٹھی
بادشاہ نے ہاتھ میں پہنی فوراً تالی بجائی ایک طاؤس کہ جسکا چہرہ پریزاد کا تھا اور سارا جسم
طاؤس کا تھا ناک میں نتھ اور کانوں میں جڑاؤ پتے بالیاں پہنے تھا سامنے شاہ طلسم کے آیا
شاہ نے فرمایا کہ اے طاؤس طلسمی میں نے تجکو امتحان کی راہ سے بلایا کہ دیکھوں انگشتری جمشید
کام دیتی ہی یا نہیں طاؤس نے عرض کی کہ جسکے پاس انگوٹھی ہوگی مجھپر کیا تمام طلسم اُسکا تابعدار
ہی شہنشاہ نے کہا اچھا جاؤ اور عمرو کو کہ خداوند سے باغی ہی پکڑ لاؤ طاؤس اسی وقت حسب حکم
شہنشاہ روانہ ہوا اور بارگاہ مہرخ میں چکر مار کر اُترا پکارا خواجہ تمکو شہنشاہ افراسیاب جادو
نے یاد کیا ہی یہاں طاؤس کے آنے سے اول تو عمرو تیار ہوا کہ بھاگ جاؤں مگر آواز سور کی
سُنکر قلب پھر گیا بولا کہ غلام حاضر ہی یہ کہکر قریب گیا طاؤس نے منقار میں داب لیا
اور پیٹھ پر لاد کر اُڑا اور سامنے شہنشاہ طلسم کے لاکر زمین پر ڈال دیا عمرو نے اُٹھکر بادشاہ
کو تسلیم کی اور وہ جاہ و جلال آج شاہ جادوان کا دیکھا کہ کبھی نہ دیکھا تھا تھر تھر مثل
برگ بید کے کانپنے لگا اور زبان کو تعریف شہنشاہی میں وا کیا کہ نظم

چراغ جہان گوہر شاہ باد	ز رخ شاہ روشن ترازماہ باد

توئی آنکہ بیروے بنیش بہ تست	بر و مندی آفرینش بہ تست
بہر جا کہ باشی خداوند باش	ز تخمے کہ کارے بر ومند باش

افراسیاب نے کرسی بیٹھنے کو دی عمرو تسلیم کر کے بیٹھا شاہ جادوان نے کہا کہ مین نے تجھکو اس لیے بلایا ہی کہ سمجھا دون یعنی تو اور ہمراہی تیرے اگر آسمان پر بھی جا کر چھپین گے جب بھی گرفتار ہوتے سے نہ بچین گے بس لازم ہی کہ سب کو سمجھا کرلے آ اور سامری و جمشید و لقا کو سجدہ کر کہ جان تیری بچ جائے عمرو نے بجواب اُس سوال کے عرض کیا کہ مجھے اپنے نفس پر اختیار ہی مین ابھی سامری پرست ہوتا ہون اور لوگون کو مین سمجھا دونگا مانا اور نہ ماننا اُنکا کام ہی افراسیاب نے کہا تیرا سامری پرست ہونا لایق اعتبار نہین مین نے صرف اپنا جاہ و جلال دکھانے کو تجھے بلایا تھا کہ دیکھ مجھ مین یہ طاقت ہی اچھا اب جا اور لوگون کو سمجھا اگر اُس کے خلاف کیا تو سزا پائیگا یہ کہکر طاؤس سے حکم دیا کہ اسکو پہونچا آ طاؤس لیکر بارگاہ مہرخ مین آیا ادھر افراسیاب نے کہا کہ عمرو بیشک باغیون کو سمجھائیگا کیونکہ آج دباؤ دکھا گیا حیرت نے کہا وہ مکار ہی الامر فوق الادب براہ تعظیم مین یہ مثل عرض کرتی ہون کہ آزمودہ را آزمودن جہل ست کئی بار یہ اتفاق ہو چکا ہی کہ وہ آیا اور مکر کر کے چلا گیا شاہ نے سنکر ایک پتلا کاغذ کا کترا اور انگشتری جمشید اسپر لگا دی کہ لوٹ کر مثل انسان کے وہ ہو گیا اُس سے کہا تو جا اور بارگاہ حریف مین جا کر روے ہوا ٹھہر یا قبہ بارگاہ پر بیٹھکر سُننا کہ عمرو کیا کہتا یا کیا گفتگو کرتا ہی پتلا حسب الحکم اُڑ کر آیا اور قبہ بارگاہ پر چپکا بیٹھکر گفتگو سُننے لگا لیکن جب طاؤس عمرو کو بارگاہ مین لایا سب خوش ہوے طاؤس پکارا کہ جو وعدہ تو شاہ طلسم سے کر آیا ہی خبردار اُسکے خلاف نکرنا ورنہ بہت بُرا حال ہو گا یہ کہکر طاؤس تو چلا گیا اور مہرخ وغیرہ اُٹھکر عمرو کے گلے سے لپٹ گئین دیکھین تو رنگ عمرو کے چہرے کا سفید ہی غرضکہ بہلایا دل مین عمرو کے پنکھے لگے ہین کہ رہا ہی کہ خدا ایسا مددگار ہی جبکہ کچھ دیر مین حواس درست ہوے سارا حال دربار شاہ جادوان کا بیان کیا سب نے متفق القول یہی کہا کہ خواجہ ہم آپ کے تابعدار ہین جو فرمایئے بجا لائین عمرو نے کہا کوئی تدبیر بچنے کی نکالو سب نے عرض کیا کہ کوئی صورت بچنے کی نہین اگر تمام عالم کے ساحر جمع ہو کر شاہ طلسم پر اب سحر کرین تو بھی بسبب انگوٹھی کے اُسپر اثر نہ ہوا اور کوئی اس ظالم پر غالب نہ آئے عمرو نے کہا کچھ ہی کیون نہو لیکن مجھ سے اطاعت اس گبر ناہنجار کی

ہو گی اور لڑے ملکہ اسد نبیرۂ امیر طلسم مین آئے اور طلسم فتح ہو مقرر یہ طلسم فتح ہو گا کیونکہ جہان اولاد حمزہ کا قدم آیا کیسی ہی اُس جگہ آفت ہو ٹلجاتی ہی اور مہم سر ہوتی ہی ہان مین یہ نہین کہتا کہ مقدر یاور بدی کرے اور قضا ہی آچکی ہی تو اسکا ذکر نہین اب میرا تم لوگون کے لیے جی کڑھتا ہی تمھین چاہیے کہ شاہ جادوان کی اطاعت کرو اور بدستور اپنے ملک ومال پر قابض رہو مہرخ اور بہار وغیرہ سب نے جواب دیا کہ خواجہ استغفر اللہ جان سے جانا قبول جہان سے گذرنا مقبول مرجائین دنیا سے خاک تک برباد ہوجائے مگر فرمانبرداری شاہ طلسم نہین منظور عمرو نے کہا مرحبا اچھا کوہ سیاہ مین خیمہ استادہ ہو وہان جاکر رہو مہرخ نے کہا یہان وہان سب برابر ہی میلے مین جانا ضرور پڑے گا عمرو نے کہا نظر بہ فضل خدا رکھکر ابھی یہین ٹھہرو یہ تمام باتین اُس کاغذی پتلے نے قبہ بارگاہ پر بیٹھے بیٹھے سُنین اور جاکر افراسیاب سے بیان کین اُسنے کہا ان سب باغیون کی قضا دامنگیر ہوا ہی حیرت مین ظلمات مین اپنے بزرگون کو بلانے جاتا ہون یہ کہکر ایک نارنج سمت فلک اوچھالا کہ بلندی پر جاکر وہ غائب ہوگیا اسوقت باغ سیب مین جو بیتل کا آسمان قائم رہتا ہی اور حال اُسکا اوّل بیان کیا گیا تھا اس آسمان کے دو طبق ہوگئے اور اُسمین سے ایک اژدہے پر نقارے کی جوڑی کھنچی ہوئی آئی شاہ نے ایک نارنج انگوٹھی سے مس کرکے اُس نقارے پر لگایا کہ جہان تک سرحد طلسم ہی صدا اُن نقارون کی گونج گئی اور انگشتری کی وجہ سے ساکنان طلسم کے قلب پر تاثیر ہوئی کہ میلے مین چلین افراسیاب سوار ہوکر زیر گنبد نور جو بارگاہ طلسمی استادہ ہی وہان آیا اور یہان سے کچھ دور پر ایک باغ ہی کہ اسکو باغ جمشیدی کہتے ہین اور اُسکے متصل ایک کنوان مثل تالاب کے ہی کہ اسکو چاہ زمرد کہتے ہین پس قریب باغ جمشید شاہ آکر ٹھہرا اور حیرت سے کہا تم آج عبادت خداوند جمشید کرو اور کارپردازان سے حکم دیا کہ بارگاہ طلسمی سے تا باغ عشرت اور باغ جمشید آراستگی کیجاے یہ کہکر آپ سمت ظلمات روانہ ہوا یہان ہر مقام پر سڑکین پختہ بن گیئن اور سڑک پر پتھر قیمتی رنگ برنگ وشل سنگ سماق وسنگ یشب وشجر از قسم جواہر نصب کیے گئے دورویہ دُکانین پختہ پتھر کی بنائی گیئن کرسی ہر دکان کی کمر کے برابر رکھی گئی چھاڑ فرشی قد آدم دونون سمت سڑک کے استادہ ہوے اور باغات کے درخت آراستہ کیے تمغے چاندی اور سونے اور جواہرات منڈھے گئے یہی انتظام تا شام رہا جسوقت سیاران فلک کی آراستگی جواہر کواکب سے ہوئی اور سلحہ ہاے

افلاک تماشاگاہ مردمان طلسم عالم ہوے کہ نظم

چو زلف شب از حلقہ عنبری	سمن رنگ برطاق نیلوفری
نمودند کاینجا حصاریست خوب	کہ دورست از تند باد جنوب
یکے سنگ بینا و مینو سرشت	بزیبائی و خرمی چون بہشت

حیرت دشت مین ایک جگہ مصروف عبادت جمشید ہی کہ حال اِسکا صبح ظاہر ہوگا لیکن اُس شب جماؤ ساحرون کا ہونے لگا یعنے ایک آسمان سرخ آکر چھا گیا اور پھول سنہرے برسے پہر بھر کے بعد آسمان شق ہوا اژدہے اور طاؤس پیدا ہوے اُنپر بارگاہین زربفتی اور بادلے اور مخمل کی بارتھین وہ بارگاہین کنارے سڑک کے ساحرون نے استادہ کین قبہاے بارگاہ قبہ فلک سے ہمسری کرتے تھے کلس یاقوت وزمرد کے جڑھے تھے ہرایک کلس پر طاؤس جواہر کا بیٹھا تھا اور موتی کا مالا منقار مین لیئے تھا بارگاہ مین فرش مکلف تاقم و سنجاب کا بچھا تھا چار سمت سائبان زربفتی باسلک مروارید کھینچ دیے تھے اُنکے تخت ہاے مرصع کار بچھ گئے سامنے تخت کے کرسیان جواہر آگین بچھ گئین اور دوہری بارتھین فانوس مینا کار کی لگادین نخلخے اور گلدستے جا بجا ہوا کے رُخ رکھدیئے جب یہ درستی ہو چکی یکا یک فلک کی طرف روشنی ہوئی اور نوبت و نقارے بجے سواریان شاہان طلسم کی کہ باجگزار افراسیاب ہین آنے لگین کوئی بادشاہ ملک مشرق کی سرحد کا اور کوئی مغرب کی جانب کا اور کوئی شمالی سرحد کا حاکم اور کوئی جنوب کا مالک ملک مشرق کے جتنے بادشاہ آے سب زرد لباس پہنے تھے اور مالے و دیگر اقسام کا زیور جو کچھ کہ پہنے تھے وہ لعل اور معدنیات کا تھا یعنے جو چیز کہ آفتاب سے متعلق ہی اور ملک مغرب کے بادشاہ لباس اودا اور سیاہ اور نافرمانی اور زیور بھی ویسا یعنی جو کچھ کہ زحل سے منسوب ہی زیب بر کیے تھے اور ملک شمال کے بادشاہ لباس اور زیور جو کچھ کہ متعلق بہ مریخ ہی پہنے تھے اور جنوب کے بادشاہ جو کچھ کہ منسوب بعطارد ہی زیب قامت کیے تھے فی الجملہ یہ بیان قصے کے رنگ کو کھودیتا ہی ظاہر ہی کہ افسانہ اور ہی اور نجوم و حکمت و ہیئت اور ہی چنانچہ صاحب بوستان خیال نے یہی رنگ پسند کرکے سارا قصہ لکھا ہی یہان اس طرز کو عام فہم حقیر نے خیال نہ کیا اور باعث طول افسانہ سمجھ کر چھوڑ دیا دوسرے اصل دفتر مین بھی کچھ ذکر اسکا نہین ہان داستان گو اپنی قوت بیانیہ سے اگر بیان کرے اسکو اختیار ہی تیا اُسکا لکھدیا گیا خلاصہ یہ کہ ان بادشاہون کی

سواریون کا انتظام اور دھوم دھام بیان کرنے سے زبان قلم عاجز ہی یعنے کوئی ان مین عورت ہی اور کوئی مرد ہی تخت ہاے سحر پر لباس فرمان روائی پہنے ہر ایک سوار گرد شیرون اور امیرون کی قطار ہزارہا غلام زرین کمر اور ہزارون کنیزان قمر پیکر عہدے ہاتھون مین لیئے آگے آگے باجے بجتے ڈمرو اور ناقوس کی صدا بلند چاہ زمرد پر نذر اور بھینٹ چڑھانے کا سامان لیے کشتیان زرو جواہر کی بکریان اور سور وغیرہ ہمراہ شاہزادیان طلسم کی آرایش اور بناؤ دیکھیے لب لعلین کو اُنکے مسی سے سرو کار پیشانی بر نزاکت سے افشان بار آنچل پلو کے دوپٹے اوڑھے سر پر تاج رکھے مور پانون زیب قدم کیئے از سر تا پا بہار رشک گلزار کہ بیک غمزہ کشتوجان جوانان دہر کو برباد کردین اور بیک عربدہ اقلیم دل عشاق کو تسخیر کرین دلبری اُنکی تابعدار غمزہ اُنکا فرمان بردار سواری کے اُنکی ہمراہ فوج ساحران بیشمار نیرنگی سحر کی دکھاتے کبھی پھول فلک سے برساتے کبھی زمین پر باغ لگاتے کہ بمقتضائے نظم

پری پیکرے چون گل آراستہ ۔۔۔ پری و بت از ہندوان خواستہ
دہن تنگ و سرگرد و بر د فراخ ۔۔۔ رخی چون گل سرخ بر سرو شاخ
نگیسو کہ زنجیر او مشک ناب ۔۔۔ فروہشتہ چون ابرے از آفتاب
ازان مشک تر آب گل ریختہ ۔۔۔ بہ از سنبلہ سنبل آویختہ
مکلل بگوہر قبا دے پرند ۔۔۔ چو پردین بہ گوہر کشی ارجمند
زلعل و زمرد یکے تخت زد ۔۔۔ بساطے زیاقوت و زر سرخ و زرد
زبلور تابندہ خوانے فراغ ۔۔۔ چو نسرین تر بر سر سبز شاخ
نگاورده اسپ مرصع نگار ۔۔۔ ہمہ زین دہراے گوہر نگار
صد اشتر قوی پشت بالیدہ ران ۔۔۔ عرق کردہ در زیر بار گران
زہر بستہ ہائے کہ دربار بود ۔۔۔ جواہر مین در بہ خروار بود
قباہاے خاص از پے ہر کسے ۔۔۔ قبا با دیبہاے زرکش بسے
زبس زود خیزان لب رودبار ۔۔۔ نشاندہ ز رخسار گیتی غبار
ز برق آمدہ ابر نیسان بجوش ۔۔۔ بر آورد تندر بہ تندی خروش
رگ ریختی ور زمین گشت سخت ۔۔۔ برقص آمدہ برگہاے درخت

اسی طرح شب بھر داخلہ شاہان طلسم کا رہا یہان تک کہ ملکہ زلفین کا کل دراز اور ملکہ

گل اندام نازک بدن اور ملکہ محبوب لاثانی اور مشکبوے کاکل کشا اور ملکہ سیم
مست ناز اور ملکہ گل باز گہر ریز اور ملکہ حسین زرین لباس اور ملک جمیل زرین کمر
اور شعلہ خیز شاہ جادو اور ملک خونخوار تبر زن جادو اور ملک ظہیر فریب کیش
جادو اور ضریر آہن کلاہ فولاد بدن جادو وغیرہ تمام شاہان طلسم آکر جمع ہوے
کہ نام اُنکے فرداً فرداً اگر لکھے جایئں تو نہایت طول ہو انشاء اللہ تسخیر ہونے ممالک
طلسم کے وقت نام خود ہی ذکر ہوں گے جب یہ شاہ اور شہزادیاں آ چکیں تو اکابرین
طلسم کی آمد ہوئی اور بادشاہوں کا لشکر اور بھیر دبگاہ کے لوگ کوسوں تک اتر چکے
اب بارگاہ طلسم سے تا باغ عشرت کہ منزلوں کا فاصلہ ہوا انسان اور انبوہ خلق تھا
سوائے بارگاہوں اور خیموں کے اور کثرت خلق کے اور کچھ نہ نظر آتا تھا جب معززین
طلسم بھی آ چکے پھر منتظمان طلسم آنے لگے کوتوال طلسم اور دربان اور گرداور کہ یہ سب جہان
خاص طلسمی مرحلے ہیں اُس جگہ کے منتظم ہیں اور اسد کے داخلے کے وقت طلسم میں
ان سب سے مقابلہ ہوگا ور جب لوح طلسم تدبیر انکی موت کی بتایگی اُس وقت یہ مارے
جایئنگے خلاصۂ کلام جب منتظم داخل ہوے یکایک ابر سرخ رنگ فلک کی طرف ظاہر ہوا
اور پھول گلاب کے گہر جواہر کے بنے ہوئے اُس ابر سے برسنے لگے اور ہزارہا نقارے بجتے
سنائی دیے صدہا منقل سونے روپے کی جلتی نظر آیئں تمام بادشاہ اور اکابرین طلسم اور
منتظم وغیرہ برائے استقبال سمت فلک سوار ہو کر چلے کہ وہ سحاب زمین پر اترا اسپر فرش
ملوکانہ اور تخت شاہی نہایت آراستہ پیراستہ بچھا تھا اور تخت پر ایک معشوق سراپا ناز
عربدہ ساز زیور وجواہر پہنے لباس فرمانروائی زیب جسم کیے جلوہ گر تھی کئی ہزار نازنین مصاحب
اور ہمدم اور کنیزا پنے اپنے رتبے کے موافق کھڑی اور بیٹھی تھیں اور اُس محبوب زیبا تمثال
کے سراپا کا کیا بیان کیا جائے صفحہ فسانہ وقت تحریر وصف رخ رشک گلزار بہشت بنتا ہے
قلم خود نکتہ چینی کرتا ہے زلف سیہ کے عنبر سارا اور رشک کیا شاہ ختن و تاتار و چین غلام ہر
حلقۂ گیسو کے بندۂ حلقہ بگوش و بے دام مانگ جادۂ کہکشان فلک کو راہ بھلا دے پیشانی
نور آگین سپیدۂ صبح صادق کو کاذب بنا دے خال ہند و رہزن ضمیر عاشقاں بھویں وہ
محراب جو سجدہ گاہ حسینان جہان پلکیں وہ ناوک دوز جو ایک جنبش میں روحانیوں کو
صید کریں ناز مژگان ہزاروں دل قید کریں آنکھیں وہ جام سرشار مے محبوبی جو دل خشک کو بریان

ذکرین بلکہ غارت کرین سفیدی چشم روز روشن کو روبروا پنے تیرہ کرے اور سیاہی سواد شب کو خیرہ کرے رخسار تابان گل سرخ کو ندامت سے آب آب کرے بلکہ چشمۂ خورشید کو بے آب و تاب کرے وہان تنگ کو تنگ شکر کیا کہون مگر حقۂ لعل و گوہر لکھون لب یا قوت رنگ لعل بدخشانی کا جگر خون کرے بلکہ یاقوت رمانی کو ہیرا کھلائے مرجان غیرت سے مرمر جائے چاہ ذقن یوسف دل کو اپنی چاہ مین کنوئین جھکوائے جو دیکھے اسی چاہ مین باؤلا ہو جائے کہان تک وصف اسکا لکھا جائے گردن صراحی دار ہاتھ ہر ایک دل کی دستبردی کو سر دست تیار سینہ گنجینہ نور چھاتیون کا اسپر ظہور نار پستان کو دیکھکر ناربستان کا سینہ شق ہوا سیب و بہی کا رنگ غیرت سے فق ہوا شکم صاف وشفاف تختہ بلور پسلی کی سیدھی لکیر نہ تھی پشت پر بالون کے آنے سے عکس کا ظہور ناف کو گرداب بحر حسن کہنا پرانی بات ہی یہ چشمۂ آب حیات ہی موے کمر آئینہ حسن مین گویا بال آیا ہی یا تار خط شعاع آفتاب سپہر حسن پر ملا ہی آگے عجب لذت کی چیز ہی وہ ہنسنی ہی جو موتی بھگتی ہی یا وہ چور خانہ ہی جسکو کلید تمنا کھولتی ہی وہ مضمون حجاب ہی جس پر مہر خط شباب ہی وہ مورنی ہی جو کہ مستی مین مثال مور کے منہ سے نکلے تو وہ اپنی منقار مین لے وہ دیدۂ نور ہی جس مین وصل کی سلائی سرمہ لگائیگی وہ غنچۂ تنگ سربستہ ہی جس مین ہواے تمنا بڑی مشکل سے جائیگی غرض ساق نورانی شاخ نخل طور زانو دونون لطافت و نزاکت مین آفتاب و گوہر سے زیادہ پر نور کف پا آئینہ روے عروس غرضکہ از سرتا پا

وہ نازنین یگانۂ دہر ناز و ادا مین بلا کا قہر کہ نظم

پری پیکرے شوخ و مست آمدہ	پری وار در شب بدست آمدہ
چو سروے بسر سبزی آراستہ	ز رسرخ گل عاریت خواستہ
بہ ہر ناوک غمزہ کاندا ختے	تمنائے زر و حانیان ساختے
لب او چہ لب شور بازارہا	ور و قند و شکر بہ خروارہا
سمن را تماشا در آغوش او	تماشا کہ گل تا بنا گوش او

اس کا فرکیش کو تمام شاہ اور معزز و منتظم ہر شخص نے سجدہ کیا اور نذر دی کیونکہ یہ دختر ہی خداوند داؤد جادو کی جو خاص نبیرۂ سامری ہی اور طلسم مین خدائی کرتا ہی اور جس بادشاہ کی تصویر کو اپنی جگہہ پر تلوار سے چاک کرتا ہی سر اُس بادشاہ کا اُس ملک مین کہ جہان کا وہ حاکم ہی کٹ جاتا ہی خداوند جسے چاہتے ہین اُسکو پھر بجاے شاہ مقتول کے

بادشاہ کرتے ہین اور علاوہ اسکے اور بہت کچھ طلسم مین اسکو اختیار ہی آج اپنے عوض نور چکیدہ
اپنی بیٹی کو میلے مین بھیجا ہی اور داؤد اپنی جگہہ سے اُٹھتا بھی نہین اور ملاقات بڑی
شکل سے خداوند کی میسر آتی ہی لوگ زیارت کو جمع ہوتے ہین تو پردہ گنبد قدرت کا اُٹھتا ہی
ایک روشنی سی سب دیکھ لیتے ہین غرضکہ نام اس لڑکی کا **ملکہ لالان خون قبا** ہی
حقیر نے جو سراپا وغیرہ اس نازنین کا لکھا یہ اسلیے طول دیا کہ یہ ملکہ بھی معشوقہ شہزادہ
اسد فاتح طلسم کی ہوگی اور شہزادے کے نکاح مین آئیگی بحول وقوت الٰہی شہر داؤدیہ کا
فتح ہونا اور داؤد کا مسلمان ہونا جلد دوم مین ذکر ہوگا فی الجملہ جب خداوندزادی داخل
ہوئی بارگاہ طلسم جو زیر گنبد نور ہی اور سوائے شاہ جادوان کے اور کوئی جا نہین سکتا اس
بارگاہ مین یہ جا کر تخت طلسم پر جلوہ گر ہوئی اور مصاحبین اور انیسین اور جلیسین گرد
کرسیون پر بیٹھین ناچ ہونے لگا جام گوارغوانی چلنے لگا ملکہ لیکن برہم رہی اور کارپردازون
سے گویا ہوئی کہ اس **افراسیاب** کو غرور بہت ہوگیا ہی آج ہمارے استقبال کو بھی
حاضر نہوا لوگون نے عرض کی کہ انھین حضور کے تشریف لانے کی خبر نہین اب آئینگے تو
مراسم تعظیم بجا لائینگے یہان تو یہ ذکر ہی مگر میلے مین پھر شور اُٹھا اور بلاہاے سیاہ وغولان
طلسم اور اژدرہاے دمان اور شیران ژیان میلے مین آئے وہ بلائین اگر کوئی خواب مین
ایکبار دیکھ لے تو تمام عمر نیند نہ آئے خواب عدم مین بھی چونک پڑے اور براے سر آسکے
آسمانون سے لگے اور پانؤن قعر زمین مین تھے کسی کے سر سے اژدہا منھ نکالے شعلے چھوڑتا
اور کسی کی آنکھ سے دمبدم قطرۂ اشک گر کر بلاے تازہ بنتا اور آدمیون کو کھاتا یہ
بلائین خبیث اور بھوت ہین انھون نے آکر ایک گوشے مین باغ جمشید کے قرار لیا
اب کوئی سوائے **عمرو** وطیعون کے باقی نہین جو داخل نہوا ہو صرف حکیم **قطاس الحکمت**
ور **فیع الحکمت** و**منصور الحکمت** کہ مرد خدا پرست ہین اور جیسے کہ بادشاہ طلسم کو
افراسیاب نے قید کیا ہی ان بزرگون کو بھی بطور نظربندون کے رکھا ہی پس یہ لوگ
میلے مین نہ آئے اور بزرگ شاہ طلسم کے مثل **ماہی زمرد رنگ** و**آفات چہار دست**
و**یلقین چہار دست** وغیرہ بروقت پرستش چاہ زمرد پر آئینگی خلاصہ یہ کہ
رات بھر مین تمام طلسم کی خلقت جمع ہوئی جس وقت کہ شہنشاہ سیارہ کا سرتاج فلک
ہفتم پر پہونچا اور تماشاگاہ روزگار مین بادیدۂ حیران وہ بھی میلہ دیکھنے آیا نظم

چو روز دگر خور ز مشرق شتافت	سپہدار چین کار رفتن بساخت
دوال دہل زن در آمد بہ جوش	ز منقار مرغان بر آمد خروش

شہنشاہ **افراسیاب** بجاہ وحشم میلے مین آیا اور حال آمد خداوندزادی **ملکہ لالان خون قبا** سنکر کشتیان زر وجواہر کی بہر نذر لیکر سامنے ملکہ کے گیا تسلیم کی نذر دی عذر عدیم الفرصتی کیا ملازمون کو تاکید اکید کی کہ خبردار ملکہ عالم کو کوئی تکلیف نہو سب حاضر خدمت رہین جملہ سامان راحت موجود رہے پھر وہان سے رخصت ہوکر بمجراے باغ جمشید مین گیا یہان آتشی بچھائے ملکہ **حیرت** پوجا جمشید کا کر رہی تھی ایک پانون سے کھڑی سحر پڑھ رہی تھی اور **افراسیاب نے** پاندان طلائی منگا کر گلوری اپنے ہاتھ سے لگا کر ملکہ کے منھ مین دی اور **حیرت** کو ایسا جوش سحر کا تھا کہ تھرتھر مثل برگ بید کے کانپنے لگی اور گلوری کھا کر سر ہلایا کہ **افراسیاب** نے اشارہ کیا کہ سب ساحر ہمراہی وہان سے ہٹ گئے **حیرت** نے ایک اُف کی شعلہ منھ سے سبز رنگ نکلا باہر آکر سرخ ہوگیا ملکہ نے دونون ہاتھ منھ پر رکھ لیے ایک چادر آتش کی پیدا ہوئی اور سر سے پا تک ملکہ کے لپٹ گئی **افراسیاب** نے کہا ای ملکہ مرحبا کیا کہنا تمھین تو پیاری بندی جمشید کی ہو **حیرت** بولی کہ اب کنیز رخصت ہوتی ہی جاکر جاۂ زمرد کے اندر پوجا کرے گی لیکن باغیون کو آپ طلب کیجیے سب لوگ آئے مگر وہ ہی نہین آئے شاہ نے کہا تم پوجا سے فارغ ہو تو بلاؤن اسوقت ملکہ نے دونون ہاتھ بلند کیے ایک سلاخ آتش کی زمین سے فلک تک استادہ ہوگئی اور اسی طرح لاٹ آگ کی بنی ہوئی غائب ہوگئی **افراسیاب** نے کہا ابھی مجھے بھی کام ہین یہ کہکر یہ بھی غائب ہوگیا مگر اب میلہ قرار واقعی جمع ہوگیا اب حال بارگاہ **مہرخ** سُنیئے کہ **عمرو** رات بھر مشغول اوراد خوانی رہا اور دعائین اور آیتین صحیفہ ابراہیمی کی پڑھ پڑھ کر ہر ایک ساحر پر دم کرتا رہا جسکی برکت سے ہر شخص رکا رہا اور میلے مین نہ گیا صبح کو نماز پڑھکر مع عیارون نے **عمرو** روانہ ہوا کہ مین بھی جاکر میلہ دیکھ آؤن چلتے وقت **مہرخ** سے کہتا گیا کہ ای ملکہ ناچ دیکھو خوشی کرو مین آتا ہون ہر چند اسنے سمجھایا مگر ہر شخص بصورت تصویر چپ اور بحیس ہی کیونکہ صداے نقارہ سُنکر آخر قلب پر وہ تاثیر ہوئی ہی کہ ہر ایک یہی چاہتا ہو کہ میلے مین جاؤن خلاصہ **عمرو** اسی حالت مین انھین چھوڑ کر روانہ ہوا کچھ دن چڑھے میلے کے قریب حد کے پہونچا جہان کو راستہ پایا دس دس ہزار بیس بیس ہزار کے غول ساحرون کے

آتے ہوئے نظر پڑے دکانداردکانیں لگائے تھے سروں پر گلعذار شگفتا لوی قرمزی رنگ
برنگ کی پگڑیاں باندھے دکانیں تمام آئینہ بند تھیں بازار آراستہ ہو رہا تھا خیام اور
بارگاہیں کہ جن کے وصف کرنے میں زبان قاصر ہی اور تتمہ ذکر اوپر بھی ہو چکا استاد
دیکھیں کلس انکی سنہلی روپہلی نظر کو خیرگی دیتے تھے گویا ہزاروں آفتاب نکلے ہوئے تھے
لاکھوں پالیں دوکانداروں کی نصب تھیں انبوہ خلائق تھا کہ کوسوں تک تل رکھنے کی
جگہ نہ تھی عمرو صورت ساحر کی ایسی بنکر عازم ہوا کہ میں کسی بازار میں جاؤں دو قدم آگے
بڑھا تھا کہ ایک بڑھیا ظاہر ہوئی سر کا لا منہ میں دانت نہ پیٹ میں آنت سر ہلتا تھراتی
ہوئی عصا تھا بنے قریب عمرو کے آئی اور کہا کیوں موے تو بد ذاتی کرنے پھر آیا عمرو نے
براہ مسخرگی کہا کہ او پیرزال تو کبھی منزل بھی ہوتی ہی بڑھیا یہ سُنتے ہی لاٹھی لیکر کانپتی ہوئی
چلی عمرو بھاگا لیکن جدھر گیا ادھر جہانتک گیا اس بڑھیا کو دیکھا کہ سایہ سان ساتھ ہی آخر یہ
ایک جگہہ ٹھہر رہا بڑھیا نے آ کر لاٹھی اُٹھائی کہ ماروں بھرتے جو ایک سر کے چار سر ہو جائیں
عمرو نے کہا بڑی بی قصور معاف کیجیے بڑھیا نے کہا خبردار جو کہیں بد ذاتی کی نہیں اتنی
لاٹھیاں مارونگی کہ ہاتھ پاؤں ٹوٹ جاینگے یہ کہکر بڑھیا چلی گئی اسی طرح اور بھی عیار
صورتیں بدلے پھر رہے تھے انھیں بھی بڑھیا ملی اور ایک ایک کو بڑھیا نے پکڑ کر سمجھایا کہ
خبردار کوئی بدمعاشی نہ کرنا ورنہ سزا پاؤ گے جب قران کو بڑھیا ملی اسنے چاہا کہ ایک بغدا بڑھیا
کے لگاؤں بڑھیا نے کہا سوئے میں سمجھائے دیتی ہوں خبردار کہیں دزدی نہ کرنا ورنہ
یہ بغدہ وغیرہ کچھ بھی نہ چلے گا یہ کہکر غائب ہو گئی قران اور عیار زنبیل بجا کر ایک جگہہ
جمع ہوے اور سب حال بڑھیا وغیرہ کا بیان کیا برق نے کہا مجھے جو بڑھیا ملی تو اُسنے کہا
جا میں نے تیرے اُستاد کو چھوڑ دیا اسی طرح سب نے حال کہا عمرو نے کہا یہ بڑھیا نہ تھی بلکہ
سحر تھا یہ سنکر قران نے کہا اُستاد جس وقت ہمکو ایک بڑھیا نے پکڑ لیا پھر جب افراسیاب
ہماری گرفتاری کا قصد کریگا تو لمحہ بھر نہ بچ سکیں گے اور میرا گرفتار ہونا میری قضا ہو
آقا میرے فرما چکے ہیں کہ جس روز بازو تیرا بندھے گا اُسی دن تو مرے گا پس مجھکو کہیں
پوشیدہ مت کیجیے اور لشکر مہرخ کا بغیر جائے میلے کے نہ رہیگا کیونکہ مہرخ و بہار وغیرہ سب جب
سناتے میں ہیں یہ کسی طرح نہ رکیں گی جب شاہ طلسم نے سحر کیا سب چلی جاینگی عمرو نے یہ تقریر
سنکر کہا بیٹا سچ کہتے ہو اب تم میرے ساتھ رہو آج دن بھر اور رات بھر خوب میلے کی سیر کرو

اور کل مقامات ذرا ذرا باغ جمشید اور چاہ زمرد و باغ عشرت و بارگاہ طلسمی و دیگر بارگاہین
شاہان طلسم کی سب دیکھ رکھو کل آٹھوان دن میلے کی بھیڑ اور جماؤ کا ہی کل یا تو خدانخواستہ
ہم تم گرفتار ہو گئے اور جان گئی اور یا تو اس میلے کو ہمنے لوٹ لیا اور اس طرح لوٹین گے
کہ جتنے میلے مین آئے ہین سب ننگے ہو کر جائین اور بہت سے خواب عدم مین سوئین
لاشین اُنکی چیل کوے کھائین اگر یہ افراسیاب شاہ جادوان ہی تو بندہ بھی نظر کردہ
ہفت پیغمبران ہی انشاء اللہ کل مین ہون اور یہ میلہ ہی اور افراسیاب ہی کہ بیت

اگر این چارہ سازی بدست آوریم	بآن چیرہ دستان شکست آوریم

قران نے سب گفتگو سنکر عرض کی کہ بہتر ہی انچہ مرضی مولا از ہمہ اولی غلام آپ کے ساتھ ہی
یہ کہکر سب عیار ملکر بصورت مبدل چلے عمرو سب کو لیئے راہ کترا کر قریب باغ جمشید آیا کہ اسی کے
متصل چاہ زمرد بھی ہی دیکھا باغ نہایت وسیع اور نزہت اُسکا ہی فرسنگ در فرسنگ
گلہائے رنگا رنگ پھولے ہین جواہر کے درخت ہین اور جواہر کے پھول ہین جس چیز کا
پھول جواہر کا بنا ہی اُسی پھول کا عطر اس جواہر کے پھول کے خوشے مین داخل کیا ہی
کہ ہوا چلنے سے شمیم گل نقل و اصل مین فرق نہین باقی ہی خیابان خیابان بہار وہان
کی مردہ دلون کو زندہ جاوید بناتی ہی برگ سمن زبان بنکر سوسن سے ہمکلام تھے اور
گل سبزے پریون کھلے تھے کہ لوح زبرجد پر منشی قدرت نے یاقوت احمر سے نقطے دیے
تھے گوشۂ شاہد چمن مین پتے بالیان تھین خوش رنگ ڈالیان تھین گل بوٹے طرح بطرح
کے ایسے تھے کہ قبائے رعنیائے گلشن مین پھول زرانداز دبنے تھے گل اشرفی کے پھولون کا
توڑا نہین بیشمار سوسن کی اودا ہٹ پر لب مسی آلود گلعذاران و ہر نثار باغبان چار چمن گیتی
نے میلہ لگایا جو پھول تھا عطر فروش تھا بہار کا جوش تھا باد صبا خریدار تھی بوے گل ہر سمت
لیجاتی تھی بشام گلرخان روزگار معطر فرماتی تھی ایسے میلے مین یہ باغ پر بہار چھوٹے چھوٹے
اور گھنے درخت سایہ دار تھے درختون کے فرش عمدہ بچھا تھا نسرین بدن سمن رخون کا
مجمع تھا سحاب چمن ہر سمت چھایا تھا زبان حال سے روزگار رکھنے کو تھا کہ نظم

کالی گھٹائین آئین ہوا کے ابھار پر	پریون کے تخت ٹوٹ پڑے سبزہ زار پر
قبلے سے لے اُٹھی ہی ہوا ہی ابھار پر	رندو چلو گھٹائین گرین سبزہ زار پر
مستی سے باد شوخ نے کیا گدگدا دیا	کالی گھٹائین لوٹ گئین سبزہ زار پر

صہبا چمن ہی ابر ہی لبریز جام ہی	جوبن برس رہا ہی عروس بہار پر

عمرو یہان سے سیر دیکھتا ہوا آگے بڑھا عیار سب ساتھ ہین آگے بڑھکر صحرا مین نگیرے کھڑے تھے اور ایسے ویسے ساحر بیٹھے تھے ناچ ہورہا تھا وہ فتنہ روزگار معشوقہ طرحدار رقاصہ انجمن تھی جو عاشق کی جان کی دشمن تھی کمر کوے کی لچک اور رگھٹا آگے بڑھنا اس طرح کا تھا کہ عاشق اُف کرکے رہجاتے تھے وہ توڑے لینا اور گھوم کر بیٹھ جانا مارے ڈالتا تھا کہ ابیات

کوئی عشق ستمگری مین تھی	کوئی سرگرم دلبری مین تھی
چل رہی تھی کسی سے کوئی چال	بن چھری ہو رہا تھا کوئی حلال
مثل گل اک نگار خندان تھی	شکل سنبل کوئی پریشان تھی
کسی عاشق پہ سرفرازی تھی	کسی بیدل سے جلسا زی تھی

جب یہان سے بھی آگے بڑھا کچھ لوگون کو دیکھا کہ ساز لیئے ستار و بین اور سارنگی وچکارا وغیرہ بجاتے ہین بایان ساتھ مل رہا ہی ٹھیکے مین اوہا بجتا ہی نئی نئی تانین اور اوپجین لیتے ہین کوئی کدارا بجاتا ہی کوئی ملار گاتا ہی کسی کو بیلو اور جوگیا پسند ہی تماشائیون کا ٹھٹ لگا ہی واہ واہ کی صدا بلند ہی بیت

بجاتے تھے اس طرح سے ملکے ساز	نکلتے تھے عشاق کے دل سے راز

جب اور آگے چلا پالین ساقنون کی تنی دیکھین نیچے پال کے چوکا تختون کا بچھا تھا اُسپر چاندنی کا فرش و قالین آراستہ تھا سقایا اور صندوقچہ دھرا تھا صندوقچے سے لگا ہوا آئینہ حلبی رکھا ساقنین ہزارون بناؤ کیے دولائی سفید اودی گوٹ کی اوڑھے آگے سے طوق سونے کا دکھانے کو گلا کھولے پاینچے پاجامے کے نیچے تخت پر پڑے ما تھے پر افشان لگائے پٹے چھوڑے بال بنائے لب تخت باہزاران ناز و انداز بیٹھی تھین کان کا زیور جھوم کر جھونکے لیتا تھا رُخ تابندہ بکر حسن تھا اُسمین اس زیور کا عکس پڑتا یہ ظاہر تھا جیسے کنول دریا مین تیرتے ہین یا مچھلیان ادرجا نوران آبی پیرتے ہین ہاتھون مین کڑے پڑے دست حنائی مین پور پور چھلے تھے ایک سمت لگن اور پتیلون مین نیچے بھیگتے تھے سامنے بجھ حقے تیار تازے کیے رکھے تھے تپائیان سوراخدار رکھین چلمین آمسین گھڑسی تھین خریدارون کا ہجوم کوئی گنڈہ گنڈہ لڑاتا تھا کوئی دوالی چلم اولڑاتا تھا کوئی جوان اشرفی اور روپیہ دینے والا آکر تخت پر ساقن کے قریب بیٹھا آنکھ لڑاتا تھا ساقن بھی مسکراتی

تھی یہ کیفیت ہو رہا نشہ جماتی تھی ایک طرف سامنے خریدار دعائین دیتے تھے کشمیر اور سا بھان مانگتے تھے یار قند پیسے والی چلم کے بھروانے والے اُڑاتے تھے کوئی کہتا تھا ساقن کے دم کی خیر آج بٹیر و پر کی ہمکو بھی بلوا بیئے ساقن کہتی تھی بٹیا ابتوا نگیا کے اندر کی پیو یہ بہت عمدہ ہی دمبدم چلم جاکر دیتی تھی خریدارون مین یہ بحث تھی کہ ایک کہتا تھا سرکرو دوسرا کہتا تھا کیا ہمکو پست پینے والا مقرر کیا ہی اس چلم کو تم سر کرو ابکی دو آنہ کی بھروا ئینگے تو ہم سر کرینگے کوئی کہتا تھا اور بھٹک کر بھرّا آگ رکھتا کوئی کہتا تھا ہماری چلم پر بکل کی آگ دھرنا دم پڑنے سے لوین بھق بھق اُٹھتی تھین سرور ہوتا تھا شعر پڑھتے تھے دائرہ اور دف تخت پر بیٹھکر بجاتے تھے پٹہ ٹھمری غزل گاتے تھے عجب سمان کا بنا جلسہ تھا کہ ابیات

پیچے حقے عجب بہار کے تھے   صدقے دل آئنہ سو ہزار کے تھے
طرفہ ہنگامہ انکی دکان پر   جمع تھے سیکڑون پری پیکر
ایک تو دائرہ بجاتا تھا   ایک چکارے پہ بیٹھا گاتا تھا
ساقنون کا عجیب نقشہ تھا   قابل دید ٹھاٹھ انکا تھا
نام رکھے کوئی جرس کا اگر   دین وہ اسکو جواب یہ جلکر
اکتنے بیلے ہو دم لگاؤ تو   اشرفی کی چلم ہی پی دیکھو

اُن سے آگے بڑھکر مدک والون کی دکان نظر آئی حلقہ کیے لوگ بیٹھے تھے قلمین سلگتی ہوئی ہاتھ مین تھین مہر وحقے پر جمے تھے گنگا جمنی چھینٹے سامنے رکھے تھے کہ بمقتضاے ابیات

بجھ مدک والے وانیہ بیٹھے تھے   نوجوانون کو چھینٹے دیتے تھے
گنگا جمنی بھرے ہوے چھرّے   رکھے تھے ماہرویون کے آگے
غیرت مہر و ماہ تھے مہرو   نہین قلمین پری کے تھے گیسو
شعلے اٹھتے تھے ایسے جھینٹو نکے   سنگ سے جس طرح شرر نکلے

انھین کے مقابل ایک سمت کو بنگ فروش سل بٹے کی دکان ٹھنڈھائی پینے کا سامان لیئے لوگون کا مجمع کوئی لیٹا پر چڑھاتا کوئی چلو لگاتا کوئی کہتا میری ٹھنڈھائی مین بادام بھی ڈالنا کوئی لونگ الائچی کی فرمایش کرتا کوئی کہتا یا داتا غفور نشے ہون بھرپور کوئی کہتا گاڑھی ہو گی تو نگاہ تاری ہو گی کوئی پکارتا کہ ع گاڑھی چھنے گی آج کسی سبزہ رنگ سے ✣ کوئی آزاد یہ صدائین سناتا نشے کی حالت مین بانک لگاتا نظم

کو صولت اسکندر اور حشمت دارا
پڑھ فاعتبروا یا اولی الابصار کا آیا
مستانہ جو مین نے قدح بنگ چڑھایا
یون خضر لگا کہنے ہنسا وہ مریا
ہے جی مین فقیرون کی طرح کھینچ لنگوٹا
چل کنج خرابات مین اور گھوٹ کے بنگ

اے صاحب فطرت
تا ہو تجھے عبرت
در عالم وحشت
اب دیکھ حلاوت
اور باندھ کے ہمت
یون کیجے عبادت

یہان سے جو آگے بڑھا میخوارون کا جانے نظر پڑا دکان کلوار کی بسنتی سجی اور نیچے چبوترے پر گلابیان شراب ارغوانی اور زعفرانی کی چنی تھین کچھ لوگ اندر دکان مین بیٹھے تھے تو لین اور کجیان سامنے رکھی تھین دور چلتا تھا جس کسی کو زیادہ نشہ تھا وہ دیوار سے لگ کر چپ ہو گیا تھا کچھ اُن مین ہنس رہے تھے آپس مین مذاق کرتے تھے مگر یہ لوگ مہذب تھے اپنی خودی سے باہر ہوے تھے کوئی شعر پڑھتا تھا کوئی کچھ گاتا تھا اور دکان کے سامنے جو میخوار کہ جمع تھے وہ تو بنکار رہے تھے کوئی کہتا تھا میان چوکھی دینا کوئی تھر تھر کانپ رہا تھا کوئی کیچڑ مین لوٹتا تھا کوئی بیہوش پڑا تھا منھ سے رال بہ رہی تھی کسی کو ڈولی مین ڈالکر لوگ لے گئے کوئی نشے مین تمام عمر کی اپنی کیفیت بیان کر رہا تھا باہم جوتی پیزار لڑتے تھے بعضے جو ڑھے ہوے تھے وہ ساقی سے یہ کہ رہے تھے کہ ابیات

شہرت تری چار سو ہو ساقی
وے جام کہ بادہ خوار ہین ہم
بال بط مے پر ہما ہے
جس وقت لب آشنا ہوئی مل
اُڑنے لگے آسمان کی سوجھی

دنیا ہو اور تو ہو ساقی
کب سے امیدوار ہین ہم
جام آئینہ جہان نما ہے
آنکھین ساغر صفت گئین کھل
رندون کو کہان کہان کی سوجھی

میخانے کی سیر دیکھکر آگے چلے دیکھا کچھ بانکے بگڑ گئے ہین تلوار باہم کھنچی ہے شور بلند ہے لوگ بھاگتے پھرتے ہین کہ یکایک دھوتو دھوتو تر ہی بھنکی اور کوتوال دوڑ لیکر دوڑا کچھ بھاگ گھڑے ہوے کچھ کو پکڑ لیا ایک طرف جو گرہ کاٹ گرفتار ہوے ہین کوئی کیسکی جیب کاٹتا تھا کوئی کسی کا رومال شانے پر کھینچکر بھاگتا تھا اس ہنگامے سے جب آگے بڑھے حلوائیون اور نان بائیون کی دکانین بصد صفائی اور زیبائی نظر آئین کہ حلوائی کی

دکان پر تھال برنجی برابر چنے تھے آگے دکان کے زنجیر برنجی لٹکتی تھی گھنٹی اسمین بندھی تھی اندر دکان کے نوکرون نے گولے پر کڑھاو چڑھائے تھے مٹھائی بناتے تھے الماریان مٹھائی سے بھری رکھی تھین تھالون مین مٹھائی کو جالدار اور محراب دار چنا تھا کہ پھول اور گلدستے بنے معلوم ہوتے تھے مٹھائی پر ورق طلائی اور نقرئی لگے تھے عجب جوبن دیتے تھے۔ نظم

ایسے خوشرنگ تھال رکھے تھے	طشت مہر فلک سے اچھے تھے
حلوا سوہن مین ایسی لذت تھی	ٹوٹے دیکھے سے وہ لطافت تھی
حبشی کا جواب جوزی تھا	جسکو کھایا مزا جدا پایا
کب تراز دکا وصف پورا ہو	رشک خورشید جسکا پلہ ہو

نان بائی بصد خوش ادائی ظروف مسی صاف وشفاف مین طعام لذیذ چنے ہوئے تھے پلاؤ زردہ قورما مرغ کا شوربا شیرمال وکباب وباقرخانی آبی نان ہوائی پھلکے وغیرہ ہر قسم کا کھانا مہیا رکھتے تھے تنور گرم تھا پتیلا چڑھا تھا ایک طرف ماہی توے مین کباب گرما گرم تھے کچھ لوگ دکان مین کھانا کھاتے تھے کچھ خریدار پیالے لیئے کھڑے تھے کہ ۔ نظم ۔

شیرمالون کو لے کے جو کھائے	نان نعمت کا وہ مزہ پائے
اُنکی سرخی تھی اک ادا کے ساتھ	ماہرویون کے جون حنائی ہاتھ
وہ نہاری جو دیکھ لے بیمار	دل سے جاتا رہے شکیب وقرار
چٹ پٹے وہ کباب جو کھائے	زیست کا اُسکو لطف ہاتھ آئے

اُن سے آگے بڑھکر کبڑلون اور سنگریون کی بہار دیکھی کہ لہنگے قیمت کے مہنگے پہنے سامنے ٹوکرون مین ترکاریان انار امرود شریفے وغیرہ چنے تھے جس مین ایک ایک لاثانی ہر ایک مین بہار جوانی وہ سبزہ رنگ پیشانی اونچا چہرہ تابناک ہاتھون مین مہندی لگائے بانک لیئے گنڈیریون کے لیئے گنے پونڈے چھیلتی تھین خریدار نوجوان سامنے ٹہلتے تھے بادام چشم سے اشارے ہوتے تھے نارپستان کے سیکڑون بیمار تھے تولنے مین جب ہاتھ اونچا ہوا پیاری بغل مین مُنھ ڈالنے کو جی چاہا کہ نظم

دے رہا تھا فریب سیب ذقن	کھو رہا تھا شکیب سیب ذقن
نارپستان پہ شیفتہ تھے ہزار	تھا انار ایک اور سو بیمار
پستئی لب پہ لوگ پستے تھے	شاخ بینی پہ ناک گھستے تھے

تھے اُن آنکھوں کے عشق میں بدنام ڈورے ڈالیں نہ کس طرح بادام
دیکھے گر اُنکی چھاتیوں کی ابھار شق ہو غیرت سے مثل غنچہ انار
چست محرم پھنسی پھنسی کرتی تھی غضب کی بندھی ہوئی گاتی
لال اطلس کے لہنگے بوٹے دار گل لالہ کی دے رہے تھے بہار
دست رنگین میں دست بند کڑے پائے نازک میں بھی غضب کے چھڑے
رکھتی تھیں ہیر پھیر باتوں میں رات دن تھیں وہ ایسی گھاتوں میں
کیجیے اس طرح نیا فقرا لوٹے باندھکر دھڑا الٹا
تول لیتی تھی سب کو اُنکی نگاہ کنوئیں جھکوا رہی تھی اُنکی چاہ
رکھتے تھے سیب کا مزہ امرود روح انسان کی بڑھے گی درود
تازے تازے بڑے بڑے انگور دیکھے زاہد بھی تو ہو وہ مسرور
آم شیریں تھے وہ کہ لب ہون بند اولیا انبیا کو آئیں پسند
چھیلے بھونے کسیرو سے تھے پرنور دل کی سوزش کو کرتے تھے کافور

بیچ سڑک پر خوانچے والے پھرتے دال موٹھ اور حلوا سوہن اور کچالو اور دہی بڑے اور گول گپے مصالحہ دار بیچتے تھے قلمیں بالوں کی کنپٹی پاس نکلتی تھیں کان میں سینکیں گھڑسی کمر بندھی تھی اپنے اُس میں بھرے تھے ہر سمت صدا لگاتے پھرتے اُن کو دیکھتے ہوئے جب آگے بڑھے بزازہ آراستہ پایا کہ بزاز تھان عمدہ کپڑوں کے ڈھیر کیے دلال دکان کے قریب پھرتے کہ

نظم

بانکا ترچھا ہر ایک تھا بزاز خوبرو نوجوان سراپا ناز
گلبدن کوئی کوئی رشک قمر اور نزاکت میں غیرت گل تر
اپنی اپنی سجے ہوئے دوکان کیا ہی انداز سے تھے جلوہ کنان
اطلسیں ہر طرح کی صورت دار گاج کے تھان غیرت گلزار
بیل بوٹے کی بیل بوٹے پر صدقے ہوتے تھے ہر گھڑی گل تر
کامدانی کے تھے وہ نازک کار زر گل کی خجل تھی جس سے بہار
طاقے مخمل کے وہ دوکانوں پر گل تر سے بھی تھے کہیں بہتر
گٹھریوں میں بھی خوشنما کمخواب وضع میں خوب طرز میں نایاب

یتن کو سکھ ہو من کو خوش آئے
چیتڑا اچھا تھا بھی ادھی تھی

خالی گاہک نہ یہان سے پھر جائے
یاد لادنیا گفتگو ان کی

انکی دکانون سے ہٹ کر صرافہ تھا ایک ایک صراف بیسیون کا ڈھیر لگائے ٹاٹ کے نیچے اٹھنیان چونیان روپے چھپائے بیٹھا ساہ جی اور سیٹھ جی لقب انکا تھا کہ ابیات

ساہ جی کوئی سیٹھ جی کوئی
کوئی کھوٹا کھرا پر کھتا تھا

دولت آباد ہر دکان انکی
کوئی کرتا تھا گھن جلن سے جدا

یہان سے آگے بڑھکر جوہری بازار مین پہونچے ایک ایک جوہری حسین یاقوت لب مرجان دست فرش معقول بچھائے ڈبے ہیرے پنے کے کھولے جواہر کی پرکھ جانچ کر رہے تھے کہ نظم

جوہری بیٹھے تھے قرینے سے
آگے رکھے تھے پھول کے کانٹے
خوشنما تھی وہ موتیون کی لڑی
جوہری بھی تھے انتہا کے حسین

تھے جواہر نفیس پاس انکے
اسمین سب بانٹ تھے جواہر کے
جس سے شرمائے عقد پر دین بھی
مثل یاقوت انکے لب رنگین

بازار مین برہمن قشقے ماتھے پر دیے چندن بدن مین لگائے لیٹا کمر مین گھڑے سے ڈول ہاتھ مین لیے کڑا بجاتے پھرتے تھے ایک طرف سقے بادے اور کھاروے کی لنگیان باندھے کٹورے کمر سے باندھے مشک دوش پر اٹھائے پچھلے سے کٹورے بجاتے تھے عمرو عیارون کو لیے سیر کرتا پھرتا تھا کہ برق نے کہا استاد ہمکو میلے کا خرچ دو کہ ہم بھی کچھ لین عمرو نے کہا بیٹا یہ میلہ ہمارے قتل کے لیئے ساحرون نے کیا ہی ہمکو خوشی کرنا نہین زیبا ہی اور خیر اگر تم کہتے ہو تو کل تمکو مین خرچ دونگا یہ کہکر آگے بڑھا بساط خانے کو سجا دیکھا کہ دکانون مین زینے بنے ہین سفید کپڑے سے منڈھے ہین اونپر کھلونے اور باجے اور جاقو اور قینچی اور آئینے اور سوت کے گولے اور ہر قسم کا اسباب عمدہ ولایتی رکھا تھا چھتریان ٹنگی تھین ایک طرف سرخ سبز رنگین پیالیان اور لڑکون کے کھیلنے کے چکئی اور لٹو اور پینس اور ڈولیان رکھی تھین بعض دوکان پر سی اور سر سر تھا بعض کے یہان شیشہ اور سوئی نگینے وغیرہ تھے کہین کنگھی ہاتھی دانت اور سینگ کی نایاب تھین کہین انگریزی چیزین لاجواب تھین کہ بہ مقتضائے نظم

تھین دکانین پیالیونکی جہان
کیا بیان انکا کیجیے سامان

صاف و شفاف آئینے ایسے — جو نہ چشم فلک نے دیکھے تھے
رُخِ محبوب سے انھین نسبت — دیکھنے سے ہوا اُنکے اک حیرت
کوئی چھتری اگر نظر آئے — پھول سورج مکھی کا شرمائے
دانت کی کنگھیان بھی وہ نایاب — شانہ بین کو نہ آئے دیکھ کے تاب

انھین کی دوکانون کے نیچے اور متصل علاقہ بند بیٹھے تھے عمدہ گہنا گوندھتے تھے پھول ریشمی بناتے تھے فیتہ بنتے تھے شمسے باندھتے تھے عجب طرح کے دستکار تھے فی الحقیقت صنعت مین ہوشیار تھے نظم

پھول وہ رنگ رنگ کے تیار — گل باغ جنان کی جن مین بہار
نور کے وہ بنائے تھے شمسے — زرد تھا رنگ شمس خجلت سے
کوئی فیتہ زری کا بنتا تھا — ہڑ تھا موتی کی کوئی باندھ رہا
کوئی تیار کرتا تھا آنچل — کوئی بیٹھا کتر رہا تھا تھل
جب وہ بنتے تھے ناز سے فیتون — کہتے تھے یون جو اُنکے تھے مفتون
انگلیان یہ نہین ہلاتے ہین — تیز دستی ہمین دکھاتے ہین

انسے آگے حکاک و نگینہ ساز اپنا نقش جما رہے تھے موتی بیدھتے تھے نگینے کھودتے تھے کہ نظم

ایک جانب کو بیٹھے تھے حکاک — رنگ سب سے جدا غضب چالاک
چھوٹے نگ اس طرح بنائے تھے — دیکھنے مین کبھی نہ آئے تھے
تھی خجل برق ہر نگینے سے — کشتیون مین چنے قرینے سے
تھے غضب کے وہان مرصع ساز — قابل دید جنکا تھا انداز
کہتا تھا یون کسی سے اک پُرفن — حرف کیجے یہان سوا کندن
آرسی کو ملاحظہ فرمائین — کلمۂ حق زبان پر لائین

ایک سمت سادہ کار خوش پرکار بیٹھے انگوٹھیان چھلے خوشنما بنا رہے تھے کہ بقول ابیات

سیمتن کوئی کوئی ماہ جبین — دلبری کا دیار زیر نگین
چھلے وہ خوشنما بنائے تھے — دیکھنے مین نہ ایسے آئے تھے
دیکھین معشوق بھی گر ایک نظر — اُنکے گل کھائین شوق سے دلبر

کچھ آگے بڑھے گوٹے والے چمک دمک دکھاتے نظر پڑے ہر ایک کی دوکان مین

بیٹیاں رکھی تھیں کچھ مال سامنے کھلا تھا لچکا لوگ لیتے تھے کوئی موتی بام کا مانگتا تھا کہ دامون میں سستا ہوگا کوئی جوڑا بٹھا چاہتا تھا کسی نے بنت کی خواہش کی کوئی تولی کا خریدار تھا کہ

نظم

گوٹے والے تھے وہ قمر طلعت
وہ چمک رکھتی تھی دکان اُنکی
بیٹیاں سب بھری تھیں گوٹونسے
اُن میں گوٹا تھا آبدار ایسا
اور چٹکی بھی اس بناوٹ کی
وہ کرن بھی اگر چمک جائے
اس چمک کا سنہرا لچکا تھا

کہ لکھوں آب زر سے اُنکی صفت
معدن زر کی جسپہ ہو پھبتی
رکھی تھیں سامنے قرینے سے
سامنے چمکے برق شرمندا
لے کے گاہک کے دلمیں جو چٹکی
آنکھ خورشید کی جھپک جائے
اِک ڈلا سونے کا وہ گویا تھا

ہر جگہ دورویہ بالوں کے نیچے تختوں پر تنبولیوں اور تنبولنوں کو بیٹھے دیکھا تختے سامنے رکھے اُسپر پان ہر قسم کے چنے ڈبوں سیدھی کرکے چھانٹے تھے سامنے برنجی تھالیاں چنی تھیں کسی میں لونگ کسی میں الائچیاں تھیں کتھے چونے کی بنگلے نما کلھیاں رکھی کہ بمقتضائے

ابیات

تختہ ایک ایک روبرو رکھکر
ڈبیوں میں لونگ الائچیاں ڈلیاں
اپنے گاہک کو یوں بلاتے تھے
بیگمی پان ہیں دساور کا

اچھے اچھے چنے ہیں پان اُسپر
کتھے چونے کی خوشنما کلھیاں
خاص یہ پان ہیں محبوبے کے
بلکہ یہ جان ہیں دساور کا

ایک سمت خوشبو ساز دماغ جان معطر فرماتے تھے کہیں گل فروش اپنی بہار دکھاتے تھے کسی جگہ تمباکو والے کالے دھن کی خیر منانے والے خمیرا سادہ کڑوا بیچتے تھے کہیں عطار مسیحا دم دوائیں نایاب فروخت کرتے کہیں کمہار مٹی کے برتن نہایت نازک اور کھلونے بالے بھولوں کے عمدہ لگائے تھے ایک مقام پر نیچے بند اپنی دستکاری دکھاتے تھے کہ بمقتضائے

نظم

ایک جانب جوگندھی بیٹھے تھے
ہار تھے شیشیوں کے وہ رنگین

اپنی اپنی دکان کو تھے وہ سجے
جیسے تابندہ خوشہ پروین

گنہ تروں مین بھی رنگ رنگ کا تیل
ایک دن بالون مین ملے جو کوئی
نکہت عطر غم کو کھوتی تھی
فیض جاری تھا ایسا خوشبو کا
گل فروشوں کی دیکھی طرفہ بہار
وہ جہانگیریان ہین بیلے کی
طوق ہی موتیوں کی کلیوں کا
کوئی کہتا تھا یون پکار پکار
ہین چنبیلی کے ہار خوشبودار
دیکھی تمباکو والے کی دوکان
سرخ مخمل کے لاکھون بوے تھے
چاندی سونے کی ڈبلیان عمدہ
سادہ کڑوا کسی مین تھا لبریز
وہ خمیرہ نفیس خوشبودار
جب نکلتا تھا منہ سے اسکا دھوان
تھے جو عطار سب مسیحا دم
انکے عناب لب کا تھا یہ اثر
ہو جو مدقوق بھی شفا پائے
دیکھیے کیا بنفشہ تحفہ ہے
ایسی ہی شیر خشت بھی نایاب
دیکھیے ہو ترنجبین نئی
تھی دکان کلال کی تزئین
ظرف مٹی کے وہ بنائے تھے
کاغذی آبخورے ایسے تھے
جنبش آب سے چھلکتے تھے

بھاری ہلکا لطیف اور بے میل
رہے خوشبو ہمیشہ سر مین واہی
روح پژمردہ تازہ ہوتی تھی
بس گیا تھا وہ شہر بھی سارا
رشک سے بوستان کو بھی ہو خطر
ہو معطر جہان جو پہنے کوئی
اسکو پہنے تو نور کا ہو گلا
ہر طرح کے ہمارے پاس ہین ہار
جنسے آتی ہی بوے جسم نگار
ہر طرح کا مہیا تھا سامان
سادے کچھ کارچوب کے کتنے
ان پہ مینا ہر ایک رنگ کا تھا
دلبر تُند خو سے بڑھکر تیز
جس سے آتی تھی بوے مشک تتار
نظر آتی تھی زلف محبوبان
بھرتے تھے سب مریض انکا دم
لین بلائین مریض سے وہ اگر
تن بیجان مین جان آجائے
ابھی کشمیر ہی سے آیا ہے
دیکھیں رکھکر زبان پر احباب
اور دوکان مین نہین ایسی
کیجیے اسکو نگار خانۂ چین
دیکھنے مین کبھی نہ آئے تھے
پیاس بجھ جائے جسکے دیکھے سے
جیسے انگارا یون چمکتے تھے

ہاتھی گھوڑے نئی بناوٹ کے ‌ ساز سب کے نئی سجاوٹ کے
بیچے والون مین بیچے زیب دکان ‌ ہر طرف ڈوریون مین آویزان
بیچوان اک بناتا تھا بیٹھا ‌ ایک گٹا درست کرتا تھا
کھولتا تھا کوئی نگالی کو ‌ صاف کرتا تھا کوئی قفلی کو
دیکھیے کیا بندھی ہی اُلٹی چین ‌ جس طرح ہو حسین چین بجبین
دیکھکر خود پھڑک رہا ہی دم ‌ کیا ہی پایا ہی بیچے نے دم خم
نہین واقف ہی کوئی اسدم سے ‌ مُنھ لگا یا تو باتین کرنے لگے

عمرو کو سیر کرتے اور پھرتے پھرتے شام ہوگئی اور جواہر تابدار خورشید کو صیرفی قدرت نے درج مغرب مین بند کیا اور جوہری فلک نے گوہرہاے انجم کو بساط سپہر پر چینا کہ نظم

فلک پایگہ را براند دو نیل ‌ سرپاسبان مانده در پاے پیل
شتاب فلک رانگ آہستہ شد ‌ خروشان شب را زبان بستہ شد

رات کو بھی عیار پھرنے سے باز نہ رہے دیکھا کہ منزلون تک جھاڑ روشن ہو گئے اور قندیلین نور کی جواہر آگین درختون مین آویزان ہوئین اور آتشبازی فرسنگہا فرسنگ تک گڑ گئی چرخیان وہ جو افلاک ستارہ دار کو چرخ مین لائین نصب ہوئین اور یکایک انار چھڑاتے اور ہتھ پھول چھوٹنے لگے قلعے مین آگ لگائی عالم روشن ہوگیا دنیا کو چرخیون نے منور کر دیا زمین و زمان زرافشان ہوگیا ستارون کا فرش منزلون تک تھا اور آسمان سے سونا برستا تھا چرخ زبرجد ستارے میلے پر نثار کرتا تھا اب تورات کے سناٹے مین اپنی اپنی جگہ ہر شخص جلسہ جمائے بیٹھا تھا اور ہر ملک اور قوم اور مذہب ملت کا آدمی میلے مین آیا تھا کہین ہندو تھے کہین جمشید پرست کہین آتش پرست تھے مسلمان بھی خال خال اس ملک مین پوشیدہ تھے وہ بھی میلا دیکھنے آئے تھے ہر سمت جلسۂ عشرت مہیّا تھا بادۂ خوشگوار کا دور چلتا تھا کہ ابیات

کہین تو شیشون کے فانوس کی چمن بندی ‌ اور آنکے بیچ وہ چھٹنا پٹاخون کا چٹ پٹ
کہین شہنائی کی آواز اور کہین کا مود ‌ کہین وہ خفا سری اور بھیر دین کہین تھانٹ
کہین بھیاس کہین پوربی کہین گوری ‌ کہین ترانہ کہین وہ ھمرہٹ اور کہین تہ وٹ
کہین طار کہین دیس مالکوس کہین ‌ کہین پہ بھاگ کہین کاٹھرا کہین تھاکٹ
بنے ہوے کہین رادھاجی اور کنھیاجی ‌ پتمبر اوڑھے ہوے سر پہ رکھے مور مکٹ

وہین تھی کنج گلی اور وہین تھا بندرابن
سہانی دھن وہین مرلی کی اور نسی بٹ

نہاتے دھوتے وہین اور وہین کدم کی چھانہ
وہ گوکل اور وہ متھرا نگر وہ جمنا ہٹ

کہین جو دیکھا تو تھا مارواڑ کا عالم
وہی کنار وہی ٹکڑیان ہی گھٹ پٹ

وہ آدھی رات کے سر انگیس کے گانے
ہمار وسانور و متوار و لیگوا الوٹ

غرضکہ جماؤ میلے کا کہان تک بیان کیا جائے مجملاً چند فقرے لکھکر اصل مطلب لکھا جاتا ہو یعنے عیار اُن کو دیکھ رہے ہین کہ مہاجن نیچے جامے پہنے لڑکون کو ساتھ لیئے سیر کراتے پھرتے ہین ہندنیان اپنا اپنا بناؤ کیے پھر رہی ہین اُن مین رام جنیان بھی ہین کہین طوائف بناؤ کیے آشناؤن کو ساتھ لیے بیٹھی ہین کلیجی کے کباب بھُن رہی ہین کہین ایک رنڈی پر دو عاشق ہین اُسپر قصہ ہوا ہو کہین لونڈنے پر جھگڑا ہوا ہو تلوار چلی ہی دوڑ گئی ہی لاگین لگ رہی ہین نٹ تماشہ کر رہے ہین نٹنیان ناچ رہی ہین جھولے پڑے ہین ساتون ہوتے ہین درختون کے نیچے دریان بچھی ہین شریف لوگ بیٹھے ہین ایک سمت افیونی بیٹھے ہین افیون گھلتی ہی گنے چھلتے ہین حقے توے کے بھرے رکھے ہین ایک امرود چھیلا ہی اُسکے ٹکڑے کرکے سب نے باہم تقسیم کیا ہو کوئی کہتا ہی کہ مین گنا ایسا چھیلتا ہون کہ جیسے شمع کسی نے مزعفر کی بوٹی نکالی ہی ایک ایک ریشہ باہم دیا تعریف ہو رہی ہی کہ جلیبی کی کڑ کڑاہٹ ہی بعض اونگھ رہے ہین مین منا کر بات کرتے ہین تالاب مین جابجا لوگ نہاتے ہین ہندو چندن رگڑ رہے ہین تلک دیتے ہین کھور صندل کے اور قشقے ہاتھون پر کھینچ رہے ہین کہین درخت تلے ٹکٹکن پر گھڑا رکھا ہو پیندے مین اُسکے مہین سوراخ کیا ہی نیچے سری مہادیو جی کی مورت رکھی اُسپر بوند بوند پانی ٹپکتا ہی بعض اوراج کا مالا ہاتھ مین لیئے رام نام جپ رہے ہین بعض اکڑبل کرکے چکر لے رہے ہین بعض کمل کی تھیلی مین ڈالے مالا جپتے ہین بعض گائے کی مورت ہاتھ مین لیے چندرما کو پانی دیتے پیپل کے درخت پر کھاروے کی جھنڈی بندھی ہی چبوترہ درخت کا بندھا ہی اُسپر جوگی گیروا لباس پہنے مندرے کان مین کنٹھی گلے مین ڈالے شیر کی کھال پر بیٹھا ہوا مالا جپتا ہی آگے ٹھیک رکھی ہی اُسمین اُپلہ دبا ہی چیلے گرو ناریل پی رہے ہین بعض جوگی چھتری لگائے چھپر کے پیچھے بیٹھے ہین آزاد فقیر لمبی ٹوپی پہنے مانگتے پھرتے ہین کہین مہر شاہی اڑے رفاعی گرز مار رہے ہین ٹرڑے سر چیرتے ہین

اخراف مٹھائی لیتے ہین گنوار مولی اور جوار ادرگڑ کھارہے ہین ہنڈولے گڑے ہین سوانگ کے تخت آتے ہین سیف برچھی سانگ نگلتے ہین کوئی منھ سے سوت نکالتا ہے کوئی ہار نگلتا ہے پھول اگلتا ہے یہی کیفیت دیکھتے دیکھتے وہ رات تمام ہوگئی اور بازیگر فلک نے مہرۂ مہر صندوق مشرق سے سر نکالا اور بازی تازہ بروے کار لایا کہ نظم

فرو رفت خیب روز روشن رسید	شب آہنگ صبح صادق دمید
چو دولت دہد در کشایش کلید	ز سنگ سیہ گوہر آید پدید

حیرت چاہ زمرد سے باہر آئی اور افراسیاب بھی سب کاموں سے فارغ ہوکر باغ سیب مین گیا وہان تجل بیلے مین جانے کے لیے منگواکر سوار ہوا عمرو وغیرہ سیر دیکھتے تھے کہ یکایک فلک پر ابر نمود ہوے نقارے بجتے سنائی دیئے پھر ہزار در ہزار تخت چمن بندی چنبر کی تھی اور پھول جواہر کے گھڑسے تھے ظاہر ہوے کہ وہ مقام گلزار ہوگیا انکے بعد بارہ ہزار سوار طلسمی جواہر کے گھوڑون پر سوار تلوارین برہنہ لیئے نکلے اُنکے بعد بارہ ہزار پریزادین طلسمی سراپا غرق دریاے جواہر سرخ لباس پہنے ظاہر ہوئین تھاپ طبلے پر پڑتی تھی اور تعریف بادشاہ طلسم گاتی تھین پھر سترہ ہزار نازنین حسن مین لاجواب بلکہ انتخاب گھنٹا وغیرہ پہنے ہاتھ مین مورچھل اور چنگیرین اور سامان راحت وغیرہ لیئے نکلین پھر ایک ابر پیدا ہوا بجلیان اُس مین چمکتی تھین گرجتا ہوا نکل گیا اسکے بعد ایک ابر ایسا ظاہر ہوا جس سے سونا اور جواہر برستا تھا باجے طرح طرح کے اُسپر بجتے تھے بوندیان مہین مہین پڑتی تھین اور نیچے اُس ابر کے بنگلہ زمرد کا بروے ہوا اُڑتا تھا اندر بنگلہ کے ساٹھ ہزار کرسی یاقوت احمر کی بچھی تھی اور بیچ مین تخت شاہی تھا اُسپر افراسیاب بیٹھا تھا تاج طلسمی سر پر تھا اور قباے زر اندوز بر مین یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہزارون سورج لگے ہین نگاہ نہ ٹھہرتی تھی پھر تو تمام شاہان طلسم اپنے اپنے خیمون سے نکلکر سامنے اُس بنگلے کے آئے اور ہمراہ رکاب چلے ساٹھ ہزار شاہ و شہزادیان تختون پر سوار گرد بنگلے کے ہوکر چلے اور آگے بنگلے کے ناچ ہوتا تھا طرفہ ہنگامہ تھا اس سواری کے بعد سواری حیرت کی نکلی ایسا ہی کچھ جاہ وحشم اُسکا بھی تھا غرضکہ یہ دونون سواریان سمت چاہ زمرد چلین عمرو بھی انکے پیچھے پیچھے روانہ ہوا یہان تک کہ چاہ زمرد پر پہونچے اب جو دیکھا تو کنوئین پر رہٹ

کھڑے ہین اور چار ساحر ایک پاؤن سے کھڑے کچھ پڑھ رہے ہین اور زر و جواہر اس قدر
چڑھا ہی کہ وہ سارا کنوان کہ مثل تالاب کے ہی پٹ گیا ہی جس وقت شاہ طلسم یہان آیا
ساحرون نے شور یا سامری و جمشید کا مچایا اکیس بارگاہ ہین یہان نصب تھین بادشاہ داخل
بارگاہ ہوا ترھیان بھنکین جھانجین بجنے لگین جملہ معززان طلسم نذر لیکر دوڑے شاہان طلسم
سودب بیٹھے اسوقت افراسیاب نے کہا اب تمھاموں کو بلانا چاہیے یہ کلمہ سنکر عمرو کہ
صورت ساحر کی ایسی بنا ہوا تھا گھبرا کر چلا کہ اپنے لشکر کو جاکر دیکھون عیار سب ساتھ
ہین اور بہت جلد اپنی بارگاہ مین آیا مہرخ سے حال میلے کا بیان کرنے لگا کہ ادھر شاہ طلسم
نے انگشتری جمشید کو ہاتھ مین لیکر کہا کہ مہرخ مع اپنے مطیعون کے حاضر ہووے یکایک
ایک طاؤس اڑتا ہوا آیا اور بارگاہ مہرخ پر ایسی مہیب صدا اسنے دی کہ ای تمھاموں جلد
جاؤ بادشاہ طلسم بلاتا ہی یہ صدا سنتے ہی عیار سب بھاگ گئے اور عمرو نے گلیم اوڑھ لی
دیکھا کہ مہرخ و بہار وغیرہ سب گویا ہوئین کہ مونڈی کاٹے عمرو نے ہمکو خراب کیا اگر پاتے
تو اسکے ٹکڑے اڑاتے یہ کہکر حکم دیا کہ در خزانہ وا ہوا اور بہار نے سب کنیزون کو تو لوان جوڑے
پہنائے اب ایک سو سترہ کشتی جواہر سے لبریز بہر نذر لیکر دریاے جواہر مین ہمہ تن
غوطہ مار کر لباس ارغوانی پہنکر تخت پر سوار ہوئی اور اسی طرح مہرخ بھی آراستہ ہوکر نذر کا
جواہر روپیہ وغیرہ لیکر چلی پھر تو ڈنکا بجا فوج تیار ہوئی ہاتھ رومال سے باندھکر العفو
العفو کہتے جملہ سردار تختون پر اور طائران سحر پر بیٹھکر چلے پلٹن رسالے ساتھ ہوے ایسے ویسے
ساحر رہگئے کہ انکی طلب بھی نہوئی تھی ادھر سے کوہ سیاہ و سبز و سرخ سے فوج کو وہین چھوڑ کر
نافرمان و سرخ مو و افتخار جادو وغیرہ اپنا سامان کر کے چلے خلاصہ دم بھر مین میلے مین سب
پہونچے عمرو سے قران نے کہا استاد لشکر تو ہمارا منحرف ہم سے ہوکر چلا گیا اب دم بھر مین
ہماری بھی طلب ہوگی پھر ہم بھی نہ رکین گے عمرو نے کہا خدا کو یاد کرو اور ساتھ چلے آؤ عیار
وغیرہ سب دنگ ہین کہ دیکھیے یہ کونسی عیاری کرینگے کچھ عقل کام نہین کرتی اور دعوے یہ
فرماتے ہین کہ سارا میلا لوٹون گا خیر اب دیکھنا چاہیے اسی فکر مین ساتھ استاد کے چلے
ادھر عمرو صورت بدلکر پھر چاہ زمرد پر آیا دیکھا بہار وغیرہ سب جاکر قدم افراسیاب کے
پکڑے ہین اور خطا کی معافی چاہتی ہین شاہ طلسم نے کہا بلاؤ جلادون کو اور انہین
قتل کرو حاضرین دربار نے عرض کیا کہ اب یہ حضور کی اطاعت کرنے آئے ہین انکے

قتل کرنے سے ہم تابعداروں کو کیا اُمید ہوگی **افراسیاب** نے کہا تم تماشہ دیکھو گے یہ سب بسبب
سحر کے اطاعت کا دم بھرتے ہین یہ کہکر سحر پڑھکر انگشتری سے التماس کیا کہ یہ سب اپنی حالت
اصلی پر آجایئن مسحور یہ سحر نہ رہین اُسی وقت ہر ایک شخص ہوشیار ہوگیا اور **مہرخ** وغیرہ نے
شاہ طلسم کو دیکھکر بکراہیت تمام منھ پھیر لیا **افراسیاب** نے پوچھا کہ کیون اے **مہرخ** وبہار
میری تابعداری کروگی اُنھون نے جواب دیا کہ بہت جھک مارنا اچھا نہین ہم سب
نقش پائے **عمرو** پر فدا ہین اور خواجہ تشریف لاتے ہونگے یہ سارا کروفر اور مہنت بنکر بیٹھنا
بھلا دینگے اور ہم اُنکے تابعدار ہوکر قید رہین یہ ممکن نہین **افراسیاب** نے سب سے کہا کیون
صاحبو تمنے سُنا انھین قتل نہ کرون تو کیا کرون سب نے کہا آپ کا فرمانا حق بجا نب ہی بیشک
واجب القتل ہین شاہ نے کہا اب انکو قید کر کے انکے حمایتون کو کہ جنپر انکو گھمنڈ ہی گرفتار کر کے
سب کو ایک بار قتل کرنا چاہیے یہ کہکر آہنگر بلائے اور سب کو ہتھکڑیان بیڑیان زنجیرہائے
آہنی مین مطوق وسلسل کر کے حکم دیا کہ باغ جمشید مین انھین لیجا کر قید کرو اور پھر سحر کسی پر نہ کیا
کہ غافل ہوجایئن یہ اسلیے کہ اپنی گرفتاری اور حال خراب پر اشک حسرت بہایئن اور جسقدر
فوج کہ اُنکے ساتھ آئی تھی اُسکو بھی محصور کرا کر صحرا مین اُتروا یا گرد پہرا کر دیا جب یہ انتظام ہوچکا
اُسوقت طاؤس ہائے سحر بلائے اور حکم دیا کہ **عمرو** **عیار** وغیرہ اس طلسم مین جہان کہین ملین
پکڑ لاؤ طاوس اُوڑے اور **عمرو** بصورت مبدل یہان موجود تھا اس جگہ سے ایک گوشے مین
جا کر منڈھی دانیالی نکالکر چھتری کی طرح سر پر سایہ کی اور عیارون کو بھی نیچے اُسکے بٹھایا
خدا کا نام لیکر آپ بھی چپکا بیٹھا ازبسکہ منڈھی اعجاز کی ہی سحر خبر نہین دیتا جب گلیم
یہ اوڑھتا ہی اور منڈھی کے نیچے بیٹھتا ہی پھر نہین معلوم ہوتا کہ **عمرو** کہان ہی اس
وقت طاؤس چار دانگ طلسم مین پھرے آخر شاہ طلسم کے پاس آکر عرض رسا
ہوے کہ ہمکو عیار نہین ملتے شاہ کہ جادوان نے بلایئن طلسمی بلا کر بہر تجسس بھیجین وہ بھی
ڈھونڈھکر پھر آیئن پھر غول اور پتلے بھیجے جب وہ بھی پھر آئے بادشاہ طلسم نے انگشتری
سے عرض کیا کہ عیارون کو بلا دیجیے یکایک صدا آئی کہ عیار اسی میلے مین ہین مگر ایسی
جگہ ہین کہ دکھائی نہین دیتے یہ ندا سُنکر بادشاہ نے سواری طلب کی کہ مین خود
تلاش کر کے گرفتار کیے لاتا ہون اور ازبسکہ میلے مین عالم عالم جمع ہی اکیلے اوڑکر جانا
مناسب نہ سمجھا اُسی تجمل بیکران سے سوار ہوکر ڈھونڈھنے چلا اور میلا منزلون تک ہی

اور سواری کا بسبب تجمل کے رک کر چلنا شاہ کا ہر ایک شخص کو شناخت کرنا کہ یہ عیار ہے یا نہین ان وجوہات سے اسکو عرصہ مزاجعت مین گذرے گا مگر یہان عمرو نے ڈاڑھی لقا کی کہ ہزارون بار اسنے مونڈی ہے اور وہ ڈاڑھی تیس گز کی ہے اور ہر بال مین موتی و یاقوت اور مرجان وغیرہ پروئے ہین اور اسی سبب سے عمرو نے وہ ڈاڑھی مونڈکر باحتیاط زنبیل مین رکھی ہے نکالی اور عیارون سے کچھ کان مین کہا عیار کار بند ہوے اور اسنے سر مقوے کا مثل صورت لقا اپنے سر پر لگایا اور دست و پا دراز ویسا ہی قامت درست کیا یعنی ایکسو بچانوے تاریخ کا قد لقا کا ہے اتنا ہی بڑا قد بناکر ڈاڑھی چہرے پر لگاکر تخت زبرجد شاہ جسکا ذکر اور تصریح اوپر ہو چکی ہے نکالکر سوار ہوا اور عیار یعنے برق فرنگی ایک سواکیس کلی کا جامہ پہنکر کوتاہ گردن تنگ پیشانی حرمزدگی کی نشانی شیطان درگاہ خداوند ملک بختیارک شوم کا فریدین خواجہ ملک گراز الدین کی ایسی صورت بنکر سر پر خداوند کے مگس رانی کرنے لگا اور قران نے شکل مہیب اپنی بنائی کہ ایک ہونٹھ سینے تک پہونچا اور دوسرا کان تک ہاتھ ہر ایک وراز منھ سے کان سے شعلہ ہاے آتش نکلتے گرز آتشین ہاتھ مین لیکر دست راست پر خداوند کے کھڑا ہوا اور ضرغام ایک فرشتہ نورانی صورت کا بناکر چہرے پر نور شانون پر دو پر پرون سے مشک و عنبر کا فور بکھرتا تھا واضح ہو کہ بضرورت یہ پر بناے ہین اُن مین جابجا جوف رکھے ہین کہ اُسمین نافہ ہاے مشک اور دیگر خوشبویات کو بھر دیا ہے کہ جب پرون کو جنبش ہو مشک و عنبر برسے یہ فرشتہ دست چپ کو کھڑا ہوا اور جانسوز ایک مرد وجیہ و شکیل از سرتا پا بقعہ نور بنکر صراحی و ساغر مینا کار لیکر سامنے کھڑا ہوا جب یہ درستی ہو چکی عمرو نے منڈھی سے اعجاز طلب کیا اور فاتحہ بروح پر فتوح جناب دانیال ع پڑھی منڈھی بڑھکر مثل بارگاہ رفیع الشان کے ہو گئی اور کئی سو کلس یاقوت احمر و لعل اور زمرد کے چڑھے تھے اور یہ بارگاہ دمبدم رنگ بدلتی تھی کبھی گھٹ جاتی تھی اور کبھی بڑھ جاتی تھی کبھی سُرخ ہوتی تھی تو کبھی سبز و زرد و سیاہ و نارنجی و اودی وغیرہ ہو جاتی تھی اور عمرو نے تخت پر بیٹھکر سفید مہرہ کہ جسکی آواز سے دیو ناچتا ہے نکالکر بجایا کہ اے بندگان قدرت خدمت خداوند مین حاضر ہو مہرے کی صدا منزلون پہونچی اور ساحر دوڑے جو آیا کہا منم خداوند باختر لقا بعض خداوند کا دیدار دیکھ چکے تھے پہچانتے تھے فوراً سجدے مین گرے اور سارے میلے مین غلغلہ بلند ہوا کہ خداے باختر

آئے ہین چلو زیارت کرو اسی وقت جادوگرنیان تھالیون مین موہن بھوگ اور زر و جواہر وغیرہ
رکھکر چومکھ دیا جلا کر چھم چھم کرتی چلین ساریان آدھی باندھے آدھی اوڑھے تھمین ایک
سمت سے جادوگروہ نے مٹھائی اور روپیہ چراغی کا لئے ہار پھول لونگ کافور ہمراہ سامنے
منڈھی کے آئے سجدہ کیا وہ زر و گوہر شیرینی آستانۂ خداوند پر چڑھائی خداوند نے کہا پھر
سجدہ کرو وہ سجدے مین گرے اسنے جال مار کر مال اور مٹھائی نذر زنبیل کی جب سب سجدے
سے اُٹھے ایک چیز کا بھی نشان نہ پایا خداوند نے فرمایا کہ ہمارا دست قدرت نذر تمھاری
لے گیا سب نے کہا یا خداوند تیری بڑی قدرت ہے غرضکہ یہان تو پوجا پاٹ ہو رہا ہے مگر ہرکارے
کوٹ گشتی کے دوڑ گئے اور ملکہ حیرت کی دعا و ثنا بجالا کر عرض کیا کہ خداوند باختر
لقا میلا دیکھنے آئے ہین حیرت اور کل شاہ و شہزادیان طلسم کی بتیابانہ دوڑین یہان
پہونچکر سب نے سجدہ کیا اور خداوند کی بارگاہ و فرشتون کو دیکھکر عقل دنگ ہوگئی عیار بچیان
یعنی صرصر وغیرہ ملکہ کے ساتھ ہین انھون نے ملکہ سے کہا یہ عیار نہون عیارہ کے لب ہلتے اور
تیور دیکھکر خداوند نے بغضب کہا کہ عیار بچیان تیری اے حیرت ہمکو عیار بتاتی ہین اچھا تو سحر مجھپر
کرا اور اب ہم جاتے ہین یہ کہنا تھا کہ حیرت نے عذر کیا اور عیار بچیون سے کہا کہ دیکھا
تمنے خداوند پر سب کچھ روشن ہے تمھارے خیال اور دل کی بات کو خداوند نے پہچان
لیا اب تم یہان سے جاؤ خداوند خفا ہین یہ کہکر انکو نکال دیا مگر خداوند نے کہا ہم اس
وقت خوش ہونگے کہ جملہ ساحر ہمپر سحر کرین ناچار سب نے سحر کیا اور شاہان طلسم نے
نارنج و ترنج مارے منڈھی پر تاثیر نہ ہوئی اور جو لوگ منڈھی مین جانے لگے سر نیچے پاؤن
اوپر اُلٹے لٹک گئے خداوند نے کہا اے حیرت ہم تیرے گھر اب کبھی نہ آئینگے کہ
تو نے عیار بچیون سے ہمین ذلیل کرایا حیرت اور جملہ ساحرون نے یہ عتاب دیکھکر العفو
اور توبہ توبہ کا شور مچایا اور حیرت نے کہا یا خداوند بارگاہ مین تشریف لے چلیئے جو کچھ
کنیز کو میسر ہے اُسے قبول فرمایئے آخر بڑی منت خوشامد سے خداوند نے منڈھی کو باعجاز
کم کیا کہ وہ گھٹ کر صرف تخت پر سایہ فگن چارون ستون اُسکے فرشتون اور شیطان نے
تھامے اور تخت پر سب کھڑے ہوئے تخت اُڑکر چلا ساحرون نے ہزارہا ناقوس و گھنٹے
بجائے غلغلہ ہوا یہانتک کہ مقام افراسیاب پر حیرت نے تخت خداوند پہونچایا
عرض کیا یہ بارگاہ جو حضور کے سر پہ ہے مناسب ہو تو فرشتون کو حوالے کیجیے خداوند

نے فرمایا یہ دریچۂ قدرت ہی ہم اسمین سے باہر نہ آوینگے اور پوچھا کہ افراسیاب کہان گیا ہی کہا عمرو کو ڈھونڈھنے خداوند نے کہا ہم اُسکو یہین پکڑ بلاینگے اور تم سے کون لوگ منحرف ہین ملکہ نے سب کیفیت بیان کر کے کہا وہ سب گرفتار ہین اُسنے جواب دیا کہ مین جاکر اُنھین بھی تمھارا مطیع کیئے دیتا ہون یہ کہکر اُسی طرح تخت اوڑاکر چلا اور باغ جمشیدی مین پہونچا حیرت وغیرہ سب ہمراہ ہین جب وہان پہونچا سب کو ڈانٹا کہ سجدہ کرو مہرخ وغیرہ پر سے اثر لیکہ سحر شاہ طلسم نے اُتار لیا تھا یہ سب اول کی طرح سے منحرف تھے اور دعا اپنی رہائی کی درگاہ خدا مین کر رہے تھے اُسوقت لقا اور جمشید وغیرہ پر لعنت کرنے لگے اور سیکڑون دشنام دین عمرو تخت سے کود کر مہرخ و بہار وغیرہ کے قریب گیا کہا جلد سجدہ کرو بظاہر یہ کہتا گیا اور بائین آنکھ کا تل دکھایا اور کنائے اور اشارے سے ظاہر کیا کہ جو مین کہون وہ کرو مین عمرو ہون اور تمھاری رہائی کو آیا ہون بس اس امر کے سمجھتے ہی سب نے سجدہ کیا اور کہا یا خداوند تو برحق ہی ہماری خطا شاہ طلسم سے معاف کرا دیجیئے جب اُنھون نے اقرار اطاعت کیا خداوند آکر تخت پر بیٹھے اور کہا قید کسے انکو چھوڑ دو حیرت نے سب کو رہا کر دیا عمرو نے انکو بھی بلاکر شریک جلسہ انجمن کیا اور ساقی قدرت اور شیطان و فرشتون سے حکم دیا کہ میری جھوٹی شراب ایک ایک جام شاہان طلسم کو بلاؤ کہ عمر انکی بڑھجاے اور سارے کارخانے ہماری قدرت کے اُنپر روشن ہو جائین بمجرد حکم وہ تو سب عیار ہین شراب آغشتۂ بیہوشی اپنے پاس سے نکالکر سب کو بلانے لگے حیرت کو بھی ایک جام پلایا جب پلا چکے مہرخ سے کہا انکو وہ تو واقف تھین کہ حیرت اور شاہان طلسم کی قضا نہین ہی انکو خواجہ نے صرف ایسلیے بیہوشی پلائی ہی کہ انکے سحر کی پناہ نہین ہی اگر یہ بیہوش نہ ہونگے تو پھر سارا لشکر گرفتار ہوجائیگا غرضکہ انکو تو للکارا اور ناریل وغیرہ لیکر آمادہ حرب ہوئین شاہان طلسم گھبراکر اُٹھے بیہوش ہوگئے حیرت بھی بیہوش ہوگئی پھر تو بہار و مہرخ و مخمور و ہلال سحر افگن و آفت جادو وغیرہ پرواز کر کے اوپر چھائے گولے فولادی اور ہار فلفل پھے سوئی کے مارنا شروع کیئے ساحرون نے غلغلہ باہر باغ کے سُنا حیران تھے کہ کیا یہ ماجرا ہی کیونکہ خداوند باختر آئے ہین اب کوئی سرکشی نہ کریگا اس خیال مین تھے کہ آگ پتھر برسنے لگے اور عمرو نے سفید مہرے مین آواز دی کہ اے اہالیان جلسہ بھاگو کہ خداوند کا غضب آیا اس صدا کے سُننے سے میلے مین بھگدڑ پڑی اور فوج جو محصور تھی وہ رہا ہوئی اور مہرخ و بہار وغیرہ

اپنے اپنے مالک کو دیکھکر پاس آئے انکو حکم دیا کہ مہاجنون اور سارے میلے کو لوٹو اور دشمنون کو قتل کرو فی الجملہ یہ فوج لاکھون آدمی ہین ادھر شاہان طلسم بیہوش پڑے ہین کوئی روکنے والا نہ تھا اور اتنے عرصے مین وہ دن بھی تمام ہوا اور فوج انجم نے روز روشن پر حملہ کیا اور خورشید تابان بھاگ کر سمت مغرب گیا کہ نظم

چو این سبزہ طاؤس جلوہ نمائے	سپید استخوانے ربود از ہمائے
شد از زخمہ کاسہ وز خم کوس	خدنگ اندر ان بیشہ ہا آبنوس

رات کو اندھیرے مین لوٹنا خوب بن پڑا ادھر لوح فرخ نے تلوار سحر کی کھینچ کر مع کئی لاکھ کے حملہ کیا ساحرون نے میلے کے لوگون کو قتل کرنا شروع کیا پرشور مچانے لگے دھوئین اور شعلے اٹھنے لگے ایک طرف سے بہار نے گلدستہ مارا کہ ہوا سرد چلی اور چار سمت تاریکی ہو گئی بہار نے افشان پیشانی پر لگائی ستارے اس تاریکی مین نکل آئے اور ٹوٹ کر گرنے لگے زمین پر سبزہ زار پر بہار خیابان لالہ و گل مثل گوہر شب چراغ کے فروزان تھے اور نسرین و نسترن عنبر افشان تھے غرضکہ جو ساحر کہ بھاگ کر چمنستان بہار مین آئے عاشق و شیدا ہو کر دیوانے ہوے بہار نے کہا جاؤ اور میلے والون کو قتل کرو وہ بھی جا کر قتل و قمع مین مصروف ہوے رعد نے چیخین مارنا شروع کین اور برق محشر آتی ترچھی ہو کر گرنے لگی خرمن ہستی دشمنان جلاتی ایک جانب سے مخمور نے جام بلورین کھینچکر مارا ٹھنڈی ہوا چلی جس کے جسم مین ہوا لگی دف ہاتھ مین لیکر گروہ گروہ ملکر شراب خواری کرنے لگے اور یہ بیان گاتے تھے کہ ابیات

کوئی کہتا تھا لانا پیمانہ	شور قلقل ترانہ مستانہ
لب ساغر کو کوئی چومتا تھا	کوئی مدہوش وار جھومتا تھا
کوئی بوتل کا کھولتا تھا کاگ	کوئی گاتا تھا دخت رز کا سہاگ

ایک طرف سے سرخمو نے کاکل کھولی جنبش دی ستارے ٹوٹ کر گرنے لگے اور جسم ساحرون مین آگ لگی غرضکہ ایک ہنگامہ اور شور رستخیز برپا ہوا اسی ہنگامے مین عمرو نے اول تو باغ جمشید مین جو کچھ مال وغیرہ اور لباس و زیور شاہان طلسم کا پایا اُتار کر نذر زنبیل کیا اور عیارون کو حکم دیا کہ بارگاہون پر چڑھکر کلس اتار و عیار لوٹنے لگے فوج ساحران نے بجلیان گرا کر بارگاہون اور خیمون کو جلا کر گرا دیا عیارون نے کلس اُتار لیئے عمرو باغ جمشید لوٹ کر

چلا اور بارگاہ نشست افراسیاب پر آکر گرا او پر سے برق مخشتر ٹرکر گری ستون اور طناب جل کر بارگاہ گری عمرو نے میز و کرسی و دنگل و فرش و کلس وغیرہ جال مار کر نذر زنبیل کیے پھر وہان سے چاہ زہر دیر آیا پوجاری اور نذر بھینٹ چڑھانے والے بھاگ گئے تھے اصل محافظ و ملازم شاہ طلسم وہان تھے عمرو نے گلیم اوڑھکر یہان بھی جال مارا کہ جو کچھ زر و گوہر و جواہر کہ چڑھایا گیا تھا جال مین کھنچ آیا ساحر محافظ گھبرائے سحر کرنے لگے مگر کس پر سحر کرین کیونکہ کوئی نظر نہین آتا کو دوسرا جال عمرو نے پھر مارا وہ چاہ کہ مثل تالاب ہی جو کچھ کہ نیچے اسکے اور کنارے کنارے رہ گیا تھا وہ بلکہ مٹی تک ابکی کھنچ آئی ایک غار پڑگیا واضح ہو کہ یہ مقام بنام خداوند جمشید مشہور رہا اس باعث سے ساحر عظمت کرتے ہین کوئی سحر کی جگہ نہین ہی اور کچھ خبیث وغیرہ یہان مسکن گزین رہتے ہین کہ نیرنگی سحر کی دکھاتے ہین مگر جال عطیہ جناب الیاس ہی اسپر کسی خبیث اور ساحر کا بس نہین چلتا اگر یہ جال افراسیاب پر بھی پڑے تو وہ بھی کھنچ آئے اور نہ گرفتار کرنا شاہ طلسم کا بسبب ممانعت امیر کے ہی اور ایسے مقام پر جال مارنا باعث یہ ہی کہ جب دشمن نے تدبیر ایسی کی کہ جس سے سفر اور رہائی نا ممکن ہوئی پس اسکا عوض یہی چاہیے تصریح اسکی زیادہ کچھ ضرور نہین ناظرین خود سمجھ لینگے حاصل مطلب یہ کہ ایک غار اس جگہ پڑگیا اور خبیث وہان کے اور ساحر گھبرا کر فرار ہوے جب وہ مقام برباد ہو چکا عمرو اور عیارون نے دست غارت عام و خاص ہر شخص پر دراز کیا اور ساحرون نے فوج کے گولے اور ناریل وغیرہ ہزارون کیا بلکہ لاکھون آدمیون کو قتل کیا میلے مین جھمیلا ڈال دیا بجاے خرید و فروخت کے نرخ جان ارزان تھا پیر نو سالہ اور کودک دہ سالہ کا ایک بھاؤ تھا رشتہ ریسمان حیات کے جھوے پڑے تھے رہرو عدم جھولتے زخمون کے پھول کھلے تھے خون سے زمین یاقوت پوش تھی لب ہر زخم لب لعلین معشوق کا رنگ دکھاتے داغہاے جسم صورت دینار و درم نظر آتے تھے بازار موت گرم تھا اجل کے خریدار ملک عدم کے لوگ سیار تھے فرش کشتون کا بچھا تھا خیمے عناصر کے استادہ تھے تلوار سحر کی چمک چمک کر مانند بجلی کے گر رہی تھی ہر سمت بھگدر تھی بھاگو بھاگو کی آواز آتی تھی ایک پر دوسرا گرا پڑتا تھا تو تلے مین اوپر مین اوپر وہ نیچے بھاگتے رستہ نہ ملتا تھا دکانین خالی سناٹا ہو کا عالم اسپر یہ آفت کہ ہر جگہ جال ایسا سی دراز ہو کر پڑتا تھا کہ لاکھون من کی چیز سوا سیر و دو من کی ہو کر

کھنچ آتی تھی عمرو نے چوراسی گھنڈیاں زنبیل کی کھول دیں دل سے کہا اللہ دے اور بندہ
لے مجھ غریب کو خدا نے دو چار کوڑیاں آج دلا دیں عیار جدا لوٹتے پھرتے صراف اور
بزازہ اور جوہری بازار ہر جگہ کو صاف کردیا فوج نے لاشوں کے ڈھیر لگا دیے لاکھوں
آدمی تھا ایک ایک دکان دس دس آدمی نے آکر لوٹی تو دم بھر میں بازار میں صاف
ہو گئیں لیکن جس نے جو لوٹا وہ عمرو کے لیے بجنسہ اپنے پاس رکھا کہ خواجہ ہمارے محسن ہیں
جان بچائی ہے اپنے پاس سے کچھ نہ دیں تو مال غنیمت اُنکے لیے رکھنا مناسب ہے اور
دوسرے وہ محاسبہ ضرور لینگے پھر جو دینا پڑا تو ملزم بھی ہوے اور مال بھی گیا غرضکہ
دو پہر کامل لوٹ و مار و ہنگامہ قیامت زار برپا رہا لاش پر لاش تھی اور مردے پر
مردہ تھا کہ ابیات

غنیمت کشان بر در شہریار ۔۔۔ غنیمت کشیدند بیش از شمار
سریر و سراپردہ و تاج و تخت ۔۔۔ نہ چندانکہ آن بر توانند سخت
طبقہاے بلور و خوانہاے لعل ۔۔۔ ظرائف کشان را بہ فرسود نعل
ہمان تازی اسپان با زین و زر ۔۔۔ خطائی غلامان زرین کمر
نورد و ملوکانہ بیش از شمار ۔۔۔ شتر بار زرینہ بیش از ہزار
سراسیمگی در منش تاختہ ۔۔۔ ز رخت خر و خانہ پرداختہ
ز دل دادن پچاوشانِ دیر ۔۔۔ دلاور شدہ گور بر جنگ شیر
یکے گفت ہوے دو گر گفت ہان ۔۔۔ برآورد سرہاے ہوے از جہان
ز بس غارت آوردن از ہر شاہ ۔۔۔ غنیمت نہ گنجید در عرصہ گاہ
بجز گوہرین جام زرین عمود ۔۔۔ بہ خروار گوہر با نبار عود
ہم از زر دکانے ہم از لعل دور ۔۔۔ لبیے چرم قنطارہا کردہ پر
ز کافور چون سیم صحرا ستردہ ۔۔۔ ز سیم چو کافور صد پارہ کوہ
لبیے بردہ یونانی دیر بری ۔۔۔ سبق بردہ بر ماہ و بر مشتری

اسی طرح لوٹ مار کر سب اپنے لشکر کی جانب چلے لیکن عیار بچیاں جو نکال دی گئی تھیں اس
ہنگامہ کو دیکھکر حیران ایک جگہ قتل و غارت کے خوف سے ٹھہر رہیں اور کہا شاہان
طلسم اور حیرت کو شاید ان عیاروں نے مار ڈالا چلو ذرا خبر لیں یہ کہکر بصورت میدل

باغ جمشید مین گیئین اور ملکہ کو ہوشیار کیا آنکھ کھلتے ہی اُسنے عجب ہنگامہ دیکھا کہ نہ بارگاہ ہین
نہ میلا نہ آرایش نہ زیبایش قتل عام ہی بھگدر پڑی ہی لوٹ ہو رہی ہی یہ دیکھکر بلبلا کر
اوڑی لیکن لاکھون ساحر اپنے پرائے پھرتے تھے کس سے لڑے اکیلی کسکو روکے آخر ستون
بارگاہ تھامکر رونے لگی یہان مہرخ اور عیار وغیرہ نکلکر اپنے لشکر مین پہونچے عمرو نے کہا ای
ملکہ سب سردار اپنی اپنی صورت کا پتلا یہان بٹھایئن اور ایسا سحر کردو کہ ناچ بارگاہ مین ہو
اور پیمانۂ عشرت گردش پذیر رہے بمجرد ارشاد خواجہ یہی سامان سب نے کیا سجے سجے شبیہ
کرسیون و دنگلون پر جلوہ گر ہوے رقص و سرود کا جلسہ ہوا یہ تدبیر جب ہو چکی کئی ہزار
ساحر مگر ایسے ویسے بہیر و بنگاہ کے لوگ اس جگہ طلایہ داری پر مامور کیئے اور کہا کوئی آفت
آئے تو بھاگ جانا اور کل لشکر کو مع سرداران ذی رتبہ کے ہمراہ **نافرمان** کرکے حکم دیا کہ
کوہ سیاہ مین جاکر فروکش کرو اور عیارون سے کہا تم بھی ساتھ جاؤ سب طرح ہوشیاری
رکھنا یہ لوگ **نافرمان** کے ساتھ کوہ سیاہ کی طرف گئے وہان پہونچکر خیمہ سیاہ مین سردار
اور صحرا و کوہ مین لشکر ٹھہرا عیار گرد لشکر خبرگیری کو پھرنے لگے خلاصہ یہ تو سب آرام پذیر
ہین مگر ہوشیار رہین اور **عمرو** گلیم اوڑھے وہین ٹھہرا ہی مگر **افراسیاب** کی سُنیئے کہ باغ عشرت
کے قریب جاکر خیال کیا کہ عیار کوہستان مین کسی غار مین چھپے ہونگے اور **عمرو** نے گلیم اوڑھی
ہوگی بس اور عیارون کو چلکر گرفتار کر **عمرو** اُنکی رہائی کو آئیگا گرفتار کرلیتا یہ
سوچکر قریب صحرا پہونچ کر ٹھہرا اور خبیث و بلاہا ے طلسم ہمراہ آئے ہین اُنکو حکم دیا کہ عیارون
کو جاکر ڈھونڈھو وہ سب چلے اور شہنشاہ ٹھہر رہا اُسوقت میلے کے لوگ کہ چار سمت
بھاگے تھے کچھ ادھر بھی جا نکلے اِسنے دیکھا کہ بہت آدمی گروہ گروہ عورتون اور بچون
کو ساتھ لیئے سر برہنہ خاک اُڑاتے بھاگے جاتے ہین جادوگرنیان بال منھ پر بکھرائے
ساریان پھٹی ہوئین بعض اوپر کے جسم سے برہنہ اور بعض جسم پایئن سے بدحواس بحر
فراموش از خود رفتہ گویا بیہوش بھاگی جاتی ہین شاہ نے انھین بلاکر پوچھا تم کون ہو
کیا ماجرا ہی وہ شاہ جادوان کو پہچان کر روئے اور پکارے کہ ہم لوٹے گئے بچے ہمارے قتل
ہوے اور سب کیفیت عذر بیان کی سُننا تھا کہ غضب طاری ہوا اور بلاؤن اور ہمراہیون
کو ساتھ لیکر پھرا آکر عجب عالم میلے کا پایا چیونٹی نے فیل مست کو پست کیا ایک سناٹا
ہر سمت تھا دکانین برباد یارگاہین جلے ہوئے ڈھیر غرض چار طرف اندھیر حیرت

جوگریان و نالان ہی اُسکو تسکین دیکر اپنے ساتھ لیا کہ مین ابھی سب کو غارت کیئے دیتا ہون
شاہان و معززین طلسم کو ہوشیار کیا اُنھون نے اپنا لٹنا اور میلے کا برباد ہونا دیکھکر عرض کیا
کہ آئین طلسم مین فرق آیا ہمکو اجازت ہو کہ اپنے اپنے مرحلے پر جا بیٹھین افراسیاب نے
فرط ندامت سے انھین رخصت کر دیا سب شاہ و اکابر کوتوال دوربان بلاہاے طلسم وغیرہ
جو کہ آئے تھے لٹے پٹے اپنی جگہ پر گئے اور شاہ جادوان حیرت کو لیکر چلا پانچ ہزار مور ساتھ
ہین کہ جنپر ساحران نامی سوار ہین اور بادشاہ کو کمال غضب طاری ہی تازیانہ مار سیاہ
ہاتھ مین ہی منھ سے کف جاری ہی یہان تک کہ لشکر مہرخ جہان اُترا رہتا تھا وہان پہونچکر
نعرہ مارا اور سامان عشرت دیکھکر نارنج و ترنج مارنا شروع کیئے پیکان تیر اور شعلے آتش کے
اور سانپ اور بچھو اور تیھر اور برف وغیرہ برسنے لگے اور آندھیان تاریک آئین زمین
شق ہو گئی صدائین مہیب آئین بارگاہین اور خیمے مسمار ہو گئے بجلیان گرین کہ ہمشیبہ
سرداران اور رقاصۂ انجمن سب غارت و تباہ ہو گئے جو ساحر کہ عمرو نے یہان چھوڑے
تھے جہانتک کہ اُنسے بھاگا گیا بھاگے باقی ہلاک ہو گئے شاہ طلسم نے آکر دیکھا سب کو مرا پایا
اور لاشین پڑی دیکھین حکم کیا کہ انھین لاشون پر پانچ بارگاہین ہماری استادہ ہون بموجب
حکم پانچ بارگاہ جنمین ستون مکلل بجواہر تھے استادہ ہو گئین اور ہر ایک بارگاہ مین بارہ
بارہ سو کرسی جواہر کی بچھ گئین تخت پر شاہ جلوہ گر ہوا سب نے قتل حریف کی خوشی کی
نذرین دین ناچ ہونے لگا حیرت سے شاہ جادوان نے کہا لو مین نے دم بھر مین سبکو غارت
کر دیا اب تم اپنی فوج یہین اُتارو اور ناچ دیکھو صبح کو مین میلا جو لٹ گیا ہی اُسکی درستی
اور انتظام کرونگا اور عیار اکیلے رہ گئے ہین کہانتک بھاگتے پھرینگے سب کو گرفتار کر کے
بعذاب الیم مارونگا اب مین باغ سیب مین جاکر بقیہ شب آرام کرتا ہون کس لیے کہ کئی
روز سے بیخور و خواب ہون ذرا تم اُس مفتری عیار سے ہوشیار رہنا یہ کہکر آپ باغ سیب
مین جاکر آرام گزین ہوا یہ تو سویا اور فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا یعنے عمرو جو گلیم اوڑھے یہان
موجود تھا اُسکو جاتے دیکھکر از بسکہ دوندۂ بیدرنگ ہی دوڑتا ہوا آن واحد مین
مہرخ پاس پہونچا اور کہا جلد چلو یہی وقت ہی دشمن کو قتل کرو مہرخ وغیرہ لشکر جرار
تیار کرا کر روانہ ہوئی حیرت یہان ناچ دیکھ رہی تھی کہ فلک نے گردش دکھائی بلاے
آسمانی نازل ہوئی طنابین بارگاہون کی کٹ کر گرین اور ایسی آندھی آئی کہ روشنی تمام لشکر

کی گل ہوئی یعنے **مخمور** نے بال کھول سر ہلانا شروع کیا وہ آفت آئی کہ جہان تاریک ہوگیا
پھر تو اُس اندھیرے مین لشکر فوج **حیرت** پر جا گرا وہی سامان دوشینہ پیش تھا ایک جانب
سے سلین برف کی گرتی تھین پہاڑ سے پتھر اُڈ کر آتے تھے سنگ دلون کو خاک مین ملاتے
تھے قیامت برپا ہوئی ساحر کل نوہا مانے تھے زک اُٹھا چکے تھے ذرا بھی نہ اٹکے بھاگ
کھڑے ہوے ادھر بارگاہین خیمے جلنے لگے حیرت منہ پیٹ کر باہر نکلی پکاری ارے مشعل
سحر لاؤ ارے **یاقوت** اے زمرد کدھر ہے ساری فوج کو روک کون سنتا ہے جال ایسا سی
پڑ رہا ہے بجلیان گرتی ہین ہوا سرد چلتی ہے باغ سحر لگا ہے کہین **مخمور** کے سحر سے میخواری
کا چرچا ہے بھگدڑ پڑی ہے ساحر قتل ہو رہے ہین بیرون کا غل ہے لشکر **مہرخ** کے طبل
و بوق بجتے تھے تڑ کا ہوتا تھا علم بلند تھے پھریرے اُڑتے تھے الحفیظ الامان ہزارون
ساحر بیجان تھے کہ بمقتضاے **نظم**

گریزندگان را دران رستخیز	نہ روے رہائی نہ راہ گریز
سواران ہمہ تیر پرداختہ	گہے تیر و گہ ترکش انداختہ
دران سلخ آدمی زادگان	زمین گشتہ کوہ از بس افتادگان
بجان بر خود ہر کسے گشت شاد	کس از کشتن کس نیاورد یاد
زبس کشتہ بر کشتہ مردان مرد	شدہ راہ بربستہ برہ نورد
بران دجلہ خون بلند آفتاب	چو نیلوفر افگندہ زورق بآب
پراگندگی در سپاہ اوفتاد	تزوہش در آرزم شاہ اوفتاد

یعنی جسوقت کہ سنان **مہرخ** عالیشان کی چاک رشدوے شب کے کلیجے کے پار گذری اور چشمۂ
آفتاب سے سبقت درخشندگی نیزہ و شمشیر نے کیے **عمرو** روبفرار لایا **حیرت** ہر سمت
بیتاب پھرتی تھی صبح کو دیکھا کہ میدان مین ستھراؤ لاشون کا ہے بجاے طائر خوش الحان صبح
کے زاغ و زغن کا ہجوم اس دشت نامبارک و شوم مین تھا خزانہ اور اسباب جو کچھ میلہ مین
لٹنے سے بچا تھا اُسکا پتا نہ تھا نہ فوج تھی نہ لشکر دوست و مونس وغیرہ سب بھاگ گئے تھے
یہ بھی ناچار نالان و گریان باغ **سیب** کی طرف گئی **عمرو** لوٹ مار کر دم سحر اپنا لشکر لیکر
کوہ سیاہ مین آیا مگر **مہرخ** سے کہا کہ اب یہان سے بھی مع لشکر سمت کوہ سبز جاؤ مگر ہمشبیہ اپنے
چھوڑ جاؤ سب نے پتلے اپنی صورتون کے چھوڑے اور فوج کے ہاتھی گھوڑے خیمہ

وغیرہ چوپائے ہزارون صحرا مین ہانک دیے اور خیمے استادہ رکھے ہزارون ساحر کہین کدر
ایسے ویسے گھاٹی مین اور جابجا گرد پہاڑ کے مقرر کیے اور کہا جب کوئی آفت آئے تو
بھاگ جائین غرضکہ ایسا بندوبست کرکے ہمراہ سرخمو کوہ سبز کی طرف گئے اور عمرو گلیم
اوڑھکر یہان بٹھا اور اس طرف حیرت نے جاکر اپنے شوہر کو بیدار کرکے رورو کر تمام حال
بیان کیا افراسیاب بغضب تمام اسی وقت چلا اور لشکر جہان قتل ہوا تھا وہان آیا
برباد تباہ اُسے دیکھکر اس قدر غصہ آیا کہ طلسم باطن کی سمت چھوڑکر تین جانب تلاش کہان
دس دس کوس گیا آخر کوہ سیاہ مین دیکھا کہ ناچ ہورہے ہین بارگاہ مین سردار بیٹھے ہین
لشکر اُترا ہوا ہی یہ دیکھتے ہی انگشتری جمشید پہاڑ کے سامنے کرکے ایسا نعرہ مارا کہ سینہ کوہ
شق ہوگیا اور پہاڑ کے پتھر اُڑکر برسنے لگے اور دریاے مواج پیدا ہوکر بارگاہ و پیش
اور سب ڈوبنے لگے بھگدر پڑی جنکی قضا نہ تھی وہ تو بھاگ کر بچے اور باقی مارے گئے
دم بھر مین میدان صاف کردیا کہا یہ سب نمک حرام یہان چھپے تھے اور وہان اپنی صورت
کے چھوڑ آئے تھے یہ کہکر خیمہ استادہ کرا کر وہان بیٹھا سحر کیا نقارہ طلسمی بجا اہل لشکر اور میلے
کے لوگ بھاگے ہوئے خدمت شاہ مین آئے اُنھین تسکین دی دکانداراہل حرفہ
و پیشہ کو عوض لٹ جانے کے مال وزر بہت سا دیکر رخصت کیا منتظمون سے حکم دیا
کہ باغ جمشید اور چاہ زمرد وغیرہ جو مقام خراب ہین وہ درست کیے جائین اہلکارون
نے تعمیل حکم کی شاہ نے کہا اے حیرت مین اب چار دانگ طلسم مین جہان کہین
عیار ہونگے اُنکو قید اور بند کرکے لاتا ہون اور اپنا کام آپ ہی خوب ہوتا ہی مین جاتا
ہون یہ کہکر لشکر اور حیرت کو چھوڑکر روانہ ہوا اور ازبسکہ اس انتظام مین شاہ طلسم
سپہر چہارم سمت کوہ سیاہ مغرب کے گیا اور جنود کو ایک خیمہ گاہ افلاک مین
قیام پذیر رہا نظم

چو شب زیور عنبرین ساز کرد	سر نافۂ مشک را باز کرد
چو شب خواست کز غم سیاہ آورد	منش سر سوے خوابگاہ آورد

عمرو نے مہرخ کو جاکر مطلع کیا وہ لشکر لیکر آگری لشکریان حیرت بڑی بربادی اور تباہی اٹھا
چلے مینھ خیمے گرتے ہی اور بجلیان چمکتے ہی مال واسباب چھوڑکر بھاگ گئے کہ میان جان ہی
تو جہان ہی اُنکے بھاگنے سے حیرت تنہا رہی خیال کیا کہ اتنے بڑے لشکر سے

اکیلے لڑنا نا ممکن ہی یہ تصور کر کے رو بفرار لائی پھر تو بموجب مغل خانہ خالی را دیو میگیرد عمرو
نے بہت جلد وہان کا اسباب جو کچھ تھا بار کرا کر اپنا آراستہ لیا اور بدستور اول کوہ سبز مین
انتظام کر کے ہمراہ افتخار جادو سمت کوہ سرخ سار لشکر گیا اور عمرو بھی اسکی ساتھ لشکر کے
گیا ادھر افراسیاب عیارون کو ڈھونڈھ رہا تھا کہ لشکری اسکو فراری ملے اُنسے حال سُنکر
پھرا لیکن وہ عرض پیرا ہوے کہ موافق قاعدہ اول کے حیرت لشکر لیکر اُترین حریف بھی
مقابلے مین آئیگا اسوقت شہنشاہ سب کو غارت کرین اور اس طرح عیار بڑی زک دینگے
شاہ نے اس رائے کو پسند کیا اور پھر باغ سیب مین گیا حیرت بھی آئی حکم لشکر کشی
از سر نو دیا ساحر نامی ہمراہی ملکہ کے لیئے تجویز ہونے لگے یہ اس فکر مین ہی لیکن عمرو کوہ سرخ پر
پہونچکر ٹھہرا اسوقت شکیل نے کہا ہم تو مفارقت مطلوب مین اس ہنگامے مین جان دیتے
تو اچھا تھا اب میرے اُستاد شہنشاہ کوکب کو میرے حال کی خبر ہوتی تو وہ مدد ضرور کرتے
عمرو نے کہا ہم وہان جائینگے پتا پھر تباؤ اُسنے پھر بتایا کہ سمت مشرق کوہ ہفت رنگ
اور دریاے ہفت رنگ ہی اتنا کہنے نہ پایا تھا کہ یکایک بجلی چمکی اور ہاتھی پر سر علم ایک
آفتاب نکلا ہوا دیکھا کہ وہ علم کا پنجہ تھا عمرو سمجھا کہ افراسیاب آیا ارادہ بھاگنے کا
کیا تھا کہ شکیل نے پہچان کر کہا گھبراؤ نہین یہ میرے چچا عشاق جادو ہین یہ سُنکر سب
ٹھہرے اُسوقت ساحر ہزار در ہزار کرگدن سوار شیر سوار اور اژدر سوار و فیل سوار و طاؤس
سوار قریب پانچہزار کے اور مہنت اور اتیت بے شمار ہین ظاہر ہوے اور عشاق فیل پر
سوار نمودار ہوا شکیل دوڑکر اسکی خدمت مین گیا اسنے پہچان کر گلے سے لگایا اور سب حال
سُنکر فیل سے اُترا اور لشکر ٹھہرا کر مہرخ کی طرف چلا عمرو نے اسکو آتے دیکھکر تاج سر پر مکلل بجواہر
اور لباس پر تکلف پہنا ایسا لباس تھا کہ شاہان دہر کو نا ممکن تھا گوہر شب چراغ ہر جگہ اس
مین روشن تھا لہذا خوب آراستہ ہو کر تخت پر جلوس کیا کہ وہ مہرخ پاس آیا مگر رعب خواجہ
کا دیکھکر سلام کیا دنگل پر بیٹھا بھاوج سے اپنی کہا کہ تم شاہ طلسم سے ناحق بگڑین اور مہرخ
نے کہا اب تو ہم مطیع عمرو ہین اسنے کہا وہ کہان ہین کہا یہ کیا ہین اُسنے پہچان کر عمرو سے
ملاقات کی اور کہا خواجہ میرے پاس ایک انگوٹھی اور ایک کڑا ہی تمام عمر مین یہ تحفہ مین
نے پیدا کیا ہی وہ مین تمکو دونگا کہ تمھارے بہت کام آئیگا اور افراسیاب بادشاہ
طلسم ہی اس سے مین مقابلہ نہین کر سکتا یہ باتین کرتا ہوا وہان سے کوچ کر کے مع مہرخ

وغیرہ کے چلا اور اُس جگہ کہ جہان لشکر حیرت ہمیشہ مقابلہ کیا کرتا اور اُترا کرتا تھا پہونچا
یہان کئی ہزار ساحر شاہ جادوان کی طرف سے مقیم تھا عشاق نے ایک نارنج مارا کہ وہ بیچ
لشکر مین جاکر پھٹا اور دھوان پیدا ہوا کہ تمام دُنیا سیاہ ہوگئی اس دھوئین کے جسم مین لگنے
سے ملازمان افراسیاب نے اپنے گلے اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالے لاشین اُنکی کھنچواکر پھکوا دین اور
خیمے اور سراپردے اور بارگاہ شاہی اور عیش محل وغیرہ درست کیے گئے بازارین آراستہ
ہوئین دکانین کھل گئین بدستور قدیم لشکر مین چہل پہل گھماگھمی شروع ہوئی اور یہ خبر طائران بھی
نے شاہ طلسم کو پہونچائی اُسنے ساحران نامی کو مع لاکھون ساحرون کے ہمراہ حیرت کے
روانہ کیا لشکر حیرت دریا کے اس پار آکر جاے قدیم پر خیمہ زن ہوا اسکے ساتھ صرصر عیارہ بھی
آئی اور لشکر کو چھوڑ کر چلی کہ جاکر عیاری کرون غرضکہ صورت بدلکر مہرخ کے لشکر مین آئی دیکھا
کہ عمرو لشکر کے اُتروانے مین اور انتظام مین مصروف ہے صرصر فی الفور صورت عمرو کی بنی
اور بارگاہ مین عشاق کے آئی عشاق براے آسایش اور کسل سفر سے آسودہ
ہونے کے لیئے بارگاہ مین آکر لیٹا تھا عمرو کو دیکھکر اُٹھ بیٹھا صرصر نے کہا میرے ساتھ چلو
کچھ کام ہے وہ ہمراہ ہوا یہ تنہائی مین جب آئی بیضہ بیہوشی مارکر بیہوش کرکے پشتارہ باندھکر
بارگاہ حیرت مین گئی اسنے قید سحر مین مبتلا کرکے ہوشیار کیا اور کہا اقرار کر کہ عمرو کا ساتھ
نہ دونگا اُسنے کہا اب تو مین بیشک شریک عمرو ہون حیرت نے جلاد کو بلایا اور حکم
قتل دیا لیکن بعد کچھ دیر کے یہان عمرو نے بارگاہ مین عشاق کی آ کے نہ پایا صورت بدلکر
بارگاہ حیرت مین گیا لیکن صرصر نے پہچان کر کہا کھڑا تو رہ موئے اور بنیجہ پکڑ کر دوڑی
عمرو باہر بارگاہ کے نکل گیا اتفاق سے برق بھی یہان آیا تھا صرصر کو دیکھکر چھپ رہا
جب یہ قریب آئی برق نے کمند ماری کہ وہ اُلجھ کر گری اُسنے بیہوش کرکے درخت
پر چڑھکر باندھ دیا عمرو نے کہا بیٹا بڑا کام کیا یہ سب کھیل بگاڑتی تھی حاصل یہ کہ
برق صورت مثل صرصر کے بناکر بارگاہ مین گیا مگر ابریق وزیر نے حیرت سے کہا کہ یہ
صرصر نہین ہے حیرت نے سحر کرکے برق کو بھی پکڑ لیا اور ایسا سحر کیا کہ رنگ عیاری
چھوٹ گیا اصل صورت نکل آئی اسکو بھی برابر عشاق کے زیر تیغ بٹھایا یہ دونون جوع
قلب سے دعا درگاہ خدا مین کرنے لگے کہ اے دافع البلیات ہمین رہائی دے کہ بیت

ہمہ زیر دستیم و فرمان پذیر	توئی یاوری دہ توئی دستگیر

تیر دعا ہدف اجابت پر لگا یعنے دو مہنت کالون مین کنڈل ہاتھون مین لوہے کے کڑے پہنے شکلین کالی ہیئت نرالی بارگاہ مین آئے حیرت کو بلا کر کے ایک رقعہ دیا اُسنے خط پہچانا کہ افراسیاب کے ہاتھ کا لکھا ہی مضمون یہ تھا کہ کتاب سامری دیکھکر معلوم ہوا کہ تمنے عشاق و برق کو مقید کیا ہی ان مہنتون کے ہمراہ ہمارے پاس انھین بھیجدو حیرت خط تحریر شوہر پہچان چکی تھی بے تامل سحر اپنا دفع کر کے انکو حوالے کیا عمرو و قران مہنت بنکر آئے تھے جب باہر آئے نعرہ کر کے بھاگے اور عشاق اُڑ کے بارگاہ مین آیا حیرت نعرہ سُنکر غمگین ہوئی اور بزور سحر دریافت کیا کہ صرصر درخت سے بندھی بیہوش ہی اُسکو کھلوایا ادھر عشاق نے عمرو سے کہا کہ خواجہ تمنے مجھپر احسان کیا یہ کہکر بہت کچھ زر و جواہر توڑے روپے اشرفی کے پیش کیئے عمرو نے کہا وہ انگوٹھی اور کڑا جو آپ نے دینے کو کہا تھا عنایت فرمایئے اُسنے ساحرون سے حکم دیا کہ صندوقچہ لاؤ وہ ایک صندوقچہ لائے اُسنے اُسکو کھولکر انگوٹھی اور کڑا نکالا نگینہ انگشتری کا آفتاب کی طرح چمکتا تھا غرضکہ وہ حوالے عمرو کے کر کے کہا کہ تم ہر ساحر پہ فتحیاب ہو گے اور کسی کا سحر تم پر تاثیر نکرے گا اور یہ انگوٹھی مثل انگشتری جمشید ہی اور صفت اُسکی بہت ہی تمکو خود حال ظاہر ہوگا اب مین بھی جاتا ہون اور تمھین بھی چاہیے کہ سمت کوکب جاؤ اور اُسکو اپنا شریک کرو عمرو اُسی وقت اُٹھ کھڑا ہوا کہ مین جاتا ہون یہ خبر مخمور نے سُنی جس طرح بیٹھی تھی اُٹھ کھڑی ہوئی کہ خواجہ مین تمھارے ساتھ ہون ان تمام ہنگامون مین وہ رات تمام ہوئی یعنے درج سیاہ شب سے لعل آبدار خورشید جوہری روزگار نے نکالا اور بازار انجم برخاست ہوا کہ بمقتضاے

نظم

بر آسودہ تا صبحدم بر دمید
ملک بارگہ سوے صحرا کشید

سپیدی شد اندر سیاہی پدید
عنان راہ را داد و منزل برید

یعنے صبح کو ہر ایک سے ملکر مخمور کو ہمراہ لے کے عمرو سمت کوکب روانہ ہوا اب یہ دونون تو جاتے ہین اور لشکر دونون جانب کے آمادہ جدال و قتال ہین لیکن خاکسار اس جلد کو ختم کرتا ہی انشاء اللہ بقید حیات مستعار اور فرط شوق ناظرنیان فسانہ عالی تبار جلد ثانی بھی لکھے گا سرسری مین اس جلد کو عجلت مین حقیر نے لکھا ہی منشی گری کا دعوے نہین کیا ہی پس میری غلطیون پر نظر نہ فرمایئن اور مجکو دعاے خیر دین

قطعات تاریخ مطبوعہ سابق

از نتایج سخن پناہ مؤلف طلسم ہذا یعنی حضرت جاہ

لکھی جو اے جاہ داستان یہ عجب مزے کی حکایتین ہین
کہین ہی جنگ وجدل کا سامان کہین ہی عیاریون کا چرچا
کسی جگہہ پر صفت مکان کی کہین پہ تعریف شہر کی ہی
کہین پہ آمد ہی لشکرون کی کہین لڑائی کا ہی سراپا
کہین ہی نیرنگی طلسمی کہین ہی اسمین بیان جادو
کہین ہی وصف بہار گلشن کہین بیانِ صفاتِ صحرا
کہین ہی جھگڑا جو عاشقون سے تو نازنینونکی پیاری باتین
کہین سراپا ے حسن دلبر کہین ہی میلے کا اسمین جلسا
نرالی صورت سے ہر جگہہ پر بیان کیا ہی جو دن کا ہونا
تو رات ہونے کے وصف مین بھی نیا ہی انداز ہی نکالا
کہین کسی پہ کوئی ہی عاشق تو لطف الفت لکھا گیا ہی
بیان ہجرت جو کوئی دیکھے تو غم کا سامان لکھا ہی کیسا
جو فکر تاریخ سال مین کی تو بولا ہاتف کہ جاہ لکھدے
طلسم عالم مین روح افزا طلسم نادر رواج پایا

از جناب منشی دھنپت راے صاحب محقق لکھنوی خلف منشی جلیسکھ راے صاحب خیرآبادی فرمان نویس سلطانی مختار نواب وحید الدولہ عضد الملک مرزا مہدی حسین صاحب بہادر اسد جنگ

نوشت جاہ دراز دو جو داستان لطیف
پی وضاحت سالش بہ بینات و زبر

عروس طبع ستیتش در صفا سفت
طلسم ہوشربا دل فزا محقق گفت
سمبت ۱۹۴۰ بکرماجیت

ایضاً و صنعت از حروف منقوطہ

داستان میر حمزہ دلپسند
سال تاریخش محقق فی البدیہہ
جاہ بے اشکال و بے عائق نوشت
داستان خوشتر و فائق نوشت

از شاعر نکتہ آرا جناب منشی رام سہائے صاحب تمنا مالک مطبع تمنائی لکھنوی

نہ کیون ہو میر محمد حسین جاہ کا نام
جو داستان ہو وہ دلکش جو ذکر ہو وہ نفیس
ہوا بخیر کتاب بسیط کا انجام
یہ حال طبع تمنا بصد تمنا لکھ
کہ لکھی نثر پسند جہان بصد اعزاز
اگر ہو طرز نرالا تو ہو نیا انداز
کہ تھا سعید جہان اس فسانہ کا آغاز
طلسم ہوشربا داستان ناز و نیاز

از ہنرپرور جناب منشی مرزا جعفر حسین صاحب قمر لکھنوی شاگرد حضرت جاہ

لکھا جو جاہ نے افسانۂ فصیح و بلیغ
ہر ایک لفظ ہو شیرین ہر ایک حرف ملیح
قمر کو فکر جو تاریخ سال ہجری تھی
کہ جسپہ خوبی حسن بیان ہوئی ہو تمام
بیان سب ہو مسلسل نہ ہے وقار نظام
گرا کے ایک کہا ہو۔ بہار باغ کلام

تقریظ مع تاریخ از جناب منشی آغا محمد صاحب مہر لکھنوی

نغمہ سنجی ہزار داستان زبان گلشن حمد نخلبند حدیقۂ کون و مکان مین جسقدر رہو کم ہو کیونکہ وہ بفحوائے افاراد و شیاان یقول لہٗ کن فیکون صانع طلسم عالم ہو کہ بہ بیت صانعی کز کمال عز و جلالع و ثنایش زبان ناطقہ لال ٭ و نعت آنجناب سپہر رسالت فخر عالم و آدم اکلیل سر عرش معظم فروغ بخش لوح خاطر روشن ضمیران ہو کہ وہ پیشوائے رسولان سلف در یتیم پاکیزہ صدف بحر بے پایان شرف مفتاح کنز عرفان ہو صلی اللہ علیہ وعلی آلہ الطاہرین اصحابہ و ازواجہ اجمعین صریر طوطی خامۂ معانی نگار شکرریز توصیف شکرستان خوش مقالی حضرت جاہ مین ہو کہ جنھون نے طلسم نادر و لاجواب انتخاب مطبوع طبع ہر شیخ و شاب تحریر فرمایا الحق اعجاز بیان اور نیرنگ قلم دکھایا یہ طلسم ہفت دفتر داستان امیر حمزہ کی جان ہو اس گوہر بے بہا کی کسے پہچان ہو لاریب اسم با مسمیٰ ہو بیشک ہوشربا ہو دفتر مین ایک ایک قصہ فارسی لکھا تھا وہ بھی نسخہ کسی کو نہ ملتا تھا منشی جاہ نے

اسکو عبارت رنگین مضمون نمکین مین تصریح وار لکھا واللہ کمال کیا تکلف یہ کہ زبان اُردو روزمرہ عام و خاص کی ہو اُسی مین بیان کیا ہو قافیہ پیمائی اور تک بندی کو چھوڑا ہو پھر اسی طرز مین استعارات مرغوب بیان حسن و عشق سبحان اللہ کیا خوب کسی بات کو ترک نہ کیا اور دفتر کی شرح مین نہ ایک حرف کم ہوا کچھ نہ گھٹا نہ بڑھا امیر کا کوہ عقیق مین داخل ہونا اور بدیع کا شکار کو جانا غزال جادو کی وجہ سے قید ہو کر گشتہ سحر ہونا پھر عمرو کا جاکر شرارہ کو مارنا عشق ملکہ تصویر جادو بدیع سے اور مارنا دیو طلسم کو پھر قید ہو جانا دہن اژدر مین پھر اسد کا اور عیارون کا طلسم مین جانا اور عشق ملکہ مہ جبین پھر ذکر شراکت مہرخ اور لشکر کشی فوجون کا جماؤ بہار کا لڑنا عمرو کی عیاریان ساحرون کو مارنا مخمور کا عشق نور الدہر سے حیرت اور مصور کا مقابلہ مہرخ سے رعد کا عشق الماس پری چہرہ دختر مصور سے غرض جو بیان کیا نقشہ اُسکا سارا کھینچ دیا کہین دشت کی رنگینی وہ گلہاے الفاظ کی گلشن کتاب مین خوشبو بھینی بھینی وہ معشوقون کے ناز و عاشقون کے شوق آمیز انداز ہر جگہ لڑائیان سحر آزمائیان سبحان اللہ مؤلف موصوف نے قلم توڑ دیا ہی فی الحقیقت یہ شاعر شیوا زبان بلبل ہندوستان لانظ غرائب فصاحت حافظ مراتب بلاغت وزن شناس حیران تقطیع موجد کلام بدیع نخلبند حدیقۂ معانی بہار طلیع بیانی نشاط مرصع زبانی صیرف دار العیار سخندانی ہو واہ واہ کیا کیا حضرت نے نثاری فرمائی ہی طبیعت داری دکھائی ہی ہر فقرے سے دلاویزی پیدا ہی ہر لفظ سے دقیقہ سنجی ہویدا ہی کہین عورتون کی زبان ہی بعینہ وہی محاورہ اور ویسا ہی بیان ہی جہان ہجر کی شکایت ہی کیا فراقیہ دلسوز حکایت ہی ہر حرف نقش از رنگ مانی و بہزاد ہی ہر فقرہ کا شانہ کتاب مین شاد اور آباد ہی سحر کے عجائبات اور غرائبات صنع ندرت طرازی مؤلف دکھاتی ہی روح سامری کی شرماتی ہی معرکہ آرائی جنگ و جدال پیرزال کو سام و نریمان و رستم دستان بناتی ہی فقرون کی چلبلاہٹ شاہد رعناے الفاظ کی اچپلاہٹ حسینان جہان کو اپنے حسن دلاویز پر بھاتی ہی ایسے جانان دلفریب و رہزن صبر و شکیب غارتگر متاع خرد و ہوش ہر صغیر و کبیر برنا و پیر کو یارون نے بہت ڈھونڈھا لیکن مثل گوہر شب چراغ نایاب پایا سچ ہی کیون نہو النادر کالمعدوم مشہور ہی ایسی چیز کا مشتاق ہر ذی شعور ہی فی الحال جناب ممدوح نے اس طلسم کی ایک جلد کو مطبع فیض منبع مرجع خاص و عام عالی مقام نامی گرامی اودھ اخبار خوش اطوار مین طبع کرایا مالک مطبع قدردان ہر فن خصوصًا فن خلق و مروت مہربان ہنرپرور

علی الخصوص بحر جود و سخاوت عالی ہمت والا نعمت دقیقہ سنج مرنجان مرنج زبان دہ زبان دانان جوہر شناس شاعران سخندان صاحب ذروز ورجناب منشی نولکشور صاحب دام اقبالہ بالتول والتواتر نے نہایت عمدگی سے اس معشوقہ نظر فریب کو حلل گرانمایہ و زیور جوہر بے بہائے طبع سے آراستہ فرمایا ہے خریدار مشتاق یقین ہے کہ خرید کرکے حظ کافی اور لطف وافی اٹھاینگے جب اسے پڑھینگے دنیا کے قصے بھول جاینگے اس افسانہ عجیب و نادر کی کہانتک توصیف کی جائے یہ خوبی مین آپ ہی اپنی نظیر ہے لہذا ایک قطعہ تاریخ حال اتمام تحریر ہے

قطعہ تاریخ

لکھا یہ جاہ نے افسانہ فصیح و بلیغ
جو فقرے اسکے ہین رنگین تو ہے بیان سلیس
نثار کیون نہو رنگین بیانیون پر دل
کہ یہ فسانہ دل زار کا ہوا ہے انیس
عجیب شوخی مضمون ہے ماشاء اللہ واہ
عجیب قصہ ہے ہر اہل انجمن کا جلیس
گرا کے مہر سر اشک کو لکھو تاریخ
زہے حکایت عمدہ و داستان نفیس

از شاعر ذیشان جناب منشی سلطان خان صاحب سلطان لکھنوی شاگرد عبد الغنی خان غنی

عجیب خانہ معجز نگار جاہ ہے واہ
دکھایا جسنے یہ اعجاز حسن اپنا تمام
دکھائی جادو طرازی سے خوب ہی نیرنگ
زبان کلک سے گویا لیا طلسم کا کام
تمام قصہ ہوا اس طرح کا فصاحت بیز
نثار جسپہ فصیحون کے دل رہینگے مدام
جو فکر کی پئے تاریخ سال اے سلطان
کہا یہ دل نے کہ ہے گلشن خرد یہ کلام

از نکتہ پرور جناب نواب مرزا محمد اکبر صاحب اکبر لکھنوی شاگرد حضرت زیبا

جناب جاہ کی جادو طراز یان ہین یہ
زبان کلک کے اعجاز کو دیا ہے رواج
طلسم ہوش با واقعی ہے ہوش ربا
کہ اس فسانے کو کہیئے سرور بخش مزاج
پے فصاحت تاریخ سال اے اکبر
سروش غیب یہ بولا کہ کیون ہے تو محتاج
نظر جو پڑتی ہے نیرنگیان دکھاتا ہے
ایاغ بادہ میخانۂ طلسمی آج

از سخن پناہ جناب مرزا محمد جان صاحب ماہ لکھنوی شاگرد نجم پھپانوی

مہر چرخ برتری ہی یہ فسانہ واہ واہ
کیوں نہو بحر فصاحت کا یہ در بے بہا

کہتے ہین جادو بیانی اسکو پڑتی ہی نظر
ایک دم مین کشور دل کو مسخر کر لیا

سر کو جادو کے جدا کر کے لکھو تاریخ ماہ
کیون نہو یہ داستان گلستان دلربا

از سخن پناہ جناب میر محمد حسین جاہ مؤلف فسانۂ ہذا بحروف منقوطہ

بسا ہوا ہی زمانے کا بوی گل سے دماغ
فروغ گل سے چمن مین بھی جل رہے ہین سراج

کھلے ہین باغ مضامین کے تازہ تازہ گل
ہو سکے نہ زر گل کا چمن مین خوب رواج

طلسم ہوش ربا ہی فسانۂ رنگین
معانی اسکے ہین سب لبرونکے سر کے تاج

اسی کی جلد ہی پہلی دوبارہ معرض طبع
دیار حسن کے شاہونسے کیون نہ لے وہ باج

لکھو بصنعت منقوطہ جاہ یہ تاریخ
بہار باغ سخن کی ہی دونی رونق آج

قطعۂ تاریخ ثانی از جناب منشی رام سہاے صاحب تمنا مالک مطبع تمنائی

یہ وہ قصہ ہی جسے سحر کا دفتر کہیئے
خنجر جادو نیرنگ کا جوہر کہیئے

نثر مین سیف زبانی کا جو پیدا ہی اثر
اُسکو بیشک رگ جان کے لیئے نشتر کہیئے

خوبی نثر مسلسل کا بیان ہو کیونکر
زلف سنبل اسے یا گیسو دلبر کہیئے

لفظ لفظ اسکا فصاحت کی دکھاتا ہی بہار
کیون نہ اس نثر کو ہر نثر سے بہتر کہیئے

کام ہی ایسا کیا جاہ نے سبحان اللہ
ایسے ناثر کو نہ کیون شاہ سخنور کہیئے

اب دوبارہ جو چھپا نسخۂ راحت انگیز
ہی بجا اسکو اگر قند مکرر کہیئے

ای تمنا یہ تاریخ بصد لطف و خوشی
قصۂ ہوش رُبا دلکش و دلبر کہیئے

تاریخ طبع ثانی از طبع وقاد جناب منشی دوارکا پرشاد صاحب برادر خرد تمنا

یہ داستان ہوشربا مخزن طلسم
قصون کی آبرو ہی فسانونکی جان ہی

نثر اسکی بے نظیر عبارت ہی بے مثال
عمدہ ہی بول چال دل آرا بیان ہی

انشا کے قاعدے سے ہیں الفاظ کی نشست
باغ طلسم و جادو دیز نگ ہین سطور
ہر جملہ اسکا ہے صدف گوہر کمال
ہر حرف سے ہین جوہر انشاگری عیان
یہ قصۂ نفیس جو بار دوم چھپا
آئی لب افق سے ندا بہر سال طبع

کل روزمرہ صاف ہے شستہ زبان ہے
جو صفحہ ہے وہ سحر و فسون کا مکان ہے
فقرہ ہر اک جواہر خوبی کی کان ہے
ایک ایک لفظ جسم فصاحت کی جان ہے
گلچین بوستان معانی جہان ہے
نایاب قصہ ہوش ربا داستان ہے

تاریخ طبع سابق از جناب میر وارث علی صاحب صبیح تلمیذ میر عشق مرحوم

ہوئی وہ طبع کتاب طلسم ہوش ربا
نہیں ہے نثر ظہوری کی کچھ اشارا پیر
جہان ہے نثر وہان بوستان کا ہے عالم
جہان پہ آگیا ہے ذکر رزم صل علی
کیا ہے ساحرون کے سحر کا بیان جسجا
پری وشون کا کہین تذکرہ اگر آیا
کہین ہے بزم کا رنگ اور کہین ہے رزم کا ڈھنگ
مؤلف اسکے محمد حسین جاہ جو ہین
کہی صبیح نے تاریخ انکے ایما سے
یہ وہ کتاب چھپی ہے بشر تو ایک طرف

ہر ایک جسکا ورق طبقۂ پرستان ہے
کہ نسر طائر گردون بھی جسپے قربان ہے
ہر ایک شعر ہے یا گلبن گلستان ہے
ظہور رستم دستان کی جنگ کا وان ہے
تو جنگ حضرت موسیٰ ع ہان نمایان ہے
تو وانپہ صاف عیان صورت پرستان ہے
کسی مقام پہ عیاریون کا سامان ہے
کہ داستان کا جنکی ہر اک ثنا خوان ہے
کہ جسکو سنکے ہر اک اہل ہوش شادان ہے
پکارتے ہین پری رو بھی اپنا ارمان ہے

از نتیجہ طبع رسا مورخ کامل جناب منشی بھگوان دیال صاحب عاقل

ایجنٹ سابق مطبع ہذا

چو طبع گشت بآئین خوب طرز بہین
نوشت مصرع تاریخ طبع او عاقل

ز جاہ قصہ ربا و داستان حسین
طلسم ہوش ربا دلکش و طرب آگین

ایضاً

لکھی ہی یہ وہ داستان جاہ نے
ہزار ون بھری جبین ہین خوبیان
لکھا کلک عاقل نے مصراع طبع
لکھی داستان کیا ہی حیرت بیان

از نتیجہ فکر ابو ناظم مولنا محمد حامد علیخان حامد شاہ آبادی مصحح مطبع ہذا

لکھی یہ داستان ہی اُسنے حامد
کہ جواب طوطی شکر فشان ہی
اہی رنگین جس طرح اسکی عبارت
بتاؤ دوسری ایسی کہان ہی
لکھی یہ داستان اُسنے ہر ایسی
کہ عاشق جسپہ ہر پیر وجوان ہی
طبیعت اُسکی ہی اک بحر ذخار
سمندر کی طرح ہر دم روان ہی
زبان مین اُسکی سحر سامری ہی
حقیقت مین بڑا جادو بیان ہی
مراد دل ملی ہر قصہ خوان کو
جسے دیکھو وہ ازبس شادمان ہی
غرض چھپکر ہوئی تیار جب یہ
کہ جو خوبی مین ممدوح جہان ہی
پئے تاریخ کی تعب فکر مین نے
کہ یہ معمول طبع شاعران ہی
مری فکر رسانے مجھسے حامد
جو خضر جادۂ گم گشتگان ہی
یہ فرمایا نہ کر کچھ فکر تاریخ
یہ لکھدے۔ فرحت افزا داستان ہی

از راحت جان محمد ناظم حسین خان ناظم مصحح خلف اکبر حضرت حامد

جاہ نے جیسا یہ قصہ ہی لکھا ای ناظم
ایسا ان آنکھون نے دیکھا ہی نہ کانون نے سُنا
ہر سخنور نے اسے دیکھ کے یہ فرمایا
حبذا اصل علے اصل علے اصل علے
نثر وہ جسپہ ہوئی نثر ثریا صدقے
نظم وہ جان سے جس پر در یکتا ہین فدا
قوت ناطقہ تعریف مین ہی اسکی لال
وصف مین اسکے ہی خاموش زبان گویا
جس قدر مدح کرون اُسکی مین تحریر ہی کم
مختصر یہ ہی کہ ثانی نہین دیکھا اِسکا
اُسکے مطبع مین چھپا جو ہی امیر اعظم
نام معلوم ہی ہر فرد بشر کو جسکا

چھپ چکا جب تو ہوئی سال کی مجھسے درخواست — مین نے تاریخ لکھی نسخۂ بیمثل چھپا

ولہ

سب اسے دیکھ کے کہتے ہین یہی ہی ناظم — آج تک لکھا نہین ایسا ہی واللہ طلسم
مین نے بھی دیکھ کے اسکو یہ کہا برجستہ — سب طلسمون کا ہی بیشک یہ شہنشاہ طلسم
جاہ نے اسکو بنایا ہی بڑی صنعت سے — ہی بجا کہیے اگر اسکو ہی باجاہ طلسم
واسطے اُنکے زمانے مین جو ہین قصہ خوان — سچ اگر کہیئے تو ہی یہ خضر راہ طلسم
مین نے سقوطہ مین تاریخ لکھی چھپنے کی — حضرت جاہ کا معقول چھپا واہ طلسم

ازجناب منشی محمد احمد حسین خان صاحب احمد شاہ آبادی خلف

حافظ غلام علی خان صاحب

داستانین تو ہزارون ہی چھپین ای احمد — داستان ایک بھی لیکن ہی نہین اسکے مثل
مین نے تاریخ کی فکر کیا یک آئی — لب ہاتف سے ندا۔ دفتر اول بے مثل

از منشی نرائن بخش راقم خلف منشی گوبند پرشاد صاحب

فضا لکھنوی

جب طبع ہوئی یہ جاہ کی نثر — جسمین قصہ لکھا ہی کیا خوب
فقرہ فقرہ ہی جس کا دلکش — مصرع مصرع ہی جسکا محبوب
نیرنگ و طلسم دیکھ اس کے — عیارون کے ہون حواس مسلوب
دیکھی نہ سُنی کوئی حکایت — ہی جیسی یہ داستان خوش اسلوب
تیار ہوئی یہ چھپ کے جسدم — تاریخ تھی اسکی دل کو مطلوب
بہر طبع جدید مجھکو — ہاتف نے بتایا مادہ خوب

ہجری تاریخ اس کی فی الفور
لکھ دے راقم۔ بیان مرغوب

تاریخات طبع سابق

از نتیجۂ طبع نقادِ سخندان کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل ایجنٹ سابق مطبع

ہر اک اہلِ نظر ہوتا ہے شاداں اسکے پڑھنے سے
عبث ہے فکر تمکو سال تاریخ مسیحی کی

کیا ہے جاہ نے تالیف کیسا دلنشین قصہ
لکھو عاقل کہ زیبا خوشنما راحت گزین قصہ ۱۹۰۰ء

ولہ

داستان امیر حمزہ سے
سال ہجری یہی لکھو عاقل

جاہ نے خوشنما لکھا قصہ
فرحت انگیز دلکشا قصہ ۱۳۲۶ھ

از اسوۂ سخنوران مولٰنا محمد حامد علیخان حامد شاہ آبادی محافظ عملۂ تصحیح مطبع ہذا

پانچوین بار فضل حق سے چھپی
مصرع سال لکھا حامد نے

کیسی اچھی طلسم ہوش رُبا
خوب لکھی طلسم ہوش ربا

ولہ

عجیب قصہ و لچسپ جاہ نے لکھا
جو کوئی سائل تاریخ طبع ہو حامد

بھرے ہین جسمین مضامین خوب سرتاپا
خوب لکھی طلسم ہوش رُبا

خاتمۃ الطبع

للہ الحمد والمنۃ کہ فسانۂ لاجواب و رنگین سراسر فرحت آگین شاہد معنی دلرُبا المسمٰے جلد اوّل طلسم ہوش رُبا مؤلفہ موجد داستان گوئی منشی میر محمد حسین جاہ لکھنوی بصحت تمام وسعی مالا کلام مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین حسب الحکم عالی جناب منشی بشن نرائن صاحب مالک مطبع باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ مطبع بماہ [illegible] سنہ ۱۹۳۰ء آٹھوین مرتبہ چھپکر شائع ہوئی۔

(برقی آرٹ پریس دریا گنج نئی دہلی)